بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

فہرست مضامین بہارشریعت حصہ دوم

دسواں حصہ

(کتاب القط والملقیط)

1	لقیط کا بیان	9
2	لقطہ کا بیان	11

(کتاب المفقود)

3	مفقود کا بیان	17

(کتاب الشرکۃ)

4	شرکت کا بیان	18
5	شرکت فاسدہ کا بیان	28
6	شرکت کے متفرق مسائل	32

(کتاب الوقف)

7	وقف کا بیان	35
8	کس چیز کا وقف صحیح ہے اور کس کا نہیں؟	42
9	مصارف وقف کا بیان	44
10	اولاد پر یا اپنی ذات پر وقف کا بیان	49
11	مسجد کا بیان	53
12	قبرستان وغیرہ کا بیان	57
13	وقف میں شرائط کا بیان	59
14	تولیت کا بیان	62
15	اوقاف کے کبار کا بیان	68
16	دعویٰ اور شہادت کا بیان	70
17	وقف مریض کا بیان	77

گیارھواں حصہ

(کتاب البیوع)

1	خرید وفروخت کا بیان	80
2	کسب حلال کے فضائل	81
3	تجارت کی خوبیاں اور برائیاں	82
4	فائدہ ضروریہ	83
5	خرید وفروخت میں نرمی چاہئے	83
6	مسائل تحریہ	84
7	بیع کی شرائط	84
8	بیع کا حکم	85
9	ایجاب وقبول	85
10	بیع تعاطی	87
11	مبیع وثمن	88
12	ثمن کا حال ومؤجل ہونا	89
13	مختلف قسم کے سکے چلتے ہوں تو ان کی صورتیں	90
14	ایجاب قول وتعیینے سے بیع	90
15	کیا چیز بیع میں داخل ہوتی ہے اور کیا نہیں	92
16	پھل اور ببول کی خریداری	94
17	بیع میں استثنا ہوسکتا ہے یا نہیں	95
18	ناپنے تولنے اور پرکھنے والے کی اجرت کس کے ذمہ ہے؟	96

19	خیارِ شرط کا بیان	99
20	بیع میں جس وصف کی شرط لگی وہ نہیں ہے	104
21	خیارِ تعیین	105
22	خریدار نے دام طے کر کے بغیر بیع کیے چیز پر قبضہ کر لیا	106
23	خیارِ رویت کا بیان	107
24	خیارِ عیب کا بیان	112
25	خیارِ عیب کی شرائط	113
26	عیب کی صورتیں	113
27	جانوروں کے بعض عیوب	115
28	دوسری چیزوں کے عیوب	116
29	موانعِ رد کیا ہیں اور کس صورت میں نقصان لے سکتا ہے؟	116
30	غصبی فاسق میں رد کے احکام	121
31	بیع فاسد کا بیان	122
32	چھپی ہوئی چیز کی بیع	124
33	دو چیزوں کو بیع میں جمع کیا ان میں ایک قابلِ بیع نہ ہو	125
34	تالاب اور دریا میں جو مچھلیاں ہیں ان کی اور جو شکار ابھی قبضہ میں نہیں آیا اس کی بیع	127
35	بیع فاسد کی دیگر صورتیں	128
36	جتنے میں چیز بکی اس کو اس سے کم دام میں خریدنا	130
37	موانعِ صحتِ بیع	133
38	بیع فاسد میں مبیع یا ثمن سے نفع حاصل کیا وہ کیسا ہے	134
39	حرام مال کیا ہے	135
40	بیع مکروہ کا بیان	135
41	بیع فضولی کا بیان	138
42	مرہون یا مستاجر کی بیع	141
43	اقالہ کا بیان	142
44	مرابحہ اور تولیہ کا بیان	144
45	مبیع و ثمن میں تصرف کا بیان	148
46	مبیع اور ثمن میں کمی بیشی ہو سکتی ہے	150
47	قرض کا بیان	152
48	تنگ دست کو مہلت دینے یا معاف کرنے کی فضیلت اور دین نہ ادا کرنے کی مذمت	156
49	سود کا بیان	158
50	سود سے بچنے کی صورتیں	163
51	حقوق کا بیان	165
52	استحقاق کا بیان	166
53	رجوع میں تناقض کہاں معتبر اور کہاں نہیں؟	169
54	بیع سلم کا بیان	172
55	بیع سلم کی شرائط	173
56	بیع سلم کس چیز میں درست ہے اور کس چیز میں نہیں؟	175
57	راس المال اور مسلم فیہ پر قبضہ اور ان میں تصرف	177
58	استصناع کا بیان	179
59	بیع کے متفرق مسائل	180
60	کیا چیز شرط فاسد سے فاسد ہوتی اور کس کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں؟	183
61	بیع صرف کا بیان	185

بارھواں حصہ

(کتاب الکفالۃ)

1	کفالت کا بیان	196

(کتاب الحوالہ)

2	حوالہ کا بیان	213

(کتاب القضاء)

3	قضا کا بیان	219
4	اقضیہ کے مسائل	231
5	تحکیم کا بیان	233
6	مسائل متفرقہ	235

(کتاب الشہادۃ)

7	گواہی کا بیان	239
8	کس کی گواہی مقبول ہے اور کس کی نہیں؟	247
9	شہادت میں اختلاف کا بیان	256
10	شہادت علی الشہادت کا بیان	258
11	گواہی سے رجوع کرنے کا بیان	260

(کتاب الوکالۃ)

12	وکالت کا بیان	262
13	خرید وفروخت میں توکیل کا بیان	266
14	وکیل بالخصومۃ اور وکیل بالقبض کا بیان	276
15	وکیل کو معزول کرنے کا بیان	280

تیرھواں حصہ

(کتاب الدعویٰ)

1	دعوے کا بیان	284
2	حلف کا بیان	293
3	تحالف کا بیان	296
4	کس کو مدعا علیہ بنایا جا سکتا ہے اور کس کی حاضری ضروری ہے	300
5	دعویٰ دفع کرنے کا بیان	301
6	جواب دعویٰ	303
7	دو شخصوں کے دعویٰ کرنے کا بیان	304
8	قبضہ کی بنا پر فیصلہ	309
9	دعوائے نسب کا بیان	312

(کتاب الاقرار)

10	اقرار کا بیان	314
11	اقرار وارث بعد موت مورث	323
12	استثنا اور اس کے متعلقات کا بیان	324
13	نکاح وطلاق کا اقرار	327
14	خرید وفروخت کے متعلق اقرار	328
15	وصی کا اقرار	329
16	ولایت ونصب وغیرہ کا اقرار	330
17	اقرار مریض کا بیان	333
18	اقرار نسب	338
19	مسائل متفرقہ	340

WWW.NAFSEISLAM.COM

(کتاب الصلح)

20	صلح کا بیان	343
21	دعوائے دَین میں صلح کا بیان	350
22	تجارت کا بیان	353
23	مہر و نکاح و طلاق و نفقہ میں صلح	355
24	ودیعت و عاریہ و اجارہ و مضاربت و رہن میں صلح	356
25	غصب و سرقہ و جنایہ میں صلح	358
26	کام کرنے والوں سے صلح	359
27	بیع میں صلح	360
28	صلح میں خیار	361
29	جائیداد غیر منقولہ میں صلح	363
30	یمینی کے متعلق صلح	365
31	دوسرے کی طرف سے صلح	365

چودھواں حصہ

(کتاب المضاربہ)

1	مضاربت کا بیان	368
2	متفرق مسائل	382

(کتاب الودیعۃ)

3	ودیعت کا بیان	383

(کتاب العاریۃ)

4	عاریت کا بیان	395

(کتاب الھبۃ)

5	ہبہ کا بیان	400
6	ہبہ واپس لینے کا بیان	409

(کتاب الاجارہ)

7	اجارہ کا بیان	419
8	اجارہ کی چیز میں کیا اعمال جائز ہیں اور کیا نہیں؟	436
9	دابہ کے اجارہ کا بیان	436
10	اجارۂ فاسدہ کا بیان	438
11	ضمانِ اجیر کا بیان	439
12	دو شرطوں میں سے ایک پر اجارہ	449
13	خدمت کے لیے اجارہ اور اجارہ کو فسخ کر رکھنا	450
14	موجر اور مستاجر کے اختلاف	451
15	اجارہ فسخ کرنے کا بیان	452
16	اجارہ کے متفرق مسائل	456

(کتاب الولاء)

17	ولا کا بیان	561

پندرھواں حصہ

(کتاب الاکراہ)

1	اکراہ کا بیان	464
2	حجر کا بیان	470
3	بلوغ کا بیان	472
4	ماذون کا بیان	473

(کتاب الغصب)

5	غصب کا بیان	474
6	مغصوب چیز میں تغیر	479

WWW.NAFSEISLAM.COM

(کتاب الشفعہ)

7 شفعہ کا بیان 487
8 شفعہ کے مراتب 489
9 طلب شفعہ کا بیان 492
10 جائیداد کتنے دعووں میں شفیع کو ملتی ہے 497
11 کس میں شفعہ ہوتا ہے اور کس میں نہیں 499
12 شفعہ باطل ہونے کی وجوہ 500

(کتاب القسمۃ)

13 تقسیم کا بیان 503
14 کیا چیز تقسیم کی جائے گی اور کیا نہیں؟ 505
15 طریقہ تقسیم 507
16 مہایاۃ کا بیان 512

(کتاب المزارعت)

17 مزارعت کا بیان 516
18 معاملہ یا مساقاۃ کا بیان 524

(کتاب الذبائح)

19 ذبح کا بیان 527
20 حلال وحرام جانوروں کا بیان 534
21 اضحیہ یعنی قربانی کا بیان 538
22 قربانی کے جانور کا بیان 544
23 عقیقہ کا بیان 552

سولھواں حصہ

(کتاب الحظر والاباحۃ)

1 حظر واباحت کا بیان 556
2 پانی پینے کا بیان 568

3 ولیمہ اور ضیافت کا بیان 570
4 تحروف کا بیان 574
5 ذبح کہاں مستحب ہے؟ 576
6 لباس کا بیان 577
7 خاتم کا بیان 586
8 جوتا پہننے کا بیان 587
9 انگوٹھی اور زیور کا بیان 588
10 برتن چھپانے اور سونے کے وقت کے آداب 591
11 چلنے اور سونے اور بیٹھنے کے آداب 591
12 دیکھنے اور چھونے کا بیان 596
13 مکان میں جانے کے لیے اجازت لینا 602
14 سلام کا بیان 605
15 مصافحہ ومعانقہ وبوسہ وقیام کا بیان 611
16 چھینک اور جماہی کا بیان 615
17 خرید وفروخت کا بیان 617
18 قرآن مجید پڑھنے کے فضائل 620
19 قرآن مجید اور کتابوں کے آداب 626
20 آداب مسجد وقبلہ 627
21 عیادت ونماز جنازہ کا بیان 629
22 لہو ولعب کا بیان 633
23 اشعار کا بیان 635
24 جھوٹ کا بیان 636
25 زبان کو روکنا اور گالی گلوچ، لعنت اور چغلی سے پرہیز کرنا 639
26 فحش وبے حیائی کا بیان 650
27 ظلم کی مذمت 652
28 غصہ اور تکبر کا بیان 652
29 ہجر اور قطع تعلق کا بیان 654
30 سلوک کرنے کا بیان 654

WWW.NAFSEISLAM.COM

31	اولاد کو شفقت اور چیزوں پر رحمت	661
32	پڑوسیوں کے حقوق	662
33	حقوق خدا پر مہربانی کرنا	665
34	نرمی و میانہ خوئی، اخلاق کا بیان	667
35	اچھوں کے پاس بیٹھنا اور بُروں سے بچنا	668
36	اللہ عزوجل کے لیے دشمنی اور دوستی کا بیان	669
37	قیامت بپا ہونا اور نفخۂ اولیٰ و ثانیہ	670
38	ختنہ کا بیان	675
39	زینت کا بیان	676
40	نام رکھنے کا بیان	680
41	مسابقت کا بیان	683
42	کسب کا بیان	686
43	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان	687
44	علم و تعلیم کا بیان	690
45	ربا و سود کا بیان	697
46	زیارتِ قبور کا بیان	702
47	ایصالِ ثواب	703
48	مجالسِ خیر	705
49	آدابِ سفر کا بیان	707
50	متفرقات	709

سترھواں حصہ

1	تحری کا بیان	706
2	احیائے اموات کا بیان	717

(کتاب الاشربہ)

3	شربہ کا بیان	718
4	اشربہ کا بیان	720
5	شکار کا بیان	723
6	جانوروں سے شکار کا بیان	727

(کتاب الرہن)

7	رہن کا بیان	732
8	شے مرہون کے مصارف کا بیان	739
9	کس چیز کو رہن رکھ سکتے ہیں؟	740
10	باپ یا وصی کا نابالغ کی چیز کو رہن رکھنا	744
11	رہن یا راہن یا مرتہن کی موت کا بیان	746
12	متفرقات	747
13	کسی معتمد شخص کے پاس شے مرہون کو رکھنا	748
14	مرہون میں تصرف کا بیان	750
15	رہن میں جنایت کا بیان	754
16	متفرقات	754

(کتاب الجنایات)

17	جنایات کا بیان	758
18	کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں؟	764
19	اطراف میں قصاص کا بیان	768
20	عرش مال	769

❀❀❀

اختتام جلد دوم

WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

لقیط کا بیان

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک پڑا ہوا بچہ پایا۔ کہتے ہیں میں اسے اٹھا لایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ انہوں نے فرمایا تم نے اسے کیوں اٹھایا؟ جواب دیا کہ میں نہ اٹھاتا تو ضائع ہو جاتا۔ پھر ان کی قوم کے سردار نے کہا اے امیر المومنین یہ مرد صالح ہے یعنی یہ نظر نہیں کہتا۔ فرمایا اسے لے جاؤ یہ آزاد ہے اس کا نفقہ تمہارے ذمہ ہے یعنی بیت المال سے دیا جائے گا۔

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لقیط لایا جاتا تو اس کے مناسب حال کچھ مقرر فرما دیتے کہ اس کا ولی (ملتقط) ماہوار لے لیا کرے اور اس کے متعلق بھلائی کرنے کی وصیت فرماتے اور اس کی رضاعت کے لئے مصارف اور دیگر اخراجات بیت المال سے مقرر کرتے۔

تمیم رضی اللہ عنہ نے ایک لقیط پایا۔ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے انہوں نے اسے اپنے ذمہ لیا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے لقیط پایا اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا انہوں نے فرمایا یہ آزاد ہے اور اگر میں اس کا متبنی ہوتا یعنی اٹھانے والا ہوتا تو مجھ پر فلاں فلاں چیز سے یہ زیادہ محبوب ہوتا۔

عرف شرع میں لقیط اس بچہ کو کہتے ہیں جس کو اس کے گھر والے نے اپنی تنگ دستی یا بدنامی کے خوف سے پھینک دیا ہو۔

مسئلہ نمبر ۱..... جس کو ایسا بچہ ملے اور مظنون ہو کہ نہ اٹھایا جائے تو ضائع یا ہلاک ہو جائے گا تو اٹھانا فرض ہے اور ہلاک کا غالب گمان نہ ہو تو مستحب۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۲..... لقیط آزاد ہے۔ اس پر تمام احکام وہی جاری ہوں گے جو آزاد کے لئے ہیں۔ اگرچہ اس کا اٹھانے والا غلام ہو ہاں اگر گواہوں سے کوئی شخص اسے اپنا غلام ثابت کر دے تو غلام ہوگا۔ (جامع الرموز)

مسئلہ نمبر ۳..... ایک مسلمان اور ایک کافر دونوں نے پڑا ہوا بچہ پایا اور ہر ایک اس کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو مسلمان کو دیا جائے۔ (ع)

مسئلہ نمبر ۴..... لقیط کی نسبت کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اسی کا لڑکا قرار دے دیا جائے اور اگر کوئی شخص اسے اپنا غلام بتائے تو جب تک گواہوں سے ثابت نہ کر دے غلام قرار نہ دیا جائے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۵..... ایک کے دعویٰ کرنے کے بعد دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے تو وہ پہلے ہی کا لڑکا ہو چکا دوسرے کا دعویٰ باطل ہے۔ ہاں اگر دوسرا شخص گواہوں سے اپنا دعویٰ ثابت کر دے تو اس کا نسب ثابت ہو جائے گا۔ دو شخصوں نے بیک وقت اس کے متعلق دعویٰ کیا اور ان میں سے ایک نے اس کے جسم کا کوئی نشان بتایا اور دوسرا نہیں تو جس نے نشانی بتائی اس کا ہے۔ مگر جب کہ دوسرا گواہوں سے ثابت کر دے کہ میرا لڑکا ہے تو

یہی مستحق ہوگا اور اگر دونوں کوئی علامت بیان نہ کریں، نہ گواہوں سے ثابت کریں یا دونوں گواہ قائم کریں تو لقیط دونوں میں مشترک قرار دیا جائے۔ اور اگر ایک نے کہا لڑکا ہے دوسرا کہتا ہے لڑکی تو جو صحیح کہتا ہے اسی کا ہے۔ مجہول النسب بھی اس حکم میں لقیط کی مثل ہے یعنی بلوغ تک نسب میں جو حکم لقیط کا ہے وہی اس کا ہے۔ (جامع صغیر)

مسئلہ نمبر ۶..... لقیط کی نسبت دو شخصوں نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے، ان میں ایک مسلمان ہے ایک کافر تو مسلمان کا لڑکا قرار دیا جائے۔ یونہی اگر ایک آزاد ہے اور ایک غلام تو آزاد کا لڑکا قرار دیا جائے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۷..... خانہ والی عورت لقیط کی نسبت دعویٰ کرے کہ یہ میرا بچہ ہے اور اس کے شوہر نے تصدیق کی یا دائی نے شہادت دی یا دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں نے ولادت پر گواہی دی تو اسی کا بچہ ہے۔ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو عورت کا قول مقبول نہیں اور بے شوہر والی عورت نے دعویٰ کیا تو دو مردوں کی شہادت سے اس کا بچہ قرار پائے گا۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۸..... ملتقط (یعنی خلاء سے ملنے والے) سے لقیط کو جبراً کوئی نہیں لے سکتا قاضی دلا سکتا ہے کبھی اس کا حق نہیں ہاں اگر کوئی سبب خاص ہو تو لیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اس میں بچہ کی مجہد اشت کی صلاحیت نہ ہو یا ملتقط فاسق و فاجر شخص ہے مثلاً بیڑے کہ اس کے ساتھ بدکاری کرے گا ایسی صورتوں میں بچہ کو اس سے جدا کر لیا جائے۔ (جامع صغیر، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۹..... ملتقط کی ضامندی سے قاضی نے لقیط کو دوسرے شخص کی تربیت میں دے دیا پھر اس کے بعد ملتقط واپس لینا چاہتا ہے تو جب تک یہ شخص راضی نہ ہو واپس نہیں لے سکتا۔ (نظام، ہندیہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... لقیط کے جملہ اخراجات کھانا کپڑا سے رہنے کا مکان بیماری میں دوا یہ سب بیت المال کے ذمہ ہے اور لقیط مر جائے اور کوئی وارث نہ ہو تو میراث بھی بیت المال میں جائے گی۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... ایک شخص ایک بچے کو قاضی کے پاس پیش کر کے کہتا ہے یہ لقیط ہے میں نے اس کو ایک جگہ پڑا پایا ہے تو ہو سکتا ہے کہ محض اس کے کہنے سے قاضی تصدیق نہ کرے بلکہ گواہ مانگے۔ اس لئے کہ ممکن ہے خود ہی کا بچہ ہو اور لقیط اس غرض سے بتاتا ہے کہ مصارف بیت المال سے وصول کرے اور ثبوت کے پہنچ جانے کے بعد کہ لقیط ہے نفقہ وغیرہ بیت المال سے مقرر کر دیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... لقیط کے ہمراہ کچھ مال ہے یا لقیط کسی جانور پر ہے اور اس جانور پر کچھ مال بھی ہے تو مال لقیط کا ہے لہٰذا یہ مال لقیط پر صرف کیا جائے مگر صرف کرنے کے لئے قاضی سے اجازت لینی پڑے گی۔ اور وہ مال کہ لقیط کے ہمراہ نہیں بلکہ قریب میں ہے تو لقیط کا نہیں بلکہ لقطہ ہے (جس کا بیان آگے آتا ہے) (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ملتقط نے بغیر حکم قاضی جو کچھ لقیط پر خرچ کیا اس کا کوئی معاوضہ نہیں پا سکتا اور قاضی نے حکم دے دیا ہو کہ جو کچھ خرچ کرے گا وہ دین ہوگا اور اس کا معاوضہ ملے گا اور اگر لقیط کا کوئی باپ ظاہر ہوا تو اس کو دینا پڑے گا ورنہ بالغ ہونے کے بعد لقیط دے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... لقیط پر خرچ کرنے والا ملتقط کو ہے اور کھانے پینے لباس وغیرہ ضروری اشیاء خریدنے کی ضرورت ہو تو اس کا ولی بھی ملتقط ہے۔ لقیط کی کوئی چیز بیچ نہیں کر سکتا نہ کوئی چیز بے ضرورت لاحاصل خرید سکتا ہے۔ (جامع صغیر، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۵..... لقیط کو کسی نے کوئی چیز ہبہ کی یا صدقہ کیا تو ملتقط کو قبول کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ تو نرا فائدہ ہی فائدہ ہے اس میں نقصان اصلاً نہیں۔ (جامع صغیر)

مسئلہ نمبر ۱۶..... لقیط کو علم دین کی تعلیم دلائیں اور علم حاصل کرنے کی صلاحیت اس میں نظر نہ آئے تو کام سکھانے کے لئے صنعت و حرفت کے استادوں کے پاس بھیج دیں تاکہ کام سیکھ کر ہوشیار ہو اور کام آ دی بنے ورنہ بیکاری میں نکما ہو جائے گا۔ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷.....ملتقط کو یہ اختیار نہیں کہ لقطہ کا نکاح کردے اور صحیح یہ ہے کہ اسے اجارہ پر بھی نہیں دے سکتا۔ (بدائع)

مسئلہ نمبر ۱۸.....لقطہ اگر کچھ ہوش رکھتا ہو تو نے سے پہلے مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے اس کو مسلمان اٹھایا ہو یا کافر (علامہ) ہاں اگر کافر نے اسے ایسی جگہ پایا ہے جو خاص کافروں کی جگہ ہے مثلاً عبادت خانہ میں تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے۔ (ع)

لُقطہ کا بیان

حدیث ۱.....صحیح مسلم شریف و مسند امام احمد میں زید بن خالد ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص کسی گم شدہ چیز کو پالے وہ (فوراً) بانٹ دے مگر اوہ بیا گم شدہ کا راز دار نہ رکھتا ہو۔

حدیث ۲.....بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوداؤد ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کا شعلہ ہے یعنی اس کا اٹھانا یا سبب عذاب ہے اگر یہ مقصود ہو کہ خود اسی کے لئے رکھ لیں۔

حدیث ۳.....بزار و دارقطنی رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے متعلق سوال ہوا، فرمایا لقطہ حلال ہے اور جو شخص پڑا اٹھائے اس کی ایک سال تک تشہیر کرے اگر مالک آجائے تو اسے دے دے اور نہ آئے تو صدقہ کردے۔

حدیث ۴.....امام احمد و ابوداؤد و بخاری رحمہم اللہ عیاض بن حمار ؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص پڑی ہوئی چیز پائے تو ایک یا دو عادل کو اٹھاتے وقت گواہ کرلے اور اسے نہ چھپائے اور نہ غائب کرے پھر اگر مالک مل جائے تو اسے دے دے ورنہ اللہ کا مال ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اس حدیث میں گواہ کر لینے کا حکم اس مصلحت سے ہے کہ جب لوگوں کے علم میں ہوگا تو اب اس کا نفس یہ طمع نہیں کر سکتا کہ میں اسے ہضم کر جاؤں اور مالک کو نہ دوں اور اگر اس کا ہاضمہ انتقال ہو جائے یعنی ورثا سے نہ کہہ سکا کہ یہ لقطہ ہے تو چونکہ لوگوں کو لقطہ ہونا معلوم ہے تو کہیں شمار نہیں ہوگی اور یہی فائدہ ہے کہ مالک اس سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتا کہ پیچ، اتنی ہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ بھی۔

حدیث ۵.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری ؓ سے روایت کی کہ علی بن ابی طالب ؓ نے ایک مرتبہ ایک دینار پایا، اسے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس لائے اور رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا (یعنی اس وقت ان کو ضرورت تھی یہ چھپا کر صرف کر سکتا تھا، مگر انہوں نے ایسا نہ کیا) فرمایا یہ اللہ ﷻ نے رزق دیا ہے خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اس سے کھایا اور علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما نے بھی کھایا۔ پھر ایک عورت دینار ڈھونڈتی آئی حضور ﷺ نے فرمایا اسے علی ؓ دو دینار اسے دے دو۔

حدیث ۶.....صحیح بخاری و مسلم میں زید بن خالد ؓ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے لقطہ کے متعلق سوال کیا، فرمایا اس کے ظرف (یعنی تھیلی) اور بندش کو شناخت کرلو پھر ایک سال اس کی تشہیر کرو اگر مالک مل جائے تو دے دو ورنہ تم جو چاہو کرو۔ اس نے دریافت کیا گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ فرمایا فرمایا وہ تمہارے لئے ہے یا تمہارے بھائی کے لئے یا بھیڑیے کے لئے (یعنی اس کا لینا جائز ہے کوئی نہیں لے گا تو بھیڑیا لے جائے گا)۔ اس نے دریافت کیا گم شدہ اونٹ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا فرمایا تم نے کیا کرنا ہے اس کے ساتھ اس کی مشک اور جوتا ہے وہ پانی کے پاس آ کر پانی پی لے گا اور درخت کھاتا رہے گا یہاں تک کہ اس کا مالک پا جائے گا۔ یعنی اس کے لینے کی اجازت نہیں۔

حدیث ۷.....ابوداؤد رحمہ اللہ نے جابر ؓ سے روایت کی وہ کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے عصا اور کوڑے اور رسی اور اسی جیسی چیزوں کو اٹھا کر اسے کام میں لانے کی رخصت دی ہے۔

حدیث ۸.....صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے

دوسرے سے ایک ہزار دینار قرض مانگے اس نے کہا گواہ لاؤ جن کو گواہ بنالوں اس نے کہا کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا (سچ النساء ۷۹) اللہ کافی ہے گواہ۔ (ترجمہ کنزالایمان) اس نے کہا کسی کو ضامن لاؤ اس نے کہا کَفٰی بِاللّٰہِ کَفِیْلًا اللہ کی ضمانت کافی ہے۔ اس نے کہا تو نے سچ کہا اور ایک ہزار دینار اسے دے دیا اور ادائگی کی ایک معیاد مقرر کردی۔ اس شخص نے سمندر کا سفر کیا اور جو کام کرنا تھا انجام کو پہنچایا پھر جب معیاد پوری ہونے کا وقت آیا تو اس نے کشتی تلاش کی کہ جاکر اس کا دین ادا کرے مگر کوئی کشتی نہ ملی۔ ناچار اس نے ایک لکڑی میں سوراخ کرکے ہزار اشرفیاں بھردیں اور خط لکھ کر اس میں رکھا اور خوب اچھی طرح بند کردیا پھر اس لکڑی کو دریا کے پاس لایا اور یہ کہا یہ اللہ عزوجل تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے قرض طلب کیا اس نے کفیل مانگا میں نے کہا کَفٰی بِاللّٰہِ کَفِیْلًا وہ تیری کفالت پر راضی ہوگیا۔ پھر اس نے گواہ مانگا میں نے کہا کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا وہ تیری گواہی پر راضی ہوگیا۔ اور میں نے پوری کوشش کی کہ کوئی کشتی مل جائے تو اس کا دین پہنچادوں مگر میسر نہ آئی اور اب اشرفیاں میں تجھ کو سپرد کرتا ہوں یہ کہہ کر وہ لکڑی دریا میں پھینک دی اور واپس آیا مگر برابر کشتی کی تلاش کرتا رہا کہ اس شہر کو جائے اور دین ادا کرے۔ اب وہ شخص جس نے قرض دیا تھا ایک دن دریا کی طرف گیا کہ شاید کسی کشتی پر اس کا مال آیا ہو کہ دفعتاً وہی لکڑی ملی جس میں اشرفیاں بھری تھیں۔ اس نے یہ خیال کرکے کہ گھر میں جلانے کے کام آئے گی اس کو لے لیا جب اس کو چیرا تو اشرفیاں اور خط ملا۔ پھر کچھ دنوں بعد وہ شخص جس نے قرض لیا تھا ہزار دینار لے کر آیا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں برابر کوشش کرتا رہا کہ کوئی کشتی مل جائے تو تمہارا مال تم کو پہنچادوں مگر آج سے پہلے کوئی کشتی نہ ملی۔ اس نے کہا کیا تم نے میرے پاس کوئی چیز بھیجی تھی اس نے کہا میں کہہ رہا ہوں کہ آج سے پہلے مجھے کوئی کشتی نہیں ملی۔ اس نے کہا جو کچھ تم نے لکڑی میں بھیجا تھا وہ اشرفیاں اس کو تمہاری طرف سے پہنچادیا۔ یہ پانچ ایک ہزار اشرفیاں لے کر ہمارا مردہ واپس ہوا۔

مسائل فقہیہ: لقطہ اس مال کو کہتے ہیں جو پڑا ہوا کہیں مل جائے۔

مسئلہ نمبر ۱.....پڑا ہوا مال کہیں ملا اور یہ خیال ہو کہ میں اس کے مالک کو تلاش کرکے دے دوں گا تو اٹھالینا مستحب ہے۔ اور اگر اندیشہ ہو کہ شاید میں خود ہی رکھ لوں اور مالک کو نہ تلاش کروں تو چھوڑ دینا بہتر ہے۔ اور اگر ظن غالب ہو کہ مالک کو نہ دوں گا تو اٹھانا جائز ہے۔ اور اپنے لئے اٹھانا حرام ہے اور اس صورت میں بمنزلہ غصب کے ہے۔ اور اگر یہ ظن غالب ہو کہ میں نہ اٹھاؤں گا تو یہ چیز ضائع و ہلاک ہوجائے گی تو اٹھالینا ضروری ہے۔ لیکن اگر نہ اٹھائے اور ضائع ہوجائے تو اس پر تاوان نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲.....لقطہ کو اپنے تصرف میں لانے کے لئے اٹھالیا پھر نادم ہوا کہ مجھے ایسا کرنا نہ چاہئے اور جہاں سے لایا وہیں رکھ آیا تو بری الذمہ نہ ہوگا (یعنی اگر ضائع ہوگیا تو اوس دینا پڑے گا) بلکہ اب اس پر لازم ہے کہ مالک کو تلاش کرے اور اسکے حوالہ کردے۔ اور اگر مالک کو دینے کے لئے لایا تھا پھر جہاں سے لایا تھا رکھ آیا تو تاوان نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....ہر قسم کی پڑی ہوئی چیز کا اٹھالانا جائز ہے مثلاً متاع یا جانور بلکہ اونٹ کو بھی لاسکتا ہے کیونکہ اب زمانہ خراب ہے یہ نہ لائے گا تو کوئی دوسرا لے جائے گا اور مالک کو نہ دے گا بلکہ ہضم کر جائے گا۔ (فتح وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴.....لقطہ ملتقط کے ہاتھ میں امانت ہے یعنی تلف ہوجائے تو اس پر تاوان نہیں بشرطیکہ اٹھانے والا اٹھانے کے وقت کسی کو گواہ بنالے یعنی لوگوں سے کہدے کہ اگر کوئی شخص اپنی گمی ہوئی چیز تلاش کرتا آئے تو میرے پاس بھیج دینا اور گواہ نہ کیا تو تلف ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑے گا مگر جب کہ وہاں کوئی نہ ہو اور گواہ بنانے کا موقع نہ ملا یا اندیشہ ہو کہ گواہ بنائے تو ظالم چھین لے گا تو ضمان نہیں۔ (تبیین۔ عر)

مسئلہ نمبر ۵.....پڑا مال اٹھالیا اور اس کے پاس سے ضائع ہوگیا۔ اب مالک آیا اور چیز کا مطالبہ کرتا ہے اور تاوان مانگتا ہے۔ کہتا ہے کہ تم نے بے مجھ سے اپنے تصرف میں لانے کے لئے اٹھایا تھا لہٰذا تم پر تاوان ہے۔ یہ جواب دینا ہے کہ میں نے اپنے لئے نہیں اٹھایا تھا بلکہ اس نیت سے لیا تھا کہ مالک کو دوں گا تو محض اس کہنے سے ضمان سے بری نہیں جب تک بصورت امکان گواہ نہ کرے۔ (بدائع)

مسئلہ نمبر ۶..... دو شخصوں نے لقطہ کو اٹھایا تو دونوں پر تشہیر لازم ہے اور لقطہ کے جمیع احکام دونوں پر ہیں۔ اگر دونوں جا رہے تھے ایک نے کوئی چیز دیکھی اس نے دوسرے سے کہا اٹھا لو، اس نے اپنے لئے اٹھائی تو یہ ذمہ دار ہے اور لقطہ کے احکام اس پر ہیں لقطہ دینے والے پر نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... ملتقط پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارعِ عام اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا یہ مدت پوری ہونے کے بعد سے اختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کر دے۔ مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آ گیا تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کر دے یا نہ کرے اگر جائز کر دیا ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا تو اگر وہ چیز موجود ہے اپنی چیز لے لے اور ہلاک ہو گئی تو تاوان لے گا۔ یہ اختیار ہے کہ ملتقط سے تاوان لے یا مسکین سے جس سے بھی لے گا دوسرے سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... بچے نے پڑا مال اٹھایا اور گھر والوں نے یا ضائع ہونے کی صورت میں اسے بھی تاوان دینا پڑے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... بچے کو کوئی پڑی ہوئی چیز ملی اور اٹھا لایا تو اس کا ولی یا وصی تشہیر کرے اور مالک کا پتہ نہ ملا اور وہ بچہ خود فقیر ہے تو ولی یا وصی خود اس بچہ پر تصدق کر سکتا ہے اور بعد میں مالک آیا اور تصدق کو اس نے جائز نہ کیا تو ولی یا وصی کو ضمان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... اگر ملتقط تشہیر سے عاجز ہے مثلاً بیڑ حیلا مریض ہے کہ بازار وغیرہ میں جا کر اعلان نہیں کر سکتا تو دوسرے کو اپنا نائب بنا سکتا ہے کہ یہ اعلان کرے اور نائب کو دینے کے بعد اگر واپس لینا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا اور نائب کے پاس سے وہ چیز ضائع ہو گئی تو اس سے تاوان نہیں لے سکتا۔ (درمختار، عمدۃ الفتاویٰ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... اٹھانے والا اگر فقیر ہے تو مدت مذکور تک اعلان کے بعد خود اپنے صرف میں بھی لا سکتا ہے اور مال دار ہے تو اپنے رشتہ والے فقیر کو دے سکتا ہے۔ مثلاً اپنے ماں باپ شوہر یا مبا فع اولاد کو دے سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... اٹھانے والا فقیر تھا اور اعلان کے بعد اپنے صرف میں لایا پھر یہ شخص مالدار ہو گیا تو یہ واجب نہیں کہ اتنا ہی خیرات تصدق کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... بادشاہ یا حاکم لقطہ کو قرض دے سکتا ہے چاہے خود ملتقط کو قرض دے دے یا دوسرے کو یونہی کسی کو بطور مضاربت بھی دے سکتا ہے۔ (فتح القدیر، نہر)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ملتقط کے ہاتھ سے لقطہ ضائع ہو گیا پھر اس چیز کو دوسرے کے پاس دیکھا تو یہ دعویٰ کر کے نہیں لے سکتا۔ (شلبی بحیرمی)

مسئلہ نمبر ۱۵..... بدمست آدمی راستہ میں پڑا ہوا ہے اور اس کا کوئی کپڑا بھی وہیں گرا ہے اس کو حفاظت کی غرض سے جو کوئی اٹھائے گا تاوان دینا پڑے گا اگرچہ وہ نشہ میں ہے اس کی چیزوں کے حفظ کی ضرورت نہیں کیونکہ ایسوں سے لوگ خود ڈرتے ہیں۔ ان کی چیزیں نہیں اٹھاتے۔ (شلبی)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جو چیزیں خراب ہو جانے والی ہیں جیسے پھل اور کھانے ان کا اعلان صرف اتنے وقت تک کرنا لازم ہے کہ خراب نہ ہوں اور خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مسکین کو دے دے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... کوئی ایسی چیز پائی جو بے قیمت ہے جیسے کھجور کی گٹھلی انار کا چھلکا انیمی اشیاء میں اعلان کی حاجت نہیں کیونکہ معلوم ہوتا ہے اسے چھوڑ دینا بالجملہ ہے کہ جو چاہے لے لے اور اپنے کام میں لائے اور یہ چھوڑنا تملیک نہیں کہ مجہول کی طرف سے تملیک صحیح نہیں۔

لقطہ واجب بھی مالک کی ملک میں باقی ہے(ردالمحتار) اور بعض فقہا، فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ وہ متفرق ہوں اور اگر اکٹھی ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ مالک نے کام کے لئے جمع کر رکھی ہیں لہٰذا محفوظ رکھنے کے لئے خرچ نہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... لقطہ کی نسبت اگر معلوم ہے کہ یہ ذمی کی چیز ہے تو اسے بیت المال میں جمع کرادے۔ خود اپنے تصرف میں نہ لائے نہ مساکین کو دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... اگر مالک کے پتہ چلنے کی امید ہے اور ملتقط کے مرنے کا وقت قریب آگیا تو وصیت کر جانا یعنی یہ ظاہر کر دینا کہ یہ لقطہ ہے واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... ملتقط کو لقطہ کی کوئی اجرت نہیں ملے گی اگر چہ تھی ہی دور سے اٹھا لایا ہو اور لقطہ اگر جانور ہو اور اس کے کھلانے میں کچھ خرچ کیا ہو تو اس کا معاوضہ بھی نہیں پائے گا ہاں اگر قاضی کی اجازت سے ہو اور اس نے کہہ دیا ہو کہ اس پر خرچ کر جو کچھ خرچ ہو گا مالک سے لے وصول کر لینا تو اب مصارف لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... جو کچھ حاکم کی اجازت سے خرچ کیا ہے اسے وصول کرنے کے لئے لقطہ کو مالک سے روک سکتا ہے۔ مصارف دینے کے بعد وہ لے سکتا ہے۔ اور (لقطہ کا مالک مصارف) نہ دے تو قاضی لقطہ کو بیچ کر مصارف ادا کر دے اور جو بچے مالک کو دے دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... لقطہ پر خرچ کرنے کی قاضی سے اجازت طلب کی تو قاضی گواہ طلب کرے گا۔ اگر گواہوں سے لقطہ ہونا ثابت ہو گیا تو مصارف کی اجازت دے گا ورنہ نہیں اور اگر ملتقط کہتا ہے میرے پاس گواہ نہیں ہیں تو قاضی یہ حکم دے گا کہ اگر تو سچا ہے اس پر خرچ کر مالک آئے گا تو وصول کر لینا اور اگر تو کاذب ہے تو کچھ نہ لے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۳..... لقطہ اگر ایسی چیز ہے جو جس سے منفعت حاصل ہو سکتی ہے مثلاً بیل، گدھا، گھوڑا کہ ان کو کرایہ پر دے کر اجرت حاصل کر سکتا ہے تو حاکم کی اجازت سے کرایہ پر دے سکتا ہے اور جو اجرت حاصل ہوا ہے اسے خود رکھ بھی دی جائے اور اگر ایسی چیز لقطہ ہو جس سے آمدنی نہ ہو اور سردست مالک کا پتہ نہیں چلتا اور اس پر خرچ کرنے میں مالک کا نقصان ہے کہ کچھ دنوں میں اپنی قیمت کی نہ رہے گا تو قاضی اس کو بیچ کر اس کی قیمت محفوظ رکھنے کو اسی میں مالک کا نفع ہے اور قاضی نے بیچ کی یا قاضی کے حکم سے ملتقط نے تو بیچ نافذ ہے بننا مالک اس بیچ کو رد نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... لقطہ ایسی چیز تھی جس کے رکھنے میں مالک کا نقصان تھا۔ اسے خود ملتقط نے بغیر اجازت قاضی بیچ ڈالا تو بیع نافذ نہ ہوئی بلکہ اجازت مالک پر موقوف رہے گی۔ اگر مالک آیا اور بیع مشتری کے پاس موجود ہے تو اسے اختیار ہے بیع کو جائز کر دے یا باطل کر دے اور چیز اس سے لے لے اور اگر مالک اس وقت آیا کہ مشتری کے پاس وہ چیز نہ رہی تو اسے اختیار ہے کہ مشتری سے اس کی قیمت سے تاوان لے لیا بائع سے تاوان لے اگر بائع سے تاوان لے گا تو بیع نافذ ہو جائے گی اور زرِ ثمن بائع کا ہو گا مگر زرِ ثمن جتنا قیمت سے زائد ہوا سے صدقہ کر دے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲۵..... لقطہ کا مدعی پیدا ہو گیا اور وہ نشان اور پتہ بتاتا ہے جو لقطہ میں موجود ہے یا خود ملتقط اس کی تصدیق کرتا ہے تو دے دینا جائز ہے اور قاضی نے حکم کر دیا تو دینا لازم اور بغیر حکم قاضی دے دیا تو اس کا کفیل یعنی ضامن لے سکتا ہے۔ (درمختار)

اور علامات بتانے کی صورت میں اگر دینے سے انکار کرے تو مدعی کو گواہ سے ثابت کرنا ہو گا کہ یہ اسی کی ملک ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مدعی نے علامت بیان کی ملتقط نے اس کی تصدیق کی اور لقطہ دے دیا، اس کے بعد دو اور مدعی پیدا ہو گئے اور یہ گواہوں سے اپنی ملک ثابت کرتا ہے تو اگر بیع موجود ہے اسے دلا دی جائے اور تلف ہو چکی ہے تو تاوان لے سکتا ہے اور یہ اختیار ہے کہ ملتقط سے تاوان لے یا مدعی اول سے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... راستہ پر بھیڑ مری ہوئی پڑی تھی اس نے اس کی اون کاٹ لی تو اسے اپنے کام میں لاسکتا ہے اور مالک آ کر اس کا مطالبہ کرتا ہے لے سکتا ہے اور اگر اس کی کھال نکال کر پھاڑی اور مالک لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ مگر پکانے کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں اضافہ ہوا ہے دینا پڑے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... فربہ و لاغر اور تر و خشک پائے کو لوگوں نے لوٹ لیا اگر اس وقت لوٹی جب مالک کی طرف سے اجازت ہو گئی کہ سب کا جی چاہے لے جائے جیسا کہ عام طور پر جب فصل ختم ہو چلا کرتی ہے تو تھوڑے سے ثواب چل جاتی رہ جاتے ہیں مالک اجازت دے دیا کرتے ہیں تو لوٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... خاج میں چھوہارے بٹانے جاتے ہیں ایک کے دامن میں گرے تھے اور دوسرے نے اٹھا لئے اس کی دو صورتیں ہیں جس کے دامن میں گرے تھے اگر اس نے اسی غرض سے دامن پھیلائے تھے تو دوسرے کو لینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... شادیوں میں روپے پیسے بٹانے کے لئے جس کو دیئے وہ خود بٹانے دوسرے کو بٹانے نہیں دے سکتا اور کچھ بچا کر اپنے لئے رکھ لیا اگر ایسا خود اٹھا لے یہ جائز نہیں۔ اور شکر چھوہارے بٹانے کو دیئے تو کچھ بچا کر رکھ سکتا ہے اور دوسرے کو بھی بٹانے دے سکتا ہے اور دوسرے نے بٹانے کا ثواب وہ بھی لوٹ سکتا ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۱..... کھیت کٹ جانے کے بعد کچھ بالیاں گری پڑی رہ جاتی ہیں اگر کاشتکار نے چھوڑ دی ہیں کہ جس کا جی چاہے اٹھا لے جائے تو لے جانے میں حرج نہیں۔ مگر مالک کی ملک اب بھی باقی ہے اور چاہے تو لے سکتا ہے مگر جمع کرنے کے بعد اس سے لینا دانائیت ہے اور اگر کاشتکار نے چند خاص لوگوں سے کہہ دیا کہ جو چاہے لے جائے تو اب جمع کرنے والوں کا ہو گیا۔ (کرمانی، تجنیس وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۲..... اگر قینچوں کا کھیت ہے اور بالیاں اتنی زائد ہیں کہ اجرت پر چنوائی جائیں تو معقول مقدار میں بچیں گی تو چھوڑنا جائز نہیں اور اتنی ہیں کہ چنوائی جائیں تو اتنی ہی مزدوری بھی دینی پڑے گی یا مزدوری دینے کے بعد قدرے قلیل بچیں گی تو چھوڑنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... خربوزہ وغیرہ کے متعدد دانے ملے یوں کو پہلے ایک ملا پھر دوسرا پھر اور ایک ویلیو القیاس اتنے ملے کو اب ان کی قیمت ہو گئی تو احوط یہ ہے کہ بہر صورت ان کی حفاظت کرے اور مالک کو تلاش کرے۔ اور یہ بے اس مرد و پانی میں پڑے ہوئے ملے تو لینا جائز ہے اگرچہ زیادہ دنوں دریا پانی میں خراب ہو جائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۳۴..... بارش میں اس لئے برتن رکھ دیئے کہ ان میں پانی جمع ہو تو دوسرے کو بغیر اجازت ان برتنوں کا پانی لینا جائز نہیں اور اگر اس لئے نہیں رکھے ہیں تو جائز ہے۔ یونہی اگر سکھانے کے لئے جال پھیلایا اس میں کوئی جانور پھنس گیا تو جس نے پکڑا اس کا ہے اور جانور پکڑنے کے لئے جال تانا تو جانور جال والے کا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... کسی کی زمین میں محلہ والے راستہ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں اگر مالک زمین نے اس کو ہی لئے چھوڑ رکھا ہے کہ جب زیادہ مقدار میں جمع ہو جائے گی تو اپنے کھیت میں ڈالوں گا تو دوسرے کو اٹھانا جائز نہیں۔ اور اگر زمین اس لئے نہیں چھوڑی ہے تو جو پہلے اٹھا لے اس کی ہے۔ یونہی اونٹ والے کسی کے مکان پر کرایہ پر لیتے اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں کہ جس کو ضرورت ہو یہاں سے کرایہ پر لے جائے اور یہاں بہت سی مینگنیاں جمع ہو گئیں اگر مالک مکان کا خیال ان کے جمع کرنے کا تھا تو اس کی ہیں دوسرا نہیں لے سکتا ورنہ جس کا جی چاہے لے جائے۔ (کرمانی، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... جنگلی کبوتر نے کسی کے مکان میں انڈے دیئے اگر مالک مکان نے پکڑنے کے لئے دروازہ بھیڑ اتھا کہ دوسرے

نے تو اگر پکڑ لیا تو یہ مالک۔ کان کا ہے ورنہ جو پکڑ لے اس کا ہے۔ ایک کی کھیتی سے دوسرے کے کھیت کا جوڑا لگ گیا اور اڑ کے بچے ہوئے تو کھیتی والے کے ہیں۔
(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... جنگلی کبوتروں میں پالو (پالا ہوا) کبوتر مل گیا تو اس کا پکڑنا جائز نہیں اور پکڑ لیا تو مالک کو تلاش کر کے دے دے۔
(درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸..... باز یا شکرا وغیرہ پکڑا، جس کے پاؤں میں جھلی بندھی ہے جس سے گمر لیا معلوم ہوتا ہے تو یہ لقطہ ہے، اعلان کرنا ضروری ہے۔ یونہی ہرن پکڑا، جس کے گلے میں پٹہ پڑا ہوا ہے یا پالتو کبوتر پکڑا تو اعلان کرے اور مالک معلوم ہو جائے تو دے دے واپس کرے۔
(عالمگیری، ر)

مسئلہ نمبر ۳۹..... کاشتکار اپنے کھیتوں میں کئی دن تک کیں یا بھیڑیں رات میں ٹھہراتے ہیں تا کہ ان کے پاخانہ پیشاب سے کھیت درست ہو جائے، ایسی جگہوں سے گوبر یا مینگنیاں دوسرے کو لینا جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۰..... مجھلیوں یا مساہد میں اکثر جوتے بدل جاتے ہیں ان کو کام میں لانا جائز نہیں ہاں اگر یہ کسی فقیر کو اگر اپنی اولاد کو تصدق کر دے پھر وہ اسے بیچ کر دے تو صرف میں لا سکتا ہے۔ یا اس کا اچھا جوتا کوئی اٹھا لے گیا اور خراب چھوڑ گیا کہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اس نے قصداً ایسا کیا ہے جو حق سے نہیں ہوا، ایسے جوتے جب پہنے شخص خراب جوڑا اٹھا لایا اس کو پہن سکتا ہے یا اس کا عوض ہے۔
(ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۴۱..... کسی کے، کان پر کوئی اجنبی مسافر آیا اور مر گیا تجہیز و تکفین کے بعد اس کے ترکہ میں کچھ روپیہ بچا تو مالک، کان اگر فقیر ہو ان روپوں کو اپنے صرف میں نہیں لا سکتا کہ یہ لقطہ نہیں۔
(عالمگیری)

اصح یہ ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ ترکہ پانچ درہم سے زائد ہو۔
(ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۴۲..... کسی نے اپنا جانور قصداً چھوڑ دیا اور کہہ دیا جس کا جی چاہے پکڑ لے ایسے طوطا، نیولا وغیرہا پالتو جانور اکثر چھوڑ دیا کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں جس کا جی چاہے پکڑ لے تو اب جو پکڑے گا اسی کا ہے۔
(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۳..... دریا میں لکڑی بہتی ہوئی آئی اگر اس کی قیمت بقدر لقطہ ہے ہو نہ لینے والے کے لئے حلال ہے۔
(درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۴..... مسافر آبادی کسی کے یہاں ٹھہرا اور مر گیا اگر اس کا ترکہ پانچ درہم تک ہے تو صاحب خانہ رکھ لے، کوشش کرے۔ پتہ نہ چلے تو مساکین کو دے دے اور خود فقیر ہے تو اپنے صرف میں لائے اور پانچ درہم سے زیادہ ہے اور ورثا کا پتہ نہ چلے تو بیت المال میں داخل کر دے۔
(درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۵..... مسافر ہے میں کوئی مر گیا تو اس کے رفقا کو اختیار ہے کہ سامان بیچ کر دام جو کچھ ملے ورثا کو پہنچا دیں جب کہ خود سامان لاد کر لے جانے میں اتنے مصارف ہوں جو سامان کی قیمت کو پہنچ جائیں کہ اس صورت میں ورثا کا فائدہ بیچ ڈالنے میں ہے۔
(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۶..... یہ دن شیر درختوں کے نیچے جو پھل گرے ہوں اگر ان کی نسبت معلوم ہو کہ کھا لینے کی مرا ضی مالک کی اجازت ہے جیسا ان مواقع میں جہاں کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہیں راہگیروں سے تعرض نہیں کرتے۔ ایسے مواقع میں کھانے کی اجازت ہے۔ مگر درختوں سے توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں مگر جہاں اس کی بھی اجازت ثابت ہو تو توڑ کر بھی کھا سکتا ہے۔
(درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴۷..... کان زید اور اس کی دیوار وغیرہ میں روپے ملے اگر بائع کہتا ہے میرے ہیں تو اسے دے دے ورنہ لقطہ ہے۔
(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۸..... مسجد میں سویا تھا اس کے ہاتھ میں کوئی شخص روپے کی تھیلی رکھ کر چلا گیا تو یہ روپے اس کے ہیں اپنے خرچ میں لا سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۹..... جس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہے اس نے اعلان کیا کہ جو اس کا پتہ بتائے گا اس کو اتنا دوں گا تو بارہ واطل ہے۔ (ابن عابدین)

(ابن عابدین) اور بطورِ انعام دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۰..... لوگوں کے دین کا حقوق اس کے ذمہ ہیں مگر نہ ان کا پتہ ہے نہ ان کے ورثا کا تو اتنا مال میں سے فقیر پر تصدق کرے۔ آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائے گا اور اگر قصداً غصب کیا ہے تو یہ بھی کرے اور اگر کسی کا مطالبہ اس کے ذمہ ہے اور اس کے پاس مال نہیں کہ ادا کرے اور مالک کا پتہ بھی نہیں کہ معاف کرائے تو توبہ کرے منتظر رہے اور مالک کے لئے دعا کرے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بری کر دے۔ (درمختار۔ درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... چور نے اگر کسی کو کوئی چیز دے دی اگر مالک معلوم ہے تو مالک کو دے دے اور بہ تصدق کر دے خود اس پر کوئی پس نہ دے۔ (درمختار)

فائدہ۔ جب کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ عامل ہے بِسْمِ اللّٰہِ جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اجْمَعْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ ضَالَّتِیْ – ضالتی کی جگہ اس چیز کا نام ذکر کرے وہ چیز مل جائے گی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کو میں نے آزمایا ہے گمی ہوئی چیز جلد مل جاتی ہے۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ بلند جگہ قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو اور فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب حضور اقدس ﷺ کو نذر کرے پھر سیدی احمد بن علوان رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہہ کر یہ کہے یَا سَیِّدِیْ اَحْمَدُ یَا ابْنَ عَلْوَانَ رُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ وَاِلَّا نَزَعْتُکَ مِنْ دِیْوَانِ الْاَوْلِیَاءِ ان کی برکت سے چیز مل جائے گی۔

مَفْقُوْد کا بیان

حدیث دارقطنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مفقود کی عورت جب تک بیان نہ آ جائے (یعنی اس کی موت یا طلاق یہ معلوم ہو) اسی کی عورت ہے۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مصنف میں روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مفقود کی عورت کے متعلق فرمایا کہ وہ ایک عورت ہے جو مصیبت میں مبتلا کی گئی اس کو صبر کرنا چاہئے جب تک موت یا طلاق کی خبر نہ آئے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے کہ اس کو ہمیشہ انتظار کرنا چاہئے۔ اور ابوقلابہ جابر بن زید و شعبی و ابراہیم بن نخعی رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

مفقود وہ ہے کہ جس کا کوئی پتہ نہ ہو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مرگیا۔

مسئلہ نمبر ۱..... مفقود خود اپنے حق میں زندہ قرار پائے گا۔ لہٰذا اس کا مال تقسیم نہ کیا جائے اور اس کی عورت نکاح نہیں کر سکتی اور اس کا بارہ صحیح نہ ہوگا۔ اور قاضی کسی شخص کو وکیل مقرر کرے گا کہ اس کے اموال کی حفاظت کرے اور اس کی جائیداد کی آمدنی وصول کرے۔ اور جن دیون کا قرض داروں نے خود اقرار کیا ہے انہیں وصول کرے اور اگر وہ شخص اپنی موجودگی میں کسی شخص کو ان امور کے لئے وکیل مقرر کر گیا ہے تو بھی وکیل سب کچھ کرے گا۔ قاضی کو یا شوہر عورت دوسرا وکیل مقرر کرنے کی حاجت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... قاضی نے جسے وکیل کیا ہے اس کا صرف اتنا ہی کام ہے کہ قبض کرے اور حفاظت میں رکھے۔ مقدمات کی پیروی نہیں

کرسکتا یعنی اگر مقفو د پر کسی نے دین یا ودیعت کا دعویٰ کیا یا اس کی کسی چیز میں شرکت کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ کفیل جواب دہی نہیں کرسکتا اور نہ خود کسی پر دعویٰ کرسکتا ہے۔ ہاں اگر ایسا دین ہے جو اس کے مقفو د سے لازم ہوا ہو تو اس کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ (بدائع وبحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... مقفو د کا مال جس کے پاس امانت ہے یا جس پر دین ہے یہ دونوں خود بغیر حکم قاضی ادا نہیں کرسکتے اگر امین نے خود دے دیا تو ضمان دینا پڑے گا اور مدیون نے دیا تو دین سے بری نہ ہوا بلکہ پھر دینا پڑے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... مقفو د پر جن لوگوں کا نفقہ واجب ہے یعنی اس کی زوجہ اور اصول وفروع ان کو نفقہ اس کے مال سے دیا جائے گا۔ یعنی روپیہ اور اشرفی یا سونا چاندی جو کچھ گھر میں ہے کیا کسی کے پاس امانت یا دین ہے۔ ان سے نفقہ دیا جائے اور نفقہ کے لئے جانیدادِ منقولہ یا غیر منقولہ بیچی نہ جائے ہاں اگر کوئی ایسی چیز ہے جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو قاضی اسے بیچ کر ثمن محفوظ رکھے گا اور اب اس میں سے نفقہ بھی دیا جاسکتا ہے۔ (عالمگیری وردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ نمبر ۵..... مقفو د اور اس کی زوجہ میں تفریق اس وقت کی جائے گی جب ظن غالب یہ ہو جائے کہ وہ مرگیا ہوگا اور اس کی مقدار یہ ہے کہ اس کی عمر سے ستر برس گزر جائیں اب قاضی اس کی موت کا حکم دے گا اور عورت عدت وفات گزار کر نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔ اور جو کچھ املاک ہیں ان لوگوں پر تقسیم ہوں گے جو اس وقت موجود ہیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۶..... دوسروں کے حق میں مقفو د مردہ ہے یعنی اس زمانہ میں کسی کا وارث نہیں ہوگا مثلاً ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں اور ایک لڑکا اور اس کے بھی بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ لڑکا مقفو د ہوگیا۔ اس کے بعد وہ شخص مرا تو دو حال لڑکیوں کو دیا جائے اور آدھا محفوظ رکھا جائے اگر مقفو د آجائے تو یہ نصف اس کا ہے ورنہ تکلم موت کے بعد اس نصف کی ایک تہائی مقفو د کی بہنوں کو دیں اور دو تہائیاں مقفو د کی اولاد پر تقسیم کریں۔ (فتح القدیر)

یعنی دوسروں کے اموال لینے کے لئے مقفو د مردہ تصور کیا جائے۔ مورث کی موت کے وقت جو لوگ زندہ تھے وہی وارث ہوں گے۔ مقفو د کو وارث قرار دے کر اس کے ورثا کو وہ اموال نہیں ملیں گے۔ (درمختار)

یہ اس وقت ہے کہ جب سے گم ہوا ہے اس کا اب تک کوئی پتہ نہ چلا ہو اور اگر درمیان میں کبھی اس کی زندگی کا علم ہوا ہے تو اس وقت سے پہلے جو لوگ مرے ہیں ان کا وارث بعد میں جو مریں گے ان کا وارث نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... مقفو د کے لئے کوئی شخص وصیت کر کے مرگیا تو مال وصیت محفوظ رکھا جائے گا اگر آگیا تو اسے دے دیں ورنہ موصی کے ورثا کو دیں گے۔ اس کے وارث کو نہیں ملے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... مقفو د اگر کسی وارث کا صاحب ہوا تو اس نجیب کو کچھ نہ دیں گے بلکہ محفوظ رکھیں گے مثلاً مقفو د کا باپ مرا تو مقفو د کے بیٹے نجیب ہیں اور اگر مقفو د کی وجہ سے کسی کے حصہ میں کمی ہوتی ہے تو مقفو د کو زندہ فرض کر کے سہام ثابتہ پھر مردہ فرض کر کے ثابتہ دونوں میں جو کم ہو وہ موجود کردیا جائے اور باقی محفوظ رکھا جائے۔ (درمختار)

شرکت کا بیان

حدیث ۱..... صحیح بخاری شریف میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں ایک غزوہ میں لوگوں کے توشہ میں کمی پڑگئی۔ لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اونٹ ذبح کرنے کی اجازت طلب کی۔ (کہ اسے کو ذبح کر کے کھائیں گے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ پھر لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی انہوں نے خبر دی (کہ حضور نے ذبح کرنے کی اجازت ہم نے حاصل کرلی ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا۔ اونٹ ذبح کرڈالنے کے بعد تمہاری بقا کی کیا صورت ہوگی۔ یعنی جب سواری نہ رہے گی اور پیدل چلو گے تھک جاؤ گے اور کمزور ہو جاؤ گے پھر دشمنوں سے جہاد کیونکر کرسکو گے اور یہ ہلاکت کا سبب ہوگا۔ پھر حضرت عمر ؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اونٹ ذبح ہو جانے کے بعد لوگوں کی بقا کی کیا صورت ہوگی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اعلان کردو کہ جو کچھ توشہ لوگوں کے پاس بچا ہے وہ حاضر لائیں" ایک دسترخوان بچادیا گیا لوگوں کے پاس جو کچھ توشہ بچا ہوا تھا لاکر اس دسترخوان پر جمع کردیا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور دعا کی پھر لوگوں سے فرمایا اپنے اپنے برتن لاؤ۔ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لئے پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ ﷻ کا رسول ہوں۔

حدیث ۲.....صحیح بخاری شریف میں ابوموسیٰ اشعری ؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قبیلۂ اشعری کے لوگوں کا جب غزوہ میں توشہ کم ہو جاتا ہے یا مدینہ ہی میں ان کے اہل و عیال کے کھانے میں کمی ہو جاتی ہے تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے سب کو ایک کپڑے میں اکٹھا کرلیتے ہیں پھر برابر بانٹ لیتے ہیں (اس اچھی خصلت کی وجہ سے) وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

حدیث ۳.....عبداللہ بن ہشام ؓ کو ان کی والدہ زینب بنت حمید رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر لائیں اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کو بیعت فرمالیجئے فرمایا یہ چھوٹا بچہ ہے پھر ان کے سر پر حضور ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا کی۔ ان کے پوتے زہرہ بن معبد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے دادا عبداللہ بن ہشام ؓ مجھے بازار لے جاتے اور وہاں نظر فریب تو تو ان میں زہیر ؓ ان سے ملتے اور کہتے ہمیں بھی شریک کرلو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے دعائے برکت کی ہے۔ وہ انہیں بھی شریک کرلیتے اور بسا اوقات ایک اونٹ نفع میں مل جاتا اور اسے گھر بھیج دیا کرتے۔

حدیث ۴.....صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اگر ایک شخص دام ظہربا رہا ہے دوسرے نے اسے اشارہ کردیا تو حضرت عمر ؓ نے اس کے متعلق یہ حکم دیا کہ اس کا شریک ہو گیا یعنی شرکت کے لئے اشارہ کافی ہے زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں۔

حدیث ۵.....ابوداؤد ابن ماجہ و حاکم نے سائب بن ابی السائب ؓ سے روایت کی انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ زمانہ جاہلیت میں حضور ﷺ میرے شریک تھے اور حضور ﷺ بہتر شریک تھے کہ نہ مجھ سے مدافعت کرتے اور نہ جھگڑا کرتے۔

حدیث ۶.....ابوداؤد و حاکم و رزین نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دو شریکوں کا میں مالک رہتا ہوں جب تک ان میں کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت نہ کرے اور جب خیانت کرتا ہے تو ان سے جدا ہو جاتا ہوں۔

حدیث ۷.....امام بخاری و امام احمد نے روایت کی زید بن ارقم و براء بن عازب رضی اللہ عنہما دونوں شریک تھے انہوں نے چاندی خریدی۔ کچھ نفع بھی ہوا حضور اقدس ﷺ کو خبر پہنچی تو فرمایا کہ جو نقد خریدی یہ جائز ہے اور جو ادھار خریدی یہ سود ہے واپس کردو۔

مسائل فقہیہ: شرکت دو قسم کی ہے۔ شرکت ملک۔ شرکت عقد۔

شرکت ملک کی تعریف یہ ہے کہ چند شخص ایک شے کے مالک ہوں اور باہم عقد شرکت نہ ہوا ہو۔

شرکت عقد یہ ہے کہ باہم شرکت کا عقد کیا ہو۔ مثلاً یہ کہ ایک نے دوسرے سے کہا میں تیرا شریک ہوں دوسرے نے کہا مجھے منظور ہے۔ شرکت ملک دو قسم کی ہے جبری۔ اختیاری۔

جبری یہ کہ دونوں کے مال میں بلا قصد و اختیار ایسا خلط ہو جائے کہ ہر ایک کی چیز دوسرے سے تمیز نہ ہو سکے یا ہو سکے مگر نہایت دقت و دشواری سے۔ مثلاً وراثت میں دونوں کو ترکہ ملا کہ ہر ایک کا حصہ دوسرے سے ممتاز نہیں یا دونوں کی چیز ایک قسم کی تھی اور مل گئی کہ امتیاز نہ رہا ایک کے گیہوں تھے دوسرے کے جو اور مل گئے۔ تو اگرچہ یہاں علیحدگی ممکن ہے مگر دشواری ضرور ہے۔

اختیاری یہ ہے کہ ان کے فعل و اختیار سے شرکت ہوئی ہو مثلاً دونوں نے شرکت کے طور پر کسی چیز کو خریدا یا ان کو ہبہ اور صدقہ میں ملی اور قبول کیا کسی نے دونوں کو وصیت کی اور انہوں نے قبول کی یا ایک نے قصداً اپنی چیز دوسرے کی چیز سے ملا دی کہ امتیاز جاتا رہا۔

(عالمگیری، درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱..... شرکت ملک میں ہر ایک اپنے حصہ میں تصرف کر سکتا ہے اور دوسرے کے حصہ میں بحکم اجنبی ہے لہٰذا بغیر اجازت بیچ کر سکتا ہے اس میں شریک سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ اسے اختیار ہے شریک کے ہاتھ بیچ کر سے یا دوسرے کے ہاتھ مگر شرکت اگر اس طرح ہوئی کہ اصل میں شرکت نہ تھی مگر دونوں نے اپنی چیزیں ملا دیں یا دونوں کی چیزیں مل گئیں اور غیر شریک کے ہاتھ بیچنا چاہتا ہے تو شریک سے اجازت لینی پڑے گی۔ یا اصل میں شرکت ہے مگر بیچ کرنے میں شریک کو نہ رہنا ہے تو بغیر اجازت شریک غیر شریک کے ہاتھ بیچ نہیں کر سکتا مثلاً مکان یا درخت یا زراعت مشترک ہے تو بغیر اجازت بیچ نہیں کر سکتا کہ مشتری تقسیم کرانا چاہے گا اور تقسیم میں شریک کا نقصان ہے۔ ہاں اگر زراعت تیار ہے یا درخت کاٹنے کے لائق ہو گیا اور پھل دار درخت نہیں ہے تو اب اجازت کی ضرورت نہیں کہ اب کاٹنے میں کسی کا نقصان نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... مشترک چیز اگر کامل تقسیم نہ ہو جیسے تمام بیل غلام چوپایا اس کی بیع بغیر اجازت بھی جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... شرکت عقد میں ایجاب و قبول کی ضرورت ہے خواہ لفظوں میں ہو یا قرینہ سے ایسا سمجھا جاتا ہو۔ مثلاً ایک نے ہزار روپے دیئے اور کہا تم بھی اتنا نکالو اور کوئی چیز خریدو۔ نفع جو کچھ ہوگا دونوں کا ہوگا۔ دوسرے نے روپے لے لئے تو اگرچہ قبول لفظاً نہیں مگر روپے لے لینا قبول کے قائم مقام ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... شرکت عقد میں یہ شرط ہے کہ جس پر شرکت ہوئی قابل وکالت ہو لہٰذا مباح اشیاء میں شرکت نہیں ہو سکتی مثلاً دونوں نے شرکت کے ساتھ جنگل کی لکڑیاں کاٹنیں کہ جتنی جمع ہوں گی دونوں میں مشترک ہوں گی۔ یہ شرکت صحیح نہیں ہر ایک اسی کا مالک ہوگا جو اس نے کاٹی ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ ایسی شرط نہ کی ہو جس سے شرکت ہی جاتی رہے مثلاً یہ کہ نفع دس روپیہ میں لوں گا کیونکہ ہو سکتا ہے کل دس ہی روپے نفع کے ہوں تو اب شرکت کس چیز میں ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... نفع میں کم و بیش کے ساتھ بھی شرکت ہو سکتی ہے مثلاً ایک کی ایک تہائی اور دوسرے کی دو تہائیاں اور نقصان جو کچھ ہوگا وہ راس المال کے حساب سے ہوگا۔ اس کے خلاف شرط کرنا باطل ہے۔ مثلاً دونوں کے روپے برابر ہیں اور شرط یہ کی کہ جو کچھ نقصان ہوگا اس کی تہائی فلاں کے ذمہ اور دو تہائیاں فلاں کے ذمہ یہ شرط باطل ہے اور اس صورت میں دونوں کے ذمہ نقصان برابر ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... شرکت کی چھ قسمیں ہیں (1) شرکت بالمال۔ (2) شرکت بالعمل۔ (3) شرکت وجوہ پھر ہر ایک دو قسم پر ہے (1) مفاوضہ۔ (2) عنان۔ یہ کل چھ قسمیں ہیں۔ شرکت مفاوضہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کا وکیل وکفیل ہو یعنی ہر ایک کا مطالبہ دوسرا وصول کر سکتا ہے اور ہر ایک پر جو مطالبہ ہوگا دوسرا اس کی طرف سے ضامن ہے۔ اور شرکت مفاوضہ میں یہ ضروری ہے کہ دونوں کے مال برابر ہوں اور نفع میں دونوں برابر کے شریک ہوں اور تصرف و دین میں بھی مساوات ہو۔ لہٰذا آزاد و غلام میں اور بالغ و نابالغ میں مسلمان و کافر میں اور عاقل و مجنون میں اور دو نابالغوں میں اور دو غلاموں میں شرکت مفاوضہ نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... شرکت مفاوضہ کی صورت یہ ہے کہ دو شخص باہم یہ کہیں کہ ہم نے شرکت مفاوضہ کی اور ہم کو اختیار ہے کہ کھلائی خریدو فروخت کریں یا سلیمہ و بلیمہ و نقد نسیہ خریدیں یا دھار۔ اور ہر ایک اپنی رائے سے عمل کرے گا اور جو کچھ نفع نقصان ہوگا اس میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔

(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... جس قسم کے مال میں شرکت مفاوضہ جائز ہے اس قسم کا مال علاوہ راس المال کے جس میں شرکت ہوئی ان

دونوں میں سے کسی کے پاس کچھ اور نہ ہو۔ اگر اس کے علاوہ کچھ اور مال ہو تو شرکت مفاوضہ جاتی رہے گی اور اب شرکت عنان ہوگی جس کا بیان آگے آتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... شرکت مفاوضہ میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بوقت عقد شرکت لفظ مفاوضہ بولا جائے مثلاً دونوں نے یہ کہا کہ ہم نے باہم شرکت مفاوضہ کی۔ اگرچہ بعد میں ان میں کا ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں لفظ مفاوضہ کے معنی نہیں جانتا تھا کہ اس صورت میں بھی شرکت مفاوضہ ہو جائے گی تو اس کے احکام ثابت ہو جائیں گے اور معنی کا نہ جاننا عذر نہ ہوگا۔ اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ لفظ شرکت مفاوضہ نہ بولیں تو تمام وہ باتیں جو مفاوضہ میں ضروری ہیں ذکر کر دیں۔ مثلاً وہ یہ کہے شخص جو شرکت مفاوضہ کے اہل ہوں یہ کہیں کہ جس قدر رقم کے ہم مالک ہیں اس میں ہم دونوں باہم اس طرح شرکت کرتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے کو پورا پورا اختیار دیتا ہے کہ جس طرح چاہے خرید و فروخت میں تصرف کرے اور ہم میں ہر ایک دوسرے کا تمام مطالبات میں ضامن ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... ہندوستان میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ باپ کے مر جانے کے بعد اس کے تمام بیٹے ترکہ پر قابض ہوتے ہیں اور کمائی شرکت میں کام کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہ تجارت 'زراعت' کھانا پینا ایک ساتھ حد تو ں رہتا ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ بڑا لڑکا خود رہتا ہے اور وہ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کے دوسرے بھائی اس کی ماتحتی میں اس بڑے کی رائے و مشورہ سے کام کرتے ہیں۔ مگر یہاں بلفظ مفاوضہ کی تصریح ہوتی ہے اور نہ اس کے شرائط کا بیان ہوتا ہے اور مال بھی عموماً مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور علاوہ روپیہ اشرفی کے متاع اور اناج شاذ اور دوسری چیزیں بھی ترکہ میں ہوتی ہیں جن میں یہ سب شریک ہیں۔ لہٰذا یہ شرکت شرکت مفاوضہ نہیں بلکہ یہ شرکت ملک ہے اور اس صورت میں جو کچھ تجارت اور زراعت اور کاروبار کے ذریعہ سے اضافہ کریں گے اس میں یہ سب برابر کے شریک ہیں اگرچہ کسی نے زیادہ کام کیا ہے اور کسی نے کم۔ اور کوئی دانائی و ہوشیاری سے کام کرتا ہے اور کوئی ایسا نہیں اور اگر ان شرکاء میں سے بعض نے کوئی چیز خاص اپنے لئے خریدی اور اس کی قیمت مال مشترک سے ادا کی تو یہ چیز اسی کی ہوئی مگر چونکہ قیمت مال مشترک سے دی ہے لہٰذا بقیہ شرکاء کے حصہ کا تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... شرکت مفاوضہ میں اگر دونوں کے مال ایک جنس اور ایک نوع کے ہوں تو عدد میں برابری ضروری ہے۔ مثلاً دونوں کے روپے ہیں یا دونوں کی اشرفیاں ہیں اور اگر دو جنس یا دو نوع کے ہوں تو قیمت میں برابری ہو مثلاً ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اشرفیاں یا ایک کے روپے ہیں دوسرے کی گھیاں نیچو نیاں۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... عقد مفاوضہ کے وقت دونوں مال برابر تھے مگر ابھی اس مال سے کوئی چیز خریدی نہیں گئی کہ ایک کا مال قیمت میں زیادہ ہو گیا۔ مثلاً اشرفی عقد کے وقت چند روپے کی تھی اور اب سونے کی ہو گئی تو شرکت مفاوضہ جاتی رہی اور اب یہ شرکت عنان ہے۔ یونہی اگر ان میں کسی ایک کا کسی پر قرض تھا اور بعد شرکت مفاوضہ وہ قرض وصول ہو گیا تو شرکت مفاوضہ جاتی رہی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ایسے دو شخص جن میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں اگر ایک شخص کوئی چیز خریدے تو دوسرا اس میں شریک ہوگا البتہ اپنے گھر والوں کے لئے کھانا کپڑا خرید لیا کوئی اور چیز ضروریات خانہ داری کی خرید لی یا کرایہ کا مکان رہنے کے لئے لیا یا حاجت کے لئے سواری کا جانور خریدا تو یہ چیزیں اسی کی ہوں گی۔ شریک کو اس میں سے لینے کا حق نہ ہوگا مگر بائع شریک سے ثمن کا مطالبہ کر سکتا ہے کہ یہ شریک تکفل ہے۔ پھر اگر شریک نے مال شرکت سے ثمن ادا کر دیا تو اس خریدار سے اپنے حصہ کے برابر واپس لے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ان میں سے ایک کو اگر میراث ملی یا شاہی عطیہ یا ہبہ یا صدقہ یا ہدیہ میں کوئی چیز ملی تو یہ خاص اس کی ہوئی شریک کا اس میں کوئی حق نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... شرکت سے پہلے کوئی عقد کیا تھا اور اس عقد کی وجہ سے بعد شرکت کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں بھی شریک حق دار

نہیں مثلاً ایک چیز خریدی تھی جس میں بائع نے اپنے لئے خیار لیا تھا (یعنی تین دن تک مجھ کو اختیار ہے کہ بیع قائم رکھوں یا توڑ دوں) اور بعد شرکت بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا اور چیز مشتری کی ہو گئی مگر چونکہ یہ بیع پہلے کی ہے اس لئے یہ بیع تجاری کی ہے شرکت کی نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... اگر ایک کے پاس مال مضاربت ہے اگرچہ عقد مضاربت سے پہلے ہوا ہے اور اس مال سے خریدوفروخت کی اور نفع ہوا تو جو کچھ نفع ملے گا اس میں سے شریک بھی اپنے حصہ کی مقدار لے لے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... چونکہ ان میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے لہٰذا ایک پر جو دین لازم آیا دوسرا اس کا ضامن ہے۔ دوسرے پر بھی وہ دین لازم ہے اور اس دوسرے سے بھی دائن مطالبہ کر سکتا ہے۔ اب وہ دین خواہ تجارت کی وجہ سے لازم آیا ہو یا اس نے کسی سے قرض (وت گرد ون) لیا ہو یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے ہلاک کر دی ہو یا کسی کی امانت اپنے پاس رکھ کر قصداً اسے ضائع کر دیا ہو یا امانت سے انکار کر دیا ہو یا کسی کی اس نے اس کے کہنے سے ضمانت کی ہو اور یہ دین خواہ گواہوں کے ذریعہ سے دائن نے اس کے ذمہ ثابت کئے ہوں یا خود اس نے ان دین کا اقرار کیا ہو۔ ہر حال میں اس کا شریک بھی ضامن ہے مگر جب کہ اس نے ایسے شخص کے دین کا اقرار کیا ہو جس کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہ ہو مثلاً اپنے باپ دادا وغیرہ اصول یا بیٹا پوتا وغیرہ فروع یا زوجہ کے حق میں تو اس اقرار سے جو دین ثابت ہو گا اس کا مطالبہ شریک سے نہیں ہو سکتا۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... عہد یا دل طلاق یا دین یا ام محمد میں اگر کسی شے پر صلح ہو گئی تو یہ دین شریک پر لازم نہ ہوں گے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... جن صورتوں میں ایک پر جو دین لازم آیا وہ دوسرے پر بھی لازم ہوا ان میں اگر دائن نے ایک پر دعویٰ کیا ہے اور گواہ پیش نہ کر سکا تو جس طرح اس "مدعا علیہ" سے حلف دے سکتا ہے اسی طرح اس کے شریک سے بھی حلف لے سکتا ہے اگر شریک نے وہ متعقد نہیں کیا ہے مگر دونوں سے حلف کی ایک ہی صورت نہیں بلکہ فرق یہ ہے کہ جس پر دعویٰ ہے اس سے یوں قسم کھلائی جائے گی کہ میں نے اس مدعی سے یہ عقد نہیں کیا ہے۔ مثلاً اگر اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے فلاں چیز مجھ سے خریدی ہے اور اس کا ثمن اس کے ذمہ باقی ہے اور یہ منکر ہے تو قسم کھائے گا کہ میں نے اس سے یہ چیز نہیں خریدی ہے یا میرے ذمہ ثمن باقی نہیں ہے اور شریک سے عدم فعل کی قسم نہیں کھلائی جا سکتی کیونکہ اس نے خود متعقد کیا نہیں ہے وہ قسم کھا جائے گا کہ میں نے نہیں خریدی پھر قسم کھلانے کا کیا فائدہ بلکہ اس سے عدم علم پر قسم کھلائی جائے یوں قسم کھائے گا کہ میرے علم میں نہیں کہ میرے شریک نے خریدی۔ پھر اگر دونوں نے یا کسی ایک نے قسم کھانے سے انکار کیا تو ثابت کیا دونوں پر دین لازم کر دے گا اور اگر دونوں نے متعقد کیا ہے یعنی ایجاب وقبول میں دونوں شریک تھے تو دونوں پر عدم فعل ہی کی قسم ہے کہ اس صورت میں متفقاً ایک نے نہیں بلکہ دونوں نے خریدا ہے اور قسم سے ایک نے بھی انکار کیا تو وہی حکم ہے۔ یونہی مدعی نے جس پر دعویٰ کیا ہے غائب ہے اور اس کا شریک حاضر ہے تو مدعی اس حاضر پر حلف دے سکتا ہے پھر جب وہ غائب آ جائے تو اس پر بھی مدعی حلف دے سکتا ہے۔ (عالمگیری و بتغاوہ المختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... ان دونوں شریکوں میں سے ایک نے کسی پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ سے قسم کھلائی تو دوسرے شریک کو دوبارہ پھر اس پر حلف دینے کا کوئی حق نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... ان دونوں میں سے ایک نے کسی شے کی حفاظت کرنے کی نوکری یا اجرت پر کسی کا کچھ اسباب کوئی کام اجرت پر کیا تو جو کچھ اجرت ملے گی وہ دونوں میں شرکت ہو گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... اگر ایک نے کسی کو نوکر رکھا یا اجرت پر کسی سے کوئی کام کرایا یا کرایہ پر جانور لیا تو مواجر ہر ایک سے اجرت لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... ان دونوں میں سے ایک کی ملک میں اگر کوئی ایسی چیز آئی جس میں شرکت ہو سکتی ہے خواہ وہ چیز اسے کسی نے ہبہ کی

یا میراث میں ملی یا ہبہ سے یا کسی اور طریق پر حاصل ہوئی تو اب شرکت مفاوضہ جاتی رہی کہ اس میں برابری شرط ہے اور اب برابری نہ رہی اور اگر میراث میں ایسی چیز ملی جس میں شرکت مفاوضہ نہیں مثلاً سامان یا اسباب ملے یا مکان اور کھیت وغیرہ جائیداد وغیرمنقولہ ملی یا دین ملا مثلاً مورث کا کسی کے ذمہ دین ہے اور اب یہ اس کا وارث ہوا تو شرکت باطل نہیں۔ نقود دین سونا چاندی کی قسم سے ہو تو جب وصول ہو گا شرکت مفاوضہ باطل ہو جائے گی اور مفاوضہ باطل ہو کر اب شرکت عنان ہو جائے گی۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۴.....ایک نے اپنا کوئی سامان وغیرہ اس قسم کی چیز بیچ ڈالی جس سے شرکت مفاوضہ نہیں ہوتی یا ایسی کوئی کرایہ پر دی تو ثمن یا اجرت وصول ہونے پر شرکت مفاوضہ باطل ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵.....شرکت عنان کے باطل ہونے کے جو اسباب ہیں ان سے شرکت مفاوضہ بھی باطل ہو جاتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶.....شرکت مفاوضہ عنان دونوں نقد (روپیہ اشرفی) میں ہو سکتی ہیں۔ یا ایسے پیسوں میں جن کا چلن ہو اور اگر چاندی سونے غیر مضروب ہوں (سکہ بنے ہوں) مگر ان سے لین دین کا رواج ہو تو اس میں بھی شرکت ہو سکتی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷.....اگر دونوں کے پاس روپے اشرفی نہ ہوں صرف سامان ہو اور شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان کرنا چاہتے ہوں تو ہر ایک اپنے سامان کے ایک حصہ کو دوسرے کے سامان کے ایک حصہ کے مقابل بارہ پانے کے بدلے بیچ ڈالے اس کے بعد اس بیچے ہوئے سامان میں عقد شرکت کر لیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸.....اگر دونوں میں سے ایک کا مال غائب ہو (یعنی وقت عقد اس کے مال حاضر کیا اور نہ خریدے کہ وقت اس نے اپنا مال دیا اگر چہ وہ مال جس پر شرکت ہوئی اس کے مکان میں موجود ہو) تو شرکت صحیح نہیں۔ یونہی اگر اس مال سے شرکت کی جو اس کے قبضے میں بھی نہیں بلکہ دوسرے پر دین ہے جب بھی شرکت صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹.....جس قسم کا مال شرکت مفاوضہ میں اس کے پاس موجود ہے اس جنس سے جو چیز چاہے خریدے۔ یہ خریدی ہوئی چیز شرکت کی قرار پائے گی اگر چہ جتنا مال موجود ہے اس سے زیادہ کی خریدے اور اگر دوسری جنس سے خریدی تو یہ چیز شرکت کی نہ ہوگی۔ بلکہ خاص خریدنے والے کی ہوگی۔ مثلاً اس کے پاس روپیہ ہے تو روپیہ سے خریدنے میں شرکت کی ہوگی اور اشرفی سے خریدے تو خاص اس کی ہے یونہی اس کا عکس۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰.....ان میں سے ہر ایک کو جائز ہے کہ شرکت کے مال میں سے کسی کی دعوت کرے یا کسی کے پاس ہدیہ تحفہ بھیجے مگر اتنا ہی جس کا تحائف میں رواج ہونا سمجھا جائے اسراف نہ سمجھے ہوں لہٰذا میوہ گوشت روٹی وغیرہا ہی قسم کی چیزیں تحفہ میں بھیج سکتا ہے۔ روپیہ اشرفی ہدیہ نہیں کر سکتا نہ کپڑے دے سکتا ہے نہ غلہ اور متاع دے سکتا ہے۔ یونہی اس کے یہاں دعوت کھایا اس کا ہدیہ قبول کرنا یا اس سے عاریت لینا بھی جائز ہے اگر چہ معلوم ہو کہ بغیر اجازت شریک مال شرکت سے یہ کام کر رہا ہے مگر اس میں بھی رواج و متعارف کی قید ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱.....اس کو قرض دینے کا اختیار نہیں ہاں اگر شریک نے صاف لفظوں میں اسے قرض دینے کی اجازت دے دی ہو تو قرض دے سکتا ہے اور بغیر اجازت اس نے قرض دے دیا تو نصف قرض کا شریک کے لئے تاوان دینا پڑے گا مگر شرکت برستور باقی رہے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲.....ایک شریک بغیر دوسرے کی اجازت کے تجارتی کاموں میں وکیل کر سکتا ہے اور تجارتی چیزوں پر صرف کرنے کے لئے مال شرکت سے وکیل کو کچھ دے بھی سکتا ہے۔ پھر اگر یہ وکیل خرید و فروخت بارہ کے لئے اس نے کیا ہے تو دوسرا شریک اسے وکالت سے نکال سکتا ہے اور اگر محض تقاضے کے لئے وکیل کیا ہے تو دوسرے شریک کو اس کے نکالنے کا اختیار نہیں۔ (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳.....مال شرکت کسی پر دین ہے اور ایک شریک نے معاف کر دیا تو صرف اس کے حصہ کی قدر معاف ہوگا دوسرے شریک کا حصہ معاف نہ ہوگا اور اگر دین کی میعاد پوری ہو چکی ہے اور ایک نے میعاد میں اضافہ کر دیا تو دونوں کے حق میں اضافہ ہو گیا۔ اور اگر ان شریکوں پر میعاد دین ہے جس کی میعاد ابھی پوری نہیں ہوئی ہے اور ایک شریک نے میعاد ساقط کر دی تو دونوں سے ساقط ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴.....شرکت عنان یہ ہے کہ دو شخص کسی خاص نوع کی تجارت یا ہر قسم کی تجارت میں شرکت کریں مگر ہر ایک دوسرے کا ضامن نہ ہو صرف دونوں شریک آپس میں ایک دوسرے کے وکیل ہوں گے فقط شرکت عنان میں یہ شرط ہے کہ ہر ایک ایسا ہو جو دوسرے کو وکیل بنا سکے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵.....شرکت عنان مرد و عورت کے درمیان مسلم و کافر کے درمیان بالغ اور نابالغ عاقل کے درمیان جب کہ نابالغ کو اس کے ولی نے اجازت دے دی ہو اور آزاد و غلام ماذون کے درمیان ہو سکتی ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۳۶.....شرکت عنان میں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی میعاد مقرر کر دی جائے مثلاً ایک سال کے لئے ہم دونوں شرکت کرتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں کے مال کم و بیش ہوں برابر نہ ہوں۔ اور نفع برابر یا مال برابر ہوں اور نفع کم و بیش اور کل مال کے ساتھ بھی شرکت ہو سکتی ہے اور بعض مال کے ساتھ بھی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں کے مال دو قسم کے ہوں مثلاً ایک کا روپیہ ہو دوسرے کی اشرفی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صفت میں اختلاف ہو مثلاً ایک کے کھوٹے روپے ہوں دوسرے کے کھرے اگر چہ دونوں کی قیمتوں میں تفاوت ہو اور یہ بھی شرط ہو سکتی ہے کہ دونوں کے مال ایک میں ملا کر دیئے جائیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۷.....اگر دونوں نے اس طرح شرکت کی کہ مال دونوں کا ہوگا مگر کام فقط ایک ہی کرے گا۔ اور نفع دونوں لیں گے اور نفع کی تقسیم مال کے حساب سے ہوئی یا برابر بس جس نے کام کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو جائز ہے۔ اور اگر کام نہ کرنے والے کو زیادہ ملے تو شرکت ناجائز۔ یعنی اگر یہ ٹھہرا کہ بے کام کرنے والے کو نفع ملے گا تو شرکت نہ ہوئی اور اگر کام دونوں کریں گے مگر ایک زیادہ کام کرے گا۔ دوسرا کم اور جو زیادہ کام کرے گا نفع میں اس کا حصہ زیادہ قرار پائے یا برابر قرار پائے یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸.....بخلاف یہ تھا کہ کام دونوں کریں گے مگر صرف ایک نے کیا دوسرے نے بوجہ عذر یا بلا عذر کچھ نہ کیا تو دونوں کا کیا قرار پائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹.....ایک نے کوئی چیز خریدی قبل ثمن کا مطالبہ اسی سے کر سکتا ہے اس کے شریک سے نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شریک نہ عاقد ہے نہ ضامن پھر اگر خریدار نے مال شرکت سے ثمن ادا کیا جب تو خیر اور اگر اپنے مال سے ثمن ادا کیا تو شریک سے بقدر اس کے حصہ کے رجوع کر سکتا ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ مال شرکت نقد کی صورت میں موجود ہو اور اگر شرکت کا مال جو کچھ تھا وہ۔ سامان تجارت خرید نے میں صرف کیا جا چکا ہے اور نقد باقی کچھ نہیں ہے تو اب جو کچھ خریدے گا وہ خاص خریداری کی ہے شرکت کی نہیں۔ اور اس کا ثمن خریدار کو اپنے پاس سے دینا ہوگا اور شریک سے رجوع کرنے کا حق دار نہیں۔ (درمختار، عالمگیر)

مسئلہ نمبر ۴۰.....ایک نے کوئی چیز خریدی اس کا شریک کہتا ہے کہ یہ شرکت کی چیز ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے خاص اپنے واسطے خریدی اور شرکت سے پہلے کی خریدی ہوئی ہے تو قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے اور اگر عقد شرکت کے بعد خریدی یہ چیز اس نوع میں سے ہے جس کی تجارت پر عقد شرکت واقع ہوا ہے تو شرکت ہی کی چیز قرار پائے گی اگر چہ خریدتے وقت کسی کو نہ بتایا ہو کہ میں اپنے لئے خریدتا ہوں کیونکہ جب اس میں نوع تجارت پر عقد شرکت واقع ہو چکا ہے تو اسے خاص اپنی ذات کے لئے خریداری جائز ہی نہیں جو کچھ خریدے گا شرکت میں ہوگا۔ اور اگر وہ چیز اس جنس تجارت سے نہ ہو تو خاص اس کے لئے ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱.....اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہر ایک شریک اپنی شرکت کی دکان سے چیز یں خریدتا ہے یہ خریداری جائز ہے اگر چہ بظاہر اپنی ہی چیز خریدتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۲.....اگر دونوں کے مال خریداری سے پہلے ہلاک ہو گئے یا ایک کا مال ہلاک ہوا تو شرکت باطل ہو گئی پھر مال جو باقی ہے جو کچھ ہلاک ہوا ہے دونوں کے ذمہ ہے اور جو کچھ خریدا تھا جس کا تقاضا اس کے ذمہ۔ اور اگر معتدشرکت کے بعد ایک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی اور دوسرے کا مال ہلاک ہو گیا اور ابھی اس نے کوئی چیز خریدی نہیں گئی تو شرکت باطل نہیں اور وہ چیز خریدی ہوئی چیز دونوں میں مشترک ہے۔ مشتری اپنے شریک سے بقدر شرکت اس کے ثمن سے وصول کر سکتا ہے اور اگر معتدشرکت کے بعد خریداگر خریدنے سے پہلے شریک کا مال ہلاک ہو چکا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر دونوں نے باہم مراسلہ ہر ایک کو وکیل کر دیا ہے یہ کہہ دیا ہے کہ ہم میں جو کوئی اپنے اس مال شرکت سے جو کچھ خریدے گا وہ مشترک ہوگی تو اس صورت میں وہ چیز مشترک ہوگی کہ اس کے حصہ کی قدر چیز دے دے اور اس حصہ کا ثمن لے لے اور اگر مراسلہ وکیل نہیں کیا ہے تو اس چیز میں دوسرے کی شرکت نہیں کہ مال ہلاک ہونے سے شرکت باطل ہو چکی ہے اور اس کے ضمن میں جو وکالت تھی وہ بھی باطل ہے اور وکالت کی مراحت نہیں کہ اس کے ذریعہ سے شرکت ہوتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۳.....شرکت عنان میں بھی اگر نفع کے روپیہ ایک شریک نے ضمین کر دیئے کہ مثلاً دس روپے میں نفع کے لوں گا تو شرکت فاسد ہے کہ ہو سکتا ہے کل نفع اتنا ہی ہو پھر شرکت کہاں ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۴.....اس میں بھی ہر شریک کو اختیار ہے کہ تجارت کے لئے یا مال کی حفاظت کے لئے کسی کو نوکر رکھے بشرطیکہ دوسرے شریک نے منع نہ کیا ہو اور یہ بھی اختیار ہے کہ کسی سے صفت کام کرائے کہ وہ کام کر دے اور نفع اس کو کچھ نہ دیا جائے اور مال کو امانت بھی رکھ سکتا ہے اور مضاربت کے طور پر بھی دے سکتا ہے کہ وہ کام کرے اور نفع میں اس کو نصف یا تہائی وغیرہ کا شریک کیا جائے اور جو کچھ نفع ہوگا اس میں سے مضارب کا کچھ حصہ نکال کر باقی دونوں شریکوں میں تقسیم ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ شریک دوسرے سے مضاربت کے طور پر مال لے پھر اگر یہ مضاربت ایسی چیز میں ہے جو شرکت کی تجارت سے علیحدہ ہے مثلاً شرکت کپڑے کی تجارت میں تھی اور مضاربت روپیہ نقد کی تجارت کے لئے یا تو مضاربت کا جو نفع ملے گا وہ خاص اس کا ہوگا شریک کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا اور اگر یہ مضاربت اسی تجارت میں ہے جس میں شرکت کی ہے مگر شریک کی موجودگی میں مضاربت کی جب بھی مضاربت کا نفع خاص اسی کا ہے اور اگر شریک کی غیبت میں ہو یا مضاربت میں کسی تجارت کی قید نہ ہو تو جو کچھ نفع ملے گا شریک بھی اس میں شریک ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۵.....شریک کو یہ اختیار ہے کہ نقد یا ادھار جس طرح مناسب سمجھے خریدوفروخت کرے مگر شرکت کا روپیہ نقد موجود نہ ہو تو ادھار خریدنے کی اجازت نہیں جو کچھ اس صورت میں خریدے گا خاص اس کا ہوگا۔ البتہ اگر شریک اس پر راضی ہے تو اس میں بھی شرکت ہوگی اور یہ بھی اختیار ہے کہ ارزاں یا گراں فروخت کرے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴۶.....شریک کو یہ اختیار ہے کہ مال تجارت سفر میں لے جائے جب کہ شریک نے اس کی اجازت دی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اور مصارف سفر مثلاً اپنے سامان کا کرایہ اور اپنے کھانے پینے کی تمام ضروریات سب اسی مال شرکت پر ڈالے جائیں یعنی اگر نفع ہو تو جب اخراجات نفع سے نکل جائیں کہ باقی نفع دونوں میں مشترک ہوگا اور نفع نہ ہو تو یہ اخراجات اس المال میں سے درج کئے جائیں۔ (عالمگیری درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۷.....ان میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ کسی کو اس تجارت میں شریک کرے ہاں اگر اس کے شریک نے اجازت دے دی ہے تو شریک کر سکتا ہے اور اس وقت اس تیسرے کے خریدوفروخت کرنے سے کچھ نفع ہوا تو یہ شخص مالک اپنا حصہ لگا اور اس کے بعد جو

کچھ بچے گا اس میں وہ دونوں شریک ہیں اور ان دونوں میں سے جس نے اس تیسرے کو شریک نہیں کیا ہے اس کی ذریعہ فروخت سے کچھ نفع ہوا تو یہ انہیں دونوں پر منقسم ہوگا نہ کہ اس میں سے کچھ زید لیں گے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۸..... شریک کو یا اختیار نہیں کہ بغیر اجازت مالِ شرکت کو کسی کے پاس رہن رکھ دے۔ ہاں مگر اس صورت میں کہ خود اسی نے کوئی چیز ذریعی تھی جس کا ثمن باقی تھا اور اس دین کے مقابل مالِ شرکت کو رہن کر دیا تو یہ جائز۔ یا اور اگر کسی دوسرے سے ذریعہ دیا تھا یا دونوں شریکوں نے مل کر ذریعہ اٹھایا تو اب تنہا ایک شریک اس دین کے بدلے میں رہن نہیں رکھ سکتا۔ یونہی اگر کسی شخص پر شرکت کا دین تھا اس نے ایک شریک کے پاس رہن رکھ دیا تو یہ رہن رکھ لینا بھی بغیر اجازت شریک جائز نہیں۔ یعنی اگر وہ چیز اس شریک مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی اور اس کی قیمت دین کے برابر تھی تو دوسرا شریک اس مدیون سے اپنے حصہ کی قدر مطالبہ کر کے لے سکتا ہے۔ پھر وہ مدیون شریک مرتہن سے یہ رقم واپس لے گا اور اگر چاہے تو غیر مرتہن شوذا اپنے شریک ہی سے بقدر حصہ کے وصول کر لے اور جس صورت میں رہن رکھ سکتا ہے اس میں رہن کا اقرار بھی کر سکتا ہے کہ میں نے فلاں کے پاس رہن رکھا ہے یا فلاں نے میرے پاس رہن رکھا ہے اور یہ اقرار دونوں پر نافذ ہوگا اور جہاں رہن رکھ نہیں سکتا اس میں رہن کا اقرار بھی نہیں کر سکتا یعنی اگر اقرار کرے گا تو تنہا اس کے حق میں وہ اقرار نافذ ہوگا شریک سے اس کو تعلق نہ ہوگا اور اگر شرکت دونوں نے تو زدی تو اب رہن کا اقرار شریک کے حق میں صحیح نہیں۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۹..... شرکت عنان میں اگر ایک نے کوئی چیز بیچ کی ہے تو اس کے ثمن کا مطالبہ اس کا شریک نہیں کر سکتا یعنی مدیون اس کو دینے سے انکار کر سکتا ہے۔ یونہی شریک نہ دعویٰ کر سکتا ہے نہ اس پر دعویٰ ہو سکتا ہے بلکہ دین کے لئے کوئی معیاد بھی نہیں مقرر کر سکتا جب کہ عاقدہ کوئی اور شخص ہو یا دونوں عاقد ہوں اور خود تنہا ہی عاقد ہے تو معیاد مقرر کر سکتا ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۰..... شریک کے پاس جو کچھ مال ہے اس میں وہ یا مین ہے لہٰذا اگر یہ کہتا ہے کہ تجارت میں نقصان ہوا یا کل مال تلف ہو گیا یا اس قدر نفع لایا شریک کو میں نے مال دے دیا تو قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے۔ اور اگر نفع کی کوئی مقدار اس نے پہلے بتائی پھر کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی تھی نہیں بلکہ اتنی ہے مثلاً پہلے کہا دس روپے نفع کے ہیں پھر کہتا ہے دس نہیں بلکہ پانچ ہیں تو یہ تناقض اقرار کر کے رجوع کر رہا ہے لہٰذا اس کی پچھلی بات مانی نہ جائے گی اقرار سے رجوع کرتا ہے اور اس کا اسے حق نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... ایک نے کوئی چیز بیچی تھی اور دوسرے نے اس بیع کا اقالہ (فسخ) کر دیا تو یہ اقالہ جائز ہے اور اگر عیب کی وجہ سے وہ چیز ذریعہ اور نے واپس کر دی اور بغیر قضا قاضی اس نے واپس لی یا عیب کی وجہ سے ثمن سے کچھ کم کر دیا یا ثمن کو ستوخر کر دیا تو یہ تصرفات دونوں کے حق میں جائز و نافذ ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۲..... ایک نے کوئی چیز ذریعی ہے اور اس میں کوئی عیب نکلا تو یہ خود واپس کر سکتا ہے اس کے شریک کو واپس کرنے کا حق نہیں یا ایک نے کسی سے اجرت پر کچھ کام کرایا ہے تو اجرت کا مطالبہ اسی سے ہوگا شریک سے مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۳..... ایک نے کسی کی کوئی چیز غصب کر لی یا ہلاک کر دی تو اس کا مطالبہ وہ اسی سے ہوگا اس کے شریک سے نہ ہوگا اور بطور بیع فاسد کوئی چیز ذریعی اور اس کے پاس سے ہلاک ہوگئی تو اس کو تاوان دینا پڑے گا مگر جو کچھ تاوان دے گا اس کا نصف یعنی بقدر حصہ شریک سے واپس لے گا کہ وہ چیز شرکت کی ہے اور تاوان دونوں پر ہے۔ (ہندیہ)

مسئلہ نمبر ۵۴..... دونوں نے مل کر تجارت کا سامان ذریعہ اٹھایا پھر ایک نے کہا میں تیرے ساتھ شرکت میں کام نہیں کرتا یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ دوسرے نے کام کیا تو جو کچھ نفع ہوا تنہا اسی کا ہے اور شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہے یعنی اس مال کی اس روز جو قیمت تھی اس کے حساب سے شریک کے حصہ کا روپیہ دے نفع نقصان سے اس کو کچھ سروکار نہیں۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۵۵.....مال شرکت میں تعدی کی یعنی وہ کام کیا جو کرنا جائز نہ تھا اور اس کی وجہ سے مال ہلاک ہو گیا تو تاوان دینا پڑے گا مثلاً اس کے شریک نے کہہ دیا تھا کہ مال لے کر پردیس کو نہ جانا یا فلاں جگہ مال لے کر جانا مگر وہاں سے آگے دوسرے شہر کو نہ جانا اور یہ پردیس مال لے کر چلا گیا یا جو جگہ بتائی تھی وہاں سے آگے چلا گیا یا کہا تھا ادھار نہ بیچنا اس نے ادھار بیچ دیا تو ان صورتوں میں جو کچھ نقصان ہوگا اس کا ذمہ دار یہ خود ہے شریک کو اس سے تعلق نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۶.....اس کے پاس جو کچھ شرکت کا مال تھا اس کے بغیر بیان کے مر گیا یا لوگوں کے ذمہ شرکت کی بقایا تھی اور یہ بغیر بیان کے مر گیا تو تاوان دینا پڑے گا کہ یہ امین تھا اور بیان نہ کر جانا امانت کے خلاف ہے اور اس کی وجہ سے تاوان لازم ہو جاتا ہے مگر جب کہ ورثاء جانتے ہوں کہ یہ چیز شرکت کی ہے یا شرکت کی تجارت کا فلاں فلاں شخص پر اتنا اتنا بقایا ہے تو اس وقت بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور تاوان لازم نہیں اور اگر وارث کہتا ہے مجھے علم ہے اور شریک منکر ہے اور وارث تمام اشیاء کی تفصیل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیزیں تھیں اور ہلاک و ضائع ہو گئیں تو وارث کا قول مان لیا جائے گا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۷.....شریک نے ادھار بیچنے سے منع کر دیا تھا اور اس نے ادھار بیچ دی تو اس کے حصہ میں بیع نافذ ہے اور شریک کے حصہ کی بیع موقوف ہے۔ اگر شریک نے اجازت دے دی کل بیع ہو جائے گی اور نفع میں دونوں شریک ہیں اور اجازت نہ دی تو شریک کے حصہ کی بیع باطل ہوگئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۸.....شریک نے پردیس میں مال تجارت لے جانے سے منع کر دیا تھا مگر یہ نہ مانا اور لے گیا اور وہاں نفع کے ساتھ فروخت کیا تو چونکہ شریک کی مخالفت کرنے سے غاصب ہو گیا اور شرکت فاسد ہو گئی لہٰذا نفع صرف اسی کو ملے گا اور مال ضائع ہو گا تو تاوان دینا پڑے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۹.....شریک پر خیانت کا دعویٰ کرے تو اگر دعویٰ صرف اتنا ہی ہے کہ اس نے خیانت کی یہیں بتاتا کہ کیا خیانت کی تو شریک پر حلف نہ دیں گے ہاں اگر خیانت کی تفصیل بتاتا ہے تو اس پر حلف دیں گے اور حلف کے ساتھ اس کا قول معتبر ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶۰.....شرکت باطل ہو جانا اور شرکت مقبول و شرکت ضائع بھی کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دو کاریگروں کے یہاں سے کام لائیں اور شرکت میں کام کریں اور جو کچھ مزدوری ملے آپس میں بانٹ لیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۱.....اس شرکت میں یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی کام کے کاریگر ہوں بلکہ دو مختلف کاموں کے کاریگر بھی باہم یہ شرکت کر سکتے ہیں مثلاً ایک درزی ہے دوسرا رنگریز دونوں کپڑے لاتے ہیں وہ سیتا ہے یہ رنگتا ہے اور سلائی رنگائی کی جو کچھ اجرت ملتی ہے اس میں دونوں کی شرکت ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی دکان میں کام کریں بلکہ دونوں کی الگ الگ دکانیں ہوں جب بھی شرکت ہو سکتی ہے مگر یہ ضروری ہے کہ وہ کام ایسا ہو کہ عقد اجارہ کی وجہ سے اس کام کا کرنا ان پر واجب ہو اور اگر وہ کام ایسا نہ ہو مثلاً حرام کام پر اجارہ ہوا جیسے دو نوحہ کرنے والیاں کہ اجرت لے کر نوحہ کرتی ہوں ان میں باہم شرکت عمل ہو تو ان کا اجارہ صحیح ہے نہ ان میں شرکت صحیح۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۲.....تعلیم قرآن و علم دین اور اذان و امامت پر چونکہ بنا بر قول مفتی بہا اجرت لینا جائز ہے اس میں شرکت عمل بھی ہو سکتی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۳.....شرکت عمل میں ہر ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے لہٰذا جہاں توکیل درست نہ ہو یہ شرکت بھی صحیح نہیں۔ مثلاً چند آڑھتیوں نے باہم شرکت عمل کی تو صحیح نہیں کہ سوال کی توکیل درست نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۴.....اس میں یہ ضرور نہیں کہ جو کچھ کمائیں اس میں برابر کے شریک ہوں بلکہ کم و بیش کی بھی شرط ہو سکتی ہے اور باہم جو

کچھ شرط کرلیں اس کے موافق تقسیم ہوگی۔ یونہی عمل میں برابری شرط نہیں بلکہ اگر یہ شرط کرلیں کہ وہ زیادہ کام کرے گا اور یہ کم جب بھی جائز ہے اور کم کام والے کو آمدنی میں زیادہ حصہ دینا ضرر ایا جب بھی جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۶۵..... یہ ضرر ہے کہ آمدنی میں سے میں دو تہائی لوں گا اور تجھے ایک تہائی دوں گا اور اگر کچھ نقصان وتاوان دینا پڑے تو دونوں برابر برابر دیں گے تو آمدنی اسی شرط کے بموجب تقسیم ہوگی اور نقصان میں برابری کی شرط باطل ہے۔ اس میں بھی اسی حساب سے تاوان دینا ہوگا یعنی ایک تہائی والا ایک تہائی تاوان دے اور دوسرا دو تہائیاں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۶..... جو کام اجرت کا ہان میں ایک شخص لائے گا وہ دونوں پر لازم ہوگا لہٰذا جس نے کام دیا ہے وہ ہر ایک سے کام کا مطالبہ کرسکتا ہے شریک نہیں کہہ سکتا ہے کہ کام وہ لایا ہے اس سے کہو مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یونہی ہر ایک اجرت کا مطالبہ بھی کرسکتا ہے اور کام والا ان میں جس کو اجرت دے دے کافی ہوجائے گا دوسرا اس سے اب اجرت کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کو تم نے کیوں دیا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۶۷..... دونوں میں سے ایک نے کام کیا ہے اور دوسرے نے کچھ نہ کیا مثلاً بیمار تھا یا سفر میں چلا گیا جس کی وجہ سے کام نہ کرسکا یا وجہ تصرف اس نے کام نہ کیا جب بھی آمدنی دونوں پر معاہدہ کے موافق تقسیم ہوگی۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۶۸..... یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ شرکت عمل کبھی مفاوضہ ہوتی ہے اور کبھی شرکت عنان لہٰذا "گر مفاوضہ کا لفظ یا اس کے معنی کا ذکر کردیا یعنی کہہ دیا کہ دونوں کام لائیں گے اور دونوں برابر کے ذمہ دار ہیں اور نفع ونقصان میں دونوں برابر کے شریک ہیں اور شرکت کی وجہ سے جو کچھ مطالبہ ہوگا اس میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے تو شرکت مفاوضہ ہے۔ اور اگر کام اور آمدنی یا نقصان میں برابری کی شرط نہ ہو یا لفظ عنان ذکر کردیا ہو تو شرکت عنان ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۹..... متعلق شرکت ذکر کیا نہ مفاوضہ ذکر کیا نہ عنان نہ کسی کے معنی کا بیان کیا تو اس میں بعض احکام عنان کے ہوں گے مثلاً کسی ایسے دین کا اقرار کیا کہ شرکت کے کام کے لئے میں فلاں چیز لایا تھا اور وہ ضائع ہوچکی اور اس کے دام دینے ہیں یا فلاں مزدور کی مزدوری باقی ہے یا فلاں گزشتہ مہینہ کا کرایہ مکان باقی ہے تو اگر گواہوں نے ثابت کردیا جب تو اس کے شریک کے ذمہ بھی ہے ورنہ تنہا اسی کے ذمہ ہوگا۔ اور بعض احکام مفاوضہ کے ہوں گے مثلاً کسی نے ایک یا دونوں کو کوئی کام دیا ہے تو ہر ایک سے وہ مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر ایک پر کوئی تاوان لازم ہوگا تو دوسرے سے بھی اس کا مطالبہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۰..... باپ بیٹے مل کر کام کرتے ہوں اور بیٹا باپ کے ساتھ رہتا ہو تو جو کچھ آمدنی ہوئی وہ باپ ہی کی ہے بیٹا شریک نہیں قرار پائے گا بلکہ مددگار تصور کیا جائے گا یہاں تک کہ بیٹا اگر درخت لگائے تو وہ بھی باپ ہی کا ہے۔ یونہی میاں بیوی مل کر کریں اور ان کے پاس کچھ نہ تھا مگر دونوں نے کام کر کے بہت کچھ جمع کرلیا تو سارا مال شوہر ہی کا ہے اور عورت مددگار سمجھی جائے گی۔ ہاں اگر عورت کا کام جداگانہ ہے مثلاً مرد کتابت کا کام کرتا ہے اور عورت سلائی کرتی ہے تو سلائی سے جو آمدنی ہے اس کی مالک عورت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۱..... ایک شخص نے درزی کو یہ کہہ کر کپڑا دیا کہ اسے تم خود ہی سینا اور اس درزی کا کوئی شریک ہے کہ دونوں میں شرکت مفاوضہ ہے تو کپڑا دینے والا ان دونوں میں جس سے چاہے مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر شرکت نوٹ گئی یا جس کو اس نے کپڑا دیا تھا مر گیا تو اب دوسرے سے سینے کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ نہیں کہا تھا کہ تم خود ہی سینا تو مرنے اور شرکت جانی رہنے کے بعد بھی دوسرے سے مطالبہ کرسکتا ہے کہ اسے ہی کردے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۲..... دو شریک میں ان پر کسی نے دعویٰ کیا کہ میں نے ان کو سینے کے لئے کپڑا دیا تھا ان میں ایک اقرار کرتا ہے دوسرا

اتفاق تو وہ اقرار دونوں کے حق میں ہوگیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۳.....تین شخص جو باہم شریک نہیں ہیں۔ ان تینوں نے کسی سے کام لیا کہ ہم سب اس کام کو کریں گے مگر وہ کام تنہا ایک نے کیا باقی دو نے نہیں کیا تو اس کو صرف ایک تہائی اجرت ملے گی اس صورت میں ایک تہائی کام کا یہ ذمہ دار تھا بقیہ دو تہائیوں کا بنا اس سے مطالبہ ہوسکتا تھا، اس کے لیے جارہ میں ہے جو کچھ اس نے کیا بطور تطوع کیا اور اس کی اجرت کا مستحق نہیں۔ (عالمگیری)

یہ حکم کہ صرف ایک تہائی اجرت ملے گی مقتضا ہے اور دیانت کا حکم یہ ہے کہ پوری اجرت اسے دے دی جائے کیونکہ اس نے پورا کام یہی خیال کر کے کیا ہے کہ مجھے پوری مزدوری ملے گی اور اگر اسے معلوم ہوتا کہ ایک ہی تہائی ملے گی تو ہرگز پورا کام انجام نہ دیتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷۴.....اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو کسی کام کا استاد ہوتا ہے وہ اپنے شاگردوں کو دکان پر بٹھالیتا ہے کہ ضروری کام استاد کرتے ہیں اور باقی سب کام شاگردوں سے لیتے ہیں۔ اگر استاد نے شاگردوں کے ساتھ شرکت عمل کی مثلاً درزی نے اپنی دکان پر شاگرد کو بٹھالیا کہ کپڑوں کو استاد قطع کرے گا اور شاگرد سے کہا اور اجرت جو ہوگی اس میں برابر کے دونوں شریک ہوں گے یا کارگر نے اپنی دکان پر کسی کو کام کرنے کے لئے بٹھالیا کہ اسے کام دیتا ہے اور اجرت نصف نصف بانٹ لیتے ہیں یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۵.....اگر یوں شرکت ہوئی کہ ایک کے اوزار ہوں گے اور دوسرے کا مکان یا دکان اور دونوں مل کر کام کریں گے تو شرکت جائز ہے اور یوں ہوئی کہ ایک کے اوزار ہوں گے اور دوسرا کام کرے گا تو یہ شرکت ناجائز ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷۶.....شرکت وجوہ یہ ہے کہ دونوں بغیر مال متقبہ شرکت کریں کہ اپنی وجاہت اور آبروئی وجہ سے دکانداروں سے ادھار خریدلائیں گے اور مال بیچ کر ان کے دام دیں گے اور جو کچھ بچے گا وہ دونوں بانٹ لیں گے۔ اور اس کی بھی دو قسمیں مفاوضہ وعنان ہیں اور دونوں کی صورتیں بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور مطلق شرکت مذکور ہو تو عنان ہوگی اور اس میں بھی اگر مفاوضہ۔ بقیہ ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہے اور کفیل بھی۔ اور عنان بقیہ صرف وکیل ہی ہے کفیل نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۷۷.....نفع میں بھی یہاں برابری ضروری نہیں اگر شرکت عنان۔ بقیہ نفع میں برابری یا کم وبیش جو چاہیں شرط کرلیں مگر یہ ضروری ہے کہ نفع میں وہی صورت ہوئی جو ثریہ کی ہوئی یعنی میں ملک کی صورت میں ہو۔ مثلاً اگر وہ چیز ایک کی دو تہائی ہوئی اور اس کی ایک تہائی تو نفع بھی اسی حساب سے ہوگا اور اگر ملک میں کم وبیش ہے مگر نفع میں مساوات یا نفع کم وبیش ہے اور ملک میں برابری تو یہ شرط باطل ہوا جائز ہے اور نفع اسی حساب سے تقسیم ہوگا۔ (درمختار وعالمگیری)

شرکتِ فاسدہ کا بیان

مسئلہ نمبر ۱.....مباح چیز کے حاصل کرنے کے لئے شرکت کی یہ جائز ہے مثلاً جنگل میں لکڑیاں یا گھاس کاٹنے میں شرکت کی کہ جو کچھ کاٹیں گے وہ ہم دونوں میں مشترک ہوگی۔ یا شکار کرنے یا پانی بھرنے میں شرکت کی یا جنگل اور پہاڑ کے جنگل پھلنے میں شرکت کی یا جانبیت (مینگنی نامہ کھر) کے دفینہ نکالنے میں شرکت کی یا مباح زمین سے مٹی اٹھالانے میں شرکت کی یا ایسی مٹی کی اینٹ بنانے یا اینٹ پکانے میں شرکت کی یہ سب شرکتیں فاسدہ ناجائز ہیں اور ان سب صورتوں میں جو کچھ جس نے حاصل کیا جیسا ہی کا ہے اور اگر دونوں نے ایک ساتھ حاصل کیا اور معلوم نہ ہو کہ کس کا حاصل کردہ کتنا ہے جو کچھ حاصل کیا گیا وہ ملا دیا۔ ہوا اور پہچان نہیں۔ بقیہ دونوں برابر کے حصہ دار ہیں یا جو چیز تقسیم کرلیں یا بیچ کر دام برابر بانٹ لیں اس صورت میں اگر کوئی اپنا حصہ زیادہ بتاتا ہو تو اس کا اعتبار نہیں جب تک گواہوں سے ثابت نہ کردے۔ (درمختار وعالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....مٹی کسی کی ملک ہے اور دو شخصوں نے اس سے اینٹ بنانے یا پکانے کی شرکت کی تو صحیح ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ

اس سے مٹی ڈھیر کرا لیں گے اور اس کو پکائیں گے اور اینٹیں بیچ کر مالک کو قیمت دے دیں گے اور جو نفع ہوگا وہ تمہارا ہے اور اس صورت میں یہ شرکت وجود ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... دو شخصوں نے مباح چیز کے حاصل کرنے میں متفقہ شرکت کیا اور ایک نے اس کو حاصل کیا اور دوسرا اس کا معین و مددگار رہا مثلاً ایک نے مٹکیاں کاٹیں دوسرا نیچ کرتا رہا اس کے ٹھیلے باندھے سے اٹھا کر لاتا رہا وغیرہ وغیرہ لے لیا یا ایک نے شکار پکڑا دوسرا جال اٹھا کر لے لیا اور کام کے تو اس صورت میں بھی چونکہ شرکت صحیح نہیں مالک وہی ہے جس نے حاصل کیا یعنی مثلاً جس نے مٹکیاں کاٹیں یا جس نے شکار پکڑا اور دوسرے کو اس کے کام کی اجرت مثل دی جائے گی اور اگر جال باندھنے میں شریک نے مدد کی اور شکار ہاتھ نہیں آیا تو جب بھی اس کی اجرت مثل ملے گی۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... شکار کرنے میں دونوں نے شرکت کی اور دونوں کا ایک ہی کتا ہے جس کو دونوں نے شکار پر چھوڑا یا دونوں نے مل کر جال تانا تو شکار دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا اور اگر کتا ایک کا تھا اور اسی کے ہاتھ کا شکار چھوڑا دونوں نے تو شکار کا مالک وہی ہے جس کا کتا ہے مگر اس نے اگر دوسرے کو بطور عاریت کتا دے دیا ہے تو دوسرا مالک ہوگا اور اگر دونوں کے دو کتے ہیں اور دونوں نے مل کر ایک شکار پکڑا تو برابر بانٹ لیں اور ہر ایک کتے نے ایک ایک شکار پکڑا تو جس کے کتے نے جو شکار پکڑا اس کا وہی مالک ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... گداگروں نے متفقہ شرکت کیا کہ جو کچھ مانگ لائیں گے وہ دونوں میں مشترک ہوگا یہ شرکت صحیح نہیں۔ اور جس نے جو کچھ مانگ کر جمع کیا وہ اسی کا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... اگر شرکت فاسدہ میں دونوں شریکوں نے مال کی شرکت کی ہے تو ہر ایک کو نفع بقدر مال کے ملے گا۔ اور کام کی کوئی اجرت نہیں ملے گی۔ مثلاً دونوں نے ایک ایک ہزار کے ساتھ شرکت کی اور ایک نے یہ شرط لگادی ہے کہ میں دس روپیہ نفع کے لوں گا اس شرط کی وجہ سے شرکت فاسد ہوگئی اور چونکہ مال برابر ہے لہٰذا نفع برابر تقسیم کریں اور فرض کرو کہ صورت مذکور میں ایک ہی نے کام کیا ہو جب بھی کام کا معاوضہ نہ ملے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... شرکت فاسدہ میں اگر ایک ہی کا مال ہو تو جو کچھ نفع حاصل ہوگا اسی مال والے کو ملے گا۔ اور دوسرے کو کام کی اجرت دی جائے گی۔ مثلاً ایک شخص نے اپنا چاول دوسرے کو دیا کہ اس کو کرایہ پر چلاؤ اور کرایہ کی آمدنی آدھی آدھی دونوں لیں گے یہ شرکت فاسد ہے اور کل آمدنی مالک کو ملے گی اور دوسرے کو اجرت مثل۔ یونہی کشتی چند شخصوں کو دے دی کہ اس سے کام کریں اور آمدنی مالک اور کام کرنے والوں پر برابر برابر تقسیم ہو جائے گی تو یہ شرکت فاسد ہے اور اس کا حکم بھی وہی ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... ایک شخص کے پاس اونٹ ہے دوسرے کے پاس خچر۔ دونوں نے انہیں اجرت پر چلانے کی شرکت کی یہ شرکت فاسد ہے اور جو کچھ اجرت ملے گی اس کو خچر اور اونٹ پر تقسیم کر دیں گے اونٹ کی اجرت مثل اونٹ والے کو اور خچر کی اجرت مثل خچر والے کو ملے گی۔ اور اگر خچر اور اونٹ کرایہ پر چلانے کی جگہ خود ان دونوں نے باری باری پر شرکت عمل کی کہ باری باری کریں گے اور آمدنی نصف مساوی بانٹ لیں گے تو یہ شرکت صحیح ہے۔ اب اگر چلایا ایک نے خچر اور اونٹ دونوں پر (یعنی کبھی اونٹ پر کبھی خچر پر) اور دوسرے نے اونٹ پر یا کہ دونوں کو حسب شرط برابر حصہ ملے گا۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... ایک نے دوسرے کو اپنا جانور دیا کہ اس پر تم اپنا سامان لاد کر پھیری کرو جو نفع ہوگا اس کو نصف مساوی تقسیم کریں گے۔ یہ شرکت بھی فاسد ہے۔ نفع کا مالک وہ ہے جس نے پھیری کی اور جانور والے کو اجرت مثل دیں گے۔ یونہی اپنا جال دوسرے کو مچھلی پکڑنے کے لئے دیا کہ جو مچھلی ملے گی اس سے برابر بانٹ لیں گے تو مچھلی اسی کو ملے گی جس نے پکڑی اور جال والے کو اجرت مثل ملے گی۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... چند حمالوں نے یوں شرکت کی کوئی بوری میں غلہ بھرے گا اور کوئی اٹھا کر دوسرے کی پیٹھ پر رکھے گا اور کوئی مالک کے گھر پہنچائے گا اور مزدوری جو کچھ ملے گی اسے سب حصہ مساوی تقسیم کر لیں گے۔ تو یہ شرکت بھی فاسد ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... ایک شخص کی گائے ہے اس نے دوسرے کو دی کہ وہ اسے پالے۔ چارہ کھلائے نگہداشت کرے۔ اور جو بچہ پیدا ہو اس میں دونوں نصف نصف کے شریک ہوں گے تو یہ شرکت بھی فاسد ہے۔ بچہ اس کا ہوگا جس کی گائے ہے اور دوسرے کو اس کے مثل چارہ دلایا جائے گا جو اسے کھلایا اور نگہداشت وغیرہ جو کام کیا ہے اس کی اجرت مثل ملے گی۔ یونہی بکریاں چرواہوں کو جو اس طرح دیتے ہیں کہ دودھ اسے اور نگہداشت کرے اور بچے میں دونوں شریک ہوں گے۔ یہ اجرت بھی فاسد ہے۔ بچہ اس کا ہے جس کی بکری ہے اور چرواہے کو چرواہی اور نگہداشت کی اجرت مثل ملے گی یا مرغی دوسرے کو دے دیتے ہیں کہ انڈے جو ہوں گے وہ نصف نصف دونوں کے ہوں گے یا مرغی اور انڈے بتھانے کے لئے دوسرے کو دیتے ہیں کہ بچے ہو کر جب بڑے ہو جائیں گے تو دونوں حصہ مساوی تقسیم کر لیں گے۔ یہ شرکت بھی فاسد ہے اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو اس کے جواز کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ گائے بکری مرغی وغیرہ میں آدھی دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالیں اب چونکہ یہ جانوروں میں شرکت ہو گئی تو بچے بھی مشترک ہوں گے۔ (عالمگیری و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... دونوں شریکوں میں کوئی بھی مر جائے اس کی موت کا علم شریک کو ہو یا نہ ہو بہرحال شرکت باطل ہو جائے گی۔ یہ حکم شرکت مفاوضہ کا ہے اور شرکت ملک اگر چہ موت سے باطل نہیں ہوتی مگر جائے میت اب اس کے ورثا شریک ہوں گے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... تین شخصوں میں شرکت تھی ان میں ایک کا انتقال ہو گیا تو دو باقیوں میں بدستور شرکت باقی ہے۔ (ع)

مسئلہ نمبر ۱۴..... شریکوں میں سے معاذ اللہ کوئی مرتد ہو کر دارالحرب کو چلا گیا اور قاضی نے اس کے دارالحرب میں لحوق کا حکم بھی دے دیا تو یہ بمنزلہ موت ہے اور اس سے بھی شرکت باطل ہو جاتی ہے کہ اگر وہ پھر مسلم ہو کر دارالحرب سے واپس آیا تو شرکت عود نہ کرے گی اور اگر مرتد ہو کر ابھی دارالحرب کو نہیں گیا یا چلا بھی گیا مگر قاضی نے ابھی تک لحوق کا حکم نہیں دیا ہے تو شرکت باطل ہونے کا حکم نہ دیں گے بلکہ ابھی موقوف رکھیں گے۔ اگر مسلمان ہو گیا تو شرکت بدستور ہے اور اگر مر گیا یا قتل کیا گیا یا لحوق کا حکم دیا تو شرکت باطل ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... دونوں میں سے ایک نے شرکت کو فسخ کر دیا اگر چہ دوسرا اس فسخ پر راضی نہ ہو جب بھی شرکت فسخ ہو گئی بشرطیکہ دوسرے کو فسخ کرنے کا علم ہو اور دوسرے کو معلوم نہ ہو تو فسخ نہ ہوئی اور یہ شرط نہیں کہ مال شرکت روپیہ اشرفی ہو بلکہ تجارت کے سامان موجود ہیں جو فروخت نہیں ہوئے اور ایک نے فسخ کر دی جب بھی فسخ ہو جائے گی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... ایک شریک نے شرکت سے انکار کر دیا یعنی کہتا ہے میں نے تیرے ساتھ شرکت کی ہی نہیں تو شرکت جاتی رہی اور جو کچھ شرکت کا مال اس کے پاس ہے اس میں شریک کے حصہ کا تاوان دینا ہوگا کہ شریک امین ہوتا ہے اور امانت سے انکار خیانت ہے اور تاوان لازم۔ اور اگر شرکت سے انکار نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کام نہ کروں گا تو یہ بھی فسخ ہی ہے۔ شرکت جاتی رہے گی اور اموال شرکت کی قیمت اپنے حصہ کے موافق شریک سے لے گا۔ اور شریک نے اموال کو بیچ کر کچھ منافع حاصل کئے تو منفعت سے اسے کچھ نہ ملے گا۔ (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... تین شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں دو شرکت کو توڑنا چاہتے ہیں تو جب تک تیسرا بھی موجود نہ ہو شرکت نہ توڑ سکتے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... اگر ایک شریک پاگل ہو گیا اور جنون بھی مدت سے تو شرکت جاتی رہی اور دوسرے شریک نے بعد افاقہ جنون جو کچھ تصرف کیا یعنی شرکت کی چیزیں فروخت کیں اور نفع ہوا تو سارا نفع اسی کا ہے۔ مگر مجنون کے حصہ میں جو نفع آتا ہے اسے تصدق کر دینا چاہئے کہ

ملک غیر میں بغیر اجازت تصرف کر کے نفع حاصل کیا ہے اور بطلانِ شرکت کی دوسری صورتوں میں بھی ظاہر یہی ہے کہ شریک کے حصہ کے مقابل میں جو نفع ہے اسے تصدق کردے۔ (درمختار وردالمحتار)

شرکت کے متفرق مسائل

مسئلہ نمبر۱.....شریک کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اس کی اجازت کے اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرے۔ اگر زکوٰۃ دے گا تاوان دینا پڑے گا۔ اور زکوٰۃ ادا نہ ہوئی اور اگر ہر ایک نے دوسرے کو زکوٰۃ دینے کی اجازت دی ہے۔ اپنی اور شریک دونوں کی زکوٰۃ دے دی تو اگر یہ دینا ایک وقت ہو تو ہر ایک کو دوسرے کی زکوٰۃ کا تاوان دینا ہوگا اور دونوں باہم مقاصہ (اٹھا بٹھا) کر سکتے ہیں کہ نہ میں تم کو تاوان دوں نہ تم مجھ کو جب کہ دونوں نے ایک مقدار سے زکوٰۃ ادا کی ہو یعنی مثلاً اس نے اس کی طرف سے دس روپے دیئے اور اس نے اس کی طرف سے دس روپے دیئے اور ایک نے دوسرے کی طرف سے زیادہ دیا ہے اور دوسرے نے اس کی طرف سے کم تو زیادہ دیکھ کر پس لے اور باقی میں مقاصہ کرلیں۔ اور اگر ایک وقت دینا نہ ہوا ایک نے پہلے دے دی دوسرے نے بعد کو تو پہلے والا کچھ نہ دے گا اور بعد والا تاوان دے۔ بعد والے کو علم ہو کہ اس نے خود زکوٰۃ دے دی ہے یا علم نہ ہو بہر حال تاوان اس کے ذمہ ہے۔ یونہی علاوہ شریک کے کسی اور کو زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے اس نے مامور کیا تھا اور اس نے خود اس سے پہلے یا ایک وقت ادا کر دیا تو مامور بلا ادا کرنا صحیح نہ ہوگا اور تاوان دینا پڑے گا۔ (درمختار وردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ نمبر۲.....دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ایک نے دوسرے سے بطور قرض لے کر تنہا تجارت کرنے کی اجازت مانگی دوسرے نے صریح لفظوں میں اجازت دے دی۔ اس نے خریدا تو یہ تنہا مشترک نہ ہوگی بلکہ تنہا ہی کی ہے اور شریک کی طرف سے اس کو یہ سمجھا جائے گا گویا بائع ہر ایک سے ثمن کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر شریک نے صاف لفظوں میں اجازت نہ دی مثلاً سکوت کیا تو یہ اجازت نہیں اور وہ خریدے گا تو تنہا مشترک ہوگی۔ اور وہی جائز نہیں ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۳.....ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے کسی دوسرے شخص نے اس سے یہ کہا مجھے اس میں شریک کر لے مشتری نے کہا شریک کر لیا اگر یہ بات اس وقت ہوئی کہ مشتری نے نہ تو ابھی قبضہ کر لیا تھا تو شرکت صحیح ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو شرکت صحیح نہیں کیونکہ اپنی چیز میں دوسرے کو شریک کرنا اس کے ہاتھ بیچ کرنا ہے اور بیع اسی چیز کی ہو سکتی ہے جو قبضہ میں ہو اور جب شرکت صحیح ہوئی تو نصف ثمن دینا لازم ہوگا کہ دونوں برابر کے شریک قرار پائیں گے۔ البتہ اگر بیان کر دیا ہے کہ ایک تہائی یا چوتھائی یا اتنے حصہ کی شرکت ہے تو جو کچھ بیان کیا ہے اتنی ہی شرکت ہوئی اور اسی کے موافق ثمن دینا لازم ہوگا۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر۴.....ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے دوسرے نے کہا مجھے اس میں شریک کر لے اس نے منظور کر لیا۔ پھر تیسرا شخص اسے ملا اس نے بھی کہا مجھے اس میں شریک کر لے اور اس کو بھی شریک کرنا منظور کیا تو اگر اس تیسرے کو معلوم تھا کہ ایک شخص کی شرکت ہو چکی ہے۔ تو تیسرا ایک چوتھائی کا شریک ہے۔ اور دوسرا نصف کا اور اگر معلوم نہ تھا تو یہ بھی نصف کا شریک ہوگیا یعنی دوسرا اور تیسرا دونوں شریک ہیں اور پہلا شخص اب اس چیز کا مالک نہ رہا اور یہ شرکت شرکت ملک ہے۔ (درمختار)

مسئلہ ۵.....ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو کچھ آج تیرا اس مہینے میں خریدوں گا اس میں ہم دونوں شریک ہیں یا کسی خاص قسم کی تجارت کے متعلق کہا۔ مثلاً جتنی گائیں یا بکریاں خریدیں گا ان میں ہم دونوں شریک ہیں۔ اور دوسرے نے منظور کیا تو شرکت صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۶.....دو شخصوں کا دین ایک شخص پر واجب ہوا اور ایک ہی سبب سے ہو تو وہ دین مشترک ہے۔ مثلاً دونوں کی ایک مشترک چیز تھی اور اسے کسی کے ہاتھ اوھار بیچا دونوں نے اپنی چیز ایک عقد کے ساتھ کسی کے ہاتھ بیچ کی تو یہ دین مشترک ہے یا دونوں نے اسے ایک ہزار

قرض دیا دونوں کے مورث کا کسی پر دین ہے یہ سب دین مشترک کی صورتیں ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جو کچھ اس دین میں ایک نے وصول کیا تو اس میں دوسرا بھی شریک ہے اپنے حصہ کے سوا قبضہ تقسیم کر لیں اور جو چیز وصول کی ہے اس کی جگہ پر اپنے شریک کو دوسری چیز دینا چاہتا ہے تو بغیر اس کی مرضی کے نہیں لے سکتا یہ دوسری چیز لینا چاہتا ہے تو اس کی مرضی کے بغیر نہیں لے سکتا۔ اور جس نے وصول نہیں کیا اسے یہ بھی اختیار ہے کہ وصول کنندہ سے نہ لے بلکہ مدیون سے یہ بھی وصول کرے۔ مگر جب کہ مدیون نے تمام مطالبہ ادا کر دیا ہے تو اب مدیون سے وصول نہیں کر سکتا بلکہ شریک ہی سے لے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... دو شخصوں کا دین کسی پر واجب ہے مگر دونوں کا ایک سبب نہ بلکہ دو سبب، خواہ حقیقتاً دو ہوں یا حکماً تو یہ دین مشترک نہیں۔ مثلاً دونوں نے اپنی دو چیزیں ایک شخص کے ہاتھ بیچیں اور ہر ایک نے اپنی چیز کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا تو دونوں کی ایک مشترک چیز تھی وہ بیچی اور اپنے اپنے حصہ کا ثمن بیان کر دیا تو اب دین مشترک نہ رہا۔ اور ایک نے مشتری سے کچھ وصول کیا تو دوسرا اس سے اپنے حصہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... ایک شخص پر ہزار روپیہ دین تھا دو شخصوں نے اس کی ضمانت کی اور ضامنوں نے اپنے مشترک مال سے ہزار ادا کر دیئے پھر ایک ضامن نے مدیون سے کچھ وصول کیا تو دوسرا بھی اس میں شریک ہے اور اگر ضامن نے اس سے روپیہ وصول نہیں کیا بلکہ اپنے حصہ کے بدلے میں مدیون سے کوئی چیز خریدی تو دوسرا اس چیز کا نصف ثمن اس سے وصول کر سکتا ہے اور اگر دونوں چاہیں تو اس چیز میں شرکت کر لیں اور اگر ایک ضامن نے چیز نہیں خریدی بلکہ اپنے حصہ دین کے مقابل میں اس چیز پر مصالحت کی اور چیز لے لی اب دوسرا مطالبہ کرتا ہے تو پہلے کو اختیار ہے کہ آدھی چیز دے دے یا اس کے حصہ کا آدھا دین ادا کر دے۔ اور مال مشترک سے ادا نہ کیا ہو تو دوسرا اس میں شریک نہیں اور اب جو کچھ پنا حق وصول کرے گا دوسرے کو اس سے تعلق نہیں۔

مسئلہ نمبر ۹..... دو شخصوں کے ایک شخص پر ہزار روپے دین تھا ان میں ایک نے پورے ہزار سے سو روپیہ میں صلح کر لی اور یہ سو روپیہ اس سے لے بھی لئے اس کے بعد شریک نے جو کچھ اس نے کیا جائز رکھا تو سو میں سے پچاس اسے ملیں گے۔ اور اگر قابض کہتا ہے کہ وہ روپیہ میرے پاس سے ضائع ہو گئے تو شریک کو اس کا ماوان نہیں ملے گا کہ جب اس نے سب کچھ جائز کر دیا تو یہ امین ہوا اور امین پر تاوان نہیں۔ اور اگر شریک نے صلح کو جائز رکھا مگر یہ نہیں کہا کہ جو کچھ اس نے کیا میں نے سب جائز رکھا تو یہ شریک مدیون سے اپنے حصہ کے پچاس وصول کر سکتا ہے اور مدیون یہ پچاس اس سے واپس لے گا جس کو سو روپیہ دیئے ہیں کیوں کہ اس صورت میں صلح کی اجازت بے قبضہ کی نہیں تو امین نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... ایک۔ کان دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک غائب ہو گیا تو دوسرا بقدر اپنے حصہ کے اس۔ کان میں سکونت کر سکتا ہے۔ اور اگر وہ۔ کان خراب ہو گیا۔ اور اس کی سکونت کی وجہ سے خراب ہوا ہے تو تاوان دینا پڑے گا۔ (عالمگیری و درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... ایک۔ کان دو شخصوں میں مشترک تھا اور تقسیم ہو چکی ہے اور ہر ایک کا حصہ ممتاز ہے اور ایک حصہ کا مالک غائب ہو گیا تو دوسرا اس میں سکونت نہیں کر سکتا۔ اور بغیر اجازت قاضی اسے کرایہ پر دے سکتا ہے۔ اور اگر خالی پڑا رہنے میں خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو قاضی اس کو کرایہ پر دے دے اور کرایہ مالک کے لئے محفوظ رکھے۔ اور دو شخصوں میں مشترک کھیت ہے اور ایک شریک غائب ہو گیا تو اگر کاشت کرنے سے زمین اچھی ہوتی رہتی تو پوری زمین میں کاشت کرے جب دوسرا شریک آ جائے تو جتنی مدت اس نے کاشت کی ہے وہ کرے دے اور اگر کاشت سے زمین خراب ہوتی یا کاشت نہ کرنے میں اچھی ہوتی تو کل زمین میں کاشت نہ کرے بلکہ اپنے ہی حصہ کی قدر میں زراعت کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... غلہ یا روپیہ مشترک ہے اور ایک شریک غائب ہے اور جو موجود ہے اسے ضرورت ہے تو اپنے حصہ کے لائق لے کر

ترچ کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... دو شخص شریک ہوں اور یہ ایک کو دوسرے کے ساتھ کام کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہو اور شریک کو کام کرنا اور اس پر ترچ کرنا ضروری ہو اگر بغیر اجازت شریک ترچ کرے گا تو یہ ترچ کرنا متبرع ہوگا اور اس کا معاوضہ کچھ نہ ملے گا۔ مثلاً بیل دو شخصوں میں مشترک ہے اور عمارت خراب ہوگئی مرمت کی ضرورت ہے اور بغیر اجازت ایک نے مرمت کرادی تو اس کا ترچ شریک سے نہیں لے سکتا۔ یا شریک سے اس نے اجازت طلب کی اس نے کہہ دیا کہ کام چل سکتا ہے مرمت کی ضرورت نہیں اور اس نے صرف کردیا تو کچھ نہیں پائے گا۔ یا کھیت مشترک ہیں اور اس پر ترچ کرنے کی ضرورت ہے یا کلام مشترک ہے اس کو نقطہ وغیرہ دینا ضروری ہے ان میں بھی بغیر اجازت صرف کرنے پر کچھ نہیں پائے گا کیونکہ ان سب شریکوں کو ترچ کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ اگر وہ اجازت نہیں دیتا قاضی کے پاس دعویٰ کرے۔ قاضی اسے ترچ کرنے پر مجبور کرے گا۔ پھر اسے ترچ کرنے کی کیا حاجت رہی لہٰذا متبرع ہے اور اگر ترچ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور بغیر ترچ کئے اپنا کام نہیں چلا سکتا تو بغیر اجازت ترچ کرنا متبرع نہیں۔ مثلاً دو منزلہ مکان ہے اوپر کا ایک شخص کا ہے اور نیچے کا دوسرے کا نیچے کا مکان گر گیا اور یہ اپنا حصہ نہیں بنواتا کہ بالاخانہ والا اس کے اوپر قیم کرادے اور نیچے والا بنوانے پر مجبور بھی نہیں کیا جاسکتا لہٰذا اگر بالاخانے والے نے نیچے کے مکان کی قیمت کرالی تو متبرع نہیں۔ یونہی مشترک دیوار ہے جس پر ایک شریک نے کڑیاں ڈال کر اپنے مکان کی چھت پائی ہے اور یہ دیوار گر گئی شریک جب تک یہ دیوار قیم نہ کرائے اس کا کام نہیں چل سکتا تو دیوار بنانا متبرع نہیں۔ اور اگر شریک کو اس کام کا کرنا ضروری نہ ہو اور بغیر اجازت کرے گا تو متبرع ہے جیسے دو شخصوں میں مکان مشترک ہے اور خراب ہو رہا ہے اس کی قیمت ضروری ہے۔ مگر بغیر اجازت جو صرفہ کرے گا اس کا معاوضہ نہیں ملے گا کہ ہوسکتا ہے۔ مکان تقسیم کرا کے اپنے حصہ کی مرمت کرالے۔ پورے مکان کی مرمت کرانے کی اس کو کیا ضرورت ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... تین بہنوں میں شریک کو مرمت وقیمہ پر مجبور کیا جائے گا۔ (۱) وصی، (۲) ماں اور (۳) اوس جو تہائی کے کامل قسمت نہ ہونے میں وصی کی صورت یہ ہے کہ دو بالغ بچوں میں دیوار مشترک ہے جس پر چھت پٹی ہے اور دیوار کے گرنے کا اندیشہ ہے اور دونوں بالغوں کے دو وصی ہیں ایک وصی مرمت کرانے کو کہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے۔ قاضی ایک امین بھیجے گا اگر یہ بیان کرے کہ مرمت کی ضرورت ہے تو جو انکار کرتا ہے اسے مرمت کرانے پر قاضی مجبور کرے گا یونہی اگر مکان دو وقفوں میں مشترک ہے جس کی مرمت کی ضرورت ہے اور ایک کا متولی انکار کرتا ہے تو قاضی مجبور کرے گا اور غیر کامل قسمت مثلاً نابالغوں یا غائبوں اور حمام اور بھٹی کان میں مرمت کی ضرورت ہوئی تو قاضی جبراً مرمت کرائے گا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ایک شخص نے دوسرے کو اس طور پر مال دیا کہ اس میں آدھا اسے بطور قرض دیا ہے اور دونوں نے اس روپیہ سے شرکت کی اور مال خریدا اور جس نے روپیہ دیا ہے وہ اپنے قرض کا روپیہ طلب کر رہا ہے اور ابھی تک مال فروخت نہیں ہوا کہ روپیہ ہوتا اگر فروخت تک انتظار کرے۔ فبہا ورنہ مال کی جو اس وقت قیمت ہو اس کے حساب سے اپنے قرض کے بدلے میں مال لے لے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مشترک سامان لاد کر ایک شریک لے جا رہا ہے اور دوسرا شریک موجود نہیں۔ راستے میں باربرداری کا جانور تھک کر گر پڑا اور مال ضائع ہونے یا نقصان کا اندیشہ ہے۔ اس نے شریک کی عدم موجودگی میں باربرداری کا دوسرا جانور کرایہ پر لیا تو حصہ کی قدر شریک سے کرایہ لے گا اور اگر مشترک جانور تھا جو بیکار ہوگیا۔ شریک کی عدم موجودگی میں ذبح کر ڈالا اگر اس کے بچنے کی امید تھی تو تاوان لازم ہے اور شریک کے علاوہ کوئی اجنبی شخص ذبح کردے تو بہر حال تاوان ہے۔ یونہی چرواہے نے بیمار جانور کو ذبح کر ڈالا اور بچنے ہونے کی امید تھی تو چرواہے پر تاوان نہیں اور نہ تاوان ہے۔ اور اجنبی پر بہر حال تاوان ہے۔ (نتائج الافکار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مشترک جانور بیمار ہوگیا اور بیطار (جانور کے علاج کرنے والے) نے داغنے کو کہا اور داغ دیا اور جانور مر گیا تو کچھ نہیں

اور بغیر بیطاری رائے کے خود کرتے تاوان ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸.....کھیت مشترک تھا اس کو ایک شریک نے بغیر اجازت کے بویا دوسرا شریک نصف بیج دینا چاہتا ہے تا کہ زراعت مشترک رہے اگر بیجنے کے بعد دیا ہے جائز ہے اور پہلے دیا تو جائز نہ اور دوسرا شریک کہتا ہے کہ میں اپنا حصہ بھی زراعت کا اکھاڑوں گا تو تقسیم کر دی جائے اس کے حصہ میں جتنی بھتی پڑے اکھڑوا لے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....ایک شریک نے مدیون کی کوئی چیز ہلاک کر دی اس کا تاوان لازم آیا۔ اس نے مدیون سے مقاصہ کر لیا تو اس کا نصف دوسرا شریک اس شریک سے وصول کر سکتا ہے کیونکہ مقاصہ کی وجہ سے نصف دین وصول ہو گیا۔ یونہی ایک شریک نے اپنے حصہ دین کے بدلے میں مدیون کی کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھی وہ چیز ہلاک ہو گئی تو دوسرا شریک اس کا نصف اس شریک سے وصول کر سکتا ہے۔ یونہی اگر مدیون نے ایک شریک کو اس کے حصہ کے لائق کسی کو ضامن دیا یا کسی پر حوالہ کر دیا تو ضامن یا حوالہ والے سے جو کچھ وصول ہو گا دوسرا شریک اس میں سے اپنا حصہ لے لگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰.....دو شریکوں کے ایک شخص پر ہزار روپے باقی ہیں اور ایک دوسرے کے لئے مدیون کی طرف سے ضامن ہوا تو یہ ضمان باطل ہے۔ اور اس ضمان کی وجہ سے ضامن نے دوسرے کو اس کا حصہ ادا کر دیا تو اس میں سے اپنا حصہ واپس لے سکتا ہے اور اگر بغیر ضامن ہوئے شریک کو روپیہ ادا کر دیا تو ادا کرنا صحیح ہے اور اس میں سے اپنا حصہ واپس نہیں لے سکتا۔ فرض کیا جائے کہ مدیون سے وصول ہی نہ ہو سکا جب بھی شریک سے مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر مدیون نے خود دیا بھتی نہ اس کے شریک کا حصہ ادا کر دیا ہے اور اس نے برقرار رکھا اپنا حصہ اس میں سے نہ لیا اور مدیون سے اس کا حصہ وصول نہیں ہو سکتا تو شریک کو جو کچھ ملا ہے اس میں سے اپنا حصہ واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

وَقف کا بیان

حدیث ۱.....صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جب انسان مر جاتا ہے اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں مگر تین چیزوں سے (کہ مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے) ایک صدقہ جاریہ (یعنی وقف) دوسرا علم جس سے اس کے مرنے کے بعد لوگوں کو نفع پہنچتا رہتا ہے تیسرا نیک اولاد جو اس کے بعد اپنے والدین کے لئے دعا کرتی رہے۔

حدیث ۲.....صحیح بخاری صحیح مسلم ابوداؤد نسائی وغیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین ملی انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ کو ایک زمین خیبر میں ملی ہے کہ اس سے زیادہ نفیس کوئی مال مجھ کو کبھی نہیں ملا حضور اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں"، ارشاد فرمایا "اگر تم چاہو تو اصل کو روک لو (وقف کر دو) اور اس کے منافع کو تصدق کر دو"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس طور پر وقف کیا کہ اصل نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے نہ اس میں وراثت جاری ہو اور اس کے منافع فقراء اور رشتہ داروں اور اللہ کی راہ میں اور مسافر و مہمان میں خرچ کئے جائیں اور خود متولی اس میں سے معروف کے ساتھ کھا لے بغیر اس کے کہ دوسرے کو کھلائے تو حرج نہیں بشرطیکہ اس میں سے مال جمع نہ کرے۔

حدیث ۳.....ابن جریر محمد بن عبدالرحمن قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان و زید بن عوام طلحہ بن عبید بنی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے اوقات کئے تھے۔

حدیث ۴.....ابن عساکر نے ابی حشر سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں یہ شرط کی تھی کہ ان کی اکابر اولاد سے جو

دینا راوی صاحب فضل ہوا اس کو دیا جائے۔

حدیث ۵.....ابوداؤد نسائی بحوالہ سعد بن عبادہ ؓ سے راوی انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا (میں ایصالِ ثواب کے لئے کچھ صدقہ کرنا چاہتا ہوں) تو کونسا صدقہ افضل ہے۔ ارشاد فرمایا پانی (کہ پانی کی وہاں کمی تھی اس کی زیادہ حاجت تھی) انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہہ دیا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے یعنی اس کا ثواب میری ماں کو پہنچے۔ اس حدیث سے "علوم ہوا کہ مردوں کا ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے اور یہ بھی "علوم ہوا کہ کسی چیز کو اسی کا مزد کر دینا کہ یہ فلاں کے لئے یہ بھی جائز ہے اسی مزد کرنے سے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی۔

حدیث ۶.....ترمذی نسائی وداؤ قطنی رحمہم اللہ ثمامہ بن حزن قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے راوی کہتے ہیں۔ میں واقعہ دار میں حاضر تھا (یعنی جب باغیوں نے حضرت عثمان ؓ کے مکان کا محاصرہ کیا تھا جس میں وہ شہید ہوئے) حضرت عثمان ؓ نے اپنے بالا خانہ سے سر نکال کر لوگوں سے فرمایا "میں تم کو اللہ ﷻ اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم کو علوم ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں سوائے رومہ کے شیریں پانی نہ تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کون ہے جو بیئر رومہ کو خرید کر اس میں اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کر دے (یعنی وقف کر دے کہ تمام مسلمان اس سے پانی بھریں) اور اس کو اس کے بدلے میں جنت میں بھلائی ملے گی تو میں نے اسے اپنے خالص مال سے خریدا اور آج تم نے اسی کنویں کا پانی مجھ پر بند کر دیا ہے یہاں تک میں کھاری پانی پی رہا ہوں"۔ لوگوں نے کہا ہم جانتے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے پھر حضرت عثمان ؓ نے فرمایا "میں تم کو اللہ ﷻ اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مسجد تنگ تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو فلاں شخص کی زمین خرید کر مسجد میں اضافہ کرے اس کے بدلے میں اسے جنت میں بھلائی ملے گی۔ میں نے خالص اپنے مال سے اسے خریدا اور آج اسی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے تم مجھے منع کرتے ہو"۔ لوگوں نے جواب میں کہا۔ ہاں ہم جانتے ہیں پھر حضرت عثمان ؓ نے فرمایا "اللہ ﷻ اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کوہ ثبیر پر تھے اور حضور ﷺ کے ہمراہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے اور میں تھا کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ ایک پتھر ٹوٹ کر نیچے گرا۔

حضور اکرم ﷺ نے پائے اقدس پہاڑ پر دے مارے اور فرمایا اے ثبیر! اتھر جا اس لئے کہ تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں"۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں حضرت عثمان ؓ نے تکبیر کہی اور کہا کہ "کعبہ کے رب کی قسم ان لوگوں نے گواہی دی کہ میں شہید ہوں"۔

حدیث ۷.....صحیح مسلم و بخاری وغیرہ میں حضرت عثمان ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ ﷻ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ ﷻ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

حدیث ۸.....ابوداؤد نسائی وداری وابن ماجہ رحمہم اللہ انس ؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ لوگ مساجد کے متعلق تفاخر کریں گے۔

حدیث ۹.....صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابوہریرہ ؓ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر ؓ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ پھر حضور ﷺ سے کسی نے عرض کی کہ ابن جمیل و خالد بن ولید و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے زکوٰۃ نہیں دی۔ ارشاد فرمایا کہ ابن جمیل ؓ کا انکار صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ فقیر تھا اور اللہ ﷻ و رسول ﷺ نے اسے غنی کیا یعنی اس کا انکار بے سبب ہے اور قابل قبول نہیں اور خالد ؓ پر تم ظلم کرتے ہو (کہ اس سے زکوٰۃ مانگتے ہو) اس نے اپنی زرہیں اور تمام سامان حرب اللہ ﷻ کی راہ میں وقف کر دیا ہے یعنی وقف کے سوا کیا ہے جس کی زکوٰۃ تم مانگتے ہو۔ اور عباس ؓ کا صدقہ میرے ذمہ ہے اور اتنا ہی اور یعنی دو سال کی زکوٰۃ ان کی طرف سے میں ادا کروں گا پھر فرمایا اے عمر ؓ! تمہیں علوم نہیں کہ چچا عمر کا باپ ہوتا ہے۔

مسائل فقہیہ: وقف کے یہ معنی ہیں کہ کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ ﷻ کی ملک کر دینا اس طرح کہ اس کا نفع بندگان

خدا میں سے جس کو چاہے عطا کرے۔

مسئلہ نمبر ۱.....وقف کو نہ باطل کر سکتا ہے نہ اس میں میراث جاری ہوگی نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے نہ ہبہ ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲.....وقف میں نیّت اچھی ہو اور وہ وقف کنندہ اہلِ نیت یعنی مسلمان ہو تو مستحق ثواب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....وقف ایک صدقہ جاریہ ہے کہ واقف ہمیشہ اس کا ثواب پاتا رہے گا اور سب میں بہتر وہ وقف ہے جس کی مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہو اور جس کا زیادہ نفع ہو۔ مثلاً کتابیں ثریہ کر کتب خانہ بنایا اور وقف کر دیا کہ ہمیشہ دین کی باتیں اس کے ذریعہ سے معلوم ہوتی رہیں گی۔ (عالمگیری)

اور اگر وہاں مسجد نہ ہو اور اس کی ضرورت ہو تو مسجد بنانا بہت ثواب کا کام ہے اور تعلیم دین کے لئے مدرسہ کی ضرورت ہو تو مدرسہ قائم کر دینا اور اس کی بقا کیلئے جائیداد وقف کرنا کہ ہمیشہ مسلمان اس سے فیض پاتے رہیں نہایت اعلیٰ درجہ کا نیک کام ہے۔

مسئلہ نمبر ۴.....وقف کی صحت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے لئے متولی مقرر کرے اور اپنے قبضہ سے نکال کر متولی کا قبضہ دلا دے بلکہ واقف نے اگر اپنے ہی قبضہ میں رکھا جب بھی وقف صحیح ہے اور مشاع کا وقف بھی صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....وقف کا حکم یہ ہے کہ شے موقوف واقف کی ملک سے خارج ہو جاتی ہے مگر موقوف علیہ (یعنی جس پر وقف کیا ہے) اس کی ملک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ عزوجل کی ملک قرار پاتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....وقف کے لئے خصوصی الفاظ ہیں جن سے وقف صحیح ہوتا ہے مثلاً میری یہ جائیداد صدقہ موقوفہ ہے کہ ہمیشہ مساکین پر اس کی آمدنی صرف ہوتی رہے یا للہ عزوجل کے لئے میں نے اسے وقف کیا۔ مسجد یا مدرسہ یا فلاں نیک کام پر میں نے وقف کیا یا فقراء پر وقف کیا۔ اس قسم کو میں نے اللہ عزوجل کی راہ کے لئے کر دیا۔

مسئلہ نمبر ۷.....میری یہ زمین صدقہ ہے یا میں نے اسے مساکین پر تصدق کیا۔ اس کہنے سے وقف نہیں ہوگا بلکہ یا ایک مدت ہے کہ اس شخص پر وہ زمین یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ صدقہ کر دیا تو بری الذمہ ہے ورنہ مرنے کے بعد بیچ کر ادا کی ہوگی اور مدت نہ پوری کرنے کا گناہ اس شخص پر۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۸.....اس زمین کو میں نے فقراء کے لئے وقف کر دیا اگر یہ لفظ وقف میں معروف ہو تو وقف ہے ورنہ اس سے دریافت کیا جائے اگر کہے میری مراد وقف کی تھی تو وقف ہے یا مقصود صدقہ تھا یا کچھ ارادہ تھا ہی نہیں تو ان دونوں صورتوں میں نذر ہے۔ مگر فرض کر دی شخص نے نذر پوری نہیں کی یعنی نہ وہ بیچ، نہ صدقہ کی نہ اس کی قیمت اور مر گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی ورثہ پر منت کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۹.....کسی نے کہا میں نے اپنے باغ کی پیداوار وقف کی یا اپنی جائیداد کی آمدنی وقف کی تو وقف صحیح ہو جائے گا کہ مراد باغ کو وقف کرنا یا جائیداد کو وقف کرنا ہے لہٰذا اگر باغ میں اس وقت پھل موجود ہیں تو پھل وقف میں داخل نہ ہوں گے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۰.....کسی مکان کی آمدنی ہمیشہ مساکین کو دینے کے لئے وصیت کی یا جب تک فلاں زندہ رہے اس کی کوری جائے اس کے بعد ہمیشہ مساکین کے لئے تو اگر پہلا جملہ یہ وقف نہیں مگر مدبرہ وقف ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۱.....یہ کہا کہ میں نے اپنی یہ جائیداد وقف کی۔ میری طرف سے حج وغیرہ میں اس کی آمدنی صرف ہوگی تو وقف صحیح ہے اور اگر یہ کہا کہ یہ جائیداد صدقہ ہے جس کو بیچ نہ کیا جائے تو وقف نہیں بلکہ صدقہ کی منت ہے۔ اور اگر یہ کہا کہ صدقہ ہے جس کو بیچ نہ کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے نہ اس میں میراث جاری ہو تو فقراء پر وقف ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....یہ کہا کہ میرے اس مکان کے کرایہ سے ہر مہینہ میں دس روپے کی روٹی ثریہ کر مساکین کو تقسیم کر دیا کرو تو اس کہنے

سے وہ مکان وقف ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳.....وقف چند قسم کا ہوتا ہے ایک قسم کا تعریف یہ کہ بغیر معاوضہ اپنا مال اپنی ملک سے نکال کر دینا ہے۔ لہٰذا تمام وہ شرائط جو تبرعات میں ہیں یہاں بھی معتبر ہیں اور ان کے علاوہ بھی شرطیں ہیں۔ واقف کی شرائط یہ ہیں۔

(1) واقف کا عاقل ہونا (2) بالغ ہونا۔ نابالغ اور مجنون نے وقف کیا صحیح نہیں ہوا۔ (3) آزاد ہونا غلام نے وقف کیا صحیح نہ ہوا۔ اسلام شرط نہیں لہٰذا کافر ذمی کا وقف بھی صحیح ہے مثلاً یہوں کہ اولاد پر جاکیداد وقف کی کہ اس کی آمدنی اولاد کو نسلاً بعد نسلاً ملتی رہے اور اولاد میں کوئی نہ رہے تو مساکین پر صرف کی جائے یہ وقف جائز ہے۔ اور اگر اس نے اپنے ہم مذہب مساکین کی تخصیص کی یا یہ شرط لگادی کہ اس کی اولاد سے جو کوئی مسلمان ہو جائے اسے اس کی آمدنی نہ دی جائے تو جس طرح اس نے کہا لکھا ہے اسی کے موافق کیا جائے اور اگر اولاد پر اس نے وقف کیا اور ہم مذہب ہونے کی شرط نہیں کی ہے تو اس کی اولاد میں جو کوئی مسلمان ہو جائے گا اسے بھی ملے گا کہ اس صورت میں اس کی شرط کے خلاف نہیں (4) وہ کام جس کے لئے وقف کرتا ہے یعنی مقصد ثواب کا کام ہو یعنی واقف کے نزدیک بھی وہ ثواب کا کام ہو اور واقع میں بھی ثواب کا کام ہو اگر ثواب کا کام نہیں ہے تو وقف صحیح نہیں مثلاً کسی ناجائز کام کے لئے وقف کیا اگر واقف کے خیال میں وہ نیکی کا کام ہو مگر حقیقت میں ثواب کا کام نہ ہو تو وقف صحیح نہیں اور اگر واقع میں ثواب کا کام ہے مگر واقف کے اعتقاد میں کارِ ثواب نہیں جب بھی وقف صحیح نہیں۔ لہٰذا اگر نصرانی نے بیت المقدس پر کوئی جائیداد وقف کی کہ اس کی آمدنی سے اس کی مرمت کی جائے یا اس کے تیل بتی میں صرف کی جائے یہ جائز ہے یا یوں وقف کیا کہ ہر سال ایک غلام خرید کر آزاد کیا جائے یا مساکین اہل ذمہ یا مسلمین پر صرف کیا جائے یہ جائز ہے اور اگر بت خانہ کے کسی وقف کیا کہ اس کی مرمت یا چراغ میں صرف کیا جائے یا حریں پر صرف کیا جائے تو یہ باطل ہے کہ یہ ثواب کا کام نہیں اور اگر نصرانی نے حج کے لئے وقف کیا جب بھی وقف صحیح نہیں اگرچہ یہ کارِ ثواب ہے مگر اس کے اعتقاد میں ثواب کا کام نہیں۔ (ردالمحتار، عالمگیری، فتح القدیر وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۴.....کافر نے اگر بت خانہ کے لئے وقف کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر یہ گرجا بت خانہ ویران ہو جائے تو فقراء و مساکین پر اس کی آمدنی صرف کی جائے تو گرجا بت خانہ پر آمدنی صرف نہ کی جائے بلکہ فقراء و مساکین پر ہی صرف کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵.....اگر کافر ذمی نے امور خیر کے لئے وقف کیا اور تفصیل بیان نہ کی تو اگرچہ اس کے اعتقاد میں گرجا بت خانہ و مساکین پر صرف کرنا سب ہی امور خیر ہیں مگر مساکین پر ہی صرف کی جائے دیگر امور میں صرف نہ کریں اور اگر اپنے پڑوسیوں پر صرف کرنے کے لئے اس شرط سے وقف کیا کہ اگر کوئی پڑوس والا باقی نہ رہے تو مساکین پر صرف کیا جائے تو یہ وقف جائز ہے اور اس کے پڑوس میں یہود و نصاریٰ و مجوس و مسلمان سب ہوں تو سب پر صرف کیا جائے اور مردوں کے کفن دفن کیلئے وقف کیا تو ان میں صرف کیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶.....ذمی نے اپنے گھر کو مسجد بنایا اور اس کی شکل و صورت بالکل مسجد ہی کر دی اور اس میں نماز پڑھنے کی مسلمانوں کو اجازت بھی دے دی اور مسلمانوں نے اس میں نماز پڑھی بھی جب بھی مسجد نہیں ہوئی اور اس کے مرنے کے بعد میراث جاری ہوگی۔ یونہی اگر گھر کو گرجا وغیرہ بنا دیا جب بھی اس میں میراث جاری ہوگی۔ (عالمگیری)

(5) واقف کے وقت وہ چیز واقف کی ملک ہو۔

مسئلہ نمبر ۱۷.....اگر وقف کرنے کے وقت اس کی ملک نہ ہو بعد میں ہو جائے تو وقف صحیح نہیں مثلاً ایک شخص نے زمین غصب کر لی تھی اسے وقف کر دیا پھر مالک سے اس کو خرید لیا اور ثمن بھی ادا کر دیا یا کوئی چیز دے کر مالک سے مصالحت کر لی تو اگر چہ اب مالک ہو گیا ہے مگر وقف صحیح نہیں وقف کے وقت مالک نہ تھا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸.....ایک شخص نے دوسرے شخص کے لئے اپنے مکان کی وصیت کی اور اس موصی لہ نے ابھی اسے وقف کر دیا پھر موصی

مراتو یہ وقف صحیح نہ ہوا کہ وقف کے وقت موصی لہٗ اس کا مالک ہی نہ تھا۔ یونہی کسی سے زمین خریدی تھی اور بائع کو خیار شرط تھا۔ مشتری نے وقف کر دی پھر بائع نے بیع کو جائز کر دیا یہ وقف جائز نہیں اور اگر مشتری کو خیار تھا اور بعد وقف مشتری نے خیار ساقط کر دیا تو وقف جائز ہے ہو ہو لہٗ نے قبضہ سے پہلے وقف کر دیا پھر قبضہ کیا تو وقف جائز نہیں اور اگر ہبہ فاسد تھا مگر قبضہ کے بعد "موہوب لہٗ" نے قبضہ سے پہلے وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور موہوب لہٗ پر اس کی قیمت واجب ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۹..... بیع فاسد سے۔ مکان خریدا تھا اور قبضہ کر کے وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور قبضہ سے پہلے وقف کیا تو نہیں۔ اور بیع صحیح سے خریدا مگر ابھی مکان ادا کیا ہے نہ قبضہ کیا ہے اور وقف کر دیا تو یہ وقف موقوف ہے۔ اگر ثمن ادا کر کے قبضہ کر لیا جائز ہو گیا اور مر گیا اور کوئی مال بھی ایسا نہیں چھوڑا کہ اس سے ثمن ادا کیا جائے تو وقف صحیح نہیں۔ مکان فروخت کر کے بائع کو ثمن ادا کیا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... ایک مکان خرید کر وقف کیا اس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے جس نے بیچا تھا اس کا نہ تھا اور قاضی نے مدعی کی ڈگری دے دی اس پر شفعہ کا دعویٰ کیا اور شفیع کے حق میں فیصلہ ہو تو وقف شفعہ ہو جائے گا اور وہ مکان اصلی مالک یا شفیع کو مل جائے گا اگرچہ خریدار نے اسے مسجد بنا دیا ہو۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مرتد نے زمانۂ ارتداد میں وقف کیا تو یہ وقف موقوف ہے۔ اگر اسلام کی طرف واپس ہوا تو وقف صحیح ہے ورنہ باطل۔ (عالمگیری)

(6) جس نے وقف کیا وہ اپنی کم عقلی یا دین کی وجہ سے ممنوع التصرف نہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۲۲..... ایک بے وقوف شخص ہے جس کی نسبت قاضی کو اندیشہ ہے کہ اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی تو جائیداد تباہ و برباد کر دے گا قاضی نے حکم دے دیا کہ شخص اپنی جائیداد میں تصرف نہ کرے۔ اس نے کچھ جائیداد وقف کی تو وقف صحیح نہ ہوا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲۳..... شخص مذکور نے اپنی جائیداد اس طرح وقف کی کہ میں جب تک زندہ رہوں اس کے منافع کو اپنی ذات پر صرف کرتا رہوں اور میرے بعد مساکین یا مسجد یا مدرسہ میں صرف ہوں تو بعض کے نزدیک وقف صحیح ہے اور اس وقف کی صحت کا حاکم نے حکم دے دیا جب تو سبھی کے نزدیک صحیح ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲۴..... مریض پر قتادین ہے کہ اس کی تمام جائیداد دین میں مستغرق ہے اس کا وقف صحیح نہیں۔ (درمختار)

(7) جہالت نہ ہو یعنی جس کو وقف کیا یا جس پر وقف کیا "معلوم ہو۔

مسئلہ نمبر ۲۵..... اپنی جائیداد کا ایک حصہ وقف کیا اور یہ تعین نہیں کی کہ وہ کتنا ہے۔ مثلاً تہائی چوتھائی وغیرہ تو وقف صحیح نہ ہوا اگرچہ بعد میں اس حصہ کی تعیین کر دے۔ وقف میں تردید کرنا کہ اس زمین کا یا اس زمین کو وقف کیا یہ وقف بھی صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... وقف صحیح ہونے کے لئے زمین یا مکان کا "معلوم ہونا ضروری ہے" اس کے حدود ذکر کرنا شرط نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... اس مکان میں جتنے سہام میرے ہیں ان کو میں نے وقف کیا اگرچہ "معلوم نہ ہو کہ اس کے کتنے سہام ہیں یہ وقف صحیح ہے کہ اگرچہ اسے اس وقت "معلوم نہیں مگر حقیقتاً وہ متعین ہیں "مجہول نہیں۔ یونہی اگر یوں کہا کہ اس مکان میں میرا جو کچھ حصہ ہے اسے وقف کیا اور وہ ایک تہائی ہے مگر حقیقتاً اس کا حصہ تہائی نہیں بلکہ نصف ہے جب بھی وقف صحیح ہے اور کل حصہ یعنی نصف وقف ہو جائے گا۔ (فتاویٰ بزازیہ)

مسئلہ نمبر ۲۸..... ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی جس میں درخت ہیں اور درختوں کو وقف سے مستثنیٰ کیا یہ وقف صحیح نہ ہوا کہ اس صورت میں درخت مع زمین کے مستثنیٰ ہوں گے تو باقی زمین جس کو وقف کر رہا ہے مجہول ہو گئی۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۲۹..... وہ وقف جو اگر مجہول ہے مثلاً اس کو میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے وقف "مؤبد" کیا یا اپنی قرابت والے پر وقف کیا یا یہ کہا کہ

زید یا عمرو پر وقف کیا اور اس کے بعد مساکین پر صرف کیا جائے یہ وقف صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

(8) وقف کو شرط پر معلق نہ کیا ہو۔

مسئلہ نمبر ۳۰..... اگر شرط پر معلق کیا مثلاً میرا بیٹا سفر سے واپس آئے تو یہ زمین وقف ہے یا اگر میں اس زمین کا مالک ہو جاؤں یا اسے خرید لوں تو وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں بلکہ اگر وہ شرط ایسی ہو جس کا ہونا یقینی ہے جب بھی صحیح نہیں۔ مثلاً اگر کل کا دن آ جائے تو وقف ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... میری یہ زمین وقف ہے اگر میں چاہوں اس کے بعد فوراً متصلاً یہ کہا کہ میں نے چاہا اور اس کو وقف کر دیا تو وقف صحیح ہے اور نہ کہا تو وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہا میری زمین وقف ہے اگر فلاں چاہے اور اس شخص نے فوراً کہا میں نے چاہا تو وقف صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے تعلیق باطل ہے اور وقف صحیح مثلاً یہ کہا کہ اگر یہ زمین میری ملک میں ہو یا میں اس کا مالک ہو جاؤں تو وقف ہے اور اس کہنے کے وقت زمین اس کی ملک میں ہے تو وقف صحیح ہے اور اس وقت ملک میں نہیں ہے تو صحیح نہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۳..... کسی شخص کا مال گم ہو گیا ہے اس نے یہ کہا کہ اگر میں گم شدہ مال کو پالوں تو مجھ پر اللہ عزوجل کیلئے اس زمین کا وقف کر دینا ہے یہ وقف کی منت ہے یعنی اگر تجویز مل گئی تو اس پر لازم ہوگا کہ زمین کو ایسے لوگوں پر وقف کرے جنہیں زکوٰۃ دے سکتا ہے اور اگر ایسوں پر وقف کیا جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا مثلاً اپنی اولاد پر تو وقف صحیح ہو جائے گا مگر نذر رہ ستور اس کے ذمہ باقی ہے۔ (عالمگیری و خلاصہ)

مسئلہ نمبر ۳۴..... مریض نے کہا کہ اگر میں اس مرض سے مر جاؤں تو میری یہ زمین وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہا کہ میں مر جاؤں تو میری اس زمین کو وقف کر دینا یہ وقف کیلئے وکیل کرنا ہے اس کے مرنے کے بعد وکیل نے وقف کیا تو صحیح ہو گیا کہ وقف کیلئے توکیل درست ہے اور توکیل کو شرط پر معلق کرنا بھی درست ہے۔ مثلاً یہ کہا کہ اگر میں اس مرض میں جاؤں تو میرا مکان وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہتا ہے کہ میں اس مرض میں جاؤں تو تم میرے مکان کو وقف کر دینا تو وقف صحیح ہے۔ (جوہرہ نیرہ و خلاصہ)

یعنی اس صورت میں صحیح ہے کہ وہ زمین اس کے ترکہ کی تہائی کے اندر رہے اور نہ رہے، اس وقف کو جائز کر دیں اور نہ جائز نہ کریں تو ایک تہائی وقف ہے باقی میراث کہ یہ وقف وصیت کے حکم میں ہے اور وصیت تہائی تک جاری ہوتی۔ بغیر اجازت ورثا تہائی سے زیادہ میں وصیت جاری نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ نمبر ۳۵..... کسی نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرا مکان فلاں پر وقف ہے۔ یہ وقف نہیں بلکہ وصیت ہے یعنی وہ شخص اگر اپنی زندگی میں باطل کرنا چاہے تو باطل ہو سکتی ہے اور مرنے کے بعد یہ وصیت ایک تہائی میں لازم ہوگی ورنہ اس کو ورثہ نہیں کر سکتے اگرچہ وارث ہی پر وقف کا ہو۔ مثلاً یہ کہا کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے اور نسلاً بعد نسل اس کی اولاد پر وقف کیا اور جب سلسلہ نسل منقطع ہو جائے تو فقراء مساکین پر صرف کیا جائے تو اس صورت میں وہ تہائی ورثا لیں گے اور ایک تہائی کی آمدنی تیا موقوف علیہ لے گا اس کے بعد اسکی اولاد لیتی رہے گی۔

(درمختار و ردالمحتار)

(9) جائیداد موقوفہ فروخت کر کے ثمن کو صرف کر ڈالنے کی شرط نہ ہو۔ یونہی یہ شرط کہ جس کو میں چاہوں گا بہ کر دوں گا جب مجھے ضرورت ہوگی دے رہن رکھ دوں گا عرض ایسی شرط جس سے وقف کا ابطال ہوتا ہو وقف کو باطل کر دیتی ہے ہاں وقف کے استبدال کی شرط صحیح ہے یعنی اس جائیداد کو بیچ کر کے کوئی دوسری جائیداد خرید کر اس کے قائم مقام کر دی جائے گی اور اس کا وہ کرا گے آتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۶..... وقف اگر مسجد ہے اور اس میں اس قسم کی شرطیں لگائیں مثلاً اس کو مسجد کیا اور مجھے اختیار ہے کرا سے بیچ کر ڈالوں یا بہ کر دوں تو وقف صحیح ہے اور شرط باطل۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۷.....امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وقف میں خیار شرط نہیں ہو سکتا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہو سکتا ہے مثلاً یہ کہ میں نے وقف کیا اور تین دن تک مجھے اختیار ہے کہ تین دن گزر جانے پر وقف صحیح ہو جائے گا اور مسجد خیار شرط کے ساتھ وقف کی جیسے بالاتفاق شرط باطل ہے اور وقف صحیح۔ (عالمگیری)

(10) تابید یعنی ہمیشہ کے لئے ہونا مگر صحیح یہ ہے کہ وقف میں تابید کا ذکر کرنا شرط نہیں۔ یعنی اگر وقف مؤبد نہ کیا جب بھی مؤبد ہی ہے اور اگر مدت خاص کا ذکر کیا۔ مثلاً میں نے اپنا مکان ایک ماہ کے لئے وقف کیا اور جب مہینہ پورا ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا۔ تو یہ وقف نہ ہوا اور ابھی سے باطل ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۳۸.....اگر یہ کہا کہ میری زمین میرے مرنے کے بعد ایک سال تک صدقۂ موقوفہ ہے تو یہ صدقہ کی وصیت ہے اور ہمیشہ فقراء پر اس کی آمدنی صرف ہوتی رہے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹.....اگر یہ کہا کہ میری زمین ایک سال تک فلاں شخص پر صدقۂ موقوفہ ہے اور سال پورا ہونے پر وقف باطل ہے تو ایک سال تک اس کی آمدنی اس شخص کو دی جائے گی اور ایک سال کے بعد مساکین پر صرف ہوگی اور اگر صرف اتنا ہی کہا کہ ایک سال تک فلاں شخص پر صدقۂ موقوفہ ہے تو ایک سال تک اس کی آمدنی اس شخص کو دی جائے گی اور سال پورا ہونے پر ورثا کا حق ہے۔ (خانیہ)

(11) وقف بالاَخر خیراتی جہت کے لئے ہو جس میں انقطاع نہ ہو مثلاً کسی نے اپنی جائیداد پر وقف کی اور یہ ذکر کر دیا کہ جب میری اولاد کا سلسلہ بند ہے تو مساکین پر یا ٹیکہ کاموں میں صرف کی جائے تو وقف صحیح ہے کہ اب منقطع ہونے کی کوئی صورت نہ رہی۔

مسئلہ نمبر ۴۰.....اگر فقط اتنا ہی کہا کہ میں نے اپنے وقف کیا اور موقوف علیہ کا ذکر نہ کیا تو عرفاً اس کے یہی معنی ہیں کہ ٹیکہ کاموں میں صرف ہوگی اور لفظ کا یہی معنی ایسی جہت ہوئی جس کے لئے انقطاع نہیں لہٰذا یہ وقف صحیح ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۱.....جائیداد کسی خاص مسجد کے نام وقف کی تو چونکہ مسجد ہمیشہ رہنے والی چیز ہے اس لئے انقطاع نہیں لہٰذا وقف صحیح ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۲.....وقف صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جائیداد موقوفہ کے ساتھ حق غیر کا تعلق نہ ہو بلکہ حق غیر کا تعلق ہو جب بھی وقف صحیح ہے مثلاً وہ جائیداد اگر کسی کے چاہ میں ہے اور وقف کر دی تو وقف صحیح ہو گیا۔ جب مدت اجارہ پوری ہو جائے گی یا دونوں میں کسی کا انتقال ہو جائے تو اب اجارہ ختم ہو جائے گا اور جائیداد صرف وقف میں صرف ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۳.....وقف کا حکم یہ ہے کہ جو شخص وقف کرنے والا اس کا مالک ہے نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے نہ اس کو بیچ کر سکتا ہے نہ عاریۃً دے سکتا ہے نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۴.....بیان موقوف کو بیچ کر دیا یا رہن رکھ دیا اور متولی یا مرتہن نے اس میں تصرف کی بعد کو معلوم ہوا کہ یہ وقف ہے تو جب تک اس کے مکان میں رہے اس کا کرایہ نہیں ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۵.....وقف کو مستحقین (یعنی موقوف علیہم) پر تقسیم کرنا جائز نہیں مثلاً کسی شخص نے جائیداد اپنی اولاد پر وقف کی تو نہیں ہو سکتا کہ جائیداد اولاد پر تقسیم کر دی جائے کہ ہر ایک اپنے حصہ کی آمدنی سے متمتع ہو بلکہ وقف کی آمدنی ان پر تقسیم ہوگی۔ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴۶.....جن لوگوں پر زمین وقف ہے وہ لوگ اگر باہم رضامندی کے ساتھ ایک ایک ٹکڑا زراعت کے لئے لے لیں پھر دوسرے سال بدل کر دوسرے ٹکڑے لیں تو ہو سکتا ہے مگر ایسی تقسیم جو ہمیشہ کے لئے ہو کہ ہر سال وہی کھیت وہ شخص لے دوسرے کو نہ لینے دے یہ نہیں ہو سکتا۔ (ردالمحتار)

کس چیز کا وقف صحیح ہے اور کس کا نہیں؟

جائیداد غیر منقولہ جیسے زمین، مکان، دکان ان کا وقف صحیح ہے اور جو چیزیں منقول ہوں مگر غیر منقول کی تابع ہوں ان کا وقف غیر منقول کا تابع ہو کر صحیح ہے۔ مثلاً کھیت کو وقف کیا تو بیل، کھیتی کے جملہ آلات اور کھیتی کے غلام سب کچھ جداً وقف ہو سکتے ہیں یا باغ وقف کیا تو باغ کے جملہ سامان بیل اور ہر ساد و غیرہ کو جداً وقف کر سکتا ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱..... کھیت کے ساتھ ساتھ ہل بیل وغیرہ بھی وقف کے تو ان کی تعداد بھی بیان کر دینی چاہئے کہ کتنے غلام اور کتنے بیل اور اتنی اتنی فلاں چیزیں اور یہ بھی ذکر کر دینا چاہئے کہ بیل اور غلام کا نفقہ بھی اسی جائیداد موقوفہ سے دیا جائے اور اگر یہ شرط نہ بھی ذکر کرے جب بھی ان کے مصارف اسی سے دیئے جائیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... غلام یا بیل اگر کمزور ہو گیا اور کام کے قابل نہ رہا اور واقف نے یہ شرط کر دی تھی کہ جب تک زندہ رہے وقف سے خوراک ملتی رہے تو اب بھی دی جائے اور اگر واقف نے کہہ دیا ہو کہ اس سے کام لیا جائے اور کام کے مقابل کھانے کو دیا جائے تو اب وقف سے نہیں دیا جا سکتا اور ایسی صورت میں کہ وہ کام کا نہ رہا بیچ کر اس کے بدلے میں دوسرا بیل خریدنا جائز ہے اور اگر ان دونوں میں دوسرا نہ ملے تو وقف کی آمدنی میں سے کچھ شامل کر کے دوسرا خرید لیا جائے۔ یونہی دیگر آلات زراعت جو ساز سامان وغیرہ خراب ہو جائیں تو انہیں بیچ کر دوسرے خرید لئے جائیں جو وقف پہلے کاآمدنوں اور اس قسم کے تصرفات وقف کا متولی کرے گا۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... گھوڑے اور اسلحہ کا وقف جائز ہے اور ان کے علاوہ دوسری منقولات جن کے وقف کا رواج ہے ان کو مستغلاً وقف کرنا جائز ہے نہیں تو نہیں۔ جداً وقف کرنا وہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جائز ہے۔ بعض وہ چیزیں جن کے وقف کا رواج ہے یہ ہیں مردے لے جانے کی چارپائی اور جنازہ پوش۔ میت کے غسل دینے کا تخت۔ قرآن مجید۔ تسبیحیں۔ دیگ۔ دری۔ قالین۔ شامیانہ۔ شادی اور برات کے سامان کہ ایسی چیزوں کو لوگ وقف کر دیتے ہیں کہ اہل حاجت ضرورت کے وقت ان چیزوں کو کام میں لائیں پھر متولی کے پاس واپس کر جائیں۔ یونہی بعض مدارس اور یتیم خانوں میں سرمائی کپڑے اور لحاف گدے وغیرہ وقف کر کے دے دیتے جاتے ہیں کہ جاڑوں میں طلبہ اور قیموں کے استعمال کے لئے دے دیئے جاتے ہیں اور جاڑے نکل جانے کے بعد واپس لے لئے جاتے ہیں۔ (تبیین، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... مسجد پر قرآن مجید وقف کیا تو اس مسجد میں جس کا جی چاہے اس میں تلاوت کر سکتا ہے دوسری جگہ لے جانے کی اجازت نہیں کہ اس طرح پر وقف کرنے والے کا منشا یہی ہوتا ہے اور اگر واقف نے تصریح کر دی ہے کہ اسی مسجد میں تلاوت کی جائے جب تو بالکل ظاہر ہے کیونکہ اس کی شرط کے خلاف نہیں کیا جا سکتا۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... مدارس میں کتابیں وقف کر دی جاتی ہیں اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ جس مدرسہ میں وقف کی جاتی ہیں اسی کے اساتذہ اور طلبہ کے لئے ہوتی ہیں ایسی صورت میں وہ کتابیں دوسرے مدرسہ میں نہیں لے جائی جا سکتیں اور اگر اس طرح پر وقف کی ہیں کہ جن کو دیکھنا ہو وہ کتب خانہ میں آ کر دیکھیں تو وہیں دیکھی جا سکتی ہیں اپنے گھر پر دیکھنے کے لئے نہیں لا سکتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... بادشاہ اسلام نے کوئی زمین یا گاؤں میں مصالح عامہ پر وقف کیا مثلاً مسجد، مدرسہ، سرائے وغیرہ پر تو وقف جائز ہے اور ثواب پائے گا اور اگر خاص اپنے نفس یا اپنی اولاد پر وقف کیا تو وقف ناجائز ہے۔ جب کہ بیت المال کی زمین ہو کہ اسی کو مصلحت خاص کے لئے وقف کرنے کا ہے اختیار نہیں ہاں اگر اپنی ملک مثلاً خرید کر وقف کرنا چاہتا ہے تو اس کا اسے اختیار ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... زمین کسی نے مارتیا یا اجارہ پر لی تھی اس میں مکان بنا کر وقف کر دیا یہ وقف ناجائز ہے اور اگر زمین مقرر ہے یعنی اسی

لئے اجارہ پر لی ہے کہ اس میں۔ مکان بنائے یا بیڑ لگائے یا کسی زمین پر۔ مکان بنا کر وقف کر دیا تو یہ وقف جائز ہے۔ (عالمگیری و ہندیہ و کبیری)

مسئلہ نمبر ۸..... فضی زمین میں۔ مکان بنایا اور اسی کام کے لئے مکان کو وقف کر دیا جس کے لئے زمین وقف تھی تو یہ وقف بھی درست ہے اور دوسرے کام کے لئے وقف کیا تو اصح یہ ہے کہ یہ وقف صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

یہ اس صورت میں ہے کہ زمین مشترکہ ہو ورنہ صحیح یہ ہے کہ وقف صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر ۹..... بیڑ لگائے اور انہیں مع زمین وقف کر دیا تو یہ وقف جائز ہے اور اگر تنہا درخت وقف کئے زمین وقف نہ کی تو وقف صحیح نہیں اور زمین موقوفہ میں درخت لگائے تو اس کے وقف کا وہی حکم ہے کہ جو ابتدا زمین میں۔ مکان بنا کر وقف کرنے کا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... زمین وقف کی اور اس میں زراعت تیار ہے یا اس زمین میں درخت ہیں جن میں پھل موجود ہیں تو زراعت اور پھل وقف میں داخل نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ مع زراعت اور پھل کے میں نے زمین وقف کی۔ البتہ وقف کے بعد جو پھل آئیں گے وہ وقف میں داخل ہوں گے اور وقف کے مصرف میں صرف کئے جائیں گے اور زمین وقف کی تو اس کے درخت بھی وقف میں داخل ہیں اگر چہ اس کی تصریح نہ کرے۔ (خانیہ) یونہی زمین کے وقف میں۔ مکان بھی داخل ہیں اگر چہ۔ مکان کو ذکر نہ کیا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... زمین وقف کی اس میں زمینی سبزیاں مثلاً بھنڈا، بینگن وغیرہا کسی چیزیں جو ہر سال کاٹی جاتی ہیں۔ یہ وقف میں داخل نہیں یعنی وقف کے وقت جو موجود ہیں وہ مالک کی ہیں اور جو آئندہ پیدا ہوں گی وہ وقف کی ہوں گی اور کسی چیزیں جو دو تین سال پر کاٹی جاتی ہیں جیسے بانس وغیرہ یہ داخل ہیں۔ یونہی جنتھن اور مریوں کے درخت وقف میں داخل ہیں اور پھلی ہوئی مریں اور جنتھن داخل نہیں۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... زمین وقف کی اس میں کیلے بوئے ہوئے ہیں یہ وقف میں داخل نہ ہوں گے اور گلاب، بیلے، چنبیلی کے درخت داخل ہوں گے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۱۳..... حمام وقف کیا تو پانی گرم کرنے کی دیگ اور پانی رکھنے کی بلٹیاں اور تمام وہ سامان جو حمام میں ہوتے ہیں سب وقف میں داخل ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... کھیت وقف کیا تو پانی اور پانی آنے کی نالی جس سے آبپاشی کی جاتی ہے اور وہ راستہ جس سے کھیت میں جاتے ہیں یہ سب وقف میں داخل ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۵..... مشاع اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ایک جز وغیر متعین کا یا لک ہو یعنی دوسرا شخص بھی اس میں شریک ہو یعنی دونوں حصوں میں امتیاز نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک قابل قسمت جو تقسیم ہونے کے بعد قابل انتفاع باقی رہے جیسے زمین۔ مکان دوسری غیر قابل قسمت کہ تقسیم ہونے کے بعد اس قابل نہ رہے جیسے حمام، چکی، کنواں، کوٹھری کی تقسیم کر دینے سے ہر ایک کا حصہ بے کار سا ہو جاتا ہے۔

مشاع غیر قابل قسمت کا وقف بالاتفاق جائز ہے اور قابل قسمت ہو اور تقسیم سے پہلے وقف کرے تو صحیح یہ ہے کہ اس کا وقف جائز ہے اور متاخرین نے اسی قول کو اختیار کیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مشاع کو مہایا قبرستان بنانا بالاتفاق ناجائز ہے جا ہے وہ قابل قسمت ہو یا غیر قابل قسمت کیونکہ مشاع میں مہایا ہو سکتی ہے کہ دونوں باری باری سے اس چیز سے انتفاع حاصل کریں۔ مثلاً۔ مکان میں ایک سال شریک سکونت کرے اور ایک سال دوسرا رہے یا وقف ہے تو وہ شخص رہے جس پر وقف ہوا ہے یا کرایہ پر دیا جائے اور کرایہ مصرف وقف میں صرف کیا جائے مگر مسجد و مقبرہ والی چیز نہیں کہ ان میں مہایا ہو سکے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک سال تک اس میں نماز ہو اور ایک سال شریک اس میں سکونت کرے یا ایک سال تک قبرستان میں مردے دفن ہوں اور ایک سال شریک اس میں زراعت کرے اس لڑائی کی وجہ سے ان دونوں چیزوں کے لئے وقف ہی درست نہیں۔ (فتح القدیر و جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷.....زمین مشترک میں اس نے اپنا حصہ وقف کر دیا تو اس کا دوسرا شریک سے خود یہ وقف کرائے گا اور واقف کا انتقال ہو گیا ہو تو متولی کا کام ہے اور اگر اپنی نصف زمین وقف کر دی تو وقف و غیر وقف میں تقسیم یوں ہوگی کہ وقف کی طرف سے قاضی ہوگا اور غیر وقف کی طرف سے یہ خود یا یوں کرے کہ غیر وقف کو فروخت کر دے اور مشترکی کے مقابلہ میں وقف کی تقسیم کرائے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۸.....ایک زمین دو شخصوں میں مشترک تھی۔ دونوں نے اپنے حصے وقف کر دیئے تو باہم تقسیم کر کے ہر ایک اپنے وقف کا متولی ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹.....ایک شخص نے اپنی کل زمین وقف کر دی تھی اس پر کسی نے نصف کا دعویٰ کیا اور قاضی نے مدعی کو نصف زمین دلوادی تو باقی نصف بدستور وقف رہے گی اور واقف اس شخص سے زمین تقسیم کرالے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰.....دو شخصوں میں زمین مشترک تھی اور دونوں نے اپنے حصے وقف کر دیئے خواہ دونوں نے ایک ہی مقصد کے لئے وقف کئے یا دونوں کے دو مقصد مختلف ہوں مثلاً ایک نے مساکین پر صرف کرنے کے لئے دوسرے نے مدرسہ یا مسجد کے لئے اور دونوں نے الگ الگ اپنے وقف کا متولی مقرر کیا یا ایک ہی شخص کو دونوں نے متولی بنایا یا ایک شخص نے اپنی کل جائیداد وقف کی مگر نصف ایک مقصد کے لئے اور نصف دوسرے مقصد کے لئے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ (عالمگیری وجوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۱.....ایک شخص نے اپنی زمین سے بزمِ گز زمین وقف کی پیمائش کرنے پر معلوم ہوا کہ کل زمین ہزار بزمِ گز ہے یا اس سے بھی کم تو کل وقف ہے اور ہزار سے زیادہ ہے تو ہزار گز زمین وقف ہے باقی غیر وقف۔ اور اگر زمین میں درخت بھی ہوں تو تقسیم اس طرح ہوگی کہ وقف میں بھی درخت آئیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲.....زمین مشاع میں اپنا حصہ وقف کیا جس کی مقدار ایک جریب ہے مگر تقسیم میں اس زمین کا اچھا ٹکڑا اس کے حصہ میں آیا اس وجہ سے ایک جریب سے کم ملا یا خراب ٹکڑا اس وجہ سے ایک جریب سے زیادہ ملا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳.....چند مکانات میں اس کے حصے ہیں اس نے اپنے کل حصے وقف کر دیئے اب یہ چاہتا ہے ایک ایک جز نہ لیا جائے بلکہ سب حصوں کے کونوں میں ایک پورا مکان وقف کے لئے لیا جائے ایسا کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴.....مشترک زمین وقف کی اور تقسیم یوں ہوئی کہ ایک حصہ کے ساتھ کچھ روپیہ بھی ملا ہے اگر وقف میں یہ حصہ مع روپیہ کے لیا جائے کہ شریک کا روپیہ بھی دے گا تو وقف میں یہ حصہ لینا جائز نہ ہوگا کہ وقف کو بیچ کرنا لازم آتا ہے اور اگر وقف میں دوسرا حصہ لیا جائے اور واقف اپنے شریک کو دو روپیہ دے تو جائز ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وقف کے علاوہ اس روپے سے کچھ زمین خریدی اور اس روپے کے مقابل جتنا حصہ ملے گا وہ اس کی ملکیت ہے وقف نہیں۔ (غنیہ مرتع مختصر)

مصارفِ وقف کا بیان

مسئلہ نمبر ۱.....وقف کی آمدنی کا سب سے بڑا مصرف یہ ہے کہ وہ وقف کی عمارت پر صرف کی جائے اس کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ واقف نے اس پر صرف کرنے کی شرط کی ہو یعنی شرائطِ وقف میں اس کو نہ بھی ذکر کیا ہو جب بھی صرف کریں گے کہ اس کی مرمت نہ کی تو وقف ہی جاتا رہے گا۔ عمارت پر صرف کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کو خراب نہ ہونے دیں۔ اس میں اضافہ کرنا عمارت میں داخل نہیں۔ مثلاً۔ مکان وقف ہے یا مسجد پر کوئی جائیداد وقف ہے تو اوّل آمدنی کو خود مکان یا جائیداد پر صرف کریں گے اور واقف کے زمانہ میں جس حالت میں تھی اس پر باقی رکھیں۔ اگر اس زمانہ میں اس پر سفیدی یا رنگ کیا جاتا تھا تو اب بھی مالِ وقف سے کریں ورنہ نہیں۔ یونہی گچ وقف ہے اور اس میں کھار کی

ضرورت ہے ورنہ کھیت خراب ہو جائے گا تو اس کی درستی مستحقین سے مقدم ہے۔ (عالمگیری و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲.....عمارت کے بعد آمدنی اس چیز پر صرف ہو جو عمارت سے قریب تر اور باعتبار مصالح مفیدتر ہو کہ یہ معنوی عمارت ہے جیسے مسجد کے لئے امام اور مدرسہ کے لئے مدرس کہ ان سے مسجد اور مدرسہ کی آبادی ہے ان کو بقدر کفایت وقف کی آمدنی سے دیا جائے۔ پھر چراغ بتی اور فرش بچھانی اور دیگر ضروریات میں صرف کریں۔ جو اہم ہو اسے مقدم رکھیں اور یہاں صورت میں ہے کہ وقف کی آمدنی کسی خاص مصرف کے لئے معین نہ ہو اور اگر معین ہے مثلاً ایک شخص نے وقف کی آمدنی چراغ حق کے لئے معین کر دی ہے یا وضو کے پانی کے لئے تعیین کر دی ہے تو عمارت کے بعد اس مد میں صرف کریں جس کے لئے معین ہے۔ (عالمگیری و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳.....عمارت میں صرف کرنے کی ضرورت تھی اور ناظر وقاف نے وقف کی آمدنی عمارت وقف میں صرف نہ کی بلکہ دیگر مستحقین کو دے دی تو اس کو تاوان دینا پڑے گا۔ یعنی جتنا مستحقین کو دیا اس کے بدلے میں اپنے پاس سے عمارت وقف پر صرف کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴.....عمارت پر صرف ہونے کی وجہ سے ایک یا چند سال تک دیگر مستحقین کو نہ ملا تو اس زمانہ کا حق ہی ساقط ہو گیا۔ یعنی کسی وقف کے درمیان کا اتنے زمانے کا حق باقی نہیں ہے۔ یعنی بالفرض آئندہ سال وقف کی آمدنی حسب زیادہ ہونی کہ سب کو دے کر کچھ بچ گئی تو سال گزشتہ کے عوض میں مستحقین اس کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵.....خود واقف نے یہ شرط ذکر کر دی ہے کہ وقف کی آمدنی اولاً عمارت میں صرف کی جائے اور جو بچے مستحقین یا فقرا کو دی جائے تو متولی پر لازم ہے کہ ہر سال آمدنی میں سے ایک مقدار عمارت کے لئے نکال کر باقی مستحقین کو دے اگر پچاس وقت تعمیر کی ضرورت نہ ہو کہ ہو سکتا ہے دفعۃً کوئی حادثہ پیش آجائے اور رقم موجود نہ ہو۔ لہٰذا حتی المقدور ہی اس کا انتظام رکھنا چاہئے اور اگر یہ شرط ذکر نہ کرتا تو ضرورت سے قبل اس کے لئے محفوظ نہیں رکھا جاتا بلکہ جب ضرورت پڑتی اسی وقت عمارت کو سب پر مقدم کیا جاتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶.....واقف نے اس طور پر وقف کیا ہے کہ اس کی آمدنی ایک دو سال تک فلاں کو دی جائے۔ اس کے بعد فقراء پر صرف ہو اور یہ شرط بھی ذکر کی ہے کہ اس کی آمدنی سے مرمت وغیرہ کی جائے تو اگر عمارت میں صرف کرنے کی شدید ضرورت ہو کہ بے صرف کرنے میں عمارت کو ضرور پہنچنا ظاہر ہے جب تو عمارت کو مقدم کریں گے ورنہ مقدم اس شخص کو دینا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....وقف کی آمدنی موجود ہے اور کسی وقتی نیک کام میں ضرورت ہے جس کے لئے جائیداد وقف ہے۔ مثلاً مسلمان قیدی کو چھڑانا ہے یا غازی کی مدد کرنی ہے اور خود وقف کی درستی کے لئے بھی خرچ کرنے کی ضرورت ہے اگر اس کی تاخیر میں وقف کو شدید نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ ہے جب تو اس میں خرچ کرنا ضروری ہے اور اگر معلوم ہے کہ دوسری آمدنی تک اس کو منظور رکھنے میں وقف کو نقصان نہیں پہنچے گا تو اس نیک کام میں صرف کر دیا جائے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۸.....اگر وقف کی عمارت کو قصداً کسی نے نقصان پہنچایا تو جس نے نقصان پہنچایا اسے تاوان دینا پڑے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹.....اپنی اولاد کے رہنے کے لئے۔ مکان وقف کیا تو جو اس میں رہے گا وہی مرمت بھی کرائے گا اگر مرمت کی ضرورت ہے اور مرمت نہیں کراتا یا اس کے پاس کچھ ہے ہی نہیں جس سے مرمت کرائے تو متولی یا حاکم اس مکان کو کرایہ پر دے دے گا اور اس کرایہ سے وہ اس کی مرمت کرائے گا اور مرمت کے بعد اس کو واپس دے دے گا اور خود یہ شخص کرایہ پر نہیں دے سکتا اور اس کو مرمت کرانے پر مجبور نہیں کر سکتے۔

(جواب)

مسئلہ نمبر ۱۰.....مکان اس لئے وقف کیا ہے کہ اس کی آمدنی فلاں شخص کو دی جائے تو یہ شخص اس میں سکونت نہیں کر سکتا اور نہ اس مکان کی مرمت اس کے ذمہ ہے بلکہ اس کی آمدنی اولاً مرمت میں صرف ہوگی اس سے بچے گی تو اس شخص کو ملے گی۔ اور اگر خود اس شخص موقوف

علیہ نے اس میں سکونت کی اور تنہا اسی پر وقف ہے تو اس پر کرایہ واجب نہیں کہ اس سے کرایہ لے کر پھر اس کو دینا بے فائدہ ہے اور اگر کوئی دوسرا بھی شریک ہے تو کرایہ لیا جائے گا تا کہ دوسرے کو بھی دیا جائے۔ یونہی اگر اس۔ مکان میں مرمت کی ضرورت ہے جب بھی اس سے کرایہ وصول کیا جائے گا تا کہ اس سے مرمت کی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... اگر ایسے۔ مکان کا موقوف علیہ خود متولی بھی ہے اور اس نے سکونت بھی کی اور۔ مکان میں مرمت کی ضرورت ہے تو قاضی اسے مجبور کرے گا کہ جو کرایا اس پر واجب ہے اس سے۔ مکان کی مرمت کرائے اور قاضی کے حکم دینے پر بھی مرمت نہیں کرائی تو قاضی دوسرے کو متولی مقرر کرے گا اور وہ قید کرائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... جو شخص قیمی۔ مکان میں رہتا تھا اس نے زیادتی قیمی عمارت میں صرف کیا ہے اگر ایسی چیز میں صرف کیا ہے جو مستقل وجود نہیں رکھتی مثلاً سپیدی کرائی ہے یا دیواروں میں رنگ یا نقش و نگار کرائے تو اس کا کوئی معاوضہ وغیرہ اس کو نہیں مل سکتا اور اگر وہ مستقل وجود رکھتی ہے اور اس کے جدا کرنے سے قیمی عمارت کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا تو اس سے یا اس کے ورثاء سے کہا جائے گا تم اپنا تختہ اٹھا لو تو اٹھا نہیں تو جدا کرا دیا جائے گا اور اگر موقوف علیہ نے کچھ لے کر انہوں نے مصالحت کر لی تو یہ بھی جائز ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جس کے جدا کرنے سے وقف کو نقصان پہنچے گا مثلاً اس کی چھت میں کڑیاں ڈلوائی ہیں تو یہ اس کے ورثاء نکال نہیں سکتے بلکہ جس پر وقف ہے اس سے قیمت دلوائی جائے گی اور قیمت دینے سے وہ انکار کرے تو۔ مکان کو کرایہ پر دے کر کرایہ سے قیمت ادا کی جائے پھر موقوف علیہ کو۔ مکان واپس دے دیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ضرورت کے وقت مثلاً وقف کی عمارت میں صرف کرنا ہے اور صرف نہ کریں گے تو نقصان ہو گا یا کھیت بونے کا وقت ہے اور وقف کے پاس زر نہیں جو۔ بیج خرید کر بوئیں تو آمدنی ہی نہ ہوگی ایسے اوقات میں وقف کی طرف سے قرض لینا جائز ہے مگر اس کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ قاضی کی اجازت سے ہو۔ دوم یہ کہ وقف کی چیز کو کرایہ پر دے کر کرایہ سے ضرورت کو پورا نہ کر سکتے ہوں اور اگر قاضی وہاں موجود نہیں ہے اور دیر ہے تو خود بھی قرض لے سکتا ہے خواہ روپیہ قرض لے یا ضرورت کی کوئی چیز ادھار لے دونوں طرح جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... وقف کی عمارت منہدم ہوئی پھر اس کی قیمت ہوئی اور پہلے کا کچھ سامان بچا ہوا ہے تو اگر یہ خیال ہو کہ آئندہ ضرورت کے وقت اسی وقف میں کام آ سکتا ہے جب تک تو محفوظ رکھا جائے ورنہ فروخت کر کے قیمت کو مرمت میں صرف کریں اور اگر رکھ چھوڑنے میں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے جب بھی فروخت کر ڈالیں اور خریدار کو محفوظ رکھیں یہ چیزیں خود ان لوگوں کو نہیں دی جا سکتیں جن پر وقف ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... متولی نے وقف کے کام کرنے کے لئے کسی کو اجیر رکھا اور واجبی اجرت سے چھٹا حصہ زیادہ کر دیا مثلاً چھ آنے کی جگہ سات آنے دیئے تو ساری اجرت متولی کو اپنے پاس سے دینی پڑے گی اور اگر خفیف زیادتی ہے کہ لوگ دھوکا کھا کر اتنی زیادتی کر دیا کرتے ہیں تو اس کا وہاں نہیں بلکہ ایسی صورت میں وقف سے اجرت دلائی جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... کسی نے اپنی جائیداد مصالح مسجد کے لئے وقف کی ہے تو امام 'مؤذن' جاروب کش' فراش' دربان' چٹائی' جانماز' قندیل' تیل' روشنی کرنے والا' وضو کا پانی' لوٹے' ٹری' ڈول' پانی بھرنے والے کی اجرت اسی قسم کے مصارف مصالح میں شمار ہوں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مسجد چھوٹی بڑی ہونے سے ضروریات و مصالح کا اختلاف ہوگا مسجد کی آمدنی کثیر ہے کہ ضروریات سے بچ رہتی ہے تو عمدہ و نفیس جانماز کا خریدنا بھی جائز ہے چٹائی کی جگہ دری یا قالین کا فرش بچھا سکتے ہیں۔ (ف)

مسئلہ نمبر ۱۸..... مدرسہ پر جائیداد وقف کی تو مدرس کی تنخواہ' طلبہ کی خوراک' وظیفہ' کتب' لباس وغیرہ میں جائیداد کی آمدنی صرف کی جا سکتی ہے وقف کے نگران۔ حساب کا دفتر اور محاسب کی تنخواہ یہ سب چیزیں بھی مصارف میں داخل ہیں بلکہ وقف کے متعلق جتنے کام کرنے والوں

کی ضرورت ہو سب کو وقف سے تنخواہ دی جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۱۹.....وقاف سے جو جما ہوا روظائف مقرر ہوتے ہیں یہ مَن وجہ اجرت ہے اور مَن وجہ صلہ اجرت تو یوں ہے کہ امام ومؤذن کی اگر اثنائے سال میں وفات ہو جائے تو جتنے دن کام کیا ہے اس کی تنخواہ ملے گی اور محض صلہ ہوتا تو بطلتی اور اگر مطلق تنخواہ ان کو دی جا چکی ہے اور بعد میں انتقال ہو گیا یا معزول کر دیئے گئے تو جو کچھ پہلے دے چکے ہیں وہ واپس نہیں ہوگا اور محض اجرت ہوتی تو واپس ہوتی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....مدرسہ میں تعطیل کے جو ایام ہیں مثلاً جمعہ منگل یا بعد ساعت جمعہ و ماہِ رمضان اور عید الاضحیٰ کی تعطیلات جو عام طور پر مسلمانوں میں رائج و معمول ہیں ان تعطیلات کی تنخواہ کا مدرس مستحق ہے اور ان کے علاوہ اگر مدرسہ میں نہ آیا یا بلا وجہ تعلیم نہ دی تو اس روز کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....طالب علم وظیفہ کا اس وقت مستحق ہے کہ تعلیم میں مشغول ہو اگر دوسرا کام کرنے لگا یا بے کار رہتا ہے تو وظیفہ کا مستحق نہیں اگر چہ اس کی سکونت مدرسہ ہی میں ہو اور اگر اپنے پڑھنے کے لئے کتاب لکھنے میں مشغول ہو گیا جس کا لکھنا ضروری تھا اس وجہ سے پڑھنے نہیں آیا تو وظیفہ کا مستحق ہے اور اگر وہاں سے مسافت سفر پر چلا گیا تو واپسی پر وظیفہ کا مستحق نہیں اور مسافت سفر سے کم فاصلہ کی جگہ پر گیا ہے اور پندرہ دن وہاں رہ گیا جب بھی مستحق نہیں اور اس سے کم ٹھہرا مگر جانا سیر و تفریح کے لئے تھا جب بھی مستحق نہیں اور اگر ضرورت کی وجہ سے گیا مثلاً کھانے کے لئے اس کے پاس کچھ نہیں تھا اس غرض سے گیا کہ وہاں سے کچھ چندہ وصول کرلائے تو وظیفہ کا مستحق ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۲..... مدرس یا طالب علم حج فرض کے لئے گیا تو اس کی غیر حاضری کی وجہ سے معزول کئے جانے کا مستحق نہیں بلکہ اپنا وظیفہ بھی پائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳.....امام اپنے اعزہ کی ملاقات کو چلا گیا اور ایک ہفتہ یا کچھ کم و بیش امامت نہ کر سکا یا کسی مصیبت یا استراحت کی وجہ سے امامت نہ کر سکا تو حرج نہیں ان دنوں کا وظیفہ لینے کا مستحق ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴.....امام نے اگر چند روز کے لئے کسی کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا جتنے دن اس کا قائم مقام ہے مگر وقف کی آمدنی سے اس کو کچھ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ امام کی جگہ اس کا مقرر نہیں ہے اور جو کچھ امام نے اس کے لئے مقرر کیا ہے وہ امام سے لے گا اور خود امام نے اگر سال کے اکثر حصہ میں کام کیا ہے تو کل وظیفہ پانے کا مستحق ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۵.....امام ومؤذن کا سالانہ مقرر تھا اور اثنائے سال میں انتقال ہو گیا تو جتنے دنوں کا کام ہے اتنے دنوں کی تنخواہ کے وہ مستحق ہیں ان کے ورثا کو دی جائے گی اگر چہ اوقاف کی آمدنی آنے سے پہلے انتقال ہو گیا ہو اور مدرس کا انتقال ہو گیا تو جتنے دنوں کا کام کیا ہے یہ بھی اتنے دنوں کی تنخواہ کا مستحق ہے اور دوسرے لوگ جن کو وقف سے وظیفہ ملتا ہے وہ اثنائے سال میں فوت ہو جائیں اور وقف کی آمدنی بھی نہیں آئی تو وظیفہ کے مستحق نہیں اور فقراء پر جو عائد وقف تھی اور جن فقیروں کو دیا جا چکا ہے ان کے نام لکھ لئے گئے اور رقم بھی برآمد کر لی گئی تو یہ لوگ جن کے نام پر رقم آمد ہوئی مستحق ہو گئے قبضہ دینے سے پہلے ان میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو اس کے وارث کو دیا جائے۔ یونہی مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کو یا کسی دوسری جگہ معین شخص کے نام جو رقم بھیجی گئی مگر وہاں پہنچنے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے وارث اس رقم کے مستحق ہیں جو شخص اس رقم کو لے گیا وہ انہیں ورثا کو دے دوسرے لوگوں کو نہ دے۔ (ردالمحتار)

امام ومؤذن میں سالانہ کوئی تخصیص نہیں بلکہ شہاری یا ہفتہ وار (جیسا کہ ہندوستان میں معمول ہے اور تنخواہ دینا ہے سالانہ یا شہاری اضافی ہے) اور درمیان میں انتقال ہو جائے تو اتنے دنوں کی تنخواہ کا مستحق ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۶.....وقف تین طرح ہوتا ہے صرف فقراء کے لئے وقف ہو مثلاً اس جائیداد کی آمدنی خیرات کی جاتی رہے یا اغنیاء کے

لئے پھر فقراء کے لئے مثلاً نسلاً بعد نسل اپنی اولاد پر وقف کیا اور یہ ذکر کر دیا کہ اگر میری اولاد میں کوئی نہ رہے تو اس کی آمدنی فقراء پر صرف کی جائے یا غنیا و فقراء دونوں کے لئے جیسے کنواں، سرائے، مسافر خانہ، قبرستان، پانی پلانے کی سبیل، پل، مسجد کو ان چیزوں میں سے فقراء کی تخصیص نہیں ہوتی لہٰذا اگر غنیا کی تصریح نہ کرے جب بھی ان چیزوں سے اغنیا خانہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور سبیل پر جو اینٹ وقف کی کہ اس کی آمدنی سے مریضوں کو دوائیں دی جائیں تو اس دوا کو اغنیا اس وقت استعمال کر سکتے ہیں جب وقف نے تقسیم کر دی ہو کہ جو بیمار آئے اسے دوا دی جائے یا غنیا کی تصریح کر دی ہو کہ امیر و غریب دونوں کو دوائیں دی جائیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... صرف اغنیا پر وقف جائز نہیں ہاں اگر اغنیا پر ہو ان کے بعد فقراء پر اور جن اغنیا پر وقف کیا جائے ان کی تعداد معلوم ہو تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مسافروں پر وقف کیا یعنی وقف کی آمدنی مسافروں پر صرف ہو یہ وقف جائز ہے اور اس کے مستحق وہی مسافر ہیں جو فقیر ہوں جو مسافر مالدار ہوں وقف دار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... فقیوں یا مسکینوں پر وقف کیا تو یہ وقف مطلقاً صحیح ہے چاہے موقوف علیہ محصور ہوں یا غیر محصور اور اگر ایسا صرف ذکر کیا جس میں فقیر و غنی دونوں پائے جاتے ہوں مثلاً قرابت والے پر وقف کیا تو اگر معین ہوں وقف صحیح ہے ورنہ نہیں ہاں اگر وہ بلحاظ استعمال کے لحاظ سے حاجت پر دلالت کرتا ہو تو وقف صحیح ہے مثلاً قیموں پر یا طلبہ پر وقف کیا کہ فقیر و غنی دونوں یتیم ہوتے ہیں اور دونوں طالب علم ہوتے ہیں مگر عرف میں یہ دونوں لفظ حاجت مندوں پر بولے جاتے ہیں تو ان سے بھی وقف صحیح ہے اور وقف کی آمدنی صرف حاجت مند یتیم اور طلبہ کو دی جائے گی مالدار کو نہیں۔ یونہی بیوائیں اور اندھوں پر وقف بھی صحیح ہے اور صرف محتاجوں کو دیا جائے گا۔ یونہی یہ کہنا کہ وقف صحیح ہے اگرچہ یہ لفظ فقیر و غنی دونوں کو شامل ہے مگر استعمال میں اس سے عموماً فقیر ہی سمجھ میں آتی ہے۔ یونہی فقہ و حدیث کے شغل رکھنے والوں پر بھی وقف صحیح ہے کہ یہ لوگ علمی شغل کی وجہ سے کسب میں مشغول نہیں ہو سکتے اور عموماً محتاج ہوتے ہیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۳۰..... واقف نے بنا وظیفہ مقرر کرنے کا کاشی کو بھی اختیار نہیں یعنی ایسا وظیفہ جو واقف کے شرائط میں نہیں ہے تو شرائط کے خلاف مقرر کرنا بھی ناجائز ہوگا اور جس کے لئے مقرر کیا گیا اس کو لینا بھی ناجائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... کاشی اگر کسی شخص کے لئے تعلیمی وظیفہ جاری کرے تو ہو سکتا ہے۔ مثلاً یہ کہا کہ اگر فلاں مر جائے یا کوئی جگہ خالی ہوئی میں نے اس کی جگہ تجھ کو مقرر کر دیا تو مرنے یا اس کا فقر اس کی جگہ پر ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... اگر امور خیر کے لئے وقف کیا اور یہ کہا کہ آمدنی سے پانی کی سبیل لگائی جائے یا لڑکیوں اور یتامیٰ کی شادی کا سامان کر دیا جائے یا کپڑے فقیروں کو دیئے جائیں یا ہر سال کی آمدنی صدقہ کر دی جائے یا زمین وقف کی کہ اس کی آمدنی جہاد میں صرف کی جائے یا مجاہدین کا سامان کر دیا جائے یا مردوں کے کفن دفن میں صرف کی جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... ایک وقف کی آمدنی کم ہے کہ جس مقصد سے جائیداد وقف کی ہے وہ مقصد پورا نہیں ہوتا مثلاً جائیداد وقف کی کہ اس کے کرایہ سے امام و مؤذن کی تنخواہ دی جائے مگر اتنا کرایہ آتا ہے اس سے امام و مؤذن کی تنخواہ نہیں دی جا سکتی کہ اتنی کم تنخواہ پر کوئی رہتا ہی نہیں تو دوسرے وقف کی آمدنی اس پر صرف کی جا سکتی ہے جب کہ دوسرا وقف بھی اسی شخص کا ہو اور اسی چیز پر وقف ہو مثلاً ایک مسجد کے متعلق اس شخص نے دو وقف کئے ایک کی آمدنی عمارت کے لئے اور دوسرے کی امام و مؤذن کی تنخواہ کے لئے اور اس کی آمدنی کم ہے تو پہلے وقف کی فاضل آمدنی امام و مؤذن پر صرف کی جا سکتی ہے اور اگر دونوں وقفوں کے دو ہوں مثلاً دو شخصوں نے ایک مسجد پر وقف کیا یا واقف ایک ہی ہو مگر جہت وقف مختلف ہو مثلاً ایک ہی شخص نے مسجد و مدرسہ بنایا اور دونوں پر الگ الگ وقف کیا تو ایک کی آمدنی دوسرے پر صرف نہیں کر سکتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... وہ مکان وقف کے ایک اپنی اولاد کے رہنے کے لئے اور دوسرا اس لئے کہ اس کا کرایہ میری اولاد پر صرف ہوگا تو ایک کو دوسرے پر صرف نہیں کر سکتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵..... وقف سے امام کی جو کچھ تنخواہ مقرر ہے اگر وہ کافی ہے تو قاضی اس میں اضافہ کر سکتا ہے اور اگر اتنی تنخواہ پر دوسرا امام مل رہا ہے مگر یہ امام عالم پرہیزگار ہے اس سے بہتر ہے جب بھی اضافہ جائز ہے اور اگر ایک امام کی تنخواہ میں اضافہ ہو اس کے بعد دوسرا امام مقرر ہوا تو اگر امام اول کی تنخواہ کا اضافہ اس کی ذاتی بزرگی کی وجہ سے تھا جو دوسرے میں نہیں تو دوسرے کیلئے اضافہ جائز نہیں اور اگر وہ اضافہ کسی بزرگی و فضیلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ضرورت حاجت کی وجہ سے تھا تو دوسرے کے لیے بھی تنخواہ میں وہی اضافہ ہوگا۔ یہی حکم دوسرے وظیفہ پانے والوں کا بھی ہے کہ ضرورت کی وجہ سے ان کی تنخواہ میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

اولاد پر یا اپنی ذات پر وقف کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... یوں کہا کہ اس جائیداد کو میں نے اپنے اوپر وقف کیا میرے بعد فلاں پر، اس کے بعد فقرا پر یہ وقف جائز ہے۔ یونہی اپنی اولاد یا نسل پر بھی وقف کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... اپنی اولاد پر وقف کیا ان کے بعد مساکین فقرا پر تو جو اولاد آمدنی کے وقت موجود ہے اگر چہ وقف کے وقت موجود نہ تھی اسے حصہ ملے گا اور جو وقف کے وقت موجود تھی اور اب مر چکی ہے اسے حصہ نہیں ملے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... اولاد نہیں ہے اور نہ اولاد پر یوں وقف کیا کہ جو میری اولاد پیدا ہو وہ آمدنی کی مستحق ہے یہ وقف صحیح ہے اور اس صورت میں جب تک اولاد پیدا نہ ہو وقف کی جو کچھ آمدنی ہوئی مساکین پر صرف ہوئی اور جب اولاد پیدا ہوئی تو اب جو کچھ آمدنی ہوئی اس کو ملے گی۔ (قاضیہ)

مسئلہ نمبر ۴..... اولاد پر وقف کیا تو لڑکے اور لڑکیاں اور خنثیٰ سب اس میں داخل ہیں اور لڑکوں پر وقف کیا تو لڑکیاں اور خنثیٰ داخل نہیں اور لڑکیوں پر وقف کیا تو لڑکے اور خنثیٰ داخل نہیں اور یوں کہا کہ لڑکے اور لڑکیوں پر وقف کیا تو خنثیٰ داخل ہے کہ وہ حقیقتاً لڑکا ہے یا لڑکی اگر چہ ظاہر میں کوئی جانب متعین نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... اپنی اس اولاد پر وقف کیا جو موجود ہے اور نسلاً بعد نسل اس کی اولاد پر تو واقف کی جو اولاد وقف کرنے کے بعد پیدا ہوئی یا اور اس کی اولاد داخل نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... اولاد پر وقف کیا تو اس اولاد کو حصہ ملے گا جو معروف النسب ہو اور اگر اس کا نسب صرف واقف کے اقرار سے ثابت ہوتا ہو تو آمدنی کا مستحق نہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے جائیداد اولاد پر وقف کی اور وقف کی آمدنی آنے کے بعد چھ مہینے سے کم میں اس کی کنیز سے بچہ پیدا ہوا اس نے کہا یہ میرا بچہ ہے تو نسب ثابت ہو جائے گا مگر اس آمدنی سے اس کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر منکوحہ یا ام ولد سے چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اپنے حصہ کا مستحق ہے اور آمدنی سے چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہوا تو اس آمدنی سے اس کو حصہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... اپنی نابالغ اولاد پر وقف کیا تو وہ مرد ہیں جو وقف کے وقت بچے ہوں اگر چہ آمدنی کے وقت جوان ہوں یا اندھی یا کانی ہو اور پر وقف کیا تو وقف کے دن جو اندھے اور کانے ہیں وہ مراد ہیں اگر وقف کے دن اندھا نہ تھا آمدنی کے دن اندھا ہو گیا تو مستحق نہیں اور اگر یوں وقف کیا کہ اس کی آمدنی کی مستحق میری وہ اولاد ہے جو یہاں سکونت رکھتی ہو آمدنی کے وقت یہاں جس کی سکونت ہوگی وہ مستحق ہے نہ وقف کے دن اگر چہ سکونت نہ تھی۔ (عالمگیری، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۸..... اپنی اولاد پر وقف کیا اور شرط کر دی کہ جو یہاں سے چلا جائے اس کا حصہ ساقط ہو جانے کے بعد واپس آ جائے تو بھی

حصہ نہیں ملے گا یہاں اگر واقف نے یہ بھی شرط کی ہو کہ واپس ہونے پر حصہ ملے گا تو اب ملے گا۔ یونہی اگر یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں جو لڑکی بیوہ ہو جائے اس کو دیا جائے تو جب تک بیوہ ہونے پر نکاح نہ کرے گی ملے گا اور نکاح کرنے پر نہیں ملے گا اگر چہ نکاح کے بعد اس کے شوہر نے طلاق دے دی ہو مگر جب کہ واقف نے یہ شرط کر دی ہو کہ پھر بیوہ شوہر والی ہو جائے تو دیا جائے تو اب دیا جائے گا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۹.....اولاد اور ذکور کی اولاد پر بھی وقف کیا تو اسی کے موافق تقسیم ہوگی اور اولاد ذکور پر نسلاً بعد نسل وقف کیا تو لڑکیوں کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا بلکہ اس نسل میں بیٹے تو رہے ہوں گے وہی حق دار ہوں گے اور ذکور کا سلسلہ ختم ہونے پر فقرا پر صرف ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....اولاد میں جو حاجت مند ہوں ان پر وقف کیا تو آمدنی کے وقت جو ایسے ہوں وہ مستحق ہوں گے اگر چہ وہ پہلے مالدار تھا اور جو پہلے حاجت مند تھا اب مالدار ہو گئے تو مستحق نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....حاجی اولاد پر وقف کیا تھا اور آمدنی چند سال تک تقسیم نہیں ہوئی یہاں تک کہ مالدار حاجی ہو گئے اور حاجی مالدار تو تقسیم کے وقت جو حاجی ہوں ان کو دیا جائے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۲.....جو اولاد میں جو عالم ہو اس پر وقف کیا تو غیر عالم کو نہیں ملے گا اور فرض کرو عالم چھوڑ کر مر گیا جو بعد میں عالم ہوگیا تو جب تک عالم نہیں ہوا ہے اسے نہیں ملے گا اور اس زمانہ کی آمدنی کا حصہ اسکے لئے جمع رکھا جائے گا بلکہ اب سے حصہ پانے کا مستحق ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳.....اگر اولاد پر وقف [1] کیا مگر نسلاً بعد نسل نہ کہا تو صرف صلبی کو ملے گا۔ اور صلبی اولاد ختم ہونے پر ان کی اولاد مستحق نہیں ہوئی بلکہ حق مساکین ہے اور اس صورت میں اگر واقف کے وقت اس شخص کی صلبی اولاد میں نہ ہو اور پوتا موجود ہے تو پوتا بھی صلبی اولاد کی جگہ ہے کہ جب تک یہ زندہ ہے حق دار ہے۔ اور نواسہ صلبی اولاد کی جگہ نہیں اور وقف کے بعد صلبی اولاد پیدا ہوگئی تو اب اسے پتا نہیں پائے گا بلکہ صلبی اولاد مستحق ہے اور فرض کرو پوتا بھی نہ ہو مگر پڑپوتا اور پڑپوتے کا اثر کا ہوتا یہ دونوں حق دار ہیں۔ (غنیہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۴.....اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا تو صرف دو ہی پشت تک کی اولاد حق دار ہے پوتے کی اولاد مستحق نہیں اور اس میں بھی بیٹی کی اولاد یعنی نواسے نواسیوں کا حق نہیں اور اگر یوں کہا کہ اولاد پھر اولاد پھر ان کی اولاد یعنی تین پشتیں ذکر کر دیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن کہتا کہ جب تک سلسلہ اولاد میں کوئی باقی رہے گا حق دار رہے گا اور نسل منقطع ہو جائے تو فقرا کو ملے گا۔ (غنیہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۵.....بیٹوں (صغیر و کبیر) پر وقف کیا اور وہ دو یا زیادہ ہوں تو سب برابر برابر تقسیم کر لیں اور ایک میں دیا ہو تو آمدنی میں نصف لے لیں گے اور نصف فقرا کو۔ اور اگر بیٹے اور بیٹی کی اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کیا تو بیٹے کی تمام اولاد ذکور و اناث پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر وقف میں مرد کو عورت سے دونا کہا ہو تو برابر نہیں دیں گے بلکہ اس کے موافق دیں جیسا وقف میں مذکور ہے۔ پوتے اور پڑپوتے دونوں کو برابر دیا جائے گا یہاں اگر واقف نے وقف میں یہ ذکر کر دیا ہو کہ بطن اعلیٰ کو دیا جائے وہ نہ ہو تو اسفل کو تو پوتے کے ہوتے ہوئے پڑپوتے کو نہیں دیں گے بلکہ اگر ایک ہی پوتا ہو تو کل کا یہی حق دار ہے اس کے مرنے کے بعد تمام پوتے کی اولاد کو ملے گا۔ اس پوتے کی اولاد کو بھی اور جو پوتے اس سے پہلے مر چکے ہیں ان کی اولادوں کو بھی اور اگر یہ کہہ دیا ہو کہ بطن اعلیٰ میں جو مر جائے اس کا حصہ اس کی اولاد کو دیا جائے تو جو پوتا موجود ہے اسے ملے گا اور جو مر گیا ہے اس کا حصہ اس کی اولاد کو ملے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶.....آمدنی آگئی ہے مگر ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے کہ ایک حقدار مر گیا تو اس کا حصہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ اس کے ورثا کو ملے گا۔ (عالمگیری)

---

[1] اردو میں ایک کو ملا دیتے ہیں اور بطناً ہمارے یہاں کے محاورہ میں پشتاً کہا جاتا ہے جہاں عربی میں والد بولتے ہیں وہاں عربی میں اولاد کے لفظ کو صلبی کے ساتھ خصوصیت نہیں۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ

مسئلہ نمبر ۱۷.....ایک شخص نے کہا میرے مرنے کے بعد میری یہ زمین مساکین پر صدقہ ہے اور یہ زمین ایک تہائی کے اندر ہے تو مرنے کے بعد اس کی آمدنی اس کی اولاد کو نہیں دی جا سکتی اگرچہ فقیر محتاج ہو اور اگر صحت میں وقف کرے اور مابعد موت کی طرف مضاف نہ کرے پھر مر جائے اور اس کی اولاد میں ایک یا چند مسکین ہوں تو ان کو دینا بہ نسبت دوسرے مساکین کے زیادہ بہتر ہے مگر ہر ایک کو نصاب سے کم دیا جائے۔ (تاتارخانیہ، فتاویٰ ہندیہ)

مسئلہ نمبر ۱۸.....صحت میں فقرا پر وقف کیا اور وہ تنگ دست ہیں تو ان کو دینا زیادہ بہتر ہے مگر اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ کل مال نہیں کو نہ دیا جائے بلکہ کچھ ان کو دیا جائے اور کچھ غیروں کو اور اگر کل دیا جائے تو ہمیشہ نہ دیا جائے کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ نہیں پر وقف ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۱۹.....صحت میں جو وقف فقرا پر کیا گیا اس کا مصرف اولاد کے بعد سب سے بہتر واقف کی قرابت والے ہیں پھر اس کے آزاد کردہ غلام پھر اس کے پڑوسی والے پھر اس کے شہر کے وہ لوگ جو واقف کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے اس کے دوست احباب تھے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲۰.....اپنی اولاد پر وقف کیا اور ان کے بعد فقرا پر اور اس کی چند اولادیں ہیں ان میں سے کوئی مر جائے تو وقف کی کل آمدنی باقی اولاد پر تقسیم ہوگی اور جب سب مر جائیں گے تو اس وقت فقرا کو ملے گی اور اگر وقف میں اولاد کا نام ذکر کر دیا ہو کہ میں نے اپنی اولاد فلاں وفلاں پر وقف کیا اور ان کے بعد فقرا پر تو اس صورت میں جو مرے گا اس کا حصہ فقرا کو دیا جائے گا اب باقی میں پوتے نہیں ہوگا۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲۱.....اپنی اولاد پر، کہا وقف کیا ہے کہ یہ لوگ اس میں سکونت رکھیں تو اس میں سکونت ہی کر سکتے ہیں۔ کرایہ پر نہیں دے سکتے۔ اگرچہ اولاد میں صرف ایک ہی شخص ہے اور مکان اس کی ضرورت سے زیادہ ہے اور اگر اس کی اولاد میں بہت سے اشخاص ہوں کہ سب اس میں سکونت نہیں کر سکتے جب بھی کرایہ پر نہیں دے سکتے بلکہ باہمی رضامندی سے نصف یا ربع ایک اس میں سکونت کر سکتا ہے۔ اور اگر مکان موقوف بہت بڑا ہے جس میں بہت سے کمرے اور حجرے ہیں تو مردوں کی عورتیں اور عورتوں کے شوہر بھی رہ سکتے ہیں کہ مرد اپنی عورت اور نوکر چاکر کے ساتھ علیحدہ کمرے میں رہے اور دوسرے کمروں میں اگر اتنے کمرے اور حجرے نہ ہوں کہ ہر ایک علیحدہ سکونت کرے تو صرف وہی لوگ رہ سکتے ہیں جن پر وقف ہے یعنی اولاد و ذکور کی بیویاں اور اولاد اناث کے خاوند نہیں رہ سکتے۔ (فتح القدیر، درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲.....اگر مکان موقوف تمام اولاد کے لئے کافی ہے بعض اس میں رہتے ہیں اور بعض نہیں تو نہ رہنے والے اس مکان سے کرایہ نہیں لے سکتے نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اتنے دن تم رہے ہم اب تم رہو گے بلکہ اگر چاہیں تو انہی کے ساتھ رہیں۔ (درمختار، درمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۳.....اولاد کی سکونت کے لئے۔ مکان وقف کیا ہے۔ ان میں سے ایک نے سارے مکان پر قبضہ کر رکھا ہے۔ دوسرے کو گھسنے نہیں دیتا تو اس صورت میں ساکن پر کرایہ لازم ہے کہ یہ غاصب ہے اور غاصب کو ضمان دینا پڑتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴.....قرابت والوں پر وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور مرد و عورت دونوں برابر کے حق دار ہیں مرد کو عورت سے زیادہ حصہ نہیں دیا جائے گا اور قرابت والوں میں واقف کی اولاد بیٹے پوتے وغیرہ یا اس کے اصول باپ دادا وغیرہ کا شمار نہ ہوگا یعنی ان کو حصہ نہیں ملے گا۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲۵.....قرابت والوں پر وقف کیا اور وہ واقف کے چچا بھی ہیں اور ماموں بھی تو چچاؤں کو ملے گا ماموؤں کو نہیں۔ اور ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو آدھا چچا کو اور آدھے میں دونوں ماموں کو یہ جب کہ لفظ جمع (قرابت والوں) ذکر کیا ہو اور اگر لفظ واحد قرابت والا کہا تو تنہا چچا کو ملے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶.....اپنی قرابت کے تین فقرا پر وقف کیا تو وقف صحیح اور قرابت والوں میں نہیں کو ملے گا جو تین فقیر ہوں۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲۷.....مکان وقف کیا اور شرط یہ کر دی کہ میری فلاں بیوہ جب تک نکاح نہ کرے اس میں سکونت کرے۔ واقف کے

مرنے کے بعد اس کی بیوہ نے نکاح کر لیا تو سکونت کا حق جاتا رہا اور نکاح کے بعد پھر بیوہ ہو گئی یا شوہر نے طلاق دے دی جب بھی حق سکونت عود نہ کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸..... متولی کو وقف نامہ ملا جس میں یہ لکھا ہے کہ اس محلّہ کے محتاجوں اور دیگر فقرا، مسلمین پر صرف کیا جائے تو اس محلّہ کے ہر مسکین کو ایک ایک حصہ دیا جائے اور دوسرے مسکینوں کا ایک حصہ اور محلّہ والا کوئی مسکین مر جائے تو اس کا حصہ ساقط اور وہ حصہ باقیوں پر تقسیم ہو جائے گا۔ یہ اسی وقت تک ہے کہ وقف نامہ جب لکھا گیا اس وقت محلّہ میں جو مساکین تھے اور جب تک زندہ رہے اور وہ سب کے سب مر نہ جائے جیسا اس محلّہ کے مسکین ہیں ویسے ہی دوسرے مساکین یعنی اب جو محلّہ میں دوسرے مساکین ہوں گے وہ ایک ایک حصہ کے حق دار نہیں ہیں بلکہ جتنا دیگر مساکین کو ملے گا اتنا ہی ان کو بھی ملے گا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۹..... اپنے پڑوس کے فقرا پر وقف کیا تو پڑوسی سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں اگر چہ ان کا مکان واقف کے مکان سے متصل نہ ہو اور ایک شخص اس محلّہ میں رہتا ہے مگر جس مکان میں رہتا ہے اس کا مالک دوسرا شخص ہے جو یہاں نہیں رہتا تو مالک مکان پڑوسیوں میں شمار نہ ہوگا بلکہ وہ جس کی یہاں سکونت ہے۔ وقف کے وقت جو لوگ محلّہ میں تھے وہ مکان بیچ کر چلے گئے تو وہ پڑوسی نہ رہے بلکہ وہ ہیں جو اب یہاں رہتے ہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۰..... پڑوسیوں پر وقف کیا تھا اور خود واقف دوسرے شہر کو چلا گیا اگر وہاں مکان بنا کر مقیم ہو گیا تو وہاں کے پڑوس والے مستحق ہیں۔ پہلی جگہ جہاں تھا وہاں کے لوگ اب مستحق نہ ہے اور اگر وہاں مکان نہیں بنایا ہے تو پہلی جگہ والے بہ ستور مستحق ہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۱..... ایک شخص نے اپنے شہر کے سادات کے لئے جائیداد وقف کی ایک سید صاحب وہاں سے دوسرے شہر کو چلے گئے اگر یہاں کا مکان بیچا نہیں اور دوسرے شہر میں مکان نہیں بنایا تو یہیں کے ساکن ہیں اور وظیفہ کے مستحق ہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۲..... جن لوگوں پر جائیداد وقف کی ان سب نے انکار کر دیا تو وقف جائز اور آمدنی فقرا پر تقسیم ہوئی اور اگر بعض نے انکار کیا اور واقف نے موقوف علیہ کو جس لفظ سے ذکر کیا ہے وہ لفظ باقیوں پر بولا جاتا ہے تو کل آمدنی ان باقی لوگوں کو دی جائے گی اور اگر وہ لفظ نہیں بولا جاتا تو جس نے انکار کر دیا ہے اس کا حصہ فقیر کو دیا جائے مثلاً یہ کہا کہ فلاں کی اولاد پر وقف کیا اور بعض نے انکار کر دیا تو سب آمدنی باقیوں کو ملے گی اور اگر کہا زید و عمر و پر وقف کیا اور زید نے انکار کیا تو اس کا حصہ عمر کو نہیں ملے گا بلکہ فقیر کو دیا جائے اور اگر کسی شخص کی اولاد پر وقف کیا تھا اور سب نے انکار کر دیا اور آمدنی فقیروں کو دے دی گئی پھر اسی آمدنی ہوئی تو اس کو قبول نہیں کر سکتے یا ان موجودین نے انکار کر دیا تھا اس شخص کے کوئی اور لڑکا پیدا ہوا اس نے قبول کر لیا تو ساری آمدنی اسی کو ملے گی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۳۳..... ایک شخص اپنی جائیداد نسلاً بعد نسل وقف کی اس شخص نے کہا کہ میں اپنے لئے قبول کرتا ہوں نہ اپنی نسل کے لئے تو اپنے حق میں انکار صحیح ہے اور اولاد کے حق میں صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... موقوف علیہ نے پہلے رد کر دیا تو اب قبول کر کے وقف کو واپس نہیں لے سکتا اور جب ایک سال اس نے قبول کر لیا تو پھر رد نہیں کر سکتا اور اگر یہ کہا کہ ایک سال کا قبول نہیں کرتا ہوں اور اس کے بعد قبول کرتا ہوں تو اس سال کی آمدنی مستحقین کو ملے گی پھر اس کو ملے گی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۵..... واقف ہی متولی بھی ہے وہ آمدنی کو اپنے ہاتھ سے اپنے قرابت والوں پر صرف کرتا ہے کسی کو کم کسی کو زیادہ جو اس

کے خیال میں آتا ہے اس کے مواقع دیتا ہے اب وہ فوت ہوا اس نے دوسرے کو متولی مقرر کیا اور یہ بیان نہیں کہ کس زیادہ دیتا تھا تو یہ متولی دوم انہیں لوگوں کو دے اور زیادہ کی رقم کا مصرف مظلوم نہیں فقراء سے فقراء پر صرف کرے۔ (غنیہ)

مسجد کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... مسجد ہونے کیلئے یہ ضروری ہے کہ بنانے والا کوئی ایسا فعل کرے یا ایسی بات کہے جس سے مسجد ہونا ثابت ہوتا ہو محض مسجد کی سی عمارت بنا دینا مسجد ہونے کے لئے کافی نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲..... مسجد بنائی اور جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی مسجد ہو گئی اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص ہوں۔ مگر یہ جماعت علی الاعلان یعنی اذان و اقامت کے ساتھ ہو اور اگر فقط ایک شخص نے اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھی اس طرح نماز پڑھنا جماعت کے قائم مقام ہے اور مسجد ہو جائے گی۔ اور اگر خود اس بانی نے تنہا اس طرح نماز پڑھی تو یہ مسجد بنت کے لئے کافی نہیں کہ مسجدیت کے لئے نماز کی شرط اس لئے ہے تاکہ عامۂ مسلمین کا قبضہ ہو جائے اور اس کا قبضہ تو پہلی ہی سے ہے۔ عامۂ مسلمین کے قائم مقام یہ خود نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ فتح القدیر و الدر المختار)

مسئلہ نمبر ۳..... یہ کہا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا تو اس کہنے سے بھی مسجد ہو جائے گی۔ (تنویر)

مسئلہ نمبر ۴..... مکان میں مسجد بنائی اور لوگوں کو اس میں آنے اور نماز پڑھنے کی اجازت دے دی اگر مسجد کا راستہ علیحدہ کر دیا تو مسجد ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... مسجد کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی املاک سے اس کو بالکل جدا کر دے اس کی ملک باقی نہ رہے لہٰذا نیچے اپنی دکانیں ہیں یا رہنے کا مکان اور اوپر مسجد بنوائی تو یہ مسجد نہیں یا اوپر اپنی دکانیں یا رہنے کا مکان ہے اور نیچے مسجد بنوائی تو یہ مسجد نہیں بلکہ اس کی ملک ہے اور اس کے بعد اس کے ورثا کی۔ اور اگر نیچے کا مکان مسجد کے کام کے لئے ہوا بتے لئے نہ ہو تو مسجد ہو گئی۔ (جدید تنویر و طحطاوی)

یونہی مسجد کے نیچے کرایہ کی دکانیں بنائی گئیں یا اوپر مکان بنایا گیا جس کی آمدنی مسجد میں ہی صرف ہوتی تو حرج نہیں یا مسجد کے نیچے ضرورت مسجد کے لئے تہ خانہ بنایا کہ اس میں پانی وغیرہ رکھا جائے گا یا مسجد کا سامان اس میں رہے گا تو حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مگر یاد رہے کہ کل تمام مسجد دکانیں یا مکان بنایا ہو اور مسجد ہو جانے کے بعد اس کے نیچے دکان بنائی جا سکتی ہے نہ اوپر مکان۔ (درمختار)

یعنی مثلاً ایک مسجد کو منہدم کر کے پھر سے اسے قیمہ کرنا چاہیں اور پہلے اس کے نیچے دکانیں نہ تھیں اور اب اس جدید قیمہ میں دکان بنوانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے اب دکان بنانے کے یہ معنی ہوں گے کہ مسجد کو دکان بنایا جائے۔

مسئلہ نمبر ۶..... مسجد کے لیے عمارت ضروری نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کو دے تو مسجد ہے۔ مثلاً مالک زمین نے لوگوں سے کہہ دیا کہ اس میں ہمیشہ نماز پڑھا کرو تو مسجد ہو گئی اور اگر ہمیشہ کا لفظ نہیں بولا مگر اس کی نیت یہی ہے جب بھی مسجد ہے۔ اور اگر لفظ ہے اور نہ نیت مثلاً نماز پڑھنے کی اجازت دے دی اور نیت کچھ نہیں یا مہینہ بھر سال بھر ایک دن کے لئے نماز پڑھنے کو کہا تو وہ زمین مسجد نہیں بلکہ اس کی ملک ہے اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثا کی ملک ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... ایک مکان مسجد کے تمام وقف قافلوں نے اسے مسجد بنا دیا اور لوگوں نے چند سال تک اس میں نماز بھی پڑھی پھر نماز پڑھنا چھوڑ دیا اب اسے کرایہ پر دینا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں کیونکہ متولی کے مسجد کرنے سے وہ مسجد نہیں ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... مریض نے اپنے مکان کو مسجد کر دیا اگر وہ مکان مریض کے ثلثِ مال کے اندر ہے تو مسجد بنانا صحیح ہے مسجد ہو گیا اور

اگر تہائی سے زیادہ ہے اور واقف نے اجازت دے دی جب بھی مسجد ہے اور وارث نے اجازت نہیں دی تو کل کا کل میراث ہے اور مسجد نہیں ہو سکتا کہ اس میں وارث بھی حق دار ہیں اور مسجد کو حقوقِ العباد سے جدا کرنا ضروری ہے۔ یونہی ایک شخص نے زمین ثلثہ کر مسجد بنائی۔ بانی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص بھی اس میں حق دار نکلا تو مسجد نہیں رہی اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرا تہائی مکان مسجد بنا دیا جائے تو وصیت صحیح ہے۔ مکان تقسیم کر کے ایک تہائی کو مسجد کر دیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... اہلِ محلّہ یہ چاہتے ہیں کہ مسجد کو تو ذکر پہلے سے عمدہ و منظم بنائیں تو بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اپنے مال سے بنائیں مسجد کے روپے سے قیمتی نہ کریں اور دوسرے لوگ ایسا کرنا چاہتے ہوں تو نہیں کر سکتے۔ اور اہلِ محلّہ کو بھی یہ اختیار ہے کہ مسجد کو وسیع کریں اس میں حوض اور کنویں اور ضرورت کی چیزیں بنائیں وضو اور پینے کے لئے مٹکوں میں پانی رکھوائیں۔ جہاز، ہانڈی، فانوس وغیرہ لگائیں۔ بانی مسجد کے ورثا کو منع کرنے کا حق نہیں جب کہ وہ اپنے مال سے ایسا کرنا چاہتے ہوں اور اگر بانی مسجد اپنے پاس سے کرنا چاہتا ہے اور اہلِ محلّہ اپنی طرف سے تو بانی مسجد بہ نسبت اہلِ محلّہ کے زیادہ حق دار ہے۔ حوض اور کنواں بنوانے میں یہ شرط ہے کہ ان کی وجہ سے مسجد کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ (ردالمحتار)

اور یہ بھی ضروری ہے کہ پہلے جتنی مسجد تھی اس کے علاوہ دوسری زمین میں بنائے جائیں مسجد میں نہیں بنائے جا سکتے۔

مسئلہ نمبر ۱۰..... امام و مؤذن مقرر کرنے میں بانی مسجد یا اس کی اولاد کا حق بہ نسبت اہلِ محلّہ کے زیادہ ہے مگر جب کہ اہلِ محلّہ نے جس کو مقرر کیا وہ بانی مسجد کے مقرر کردہ سے اولیٰ ہے تو اہلِ محلّہ ہی کا مقرر کردہ امام ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... اہلِ محلّہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مسجد کا دروازہ دوسری جانب مقفل کر دیں اور اگر اس باب میں رائیں مختلف ہوں تو جس طرف کثرت ہو اور جانبِ قوی ہو اس کی بات پر عمل کیا جائے۔ (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... مسجد کی چھت پر امام کے لئے بالاخانہ بنانا چاہتا ہے اگر قبل تمام مسجد بیت ہو تو بنا سکتا ہے اور مسجد ہو جانے کے بعد نہیں بنا سکتا اگرچہ کہتا ہو کہ مسجد ہونے کے پہلے سے میری نیت بنانے کی تھی بلکہ اگر دیوارِ مسجد پر تجرہ بنانا چاہتا ہو تو اس کی بھی اجازت نہیں۔ یہ حکم خود واقف اور بانی مسجد کا ہے۔ لہٰذا جب اسے اجازت نہیں تو دوسرے جو زیادہ نہیں بنا سکتے اگر اس قسم کی کوئی ناجائز عمارت چھت یا دیوار پر بنا دی گئی ہو تو اسے گرا دینا واجب ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مسجد کا کوئی حصہ کرایہ پر دینا کہ اس کی آمدنی مسجد پر صرف ہوگی حرام ہے۔ اگرچہ مسجد کو ضرورت بھی ہو۔ یونہی مسجد کو مسکن بنانا بھی ناجائز ہے۔ یونہی مسجد کے کسی جز کو کچھ میں شامل کر لینا بھی ناجائز ہے۔ (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۴..... نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہو گئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اسے ثلثہ کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دینا چاہتا ہو تو مناسب قیمت دے کر جبراً اس سے لے سکتے ہیں۔ یونہی اگر پہلو کے مسجد میں کوئی زمین یا مکان ہے جو اسی مسجد کے عام وقف ہے یا کسی دوسرے کام کے لئے وقف ہے تو اس کو مسجد میں شامل کر کے اضافہ کرنا جائز ہے۔ البتہ اس کی ضرورت ہے کہ قاضی سے اجازت حاصل کر لیں۔ یونہی اگر مسجد کے بعد وسیع راستہ ہو اس میں سے اگر کچھ جز مسجد میں شامل کر لیا جائے جائز ہے جب کہ راستہ تنگ نہ ہو جائے اور اس کی وجہ سے لوگوں کا حرج نہ ہو۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مسجد تنگ ہو گئی ایک شخص کہتا ہے مسجد مجھے دے دو اسے میں اپنے مکان میں شامل کر لوں اور اس کے عوض میں وسیع اور بہتر زمین تمہیں دیتا ہوں تو مسجد کو بدلا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مسجد بنانی اور شرط کر دی کہ مجھے اختیار ہے کہ اسے مسجد رکھوں یا نہ رکھوں تو شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہو گئی یعنی مسجدیت کے ابطال کا اسے حق نہیں۔ یونہی مسجد کو اپنے یا اہلِ محلّہ کے لئے خاص کر دینا خاص نہ ہوگی دوسرے محلّہ والے بھی اس میں نماز پڑھ سکتے

ہیں اسے روکنے کا کچھ اختیار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مسجد کے آس پاس کی جگہ ویران ہوگئی وہاں لوگ رہتے نہیں کہ مسجد میں نماز پڑھیں یعنی مسجد بالکل بے کار ہوگئی جب بھی وہ بہ دستور مسجد ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اسے توڑ پھوڑ کر اس کے اینٹ پتھر وغیرہ اپنے کام میں لائے لیا اسے، مکان بنالے یعنی وہ قیامت تک مسجد ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... مسجد کی چٹائی جانماز وغیرہ جو اگر بے کار ہوں اور اس مسجد کے لئے کارآمد نہیں تو جس نے دیا ہے وہ جو چاہے کرے اسے اختیار ہے اور مسجد ویران ہوگئی کہ وہاں لوگ رہتے نہیں تو اس کا سامان دوسری مسجد کو منتقل کر دیا جائے بلکہ ایسی مسجد منہدم ہو جائے اور امید یہ ہو کہ اس کا محلہ (ساماں) لوگ اٹھا لے جائیں گے اور اپنے صرف میں لائیں گے تو اسے بھی دوسری مسجد کی طرف منتقل کر دینا جائز ہے۔ (درمختار و غیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۹..... جاڑے کے موسم میں مسجد میں پیال ڈلوایا تھا جاڑے نکل جانے کے بعد بیکار رہ گئے تو جس نے ڈلوایا اسے اختیار ہے جو چاہے کرے اور اس نے مسجد سے نکلوا کر باہر ڈلوا دیئے تو جو چاہے لے جا سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... بعض لوگ مسجد میں جو پیال بچھا ہے اسے، سقایہ (مقامہ، حمام، غسل خانہ، گیزر وغیرہ) کی آگ جلانے کے کام میں لاتے ہیں یہ جائز ہے۔ یونہی سقایہ کی آگ گھر لے جلانا یا اس سے چلم بھرانا یا سقایہ کا پانی گھر لے جانا یہ سب ناجائز ہے۔ ہاں جس نے پانی بھروایا اور گرم کروایا ہے اگر وہ اس کی اجازت دے دے تو لے جا سکتے ہیں جب کہ اس نے اپنے پاس سے صرف کیا ہے۔ اور مسجد کا پیسہ صرف کیا ہو تو اس کی اجازت بھی نہیں دے سکتا۔

مسئلہ نمبر ۲۱..... مسجد کی اشیاء مثلاً لوٹا، چٹائی وغیرہ کو کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کر سکتے۔ مثلاً لوٹے میں پانی بھر کر اپنے گھر نہیں لے جا سکتے اگرچہ یہ ارادہ ہو کہ پھر واپس کر جائوں گا۔ اس کی چٹائی اپنے گھر یا کسی دوسری جگہ بچھانا ناجائز ہے۔ یونہی مسجد کے ڈول رسی سے اپنے گھر کے لئے پانی بھر لایا کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بے موقع اور بے محل استعمال کرنا ناجائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۲..... تیل یا موم جتی مسجد میں جلانے کے لئے دی اور بچ رہی تو دوسرے دن کام میں لائیں اور اگر خاص دن کے لئے دی ہے مثلاً رمضان یا شب قدر کے لئے بچی ہوئی مالک کو واپس کر دی جائے امام مؤذن کو بغیر اجازت لینا جائز نہیں ہاں اگر وہاں کا عرف ہو کہ بچی ہوئی امام مؤذن کی ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... ایک شخص نے اپنے ذاتی مال کی وصیت کی کہ نیک کاموں میں صرف کیا جائے تو اس مال سے مسجد میں چراغ جلایا جا سکتا ہے مگر اتنے ہی چراغ اس مال سے جلائے جا سکتے ہیں جتنے کی ضرورت ہے۔ ضرورت سے زیادہ محض تزئین کے لئے اس رقم سے نہیں جلائے جا سکتے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۴..... ایک شخص نے اپنی جائیداد اس طرح وقف کی ہے کہ اس کی آمدنی مسجد کی عمارت و مرمت میں لگائی جائے اور جو بچ رہے تو پر، صرف کی جائے اور وقف کی آمدنی پہلے ہوتی موجود ہے اور مسجد کو اس وقت تعمیر کی حاجت بھی نہیں ہے۔ اگر یہ مان لو کہ جب مسجد کی تعمیر و مرمت کی ضرورت ہوگی اس وقت تک ضرورت کے لائق آمدنی جمع ہو جائے گی تو اس وقت جو کچھ جمع ہے فقراء پر صرف کر دیا جائے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۵..... مسجد منہدم ہوگئی اور اس کے اوقاف کی آمدنی بھی موجود ہے کہ اس سے پھر مسجد بنائی جا سکتی ہے تو اس آمدنی کو تعمیر میں صرف کرنا جائز ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے متولی نے کوئی مکان "ثریہ" اور یہ مکان مؤذن یا امام کو رہنے کے لئے دے دیا اگر ان کو علم ہے تو اس میں رہنا مکروہ و ممنوع ہے۔ یونہی مسجد پر جو مکان اس لئے وقف ہیں کہ ان کا کرایہ مسجد میں صرف ہوگا یہ مکان بھی امام و مؤذن کو

رہنے کے لئے نہیں دے سکتا اور دے دیا تو ان کو رہنا منع ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... متولی نے اگر مسجد کے لئے چٹائی، تیل وغیرہ خرید لایا اگر واقف نے متولی کو یہ سب اختیارات دیئے ہوں یا کہہ دیا ہو کہ مسجد کی مصلحت کے لئے جو چاہو خرید لو یا معلوم نہ ہو کہ متولی کو ایسی اجازت دی ہے مگر اس سے پہلا متولی یہ چیزیں خریدتا تھا تو اس کا خریدنا جائز ہے اور اگر معلوم ہے کہ صرف عمارت کے متعلق اختیار دیا ہے تو خریدنا جائز ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مسجد بنائی اور کچھ سامان کھجیاں اور اینٹیں وغیرہ بچ گئیں تو یہ چیزیں عمارت ہی میں صرف کی جائیں ان کو فروخت کر کے تیل چٹائی میں صرف نہیں کر سکتے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۹..... مسجد کے لئے چندہ کیا اور اس میں سے کچھ رقم اپنے صرف میں لایا اگر چہ یہی خیال ہے کہ اس کا معاوضہ اپنے پاس سے دے دے گا جب بھی حرج کرنا جائز ہے پھر اگر معلوم ہے کہ کس نے وہ روپیہ دیا تھا تو اسے تاوان دے یا اس سے اجازت لے کر مسجد میں تاوان صرف کرے اور معلوم نہ ہو کہ کس نے دیا تھا تو قاضی کے حکم سے مسجد میں تاوان صرف کرے اور خود بغیر اذن قاضی مسجد میں اس تاوان کو صرف کر دیا تو امید ہے کہ اس کے وبال سے بچ جائے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۰..... مسجد یا مدرسہ پر کوئی جائیداد وقف کی اور جو زوہ مسجد یا مدرسہ موجود بھی نہیں مگر اس کے لئے جگہ تجویز کر لی ہے تو وقف صحیح ہے اور جب تک اس کی تعمیر نہ ہو وقف کی آمدنی فقراء پر صرف کی جائے اور جب بن جائے تو پھر اس پر صرف ہو۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۳۱..... مسجد کے لئے مکان یا کوئی چیز ہبہ کی تو ہبہ صحیح ہے اور متولی کو قبضہ دلا دینے سے ہبہ تمام ہو جائے گا اور اگر کہا یہ سورو پے مسجد کے لئے وقف کئے تو یہ ہبہ بے غیر قبضہ کے تمام نہیں ہوگا۔ یونہی درخت مسجد کو دیا تو اس میں بھی قبضہ ضروری ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... متولی و باورچی کنس وغیرہ کو متولی اسی تنخواہ پر نوکر رکھ سکتا ہے جو عادتاً جی طور پر ہوتی چاہئے اور اگر اتنی زیادہ تنخواہ مقرر کی جو دوسرے لوگ مندرجہ مال وقف سے اس تنخواہ پر لانا کرنا جائز نہیں اگر دے گا تو تاوان دینا پڑے گا بلکہ اگر متولی وغیرہ کو معلوم ہے کہ مال وقف سے تنخواہ دیتا ہے تو یہ بھی جائز نہیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۳۳..... متولی مسجد بے پڑھا شخص ہے۔ اس نے حساب کتاب کے لئے ایک شخص کو نوکر رکھا تو مال وقف سے اس کو تنخواہ دینا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... مسجد کی آمدنی سے دکان یا مکان خریدا کہ اس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی اور ضرورت ہوئی تو بیچ کر دیا جائے گا یہ جائز ہے جب کہ متولی کے لئے اس کی اجازت ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... مسجد کے لئے اوقاف ہیں مگر کوئی متولی نہیں۔ اہل محلہ میں سے ایک شخص اس کی دیکھ بھال اور کام کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور اس وقف کی آمدنی کو ضروریات مسجد میں صرف کیا تو دیانتاً اس پر تاوان نہیں۔ (عالمگیری)

اور ایسی صورت کا حکم یہ ہے کہ قاضی کے پاس درخواست دیں وہ متولی مقرر کر دے گا مگر چونکہ آج کل یہاں اسلامی سلطنت نہیں اور نہ قاضی ہے اس مجبوری کی وجہ سے اگر اہل محلہ خود کسی کو منتخب کر لیں کہ وہ ضروریات مسجد کو انجام دے تو جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کرنے میں وقف کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۶..... مسجد کا متولی موجود ہو تو اہل محلہ کو اوقاف مسجد میں تصرف کرنا مثلاً دکانات وغیرہ کو کرایہ پر دینا جائز نہیں مگر انہوں نے ایسا کرایا اور مسجد کے مصالح کے لئے اسے بہتر تھا تو حاکم ان کے تصرف کو نافذ کر دے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... مسجد کے اوقاف بیچ کر اس کی عمارت پر صرف کر دینا جائز ہے اور وقف کی آمدنی سے کوئی مکان خریدا تھا تو اسے

بیچ سکتے ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... مسجد کے لئے ایک زمین وقف تھی اور اب کاشت کے قابل نہ رہی یعنی اس سے آمدنی نہیں ہوتی کسی نے اس میں تالاب کھودوالیا کہ عامہ مسلمین اس سے فائدہ اٹھائیں اس کا یہ فعل جائز ہے۔ اور اس تالاب میں نہانا اور دھونا اور اس کے پانی سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹..... مسلمانوں پر کوئی حادثہ آپڑا جس میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور اس وقت روپیہ کی کوئی سبیل نہیں مگر اوقاف مسجد کی آمدنی جمع ہے اور مسجد کو اس وقت حاجت بھی نہیں تو بطور قرض مسجد سے رقم لی جاسکتی ہے۔ (عالمگیری)

قبرستان وغیرہ کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... قبروں کے لئے زمین وقف کی تو وقف صحیح ہے اور صحیح یہ ہے کہ وقف کرنے سے ہی واقف کی ملک سے خارج ہوگئی اگرچہ ابھی مردہ دفن کیا ہو اور نہ اپنے قبضہ سے نکال کر دوسرے کو قبضہ دلایا ہو۔

مسئلہ نمبر ۲..... زمین قبرستان کے لئے وقف کی اس میں بڑے بڑے درخت ہیں تو درخت وقف میں داخل نہیں واقف یا اس کے ورثا کی ملک ہے۔ یونہی اس زمین میں عمارت ہے تو یہ بھی وقف میں داخل نہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳..... گاؤں والوں نے قبرستان کے لئے زمین وقف کی اور مردے بھی اس میں دفن کئے پھر اسی گاؤں کے کسی شخص نے اس زمین میں اس لئے مکان بنایا کہ تختے وغیرہ قبرستان کی شہ دیاتے اس میں رکھے جائیں گے اور وہاں حفاظت کے لئے کسی کو مقرر کردیا اگر یہ سب کام تنہا اسی نے دوسروں کے بغیر مرضی کے یا بعض دوسرے بھی راضی تھے تو اگر قبرستان میں وسعت ہے تو کوئی حرج نہیں یعنی جب کہ یہ مکان قبروں پر نہ بنایا ہو اور مکان بننے کے بعد اگر زمین کی مردہ دفن کرنے کے لئے ضرورت پڑی تو عمارت ڈھا دی جائے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۴..... وقفی قبرستان میں جس طرح غریب لوگ اپنے مردے دفن کر سکتے ہیں۔ مالدار بھی دفن کر سکتے ہیں اس میں فقر اور کی تخصیص نہیں۔ (تبیین)

مسئلہ نمبر ۵..... کافر کا قبرستان ہے جسے مسلمان اپنا قبرستان بنانا چاہتے ہیں اگر ان کے نشانات مٹ چکے ہیں ہڈیاں بھی گل گئی ہیں تو حرج نہیں اگر ہڈیاں باقی ہیں تو کھود کر پھینک دیں اور اسے قبرستان بنا سکتے ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشان بھی مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو کھیت بنانا یا اس میں مکان بنانا جائز ہے اور اب بھی وہ قبرستان ہی ہے۔ قبرستان کے تمام آداب بجالائے جائیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... قبرستان میں کسی نے اپنے لئے قبر کھدوا رکھی ہے اگر قبرستان میں جگہ موجود ہے تو دوسرے کو اس قبر میں دفن نہ کرنا چاہئے اور اگر جگہ موجود نہ ہو تو دوسرے لوگ اپنا مردہ دفن کر سکتے ہیں۔ بعض لوگ مسجد میں جگہ گھیرنے کے لئے پہلے رومال رکھ دیتے ہیں یا مصلی بچھا دیتے ہیں اگر مسجد میں جگہ ہو تو دوسرے کو ہٹا یا جانا جائز ہے اگر جگہ نہ ہو تو ہٹا نہ سکتا ہے۔ (فتاوی قاضی خاں)

مسئلہ نمبر ۸..... زمین مملوکہ میں بغیر اجازت مالک کسی نے مردہ دفن کر دیا تو مالک زمین کو اختیار ہے کہ مردہ نکلوا دے یا زمین برابر کر کے بیچ کر دے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۹..... قبرستان میں کسی نے درخت لگائے تو یہی شخص ان درختوں کا مالک ہے اور درخت خود رو ہیں یا معلوم نہیں کس نے لگائے تو قبرستان کے قرار پائیں گے۔ یعنی قاضی کے حکم سے بیچ کر اسی قبرستان کی درستگی میں صرف کیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....مسجد میں کسی نے درخت لگایا تو درخت مسجد کا ہے۔ لگانے والے کا نہیں اور زمین موقوفہ میں کسی نے درخت لگایا اگر یہ شخص اس زمین کی نگرانی کے لئے مقرر ہے یا واقف نے درخت لگایا اور وقف کا مال اس پر صرف کیا یا اپنا ہی مال صرف کیا مگر کہدیا کہ وقف کے لئے یہ درخت لگایا تو ان صورتوں میں وقف کا ہے اور نہ لگانے والے کا درخت کاٹ ڈالے جڑیں باقی رہ گئیں ان جڑوں سے پھر درخت نکل آیا تو اسی کی ملک ہے جس کی ملک میں پہلے تھا۔ (غنیہ مرتع الفتاویٰ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....وقفی زمین کرایہ پر لی اور اس میں درخت بھی لگا دیئے تو درخت اسی کے ہیں اس کے بعد ان کے دعوا ، کے دعوا جارہ فسخ ہونے پر اس کو اپنا درخت نکال لینا ہوگا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۲.....مسجد میں ناریل امرود نیچل وغیرہ پھل دار درخت ہیں۔ (غازیوں) مصلیوں کو اس کے پھل کھانا جائز نہیں بلکہ جس نے بویا ہو وہ بھی نہیں کھا سکتا کہ درخت اس کا نہیں بلکہ مسجد کا ہے پھل بیچ کر مسجد پر صرف کیا جائے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۳.....مسافر خانہ میں پھل دار درخت ہیں اگر ایسے درخت ہوں جن کے پھلوں کی قیمت نہیں ہوتی تو مسافر کھا سکتے ہیں اور قیمت والے ہوں تو حتی الوسع یہ ہے کہ نہ کھائے۔ (عالمگیری)

یہ سب اس صورت میں ہے کہ معلوم نہ ہو کہ درخت لگانے والے کی کیا نیت تھی یا معلوم ہو کہ مسجد یا مسافر خانے کے لئے لگایا ہے اور اگر معلوم ہو کہ عام مسلمانوں کے کھانے کے لئے لگایا ہے تو جس کا جی چاہے کھالے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴.....وقفی ، کسان میں وقفی درخت ہو تو درخت بیچ کر ، کسان کی مرمت میں لگانا جائز نہیں بلکہ ، کسان کی مرمت خود اس ، کسان کے کرایہ سے ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵.....وقفی ، کسان میں پھل دار درخت ہو تو کرایہ دار کو اس کے پھل کھانا جائز نہیں جب کہ وقف کے لئے درخت لگائے ہوں یا درخت لگانے والے کی نیت معلوم نہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....وقفی درخت کا کچھ حصہ سوکھ گیا کچھ باقی ہے تو سوکھے کو اس مصرف میں خرچ کریں جہاں اس کی آمدنی خرچ ہوتی ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۱۷.....سڑک اور گزرگاہ پر درخت اس لئے لگائے گئے کہ راہ گیران سے فائدہ اٹھائیں تو یہ لوگ ان کے پھل کھا سکتے ہیں اور امیر وغریب دونوں کھا سکتے ہیں۔ یونہی جنگل اور راستہ میں جو پانی رکھا ہو یا سبیل کا پانی ہے ہر ایک پی سکتا ہے۔ جنازہ کی چارپائی امیر وغریب دونوں کام میں لا سکتے ہیں اور قرآن مجید میں ہر شخص تلاوت کر سکتا ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۸.....کنویں کے پانی کی روک ٹوک نہیں خود بھی پی سکتے ہیں جانور کو بھی پلا سکتے ہیں۔ پانی پینے کے لئے سبیل لگانی بہتر اس سے وضو نہیں کر سکتے اگرچہ کفایتی زیادہ ہو اور وضو کے لئے وقف ہو تو اسے پی نہیں سکتے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹.....ایک ، کسان قبرستان پر وقف ہے۔ یہ کسان منہدم ہو کر کھنڈر ہو گیا اور کسی کام کا نہ رہا پھر کسی شخص نے اپنے مال سے اس جگہ میں ، کسان بنایا تو صرف عمارت اس کی ہے زمین کا مالک نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....حاجیوں کے ٹھہرنے کے لئے ، کسان وقف کیا ہے تو دوسرے لوگ اس میں نہیں ٹھہر سکتے اور حج کا موسم ختم ہونے کے بعد کرایہ پر دیا جائے اور اس کی آمدنی مرمت میں خرچ کی جائے اس سے بچ جائے تو مساکین پر صرف کر دی جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱.....زمین خرید کر راستہ کے لئے وقف کر دی کہ لوگ چلیں گے سڑک بنوادی یہ وقف صحیح ہے اس کے ورثا ، رجوع نہیں کر سکتے۔ یونہی پل بنا کر وقف کیا تو یہ پل کی عمارت وقف ہے۔ (غنیہ)

وَقف میں شرائط کا بیان

مسئلہ نمبر ۱.....واقف کو اختیار ہے جس قسم کی چاہے وقف میں شرط لگائے اور جو شرط لگائے گا اس کا اعتبار ہوگا۔ ہاں ایسی شرط لگانی جو خلافِ شرع ہے تو یہ شرط باطل ہے اور اس کا اعتبار نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....چند جگہوں میں واقف کی شرط کا اعتبار نہیں بلکہ اس کے خلاف عمل کیا جائے گا۔ مثلاً اس نے یہ شرط لگا دی کہ جائیداد اگر بے کار ہو جائے اس کا تبادلہ نہ کیا جائے تو اگر کامل انتفاع نہ رہے تبادلہ کیا جائے گا اور شرط کالعدم کی جائے گی۔ یہ شرط ہے کہ متولی کو قاضی معزول نہیں کر سکتا اور واقف سے قاضی وغیرہ کوئی مداخلت نہ کرے کوئی اس کی نگرانی نہ کرے یہ شرط بھی باطل ہے کہ اہل کو قاضی ضرور معزول کر دے گا۔ وقف کی قاضی کی طرف سے نگرانی ضرور ہوتی ہے یا یہ شرط ہے کہ وقف کی زمین یا مکان ایک سال سے زیادہ کے لئے کسی کو کرایہ پر نہ دیا جائے اور ایک سال کے لئے کوئی کرایہ پر لیتا نہیں زیادہ دنوں کے لئے لوگ مانگتے ہیں یا ایک سال کے لئے دیا جائے تو کرایہ کی شرح کم ملتی ہے اور زیادہ دنوں کے لئے دیا جائے تو زیادہ شرح سے ملے گا تو جائز ہے کہ قاضی یا واقف کی شرط کی پابندی نہ کرے۔ مگر متولی شرط کے خلاف نہیں کر سکتا۔ یا یہ شرط لگی کہ اس کی آمدنی فلاں مسجد کے سائل کو دی جائے تو متولی دوسری مسجد کے سائل کو یا یہ ان مسجد جو سائل ہیں ان کو یا غیر سائل کو بھی دے سکتا ہے یا یہ شرط لگی کہ ہر روز فقیروں کو اس قدر روٹی گوشت دیا جائے تو روٹی گوشت کی جگہ قیمت بھی دے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....کسی واقف کیا یوں کہ فلاں شخص کو اس کی آمدنی دی جائے اور یہ شرط لگی کہ مرمت خود موقوف علیہ کے ذمہ ہے تو وقف صحیح ہے اور شرط صحیح نہیں کہ مرمت اس کے ذمہ نہیں بلکہ آمدنی سے کی جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....واقف نے یہ شرط لگی ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں کل آمدنی یا اس کے اتنے جز کا میں مستحق ہوں اور میرے بعد فقراء کو ملے یا یہ شرط لگی کہ آمدنی سے میرا قرض ادا کیا جائے پھر فقراء کو یا یہ کہ میری زندگی تک میں لوں گا پھر قرض ادا ہو گا پھر فقراء کو یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....بقاءِ انتہائی کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ صدقہ موقوفہ ہے اس شرط پر کہ جب تک میں زندہ رہوں آمدنی میں لوں گا وقف صحیح ہے کذا فی الخانیہ ہے یہ فقراء کا ذکر ہے مگر لفظ صدقہ سے تابید اور بعد میں فقراء ہی کے لئے ہونا سمجھا جاتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....واقف نے اپنے لئے شرط کی کہ اس کی آمدنی میں سے بھی کھائیں گا اور دوست احباب مہمانوں کو بھی کھلاؤں گا۔ اس سے جو بچے فقراء کے لئے ہے اور اسی طرح اپنی اولاد کے لئے نسلاً بعد نسل یہی شرط لگانی تو وقف و شرط دونوں جائز۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....یہ شرط لگی ہے کہ اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر خرچ کروں گا اور وقف کا خلط یا اور اسے بیچ ڈالا اور ثمن پر قبضہ بھی کر لیا مگر خرچ کرنے سے پہلے مر گیا تو یہ قرض کہ بیواؤں کا حق ہے فقراء اور وقف والوں کا حق نہیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۸.....واقف میں یہ شرط لگی کہ فلاں وارث کو وقف کی آمدنی سے بقدر کفایت دیا جائے تو جب تک یہ بچتا ہے بچتا کے واقعی مصارف دیئے جائیں اور جب سال بچوں والا ہو جائے تو اتنا دیا جائے کہ سب کے لئے کافی ہو کہ ان سب کے مصارف اسی کے ساتھ شمار ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....واقف جائیداد موقوفہ کے تبادلہ کی شرط لگا سکتا ہے کہ میں یا فلاں شخص جب مناسب جانیں گے اس کو دوسری جائیداد سے بدل دیں گے۔ اس صورت میں یہ دوسری جائیداد اس موقوفہ کے قائم مقام ہوگی اور تمام وہ شرائط جو وقف نامہ میں تھیں وہ سب اس میں جاری ہوں گی اگرچہ وقف نامہ میں یہ نہ ہو کہ بدلنے کے بعد دوسری پہلی کے قائم مقام ہوگی اور اس کے تمام شرائط اس میں جاری ہوں گے۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... تبادلہ کی شرط وقف نامہ میں تھی اس بنا پر تبادلہ کرلیا تو اب دوبارہ اس جائیداد کے بدلنے کا حق نہیں ہے ہاں اگر شرط کیا ایسے الفاظ ہوں جن سے عموم سمجھا جاتا ہے مثلاً میں جب چاہوں گا تبادلہ کرلیا کروں گا۔ تو ایک بار کے تبادلہ سے حق ساقط نہیں ہوگا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۱..... واقف نے یہ شرط کی کہ میں جب کبھی چاہوں گا بیچ ڈالوں یا جتنے داموں میں چاہوں گا بیچ ڈالوں گا بیچ کر اس ثمن سے غلام خریدوں گا تو ان سب صورتوں میں وقف ہی باطل ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... یہ شرط ہے کہ متولی کو اختیار ہے جب چاہے اس جائیداد کو بیچ ڈالے اور اس کے داموں سے دوسری زمین خریدے لفظ یہ شرط جائز ہے اور ایک دفعہ تبادلہ کا حق حاصل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... وقف میں صرف تبادلہ مذکور ہے یہ نہیں ہے کہ۔ مکان یا زمین سے تبادلہ کروں گا تو اختیار ہے۔ مکان سے تبادلہ کرے یا زمین سے اور اگر۔ مکان کا لفظ ہے تو زمین سے تبادلہ نہیں کرسکتا اور زمین ہے تو۔ مکان سے نہیں ہوسکتا اور اگر یہ ذکر نہ ہو کہ فلاں چک کی جائیداد سے تبادلہ کروں گا تو جہاں کی جائیداد چاہے تبادلہ کرسکتا ہے اور معین کردیا ہے تو وہیں کی جائیداد سے تبادلہ ہوسکتا ہے دوسری چک کی جائیداد سے نہیں۔ (عالمگیری، غنیہ، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۴..... وقفی۔ مکان کو دوسرے۔ مکان سے بدلنا اس وقت جائز ہے کہ دونوں۔ مکان۔ ایک ہی محلہ میں ہوں یا وہ محلہ اس سے بہتر ہو اور عکس ہو یعنی یہ اس سے بہتر ہے تو ناجائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... یہ شرط تھی کہ میں تبادلہ کروں گا اور خود نہ کیا بلکہ وکیل سے کرایا تو بھی جائز ہے اور مرتے وقت وصیت کرگیا تو وصی تبادلہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ شرط تھی کہ میں اور فلاں شخص مل کر تبادلہ کریں گے تو تنہا وہ شخص تبادلہ نہیں کرسکتا اور یہ تنہا کرسکتا ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۶..... اگر وقف نامہ میں یہ ہو کہ جو کوئی اس وقف کا متولی ہو وہ تبادلہ کرسکتا ہے تو ہر ایک متولی کو یہ اختیار حاصل رہے گا اور اگر واقف نے یہ شرط کردی کہ فلاں شخص کو اس کے تبادلہ کا اختیار ہے تو واقف کی زندگی تک اس کو اختیار ہے بعد میں نہیں۔ ہاں اگر یہ مذکور ہے کہ میری وفات کے بعد بھی اسے اختیار ہے تو بعد میں بھی رہے گا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... متولی کو تبادلہ کا اختیار اسی وقت حاصل ہوگا کہ متولی کے لئے تبادلہ کی تصریح ہو اور اگر متولی کے لئے تبادلہ کی شرط مذکور ہے اور خود واقف نے اپنے لئے ذکر نہیں کی جب بھی واقف تبادلہ کرسکتا ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ثمن سے بیع کی اجازت ہو اور اتنی کم قیمت پر بیع کی کہ اور لوگ ایسی چیز اتنی قیمت پر نہیں بیچتے تو بیع باطل ہے اور اگر واجبی قیمت پر بیع ہوئی یا کچھ خفیف کمی بیشی بیع جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... وقفی زمین بیع ذاتی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا اور اس کے بعد مرگیا اور ثمن کی نسبت بیان نہیں کیا کہ کیا ہوا تو یہ ثمن اس پر دین ہے اس کے ترکہ سے وصول کریں گے۔ یونہی اگر معلوم ہے کہ اس نے ہلاک کردیا جب بھی دین ہے اور اگر اس نے خود نہیں ہلاک کیا بلکہ اس کے پاس سے ضائع ہوگیا تو ثمن نہیں اور اب وقف باطل ہوگیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... وقف کو بیچ دیا گیا تھا مگر کسی وجہ سے بیع جاتی رہی تو دوبارہ پھر بیع کرسکتا ہے اور اگر پہلی نے اسے ٹرید لیا تو دوبارہ بیع نہیں کرسکتا مگر جب کہ عموم کے ساتھ تبادلہ کا اختیار ہو تو دوبارہ بھی کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... وقفی زمین بیع کردی اور ثمن سے دوسری زمین خریدی مگر جو زمین بیع کی تھی اس میں کوئی عیب ظاہر ہوا جس کی وجہ سے قاضی نے واپس کرنے کا حکم دیا تو یہ مستقر وقف ہے اور جو دوسری زمین خریدی تھی وہ وقف نہیں ہے جو چاہے کرے اور اگر قاضی نے واپسی کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اس نے خود اپنی مرضی سے واپس کردی تو یہ وقف نہیں ہے بلکہ اس کی ملکیت ہے اور وہ وقفی زمین وہی ہے جو اسے بیع کر ٹرید لی تھی۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۲..... قبضی زمین کو کسی نے غصب کرلیا اور غاصب ہی کے ہاتھ میں زمین قبضی کو دریا برد ہوگئی اور غاصب سے تاوان لیا گیا تو اس روپے سے دوسری زمین خریدی جائے گی اور یہ زمین وقف قرار پائے گی اور اس وقف میں تمام وشرائط کو ملحوظ رکھا جائے گا جو پہلے میں تھیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۳..... وقف کو کسی نے غصب کرلیا اور اس کے پاس کچھ نہیں کہ وقف کو واپس کرے اور غاصب اس کے معاوضہ میں روپیہ دینے کو تیار ہے تو روپیہ لیکر دوسری زمین خرید کر وقف کے قائم مقام کردیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... واقف نے وقف میں استبدال کو ذکر نہیں کیا عدم استبدال کو ذکر کردیا ہے مگر وقف بالکل قابل انتفاع نہ رہا یعنی اتنی بھی آمدنی نہیں ہوتی جو وقف کے مصارف کے لئے کافی ہو تو ایسے وقف کا تبادلہ جائز ہے مگر اس کے لئے چند شرطیں ہیں۔ (۱) غبن فاحش کے ساتھ بیع نہ ہو۔ (۲) تبادلہ کرنے والا قاضی عالم یا عمل ہو جس کے تصرفات کی نسبت لوگوں کو اطمینان ہو سکے۔ (۳) تبادلہ غیر منقول سے روپے اشرفی سے نہ ہو (۴) ایسے سے تبادلہ نہ کرے جس کی شہادت اس کے حق میں ماقبول ہو۔ (۵) ایسے شخص سے تبادلہ نہ کرے جس کا اس پر دین ہو۔ (۶) دونوں جائیدادیں ایک ہی محلہ میں ہوں یا وہ ایسے محلہ میں ہوں کہ اس محلہ سے بہتر ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... وقف اگر قابل انتفاع ہے یعنی اس کی آمدنی ایسی ہے کہ مصارف سے بچ رہتی ہے اور اس کے بدلے میں ایسی زمین ملتی ہے جس کا نفع زیادہ ہے تو جب تک واقف نے تبادلہ کی شرط نہ کی ہو تبادلہ نہ کریں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... وقف نامہ میں پہلے یہ لکھا کہ میں نے اسے وقف کیا اس کو بیچ یا جائے نہ ہبہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ پھر آخر میں یہ لکھا کہ متولی کو یہ اختیار ہے کہ اسے بیچ کر دوسری زمین خرید کر اس کی جگہ پر وقف کردے تو اگرچہ پہلے لکھ چکا ہے کہ بیع نہ کی جائے مگر اس کی بیع جائز ہے کہ آخر والا کلام کالغو یا موضح ہے اور اگر عکس کیا یعنی پہلے تو یہ لکھا کہ متولی کو بیع واستبدال کا اختیار ہے مگر آخر میں لکھ دیا کہ بیع نہ کی جائے تو اب بدلنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... واقف نے یہ شرط کردی ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں متولی کو اس کے تبادلہ کا اختیار ہے تو واقف کے انتقال کے بعد تبادلہ نہیں ہوسکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... واقف نے یہ شرط کی کہ اس کی آمدنی صرف کرنے کا مجھے اختیار ہے میں جہاں چاہوں گا صرف کروں گا تو شرط جائز ہے اور اسے اختیار ہے کہ مساکین کو دے یا اس سے بیع کرا کے بغیر کسی بالغ شخص کو دے ڈالے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... وقف میں یہ شرط ہے کہ اگر میں چاہوں گا اسے بیع کردوں گا دوسری زمین خرید دوں گا یا نہیں ہے کہ خرید کر اس کی جگہ پر کردوں گا۔ اس شرط کے ساتھ بھی وقف صحیح ہے۔ اگر زمین بیچنے کا تو زر ثمن اس کے قائم مقام ہوگا پھر جب دوسری زمین خرید ے گا تو وہ پہلی کے قائم مقام ہو جائے گی۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۰..... اپنی جائیداد اولاد پر وقف کی اور یہ شرط کردی کہ جو کوئی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے منحرف ہو جائے گا وہ وقف سے خارج ہوگا تو اس شرط کی پابندی ہوگی۔ اور فرض کرو ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مذہب حنفی سے خروج کیا اور مدعا علیہ انکار کرتا ہے تو مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور گواہوں سے ثابت نہ کرسکے تو مدعا علیہ کا قول معتبر ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ جو مذہب اہلسنت سے خارج ہو وہ وقف سے خارج اور ان میں کوئی رافضی تھا رافضی ہو چکا وغیرہ ہو گیا تو وہ وقف سے نکل گیا۔ یونہی اگر کلمہ کلامیہ کہہ گیا جب بھی خارج ہے اگر توبہ کر کے مذہب اہلسنت کو قبول کیا تو اب بھی وقف سے محروم ہی رہے گا۔ ہاں اگر واقف نے یہ شرط کردی ہو کہ اگر تائب ہو کر مذہب اہلسنت کو قبول کرے تو وقف کی آمدنی کا مستحق ہو جائے گا تو اب لے سکے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... اپنی اولاد پر جائیداد وقف کی اور شرط یہ کی کہ جس کو چاہوں گا وقف سے خارج کردوں گا تو ہو جب شرط خارج کر

سکتا ہے اور خارج کرنے کے بعد پھر داخل کرنا چاہے تو داخل نہیں کر سکتا۔ یونہی یہ شرط کی کہ جس کو چاہوں گا حصہ زیادہ دوں گا تو شرط کے موافق بعض کو بعض سے زیادہ دے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... وقف نامہ میں دو شرطیں متعارض ہوں تو آخر والی پر عمل ہوگا۔ (درمختار)

تولیت کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... جو شخص اوقاف کی تولیت کی درخواست کرے ایسے کو متولی نہیں بنانا چاہئے اور متولی ایسے کو مقرر کرنا چاہئے جو امانت دار ہو اور وقف کے کام کرنے پر قادر ہو۔ خواہ خود ہی کام کرے یا اپنے نائب سے کرائے اور متولی ہونے کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔ (فتح القدیر و الطحطاوی)

مسئلہ نمبر ۲..... واقف نے وصیت کی کہ میرے بعد میرا لڑکا متولی ہوگا اور واقف کے مرنے کے وقت لڑکا نابالغ ہے تو جب تک نابالغ ہے دوسرے شخص کو متولی کیا جائے اور بالغ ہونے پر لڑکے کو تولیت دی جائے گی اور اگر اپنی تمام اولادوں کے لئے تولیت کی وصیت کی ہے اور ان میں کوئی نابالغ بھی ہے تو نابالغ کے قائم مقام بالغیس میں سے کسی کو یا کسی دوسرے شخص کو قاضی مقرر کردے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... عورت کو بھی متولی کر سکتے ہیں اور ناجا کو بھی اور محدود فی القذف نے توبہ کرلی ہو تو اسے بھی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... واقف نے یہ شرط کی ہے کہ وقف کا متولی میری اولاد میں سے اس کو کیا جائے جو سب سے ہوشیار نیکوکار ہو اس شرط کا لحاظ رکھتے ہوئے متولی مقرر کیا جائے اس کے خلاف متولی کرنا صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... صورت مذکورہ میں اس کی اولاد میں جو سب میں بہتر تھا وہ فاسق ہو گیا تو متولی وہ ہوگا جو اس کے بعد سب میں بہتر ہے۔ یونہی اگر اس فضل نے تولیت سے انکار کر دیا تو جو اس کے بعد بہتر ہے وہ متولی ہوگا اور اگر سب ہی اچھے ہوں تو جو بڑا ہے وہ ہوگا اگرچہ وہ عورت ہو اور اگر اس کی اولاد میں سب نااہل ہوں تو کسی اجنبی کو قاضی متولی مقرر کرے گا اس وقت تک کے لئے کہ ان میں کا کوئی اہل ہو جائے۔ (الدرالمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... صورت مذکورہ میں سب سے بہتر کو قاضی نے متولی کر دیا اس کے بعد دوسرا اس سے بھی بہتر ہوا تو اب یہ متولی ہوگا اور اگر اس کی اولادیں نیکی میں یکساں ہیں تو وقف کا کام جو سب سے اچھا کر سکے اس کو متولی کیا جائے اور اگر ایک زیادہ ہوشیار گمار ہے دوسرا کم مگر یہ دوسرا وقف کے کام کو پہلے کی بہ نسبت زیادہ بجا لاتا ہو تو اسی کو متولی کیا جائے جب کہ اس کی طرف سے خیانت کا اندیشہ نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... واقف نے اپنے ہی کو متولی کر رکھا ہے تو اس میں بھی ان صفات کا ہونا ضروری ہے جو دوسرے متولی میں ضروری ہے۔ یعنی جن وجوہ سے متولی کو معزول کر دیا جاتا ہے اگر وہ وجوہ خود اس میں پائی جائیں تو اسے بھی معزول کر دیا جائے ضروری ہوگا اس بات کا خیال ہرگز نہیں کیا جائے گا کہ یہ تو خود ہی واقف ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... متولی اگر امین نہ ہو خیانت کرتا ہو یا کام کرنے سے عاجز ہے یا علانیہ شراب پیتا ہو یا کھلا کھلا کوئی دوسرا فسق علانیہ کرتا ہو یا ایسے کیمیا نے کی دعوت ہو تو اس کو معزول کر دیا واجب ہے کہ اگر قاضی نے اس کو معزول نہ کیا تو قاضی بھی گنہگار ہے اور جس میں یہ صفات پائے جاتے ہوں اس کو متولی بنانا بھی گناہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۹..... واقف نے اپنے ہی کو متولی کیا ہے اور وقف نامہ میں شرط لکھ دی ہے کہ مجھے اس کی تولیت سے جدا نہیں کیا جا سکتا یا مجھے قاضی یا بادشاہ اسلام بھی معزول نہیں کر سکتے اس شرط کی پابندی نہیں کی جا سکتی۔ اگر خیانت وغیرہ وہ امور ظاہر ہوئے جن سے متولی معزول کر دیا جانا ہے تو یہ بھی معزول کر دیا جائے گا یونہی واقف نے دوسرے کو متولی کیا ہے اور یہ شرط کر دی ہے کہ اسے معزول نہیں کر سکتا تو یہ شرط بھی باطل ہے۔

یونہی ایک شخص نے دوسرے کو وصی کیا ہے اور شرط کر دی ہے کہ وصی یہی رہے گا اگر چہ خیانت کرے تو اس وصی کو خیانت ظاہر ہونے پر معزول کر دیا جائے گا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... واقف نے جس کو متولی کیا ہے وہ جب تک خیانت نہ کرے قاضی معزول نہیں کر سکتا اور بلا وجہ معزول کر کے قاضی نے دوسرے کو اس کی جگہ متولی کر دیا تو دوسرا متولی نہیں ہوگا کہ وہ بلا وجہ مستور متولی ہے اور قاضی نے متولی مقرر کیا ہو تو بغیر خیانت بھی اسے معزول کیا جا سکتا ہے۔ قاضی نے متولی کو معزول کر دیا پھر قاضی کا انتقال ہو گیا یا معزول کر دیا گیا، اس کی جگہ پر دوسرا قاضی ہوا اب متولی اس کے پاس درخواست کرتا ہے کہ مجھے بلا قصور بحال کر دیا گیا ہے تو قاضی ثانی نقدا اس کے کہنے پر عمل کر کے متولی نہ کر دے بلکہ اس سے کہہ دے کہ تم ثابت کرو کہ اس کام کے اہل ہو اور کام کو بھی طرح انجام دے سکتے ہو اگر وہ ایسا ثابت کر دے تو دوسرا قاضی اسے پھر متولی بنا سکتا ہے۔ واقف کو اختیار ہے کہ متولی کو مطلقاً برطرف کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... واقف کو اختیار ہے کہ متولی کو معزول کر کے دوسرا متولی مقرر کر دے یا خود اپنے آپ متولی بن جائے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۲..... واقف نے کسی کو متولی نہیں کیا ہے اور قاضی نے مقرر کر دیا تو واقف اب اس کو برطرف نہیں کر سکتا۔ اور متولی موجود ہے خواہ واقف نے اسے مقرر کیا یا قاضی نے تو بلا وجہ قاضی بھی دوسرا متولی نہیں مقرر کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... واقف نامہ میں تولیت کے متعلق کچھ مذکور نہیں تو تولیت کا حق واقف کو ہے۔ خود بھی متولی ہو سکتا ہے۔ اور دوسرے کو بھی کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک وقف کے متعلق دو واقف نامے ملے ایک شخص کو متولی بنایا لکھا ہے اور دوسرے میں دوسرے شخص کو۔ اگر دونوں کی تاریخیں بھی آگے پیچھے ہیں جب بھی یہ دونوں اس وقف کے متولی ہیں شرکت میں کام کریں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... واقف نے کسی کو متولی نہیں کیا اور مرتے وقت کسی کو بھی کیا تو یہی شخص وصی بھی ہے اور اوقاف کا نگران بھی۔ اور اگر خاص وقف کے متعلق اسے وصی کیا ہے تو علاوہ وقف کے دوسری چیزوں میں بھی وہ وصی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... دو زمینیں وقف کیں اور ہر ایک کا متولی علیحدہ علیحدہ دو شخصوں کو کیا تو الگ الگ متولی ہیں آپس میں شریک نہیں اور اگر ایک شخص کو متولی بنایا اس کے بعد دوسرے کو وصی کیا یا تو یہ وصی بھی تولیت میں متولی کا شریک ہے۔ ہاں اگر واقف نے یہ کہا ہے کہ اس کو میں نے اپنے اوقاف کا متولی بنایا ہے اور اس کو اپنے ترکات اور دیگر امور کا بھی کیا ہے تو ہر ایک اپنے اپنے کام میں منفرد ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... واقف نے اپنی زندگی میں کسی کو اوقاف کے کام پر دکر دیئے ہیں تو اس کی زندگی تک ہی متولی رہے گا مرنے کے بعد متولی نہیں۔ ہاں اگر یہ کہہ دیا ہے کہ میری زندگی میں اور مرنے کے بعد کے لئے بھی میں نے تجھ کو متولی کیا تو واقف کے مرنے پر اس کی ولایت ختم نہیں ہوئی۔ قاضی نے کسی کو متولی بنایا پھر اسکے بعد قاضی مر گیا یا معزول ہو گیا تو اس کی وجہ سے متولی پر کچھ اثر نہیں پڑے گا وہ مستور متولی رہے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... دو شخصوں کو متولی کیا تو ان میں تنہا ایک شخص وقف میں کوئی تصرف نہیں کر سکتا۔ جتنے کام ہوں گے دونوں کی مجموعی رائے سے انجام پائیں گے اور ان میں سے اگر ایک نے کوئی کام کر لیا اور دوسرے نے اسے جائز کر دیا یا ایک نے دوسرے کو وکیل کر دیا اور اس نے اس کام کو انجام دیا تو جائز ہے کہ دونوں کی شرکت ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... ایک وقف کے دو وصی تھے ان میں ایک نے مرتے وقت ایک جماعت کو وصی کیا تو یہ جماعت اس وصی کے قائم مقام ہوئی اور اگر اس نے مرتے وقت دوسرے وصی کو بھی کیا تو اب تنہا یہی پورے وقف پر متصرف ہوگا۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... واقف نے ایک شخص کو بھی کر دیا ہے اور یہ شرط کر دی ہے کہ وصی کو بھی کرنے کا اختیار نہیں تو یہ شرط لغو ہے اس وصی

کے بعد قاضی اپنی رائے سے کسی کو متولی مقرر کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... واقف نے یہ شرط کی کہ اس کا متولی عبداللہ ہوگا اور عبداللہ کے بعد زید ہوگا مگر عبداللہ نے اپنے بعد کے لئے علاوہ زید کے دوسرے کو منتخب کیا تو زید ہی متولی ہوگا وہ نہ ہوگا جس کو عبداللہ نے منتخب کیا۔ یونہی اگر واقف نے یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں جو زیادہ بوشیار ہو وہ متولی ہوگا مگر کسی متولی نے اپنے بعد اپنے داماد کو متولی کیا جو واقف کی اولاد میں نہیں تو یہ متولی نہیں ہوگا بلکہ واقف کی اولاد میں جو مستحق ہے وہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... دو شخصوں کو واقف نے متولی کیا یہاں تک کہ ایک نے قبول کیا اور دوسرے نے تولیت سے انکار کر دیا تو قاضی اپنی رائے سے اس انکار کرنے والے کی جگہ کسی کو مقرر کرے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس نے قبول کیا قاضی اس کو تمام اموال اختیارات دے دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... ایک شخص کو وصیت کی کہ اتنی جائیداد فلاں کام کے لئے وقف کر دینا تو یہی شخص اس وقف کا متولی بھی ہوگا۔ اور اگر ایک شخص کو وقف کا متولی بنایا پھر ایک دوسرا وقف کیا جس کیلئے کسی کو متولی نہیں کیا ہے تو پہلا متولی اس دوسرے وقف کا متولی نہیں مگر جب کہ اس شخص کو وہی کر دیا ہو تو دوسرے وقف کا بھی متولی ہے۔ (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲۴..... واقف نے اپنی اولاد میں سے دو کے لئے تولیت رکھی ہے اور اس کی اولاد میں ایک مرد ہے اور ایک عورت تو یہی دونوں متولی ہوں گے اور اگر واقف نے یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں سے دو مرد متولی ہوں گے تو عورت متولی نہیں ہو سکتی۔ (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲۵..... متولی مر گیا اور واقف زندہ ہے تو دوسرا متولی خود واقف ہی مقرر کرے گا اور واقف بھی مر چکا ہے تو اس کا وصی مقرر کرے گا اور وصی بھی نہ ہو تو اب قاضی کا کام ہے یا اپنی رائے سے مقرر کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... واقف کے خاندان والے نہ موجود ہوں اور اہلیت بھی رکھتے ہوں تو انہیں کو متولی کیا جائے اور اگر یہ لوگ نااہل تھے اور دوسرے کو متولی کر دیا گیا، اس کے بعد ان میں کوئی تولیت کے لائق ہو گیا تو اس کی طرف تولیت منتقل ہو جائے گی اور اگر خاندان والے اس خدمت کو مفت نہیں کرنا چاہتے اور غیر شخص مفت کرنے کو تیار ہے تو قاضی وہ کرے جو واقف کے لئے بہتر ہو۔ (عالمگیری)

یہ اس صورت میں کہ واقف نے اپنے خاندان کے لئے تولیت مخصوص نہ کی ہو اور اگر مخصوص کر دی تو دوسرے کو متولی نہیں بنا سکتے مگر اس صورت میں کہ خاندان والوں میں کوئی امین نہ ملتا ہوں۔

مسئلہ نمبر ۲۷..... متولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ مرتے وقت دوسرے کے لئے تولیت کی وصیت کر جائے اور یہ دوسرا اس کے بعد متولی ہوگا مگر متولی کو جو وظیفہ ملتا تھا وہ اس کو نہیں ملے گا۔ اس کے لئے یہ ضرور ہے کہ قاضی کے پاس درخواست کرے۔ قاضی اس کے کام کے لحاظ سے وظیفہ مقرر کرے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ پہلے متولی کو جو کچھ ملتا تھا وہی اس کو بھی ملے۔ ہاں اگر واقف نے زیرِ متولی کے لئے ایک رقم تخصیص کر رکھی ہے تو اب قاضی کے پاس درخواست دینے کی ضرورت نہیں بلکہ متولی سابق کی وصیت ہی کی بنا پر یہ متولی ہوگا اور واقف کی شرط کی بنا پر حق تولیت پائے گا اور قاضی نے کسی کو متولی بنایا تو اس کو حق تولیت اس قدر نہیں ملے گا جو واقف کے مقرر کردہ متولی کو ملتا تھا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲۸..... متولی اپنی حیات و صحت میں دوسرے کو اپنا قائم مقام کرنا چاہتا ہے یہ جائز نہیں مگر جب کہ عموماً تمام اختیارات سے سپرد ہوں تو یہ کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... چند اشخاص معلوم پر ایک جائیداد وقف ہے تو خود یہ لوگ اپنی رائے سے کسی کو متولی مقرر کر سکتے ہیں قاضی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... متولی مسجد کا انتقال ہو گیا، اہل محلہ نے اپنی رائے سے بغیر اجازت قاضی کسی کو متولی مقرر کر دیا تو اصح یہ ہے کہ یہ شخص

متولی نہیں کر متولی مقرر کرنا قاضی کا کام ہے مگر اس متولی نے وقف کی آمدنی اگر تعمیرات میں صرف کی ہے تو ضامن نہیں جب کہ قاضی جائیداد کو کرایہ پر دیا ہو اور کرایہ وصول کر کے خرچ کیا ہو۔ اور فتح القدیر میں فرمایا بہر حال دینا پڑے گا کہ مفتی یہ ہے کہ وقف کو غصب کرکے اس سے جو کچھ اجرت حاصل کرے گا اس کا تاوان دینا پڑتا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم سلطنت اسلام کے لئے ہے جہاں قاضی ہوتے ہیں اور وہ ان امور کو انجام دیتے ہیں اور چونکہ اس وقت ہندوستان (اب پاکستان بھی اس میں شامل ہے) میں نہ تو قاضی ہے نہ اسلامی سلطنت ایسی حالت میں اہل محلہ کا متولی مقرر کرنا صحیح نہ ہوتو واقف بغیر متولی رہ کر ضائع ہو جائیں گے۔ لہٰذا یہاں کی ضرورتوں کا خیال کرتے ہوئے دوسرے قول پر جس کو فیہ اصح کہا جاتا ہے فتویٰ دینا چاہئے یعنی اہل محلہ کا متولی مقرر کرنا جائز ہے اور جسے یہ لوگ مقرر کریں گے وہ جائز متولی ہوگا اور اس کے تصرفات مثلاً کرایہ وغیرہ پر دینا وغیرہ ان کو ضروریات میں صرف کرنا سب جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۳۱..... ایک وقف کے دو متولی ہو گئے اس طرح کہ ایک شہر کے قاضی نے ایک کو متولی مقرر کیا اور دوسرے شہر کے قاضی نے دوسرے شخص کو متولی کیا تو ایسے دو متولیوں کو یہ شرط کی نہیں کہ اتفاق رائے سے تصرف کریں۔ بلکہ ایک متولی تنہا بھی تصرف کر سکتا ہے اور ایک قاضی کے مقرر کردہ متولی کو دوسرا قاضی معزول بھی کر سکتا ہے جب کہ اسی میں مصلحت ہو۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۲..... واقف کے کسی جز کو شرط یا زمان کر دینا خیانت ہے ایسے متولی کو معزول کر دیا جائے گا مگر وہ ٹوٹا پھوٹا کو معزول نہیں کر سکتا بلکہ واقف یا قاضی اسے معزول کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... قاضی کے حکم سے متولی مال وقف کو اپنے مال میں ملا سکتا ہے اور اس صورت میں اس پر تاوان نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... متولی نے وقف کی کوئی چیز کرایہ پر دی اس کے بعد وہ متولی معزول ہو گیا اور دوسرا اس کی جگہ مقرر ہوا تو کرایہ دوسرا شخص وصول کرے گا پہلے کو اب حق نہ رہا۔ اور اگر متولی نے وقف کے مال سے کوئی مکان خرید کر اس کا بیع کر ڈالا تو یہ متولی مشتری سے اس بیع کا انکار کر سکتا ہے جب کہ واجبی قیمت سے زیادہ پر نہ بیچا ہو۔ اور اگر اس کو معزول کر کے دوسرا متولی مقرر کیا گیا تو یہ دوسرا بھی اس بیع کا انکار کر سکتا ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۵..... وقفی زمین میں درخت ہیں اور ان کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے کہ یہ پرانے ہو گئے تو متولی کو چاہئے کہ نئے پودے نصب کرتا رہے تاکہ باغ باقی رہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۶..... واقف نے متولی کے لئے حق تولیت جو کچھ مقرر کیا ہے اگر بطور خدمت وہ کم مقدار ہے تو قاضی اجرت مثل تک اضافہ کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۷..... دیہاتوں میں مذارعہ و مساقات وغیرہ دہقان کے علاوہ کچھ اور مقرر ہوتے ہیں ان میں جو چیزیں عرف کے لحاظ سے متولی کے لئے ہوں۔ مثلاً جانور باندھنے کی جگہ یا کھاد جو اس میں جاتی ہے تو ان کو کچھ ملتا ہے اور مالک کے حکم میں یہ بات ہوتی ہے مگر اس پر بازپرس نہیں کرتا تو ایسی رقمیں وغیرہ متولی کو پیش کی اور اگر وہ چیزیں بطور رشوت دی گئی ہیں تاکہ دینے والوں کے ساتھ رعایت کرے مثلاً عرفی مٹھے وغیرہ تو اس کا لینا ناجائز اور لیا ہوا تو واپس کرے اور اگر وہ آمدنی اس قسم کی ہے کہ اس کو لا کر گویا وقف کے محاصل پورے ہوتے ہیں مثلاً وقف کی زمین زیادہ حیثیت کی ہے اور کاشتکار دہقان کے نام سے زیادہ دینا نہیں چاہتا مگر مذارعہ وغیرہ کسی اور نام سے وہ رقم پوری کر دیتا ہے تو ایسی آمدنی کو وقف کی آمدنی قرار دینا چاہئے اور محاصل وقف میں سے شمار کیا جائے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۸..... متولی نے اپنی اولاد یا اپنے باپ دادا کے ہاتھ وقف کی کوئی چیز بیچ کی یا ان کو نوکر رکھا یا اجرت پر ان سے کام کروایا یہ سب جائز ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۹.....واقف نے اگر متولی کے لئے یہ اجازت دے دی ہے کہ خود بھی وقف کی آمدنی سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست احباب کو بھی کھلا سکتا ہے تو متولی اس شرط کے ساتھ جب احباب کو کھلا سکتا ہے جب زیادہ نہیں۔ (خلاصہ)

مسئلہ نمبر ۴۰.....قاضی نے متولی کے لئے مثلاً دس روپے مقرر کئے ہیں تو آمدنی سے دس فی صد لے گا یہ نہیں کہ جملہ مصارف کے بعد فی صد دس روپے لے۔ (خلاصہ)

مسئلہ نمبر ۴۱.....متولی کو اختیار ہے کہ زمین وقف کو آباد کر کے بٹائی پر آباد کرائے یا بلا بٹائی، اس لئے کہ جب تک مزارعین نہیں ہوں گے زمین نہیں اٹھے گی اور آمدنی نہیں ہوگی لہٰذا اگر ضرورت ہو تو گاؤں آباد کر سکتا ہے۔ یونہی اگر وقفی زمین شہر سے متصل ہو اور یہ چاہتا ہے کہ مکانات بنوانے میں آمدنی زیادہ ہوگی اور کھیت رکھنے میں آمدنی کم ہوتو مکانات بنوا کر کرایہ پر دے سکتا ہے اور اگر مکانات میں بھی اتنا ہی نفع ہو جتنا کھیت رکھنے میں ہے تو مکان بنوانے کی اجازت نہیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۴۲.....شور زمین کو درست کرانے کے لئے وقف کا روپیہ خرچ کر سکتا ہے۔ مسافر خانہ کی کوئی آمدنی نہیں ہے اور اس میں ملازم رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ صفائی رکھے اور اس کے کمروں کو کھولے اور بند کرے تو اس کے کسی حصہ کو کرایہ پر دے کر اس کی آمدنی سے ملازم کی تنخواہ دے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۳.....وقفی عمارت جنگ لگی ہے جس سے پڑوس والوں کو اپنی عمارت کے خراب ہونے کا ڈر ہے وہ لوگ متولی سے درست کرانے کو کہتے ہیں مگر متولی درست نہیں کراتا، انکار کرتا ہے اور وقف کا روپیہ موجود ہے تو متولی کو درست کرانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اور اگر وقف کا روپیہ نہیں ہے تو قاضی کے پاس درخواست کریں قاضی حکم دے گا کہ قرض لے کر اسے ٹھیک کرائے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۴۴.....وقفی زمین میں متولی نے مکان بنانا چاہا ہے وقف کے روپے سے بنایا اپنے روپے سے بنایا اگر وقف کے لئے بنایا کچھ نیت نہیں کی ان صورتوں میں وہ وقف کا مکان ہے اور اگر اپنے روپے سے بنایا اور اپنے ہی لئے بنایا اور اس پر گواہ بھی کرایا تو خود اس کا ہے اور دوسرا شخص بنائے اور کچھ نیت نہ کرے جب بھی اسی کا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵.....متولی نے وقف کی مرمت وغیرہ میں اپنا ذاتی روپیہ صرف کر دیا اور یہ شرط کر لی تھی کہ وہ واپس لے لوں گا تو واپس لے سکتا ہے اور اگر وقف کا روپیہ اپنے کام میں صرف کر دیا پھر قاضی اپنے پاس سے وقف میں خرچ کر دیا تو کہہ سکتا ہے کہ میں نے دیا ہی نہ تھا۔ (عالمگیری، فتح القدیر) مگر ایسا کرنا جائز نہیں۔ اور اگر وقف کے روپیہ اپنے روپے میں ملا دیئے تو کل کا تاوان دے۔

مسئلہ نمبر ۴۶.....متولی یا مالک نے کرایہ دار کو عمارت کی اجازت دے دی اس نے اجازت سے تعمیر کرائی تو جو کچھ خرچ ہوگا کرایہ دار متولی یا مالک سے لے گا جب کہ اس عمارت کا بیشتر نفع مالک کو پہنچتا ہو اور اس نیت سے۔ مکان کو نقصان نہ پہنچے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷.....وقف خراب ہو رہا ہے متولی یہ چاہتا ہے کہ اس کا ایک جز بیچ کر کے اس سے باقی کی مرمت کرائے تو اس کو اختیار نہیں اور اگر وقفی۔ مکان کا ایک ایسا حصہ بیچ دیا جو منہدم نہ تھا اور مشتری اسے منہدم کرائے گا یا درخت تازہ بیچ دیا تو یہ بیع باطل ہے۔ پھر اگر مشتری نے مکان گرا دیا یا درخت کٹوا دیا تو قاضی ایسے متولی کو معزول کر کے خائن۔ ہے اور مکان یا درخت کا تاوان لے اور اختیار ہے کہ بائع سے تاوان لے یا مشتری سے اگر بائع سے تاوان لیا بیع فاسد ہو جائے گی اور مشتری سے لیا تو باطل رہے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۸.....وقف کے پھل اور درختوں کو بیچنا جائز نہیں اور کاٹنے کے بعد بیچ سکتا ہے۔ بیچنے والے درخت ہوں تو انہیں کاٹنے سے پہلے بھی بیچ سکتے ہیں اور یہ بیچنا فرنیچر وغیرہ جو کاٹنے سے پھر نکل آتے ہیں نہیں تو بیچنا بھی چاہئے کہ یہ خود آمدنی وقف میں داخل ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۹.....واقف نے متولی کے لئے حق تولیت رکھا ہے تو تولیت کی خدمت انجام دینے پر وہ مختار ہے گا اور متولی کو دوسرا کام

کرنے ہوں گے جو متولی کیا کرتے ہیں۔ مثلاً جائیداد کو اجارہ پر دینا وقف میں کچھ کام کرانے کی ضرورت ہے تو اسے کرانا۔ محاصل وصول کرنا' مستحقین پر تقسیم کرانا وغیرہ' متولی کو یہ پوری ہوگا کہ امورِ ولایت میں بالکل کنارہ کش رہے اور جو کام عادۃً متولی کے ذمہ نہیں ہوتے بلکہ مزدوروں سے متولی کام لیا کرتے ہیں ایسے کام کا مطالبہ متولی سے نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے خود کیوں نہیں کی۔ بلکہ اگر عورت متولی ہے تو وہی کام کرے گی جو عورتیں کیا کرتی ہیں۔ مردوں کے کام کا بار اس پر نہیں ڈالا جا سکتا۔

مسئلہ نمبر ۵۰..... متولی نے اگر مزدوروں کے ساتھ وہ کام کیا جو مزدور کرتے ہیں اور اس کے فرائض میں یہ کام نہ تھا تو اس کی اجرت متولی نہیں لے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... متولی یا واقف نے دعویٰ کیا کہ یہ کچھ کام نہیں کرتا اور واقف نے حق تولیت اس کے لئے کچھ رکھا وہ کام کے مقابلہ میں ہے لہٰذا اس کو نہیں ملنا چاہئے تو حاکم متولی پر ایسے کام کا بار نہیں ڈالے گا جو متولی نہ کرتے ہوں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۲..... متولی اگر اندھا ہو' یا گونگا ہو گیا' اگر اس کا اہل ہے کہ لوگوں سے کام لے سکتا ہے تو حق تولیت ملے گا اور نہیں۔ متولی پر کسی نے طعن کیا کہ مثلاً خائن ہے تو محض لوگوں کے کہہ دینے سے اس کا حق تولیت باطل نہیں ہوگا اور نہ اسے تولیت سے جدا کیا جائے گا بلکہ واقعہ میں خیانت ثابت ہو جائے تو یہ طرف کیا جائے گا اور حق بھی بند ہو جائے گا اور اگر پھر اس کی حالت درست و قابل اطمینان ہو جائے تو پھر اسے متولی کر دیا جائے اور حق تولیت بھی دیا جائے۔

مسئلہ نمبر ۵۳..... اگر قاضی اس کو مناسب جانتا ہے کہ متولی کے ساتھ ایک دوسرا شخص شامل کر دے کہ دونوں مل کر کام کریں تو شامل کر سکتا ہے اور حق تولیت میں سے کچھ اسے بھی دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ اور اگر حق تولیت کم ہے کہ دوسرے کو اس میں سے دینے سے پہلے کے لئے بہت کمی ہو جائے گی تو دوسرے کو تولیت کی آمدنی سے بھی دے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۴..... دوسرے شخص کو اس وجہ سے شامل کیا کہ متولی کی نسبت کچھ خیانت کا شبہ تھا تو تنہا متولی کو تصرف کرنے کا حق نہ رہا اور اگر یہ نہیں تو متولی تنہا تصرف کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... واقف نے متولی کے لئے اجرِ مثل سے زیادہ مقرر کیا تو حرج نہیں۔ قاضی وغیرہ کو کوئی دوسرا شخص اجرِ مثل سے زیادہ نہیں مقرر کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۶..... واقف نے کام کرنے والے کے لئے کچھ مال مقرر کیا ہے تو اسے یہ جائز نہیں کہ خود کام نہ کرے اور دوسرے کو اپنی جگہ مقرر کر کے وہ رقم بھی اس کے لئے کر دے۔ ہاں اگر واقف نے خود اسے ایسا کرنے کا اختیار دیا ہے تو ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۷..... متولی وقف کے کام کے لئے ملازم نوکر کو سکتا ہے اور ان کی تنخواہ دے سکتا ہے اور ان کو موقوف کر کے ان کی جگہ دوسرے رکھ سکتا ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۵۸..... متولی کو جنون مطبق ہو گیا یعنی ایک سال جنون گزر گیا تو تولیت سے علیحدہ کر دیا جائے اور اگر یہ شخص اچھا ہو گیا اور کام کے لائق ہو گیا تو اسے تولیت پر مامور کیا جا سکتا ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۵۹..... واقف نے ایک شخص کو متولی کیا اور یہ شرط کر دی کہ اگر یہ قاضی اسے معزول کر دے مگر جو وظیفہ میں نے اس کے لئے مقرر کیا ہے معزولی کے بعد بھی اسے دیا جائے گا اور اس کی اولاد کے بعد اس کی اولاد کے لئے نسلاً بعد نسل جاری رہے یہ شرط صحیح ہے اور اسی کے موافق عمل ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۰..... وقف کرنے کے بعد مر گیا قاضی نے اوقاف ایک شخص کے سپرد کر دیئے اور آمدنی کا دسواں حصہ اس کارندہ کے

لئے مقرر کیا وہ اوقاف میں ایک پن چکی ہے جو بالفعل ایک شخص کے کرایہ میں ہے اس کے لئے کارندہ کی ضرورت نہیں۔ وہ وقف سے لے لے تو وہی اس کا کرایہ وصول کر لیتے ہیں تو چکی کی آمدنی کا دسواں حصہ کارندہ کو نہیں ملے گا۔ (غالبہ)

مسئلہ نمبر ۶۱.....متولی نے مدتوں تک کام ہی نہیں کیا اور قاضی کو اطلاع بھی نہیں دی کہ اسے معزول کر کے دوسرے کو متولی کرتا پھر بھی وہ متولی ہے بغیر معزول کئے معزول نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

اوقاف کے اجارہ کا بیان

مسئلہ نمبر ۱.....متولی نے وقفی۔ مکان یا زمین کو اجارہ پر دیا پھر مر گیا تو اجارہ بدستور باقی رہے گا۔ یونہی واقف نے کرایہ پر دیا ہو پھر مر گیا جب بھی یہی حکم ہے جو متولی ہے وقف کی آمدنی بھی خود اسی پر صرف ہوتی۔ اس نے وقف کو اجارہ پر دیا اور مدت اجارہ پوری ہونے سے پہلے فوت ہو گیا جب بھی اجارہ نہیں ٹوٹے گا۔ یونہی اگر قاضی نے۔ کلمات موقوفہ کو کرایہ پر دے دیا ہے اس کے بعد معزول ہو گیا تو اجارہ باقی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....کرایہ دار سے پیشگی کرایہ لے کر مستحقین پر تقسیم کر دیا گیا پھر مدت اجارہ پوری ہونے سے پہلے ان میں سے کوئی مر گیا تو تقسیم تو ٹوٹی نہیں جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....وقف کا مال کاشتکار نے کھایا متولی نے اس کے کچھ کم یا سلع کی اگر کاشتکار فقیر ہے تو صلح جائز ہے اور فقیر ہے تو جائز ہے جب کہ وہ وقف فقراء پر ہو اور اگر وقف کے مستحق مخصوص لوگ ہوں تو اگر چہ کاشتکار فقیر ہو کم پر مصالحت جائز نہیں۔ یونہی اس صورت میں وقفی زمین یا مکان کو کم کرایہ پر فقیر کو دینا جائز ہے اور فقراء پر وقف ہو تو جائز ہے۔ (غالبہ بحر الرائق)

مسئلہ نمبر ۴.....وقفی۔ مکان کو تین سال کے لئے سو روپیہ سال کرایہ پر دیا اور تین شخص اس وقف کی آمدنی کے حق دار ہیں ایک سال گزرنے پایا تھا میں سے ایک فوت ہو گیا پھر ایک سال اور گزرنے پر دوسرا شخص مر گیا اور تیسرا باقی ہے تو پہلے سال کی رقم پہلے کے ورثاء اور دوسرے اور تیسرے شخص کے درمیان برابر تین حصہ پر تقسیم ہوئی اور دوسرے سال کی رقم دوسرے کے ورثاء اور تیسرے میں نصفا نصف تقسیم ہوئی۔ پہلی میت کے ورثاء اس میں سے نہیں پائیں گے اور تیسرے سال کی رقم صرف اس تیسرے کو ملے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....وقف کے اجارہ کی مدت طویل نہیں ہونی چاہئے۔ تین سال سے زیادہ کے لئے کرایہ پر نہ دیا جائے مگر وہاں ایک سال کے لئے کرایہ پر کوئی اجنبی نہیں زیادہ مدت کے لئے لوگ مانگتے ہیں تو متولی شرط واقف کے خلاف کر کے ایک سال سے زیادہ کے لئے نہیں دے سکتا بلکہ یہ معاملہ قاضی کے پاس پیش کرے اور قاضی سے اجازت حاصل کر کے ایک سال سے زیادہ کے لئے دے۔ اور اگر واقف نے یہیں کہا ہو کہ ایک سال سے زیادہ کے لئے نہ دیا جائے مگر جب کہ اس میں نفع ہو تو خود واقف بھی دے سکتا ہے قاضی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷.....وقاف کو اجر مثل کے ساتھ کرایہ پر دیا جائے یعنی اس حیثیت کے۔ مکان کا جو کرایہ یہاں ہو یا اس حیثیت کے کھیت کا جو لگان اس جگہ ہو اس سے کم پر دینا جائز نہیں بلکہ جس شخص کو اوقاف کی آمدنی ملتی ہے وہ خود بھی اگر چاہے کہ کرایہ یا لگان کم لے کر دے دوں تو نہیں دے سکتا۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸.....مجمی دکان وا جبی کرایہ پر کرایہ دار کو دے دی اس کے بعد دوسرا شخص آتا ہے اور زیادہ کرایہ دیتا ہے تو پہلے اجارہ کو فسخ نہیں کیا جا سکتا (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....تین سال کے لئے زمین اجارہ پر دی، ایک سال پورا ہونے پر کرایہ کا نرخ کم ہو گیا تو اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔ یونہی ایک سال بعد زیادہ لوگ اس کے خواہش مند ہوئے اور کرایہ کا نرخ بڑھ گیا جب بھی اجارہ فسخ نہیں ہو سکتا (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۰.....متولی نے چند سال کے لئے اجارہ پر زمین دی تھی اور متولی فوت ہو گیا پھر مستاجر بھی مر گیا اور اس کے ورثاء نے کاشت کی نادان لوگوں (یعنی مستاجر کے ورثاء) کو ملے گا اور ان سے زمین کا لگان نہیں لیا جائے گا کہ مستاجر کی موت سے اجارہ فسخ ہو گیا بلکہ زمین میں ان کی زراعت سے جو نقصان ہوا ہے وہ دلایا جائے گا اور یہ تمام تاوان وقف میں صرف ہوگا جن پر وقف ہے ان کو نہیں دیا جائے گا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۱.....متولی نے اجرِ مثل سے کم کرایہ پر اجارہ دیا تو لینے والے کو اجرِ مثل دینا ہوگا اور اجرت کا ذکر نہ کیا جب بھی یہی حکم ہے۔ یونہی یتیم کی جائیداد کو کم کرایہ پر دے دیا تو واجبی کرایہ دینا ہوگا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۲.....ایک شخص مثلاً آٹھ روپے کرایہ دینے کو کہتا ہے اور دوسرا اس سے زیادہ دینے والا موجود ہے تو اس کو نہ دیا جائے آٹھ والے کو دیا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳.....مجمی زمین کو متولی خود اپنے اجارہ میں نہیں لے سکتا کہ خود، کان موقوف میں ہے اور کرایہ دے یا کھیت بوئے اور لگان دے (البتہ قاضی اس کو اجارہ پر دے تو ہو سکتا ہے (غنیہ) اور اجرِ مثل سے زیادہ کرایہ پر لے تو ہو سکتا ہے۔ یونہی اپنے باپ یا بیٹے کو بھی کرایہ پر نہیں دے سکتا مگر جب کہ یہ نسبت دوسروں کے ان سے زیادہ کرایہ لے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴.....مجمی زمین کرایہ پر لے کر کسی نے اس میں، کان بنایا اور اب زمین کا کرایہ پہلے سے زیادہ ہو گیا تو اگر مالک، کان زیادہ کرایہ دینے کیلئے تیار ہے تو زمین اسی کے کرایہ میں رہے گی دوسرے اس سے کنواں اپنا ملک اٹھا لے اور زمین کو خالی کر دے۔ (عالمگیری)

اور اگر اجارہ کی مدت پوری ہو چکی ہے تو اختیار ہے چاہے اسی کو زیادہ کرایہ لے کر دیدے یا دوسرے کو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵.....کان موقوف کو عاریت دینا بغیر کرایہ کسی کو رہنے کے لئے دے دینا جائز ہے اور رہنے والے کو کرایہ دینا پڑے گا۔ یونہی جو شخص متولی کی بغیر اجازت رہنے لگا اسے بھی جو کرایہ ہوا چاہیے دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶.....کان موقوف کو متولی نے بیچ کر دیا بلکہ یہ متولی معزول ہو گیا اور دوسرا اس کی جگہ پر متولی ہوا اس نے مشتری پر دعویٰ کیا اور قاضی نے بیع باطل ہونے کا حکم دیا تو مشتری کو اتنے دنوں کا کرایہ بھی دینا ہوگا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۷.....روپے اشرفی یعنی ثمن کے علاوہ مثلاً اسباب کے بدلے میں اجارہ کیا تو جائز ہے اور اس وقت اس سامان کو بیچ کر وقف کی آمدنی میں داخل کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ مجمی زمین کو خود متولی بھی وقف کی طرف سے کاشت کر سکتا ہے اور اس صورت میں مزدوروں کی اجرت وغیرہ وقف سے ادا کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸.....مجمی، کان کرایہ پر دیا اور نشست و برخاست وغیرہ کرایہ دار کے ذمہ رکھی تو اجارہ باطل ہے۔ ہاں اگر مرمت کے لئے کوئی رقم معین کر دی کہ اتنے روپے مرمت میں صرف کرنا تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹.....فقیروں پر ایک، کان وقف ہے کہ اس کی آمدنی فقراء کو دی جائے گی اس، کان کو ایک فقیر نے کرایہ پر لیا تو کرایہ چونکہ فقیر ہی کو دیا جانا ہے لہٰذا جتنا اس کو دینا ہے اتنا کرایہ چھوڑ دینا جائز ہے۔ (عالمگیری)

WWW.NAFSEISLAM.COM

مسئلہ نمبر ۲۰..... جس شخص پر مکان وقف ہے وہ دوسرا اس مکان کو کرایہ پر نہیں دے سکتا جبکہ یہ متولی نہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مکان یا کھیت کو کم پر دے دیا تو یہ کمی مستاجر سے پوری کرائی جائے گی متولی سے وصول نہ کریں گے مگر متولی سے یہ اور غفلت کی بنا پر ایسا ہوا تو درگزر کریں گے اور قصداً ایسا کیا تو خیانت ہے معزول کر دیا جائے گا۔ بلکہ خود واقف نے قصداً کم پر دیا ہے تو اس کے ہاتھ سے بھی وقف کو نکال لیں گے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... وقفی زمین اگر عشری ہے تو عشر کاشتکار پر ہے اور خراجی ہے تو خراج واقف کی آمدنی سے دیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۲۳..... وقف پر کچھ خرچ کرنے کی ضرورت پیش آئی اور آمدنی کا روپیہ موجود نہیں ہے تو قاضی سے اجازت لے کر قرض لیا جا سکتا ہے۔ بطور خود متولی کو قرض لینے کا اختیار نہیں۔ یونہی خراج کا روپیہ دینا ہے تو اس کے لئے بھی بااجازت قاضی قرض لیا جائے گا یعنی جبکہ اس سال آمدنی نہ ہوئی اور اگر آمدنی ہوئی مگر متولی نے مستحقین پر تقسیم کر دی خراج کے لئے نہیں رکھی تو خراج کی قدر متولی کو ادا دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... وقف کی طرف سے زراعت کرنے کے لئے حکم وغیرہ کی ضرورت ہے اور روپیہ خرچ کرنے کے لئے موجود نہیں ہے تو قاضی سے اجازت لے کر اس کے لئے قرض بھی لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... وقفی مکان کے متصل دوسرا مکان ہے بیچ میں ایک دیوار ہے جو دوسرے مکان والے کی ہے وہ دیوار گر گئی اور مالک مکان نے فضولی محرر شرع کی حد میں اتنی تو متولی اس دیوار کو تڑوا دے گا اور متولی یہ چاہے کہ اسے قیمت دے کر دیوار وقف کی کر لے یہ جائز نہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۶..... وقف کی زمین میں درخت تھے بیچ ڈالے گئے اور بنوا نہ کا نہیں گئے کہ خریدار کو وہی زمین اجارہ میں دی گئی۔ اگر درخت جڑ سمیت بیچے گئے تھے تو زمین کا اجارہ جائز ہے اور اگر زمین کے اوپر اوپر سے بیچے گئے تو اجارہ جائز نہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... گاؤں وقف ہے اور وہاں کے کاشتکار بٹائی پر کھیت بویا کرتے ہیں۔ اس گاؤں میں قاضی کی طرف سے کوئی حاکم آیا جس نے کسی کو لگان پر کھیت دے دیا فصل تیار ہونے پر متولی آیا اور حسب دستور بٹائی کرانا چاہتا ہے مگان کے روپے نہیں لیتا جو متولی چاہتا ہے وہی ہوگا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۸..... وقفی زمین کسی نے غصب کر لی اور غاصب نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا ہے اگر یہ زیادت مال متقوم نہ ہو مثلاً زمین کو جوت کر ٹھیک کیا ہے یا اس میں نہر کھدوائی ہے یا کھیت میں کھاد ڈلوائی جو مٹی میں مل گئی تو غاصب سے زمین واپس لی جائے گی اور ان چیزوں کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا اور اگر وہ زیادت مال متقوم ہے مثلاً۔ مکان بنایا ہے یا پیڑ لگائے ہیں تو اگر مکان یا درخت کے کاٹنے سے زمین خراب نہ ہو تو غاصب سے کہا جائے گا اپنا عمل اٹھا لے یا پیڑ اکھاڑ لے اور زمین خالی کر کے واپس کر دے۔ اور اگر۔ مکان یا درخت جدا کرنے میں زمین خراب ہو جائے گی تو اکھڑے ہوئے درخت یا ٹوٹے ہوئے عمل کی قیمت غاصب کو دی جائے گی اور غاصب کو یہ بھی اختیار ہے کہ زمین کے اوپر سے درخت کو اس طرح کاٹ لے کہ زمین کو نقصان نہ پہنچے۔ (غنیہ)

WWW.NAFSEISLAM.COM

دعویٰ اور شہادت کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... مکان یا زمین بیع کر دی اب کہتا ہے اس کی میں نے وقف کر دیا تھا اس بیان پر اگر گواہ نہیں پیش کرتا ہے اور مدعا علیہ سے حلف لینا چاہتا ہے تو اس کی بات نہیں مانیں گے اور حلف نہ دیں گے اور گواہ سے وقف ہونا ثابت کر دے تو گواہ مقبول ہیں اور بیع باطل۔ (عالمگیری) اور مشتری سے اتنے دنوں کا کرایہ لیا جائے گا جب تک اس کا قبضہ تھا اور مشتری ثمن کے وصول کرنے کے لئے اس جائیداد کو اپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....وقف کے متعلق یہ دعویٰ کے بھی شہادت قبول کرلی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے باوجود مدعی کے کلام متناقض ہونے کے وقف میں شہادت قبول ہو جاتی ہے کہ تناقض سے دعویٰ ہٹا نہ رہا اور شہادت غیر دعویٰ ہوئی۔ (بہار)

مسئلہ نمبر ۳.....اصل وقف میں اگر چہ بغیر دعویٰ بھی شہادت قبول ہوتی ہے مگر کسی شخص کا کسی وقف کے متعلق حق ثابت ہونے کے لئے دعویٰ شرط ہے بغیر دعویٰ گواہی کوئی چیز نہیں مثلاً ایک شخص کسی وقف کی آمدنی کا حق دار ہے اور گواہوں سے حق دار ہونا ثابت بھی ہو تو جب تک وہ خود دعویٰ نہ کرے اس کا حق فقرا کو دیں گے خود اس کو نہیں دیں گے۔ (بہار)

مسئلہ نمبر ۴.....کسی زمین کی نسبت پہلے یہ کہا تھا کہ یہ فلاں پر وقف ہے اب دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر وقف ہے تو چونکہ اس کے قول میں تناقض ہے لہٰذا دعویٰ باطل و مسموع ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....کسی جائیداد کی نسبت یہ دعویٰ کہ وقف ہے سنا نہیں جائے گا بلکہ اگر دعویٰ میں یہ بھی ہو کہ میں اس کی آمدنی کا مستحق ہوں جب بھی مسموع نہیں تاوقتیکہ دعویٰ میں یہ نہ ہو کہ میں اس کا متولی ہوں۔ دعویٰ مسموع نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ فقط اس کے دعویٰ کے بنا پر قاضی حلف نہیں دیں گے۔ ہاں اگر گواہ گواہی دیں تو گواہی مقبول ہوگی۔ (درمختار و بہار)

مسئلہ نمبر ۶.....متولی نے بائع پر دعویٰ کیا کہ جو زمین تو نے میرے ہاتھ بیچ کی ہے یہ وقف ہے تھا گواس کے بیچنے کا حق نہ تھا یہ دعویٰ مسموع نہیں بلکہ یہ دعویٰ متولی کی جانب سے ہونا چاہئے اور متولی نہ ہو تو قاضی اپنی طرف سے کسی کو متولی مقرر کرے گا جو قاعدہ کی پیروی کرے گا اور وقف ثابت ہونے پر بیع باطل ہو جائے گی اور مشتری کو ثمن واپس ملے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....قاضی نے کسی جائیداد کے متعلق وقف کا فیصلہ دیا تو صرف مدعی کے مقابل یہ فیصلہ نہیں بلکہ سب کے مقابل ہے یعنی فیصلہ دو قسم کے ہوتے ہیں بعض فیصلے صرف مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان میں ہیں دوسروں سے اس کو کوئی تعلق نہیں مثلاً ایک شخص نے دوسرے کی کسی چیز پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور قاضی نے فیصلہ دے دیا تو یہ فیصلہ سب کے مقابل میں نہیں ہے بلکہ تیسرا شخص پھر دعویٰ کر سکتا ہے اور چوتھا پھر کر سکتا ہے علیٰ ہذا القیاس۔ اور بعض فیصلے سب کے مقابل میں ہوتے ہیں کہ اب دوسرا دعویٰ ہی نہیں ہو سکتا مثلاً ایک شخص پر کسی نے دعویٰ کیا کہ میرا غلام ہے اس نے جواب دیا کہ میں آزادوں اور قاضی نے تحریت کا حکم دیا تو اب کوئی بھی اس کی عبدیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یا کسی عورت کو قاضی نے ایک شخص کی منکوحہ ہونے کا حکم دیا تو دوسرا اپنی منکوحہ ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یونہی کسی چیز کا ایک شخص سے نسبتاً ثابت ہو گیا تو دوسرا اس کے نسب کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کسی جائیداد پر ایک شخص نے اپنی ملک کا دعویٰ کیا جس کے قبضہ میں ہے اس نے جواب دیا یہ وقف ہے اور وقف ہونا ثابت کر دیا قاضی نے وقف ہونے کا حکم دیا تو اب ملک کا دوسرا دعویٰ اس پر ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ یہ فیصلہ تمام جہان کے مقابل میں ہے مگر واقف اگر حیلہ بازی کرے کہ اس وقف کے حیلہ سے دوسرے کی املاک پر قبضہ کرنا چاہتا ہو مثلاً دوسرے کی جائیداد پر قبضہ کر لیا اور تیسرے سے اپنے اوپر دعویٰ کرا دیا اور جواب یہ دیا کہ وقف ہے اور وقف کے گواہ بھی پیش کر دیئے اور قاضی نے وقف کا حکم دے دیا اگر ایسے حیلہ باز کے وقف کی قضا ویسی ہی ہوتو بے چارے اصل مالک اپنی جائیداد سے ہاتھ دھو بیٹھا کریں اور کچھ نہ کر سکیں لہٰذا اس صورت میں یہ فیصلہ سب کے مقابل نہیں۔ (درمختار و بہار)

مسئلہ نمبر ۸.....وقف کے ثبوت کے لئے گواہی دی تو گواہ کو یہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے کہ کس نے وقف کیا بلکہ اس سے واقفی بھی ظاہر کرے جب بھی شہادت معتبر ہو سکتی ہے۔ (درمختار و عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....وقف میں شہادت سماع الاشہاد معتبر ہے اور وقف ہونا مشہور ہو تو اگر پڑوس کے سامنے واقف نے وقف نہیں کیا ہے محض شہرت کی بنا پر اس کو شہادت دے سکتا ہے۔ بلکہ اگر قاضی کے سامنے تصریح کرے کہ میری شہادت سمعی ہے جب بھی گواہی معتبر نہیں۔ (بہار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ زمین مجھ پر وقف ہے۔ زمین جس کے قبضہ میں ہے وہ کہتا ہے یہ میری ملک

ہے گواہوں نے واقف کا وقف کرنا بیان کیا اور یہ کہ جس وقت اس نے وقف کی تھی اسی کے قبضہ میں تھی تو فقط اتنی ہی بات سے وقف ثابت نہیں ہوگا بلکہ گواہوں کو یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ واقف اس زمین کا مالک بھی تھا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... پرانا وقف ہے جس کے مصارف وشرائط کا پتا نہیں چلتا اس میں بھی سمعی شہادت معتبر ہے۔ اور زمانۂ گزشتہ کا اگر عمل درآمد معلوم ہو سکے یا قاضی کے دفتر میں شرائط مصارف کا ذکر ہے تو اسی کے موافق عمل کیا جائے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... ایک شخص کے قبضہ میں جائیداد ہے اس پر کسی نے وقف ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں ایک دستاویز پیش کرتا ہے فقط دستاویز کی بنا پر وقف ہونا نہیں قرار پائے گا اگر چہ اس دستاویز پر گزشتہ قاضیوں کی تحریریں بھی ہوں۔ یونہی کسی مکان کے دروازہ پر وقف کا کتبہ کندہ ہونے سے بھی قاضی وقف کا حکم نہیں دے گا یعنی بغیر شہادت فقط تحریر قابل اعتبار نہیں مگر جب کہ دستاویز کی نقل قاضی کے دفتر میں ہو تو ضرور قابل قبول ہے خصوصاً جب کہ گزشتہ قاضیوں کے دستخط اس پر ہوں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... کسی جائیداد کا وقف ہونا معروف ومشہور ہے مگر یہ علم نہیں کہ اس وقف کا مصرف کیا ہے تو شہرت کی بنا پر وقف قرار پائے گا اور فقراء پر خرچ کیا جائے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... گواہ نے یہ گواہی دی کہ یہ جائیداد مجھ پر میری اولاد پر میرے باپ دادا پر وقف ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ یونہی اگر یہ گواہی دی کہ مجھ پر اور فلاں اجنبی پر وقف ہے جب بھی مقبول نہیں نہ اس کے حق میں وقف ثابت ہوگا نہ اس دوسرے کے حق میں اور اگر دو گواہ ہوں ایک کی گواہی یہ ہے کہ زید پر وقف ہے اور دوسرا گواہی دیتا ہے کہ عمرو پر وقف ہے تو نفس وقف کے متعلق چونکہ دونوں متفق ہیں وقف ثابت ہو جائے گا مگر موقوف علیہ میں چونکہ اختلاف ہے لہٰذا یہ جائیداد فقراء پر صرف ہوئی نہ زید پر ہوئی نہ عمرو پر۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ایک گواہ نے بیان کیا کہ یہ ساری زمین وقف ہے دوسرا کہتا ہے آدھی تو آدھی ہی کا وقف ہونا ثابت ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... دو شخصوں نے شہادت دی کہ پڑوس کے فقیروں پر وقف ہے اور خود یہ دونوں اس کے پڑوس کے فقیر ہیں جب بھی گواہی مقبول ہے یا گواہی دی کہ فلاں مسجد کے متاجوں پر وقف ہے تو گواہی مقبول ہے اگر چہ دونوں اس مسجد کے محتاجین سے ہوں۔ یونہی اہل مدرسہ وقف مدرسہ کے لئے شہادت دیں تو گواہی قبول ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... یونہی متولی اور ایک دوسرا شخص دونوں گواہی دیں کہ یہ مکان فلاں مسجد پر وقف ہے تو گواہی مقبول ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے دوسرے شخص نے گواہوں سے ثابت کیا کہ اس پر وقف ہے اور متولی مسجد نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ مسجد پر وقف ہے اگر دونوں نے وقف کی تاریخیں ذکر کیں تو جس کی تاریخ مقدم ہے اس کے موافق فیصلہ ہوگا ورنہ دونوں میں نصف نصف کر دیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں زمین وقف کی اور واقف نے اس کے حدود نہیں بیان کئے مگر کہتے ہیں کہ ہم اس زمین کو پہچانتے ہیں تو گواہی مقبول نہیں کہ ہو سکتا ہے اس شخص کی اس زمین کے علاوہ کوئی دوسری زمین بھی ہو۔ اور اگر گواہ کہتے ہوں کہ ہمارے علم میں اس کی دوسری زمین نہیں جب بھی قبول نہیں ہو سکتا ہے زمین ہو اور ان کے علم میں نہ ہو۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... یہ اس صورت میں ہے جبکہ واقف نے مطلق زمین کا وقف کرنا ذکر کیا اور اگر اپنے قطعہ کا ذکر کیا کہ گواہوں کو معلوم ہوگا کہ فلاں زمین ہے جس کے یہ حدود ہیں اور قاضی کے سامنے حدود بیان بھی کریں تو گواہی مقبول ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... گواہ کہتے ہیں واقف نے حدود بیان کر دیئے تھے مگر ہم بھول گئے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر گواہوں نے دو حدیں بیان کیں جب بھی قبول نہیں اور تین حدیں بیان کر دیں تو گواہی مقبول ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... گواہوں نے کہا کہ فلاں نے اپنی زمین وقف کی جس کے حدود بھی واقف نے بیان کر دیئے مگر ہم نہیں جانتے یہ زمین کہاں ہے تو گواہی قبول ہے وقف ثابت ہو جائے گا مگر مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ زمین یہ ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۳..... گواہوں میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے مرنے کے بعد کے لئے وقف کیا دوسرا کہتا ہے وقف صحیح تمام ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر ایک نے بحالتِ صحت میں وقف کیا دوسرا کہتا ہے مرض الموت میں وقف کیا ہے تو یہ اختلاف ثبوتِ وقف کے منافی نہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۴..... ایک شخص فوت ہوا اس نے دو لڑکے چھوڑے اور ایک کے ہاتھ میں باپ کی جائیداد ہے وہ کہتا ہے میرے باپ نے یہ جائیداد مجھ پر وقف کر دی ہے اس کا دوسرا بھائی کہتا ہے والد نے ہم دونوں پر وقف کی ہے اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو دوسرے کا قول معتبر ہے جو دونوں پر وقف ہونا بتاتا ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۵..... ایک زمین چند بھائیوں کے قبضہ میں ہے وہ سب بالاتفاق یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے باپ نے یہ زمین وقف کی ہے مگر ہر ایک وقف کا مصرف علیحدہ علیحدہ بتاتا ہے تو قاضی اس کے متعلق یہ فیصلہ کرے گا کہ زمین تو وقف قرار دی جائے اور جس نے جو مصرف بیان کیا اس کا حصہ اس مصرف میں مصرف کیا جائے اور قاضی ان میں سے جس کو چاہے متولی مقرر کر دے اور اگر ان ورثا میں کوئی بالغ یا نائب ہے تو جب تک بالغ نہ ہو یا حاضر نہ ہو اس کے حصہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہ ہوگا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۶..... ایک شخص کے قبضہ میں مکان ہے اس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ مکان مع زمین کے میرا ہے۔ قابض نے جواب میں کہا یہ مکان فلاں مسجد پر وقف ہے مگر مدعی نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کر دی قاضی نے اس کے موافق فیصلہ دے دیا اور دستخط میں لکھ دیا اس کے بعد مدعی یہ اقرار کرتا ہے کہ زمین وقف ہے اور صرف عمارت میری ہے تو دعویٰ بھی باطل ہو گیا اور فیصلہ بھی اور قاضی کی تحریر بھی یعنی پورا مکان مع زمین وقف ہی قرار پائے گا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... دو جائیدادیں ہیں ایک جائیداد جس کے قبضہ میں ہے موجود ہے اور دوسری جس کے قبضہ میں ہے غائب ہے۔ جو شخص موجود ہے اس پر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ دونوں جائیدادیں میرے دادا کی ہیں کہ اس نے اپنی اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کی ہیں اگر گواہوں سے یہ ثابت ہوا کہ دونوں جائیدادیں وقف کی تھیں اور دونوں کو ایک ساتھ وقف کیا اور دونوں ایک ہی وقف ہے تو قاضی دونوں جائیدادوں کے وقف کا فیصلہ دے گا اور اگر گواہوں نے ان کا دو وقف ہونا بیان کیا تو جو موجود ہے اس کے مقابل فیصلہ ہوگا اور اس کے پاس جو جائیداد ہے وقف قرار پائے گی اور غائب کے بھی متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوگا آئندہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... دو منزلہ مکان مسجد سے متصل ہے۔ مسجد میں جو صف بند حق ہے وہ نیچے والی منزل میں مصلا بچھا آتی ہے اور نیچے والی منزل میں گرمی اور جاڑوں میں نماز بھی پڑھی جاتی ہے۔ اب اہلِ مسجد اور مکان والوں میں اختلاف ہوا۔ مکان والے کہتے ہیں کہ مکان ہمیں وراثت میں ملا ہے تو انہیں کا قول معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... گواہوں نے گواہی دی کہ اس مکان میں جو کچھ اس کا حصہ تھا باپ کچھ سے اپنے باپ کے تہ کو سے ملا قاہ وقف کر دیا مگر گواہوں کو یہ نہیں معلوم کہ حصہ کتنا ہے بیان کر کے میں کتنا ملا ہے جب بھی شہادت مقبول ہے اور اگر وقف کے مقابل میں گواہوں نے بیان کیا کہ اس نے وقف کرنے کا اقرار کیا اور ہم کو نہیں معلوم کہ وہ کون سا مکان یا زمین ہے تو قاضی واقف کو مجبور کرے گا کہ جائیداد جو تو نے کو بیان کرے جو وہ بیان کر دے وہی وقف ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے یہ زمین مساکین پر وقف کر دی ہے وہ انکار کرتا ہے مدعی نے اقرار کے گواہ پیش کئے تو گواہی مقبول ہے اور وہ وقف صحیح ہے اور اس کے ہاتھ سے زمین نکال لی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱.....کسی شخص نے مسجد بنائی یا اپنی زمین کو قبرستان یا مسافر خانہ بنایا ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ زمین میری ہے اور بانی کہیں چلا گیا ہے وہ جو دعویٰ ہے تو اگر بعض اہل مسجد کے مقابل میں فیصلہ ہو گیا تو سب کے مقابل میں ہو گیا اور مسافر خانہ کے لئے یہ ضرور ہے کہ بانی یا نائب کے مقابل میں فیصلہ ہو ان کی عدم موجودگی میں کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲.....وقف کے بعض مستحقین دعویٰ میں سب کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یعنی ایک کے مقابل میں جو فیصلہ ہو گا وہی سب کے مقابل میں مانا ہو گا یہ جب کہ اصل واقف غائب ہو۔ یونہی بعض وارث مجنح ہو گئے، کے قائم مقام ہیں یعنی اگر میت پر یا میت کی طرف سے دعویٰ ہو تو ایک وارث پر یا ایک وارث کا دعویٰ کرنا کافی ہے۔ یونہی اگر مدین کا دیوالیا ہوا ایک قرض خواہ کے مقابل میں ثابت ہوا تو یہ بھی کے مقابل میں ثبوت ہو گیا کہ دوسرے قرض خواہ بھی اسے پیش نہیں کرا سکتے۔

مسئلہ نمبر ۳۳.....مسجد پر قرآن مجید وقف کیا کہ مسجد والے لیا کریں گے اور دوسری مسجد والے وقف کی گواہی دیتے ہیں تو یہ گواہی مقبول ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴.....ایک شخص کے ہاتھ میں زمین ہے وہ کہتا ہے یہ فلاں کی ہے کہ اس نے فلاں کام کے لئے وقف کی ہے اور اس کے ورثاء کہتے ہیں اس کو ہم پر اور ہماری نسل پر وقف کیا ہے اور جب ہماری نسل نہیں رہے گی اس وقت فقراء اور مساکین پر صرف ہوگی اور قاضی کے سابق دفتر میں کوئی ایسی تحریر بھی نہیں ہے جس سے یہ وقاف کے مصارف معلوم ہو سکیں تو اس وقت ورثاء کا قول معتبر ہو گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵.....زمین وقف کی اور وقف نامہ بھی تحریر کیا جس پر لوگوں کی گواہیاں بھی گزائیں مگر حدود کے لکھنے میں غلطی ہو گئی دو حدیں ٹھیک ہیں اور دو غلط۔ تو جس جانب میں غلطی ہوئی ہے وہ حدیں ادھر اگر موجود ہیں مگر اس زمین اور اس حد کے درمیان دوسرے کی زمین یا مکان کھیت وغیرہ ہے تو وقف جائز ہے اور اس کی حتی زمین ہے وہی وقف ہوئی۔ اور اگر اس طرف وہ چیزیں ہی نہیں جس کو حد وہ میں ذکر کیا ہے نہ متصل اور نہ فاصلہ پر تو وقف صحیح نہیں۔ ہاں اگر یہ چاہیں اتنی مشہور ہے کہ حدود کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی تو اب وقف صحیح ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۶.....چاہا وقف کی اور وقف نامہ لکھوا دیا اور جو کچھ وقف نامہ میں لکھا ہے اس پر گواہیاں بھی گزائیں مگر وہ واقف اب کہتا ہے میں نے تو یوں وقف کیا تھا کہ مجھے بیچ کرنے کا اختیار ہو گا مگر کاتب نے اس شرط کو نہیں لکھا اور مجھے پتہ نہیں مضمون کو وقف نامہ میں کیا لکھا ہے اگر وقف نامہ اس کی زبان میں لکھا ہے جس کو واقف جانتا ہے اور پڑھ کر اسے سنایا گیا ہے اور اس نے تمام مضمون کا اقرار کیا ہے تو وقف صحیح ہے اور اس کا قول باطل۔ اور اگر وقف نامہ کی زبان نہیں جانتا اور گواہوں سے یہ ثابت نہیں کہ ترجمہ کر کے اسے سنایا گیا تو واقف کا قول معتبر ہے اور وقف صحیح نہیں اور اگر گواہ یہ کہتے ہیں کہ اسے ترجمہ کر کے پورا وقف نامہ سنایا گیا اور اس نے تمام مضمون کا اقرار کیا اور ہم کو گواہ بنایا جب بھی وقف صحیح ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۷.....ایک شخص نے یہ چاہا کہ اپنی کل جائیداد جو اس موضع میں ہے سب کو وقف کر دے اور کاتب سے مرض میں وقف نامہ لکھنے کو کہا۔ کاتب نے دستاویز میں بعض لکھے بھول کر نہیں لکھے اور یہ وقف نامہ پڑھ کر سنایا کہ فلاں بن فلاں نے اپنے فلاں موضع کے تمام لکھے وقف کر دیئے جن کی تفصیل یہ ہے اور جو لکھا لکھا بھول گیا تھا اسے سنایا بھی نہیں اور وہ واقف نے تمام مضمون کا اقرار کیا تو اگر وہ واقف نے صحت میں پڑھ دی تھی کہ جو کچھ اس موضع میں اس کا حصہ ہے سب کو وقف کرنے کا ارادہ ہے تو سب وقف ہو گئے اور اگر واقف کا انتقال ہو گیا مگر انتقال سے پہلے اس نے بتایا کہ میرا یہ ارادہ ہے تو جو کچھ اس نے کہا ہے اسی کا اعتبار ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۸.....ایک عورت سے مخالفوں نے یہ کہا کہ تو اپنا مکان مسجد پر وقف کر دے اور یہ شرط کر دے کہ اگر مجھے ضرورت ہوئی تو اسے بیچ ڈالوں گی عورت نے منظور کیا اور وقف نامہ لکھا گیا مگر اس میں یہ شرط نہیں لکھی اور عورت سے کہا کہ وقف نامہ لکھوایا اگر وقف نامہ اسے پڑھ کر سنایا گیا اور وقف نامہ کی تحریر عورت سمجھتی ہے اس نے جن کر اقرار کیا تو وقف صحیح ہے اور اگر اسے سنایا ہی نہیں یا وقف نامہ کی زبان ہی نہیں سمجھتی تو

وقف درست نہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۹.....تولیت نامہ یا وصایت نامہ کسی کے نام کا لکھا گیا اور اس میں یہ نہیں لکھا گیا کہ کس کی جانب سے اس کو متولی یا وصی کیا گیا تو یہ وصایت بے کار ہے کیونکہ قاضی کی جانب سے متولی مقرر ہو تو اس کے احکام جدا ہیں اور واقف نے جس کو متولی مقرر کیا ہو اس کے احکام علیحدہ ہیں۔ یونہی باپ کی طرف سے وصی ہے یا قاضی کی طرف سے یا ماں دادا وغیرہ نے مقرر کیا ہے کہ ان کے احکام مختلف ہیں لہٰذا یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ کس نے متولی یا وصی مقرر کیا ہے کہ یہ معلوم نہ ہوگا تو کس طرح عمل کریں گے۔ اور اگر یہ تصریح کر دی ہے کہ قاضی نے متولی یا وصی مقرر کیا ہے مگر اس قاضی کا نام نہیں تو دستاویز صحیح ہے۔ کہ ہو تو اس کی ضرورت ہی نہیں کہ قاضی کا نام معلوم کیا جائے اور اگر جاننا چاہو تو تاریخ سے معلوم کر سکتے ہو کہ اس وقت قاضی کون تھا۔ (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۰.....ایک جائیداد شائع منقسم میں پر وقف ہے اس کے متولی سے ایک شخص نے زمین اجارہ پر لی اور کرایہ نامہ لکھا گیا۔ اس میں مستاجر اور متولی کا نام لکھا گیا کہ فلاں بن فلاں جو فلاں وقف کا متولی ہے مگر اس میں واقف کا نام نہیں لکھا جب بھی کرایہ نامہ صحیح ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۴۱.....جو زمین اس کے قبضہ میں ہے اس کی نسبت یہ کہا کہ وقف ہے تو یہ کلام وقف کا اقرار ہے اور وہ زمین وقف قرار پائے گی مگر اس کے کہنے سے وقف کی ابتداء نہ ہوگی تا کہ وقف کے تمام شرائط اس وقت درکار ہوں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۲.....جو زمین اس کے قبضہ میں ہے اس کے وقف ہونے کا اقرار کیا مگر نہ تو واقف کا ذکر کیا کہ کس نے وقف کیا نہ مستحقین کو بتایا کہ کس پر خرچ ہوگی جب بھی اقرار صحیح ہے اور یہ زمین خود اپنے پر وقف قرار دی جائے گی اور اس کا واقف نہ مقرر کو قرار دیں گے اور نہ دوسرے کو۔ ہاں اگر گواہوں سے ثابت ہو کہ قرار سے پہلے یہ زمین خود اسی مقر کی تھی تو اب یہی واقف قرار پائے گا اور یہی متولی ہوگا کہ فقرا پر آمدنی تقسیم کرے جائے مگر اسے یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو اپنے بعد متولی قرار دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۳.....وقف کا اقرار کیا اور واقف کا نام بھی بتایا مگر مستحقین کو ذکر نہ کیا مثلاً کہتا ہے یہ زمین میرے باپ کی صدقۂ موقوفہ ہے اور اس کا باپ فوت ہو چکا ہے اگر اس کے باپ پر دین ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں زمین دین میں قرق کر دی جائے گی۔ اور اگر اس کے باپ نے کوئی وصیت کی ہے تو تباہی میں وصیت نافذ ہوگی۔ اس کے بعد جو کچھ بچے وہ وقف ہے کہ اس کی آمدنی فقراء پر صرف ہوگی یہ اس صورت میں ہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا وارث نہ ہو اور اگر دوسرا وارث ہے جو وقف سے انکار کرتا ہے تو وہ اپنا حصہ لے گا اور جو چاہے گا کرے گا۔ (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۴.....جو زمین قبضہ میں ہے اس کی نسبت اقرار کیا کہ یہ فلاں فلاں لوگوں پر وقف ہے یعنی چند شخصوں کے نام لئے اس کے بعد دوسرے لوگوں پر وقف نہ تھا ہے یا انہیں لوگوں میں کمی بیشی کرتا ہے تو اس پچھلی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا پہلی ہی پر عمل ہوگا۔ اور اگر یہ کہہ کر کہ یہ زمین وقف ہے سکوت کیا پھر سکوت کے بعد کہا کہ فلاں فلاں پر وقف ہے یعنی چند شخصوں کے نام ذکر کئے تو پچھلی بات ہی معتبر ہوگی یعنی جن لوگوں کے نام لئے ان کو آمدنی ملے گی۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۴۵.....وقف کی اضافت کسی دوسرے شخص کی طرف کرتا ہے کہ فلاں نے یہ زمین وقف کی ہے اگر وہ کوئی معروف شخص ہے اور زندہ ہے تو اس سے دریافت کریں گے اگر وہ اس کی تصدیق کرتا ہے تو دونوں کے تصادق سے سب کچھ ثابت ہو گیا اور اگر وہ یہ کہتا ہے کہ ملک تو میری ہے مگر وقف میں نے نہیں کیا ہے تو ملک دونوں کے تصادق سے ثابت ہوئی اور وقف ثابت نہ ہوا۔ اور اگر وہ شخص مر گیا ہے تو اس کے ورثاء سے دریافت کریں گے اگر سب اس کی تصدیق کرتے ہیں یا سب سکوت کرتے ہیں تو جیسا کہتے ہیں اس کے موافق کیا جائے اور اگر بعض ورثاء وقف مانتے ہیں اور بعض انکار کرتے ہیں تو جو وقف کہتا ہے اس کا حصہ وقف ہے اور جو انکار کرتا ہے اس کا حصہ وقف نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۶.....واقف کو اقرار میں ذکر نہیں کیا مگر مستحقین کا ذکر کیا۔ مثلاً یہ کہتا ہے زمین مجھ پر اور میری اولاد و نسل پر وقف ہے تو

اقرار مقبول ہے اور یہی اس کا حق ہوگا پھر انکر گیا نے اس پر دعویٰ کیا کہ یہ مجھ پر وقف ہے اور اسی مقر لہ نے تصدیق کی تو خود اس کے اپنے حصہ میں تصدیق کا اثر ہو سکتا ہے اور لہٰذا وہ نسل کے حصوں میں تصدیق نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷.....اقرار کیا کہ یہ زمین فلاں کام پر وقف ہے اس کے بعد پھر کوئی دوسرا کام بتایا کہ اس پر وقف ہے تو پہلے جو کہا ہے اسی کا اعتبار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۸.....ایک شخص نے وقف کا اقرار کیا کہ جو زمین میرے قبضہ میں ہے وقف ہے اقرار کے بعد مر گیا اور وراث کے علم میں یہ ہے کہ یہ اقرار غلط ہے اور اس بنا پر عدم وقف کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ دعویٰ مسموع نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۹.....ایک شخص کے قبضہ میں زمین ہے اس کے متعلق دو گواہ گواہی دیتے ہیں کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ فلاں شخص اور اس کی اولاد و نسل پر وقف ہے اور دو شخص دوسرے کی گواہی دیتے ہیں کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ فلاں شخص (ایک دوسرے کا مدعا) اور اس کی اولاد و نسل پر وقف ہے اس صورت میں اگر علم ہو کہ پہلا اقرار کون سا ہے اور دوسرا کونسا تو پہلا صحیح ہے اور دوسرا باطل۔ اور اگر علم نہ ہو کہ کون پہلے ہے کون پیچھے تو دونوں فریق پر آدھی آدھی آمدنی تقسیم کر دیں۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۵۰.....کسی دوسرے کی زمین کے لئے کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ہے اس کے بعد اس زمین کا یہی شخص مالک ہو گیا تو وقف ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۱.....ایک شخص نے اپنی جائیداد زید اور زید کی اولاد کی نسل پر وقف کی اور جب اس نسل سے کوئی نہیں رہے گا تو فقراء و مساکین پر وقف ہے۔ اور زید یہ کہتا ہے کہ یہ وقف مجھ پر اور میری اولاد و نسل پر اور عمرو پر ہے یعنی زید نے عمرو کا اضافہ کیا تو اولاد زید اولاد زید پر آمدنی تقسیم ہوگی پھر زید کو جو کچھ ملا اس میں عمرو کو شریک کریں گے اولاد زید کے حصوں سے عمرو کو کوئی تعلق نہیں ہوگا اور یہ بھی اس وقت تک ہے جب

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

یہ تقسیم نہیں کریں گے بلکہ خود وقف کی درستی میں صرف کریں گے۔ (عالمگیری وغیرہ)

وقف مریض کا بیان

مسئلہ نمبر ۱.....مرض الموت میں اپنے اموال کی ایک تہائی وقف کر سکتا ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ تہائی سے زیادہ کا وقف کیا اور اس کا کوئی وارث نہیں تو بقیہ وقف کیا سب جائز ہے اور وارث ہو تو ورثا کی اجازت پر موقوف ہے اگر ورثا اجازت کر دیں تو جو کچھ وقف کیا سب صحیح و نافذ ہے اور ورثا انکار کریں تو ایک تہائی کی قدر کا وقف درست ہے اس سے زیادہ کا باطل۔ اور اگر ورثا میں اختلاف ہو بعض نے وقف کو جائز رکھا اور بعض نے رد کر دیا تو ایک تہائی وقف ہے اس سے زیادہ میں جس نے جائز رکھا اس کا حصہ وقف ہے اور جس نے رد کر دیا اس کا حصہ وقف نہیں۔ مثلاً ایک شخص کی نو بیگھہ زمین تھی اور کل وقف کر دی۔ اس کے تین لڑکے ہیں ایک لڑکا باپ کے وقف کو جائز رکھتا ہے اور دو نے رد کر دیا تو پانچ بیگھے وقف کے ہوئے اور چار بیگھے وارثوں کو کہ ان تین بیگھے تو تہائی کی وجہ سے وقف ہوئے اور دو بیگھے اس لڑکے کے حصے کے جس نے جائز رکھا۔ اور اگر اس صورت میں چھ بیگھے وقف کرے تو چار بیگھے وقف ہوں گے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲.....مریض نے وقف کیا تھا ورثا نے جائز نہیں رکھا اس وجہ سے ایک تہائی میں قاضی نے وقف کو جائز کیا اور دو تہائی میں باطل کر دیا اس کے بعد واقف کے کسی اور مال کا پتا چلا کہ یہ کل جائیداد جس کو وقف کیا ہے اس کی تہائی کے اندر ہے تو اگر وہ دو تہائیاں جو ورثا کو دی گئیں تھیں ورثا کے پاس موجود ہوں تو کل وقف ہے اور اگر وارثوں نے بیچ کر ڈالی ہے تو بیچ درست ہے مگر اتنی ہی قیمت کی دوسری جائیداد خرید کر وقف کر دی جائے۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳.....مریض نے اپنی کل جائیداد وقف کر دی اور اس کی وارث صرف زوجہ ہے اگر اس نے وقف کو جائز کر دیا جب تو کل جائیداد وقف ہے ورنہ کل مال کا چوتھا حصہ زوجہ پائے گی باقی پانچ حصے وقف ہیں (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....مریض پر اتنا دین ہے کہ اس کی تمام جائیداد کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس نے اپنی جائیداد وقف کر دی تو وقف صحیح نہیں بلکہ تمام جائیداد بیچ کر دین ادا کیا جائے گا اور تندرست پر اتنا دین ہوتا تو وقف صحیح ہوتا مگر جب حاکم کی طرف سے اس کے تصرفات روک دیئے ہوں تو اس کا وقف بھی صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵.....راہن نے جائیداد مرہونہ وقف کر دی اگر اس کے پاس دوسرا مال ہے تو اس سے دین ادا کرنے کا حکم دیا جائے گا اور وقف صحیح ہوگا اور اگر دوسرا مال نہ ہو تو مرہون کو بیچ کر کے دین ادا کیا جائے گا اور وقف باطل ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶.....مریض نے ایک جائیداد وقف کی جو تہائی کے اندر تھی مگر اس کے مرنے سے پہلے مال ہلاک ہو گیا کہ اب تہائی سے زائد ہے یا مرنے کے بعد مال کی تقسیم ہو کر ورثا کو نہیں ملا تھا کہ ہلاک ہو گیا تو اس کی ایک تہائی وقف ہوئی اور دو تہائیوں میں میراث جاری ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....مریض نے زمین وقف کی اور اس میں درخت ہیں جن میں وقف کے مرنے سے پہلے پھل آئے تو پھل وقف کے ہیں اور اگر جس دن وقف کیا تھا اسی دن پھل موجود تھے تو یہ پھل وقف کے نہیں بلکہ میراث ہیں کہ ورثا پر تقسیم ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....مریض نے بیان کیا میں وقف کا متولی تھا اور اس کی اتنی آمدنی اپنے مصرف میں لایا لیکن یہ رقم میرے مال سے ادا کر دی جائے یہ کہا میں نے اتنے سال کی زکوٰۃ نہیں دی ہے میری طرف سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اگر ورثا اس بات کی تصدیق کرتے ہوں تو وقف کا روپیہ مجمل مال سے ادا کیا جائے یعنی وقف کا روپیہ ادا کرنے کے بعد کچھ بچے تو وارثوں کو ملے گا ورنہ نہیں۔ اور زکوٰۃ تہائی مال سے ادا کی جائے یعنی اس سے زیادہ کیلئے وارث مجبور نہیں کئے جا سکتے۔ اپنی خوشی سے کل مال دائے زکوٰۃ میں صرف کر دیں تو کر سکتے ہیں اور اگر وارث اس کے کلام کی

تکذیب کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اس نے غلط بیان کیا تو وقف اور زکوٰۃ دونوں میں تہائی مال دیا جائے گا مگر تکذیب کی صورت میں وقف کا متولی یا منتظم وارثوں پر حلف دے گا کہ قسم کھائیں ہمیں نہیں معلوم ہے کہ جو کچھ مریض نے بیان کیا سچ ہے اگر قسم کھالیں گے تہائی مال تک وقف کے لئے لیا جائے گا اور قسم سے انکار کریں تو وقف کا روپیہ جمیع مال سے لیا جائے گا اور زکوٰۃ ہر صورت ایک تہائی سے ادا کرنی ضروری ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... بہت میں وقف کیا تھا اور رقموں کے پتہ دکر دیا تھا مگر اس کی آمدنی کو صرف کرنا اپنے اختیار میں رکھا تھا کہ جسے چاہے گا دے گا واقف نے مرتے وقت وہی سے یہ کہا کہ اس کی آمدنی سے پچاس فلاں کو دینا اور سو روپیہ فلاں کو دینا اور وہی سے یہ بھی کہہ دیا کہ قم جو مناسب دیکھنا کرنا اور واقف مرگیا اور اس کا لڑکا تنگ دست ہے تو یہ نسبت اوروں کے اس لڑکے کو دینا بہتر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... اگر مرنے پر وقف کو معلق کیا ہے تو یہ وقف نہیں بلکہ وصیت ہے۔ لہٰذا مرنے سے قبل اس میں رجوع کر سکتا ہے اور ایک سی ٹکٹ میں جاری ہوئی۔ (مختار)

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ عِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ وَ اَحْکَمُ

فقیر ابوالطالح محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۴۹ ہجری

WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

خرید وفروخت کا بیان

وہ خلاق عالم جس کی قدرت کاملہ کا ادراک انسانی طاقت سے باہر ہے عرش سے فرش تک جدھر نظر کیجئے اس کی قدرت جلوہ گر ہے۔ حیوانات و نباتات و جمادات اور تمام مخلوقات اسی کے مظہر ہیں۔ اس نے اپنی مخلوقات میں انسان کے سر پر تاج کرامت و عزت رکھا اور اس کو مدنی الطبع بنایا کہ زندگی بسر کرنے میں یہ اپنے بنی نوع انسان کا محتاج ہے کیونکہ انسانی ضروریات اتنی زائد اور ان تک تحصیل میں اتنی دشواریاں ہیں کہ ہر شخص اگر اپنی تمام ضروریات کا تنہا متکفل ہونا چاہئے غالباً عاجز ہو کر بیٹھ جائے گا اور اپنی زندگی کے ایام خوشی کے ساتھ نہ گزار سکے گا۔

لہٰذا اس حکیم مطلق نے انسانی جماعت کو مختلف شعبوں اور متعدد قسموں پر منقسم فرمایا کہ ہر ایک جماعت ایک ایک کام انجام دے اور سب کے مجموعہ سے ضروریات پوری ہوں۔ مثلاً کوئی بھیتی کرتا ہے کوئی کپڑا بناتا ہے کوئی دوسری دست کاری کرتا ہے۔ جس طرح بھیتی کرنے والوں کو کپڑے کی ضرورت ہے کپڑا بننے والوں کو غلہ کی حاجت ہے نہ یہ اس سے مستغنی رہ سکتا ہے نہ وہ اس سے بے نیاز بلکہ ہر ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج۔

لہٰذا یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اس کی چیز اس کے پاس جائے اور اس کی اس کے پاس آئے تا کہ سب کی حاجتیں پوری ہوں اور کاموں میں دشواریاں نہ ہوں۔ یہاں سے معاملات کا سلسلہ شروع ہوا۔ بیع وغیرہ ہر قسم کے معاملات وجود میں آئے۔

اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا حکم نافذ ہے جہاں عبادات کے طریقہ بتاتا ہے معاملات کے متعلق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تا کہ زندگی کا کوئی شعبہ تشنہ باقی نہ رہے۔ اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اسی طرح تحصیل مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز۔ اور حلال روزی کی تحصیل اس پر موقوف ہے کہ جائز و ناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور رہے گا۔

قرآن مجید میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی ہے اللہ جل جلالہ فرماتا ہے

لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ۲ البقرہ ۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقصد اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا لو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ (پ۵ النسآء ۲۹)

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہم رضامندی کا ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ وَکُلُوْا مِمَّا

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (پ۷ مائدہ ۸۸)

اے ایمان والو حرام نہ ٹھیراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

کسبِ حلال کے فضائل

تحصیلِ مال کے ذرائع میں سے جس کی سب سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور غالباً روزانہ جس سے سابقہ پڑتا ہے وہ بیع و فروخت ہے۔ کتاب کے اس حصے میں اسی کے مسائل بیان ہوں گے مگر اس سے قبل کے فقہی مسائل کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ کسبِ تجارت کی فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں ان میں سے چند حدیثوں کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔

حدیث ۱..... صحیح بخاری شریف میں مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے حاصل کیا ہے اور بے شک اللہ عزوجل کے نبی داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے۔

حدیث ۲..... صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اللہ عزوجل پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اللہ عزوجل نے مومنین کو بھی اسی کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا۔ اس نے رسولوں سے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (پ۱۸ المومنون ۵۱)

اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور مومنین سے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (پ۲ البقرہ ۱۷۲)

اے ایمان والو کھاؤ ستھری دی ہوئی تمہیں چیزیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

پھر بیان فرمایا کہ ایک شخص طویل سفر کرتا ہے جس کے بال پریشان ہیں اور بدن گرد آلود ہے۔ (یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر "یا رب یا رب" کہتا ہے (دعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام، پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو۔ (یعنی اگر قبول کی خواص ہو تو کسبِ حلال اختیار کرو کہ بغیر اس کے قبول دعا کے اسباب بیکار ہیں)

حدیث ۳..... صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پروا بھی نہ کرے گا کہ اس نے کہاں سے حاصل کیا ہے حلال سے یا حرام سے۔

حدیث ۴..... صحیح ترمذی و نسائی و ابن ماجہ بروایت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم کھاتے ہو ان میں سب سے زیادہ پاکیزہ وہ ہے جو تمہارے کسب سے حاصل ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہارے کسب کے ہے (یعنی جو مدت حاجت اولاد کی کمائی سے کھا سکتا ہے) ابوداؤد و ترمذی و حاکم کی روایت بھی اسی کے مثل ہے۔

حدیث ۵..... امام احمد رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ مال حرام حاصل کرتا ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرتا ہے اس کے لیے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرتا ہے جہنم جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی جتنی مالتیں ہیں وہ حرام مال کی نہیں حالتیں (ڈھب) اللہ عزوجل سے برائی کو نہیں مٹاتا ہاں نیکی سے برائی کو مٹا دیتا ہے بے شک خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔

حدیث ۶..... امام احمد و دارمی و بیہقی رحمہم اللہ باسناد صحیح رضی اللہ عنہ سے روایت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گوشت حرام سے اگا ہے جنت میں داخل نہ

ہوگا (یعنی بدبودار) اور جو گوشت حرام سے اگا ہے اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔

حدیث ۷.....بیہقی رحمۃ اللہ "شعب الایمان" میں عبداللہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔

حدیث ۸.....امام احمد، بزار، طبرانی و حاکم رحمہم اللہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا کسب زیادہ پاکیزہ ہے فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اچھی بیع (یعنی جس میں خیانت و دھوکا نہ ہو یا جو کہ سود نہ ہو)

حدیث ۹.....طبرانی رحمۃ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ ﷻ بندہ مومن پیشہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

یہ چند حدیثیں کسب حلال کے متعلق ذکر کی گئیں ان کے علاوہ بعض احادیث خاص تجارت کے متعلق بیان کی جاتی ہیں۔

تجارت کی خوبیاں اور برائیاں

حدیث ۱۰.....امام احمد رحمۃ اللہ نے ابوبکر بن ابی مریم رحمۃ اللہ سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی کنیز دودھ بیچا کرتی تھی اور اس کا نام مقدام رضی اللہ عنہ نے لیا کرتے تھے۔ ان سے کسی نے کہا سبحان اللہ! آپ دودھ بیچتے ہیں اور اس کا نام لیتے ہیں (گویا اس نے اس تجارت کو حقیر سمجھا) انہوں نے جواب دیا ہاں میں یہ کام کرتا ہوں اور اس میں حرج ہی کیا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سوا روپے یا اشرفی کے کوئی چیز نفع نہیں دے گی۔

حدیث ۱۱.....ترمذی و داری و دارقطنی رحمہم اللہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تاجر راست گو امانت دار (خدا) و صدیقین و شہداء کے ساتھ ہوگا۔

حدیث ۱۲.....ترمذی و ابن ماجہ و رفاعہ رضی اللہ عنہ سے بیہقی "شعب الایمان" میں براء سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تجار قیامت کے دن فجار (بدکار) اٹھائے جائیں گے مگر جو تاجر تقی ہو اور لوگوں کے ساتھ احسان کرے اور سچ بولے۔

حدیث ۱۳.....امام احمد و ابن خزیمہ و حاکم و طبرانی و بیہقی رحمہم اللہ عبدالرحمن بن شبل اور طبرانی رحمۃ اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تجار بدکار ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ ﷻ نے بیع حلال نہیں کی ہے؟ فرمایا ہاں بیع حلال ہے لیکن یہ لوگ مبالغہ کرنے میں جھوٹ بولتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں اس میں جھوٹے ہوتے ہیں۔

حدیث ۱۴.....بیہقی "شعب الایمان" میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام کمائیوں میں زیادہ پاکیزہ ان تاجروں کی کمائی ہے کہ جب وعدہ کریں جھوٹ نہ بولیں اور جب ان کے پاس امانت رکھی جائے خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں اس کے خلاف نہ کریں اور جب کسی چیز کو خریدیں تو اس کی مذمت (عیب) نہ کریں اور جب اپنی چیز بیچیں تو ان کی تعریف میں مبالغہ نہ کریں اور ان پر کسی کا ادھار ہو تو دینے میں ٹال مٹول نہ کریں اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو تنگی نہ کریں۔

حدیث ۱۵.....صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تجارت میں حلف کی کثرت سے پرہیز کرو کہ یہ اگرچہ چیز کو بکوا دیتا ہے مگر برکت کو مٹا دیتا ہے۔ اسی کے مثل صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی

حدیث ۱۶.....صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی۔ کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تین شخصوں سے اللہ ﷻ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور ان کی طرف نظر کرے گا اور ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے تکلیف دہ عذاب ہوگا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ

علیک وسلم اور وہ غائب و ناسمجھ لوگ ہیں۔ فرمایا کپڑا لٹکانے والا اور روپے کو احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا سودا چلانے والا۔

حدیث ۱۷..... ابوداؤد، ترمذی، نسائی و ابن ماجہ و حاکم قیس ابن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے گروہ تجار! تجارت میں لغو اور قسم ہو جاتی ہے اس کے ساتھ صدقہ کو ملا لیا کرو۔

فائدہ ضروریہ

تجارت بہت عمدہ اور نفیس کام ہے مگر اکثر تجار کذب بیانی سے کام لیتے ہیں بلکہ جھوٹی قسمیں کھالیا کرتے ہیں اسی لئے اکثر احادیث میں جہاں تجارت کا ذکر کرتا ہے جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسمیں کھانے کے ساتھ ہی ساتھ ممانعت بھی آتی ہے۔ اور یہ فائدہ بھی ہے کہ اگر تاجر اپنے مال میں برکت دیکھنا چاہتا ہے تو ان بری باتوں سے گریز کرے۔ تاجروں کی انہی بری عنوانیوں کی وجہ سے بازار کو بدترین خطہ زمین فرمایا گیا اور یہ کہ شیطان ہر صبح کو اپنا جھنڈا لے کر بازار میں پہنچ جاتا ہے اور بیشتر وہ بازار میں جانے کو برا بتایا گیا۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد وَ لَا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (پ۱۸ النور ۳۷) اور وہ مرد جنہیں نہ غافل کرتی کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد کرنے سے۔ (ترجمہ کنز الایمان) بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تجارت و بیع یاد خدا سے غافل کرنے والی چیز ہے اور اس میں دلچسپی غفلت دلانے والی ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا گیا وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآىٕمًا (پ۲۸ الجمعۃ ۱۱) اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے۔ (ترجمہ کنز الایمان) لہٰذا فرض ہے کہ تجارت میں اتنا انہماک نہ ہو کہ یاد خدا سے غفلت کا موجب ہو۔

صحیح بخاری شریف میں قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام خرید و فروخت و تجارت کرتے تھے مگر جب حقوق اللہ ان میں سے کوئی حق پیش آجاتا تو تجارت و بیع ان کو ذکر اللہ رضی اللہ عنہ سے نہیں روکتی وہ اس حق کو ادا کرتے۔

حدیث ۱۸..... بازار میں داخل ہونے کے وقت یہ دعا پڑھا کرو لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ هُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ امام احمد، ترمذی و حاکم و ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے گا اللہ رضی اللہ عنہ اس کے لئے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ایک لاکھ گناہ مٹا دے گا اور ایک لاکھ درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

خرید و فروخت میں نرمی چاہئے

خرید و فروخت میں نرمی و سماحت چاہئے کہ حدیث میں اس کی مدح و تعریف آئی ہے۔

حدیث ۱۹..... صحیح بخاری و مسلم و ابن ماجہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرماتے ہیں۔ اللہ رضی اللہ عنہ اس شخص پر رحم کرے جو بیچنے اور خریدنے اور تقاضے میں آسانی کرے۔ اسی کے مثل ترمذی و حاکم و بیہقی رحمہم اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد و نسائی و بیہقی رحمہم اللہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

حدیث ۲۰..... صحیحین میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں زمانہ گزشتہ میں ایک شخص کی روح قبض کرنے جب فرشتہ آیا اس سے کہا گیا تجھے معلوم ہے کہ تو نے کچھ اچھا کام کیا ہے؟ اس نے کہا میرے علم میں کوئی اچھا کام نہیں ہے اس سے کہا گیا تجھے معلوم ہو تو غور کر کے بتا۔ اس نے کہا اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں دنیا میں لوگوں سے بیع کرتا تھا اور ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا تھا اگر مالدار بھی مہلت مانگتا تو اسے مہلت دے دیتا تھا اور تنگ دست سے درگزر کرتا تھا یعنی معاف کر دیتا تھا۔ اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت عقبہ بن عامر و ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہما سے ہے کہ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھ سے زیادہ معاف کرنے کا حق دار

ہوں اے فرشتو! میرے اس بندہ سے درگزر کرو۔

مسائل فقیہہ: سطلاح شرع میں بیع کے معنی یہ ہیں کہ دو شخصوں کا باہم مال کو مال سے ایک خصوصی صورت کے ساتھ تبادلہ کرنا۔

بیع کبھی قول سے ہوتی اور کبھی فعل سے۔ اگر قول سے ہو تو اس کے ارکان ایجاب وقبول ہیں یعنی مثلاً ایک نے کہا میں نے بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا اور فعل سے ہو تو بیع کا لے لیتا اور دے دینا اس کے ارکان ہیں۔ اور یہ فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام ہو جاتا ہے مثلاً ترکاری وغیرہ کی گڈیاں بنا کر اکثر بیچنے والے رکھ دیتے ہیں اور ظاہر کر دیتے ہیں کہ پیسہ پیسہ کی گڈی ہے۔ خریدار آتا ہے ایک پیسہ ڈال دیتا ہے اور ایک گڈی اٹھا لیتا ہے طرفین باہم کوئی بات نہیں کرتے مگر دونوں کے فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام شمار ہوتے ہیں اور اس قسم کی بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ بیع کے طرفین میں سے ایک کو بائع اور دوسرے کو مشتری کہتے ہیں۔

بیع کی شرائط

مسئلہ نمبر ۱..... بیع کے لئے چند شرائط ہیں۔

(1) بائع و مشتری کا عاقل ہونا یعنی مجنون یا بالکل ناسمجھ بچہ کی بیع صحیح نہیں۔

(2) عاقد کا متعدد ہونا یعنی ایک ہی شخص بائع و مشتری دونوں ہو نہیں ہو سکتا مگر باپ یا وصی کہ بالغ بچہ کے مال کو بیچ کریں اور خود ہی خرید لیں یا اپنا مال ان سے بیچ کریں یا قاضی کہ ایک یتیم کے مال کو دوسرے یتیم کے لئے بیچ کرے تو اگر یہ ان صورتوں میں ایک ہی شخص بائع و مشتری دونوں ہے مگر بیع جائز ہے بشرطیکہ بھی کی بیع میں یتیم کا بھلا ہوا نفع ہو۔ یونہی ایک ہی شخص دونوں طرف سے قاصد ہو تو اس صورت میں بھی بیع جائز ہے۔ (عالمگیری، بحر الرائق، ردالمحتار)

(3) ایجاب وقبول میں موافقت ہونا یعنی جس چیز کا ایجاب ہے اسی کا قبول ہو یا جس چیز کے ساتھ ایجاب کیا ہے اسی کے ساتھ قبول ہو اگر قبول کسی دوسری چیز کو یا بعض کا ایجاب تھا اس کے ایک جز کو قبول کیا یا قبول میں ثمن دوسرا ذکر کیا یا ایجاب کے بعض ثمن کے ساتھ قبول کیا ان سب صورتوں میں بیع صحیح نہیں ہاں اگر مشتری نے ایجاب کیا اور بائع نے اس سے کم ثمن کے ساتھ قبول کیا تو بیع صحیح ہے۔

(4) ایجاب وقبول کا ایک مجلس میں ہونا

(5) ہر ایک کا دوسرے کے کلام کو سننا۔ مشتری نے کہا میں نے خریدا اگر بائع نے نہیں سنا تو بیع نہ ہوئی۔ ہاں اگر مجلس والوں نے مشتری کا کلام سن لیا ہے اور بائع کہتا ہے میں نے نہیں سنا تو قضاءً بائع کا قول معتبر ہے۔

(6) بیع کا موجود ہونا مال متقوم ہونا مملوک ہونا مقدور التسلیم ہونا ضروری ہے اور اگر بائع اس چیز کو اپنے لئے بیچتا ہو تو اس چیز کا ملک بائع میں ہونا ضروری ہے۔ جو چیز موجودی نہ ہو بلکہ اس کے موجود نہ ہونے کا اندیشہ ہو اس کی بیع نہیں۔ مثلاً حمل یا تھن میں موجود ہے اس کی بیع ناجائز ہے کہ ہو سکتا ہے جانور کا پیٹ پھولا ہے اس میں بچہ نہ ہو اور تھن میں دودھ نہ ہو۔ پھل خود ہونے سے پہلے بیع نہیں سکتے۔ یونہی خون اور مردار کی بیع نہیں ہو سکتی کہ یہ مال نہیں اور مسلمان کے حق میں شراب خنزیر کی بیع نہیں ہو سکتی کہ مال متقوم نہیں۔ زمین میں جو گھاس گی ہوئی ہے اس کی بیع نہیں ہو سکتی اگر چہ زمین اپنی ملکیت ہو کہ وہ گھاس مملوک نہیں۔ یونہی نہر یا کنوئیں کا پانی، جنگل کی لکڑی اور شکار کہ جب تک ان کو قبضہ میں نہ کیا جائے مملوک نہیں۔

(7) بیع موقت نہ ہو اگر موقت ہے مثلاً اتنے دنوں کے لئے بیچا تو بیع صحیح نہیں

(8) مبیع و ثمن دونوں اس طرح معلوم ہوں کہ نزاع پیدا نہ ہو سکے اگر مجہول ہوں کہ نزاع ہو سکتی ہے تو بیع صحیح نہیں۔ مثلاً اس ریوڑ میں

سے ایک بھر پکی یا اس چیز کو واجبی دام پر بیچا اس قیمت پر بیچا جو فلاں شخص بتائے۔

بیع کا حکم

مسئلہ نمبر ۱.....بیع کا حکم یہ ہے کہ مشتری مبیع کا مالک ہو جائے اور بائع ثمن کا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بائع پر واجب ہے کہ مبیع کو مشتری کے حوالے کرے اور مشتری پر واجب ہے کہ بائع کو ثمن دے دے۔ یہ اس وقت ہے کہ بیع میں یہ بات نہ ہو اور اگر بیع موقوف ہے کہ دوسرے کی اجازت پر موقوف ہے تو ہنوز ملک اس وقت ہوگا جب اجازت ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۲.....نزل (نازل) کے طور پر بیع کی کہ الفاظ بیع اپنی خوشی سے قصداً بول رہا ہے مگر یہ نہیں چاہتا کہ چیز بک جائے ایسی بیع صحیح نہیں۔ اور نزل کا حکم اس وقت دیا جائے گا کہ مدار افتاء مفتی میں نزل کا لفظ معمول بہ ہو جو ہوا پہلے سے ان دنوں نے یا ہم ظاہر الیا ہے کہ لوگوں کے سامنے مذاق کے طور پر بیع کریں گے اور اس گفتگو پر دونوں اب بھی قائم ہیں اس سے رجوع نہیں کیا ہے تو اسے نزل قرار دے کر اسے درست نہیں کہیں گے۔ اور اگر نہ مفتی میں نزل کا لفظ ہے اور زیادہ تر ایسا ظہور الیا ہے تو قرائن کی بنا پر اسے نزل نہیں کہہ سکتے بلکہ بیع صحیح مانی جائے گی۔ بیع نزل اگر بیع فاسد ہے مگر قبضہ کرنے سے بھی اس میں ملک حاصل نہیں ہوتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....کسی شخص کو بیع کرنے پر مجبور کیا یعنی بیع نہ کرنے میں قتل یا قطع عضو کی دھمکی دی گئی اس نے ڈر کر بیع کر دی تو بیع فاسد اور موقوف ہے کہ اکراہ جاتا رہنے کے بعد اس نے اجازت دے دی تو جائز ہو جائے گی۔ (درمختار)

اِیجاب وقبول

مسئلہ نمبر ۱.....ایسے دو لفظ جو تملیک وتملک کا افادہ کرتے ہوں یعنی جن کا مطلب ہو کہ چیز کا مالک دوسرے کو کر دیا یا دوسرے کی چیز کا مالک ہو گیا ان کو "ایجاب وقبول" کہتے ہیں ان میں سے پہلے کلام کو ایجاب کہتے ہیں اور اس کے مقابل میں بعد والے کلام کو قبول کہتے ہیں۔ مثلاً بائع نے کہا میں نے یہ چیز اتنے دام میں بیچی مشتری نے کہا میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی تو بائع کا کلام ایجاب ہے اور مشتری کا قبول اور اگر مشتری پہلے کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی تو یہ ایجاب ہوتا ہے اور بائع کا لفظ قبول کہلاتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....ایجاب وقبول کے الفاظ فارسی، اردو وغیرہا ہر زبان کے ہو سکتے ہیں دونوں کے الفاظ ماضی ہوں جیسے خریدا بیچا دونوں حال ہوں جیسے خریدتا ہوں بیچتا ہوں یا ایک ماضی اور ایک حال ہو مثلاً ایک نے کہا بیچتا ہوں اور دوسرے نے کہا خریدا۔ مستقبل کے صیغہ سے بیع نہیں ہو سکتی دونوں کے لفظ مستقبل کے ہوں یا ایک کا مثلاً خریدوں گا بیچوں گا کہ مستقبل کا لفظ آئندہ وعدہ صادر کرنے کے ارادہ پر دلالت کرتا ہے فی الحال عقد کا ثبات نہیں کرتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....ایک نے امر کا صیغہ استعمال کیا جو حال پر دلالت کرتا ہے دوسرے نے ماضی کا۔ مثلاً اس نے کہا اس چیز کو اتنے پر لے دوسرے نے کہا میں نے لیا انعقاد بیع صحیح ہوئی کہ اب بائع دینے سے انکار کر سکتا ہے نہ مشتری لینے سے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....یہ ضروری نہیں کہ خریدا اور بیچا ہی کہیں تو بیع ہو بلکہ یہ مطلب اگر دوسرے لفظ سے ادا ہوتا ہو تو بھی عقد ہو سکتا ہے مثلاً مشتری نے کہا یہ چیز میں نے تم سے اتنے میں خریدی بائع نے کہا ہاں میں نے بہا دام لا و لے لو تمہارے ہی لئے ہے۔ منظور ہے میں راضی ہوں میں نے جائز کیا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر۵.....بائع نے کہا میں نے یہ چیز بیچی مشتری نے کہا ہاں تو بیع نہ ہوئی اور اگر مشتری یہ جواب کرتا اور بائع جواب میں ہاں کہتا تو بیع ہو جاتی۔ استفہام کے جواب میں ہاں کہا تو بیع نہ ہوئی مگر جب کہ مشتری اسی وقت ثمن ادا کردے کہ یہ ثمن ادا کرنا قبول ہے۔ مثلاً کہا گیا تم نے یہ چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیچی؟ اس نے کہا ہاں۔ مشتری نے ثمن دے دیا بیع ہو گئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶.....میں نے اپنا گھوڑا تمہارے گھوڑے سے بدلا دوسرے نے کہا اور میں نے بھی کیا تو بیع ہو گئی۔ بائع نے کہا یہ چیز تمہیں ایک ہزار کو ہے۔ مشتری نے کہا میں نے قبول کی بیع ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۷.....ایک شخص نے کہا یہ چیز تمہارے لئے ایک ہزار کی ہے اگر تم کو پسند ہو دوسرے نے کہا مجھے پسند ہے بیع ہو گئی پھر اگر یہ کہا کہ اگر تم کو موافق آ گیا تم ارادہ کرو تو میں اس کی خواہش ہو اس نے جواب میں کہا کہ مجھے موافق ہے میں نے ارادہ کیا یا مجھے اس کی خواہش ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۸.....ایک شخص نے کہا یہ سامان لے جا اور اس کے متعلق آج غور کرلو۔ اگر تم کو پسند ہو تو ایک ہزار کو ہے دوسرا لے گیا بیع جائز ہو گئی۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر۹.....ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک غلام ہزار روپے میں بیچ کیا اور کہہ دیا کہ اگر آج دام نہ لاؤ گے تو میرے تمہارے درمیان بیع نہ ہوئی مشتری نے اسے منظور کیا مگر اس روز دام نہیں لایا دوسرے روز مشتری بائع سے ملا اور یہ کہا کہ تم نے یہ غلام میرے ہاتھ ایک ہزار میں بیچا۔ اس نے کہا ہاں مشتری نے کہا میں نے اسے لیا تو بیع صحیح ہو گئی کہ کل ہو بیع ہوئی تھی وہ ثمن نہ دینے کی وجہ سے جاتی رہی۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر۱۰.....ایک نے دوسرے کو دور سے پکار کر کہا میں نے تمہارے ہاتھ یہ چیز اتنے میں بیچ کی۔ اس نے کہا میں نے خریدی اگر اتنی دوری ہے کہ ان کی بات میں اشتباہ نہیں ہوتا تو بیع درست ہے ورنہ نادرست۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۱.....بائع نے کہا اس کو میں نے تیرے ہاتھ بیچا۔ مشتری نے اسے کہا اشہد علیّ کر دیا یا ناور تھا اس پر سوار ہو گیا یا کپڑا اٹھا اسے پہن لیا تو بیع ہو گئی یعنی یہ تصرفات قبول کے قائم مقام ہیں۔ یونہی ایک شخص نے دوسرے سے کہا اس چیز کو کھا لو اور اس کے بدلے میں میرا ایک روپیہ تم پر لازم ہوگا۔ اس نے کھا لیا تو بیع درست ہو گئی اور کھانا حلال ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۲.....دو شخصوں میں ایک تھان کے متعلق نرخ ہونے لگا بائع نے کہا پندرہ میں بیچتا ہوں مشتری نے کہا دس میں لیتا ہوں اس سے زیادہ نہیں دوں گا اور مشتری اس تھان کو لے کر چلا گیا۔ اگر نرخ کرتے وقت تھان مشتری کے ہاتھ میں تھا جب تو پندرہ میں بیع ہوئی اور اگر بائع کے ہاتھ میں تھا مشتری نے اس سے لے لیا اس نے منع نہ کیا تو دس روپے میں بیع ہوئی اور اگر تھان مشتری کے پاس ہے اور مشتری نے کہا دس سے زیادہ نہیں دوں گا اور بائع نے کہا پندرہ سے کم میں نہیں بیچوں گا مشتری نے تھان واپس کر دیا اس کے بعد پھر بائع سے کہا لا دو بائع نے دے دیا اور ثمن کے متعلق کچھ نہ کہا اور مشتری لے کر چلا گیا تو دس میں بیع ہوئی۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر۱۳.....ایک چیز کے متعلق بائع نے ثمن بدل کر دو ایجاب کئے۔ مثلاً پہلے پندرہ روپے کہا دوسرے ایجاب میں ایک سَو ثمن بتایا۔ ان دونوں ایجابوں کے بعد مشتری نے قبول کیا تو دوسرے ثمن کے ساتھ بیع قرار پائے گی اور اگر مشتری نے پہلے ایجاب کے بعد بھی قبول کیا تھا پھر دوسرے ایجاب کے بعد قبول کیا تو پہلی بیع فسخ ہو گئی دوسری صحیح ہوئی۔ اور اگر دونوں ایجابوں میں ایک ہی قسم کا ثمن ہے مگر مقدار میں کم و بیش ہے مثلاً پہلے پندرہ روپے کہا پھر دوں یا اس کا علم نہ تھا جب بھی دوسری بیع معتبر ہے پہلی جاتی رہی اور اگر مقدار میں بھی بیشی نہ ہو تو پہلی ہی بیع درست ہے دوسری لغو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۴.....جس مجلس میں ایجاب ہوا اگر قبول کرنے والا اس مجلس سے غائب ہو تو ایجاب بالکل باطل ہو جاتا ہے یہ نہیں ہو سکتا

کہ اس کے قبول کرنے پر موقوف ہے کہ اسے خبر پہنچے اور قبول کرے تو بیع درست ہو جائے ہاں اگر قبول کرنے والے کے پاس ایجاب کے الفاظ لکھ کر بھیجے ہیں تو جس مجلس میں تحریر پہنچی اسی مجلس میں قبول کیا تو بیع صحیح ہے اس مجلس میں قبول نہ کیا تو پھر قبول نہیں کر سکتا۔ یونہی اگر ایجاب کے الفاظ کسی قاصد کے ہاتھ کہلا کر بھیجے تو جس مجلس میں پیغام قاصد اس نے کو پہنچائے گا اسی میں قبول کر سکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ بائع نے ایک شخص سے کہا کہ میں نے بیچنے فلاں کے ہاتھ تجھ سے بیچی اے شخص تو اس کے پاس جا کر بیچنا پہنچا دے اگر نائب کی طرف سے کسی اور شخص نے جو مجلس میں موجود ہے قبول کر لیا تو ایجاب باطل نہ ہوا بلکہ یہ بیچ اس نائب کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ایک شخص کو اس نے خبر پہنچانے پر مامور کیا تھا مگر دوسرے نے خبر پہنچائی اور اس نے قبول کر لیا تو بیع صحیح ہوگئی۔ جس طرح ایجاب تحریری ہوتا ہے قبول بھی تحریری ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک نے دوسرے کے پاس ایجاب لکھ کر بھیجا دوسرے نے قبول لکھ کر بھیج دیا۔ بیع ہو جائے گی مگر یہ ضروری ہے کہ جس مجلس میں ایجاب کی تحریر موصول ہوئی قبول کی تحریر اسی مجلس میں لکھی جائے ورنہ ایجاب باطل ہو جائے گا۔ (درمختار و ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... عاقدین میں سے جب ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو اختیار ہے کہ مجلس میں قبول کرے یا رد کر دے اس کا نام خیارِ قبول ہے۔ خیارِ قبول میں وراثت نہیں جاری ہوتی مثلاً یہ مر جائے تو اس کے وارث کو قبول کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... خیارِ قبول آخر مجلس تک رہتا ہے مجلس بدل جانے کے بعد جاتا رہتا ہے یہ بھی ضروری ہے کہ ایجاب کرنے والا زندہ ہو یعنی اگر ایجاب کے پہلے مر گیا تو اب قبول کرنے کا بھی حق نہ رہا کیونکہ ایجاب باطل ہو گیا قبول کس چیز کو کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... دونوں میں سے کوئی بھی اس مجلس سے اٹھ جائے خیارِ قبول کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائے تو ایجاب باطل ہو جاتا ہے قبول کرنے سے پہلے موجب کو اختیار ہے کہ ایجاب کو واپس کر لے قبول کے بعد واپس نہیں لے سکتا کہ دوسرے کا حق متعلق ہو چکا واپس لینے میں اس کا ابطال ہوتا ہے۔ (بدائع وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ایجاب کو واپس لینے میں یہ ضروری ہے کہ دوسرے نے اس کو سنا ہو۔ مثلاً بائع نے کہا میں نے اس کو بیچا پھر اپنا ایجاب واپس لیا اگر اس کو مشتری نے نہیں سنا اور قبول کر لیا تو بیع صحیح ہوگئی اور اگر موجب کا ایجاب واپس لینا اور دوسرے کا قبول کرنا یہ دونوں ایک ساتھ پائے جائیں تو واپسی درست ہے اور بیع نہیں ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... ایجاب کو لکھ کر بھیجا ہے یا کسی قاصد کے ہاتھ کہلا بھیجا ہے تو جب تک دوسرے کو تحریر یا پیغام نہ پہنچا ہو قبول نہ کیا ہو اس بھیجنے والے کو واپس لینے کا اختیار ہے یہاں اس کی ضرورت نہیں کہ قاصد کو واپس لینے کا علم ہو گیا ہو یا خود مکتوب الیہ یا مرسل الیہ کو علم ہو بلکہ اگر ان میں کسی کو بھی علم نہ ہو جب بھی رجوع صحیح ہے اور رجوع کے بعد اگر قبول پایا جائے تو بیع نہیں ہوتی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲۰..... جب ایجاب و قبول دونوں ہو چکے تو بیع تمام و لازم ہوگئی۔ اب کسی کو دوسرے کی رضامندی کے بغیر رد کر دینے کا اختیار نہ رہا البتہ اگر مبیع میں عیب ہو یا مبیع کو مشتری نے نہیں دیکھا ہے تو خیارِ عیب و خیارِ رویت حاصل ہوتا ہے اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ (بدائع)

WWW.NAFSEISLAM.COM

بیع تعاطی

مسئلہ نمبر ۱..... بیع تعاطی جو بغیر تلفظی ایجاب و قبول کے محض چیز لے لینے اور دے دینے سے ہو جاتی ہے یہ صرف معمولی اشیاء مثلاً ترکاری وغیرہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بیع ہر قسم کی چیز نفیس و خسیس سب میں ہو سکتی ہے اور جس طرح ایجاب و قبول سے بیع لازم ہو جاتی ہے یہاں بھی فوراً دے دینے اور چیز لے لینے کے بعد بیع لازم ہو جائے گی کسی کو بغیر دوسرے کی رضامندی کے رد کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ (بدائع وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... اگر ایک جانب سے تعاطی ہو مثلاً چیز کا دام طے ہو گیا اور مشتری چیز کو بائع کی رضامندی سے اٹھا لے گیا اور دام نہ دیا

مشتری نے بائع کو ثمن ادا کر دیا اور مبیع بغیر لئے چلا گیا تو اس صورت میں بھی بیع لازم ہو جاتی ہے کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی رد کرنا چاہے تو رد نہیں کر سکتا قاضی بیع کو لازم کر دے گا دام طے کرنے کی وہاں ضرورت ہے کہ دام معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہو جیسے بازار میں روٹی بکتی ہے عام طور پر ہر شخص کو نرخ معلوم ہے یا گوشت وغیرہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا ثمن لوگوں کو معلوم ہوتا ہے ایسی چیزوں کے ثمن طے کرنے کی ضرورت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... دکاندار کو گیہوں کے لئے روپے دیئے اور پوچھا روپے کے کتنے سیر اس نے کہا اس سیر مشتری خاموش ہو گیا یعنی وہ نرخ منظور کر لیا پھر اس سے گیہوں طلب کئے بائع نے کہا کل دوں گا مشتری چلا گیا دوسرے دن گیہوں لینے آیا تو نرخ تیز ہو گیا بائع کو اسی پہلے نرخ سے دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... بیع تعاطی میں یہ ضروری ہے کہ لین دین کے وقت اپنی ناراضی ظاہر نہ کرتا ہو اور ناراضی کا اظہار کرتا ہو تو بیع منعقد نہیں ہوئی۔ مثلاً ترپ وغیرہ بوتے لے جا رہے ہیں بائع کو پیسے دے دیئے مگر بائع کہتا جا رہا ہے کہ اتنے میں نہیں دوں گا تو بیع نہ ہوئی اگرچہ بازار والوں کی عادت معلوم ہے کہ ان کو دینا نہیں ہوتا پیسے پھینک دیتے ہیں پانچ چھین لیتے ہیں اور ایسا نہ کریں تو دل سے راضی ہیں خالی منہ سے مشتری کا خوش کرنے کے لئے کہتے جا رہے ہیں کہ نہیں روں گا نہیں روں گا یہ عادت معلوم کرنے کی صورت میں بھی اگر صراحتاً راضی موجود ہو تو بیع درست نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... ایک بوجھ ایک روپیہ کو خریدا پھر بائع سے یہ کہا کہ اسی دام کا ایک بوجھ یہاں اور لا کر ڈال دو اس نے لا کر ڈال دیا تو اس دوسرے کی بھی بیع ہو گئی۔ مشتری لینے سے انکار کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... قصاب سے کہا روپیہ کے تین سیر کے حساب سے اتنے کا گوشت تول دو اس نے تول دیا تو اب لینے سے انکار نہیں کر سکتا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۷..... خربوزوں کا ٹوکرا لیا جس میں چھوٹے بڑے ہر قسم کے پھل ہیں مالک سے مشتری نے پوچھا کہ یہ خربوزے کس حساب سے ہیں۔ اس نے روپیہ کے دس بتائے مشتری نے دس پھل چھانٹ کر بائع کے سامنے نکال لئے یا بائع نے مشتری کے لئے نکال دیئے اور مشتری نے لے لئے بیع ہو گئی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۸..... دکانداروں کے یہاں سے نرخ کے لئے چیزیں منگائی جاتی ہیں اور نرخ کرا لینے کے بعد ثمن کا حساب ہوتا ہے ایسا کرنا دستاناً جائز ہے۔ (درمختار)

مبیع و ثمن

مسئلہ نمبر ۱..... عقد میں جو چیز معین ہوتی ہے کہ جس کو دینا کہا اسی کا دینا واجب ہے اس کو مبیع کہتے ہیں اور جو چیز معین نہ ہو وہ ثمن ہے۔ اشیاء تین قسم پر ہیں ایک وہ کہ ہمیشہ ثمن ہو دوسری وہ کہ ہمیشہ مبیع ہو تیسری وہ کہ کبھی ثمن ہو کبھی مبیع۔ جو ہمیشہ ثمن ہے وہ روپیہ اور اشرفی ہے ان کے مقابلے میں کوئی چیز ہو ان کو پیسا کہا جاتا ہے یا ان سے پیسا کہا جائے ہر حال میں یہی ثمن ہیں۔ پیسے بھی ثمن ہیں کہ معین کرنے سے معین نہیں ہوتے نکھرن کی ٹھیلیہ، بالٹی ہو سکتی ہے جو ہمیشہ مبیع ہو وہ ایسی چیز ہے کہ ذوات الامثال سے نہ ہو یعنی ذوات القیم سے ہو اور عددی متفاوت کہ یہ ہمیشہ مبیع ہوں گی مگر پرکھ کے خان کا وصف بیان کر دیا جائے اور اس کے لئے کوئی میعاد مقرر کر دی جائے تو ثمن بن سکتا ہے اس کے مول لینے غلام وغیرہ کوئی معین چیز خرید سکتے ہیں۔ تیسری قسم کہ کبھی ثمن اور کبھی مبیع ہو وہ مکیل (ناپ کی چیز) و موزون (جو تول کر بکتی ہے) اور عددی متقارب (جو چیز گنتی سے بکتی ہے اس کے افراد کی قیمتوں میں غبت نہ ہو) ان چیزوں کو اگر ثمن کے مقابل میں ذکر کیا تو مبیع ہیں اور اگر ان کے مقابل میں انہیں جیسی

چیز میں ہیں یعنی کیل وموزون وعددی متقارب تو اگر دونوں جانب کی چیزیں معین ہوں بیع جائز ہے اور دونوں چیزیں مبیع قرار پائیں گی۔ اور اگر ایک جانب معین ہو اور دوسری جانب غیر معین مگر اس غیر معین کا وصف بیان کر دیا ہے کہ اس قسم کی ہوگی اس صورت میں اگر معین کو مبیع اور غیر معین کو ثمن قرار دیا جائے بیع جائز ہے اور غیر معین کو قبض سے پہلے قبضہ کرنا ضروری ہے اور اگر غیر معین کو مبیع اور معین کو ثمن بنایا تو بیع جائز ہوگی اس صورت میں مبیع اور ثمن بنانے کا یہ طلب ہے کہ جس کو بیچنا کہا وہ مبیع ہے اور جس سے بیچنا کہا وہ ثمن ہے اور اگر دونوں غیر معین ہو تو بیع جائز ہوگی۔

مسئلہ نمبر ۲..... مبیع اور مقولات کی قسم سے ہے بقا بائع کا اس پر قبضہ ہونا ضروری ہے قبل قبضہ کے بیع تولیہ وغیرہ کی بیع جائز ہے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ نمبر ۳..... مبیع اور ثمن کی مقدار معلوم ہونا ضروری ہے اور ثمن کا وصف بھی معلوم ہونا ضروری ہے ہاں اگر ثمن کی طرف اشارہ کر دیا جائے مثلاً اس روپیہ کے بدلے میں ذرہ اتنو مقدار کے گیہوں کی ضرورت ہے وصف کے۔ البتہ اگر وہ مال ربوی ہے اور مقابلہ جنس کے ساتھ ہو مثلاً گیہوں کی اس ڈھیری کو بدلے میں اس ڈھیری کے بیچا تو اگرچہ یہاں مبیع وثمن دونوں کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے مگر پھر بھی مقدار کا معلوم ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر دونوں مقداریں برابر نہ ہوں تو سود ہوگا۔ (درمختار)

ثمن کا حال ومؤجل ہونا

مسئلہ نمبر ۱..... بیع میں کبھی ثمن حال ہوتا ہے یعنی فوراً دینا اور کبھی مؤجل یعنی اس کی ادا کے لئے کوئی میعاد معین کر دی جائے کیونکہ میعاد معین نہ ہوئی تو جھگڑا ہوگا۔ اصل یہ ہے کہ ثمن حال ہونا قبضہ عقد میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ثمن حال ہے بلکہ عقد میں ثمن کے متعلق اگر کچھ نہ کہا جب بھی فوراً دینا ہوگا اور ثمن مؤجل کے لیے یہ ضروری ہے کہ عقد ہی میں مؤجل ہونا ذکر کیا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... میعاد کے متعلق اختلاف ہوا بائع کہتا ہے میعاد تھی ہی نہیں اور مشتری میعاد ہوا بتاتا ہے تو گواہ مشتری کے معتبر ہیں اور قول بائع کا معتبر ہے اور اگر مقدار میعاد میں اختلاف ہوا ایک کم بتاتا ہے اور ایک زیادہ تو اس کی بات مانی جائے گی جو کم بتاتا ہے اور گواہ یہاں بھی مشتری کے معتبر ہیں اور اگر ایک کہتا ہے میعاد گزر چکی ہے اور ایک بتاتا ہے باقی ہے تو قول بھی مشتری ہی کا معتبر ہے دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ بھی اسی کے معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳..... مدیون کے مرنے سے میعاد باطل ہو جاتی ہے اور دائن کے مرنے سے باطل نہیں ہوتی کیونکہ میعاد کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تجارت وغیرہ کر کے اس زمانہ میں دین کی مقدار فراہم کر لے گا اور ادا کر دے گا اور جب ثروتی نہ ہو تو میعاد ہونا فضول ہے بلکہ جو کچھ ترکہ ہے وہ دین ادا کرنے کے لئے متعین ہے لہٰذا بیع مؤجل میں بائع کے مرنے سے اجل باطل نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... عقد بیع میں ثمن ادا کرنے کی کوئی میعاد مذکور نہ تھی یعنی بیع حال تھی۔ بعد عقد بائع نے مشتری کو ادائے ثمن کے لئے ایک میعاد معلوم مقرر کر دی۔ مثلاً پندرہ دن یا ایک مہینہ یا ایسی میعاد مقررہ کی جس میں تھوڑی سی جہالت ہے مثلاً کھیت جب کٹے گا اس وقت ثمن ادا کرنا تو اب ثمن مؤجل ہو گیا کہ جب تک میعاد پوری نہ ہو بائع کو ثمن کے مطالبہ کا حق نہیں اور اگر ایسی میعاد مقرر کی جو ثمن میں بہت زیادہ جہالت ہو مثلاً جب آندھی چلتی اس وقت ثمن ادا کرنا تو یہ میعاد باطل ہے۔ ثمن اب بھی غیر معیادی ہے۔ (درمختار وہندیہ)

مسئلہ نمبر ۵..... مبیع کا دام ایک ہزار مشتری نے بھیجا کہ نے کر دیا کہ ہر مہینے میں سو روپیہ دے دیا کرنا تو اس کی وجہ سے دین مؤجل نہ ہوگا کسی پر ہزار روپیہ دین ہے اور دائن نے ادا کے لئے قسطیں مقرر کر دی ہیں اور یہ بھی شرط کر دی ہے کہ ایک قسط بھی وقت پر موصول نہ ہوئی تو باقی کل دین حال ہو جائے گا یعنی فوراً وصول کیا جائے گا اس قسم کی شرط صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... میعاد اس وقت سے شروع کی جائے گی جب کہ بائع نے مبیع مشتری کو دے دی اور اگر مثلاً ایک سال کی میعاد تھی مگر

سال گزر گیا اور ابھی تک مبیع ہی نہیں دی ہے تو دینے کے بعد ایک سال کی میعاد ملے گی۔ (درمختار)

مختلف قسم کے سکے چلتے ہوں تو ان کی صورتیں

مسئلہ نمبر۱..... کسی جگہ مختلف قسم کے روپے چلتے ہوں اور عاقد نے مطلق روپیہ کہا تو وہ روپیہ مراد لیا جائے گا جو بیشتر اس شہر میں چلتا ہے یعنی جس کا رواج زیادہ ہے چاہے ان سکوں کی مالیت مختلف ہو یا ایک ہو۔ اور اگر ایک ہی قسم کا روپیہ چلتا ہے جب تو ظاہر ہے کہ وہی متعین ہے اور اگر چلن یکساں ہے کسی کا کم اور کسی کا زیادہ نہیں اور مالیت برابر ہو تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے کہ جو چاہے دے۔ مثلاً ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی تو ایک روپیہ یا دو اٹھنیاں یا چار چونیاں یا آٹھ دونیاں جو چاہے دے۔ اور مالیت میں اختلاف ہے جیسے حیدرآبادی روپے اور چرہ دار (کلدار) کو دونوں کی مالیت میں اختلاف رہتا ہے اگر کسی جگہ دونوں کا یکساں چلن ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار، ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر۲..... اگر سکے مختلف مالیت کے ہوں اور چلن یکساں ہے چلن اور مطلق روپیہ متعدد میں بولا مگر ابھی کھلی باتی ہے کہ ایک نے متعین کر دیا کہ فلاں روپیہ اور دوسرے نے منظور کر لیا تو عقد صحیح ہے۔ (فتح القدیر)

ناپ تول اور تخمینے سے بیع

مسئلہ نمبر۱..... گیہوں اور جو اور ہر قسم کے غلہ کی بیع تول کی بھی ہو سکتی ہے اور ناپ کے ساتھ بھی۔ مثلاً ایک روپیہ کا اتنے صاع اور اتنی اور تخمینہ سے بھی خریدے جا سکتے ہیں مثلاً یہ ڈھیری ایک روپیہ کو اگرچہ معلوم نہیں کہ اس ڈھیری میں کتنے سیر ہیں مگر تخمینہ سے اسی وقت خریدے جا سکتے ہیں جب کہ نوعِ جنس کے ساتھ بیع ہو۔ مثلاً روپیہ سے یا گیہوں کو جو سے یا کسی اور دوسرے غلہ سے اور اگر اسی جنس سے بیع کریں مثلاً گیہوں کو گیہوں سے خریدیں تو تخمینہ سے بیع نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر کم و بیش ہو تو سود ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۲..... جنس کو جنس کے ساتھ تخمیناً بیع کیا اگر اسی مجلس میں معلوم ہو گیا کہ دونوں برابر ہیں تو بیع جائز ہو گئی۔ یونہی اگر دونوں میں کمی بیشی کا احتمال نہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ ان کی مقدار کیا ہے جب بھی بیع جائز ہے اس صورت میں تخمینہ کا صرف اتنا مطلب ہے کہ دونوں کا وزن معلوم نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۳..... جنس کے ساتھ تخمیناً بیع کی گئی مگر نصف صاع سے کم کی بیشی ہے تو بیع جائز ہے کہ نصف صاع سے کم میں سود نہیں ہوتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۴..... ایک برتن ہے جس کی مقدار معلوم نہیں کہ اس میں کتنا غلہ آتا ہے یا پتھر ہے معلوم نہیں کہ اس کا وزن کیا ہے۔ اس کے ساتھ بیع کرنا جائز ہے مثلاً اس برتن سے چار برتن گیہوں ایک ایک روپیہ میں یا اس پتھر سے فلاں چیز ایک روپیہ کی اتنی مرتبہ تولی جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ ناپ تول میں زیادہ زمانہ گزرنے نہ دیں کیونکہ زیادہ زمانہ گزرنے میں ممکن ہے کہ برتن جاتا رہے یا پتھر گم ہو جائے پھر کسی چیز سے ماپیں تو نہ سکے اور یہ برتن سنیخار یا پھیلنے والا نہ ہو لکڑی یا لوہے یا پتھر کا ہو اور اگر سنیخے پھیلنے والا ہو تو بیع جائز نہیں جیسے زنبیل البتہ پانی کی مشک اگر چہ سنیخے پھیلنے والی چیز ہے مگر عرف و تعامل اس کی بیع پر جاری ہے یہ بیع جائز ہے۔ (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر۵..... غلہ کی ایک ڈھیری اس طرح بیع کی اس میں کا ہر ایک صاع ایک روپیہ کو تو صرف ایک صاع کی بیع درست ہوئی اور اس میں بھی مشتری کو اختیار ہوگا کہ لے لے یا نہ لے لیا نہ لے باں اگر اسی مجلس میں وہ ساری ڈھیری ناپ دی یا بائع نے ظاہر کر دیا اور بتا دیا کہ اس ڈھیری

میں اتنے صاع ہیں تو پوری ڈھیری کی بیع درست ہو جائے گی اور اگر مقدر سے پہلے یا مقدر میں صاع کی تعداد بتادی ہے تو مشتری کو اختیار نہیں اور بعد میں ظاہر کی ہے تو ہے یہ کہ قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ مجلس کے بعد بھی اگر صاع کی تعداد معلوم ہو گئی بیع صحیح ہے اور اسی قول صاحبین پر آسانی کے لئے فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (جدید طبع، درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... بکریوں کا ریوڑ خریدا کہ اس میں کی ہر بکری ایک روپیہ کو یا کپڑے کا تھان خریدا کہ ہر ایک گز ایک روپیہ کو یا اسی طرح کوئی اور بعدوی متفاوت خریدا اور معلوم نہیں کہ ریوڑ میں کتنی بکریاں اور تھان میں کتنے گز کپڑا ہے مگر بعد میں معلوم ہو گیا تو صاحبین کے نزدیک بیع جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... نقد کی ڈھیری خریدی کہ مثلاً یہ سو من ہے اور اس کی قیمت سو روپیہ بعد میں اسے تولا پورا سو من ہے جب تو بالکل ٹھیک ہے اور اگر سو من سے زیادہ ہے تو جتنا زیادہ ہے مبیع کا ہے اور اگر سو من سے کم ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ جتنا کم ہے اس کی قیمت کم کر کے باقی لے لیا کچھ نہ لے یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جو ناپ اور تول سے بکتی ہے۔ البتہ اگر وہ اس قسم کی چیز ہو کہ اس کے نکلے کرنے میں نقصان ہوتا ہو اور جو وزن بتایا ہے اس سے زیادہ نکلی تو کل مشتری ہی کو ملے گی اور اس میں زیادتی کے مقابل میں مشتری کو کچھ دینا نہیں پڑے گا کہ وزن ایسی چیز میں کا وصف ہوتا ہے اور وصف کے مقابل میں ثمن کا حصہ نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک موتی بایا قوت خریدا کہ یہ ایک ماشہ ہے اور نکلا ایک ماشہ سے کچھ زیادہ تو جو ثمن مقرر ہوا ہے وہ دے کر مشتری لے لے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... تھان خریدا کہ مثلاً یہ دس گز ہے اور اس کی قیمت دس روپیہ ہے اگر یہ تھان اس سے کم نکلا جتنا بائع نے بتایا ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے دام میں لے یا بالکل نہ لے یہ نہیں ہو سکتا کہ جتنا کم ہے اس کی قیمت کم کر دی جائے اور اگر تھان اس سے زیادہ نکلا جتنا بتایا تھا تو یہ زیادتی بلا قیمت مشتری ہی کی ہے بائع کو کچھ اختیار نہیں نہ وہ زیادتی سے لے سکتا ہے نہ اس کی قیمت لے سکتا ہے نہ بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ یونہی اگر زمین خریدی کہ یہ سو گز ہے اور اس کی قیمت سو روپے ہے اور کم یا زیادہ نکلی تو بیع صحیح ہے اور سو ہی روپے دینے ہوں گے مگر کمی کی صورت میں مشتری کو اختیار حاصل ہے کہ لے یا چھوڑ دے۔ (جدید، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... یہ کہہ کر تھان خریدا کہ دس گز کا ہے دس روپے میں اور یہ کہہ دیا کہ فی گز ایک روپیہ اب نکلا کم تو جتنا کم ہے اس کی قیمت کم کر دے اور مشتری کو یا اختیار ہے کہ نہ لے اور اگر زیادہ نکلا مثلاً گیارہ گز ہے تو اس سے زیادہ کا روپیہ دے بائع کو فسخ کر دے۔ (جدید، وغیرہ) یہ حکم اس تھان کا ہے جو پورا ایک طرح کا نہیں ہوتا جیسے چکن گل بدن اور ایک طرح کا ہوتا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بائع اس زیادتی کو پھاڑ کر دس گز مشتری کو دے دے۔

مسئلہ نمبر ۱۰..... کسی کیان یا حمام کے سوگز میں سے دس گز خریدے تو بیع فاسد ہے اور اگر یوں کہتا ہے کہ سو حمام میں سے دس حمام خریدے تو بیع صحیح ہوئی اور پہلی صورت میں اگر اسی مجلس میں دو دس گز زمین معین کر دی جائے کہ مثلاً یہ دس گز تو بیع صحیح ہو جائے گی۔ (جدید، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... کپڑے کی ایک گٹھری خریدی اس شرط پر کہ اس میں دس تھان ہیں مگر نکلے تو نو تھان تھے یا گیارہ تو بیع فاسد ہو گئی کہ کمی کی صورت میں ثمن مجہول ہے اور زیادتی کی صورت میں مبیع مجہول ہے اور اگر ہر ایک تھان کا ثمن بیان کر دیا تو کمی کی صورت میں بیع جائز ہو گئی کہ نو تھان کی قیمت دے کر لے لے مگر مشتری کو اختیار ہو گا کہ بیع کو فسخ کر دے اور اگر گیارہ تھان نکلے تو بیع جائز ہے کہ مبیع مجہول ہے۔ ان میں سے ایک تھان کون سا تم کیا جائے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... تھانوں کی ایک گٹھری خریدی اور ایک غیر معین تھان کا استثنا کر دیا یا بکریوں کا ایک ریوڑ خریدا اور ایک بکری غیر معین کا استثنا کیا تو بیع فاسد ہو گئی کہ مطلوم نہیں وہ مستثنیٰ کون ہے اور اس سے لازم آیا کہ مبیع مجہول ہو جائے اور اگر معین تھان یا بکری کا استثنا ہو تا بیع جائز

ہوتی کو مبیع میں کسی قسم کی جہالت پیدا نہ ہوتی (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... تھان خریدا کہ دس گز ہے بیچی گز ایک روپیہ اور وہ ساز ھے دس گز کا نکلا تو دس روپے پائے گا اور ساز ھے نو کا نکلا تو مشتری کو اختیار ہے کہ نو روپے میں لے لیا نہ لے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک زمین خریدی کہ اس میں اتنے پھل دار درخت ہیں مگر ایک درخت ایسا نکلا جس میں پھل نہیں آتا تو بیع فاسد ہوئی اور اگر زمین خریدی کہ اس میں اتنے درخت ہیں اور کم نکلے تو بیع جائز ہے مگر مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے پورے ثمن پر لے لے اور چاہے نہ لے۔ یونہی اگر مکان خریدا کہ اس میں اتنے کمرے یا کوٹھریاں ہیں اور کم نکلیں تو بیع جائز ہے مگر مشتری کو اختیار ہے۔ (درمختار و درمختار)

کیا چیز بیع میں تبعاً داخل ہوتی ہے اور کیا چیز نہیں

مسئلہ نمبر ۱..... کوئی مکان خریدا تو جتنے کمرے اور کوٹھریاں ہیں سب بیع میں داخل ہیں یونہی جو چیز بیع کے ساتھ متصل ہو اور اس کا اتصال قرار دیا جاتا ہے اس کی وضع اس لئے نہیں ہے کہ بعد اکھاڑی جائے گی تو یہ بھی بیع میں داخل ہوگی۔ مثلاً مکان کا زینہ یا لکڑی کا زینہ جو مکان کے ساتھ متصل ہو دروازہ اور چوکھٹ اور کھڑکی اور وہ نقل جو دروازہ سے متصل ہوتا ہے اور اس کی پانی، مکان کے سامنے جو سیختے لگے ہوتے ہیں یہ سب بیع میں داخل ہیں اور وہ تالا جو دروازے سے متصل نہیں بلکہ الگ رہتا ہے جیسے عام طور پر تالے ہوتے ہیں بیع میں داخل نہیں بلکہ یا بائع لے لے گا۔ (درمختار و فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲..... زمین میں چاہی ڈالی تو اس میں چھوٹے بڑے پھل دار اور بے پھل جتنے درخت ہیں سب بیع میں داخل ہیں مگر سوکھا درخت جو ابھی تک زمین سے اکھڑا نہیں ہے وہ داخل نہیں یہ گویا لکڑی ہے جو زمین پر رکھی ہے لہٰذا آم وغیرہ کے پودے جو زمین میں ہوتے ہیں کہ یہ سات میں یہاں سے کھود کر دوسری جگہ لگائے جاتے ہیں یہ بھی داخل ہیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۳..... کان بیچا تو بیلچہ بیع میں داخل نہ ہوئی اگرچہ نیچے کا پاٹ زمین میں جڑا ہوا اور ڈول رسی بھی داخل نہیں اور کوئیں پر پانی بھرنے کی چرخی اگر متصل ہو تو داخل ہے اگر رسی سے بندھی ہو یا دونوں بازوؤں میں حلقہ لگا کر پانی بھرنے کے وقت چرخی لگا دیتے ہیں پھر نکال کر دیتے ہیں تو ان دونوں صورتوں میں داخل نہیں۔ (درمختار و فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۴..... حمام بیچا تو پانی گرم کرنے کی دیگ جو زمین سے متصل ہے بیچا اتنی بڑی اور بھاری ہے کہ ادھر ادھر منتقل نہیں ہو سکتی بیع میں داخل ہے اور چھوٹی دیگ جو متصل نہیں ہے بیع میں داخل نہیں۔ دھونی کی دیگ جس میں بھٹی چڑھاتا ہے اور مگھریرہ کے منکے وغیرہ جن میں رنگ تیار کرتا ہے یہ سب اگر متصل ہوں تو داخل ہیں ورنہ نہیں۔ یونہی دھونی کا پلا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... گدھے والے سے گدھا خریدا تو اس کا پالان بیع میں داخل ہے اور اگر گدھا خرید تو نہیں اور اس کے لگے میں باد وغیرہ بیچا، بیع تو بیع میں منتقاً داخل ہے۔ (درمختار و درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... گائے یا بھینس خریدی تو اس کا چھوٹا بچہ جو دودھ پیتا ہے بیع میں داخل ہے اگرچہ ذکر نہ کیا ہو اور گدھی خریدی تو اس کا دودھ پیتا بچہ بیع میں داخل نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... لونڈی غلام بیچے تو جو کپڑے عرف کے موافق پہنے ہوئے ہیں بیع میں داخل ہیں اگر ان کپڑوں کو نہ دیا یا ہے ان کے مثل دوسرے کپڑے دے یہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر کپڑے نہ پہنے ہوں تو بائع پر بقدر ستر عورت کپڑا دینا لازم ہوگا اور لونڈی زیور پہنے ہوئے ہو تو یہ

بیع میں داخل نہیں ہاں اگر بائع نے زیور سمیت مشتری کو دے دی یا مشتری نے زیور کے ساتھ قبضہ کیا اور بائع چپ رہا کچھ نہ بولا تو زیور بھی بیع میں داخل ہو گئے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... گھوڑا یا اونٹ بیچا تو لگام اور نکیل بیع میں داخل ہے یعنی اگر بیع میں مذکور نہ ہوں بائع ان کو دینے سے انکار نہیں کر سکتا اور زین یا کاٹھی بیع میں داخل نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... گھوڑی یا گدھی یا گائے بکری کے ساتھ بچہ بھی ہے اگر بچہ کو بازار میں لے گیا ہے جب کہ اس کی ماں کو بیچنے کے لئے لے گیا ہے تو بچہ بھی مرغا بیع میں داخل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... پھل خریدی اور اس کے حکم سے موتی نکلا اگر یہ موتی جیب میں ہے تو مشتری کا ہے اور اگر بغیر جیب کے خالی موتی ہے تو بائع نے اگر پھل کا انکار کیا ہے تو اسے واپس کرے اور بائع کے پاس یہ موتی بطور لقطہ امانت رہے گا کہ تصدق کرے اگر مالک کا پتہ نہ چلے خیرات کر دے اور مرغی کے پیٹ میں موتی ملا تو بائع کو واپس کرے۔ (خانیہ عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... جو بیع بیع میں طبعاً داخل ہو جاتی ہے اس کے مقابلے میں ثمن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا یعنی وہ بیع ضائع ہو جائے تو ثمن میں کمی نہ ہوگی مشتری کو پورے ثمن کے ساتھ لینا ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... زمین بیع کی اور اس میں کھیتی ہے تو زراعت بائع کی ہے البتہ اگر مشتری شرط کر لے یعنی مع زراعت کے لے تو مشتری کی ہے۔ اسی طرح اگر درخت بیچا جس میں پھل موجود ہیں تو پھل بائع کے ہیں مگر جب کہ مشتری اپنے لئے شرط کر لے۔ یونہی چنبیلی، گلاب، جوہی وغیرہ کے درخت خریدے تو پھول بائع کے ہیں جب کہ مشتری شرط کر لے۔ (جامع الفصولین)

مسئلہ نمبر ۱۳..... زراعت والی زمین یا پھل والا درخت خریدا تو بائع کو چھوڑنا نہیں کہ جب تک چاہے زراعت رہنے دے یا پھل نہ توڑے بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ زراعت کاٹ لے اور پھل توڑ لے اور زمین یا درخت مشتری کو سپرد کر دے کیونکہ اب وہ مشتری کی ملک ہے اور دوسرے کی ملک کو مشغول رکھنے کا اسے حق نہیں البتہ اگر مشتری نے ثمن ادا نہ کیا ہو تو بائع پر تسلیم محبوس ہے جب نہیں۔ (ہدایہ درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... کھیت کی زمین بیع کی جس میں زراعت ہے اور بائع یہ چاہتا ہے کہ جب تک زراعت تیار نہ ہو کھیت ہی میں رہے تیار ہونے پر کاٹی جائے اور اتنے زمانے تک کی تحدید نہ کرتا ہے اگر مشتری راضی ہو جائے تو ایسا بھی کر سکتا ہے مگر رضامندی کے نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... کاٹنے کے لئے درخت خریدا ہے تو عادۃً درخت خریدنے والے جہاں تک جڑ کھود کر نکالا کرتے ہیں یہ بھی کھود کر نکالے گا مگر جب کہ بائع نے یہ شرط کر دی ہو کہ زمین کے اوپر سے کاٹنا ہوگا جڑ کھودنے کی اجازت نہیں تو اس صورت میں زمین کے اوپر ہی سے درخت کاٹ سکتا ہے یا شرط نہیں کی ہے مگر جڑ کھودنے میں بائع کا نقصان ہے۔ مثلاً وہ درخت دیوار یا کنوئیں کے قریب ہے جڑ کھودنے میں دیوار گر جانے یا کنواں منہدم ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اس حالت میں بھی زمین کے اوپر سے ہی کاٹ سکتا ہے۔ پھر اگر اس جڑ میں دوسرا درخت پیدا ہوتا ہے درخت بائع کا ہوگا ہاں اگر درخت کا کچھ حصہ زمین کے اوپر چھوڑ دیا ہے اور اس میں شاخیں نکلی تو یہ شاخیں مشتری کی ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... درخت اگر کاٹنے کی غرض سے خریدا ہے تو مشتری کو حکم دیا جائے گا کہ کاٹ لے جائے چھوڑ رکھنے کی اجازت نہیں اور اگر باقی رکھنے کے لئے خریدا ہے تو کاٹنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا ہے اور کاٹ بھی لے تو اس کی جگہ پر دوسرا درخت لگا سکتا ہے۔ بائع کو روکنے کا حق حاصل نہیں کیونکہ زمین کا اتنا حصہ اس صورت میں مشتری کا ہو چکا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... جڑ سمیت درخت خریدا اس کی جڑ میں سے اور درخت اُگے گا اگر ایسا ہے کہ پہلا درخت کاٹ لیا جائے تو یہ درخت سوکھ جائیں گے تو یہ بھی مشتری کے ہیں کہ اسی کے درخت سے اُگے ہیں ورنہ بائع کے ہیں مشتری کو ان سے تعلق نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... زراعت تیار ہونے سے قبل بیع وفا اس شرط پر کہ جب تک تیار نہ ہوئی کھیت میں رہے گی یا کھیت کی زمین بیع وفا اور اس میں زراعت موجود ہے اور شرط یہ کہ جب تک تیار نہ ہوئی کھیت میں رہے گی اور یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... کاٹنے کے لئے درخت خریدا یا اس کے نیچے کی زمین بیع میں داخل نہیں اور باقی رکھنے کے لئے خریدا ہے تو زمین بیع میں داخل ہے اور اگر بیع کے وقت نہ یہ ظاہر کیا کہ کاٹنے کے لئے خریدا ہے اور نہ یہ کہ باقی رکھنے کے لئے خریدا ہے تو بھی نیچے کی زمین بیع میں داخل ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... زمین بیع کی تو وہ چیزیں جو زمین میں باقی رکھنے کی غرض سے ہیں جیسے درخت اور نباتات یہ بیع میں داخل ہیں اگرچہ ان کو بیع میں ذکر نہ کیا ہو اور یہ بھی نہ کہا ہو کہ بجمیع حقوقہ ومرافقہ کے ساتھ خریدتا ہوں البتہ اس زمین میں سوکھا ہوا درخت ہے تو اس طرح کی بیع میں داخل نہیں اور جو چیزیں باقی رکھنے کے لئے نہیں جیسے بانس نرکل گھاس یہ بیع میں داخل نہیں مگر جب کہ بیع میں ان کا ذکر کر دیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... چھوٹا سا درخت خریدا تھا اور بائع کی اجازت سے زمین میں لگا رہا تھا نہ یہ کہ اب وہ ہو گیا تو وہ پورا درخت مشتری کا ہے اور بائع اگرچہ اجازت دے چکا ہے مگر اس کو یہ اختیار ہے کہ مشتری سے جب چاہے کہہ سکتا ہے کہ اسے کاٹ لے جائے اور اب مشتری کو رکھنا جائز نہ ہوگا۔ اور اگر بغیر اجازت بائع مشتری نے چھوڑ رکھا ہے اور اب اس میں پھل آ گئے تو پھلوں کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۲..... زمین ایک شخص کی ہے جس میں دوسرے شخص کے درخت ہیں مالک زمین نے باجازت مالک درخت زمین و درخت بیع ڈالے اب اگر کسی آفت سماوی سے درخت ضائع ہو گئے تو مشتری کو یہ اختیار ہے کہ زمین نہ لے اور بیع فسخ کر دی جائے اور لے گا تو پوری قیمت جو زمین و درخت دونوں کی ملی دینی ہوگی اور یہ پورا ثمن اس صورت میں مالک زمین ہی کو ملے گا مالک درخت کو کچھ نہ ملے گا۔ (عالمگیری)

پھل اور بہار کی خریداری

مسئلہ نمبر ۱..... باغ کی بہار پھل آنے سے پہلے بیع وفا یا جائز ہے۔ یونہی اگر کچھ پھل آ چکے ہیں کچھ باقی ہیں جب بھی ناجائز ہے جب کہ موجودہ غیر موجود دونوں کی بیع مقصود ہو اور اگر سب پھل آ چکے ہیں تو یہ بیع درست ہے مگر مشتری کو یہ حکم ہوگا کہ ابھی پھل نہ توڑ کر درخت خالی کر دے۔ اور اگر یہ شرط ہے کہ جب تک پھل تیار نہ ہوں گے درخت پر رہیں گے تیار ہو جانے کے بعد توڑے جائیں گے تو یہ شرط فاسد ہے اور بیع ناجائز اور اگر پھل آ جانے کے بعد بیع ہوئی مگر ہنوز مشتری کا قبضہ نہ ہوا تھا اور پھل پیدا ہو گئے بیع فاسد ہو گئی کہ اب بیع غیر مبیع میں امتیاز باقی نہ رہا اور قبضہ کے بعد دوسرے پھل پیدا ہوئے تو بیع پر اس کا کوئی اثر نہیں مگر چونکہ یہ پیدا پھل بائع کے ہیں اور امتیاز نہیں لہٰذا بائع و مشتری دونوں شریک ہیں۔ رہا یہ کہ کتنے پھل بائع کے ہیں اور کتنے مشتری کے اس میں مشتری حلف سے کہے گا اسی کا قول معتبر ہے۔ (فتح القدیر و درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... پھل خریدے نہ یہ شرط کی ابھی توڑ لے گا اور نہ یہ کہ پکنے تک درخت پر رہیں گے اور بعد عقد بائع نے درخت پر چھوڑنے کی اجازت دے دی تو یہ جائز ہے اور اب پھلوں میں جو کچھ زیادتی ہوگی وہ مشتری کیلئے حلال ہے بشرطیکہ درخت پر پھل چھوڑے رہنے کا عرف نہ ہو کیونکہ اگر عرف ہو چکا ہو جیسا کہ اس زمانہ میں عموماً ہندوستان میں یہی ہوتا ہے کہ یہاں شرط نہ ہو جب بھی شرط ہی کا حکم ہوگا اور بیع فاسد

۱۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جہاں تک درخت کی شاخیں پھیلی ہوں اور نہ یہ کہ جہاں تک جڑیں پہنچی ہوں بلکہ حدِ درخت کی انتہا سمائی ہے اتنی زمین بیع میں داخل ہے یہاں تک کہ گڑھے کے بعد درخت ہٹنا خلاف سے نیا دعویٰ ہوا تو گویا فروخ کو اختیار ہے کہ درخت قبول کرا تا ہی کر دے ہٹنا نہ کے وقت خلاف کے وقت خلاف۔ (عالمگیری) ۱۲ منہ

ہوئی البتہ اگر تصریح کر دی جائے کہ فی الحال تو لیا ہوگا اور بعد میں مشتری کے لئے بائع نے اجازت دے دی تو یہ بیع فاسد نہ ہوئی اور اگر بیع میں شرط ذکر نہ کی اور بائع نے درخت پر رہنے کی بھی اجازت نہ دی مگر مشتری نے پھل نہیں توڑے تو اگر بہ نسبت سابق پھل بڑے ہو گئے تو جو کچھ زیادتی ہوئی اسے صدقہ کرے۔ یعنی بیع کے دن پھلوں کی جو قیمت تھی اس قیمت پر آج کی قیمت میں جو کچھ اضافہ ہو اوہ خیرات کرے۔ مثلاً اس روز دس روپے قیمت تھی اور آج ان کی قیمت بارہ روپے ہیں تو دو روپے خیرات کر دے اور اگر بیع ہی کے دن پھل اپنی پوری مقدار کو پہنچ چکے تھان کی مقدار اس زمانہ میں کچھ نہیں بڑھی صرف اتنا ہوا کہ اس وقت پکے ہوئے نہ تھے اب پک گئے تو اس صورت میں صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اتنے دنوں بغیر اجازت اس کے درخت پر پھوڑے رہنے کا کرایہ دے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... پھل خریدے اور یہ خیال ہے کہ بیع کے بعد اور پھل پیدا ہو جائیں گے یا درخت پر پھل رہنے میں پھلوں میں زیادتی ہوگئی جو بغیر اجازت بائع ناجائز ہوئی اور چاہتا ہے کہ کسی صورت میں جائز ہو جائے تو اس کا حیلہ ہو سکتا ہے کہ مشتری ثمن ادا کرنے کے بعد بائع سے باغ یا درخت بٹائی پر لے لے اگرچہ بائع کا حصہ بہت قلیل قرار دے۔ مثلاً جو کچھ اس میں ہوگا اس میں نو سو ناخوے حصے مشتری کے اور ایک حصہ بائع کا تو اب جو نئے پھل پیدا ہوں گے یا جو کچھ زیادتی ہوگئی بائع کا وہ ہزار واں حصہ دے کر مشتری کے لئے جائز ہو جائے گی مگر یہ حیلہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ درخت یا باغ کسی یتیم کا نہ ہو نہ وقف ہو اور اگر یتیم کا نہ ہے مگر بالغ ہے اور غیر وقف ہے اور ان کے درختوں یا بیلوں میں آئے دن نئے پھل پیدا ہوں گے تو یہ کرے کہ وہ درخت یا بیلیں بھی مشتری سے خرید لے تو اب جو نئے پھل پیدا ہوں گے مشتری کے ہوں گے اور زراعت پکنے سے قبل خریدی ہے تو یہ کرے کہ جتنے دنوں میں وہ تیار ہوگی اس کی مدت مقرر کر کے زمین اجارہ پر لے لے۔ (درمختار)

بیع میں استثناء ہو سکتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ نمبر ۱..... جس چیز پر مستقلاً عقد وارد ہو سکتا ہے اس کا عقد سے استثناء صحیح ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تنہا اس پر عقد وارد نہ ہو تو استثناء صحیح نہیں۔ یہ ایک قاعدہ ہے اس کی مثال لیجئے۔ ناف کی ایک انگلی بھر سے اس میں سے دس سیر یا کم و بیش خربوزے ہو سکتے ہیں اسی طرح علاوہ دس سیر کے پوری ڈھیری بھی خرید سکتے ہیں۔ بکریوں کے ریوڑ میں سے بکری خرید سکتے ہیں اسی طرح کوئی معین بکری کو مستثنیٰ کر کے سارا ریوڑ بھی خرید سکتے ہیں اور غیر معین بکری کو نہ خرید سکتے ہیں نہ اس کا استثناء کر سکتے ہیں۔ درخت پر پھل لگے ہوں ان میں کا ایک محدود حصہ خرید سکتے ہیں اسی طرح اس حصہ کا استثناء بھی ہو سکتا ہے بکر یہ ضروری ہے کہ جس کا استثناء کیا جائے وہ اتنا ہو کہ اس کے نکالنے کے بعد مبیع ہی ختم ہو جائے یعنی یقیناً معلوم ہو کہ استثناء کے بعد مبیع باقی رہے گی اور اگر ظاہر یہ ہو تو درست نہیں۔ باغ خریدا اس میں ایک معین درخت کا استثناء صحیح ہے۔ بکری کو پیدا اور اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کا استثناء کیا یہ صحیح نہیں کہ اس کو تنہا خرید نہیں سکتے۔ جانور کے سر کی پائے دنبہ کی پکی کا استثناء نہیں کیا جا سکتا یہ ان کو تنہا خرید جا سکتا ہے یعنی جانور کے جز معین کا استثناء نہیں ہو سکتا اور استثناء کیا تو بیع فاسد ہے اور جز و شائع مثلاً نصف یا چوتھائی کو خرید بھی سکتے ہیں اور اس کا استثناء بھی کر سکتے ہیں۔ اور اس قدر پر وہ جانور دونوں میں مشترک ہوگا۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ نمبر ۲..... کان توڑنے کے لئے خریدا تو اس کی مکھیوں یا انڈوں کا استثناء صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... کسی کی کسی شخص کے لئے وصیت کی اور اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کا استثناء کیا یا پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی وصیت کی اور لونڈی کا استثناء کیا یا استثناء صحیح ہے اور لونڈی کو بیچ کیا اس کا بائع نے کہا کہ میں نے تجھ پر دین قادین کے جو لے لیں لونڈی دے دی اور ان سب صورتوں میں پیٹ میں جو بچہ ہے اس کا استثناء کیا تو یہ سب عقد فاسد ہو گئے اور اگر لونڈی کو ہبہ کیا صدقہ کیا اور قبضہ دلا دیا اس کو مہر میں دیا یا قتل عمد کیا تھا لونڈی دے کر صلح کر لی اس کے بدلے میں خلع کیا یا آزاد کیا اور ان سب صورتوں میں پیٹ کے بچہ کا استثناء کیا تو یہ سب عقد جائز

ہیں اور استثنا باطل۔ جانور کے پیٹ میں بچہ ہے اس کا استثنا کیا جب بھی بیچا حکام ہیں۔ (عالمگیری)

ناپنے تولنے اور پرکھنے والے کی اجرت کس کے ذمہ ہے؟

مسئلہ نمبر۱..... مبیع کے ناپ یا تول یا گنتی کی اجرت دینی پڑتی ہے وہ بائع کے ذمہ ہوئی کہ ناپنا تولنا گننا اس کا کام ہے کہ بیع کی تسلیم اسی طرح ہوتی ہے کہ ناپ تول کر مشتری کو دیدے ہیں اور ثمن کے تولنے یا گننے یا ناپ کھنے کی اجرت دینی پڑے تو یہ مشتری کے ذمہ ہے کہ پورا ثمن اور کمر سے دام دینا اسی کا کام ہے۔ ہاں اگر بائع نے نظیر پر کھے ہوئے ثمن پر قبضہ کرلیا اور کہتا ہے کہ روپے اتنے نہیں ہیں واپس کرنا چاہتا ہے تو نظیر پر کھے کیسے کہا جاسکتا ہے کہ کھولے ہیں واپس لے جائیں گے اس صورت میں پرکھنے کی اجرت بائع کو دینی ہوگی دین کے روپے پرکھنے کی اجرت مدیون کے ذمہ ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۲..... درخت کے کل پھل ایک ثمن معین کے ساتھ تخمیناً فروخت کئے۔ یونہی کھیت میں کے لہسن پیاز تخمیناً سے فروخت کئے یا گنتی میں کا سارا بلکہ وغیرہ تخمیناً سے فروخت تو پھل توڑنے لہسن پیاز نکالنے یا گنتی سے مبیع باہر لانے کی اجرت مشتری کے ذمہ ہے یعنی جب کہ مشتری کو بائع نے کہہ دیا کہ تم پھل توڑ لے جاؤ اور یہ چیزیں نکالو۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر۳..... دلال کی اجرت یعنی دلالی بائع کے ذمہ ہے جب کہ اس نے سامان مالک کی اجازت سے بیچ کیا ہو اور اگر دلال نے طرفین سے بیع کی کوشش کی ہو اور بیع اس نے نہ کی ہو بلکہ مالک نے کی ہو تو جیسا وہاں کا عرف ہو یعنی اس صورت میں بھی اگر عرفاً بائع کے ذمہ دلالی ہو تو بائع دے اور مشتری کے ذمہ ہو تو مشتری دے اور دونوں کے ذمہ ہو تو دونوں دیں۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر۴..... روپیہ اشرفی پر سے بیع ہوئی اور مبیع وہاں حاضر ہے اور ثمن غور نہ دیا ہو اور مشتری کو خیار شرط نہ ہو تو مشتری کو پہلے ثمن ادا کرنا ہوگا اس کے بعد مبیع پر قبضہ کرسکتا ہے یعنی بائع کو یہ حق ہوگا کہ ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع کو روک لے اور اس پر قبضہ نہ دلائے بلکہ جب تک پورا ثمن وصول نہ کرلے مبیع کو روک سکتا ہے اور اگر مبیع غائب ہو تو بائع جب تک مبیع کو حاضر نہ کردے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر بیع میں دونوں جانب سامان ہوں مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں خریدا یا دونوں طرف ثمن ہو مثلاً روپیہ یا اشرفی سے سونا چاندی خریدا، تو دونوں کو اسی مجلس میں ایک ساتھ ادا کرنا ہوگا۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ نمبر۵..... مشتری نے ابھی مبیع پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ وہ مبیع بائع کے فعل سے ہلاک ہوگئی یا اس مبیع نے خود اپنے کو ہلاک کردیا یا آفت سماوی سے ہلاک ہوگئی تو بیع باطل ہوگئی۔ بائع نے ثمن پر قبضہ کرلیا ہے تو واپس کرے اور اگر مشتری کے فعل سے ہلاک ہوئی اور بیع منفسخ ہوا مشتری کے لئے شرط خیار ہو تو مشتری پر ثمن دینا واجب ہے اور اگر اس صورت میں بائع کے لئے شرط خیار ہو یا بیع فاسد ہو تو مشتری کے ذمہ ثمن نہیں بلکہ تاوان ہے یعنی اگر وہ چیز مثلی ہے تو اس کی مثل دے اور قیمتی ہے تو قیمت دے۔ اور اگر کسی اجنبی نے ہلاک کردی ہو تو مشتری کو اختیار ہے چاہے بیع کو فسخ کردے اور اس صورت میں ہلاک کرنے والا بائع کو تاوان دے اور مشتری چاہے تو بیع کو باقی رکھے اور بائع کو ثمن ادا کرے اور ہلاک کرنے والے سے تاوان لے اور وہ تاوان اگر جنس ثمن سے ہے تو اگر ثمن سے زیادہ بھی ہو حلال ہے اور جنس ثمن سے ہو تو زیادتی حلال نہیں مثلاً ثمن دس روپیہ ہے اور تاوان پندرہ روپیہ یا پانچ تولہ سونا جائز ہیں اور اشرفی تاوان میں لی تو جائز ہے اگرچہ یہ پندرہ روپے یا زیادہ ہی ہو۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر۶..... دو چیزیں ایک عقد میں بیچ کی ہیں اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان کردیا مثلاً دو گھوڑے ایک ساتھ ملا کر بیچے ایک کا ثمن پانچ سو ہے اور دوسرے کا چار سو تو جب بھی بائع کو حق ہے کہ جب تک پورا ثمن وصول نہ کرلے مبیع پر قبضہ نہ دلائے مشتری یہ نہیں کرسکتا کہ دونوں میں سے ایک کا ثمن ادا کرکے اس کے قبضہ کا مطالبہ کرے اور اگر مشتری نے بائع کے پاس کوئی چیز رہن رکھی یا ضامن پیش کردیا جب بھی مبیع روکنے

کا حق بائع کے ذمہ باقی ہے اور اگر بائع نے ثمن کا کچھ حصہ معاف کر دیا تو جو کچھ باقی ہے اسے جب تک وصول نہ کر لے مبیع کو روک سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷..... بیع کے بعد بائع نے دانے ثمن کے لئے کوئی مدت مقرر کر دی اب مبیع کو روکنے کا حق نہ رہا بغیر وصولی ثمن مبیع پر قبضہ دلا دیا تو اب مبیع کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر بلا اجازت بائع مشتری نے قبضہ کر لیا تو واپس لے سکتا ہے اور مشتری نے بلا اجازت قبضہ کیا مگر بائع نے قبضہ کرتے دیکھا اور منع نہ کیا تو اجازت ہو گئی اور اب واپس نہیں لے سکتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... مشتری نے کوئی ایسا تصرف کیا جس کے لئے قبضہ ضروری نہیں ہے وہ ما جائز ہے اور ایسا تصرف کیا جس کے لئے قبضہ ضروری ہے وہ جائز ہے مثلاً مشتری نے مبیع کو بیچ دیا اور ہو بھی لے نے قبضہ کر لیا تو اس کا قبضہ قبضہ مشتری کے قائم مقام ہے اور مبیع کو بیچ دینا یہ ناجائز ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... مشتری نے مبیع کسی کے پاس امانت رکھوا دی یا عاریت دے دی یا بائع سے کہہ دیا کہ فلاں کو پہنچا دے اس نے پہنچا دی ان سب صورتوں میں مشتری کا قبضہ ہو گیا اور اگر خود بائع کے پاس امانت رکھی یا عاریت دے دی یا کرایہ پر دے دی بائع کو کچھ ثمن دے دیا اور کہہ دیا کہ باقی ثمن کے مقابلہ میں مبیع کو تیرے پاس رہن رکھا تو ان سب صورتوں میں قبضہ نہ ہوا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... غلہ ڈھیر اور مشتری نے اپنی بوری بائع کو دے دی اور کہہ دیا کہ اس میں ناپ تول کر بھر دے تو ایسا کر دینے سے مشتری کا قبضہ ہو گیا۔ بائع نے مشتری کے سامنے اس میں بھر ہو یا غیبت میں دونوں صورتوں میں قبضہ ہو گیا اور اگر مشتری نے اپنی بوری نہیں دی بلکہ بائع سے کہہ دیا کہ تم اپنی بوری عاریت سمجھ دو اور اس میں ناپ یا تول کر بھر دو تو اگر مشتری کے سامنے بھر دیا قبضہ ہو گیا ورنہ نہیں۔ یونہی تیل ڈھیر اور اپنی بوتل یا برتن دے کر کہا کہ اس میں تول دے اس نے تول کر ڈال دیا قبضہ ہو گیا۔ یہی حکم ناپ اور تول کی ہر چیز کا ہے کہ مشتری کے برتن میں جب اس کے حکم سے رکھ دی جائے گی قبضہ ہو جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بائع نے مبیع اور مشتری کے درمیان تخلیہ کر دیا کہ اگر وہ قبضہ کرنا چاہے کر سکے اور قبضہ سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور مبیع و مشتری کے درمیان کوئی شے حائل بھی نہ ہو تو مبیع پر قبضہ ہو گیا اسی طرح مشتری نے اگر ثمن بائع میں تخلیہ کر دیا تو بائع کو ثمن کی تسلیم کر دی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... اگر تخلیہ کر دیا مگر قبضہ سے کوئی شے مانع ہے مثلاً مبیع دوسری کے حق میں مشغول ہے جیسے مکان بیچا اور اس میں بائع کا سامان موجود ہے یا گیہوں بویا زمین بیچ دی اور اس میں بائع کی زراعت ہے تو ان صورتوں میں مشتری کا قبضہ نہیں ہوا یہاں بائع نے مکان و سامان دونوں پر قبضہ کرنے کو کہہ دیا اور اس نے کر لیا تو قبضہ ہو گیا اور اس صورت میں سامان مشتری کے پاس امانت ہو گا اور خود مبیع نے دوسری چیز کو مشغول کر رکھا ہو مثلاً غلہ ڈھیر یا جو بائع کی بوریوں میں ہے یا پھل درخت میں لگے ہیں تو تخلیہ کر دینے سے قبضہ ہو جائیگا۔ (عالمگیری و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مکان ڈھیر اجو کسی کے کرایہ میں ہے اور مشتری راضی ہو گیا کہ جب تک اجارہ کی مدت پوری نہ ہو عقد فسخ نہ کیا جائے جب اجارہ کی مدت ہوئی اس وقت قبضہ کرے گا تو اب مشتری قبضہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا جب تک اجارہ کی میعاد باقی ہے اور بائع بھی مشتری سے ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا جب تک مکان کو خالی قبضہ نہ کر دے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... سرکہ یا عرق وغیرہ ڈھیر اور بائع نے تخلیہ کر دیا مشتری نے برتنوں پر مرتکا کر بائع ہی کے یہاں چھوڑ دیا تو قبضہ ہو گیا کہ وہ اگر ہلاک ہو گئی تو مشتری کا نقصان ہو گا بائع کو اس سے کوئی تعلق نہ ہو گا اور اگر مبیع بائع کے مکان میں ہے بائع نے اسے کنجی دے دی اور کہہ دیا کہ میں نے تخلیہ کر دیا تو قبضہ ہو گیا اور کنجی دے کر کچھ نہ کہا تو قبضہ نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مکان ڈھیر اور اس کی کنجی بائع نے دے کر کہہ دیا کہ تخلیہ کر دیا اگر وہ مکان وہیں ہے کہ آسانی کے ساتھ اس مکان میں ڈالا جا سکتا ہے تو قبضہ ہو گیا اور مکان مبیع دور ہے تو قبضہ نہ ہوا اگرچہ بائع نے کہہ دیا ہو کہ میں نے تمہیں سپرد کر دیا اور مشتری نے کہا کہ میں نے

قبضہ کرلیا۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....بیل یا جو چیز رہا ہے بائع نے کہہ دیا جاؤ قبضہ کرلو اگر بیل سامنے ہے کہ اس کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے تو قبضہ ہوا ورنہ نہیں کپڑا یا جو چیز اور بائع نے کہہ دیا جاؤ قبضہ کرلو اگر اتنا نزدیک ہے کہ ہاتھ بڑھا کر لے سکتا ہے تو قبضہ ہوگیا اور اگر قبضہ کے لئے اٹھانا پڑے گا تو منقولہ سے قبضہ نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷.....گھوڑا خریدا جس پر بائع سوار ہے مشتری نے کہا مجھے سوار کر لے اس نے سوار کرلیا اگر اس پر زین نہیں ہے تو مشتری کا قبضہ ہوگیا اور زین ہے اور مشتری سوار ہوا جب بھی قبضہ ہوگیا اور زین پر سوار نہ ہوا تو قبضہ نہ ہوا اور اگر دونوں بیع سے پہلے اس گھوڑے پر سوار تھے اور اسی حالت میں عقد بیع ہوا تو مشتری کا یہ سوار ہونا قبضہ نہیں جس طرح مکان میں بائع و مشتری دونوں ہیں اور مالک نے وہ مکان بیع کیا تو مشتری کا اس مکان میں ہونا قبضہ نہیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۸.....مجہول جو انگوٹھی میں ہے اس چیز پر بائع نے انگشتری مشتری کو دے دی کہ اس میں سے مجہول نکال لے انگشتری مشتری کے پاس سے ضائع ہوگئی اگر مشتری آسانی سے مجہول نکال سکتا ہے تو قبضہ صحیح ہوگیا صرف مجہول کا ثمن دینا ہوگا اور اگر بائع راس میں سے مجہول نہ نکال سکتا ہو تو تسلیم صحیح نہیں اور مشتری کو کچھ نہیں دینا پڑے گا۔ اور اگر انگوٹھی ضائع نہ ہوئی اور بائع مشتری نکال نہیں سکتا اور نہ ریہ رداشت کرنا نہیں چاہتا تو اسے اختیار ہے کہ بائع کا انتظار کرے کہ وہ جدا کر کے دے یا بیع فسخ کردے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۹.....بیٹے کا گوئی بیع کی جو باہر دروازہ کھڑے گھر میں ہے نہیں نکل سکتی اس کے قبضہ کے لئے بائع پابند نہیں ہوگا کہ گھر سے باہر نکال کر قبضہ دلائے اور بائع اس میں اپنا نقصان سمجھتا ہے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰.....تیل خریدا اور برتن بائع کو دے دیا کہ اس میں تیل ڈال دے ایک نیزا اس میں ڈالا تھا کہ برتن ٹوٹ گیا اور تیل بہہ گیا جس کی ذمہ بائع مشتری کسی کو نہ ہوئی۔ بائع نے اس میں پھر اور تیل ڈالا اب حکم یہ ہے کہ ٹوٹنے سے پہلے جتنا تیل ڈالا اور بہہ گیا وہ مشتری کا نقصان ہوا اور ٹوٹنے کے بعد جو تیل ڈالا اور بہا یہ بائع کا ہے اور اگر ٹوٹنے سے پہلے جتنا تیل ڈالا تھا وہ سب نہیں بہا اس میں کچھ بچ رہا تھا کہ بائع نے دوسرا سیر ڈال دیا پہلے کا بقیہ بائع کی ملک قرار دیا جائے اور اس کی قیمت کا تاوان مشتری کو دے اور اگر مشتری نے کہا ہو برتن بائع کو دیا تھا جس کی دونوں کو خبر تھی تو جو کچھ تیل بہہ جائے گا سارا نقصان مشتری ہی کے ذمہ ہے اور اگر مشتری نے بائع کو نہیں دیا بلکہ خود لے رہا ہو بائع اس میں قول کرڈالا رہا تو ہر صورت میں کل نقصان مشتری ہی کے ذمہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱.....روغن خریدا اور بائع کو برتن دے دیا اور کہہ دیا کہ اس میں قول کر ڈال دے اور برتن ٹوٹا ہوا تھا جس کی بائع کو خبر تھی اور مشتری کو علم نہ تھا تو نقصان روغن (تیل) بائع کے ذمہ ہے اور اگر مشتری کو علم تھا بائع کو علم نہ تھا یا دونوں کو علم تھا۔ سارا نقصان دونوں صورتوں میں مشتری کا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲.....تیل خریدا اور بائع کو بوتل دے کر کہا میرے آدمی کے ہاتھ میرے یہاں بھیج دینا اگر راستہ میں بوتل ٹوٹ گئی اور تیل ضائع ہوگیا تو مشتری کا نقصان ہوا اور اگر یہ کہا تھا کہ اپنے آدمی کے ہاتھ میرے مکان پر بھیج دینا تو بائع کا نقصان ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳.....کوئی چیز خریدی کہ بائع کے یہاں چھوڑ دی اور کہہ دیا کہ کل لے جاؤں گا اگر نقصان ہوا تو میرا ہوگا اور فرض کرو وہ جانور تھا جو رات میں مرگیا تو بائع کا نقصان ہوا مشتری کا وہ کہنا بے کار ہے اس لئے کہ جب تک مشتری کا قبضہ نہ ہو مشتری کو نقصان سے تعلق نہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۴.....کوئی چیز بیچی جس کا ثمن ابھی وصول نہیں ہوا وہ چیز کسی ڈاکٹ کے پاس رکھوری کہ مشتری ثمن دے مبیع وصول کرلے اور وہاں وہ چیز ضائع ہوگئی تو نقصان بائع کا ہوا۔ اور اگر ڈاکٹ نے تھوڑا ثمن وصول کر کے وہ چیز مشتری کو دے دی جس کی بائع کو خبر نہ ہوئی تو بائع وہ

چیز مشتری سے واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... کپڑا اُدھار بیچا جس کا ثمن ادا نہیں کیا کہ قبضہ کرنا اس نے بائع سے کہا کہ مالک کے پاس سے رکھ دو میں دام دے کر لے لوں گا۔ بائع نے رکھ دیا اور وہاں وہ کپڑا ضائع ہو گیا تو نقصان بائع کا ہوا کہ مالک کا قبضہ بائع کے لئے ہے لہٰذا نقصان بھی بائع ہی کا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مبیع بائع کے ہاتھ میں تھی اور مشتری نے اسے بلاک کر دیا اس میں عیب پیدا کر دیا بائع نے مشتری کے حکم سے عیب پیدا کر دیا تو مشتری کا قبضہ ہو گیا۔ گیہوں خریدے اور بائع سے کہا کہ انہیں پیس دے اس نے پیس دیئے تو مشتری کا قبضہ ہو گیا اور آٹا مشتری کا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... مشتری نے قبضہ سے پہلے بائع سے کہدیا کہ مبیع فلاں شخص کو ہبہ کر دے اس نے ہبہ کر دیا۔ اور وہ ہبہ لے کر قبضہ بھی دلا دیا تو ہبہ جائز ہے اور مشتری کا قبضہ ہو گیا۔ یونہی اگر بائع سے کہدیا کہ اسے کرایہ پر دے دے اس نے دے دیا تو جائز ہے اور مستاجر کا قبضہ پہلے مشتری کے لئے ہوگا پھر اپنے لئے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مشتری نے بائع سے مبیع میں ایسا کرنے کو کہا جس سے مبیع میں کوئی کمی پیدا نہ ہو جیسے کورا کپڑا اقاصے دھلوایا تو مشتری کا قبضہ نہ ہوا پھر اگر اجرت پر دھلوایا تو اجرت مشتری کے ذمہ ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کام ایسا ہے جس سے کمی پیدا ہو جاتی ہے تو مشتری کا قبضہ ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... مشتری نے ثمن ادا کرنے سے پہلے بغیر اجازت بائع مبیع پر قبضہ کر لیا تو بائع کو اختیار ہے اس کا قبضہ باطل کر کے مبیع واپس لے لے اور اس صورت میں مشتری کا تکیہ کر دینا قبضہ بائع کے لئے کافی نہ ہوگا بلکہ حقیقتاً قبضہ کرنا ہوگا۔ اور اگر مشتری نے قبضہ کر کے کوئی ایسا تصرف کر دیا جس کو توڑ سکتے ہوں تو بائع اس تصرف کو بھی باطل کر سکتا ہے مثلاً مبیع رہن رکھ دیا یا اجارہ دے دیا یا صدقہ کر دیا اور اگر وہ تصرف ایسا ہے جو توڑا نہیں سکتا تو مجبوری ہے مثلاً غلام تھا جس کو مشتری آزاد کر چکا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... مبیع پر مشتری کا قبضہ عقد فسخ سے پہلے ہی ہو چکا ہے اگر وہ قبضہ ایسا ہے کہ منقل ہونے کی صورت میں ضمان دینا پڑتا ہے تو فسخ کے بعد جدید قبضہ کی ضرورت نہیں۔ مثلاً وہ چیز مشتری نے غصب کر رکھی ہے یا بیع فاسد کے ذریعہ خرید کر قبضہ کر لیا اب اسے عقد صحیح کے ساتھ خریدا تو وہی پہلا قبضہ کافی ہے کہ عقد کے بعد ابھی تھوڑا سا بھی نہ بچا تھا کہ وہ شے ہلاک ہو گئی تو مشتری کی ہلاک ہوئی۔ اور اگر وہ قبضہ ایسا نہ ہو جس میں ضمان لازم آئے مثلاً مشتری کے پاس وہ چیز امانت کے طور پر تھی تو جدید قبضہ کی ضرورت ہے۔ یہی حکم سب جگہ ہے دونوں قبضے ایک قسم کے ہوں یعنی دونوں قبضہ ضمان یا دونوں قبضہ امانت ہوں تو ایک دوسرے کے قائم مقام ہو گیا اور اگر مختلف ہوں تو قبضہ ضمان قبضہ امانت کے قائم مقام ہو گیا مگر قبضہ امانت قبضہ ضمان کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

WWW.NAFSEISLAM.COM

خیار شرط کا بیان

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بائع و مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ﷺ حاصل ہے جب تک جدا نہ ہوں (یعنی جب تک عقد میں مشغول ہوں) عقد تمام نہ ہوا مگر یہ کہ خیار (اس میں بعد عقد بھی اختیار دیا ہے۔)

حدیث ۲..... امام بخاری و مسلم حکیم بن حزام ﷺ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بائع و مشتری کو اختیار حاصل ہے جب تک جدا نہ ہوں اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب کو ظاہر کر دیں ان کے لئے بیع میں برکت ہوگی اور اگر عیب کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں بیع کی

برکت مٹادی جائے گی۔

حدیث ۳.....ترمذی وابوداؤد ونسائی رحمہم اللہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بائع و مشتری کو خیار ہے جب تک جدا نہ ہوں مگر جب کہ معقد میں خیار ہو اور ان میں کسی کو یہ درست نہیں کہ دوسرے کے پاس اس خوف سے چلا جائے کہ اقالہ کی درخواست کرے گا۔

حدیث ۴.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بغیر رضامندی دونوں جدا نہ ہوں۔

حدیث ۵.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی۔ ارشاد فرمایا کہ خیار تین دن تک ہے۔

مسائل فقہیہ: بائع ومشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قطعی طور پر بیع نہ کریں بلکہ معقد میں پیشکش کردیں اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے یعنی اسے خیار شرط کہتے ہیں۔ اور اس کی ضرورت عرف میں کبھی ہوا کرتی ہے کیونکہ کبھی بائع اپنی ماذونی سے کم داموں میں بیع کردیتا ہے یا مشتری اپنی ماذونی سے زیادہ داموں سے خریدنا چاہے تو کسی سے مشاورت نہیں بغیر ورطہ ہے کہ دوسرے سے مشورہ کرکے صحیح رائے قائم کرے اور اگر اس وقت نہ خریدے تو بیع جاتی رہے گی یا بائع کو اندیشہ ہے کہ گاہک ہاتھ سے نکل جائے گا ایسی صورت میں شرع مطہر نے دونوں کو یہ موقع دیا ہے کہ غور کریں اگر منظور ہو تو خیار کی بنا پر بیع کو ابھی منظور کردیں۔

مسئلہ نمبر ۱.....خیار شرط بائع ومشتری دونوں اپنے اپنے لئے کریں یا صرف ایک کرے یا کسی اور کے لئے اس کی شرط کریں یہ سب صورتیں درست ہیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ معقد میں خیار شرط کا ذکر نہ ہو مگر معقد کے بعد ایک نے دوسرے کو یا دونوں ایک نے دوسرے کو یا کسی غیر کو خیار دے دیا معقد سے پہلے خیار شرط نہیں ہوسکتا۔ یعنی اگر پہلے خیار کا ذکر آیا مگر معقد میں ذکر نہ آیا نہ بعد معقد اس کی شرط کی مثلاً بیع سے پہلے یہ کہدیا کہ جو بیع تم سے کروں گا اس میں میں نے تم کو خیار دیا مگر معقد کے وقت بیع منعقد واقع ہوئی تو خیار حاصل نہ ہوا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... خیار شرط ان چیزوں میں ہوسکتا ہے۔ (1) بیع۔ (2) اجارہ (3) قسمت (4) مال سے صلح (5) کتابت (6) خلع میں جبکہ عورت کے لئے ہو (7) مال پر غلام آزاد کرنے میں جب کہ غلام کے لئے ہو آقا کے لئے نہیں ہوسکتا۔ (8) رہن کے لئے ہوسکتا ہے مرتہن کے لئے نہیں کیونکہ یہ جب چاہے رہن کو چھوڑ سکتا ہے خیار کی کیا ضرورت۔ (9) کفالت میں مکفول لہ اور کفیل کے لئے ہوسکتا ہے۔ (10) ابرا میں ہوسکتا ہے مثلاً کہا کہ میں نے تجھے بری کیا اور مجھے تین دن تک اختیار ہے۔ (11) شفعہ کی تسلیم میں بعد طلب مواثبت خیار ہوسکتا ہے (12) حوالہ میں ہوسکتا ہے۔ (13) مزارعت (14) معاملہ میں ہوسکتا ہے۔

اور ان چیزوں میں خیار نہیں ہوسکتا۔ (1) نکاح (2) طلاق (3) یمین (4) نذر (5) اقرار بقصد (6) بیع صرف (7) سلم (8) وکالت

مسئلہ نمبر ۳.....پوری بیع میں خیار شرط ہو یا بیع کے کسی جز میں ہو مثلاً نصف یا ربع میں اور باقی میں خیار نہ ہو دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر بیع متعدد چیزیں ہوں ان میں بعض کے متعلق خیار ہو اور بعض کے متعلق نہ ہو یہ بھی درست ہے مگر اس صورت میں یہ ضرور ہے کہ جس کے متعلق خیار ہو اس کو معین کردیا گیا ہو اور ثمن کی تفصیل بھی کردی گئی ہو یعنی یہ ظاہر کردیا گیا ہو کہ اس کے مقابل میں یہ ثمن ہے مثلاً دو بکریاں آٹھ روپے میں بطریق اور بتادیا گیا کہ اس بکری میں خیار ہے اور اس کا ثمن مثلاً تین روپے ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....اگر بائع ومشتری میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے خیار شرط تھا دوسرا کہتا ہے نہیں تو مدعی خیار کو گواہ پیش کرنا ہوگا اگر یہ گواہ نہ پیش کرے تو منکر کا قول معتبر ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵.....خیار کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے اس سے کم ہو سکتی ہے زیادہ نہیں۔ اگر کوئی ایسی چیز خریدی ہے جو جلد خراب ہو جانے والی ہے تو مشتری کو تین دن کا خیار تھا تو اس سے کہا جائے گا کہ تیج کو فسخ کردے یا بیع کو جائز کردے۔ اور اگر خراب ہونے والی چیز کسی نے

بلا خیار رؤیت اور بغیر قبضہ کئے اور بغیر ثمن ادا کئے چل دیا اور غائب ہو گیا تو بائع اس چیز کو دوسرے کے ہاتھ بیع کر سکتا ہے اس دوسرے خریدار کو علوم ہوتے ہوئے بھی خرید لینا جائز ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶.....اگر خیار کی کوئی مدت مقرر نہیں کی صرف اتنا کہا مجھے خیار ہے یا مدت مجہول ہے مثلاً مجھے چند دن کا خیار ہے یا ہمیشہ کے لئے خیار رکھا ان سب صورتوں میں خیار فاسد ہے یہاں صورت میں ہے کہ مجلس عقد میں خیار مذکور ہوا اور تین دن کے اندر صاحب خیار نے جائز نہ کیا ہو اور اگر تین دن کے اندر جائز کر دیا تو بیع صحیح ہو گئی اور عقد میں خیار نہ رہا بعد عقد ایک نے دوسرے سے کہا تمہیں اختیار ہے تو اس مجلس تک خیار ہے مجلس ختم ہو گئی اور اس نے کچھ نہ کہا تو خیار جاتا رہا اب کچھ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷.....تین دن سے زیادہ کی مدت مقرر کی مگر ابھی تین دن پورے نہ ہوئے تھے کہ صاحب خیار نے بیع کو جائز کر دیا تو اب یہ بیع درست ہے اور اگر تین دن پورے ہو گئے اور جائز نہ کیا تو بیع فاسد ہو گئی۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۸.....مشتری نے بائع سے کہا اگر تین دن تک ثمن ادا نہ کروں تو میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں یہ بھی خیار شرط کے حکم میں ہے۔ یعنی اگر اس مدت تک ثمن ادا کر دیا بیع صحیح ہو گئی اور تین دن پورے ہو چکے ہیں تو بیع جاتی رہی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹.....بیع ہوئی اور ثمن بھی مشتری نے دے دیا اور یہ طے ہوا کہ اگر تین دن کے اندر بائع نے ثمن پھیر دیا تو بیع نہیں رہے گی یہ بھی خیار شرط کے حکم میں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....تین دن کی مدت تھی مگر اس میں سے ایک دن یا دو دن بعد میں گم کر دیا تو خیار کی مدت وہ ہے جو کمی کے بعد باقی رہی۔ مثلاً تین دن میں سے ایک دن گم کر دیا تو اب دو ہی دن کی مدت ہے یہ مدت پوری ہونے پر خیار ختم ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....بائع نے خیار شرط اپنے لئے رکھا ہے تو مبیع اس کی ملک سے خارج نہیں ہوئی پھر اگر مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا ہے یہ قبضہ بائع کی اجازت سے ہوا یا اجازت اور مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی تو مشتری پر مبیع کی واجبی قیمت ہے دان میں واجب ہے اور اگر مبیع مثلی ہے تو مشتری پر اس کی مثل واجب ہے اور اگر بائع نے بیع صحیح کر دی ہے جب بھی یہی حکم ہے یعنی قیمت یا اس چیز کی مثل واجب ہے اور اگر بائع نے اپنا خیار ختم کر دیا اور بیع کو جائز کر دیا بعد مدت وہ چیز ہلاک ہو گئی تو مشتری کے ذمہ ثمن واجب ہے یعنی جو دام طے ہوا ہے وہ دینا ہوگا۔ مگر مبیع بائع کے پاس ہلاک ہو گئی تو بیع جاتی رہی کسی پر کچھ لازم نہیں اور مبیع میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوا گیا تو بائع کا خیار رہ ستورباقی ہے مگر مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے پوری قیمت پر مبیع کو لے لے یا نہ لے۔ اور اگر بائع نے خود اس میں کوئی عیب پیدا کر دیا ہے تو ثمن میں اس عیب کی قدر کمی ہو جائے گی۔ مشتری پر جس صورت میں قیمت واجب ہے اس سے مراد اس دن کی قیمت ہے جس دن اس نے قبضہ کیا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہا)

مسئلہ نمبر ۱۲.....بائع کو خیار ہو تو ثمن ملک مشتری سے خارج ہو جاتا ہے مگر بائع کی ملک میں داخل نہیں ہوتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳.....مشتری نے اپنے لئے خیار رکھا ہے تو مبیع بائع کی ملک سے خارج ہو گئی یعنی اس صورت میں اگر بائع نے مبیع میں کوئی تصرف کیا ہے تو تصرف صحیح نہیں مثلاً غلام ہے جس کو آزاد کر دیا تو آزاد نہ ہوا اور اس صورت میں اگر مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی تو ثمن کے بدلے میں ہلاک ہوئی یعنی ثمن دینا پڑے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴.....مبیع مشتری کے قبضہ میں ہے اور اس میں عیب پیدا ہو گیا چاہے وہ عیب مشتری نے کیا یا کسی اجنبی نے یا آفت سماویہ سے یا خود مبیع کے فعل سے عیب پیدا ہوا بہر حال اگر خیار مشتری کی کو ہے تو مشتری کی ثمن دینا پڑے گا اور بائع کو ہے تو مشتری ہی قیمت واجب ہے اور بائع یہ بھی کر سکتا ہے کہ بیع کو فسخ کر دے اور جو عیب کی وجہ سے نقصان ہوا اس کی قیمت لے لے جب کہ وہ چیز قیمی ہو اور اگر وہ چیز مثلی ہے تو بیع کو فسخ کر کے نقصان نہیں لے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵.....عیب کا یہ حکم اس وقت ہے جب وہ عیب زائل نہ ہو سکتا ہو مثلاً ہاتھ کاٹ ڈالا اور اگر ایسا عیب ہو جو دور ہو سکتا ہے مثلاً مبیع میں بیماری پیدا ہوئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ عیب اندرون مدت زائل ہو گیا تو مشتری کا خیار بدستور باقی ہے مدت کے اندر مبیع کو واپس کر سکتا ہے اور مدت کے اندر عیب دور نہ ہوا تو مدت پوری ہوتے ہی مشتری پر بیع لازم ہو گئی کیونکہ عیب کی وجہ سے مشتری پھیر نہیں سکتا اور بعد مدت اگر چہ عیب جاتا رہے پھر بھی مشتری کو حق فسخ نہیں کہ بیع لازم ہو جانے کے بعد اس کا حق جاتا رہا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۶.....خیار مشتری کی صورت میں ثمن ملک مشتری سے خارج نہیں ہوتا اور مبیع اگر چہ ملک بائع سے خارج ہو جاتی ہے مگر مشتری کی ملک میں نہیں آتی پھر بھی اگر مشتری نے مبیع میں کوئی تصرف کیا مثلاً غلام ہے جس کو آزاد کر دیا تو یہ تصرف نافذ ہوگا اور اس تصرف کو اجازت بیع سمجھا جائے گا۔ (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷.....مشتری اور بائع دونوں کو خیار ہے تو نہ مبیع ملک بائع سے خارج ہو گئی نہ ثمن ملک مشتری سے۔ پھر اگر بائع نے مبیع میں تصرف کیا تو بیع فسخ ہو جائے گی اور مشتری نے ثمن میں تصرف کیا اور وہ ثمن عین ہو (یعنی روپیہ اشرفی نقود وغیرہ) تو مشتری کی جانب سے بیع فسخ ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸.....اس صورت میں کہ دونوں کو خیار ہے اندرون مدت ان میں سے کوئی بھی بیع کو فسخ کرے فسخ ہو جائے گی اور جو بیع کو جائز کر دے گا اس کا خیار باطل ہو جائے گا یعنی اس کی جانب سے بیع قطعی ہو گئی اور دوسرے کا خیار باقی رہے گا اور اگر مدت پوری ہو گئی اور کسی نے نہ فسخ کیا نہ جائز کیا تو اب طرفین سے بیع لازم ہو گئی۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....جس کے لئے خیار ہے چاہے وہ بائع ہو یا مشتری یا اجنبی جب اس نے بیع کو جائز کر دیا تو بیع مکمل ہو گئی دوسرے کو اس کا علم ہو یا نہ ہو البتہ اگر دونوں کو خیار تھا تو تنہا اس کے جائز کر دینے سے بیع کی تمامیت نہ ہوئی کیونکہ دوسرے کے حق فسخ کا سامل ہے اگر یہ فسخ کر دے گا تو اس کا جائز کرنا مفید نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....بائع کو خیار تھا اور اندرون مدت بیع فسخ کر دی پھر جائز کر دی اور مشتری نے اس کو قبول کر لیا تو بیع صحیح ہو گئی مگر یہ ایک جدید بیع ہوئی کیونکہ فسخ کرنے سے پہلی بیع جاتی رہی اور اگر مشتری کو خیار تھا اور جائز کر دی پھر فسخ کی اور بائع نے منظور کر لیا تو فسخ ہو گئی اور یہ حقیقتاً اقالہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....صاحب خیار نے بیع کو فسخ کیا اس کی دو صورتیں ہیں قول سے فسخ کرے تو اندرون مدت دوسرے کو اس کا علم ہو جانا ضروری ہے اگر دوسرے کو علم ہی نہ ہو یا مدت گزرنے کے بعد اسے معلوم ہوا تو فسخ صحیح نہیں اور بیع لازم ہو گئی اور اگر صاحب خیار نے اپنے کسی فعل سے بیع کو فسخ کیا تو اگر چہ دوسرے کو علم نہ ہو فسخ ہو جائے گی۔ مثلاً مبیع میں اس قسم کا تصرف کیا جو مالک کیا کرتے ہیں مثلاً مبیع غلام ہے اسے آزاد کر دیا یا بیع ڈالا یا کتابت کر دیا اس کا بیڑا بیڑی یا مبیع کو بہہ کر کے یا رہن رکھ کر قبضہ دے دیا یا اجارہ پر دیا یا مشتری سے ثمن معاف کر دیا، یا ان کسی کو رہنے کے لئے دے دیا اگر چہ یا اس میں نہیں قیمہ کی یا کھٹکل (لپیٹنا) کی یا مرمت کرنی یا ڈھا دیا یا ثمن میں (عوض کر دیا ہو) تصرف کر ڈالا ان صورتوں میں بیع فسخ ہو گئی اگر چہ اندرون مدت دوسرے کو علم نہ ہوا۔ (عالمگیری وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲.....جس کے لئے خیار ہے اس نے کہا میں نے بیع کو جائز کر دیا یا بیع پر راضی ہوں یا اپنا خیار میں نے ساقط کر دیا یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ کہے تو خیار جاتا رہا اور بیع لازم ہو گئی اور اگر یہ الفاظ کہے کہ میرا قصد لینے کا ہے یا مجھے بیع پسند ہے یا مجھے اس کی خواہش ہے تو خیار باطل نہ ہوگا۔ (عالمگیری وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۳.....جس کے لئے خیار تھا وہ اندرون مدت مر گیا خیار باطل ہو گیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کے مرنے کے بعد وارث کی

طرف خیار تھی ہو کو خیار میں میراث نہیں جاری ہوتی۔ یونہی اگر بے ہوش ہو گیا یا مجنون ہو گیا یا سکتا ہو گیا اور مدت گزر گئی خیار باطل ہو گیا۔ مشتری کو بطور تملیک قبضہ دیا بائع کا خیار باطل ہو گیا اور اگر بطور تملیک قبضہ نہ دیا بلکہ اپنا اختیار رکھتے ہوئے قبضہ دیا خیار باطل نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... مبیع متعدد چیزیں ہیں اور صاحب خیار یہ چاہتا ہے کہ بعض میں معقد کو جائز کرے اور بعض میں نہیں یہ نہیں کر سکتا بلکہ کل کی بیع جائز کرے یا فسخ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... مشتری کو خیار ہے تو جب تک مدت پوری نہ ہو لے بائع ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور بائع کو بھی تسلیم مبیع پر مجبور نہیں کیا جا سکتا البتہ اگر مشتری نے ثمن دے دیا ہے تو بائع کو مبیع دینا پڑے گا۔ یونہی اگر بائع نے تسلیم مبیع کر دی ہے تو مشتری کو ثمن دینا پڑے گا مگر مبیع کو فسخ کرنے کا حق رہے گا اور اگر بائع کو خیار ہے اور مشتری نے ثمن ادا کر دیا ہے اور مبیع پر قبضہ چاہتا ہے تو بائع قبضہ سے روک سکتا ہے مگر ایسا کرے گا تو ثمن پھیر دینا پڑے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... ایک مکان بشرط خیار شرعی اتنا اس کے پڑوس میں ایک دوسرا مکان فروخت ہوا مشتری نے شفعہ کیا خیار باطل ہو گیا اور بیع لازم ہو گئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... بائع یا مشتری نے کسی اجنبی کو خیار دے دیا تو ان دونوں میں سے جس ایک نے جائز کر دیا خیار جاتا رہا اور بیع کو فسخ کر دیا اور ایک نے جائز کی دوسرے نے فسخ کی تو جو پہلے ہے اس کا ہی اعتبار ہے اور دونوں ایک ساتھ ہوں تو فسخ کو ترجیح ہے یعنی بیع جاتی رہی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... دو چیزوں کو ایک ساتھ بیچا مثلاً دو غلام یا کپڑے لیے دو جانوروں میں ایک میں بائع یا مشتری نے خیار شرط کیا اس کی چار صورتیں ہیں جس ایک میں خیار ہے وہ متعین ہے یا نہیں اور ہر ایک کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا گیا ہے یا نہیں اگر کامل خیار متعین ہے اور ہر ایک کا ثمن ظاہر کر دیا گیا تو بیع صحیح ہے باقی تین صورتوں میں بیع فاسد اور اگر کیلی یا وزنی چیز شرعی ہے اور اس کے نصف میں خیار شرط رکھا ایک غلام شرعی ہے اور نصف میں خیار رکھا تو بیع صحیح ہے ثمن کی تفصیل کرے یا نہ کرے۔ (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... کسی کو وکیل بنایا کہ یہ چیز بشرط اختیار بیچ کرے اس نے بلا شرط بیچ ڈالی بیع جائز و نافذ ہوئی اور اگر بشرط اختیار شرعی نے کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے بلا شرط شرعی تو بیع صحیح ہو گئی مگر وکیل پر نافذ ہو گئی موکل پر نافذ نہ ہوئی (فتح وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۰..... دو شخصوں نے ایک چیز شرعی اور ان دونوں نے اپنے لئے خیار شرط کیا پھر ایک نے سرے سے خیار باطل کر دیا تو بیع پر رضامندی ظاہر کی تو دوسرے کا خیار جاتا رہا۔ یونہی اگر دو شخصوں نے کسی چیز کو ایک معقد میں بیع کیا اور دونوں نے اپنے لئے خیار رکھا پھر ایک بائع نے بیع کو جائز کر دیا تو دوسرے کا خیار باطل ہو گیا اسے رد کرنے کا حق نہ رہا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... ایک عقد میں دو چیزیں بیچی تھیں اور اپنے لیے خیار رکھا تھا پھر ایک میں بیع کو فسخ کر دیا تو فسخ نہ ہوئی بلکہ بدستور خیار باقی ہے یونہی ایک چیز بیچی تھی اور اس کے نصف میں فسخ کیا تو فسخ نہ ہوئی اور خیار باقی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... صاحب خیار نے یہ کہا اگر فلاں کام آج نہ کروں تو خیار باطل ہے تو خیار باطل نہ ہوگا اور اگر یہ کہا کل آنے دو میں نے خیار باطل کیا یا یہ کہ جب کل آئے گا تو میرا خیار باطل ہو جائے گا۔ دوسرا دن آنے پر خیار باطل ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... بائع کو تین دن کا خیار تھا اور مبیع پر مشتری کو قبضہ دے دیا پھر مبیع کو غصب کر لیا تو اس فعل سے نہ بیع فسخ ہوئی نہ خیار باطل ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... شرط خیار کے ساتھ کوئی چیز بیع کی اور قابض بدلین ہو گیا پھر بائع نے اندرون مدت بیع فسخ کر دی تو مشتری مبیع کو

تاوا پس ثمن روک سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵.....ایک شخص نے شرطِ خیار کے ساتھ، کان بیچ کیا مشتری نے بائع کو کچھ روپے یا کوئی چیز دی کہ بائع اپنا خیار ساقط کر دے اور بیع کو نافذ کر دے اس نے ایسا کر دیا یہ جائز ہے اور یہ جو کچھ بے ثمن میں شمار ہوگا۔ یونہی اگر مشتری کے لئے خیار تھا اور بائع نے کہا کہ اگر خیار ساقط کر دے تو میں ثمن میں اتنی کمی کرتا ہوں بیع تام ہو اور اضافہ کرتا ہوں یہ بھی جائز ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۳۶.....ایک چیز ہزار روپے میں بیچی تھی مشتری نے بائع کو اشرفیاں دیں پھر بائع نے اندرون مدت بیع کو فسخ کر دیا تو مشتری کو اشرفیاں واپس کرنی ہوں گی، اشرفیوں کی جگہ روپے نہیں دے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷.....مشتری کے لئے خیار ہے اور اس نے بیع میں بغرض امتحان کوئی تصرف کیا اور جو فعل کیا وہ غیر مملوک ہے کہ بھی سکتا ہو تو ایسے فعل سے خیار باطل نہیں ہوگا اور اگر وہ فعل ایسا ہو کہ امتحان کے لئے اس کی حاجت نہ ہو یا وہ فعل غیر مملوک ہے کسی صورت میں جائز ہی نہ ہو تو اس سے خیار باطل ہو جائے گا۔ مثلاً گھوڑے پر ایک دفعہ سوار ہوا یا کپڑے کو اس لئے پہنا کہ جان پر ٹھیک آتا ہے یا نہیں یا لونڈی سے کام کر لیا تا کہ معلوم ہو کہ کام کرنا جانتی ہے یا نہیں تو ان سے خیار باطل نہیں ہوا اور دو بار سواری کی یا دو بار کپڑا پہنا یا دو بار کام لیا تو خیار ساقط ہو گیا اور اگر گھوڑے پر ایک مرتبہ سوار ہو کر ایک قسم کی رفتار کا امتحان لیا دوبارہ دوسری رفتار کے لئے سوار ہوا یا لونڈی سے دو بار وہ دوسرا کام لیا تو اختیار باقی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸.....گھوڑے پر سوار ہو کر پانی پلانے لے گیا یا چارہ کے لئے گیا یا بائع کے پاس واپس کرنے گیا اگر یہ کام بغیر سوار ہوئے ممکن نہ تھا تو اجازت بیع نہیں خیار باقی ہے ورنہ یہ سوار ہونا اجازت سمجھا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹.....زمین خریدی اس میں مشتری نے کاشت کی تو اس کا خیار باطل ہو گیا اور بائع نے کاشت کی تو بیع فسخ ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۰.....بشرطِ خیار، کان خریدا اور اس میں پہلے سے رہتا تھا تو بعد کی سکونت سے خیار باطل نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۱.....مبیع میں مشتری کے پاس زیادتی ہوئی اس کی دو صورتیں ہیں زیادت متصل ہے یا منفصل اور ہر ایک متولدہ ہے یا غیر متولدہ۔ اگر زیادت متصلہ متولدہ ہے مثلاً جانور فربہ ہو گیا یا مریض تھا مرض جاتا رہا یا زیادت متصلہ غیر متولدہ ہے مثلاً کپڑے کو رنگ دیا یا سی دیا ستو میں گھی ملا دیا۔ یا زیادت منفصلہ متولدہ ہو مثلاً جانور کے بچے پیدا ہوا دودھ دوہا اون کاٹی ان سب صورتوں میں مبیع کو رد نہیں کیا جا سکتا اور زیادت منفصلہ غیر متولدہ ہے مثلاً غلام تھا اس نے کچھ کسب کیا اس سے خیار باطل نہیں ہوتا پھر اگر بیع کو اقالہ کیا تو زیادت بھی اسی کو ملے گی اور بیع کو فسخ کرے گا تو اصل و زیادت دونوں کو واپس کرنا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۲.....مشتری کو خیار تھا اور مبیع پر قبضہ کر چکا تھا اس کو واپس کر دیا یا بائع کہتا ہے یہ وہ نہیں مشتری کہتا ہے کہ وہی ہے قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر بائع کو یقین ہے کہ یہ وہ نہیں جب بھی بائع ہی اس کا مالک ہو گیا اور یہ بائع کے حضور بیع تقاضی ہوئی۔ (عالمگیری ردالمحتار)

WWW.NAFSEISLAM.COM

بیع میں جس وصف کی شرط تھی وہ نہیں ہے

مسئلہ نمبر ۱.....غلام کو اس شرط کے ساتھ خریدا کہ باورچی ہے حالانکہ بے علم ہوا کہ وہ ایسا نہیں تو مشتری کو اختیار ہے کہ اسے پورے داموں میں لے لیا چھوڑ دے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲.....بکری خریدی اس شرط کے ساتھ کہ گابھن ہے ایسا اتنا دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ زیادہ دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۳.....ایک۔کان ثریدا اس شرابور کو پلٹنا دونوں سے بنا ہوا ہے وہ نکلا نام پایا ثریدا اس شرابور کی اس کے کل درخت پھل دار ہیں ان میں ایک درخت پھل دار نہیں یا کپڑا ثریدا اس شرابور کو کسم کا رنگا ہوا ہے وہ زعفران کا رنگا ہوا نکلا ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے نہ کہ ثریدا اس شرابور کا مادہ ہے وہ جائز ہے مگر مشتری کو اختیار ہے کہ لے لیا نہ لے اگر نہ کہہ کر ثریدا اور مادہ نکلا یا گدھا یا اونٹ کہہ کر ثریدا اور نکلی مدہی یا اونٹنی تو ان صورتوں میں بیع جائز ہے اور مشتری کو خیار فسخ بھی نہیں کہ جس پیچھے نہیں ہے اور جو شرط بھی ہیچ اس سے بہتر ہے۔ (ردالمحتار، فتح القدیر)

خیار تعیین

مسئلہ نمبر۱.....چند چیزوں میں سے ایک غیر معین کو ثریدا یوں کہا کہ ان میں سے ایک کو ثریدا ہوں تو مشتری ان میں سے جس ایک کو چاہے متعین کر لے اس کو خیار تعیین کہتے ہیں اس کے لئے چند شرطیں ہیں۔اول یہ کہ ان چیزوں میں ایک کو ثریدا ہے یہ نہیں کہ میں نے ان سب کو ثریدا۔دوم یہ کہ وہ چیزوں میں سے ایک یا تین چیزوں میں سے ایک کو ثریدا ہے چار میں سے ایک ثریدا ہی تو صحیح نہیں۔سوم یہ کہ یہ تصریح ہو کہ ان میں سے جو تو چاہے لے لے۔چہارم یہ کہ اس کی مدت بھی تین دن تک ہونی چاہئے۔پنجم یہ کہ قیمتی چیزوں میں سے ہو مثلی چیزوں میں نہ ہو۔رہا یہ امر کہ خیار تعیین کے ساتھ خیار شرط کی بھی ضرورت ہے یا نہیں۔اس میں ملا جلا اختلاف ہے بہرحال اگر خیار تعیین کے ساتھ خیار شرط بھی مذکور ہو اور مشتری نے متعلقہ تعیین ایک کو معین کر لیا تو خیار شرط کا حکم باقی ہے کہ اندرون مدت اس ایک میں بھی بیع فسخ کر سکتا ہے اور اگر مدت ختم ہو گئی اور خیار شرط کی رو سے بیع کو فسخ نہ کیا تو بیع لازم ہو گئی اور مشتری پر لازم ہوگا کہ اب تک متعین نہیں کیا تو اب معین کر لے۔ (ردالمحتار، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر۲.....خیار تعیین بائع کے لئے بھی ہو سکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری نے دو یا تین چیزوں میں سے ایک کو ثریدا اور بائع سے کہہ دیا کہ ان میں سے تو جو چاہے دے دے بائع نے جس ایک کو دے دیا مشتری کو اس کا لینا لازم ہو جائے گا۔ہاں بائع دو دے رہا ہے جو عیب دار ہے اور مشتری لینے پر راضی ہے تو دونوں بائع مجبور نہیں کر سکتا اور اگر مشتری عیب دار کے لینے پر تیار نہیں ہوا تو ان میں سے دوسری چیز لینے پر بھی بائع اب اس کو مجبور نہیں کر سکتا اور اگر دونوں چیزوں میں سے ایک بائع کے پاس ہلاک ہو گئی تو جو باقی ہے وہ مشتری پر لازم کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۳.....خیار تعیین کے ساتھ بیع ہوئی اور مشتری نے دونوں چیزوں پر قبضہ کیا تو ان میں ایک مشتری کی ہے اور ایک بائع کی جو اس کے پاس بطور امانت ہے یعنی اگر مشتری کے پاس دونوں ہلاک ہو گئیں تو ایک کا جو ثمن طے پایا ہے وہی دینا پڑے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۴.....خیار تعیین کے ساتھ ایک چیز ثریدی تھی اور مشتری مر گیا تو یہ خیار وارث کی طرف منتقل ہو گا یعنی وارث دونوں کو رد کر کے بیع فسخ کرنا چاہے یا نہیں ہو سکتا بلکہ جس ایک کو پسند کرے اور قبضہ دونوں پر ہو چکا ہے تو دوسری اس کے پاس امانت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۵.....بائع کے پاس دونوں چیزیں ہلاک ہو گئیں تو بیع باطل ہو گئی اور ایک باقی ہے ایک ہلاک ہو گئی تو جو باقی ہے وہ بیع کے لئے متعین ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۶.....مشتری نے دونوں پر قبضہ کر لیا ایک ہلاک ہو گئی ایک باقی ہے تو جو ہلاک ہوئی وہ بیع کے لئے متعین ہو گئی اور جو باقی ہے وہ امانت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۷.....خیار تعیین کے ساتھ بیع ہوئی اور ابھی تک دونوں چیزیں بائع ہی کے قبضہ میں تھیں کہ ان میں سے ایک میں عیب پیدا ہو گیا اب مشتری کو اختیار ہے کہ عیب والی پر راضی ہو جائے یا دوسری لے لے یا کسی کو نہ لے۔دونوں میں عیب پیدا ہو گیا جب بھی یہی حکم ہے اور اگر مشتری قبضہ کر چکا ہے اور ایک عیب دار ہو گئی تو بیع کے لئے متعین ہے اور دوسری امانت اور دونوں عیب دار ہو گئیں اگر آگے پیچھے عیب پیدا ہوا تو جس میں پہلے عیب پیدا ہوا بیع کے لئے متعین ہے۔ایک ساتھ دونوں میں عیب پیدا ہوا تو بیع کے لئے ابھی کوئی متعین نہیں جس ایک کو چاہے

معین کر لے اور دونوں کو رد کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... دو کپڑے جھاڑ اور قیل تین مشتری نے ایک کو رنگ دیا تو یہی بیع کے لئے متعین ہو گیا۔ (عالمگیری)

خریدار نے دام طے کر کے بغیر بیع کئے چیز پر قبضہ کر لیا

مسئلہ نمبر ۱..... خریدار نے کسی چیز کا نرخ اور ثمن طے کر لیا مگر ابھی خریدوفروخت نہیں ہوئی اور چیز پر قبضہ کر لیا یہ چیز اس کی ضمان میں ہے ہلاک وضائع ہو جائے تو اس کا تاوان دینا ہوگا اور یہ تاوان اس شے کی وہ جس قیمت ہوگا خواہ یہ قیمت اتنی سی ہو جتنا ثمن قرار پایا ہے یا اس سے زیادہ یا کم ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... گاہک نے بائع سے یہ خیار لیا کہ چیز ہلاک ہو جائے تو میں ضامن نہیں یعنی تاوان نہیں دوں گا۔ اس صورت میں بھی تاوان دینا پڑے گا اور وہ شرط کالعدم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... مشتری نے کسی کو چیز خریدنے کے لئے وکیل کیا وکیل دام طے کر کے بغیر بیع کے موکل کو دکھانے کے لئے لایا موکل کو دکھائی اس نے ناپسند کی اور واپس کر دی وہ چیز وکیل کے پاس ہلاک ہوئی وکیل پر تاوان ہوگا اور موکل سے رجوع نہیں کر سکتا ہاں اگر موکل نے کہہ دیا تھا کہ دام طے کر کے پسند کرانے کے لئے میرے پاس لانا تو جو کچھ وکیل نے تاوان دیا ہے موکل سے وصول کر لے گا۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۴..... خریدار نے دکان دار سے تھان طلب کیا اس نے تین تھان دیئے اور ہر ایک کا دام بتا دیا یہ تھان دس کا ہے یہ بیس کا اور یہ تیس کا۔ انہیں لے جاؤ جو ان میں پسند کرو گے تمہارے ہاتھ بیچ ہے۔ وہ تینوں مشتری کے پاس ہلاک ہو گئے اگر وہ سب ایک دم ہلاک ہوئے یا آگے پیچھے ضائع ہوئے مگر یہ معلوم نہیں کہ پہلے کون سا ہلاک ہوا تو ہر تھان کی تہائی قیمت تاوان دے گا اور اگر معلوم ہے کہ پہلے فلاں تھان ضائع ہوا تو اسی کا تاوان دے گا باقی دو تھان امانت تھے ان کا تاوان نہیں۔ اور وہ ہلاک ہوئے اور معلوم نہیں کہ پہلے کون ہلاک ہوا تو دونوں میں ہر ایک کی نصف قیمت تاوان دے اور تیسرا تھان امانت ہے اسے واپس کر دے اور اگر ایک ہلاک ہو گیا تو اس کا تاوان دے باقی دو تھان واپس کر دے۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۵..... دام طے کر کے چیز کو لے جانے سے تاوان اس وقت آتا ہے جب اس کو خریدنے کے ارادہ سے لے گیا اور ہلاک ہو گئی ورنہ نہیں۔ مثلاً دکاندار نے گاہک سے کہا یہ لے جاؤ تمہارے لئے ہیں کو ہے خریدار نے کہا لاؤ اس کو میں دیکھوں گا فلاں شخص کو دکھاؤں گا یہ کہہ کر لے گیا اور ہلاک ہو گئی تو تاوان نہیں یہ امانت ہے اور اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ لاؤ پسند ہوگا تو لے لوں گا اور ضائع ہو گئی تو تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... دکاندار سے تھان مانگ کر لے گیا کہ اگر پسند ہوا تو خرید لوں گا اور اس کے پاس ہلاک ہو گیا تو تاوان نہیں اور اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ پسند ہوگا تو دس روپے میں خرید لوں گا وہ ہلاک ہو گیا تو تاوان دینا ہوگا۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں چونکہ ثمن کا ذکر نہیں یہ قبضہ بہ جہت خریداری نہیں ہوا اور دوسری میں ثمن مذکور ہے لہٰذا خریدار کے طور پر قبضہ ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۷..... دام ظہرا کر بغیر بیع کئے جس چیز کو لے گیا وہ ہلاک نہیں ہوئی بلکہ اس نے خود ہلاک کی مثلاً کھانے کی چیز تھی اس نے کھائی، کپڑا اتفاقاً قطع کر کے سلوا لیا تو ثمن دینا ہوگا یعنی جو ظہرا ہے وہ دینا ہوگا بائع اگر مشتری کی رضامندی ظاہر کرنے سے پہلے یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنی بات واپس لی اب میں نہیں بیچتا اس کے بعد مشتری نے صرف کر ڈالا تو قیمت واجب ہے۔ یا رضامندی ظاہر کرنے سے پہلے مشتری مر گیا اس کے وارث نے صرف کیا جب بھی قیمت واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸.....دیکھنا یا کھانے کے لئے لایا ہے اور یہ نہیں کہا ہے کہ پسند ہوگا تو لے لوں گا اور طرح کرا لانا تو قیمت دینی ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹.....ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً ہزار روپے قرض مانگے اور کوئی چیز رہن کے لئے اس کو دے دی اور ابھی قرض اس نے نہیں دیا ہے کہ چیز ہلاک ہوگئی۔ یہاں یہ دیکھا جائے گا کہ قرض اور اس چیز کی قیمت میں کون کم ہے جو کم ہے اسی کے بدلے میں وہ چیز ہلاک ہوئی یعنی وہ چیز اگر سو کی تھی، ایک ہزار مرتہن کو اس کے معاوضہ میں دینے ہوں گے اور نو سو کی تھی تو نو سو اور اگر راہن نے یہ کہا کہ یہ چیز رکھ لو اور مجھے قرض دے دو مگر قرض کی کوئی قسم بیان نہیں کی تھی اور چیز ہلاک ہوگئی تو کچھ تاوان نہیں۔ (درمختار)

خیارِ رویت کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیز کو بغیر دیکھے بھالے خرید لیتے ہیں اور دیکھنے کے بعد وہ چیز ناپسند ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں شرع مطہر نے مشتری کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر دیکھنے کے بعد چیز کو نہ لینا چاہے تو بیع کو فسخ کر دے اس کو خیارِ رویت کہتے ہیں۔

دارقطنی وبیہقی رضی اللہ عنہما ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرمایا جس نے ایسی چیز خریدی جس کو دیکھا نہ ہو تو دیکھنے کے بعد اسے اختیار ہے لیا چھوڑ دے۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے مگر اس حدیث کو خود امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ نیز یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اپنی زمین جو البرعہ میں تھی بیچ کی تھی۔ کسی نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کو اس بیع میں نقصان ہے۔ انہوں نے کہا مجھے اس بیع میں خیار ہے کہ بغیر دیکھے میں نے خریدی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی کسی نے کہا آپ کو اس بیع میں غبن ہوا ہے۔ انہوں نے بھی فرمایا مجھے خیار ہے کیونکہ میں نے بغیر دیکھے بیع کر دی ہے اس معاملہ میں دونوں صاحبوں نے زبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا۔ انہوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے موافق فیصلہ کیا یہ واقعہ کروہ صحابہ کے سامنے ہوا کسی نے اس پر انکار نہ کیا لہٰذا بمنزلہ اجماع کے اس کو تصور کرنا چاہئے۔ (ردالمحتار، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱.....بائع نے ایسی چیز بیچی جس کو اس نے دیکھا نہیں مثلاً اس کو میراث میں کوئی شے ملی ہے اور بے دیکھے بیع ڈالی بیع ہے اور اس کو یہ اختیار نہیں کہ دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کر دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....جس مجلس میں بیع ہوئی اس میں مبیع موجود ہے مگر مشتری نے نہیں دیکھی مثلاً پیپے میں تیل تھا یا بوریوں میں نلہ تھا یا گٹھری میں کپڑا تھا اور کھول کر دیکھنے کی نوبت نہیں آئی یا وہاں مبیع موجود ہے اس وجہ سے نہیں دیکھی بہر حال دیکھنے کے بعد خریدار کو خیار حاصل ہے چاہے بیع کو جائز کر دے یا فسخ کر دے۔ مبیع کو بائع نے جیسا بتایا تھا ویسی ہی ہے یا اس کے خلاف دونوں صورتوں میں، دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳.....اگر مشتری نے دیکھنے سے پہلے اپنی رضامندی کا اظہار کیا یا کہہ دیا کہ میں نے اپنا خیار باطل کر دیا جب بھی دیکھنے کے بعد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے کہ یہ خیار بی دیکھنے کے وقت ملتا ہے۔ بے دیکھے سے پہلے خیار تھا ہی نہیں لہٰذا اس کو باطل کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ (بدائع وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴.....خیارِ رویت کے لئے کسی وقت کی تحدید نہیں ہے کہ اس کے گزرنے کے بعد خیار باقی نہ رہے بلکہ یہ خیار دیکھنے پر ہے جب دیکھے (دد) اور دیکھنے کے بعد فسخ کا حق اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک صراحۃً یا دلالۃً رضامندی نہ پائی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵.....خیارِ رویت چار مواقع میں ثابت ہوتا ہے۔ (1) کسی شے معین کی خریداری۔ (2) اجارہ۔ (3) قسمت۔ (4) مال کا بدلی قاعدہ پر شے معین پر مصالحت ہوگئی۔ اگر (1) قصاص کا دعویٰ ہو اور کسی شے پر مصالحت ہوئی تو خیارِ رویت نہیں۔ (2) دین میں خیارِ رویت نہیں لہٰذا مسلم فیہ چونکہ عین نہیں بلکہ دین یعنی واجب فی الذمہ ہے۔ (جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا) اس میں خیارِ رویت نہیں۔ (3) روپے اور اشرفیوں

میں بھی کہ یہ از قبیلِ دین میں خیارِ رویت نہیں ہاں اگر سونے چاندی کے برتن ہوں تو خیارِ رویت ہے۔ بیعِ سلم کا راس المال اگر عین ہو تو مسلم الیہ کے لئے خیارِ رویت ثابت ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... اجناسِ مختلفہ کی تقسیم اگر شرکا میں ہوئی تو اس میں خیارِ رویت، خیارِ شرط، خیارِ عیب تینوں ہو سکتے ہیں۔ اور ذوات الامثال کی تقسیم میں صرف خیارِ عیب ہوگا باقی دونوں نہیں ہوں گے اور ذوات الامثال جب ایک جنس کے ہوں مثلاً ایک قسم کے کپڑے یا گیہوں کی ڈھیریاں ان میں بھی تینوں خیار ثابت ہوں گے۔

مسئلہ نمبر ۷..... جو حصہ قسمت کرنے سے قسمت نہ ہو جیسے ہر اور قصاص کا بدلِ صلح اور بدلِ خلع یہ چیزیں اگر چہ عین ہوں ان میں خیارِ رویت ثابت نہیں۔ (فتح)

مسئلہ نمبر ۸..... بے دیکھی ہوئی چیز خریدی ہے دیکھنے سے پہلے بھی اس کی بیع فسخ کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بیع مشتری کے ذمہ لازم نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لیا اور دیکھنے کے بعد صراحۃً یا دلالۃً اپنی رضامندی ظاہر کی یا اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا یا ایسا تصرف کر دیا جو کامل فسخ نہیں مثلاً آزاد کر دیا یا اس میں دوسرے کا حق پیدا ہو گیا مثلاً دوسرے کے ہاتھ بلا شرط خیار بیع کر دیا یا رہن رکھ دیا یا اجارہ پر دے دیا ان سب صورتوں میں خیارِ رویت جاتا رہا اب بیع فسخ نہیں کر سکتا اور اگر اس کو بیع کیا مگر اپنے لئے خیارِ شرط کر لیا پھر بیچ پہلے اس کا بیع کیا ہو گیا مگر قبضہ نہیں دیا اور یہ باتیں دیکھنے کے بعد ہوئیں تو دلالۃً رضامندی پائی گئی اب بیع کو فسخ نہیں کر سکتا اور دیکھنے سے پہلے ہوئیں تو خیار باقی ہے دیکھنے کے بعد مبیع پر قبضہ کر لینا بھی دلیلِ رضامندی ہے۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مبیع پر قبضہ کر کے دیکھنے سے پہلے بیع کر دی پھر عیب کی وجہ سے مشتری باقی نے واپس کر دی اگر وہ واپسی قاضی سے ہو یا رہن رکھنے کے بعد اسے چھڑایا ہو یا کرایا تھا اسے تو زدیا تو خیارِ رویت جو ان تصرفات کی وجہ سے جاتا تھا واپس نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... مبیع کا کوئی جزو اس کی ماتحت سے نکل گیا اس میں کمی یا زیادتی ہوئی یا ہے زیادت متصل ہوا یا منفصلہ خیار باطل ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... بے دیکھے ہوئے کھیت خریدا اور اس کو ماریت سے دے دیا مستعیر نے اسے بویا خیارِ رویت باطل ہو گیا اور اگر مستعیر نے اب تک بویا نہیں تو خیار ساقط نہیں۔ اور اگر اس کھیت کا کوئی کاشتکار اجیر ہے۔ جس نے مشتری کی رضامندی سے کاشت کی یعنی مشتری نے اسے پہلی حالت پر چھوڑ دیا منع نہ کیا جب بھی خیار ساقط ہو گیا کپڑوں کی ایک گٹھری خریدی اس میں سے ایک کو بھن لیا خیارِ رویت باطل ہو گیا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ایک مکان خریدا جس کو دیکھا نہیں اس کے پڑوس میں ایک مکان فروخت ہوا اس نے شفعہ میں اسے لے لیا اس کے بعد بھی پہلے مکان کے متعلق خیارِ رویت باقی ہے جب دیکھنے کے بعد چاہے بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مشتری نے جب تک خیارِ رویت ساقط نہ کیا ہو بائع ثمن کا اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (فتح)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مشتری خریدنے کے بعد مر گیا تو ورثا کو میراث میں خیارِ رویت حاصل نہیں ہوگا۔ یعنی ورثا کو یہ حق نہ ہوگا کہ بیع کو فسخ کر دیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جس چیز کو پہلے دیکھ چکا ہے اگر اس میں کچھ تغیر پیدا ہو گیا تو خیارِ رویت حاصل ہے اور ویسی ہی چیز خیار حاصل نہیں۔ ہاں اگر وقتِ عقد سے یہ مظنوم نہ ہو کہ وہی چیز ہے جسے میں خریدتا ہوں تو خیار حاصل ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷.....بائع کہتا ہے کہ یہ چیز ویسی ہی ہے جیسی تو نے دیکھی تھی اس میں تغیر نہیں آیا اور مشتری کہتا ہے تغیر آ گیا تو مشتری کو گواہ سے ثابت کرانا پڑے گا کہ تغیر آ گیا ہے گواہ پیش کرنے قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ مشتری نے کچھ زیادہ زمانہ گزرا ہو اور معلوم ہو کہ اتنے زمانہ میں عموماً ایسی چیزوں میں تغیر نہیں ہوتا اور اگر اتنا زمانہ نہ گزرا ہے کہ عادۃً تغیر ایسی چیز میں ہو ہی جاتا ہے۔ مثلاً لوٹری ہے جس کو دیکھے ہوئے بیس برس کا زمانہ ہو گیا اور اس وقت جوان تھی تو مشتری کی بات مانی جائے گی بائع کہتا ہے جب تو نے دیکھا تھا مشتری کہتا ہے نہیں دیکھا تھا تو قسم کے ساتھ مشتری کی بات مانی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸.....ذبح کی ہوئی بکری کی پیٹھ پر چربی تھی اب وہ بھی نہیں اس کی کھال نہیں نکالی گئی ہے تو ذبح صحیح ہے اور بائع پر لازم ہے کہ پیٹھی نکال کر دے اور مشتری کو خیار رویت حاصل ہوگا اور اگر بکری ابھی ذبح نہیں ہوئی تو پیٹھی کی بیع درست نہیں اگرچہ بائع کہتا ہو کہ میں ذبح کر کے نکال دیتا ہوں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹.....بائع دو قفان ملیدہ و ملیدہ دو کپڑوں میں لپیٹ کر لایا اور مشتری سے کہتا ہے یہ وہی دو قفان ہیں جن کو تو نے نکل دیکھا تھا مشتری نے دس روپے میں خریدا اور خریدتے وقت نہیں دیکھا تو خیار رویت حاصل نہیں اور اگر دونوں مختلف داموں سے خریدے تو خیار حاصل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰.....دو کپڑے خریدے اور دونوں کو دیکھ کر ایک کی نسبت کہتا ہے یہ مجھے پسند ہے اس سے خیار باطل نہیں ہوا اور ابھی خیار برقرار باقی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱.....دو شخصوں نے ایک چیز خریدی دونوں نے اسے دیکھا نہیں تھا ایک نے اب دیکھ کر رضامندی ظاہر کی۔ دوسرا واپس کرنا چاہتا ہے تو تنہا واپس نہیں کر سکتا دونوں متفق ہو کر واپس کرنا چاہیں تو واپس کر سکتے ہیں اور اگر ایک نے دیکھا تھا ایک نے نہیں جس نے نہیں دیکھا تھا وہ کچھ کر واپس کرنا چاہتا ہے جب بھی دونوں متفق ہو کر واپس کر سکتے ہیں اور اگر اس کے دیکھنے سے پہلے ہی دیکھنے والے نے کہہ دیا کہ میں راضی ہوں میں نے بیع کو نافذ کر دیا تو دوسرے کا خیار باطل نہیں ہوگا مگر پوری مبیع واپس کرنی ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲.....ایک قفان دیکھا تھا باقی نہیں دیکھے تھے اور سب خریدے تو خیار ہے مگر وہ واپس کرنا چاہے تو سب واپس کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳.....خیار رویت کی وجہ سے بیع فسخ کرنے میں نہ قاضی کی قضا درکار ہے نہ بائع کی رضامندی کی حاجت۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴.....مشتری نے مبیع میں کوئی ایسا تصرف کیا جس سے اس میں نقصان پیدا ہو جائے اور اس کا علم نہ تھا کہ یہ مبیع ہے جو میں نے خریدی ہے مثلاً بھیڑ کی اون تراش لی یا کپڑے کو پہنا جس سے ان میں نقصان آ گیا تو خیار جاتا رہا۔ مشتری نے یہ دیکھے بیچ خریدی بائع نے وہی چیز مشتری کے پاس امانت رکھ دی اور مشتری کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ وہی چیز ہے پھر وہ چیز مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی تو مشتری کا قبضہ ہو گیا اور ثمن دینا پڑے گا۔ اور اگر مشتری نے اپنا قبضہ کر کے بائع کے پاس امانت رکھ دی اور ابھی تک اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی ہے اور وہ ہلاک ہو گئی جب بھی مشتری کو ثمن دینا پڑے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵.....موزے یا جوتے خریدے تھے مشتری سو رہا تھا بائع نے اسے سوتے میں پہنا دیا وہ اٹھا اور پہنے ہوئے چلا اگر اس چلنے سے کچھ نقصان آ گیا خیار باطل ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶.....مرغی نے موتی نگل لیا اسی موتی کے ساتھ بیچنا چاہا تو بیع درست نہیں اگرچہ مشتری نے موتی دیکھا ہوا اور مرغی مر گئی اور موتی کو بیچا تو بیع صحیح ہے اور مشتری نے موتی نہ دیکھا ہو تو خیار رویت حاصل ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... خیار کی وجہ سے فسخ کرنے میں ایک شرط ہے کہ بائع کو فسخ کا علم ہو جائے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ یہی سمجھتا رہا کہ بیع ہوگئی اور دوسرا کام کیا جس سے اس کے نقصان کا احتمال ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مبیع کو دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری پوری دیکھی جائے اس کا کوئی جز دیکھنے سے رہ نہ جائے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ حصہ دیکھ لیا جائے جس کا مقصود کے لئے دیکھنا ضروری تھا۔ مثلاً مبیع بہت سی چیزیں ہیں اور ان کے افراد میں تفاوت نہ ہو سب ایک ہی ہوں جیسے کیلی اور وزنی چیزیں یعنی جس کا نمونہ پیش کیا جاتا ہو یہاں بعض کا دیکھنا کافی ہے۔ مثلاً تلہ کی ڈھیری ہے اس کا ظاہری حصہ دیکھ لیا گیا ہے ہاں اگر اندرونی حصہ ویسا نہ ہو بلکہ عیب دار ہو تو خیار رویت اور خیار عیب دونوں مشتری کو حاصل ہیں اور اگر عیب دار نہ ہو کم درجہ کا ہو جب بھی خیار رویت حاصل ہے اگرچہ خیار عیب نہیں۔ یونہی چند بوریوں میں تلہ بھرا ہوا ہے ایک میں سے دیکھ لینا کافی ہے جب کہ باقیوں میں اس سے کم درجہ کا نہ ہو۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... مشتری کہتا ہے کہ باقی ویسا نہیں جیسا میں نے دیکھا تھا اور بائع کہتا ہے ویسا ہی ہے اگر نمونہ موجود ہو اہل بصیرت کو دکھایا جائے وہ جو کہیں وہی معتبر ہے اور نمونہ موجود نہ ہو تو مشتری کو گواہ لانا پڑے گا ورنہ بائع کا قول معتبر ہے یہ اس وقت ہے کہ تلہ وہیں موجود ہو بوریوں میں بھرا ہوا ہو۔ اور اگر تلہ وہاں موجود نہ ہو بائع نے نمونہ پیش کیا اور بیع ہوگئی اور نمونہ ضائع ہو گیا پھر بائع باقی تلہ لایا اور یہ اختلاف پیدا ہوا تو مشتری کا قول معتبر ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... لونڈی غلام میں چہرہ کا دیکھنا کافی ہے اور اگر باقی اعضاء دیکھے چہرہ نہیں دیکھا تو کافی نہیں۔ ان میں ہاتھ زبان دانتوں کا دیکھنا شرط نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۱..... سواری کے جانور میں چہرہ اور پٹھے دیکھنا کافی ہے پاؤں اور سم اور دم اور بال دیکھنا ضروری نہیں۔ (عالمگیری وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... پالنے کے لئے بکری خریدتا ہے اس کا تمام بدن اور تھن کا دیکھنا ضروری ہے۔ یونہی گائے بھینس دودھ کے لئے خریدتا ہے تو تھن کا دیکھنا ضروری ہے اور گوشت کے لئے بکری خریدتا ہے تو تھن کا دیکھنا ضروری نہیں اور دودھ دیکھ لیا ہے تو یہ بھی خیار رویت حاصل ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... کپڑا اگر اس قسم کا ہو کہ اندر باہر سے یکساں ہو جیسے ململ، ململ، ململ، سرج، کشمیر وغیرہ جن کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے تو تھان کے اوپر سے دیکھ لینا کافی ہے کھول کر اندر سے دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے کپڑوں میں ایک تھان کا دیکھ لینا کافی ہے سب تھانوں کے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر اندر سے خراب نکلے یا عیب ہو تو خیار رویت یا خیار عیب حاصل ہوگا۔ اگر مبیع مختلف قسم کے تھان ہوں تو ہر ایک قسم کا ایک ایک تھان دیکھ لینا ضروری ہے اور اگر اس قسم کا ہو کہ سب حصہ ایک طرح کا ہو جیسے چنگن اور ٹل بدن کے تھان کے اوپر کے پرت میں بوٹیاں زیادہ ہوتی ہیں اور اندر کم تو کھول کر سب نہیں دیکھی جائیں گی صرف اوپر کا پرت دیکھنا کافی نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... قالین کے اوپر کا رخ دیکھ لینا ضروری ہے نیچے کا رخ دیکھنے سے خیار رویت باطل نہ ہوگا اور دری اور فرش میں کل دیکھنا ضروری ہے۔ رضائی لحاف اور جہ پا کوٹ جس میں استر ہے باہر کا دیکھنا ضروری ہے استر دیکھنا کافی نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... کان میں اندر باہر، نیچے اوپر، پائنتی اور پی خانہ سب کا دیکھنا ضروری ہے کیونکہ ان کے مختلف ہونے سے قیمت مختلف ہو جایا کرتی ہے باہر میں بھی باہر سے دیکھ لینا کافی نہیں اندرونی حصہ بھی دیکھنا ضروری ہے اور مختلف قسم کے درخت ہوں تو ہر ایک قسم کے درخت دیکھنا اور پھلوں کا شیریں و ترش معلوم کر لینا بھی ضروری ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۶..... کھانے کی چیز ہو تو چکھنا کافی ہے اور سونگھنے کی ہو تو سونگھنا چاہئے جیسے عطر، خوشبو اور تیل (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۷..... عددیات متقاربہ شلاً انڈے اخروٹ ان میں بعض کا دیکھ لینا کافی ہے جب کہ باقی اس سے خراب اور کم درجہ کے نہ ہوں جو چیزیں زمین کے اندر ہوں جیسے لہسن پیاز گاجر آلو جو چیزیں تول کر بیچی جاتی ہیں ان میں کھود کر تھوڑے سے دیکھنا کافی ہے جبکہ باقی اس سے کم درجہ کے نہ ہوں یہ جب کہ بائع نے کھود کر دکھانے یا مشتری نے بائع کی اجازت سے کھودے اور اگر مشتری نے بلا اجازت بائع کھود لئے اور اتنے کھودے جن کا کچھ ثمن ہوتا خیار رویت ساقط ہو گیا۔ اور اگر وہ چیز گنتی سے بکتی ہے جیسے بیل تو بعض کا دیکھنا کافی نہیں جب کہ بائع نے دکھائی ہو یا مشتری نے بائع کی اجازت سے اور اگر مشتری نے بلا اجازت بائع دکھائیں اور وہ باقی ہیں جن کا کچھ ثمن ہے تو خیار ساقط ہو گیا۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۳۸..... ایسی چیز جو زمین میں ہے بیچ کی بائع کہتا ہے اگر میں کھود کر نکالتا ہوں اور تم پسند کرو تو میرا نقصان ہو گا اور مشتری کہتا ہے اگر بغیر تمہاری اجازت میں خود کھودتا ہوں اور میرے کام کی نہ ہوئی تو پھیر نہ سکوں گا اور بیچ لازم ہو جائے گی ایسی صورت میں اگر دونوں میں کوئی اپنا نقصان گوارا کرنے کے لئے تیار ہو جائے فبہا ورنہ قاضی بیع کو فسخ کر دے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹..... شیشی میں تیل تھا اور شیشی کو دیکھا تو یہ حقیقتاً تیل کا دیکھنا نہیں اگر تیل پانی میں ہے جو بلا تکلف پکڑی جا سکتی ہے اس کو ظرف اور پانی ہی میں سے دیکھ لیا بعضوں کے نزدیک خیار رویت باقی نہ رہے گا کہ بیع دیکھی اور بعض فقہا کہتے ہیں کہ خیار باقی ہے کیونکہ پانی میں اصلی حالت معلوم نہیں ہوتی جتنی ہے اس سے بڑی معلوم ہوتی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۰..... مشتری نے کسی کو قبضہ کے لئے وکیل کیا تو وکیل کا دیکھنا کافی ہے وکیل نے دیکھ کر پسند کر لیا تو یہ وکیل قبض کا مختار ہے یہ وکیل کو۔ یہ اس وقت ہے کہ قبضہ کرتے وقت وکیل نے مبیع کو دیکھا اور اگر قبضہ کرتے وقت چیز نہیں ہوئی تھی بعد میں کھول کر دیکھا تو مشتری کا خیار باطل ہو جائے گا یہ دیکھنا اور پسند کرنا مشتری کے خیار کو باطل نہیں کرے گا کہ قبضہ کرنے سے اس کی وکالت ختم ہو گئی دیکھنے کا حق باقی رہا۔ اور اگر خریدنے کے لئے وکیل کیا جب تو وکیل کا دیکھنا کافی ہے کہ وکیل نے دیکھ کر پسند کر لیا خریدنے سے پہلے وکیل نے دیکھ لیا تو اب یہ وکیل قبض کر سکتا ہے یہ وکیل یہ اس صورت میں ہے کہ خود معین چیز کے خریدنے کا وکیل ہوا اور اگر موکل نے خریدنے کے لئے چیز کو معین کر دیا ہو کہ فلاں چیز شلاً فلاں گائے یا بکری تو وکیل کو خیار رویت حاصل نہیں (جامع الفتاوی و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۱..... ایک شخص نے ایک چیز خریدی محمد دیکھی نہیں دوسرے شخص کو اس کے دیکھنے کا وکیل کیا کہ دیکھ کر پسند کرے یا پسند کرے وکیل نے دیکھ کر پسند کر لی بیع لازم ہو گئی اور ناپسند کی تو فسخ کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۲..... کسی شخص کو مشتری نے قبضہ کے لئے قاصد بنا کر بھیجا یعنی اس سے کہا کہ بائع کے پاس جا کر کہہ کہ مشتری نے مجھے بھیجا ہے کہ مبیع مجھے دے دے اس کا دیکھنا کافی نہیں یعنی مشتری اگر دیکھ کر ناپسند کرے تو بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۳..... وکیل نے مبیع کو وکالت سے پہلے دیکھا اس کے بعد وکیل ہو کر خریدا تو اسے خیار رویت حاصل ہو گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۴..... اندھے کی بیع و شراء دونوں جائز ہیں اگر کسی چیز کو بیچے گا تو خیار حاصل نہ ہو گا اور خریدے گا تو خیار حاصل ہو گا اور مبیع کو الٹ پلٹ کر ٹٹولنا دیکھنے کے حکم میں ہے بٹول لیا اور پسند کر لیا تو خیار ساقط ہو گیا اور کھانے کی چیز کا چکھنا اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا کافی ہے اور جو چیز نہ ٹٹولنے سے معلوم ہو نہ دیکھنے سونگھنے سے جیسے زمین، مکان اور بہت لونڈی غلام وہاں اس چیز کے اوصاف بیان کرنے ہوں گے جو اوصاف بیان کر دیئے گئے مبیع ان کے مطابق ہے تو فسخ نہیں کر سکتا ہے۔ اندھا مشتری یہ بھی کر سکتا ہے کہ کسی کو قبضہ یا خریدنے کے لئے وکیل کر دے وکیل کا دیکھ لینا اس کے قائم مقام ہو جائے گا اندھا کسی چیز کو اپنے لئے خریدے یا دوسرے کے لئے شلاً کسی نے اندھے کو وکیل کر دیا دونوں صورتوں میں خیار حاصل ہو گا۔ (عالمگیری و مختار)

مسئلہ نمبر ۴۵.....ہاتھ سے لئے مبیع کے لئے صاف بیان کر دیئے گئے یا اس نے ٹٹول کر معلوم کر لیا اور چیز پسند کر لی پھر وہ ہلاک ہو گیا تو اب اسے خیارِ رویت حاصل نہیں ہوگا کہ جو خیارا سے قائم ہو چکا۔ انجمارے نے خریدی تھی اور مبیع کو دیکھنے سے پہلے ہلاک ہو گیا تو اب اس کے لئے وہی حکم ہے جو اس مشتری کا ہے کہ خریدتے وقت اندھا تھا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۶.....مبیعِ معین سے بیع ہوئی مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں بیع کیا تو ایسی صورت میں بائع و مشتری دونوں کو خیارِ رویت حاصل ہے کیونکہ یہاں دونوں مشتری بھی ہیں۔ (درمختار)

خیارِ عیب کا بیان

حدیث ۱.....ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے عیب والی چیز کی بیع کی اور اس کو ظاہر نہ کیا وہ ہمیشہ اللہ عزوجل کی مار فرشتوں میں ہے یا فرمایا کہ ہمیشہ فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

حدیث ۲.....امام احمد و ابن ماجہ و حاکم رحمہم اللہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور جب مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز بیچے جس میں عیب ہو تو جب تک بیان نہ کرے اسے بیچنا حلال نہیں۔

حدیث ۳.....صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ غلہ کی ڈھیری کے پاس گزرے اس میں ہاتھ ڈال دیا حضور ﷺ کو انگلیوں میں تری محسوس ہوئی ارشاد فرمایا اے غلہ والے یہ کیا ہے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس پر بارش کا پانی پڑ گیا تھا۔ ارشاد فرمایا تو نے بھیگے ہوئے کو اوپر کیوں نہیں کر دیا کہ لوگ دیکھتے جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث ۴.....شرح سنہ میں علقمہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ایک غلام خریدا تھا اور اس کو کسی کام میں لگایا پھر مجھے اس کے عیب پر اطلاع ہوئی اس کا مقدمہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کے پاس پیش کیا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ غلام کو میں واپس کروں اور جو کچھ مجھے آمدنی ہوئی ہے وہ بھی واپس کروں۔ پھر میں مروہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور ان کو واقعہ سنایا انہوں نے کہا کہ شام کو میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤں گا ان سے جا کر یہ کہنا مجھ کو ما شاء اللہ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر دی ہے کہ ایسے معاملے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ آمدنی خراج کے ساتھ ہے یعنی جس کے خراج میں چیز ہو وہی آمدنی کا مستحق ہے یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ آمدنی مجھے واپس ملے۔

حدیث ۵.....واثلہ و ماسم و بسبتی رحمہم اللہ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: خرید و فروخت پہنچنے دے نہ دوسرے کو ضرر پہنچائے۔ جو دوسروں کو ضرر پہنچائے گا اللہ عزوجل اس کو ضرر دے گا اور جو دوسرے پر مشقت ڈالے گا اللہ عزوجل اس پر مشقت ڈالے گا۔

حدیث ۶.....بیہقی رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرمایا بیچنے کے لئے جو دودھ ہو اس میں پانی نہ ملاؤ ایک شخص (ام حاجۃ میں سے جب کہ شراب حرام تھی) ایک بستی میں شراب لے گیا پانی ملا کر اسے دو چند کر دیا پھر اس نے ایک بندر پالا اور دریا کا سفر کیا جب پانی کی گہرائی میں پہنچا بندر اشرفیوں کی تھیلی، لٹا کر منہ تک پر چڑھ گیا اور تھیلی کھول کر ایک اشرفی پانی میں پھینکتا اور ایک کھتی میں اس طرح اس نے اشرفیوں کی نصف نصف میں تقسیم کر دی۔

مسائل فقہیہ: عرف شرع میں عیب جس کی وجہ سے مبیع کو واپس کر سکتے ہیں وہ ہے جس سے تاجروں کی نظر میں چیز کی قیمت کم ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۱..... مبیع میں عیب ہو تو اس کا ظاہر کر دینا واجب ہے چھپانا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ یونہی ثمن کا عیب مشتری پر ظاہر کر دینا واجب ہے اگر بغیر ظاہر کئے بیع کر دی تو معلوم ہونے کے بعد واپس کر سکتے ہیں اس کو خیارِ عیب کہتے ہیں خیارِ عیب کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وقت عقد یہ کہہ دے کہ عیب ہو گا تو پھیر دیں گے کہا ہو یا نہ ہو بہر حال عیب معلوم ہونے پر مشتری کو واپس کرنے کا حق ہوگا لہٰذا اگر مشتری کو یہ

خریدنے سے پہلے عیب پر اطلاع تھی نہ وقت خریداری اس کے علم میں یہ بات آئی بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے تھوڑا عیب ہو یا زیادہ خیار عیب حاصل ہے فسخ کو اپنا چاہتو پورا دام پھیر لے لے واپس کرنا چاہے واپس کردے یہ نہیں ہوسکتا کہ واپس نہ کرے بلکہ دام کم کردے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... عیب پر مشتری کو اطلاع قبضہ سے پہلے ہی ہوگئی تو مشتری بطور خود عقد فسخ کرسکتا ہے اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی فسخ کا حکم دے تو فسخ ہوسکے۔ بائع کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے عقد کو فسخ کردیا یا رد کردیا یا اطل کردیا یا راضی ہو یا نہ ہو عقد فسخ ہو جائے گا اور اگر مبیع پر قبضہ کرچکا ہے تو بائع کی رضامندی یا قضاء قاضی کے بغیر عقد فسخ نہیں ہوسکتا۔ (جامع الفصولین عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا تھا پھر عیب معلوم ہوا اور بائع کی رضامندی سے عقد فسخ ہوا تو ان دونوں کے حق میں فسخ ہے مگر تیسرے کے حق میں یہ فسخ نہیں بلکہ بیع جدید ہے کہ اس فسخ کے بعد اگر مبیع یا زمین ہے تو شفعہ کرنے والا شفعہ کرسکتا ہے اور اگر قضائے قاضی سے فسخ ہوا تو سب کے حق میں فسخ ہی ہے شفعہ کا حق نہیں پہنچے گا۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۴..... خیار عیب کی صورت میں مشتری مبیع کا مالک ہو جاتا ہے مگر ملک لازم نہیں ہوتی اور اس میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے یعنی اگر مشتری کو عیب کا علم نہ ہوا اور مرگیا اور وارث کو عیب پر اطلاع ہوئی تو اسے عیب کی وجہ سے فسخ کا حق حاصل ہوگا۔ خیار عیب کے لئے کسی وقت کی تحدید نہیں جب تک مواضع رد نہ پائے جائیں۔ (جس کا بیان آئے گا) یہ حق باقی رہتا ہے۔ (عالمگیری)

خیار عیب کے شرائط

مسئلہ نمبر ۱..... خیار عیب کے لئے یہ شرائط ہیں کہ (1) مبیع میں وہ عیب عقد بیع کے وقت موجود ہو یا بعد عقد مشتری کے قبضہ سے پہلے پیدا ہو قبضہ مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد جو عیب پیدا ہوا اس کی وجہ سے خیار حاصل نہ ہوگا۔ مشتری نے قبضہ کرلیا ہو تو اس کے پاس بھی وہ عیب باقی رہے گا، اگر یہاں وہ عیب نہ رہا تو خیار بھی نہیں (2) مشتری کو عقد یا قبضہ کے وقت عیب پر اطلاع نہ ہو عیب دار جان کر لیا یا قبضہ کیا خیار نہ رہا۔ (3) بائع نے عیب سے برأت بھی ہوا گر اس نے کہہ دیا کہ میں اس کے کسی عیب کا ذمہ دار نہیں خیار ثابت نہیں۔ (عالمگیری)

عیب کی صورتیں

مسئلہ نمبر ۱..... لونڈی غلام کا مالک کے پاس سے بھاگنا عیب ہے اور اگر بھاگنا اس وجہ سے ہے کہ مالک اس پر ظلم کرتا ہے تو عیب نہیں مالک نے اسے امانت رکھوایا ہے یا عاریت دے دیا ہے یا اجرت پر دیا ہے یا مستعیر یا مستاجر کے پاس سے بھاگنا بھی عیب ہے مگر جب کہ یہ ظلم کرتے ہوں بھاگنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ شہر سے نکل جائے بلکہ اسی شہر میں رہے جب بھی عیب ہے اور بھاگنا اسی وقت عیب ہے جب مشتری کے یہاں سے بھی بھاگا ہو۔

مسئلہ نمبر ۲..... مشتری کے یہاں سے بھاگ کر بائع کے یہاں آیا اور چھپا نہیں جب کہ بائع اسی شہر میں ہو تو عیب نہیں اور یہاں آکر پوشیدہ ہوگیا تو عیب ہے۔ غاصب کے یہاں سے بھاگ کر مالک کے پاس آیا یہ عیب نہیں۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... بغل وغیرہ جانور دو تین دفعہ بھاگیں تو عیب نہیں اس سے زیادہ بھاگنا عیب ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... بچھو نے پر پیشاب کرنا عیب ہے چوری کرنا عیب ہے چاہے ایک جس سے ہاتھ کاٹا جائے یا اس سے کم۔ یونہی

کفن چرانا، جیب کاٹنا بھی عیب ہے بلکہ نقب لگانا بھی عیب ہے کھانے کی چیز کھانے کے لئے مالک کی چرائی تو عیب نہیں اور بیچنے کے لئے چرائی یا دوسرے کی چیز چرائی تو عیب ہے۔ بعض فقہاء نے فرمایا کہ مالک کا پیسہ دو پیسے چرانا عیب نہیں۔ (عالمگیری و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... بھاگا چوری کرنا، بچھو نے پر پیشاب کرنا ان تینوں کے اسباب بچپن میں اور بڑے ہونے پر مختلف ہیں۔ بچپن سے مراد پانچ سال کی عمر ہے اس سے کم عمر میں یہ چیزیں پائی جائیں تو عیب نہیں بچپن میں ان کا سبب کم عقلی اور ضعف مثانہ ہے اور بڑے ہونے کے بعد ان کا سبب سوء اختیار اور باطنی بیماری ہے لہٰذا اگر یہ عیب مشتری و بائع دونوں کے یہاں بچپن میں پائے گئے یا دونوں کے یہاں جوانی کے بعد پائے گئے تو مشتری رد کر سکتا ہے کہ یہ وہی عیب ہے جو بائع کے یہاں تھا اور اگر بائع کے یہاں یہ عیب بچپن میں تھا اور مشتری کے یہاں بلوغ کے بعد تو رد نہیں کر سکتا کہ یہ وہ عیب نہیں بلکہ دوسرا عیب ہے جو مشتری کے یہاں پیدا ہوا جس طرح بائع کے یہاں اسے بخار آتا تھا اگر مشتری کے یہاں بھی وہی بخار اسی وقت آیا تو واپس کر سکتا ہے اور مشتری کے یہاں دوسری قسم کا بخار آیا تو واپس نہیں کر سکتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... بالغ غلام کو خڑیا جو بچھو نے پر پیشاب کرتا تھا تو مشتری کے یہاں بھی یہ عیب موجود تھا اگر کوئی دوسرا عیب اس کے علاوہ بھی پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے واپس نہ کرسکتا اور بائع سے اس عیب کا نقصان لے لیا۔ بالغ ہونے پر پیشاب کرنا جاتا رہا تو جو معاوضہ عیب بائع نے ادا کیا ہے چونکہ وہ عیب جاتا رہا لہٰذا وہ قیمت واپس لے سکتا ہے۔ (ش)

مسئلہ نمبر ۷..... جنون بھی عیب ہے اور بچپن اور جوانی دونوں میں اس کا سبب ایک ہی ہے یعنی اگر بائع کے یہاں بچپن میں پاگل ہوا تھا اور مشتری کے یہاں جوانی میں تو واپس کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ وہی عیب ہے دوسرا نہیں۔ جنون کی مقدار یہ ہے کہ ایک دن رات سے زیادہ پاگل رہے اس سے کم میں عیب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... کنیز کا بالغ اندھا ہونا عیب ہے۔ یونہی اس کا زنا کرنا بھی عیب ہے۔ لونڈی سے بچہ پیدا ہو جانا بھی عیب ہے جب وہ بچہ مولیٰ کے علاوہ دوسرے سے ہو اور اگر اس کا بچہ مولیٰ سے ہے تو وہ ام ولد ہے اس کا بیچنا جائز نہیں۔ زنا اور ولادت میں مشتری کے یہاں اس عیب کا پایا جانا ضروری نہیں۔ ولد الزنا ہونا زنا کرنا غلام میں عیب نہیں اگرچہ زنا کرنا گناہ کبیرہ ہے اس پر توبہ و استغفار واجب ہے اور شرعاً سخت عیب ہے اور اگر زنا کرنا اس کی عادت ہو یعنی دو مرتبہ سے زیادہ ایسا کیا تو یہ قبح میں عیب شمار کیا جائے گا۔ لونڈی اور غلام میں فرق اس وجہ سے ہے کہ لونڈی سے اکثر یہ مقصود ہوتا ہے کہ اس سے وطی کرے اگر وہ ایسی ہے تو طبیعت کو کراہت آئے گی نیز اگر اولاد پیدا ہوئی اور زانیہ کی اولاد کہلائے گی اور یہ سخت عار ہے۔ اور غلام سے مقصود خدمت لینا ہوتا ہے اور ان باتوں سے خدمت میں کوئی فرق نہیں آتا جب تک زنا کی عادت نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... غلام اگر ایسا ہو کہ مفت انعام کرنا ہو یہ اس میں عیب ہے۔ غلام خشٹ ہے بایں معنی کہ آواز میں نرمی ہے اور رفتار میں لچک اگر یہ بات کسی کے ساتھ ہے تو عیب نہیں اور زیادتی کے ساتھ ہے تو عیب ہے اس کو خڑ ش نہیں بھلا یا جاسکتا۔ یونہی غلام کا شادی شدہ ہونا بھی عیب ہے مگر غلام نے واپسی سے پہلے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی تو واپس کیا جاسکتا اور لونڈی کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اگر رجعی طلاق ہے واپس کی جاسکتی ہے اور بائن ہے تو نہیں۔ اور شوہر والی لونڈی اگر مشتری کے محرمات میں سے ہو مثلاً اس کی رضاعی بہن یا ماں ہے یا اس کی عورت کی ماں ہے تو شوہر والی ہونا عیب نہیں۔ (عالمگیری و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... جذام، برص اندھا ہونا کانا ہونا بھینگا ہونا گونگا ہونا بہرا ہونا انگلی سے زیادہ یا کم کٹا ہوا ہونا پچھڑے نے بیماری نصیہ کاٹا ہوا نامردی خصی ہونا یہ سب چیزیں عیب ہیں اور اگر خصی کر کڑیا اور خصی نہ کرا تو واپس کرنے کا حق نہیں۔ (عالمگیری و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... جو غلام دارالاسلام میں پیدا ہوا ہے اور بالغ ہو گیا مگر اس کا ختنہ نہیں ہوا یہ عیب ہے اور اسی طرح بالغ ہے اور دارالحرب سے لائے اس میں یہ عیب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... غلام مرد خرید اپھر معلوم ہوا کہ اس نے داڑھی منڈائی تھی یا داڑھی کے بال نوچ ڈالے تھے یہ عیب ہے واپس کر دیا جائے گا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... گلہ وبغل یا بغل میں بو ہونا لونڈی میں عیب ہے غلام میں نہیں مگر جب کہ بہت زیادہ ہو تو غلام میں بھی عیب ہے اگر دانت سامنے کے ہیں اس کی وجہ سے منہ سے بو آتی ہے تو یہ عیب نہیں۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ناف کے نیچے کا بیڑ کا پھولا ہونا لونڈی غلام دونوں میں عیب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... لونڈی کی شرمگاہ میں گوشت یا ہڈی کا پیدا ہو جانا جس کی وجہ سے وطی نہ ہو سکے یہ عیب ہے۔ یونہی آگے کا مقام بند ہونا بھی عیب ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۷..... بانجھ ہونا لونڈی غلام دونوں میں عیب ہے۔ یونہی جذام نہ ہونا بھی عیب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... لونڈی کی عمر پندرہ سال کی ہو اور حیض نہ آئے یہ عیب ہے اور اگر صغر سنی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو عیب نہیں۔ یہ بات کہ حیض نہیں آتا یہ خود اسی لونڈی کے کہنے سے معلوم ہوئی اور اگر بائع کہتا ہے کہ اسے حیض آتا ہے تو اسے قسم دیں گے اگر قسم کھالے بائع کا قول معتبر ہے اور قسم سے انکار کرے تو عیب ثابت ہے۔ یہ خانہ بھی عیب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... پرانی کھانسی عیب ہے معمولی کھانسی عیب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... مدیون ہونا بھی عیب ہے جب کہ اس دین کا مطالبہ فی الحال ہو سکتا ہو اور اگر ایسا دین ہے جو آزاد ہونے کے بعد واجب الادا ہوگا تو عیب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... شراب خوری کی عادت ہونا کھیلنا سہوت بولنا جنگلی کھانا نماز چھوڑ دینا بائیں ہاتھ سے کام کرنا آنکھ میں بال ہونا پانی بہتا رہنا ناخن نہ ہونا یہ سب عیوب ہیں۔

جانوروں کے بعض عیوب

مسئلہ نمبر ۱..... گائے بھینس بکری دودھ نہیں دیتی یا اتنا دودھ نہیں دیتی جتنا دینی چاہئے یہ عیب ہے اور جانور کا کم کھانا بھی عیب ہے۔ بغل کام کے وقت سوجانا یہ عیب ہے۔ گدھا ضرید اوہ دوست چلتا ہے تو واپس نہیں کر سکتا مگر جب کہ تیز رفتاری کی شرط کر لی ہو۔ گدھے کا نہ بولنا عیب ہے۔ مرغ خریدا جو وقت بولتا ہو واپس کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... بکری خریدی دیکھا تو اس کے کان کٹے ہوئے ہیں یہ عیب ہے۔ یونہی قربانی کے لئے کوئی جانور خریدا جس کے کان کٹے ہوئے ہیں یا اس میں کوئی عیب ایسا ہے جس کی وجہ سے قربانی نہیں ہو سکتی ہے تو واپس کر سکتا ہے اور اگر قربانی کے لئے نہ ہو تو واپس نہیں کر سکتا مگر جب کو عرف میں وہ عیب قرار دیا جائے۔ اگر بائع و مشتری میں اختلاف ہوا مشتری کہتا ہے کہ میں نے قربانی کے لئے خریدا ہے بائع انکار کرتا ہے اگر وہ وقت قربانی کا ہو اور مشتری اہل قربانی ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳..... گائے یا بکری نجاست خور ہے اگر یہ اس کی عادت ہے عیب ہے اور اگر بفتہ میں ایک دو بار ایسا ہوا تو عیب نہیں۔ کوئی جانور کبھی کھانا ہے اگر دیا جائے ایسا ہو تو عیب نہیں اور اگر اکثر کھاتا ہو تو عیب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... جانور کے دونوں پاؤں قریب قریب ہیں ٹکرانوں میں زیادہ فاصلہ ہے یہ عیب ہے۔ رسی تڑاما یا کسی ترکیب سے گلے سے ٹخنا (گھٹنوں) ٹکال لینا عیب ہے۔ گھوڑا سرکش ہے کھڑا ہوا جاتا ہے یا لڑ جاتا ہے یا لگام لگاتے وقت شوخی کرتا ہے لگانے نہیں دیتا چلنے میں دونوں پنڈلیاں یا پاؤں ٹکراتے ہوں یہ سب عیب ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... گھوڑا خریدا دیکھا کہ اس کی عمر زیادہ ہے دیا عیب کی وجہ سے واپس نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر گم عمر کی شرط کرلی ہے تو واپس کرسکتا ہے۔ گائے خریدی وہ بشرنی کے یہاں سے بھاگ کر بائع کے یہاں پلی جاتی ہے یہ عیب نہیں۔ (عالمگیری)

یعنی جب کہ زیادہ نہ بھاگتی ہو۔

دوسری چیزوں کے عیوب

مسئلہ نمبر ۱..... موزے یا جوتے خریدے وہ اس کے پاؤں میں نہیں آتے واپس کرسکتا ہے اگر چہ خریدتے وقت یہ کہا ہو کہ پہننے کے لئے خریدتا ہوں کیونکہ عادۃً ایک جوڑا جوتا یا موزہ پہننے کے لئے ہی خریدا جاتا ہے۔ جوتا جو تنگ تھا بائع نے کہہ دیا پہنو ٹھیک ہو جائے گا ایک دن پہنا مگر ٹھیک نہ ہوا اب واپس نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... نجس کپڑا خریدا اگر مشرنی کہا پاک ہوجائے گا مگر اس قسم کا کپڑا ہے کہ دھونے سے خراب نہیں ہوگا تو واپس نہیں کرسکتا اور خراب ہو جائے گا تو واپس کرسکتا ہے۔ اس میں تیل کی چکنائی لگی ہے تو بہر حال واپس کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... مکان خریدا اس کے دروازہ پر لکھا ہوا پایا یہ فلاں مسجد پر وقف ہے محض اتنی ہی بات سے واپس نہیں کرسکتا جب تک وقف کا ثبوت نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... مکان یا زمین خریدی لوگ اسے منحوس کہتے ہیں واپس کرسکتا ہے کیونکہ اگر چہ اس قسم کے خیالات کا اعتبار نہیں مگر نقصان چاہے گا تو اس کے لینے والے نہیں ملیں گے اور یہ ایک عیب ہے۔ (عالمگیری زرنگار)

مسئلہ نمبر ۵..... گیہوں خریدے بائع نے اشارہ کر کے بتایا تھا کہ یہ ہیں اس کے دانے پتلے یا چھوٹے ہیں تو خیار عیب ہے واپس نہیں کرسکتا اور گھنے ہوئے ہیں یا بڑے دانے ہیں تو واپس کرسکتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... چھل یا نکاری کی ٹوکری خریدی اس میں نیچے گھاس بھری ہوئی نکلی، واپس کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... مکان خریدا جس کا پانی دوسرے کے مکان میں گرتا ہے یا اس کی نالی دوسرے مکان میں جاتی ہے اور مشتری کو اس کا علم نہیں مگر خریداری کے وقت اس کا علم نہیں تھا تو واپس کرسکتا ہے یا اس کی وجہ سے قیمت میں کمی پیدا ہو تو بائع سے واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... قرآن مجید یا کتاب خریدی اور اس کے اندر بعض بعض جگہ الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں واپس کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

موانع رد کیا ہیں؟ اور کس صورت میں نقصان لے سکتا ہے؟

مسئلہ نمبر ۱..... عیب پر اطلاع پانے کے بعد مشتری نے اگر مبیع میں مالکانہ تصرف کیا تو واپس کرنے کا حق جاتا رہا۔ جانور خریدا تھا وہ بیمار تھا اس کا علاج کیا یا اپنے کام کے لئے اس پر سوار ہوا تو واپس نہیں کرسکتا اور اگر ایک بیماری تھی جس کی بائع نے ذمہ داری نہیں کی تھی اس کا علاج کیا اور دوسری بیماری جس کا ذکر نہیں آیا تھا وہ ظاہر ہوئی تو واپس کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... جانور پر اس کو واپس کرنے کی غرض سے سوار ہوا یا سوار ہو کر اسے پانی پلانے لے گیا یا چارہ ڈالنے لے گیا اگر مجبور تھا تو عیب پر رضامندی نہیں مانی جائے گی۔ عیب پر مطلع ہونے کے بعد، کان ڈھیر کر دو میں سکونت کی یا اس کی مرمت کی یا اس کو ڈھا دیا اب واپس نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... بیع کو مشتری نے فسخ کر دیا یا آزاد کر دیا یا ہبہ کر کے قبضہ دے دیا اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا تو یہ واپس کر سکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... بکری یا گائے خریدی اس کا دودھ جو کر استعمال کیا پھر عیب پر اطلاع ہوئی واپس نہیں کر سکتا نہ نقصان لے سکتا ہے۔ اور گائے بکری کو مع بچے کے خریدا ہے اور عیب پر مطلع ہوا اس کے بعد بچے نے دودھ پی لیا تو واپس کر سکتا ہے چاہے بچے نے خود ہی پی لیا ہو یا اس نے اسے چھوڑا تھا کہ پی لے اور اگر مشتری نے دودھ دوہا تو واپس نہیں کر سکتا چاہے خود پی لے یا اس کے بچے کو پلا دے کہ عیب پر مطلع ہو کر دونوں صورتوں میں رضامندی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... کنیز خریدی کر اس سے وطی کی اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا تو واپس نہیں کر سکتا عیب کا نقصان لے سکتا ہے اور اگر بائع نقصان دینا نہیں چاہتا کنیز واپس لینے کے لئے راضی ہے تو واپس ہو سکتی ہے یونہی ثیوبت کے ساتھ جھوا بوسہ دینا بھی مانع رد ہے۔ اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد یا حال کے تو نقصان نہیں لے سکتا اور اگر اس کے ساتھ کسی نے زنا کیا جب بھی واپس نہیں کر سکتا نقصان لے سکتا ہے مگر جب کہ بائع واپس لینے پر تیار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... ظرف خریدا اس میں سے کچھ کھا لیا یا بیچ دیا پھر عیب پر مطلع ہوا جو کھا پی چکا ہے اس کا نقصان لے لے اور باقی کو واپس کر سکتا ہے جو بیچ چکا ہے اس کا نقصان نہیں لے سکتا۔ آٹا خریدا اس میں سے کچھ گوندھ کر روٹی پکائی معلوم ہوا کہ کڑوا ہے جو پکا چکا ہے اس کا نقصان لے سکتا ہے اور باقی کو واپس کر سکتا ہے۔ (غایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... کپڑا خریدا کر اسے قطع کر لیا اور ابھی سلا نہیں اس میں عیب معلوم ہوا اسے واپس نہیں کر سکتا بلکہ نقصان لے سکتا ہے ہاں اگر بائع قطع کئے ہوئے کو واپس لینے پر راضی ہے تو اب نقصان نہیں لے سکتا اور خریدے کو فسخ کر دیا ہے کچھ نہیں کر سکتا۔ اور اگر قطع کے بعد سل بھی گیا اور عیب معلوم ہوا تو نقصان لے سکتا ہے۔ بائع چاہے نقصان دینے کے واپس لیا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا۔ (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۸..... کپڑا خریدا کر اپنے یا بائع کے لئے قطع کر لیا اور عیب معلوم ہوا تو نہ واپس کر سکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے اور اگر بائع غیر کے لئے قطع کر لیا تو نقصان لے سکتا ہے۔ (ہدایہ درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... مبیع میں مشتری کے یہاں کوئی جدید عیب پیدا ہو گیا مشتری کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا یا آفت سماوی سے ہو واپس نہیں کر سکتا نقصان کا معاوضہ لے سکتا ہے۔ اور اگر بائع کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی واپس نہیں کر سکتا بلکہ دونوں عیبوں سے جو نقصان ہوا ہے اس کا معاوضہ لے سکتا ہے۔ اور اگر اجنبی کے فعل سے دوسرا عیب پیدا ہوا تو عیب اول کا نقصان بائع سے لے لے اور دوسرے عیب کا اسی اجنبی سے اگر قبض کے بعد مگر قبضہ سے پہلے بائع کے فعل سے یا خود مبیع کے فعل سے یا آفت سماوی سے عیب جدید پیدا ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ فسخ کر دے یعنی نہ لے لے اور جو نقصان ہوا ہے اس کے عوض میں ثمن سے رقم کم کر دے۔ اور اگر اجنبی کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی اختیار ہے کہ فسخ کو لے لے یا نہ لے اگر فسخ کو لیا چاہے تو نقصان کا معاوضہ اس اجنبی سے لے سکتا ہے اور اگر مشتری کے فعل سے عیب پیدا ہوا تو پورے ثمن کے ساتھ لیا پڑے گا اور نقصان کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... جو چیز ایسی ہو کہ اس کی واپسی میں مزدوری صرف کرنی پڑے تو جہاں مفسخ ہوا ہے وہاں بیچنا مشتری کے ذمہ ہے

یعنی مزدوری وغیرہ مشتری کو دینی پڑے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بائع خریدار سے ذبح کر دیا اب معلوم ہوا کہ اس کی آنتیں خراب ہو گئی تھیں تو نقصان نہیں لے سکتا اور اگر ذبح سے پہلے عیب پر مطلع ہو چکا تھا پھر ذبح کر دیا جب بھی نقصان نہیں لے سکتا مگر جب کہ یہ معلوم ہو کہ ذبح نہ کیا جائے گا تو مر جائے گا اس صورت میں نقصان لے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... مبیع میں کچھ زیادتی کر دی مثلاً کپڑے کو دیا یا رنگ دیا یا ستو میں گھی شکر وغیرہ ملا دیا یا زمین میں بیج نصب کر دیئے یا تعمیر کر دی یا اس کو بیچ کر دیا اگر پہلے عیب پر مطلع ہونے کے بعد ہوا یا مبیع ہلاک ہو گئی ان سب صورتوں میں نقصان لے سکتا ہے واپس نہیں کر سکتا ہے اگر دونوں کی واپسی پر رضامند بھی ہو جائیں جب بھی قاضی واپسی کا حکم نہیں دے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... انڈا خریدا تو زرد کھلا کل دام واپس ہوں گے کہ وہ بے کار ہے بیچ کے قابل نہیں ہاں شتر مرغ کا انڈا جس میں چھلکا مقصود ہوتا ہے کٹڑا لگ سے زینت کی غرض سے رکھتے ہیں اس کی بیع باطل نہیں عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔ بیضۂ بوقلموں خریدا اور کھایا تو خراب نکلا یا دام خرید خریدا تو زنے پر معلوم ہوا کہ خراب ہے اگر بادہ جو شربانی کے کام کے لائق ہے کم سے کم یہ کہ جانوروں کے کھلانے میں کام آ سکتا ہے تو واپس نہیں کر سکتا نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر بائع کھنے ہوئے یا توڑے ہوئے کو واپس لینے پر تیار ہے تو واپس کر دے نقصان نہیں لے سکتا اور عیب معلوم ہونے کے بعد کچھ بھی کھایا تو نقصان بھی نہیں لے سکتا۔ اور اگر پکایا اور عیب معلوم ہونے کے بعد جھوڑ دیا کچھ نہ کھایا تو نقصان لے سکتا ہے اور اگر کاٹنے توڑنے سے پہلے ہی مشتری کو عیب معلوم ہو گیا تو اسی حالت میں واپس کر دے کاٹنے توڑنے کا تاوان نہیں کر سکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر کاٹنے توڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ چیز بالکل بے کار ہیں مثلاً کھا کر دیکھا یا چکھا یا دام خرچ ہوئے مگر گری نہیں بیضۂ بوقلموں ہرا ہوا بیچ پر سے دام واپس لے کر بیع باطل ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... گیہوں وغیرہ غلہ خریدا اس میں خاک ملی ہوئی نکلی اگر خاک اتنی ہے جتنی عادۃً ہوا کرتی ہے واپس نہیں کر سکتا اور عادت سے زیادہ ہے تو کل واپس کر دے اور اگر گیہوں رکھنا چاہتا ہے خاک کو الگ کر کے واپس کرنا چاہتا ہے نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... گیہوں میں کچھ خاک ملی تھی اڑ گئی اور وزن کم ہو گیا یا گیہوں میں گھی تھی خشک ہو کر وزن کم ہو گیا واپس نہیں کر سکتا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مشتری نے مبیع کو بیچ کر دیا اور اسے عیب کی خبر تھی مشتری ثانی نے عیب کی وجہ سے حکم قاضی سے واپس کیا تو مشتری اول بائع اول کو وہ بیع واپس کر سکتا ہے۔ یہ اس وقت ہے جب مشتری ثانی نے گواہوں سے یہ ثابت کیا ہو کہ اس بیع میں اس وقت سے عیب ہے جب بائع اول کے پاس تھی اور اگر گواہوں سے مشتری کے پاس عیب ثابت کیا ہو تو بائع اول پر رد نہیں کر سکتا اور اگر واپس کرنے کے لئے مشتری اول نے یہ کر دیا کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے تو واپس نہیں کر سکتا۔ یہ تمام باتیں اس وقت ہیں جب مبیع پر قبضہ ہو چکا ہو اور قبضہ نہ ہوا ہو تو معاً واپس کر سکتا ہے بے اقتضائے قاضی سے واپسی ہو یا اس کے بغیر کیونکہ بیع ثانی اس صورت میں صحیح ہی نہیں مگر جائیداد غیر منقولہ میں بغیر قبضہ بھی بیع ہو سکتی ہے اس میں قبضہ اور غیر قبضہ کا فرق نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مشتری ثانی نے مشتری اول کو اس کی رضامندی سے بیع واپس کر دی تو یہ بائع اول کو واپس نہیں کر سکتا اگرچہ وہ عیب ایسا نہ ہو جو مشتری اول کے یہاں پیدا ہو سکتا ہو۔ مثلاً غلام کے پانچ کی جگہ چھ انگلیاں ہیں کہ یہ ایسی حق ثالث میں بیع جدید قرار پائے گی۔ یونہی بائع کے وکیل نے اگر مبیع کی واپسی اپنی رضامندی سے کر لی تو موکل کو واپس نہیں کر سکتا کہ موکل کے مطالبہ سے یہ فسخ نہیں بلکہ بیع جدید ہے۔ اگر قضائے قاضی سے واپسی ہوئی تو موکل پر بھی واپسی ہوئی کہ جب بیع فسخ ہو گئی وہ بیع موکل کی ہوئی۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... مشتری نے مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد عیب کا پتا چلا تو ثمن دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا بلکہ مشتری سے اثبات

عیب کے گواہ طلب کئے جائیں گے اور گواہ نہ ہوں تو بائع پر حلف دیا جائے گا۔ اور بائع قسم کھا جائے کہ عیب نہیں تھا تو ثمن دینے کا حکم ہوگا اور اگر مشتری نے پہلے یہ کہا کہ میرے گواہ نہیں ہیں پھر کہتا ہے گواہ پیش کروں گا تو گواہ قبول کر لئے جائیں گے اور اگر مشتری کے پاس گواہ نہیں ہیں اور بائع قسم سے انکار کرتا ہے تو عیب کا حکم ہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۹..... گواہ مشتری یا حلف بائع کی اس وقت ضرورت ہے جب وہ عیب مخفی ہو مثلاً بھاگنا چوری کرنا اور اگر عیب ظاہر ہو مثلاً کانا نابینا ہونا یا انگلیاں زائد یا کم ہیں تو نہ گواہ کی حاجت ہے نہ ضرورت۔ ہاں اگر بائع یہ کہے کہ مشتری کو خریدنے کے وقت عیب کا علم تھا بعد خریدنے کے عیب پر راضی ہو گیا یا عیب سے بری الذمہ ہو چکا تھا تو بائع کو ان امور پر گواہ پیش کرنا پڑیں گے گواہ نہ لا سکے تو مشتری پر حلف دیا جائے گا قسم کھا لے گا واپس کر دیا جائے گا ورنہ واپس نہیں کر سکتا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... وہ عیب جن میں عیب کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً دم گزدم خیال یا کوئی دوسری پوشیدہ بیماری ان میں ایک طبیب عادل نے اس بیماری کا ہونا بیان کر دیا تو دعویٰ کامل ساعت ہے۔ رہا یہ امر کہ یہ بیماری بائع کے یہاں سے موجود تھی اس کے لئے دو عادل طبیب کی شہادت درکار ہوگی اور جو عیب ایسے ہیں جن پر عورتوں ہی کو اطلاع ہوتی ہے ان میں ایک عورت کے قول سے عیب کا ثبوت ہوگا تفریق صحیح کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بائع کو حلف دیں گے اگر وہ قسم کھا لے کہ میرے یہاں یہ عیب نہ تھا تو واپس نہیں کر سکتا قسم سے انکار کرے تو واپس کرنا پڑے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... جو عیب ظاہر ہے اور اتنی مدت میں پیدا نہیں ہو سکتا جب سے بیع ہوئی ہے تو یہ یہاں بھی گواہ یا حلف کی حاجت نہیں۔ ہاں اگر اس مدت میں پیدا ہو سکتا ہے اور بائع یہ کہتا ہے کہ میرے یہاں یہ عیب نہ تھا تو گواہ یا حلف کی حاجت ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... مبیع کے کسی جز کے متعلق کسی نے دعویٰ کر کے اپنا حق ثابت کر دیا اگر مشتری نے قبضہ نہیں کیا تو اختیار ہے کہ باقی کو لے لیا نہ لے اور قبضہ کر چکا ہے اور وہ چیز قیمتی ہے جب بھی اختیار ہے کہ لے لیا واپس کر دے اور وہ چیز مثلی ہے تو باقی کو واپس نہیں کر سکتا بلکہ جو کچھ اس کا حصہ ہے یہ لے لے اور جو دوسرے حق دار کا ہے وہ لے لے گا۔ اور وہ چیز اس طرح کی ہیں کہ ایک پر قبضہ کر لیا اب تک کسی پر قبضہ نہیں کیا ہے اور ایک میں کسی نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ دوسری کو لے لے یا چھوڑ دے اور دونوں پر قبضہ کر چکا ہے تو اختیار نہیں یعنی دوسری کو لینا ضروری ہے یہ واپس نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... قبضہ کے بعد مبیع میں اختلاف ہوا کیا ایک ہے یا زیادہ تا کہ عیب کی صورت میں واپسی ہو تو یہ معلوم ہو سکے کہ کتنا واپس کیا جائے گا مبیع میں اختلاف نہیں مگر کتنے پر قبضہ ہوا اس میں اختلاف ہے۔ ان دونوں صورتوں میں مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر خیارِ عیب میں مبیع کی واپسی کے وقت بائع کہتا ہے یہ وہ چیز نہیں ہے مشتری کہتا ہے وہی ہے تو بائع کا قول معتبر ہے اور خیارِ شرط یا خیارِ رویت میں مشتری کا قول معتبر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... مشتری جانور کو پھیرنے کو لایا کہ اس کے زخم ہے میں نہیں لوں گا بائع کہتا ہے کہ یہ زخم نہیں جو میرے یہاں تھا وہ اچھا ہو گیا یہ دوسرا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... دو چیزیں ایک صفقہ میں خریدیں اگر برابر ایک جتنا کام میں آتی ہو جیسے دو غلام دو کپڑے اور ابھی دونوں پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ ایک کے عیب پر مطلع ہوا تو اختیار ہے لیا ہو تو دونوں کو لے پھیرا ہو تو دونوں پھیرے مگر جب کہ بائع ایک کے پھیرنے پر راضی ہو تو فقط ایک کو بھی واپس کر سکتا ہے اور اگر دونوں پر قبضہ کر لیا ہے تو جس میں عیب ہے اسے واپس کر دے۔ دونوں کو واپس کرنا چاہے تو بائع کی رضامندی درکار ہے اور اگر قبضہ سے پہلے ایک کا عیب دار ہونا معلوم ہو گیا اور اسی پر قبضہ کر لیا تو دوسری کو لینا بھی ضروری ہے۔ اور دوسری پر قبضہ کیا تو اختیار ہے کہ دونوں کو لے لیا دونوں کو پھیر دے اور اگر دونوں ایک ساتھ کام میں لائی جاتی ہوں جیسا ایک کام کی نہ ہو جیسے موزے اور جوتے کے جوڑے نیچ کھٹ

بازو یا بیلوں کی جوڑی جب کہ وہ آپس میں ایسا اتحاد رکھتے ہوں کہ ایک کے بغیر دوسرا کام ہی نہ کرے تو دونوں پر قبضہ کیا ہو یا ایک پر قبضہ کیا ہو دونوں سال میں ایک ہی حکم ہے کہ لیا جائے تو دونوں لے لو ورنہ پھیر دے تو دونوں پھیر دے۔ (ردالمحتار، نظامیہ)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مبیع میں نیا عیب پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے بائع کو واپس کر سکتا ہے یہ عیب جاتا رہا تو اس پرانے عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے اور جو نقصان لیا ہے اسے بھی واپس کرنا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... غلام خریدا تھا اور اس پر قبضہ بھی کر لیا وہ کسی ایسے جرم کی وجہ سے قتل کیا گیا جو بائع کے یہاں اس نے کیا تھا تو پورا ثمن بائع سے واپس لے لگا اور اگر اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور جرم بائع کے یہاں کیا تھا تو مشتری کا اعتقاد ہے کہ اس کو واپس کر دے یا رکھ لے اور آدھا ثمن واپس لے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... کوئی چیز بیچ کی اور بائع نے کہہ دیا کہ میں ہر عیب سے بری الذمہ ہوں یہ بیع صحیح ہے۔ اور اس مبیع کے واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ یونہی اگر بائع نے کہہ دیا کہ لیا ہوا تو اس میں سو طرح کے عیب ہیں یا یہ مٹی ہے یا اسے خوب دیکھ لو کیسی بھی ہو میں واپس نہیں کروں گا۔ یہ عیب سے برأت ہے۔ جب ہر عیب سے برأت کر لے تو جو عیب وقت عقد موجود ہے یا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے پیدا ہوا سب سے برأت ہو گئی۔ (درمختار، ردالمحتار، نظامیہ)

مسئلہ نمبر ۲۹..... کوئی چیز خریدی اس کا کوئی خریدار آیا اس سے کہا اسے لے لو اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور اتفاق سے اس نے نہیں خریدی پھر مشتری نے اس میں کوئی عیب دیکھا تو واپس کر سکتا ہے اور اس کا پہلے یہ کہنا کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے معتبر نہیں کہ اس سے مقصود ترغیب ہے اور اگر اس نے کسی عیب کا نام لے کر کہا کہ یہ عیب اس میں نہیں ہے اور بعد میں وہی عیب اس میں موجود ملا تو واپس نہیں کر سکتا ہاں اگر ایسے عیب کا نام لیا جو اس دوران میں پیدا نہیں ہو سکتا جیسے انثی کا زائد ہونا تو واپس کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... بکری لیا گائے یا بھینس کا دودھ بائع نے دوہا ایک وقت نہیں دوہا اور اسے یہ کہہ کر بیچا کہ اس کے دودھ زیادہ ہے اور دودھ دھو کر دکھا بھی دیا مشتری نے دھوکا کھا کر خرید لیا اب دودھ کم ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اتنا دودھ نہیں ہے اس کو واپس نہیں کر سکتا ہاں جو نقصان ہے بائع سے لے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... مشتری نے واپس کرنا چاہا بائع نے کہا واپس نہ کرو مجھ سے اتنا روپیہ لے لو اور اس پر مصالحت ہو گئی یہ جائز ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ بائع نے ثمن میں اتنا کم کر دیا اور بائع اگر واپس کرنے سے انکار کرے مشتری نے یہ کہا کہ اتنے روپے مجھ سے لے لو اور مبیع کو واپس کر لو یوں مصالحت ناجائز ہے اور یہ روپے جو بائع لے لگا سود اور رشوت ہے مگر جب کہ مشتری کے یہاں کوئی جدید عیب پیدا ہو گیا یا بائع اس سے منکر ہے کہ وہ عیب اس کے یہاں مبیع میں تھا تو یہ مصالحت بھی جائز ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... ایک شخص نے کسی دوسرے کو کسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا تھا۔ وکیل نے مبیع میں عیب دیکھ کر رضامندی ظاہر کر دی اگر ثمن اتنا ہے کہ اس عیب والی چیز کا اتنا ہی ہونا چاہیے تو موکل کو لینا پڑے گا اور اگر ثمن زیادہ ہے تو موکل پر لازم نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۳..... کوئی چیز خریدی پھر اس کی بیع کے لئے دوسرے کو وکیل کر دیا اس کے بعد اس کے عیب پر اطلاع ہوئی اگر موکل کے سامنے وکیل نے بیچنا چاہا اس کو خبر دی گئی کہ وکیل اس کا دام کر رہا ہے اور موکل نے منع نہ کیا تو عیب پر رضامندی ہو گئی۔ فرض کیا جائے کہ نہ کی تو واپس نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... یہ جانا جا کہا گیا ہے کہ عیب سے جو نقصان ہے وہ لگا اس کی صورت یہ ہے کہ اس چیز کو جانچنے والوں کے پاس پیش کیا جائے اس کی قیمت کا وہ اندازہ کریں کہ اگر عیب نہ ہوتا تو یہ قیمت تھی اور عیب کے ہوتے ہوئے یہ قیمت ہے دونوں میں جو فرق ہے وہ

مشتری بائع سے لے گا۔ مثلاً عیب یہ تھا کہ دو روپے قیمت ہے نہ ہوتا تو دس روپے تھی دو روپے بائع سے لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... جانور خریدا، قبضہ کے بعد عیب پر مطلع ہوا، واپس کرنے بائع کے پاس جا رہا تھا راستہ میں مر گیا تو مشتری کا جانور مرا البتہ اگر گواہوں سے عیب ثابت کر دے تو عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... ایک شخص نے گائے کے بدلے میں بیل گائے خریدا اور ہر ایک نے قبضہ بھی کر لیا۔ گائے کا بچہ پیدا ہوا اور دوسرے نے دیکھا کہ بیل میں عیب ہے بیل کو اس نے واپس کر دیا تو گائے میں چونکہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے زیادتی ہو چکی ہے وہ واپس نہیں کی جا سکتی گائے کی قیمت جو ہو واپس لائی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... زمین خریدی اس کو مسجد کر دیا پھر عیب پر مطلع ہوا تو واپس نہیں کر سکتا نقصان جو کچھ ہے لے لے زمین کو وقف کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے کہ واپس نہیں کر سکتا نقصان لے لے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۳۸..... کپڑا خرید کر مردہ کا کفن کیا اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا اگر وارث نے زندہ سے کفن خریدا ہے تو نقصان لے سکتا ہے اور اگر کسی اجنبی نے اپنی طرف سے خرید کر دیا تو نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹..... درخت خریدا تھا کہ اس کی لکڑی کی چیز یں بنائے گا۔ مثلاً چوکھٹ کیواڑ تخت وغیرہ بنا کر کانے کے بعد معلوم ہوا کہ یا یہ ھن ہی کے کام آ سکتا ہے تو نقصان لے سکتا ہے اور اگر ایندھن ہی کے لئے خریدا تھا تو نقصان نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۰..... روئی خریدی اور جوتر پنج میں مشہور ہے اس سے کم روئی ہے تو جو کمی ہے بائع سے وصول کرے اس طرح ہر چیز جس کا نرخ مشہور ہے اس سے کم ہو تو بائع سے کمی پوری کرائے۔[1] (عالمگیری)

غبن فاحش میں رد کے احکام

مسئلہ نمبر ۱..... کوئی چیز غبن فاحش کے ساتھ خریدی ہے اس کی دو صورتیں ہیں دھوکا دے کر نقصان پہنچایا ہے یا نہیں۔ اگر غبن فاحش کے ساتھ دھوکا بھی ہے تو واپس کر سکتا ہے اور نہیں ہے غبن فاحش کا یہ مطلب ہے کہ اتنا تو ہے جو متقومین کے اندازہ سے باہر ہو مثلاً ایک چیز دس روپے میں خریدی کوئی اس کی قیمت پانچ تا ہے کوئی چھ کوئی سات تو یہ غبن فاحش ہے۔ اور اگر اس کی قیمت کوئی آٹھ تا ہے کوئی نو کوئی دس تو غبن یسیر ہوتا ہے۔ دھوکے کی تین صورتیں ہیں۔ کبھی بائع مشتری کو دھوکا دیتا ہے پانچ کی چیز دس میں بیچ دیتا ہے اور کبھی مشتری بائع کو دھوکا دیتا ہے پانچ کی چیز پانچ میں خریدتا ہے۔ کبھی دلال دھوکا دیتا ہے۔ ان تین صورتوں میں جس کو غبن فاحش کے ساتھ نقصان پہنچا ہے واپس کر سکتا ہے اور اگر اجنبی فضولی نے دھوکا دیا ہو تو واپس نہیں کر سکتا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... ایک شخص نے زمین یا مکان خریدا اور بائع کو دھوکا دے کر نقصان پہنچایا مثلاً ہزار روپے کی چیز کو پانچ سو میں خریدا مگر شفیع نے شفعہ کر کے وہ چیز مشتری سے لے لی تو بائع شفیع سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ شفیع نے اس کو دھوکا نہیں دیا ہے دھوکا دینے والا مشتری ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... جس چیز کو غبن فاحش کے ساتھ خریدا ہے اور اسے دھوکا دیا گیا ہے اس چیز کو کچھ صرف کر ڈالنے کے بعد اس کا علم ہوا تو اب بھی واپس کر سکتا ہے یعنی جو کچھ وہ چیز بنی وہ اور چیز ہو گئی۔ اس کی مثل واپس کرے اور پورا مثمن واپس لے۔ (درمختار)

۱۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ بائع نے مشتری پر یہ ظاہر نہ کیا ہو کہ مثلاً ایک آنے کی اتنی روئیاں دوں گا بلکہ اس نے کہا اتنے کی روئی دو اس نے دے دی اور اگر بائع نے ظاہر کر دیا کہ اتنی روئی دوں گا اور مشتری راضی ہو گیا تو اب کمی پوری کرنے کا حق نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

مسئلہ نمبر ۳۔۔۔۔ایک شخص نے لوگوں سے کہدیا کہ یہ میرا غلام یا لڑکا ہے اس سے خرید وفروخت کرو میں نے اس کو اجازت دے دی ہے۔ اس کی نسبت بعد میں معلوم ہوا کہ غلام نہیں بلکہ حر ہے یا اس کا لڑکا نہیں ہے دوسرے شخص کا ہے تو جو کچھ لوگوں کے مقابلے میں اس کے ذمہ والے سے وصول کر سکتے ہیں کر اس نے دھوکا دیا ہے۔ (درمختار)

بیع فاسد کا بیان

حدیث ۱۔۔۔۔صحیح مسلم شریف میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کتے کا ثمن خبیث ہے اور زانیہ کی اجرت خبیث ہے اور پچھنا لگانے والے کی کمائی خبیث ہے (پچھنا لگوانے والے کو حجام کہتے ہیں اور حجامت سے کمائی کرتا ہے اس کو اجرت دیتا ہے اس کو اجرت خبیث اس لئے کہ حضور ﷺ نے پچھنا لگوانے اور اس کی اجرت حلال فرمائی ہے)

حدیث ۲۔۔۔۔صحیحین میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ نے کتے کے ثمن اور زانیہ کی اجرت اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا۔

حدیث ۳۔۔۔۔صحیح بخاری میں ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی نبی کریم ﷺ نے خون کے ثمن اور کتے کے ثمن اور زانیہ کی اجرت سے منع فرمایا اور سود کھانے والے اور کھلانے والے (یعنی سود دینے والے) اور گودنے والی اور گودوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔

حدیث ۴۔۔۔۔صحیحین میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی۔ رسول اللہ ﷺ سے سال فتح مکہ میں جب کہ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ ﷻ اور اس رسول ﷺ نے شراب و مردار و خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا ہے۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مردہ کی چربی کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ کیونکہ کشتیوں میں لگائی جاتی ہے اور کھال میں لگاتے ہیں اور لوگ چراغ جلاتے ہیں۔ (یعنی کھانے کے علاوہ دوسرے طریقہ پر اس کا استعمال ہوتا ہے) فرمایا نہیں وہ حرام ہے پھر فرمایا اللہ ﷻ یہودیوں کو قتل کرے۔ اللہ ﷻ نے چربیوں کو ان پر حرام فرمایا تو انہوں نے پگھلا کر بیچ ڈالی اور ثمن کھالیا۔ حدیث کا پچھلا حصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۵۔۔۔۔ترمذی و ابن ماجہ رحمہما اللہ انس رضی اللہ عنہ سے راوی۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت فرمائی (1) نچوڑنے والے اور (2) نچڑوانے والے اور (3) پینے والے اور (4) اٹھانے والے پر اور (5) جس کے پاس اٹھا کر لائی گئی اس پر اور (6) پلانے والے اور (7) پینے والے پر (8) اور اس کا ثمن کھانے والے پر (9) اور خریدنے والے پر (10) اور اس پر جس کے لئے خریدی گئی۔

حدیث ۶۔۔۔۔ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس اللہ ﷻ نے شراب اور اس کے ثمن کو حرام کیا اور مردہ کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو اور خنزیر کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو۔

حدیث ۷۔۔۔۔بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ تم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی شخص بیچے ہوئے پانی کو منع نہ کرے تا کہ اس کے ذریعہ سے گھاس کو منع کرے اس کے حق ساقیہ ہونے سے مروی۔

حدیث ۸۔۔۔۔ابن ماجہ رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں پانی اور گھاس اور آگ اور اس کا ثمن حرام ہے۔

حدیث ۹۔۔۔۔صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی۔ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا۔ مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کا باغ ہو تو کھجور یں درخت میں ہیں ان کو خشک کھجوروں کے بدلے میں بیچ کرے اور انگور کا باغ ہو تو درخت کے انگور منقے کے بدلے میں بیچ کرے اور کھیت میں جو غلہ جما ہے غلہ کے بدلے میں ماپ سے بیچ ان سب سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۰..... بخاری و مسلم رحمہما اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ ان پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جب تک کام کے قابل نہ ہوں۔ بائع و مشتری دونوں کو منع فرمایا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا جب تک سرخ یا زرد نہ ہو جائیں۔ اور کھیت میں بالوں کے اندر جو خوشہ ہے اس کی بیع سے منع کیا جب تک سپید نہ ہو جائے اور آفت پہنچنے سے امن نہ ہو جائے۔

حدیث ۱۱..... صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو نے اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچ دیئے اور آفت پہنچ گئی تجھے اس سے کچھ لینا حلال نہیں اپنے بھائی کا مال ناحق کس چیز کے بدلے میں تو لے گا۔

حدیث ۱۲..... بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا کپڑا چھوا دوا لٹ پلٹ کے دیکھا بھی نہیں۔ اور منابذہ یہ ہے کہ ایک نے اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکا دیا اور دوسرے نے اس کی طرف پھینک دیا یونہی بیع ہو گئی نہ دیکھا بھالا نہ دونوں کی رضامندی ہوئی۔

حدیث ۱۳..... صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔ حضور ﷺ نے بیع الحصاۃ (کنکری پھینک دینے سے بائع ہو جانی تھی) اور بیع غرر سے منع فرمایا۔ (جس میں دھوکا ہو)

حدیث ۱۴..... ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے استثناء سے منع فرمایا مگر جب کہ معلوم شے کا استثناء ہو۔

حدیث ۱۵..... امام مالک و ابو داؤد و ابن ماجہ و حکیم بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے ربعانہ سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۶..... ابو داؤد نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ حفنہ (کھمہ) کی بیع سے منع فرمایا یعنی جزیہ کسی کی بیع نہ خریدی جائے اور خریدنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

حدیث ۱۷..... ترمذی نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہ ہو اور ترمذی رحمہ اللہ کی دوسری روایت اور ابو داؤد و نسائی و حکم رضی اللہ عنہم کی روایت میں یہ ہے کہ کہتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم امیر سے پاس کوئی شخص آتا ہے اور مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے وہ چیز میرے پاس نہیں ہوتی (میں بیع کر دوں) پھر بازار سے خرید کر اسے دیتا ہوں فرمایا جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اسے بیع نہ کرو۔

حدیث ۱۸..... امام مالک و ترمذی و نسائی و ابو داؤد و حکیم رضی اللہ عنہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا اس کی صورت یہ ہے کہ بیچنے والے کو اور خریدار سے کہا یہ کہ میں نے یہ چیز تمہارے ہاتھ اتنے میں بیچی اس شرط پر کہ تم اپنی فلاں چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیچو۔

حدیث ۱۹..... ترمذی و ابو داؤد و نسائی و حکیم رضی اللہ عنہم عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرض و بیع حلال نہیں (یعنی بیچے تمہارے ہاتھ چیز اس شرط پر کہ تم مجھے قرض دو یا یہ کہ کوئی قرض دے کر اس کے ہاتھ فلاں چیز بیچے) اور بیع میں دو شرطیں حلال نہیں اور اس چیز کا نفع حلال نہیں جو ضمان میں نہ ہو اور جو چیز تیرے پاس نہ ہو اس کا بیچنا حلال نہیں۔

حدیث ۲۰..... امام احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ حکیم رضی اللہ عنہم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی کہ حضور ﷺ نے ربعانہ سے منع فرمایا۔

تنبیہ۔ اس باب میں بیع فاسد و باطل دونوں کے مسائل ذکر کئے جائیں گے۔

مسائل فقہیہ: جس صورت میں بیع کا کوئی رکن مفقود ہو یا وہ چیز بیع کے قابل ہی نہ ہو وہ بیع باطل ہے۔ پہلی کی مثال یہ ہے کہ مجنون یا لا عقل بچے نے ایجاب یا قبول کیا کہ ان کا قول شرعاً معتبر نہیں لہٰذا ایجاب یا قبول پایا ہی نہ گیا۔ دوسری کی مثال کی یہ ہے کہ میتہ مردار یا خون یا شراب یا آزاد

ہو کہ یہ چیزیں بیع کے قابل نہیں ہیں اور اگر رکن بیع یا محل بیع میں خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی خرابی ہو تو وہ بیع فاسد ہے۔ مثلاً ثمن غیر مبیع کی تسلیم پر قدرت نہ ہونا بیع میں کوئی شرط مقتضائے عقد ہو (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱..... مبیع یا ثمن دونوں میں سے ایک بھی ایسی چیز ہو جو کسی دین آسمانی میں مال نہ ہو جیسے مردار، خون آزاد ان کو بیچا کیا جائے یا ثمن بہر حال بیع باطل ہے اور اگر بعض دین میں مال ہوں بعض میں نہیں جیسے شراب کہ اگرچہ اسلام میں یہ مال نہیں مگر دین موسوی و عیسوی میں مال تھی اس کو مبیع قرار دیں گے تو بیع باطل ہے۔ اور ثمن قرار دیں گے تو فاسد۔ مثلاً شراب کے بدلے میں کوئی چیز خریدی تو بیع فاسد ہے اور اگر روپیہ پیسہ سے شراب خریدی تو باطل۔ (ہدایہ و درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... مال وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان ہو جس کو دیا لیا جا سکے جس سے دوسروں کو روکا جا سکے ہوں جسے وقت ضرورت کے لئے بیچ رکھتے ہوں لہٰذا تھوڑی سی مٹی جب تک وہ اپنی جگہ پر ہے مال نہیں اور اس کی بیع باطل ہے البتہ اگر اسے دوسری جگہ منتقل کر کے لے جائیں تو اب مال ہے اور بیع جائز۔ کیوں کہ ایک دانہ اس کی بھی بیع باطل ہے۔ انسان کے پاخانہ پیشاب کی بیع باطل ہے جب تک مٹی اس پر غالب نہ آ جائے اور کھاد نہ ہو جائے۔ کوبر یعنی لید کی بیع باطل نہیں اگرچہ دوسری چیز کی ان میں آمیزش نہ ہو۔ لہٰذا اپلے پیچنا خریدنا یا استعمال کرنا ممنوع نہیں۔ (درمختار و غیرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... مردار سے مراد وہ غیر مذبوح ہے چاہے وہ خود مر گیا ہو یا کسی نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو یا کسی جانور نے اسے مار ڈالا ہو۔ یعنی ہڈی مردار میں داخل نہیں کہ یہ نفع کرنے کی چیز ہی نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... صدر دم کی بیع باطل ہے مثلاً دو خرمنوں میں مشترک تھا ایک کا نیچے والا تھا دوسرے کا اوپر والا وہ مٹ گیا یا صرف بالا خانہ گرا بالا خانہ گرنے کے بعد بالا خانہ بیچ دیا بیع باطل ہے۔ کہ جب وہ چیز ہی نہیں بیع کس چیز کی ہوئی اور اگر بیع سے مراد اس حق کو بیچنا ہے کہ مکان کے اوپر اس کو مکان بنانے کا حق تھا یہ بھی باطل ہے کہ یہ حق مال کی ہوتی ہے اور محض ایک حق ہے مال نہیں اور اگر بالا خانہ موجود ہے تو اس کی بیع ہو سکتی ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۵..... جو چیز زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے جیسے مولی گاجر وغیرہ اگر اب تک پیدا نہ ہوئی ہو یا پیدا ہوا مگر معلوم نہ ہو اس کی بیع باطل ہے اور اگر معلوم ہو کہ موجود ہو چکی ہے تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیار رویت حاصل ہوگا۔ (درمختار)

چھپی ہوئی چیز کی بیع

مسئلہ نمبر ۱..... باقلا کے بیج اور چاول اور تل کی بیع اگر یہ سب چھلکے کے اندر ہوں جب بھی جائز ہے۔ یونہی اخروٹ، بادام، پستہ اگر پہلے چھلکے میں ہوں (یعنی ان چیزوں میں دو چھلکے ہوتے ہیں ہمارے ملک میں یہ سب چیزیں اوپر کا چھلکا اتارنے کے بعد آتی ہیں مگر وہ بے چھلکے نہ ہوئیں جب بھی بیع جائز ہے) یونہی گیہوں کے دانے بال میں ہوں جب بھی بیع جائز ہے اور ان سب صورتوں میں یہ بائع کے ذمہ ہے کہ چھلکا یا بالا کے بیع یا دھان کی بھوسی سے چاول یا چھلکوں سے تل اور بادام وغیرہ اور بال سے گیہوں نکال کر مشتری کے سپرد کرے اور اگر چھلکوں سمیت بیع کی ہے مثلاً باقلا کی پھلیاں یا اوپر کے چھلکے سمیت بادام یا بالے دھان بیچا بعد نکال کر دینے بائع کے ذمہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... گٹھلیاں جو کھجور میں ہوں یا ناریل جو درخت کے اندر ہوں یا وہ جو تخم کے اندر ہوں سب کی بیع جائز ہے کہ یہ سب چیزیں عرفاً مقدم ہیں اور کھجور سے گٹھلیاں یا روئی یا ناریل سے تخم نہ نکالنے کے بعد بیع جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... پانی جب تک کنویں یا نہر میں ہے اس کی بیع جائز نہیں اور جب اس کو گھڑے وغیرہ میں بھر لیا تو بیع ہو گیا بیع کر سکتا

ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... بیدکا پانی جمع کر لینے سے مالک ہو جاتا ہے بیچ کر سکتا ہے۔ پتہ حوض میں جو پانی جمع کر لیا ہے بیچ کر سکتا ہے بشرطیکہ پانی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... بہشتی سے پانی کی مشکیں مول لیں یعنی ابھی اس نے بھری بھی نہیں ہیں ان کو فریہ لینا درست ہے مسلمانوں کا اس پر عمل درآمد ہے۔ اگر کسی سے کہا پانی بھر کر میرے جانوروں کو پلا دو ایک روپیہ ماہوار دوں گا یہ جائز ہے اور اگر یہ کہہ دیا کہ مہینے میں اتنی مشکیں پلا دو اور مشک معلوم ہے تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... مبیع میں کچھ موجود ہے اور کچھ معدوم جب بھی بیع باطل ہے جیسے گلاب اور بیلے چنبیلی کے پھول جب کہ ان کی پوری فصل بیچی جائے اور جتنے موجود ہیں ان کو بیچ کیا تو بیع جائز ہے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۷..... جانور کی پشت میں یا ماؤدہ کے پیٹ میں جو نطفہ ہے کہ آئندہ وہ پیدا ہو گا اس کی بیع باطل ہے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۸..... مبیع کی طرف اشارہ کیا اور نام بھی لے دیا مگر جس کی طرف اشارہ ہے اس کا وہ نام نہیں مثلاً کہا کہ اس گائے کو تجھ میں بیچا اور وہ گائے نہیں بلکہ بیل ہے یا اس لونڈی کو بیچا اور وہ لونڈی نہیں غلام ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جو نام ذکر کیا ہے اور جس کی طرف اشارہ ہے دونوں کی ایک جنس ہے تو بیع صحیح ہے کہ عقد کا تعلق اس کے ساتھ ہے جس کی طرف اشارہ ہے اور وہ موجود ہے مگر جو چیز سمجھ کر مشتری لینا چاہتا ہے چونکہ وہ نہیں ہے لہٰذا اس کو اختیار ہے کہ لے لے یا نہ لے۔ اور جنس مختلف ہو تو بیع باطل ہے کہ عقد کا تعلق اس صورت میں اس کے ساتھ ہے جس کا نام لیا گیا اور وہ موجود نہیں لہٰذا عقد باطل ہے۔ انسان میں مرد و عورت دو جنس مختلف ہیں لہٰذا لونڈی کہہ کر بیچ کی اور نکلا غلام یا اس کا عکس یہ بیع باطل ہے۔ اور جانوروں میں نر و مادہ ایک جنس ہے۔ گائے کہہ کر بیچ کی اور نکلا بیل یا اس کا عکس تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیار حاصل ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۹..... یاقوت کہہ کر بیچا اور شیشہ ہے بیع باطل ہے مبیع معدوم ہے اور یاقوت سرخ کہہ کر بیچا اور خیال یاقوت زرد تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے۔ (ظہیریہ)

دو چیزوں کو بیع میں جمع کیا ان میں ایک قابل بیع نہ ہو

مسئلہ نمبر ۱..... آزاد و غلام کو جمع کر کے ایک ساتھ دونوں کو بیچا یا دو عبد اور مدبر کو ایک عقد میں بیع کیا غلام اور عبد کی بھی بیع باطل ہے اگر چند ان صورتوں میں ثمن کی تفصیل کر دی گئی ہو کہ اتنا اس کا ثمن ہے اور اتنا اس کا اور اگر عقد دو ہوں تو غلام اور عبد کی صحیح ہے آزاد اور مدبر کی باطل۔ مدبر یا ام ولد کے ساتھ ملا کر غلام کی بیع کی غلام کی بیع صحیح ہے جان کی نہیں۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۲..... غیر وقف کو وقف کے ساتھ ملا کر بیع کیا غیر وقف کی صحیح ہے اور وقف کی باطل۔ اور مسجد کے ساتھ دوسری چیز ملا کر بیع کی تو دونوں کی باطل۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۳..... دو شخص ایک۔ کان میں شریک ہیں ان میں ایک نے دوسرے کے ہاتھ پورا کان بیچ دیا تو اس کے حصے کی بیع صحیح ہے اور بقیہ کان میں اس کا حصہ ہے اسی کی بیع ہوئی اور اس کے مقابل ثمن کا جو حصہ ہو گا وہ بیچنے والے کا کل نہیں ملے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... دو شخص۔ کان یا زمین میں شریک ہیں ایک نے اس میں سے ایک معین ٹکڑا بیچ کر دیا بیع صحیح نہیں اور اپنا حصہ بیچ دیا تو بیع صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... مسلم گاؤں بیچا جس میں قبرستان اور مسجدیں بھی ہیں اور ان کا استثناء نہیں کیا تو بلاوہ مساجد و مقابر کے گاؤں کی بیع صحیح

ہے اور مساجد و مقابر کا بناؤ استثنا قرار دیا جائے مگر چاستثناء مذکور نہ ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... انسان کے بال کی بیع درست نہیں اور نہیں کام میں لانا بھی جائز نہیں۔ شلاً ان کی چٹیاں بنا کر عورتیں استعمال کریں حرام ہے۔ حدیث میں اس پر لعنت فرمائی۔ فائدہ حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک جس کے پاس ہوں اس سے دوسرے نے لئے اور ہدیہ میں کوئی چیز پیش کی یہ درست ہے جبکہ بطور بیع نہ ہو اور موئے مبارک سے برکت حاصل کرنا اور اس کا صدقہ چاہنا آنکھوں پر ملنا بخرض شفا مریض کو پلانا درست ہے جیسا کہ احادیث سمجھنے سے ثابت ہے۔

مسئلہ نمبر ۷..... جو چیز اس کی ملک میں نہ ہو اس کی بیع جائز نہیں یعنی اس مبیع پر کہ اس کو زید یعنی بائع سے میراث کے ذریعہ یا کسی اور طریق سے مجھے مل جائے گی اس کی ابھی سے بیع کر دے جیسا کہ آج کل کثرت سے کیا کرتے ہیں یا جائز ہے جب کہ بیع سلم کے طور پر نہ ہو (جس کا ذکر آئے گا) پھر اگر اس طرح کی بیع کی اور مبیع کو دے دی جب بھی باطل ہی رہے گی۔ یونہی وہ چیز جو ابھی تیار نہیں ہے بلکہ آئندہ ہوگی مثلاً کپڑا گز، شکر جو ابھی موجود نہیں ہے اس مبیع پر بیع کی کہ آئندہ ہو جائے گی بیع تب بھی باطل ہے کہ معدوم کی بیع ہے اور اگر دوسرے کی چیز بطور وکالت یا فضولی بن کر بیع کر دی تو جائز نہیں اگر وکالت کے طور پر ہو تو فائدہ بھی ہے اور فضولی کی بیع ہو تو مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ مبیع پر اگر مشتری کا قبضہ بھی ہو جائے جب بھی مشتری اس کا مالک نہیں ہوگا اور مشتری کا ہو قبضہ قبضہ امانت قرار پائے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... سرکہ کے دو سکے خریدے یہ معلوم ہوا کی ایک میں شراب ہے اور دوسرے میں سرکہ دونوں کی بیع ناجائز ہے اگر چہ ہر ایک کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا گیا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... بیع میں ایسی شرط ذکر کرنا جو خود مقتضائے عقد اس کا مقتضی ہے مفسد نہیں۔ شلاً بائع پر مبیع کے قبضہ دلانے کی شرط اور اگر وہ شرط مقتضائے عقد نہیں مگر عقد کے مناسب ہو اس شرط میں بھی خرابی نہیں مثلاً کوئی مشتری ثمن کے لئے کوئی ضامن پیش کرے یا ثمن کے مقابل میں فلاں چیز رہن رکھے اور جس کو ضامن بنایا ہے اس نے اسی مجلس میں ضمانت کر بھی لی اور اگر اس نے ضمانت قبول نہ کی تب بیع فاسد ہے اور اگر مشتری نے ضمانت یا رہن سے گریز کیا تو بائع بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ یونہی مشتری نے بائع سے ضامن طلب کیا کہ میں اس شرط سے خریدتا ہوں کہ فلاں شخص ضامن ہو جائے کہ مبیع پر قبضہ دلا دے یا مبیع میں کسی کا حق نکلے گا تو ثمن واپس ملے گا یہ شرط بھی جائز ہے اور اگر وہ شرط اس قسم کی ہو جو اس قسم کی عقد شرع نے اس کو جائز رکھا ہے جیسے خیار شرط یا وہ شرط جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل درآمد ہے جیسے آج کل گھڑیوں میں کارنٹی سال دو سال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہو گئی تو درستی کا ذمہ دار بائع ہے ایسی شرط بھی جائز ہے اور یہ بھی نہ ہو یعنی شریعت میں اس کا جواز نہ ہو اور مسلمانوں کا تعامل بھی نہ ہو وہ شرط فاسد ہے اور بیع کو بھی فاسد کر دیتی ہیں۔ شلاً کپڑا خریدا اور یہ شرط کر لی کہ بائع اس کو قطع کر کے سی دے گا۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... غلام کو اس شرط پر بیچ کیا کہ مشتری اسے آزاد کر دے یا مدبر یا مکاتب کر دے یا لونڈی کو اس شرط پر کہ اسے ام ولد بنائے بیع فاسد ہے کہ جو شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہو اور اس میں بائع یا مشتری کا خواہ مبیع کا فائدہ ہو (جب کہ بیع اصل اتفاق سے ہو) وہ بیع کو فاسد کر دیتی ہے۔ اور اگر جانور کو اس شرط پر بیچا کہ مشتری سے بیچ نہ کرے تو بیع فاسد نہیں کہ یہاں وہ چیزیں باقی نہیں اور اگر اس شرط پر غلام بیچا تھا کہ مشتری سے آزاد کر دے گا اور مشتری نے اس شرط پر خرید اکر آزاد کر دیا بیع صحیح ہو گئی اور غلام آزاد ہو گیا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... غلام کو اپنے کے ہاتھ بیچا کہ معلوم ہے وہ آزاد کر دے گا مگر بیع میں آزاد کی شرط نہ کی تو بیع جائز ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۳..... غلام بیچا اور یہ شرط کی کہ وہ غلام بائع کی ایک مہینہ خدمت کرے گا یا۔ کان بیچا اور شرط کی کہ بائع ایک ماہ تک اس میں

سکونت رکھے گا یہ شرط کہ مشتری اتنا روپیہ مجھے قرض دے یا فلاں چیز ہبہ کرے یہ معین چیز کو بیچا اور شرط کی کہ ایک ماہ تک مبیع پر قبضہ نہ دے گا ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ (بداہیہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... بیع میں ثمن کا ذکر نہ ہونا یعنی یہ کہا کہ جو بازار میں اس کا نرخ ہے دے دینا یہ بیع فاسد ہے اور اگر یہ کہا کہ ثمن کچھ نہیں تو بیع باطل ہے بغیر ثمن بیع نہیں ہو سکتی۔ (درمختار)

تالاب اور دریا میں جو مچھلیاں ہیں ان کی اور جو شکار ابھی قبضہ میں نہیں آیا اس کی بیع

مسئلہ نمبر ۱..... جو مچھلی کہ دریا یا تالاب میں ہے ابھی اس کا شکار کیا ہی نہیں اس کو اگر فقط یعنی روپیہ پیسے سے بیع کیا تو باطل ہے کہ وہ ملک میں نہیں اور مال متقوم نہیں اور اگر اس کا غیر فقط مثلاً کپڑا یا کسی اور چیز کے بدلے میں بیع کیا ہے تو بیع فاسد ہے۔ یونہی اگر شکار کر کے دریا یا تالاب میں چھوڑ دیا جب بھی اس کی بیع فاسد ہے کہ اس کی تسلیم پر قدرت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... مچھلی کو شکار کرنے کے بعد کسی گڑھے میں ڈال دیا اور وہ گڑھا ایسا ہے کہ بے کسی ترکیب کے اس میں پکڑ سکتا ہے تو بیع کرنا بھی جائز ہے کہ اب وہ مقدور التسلیم بھی ہے وہ ایسی ہی ہے جیسے پانی کے گھڑے میں رکھی ہے اور اگر اسے پکڑنے کے لئے شکار کرنے کی ضرورت ہوگی کانٹے یا جال وغیرہ سے پکڑنا پڑے گا تو جب تک پکڑ نہ لے اس کی بیع صحیح نہیں اور اگر مچھلی خود بخود گڑھے میں آ گئی اور وہ گڑھا اسی لئے مقرر کر رکھا ہے تو شخص اس کا مالک ہوگا دوسرے کو اس کا لینا جائز نہیں پھر اگر بے جال وغیرہ کے اسے پکڑ سکتے ہیں تو اس کی بیع بھی جائز ہے کہ وہ مقدور التسلیم بھی ہے اور بیع جائز اور اگر وہ اس لئے نہیں تیار کر رکھا ہے تو مالک نہیں مگر جب کہ دریا یا تالاب کی طرف جو راستہ تھا اسے مچھلی کے آنے کے بعد بند کر دیا تو مالک ہو گیا اور بغیر جال وغیرہ کے پکڑ سکتا ہے تو بیع جائز ہے اور نہیں۔ اسی طرح اگر اپنی زمین میں گڑھا کھودا تھا اس میں بارش وغیرہ کوئی شکار گر پڑا اگر اس نے اسی غرض سے کھودا تھا یہی مالک ہے دوسرے کو اس کا لینا جائز نہیں اور اس لئے نہیں کھودا جو پکڑے جائے اس کا ہے مگر مالک زمین اگر شکار کے قریب ہو ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑ سکتا ہے تو اسی کا ہے دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں۔ دوسرا پکڑے بھی تو وہ مالک نہیں ہوگا یہ ہوگا۔ یونہی اگر سکھانے کے لئے جال تانا تھا کوئی شکار اس میں پھنسا تو پکڑ لے اس کا ہے اور اگر شکاری کے لئے تانا تھا تو شکار کا مالک یہ ہے۔ جال میں شکار پھنسا مگر تڑپا، اس سے چھوٹ گیا دوسرے نے پکڑ لیا تو یہ مالک ہے اور جال والا پکڑنے کے لئے قریب آ گیا کہ ہاتھ بڑھا کر جانور پکڑ سکتا ہے اس وقت تڑپ کر نکل گیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو جال والا مالک ہے پکڑنے والا مالک نہیں۔ باز اور کتے کے شکار کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح القدیر و درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... شکاری جانور کے منہ سے اور پنجے کا بھی وہی حکم ہے جو شکار کا ہے یعنی اگر ابھی چکر میں نہ ڈالا ہے کہ اس کے لئے مقرر کر رکھی ہے تو یہ مالک ہے ورنہ جو لے جائے اس کا ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۴..... کسی کے مکان کے اندر شکار چلا آیا اور اس نے دروازہ اس کے پکڑنے کے لئے بند کر لیا تو یہ مالک ہے دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں اور اطلاع میں اس نے دروازہ بند کیا تو یہ مالک نہیں۔ اور شکار اس کے مکان کی حمایت میں ہوا میں اڑ رہا تھا جو شکار کرے وہ مالک ہے یونہی اس کے درخت پر بیٹھا تھا جس نے اسے پکڑا وہ مالک ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... روپے پیسے لاتے ہیں اگر کسی نے اپنا دامن اس لئے پھیلا رکھا تھا کہ اس میں گریں تو میں لوں گا تو جتنے اس کے دامن میں آئے اس کے ہیں اور اگر دامن اس لئے نہیں پھیلایا تھا مگر گرنے کے بعد اس نے دامن سمیٹ لیا جب بھی مالک ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو دامن میں گرنے سے اس کی ملک نہیں دوسرا لے سکتا ہے۔ شادی میں چھوہارے اور شکر لٹاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... اس کی زمین میں شہد کی مکھیوں نے مہار بنائی تو بہر حال شہد کا مالک یہی ہے چاہے اس نے زمین کو اس لئے چھوڑ رکھا ہو یا نہیں کہ ان کی مثال خود رو درخت کی ہے کہ مالک زمین اس کا مالک ہوتا ہے یا اس کی زمین کی پیداوار ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۷..... بالوں جھلیوں کا مچھلیوں کے شکار کے لئے ٹھیکہ دیا جیسا کہ ہندوستان کے بہت سے زمیندار کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... پرند وحشی ہوا میں اڑ رہا ہے اگر اس کو ابھی تک شکار نہ کیا ہو تو بیع باطل ہے اور اگر شکار کر کے چھوڑ دیا ہے تو بیع فاسد ہے کہ تسلیم پر قدرت نہیں۔ اور اگر وہ پرند ایسا ہے کہ اس وقت ہوا میں اڑ رہا ہے مگر خود لوٹ دو بس آجائے جیسے پالتو کبوتر تو اگر چہ اس وقت اس کے پاس نہیں ہے بیع جائز ہے اور حقیقتاً نہیں تو حکماً اس کی تسلیم پر قدرت ضرور ہے۔ (درمختار)

بیع فاسد کی دیگر صورتیں

مسئلہ نمبر ۱..... جو دودھ تھن میں ہے اس کی بیع ناجائز ہے۔ یونہی زندہ جانور کا گوشت چربی پیوستہ پائے زندہ جانور کی چکی کی بیع ناجائز ہے اسی طرح اس اون کی بیع جو بدن یا بھیڑ کے جسم میں ہے ابھی کاٹی نہ ہو اور اس روئی کی جو بیج میں ہو یا گھی کی جو ابھی دودھ سے نکلا نہ ہو یا گیہوں کی جو بھوسے میں ہیں جو نہاں ہیں ہو کہ پھاڑ کر نہ پہچانا جاتا ہو اس میں سے ایک گز کی بیع جیسے شروع درنجلبین کے تھان یہ سب ناجائز ہیں۔ اور اگر مشتری نے ابھی بیع کو قبض نہیں کیا تھا کہ بائع نے چھوٹ میں سے کپڑیاں نکال دیں یا تھان میں سے دو بگڑا پھاڑ دیا تو اب یہ بیع صحیح ہوگئی۔ (جامع الفتاوی)

مسئلہ نمبر ۲..... اس مرتبہ جال ڈالنے میں جو مچھلیاں نکلیں گی ان کو بیع کیا یا غوطہ خور نے یہ کہا اس غوطہ میں جو موتی نکلیں گے ان کو بیچا یہ بیع باطل ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۳..... دو کپڑوں میں سے ایک یا دو غلاموں میں سے ایک کی بیع ناجائز ہے جب کہ خیار تعیین شرط نہ ہو اور اگر مشتری نے دونوں پر قبضہ کر لیا تو ان میں ایک کا قبضہ بقدر امانت ہے اور دوسرے کا بقدر ضمان۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... چراگاہ میں جو گھاس ہے اس کی بیع فاسد ہے یہاں اگر گھاس کاٹ کر اس نے بیع کر لیا تو بیع درست ہے۔ جس طرح پانی کو گھڑے مٹکے میں بھر لینے کے بعد بیچنا جائز ہے اور چراگاہ کا ٹھیکہ پر دینا بھی جائز نہیں یا اس وقت ہے کہ گھاس خود رو ہو اس کو کچھ نہ کیا گیا ہو اور اگر اس نے زمین کو اسی لئے چھوڑ رکھا ہو کہ اس میں گھاس پیدا ہو اور شہ ورت کے وقت پانی بھی دیتا ہو تو اس کا مالک ہے اور اب بیچنا جائز ہے مگر ٹھیکہ اب بھی ناجائز ہے کہ اطراف میں پانی ہمارہ درست نہیں۔ ٹھیکہ کے لئے یہ طے ہو سکتا ہے کہ اس زمین کو جانوروں کے ٹھہرانے کے لئے ٹھیکہ پر دے مگر مستاجر اس کی گھاس بھی چرائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... کھیتی جس میں ابھی خلہ تیار نہیں ہوا اس کی بیع کی تین صورتیں ہیں ابھی کاٹ لے گا یا اپنے جانوروں سے چرا لے گا یا اس شرط پر لینا کہ اسے تیار ہونے تک چھوڑ رکھے گا۔ پہلی دو صورتوں میں بیع جائز ہے اور تیسری صورت میں چونکہ اس شرط میں مشتری کا نفع ہے بیع فاسد ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... پھل اس وقت بیچ ڈالے کہ ابھی نمایاں بھی نہیں ہوئے یہ بیع باطل ہے اور اگر ظاہر ہو چکے ہیں مگر قابل انتفاع نہیں

ہو کے بیچ صحیح ہے مگر مشتری پر فوراً تو ڑلینا ضروری ہے۔ اور اگر یہ شرط کرلی ہے کہ جب تک تیار نہیں ہوں گی درخت پر رہیں گے تو بیع فاسد ہے اور اگر بلا اثر ظاہر ہے ہیں مگر بائع نے بعد بیع اجازت دی کہ تیار ہونے تک درخت پر رہنے دو تو اب کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... ریشم کے کیڑوں اور ان کے انڈوں کی بیع جائز ہے۔ (تنویر)

مسئلہ نمبر ۸..... دو شخص اگر ریشم کے کیڑوں میں شرکت کریں یہ جب ہو سکتی ہے کہ انڈے دونوں کے ہوں اور کام بھی دونوں کریں اور جتنے انڈے ہوں انہیں کے حساب سے شرکت کے حصے ہوں یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک کے انڈے ہوں اور ایک کام کرے اور دونوں نصف نصف یا کم و بیش کے شریک ہوں۔ بلکہ اگر ایسا کیا تو کیڑے اس کے ہوں گے جس کے انڈے ہیں اور کام کرنے والے کے لئے مثل اجرت ملے گی۔ یونہی اگر گائے بکری مرغی کسی کو آدھا دانہ پر دے دی کہ وہ پالے گا اور جو بچے ہوں گے دونوں آدھا آدھا بٹائیں گے جیسا کہ اکثر دیہاتوں میں کرتے ہیں یہ طریقہ غلط ہے۔ بچوں میں شرکت نہیں ہوئی بلکہ بچے اسی کے ہوں گے جس کے جانور ہیں اس دوسرے کو چارہ کی قیمت جتنا کھلایا ہو اور جو دانہ کی اور رکھوالی کی اجرت مثل ملے گی۔ یونہی اگر ایک شخص نے اپنی زمین دوسرے کو بٹائی کے لئے ایک مدت معین تک کے لئے دے دی کہ درخت اور پھل دونوں نصف نصف لے لیں گے یہ بھی صحیح نہیں وہ درخت اور پھل کل مالک زمین کے ہوں گے اور دوسرے کے لئے درخت کی وہ قیمت ملے گی جو نصب کرنے کے دن تھی اور جو کچھ کام کیا ہے اس کی اجرت مثل ملے گی۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... بھاگے ہوئے غلام کی بیع جائز ہے اور اگر جس کے ہاتھ بیچا ہے وہ غلام بھاگ کر اسی کے یہاں چھپا ہو تو بیع صحیح ہے۔ پھر اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا وقت کسی کو گواہ نہیں بنایا تو بیع کے لئے جدید قبضہ کی ضرورت نہیں یعنی فرض کرو بیع کے بعد ہی مر گیا تو مشتری کو ثمن دینا پڑے گا اور قبضہ کر لیتے وقت گواہ کر لیا تو یہ قبضہ بیع کے قبضہ کے قائم مقام نہیں بلکہ یہ قبضہ امانت ہے اس کے بعد پھر قبضہ کرنا ہوگا اور اس قبضہ جدید سے پہلے مرا تو بائع کا مرا مشتری کو کچھ ثمن دینا نہیں پڑے گا۔ اور اگر مشتری کے یہاں نہیں چھپا ہے مگر جس کے یہاں ہے اس سے مشتری آسانی کے ساتھ بغیر مقدمہ بازی لے سکتا ہے جب بھی صحیح ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... ایک شخص نے کسی کی کئی چیز نصب کر لی مالک نے اس کو مناسب کے ہاتھ بیچ ڈالا بیع صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۱..... عورت کے دودھ کو بیچنا جائز ہے اگر بچہ سے نکال کر کسی برتن میں رکھ لیا ہو اگرچہ جس کا دودھ ہو وہ جانور ہو۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... مفلر کے بال یا کسی جز کی بیع باطل ہے اور مردار کے چمڑے کی بھی بیع باطل ہے جب کہ پکایا نہ ہو اور دباغت کر لی ہو تو بیع جائز ہے اور اس کا کام میں لانا بھی جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... تیل ناپاک ہو گیا اس کی بیع جائز ہے اور کھانے کے علاوہ اس کو دوسرے کام میں لانا بھی جائز ہے۔ (درمختار)

مگر یہ ضروری ہے مشتری کو اس کے نجس ہونے کی اطلاع دے دے تاکہ وہ کھانے کے کام میں نہ لائے اور یہ بھی وجہ ہے کہ نجاست عیب ہے اور عیب پر مطلع کرنا ضروری ہے۔ ناپاک تیل مسجد میں جلانا منع ہے مگر میں جلا سکتا ہے اس کا استعمال اگرچہ جائز ہے مگر جہاں پاکیزہ رہنا چاہئے وہاں سے بچنا چاہئے کہ ناپاک ہو جائے گا بعض دوائیں اس قسم کی بنائی جاتی ہیں جن میں کوئی ناپاک چیز شامل کرتے ہیں مثلاً کسی جانور کا پتہ اس کو اگر بدن پر لگایا تو پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۴..... مردار کی چربی کو بیچنا یا اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز ہے نہ اسے چراغ میں جلا سکتے ہیں نہ چمڑا پکانے کے کام میں لا سکتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مردار کا پٹھا، بال، ہڈی، پنجہ، سُم، ناخن ان سب کو بیچ بھی سکتے ہیں اور کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت

اور ہڈی کو بیچ سکتے ہیں اور اس کی چیزیں بنی ہوئی استعمال کر سکتے ہیں۔ (ردالمحتار)

جتنے میں چیز بیچی اس کو اس سے کم دام میں خریدنا

مسئلہ نمبر ۱..... جس چیز کو بیچ کر دیا ہے اور ابھی پورا ثمن وصول نہیں ہوا ہے کہ اس کو مشتری سے کم دام میں خریدنا جائز نہیں اگر چہ اس وقت اس کا نرخ کم ہو گیا ہو۔ یونہی اگر مشتری مر گیا اس کے وارث سے خریدی جب بھی جائز نہیں۔ مالک نے خود نہیں بیچ کی ہے بلکہ اس کے وکیل نے بیچ کی جب بھی یہی حکم ہے کہ کم میں خریدا جائز ہے اور اگر اتنے میں ہی خریدی مگر پہلے ادائے ثمن کی میعاد تھی اور اب میعاد مقرر ہوئی یا پہلے ایک ماہ کی میعاد تھی اور اب دو ماہ کی میعاد مقرر کی یہ بھی ناجائز ہے۔ اور اگر بائع مر گیا اس کے وارث نے اسی مشتری سے کم دام میں خریدی تو جائز ہے۔ یونہی بائع نے اس سے خریدی جس کے ہاتھ مشتری نے بیچ کر دی ہے یا ہبہ کر دی ہے۔ یا مشتری نے جس کے لئے اس چیز کی وصیت کی اس سے خریدی یا خود مشتری سے اسی دام میں یا زائد میں خریدی یا ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد خریدی یہ سب صورتیں ناجائز ہیں اور بائع نے باپ بیٹے یا غلام یا مکاتب نے کم دام میں خریدی تو جائز ہے کم داموں میں خریدنا اس وقت ناجائز ہے جب کہ ثمن اسی جنس کا ہو اور مبیع میں کوئی نقصان پیدا نہ ہوا۔ اگر ثمن دوسری جنس کا ہو یا مبیع میں نقصان ہوا ہو تو مطلقاً بیع جائز ہے۔ روپیہ اور اشرفی اس بارہ میں ایک جنس قرار پائیں گے لہٰذا اگر مبیع روپے میں بیچی تھی اور اب ایک اشرفی میں خریدی جس کی قیمت اس وقت پندرہ روپے ہے ناجائز ہے اور اگر کپڑے یا سامان کے بدلے میں خریدی جس کی قیمت پندرہ روپے ہے جائز ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... ایک شخص نے دوسرے سے من بھر گیہوں قرض لئے اس کے بعد قرض دار نے قرض خواہ سے پانچ روپیہ میں من بھر گیہوں جو اس نے ہیں خریدے یہ بیع جائز ہے اور دو روپے اگر اسی مجلس میں ادا کر دیئے تو بیع باقی ہے ورنہ باطل ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... ایک شخص نے دوسرے سے دس روپے قرض لئے اور قبضہ کر لینے کے بعد مدیون نے دائن سے ایک اشرفی میں خریدے یہ بیع جائز ہے پھر اگر اشرفی اسی مجلس میں دے دی بیع صحیح رہی ورنہ باطل ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... مشتری نے دوسرے کے ہاتھ چیز بیچ ڈالی مگر یہ بیع فسخ ہو گئی اگر یہ فسخ سب کے حق میں فسخ قرار پائے تو بائع اول کو کم داموں میں خریدنا جائز نہیں اور اگر اس طرح کا فسخ ہو کہ بعض ان دونوں کے حق میں فسخ ہو دوسروں کے حق میں بیع جدید ہو جیسا اقالہ تو کم میں خریدنا جائز۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... مشتری نے مبیع کو بیچ کر دیا اور قبضہ بھی دے دیا مگر پھر واپس لے لی اور بائع کے ہاتھ کم دام میں بیچ ڈالی یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... ایک چیز خریدی اور ابھی اس پر قبضہ نہیں کیا ہے یا اور ایک دوسری چیز جو اس کی ملک میں ہے دونوں کو ایک ساتھ ملا کر بیچ کیا تو اس کی بیع درست ہے جو اس کے ہاتھ کی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... ایک چیز ہزار روپے میں خریدی اور قبضہ بھی کر لیا مگر ابھی ثمن ادا نہیں کیا ہے کہ یہ اور ایک دوسری چیز اسی بائع کے ہاتھ ہزار روپے میں بیچی یہ ایک پانچ سو میں دوسری چیز کی بیع صحیح ہے اور اس کی صحیح نہیں جو اسی سے خریدی ہے اور اگر ثمن ادا کر دیا ہے تو دونوں کی بیع صحیح ہے اور دوسرے کے ہاتھ بیع کی تو دونوں کی دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔ (جامع الفصولین)

مسئلہ نمبر ۸..... تیل بیچا اور یہ ظہرا کہ برتن سمیت تولا جائے گا اور برتن کا اتنا وزن کاٹ دیا جائے گا مثلاً ایک سیر یا سیر بھر ہے۔ اور اگر یہ ظہرا کہ برتن کا جو وزن ہے وہ کاٹ دیا جائے گا مثلاً ایک سیر ہے تو ایک سیر اور ڈیڑھ سیر ہے تو ڈیڑھ سیر یہ جائز ہے۔ یونہی اگر دونوں کو معلوم

ہے کہ برتن کا وزن ایک سیر ہے اور پھٹکڑا کہ برتن کا جو وزن ہو ایک سیر بھرا کیا جائے گا۔ یہ بھی جائز ہے۔ (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... تیل یا گھی ٹڑیہ اور برتن سمیت تولا گیا اور پھٹکڑا یہ کہ برتن کا جو وزن ہوگا بھرا کر دیا جائے گا مشتری برتن خالی کر کے لایا اور کہتا ہے اس کا وزن مثلاً دو سیر ہے بائع کہتا ہے یہ وہ برتن نہیں میرا برتن ایک سیر وزن کا تھا تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس اختلاف سے اگر مقصود برتن ہے تو مشتری کا قابض ہے اور قابض کا قول معتبر ہوتا ہے اور اگر مقصود ثمن میں اختلاف ہے کہ ایک سیر کی قیمت بائع طلب کرتا ہے اور مشتری منکر ہے تو منکر کا قول معتبر ہوتا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... راستہ یعنی اس کی زمین کی بیع وہبہ جائز ہے جب کہ وہ زمین بائع کی ملک ہو نہ یہ کہ مختص حق مرور (حق آسائش) ہو مثلاً اس کے گھر کا راستہ دوسرے کے گھر میں سے ہو اور راستہ کی زمین اس کی ہو۔ اگر اس زمین راستہ کے طول و عرض مذکور ہیں جب تو ظاہر ہے اور نہ اس مکان کا جو یہ اور دروازہ ہے اتنی چوڑائی اور کوچہ تا چند دست لمبائی بیان کی جائے گی اور جو راستہ کوچہ سر بستہ میں ہے تو جو خاص بائع کی ملک میں نہیں بلکہ اس میں سب کے لیے حق آسائش ہے۔ مکان ٹڑیہ نے میں وہ داخل ہو جاتا ہے خاص کرانے ٹڑیہ نے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... زمین یا مکان کی بیع ہوئی اور راستہ کا حق مرور رہا بائع نے کیا گیا۔ مثلاً بیع حقوق یا تمام مرافق کے ساتھ بیع کی تو بیع درست ہے اور تمام راستہ کا حق مرور بیچا گیا تو درست نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... مکان سے پانی پینے کا راستہ یا کھیت میں پانی آنے کا راستہ بیچا درست نہیں یعنی محض حق بیچنا بھی جائز ہے اور زمین جس پر پانی گزرے گا وہ بھی بیع نہیں کی جا سکتی جب کہ اس کا طول و عرض بیان نہ کیا گیا ہو اور اگر بیان کر دیا ہو تو جائز ہے۔ (ہدایہ، بحرالرائق)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ جو میرا حصہ اس مکان میں ہے اسے میں نے تیرے ہاتھ بیچ کیا اور بائع کو علوم نہیں کتنا حصہ ہے مگر مشتری کو علوم ہے تو بیع جائز ہے اور اگر مشتری کو علوم نہ ہو تو جائز نہیں اگرچہ بائع کو علوم ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک شخص کے ہاتھ بیع کر کے پھر اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچنا حرام و باطل ہے کہ پہلی بیع اگر فسخ بھی کر دی جائے جب بھی دوسری نہیں ہو سکتی ہاں اگر مشتری اول نے قبضہ کر لیا تو دوسری بیع اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... جس بیع میں مبیع یا ثمن مجہول ہے وہ بیع فاسد ہے جب کہ ایسی جہالت ہو کہ تسلیم میں نزاع ہو سکے اور اگر تسلیم میں کوئی دشواری نہ ہو تو فاسد نہیں۔ مثلاً گیہوں کی پوری بوری پانچ روپے میں ٹڑیہ لی اور علوم نہیں کہ اس میں کتنے گیہوں ہیں یا کپڑے کی گانٹھ خریدی اور علوم نہیں کہ اس میں کتنے تھان ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... بیع میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ادائے ثمن کے لئے کوئی مدت مقرر ہوتی ہے اور کبھی نہیں اگر مدت مقرر نہ ہو تو ثمن کا مطالبہ جب چاہے کرے اور جب تک مشتری ثمن نہ ادا کرے مبیع کو روک سکتا ہے اور حبس کر کے وصول کر سکتا ہے اور اگر مدت مقرر ہے تو قبل مدت مطالبہ نہیں کر سکتا مگر مدت ایسی مقرر ہو جس میں جہالت نہ رہے کہ جھگڑا ہو۔ اگر مدت ایسی مقرر کی جو قریب نہ جانتے ہوں یا ایک کو اس کا علم نہ ہو تو بیع فاسد ہے۔ مثلاً نوروز اور مہرگان یا ہولی دیوالی کہ اکثر مسلمان نہیں جانتے کہ کب ہوتی اور جانتے ہوں تو بیع ہو جائے گی۔ (مگر مسلمانوں کو اپنے کاموں میں کفار کے جو تہواروں کو اداے ثمن مقرر کرنا بہت قبیح ہے) لیکن کی آمد کا دن مقرر کرنا' کھیت کٹنے اور بیڑ میں نلا لگنے کی تاریخ مقرر کرنا بیع کو فاسد کر دے گا کہ یہ چیزیں آگے پیچھے ہوا کرتی ہیں اگر ادائے ثمن کیلئے یا وقات مقرر کئے گئے نکران اوقات کے آنے سے پہلے مشتری نے یہ معاد ساقط کر دی تو بیع صحیح ہو جائے گی۔ جب کہ دونوں میں سے کسی نے اب تک بیع کو فسخ نہ کیا ہو۔ (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... بیع میں ایسا علوم اوقات مذکور نہیں ہوئے مبیع بیع ہو جانے کے بعد ادائے ثمن کے لئے اس قسم کی میعادیں مقرر کیں یہ معتبر نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸.....آندھی چلنے بارش ہونے کو اور ثمن کا وقت مقرر کیا تو بیع فاسد ہے اور اگر ان چیزوں کو میعاد مقرر کیا پھر اس میعاد کو ساقط کر دیا تو بیع اب بھی صحیح نہ ہوئی۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری نے بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کر لیا تو مبیع کا مالک ہو گیا اور جب تک قبضہ نہ کیا ہو مالک نہیں۔ بائع کی اجازت صراحۃً ہو یا دلالۃً صراحۃً ہو یا اجازت ہو تو مجلس عقد میں قبضہ کر لے یا بعد میں بہر حال مالک ہو جائے گا اور دلالۃً یہ کہ مثلاً مجلس عقد میں مشتری نے بائع کے سامنے قبضہ کیا اور اس نے منع نہ کیا اور مجلس عقد کے بعد صراحۃً اجازت کی ضرورت ہے۔ دلالۃً کافی نہیں مگر جب کہ بائع ثمن پر قبضہ کر کے مالک ہو گیا تو اب مجلس عقد کے بعد اس کے سامنے قبضہ کرنا اور اس کا منع نہ کرنا اجازت ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....یہ جو کہا گیا کہ قبضہ سے مالک ہو جاتا ہے اس سے مراد ملک خبیث ہے کیونکہ جو چیز بیع فاسد سے حاصل ہوئی اسے واپس کرنا واجب ہے اور مشتری کو اس میں تصرف کرنا منع ہے بیع فاسد میں قبضہ سے چند کا ملک حاصل ہوتی ہے اگرچہ ملک خبیث ہے لہٰذا ملک کے کچھ احکام ثابت ہوں گے۔ مثلاً (1) اس پر دعویٰ ہو سکتا ہے (2) اس کو بیع کرے گا تو ثمن اسے ملے گا (3) آزاد کرے گا تو آزاد ہو جائے گا اور (4) کو لا کا حق بھی اسی کو ملے گا (5) وہ بائع آزاد کر دے گا تو آزاد نہ ہوگا (6) اور اگر پڑوس میں کوئی۔ مکان فروخت ہوا تو شفعہ مشتری کا ہو گا بائع کا نہیں ہوگا اور چونکہ یہ ملک خبیث ہے لہٰذا ملک کے بعض احکام ثابت نہیں ہوں گے اگر (1) کھانے کی چیز ہے تو اس کا کھانا (2) پہننے کی چیز ہے تو اس کا پہننا حلال نہیں۔ (3) کنیز ہے تو بلی کرنا حلال نہیں اور (4) بائع کا اس سے ناح جائز اور اگر مکان ہے تو اس کے پڑوس والے کو یا خلیط کو شفعہ کا حق نہیں ہاں اگر مشتری نے اس میں کوئی قیمتی چیز بنوا لی ہو تو اب اس کا پڑوسی شفعہ کر سکتا ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....بیع فاسد میں مشتری پر واپسی لازم ہے کہ قبضہ نہ کرے اور بائع پر بھی لازم ہے کہ منع کر دے۔ بلکہ ہر ایک پر بیع فسخ کر دینا واجب اور قبضہ کر لینا جائز واجب ہے کہ بیع کو فسخ کر کے مبیع واپس کر لے یا کرنے فسخ نہ کرنا گناہ ہے اور اگر واپسی نہ ہو سکے مثلاً مبیع ہلاک ہو گئی یا ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ واپسی نہیں ہو سکتی (جس کا بیان آتا ہے) تو مشتری مبیع کی مثل واپس کرے اگر مثلی ہو اور قیمی ہو تو قیمت ادا کرے (یعنی اس بیع کی جو قیمت تھی) نہ کہ ثمن جو ٹھہرا ہے) اور قیمت میں قبضہ کے دن کا اعتبار ہے یعنی ہر وقت قبض ہوا اس کی قیمت تھی وہ دے ہاں اگر غلام کو بیع فاسد سے ٹڑیا ہے اور آزاد کر دیا تو ثمن واجب ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲.....اگر قیمت میں بائع و مشتری کا اختلاف ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے۔ (درمختار وعالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳.....اگر اجیر کے ساتھ بیع ہوئی تو بیع فاسد ہے مگر جس پر اجیر کیا گیا اس کو فسخ کرنا واجب نہیں بلکہ اختیار ہے کہ فسخ کر دے یا نافذ کر دے مگر جس نے اجیر کیا اس پر فسخ کرنا واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴.....بیع فاسد میں اگر مشتری نے مبیع پر بغیر اجازت بائع قبضہ کیا تو یہ نہ قبضہ ہوا نہ مالک ہوا نہ اس کے تصرفات جاری ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵.....بیع فاسد کو فسخ کرنے کے لئے قضائے قاضی کی بھی ضرورت نہیں کہ اس کا فسخ کرنا خود ان دونوں پر شرعاً واجب ہے اور اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرا راضی ہو اور اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے کے سامنے ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دوسرے کو فسخ کا علم ہو جائے اور وہ دونوں خود فسخ نہ کریں بیع پر قائم رہنا چاہیں اور قاضی کو اس کا علم ہو جائے تو قاضی جبراً فسخ کر دے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶.....مشتری نے مبیع کو واپس دے دیا یعنی بائع کے پاس رکھ دیا کہ بائع لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ بائع نے لینے سے انکار کر دیا مگر مشتری اس کے پاس چھوڑ کر چلا گیا ہے تو بری الذمہ ہو گیا وہ چیز اگر ضائع ہو گئی تو مشتری ماوان نہیں دے گا اور اگر بائع کے انکار پر مشتری چیز کو واپس لے گیا تو بری الذمہ نہیں اس صورت میں کہ لے جانا ہی جائز نہیں کہ فسخ ہو چکی تو اور بھیر لے جانا غصب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷.....بیع فاسد میں مبیع کو اگر مشتری نے بائع کے لئے ہبہ کر دیا یا صدقہ کر دیا یا بائع کے ہاتھ بیچ ڈالا یا عاریت اجارہ غصب ودیعت کے ذریعہ غرض کسی طرح وہ چیز بائع کے ہاتھ میں پہنچ گئی بیع کا متارکہ ہو گیا اور مشتری بری الذمہ ہو گیا کہ ثمن یا قیمت اس کے ذمہ لازم نہیں۔ یہاں ایک قاعدہ کلیہ یاد رکھنے کا ہے کہ جب ایک چیز کا کوئی شخص کسی وجہ سے مستحق ہے اور وہ چیز اس کو دوسرے طریقہ پر حاصل ہو تو اسی وجہ سے ملتا قرار پائے گا جس وجہ سے شے کا حق دار تھا اور جس کی وجہ سے حاصل ہوئی اس کا اعتبار نہیں بشرطیکہ اسی شخص سے لے جس پر اس کا حق تھا مثلاً یوں سمجھو کہ کسی نے اس کی چیز غصب کر لی ہے پھر غاصب سے اس نے وہ چیز خریدی تو بیع نہیں مانی جائے گی بلکہ اس کی چیز تھی جو اسے مل گئی۔ اور اگر وہ چیز اس سے نہیں لی جس پر اس کا حق تھا دوسرے سے لی تو جس وجہ سے حاصل ہوئی اس کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً بیع فاسد میں مشتری نے وہ چیز بیع کر دی یا کسی کو ہبہ کر دی اس سے بائع اول کو حاصل ہوئی تو مشتری بری الذمہ نہیں اسے ضمان دینا پڑے گا۔ (درمختار، ردالمحتار)

موانع فسخ یہ ہیں

مسئلہ نمبر ۱..... بیع فاسد میں مشتری نے قبضہ کرنے کے بعد اس چیز کو بائع کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا اور بیع صحیح بات ہو یا ہبہ کر کے قبضہ دلا دیا آزاد کر دیا مکاتب کیا یا کنیز تھی مشتری کے اس سے بچہ پیدا ہوا یا ان تمام سے پہلو یا ان کو دوسرے نکلہ کر دیا یا جانور تھا اس نے ذبح کر ڈالا یا صحیح کو تلف کر دیا یا رہن رکھ دیا اور قبضہ دے دیا یا وصیت کر کے مر گیا یا صدقہ دے ڈالا غرض یہ کہ کسی طرح مشتری کی ملک سے نکل گئی تو اب بیع فاسد ماند ہو جائے گی اور اب فسخ نہیں ہو سکتی۔ اور اگر مشتری نے بیع فاسد کے ساتھ پہلے بیع فاسد میں خیار شرط تھا تو فسخ کا حکم لگایا جائے گا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲.....اکراہ کے ساتھ اگر بیع ہوئی اور مشتری نے قبضہ کر کے مبیع میں تصرفات کئے تو سارے تصرفات بے کار قرار دیئے جائیں گے اور بائع کو اب یہ حق حاصل ہے کہ بیع کو فسخ کر دے مگر مشتری نے آزاد کر دیا تو عتق نافذ ہو گا اور مشتری کو غلام کی قیمت دینی پڑے گی۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳.....مشتری نے قبضہ نہیں کیا اور بائع کو اس نے حکم دے دیا کہ اس کو آزاد کر دے یا حکم دیا کہ غلہ کو ہبہ دے دے یا دوسرے نکلہ میں اسے ڈال دے یا جانور کو ذبح کر دے۔ بائع نے اس کے حکم سے یہ کام کئے تو مشتری پر ضمان واجب ہو گیا اور بائع کا یہ افعال کرنا مشتری کا قبضہ مانا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....مبیع کو مشتری نے کرایہ پر دے دیا یا گروی رکھی اس کا شائع کر دیا تو اب بھی مبیع کو فسخ کر سکتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵.....جس وجہ سے فسخ متصور ہو گیا اگر وہ جاتی رہی مثلاً بیع کر دیا تھا اسے واپس لے لیا زمین کو چھڑا لیا۔ مکاتب مال کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو فسخ کا حکم پھر لوٹ آیا ہاں اگر قاضی نے ان تصرفات کے بعد قیمت ادا کرنے کا مشتری پر حکم دے دیا تو اب بعد رجوع زوال خیر بھی فسخ نہ ہوگی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۶.....بائع و مشتری میں سے کوئی مر گیا جب بھی فسخ کا حکم بدستور باقی ہے اس کا وارث اس کے قائم مقام ہے وہ فسخ کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷.....بیع فاسد کو فسخ کر دیا تو بائع مبیع کو واپس نہیں لے سکتا جب تک ثمن یا قیمت واپس نہ کرے۔ پھر اگر بائع کے پاس وہی روپے موجود ہیں جو بعینہ انہیں کو واپس کرنا ضروری ہے اور خرچ ہو گئے تو اتنے ہی روپے واپس کرے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۸.....بیع فسخ ہو چکی ہے اور بائع نے ابھی ثمن واپس نہیں کیا ہے اور مر گیا تو مشتری اس مبیع کا حق دار ہے یعنی اگر بائع پر

لوگوں کے دیون تھے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ اس مبیع سے دوسرے قرض خواہ اپنے مطالبات وصول کریں بلکہ اس کا حق تجہیز و تکفین پر بھی مقدم ہے۔ مثلاً قرض کو مبیع کپڑا ہے جو گ یہ چاہتے ہیں کہ اسی کا کفن دے دیا جائے تو یہ کہہ سکتا ہے جب تک ثمن واپس نہیں ملے گا میں نہیں دوں گا۔ یونہی اگر بائع کے مرنے کے بعد اس کے وارث یا مشتری نے مبیع کو قبض کیا تو مشتری مبیع کو واپس وصول کرنے کے لئے روک سکتا ہے۔ (جدید دردمختار)

مسئلہ نمبر ۹.....زمین بٹورنے فاسد ڈیوی تھی اس میں درخت نصب کر دیئے یا مکان ثریہ اقتاس کی قیمت کی تو مشتری پر قیمت دینی واجب ہے اور بائع فسخ نہیں ہو سکتی۔ یونہی مبیع میں زیادت متصلہ غیر متولدہ مانع فسخ ہے مثلاً کپڑے کو رنگ دیا یا سی دیا ستو میں گھی ملا دیا گیہوں کا آٹا پسوا لیا روئی کا سوت کات لیا اور زیادت متصلہ متولدہ جیسے موٹا یا زیادت منفصلہ متولدہ مثلاً جانور کے بچہ پیدا ہوا یہ مانع فسخ نہیں مبیع اور زیادت دونوں کو واپس کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....زیادت منفصلہ متولدہ اگر مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی تو اس کا تاوان نہیں اور اس نے خود ہلاک کر دی تو تاوان دے گا۔ اور اگر زیادت باقی ہے اور مبیع ہلاک ہو گئی تو زیادت کو واپس کرے اور مبیع کی قیمت دے دے جو قبضہ کے دن تھی۔ اور اگر زیادت منفصلہ غیر متولدہ ہے جیسے غلام تھا اس نے کچھ کمایا اس کا بھی حکم یہی ہے کہ مبیع اور زیادت دونوں کو واپس کرے مگر اس زیادت کو بائع صدقہ کر دے اس کے لئے پطیب نہیں اور یہ زیادت ہلاک ہو گئی یا مشتری نے خود ہلاک کر دی دونوں صورتوں میں مشتری پر اس کا تاوان نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....مبیع میں اگر نقصان پیدا ہوا کیا یہ نقصان مشتری کے فعل سے ہوا یا خود مبیع کے فعل سے ہوا یا آفت سماویہ سے ہوا بائع مشتری سے مبیع کو واپس لے گا اور اس نقصان کا معاوضہ بھی۔ لے گا مثلاً کپڑے کو مشتری نے قطع کرا لیا ہے۔ مگر سلوا لیں تو بائع مشتری سے وہ کپڑا لے گا اور قطع ہو جانے سے جو قیمت میں کمی ہو گئی وہ لے گا اور اگر وہ نقصان دفع ہو گیا تو جو کچھ اس کا معاوضہ لے چکا ہے بائع واپس کرے مثلاً کپڑا تھی اس کی آنکھ خراب ہو گئی جس کا نقصان لیا پھر اچھی ہو گئی تو واپس کر دے۔ یا لونڈی کا نکاح کر دیا تھا پھر نکاح فسخ ہو گئی اور نکاح کرنے سے جو نقصان ہوا بائع نے مشتری سے وصول کیا پھر اس کے شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو یہ معاوضہ واپس کر دے اگر مبیع میں نقصان کسی اجنبی شخص کے فعل سے ہوا تو بائع کو اختیار ہے کہ اس کا معاوضہ اس اجنبی سے لے یا مشتری سے اگر مشتری سے لے گا تو مشتری وہ رقم اس اجنبی سے وصول کرے گا۔ مبیع میں نقصان خود بائع نے کیا تو یہ نقصان پہنچانا ہی واپس کرنا ہے یعنی فرض کرو اگر وہ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی اور مشتری نے اس کو بائع سے روکا نہ تھا تو بائع کی ہلاک ہوئی مشتری اس کا تاوان نہیں دے گا اور ثمن دے چکا ہے تو واپس لے گا اور اگر مشتری کی طرف سے مبیع کی واپسی میں رکاوٹ ہوئی اس کے بعد ہلاک ہوئی تو دو صورتیں ہیں یہ ہلاک ہونا اسی نقصان پہنچانے سے ہوا یعنی یہاں تک اس کا اثر ہوا کہ ہلاک ہو گئی جب بھی بائع کی ہلاک مشتری پر تاوان نہیں اور اگر اس کے اثر سے نہ ہو تو مشتری کو تاوان دینا ہو گا مگر وہ نقصان جو بائع نے لیا اس کا معاوضہ اس میں سے کم کر دیا جائے۔ (عالمگیری درمختار)

بیع فاسد میں مبیع یا ثمن سے نفع حاصل کیا وہ کیسا ہے

مسئلہ نمبر ۱.....کوئی چیز معین مثلاً کپڑا یا کنیز سو روپے میں بیع فاسد کے طور پر خریدی اور قابض بھی ہو گیا مشتری نے مبیع سے نفع اٹھایا۔ مثلاً اسے سوا سو میں بیچ دیا اور بائع نے ثمن سے نفع اٹھایا کہ اس کے کوئی چیز خریدی کر سوا سو میں بیچی تو مشتری کے لئے وہ نفع خبیث ہے صدقہ کر دے اور بائع نے ثمن سے جو نفع حاصل کیا ہے اس کے لئے حلال ہے اور اگر بیع فاسد میں دونوں جانب غیر نقود ہوں (جیسے بیع مقایضہ کہتے ہیں) مثلاً غلام کو گھوڑے کے بدلے میں بیچا اور دونوں نے قبضہ کر کے نفع اٹھایا تو دونوں کے لئے نفع خبیث ہے دونوں نفع کو صدقہ کر دیں۔ (جدید دردمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....ایک شخص نے دوسرے پر ایک مال کا دعویٰ کیا مدعا علیہ نے دے دیا اس مال سے مدعی نے کچھ نفع حاصل کیا پھر دونوں

نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ مال نہیں چاہتے تھا تو جو کچھ نفع اٹھایا ہے صدقہ کرنے کے لئے حلال ہے۔ (جوہرہ)

مگر یہ اس وقت ہے کہ مدعی کے خیال میں یہی تھا کہ یہ مال میرا ہے اور اگر قصداً غلط طور پر مطالبہ کیا اور دلایا تو یہ لینا حرام ہے اور اس کا نفع بھی ناجائز و خبیث۔ غاصب نے مغصوب سے جو کچھ نفع اٹھایا حرام ہے۔ (فتح القدیر)

حرام مال کو کیا کرے

مسئلہ نمبر ۱..... مورث نے حرام طریقہ سے مال حاصل کیا تھا اب وارث کو ملا اگر وارث کو علم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو دے دینا واجب ہے اور یہ علم نہ ہو کہ کس کا ہے تو مالک کی طرف سے صدقہ کردے اور اگر مورث کا مال حرام اور مال حلال خلط ہو گیا ہے یہ نہیں معلوم کہ کون سا حرام ہے کون سا حلال۔ مثلاً اس نے رشوت لی ہے یا سود لیا ہے اور یہ مال حرام ممتاز نہیں ہے تو فتویٰ کا حکم یہ ہوگا کہ وارث کے لئے حلال ہے اور دیانت اس کو چاہتی ہے کہ اس سے بچتا چاہئے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... مشتری پر لازم نہیں کہ بائع سے یہ دریافت کرے کہ یہ مال حلال ہے یا حرام ہاں اگر بائع ایسا شخص ہو کہ حلال و حرام یعنی چوری غصب وغیرہ سب ہی طرح کی چیزیں بیچتا ہے تو افتیار یہ ہے کہ دریافت کرے حلال ہو تو خریدے ورنہ خریدنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... کسان خریدار کی کھیتوں میں روپے ڈالتا ہے تو بائع کو واپس کردے اور بائع لینے سے انکار کرے تو صدقہ کردے۔ (غنیہ)

بیع مکروہ کا بیان

حدیث ۱..... بخاری و مسلم و موطا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تلقہ لانے والے قافلہ کا بیچ کے لئے بازار میں پہنچنے سے پہلے استقبال نہ کرو اور ایک شخص دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور بھیل نہ کرو اور شہری آدمی دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے۔

حدیث ۲..... صحیح مسلم میں انہیں سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تلقہ والے قافلہ کا استقبال نہ کرو اور اگر کسی نے استقبال کر کے خرید لیا پھر وہ مالک (بائع) بازار تا آیا تو اسے اختیار ہے یعنی اگر خریدنے والے نے بازار کا تلفہ فرخ بتا کر اس سے خرید لیا ہے تو مالک بیع فسخ کر سکتا ہے۔

حدیث ۳..... صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اس کے پیغام پر پیغام نہ دے مگر اس صورت میں کہ اس نے اجازت دے دی ہو۔

حدیث ۴..... صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے نرخ پر نرخ نہ کرے یعنی ایک نے دام پکا لیا ہو تو دوسرا اس کا دام نہ لگائے۔

حدیث ۵..... صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہری آدمی دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے لوگوں کو چھوڑو ایک سے دوسرے کو اللہ عزوجل روزی پہنچاتا ہے۔

حدیث ۶..... ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و موطا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک شخص کا) نام اور پیشہ بیع کیا اور ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب بولے میں ایک درہم کو خریدتا ہوں۔ ارشاد فرمایا ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ دوسرے صاحب بولے میں دو درہم دیتا ہوں ان کے ہاتھ دونوں کو بیچ کر دیا۔

حدیث ۷.....صحیح مسلم میں معمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذخیرہ کرنے والا خاطی ہے۔

حدیث ۸.....ابن ماجہ و بخاری و مسلم اللہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ نبی ﷺ نے فرمایا باہر سے غلہ لانے والا مرزوق ہے اور ذخیرہ کرنے والا (غلہ کھانے والا) ملعون ہے۔)

حدیث ۹.....رزین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے چالیس دن غلہ روکا گراں کرنے کے اس کا ارادہ ہے وہ اللہ ﷻ سے بری اور اللہ ﷻ اس سے بری۔

حدیث ۱۰.....بیہقی و رزین رحمہما اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسلمانوں پر غلہ روک دیا اللہ ﷻ اسے جذام (کوڑھ) و افلاس میں مبتلا فرمائے گا۔

حدیث ۱۱.....بیہقی و طبرانی و رزین رحمہم اللہ معاذ رضی اللہ عنہ سے راوی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا غلہ روکنے والا برا بندہ ہے کہ اگر اللہ ﷻ نرخ سستا کرتا ہے وہ غمگین ہوتا ہے اور اگر گراں کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔

حدیث ۱۲.....رزین رحمہ اللہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے چالیس روز غلہ روکا پھر وہ سب خیرات کر دیا تو بھی کفارہ نہ ادا ہوگا۔

حدیث ۱۳.....ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و دارمی و حاکم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں حضور ﷺ کے زمانہ میں غلہ گراں ہو گیا لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم نرخ مقرر فرما دیجئے۔ ارشاد فرمایا کہ نرخ مقرر کرنے والا تنگی کرنے والا ہے۔ کشادگی کرنے والا اللہ ﷻ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے نہ خون سے متعلق نہ مال کے متعلق۔

حدیث ۱۴.....سالم و بیہقی رحمہما اللہ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ انہوں نے رونے والی کی آواز سنی اپنے غلام سے فرمایا دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟ وہ دیکھ کر آئے اور یہ کہا کہ ایک لڑکی ہے جس کی ماں پکی جاری ہے۔ فرمایا مہاجرین و انصار کو بلاؤ۔ ایک گھڑی گزری تھی کہ تمام مکان و حجرہ والوں سے بھر گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن نفیل کے بعد فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ لائے ہیں اس میں قحط جرم بھی ہے؟ سب نے عرض کی کہ نہیں۔ فرمایا اس سے بڑھ کر قطع رحم کیا ہوگا کہ کسی کی ماں بیچ کی جائے۔

حدیث ۱۵.....بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلاموں کے پاس لکھ بھیجا کہ دو بھائیوں کو بیچا جائے تو تفریق نہ کی جائے۔

مسائل فقہیہ بیع مکروہ بھی شرعاً ممنوع ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے مگر چونکہ وہ بمراعات بنفس عقد میں ہے نہ بشرائط صحت میں اس لئے اس کا مرتبہ فقہاء نے بیع فاسد سے کم رکھا ہے اس بیع کے فسخ کرنے کا بھی بعض فقہاء حکم دیتے ہیں فرق اتنا ہے بیع فاسد کو ہر عاقدین فسخ کر سکتے ہیں تو قاضی جبراً فسخ کرے گا اور بیع مکروہ کو قاضی فسخ نہ کرے گا بلکہ عاقدین کے ذمہ دیانۃً فسخ کرنا ہے۔ بیع فاسد میں قیمت واجب ہوتی ہے اس میں ثمن واجب ہوتا ہے۔ بیع فاسد میں بغیر قبضہ ملک نہیں ہوتی اس میں مشتری کی قبل قبضہ مالک ہو جاتا ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱.....اذان جمعہ کے شروع سے ختم نماز تک بیع مکروہ تحریمی ہے اور اذان سے مراد پہلی اذان ہے کہ اسی وقت سعی واجب ہو جاتی ہے مگر وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں مثلاً عورتیں یا مریض ان کی بیع میں کراہت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....بخل مکروہ ہے حضور اقدس ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ بخل یہ ہے کہ مبیع کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گاہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر خریدے اور یہ حقیقتاً خریدار کو دھوکا دینا ہے جیسا کہ بعض دکانداروں کے یہاں اس قسم کے آدمی لگے رہتے ہیں گاہک کو دیکھ کر چیز کے خریدار بن کر دام بڑھا دیا کرتے ہیں ان کی اس حرکت سے

گاہک دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ گاہک کے سامنے بیع کی تعریف کرنا اور اس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو نہ ہو تا کہ خریدار دھوکا کھا جائے یہ بھی غش ہے۔ جس طرح ایسا کرنا بیع میں ممنوع ہے بیع اجارہ وغیرہ میں بھی ممنوع ہے۔ اس کی ممانعت اس وقت ہے جب خریدار واجبی قیمت دینے کے لئے تیار ہے اور یہ دھوکا دے کر زیادہ کرنا چاہے اور اگر خریدار واجبی قیمت سے کم دے کر لینا چاہتا ہے اور ایک شخص غیر خریدار اس کے دام بڑھا رہا ہے کہ اصلی قیمت تک خریدار پہنچ جائے یہ ممنوع نہیں کہ ایک مسلمان کو نفع پہنچانا ہے بغیر اس کے دوسرے کو نقصان پہنچائے۔ (جدید بیع الفتیٰ و انتظار)

مسئلہ نمبر ۳..... ایک شخص کے دام چکا لینے کے بعد دوسرے کو دام چکانا ممنوع ہے اس کی صورت یہ ہے کہ بائع و مشتری ایک ثمن پر راضی ہو گئے صرف جواب و قول ہی صحیح کو اٹھا کر دام دے دینا باقی رہ گیا ہے دوسرا شخص دام بڑھا کر لینا چاہتا ہے یا دام اتنا ہی رہے مگر دکاندار سے اس کا میل جول یا پہلی واجبات شخص ہے دکاندار اسے چھوڑ کر پہلے شخص کو نہیں دے گا۔ اور اگر اب تک دام طے نہیں ہوا ایک ثمن پر دونوں کی رضامندی نہیں ہوئی ہے تو دوسرے کو دام چکانا منع نہیں جیسا کہ نیلام میں ہوتا ہے اس کو "بیع من یزید" کہتے ہیں یعنی بیچنے والا کہتا ہے جو زیادہ دے لے اس قسم کی بیع حدیث سے ثابت ہے جس طرح بیع میں اس کی ممانعت ہے اجارہ میں بھی ممنوع ہے مثلاً کسی مزدور سے مزدوری طے ہونے کے بعد یا لازم سے تنخواہ طے ہونے کے بعد دوسرے شخص کا مزدوری یا تنخواہ بڑھا کر یا اتنی ہی دے کر مقرر کرنا یا قبل شائع میں ایک شخص کی متعلق ہو جانے کے بعد دوسرے کو پیغام دینا منع ہے خواہ بڑھا کر تنخواہ کرنا چاہتا ہو یا اس کی عزت و واجبات کے سامنے پہلے کو جواب دے دیا جائے گا بہر صورت پیغام دینا ممنوع ہے۔ جس طرح خریدار کے لئے یہ صورت ممنوع ہے بائع کے لئے بھی ممانعت ہے۔ مثلاً ایک دکاندار سے دام طے ہو گئے دوسرا کہتا ہے میں اس سے کم دوں گا یا وہ اس کا مال کاٹتا ہے کہتا ہے میرے یہاں سے لو میں بھی اتنے ہی میں دوں گا یا اجارہ میں ایک مزدور سے اجرت طے ہونے کے بعد دوسرا کہتا ہے کہ کم مزدوری لوں گا یہ بھی اتنی ہی لوں گا یہ سب ممنوع ہیں۔ (جدید بیع الفتیٰ و انتظار)

مسئلہ نمبر ۴..... حضور اقدس ﷺ نے شہری جلب سے ممانعت فرمائی یعنی باہر سے تاجر جو غلہ لا رہے ہیں ان کے شہر میں پہنچنے سے قبل باہر جا کر خرید لینا۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اہل شہر کو غلہ کی ضرورت ہے اور یہ اس لئے ایسا کرتا ہے کہ غلہ ہمارے قبضہ میں ہو تو گراں زیادہ کر کے بیچیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ غلہ لانے والے تجار کو شہر کا نرخ غلط بتا کر خریدے۔ مثلاً شہر میں چودہ سیر کے گیہوں بکتے ہیں اس نے کہہ دیا اٹھارہ سیر کے ہیں دھوکا دے کر خرید لیا چاہتا ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو ممانعت نہیں۔ (جدید بیع)

مسئلہ نمبر ۵..... حضور اقدس ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ شہری آدمی دیہاتی کے لئے بیع کرے۔ یعنی دیہاتی کوئی چیز فروخت کرنے کے لئے بازار میں آتا ہے مگر وہ واقف ہے سستی بیچ ڈالے گا۔ شہری کہتا ہے تم مت بیچو میں بیچ دوں گا۔ یہ اول بن کر بیچتا ہے اور حدیث کا مطلب بعض فقہاء نے یہ بیان کیا ہے کہ جب اہل شہر قحط میں مبتلا ہوں ان کو خود غلہ کی حاجت ہو ایسی صورت میں شہر کا غلہ باہر والوں کے ہاتھ گراں کر کے بیچ کرنا ممنوع ہے کہ اس سے اہل شہر کو ضرر پہنچے گا۔ اور اگر یہاں والوں کو ضرر نہ ہو تو بیچنے میں مضائقہ نہیں ہدایہ میں اسی تفسیر کو ذکر فرمایا۔

مسئلہ نمبر ۶..... محتکر یعنی غلہ روکنا منع ہے اور سخت گناہ ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ گرانی کے زمانہ میں غلہ خرید لے اور اسے بیچ نہ کرے بلکہ روک رکھے کہ لوگ جب خوب پریشان ہوں گے تو خوب گراں کر کے بیچ کروں گا اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ فصل میں غلہ خریدتا ہے اور رکھ چھوڑتا ہے کچھ دنوں کے بعد گراں ہو جاتا ہے بیچتا ہے یہ محتکر نہیں ہے یہ اس کی ممانعت۔

مسئلہ نمبر ۷..... غلہ کے علاوہ دوسری چیزوں میں محتکر نہیں۔

مسئلہ نمبر ۸..... امام یعنی بادشاہ کو غلہ کا نرخ مقرر کر دینا کہ جو خلاف مقرر کر دیا ہے اس سے کم و بیش کر کے بیچ نہ ہو درست نہیں۔

مسئلہ نمبر ۹..... وہ مملوک جو آپس میں ذی رحم محرم ہوں مثلاً دونوں بھائی یا چچا بھتیجے یا باپ بیٹے یا ماں بیٹے ہوں خواہ دونوں نابالغ

ہوں یا ان میں ایک بالغ ہو ان میں تفریق کرا منع ہے۔ مثلاً ایک بیچ کر دے دوسرے کو اپنے پاس رکھے یا ایک کو ایک شخص کے ہاتھ بیچے دوسرے کو دوسرے کے ہاتھ یا ہبہ میں تفریق ہو کہ ایک کو ہبہ کر دے دوسرے کو باقی رکھے یا دونوں کو دو شخصوں کے لئے ہبہ کر دے یا وصیت میں تفریق ہو بہرحال ان کی تفریق ممنوع ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... اگر دونوں بالغ ہوں یا رشتہ دار غیر محرم ہوں مثلاً دونوں چچا زاد بھائی ہوں۔ یا محرم ہوں مگر رضاعت کی وجہ سے حرمت ہو یا دونوں زن و شوہر ہوں تو تفریق ممنوع نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... ایسے دو غلاموں کو جن میں تفریق منع ہے اگر ایک کو آزاد کر دیا دوسرے کو نہیں تو ممانعت نہیں۔ اگرچہ آزاد کرنا مال کے بدلے میں ہو بلکہ ایسے کے ہاتھ بیچ کرا منع نہیں جس نے اس کی آزادی کا حلف کیا ہو یعنی یہ کہا ہو کہ اگر میں اس کا مالک ہو جاؤں تو آزاد ہے۔ یونہی ایک کو مدبر کاتب ام ولد بنانے میں تفریق بھی ممنوع نہیں۔ یونہی اگر ایک غلام اس کا ہے دوسرا اس کے بیٹے یا کاتب یا مضارب کا جب بھی تفریق ممنوع نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... ایسے دو مملوکوں میں سے ایک کے حلق کسی نے ذبح کی یا کوئی عیب را پیدا ہوا اور ثابت کر دیا اسے حق دار لے لے گا مگر یہ تفریق اس کی جانب سے نہیں جنہوں نے عیب ظاہر ہوا ان تفریق ممنوع نہیں۔ یا وہ غلام باذون تھا اس پر دین ہو گیا اور اس میں بک گیا یا کسی جنایت میں دے دیا گیا یا کسی کا مال تلف کیا اس میں فروخت ہو گیا یا ایک میں عیب ظاہر ہوا اسے واپس کیا ان صورتوں میں تفریق ممنوع نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... جو شخص راستہ پر خریدوفروخت کرتا ہے اگر راستہ کشادہ ہے کہ اس کے بیٹھنے سے راہ گیروں پر تنگی نہیں ہوتی تو حرج نہیں اور اگر گزرنے والوں کو اس کی وجہ سے تکلیف ہو جاتی ہے تو اس سے سودا خریدنا نہ چاہئے کہ گناہ میں مدد دینا ہے کیونکہ جب کوئی خریدے گا نہیں تو وہ بیٹھے گا کیوں۔ (عالمگیری)

بیع فضولی کا بیان

حدیث ۱..... صحیح بخاری شریف میں عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک دینار دیا تھا کہ حضور ﷺ کے لئے بکری خرید کر لائیں انہوں نے ایک دینار کی دو بکریاں خریدیں ایک کو ایک دینار میں بیچ ڈالا اور حضور ﷺ کی خدمت میں ایک بکری اور ایک دینار لا کر پیش کیا۔ ان کے لئے حضور ﷺ نے دعا کی ان کی بیع میں برکت ہو۔ اس دعا کا یہ اثر تھا کہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں نفع ہوتا۔

حدیث ۲..... ترمذی و ابوداؤد و حمیداللہ نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک دینار دے کر بھیجا کہ حضور ﷺ کے لئے قربانی کا جانور خرید لائیں۔ انہوں نے ایک دینار میں عمدہ حاضر خریدا دو دینار میں بیچ ڈالا پھر ایک دینار میں ایک جانور خرید کر یہ جانور اور ایک دینار لا کر پیش کیا دینار کو حضور ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ (کیونکہ قربانی کے جانور کی قیمت تھی) اور ان کی تجارت میں برکت کی دعا کی۔

فضولی اس کو کہتے ہیں جو دوسرے کے حق میں بغیر اجازت تصرف کرے۔

مسئلہ نمبر ۱..... فضولی نے جو کچھ تصرف کیا اگر بوقت عقد اس کا مجیز ہو یعنی ایسا شخص ہو جو جائز کر دینے پر قادر ہو تو عقد منعقد ہو جاتا ہے مگر مجیز کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور اگر بوقت عقد مجیز نہ ہو تو عقد منعقد ہی نہیں ہوتا فضولی کا تصرف کبھی وہ قسم تملیک ہوتا ہے جیسے بیع، نکاح اور کبھی اسقاط ہوتا ہے جیسے طلاق عتاق مثلاً اس نے کسی کی عورت کو طلاق دے دی غلام کو آزاد کر دیا دین کو معاف کر دیا اس نے اس کے تصرفات جائز کر دیئے نافذ ہو جائیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... نابالغہ سمجھ والی لڑکی نے اپنا نکاح کھوٹے کیا اور اس کا کوئی ولی نہیں ہے وہاں کے قاضی کی اجازت پر موقوف ہو گیا وہ

خود بالغ ہو کر اپنے نکاح کو جائز کردے تو جائز ہے ورنہ کردے تو باطل۔ اور اگر وہ بچی ایسی ہو جو قاضی کے حکم میں نہ ہو تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا کہ بروقت نکاح کوئی مجیز نہیں۔ بالغ نکاح فضولی غیر ماذون نے کسی چیز کو خریدا یا بیچا اور ولی موجود ہے تو اجازت ولی پر موقوف ہے۔ اور ولی نے اب تک اجازت نہ دی نہ رد کیا اور وہ خود بالغ ہو گیا تو اب خود اس کی اجازت پر موقوف ہے اس کو اختیار ہے کہ جائز کردے یا رد کردے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... نابالغ نے اپنی عورت کو طلاق دی یا غلام کو آزاد کر دیا یا اپنا مال ہبہ یا صدقہ کر دیا یا اپنے غلام کی کسی عورت سے نکاح کیا یا بہت زیادہ نقصان کے ساتھ اپنا مال بیچا یا کوئی چیز خریدی یہ سب تصرفات باطل ہیں بالغ ہونے کے بعد ان کو وہ خود بھی جائز کرنا چاہے تو جائز نہیں ہوں گے کہ بروقت منعقد ان تصرفات کا کوئی مجیز نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... فضولی نے دوسرے کی چیز بغیر اجازت مالک بیچ کر دی یہ بیع مالک کی اجازت پر موقوف ہے اور اگر خود اس نے اپنے ہی ہاتھ بیع کی تو بیع منعقد ہی نہ ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... بیع فضولی کو جائز کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ مبیع موجود ہو اگر جاتی رہی تو بیع ہی نہ رہی جائز کس چیز کو کرے گا۔ یہ بھی ضروری ہے کہ عاقدین یعنی فضولی و مشتری دونوں اپنے حال پر ہوں اگر دونوں نے خود ہی معقد کو فسخ کر دیا ہو یا ان میں کوئی مر گیا تو اب اس معقد کو مالک جائز نہیں کر سکتا اور اگر ثمن غیر نقد ہو تو اس کا باقی رہنا بھی ضروری ہے کہ اب وہ بھی مبیع و معقود علیہ ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۶..... بیع فضولی میں اگر کسی جانب نقد نہ ہو بلکہ دونوں طرف غیر نقد ہوں مثلاً زید کی بکری کو عمرو کے ہاتھ ایک کپڑے کے عوض میں بیچ دیا اور زید نے اجازت دے دی تو بکری دے کر کپڑا لے لیگا اور اگر اجازت نہ دے جب بھی کپڑے کی بیع ہو جائے گی اور عمرو کو بکری کی قیمت دے کر کپڑا لینا ہوگا۔ اس مثال میں مبیع قیمتی ہے اور سکی ہو مثلاً گیہوں جو غیر مرئی ہو تو اس مبیع کی مثل عمرو کو دے کر کپڑا لینا ہوگا کہ عمرو اس صورت میں بائع بھی ہے اور مشتری بھی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... مالک نے فضولی کی بیع کو جائز کر دیا تو ثمن جو فضولی لے چکا ہے مالک کا ہو گیا اور فضولی کے ہاتھ بطور امانت ہے اور اب وہ فضولی عمرو کا وکیل کے ہو گیا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۸..... مشتری نے فضولی کو ثمن دیا اور اس کے ہاتھ میں مالک نے جائز کرنے سے پہلے ہلاک ہو گیا اگر مشتری کو ثمن دیتے وقت اس کا فضولی ہونا معلوم تھا تو ادا نہیں لے سکتا ورنہ لے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... فضولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ جب تک مالک نے بیع کو جائز نہ کیا بیع کو فسخ کر دے اور اگر فضولی نے نکاح کر دیا ہے تو اس کے فسخ کا حق نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... فضولی نے بیع کی اور جائز کرنے سے پہلے مر گیا تو ورثہ کو اس بیع کے جائز کرنے کا حق نہیں مالک کے مرنے سے بیع ختم ہو گئی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... ایک شخص نے دوسرے کے لئے کوئی چیز خریدی تو اس دوسرے کی اجازت پر موقوف نہیں بلکہ اسی پر نافذ ہو جائے گی اسی کو ثمن دینا ہوگا اور مبیع اسی کو ملے گی اگر اس نے اس کو مبیع دے دی اور اس نے اس کو ثمن دے دیا تو بطور بیع تعاطی ان دونوں کے درمیان ایک جدید بیع ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... ایک شخص فضولی نے کوئی چیز دوسرے کے لئے خریدی اور عقد میں دوسرے کا نام لیا یہ کہا کہ فلاں کے لئے میں نے خریدی اور بائع نے بھی کہا میں نے اس کے لئے بیچی اس صورت میں فضولی پر نافذ نہیں بلکہ جس کا نام لیا ہے اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ بائع و مشتری دونوں میں سے ایک کے کلام میں نام آ جانا کافی ہے جب کہ دوسرے کے کلام میں اس کے خلاف کی تصریح نہ ہو۔ مثلاً مشتری نے کہا میں

نہ فلاں کے لئے خریدی اور بائع نے کہا میں نے تیرے ہاتھ بیچی اس صورت میں بیع ہی نہ ہوئی کہ اس جواب کا قبول نہیں پایا گیا اور اگر فقط اتنا ہی کہتا ہے کہ میں نے بیچی یا میں نے قبول کیا تو بیع ہو جاتی ہے اور اس فلاں کی اجازت پر موقوف ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... فضولی نے کسی کی چیز بیع کر دی مشتری نے یا کسی نے آ کر خبر دی کہ اتنے میں تمہاری بیع کر دی مالک نے کہا اگر سودہ پے میں بیچی ہے تو اجازت ہے۔ اس صورت میں اگر سودہ پے یا زیادہ میں بیچی ہے اجازت ہو گئی کم میں بیچی ہے تو نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... دوسرے کا کپڑا بیچ ڈالا اور مشتری نے اسے رنگ دیا اس کے بعد مالک نے بیع کو جائز کیا جائز ہو گئی اور اگر مشتری نے قطع کر کے سی لیا اب اجازت دی تو نہیں ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ایک فضولی نے ایک شخص کے ہاتھ بیع کی دوسرے فضولی نے دوسرے کے ہاتھ یہ دونوں عقد اجازت پر موقوف ہیں اگر مالک نے دونوں کو جائز کیا تو اس چیز کے نصف میں دونوں عقد جائز ہو گئے مشتری کو اختیار ہے کہ لے لیا نہ لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... غاصب نے مغصوب کو بیع کیا بیع اجازت مالک پر موقوف ہے اور اگر خود مالک نے بیع کی اور غاصب غصب سے انکار کرتا ہے تو اس پر موقوف ہے کہ غاصب غصب کا اقرار کر لے یا گواہ سے مالک اپنی ملک ثابت کر دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... غاصب نے شے مغصوب کی بیع کر دی اس کے بعد اس شے مغصوب کا دان دے دیا تو بیع جائز ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ایک چیز غصب کر کے مساکین کو خیرات کر دی اور ابھی وہ چیز مساکین کے پاس موجود ہے کہ غاصب نے مالک سے خریدی بیع جائز ہے اور مساکین سے واپس لے سکتا ہے۔ اس کے خریدنے پر اگر مساکین نے خرچ کر ڈالی تو ان کو دان دیا پائے گا اور اگر مساکین کو کفارہ میں دی تھی تو کفارہ ادا نہ ہوا اور اگر غاصب نے خریدی نہیں بلکہ مالک کو دان دے دیا تو صدقہ جائز ہے اور مساکین سے واپس نہیں لے سکتا اور کفارہ میں دی تھی تو ادا ہو گیا۔ مالک سے اس وقت خریدی کہ مساکین صرف میں لا چکے تو بیع باطل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... فضولی نے بیع کی مالک کے پاس ثمن پیش کیا گیا اس نے لیا یا مشتری سے اس نے خود ثمن طلب کیا یہ بیع کی اجازت ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... مالک کا یہ کہنا تو نے برا کیا یا اچھا کیا ٹھیک کیا، مجھے بیع کی دقتوں سے چھڑا دیا، مشتری کو ثمن بری کر دینا، صدقہ کر دینا یہ سب الفاظ اجازت کے ہیں۔ یہ کہہ دیا مجھے منظور نہیں میں اجازت نہیں دیتا تو رد ہو گئے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... ایک چیز کے دو مالک ہیں اور فضولی نے بیع کر دی ان میں سے صرف ایک نے جائز کی تو مشتری کو اختیار ہے کہ قبول کرے یا نہ کرے کیونکہ اس نے وہ چیز پوری نہیں خریدی تھی اور پوری نہیں ملی لہٰذا اختیار ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... مالک کو خبر ہوئی کہ فضولی نے اس کی غلام بیچ دی بیع کر دی اس نے جائز کر دی اور ابھی ثمن کی مقدار معلوم نہیں ہوئی پھر بعد میں ثمن کی مقدار معلوم ہوئی اور اب بیع کو رد کرنا چاہے نہیں ہو سکتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... زید نے عمرو کے ہاتھ کسی کا غلام بیچ ڈالا عمرو نے اسے آزاد کر دیا اس کے بعد مالک نے زید کی بیع کو جائز کر دیا تو زید سے اس نے خلاصی پا لی اور عمرو سے بدستور حال عمرو نے آزاد کر دیا تو عتق نافذ ہے اور بیع نافذ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... دوسرے کا مکان بیچ کر دیا اور مشتری کو قبضہ دے دیا، بیچ کے بعد اس فضولی نے غصب کا اقرار کیا اور مشتری انکار کرتا ہے تو مشتری سے مکان واپس نہیں لیا جا سکتا جب تک مالک گواہوں سے یہ ثابت نہ کرے کہ مکان میرا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... فضولی نے مالک کے سامنے بیع کی اور مالک نے سکوت کیا انکار نہ کیا تو یہ سکوت اجازت نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... دوسرے کی چیز اپنے نابالغ لڑکے یا اپنے غلام کے ہاتھ بیچ کی پھر اس نے مالک کو خبر دی کہ میں نے بیع کر دی مگر

یہ نہیں بتایا کس کے ہاتھ بیچی تو بیع جائز نہیں مگر غلام مدیون ہو تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷.....ایک۔ مکان میں دو شخص شریک ہیں ان میں ایک نے نصف۔ مکان بیچ دیا اس سے مراد اس کا حصہ ہوگا اگرچہ بیع میں مطلقاً نصف کہا۔ اور اگر فضولی نے نصف۔ مکان بیچ دیا تو مطلقاً نصف کی بیع ہے دونوں شریکوں میں جو کوئی اجازت دے گا اس کے حصہ میں بیع صحیح ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸.....گیہوں وغیرہ کیلی اور وزنی چیزوں میں دو شخص شریک ہوں اگر وہ شرکت اس طرح ہو کہ دونوں چیزیں ایک میں مل گئیں یا ان دونوں نے خود ملائی ہیں اگر ان میں سے ایک نے اپنا حصہ شریک کے ہاتھ بیچا تو جائز ہے اور اگر اجنبی کے ہاتھ بیچا تو جب تک شریک اجازت نہ دے جائز نہیں اور اگر میراث یا ہبہ یا بیع کے ذریعے سے شرکت ہے تو ہر ایک کو اپنا حصہ شریک کے ہاتھ بیچنا بھی جائز ہے اور اجنبی کے ہاتھ بھی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹.....بھی مجور یا غلام مجور (جو طور طریقہ سے روک دیے گئے ہیں) اور بہرے کی بیع موقوف ہے۔ ولی یا مولیٰ جائز کرے گا تو جائز ہوگی رد کرے گا باطل ہوگی۔ (درمختار)

مرہون یا مستاجر کی بیع

مسئلہ نمبر ۱.....جو چیز رہن رکھی ہے یا کسی کو اجارے پر دی ہے اس کی بیع مرتہن یا مستاجر کی اجازت پر موقوف ہے۔ یعنی اگر جائز کر دیں گے جائز ہوگی مگر بیع فسخ کرنے کا ان کو اختیار نہیں اور راہن وہ چیز بھی بیع کو فسخ نہیں کر سکتے اور مشتری چاہے تو بیع کو فسخ کر سکتا ہے یعنی جب تک مرتہن و مستاجر نے اجازت نہ دی ہو۔ مرتہن یا مستاجر نے پہلے رد کر دی پھر جائز کر دی تو بیع صحیح ہو گئی۔ مرتہن اور مستاجر نے اجازت نہیں دی اور اجارہ ختم ہو گیا یا فسخ کر دیا گیا اور مرتہن کا دین ادا ہو گیا یا اس نے معاف کر دیا اور چیز چھڑا لی گئی تو وہی پہلی بیع خود بخود نافذ ہو گئی۔ مستاجر نے بیع کو جائز کر دیا تو بیع صحیح ہو گئی مگر اس کے قبضہ سے نہیں نکال سکتے جب تک اس کا مال وصول نہ لے۔ (عالمگیری، بیع موقوف)

مسئلہ نمبر ۲.....جو چیز کرایہ پر ہے اس کو خود کرایہ دار کے ہاتھ بیچ دیا تو یہ اجازت پر موقوف نہیں بلکہ بھی مانع ہو گئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....کرایہ والی چیز بیچی اور مشتری کو معلوم ہے کہ یہ چیز کرایہ پر اٹھی ہوئی ہے اس بات پر راضی ہو گیا کہ جب تک اجارہ کی مدت پوری نہ ہو کرایہ پر رہے مدت پوری ہونے پر بائع مجھے قبضہ دلائے اس صورت میں اندرون مدت مبیع کے دلانے کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور بائع بھی مشتری سے ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا جب تک قبضہ دینے کا وقت نہ آجائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....کاشتکار کو ایک مدت مقرر تک کے لئے کھیت اجارہ پر دیا۔ چاہے کاشتکار نے اب تک کھیت بویا ہوا نہ بویا ہو اس کی بیع کاشتکار کی اجازت پر موقوف ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵.....کرایہ پر مکان ہے مالک۔ مکان نے کرایہ دار کی بغیر اجازت اس کو بیع کیا کرایہ اور بیع پر تیار نہیں مگر اس نے کرایہ پر دعا کرنیا اجارہ کیا تو بیع موقوف جائز ہو گئی کیونکہ پہلا اجارہ وہی باقی نہ رہا جو بیع کو روکے ہوئے تھا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....کرایہ کی چیز پہلے ایک کے ہاتھ بیچی پھر خود کرایہ دار کے ہاتھ بیع کر ڈالی پہلی بیع ٹوٹ گئی اور مستاجر کے ہاتھ بیع درست ہوئی اور اگر پہلے ایک شخص کے ہاتھ بیچ کی پھر دوسرے کے ہاتھ اور مستاجر نے دونوں بیعوں کو جائز کیا پہلی جائز ہو گئی دوسری باطل۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....مستاجر کو ہوئی کو کرایہ کی چیز مالک نے فروخت کر دی اس نے مشتری سے کہا میرے اجارہ میں تم نے خرید اتو اری مہربانی ہوگی کہ جو کرایہ دے چکا ہوں جب تک وصول نہ کر لوں اس وقت تک مجھے چھوڑ دو۔ اس گفتگو سے اجازت ہو گئی اور بیع نافذ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....راہن نے بغیر اجازتِ مرتہن راہن کو بیچ کر دیا اس کے بعد پھر دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا مرتہن جس بیع کو جائز کردے جائز ہے اور راہن سے مرتہن اپنا مطالبہ وصول کرے اگر کچھ بچے تو راہن کو دے دے اور اگر راہن نے بیعِ اول کے بعد رہن کو اجازت پر دے دیا دوسری جگہ رہن رکھا اور مرتہن نے اجارہ یا رہن کو جائز کر دیا تو بیع نافذ ہوگئی اور اجارہ یا رہن ہو کچھ تھا باطل ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مبیع پر دام لکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں جو رقم اس پر لکھی ہوئی اتنے میں بیچی مشتری نے خریدی بیع بھی موقوف ہے اگر اسی مجلس میں مشتری کو رقم معلوم ہو جائے اور بیع کو اختیار کرے تو بیع نافذ ہے ورنہ باطل۔ (درمختار)

بیک پرائس کا بھی یہی حکم ہے کہ مجلس عقد میں ثمن معلوم ہو جانا ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰.....جتنے میں بیچنے فلاں نے بیع کی یا خریدی میں بھی بیع کرتا ہوں اگر بائع و مشتری دونوں کو معلوم ہے کہ فلاں نے اتنے میں بیع کی یا خریدی یہ جائز ہے اور اگر مشتری کو معلوم نہیں اگرچہ بائع جانتا ہو تو بیع موقوف اگر اسی مجلس میں علم ہو جائے اور اختیار کرلے درست ہے ورنہ درست نہیں۔ (درمختار)

اقالہ کا بیان

ابوداؤد ابن ماجہ رحمہم اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان سے اقالہ کیا قیامت کے دن اللہ پیچ اس کی لغزش دفع کردے گا۔

مسئلہ نمبر ۱.....دو شخصوں کے مابین جو عقد ہوا اس کے اٹھا دینے کو اقالہ کہتے ہیں۔ یہ لفظ کہ میں نے اقالہ کیا' چھوڑ دیا' فسخ کر دیا دوسرے کے کہنے پر مبیع یا ثمن کا بعینہٖ دینا اور دوسرے کا لے لینا اقالہ ہے۔ فسخ' طلاق' متارکہ' ترا' بکا اقالہ نہیں ہو سکتا۔ دونوں میں سے ایک اقالہ چاہتا ہے تو دوسرے کو منظور کر لینا "اقالہ کر دینا" مستحب ہے اور مستحق ثواب ہے۔

مسئلہ نمبر ۲.....اقالہ میں دوسرے کا قبول کرنا ضروری ہے یعنی تنہا ایک شخص اقالہ نہیں کر سکتا اور یہ بھی ضروری ہے کہ قبول اسی مجلس میں ہو فوراً اگر ایک نے اقالہ کے اٹھانے کے بعد دوسرے نے قبول نہیں کیا یا مجلس کے بعد کیا اقالہ نہ ہوا۔ مثلاً مشتری مبیع کو بائع کے پاس واپس کرنے کے لئے لایا اس نے انکار کر دیا اقالہ نہ ہوا۔ پھر اگر مشتری نے مبیع کو یہیں چھوڑ دیا اور بائع نے اس چیز کو استعمال کر لیا اب بھی اقالہ نہ ہوا یعنی اگر مشتری ثمن واپس مانگتا ہے یہ ثمن واپس کرنے سے انکار کر سکتا ہے کیونکہ جب صاف طور پر انکار کر چکا ہے تو اقالہ نہیں ہوا۔ یونہی اگر ایک نے اقالہ کی درخواست کی دوسرے نے کچھ نہ کہا اور مجلس کے بعد اقالہ کو قبول کرنا ہے یا پہلے کوئی ایسا فعل کر چکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے منظور نہیں اس کے بعد قبول کرنا ہے تو قبول صحیح نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳.....دلال سے کسی نے کہا تھا کہ میری بیچنے بیچ کر دو اور ثمن کی کوئی تعیین نہیں کی تھی دلال نے دو بیچ کر دی اور مالک کو آکر خبر دی کہ اتنے میں میں نے بیچ کر دی مالک نے کہا اتنے میں نہیں ہوں گا دلال مشتری کے پاس جاتا ہے اور واقعہ کہتا ہے مشتری نے کہا میں بھی اس کو نہیں چاہتا اس سے اقالہ نہیں ہوا کہا اور تو لفظاً اقالہ کے لئے نہیں ہے پھر یہ کہنا ایجاب و قبول کی ایک مجلس نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....ایک شخص نے گھوڑا خریدا پھر واپس کرنے کے لئے بائع کے پاس آیا بائع موجود نہ تھا اس کے اصطبل میں گھوڑا چھوڑ کر چلا گیا پھر بائع نے اس کا علاج وغیرہ کرایا اقالہ نہیں ہوا۔ اگر چہ ایسے افعال جن سے رضامندی کا بات ہوتی ہے قبول کے قائم مقام ہوتے ہیں مگر مجلس کا ایک ہونا بھی ضروری ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵.....اقالہ کی شرائط یہ ہیں (1) دونوں کا راضی ہونا (2) مجلس ایک ہونا (3) اگر بیع صرف کا اقالہ ہو تو اسی مجلس میں

قابض ہو لینا ہو۔ (4) مبیع کا موجود ہونا شرط ہے ثمن کا باقی رہنا شرط نہیں (5) مبیع ایسی چیز ہو جس میں خیار شرط خیار رویت خیار عیب کی وجہ سے فسخ ہو سکتی ہو اگر مبیع میں ایسی زیادتی ہو گئی ہو جس کی وجہ سے فسخ نہ کر سکے تو اقالہ بھی نہیں ہو سکتا۔ (6) بائع نے ثمن مشتری کا قبضہ سے پہلے ہبہ نہ کیا ہو۔ (عالمگیری وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶.....اقالہ کے وقت مبیع موجود تھی مگر واپس دینے سے پہلے ہلاک ہو گئی اقالہ باطل ہو گیا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷.....جو ثمن بیع میں قضاءً اس کی حمل پر اقالہ ہو سکتا ہے اگر کم یا زیادہ پر اقالہ ہو تو شرط باطل ہے اور اقالہ صحیح۔ یعنی اتنا ہی دینا ہوگا جو بیع میں ثمن تھا۔ (ہدایہ)

مثلاً ہزار روپے میں ایک چیز خریدی اس کا اقالہ ہزار میں کیا یہ صحیح ہے اور اگر ڈیڑھ ہزار میں کیا جب بھی ہزار ہی دینا ہوگا اور پانچ سو کا ذکر لغو ہے اور پانچ سو میں کیا اور مبیع میں کوئی نقصان نہیں آیا جب بھی ہزار دینا ہوگا۔ اور اگر مبیع میں نقصان آ گیا ہے تو کمی کے ساتھ اقالہ ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....اقالہ میں دوسری چیز کا ثمن ذکر کیا گیا مثلاً بیع ہوئی ہے روپے سے اور اقالہ میں اشرفی یا نوٹ واپس کرنا قرار پایا تو اقالہ صحیح ہے اور وہی ثمن واپس دینا ہوگا جو بیع میں تھا دوسرے ثمن کا ذکر لغو ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....مبیع میں نقصان آ گیا تھا اس وجہ سے ثمن سے کم پر اقالہ ہوا مگر وہ عیب جاتا رہا تو مشتری نے بائع سے وہی واپس لے گا جو ثمن میں ہوئی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....تازہ صابن بنایا تھا خشک ہونے کے بعد اقالہ ہوا مشتری کو صرف صابن ہی دینا ہوگا۔ (ف)

مسئلہ نمبر ۱۱.....کھیت مع زراعت کے جو تیار ہے بیع کیا مشتری نے زراعت کاٹ لی پھر اقالہ ہوا زمین کے مقابل میں جو ثمن ہے اس کے ساتھ اقالہ ہوگا۔ اور وقت بیع زراعت پکی تھی اور اب تیار ہو گئی تو اقالہ جائز نہیں۔ (ف)

مسئلہ نمبر ۱۲.....اقالہ میں مبیع باقی رہے یا کم ہو جائے اس سے مراد وہ چیز ہے جس کی بیع قصداً ہوا اور جو چیز مبیع بیع میں داخل ہو جاتی ہے اس کی کمی سے مبیع کا کم ہونا نہیں تصور کیا جائے گا۔ لہٰذا گائے خریدا تھا جس میں درخت تھے درخت مشتری نے کاٹ لئے پھر اقالہ ہوا پورا ثمن واپس کرنا ہوگا۔ درختوں کی قیمت بائع کو نہیں ملے گی ہاں اگر بائع کو علم نہ ہو کہ درخت کاٹ لئے ہیں تو اختیار ہے کہ پورے ثمن کے بدلہ میں زمین واپس لے لیا بالکل چھوڑ دے یعنی زمین بھی نہ لے۔ (ف)

مسئلہ نمبر ۱۳.....عاقدین کے حق میں اقالہ فسخ بیع ہے اور دوسرے کے حق میں یہ ایک بیع جدید ہے۔ لہٰذا اگر اقالہ کو فسخ بیع قرار دے سکتے ہوں تو اقالہ باطل ہے۔ مثلاً مبیع لونڈی یا جانور ہے جس کے قبضہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس کا اقالہ نہیں ہو سکتا۔ (ہدایہ وفتح)

مسئلہ نمبر ۱۴.....کپڑا خریدا اور اس کو واپس کرتے وقت یا اس نے لفظ اقالہ زبان سے نکالا ہی تھا کہ بائع نے فوراً کپڑا قطع کر ڈالا اقالہ صحیح ہے یہ فعل قبول کے قائم مقام ہے۔ (فتح)

مسئلہ نمبر ۱۵.....مبیع کا کوئی جزو ہلاک ہو گیا اور کچھ باقی ہے تو جو کچھ باقی ہے اس میں اقالہ ہو سکتا ہے اور اگر فسخ مقایضہ ہو یعنی دونوں طرف غیر نقود ہوں اور ایک ہلاک ہو گئی تو اقالہ ہو سکتا ہے دونوں جاتی رہیں تو نہیں ہو سکتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۶.....غلام یا دین (جس کو خریدا وہ فروخت کی اجازت دے) بالغ کے واسطے یا وقف کے متولی نے کوئی گراں بیع کی ہے یا ارزاں خریدی ہے تو ان کو اقالہ کرنے کی اجازت نہیں یعنی کریں بھی تو اقالہ نہ ہوگا اور اقالہ میں اگر مولیٰ یا بچہ یا وقف کے لئے بہتری ہو تو صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷.....وکیل بالشراء (جس کو وکیل کیا خاص کر فلاں چیز خریدنے) خریدنے کے بعد اقالہ نہیں کر سکتا اور وکیل بالبیع اقالہ کر سکتا

ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸.....بائع نے اگر مشتری سے کچھ دام لے لئے اور مشتری اقالہ کرانا چاہتا ہے تو اقالہ کر دینا چاہئے اور اگر بہت زیادہ دھوکہ دیا ہے تو اقالہ کی ضرورت نہیں تنہا مشتری بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....مبیع میں اگر زیادت متصلہ متولدہ ہو جیسے کپڑے میں رنگ، مکان میں ہبہ یہ قبیل تو اقالہ نہیں ہو سکتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....اقالہ کو شرط پر معلق کرنا صحیح نہیں۔ مثلاً بائع نے مشتری سے کہا یہ چیز تمہیں بہت سستی میں نے دے دی مشتری نے کہا اگر تم کو زیادہ کا بکنا مل جائے تو بیچ ڈالنا اس نے دوسرے کے ہاتھ زیادہ میں بیچ ڈالی یہ دوسری بیع صحیح نہیں ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....شرط فاسد سے اقالہ فاسد نہیں ہوتا، اقالہ کر دیا مگر ابھی بائع نے ثمن پر قبضہ نہیں کیا پھر اس مشتری کے ہاتھ بیچ کر دی یہ بیع درست ہے اور اس مشتری کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیچ کرے گا تو بیع فاسد ہوئی کہ مالک کے حق میں بیع جدید ہے اور مبیع کو قبل قبضہ کے بیچنا ناجائز ہے۔ مبیع اگر کیلی یا وزنی ہے تو اقالہ کے بعد پھر ماپنے اور تولنے کی ضرورت نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲.....اقالہ حق ثالث میں بیع جدید ہے لہٰذا مکان کی بیع ہوئی تھی اور شفیع نے شفعہ سے انکار کر دیا تھا پھر اقالہ ہوا تو اب شفیع پھر شفعہ کر سکتا ہے اور یہ بیع جدید حق حاصل ہوگا۔ مشتری نے مبیع کو بیچ ڈالا پھر اقالہ کیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ مبیع میں کوئی ایسا عیب ہے جو بائع اول کے یہاں تھا تو عیب کی وجہ سے بائع اول کو واپس نہیں کر سکتا۔ ایک چیز خریدی اور قبضہ کر لیا مگر ابھی ثمن ادا نہیں کیا مشتری نے وہ چیز دوسرے کے ہاتھ بیچ کی پھر اقالہ کیا بائع اول نے ثمن وصول کرنے سے پہلے ثمن اول سے کم میں خریدنا یہ جائز ہے۔ کوئی چیز ہبہ و ہبہ کر لے اس کو بیچ کر دیا پھر اقالہ ہو تو ہبہ کرنے والا اس کو واپس نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳.....ایک نے چیز خریدی تھی اور مشتری نے قبضہ کر لیا تھا پھر اقالہ ہوا تو بائع پر استرداد واجب ہے بغیر استرداد ہلاک نہیں کر سکتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴.....جس طرح بیع کا اقالہ ہو سکتا ہے۔ خود اقالہ کا بھی اقالہ ہو سکتا ہے۔ اقالہ کا اقالہ کرنے سے اقالہ جاتا رہا اور بیع لوٹ آئی ہاں بیع سلم میں اگر مسلم فیہ پر قبضہ نہیں ہوا اور اقالہ ہو گیا تو اس اقالہ کا اقالہ نہیں ہو سکتا۔ (ردالمحتار)

مرابحہ اور تولیہ کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مشتری میں اتنی ہوشیاری نہیں کہ خود ہی چیز خرید لائے لاچار اسے دوسرے پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے کہ اس نے جن داموں میں چیز خریدی ہے اتنے ہی دام دے کر اس سے لے لیا وہ کچھ نفع لے کر اس کو چیز دینا چاہتا ہے اور یہ اس کا اعتبار کر کے چیز خرید لیتا ہے کیونکہ مشتری جانتا ہے کہ بغیر نفع کے بائع نہیں دے گا اور اگر اتنا نفع دے کر نہ لوں گا بہت ممکن ہے کہ دوسری جگہ کچھ کو زیادہ دام دینے پڑیں یا اس سے کم میں چیز ملے گی تو نفع دینے کو غنیمت سمجھتا ہے اور بیع مطلق اور اس میں صرف اتنا فرق ہے کہ یہاں اپنی خرید کے دام تا کر اتنا ہی دام لینا چاہتا ہے یا اس پر نفع کی ایک معین مقدار زیادہ کرتا ہے۔ لہٰذا بیع مطلق کا جواز اس کا جواز ہے اور چونکہ مشتری نے یہاں بائع پر اعتماد کیا ہے لہٰذا یہاں بائع کو پورے طور پر سچائی اور امانت سے کام لینا ضروری ہے خیانت بلکہ اس کے شبہ سے بھی احتراز لازم ہے خیانت یا شبہ خیانت کا بھی حکم پر اثر پڑے گا جیسا کہ اس باب کے مسائل سے واضح ہوگا اس بیع کا جواز اس حدیث سے بھی ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹنیاں خریدے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک کا میرے ہاتھ تو بیچ کر دو۔ انہوں نے عرض کی حضور کے لئے بغیر دام حاضر ہیں۔ ارشاد فرمایا بغیر دام کے نہیں۔ (ہدایہ)

نے عبدالرزاق نے سعید بن المسیب ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تولیہ، اقالہ و شرکت سب برابر ہیں ان میں حرج نہیں۔
(کنز العمال)

مسئلہ نمبر ۱..... جو چیز جس قیمت پر خریدی جاتی ہے اور جو کچھ مصارف اس کے متعلق کیے جاتے ہیں ان کو ظاہر کر کے اس پر نفع کی ایک مقدار زیادہ جائز کبھی فروخت کرتے ہیں، اس کو مرابحہ کہتے ہیں اور اگر نفع کچھ نہیں لیا تو اس کو تولیہ کہتے ہیں۔ جو چیز علاوہ نفع کے کسی اور شریعت سے ملک میں آئی مثلاً اس کو کسی نے ہبہ کی یا میراث میں حاصل ہوئی یا وصیت کے ذریعہ ملی اس کی قیمت لگا کر مرابحہ و تولیہ کر سکتے ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... روپیہ اور اشرفی میں مرابحہ نہیں ہو سکتا مثلاً ایک اشرفی چند روپے کو خریدی اور اس کو ایک روپیہ یا کم و بیش نفع لگا کر مرابحۃً بیچ کرنا چاہتا ہے یہ جائز نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... مرابحہ یا تولیہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس چیز کے بدلے میں مشتری اول نے خریدی ہے وہ مثلی ہو مثلاً کو مشتری ثانی وہ ثمن قرار دے کر خرید سکتا ہو اور اگر مثلی نہ ہو بلکہ قیمتی ہو تو یہ ضروری ہے کہ مشتری ثانی اس چیز کا مالک ہو۔ مثلاً زید نے عمرو سے کپڑے کے بدلے میں غلام خریدا پھر اس غلام کا بکر سے مرابحہ یا تولیہ کرنا چاہتا ہے اگر بکر نے وہی کپڑا عمرو سے خریدا ہے یا کسی طرح بکر کی ملک میں آچکا ہے تو مرابحہ ہو سکتا ہے یا بکر نے اسی کپڑے کے عوض میں مرابحہ کیا اور ابھی وہ کپڑا عمرو ہی کی ملک ہے مگر بعد عقد عمرو نے عقد کو جائز کر دیا تو مرابحہ بھی درست ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... مرابحہ میں جو نفع قرار پایا ہے اس کا معلوم ہونا ضروری ہے اور اگر وہ نفع قیمتی ہو تو اشارہ کر کے معین کر دیا گیا ہو مثلاً فلاں چیز جو تم نے دس روپے کو خریدی ہے میرے ہاتھ دس روپے اور اسی کپڑے کے عوض میں بیچ کر دو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... ثمن سے مراد وہ ہے جس پر عقد واقع ہوا ہو۔ فرض کرو مثلاً دس روپے میں عقد ہوا اگر مشتری نے ان کے عوض میں کوئی دوسری چیز بائع کو دی چاہے وہ اسی قیمت کی ہو یا کم و بیش کی ہو بہر حال مرابحہ و تولیہ میں دس روپے پکا لگائے گا، اس کا جو مشتری نے دیا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۶..... دو یا زدہ کے نفع پر مرابحہ ہوا (یعنی ہر دس پر ایک روپیہ نفع دس کی چیز بیچ تو گیارہ روپے کی بیچے) اگر ثمن اول قیمتی ہے مثلاً کوئی چیز ایک گھوڑے کے بدلے میں خریدی ہے اور وہ گھوڑا اس مشتری ثانی کو مل گیا جو مرابحہ خریدنا چاہتا ہے اور وہ یا زدہ کے طور پر خریدا اور مطلب یہ ہوا کہ گھوڑے کا اور گھوڑے کی جو قیمت ہے اس میں فی دہائی ایک روپیہ دے گا یہ بیع درست نہیں کہ گھوڑے کی قیمت مجہول ہے۔ لہٰذا نفع کی مقدار مجہول اور اگر بیع اول کا ثمن مثلی ہو مثلاً پہلے مشتری نے سو روپے کے عوض میں خریدی ہو اور یا زدہ کے نفع سے بیچے، اس کا حاصل ایک سو دس روپے ہوا اگر یہ پوری مقدار مشتری کو معلوم ہو جب تو صحیح ہے اور معلوم نہ ہو اور اسی مجلس میں اسے ظاہر کر دیا گیا ہو تو اسے اختیار ہے کہ لے لے اور اگر مجلس میں بھی معلوم نہ ہوا تو بیع فاسد ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷..... آج کل عام طور پر تاجروں میں آنہ روپیہ دو آنہ نے روپیہ نفع کے حساب سے بیع ہوتی ہے اس کا حکم بھی وہی دو یا زدہ کا ہے کہ وقت عقد معلوم ہو یا مجلس عقد میں معلوم ہو جائے تو بیع صحیح ہے ورنہ فاسد۔

مسئلہ نمبر ۷..... ایک چیز کی قیمت دس روپے دوسرے شہر کے سکوں میں قرار پائی۔ (مثلاً حیدرآبادی سکہ اگریزی دس روپے پکے ٹھہرا تو دیا) اور اس کو ایک روپیہ نفع سے لیا اس روپیہ سے مراد اس شہر کا سکہ ہے یعنی دس روپے دوسرے سکے کے وا یک روپیہ یہاں کا دینا ہوگا اور اگر اس کو بھی دو یا زدہ کے طور پر خریدا ہے تو کل ثمن و نفع اسی دوسرے سکہ سے دینا ہوگا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۸..... راس المال جس پر مرابحہ و تولیہ کی بنا ہے (کہ اس پر نفع کی مقدار بڑھائی جائے تو مرابحہ اور گھٹا دے تو حطیعہ کہتے ہیں) (تنویر)

مسئلہ نمبر ۹..... اس میں دھوکہ کی اجرت مثلاً قان خریدہ کر دھلوایا ہے اور نقش و نگار ہوا جیسے چکن کڑھائی نے حاشیہ کے پھندنے بٹے

گئے ہیں کپڑا رنگا گیا ہے نگہداری دی گئی ہے یہ سب مصارف راس المال پر اضافہ کئے جاسکتے ہیں۔ (ہدایہ فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۰..... جانور کو کھلایا ہے اس کا بھی راس المال پر اضافہ کیا جائے گا مگر جب کہ اس کا دودھ بھی وغیرہ حاصل کیا ہے تو اس کو اس میں سے کم کریں۔ اگر چارہ کے مصارف کچھ نہ رہے تو اس باقی کو اضافہ کریں۔ یونہی مرغی پر کچھ خرچ کیا اور اس نے انڈے دیئے ہیں تو ان کو نجرادے کر باقی کو اضافہ کریں۔ جانور یا غلام پالا، مکان کو اجرت پر دیا ہے کرایہ کی آمدنی کو مصارف سے منہا نہیں کریں گے۔ بلکہ پورے مصارف کھانے وغیرہ کا اضافہ کریں گے۔ (فتح)

مسئلہ نمبر ۱۱..... گھوڑے کا علاج کرایا سلوتری کو اجرت دی یا جانور بھاگ گیا کوئی پکڑ لایا ہے مزدوری دی اس کو راس المال پر اضافہ نہیں کریں گے۔ (فتح)

مسئلہ نمبر ۱۲..... کھیت یا باغ کو پانی دیا ہے اس کو صاف کرایا ہے نہائی کی بالیاں درست کرائی ہیں اس میں بیڑ لگائے ہیں یہ سب بھی شامل کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مکان کی مرمت کرائی ہے صفائی کرائی ہے یا ستر کرایا ہے کنواں کھدوایا ہے ان سب کے مصارف شامل ہوں گے۔ دلال کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ بھی شامل ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... جو مزدوری اجرت پر اپنے خود سے مصارف مثلاً جانے آنے کا کرایہ اور اپنی خوراک اور جو کام خود کیا ہے یا کسی نے مفت کر دیا ہے اس کام کی اجرت جس مکان میں جو کچھ کھایا ہے اس کا کرایہ ان سب کو اضافہ نہیں کریں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... کیا چیز اضافہ کریں گے اور کیا نہیں کریں گے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس باب میں تاجروں کا عرف دیکھا جائے گا جس کے متعلق عرف جسے شامل کریں گے اور عرف نہ ہو تو شامل نہ کریں۔ (فتح، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جو مصارف ناجائز طور پر جزو اصول کئے جاتے ہیں جیسے چونگی اگر تجار کا عرف اس کے اضافہ کرنے کا ہو تو اضافہ کریں ورنہ نہیں۔ (درمختار) تاجر چونگی کو آج کل کے تجار تو یہ ہرا بحہ میں راس المال پر اضافہ کرتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۷..... جو مصارف اضافہ کرنے کے ہیں انہیں اضافہ کرنے کے بعد بائع یہ نہ کہے میں نے اتنے کو خریدی ہے کیونکہ یہ جھوٹ ہے بلکہ یہ کہے کہ مجھے اتنے میں پڑی ہے۔ (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... بیع مرابحہ میں اگر مشتری کو علم ہوا کہ بائع نے کچھ خیانت کی ہے مثلاً اصلی ثمن پر ایسے مصارف اضافہ کئے جن کو اضافہ کرنا جائز ہے یا اس ثمن کو بڑھا کر بتایا۔ دس میں خریدی تھی تاجر نے گیارہ تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے ثمن پر لے لیا نہ لے نہیں کر سکتا کہ جتنا غلط بتایا ہے اسے کم کر کے ثمن ادا کرے۔ اس نے خیانت کی ہے اسے علم کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ خود اس نے اقرار کیا ہے یا مشتری نے اس کو گواہوں سے ثابت کیا یا اس پر حلف دیا گیا اس نے قسم سے انکار کیا۔ تو یہ میں اگر بائع کی خیانت ثابت ہو تو جو کچھ خیانت کی ہے اسے کم کر کے مشتری ثمن ادا کرے۔ مثلاً اس نے تہائی سے دس روپے میں خریدی ہے اور ثابت ہوا کہ تو نے تیرہ میں خریدی ہے تو خود سے کر مبیع لے لے گا۔ (جامع الفتح)

مسئلہ نمبر ۱۹..... مرابحہ میں خیانت ظاہر ہوئی اور مبیع ہلاک ہو گئی یا اس میں کوئی ایسی بات پیدا ہو گئی جس سے مبیع کو فسخ کرنا درست ہو جاتا ہے تو پورے ثمن پر مبیع کو رکھ لینا ضروری ہو گا اب واپس نہیں کر سکتا۔ نقصان کا معاوضہ نہیں لے سکتا ہے۔ (ہدایہ درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... ایک چیز خرید کر مرابحہ کا نفع کی پھر اس کو خرید کر مرابحہ کرنا چاہتے پہلے مرابحہ میں جو کچھ نفع لایا ہے دوسرے ثمن سے کم کرے اور اگر نفع کا نہ ہوا کہ دوسرے ثمن کو مستغرق ہو گیا تو اب مرابحہ کا نفع نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک کپڑا اس میں خریدا تھا اور پندرہ میں مرابحہ کیا پھر اسی کپڑے کو دس میں خریدا تو اس میں سے پانچ روپے پہلے کے نفع کے لے سکتا ہے اور پانچ روپے پر مرابحہ کر سکتا ہے اور یہ کہنا ہوگا

پانچ روپے میں پڑا ہے اور اگر پہلے بیس روپے میں بیچا تھا پھر اسی کو دس میں خریدا تو گویا کپڑا مفت ہے کہ نفع نکالنے کے بعد ثمن کچھ نہیں بچتا۔ اس صورت میں پھر مرابحہ نہیں ہو سکتا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جس کے ہاتھ مرابحۃً بیچا ہے اب تک وہ بیع اسی کے پاس رہی اسی نے اسی سے خریدی اور اگر اس نے کسی دوسرے کے ہاتھ نفع دیا اس نے اسی سے خریدی فرض یہ کہ درمیان میں کوئی بیع آجائے تو اب جس ثمن سے خریدا ہے اسی پر مرابحہ کرے نفع کم کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۱..... جس چیز کو جس ثمن سے خریدا اسے دوسری جنس سے بیچا مثلاً دس روپے میں خریدی پھر کسی جانور کے بدلے میں بیچ کی پھر دس روپے میں خریدی تو دس روپے پر مرابحہ ہو سکتا ہے اگرچہ وہ جانور جس کے بدلے میں پہلے بیچی تھی دس روپے سے زیادہ کا ہو۔ ایک تیسری صورت ثمن ثانی پر مرابحہ جائز ہونے کی یہ ہے کہ اس امر کو ظاہر کر دے کہ میں نے دس روپے میں خریدکر پندرہ میں بیچی پھر اسی شرط سے دس میں خریدی ہے اور اس دس روپے پر مرابحہ کرتا ہوں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... صلح کے طور پر جو چیز حاصل کی ہو اس کا مرابحہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً زید کے ہمرہ پر دس روپے چاہتے تھے اس نے مطالبہ کیا عمرو نے کوئی چیز دے کر صلح کر لی۔ یہ چیز زید کو اگر چہ دس روپے کے معاوضہ میں ملی ہے مگر اس کا مرابحہ دس روپے پر نہیں ہو سکتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۳..... چند چیزیں ایک حصہ میں ایک ثمن کے ساتھ خریدی گئیں ان میں سے ایک کے مقابلے میں ثمن کا ایک حصہ فرض کر کے مرابحہ کریں یہ ناجائز ہے جبکہ یہ قیمتی چیزیں ہوں اور ثمن کی تفصیل نہ ہو اور اگر سستی ہوں مثلاً دو من نمک پانچ روپے میں خریدا تھا ایک من کا مرابحہ کر سکتا ہے۔ یونہی گیہوں کے چند تھان اس طرح خریدے کہ ہر تھان دس روپے کا ہے تو ایک تھان کا مرابحہ کر سکتا ہے۔ (فتح القدیر و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... کاتب یا غلام ماذون نے ایک چیز دس روپے میں خریدی تھی اس کے مولیٰ نے اس سے پندرہ روپے میں خرید لیا مولیٰ نے دس میں خریدکر غلام کے ہاتھ پندرہ میں بیچی تو اس کا مرابحہ اسی بیع اول کے ثمن پر یعنی دس پر ہو سکتا ہے پندرہ پر نہیں ہو سکتا۔ یونہی جس کی گواہی اس کے حق میں مقبول نہ ہو جیسا اس کے اصول ماں باپ دادا دادی یا اس کی فروع بیٹا بیٹی وغیرہ اور میاں بیوی اور وہ شخص جن میں شرکت مفاوضہ بیان میں ایک نے ایک چیز خریدی پھر دوسرے نے نفع دے کر اس سے خریدی تو مرابحہ دوسرے ثمن پر نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر یہ لوگ ظاہر کر دیں کہ یہ خریداری اس طرح ہوئی ہے تو جس ثمن سے خود خریدی ہے اسی پر مرابحہ ہو سکتا ہے۔ (ہدایہ فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲۵..... اپنے شریک سے کوئی چیز خریدی مگر یہ چیز شرکت کی نہیں ہے جس قیمت پر اس نے خریدی ہے مرابحہ کر سکتا ہے اور یہ ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ شریک سے خریدی ہے اور اگر وہ چیز شرکت کی ہو تو اس میں جتنا اس کا حصہ ہے اس میں وہ ثمن لیا جائے گا جس سے شرکت میں خریداری ہوئی اور جتنا شریک کا حصہ ہے اس میں اس ثمن کا اعتبار ہوگا جس سے اس نے اب خریدی ہے۔ مثلاً ایک ہزار میں وہ چیز خریدی تھی اور بارہ سو میں اس نے شریک سے خریدی تو گیارہ پر مرابحہ ہو سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مضارب نے ایک چیز دس روپے میں خریدی اور مال والے کے ہاتھ پندرہ روپے میں بیچ دی اگر مضاربت نفع کے ساتھ ہے تو رب المال اس چیز کو ساڑھے بارہ روپے پر مرابحہ کر سکتا ہے کیونکہ نفع کے پانچ میں اڑھائی روپے اس کے ہیں لہٰذا صحیح اس کو ساڑھے بارہ میں پڑی۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... مبیع میں کوئی عیب بعد میں معلوم ہوا اور یہ راضی ہو گیا تو اس کا مرابحہ کر سکتا ہے یعنی عیب کی وجہ سے ثمن میں کمی کرنے کی ضرورت نہیں۔ یونہی اگر اس نے مرابحۃً یہ چیز خریدی تھی اور بعد میں بائع کی خیانت پر مطلع ہوا اگر مبیع کو واپس نہیں کیا بلکہ اسی بیع پر راضی رہا تو جس ثمن پر خریدی ہے اسی پر مرابحہ کرے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مبیع میں اگر عیب پیدا ہو گیا مگر وہ عیب کسی کے فعل سے پیدا نہ ہوا جیسا کہ آفت سماویہ سے ہوا یا خود مبیع کے فعل سے ہو

ایسے عیب کو مراجعہ میں بیان کرنا ضروری نہیں یعنی بائع کو یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں نے جب خریدی تھی اس وقت عیب نہ تھا میرے یہاں عیب پیدا ہوگیا اور بعض فقہا اس کو بیان کرنا ضروری بتاتے ہیں۔ کپڑے کو چوہے نے کتر لیا یا آگ سے کچھ جل گیا اس کا بھی وہی حکم ہے۔ بائع عیب بیان کرنا اس کو پہلے ہم تانچے میں کہ مبیع کے عیب پر مطلع ہونا اس کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔ چمپا یا حرام ہے۔ لونڈی عیب تھی اس سے وطی کی اور اس سے نقصان پیدا ہوا تو اس کا بیان کرنا بھی ضروری نہیں اور نقصان پیدا ہوتو بیان کرنا ضروری ہے۔ اور اگر مبیع میں اس کے فعل سے عیب پیدا ہوگیا یا دوسرے کے فعل سے چاہے اس نے اس کے حکم سے فعل کیا یا بغیر حکم کے چاہے اس نے اس نقصان کا معاوضہ لیا ہو یا نہ لیا ہو یا تبرع کر چکی ہو اس سے وطی کی ان باتوں کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... جس وقت اس نے خریدی تھی اس وقت نرخ گراں تھا اور اب بازار کا حال بدل گیا اس کو ظاہر کرنا بھی ضروری نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... جانور یا مکان خریدا تھا اس کو کرایہ پر دیا مراجعہ میں یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کا اتنا کرایہ وصول کرلیا ہے اور اگر جانور سے کچھ دودھ حاصل کیا ہے تو اس کو ثمن میں خرچ دینا ہوگا۔ (فتح)

مسئلہ نمبر ۳۱..... کوئی چیز گراں خریدی اور اتنے دام نیا دہ دینے کو لوگ اتنے میں نہیں خریدتے تو مراجعہ و تولیہ میں اس کو ظاہر کرنا ضروری ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... ایک چیز ہزار روپے کی خریدی تھی اور ثمن مؤجل تھا یعنی اس کی ادا کے لئے ایک مدت مقرر تھی اس کو سو روپے کے نفع پر بیچا تو یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بیع میں ثمن مؤجل تھا اور اگر بیان نہ کیا اور مشتری کو معلوم ہوا تو اسے اختیار ہے کہ گیارہ سو میں لے لیا نہ لے اور اگر مبیع ہلاک ہوچکی ہے تو وہ گیارہ سو بلا معاوضہ اس کو دینا لازم ہے۔ (درمختار) ان مسائل میں تولیہ کا بھی وہی حکم ہے جو مراجعہ کا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۳..... جتنے میں خریدی تھی یا جتنے میں پڑی ہے اسی پر تولیہ کیا مگر مشتری کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا رقم ہے یہ بیع فاسد ہے پھر اگر مجلس ہی سے علم ہوجائے تو اسے اختیار ہے لے لیا نہ لے اور مجلس میں بھی علم نہ ہوا تو اب فسادِ بیع نہیں ہوسکتا مراجعہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... جو ثمن مقرر ہوا تھا بائع نے اس میں سے کچھ کم کردیا تو مراجعہ و تولیہ میں کم کرنے کے بعد جو باقی ہے وہ اس اصل قرار دیا جائے اور اگر مراجعہ تولیہ کر لینے کے بعد بائع اول نے ثمن کم کیا ہے تو یہ بھی مشتری سے کم کردے اور بائع اول نے کل ثمن چھوڑ دیا تو جو مقرر ہوا تھا اس پر مراجعہ و تولیہ کرے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۳۵..... ایک غلام کا نصف سو روپے میں خریدا پھر دوسرے نصف کو دو سو میں خریدا اس نصف کا جو مراجعہ کرے اور اس ثمن پر ہوگا جس سے خریدا اور پورے کا مراجعہ کرنا چاہے تو تین سو پر ہوگا۔ (عالمگیری)

مبیع و ثمن میں تصرّف کا بیان

بخاری و مسلم اور ابوداؤد نسائی و ابن ماجہ رضی اللہ عنہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہتے ہیں ہم بازار میں غلہ خریدا کرتے جگہ (غلہ قبضہ کے) لوگ بیچ ڈالتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جگہ بیچ کرنے سے منع فرمایا جب تک منتقل نہ کرلیں۔

نیز حکیمین میں انہیں سے مروی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے جب تک قبضہ نہ کرلے اسے بیچ نہ کرے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے قبضہ سے پہلے بیچنا منع کیا وہ غلہ ہے مگر میرا گمان یہ ہے کہ ہر چیز کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ۱..... بائع اور غیر مقرر خریدی ہے اس کو قبضہ کرنے سے پیشتر بیچ کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا ہلاک ہونا ثبوت مادر ہے۔ اور اگر

ایسی ہو جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو جب تک قبضہ نہ کر لے بیچ نہیں کر سکتا مثلاً باغ یا دریا کے کنارے کا مکان اور زمین جس پر پانی چڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... منقول چیز خریدی تو جب تک قبضہ نہ کر لے اس کی بیع نہیں کر سکتا۔ اور یہ وصدقہ کر سکتا ہے رہن رکھ سکتا ہے قرض عاریت دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... منقول چیز قبضہ سے پہلے بائع کو ہبہ کر دی اور بائع نے قبول کر لی تو بیع جاتی رہی اور اگر بائع کے ہاتھ بیع کی تو بیع صحیح نہیں پہلی بیع پر ستور باقی رہی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... خود بائع نے مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع میں تصرف کیا اس کی دو صورتیں ہیں مشتری کے حکم سے اس نے تصرف کیا یا بغیر حکم۔ اگر حکم سے تصرف کیا مثلاً مشتری نے کہا اس کو ہبہ کر دے یا کرایہ پر دے دے بائع نے کر دیا تو مشتری کا قبضہ ہو گیا اور اگر بغیر امر تصرف کیا مثلاً وہیں رکھ دی یا اجرت پر دی۔ امانت رکھ دی اور مبیع ہلاک ہو گئی بیع جاتی رہی اور اگر بائع نے عاریت دی نہیں رکھا اور مشتری نے جائز کر دیا تو یہ بھی مشتری کا قبضہ ہو گیا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... مشتری نے بائع سے کہا فلاں کے پاس بیع رکھ دو جب میں دام ادا کروں گا مجھے دے دے گا اور بائع نے اسے دے دی یہ مشتری کا قبضہ نہ ہوا بلکہ بائع ہی کا قبضہ ہے یعنی وہ بیع ہلاک ہو گئی تو بائع کی ہلاک ہو گئی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ..... ایک چیز خریدی تھی اس پر قبضہ نہیں کیا بائع نے دوسرے کے ہاتھ زیادہ داموں بیع ڈالی مشتری نے بیع جائز کر دی جب بھی یہ بیع درست نہیں کہ قبضہ سے پیشتر ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... جس نے کیلی چیز کیل کے ساتھ یا وزنی چیز وزن کے ساتھ خریدی یا عددی چیز گنتی کے ساتھ خریدی تو جب تک ناپ یا تول یا گنتی نہ کر لے اس کو بیچنا بھی جائز نہیں اور کھانا بھی جائز نہیں اور اگر گنجینہ سے خریدی یعنی مبیع سامنے موجود ہے دیکھ کر اس ساری کو خریدا نہیں کہ اتنے سیر یا اتنے ناپ یا اتنی تعداد کو خریدا تو اس میں تصرف کرنے بیچنے کھانے کے لئے ناپ وتول وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر یہ چیزیں ہبہ، میراث وصیت میں حاصل ہوئیں یا کھیت میں پیدا ہوئی ہیں تو ناپنے وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷..... بیچ کے بعد بائع نے مشتری کے سامنے ناپا تو اب مشتری کو ناپنے تولنے کی ضرورت نہیں اور اگر بیچ سے قبل اس کے سامنے ناپا تولا تھا بائع کے بعد اس کی خبر حاضر ہی میں ناپا تولا تو وہ کافی نہیں لہٰذا پھر ناپے تولے اس کو کھانا اور بیچنا جائز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... موزون یا کیل کوئی قاضی کے ساتھ خریدا تو مشتری کا ناپنا تولنا ضروری نہیں۔ قبضہ کر لینا کافی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... بائع نے بیچ سے قبل تولا تھا اس کے بعد ایک شخص نے جس کے سامنے تولا اس کو خریدا مگر اس نے نہیں تولا اور بیچ کر دی اور تول کر مشتری کو دی بیع جائز نہیں کہ تولنے سے قبل ہوئی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۰..... تھان خریدا اگر چرگز وں کے حساب سے خریدا مثلاً یہ تھان دس گز کا ہے اور اس کے دام یہ ہیں اس میں تصرف سے پہلے جائز ہے ہاں اگر بیچ میں گز کے حساب سے قیمت ہو مثلاً ایک روپیہ گز تو جب تک ناپ نہ لیا جائے تصرف جائز نہیں اور موزوں چیز اگر ایسی ہو کہ اس کے ٹکڑے کرنا مضر ہوں تو وزن کرنے سے پہلے اس میں تصرف جائز ہے جیسے تانبے وغیرہ کے کولے اور برتن۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... جس میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف جائز ہے اس کو بیچ وہبہ واجارہ وصدقہ ووصیت سب کچھ کر سکتے ہیں۔ جس میں کبھی حاضر ہوتا ہے۔ مثلاً یہ چیز ان دس روپوں کے بدلے میں خریدی اور کبھی حاضر کی طرف اشارہ نہیں کیا جیسا مثلاً یہ چیز دس روپے کے بدلے میں خریدی پہلی صورت میں ہر قسم کے تصرف کر سکتے ہیں۔ مشتری کو بھی مالک کر سکتے ہیں اور غیر مشتری کو بھی۔ اور دوسری صورت میں مشتری کو مالک کر دینے کے علاوہ

دوسرا تصرف نہیں کر سکتے یعنی غیر مشتری کو اس کی تملیک نہیں کر سکتے مثلاً بائع مشتری سے کوئی چیز ان روپوں کے بدلے میں خرید سکتا ہے جو مشتری کے ذمہ ہیں یا اس کا ہاتھ بٹا لے۔ کسان کرایہ پر لے سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ وہ روپیہ پاسے بہر کرنے صدقہ کر دے یہ صحیح نہیں۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... ثمن دو قسم ہے ایک وہ کہ معین کرنے سے معین ہو جاتا ہے مثلاً یہ اور یہ مال کی چیزیں دوسرا وہ کہ معین کرنے سے بھی معین نہ ہو جیسے روپیہ اشرفی کی بیع صحیح میں معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے۔ مثلاً کوئی چیز اس روپے کے بدلے میں خریدی یعنی کسی خاص روپیہ کی طرف اشارہ کیا تو اسی کا دینا واجب نہیں دوسرا روپیہ بھی دے سکتا ہے۔ دس روپے کی جگہ اس کا نوٹ پندرہ کی جگہ گنی دے سکتا ہے۔ مشتری کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ کہے روپیوں کا نوٹ اشرفی نہیں لوں گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... قبضے سے پہلے ثمن کے علاوہ کسی دین میں تصرف کرنے کا وہی حکم ہے جو ثمن کا ہے۔ مثلاً مبیع قرض لے لینا، ہبہ کر دینا، دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتے ہیں۔ یعنی اس سے ان کے بدلے میں کوئی چیز خرید سکتے ہیں۔ اس کو کسان وغیرہ کی اجرت میں دے سکتے ہیں بہر صدقہ کر سکتے ہیں اور دوسرے کو مالک کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... بیع صرف اور سلم میں جس چیز پر عقد ہوا اس کے علاوہ دوسری چیز کو لینا دینا جائز نہیں اور ان میں کسی دوسری قسم کا تصرف جائز نہ مسلم الیہ راس المال میں تصرف کر سکتا ہے اور رب السلم میں مسلم فیہ میں کہ وہ روپے کے بدلے میں اشرفی لے لے اور یہ گیہوں کے بدلے میں جو لے لیا جائز ہے۔

ثمن اور مبیع میں کمی بیشی ہو سکتی ہے

مسئلہ نمبر ۱..... مشتری نے بائع کے لئے ثمن میں کچھ اضافہ کر دیا یا بائع نے مبیع میں اضافہ کر دیا یہ جائز ہے۔ ثمن یا مبیع میں اضافہ اسی جنس سے ہو یا دوسری جنس سے اسی مجلس عقد میں ہو یا بعد میں ہر صورت میں اضافہ لازم ہو جاتا ہے یعنی بعد میں اگر ندامت ہوئی کہ ایسا میں نے کیوں کیا تو بے کار ہے وہ دینا پڑے گا، جنسی نے ثمن میں اضافہ کر دیا مشتری نے قبول کر لیا مشتری پر لازم ہو جائے گا اور مشتری نے انکار کر دیا باطل ہو گیا۔ ہاں اگر اجنبی نے اضافہ کیا اور خود ضامن بھی بن گیا یا کہا میں اپنے پاس سے دوں گا تو اضافہ صحیح ہے اور یہ زیادت اجنبی پر لازم۔

(ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... مشتری نے ثمن میں اضافہ کیا اس کے لازم ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ بائع نے اسی مجلس میں قبول بھی کر لیا ہو اور اس مجلس میں قبول نہیں کیا بعد میں کیا تو لازم نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ مبیع موجود ہو مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ثمن میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ مبیع کو بیع ثانی سے پھر خرید لیا یا واپس کر لیا ہو جب بھی ثمن میں اضافہ صحیح ہے۔ بکری مرگئی ہے ثمن میں اضافہ نہیں ہو سکتا اور رفع کر دی گئی ہے تو ہو سکتا ہے۔ مبیع میں بائع نے زیادتی کی اس میں بھی مشتری کا اسی مجلس میں قبول کرنا شرط ہے۔ اور مبیع کا باقی رہنا اس میں شرط نہیں۔ مبیع ہلاک ہو چکی ہے جب بھی اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... ثمن میں بائع کمی کر سکتا ہے مثلاً دس روپے میں ایک چیز بیع کی تھی پھر خود بائع کو خیال ہوا کہ مشتری پر اس کی گرانی ہوئی اور ثمن کم کر دیا یہ ہو سکتا ہے اس کے لئے مبیع کا باقی رہنا شرط نہیں یہ کمی ثمن کے قبضہ کرنے کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... کمی زیادتی جو کچھ بھی ہے اگر چہ بعد میں ہوئی ہو اس کو اصل عقد شمار کریں گے یعنی کمی و بیشی کے بعد جو کچھ ہے اسی پر عقد حضور رہے گا۔ پورے ثمن کا ساقط نہیں ہو سکتا یعنی مشتری کے ذمہ ثمن کچھ نہ رہے اور بیع قائم رہے کہ بائع ثمن قرار پائے یہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ ہو گا کہ بیع اسی ثمن اول پر قرار پائے گی اور یہ سمجھا جائے گا کہ بائع نے مشتری سے ثمن معاف کر دیا اس کا نتیجہ وہاں ظاہر ہو گا کہ شفیع نے شفعہ کیا تو پورا

ثمن دینا ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... کمی بیشی کو اصل عقد میں شمار کرنے کا اثر یہ ہوگا کہ (1) اگر اسی وقت یہ معلوم ہوگیا کہ ثمن اول کا اعتبار ہوگا ثمن اول کا اعتبار نہ ہوگا۔ (2) یونہی اگر ثمن میں زیادتی کردی گئی ہے اور مبیع کا کوئی حق دار پیدا ہوگیا اور مبیع اس نے لے لی تو مشتری بائع سے پورا ثمن لے لے گا اور اگر اس نے مبیع کو جائز کردیا تو مشتری سے پورا ثمن لے گا اور کمی کی صورت میں جو کچھ باقی ہے وہ لے گا۔ (3) ثمن اگر کم کردیا ہے تو شفیع کو باقی دینا ہوگا مگر ثمن میں اضافہ ہوا ہے تو پہلے ثمن پر شفعہ ہوگا جو کچھ زیادہ دیا ہے نہیں دینا ہوگا کیونکہ شفیع کا حق ثمن اول سے ثابت ہو چکا۔ ان دونوں کو اس کے مقابلہ میں اضافہ کرنے کا حق نہیں۔ (4) مبیع میں اضافہ کیا ہے اور یہ زائد بلاک ہوگیا تو ثمن میں اس کا حصہ کم ہو جائے گا۔ (5) یونہی ثمن میں کمی و بیش کیا ہے اور مبیع کل یا اس کا جز بلاک ہوگیا تو اس کمی یا زیادہ کا اعتبار ہوگا۔ ثمن اول کا اعتبار نہ ہوگا۔ (6) بائع کو ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع کو روکنے کا تعلق ثمن اول سے نہیں بلکہ اس سے ہے یعنی مثلاً زیادہ کردیا ہو تو جب تک مشتری اس زیادت کو ادا نہ کرے بائع کو مبیع روک سکتا ہے۔ (7) مبیع صرف میں کم و بیش کا یہ اثر ہوگا کہ مثلاً چاندی کو چاندی سے بیچا تھا اور دونوں طرف برابر ہی تھی۔ پھر ایک نے زیادہ دیا کم کردی دوسرے نے اسے قبول کرلیا اور زیادہ یا کم پر قبضہ بھی ہوگیا تو عقد فاسد ہوگیا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... ثمن میں اگر عرض (غیر نقود) زیادہ کردیا اور یہ چیز قبضہ سے پہلے بلاک ہوگئی تو بقدر اس کی قیمت کے عقد فسخ ہو جائے گا۔ مثلاً سو روپے میں کوئی چیز خریدی تھی اور ثمن بھی لے لیا بھی ہوگیا پھر مشتری نے پچاس روپے کی کوئی چیز ثمن میں اضافہ کردی اور یہ چیز قبضہ سے پہلے بلاک ہوگئی تو عقد فسخ ایک تہائی میں فسخ ہو جائے گا (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷..... مبیع میں اگر مشتری کمی کرا چکا ہے اور مبیع از قبیل دین یعنی غیر معین ہو تو جائز ہے اور معین ہو تو کمی نہیں ہو سکتی (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... بائع نے اگر عقد فسخ کے بعد مشتری کو دام ثمن کے لئے مہلت دی یعنی اس کے لئے میعاد مقرر کردی اور مشتری نے بھی قبول کرلی تو یہ دین میعادی ہوگیا یعنی بائع پر وہ میعاد لازم ہوگئی اس سے قبل مطالبہ نہیں کرسکتا یہ دین کا ایسی حکم ہے کہ میعادی نہ ہو اور بعد میں میعاد مقرر ہو جائے تو میعادی ہو جاتا ہے مگر مدیون کا قبول شرط ہے۔ اگر اس نے انکار کردیا تو میعادی نہیں ہوگا۔ فوراً اس کا ادا کرنا واجب ہوگا اور دائن جب چاہے مطالبہ کرسکتا ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... دین کی میعاد کبھی معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً غلاں مہینہ کی فلاں تاریخ اور کبھی مجہول مگر جہالت یسیر ہو تو جائز ہے۔ مثلاً جب کھیت کٹے گا۔ اور اگر زیادہ جہالت ہو مثلاً جب آندھی آئے گی یا پانی برسے گا یہ میعاد باطل ہے۔ (جواہر)

مسئلہ نمبر ۱۰..... دین کی میعاد کو شرائط پر معلق بھی کرسکتے ہیں مثلاً ایک شخص پر ہزار روپے ہیں اس سے دائن کہتا ہے اگر پانچ سو روپے کل دے کر دو باقی پانچ سو کے لئے چھ ماہ کی مہلت ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بعض دین میں میعاد مقرر بھی کی جائے تو میعادی نہیں ہوتے۔ قرض جس کو دست گردان کہا جاتا ہے یہ میعادی نہیں ہو سکتا یعنی مقروض (قرض لینے والے) نے اگر کوئی میعاد مقرر کر بھی دی ہو تو وہ میعاد اس پر لازم نہیں جب چاہے مطالبہ کرسکتا ہے۔ بیع صرف کے بدلین اور بیع سلم کا ثمن جس کو راس المال کہتے ہیں ان دونوں میں میعاد مقرر کرنا جائز ہے۔ اسی مجلس میں ان کا قبضہ کرنا ضروری ہے۔ مشتری نے شفیع کے لئے میعاد مقرر کردی یہ بھی صحیح نہیں۔ ایک شخص پر دین تھا اس کی میعاد مقرر تھی وہ قبل میعاد مر گیا اور مال چھوڑا یا وہ دین غیر میعادی تھا اس

---

[1] جو چیز واجب فی الحال ہو وہ کسی عقد یا اقالہ یا ابراء کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اس کے ذمہ پر واجب ہوا قرض کی وجہ سے واجب ہوا ان سب کو دین کہتے ہیں۔ دین کی ایک خاص صورت کا نام قرض ہے جس کو لوگ دست گردان کہتے ہیں ہر دین کو آج کل لوگ قرض بولا کرتے ہیں یہ لغت کی اصطلاح کے خلاف ہے۔ ۱۲ منہ

کے مرنے کے بعد وارثوں نے وہ رقم کو دائے دین کے لئے میعادی یہ میعاد صحیح نہیں کہ یہ دین اس شخص کے ذمہ تھا۔ اس کے مرنے کے بعد دین کا تعلق ترکہ سے ہے اور جب تک ترکہ موجود ہے تو میعاد کے کیا معنی یہاں دین کا تعلق ورثہ کے ذمہ سے نہیں کہ ان سے وصول کیا جائے ان کو مہلت دی جائے۔ اگالہ میں صحیح مشتری سے نوا پس کردی اور ثمن بائع کے ذمہ ہے اس کو مشتری نے مہلت دی یہ میعاد بھی صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... میعاد صحیح نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وائن کو فوراً وصول کرلینا واجب ہے وصول نہ کرے تو گنہگار ہے بلکہ یہ کہ مدین کو فوراً دینا واجب ہے اور دائن کا مطالبہ صحیح ہے اور دائن وصول کرنے میں تاخیر کر رہا ہے تو یہ اس کا ایک احسان ہوگا ہے۔ تحریج صرف کے بعد لین اور سلم کے مال پر اسی مجلس میں قبضہ کرنا ضرور ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳..... بعض صورتوں میں قرض کے متعلق بھی میعاد صحیح ہے۔ قرض سے قرض دار منکر تھا اور ایک رقم پر صلح ہوئی اور اس کی ادائیگی کے لئے میعاد مقرر ہوئی یہ میعاد صحیح ہے مثلاً ایک شخص پر ہزار روپے قرض ہیں اور سو روپے پر ایک ماہ کی مدت قرار دے کر صلح ہوئی۔ ہزار کے سو ملیں یعنی نو سو معاف ہیں یہ صحیح ہے مگر میعاد صحیح نہیں یعنی فی الحال دینا واجب ہے اور اگر اس صورت مذکورہ میں قرض دار انکاری ہو تو میعاد صحیح ہے۔ یونہی قرض دار نے قرض خواہ سے تنہائی میں کہا کہ اگر تم مہلت نہ دو گے تو میں اس قرض کا اقرار ہی نہیں کروں گا۔ اس نے گواہوں کے سامنے میعادی دین کا اقرار کیا۔ قرض دار نے قرض خواہ کے مطالبہ کو کسی دوسرے شخص پر حوالہ کر دیا اور اس کو قرض خواہ نے مہلت دی تو یہ میعاد صحیح ہے یا اپنے حوالہ کیا کہ خود قرض دار کا اس پر میعادی دین تھا۔ تو یہ قرض بھی میعادی ہوگیا۔ کسی شخص نے وصیت کی کہ میرے مال سے فلاں کو ستارہ پیمائی معیاد پر قرض دیا جائے اور ثلث مال سے قرض دیا گیا یا یہ وصیت کی کہ فلاں شخص پر میرا جو قرض ہے میرے مرنے کے بعد ایک سال تک اس کو مہلت ہے ان صورتوں میں قرض میعادی ہو جائے گا۔ (درمختار فتح القدیر)

قرض کا بیان

حدیث ۱..... صحیح بخاری میں ابوبردہ بن ابی موسیٰ ؓ سے مروی کہتے ہیں میں مدینہ میں آیا اور عبداللہ بن سلام ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا تم ایسی جگہ میں رہتے ہو جہاں سود کی کثرت ہے۔ فبذا اگر کسی شخص کے ذمہ تمہارا کوئی حق ہو اور وہ تمہیں ایک بوجھ بھوسا یا جو یا گھاس ہدیہ میں دے تو ہرگز نہ لینا کہ وہ سود ہے۔

حدیث ۲..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ میں انس ؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے۔

حدیث ۳..... ابن ماجہ وبیہقی وحمد اللہ انہیں سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے اور اپنی سواری پر سوار کرے تو سوار نہ ہو ہاں اگر پہلے سے ان دونوں میں (جدید لغوہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں۔

حدیث ۴..... نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی ربیعہ ؓ سے روایت کی۔ کہتے ہیں مجھ سے حضور اقدس ﷺ نے قرض لیا تھا جب حضور ﷺ کے پاس مال آیا ادا فرما دیا اور دعا دی کہ اللہ ﷻ تیرے اہل و مال میں برکت کرے اور فرمایا قرض کا بدلہ شکر اور ادا کر دینا۔

حدیث ۵..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عمران بن حصین ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا دوسرے پر حق ہو اور وہ ادا کرنے میں تاخیر کرے تو ہر روز اتنا مال صدقہ کر دینے کا ثواب پائے گا۔

حدیث ۶..... امام سعد بن اخول ؓ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میرے بھائی کا انتقال ہوا اور تین سو دینار اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے۔ میں نے یہ ارادہ کیا کہ یہ دینار بچوں پر صرف کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تیرا بھائی دین میں مقید ہے اس کا

دین ادا کردے میں نے جا کر ادا کر دیا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے ادا کر دیا صرف ایک عورت باقی ہے جو دعوٰی کا کاغذ بھی نہیں کرتی ہے مگر اس کے پاس گواہ نہیں فرمایا اسے دے دے وہ بھی ہے۔

حدیث ۷.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر عرض کی کہ میں نے ایک شخص کو قرض دیا اور یہ شرط کر لی ہے کہ جو دیا ہے اس سے بہتر ادا کرے انہوں نے تمہارا یہ سود ہے اس نے پوچھا تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟

فرمایا قرض کی تین صورتیں ہیں۔ ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود اللہ ﷻ کی رضا حاصل کرنا ہے اس میں تیرے لئے اللہ ﷻ کی رضا ملے گی اور ایک وہ قرض ہے جس سے مقصد کسی شخص کی خوشنودی ہے اس قرض میں صرف اس کی خوشنودی حاصل ہو گی اور ایک وہ قرض ہے جو تو نے اس لئے دیا کہ طیب دے کر خبیث حاصل کرے۔ اس شخص نے عرض کی تو اب مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا دستاویز پھاڑ ڈال۔ پھر اگر وہ قرض دار ویسا ہی ادا کرے جیسا تو نے دیا تو قبول کر اور اگر اس سے کم ادا کرے اور تو نے لے لیا تو تجھے ثواب ملے گا اور اگر اس نے اپنی خوشی سے بہتر ادا کیا تو ایک شکریہ ہے جو اس نے کیا۔

مسائل فقہیہ: جو چیز قرض دی جائے تُلی جائے اس کا مثلی ہونا ضروری ہے۔ یعنی ماپ کی چیز ہو یا تول کی ہو یا گنتی کی ہو مگر گنتی کی چیز میں شرط یہ ہے کہ اس کے افراد میں تفاوت نہ ہو جیسے انڈے اگر وزنی ہوں اور اگر گنتی کی چیز میں تفاوت زیادہ ہو جس کی وجہ سے قیمت میں اختلاف ہو جیسے آم، مردوں کو قرض نہیں دے سکتے۔ یونہی ہر قیمتی چیز جیسے جانور، مکان زمین ان کو قرض دینا صحیح نہیں (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱.....قرض کا حکم یہ ہے کہ جو چیز لی گئی ہے اس کی مثل ادا کی جائے لہٰذا جس کی مثل نہیں قرض صحیح نہیں۔ جس چیز کو قرض دینا جائز نہیں اگر اس کو کسی نے قرض لیا اس پر قبضہ کرنے سے پہلے مالک ہو جائے گا مگر اس سے نفع اٹھانا حلال نہیں۔ مگر اس کو بیچ کرے گا تو بیع صحیح ہو جائے گی اس کا حکم ویسا ہی ہے جیسے بیع فاسد میں مبیع پر قبضہ کر لیا کہ واپس کرنا ضروری ہے مگر بیع کر دے گا تو بیع صحیح ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....کاغذ قرض لینا جائز ہے جب کہ اس کی نوع وصفت کا بیان ہو جائے، اس کو گنتی کے ساتھ لیا جائے اور گن کر دیا جائے۔ (درمختار) مگر آج کل تھوڑے سے کاغذ میں تریہ بڑا وقت قرض میں گن کر لیتے ہیں۔ زیادہ مقدار یعنی رموں میں وزن کا اعتبار ہوتا ہے۔ یعنی شلاً اتنے پونڈ کا رم عرف میں سمجھتے ہیں سمجھتے ہیں اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر ۳.....روئیوں کو بھی گن کر قرض دے سکتے ہیں اور تول کر بھی۔ گوشت وزن کر کے قرض لیا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....آٹے کو ماپ کر قرض دینا چاہئے اور اگر عرف وزن سے قرض لینے کا ہو جیسا کہ عموماً ہندوستان میں ہے تو وزن سے بھی قرض جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....پنیر، گھی کی ٹکری اور دوسری ٹکریاں اور پاپڑ تخمینہ وزن کاریاں اور تازہ پھول ان سب کا قرض لینا درست نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....کچی اور پکی اینٹوں کا قرض جائز ہے جب کہ ان میں تفاوت نہ ہو جس طرح آج کل شہر بھر میں ایک طرح کی اینٹیں تیار ہوتی ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....برف کو وزن کے ساتھ قرض لینا درست ہے اگر گرمیوں میں برف قرض لیا تھا اور جاڑے میں ادا کر دیا یہ ہو سکتا ہے مگر قرض دینے والا اس وقت نہیں لینا چاہتا وہ بکتا ہے مگر گرمیوں میں لوں کا اور یہ بھی دینا چاہتا ہے تو معاملہ قاضی کے پاس پیش کرنا ہوگا وہ وصول کرنے پر مجبور کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... پیسے قرض لئے تھے ان کا چلن جاتا رہا تو وہ ویسے ہی پیسے اسی تعداد میں دے دینے سے قرض ادا نہ ہوگا بلکہ قیمت کا اعتبار ہے۔ مثلاً آٹھ آنے کے پیسے تھے چلن بند ہونے کے بعد اٹھنی یا دوسرا سکہ اس قیمت کا دینا ہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۹..... ادھار نے قرض میں چیز کے سستے مہنگے ہونے کا اعتبار نہیں مثلاً دس سیر گیہوں قرض لئے تھے ان کی قیمت ایک روپیہ تھی اور ادا کرنے کے دن ایک روپیہ سے کمیا زیادہ ہے اس کا بالکل لحاظ نہیں کیا جائے گا وہی دس سیر گیہوں دینے ہوں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... ایک شہر میں نکلہ قرض لیا اور دوسرے شہر میں قرض خواہ نے مطالبہ کیا تو جہاں قرض لیا تھا وہاں جو قیمت تھی وہ دے دی جائے قرض دار اس پر مجبور نہیں کر سکتا کہ میں یہاں نہیں دوں گا وہاں چل کر وہ چیز لے لو۔ ایک شہر میں نکلہ قرض لیا دوسرے شہر میں جہاں نکلہ گراں ہے قرض خواہ اس سے نکلہ کا مطالبہ کرتا ہے تو قرض دار سے کہا جائے گا کہ اس بات کا ضامن دے دو کہ اپنے شہر میں جا کر نکلہ ادا کر دوں گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... میعادی قرض لئے تھے ابھی ادا نہیں کئے کہ میعاد ختم ہو چکی بازار میں چلتے نہیں قرض خواہ کو انتظار کرنا پڑے گا کہ نئے چلن آجائیں اس وقت قرض ادا کیا جائے اور اگر دونوں قیمت دینے لینے پر راضی ہو جائیں تو قیمت ادا کر دی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... قرض دار نے قرض پر قبضہ کر لیا اس چیز کا مالک ہو گیا قرض کردہ ایک چیز قرض لی تھی وہ ابھی فرخ نہیں کی ہے کہ اپنی چیز آ گئی مثلاً روپیہ قرض لیا تھا اور روپیہ آ گیا یا آٹا قرض لیا تھا پکنے سے پہلے آٹا بس کرا گیا اب قرض دار کو یہ اختیار ہے کہ اس کی چیز رہنے دے اور اپنی چیز سے قرض ادا کرے یا اس کی چیز دے دے جس نے قرض دیا ہے وہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جو چیز دی تھی وہ تمہارے پاس موجود ہے میں وہی لوں گا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... قرض کی چیز قرض دار کے پاس موجود ہے قرض دار اس کو خود قرض خواہ کے ہاتھ بیچ کر لے یہ بیچ ہے کہ وہ مالک ہے اور قرض خواہ بیچ کر لے یہ بیچ نہیں کہ یہ مالک نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے سے نکلہ قرض یا قرض دار نے قرض خواہ سے روپیہ کے بدلے یہ لیا یعنی اس دین کو خرید لیا اس کے ذمہ ہے مگر قرض خواہ نے روپیہ پر ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ دونوں جدا ہو گئے بیع باطل ہو گئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... غلام تاجر اور مکاتب اور ما ذون اور بوہر یہ سب کو قرض دینا جائز ہے کہ قرض تبرع ہے اور یہ تبرع نہیں کر سکتے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... یعنی مجور (جس کو کوئی وظیفہ وغیرہ ملتا ہے) کو قرض دیا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچ کی اس نے خرچ کر ڈالی تو اس کا مطالبہ کچھ نہیں ہو سکتا اور جس کو قرض دینے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ چیز موجود ہے خرچ نہیں ہوئی ہے تو قرض خواہ واپس لے سکتا ہے۔ غلام مجور کو قرض دیا ہے تو جب تک آزاد نہ ہو اس سے مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... ایک شخص نے دوسرے سے روپے قرض مانگے وہ دینے کو لایا اس نے کہا پانی میں پھینک دو اس نے پھینک دیا تو اس کا کچھ نقصان نہیں اس نے اپنا مال پھینکا۔ اگر بائع مبیع کو مشتری کے پاس لایا امین امانت کو مالک کے پاس لایا انہوں نے کہا کہ پھینک دو انہوں نے پھینک دیا تو مشتری اور مالک کا نقصان ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... قرض میں کسی شرط کا کوئی معنی نہیں شرطیں بے کار ہیں۔ مثلاً یہ شرط کہ اس کے بدلے میں فلاں چیز دینا یا یہ شرط کہ فلاں جگہ (کسی دوسری جگہ کا نام لے کر) ادا کرنا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ہاں جس قرض میں اس چیز کی مثل دینی ہوتی ہے جو لی ہے اس سے بہتر نہ کچھ بہتر ہاں اگر بہتر ادا کرنا ہے اور اس کی شرط نہ تھی تو جائز ہے بلکہ اس کو لے سکتا ہے۔ یونہی جتنا لیا ہے ادا کے وقت اس سے زیادہ دینا ہے مگر اس کی شرط نہ تھی یہ بھی جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... چند شخصوں نے ایک شخص سے قرض مانگا اور اپنے میں سے ایک شخص کے لئے کہہ گئے کہ اس کو دے دینا قرض خواہ

اس شخص سے اتنا ہی مطالبہ کر سکتا ہے جتنا اس کا حصہ ہے باقیوں کے حصوں کے وہ ذمہ دار نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....قرض دیا اور ظہر ایا کہ جتنا دیا ہے اس سے زیادہ لے گا جیسا آج کل سودخوروں کا قاعدہ ہے کہ روپیہ دو روپے پیشگی واپس لیتے ہیں یہ حرام ہے یونہی کسی قسم کے نفع کی شرط کرنا جائز ہے مثلاً یہ شرط کہ مستقرض مقرض سے کوئی چیز زیادہ داموں میں خریدے گا یا یہ کہ قرض کے روپے فلاں شہر میں مجھ کو دینے ہوں گے۔ (عالمگیری درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....جس پر قرض ہے اس نے قرض دینے والے کو کچھ ہدیہ کیا تو لینے میں حرج نہیں جب کہ ہدیہ نہ قرض کی وجہ سے ہو نہ قرض کی وجہ سے ہو کہ دونوں میں قرابت یا دوستی ہے یا اس کی عادت ہی میں جو دو سخاوت ہے کہ لوگوں کو ہدیہ کیا کرتا ہے اور اگر قرض کی وجہ سے ہدیہ دیتا ہے تو اس کے لینے سے بچنا چاہئے اور اگر پتہ نہ چلے کہ قرض کی وجہ سے ہے یا نہیں جب بھی پرہیز ہی کرنا چاہئے جب کہ یہ بات ظاہر نہ ہو جائے کہ قرض کی وجہ سے نہیں ہے اس کی دلیل کا بھی یہی حکم ہے کہ قرض کی وجہ سے نہ ہو تو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اور قرض کی وجہ سے ہے یا پتہ نہ چلے تو بچنا چاہئے اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ قرض نہیں دیا تھا جب بھی دلالت کرتا تو معلوم ہوا کہ یہ دلالت قرض کی وجہ سے نہیں اور اگر پہلے نہیں کرتا تھا اور اب کرنا ہے یا پہلے مہینے میں ایک بار کرتا تھا اور اب دو بار کرنے لگا اب سامان ضیافت زیادہ کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے اس سے اجتناب چاہئے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲.....جس قسم کا دین قائم ہے اس سے بہتر ادا کرنا چاہتا ہے دائن کو اس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے اور مگھیا دینا چاہتا ہے جب بھی مجبور نہیں کر سکتے اور دائن قبول کر لے تو دونوں صورتوں میں دین ادا ہو جائے گا یونہی اگر اس کے روپے تھے وہ اسی قسم کے اشرفی دینا چاہتا ہے دائن قبول کرنے پر مجبور نہیں کہہ سکتا ہے میں نے روپیہ دیا تھا روپیوں کا اور اگر دین میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کرتا ہے تو دائن لینے پر مجبور کیا جائے گا وہ انکار کرے یہاں تک کہ پیاد کر کے چلا آئے دین ادا ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳.....قرض دار قرض دیا نہیں کرتا اگر قرض خواہ کو اس کی کوئی چیز اسی جنس کی جو قرض میں دی جائے تو بغیر دیئے لے سکتا ہے بلکہ زیادتی چھین لے جب بھی قرض ادا ہو جائے گا دوسری جنس کی چیز بغیر اجازت نہیں لے سکتا۔ مثلاً روپیہ قرض دیا تھا تو روپیہ یا چاندی کی کوئی چیز ملے لے سکتا ہے اور اشرفی یا سونے کی چیز نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴.....زید نے عمرو سے کہا مجھے اتنے روپے قرض دو میں اپنی یہ زمین تمہیں عاریت دیتا ہوں جب تک میں روپیہ ادا نہ کروں تم اس کی کاشت کرو اور نفع اٹھاؤ یہ ممنوع ہے۔ (عالمگیری)

آج کل سودخوروں کا عام طریقہ یہ ہے کہ قرض دے کر مکان یا کھیت رہن رکھ لیتے ہیں۔ مکان ہے تو اس میں مرتہن سکونت کرتا ہے یا اس کو کرایہ پر چلاتا ہے کھیت ہے تو اس کی خود کاشت کرتا ہے یا اجارہ پر دیدیتا ہے اور نفع خود کھاتا ہے یہ سود ہے اس سے بچنا واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۵.....انصرانی نے نصرانی کو شراب قرض دی پھر مسلمان ہو گیا قرض ساقط ہو گیا اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶.....زید نے عمرو سے کہا فلاں شخص سے میرے لئے دس روپے قرض لا دو اس نے قرض لا کر دینے سے انکار کیا کہتا ہے مجھے نہیں دیئے تو عمرو اپنے پاس سے دیدیں گے اور اگر زید نے عمرو کو قرضدار مضمون کا لکھ کر کسی کے پاس بھیجا کہ میرے روپے جو تم پر قرض ہیں بھیج دو اس نے عمرو کے ہاتھ بھیج دیئے تو جب تک یہ روپے زید کو وصول نہ ہوں اس وقت تک زید کے نہیں یعنی قرض ادا نہ ہوگا اور اگر زید نے عمرو کی معرفت کسی کے پاس کہلا بھیجا کہ دس روپے مجھے قرض بھیج دو اس نے عمرو کے ہاتھ بھیج دیئے تو زید کے ہو گئے ضائع ہوں تو زید کے ضائع ہوں گے جبکہ زید اس کا مقروض ہو کہ عمرو نے اس کو دیئے تھے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲۷.....زید نے عمرو کو کسی کے پاس بھیجا کہ اس سے ہزار روپیہ قرض مانگ لائے اس نے قرض دیا مگر عمرو کے پاس سے

جاتا رہا اگر عمرو نے اس سے یہ کہا تھا کہ زید کو قرض دو تو زید کا نقصان ہوا اور یہ کہا تھا کہ زید کے لئے مجھے قرض دو تو عمرو کا نقصان ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... جس چیز کا قرض جائز ہے اسے عاریت کے طور پر لیا تو وہ قرض ہے اور جس کا قرض ناجائز ہے اسے عاریت لیا تو عاریت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... روپے قرض لئے تھا اس کو نوٹ یا اشرفیاں دیں کہ بڑا کہ اپنے روپے لے لو اس کے پاس بڑانے سے پہلے ضائع ہو گئے تو قرض دار کے ضائع ہوئے اور بڑانے کے بعد ضائع ہوئے تو دو صورتیں ہیں، اپنا قرض لیا تھا یا نہیں اگر نہیں لیا تھا جب بھی قرض دار کا نقصان ہوا اور قرض کے روپے ان میں سے لینے کے بعد ضائع ہوئے تو اس کے ہلاک ہوئے اور اگر نوٹ یا اشرفیاں دے کر کہا کہ اپنا قرض لو اس نے لے لیا تو قرض ادا ہو گیا ضائع ہو گا اس کا نقصان ہو گا۔ (عالمگیری)

تنگ دست کو مہلت دینے یا معاف کرنے کی فضیلت اور دین نہ ادا کرنے کی مذمت

اللہ ﷻ فرماتا ہے۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ۳ البقرہ ۲۸۰)

"اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر جانو۔

(ترجمہ کنز الایمان)

حدیث ۱..... صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ایک شخص (ذمانہ گزشتہ میں) لوگوں کو اوھار دیا کرتا تھا وہ اپنے غلام سے کہا کرتا جب کسی تنگ دست مدین کے پاس جانا اس کو معاف کر دینا اس امید پر کہ خدا ہم کو معاف کر دے جب اس کا انتقال ہوا اللہ ﷻ نے اس معاف فرما دیا۔

حدیث ۲..... صحیح مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کی تختیوں سے اللہ ﷻ اسے نجات بخشے وہ تنگ دست کو مہلت دے یا معاف کر دے۔

حدیث ۳..... صحیح مسلم میں ابو الیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص تنگ دست کو مہلت دے گا یا اسے معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں رکھے گا۔

حدیث ۴..... صحیحین میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنے دین کا تقاضا کیا اور دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں حضور ﷺ نے اپنے حجرے سے ان کی آوازیں سنیں تشریف لائے اور حجرہ کا پردہ اٹھا کر مسجد نبوی میں کعب رضی اللہ عنہ کو پکارا انہیں نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا دین معاف کر دو انہوں نے کہا میں نے کیا معاف کر دیا دوسرے صاحب سے فرمایا اٹھو ادا کر دو۔

حدیث ۵..... صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کی اس کی نماز پڑھائیے فرمایا اس پر کچھ دین ہے؟ عرض کی نہیں اس کی نماز پڑھادی پھر دوسرا جنازہ آیا پھر ارشاد فرمایا اس پر کچھ دین ہے؟ عرض کی ہاں فرمایا کچھ اس نے مال چھوڑا لوگوں نے عرض کی تین دینار چھوڑے ہیں اس کی نماز بھی پڑھادی پھر تیسرا جنازہ حاضر خدمت لایا گیا

ارشاد فرمایا اس پر کچھ دین ہے؟ لوگوں نے عرض کی تین دینار کا مدیون ہے۔ ارشاد فرمایا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا تم لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھا لو۔ ابوقتادہ ؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حضور نماز جنازہ پڑھادیں دین کا ادا کردینا میرے ذمہ ہے حضور ﷺ نے نماز پڑھادی۔

حدیث ۶..... شرح سنہ میں ابوسعید خدری ؓ سے مروی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں جنازہ لایا گیا ارشاد فرمایا اس پر دین ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا دین ادا کرنے کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟ عرض کی نہیں ارشاد فرمایا تم لوگ اس کی نماز پڑھ لو حضرت علی ؓ نے عرض کی اس کا دین میرے ذمہ ہے حضور ﷺ نے نماز پڑھادی اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اللہ ﷻ تمہاری بندش کو توڑے جس طرح تم نے اپنے مسلمان بھائی کی بندش توڑی۔ جو بندہ مسلم اپنے بھائی کا دین ادا کرے گا اللہ ﷻ قیامت کے دن اس کی بندش توڑ دے گا۔

حدیث ۷..... صحیح بخاری میں ابوہریرہ ؓ سے مروی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کے مال لیتا ہے اور ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اللہ ﷻ اس سے ادا کردے گا۔ (یعنی ادا کرنے کی توفیق دے گا) قیامت کے دن دین کو راضی کردے گا) اور جو شخص تلف کرنے کے ارادہ سے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر تلف کردے گا۔ (یعنی نہ ادا کرنے کی توفیق دے گا نہ دائن راضی ہوگا)

حدیث ۸..... صحیح مسلم میں ابوقتادہ ؓ سے مروی۔ کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ فرمایئے کہ اگر میں جہاد میں اس طرح قتل کیا جاؤں کہ صابر ہوں ثواب کا طالب ہوں آگے بڑھ رہا ہوں پیٹھ نہ پھیر رہا ہوں تو اللہ ﷻ میرے گناہ معاف کردے گا۔ ارشاد فرمایا ہاں جب وہ شخص چلا گیا سے بلا کر فرمایا ہاں مگر دین۔ جبریل ؑ نے ایسا ہی کہا یعنی دین معاف نہ ہوگا۔

حدیث ۹..... صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دین کے علاوہ شہید کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حدیث ۱۰..... امام شافعی و احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی ابوہریرہ ؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کا نفس دین کی وجہ سے معلق ہے جب تک ادا نہ کیا جائے۔

حدیث ۱۱..... شرح سنہ میں براء بن عازب ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صاحب دین اپنے دین میں مقید ہے۔ قیامت کے دن خدا سے اپنی تنہائی کی شکایت کرے گا۔

حدیث ۱۲..... ترمذی و ابن ماجہ رضی اللہ عنہما ثوبان ؓ راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اس طرح مرا کہ تکبر اور خیانت میں خیانت اور دین سے بری ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حدیث ۱۳..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ و ابوداؤد ابوموسیٰ ؓ سے راوی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی گناہ جن سے اللہ ﷻ نے ممانعت فرمائی ہے ان کے بعد اللہ ﷻ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے اوپر دین چھوڑ کر مرے اور اس کے ادا کے لئے کچھ نہ چھوڑا ہو۔

حدیث ۱۴..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبداللہ بن جحش ؓ روایت کی کہتے ہیں ہم صحن میں بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے حضور ﷺ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور دیکھتے رہے پھر نگاہ نیچی کرلی اور پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ! کتنی سختی نازل ہوئی۔ کہتے ہیں ہم لوگ ایک دن ایک رات خاموش رہے جب دن رات خیر سے گزر گئے اور صبح ہوئی تو میں نے عرض کی وہ کیا سختی ہے جو نازل ہوئی ارشاد فرمایا دین کے متعلق ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر کوئی شخص اللہ ﷻ کی راہ

میں قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے اور اس پر دین ہو تو جنت میں داخل ہوگا جب تک ادا نہ کر دیا جائے۔

حدیث ۱۵..... ابوداؤد نسائی مسند احمد شریعہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا مالدار کا دین ادا کرنے میں تاخیر کرنا اس کی آبرو اور سزا کو حلال کر دیتا ہے عبداللہ بن مبارک نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ آبرو کو حلال کرنا یہ ہے کہ اس پر سختی کی جائے گی اور سزا کو حلال کرنا یہ کہ قید کیا جائے گا۔

سود کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۝

(پ۳ البقرۃ ۲۷۵۔۲۷۶)

وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال بیع کو اور حرام کیا سود کو تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو وہ پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے اور اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا گنہگار۔ (ترجمہ کنزالایمان)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

(پ۳ البقرۃ ۲۷۸۔۲۷۹)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود سے اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

(پ۴ اٰل عمرٰن ۱۳۰۔۱۳۲)

"اے ایمان والو سود دو دن نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کر رکھی ہے اور اللہ و رسول کے فرمانبردار ہو اس امید پر کہ تم رحم کیے جاؤ۔ (ترجمہ کنزالایمان)

وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۟ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

(پ۲۱ الروم ۳۹)

اور تم جو زیادہ لینے کو روپیہ دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھیں اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو

انہیں کے ذمہ ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

احادیث سود کی مذمت میں بکثرت وارد ہیں ان میں سے بعض اس مقام میں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا آج رات میں نے دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے زمین مقدس (بیت المقدس) میں لے گئے پھر ہم چلے یہاں تک کہ خون کے دریا پر پہنچے یہاں ایک شخص کنارہ پر کھڑا ہے جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور ایک شخص بیچ دریا میں ہے یہ کنارہ کی طرف بڑھا اور نکلنا چاہتا ہے کہ کنارے والے شخص نے ایک پتھر ایسے زور سے اس کے منہ میں مارا کہ جہاں تھا وہیں پہنچا دیا پھر جتنی بار وہ نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا منہ میں پتھر مار کر وہیں لوٹا دیتا ہے میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون شخص ہے کہا یہ شخص جو نہر میں ہے سود خور ہے۔

حدیث ۲.....صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا سود لینے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی کہ وہ سب برابر ہیں۔

حدیث ۳.....امام احمد وابوداؤد وغیرہما وابن ماجہ رحمہم اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سود کھانے سے کوئی نہ بچے گا اور اگر سود نہ کھائے گا تو اس کے بخارات پہنچیں گے۔ (یعنی سود نے گا اس کی کوشش کرے گا اور نہ لینے کی کوشش کرے گا سود اور کے یہاں پہنچ کر رہے گا نے گا اس کا بدلہ تو ملے گا)

حدیث ۴.....امام احمد ودار قطنی رحمہما اللہ عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سود کا ایک درہم جس کو جان کر کوئی کھائے وہ چھتیس مرتبہ زنا سے بھی سخت ہے۔ اس کی مثل بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۵.....ابن ماجہ وبیہقی رحمہما اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سود (کا گناہ) ستر حصہ ہے ان میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔

حدیث ۶.....امام احمد وابن ماجہ وبیہقی رحمہم اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سود سے ظاہر) اگر چہ مال زیادہ ہو مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہوگا۔

حدیث ۷.....امام احمد وابن ماجہ رحمہما اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج میں میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جس کے پیٹ گھر کی طرح (بڑے بڑے) ہیں ان پیٹوں میں سانپ ہیں جو باہر سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود خوار ہیں۔

حدیث ۸.....صحیح مسلم شریف میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونا سونے کے بدلے میں سونے کے اور چاندی چاندی کے بدلے میں گیہوں گیہوں کے بدلے میں جو اور جو جو کے بدلے میں کھجور اور کھجور کے بدلے میں نمک نمک کے برابر اور دست بدست بیع کرو۔ اور جب اصناف میں اختلاف ہو تو جیسے چاہو بیچو (یعنی کم بیشی میں حرج نہیں) جب کہ دست بدست ہوں اور اسی کی مثل ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس نے سودی معاملہ کیا۔ لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔ اور صحیحین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے مثل مروی۔

حدیث ۹.....صحیحین میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ادھار میں سود ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دست بدست ہو تو سود نہیں یعنی جب کہ جنس مختلف ہو۔

حدیث ۱۰.....ابن ماجہ ودارمی رحمہما اللہ امیر المؤمنین عمر الخطاب رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرمایا سود کو چھوڑو اور جس میں سود کا شبہ ہو اسے بھی

چھوڑ دو۔

مسائل فقہیہ: ربا یعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مرتکب ہو فاسق مردود العذاب ہوتا ہے۔ عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔

مسئلہ نمبر ۱..... جو چیز ماپ یا تول سے بکتی ہو جب اس کو اپنی جنسی سے بدلا جائے مثلاً گیہوں کے بدلے میں گیہوں جو کے بدلے میں جو لے اور ایک طرف زیادہ ہو تو حرام ہے اور اگر وہ چیز ماپ تول کی نہ ہو یا ایک جنس کو دوسری جنس سے بدلا ہو تو سود نہیں۔ عمدہ اور ثراب کا یہاں کوئی فرق نہیں۔ یعنی جانور جنس میں ایک طرف کم ہے مگر یہ اچھی ہے دوسری طرف زیادہ ہے وہ ثراب ہے جب بھی سود اور حرام ہے۔ لازم ہے کہ دونوں ماپ یا تول میں برابر ہوں۔ جس چیز پر سود کی حرمت کا دارومدار ہے وہ قدر و جنس ہے۔ قدر سے مراد وزن یا ماپ ہے۔

مسئلہ نمبر ۲..... دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو تو ایک جنس سمجھے اور نام و مقصد میں اختلاف ہو تو وہ جنس جانے جیسے گیہوں۔ جو کپڑے کی قسمیں۔ طعل خطا۔ گرون چھینٹ۔ یہ سب بتاس مختلف ہیں مگر جنس ایک جنس ہیں۔ لوبا سیہ۔ تابا بیگنی مختلف جنسیں ہیں۔ اون اور ریشم اور سوت مختلف جنسیں ہیں گائے کا گوشت بھیڑ اور بکری کا گوشت اونٹ کی پیٹھ کی چربی سب جنس مختلف ہیں۔ روغن گل روغن چنبیلی۔ روغن جوئی وغیرہ سب مختلف جنس ہیں۔ (درالمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... قدر و جنس دونوں موجود ہوں تو کمی بیشی بھی حرام ہے۔ (اس کو ربا الفضل کہتے ہیں) اور ایک طرف نقد دوسری طرف ادھار یہ بھی حرام ہے (اس کو ربا النسیہ کہتے ہیں) مثلاً گیہوں کو گیہوں جو کو جو کے بدلے بیع کریں تو کم و بیش حرام اور ایک اب دیتا ہے دوسرا کچھ دیر کے بعد دے گا یہ بھی حرام اور دونوں میں سے ایک جانب نہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے اور ادھار حرام مثلاً گیہوں کو جو کے بدلے یا ایک طرف سیہ۔ دوسری طرف لوبا کو پہلی مثال میں ماپ اور دوسرے میں وزن مشترک ہے مگر جنس کا دونوں میں اختلاف ہے۔ کپڑے کو کپڑے کے بدلے میں غلام کو غلام کے بدلے میں بیع کیا اس میں جنس ایک ہے مگر قدر و جو نہیں۔ لہٰذا یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک تھان دے کر دو تھان یا ایک غلام کے بدلے میں دو غلام مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک تھان دے کر دو تھان لے یہ حرام اور سود ہے اگرچہ کمی بیشی نہ ہو اور دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی بھی جائز اور ادھار بھی جائز۔ مثلاً گیہوں اور جو کو روپیہ سے خریدیں یہاں کم و بیش ہونا تو ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں جتنے من چاہو خریدو کوئی حرج نہیں اور ادھار بھی جائز ہے کہ آج خریدو روپیہ مہینے میں سال میں دوسرے کی مرضی سے جب چاہو دو جائز ہے کوئی خرابی نہیں۔ (بدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... جس چیز کے متعلق حضور ﷺ نے ماپ کے ساتھ فاضل حرام فرمایا وہ کیلی (ماپ کی چیز) ہے۔ اور جس کے متعلق وزن کی تصریح فرمائی وہ وزنی ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد کے بعد اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اگر عرف اس کے خلاف ہو تو عرف کا اعتبار نہیں اور جس کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد نہیں اس میں عادت و عرف کا اعتبار ہے ماپ یا تول جو کچھ چلا ہو اس کا لحاظ ہوگا۔ (بدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵..... ثمار کے بدلے میں اگر لوہے کی کوئی ہوئی چیز خریدی تو جائز ہے اگر ایک طرف وزن کم ہے دوسری طرف زیادہ کہ قدر میں تفاوت نہیں مگر اس کو دے کر لوہے کی چیز ادھار لینا درست نہیں۔ (درالمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... جو برتن عدد سے بکتے ہیں اگرچہ جس کے برتن بنے ہیں وہ وزنی ہو جیسے تانبے کے کٹورے گلاس ایک کے بدلے میں دو سو اخریدنا درست ہے اگرچہ دونوں کے وزن مختلف ہوں کہ اب وزنی نہیں مگر سونے چاندی کے برتن اگر باہم وزن میں مختلف ہوں تو بیع حرام ہے اگرچہ یہ بدلے دے کر وضو کرتے ہوں۔ (درالمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... منصوصات کے مواقع پر عرف کا اعتبار نہیں یہ اس وقت ہے جب کہ بدلا جنس کے ساتھ ہو۔ مثلاً گیہوں کو گیہوں سے بیع کریں اور غیر جنس سے بدلے میں اختیار ہے۔ مثلاً گیہوں کو جو کے بدلے میں یا روپے پیسوں سے خریدنے میں اگر وزن کے ساتھ بیع ہو

حرج نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... جو چیز وزنی ہو اسے ماپ کر برابر کر کے ایک کو دوسرے کے بدلے میں بیچ کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ان کا وزن کیا ہے یہ جائز نہیں اور اگر وزن میں دونوں برابر ہوں بیع جائز ہے اگر چہ ماپ میں کم و بیش ہوں۔ اور جو چیز کیلی ہے اس کو وزن سے برابر کر کے بیچ کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ماپ میں برابر ہے یا نہیں یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۹..... ہندوستان میں گیہوں کو جو عموماً وزن سے بیع کرتے ہیں حالانکہ ان کا کیلی ہونا حضور ﷺ کے ارشاد سے ثابت ہوا ہے۔ لہٰذا اگر گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں بیچ کریں تو ماپ کر شرور برابر کر لیں اس میں وزن کی برابری کا اعتبار نہ کریں۔ یعنی گیہوں جو قرض لیں تو ماپ کر لیں اور ماپ کر دیں۔ اور ان کے آٹے کی بیع یا قرض وزن سے بھی جائز ہے۔ (درمختار و ہندیہ و فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۰..... یتیم کے مال کی بیع ہو تو اس میں جودت (عمدگی) کا اعتبار ہے وصی کو یتیم کے اچھے مال کو ردی کے بدلے میں بیچنا ناجائز ہے۔ یعنی وقف کے اچھے مال کو متولی نے خراب کے بدلے میں بیچ دیا یا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... سونے چاندی کے علاوہ جو چیزیں وزن کے ساتھ بکتی ہیں روپیہ اشرفی سے ان کی بیع سلم درست ہے اگر چہ وزن کا دونوں میں اشتراک ہے۔ (بیع سلم و غیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... شریعت میں ماپ کی مقدار کم سے کم نصف صاع ہے اگر کوئی کیلی چیز نصف صاع سے کم ہو مثلاً ایک یا دو پاپ اس میں کمی بیشی یعنی ایک پاپ دو پاپ کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔ یعنی ایک سیر، دو سیر کے بدلے میں ایک کھجور دو کے بدلے میں ایک اخروٹ دو کے عوض ایک اخروٹ دو کے عوض ایک بادام دو بادام کے بدلے ایک دو بادام دو دو بادام کے بدلے میں ایک سوئی دو کے بدلے ایک سوئی دو کے عوض بیچنا جائز ہے جب کہ یہ سب معین[1] ہوں اور اگر دونوں جانب یا ایک غیر معین ہو تو بیع نا جائز ان صورتوں مذکورہ میں کمی بیشی اگر چہ جائز ہے مگر ادھار بیچنا حرام ہے کیونکہ جنس ایک ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۳..... گیہوں جو کھجور تک جن کا کیلی ہونا منصوص ہے اگر ان کے متعلق لوگوں کی عادت یوں جاری ہو کہ ان کو وزن سے خرید و فروخت کرتے ہوں جیسا کہ یہاں ہندوستان میں وزن ہی سے یہ سب چیزیں بکتی ہے اور بیع سلم میں وزن سے ان کا تعین کیا مشکل اتنے روپے چاہتے من گیہوں یہ سلم جائز ہے اس میں حرج نہیں۔ (درمختار و الحلبی)

مسئلہ نمبر ۱۴..... گوشت کو جانور کے بدلے میں بیچ کر سکتے ہیں کیونکہ گوشت وزنی ہے اور جانور عددی ہے۔ وہ گوشت اسی جنس کے جانور کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے عوض میں بکری خریدی یا دوسری جنس کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے بدلے میں گائے خریدی۔ یہ گوشت اتنا ہی ہو جتنا اس جانور میں گوشت ہے یا اس سے کم یا زیادہ مگر حال جائز ہے۔ ذبح کی ہوئی بکری کو زندہ بکری یا ذبح کی ہوئی کے عوض میں بیچنا کرنا جائز ہے اور اگر دونوں کی کھالیں اتاری ہیں اور اوجھڑی وغیرہ ساری اندرونی چیزیں الگ کر دی ہے بلکہ پائے بھی جدا کر لئے ہیں تو اب ایک دوسری کے عوض میں تول کے ساتھ بیچ سکتے ہیں یہ کہ گوشت کو گوشت سے بیچنا ہے۔ (ہدایہ و درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ایک مچھلی دو مچھلیوں سے بیچ کر سکتے ہیں یعنی وہاں جہاں وزن سے نہ بکتی ہوں اور تول سے فروخت ہوں۔ جیسے یہاں تو وزن میں برابر کرنا ضروری ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... سوتی کپڑے سوتے یا روئی کے بدلے میں بیچنا مطلقاً جائز ہیں کہ ان کی جنس مختلف ہے۔ یونہی روئی کو سوتے سے بیچنا بھی جائز ہے اسی طرح اون کے بدلے میں اونی کپڑے یا ریشم کے عوض میں ریشمی کپڑے یا ریشم بھی جائز ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جنس کے

---

[1] علامہ کتب مذہب میں معین ہونے کی صورت میں اس بیع کو جائز لکھا ہے مگر امام اعظم ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ بیع ہی نا جائز ہے ۱۲ منہ

اختلاف واتحاد میں اصل کا اتحاد وہ اختلاف معتبر نہیں بلکہ مقصود کا اختلاف جنس کا مختلف کردیتا ہے اگر چہ اصل ایک ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ روئی اور سوت اور کپڑے کے مقاصد مختلف ہیں۔ یونہی گیہوں یا اس کے آٹے کو روٹی سے بیچ کرسکتے ہیں کہ ان کی بھی جنس مختلف ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... تر کھجور کو خشک یا خشک کھجور کے بدلے میں بیچنا جائز ہے جبکہ دونوں کی کھجوریں ماپ میں برابر ہوں۔ وزن میں برابری کا اس میں اعتبار نہیں۔ یونہی انگور کو منقے یا کشمش کے بدلے میں بیچنا جائز ہے جب کہ دونوں برابر ہوں۔ اس طرح جو چلّ خشک ہو جاتے ہیں ان کے تر کو خشک کے عوض بھی بیچنا جائز ہے اور تر کے بدلے میں بھی جیسا کہ آلو بخارا۔ خوبانی وغیرہ۔ (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۸..... گیہوں اگر پانی میں بھیگ گئے ہوں ان کو خشک کے بدلے میں بیچنا کرنا جائز ہے جبکہ ماپ میں برابر ہوں۔ یونہی کھجور یا منقے جن کو پانی میں بھگو لیا ہے خشک کے عوض میں بیچ کرسکتے ہیں بھیگے ہوئے گیہوں کو بے بھیگے سے بیچنا جائز نہیں۔ (ہدایہ، فتح القدیر وغیرہما)

مسئلہ نمبر ۱۹..... مختلف قسم کے گوشت کی بیشی کے ساتھ بیچ کے جاسکتے ہیں مثلاً بکری کا گوشت ایک سیر گائے کے دو سیر سے بیچ سکتے ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ دست بدست ہوں ادھار جائز نہیں۔ اگر ایک قسم کے جانور کا گوشت ہو تو کمی بیشی جائز نہیں گائے اور بھینس دو جنس نہیں بلکہ ایک جنس ہیں۔ یونہی بکری۔ ہرن۔ دنبہ یہ تینوں ایک جنس ہیں۔ گائے کا دودھ بکری کے دودھ سے کھویا کرکے انگوری سرکہ سے پنیر کی چربی دنبہ کی چلی یا گوشت سے بکری کے بال کو بھیڑ کی اون سے کم وبیش کرکے بیچ کے جاسکتے ہیں۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۲۰..... یہ نہ اگر چہ ایک قسم کے ہوں ان کے گوشت کم وبیش کرکے بیچ کے جاسکتے ہیں۔ مثلاً ایک بٹیر کے گوشت کو دو کے گوشت کے ساتھ۔ یونہی مرغی دھر غابی کے گوشت بھی کہ یہ وزن کے ساتھ نہیں بکتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... تل کے تیل کو روغن چنبیلی وروغن بنفشہ سے کم وبیش کرکے بیچنا جائز ہے۔ یونہی بنفشہ وروغن تیل آپس میں ایک قسم کو دوسرے کے ساتھ بیچنا۔ روغن زیتون بنفشہ وروغن بنفشہ کو بغیر بنفشہ ملے کے عوض میں بیچنا ہر طرح جائز ہے۔ تل پھول میں بسے ہوئے ہوں ان کو سادہ تلوں سے کم وبیش کرکے بیچ سکتے ہیں۔ (درمختار، درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... دودھ کو پنیر کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچ کرسکتے ہیں۔ (درمختار)

کھوئے کے بدلے میں دودھ بیچنے کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ مقاصد میں مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف جنس ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۳..... گیہوں کی بیچ آٹے یا ستو سے یا آٹے کی بیچ ستو سے مطلقاً جائز ہے اگر چہ ماپ یا وزن میں دونوں جانب برابر ہوں یعنی جب کہ آٹا یا ستو گیہوں کا ہو اور اگر دوسری چیز کا ہو مثلاً جو کا آٹا یا ستو ہو تو گیہوں سے بیچ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یونہی گیہوں کے آٹے کو جو کے ستو سے بھی بیچنا جائز ہے۔ آٹے کو آٹے کے بدلے میں برابر کرکے بیچنا جائز ہے۔ بلکہ بھنے ہوئے آٹے کو بھنے ہوئے کے بدلے میں برابر کرکے بیچنا بھی جائز ہے اور ستو کو ستو کے بدلے میں بیچنا یا بھنے ہوئے گیہوں کو بھنے ہوئے گیہوں کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔ بھنے ہوئے آٹے کو بغیر بھنے ہوئے کے بدلے بیچنے کرنے میں دونوں کا برابر ہونا ضروری ہے۔ (درمختار، درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... تلوں کو ان کے تیل کے بدلے میں یا زیتون کو روغن زیتون کے بدلے میں بیچنا اس وقت جائز ہے کہ ان میں جتنا تیل ہے وہ اس تیل سے زیادہ ہو جس کے بدلے میں اس کو بیچ کرتا ہے یعنی کھلی کے مقابلہ میں تیل کا کچھ حصہ ہونا ضروری ہے اور بنا جائز۔ یونہی سرسوں کو زیتون کے تیل کے بدلے میں یا السی کو اس کے تیل کے بدلے میں بیچ کرنے کا حکم ہے غرض یہ کہ جس کھلی کی کوئی قیمت ہوتی ہے اس کے تیل کو جب اس سے بیچ کیا جائے تو جو تیل مقابل میں ہے وہ اس سے زیادہ ہو اس میں ہے۔ (ہدایہ، درمختار، درمختار)

اور اگر کوئی ایسی چیز اس میں ملی ہو جس کی کوئی قیمت نہ ہو جیسے خار کے یہاں کی راکھ کہ اسے بنا رنگنے کپڑے میں اس کا حکم یہ ہے کہ جس سونے یا چاندی کے عوض میں اسے بیچا اگر وہ زیادہ یا کم ہے بیچ فاسد ہے اور برابر ہے تو جائز اور معلوم نہ ہو کہ برابر ہے یا نہیں جب بھی ناجائز۔

(کبیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... جن چیزوں میں بیع جائز ہونے کے لئے برابری کی شرط ہے یہ ضروری ہے کہ مساوات کا علم وقت عقد ہو اگر بوقت عقد علم نہ تھا بعد کو معلوم ہوا مثلاً گیہوں گیہوں کے بدلے میں تخمینہ سے بیچ دیئے پھر بعد میں ماپے گئے تو برابر نکلے بیع جائز نہیں ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... گیہوں گیہوں کے بدلے میں بیچ گئے اور تفاضل یعنی لین نہیں ہوا یہ جائز ہے۔ نقد کی بیع اپنی جنس یا غیر جنس سے ہو اس میں تفاضل شرط نہیں۔ (عالمگیری) مگر یہ اسی وقت ہے کہ دونوں جانب معین ہوں۔

مسئلہ نمبر ۲۷..... آقا اور غلام کے مابین سود نہیں ہوتا اگر چہ مدیون ہو یا مدیون ہو کہ یہاں حقیقتاً بیع ہی نہیں ہاں اگر غلام یا تاجون ہو جو اس کے مال اور ذات کو مستغرق ہو تو اب سود ہو سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے اگر وہ باہم بیع کریں تو کمی بیشی کی صورت میں سود نہیں ہو سکتا۔ اور شرکت عنان والوں نے باہم مال شرکت کو بطریق مرابحت کیا تو سود نہیں اور اگر دونوں اپنے مال کو کم و بیش کر کے بطریق مرابحت کریں یا ایک نے اپنے مال کو مال شرکت سے کم و بیش کر کے بطریق مرابحت کیا تو ضرور سود ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... مسلم اور بیطریق حربی کے مابین دار الحرب میں جو عقد ہوا اس میں سود نہیں۔ مسلمان اگر دار الحرب میں امان لے کر گیا تو کافروں کی خوشی سے جس قدر ان کے اموال حاصل کرے جائز ہے اگر ایسے طریقہ سے حاصل کئے کہ مسلمان کا مال اس طرح لینا جائز نہ ہو مگر یہ ضروری ہے کہ وہ کسی بد عہدی کے ذریعے حاصل نہ کیا گیا ہو کہ بد عہدی کفار کے ساتھ بھی حرام ہے۔ مثلاً کسی کافر نے اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی اور یہ دینا نہیں چاہتا یہ بد عہدی ہے اور درست نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... عقد فاسد کے ذریعے سے کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر حربی کے ساتھ کیا جائے تو ممنوع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لئے مفید ہو مثلاً ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپے بیچنا یہ ایسا ہے کہ اس کے ہاتھ مرار کو بیچ ڈالا اس طریقہ سے مسلمان کا روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... ہندوستان اگر چہ دار السلام ہے اس کو دار الحرب کہنا صحیح نہیں مگر یہاں کے کفار بقینا ذمی ہیں نہ مستامن۔ کیونکہ ذمی یا مستامن کے لئے بادشاہ اسلام کا ذمہ کرنا اور امن کرنا اور امن دینا ضروری ہے لہٰذا ان کفار کے اموال محدود فاسدہ کے ذریعے حاصل کئے جا سکتے ہیں جب کہ بد عہدی نہ ہو۔

سود سے بچنے کی صورتیں

شریعت مطہرہ نے جس طرح سود لینا حرام فرمایا سود دینا بھی حرام کیا ہے۔ حدیثوں میں دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ دونوں برابر ہیں۔ آج کل سود کی اتنی کثرت ہے کہ قرض حسن جو بغیر سودی ہوتا ہے بہت کم پایا جاتا ہے۔ دولت والے کسی کو بغیر نفع روپیہ دینا نہیں چاہتے اور اہل حاجت اپنی حاجت کے سامنے اس کا اٹھانا بھی نہیں کر سکتے کہ سودی روپیہ لینے میں آخرت کا کتنا عظیم وبال ہے اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ اگر کہیں لڑکی کی شادی، ختنہ اور دیگر تقریبات شادی غمی میں اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ برادری اور خاندان کے رسوم میں اچھے جکڑے ہوئے ہیں کہ ہر جتھ کہنا ایک نہیں سنتے رسوم میں کمی کرنے کو اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو وہ تو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ ان رسوم کے جنجال سے نکلیں چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلائیں اور دنیا و آخرت کے تباہ کن نتائج سے ڈریں۔ تھوڑی دیر کی مسرت پیدا کئے جس میں ہمیشہ کی ناکامی کا خیال کر کے آئندہ کی زندگی کو تلخ نہ کریں۔ اگر یہ لوگ اپنی ہمت سے باز نہ آئیں قرض کا بار گراں اپنے سر پر رکھنا چاہتے ہیں

بیچنے کی سعی نہیں کرتے جیسا کہ مشاہدہ ہی پر شاہد ہے تو اب تمہاری دوسری فہمائش ان مسلمانوں کو یہ ہے کہ سودی قرض کے قریب نہ جائیں کہ بعض قطعی قرآنی اس میں برکت نہیں اور مشاہدات وتجربات بھی یہی ہیں کہ بڑی بڑی جائیدادیں سود میں تباہ وہ چکی ہیں۔

یہ سوال اس وقت پیش نظر ہے کہ جب سودی قرض نہ لیا جائے تو بغیر سودی قرض کون دے گا پھر ان دشواریوں کو کس طرح حل کیا جائے۔ اس کے لئے ہمارے علماء کرام نے چند صورتیں یعنی تحریر فرمائی ہیں کہ ان طریقوں پر عمل کیا جائے تو سود کی نجاست وخست سے پناہ ملتی ہے اور قرض دینے والا جس ناجائز نفع کا خواہش مند تھا اس کے لئے جائز طریقہ پر نفع حاصل ہو سکتا ہے صرف لین دین کی صورت میں کچھ ترمیم کرنی پڑے گی۔ مگر ناجائز وحرام سے بچاؤ ہو جائے گا۔ شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ دل میں جب یہ ہے کہ سود کے کر ایک سو دس لے جائیں پھر سود سے کیا کہ بچے ہم اس کے لئے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ شرع مطہر نے جس حقہ کو جائز بتایا وہ محض اس تخیل سے ناجائز وحرام نہیں ہو سکتا۔ دیکھو اگر روپے سے چاندی خریدی اور ایک روپیہ بھر سے زائد ہی یقیناً سود وحرام ہے صاف حدیث میں تصریح ہے اَلْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ مَثَلاً بِمَثَلٍ یَدًا بِیَدٍ وَ الْفَضْلُ رِبٰو

اور اگر مثلاً ایک ٹی جو چند روپے کی ہو اس سے بچیس روپے بھر یا اور زیادہ چاندی خریدی یا سلعۃ نے بیسوں کی دو روپیہ بھر خریدی اگر چہ اس کا تصور بھی دی ہے کہ چاندی زیادہ ملی جائے مگر سودنہیں اور یہ صورت یقیناً حلال ہے۔ حدیث صحیح میں فرمایا۔ اِذَا اخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَبِیْعُوْا کَیْفَ شِئْتُمْ "معلوم ہوا کہ جواز وعدم جواز نوعیت عقد پر ہے حقہ بدل جائے گا۔ حکم بدل جائے گا اس مسئلہ کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ہم دو حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔

صحیحین میں ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا تو وہ وہاں سے حضور ﷺ کی خدمت میں کھجوریں لائے۔ ارشاد فرمایا کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ عرض کی نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم دو صاع کے بدلے میں ان کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے میں دو صاع لیتے ہیں فرمایا ایسا نہ کرو۔ معمولی کھجوروں کو روپیہ سے بیچو پھر روپیہ سے اس قسم کی کھجوریں خریدا کرو اور قول کی چیزوں کا بھی ایسا ہی فرمایا۔

صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برنی کھجوریں لائے۔ ارشاد فرمایا کہاں سے لائے؟ عرض کی ہمارے یہاں ناقص کھجوریں تھیں ان کے دو صاع کو ان کے ایک صاع کے عوض میں بیچ ڈالا۔ ارشاد فرمایا افسوس! یہ تو بالکل سود ہے ایسا نہ کرنا ہاں اگر ان کے خریدنے کا ارادہ ہو تو اپنی کھجوریں بیچ کر پھر ان کو خریدو۔ ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ بات وہی ہے کہ عمدہ کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں تو اپنی کھجوریں زیادہ دے کر لیتے ہیں سود ہوتا ہے اور اپنی کھجوریں روپیہ سے بیچ کر اچھی کھجوریں خریدیں یہ جائز ہے اسی وجہ سے امام عالم شاں رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں سود سے بچنے کی صورتیں لکھتے ہیں تحریر فرماتے ہیں۔ وَمِثْلُ هٰذَا رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْهٗ اَمَرَ بِذٰلِكَ اس تمہید کے بعد اب وہ صورتیں بیان کرتے ہیں جو علماء نے سود سے بچنے کی بیان کی ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱.....ایک شخص کے دوسرے پر دس روپے تھے اس نے مدین سے کوئی چیز ان دس روپوں میں خریدی اور مبیع پر قبضہ بھی کر لیا پھر اسی چیز کو مدین کے ہاتھ بارہ میں ثمن وصول کرنے کی ایک میعاد مقرر کر کے بیچ ڈالا اب اس کے اس پر دس کی جگہ بارہ ہو گئے اور اسے دو روپے کا نفع ہوا اور سود نہ ہوا۔ (عالمگیریہ)

مسئلہ نمبر ۲.....ایک نے دوسرے سے قرض طلب کیا وہ نہیں دیتا اپنی کوئی چیز مقترض کے ہاتھ سو روپے میں بیچ ڈالی اس نے سو روپے دے دیئے اور چیز پر قبضہ کر لیا پھر مستقرض نے وہی چیز مقترض سے سال بھر کے وعدہ پر ایک سو دس روپے میں خرید لی یہ بیع جائز ہے۔ مقترض نے سو روپے دیئے اور ایک سو دس روپے مستقرض کے ذمہ لازم ہو گئے اور اگر مستقرض کے پاس کوئی چیز نہ ہو جس کو اس طرح بیع کرتا۔ تو مقترض مستقرض کے ہاتھ اپنی کوئی چیز ایک سو دس روپے میں بیچ کرے اور قبضہ دے دے پھر مستقرض اس کی چیز غیر کے ہاتھ سو روپے میں بیچے اور قبضہ دے دے

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر اس شخص اجنبی سے مقرض سو روپے میں خرید لے اور ثمن ادا کردے اور مستقرض کو سو روپے ثمن ادا کردے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مقرض کی چیز اس کے پاس آگئی اور مستقرض کو سو روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ ایک سو دس روپے لازم رہے۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۳..... مقرض نے اپنی کوئی چیز مستقرض کے ہاتھ تیرہ روپے میں چھ مہینے کے وعدہ پر بیع کی اور قبضہ دے دیا پھر مستقرض نے اسی چیز کو اجنبی کے ہاتھ بیچا اور اس بیع کو ابطال کر کے پھر اسی کو مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور روپے کے لئے اس کا بھی یہی نتیجہ ہوا کہ مقرض کی چیز واپس آگئی اور مستقرض کو دس روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ تیرہ روپے واجب ہوئے۔[1] (غایہ)

مسئلہ نمبر ۴..... سود سے بچنے کی ایک صورت بیع عینہ ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیع عینہ مکروہ ہے کیونکہ قرض کی خوبی اور حسن سلوک سے محض نفع کی خاطر بچنا چاہتا ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھی نیت ہو تو اس میں حرج نہیں بلکہ بیع کرنے والا مستحق ثواب ہے کیونکہ وہ سود سے بچنا چاہتا ہے۔ مشائخ بلخ نے فرمایا بیع عینہ ہمارے زمانے کی اکثر بیوں سے بہتر ہے۔ بیع عینہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے سو روپے قرض مانگے، اس نے کہا میں قرض نہیں دوں گا یا یہ کہہ سکتا ہوں کہ چیز تمہارے ہاتھ بارہ روپے میں بیچتا ہوں اگر تم چاہو اسے خرید لو اسے بازار میں دس روپے کی بیع کر دینا تمہیں دس روپے مل جائیں گے اور کام چل جائے گا اور اسی صورت سے بیع ہوئی۔ بائع نے زیادہ نفع حاصل کرنے اور سود سے بچنے کا یہ حیلہ نکالا کہ دس کی چیز بارہ میں بیع کر دی اس کا کام چل گیا اور خاطر خواہ اس کو نفع مل گیا۔ بعض لوگوں نے اس کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ تیسرے شخص کو اپنی بیع میں شامل کریں یعنی مقرض نے قرض دار کے ہاتھ اس کو بارہ میں بیچا اور قبضہ دے دیا پھر قرض دار نے ثالث کے ہاتھ دس روپے میں بیع کر قبضہ دے دیا اس نے مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور قبضہ دے دیا پھر قرض دار نے ثالث کے ہاتھ دس روپے میں بیع کر قبضہ دے دیا اس نے مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور قبضہ دے دیا اور دس روپے ثمن کے مقرض سے وصول کر کے قرض دار کو دے دیئے نتیجہ یہ ہوا کہ قرض مانگنے والے کو دس روپے وصول ہو گئے مگر بارہ دینے پڑیں گے کیونکہ بیع بارہ میں خریدی ہے۔

(غایہ، فتح والمختار)

حقوق کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... دو منزلہ مکان ہے اس میں نیچے کی منزل خریدی بالا خانہ مقدمہ میں داخل نہ ہوگا مگر جب کہ جمیع حقوق یا جمیع مرافق یا بعض **قلیل وکثیر** کے ساتھ خریدا ہو (درمختار، جوہرہ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... مکان کی خریداری میں پاخانہ (بیت الخلا) اگرچہ مکان سے باہر ہو اور کنواں اور اس کے گھن میں جو درخت ہوں وہ اور پائیں باغ سب بیع میں داخل ہیں ان چیزوں کی بیع نامہ میں مراحت کرنے کی ضرورت نہیں۔ مکان سے باہر اس سے ملا ہوا باغ ہو اور جھوٹا ہو تو بیع میں داخل ہے اور مکان سے بڑا ہو یا برابر کا ہو تو داخل نہیں جب تک خاص اس کا بھی نام بیع میں نہ لیا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... مکان سے متصل باہر کی جانب بھی نیں وغیرہ کا چھپر ڈال لیتے ہیں جو نشست کے لئے ہوتا ہے اگر حقوق مرافق کے ساتھ بیع ہوئی ہے تو داخل ہے ورنہ نہیں۔ (جواہر)

مسئلہ نمبر ۴..... راستہ خاص اور پانی پینے کی مالی اور کھیت میں پانی آنے کی مالی اور وہ گھاٹ جس سے پانی آئے گا یہ سب چیزیں بیع میں اس وقت داخل ہوں گی جب کہ حقوق یا مرافق یا مرافق **قلیل وکثیر** کا ذکر ہو۔

---

[1] اس صورت میں اگر یہ بات ہوئی کہ جو چیز جتنے میں بیع ثانی کی اول فوراً ثمن مشتری سے اس سے کم میں خریدی مگر چونکہ اس صورت مفروضہ میں ایک بیع جو اشتری سے ہوئی درمیان میں فاصل ہو گئی لہٰذا یہ بیع جائز ہے۔ منہ

مسئلہ نمبر ۵.....مکان کا پہلے ایک راستہ تھا اس کو بند کر کے دوسرا راستہ جاری کیا گیا اس کی خریداری میں پہلا راستہ داخل نہیں ہوگا اگرچہ حقوق مرافق کا لفظ بھی کہا ہو کیونکہ یہ باب اس کے حقوق میں داخل ہی نہیں دوسرا راستہ البتہ داخل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶.....ایک مکان شریعہ جس کا راستہ دوسرے مکان میں ہو کر جاتا ہے دوسرے مکان والے مشتری کو آنے سے روکتے ہیں اس صورت میں اگر بائع نے کہدیا کہ اس معبد کا راستہ دوسرے مکان میں سے نہیں ہے تو مشتری کو راستہ حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں البتہ یہ ایک عیب ہوگا جس کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے اگر اس کی دیواروں پر دوسرے مکان کی کڑیاں رکھی ہیں اگرچہ دوسرا مکان بائع کا ہو حکم دیا جائے گا اپنی کڑیاں اٹھا لے اور کسی دوسرے کا ہے تو یہ مکان کا ایک عیب ہے مشتری کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷.....ایک شخص کے دو مکان ہیں ایک کی چھت کا پانی دوسرے کی چھت پر سے گزرتا ہے دوسرے مکان کو جمیع حقوق کے ساتھ بیع کیا اس کے بعد پہلے مکان کو کسی دوسرے کے ہاتھ بیع کیا تو پہلا مشتری اپنی چھت پر پانی بہانے سے دوسرے کو روک سکتا ہے اور اگر ایک شخص کے دو باغ تھے ایک کا راستہ دوسرے میں ہو کر تھا دوسرا باغ اس نے اپنی لڑکی کے ہاتھ بیع کیا اور شرط باری کو حق مرور اس کو حاصل رہے گا پھر لڑکی نے اپنا باغ کسی اجنبی کے ہاتھ بیع کیا تو یہ اجنبی اس کے باپ کو باغ میں گزرنے سے روک نہیں سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸.....مکان یا کھیت کرایہ پر لیا تو راستہ اور پانی اور گھاٹ جارہ میں داخل ہیں یعنی اگرچہ حقوق و مرافق نہ کہا ہو جب بھی ان چیزوں پر تصرف کر سکتا ہے۔ وقف اور بھی جارہ کے حکم میں ہیں۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۹.....کسی کے لئے اقرار کیا کہ یہ مکان اس کا ہے۔ مکان کی وصیت کی یا اس پر مصالحت ہوئی یہ سب بیع کے حکم میں ہیں کہ بغیر ذکر حقوق و مرافق راستہ وغیرہ داخل نہیں ہوں گے (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....دو شخص ایک۔ مکان میں شریک تھے باہم تقسیم ہوئی ایک کے حصہ کا راستہ یا پانی دوسرے کے حصہ میں ہے اگر بوقت تقسیم حقوق کا ذکر تھا جب تو کوئی حرج نہیں اور اگر ذکر نہ تھا تو دوسرا راستہ وغیرہ نہیں ملے گا پھر اگر وہ اپنے حصہ میں نیا راستہ اور پانی وغیرہ نکال سکتا ہے تو نکال لے اور تقسیم صحیح ہے اور یہ تقسیم غلط ہوئی توڑ دی جائے جبکہ تقسیم کے وقت راستہ وغیرہ کا خیال کیا ہی نہ گیا ہو۔ (درمختار)

استحقاق کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بظاہر کوئی چیز ایک شخص کی معلوم ہوتی ہے اور وہ واقعہ میں دوسرے کی ہوتی ہے یعنی دوسرا شخص اس کا مدعی ہوتا ہے اور اپنی ملک ثابت کر دیتا ہے اس کو استحقاق کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱.....استحقاق دو قسم ہے ایک یہ کہ دوسرے کی ملک کو بالکل باطل کر دے اس کو مبطل کہتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ملک کو ایک سے دوسرے کی طرف منتقل کر دے اس کو ناقل کہتے ہیں۔ مبطل کی مثال حریت اصلیہ کا دعویٰ یعنی غلام تھا ہی نہیں۔ یا حق کا دعویٰ مدبریا۔ مکاتب ہونے کا دعویٰ۔ ناقل کی مثال یہ ہے کہ زید نے بکر پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو تمہارے پاس ہے تمہاری نہیں میری ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....استحقاق کی دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز کسی منقولہ کے ذریعہ سے مدعا علیہ (قابض) کو حاصل ہوئی ہے تو محض ملک ثابت کر دینے سے منقولہ فسخ نہیں ہوگا کیونکہ وہ چیز مدعا علیہ کی قابل منقولہ ہے یعنی مدعی کی چیز ہے جس کو دوسرے نے مدعا علیہ کے ہاتھ مثلاً فروخت کر دیا۔ یہ بیع فضولی کی خبری جو مدعی کی اجازت پر موقوف ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳.....مستحق کے موافق قاضی نے فیصلہ صادر کر دیا اس سے بیع فسخ نہیں ہوئی۔ ہو سکتا ہے کہ مستحق مشتری سے وہ چیز لے ثمن وصول کرے یا بائع کو فسخ کر دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود مشتری وہ چیز بائع کو واپس کر دے اور ثمن پھیر لے اب بیع فسخ ہوگئی یا مشتری نے

قاضی کو درخواست دی کہ بائع پر واپسی ثمن کا حکم صادر کرے اس نے حکم دے دیا یہ دونوں خود اپنی رضامندی سے مقدمہ کو فسخ کریں۔
(فتح القدیر و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... قاضی نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ چیز مستحق (مدعیٰ) کی ہے یہ فیصلہ ذی الید (مدعاعلیہ) کے مقابل میں بھی ہے اور ان کے مقابل میں بھی جن سے ذی الید کو یہ چیز حاصل ہوئی جب کہ اس ذی الید نے اپنے بیان میں یہ ظاہر کر دیا کہ یہ چیز مجھ کو فلاں سے اس نوعیت سے حاصل ہوئی ہے۔ مثلاً اس سے خریدی ہے یا بطور میراث اس سے ملی ہے اور اس صورت میں دنگر بوط کے مقابل میں بھی یہ فیصلہ قرار پائے گا، اس چیز کے متعلق ملک یا دعویٰ کوئی شخص کرے مسموع نہیں ہوگا۔ مثلاً مشتری نے بتایا خریدا بیان کر دیا اور اس سے وہ چیز لے لی گئی تو مشتری بائع سے ثمن واپس لے گا اور بائع نے بھی اگر خریدی تھی تو وہ اپنے بائع سے ثمن وصول کرے۔ دلل بذا تقاص ہر ایک کے لئے اعادہ گواہ اور فیصلہ کی ضرورت نہیں وہی پہلا فیصلہ اور پہلا ثبوت کافی ہے اور اگر ذی الید نے اپنے بیان میں صرف اتنا ہی کہا ہے کہ یہ چیز میری ملک ہے یہ نہیں ظاہر کیا ہے کہ کس سے اس کو حاصل ہوئی تو وہ فیصلہ اسی مقابل قرار پائے گا دوسرے لوگوں سے اس کو تعلق نہیں مثلاً ایک شخص کے قبضہ میں ایک مکان ہے جس کو وہ اپنا بتاتا ہے اس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ثابت کر دیا۔ قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا پھر ایک تیسرا شخص جو مدعا علیہ اول کا بھائی ہے وہ کھڑا ہوا اور کہتا ہے یہ مکان میرے باپ کا تھا اس نے اور اثنا میرے اور میرے بھائی کے مابین چھوڑا ہے اور اس کو ثابت کر دیا تو مکان میں نصف حصہ اس کو مل جائے گا کیونکہ پہلا فیصلہ اس کے مقابل میں بھی نہیں ہوا ہے اور اگر ذی الید نے یہ کہہ دیا ہوتا کہ مکان مجھ کو وراثت میں ملا ہے تو وہ پہلا فیصلہ ان کے مقابل میں بھی ہوتا اور اس کا دعویٰ مسموع نہ ہوتا
(درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... بعض صورتیں ایسی ہیں کہ مشتری کی مشتری کے مقابلہ میں فیصلہ ان کے مقابل میں فیصلہ نہیں قرار پائے گا جن سے مشتری کو وہ چیز حاصل ہوئی ہے وہ اگر دعویٰ کریں گے تو مسموع ہوگا۔ مثلاً اس نے ایک جانور خریدا تھا مشتری سے یہ دعوائے استحقاق وہ جانور لے لیا گیا اس نے بائع سے ثمن واپس کرایا چاہا۔ بائع نے کہا مستحق جھوٹا ہے وہ میرا ہی تھا میرے یہاں پیدا ہوا یا جس سے میں نے خریدا تھا اس کے یہاں اس کے جانور پیدا ہوا یہ دعویٰ مسموع ہوگا اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دے تو پہلا فیصلہ رد ہو جائے گا۔ یا وہ بائع یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز خود مستحق سے خریدی ہے اس کی نہیں ہے یہ دعویٰ بھی مسموع ہے۔
(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... جب چیز مستحق کی ہو گئی مشتری کو بائع سے ثمن واپس لینے کا حق حاصل ہو گیا مگر کوئی مشتری اپنے بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جب تک اس کے مشتری نے اس سے واپس نہ لیا ہو۔ مثلاً مشتری اول بائع سے اس وقت ثمن لے گا جب مشتری دوم نے اس سے لیا ہو اور اگر خریدار نے وقت خریداری کوئی کفیل (ضامن) لیا تھا جو اس کا ضامن تھا اگر کسی دوسرے کی یہ چیز ثابت ہوئی تو ثمن کا یہی ضامن ہوں اس ضامن سے مشتری ثمن اس وقت وصول کر سکتا ہے جب بکفول عنہ کے خلاف میں قاضی نے واپس ثمن کا فیصلہ کر دیا ہو۔
(درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... مشتری نے بائع سے ثمن کی واپسی چاہی اور دونوں میں کم مقدار پر صلح ہو گئی تو بائع اپنے بائع سے وہ ثمن لے گا جو ان دونوں کے درمیان طے پایا تھا۔ اور مشتری نے بائع سے ثمن کو معاف کر دیا بعد اس کے کہ واپسی ثمن کے متعلق قاضی کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا تو یہ بائع اپنے بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر استحقاق سے قبل بائع نے مشتری کو ثمن معاف کر دیا تھا تو اب مشتری نہ بائع سے لے سکتا ہے نہ بائع اپنے بائع سے۔ اور مستحق و مشتری کے مابین مصالحت ہو گئی کہ مستحق ثمن کا ایک جز مشتری کو دے کر چھٹ لے اب مشتری اپنے بائع سے کچھ نہیں لے سکتا کہ اس نے اپنا حق خود ہی باطل کر دیا۔
(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... استحقاق بطلن میں باقی مشتریین کے مابین جتنے محضر ہیں وہ سب فسخ ہو گئے اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی ان محضر کو فسخ کرے۔ ہر ایک بائع اپنے بائع سے ثمن واپس لینے کا حق دار ہے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ جب مشتری اس سے لے تو یہ بائع سے لے اور یہ

بھی ہوسکتا ہے کہ ہر ایک شخص ضامن سے وصول کرلے اگر چہ مکفول عنہ پر واپسی ثمن کا فیصلہ نہ ہوا ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... کسی شخص کی نسبت یہ حکم ہوا کہ یہ حر اصلی ہے یعنی ایک شخص کسی کا غلام تھا اس کو پتہ چلا کہ یہ اصلی آزاد ہے اس نے قاضی کے پاس دعویٰ کیا قاضی نے حریت اصلیہ کا حکم دیا۔ یا ایک شخص نے کسی پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اس نے کہا میں اصلی حر ہوں اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا اور مدعی اس کی غلامی کو گواہوں سے ثابت کرسکا اور کہتا ہے کہ میں آزاد ہوں اور اس سے پہلے سوا دنیا والا جانتا ہے اس نے اپنی غلامی کا کبھی اقرار نہ کیا ہو، تاہم یہی نہیں کہ یہ جب پکڑا گیا اس وقت خاموش رہا بلکہ مشتری کے ساتھ چلا گیا اس حکم کے بعد اب دنیا بھر میں کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ یہ میرا غلام ہے یہ دعویٰ ہی نہیں سنا جائے گا۔ یونہی حق اور اس کے توابع کا حکم بھی تمام جہان میں مانند ہے کہ اس کے خلاف کوئی دعویٰ گری نہیں سکتا یعنی دعویٰ کیا کہ فلاں کا غلام تھا اس نے آزاد کردیا یا مدبر کردیا یا لونڈی ہے اس کی ام ولد کیا اور قاضی نے ان باتوں کا حکم صادر کردیا تو اب کوئی بھی دعویٰ نہیں کرسکتا۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... ملک منذور میں جب حق تاریخ سے پہلے ثابت ہوگیا اور قاضی نے حق کا حکم دیا تو اس تاریخ کے وقت سے اس کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں ہوسکتا اس سے پہلے کی ملک کا دعویٰ ہوسکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ زید نے بکر سے کہا تو میرا غلام ہے۔ پانچ سال سے تو میری ملک میں ہے۔ بکر نے جواب میں کہا میں فلاں شخص کا غلام تھا چھ برس ہوئے اس نے مجھے آزاد کردیا اور اس امر کو گواہوں سے ثابت کیا۔ زید کا دعویٰ بے کار ہوگیا پھر عمرو نے بکر پر دعویٰ کیا کہ میں سات برس سے تیرا مالک ہوں اور اب بھی تو میری ملک میں ہے اس کو اس نے گواہوں سے ثابت کیا تو گواہ قبول ہوں گے اور پہلا فیصلہ منسوخ ہوجائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... کسی جائیداد کی نسبت وقف کا حکم ہوا یہ حکم تمام لوگوں کے مقابل نہیں یعنی اگر اس کے متعلق ملک یا دوسرے وقف کا دوسرا شخص دعویٰ کرے وہ دعویٰ مسموع ہوگا۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... مشتری کو بائع سے ثمن واپس لینے کا اس وقت حق ہوگا جب مستحق نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی ہو اور اگر مدعا علیہ یعنی مشتری نے خود ہی اس کی ملک کا اقرار کرلیا یا اس پر حلف دیا گیا اس نے حلف سے انکار کردیا مشتری کے وکیل یا خصومۃ نے اقرار کرلیا یا حلف سے انکار کردیا تو مشتری نے اپنے بائع سے ثمن نہیں لے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ایک مکان خریدا اس پر ایک شخص نے ملک کا دعویٰ کردیا مشتری نے اس کی ملک کا اقرار کرلیا بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا اس کے بعد مشتری گواہوں سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یہ مکان مستحق کا ہے تا کہ بائع سے ثمن واپس لے سکے یہ گواہیں سنے جائیں گے ہاں اگر گواہوں سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ بائع نے خود اقرار کیا ہے کہ مستحق کی ملک ہے تو یہ گواہ مقبول ہوں گے اور اس کو بائع سے ثمن واپس کر لینے کا حق ہوجائے گا اور مشتری یہ بھی کرسکتا ہے کہ بائع پر حلف دے کہ وہ قسم کھا جائے کہ مستحق کا نہیں ہے۔ اگر بائع نے اس قسم سے انکار کیا تو مشتری کو ثمن واپس لینے کا حق ہوجائے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... استحقاق میں ثمن واپس لینے کا حق اس وقت ہے کہ دعویٰ اس پر ہو جو بیچ بائع کے یہاں تھی اور اگر اس میں تغیر آگیا اتنا کہ غصب کیا ہوتا تو مالک ہوجاتا اور اس پر استحقاق ہوتا تو بائع سے ثمن نہیں لے سکتا۔ مثلاً گیہوں خریدا اس کو پیس کر آٹا بنالیا اس کے بعد مستحق نے گواہوں سے ثابت کیا جب بھی مشتری بائع سے نہیں لے سکتا کیونکہ یہ استحقاق اس کی ملک پر نہیں ہوا کرتے تاہم ہی ہے اور اس نے بائع سے کرتا کہاں خریدا یہاں اگر اس نے گواہ سے یہ ثابت کیا کہ کپڑا میرا تھا جب کہ کرتا بنوا تو اب مشتری بائع سے لے لیگا۔ یونہی گیہوں خریدے تھے تا پس گیا آٹے کے مستحق نے دعویٰ کیا تو مشتری واپس نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا کہ پیسنے سے قبل گیہوں میرے تھے اسی طرح گوشت خریدا تھا پکوالیا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مشتری نے بائع سے یوں کہا کہ اگر استحقاق ہوگا تو ثمن واپس نہ لوں گا پھر بھی بعد استحقاق ثمن واپس لے سکتا ہے اور

وہ قول لغو ہے کہ اور اصحابی معافی کا مل تعلق نہیں۔ (ع)

مسئلہ نمبر ۱۶..... بائع مرگیا ہے اور اس کا وارث بھی کوئی نہیں اور مشتری پر استحقاق ہوا تو قاضی خود بائع کا ایک وصی مقرر کرے گا اور مشتری اس سے ثمن واپس لے گا۔ بائع کہتا ہے یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے مگر اس کو بات نہ کر سکا یا وہ بچہ ہی سے انکار کرتا ہے جب بھی مشتری ثمن واپس لے سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مشتری نے جس سے خریدا ہے وہ وکیل بالقبض ہے اور مشتری نے ثمن اسی کو دیا ہے تو اسی وکیل کے مال سے ثمن وصول کر سکتا ہے اس کا بھی انتظار کرنا ضروری نہیں کہ موکل اس کو دے تو مشتری لے۔ اور اگر مشتری نے ثمن خود موکل کو دیا ہے تو اتنا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ موکل سے وصول کرے جب پیاس سے لے لے۔ بائع نے اگر مشتری سے کہا تمہیں معلوم ہے یہ چیز میری تھی اور یہ گواہ جھوٹے ہیں مشتری نے اس کی تصدیق کی جب بھی بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... مشتری کے پاس مستحق کے گواہ پیش ہوئے اور ابھی تک قاضی نے حکم نہیں دیا ہے تو مشتری اس سے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے جبکہ یہ کہ وہ گواہوں سے اپنی ہونا ثابت کرے اور اس وقت بائع سے ثمن لینے کا حق دار ہوگا۔ اور اگر مستحق کے یہاں صورت مذکورہ میں ہلاک ہوگئی تو مشتری اس مستحق پر دعویٰ کرے کہ تو نے بلا حکم قاضی میری چیز لے لی ہے اور وہ میری ملک تھی اور اب تیرے پاس ہلاک ہوگئی لہٰذا اس کی قیمت ادا کر۔ اب اگر مستحق گواہوں سے اپنی ہونا ثابت کردے گا تو مشتری بائع سے ثمن لے سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... ایک جانور مادہ خریدا مشتری کے یہاں اس کے بچہ پیدا ہوا مستحق نے اس پر دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا تو مستحق جانور کو بھی لے گا اور بچے کو بھی بلکہ اگر کسی نے بچے کو مار ڈالا یا نقصان پہنچایا جس کا معاوضہ دیا جاتا ہے وہ بھی مستحق لے گا۔ مگر یہ ضروری ہے کہ قاضی نے اس کا بھی حکم دیا ہو۔ صرف اس جانور کا حکم دینا بچہ کا حکم نہیں۔ یہ حکم بچہ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جتنے زوائد ہیں وہ سب مستحق کو ملیں گے جب کہ قاضی نے اس کا فیصلہ کیا ہو اور اگر مستحق نے گواہوں سے ثابت نہیں کیا ہے بلکہ خود اس شخص نے اقرار کیا ہے تو بچہ مستحق کو نہیں ملے گا۔ صرف وہ جانور ہی لے گا یہاں اگر مستحق نے بچہ کا بھی دعویٰ کیا ہو اور ذی الید نے صرف جانور کا اقرار کیا تو جانور اور بچہ دونوں مستحق کو ملیں گے۔ اور دیگر زوائد کا بھی یہی حکم ہے۔ زوائد ہلاک ہوگئے تو ان کا ضمان نہیں کہ وہ اقرار میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ (بیع) گو وہ جہت کا مالک اور متصدر ہے کہ جس کے متعلق قائم ہوا ہی پر مقتصر نہیں رہتا اور اقرار جہت قاصرہ ہے کہ یہ تجاوز نہیں کرتا۔ (ہدایہ، فتح القدیر وغیرہ)

دعویٰ میں تناقض کہاں معتبر ہے کہاں نہیں؟

مسئلہ نمبر ۱..... تناقض یعنی پہلے ایک کلام کہا پھر اس کے خلاف متناقض دعویٰ ہے مگر اس میں شرط یہ ہے کہ

(۱) پہلا کلام کسی شخص معین کے متعلق ہو ورنہ مانع نہیں مثلاً پہلے کہا تمام شہر والوں کے ذمہ میرا کوئی حق نہیں پھر اسی شہر کے کسی خاص آدمی پر دعویٰ کیا یہ دعویٰ مسموع ہے۔ (۲) یہ بھی ضروری ہے کہ پہلا کلام بھی اس نے قاضی کے سامنے بولا ہو یا قاضی کے مسموع کا ثبوت گزرا ہو ورنہ قابل اعتبار نہیں (۳) یہ بھی ضروری ہے کہ تصدیق نہ کی ہو اگر اس نے تصدیق کر دی تو تناقض کا اثر نہیں (۴) یہ بھی ضروری ہے کہ قاضی نے اس کی تکذیب نہ کی ہو تکذیب سے تناقض اٹھ جاتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... کسی لونڈی کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری منکوحہ ہے پھر یہ کہتا ہے یہ میری ملک ہے یہ تناقض ہے اور دعویٰ ملک مسموع نہیں۔ جس طرح تناقض اس کے لئے مانع ہے دوسرے کے لئے بھی مانع ہے۔ مثلاً کہتا ہے یہ چیز فلاں کی ہے اس نے مجھے وکیل بالخصومۃ (مقدمہ) کیا ہے پھر کہتا ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے (دوسرے کا نام لے کر) اس نے مجھے وکیل بالخصومۃ کیا ہے یہ تناقض ہے اور مانع دعویٰ ہے ہاں اگر اس

کی دونوں باتوں میں تحقیق ممکن ہو تو مسموع ہوگا مثلاً اسی مثال مفروض میں وہ بیان دیتا ہے کہ جب پہلے میں مدعی ہو کر آیا تھا اس وقت وہ چیز اسی کی تھی اور اس نے مجھے وکیل کیا تھا اور اب یہ چیز اس کی نہیں بلکہ اس کی ہے اور اس نے مجھے وکیل کیا ہے۔ تناقض کی بہت سی صورتیں ہیں اس کی بعض مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔ ایک شخص کی نسبت دعویٰ کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی ہے اور میں حاجت مند ہوں میرا نفقہ اس سے دلوایا جائے، اس نے جواب دیا کہ یہ میرا بھائی نہیں ہے اس کے بعد مدعی مر گیا اور مدعا علیہ آتا ہے اور میراث مانگتا ہے اور کہتا ہے میرے بھائی کا ترکہ مجھ کو دیا جائے یا مسموع ہے پہلے ایک چیز کی نسبت کہا یہ وقف ہے پھر کہتا ہے میری ملک ہے یا مسموع ہے۔ پہلے کوئی چیز دوسرے کی بتائی پھر کہتا ہے میری ہے یا مسموع ہے اور اگر پہلے اپنی بتائی پھر دوسرے کی تو مسموع ہے کہ اپنی کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اس چیز کو خصومت کے ساتھ نہ بتاتا تھا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... یہ جو کہا گیا کہ تناقض مانع دعویٰ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی چیز میں تناقض ہو جس کا سبب ظاہر تھا۔ اور جو چیزیں ایسی ہیں جن کے سبب مخفی ہوتے ہیں ان میں تناقض مانع دعویٰ نہیں۔ مثلاً ایک۔ مکان خریدا کرایہ پر لیا پھر اسی۔ مکان کی نسبت دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے باپ نے میرے لئے خریدا جب میں بچہ تھا یا میرے باپ کا مکان ہے جو بطور وراثت مجھے ملا بظاہر یہ تناقض موجود ہے مگر مانع دعویٰ نہیں ہو سکتا ہے کو پہلے اسے علم نہ تھا اس بنا پر خریدا اب جب کہ معلوم ہوا یہ کہتا ہے مگر اپنی پچھلی بات کو ثابت کر دے تو مکان اسے مل جائے گا۔ رومال میں لپیٹا ہوا کپڑا خریدا پھر کہتا ہے یہ تو میرا ہی تھا میں بھولا نہ تھا یہ معتبر ہے۔ دو بھائیوں نے ترکہ تقسیم کیا پھر ایک نے کہا فلاں چیز والد نے مجھے دے دی تھی اگر یہ بات اپنے پچھلے بیان کے بتاتا ہے قبول ہے ورنہ نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... نسب طلاق حریت ان کے اسباب مخفی ہیں ان میں تناقض معتبر نہیں۔ مثلاً کہتا ہے یہ میرا بیٹا نہیں پھر کہا میرا بیٹا ہے نسب ثابت ہو گیا۔ اور اگر پہلے کہا یہ میرا لڑکا ہے پھر کہتا ہے نہیں ہے یہ دوسری بات معتبر ہے کیونکہ نسب ثابت ہو جانے کے بعد منتفی نہیں ہو سکتا یہاں وقت ہے کہ لڑکا بھی اس کی تصدیق کرے اور اگر اس نے اس کو اپنا لڑکا بتایا مگر وہ انکار کرتا ہے تو نسب ثابت نہیں ہاں لڑکے کے بعد پھر اقرار کر لیا تو ثابت ہو جائے گا۔ پہلے کہا میں فلاں کا وارث نہیں پھر کہا وارث ہوں اور میراث پانے کی وجہ بھی بتا دی جیسے باپ فلاں کی ہے یا بھائی ہے یا چچا ہے تو ثابت ہو گیا۔ یہ بات کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے یہ اقرار معتبر نہیں یعنی اس کہنے کی وجہ سے اس کے باپ سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا کہ غیر پر اقرار کرنے کا اسے کوئی حق نہیں۔ یہ کہا کہ میرا باپ فلاں شخص ہے اس نے بھی مان لیا نسب ثابت ہو گیا۔ پھر وہ شخص دوسرے کے نام لے کر کہتا ہے میرا باپ فلاں ہے یا بھائی مسموع ہے کہ پہلے شخص کے حق کا ابطال ہے اور اگر پہلے شخص نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے مگر تکذیب بھی نہیں کی ہے جب بھی دوسرے کے ایسا باپ نہیں بتا سکتا۔ طلاق میں تناقض کی صورت یہ ہے کہ عورت نے اپنے شوہر سے خلع کر لیا اس کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے تین طلاقیں خلع سے پہلے ہی دے دی تھی لہٰذا دو تو خلع کے پیش کیا جائے یہ دعویٰ مسموع ہے۔ اگر گواہوں سے ثابت کر دے تو دو طلاق پس لے گا۔ کیونکہ طلاق میں شوہر مستقل ہے عورت کی موجودگی یا علم و رضا ضروری نہیں پہلے عورت کو معلوم نہ تھا اس لئے خلع کر لیا اب معلوم ہوا تو دو طلاق خلع کی وجہ سے کالعدم ہو گئیں یا عورت نے شوہر کے ترکہ سے اپنا حصہ لیا دیگر ورثہ نے اس کی زوجیت کا اقرار کیا تھا پھر یہی لوگ کہتے ہیں کہ اس کے شوہر نے حالت صحت میں تین طلاقیں دے دی تھیں اگر معتبر گواہوں سے ثابت کر دیں عورت سے ترکہ واپس لے لیں۔

مسئلہ نمبر ۵..... حریت کی دو صورتیں ہیں ایک اصلی دوسری عارضی، اصلی تو یہ کہ آزاد پیدا ہوا رقیت اس پر طاری نہ ہوئی اس کی بنا طلاق (نقد قرہ باز نہ) پر ہی ہو سکتا ہے کہ اس کے ماں باپ حر ہیں مگر اسے علم نہیں یہ لوگوں سے اپنا غلام ہونا بیان کرتا ہے۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ اس کے والدین آزاد تھے اب آزاد کا دعویٰ کرتا ہے اور حریت عارضی کی بنا حتمی پر ہے حق مولیٰ مستقل و منفرد ہے ہو سکتا ہے کہ اس نے آزاد کر دیا ہو اور اسے خبر نہ ہوئی اس لئے اپنے کو غلام بتاتا ہے۔ جب معلوم ہوا کہ آزاد ہو چکا ہے آزاد کہتا ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... غلام نے خریدار سے کہا تم مجھے خرید لو میں فلاں کا غلام ہوں خریدار نے اس کی بات پر بھروسا کیا ہے خرید لیا اب

معلوم ہوا کہ وہ غلام نہیں بلکہ آزاد ہے۔ اگر بائع یہاں موجود ہے یا غائب ہے مگر معلوم ہے کہ وہ فلاں جگہ ہے تو اس غلام سے مطالبہ نہیں ہو سکتا بائع کو پکڑیں گے اس سے ثمن وصول کریں گے۔ اور اگر بائع لاپتہ ہے یا مر گیا ہے اور ترکہ کو بھی نہیں چھوڑا ہے تو اسی غلام سے مطالبہ وصول کیا جائے گا۔ اور ترکہ چھوڑ مرا ہے تو ترکہ سے وصول کریں غلام سے وصول کیا تو وہ جب بائع کو پائے اس سے وصول کرے اور اگر اس نے صرف اتنا کہا کہ میں غلام ہوں یا یہ کہا مجھے خریدلو تو اس سے مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... صورت مذکورہ میں اس نے مرتہن سے کہا مجھے رہن رکھ لو میں فلاں کا غلام ہوں اس نے رکھ لیا بعد میں معلوم ہوا غلام نہیں ہے تو چاہے ابھی حاضر یا غائب یہ معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے یا معلوم ہے کہ بیرحال غلام ہے رقم نہیں وصول کی جائے گی اور اگر اجنبی نے کہا کہ اسے خرید لو یہ غلام ہے اور اس کی بات پر اطمینان کر کے خرید لیا بعد میں معلوم ہوا وہ آزاد ہے اس اجنبی سے ضمان نہیں لیا جا سکتا کیونکہ غیر ذمہ شخص کی بات اتنا خود دھوکا کھانا ہے اور یہ خود اس کا قصور ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۸..... جائیداد غیر منقولہ بیع کردی پھر دعویٰ کرتا ہے کہ یہ جائیداد وقف ہے اور اس پر گواہ پیش کرتا ہے یہ گواہ سنے جائیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... ایک چیز خریدی اور ابھی اس پر قبضہ بھی نہیں کیا کہ مستحق نے دعویٰ کیا تو جب تک بائع و مشتری دونوں حاضر نہ ہوں وہ دعویٰ مسموع نہیں اگر دونوں کی موجودگی میں مستحق کے دعویٰ فیصلہ ہوا اور ان میں سے کسی نے یہ بات کر دیا کہ مستحق ہی نے اس کو بائع کے ہاتھ بیچا تھا اور بائع نے مشتری کے ہاتھ تو گواہی مقبول ہے اور رجوع لازم۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مستحق نے گواہوں سے یہ بات کہا کہ یہ چیز میرے پاس اتنے دنوں سے غائب ہے مثلاً ایک سال سے۔ مشتری نے بائع کو یہ واقعہ سنایا بائع نے گواہوں سے ثابت کیا کہ اس چیز کا وہ برس سے میں مالک ہوں۔ ان دونوں بیانوں کا تفصل یہ ہوا کہ مستحق و بائع دونوں نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا ہے اور بائع نے ملک کی تاریخ بتائی ہے مگر مستحق نے ملک کی کوئی تاریخ نہیں بیان کی کیونکہ مستحق یہ کہتا ہے کہ اتنے دنوں سے چیز غائب ہو گئی ہے یہ نہیں بتایا کہ اتنے دنوں سے میں اس کا مالک ہوں اور ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ذی الید کا بیان قبول نہیں ہوتا خارج کے گواہ مقبول ہوں گے اور چیز مستحق کو ملے گی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... مشتری کو خریداری کے وقت یہ معلوم ہے کہ چیز دوسرے کی ہے بائع کی نہیں ہے باوجود اس کے خریدی اب مستحق نے دعویٰ کر کے وہ چیز لے لی تو بھی مشتری بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے۔ وہ علم رجوع سے مانع نہیں لہٰذا اگر لونڈی کو خرید کر ہم ولد بنایا تھا اور جانتا تھا کہ بائع نے اسے غصب کیا ہے تو اس کا بچہ آزاد نہ ہوگا بلکہ غلام ہوگا۔ اور ثمن کی واپسی کے وقت اگر بائع نے گواہوں سے یہ بات بھی کہا کہ خود مشتری نے ملک مستحق کا اقرار کیا تھا تو بھی ثمن کی واپسی پر اس کا کچھ اثر نہ پڑے گا جب کہ مستحق نے گواہوں سے اپنی ملک کا ثبت کی ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... اگر مشتری نے بائع کی ملک کا اقرار کیا مگر مستحق نے یہ ثابت کر کے چیز لے لی اور مشتری نے ثمن واپس لیا جب بھی بائع کے لئے جو پہلے اقرار کر چکا ہے وہی حکم ہے یعنی وہ چیز کسی صورت سے مشتری کے پاس پھر آجائے۔ مثلاً کسی نے اس کو ہبہ کر دی یا اس نے پھر خرید لی تو اس کو یہی حکم دیا جائے گا کہ بائع کو دے دے اور اگر ملک بائع کا اقرار نہیں کیا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ بائع کو دے۔

(درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مشتری نے پوری مبیع پر قبضہ کیا پھر اس کے جز کا مستحق نے دعویٰ کیا تو اتنے جز کی بیع فسخ کر دی جائے گی باقی کی بدستور رہے گی ہاں اگر مبیع ایسی چیز ہے کہ ایک جز جدا کر دینے سے اس میں عیب پیدا ہو جاتا ہے مثلاً۔ کان نابع غلام یا مبیع دو چیز ہے مگر دونوں بطور ایک چیز کے ہیں جیسے تلوار میان اور ایک مستحق نے لے لی تو مشتری کو اختیار ہے کہ باقی میں بیع کو باقی رکھے یا واپس کر دے۔ اور اگر یہ دونوں

باتیں نہ ہوں مثلاً مبیع دو غلام ہے یا دو کپڑے اور ایک مستحق نے لے لیا یا غلہ وغیرہ ایسی چیز ہے جس میں تقسیم مضر نہ ہو تو واپس نہیں کر سکتا جو کچھ باقی بچا ہے۔ کھایا اور جو کچھ مستحق نے لے لی اتنے حصہ کا ثمن بائع سے لے لے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مبیع کے ایک جز پر ابھی قبضہ کیا تھا کہ مستحق نے اسی جز یا دوسرے جز پر اپنا حق ثابت کیا تو مشتری کو بیع فسخ کر دینے کا بہر حال اختیار ہے حصہ کرنے سے مبیع میں عیب پیدا ہوتا ہو یا نہ ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مکان کے متعلق حق محمول کا دعویٰ ہوا یعنی مدعی نے کہا کہ میرا اس میں حصہ ہے یہ نہیں بتایا کہ کتنا۔ مدعا علیہ نے سو روپے پر اس سے مصالحت کر لی پھر ایک ہاتھ کے علاوہ سارا مکان دوسرے مستحق نے اپنا ثابت کیا تو پہلے جس سے صلح ہو چکی ہے اس سے کچھ نہیں لے سکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہاتھ جو بچا ہے وہی اس کا ہو۔ اور اگر پہلے مدعی نے پورے مکان کا دعویٰ کیا اور سو روپے پر صلح ہوئی تو جتنا مستحق نے لے اس کے حصہ کے مطابق سو روپے میں سے واپس لیا جائے گا اور مستحق نے کل لیا تو پورے سو واپس لے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... ایک شخص کی دوسرے پر اشرفیاں ہیں بجائے اشرفیوں کے دونوں میں روپوں پر مصالحت ہوئی اور وہ روپے دے بھی دیئے اس کے بعد ایک تیسرے شخص نے استحقاق کیا کہ یہ روپے میرے ہیں تو اشرفیاں والا اس سے اشرفیاں لے گا اور وہ صلح جو روپے پر ہوئی تھی باطل ہو گئی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مکان خریدا اور اس میں تیسرے کی چھت کسی نے وہ مکان اپنا ثابت کر دیا تو مشتری بائع سے صرف ثمن لے سکتا ہے عمارت کے مصارف نہیں لے سکتا۔ یونہی مشتری نے مکان کی مرمت کرائی یا کنواں کھدوایا یا صاف کروایا تو ان چیزوں کا معاوضہ نہیں مل سکتا اور اگر دستاویز میں یہ شرط لکھی ہوئی ہے کہ جو کچھ مرمت میں صرف ہوگا بائع کے ذمہ ہوگا تو بیع ہی فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کنواں کھدوایا اور اینٹ اور پتھروں سے وہ جوڑ کیا تو کھودنے کے دام نہیں ملیں گے۔ چنائی کی قیمت ملے گی۔ اور اگر یہ شرط بھی کر بائع کے ذمہ کھدائی ہوئی تو بیع فاسد ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... غلام خریدا اور اس کو مال کے بدلے میں آزاد کر دیا پھر مستحق نے اس کو اپنا ثابت کیا تو مشتری سے وہ مال نہیں لے سکتا۔ مکان کو غلام کے بدلے میں خریدا اور وہ مکان شفیع شفعہ کر کے لے لیا پھر اس غلام میں استحقاق ہوا تو شفعہ باطل ہو گیا۔ بائع اس مکان کو شفیع سے واپس لے لے۔ (ردالمحتار)

بیع سلم کا بیان

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ اہل مدینہ ایک سال دو سال تک پھلوں میں سلم کرتے ہیں۔ فرمایا جو شخص سلم کرے وہ کیل معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک کے لئے سلم کرے۔

حدیث ۲..... ابوداؤد و ابن ماجہ رضی اللہ عنہما ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی چیز میں سلم کرے وہ قبضہ کرنے سے پہلے تصرف نہ کرے۔

حدیث ۳..... صحیح بخاری شریف میں محمد بن ابی مجالد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی۔ کہتے ہیں عبداللہ بن شداد اور ابوبردہ رضی اللہ عنہما نے مجھے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ جا کر ان سے پوچھو کیا نبی ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام گیہوں میں سلم کرتے تھے یا نہیں۔ میں نے جا کر پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم ملک شام کے کاشتکاروں سے گیہوں اور جو اور منقے میں سلم کرتے تھے جس کا پیمانہ معلوم اور مدت بھی معلوم ہوتی میں نے کہا ان سے کرتے ہوں گے جن کے پاس اصل ہوتی یعنی کھیت یا باغ ہوتا انہوں نے کہا ہم نہیں پوچھتے تھے کہ اصل اس کے پاس ہے یا

نہیں۔

مسئلہ نمبر۱.....بیع کی چار صورتیں ہیں (1) دونوں طرف عین ہو (2) یا دونوں طرف ثمن یا ایک طرف عین اور ایک طرف ثمن (3) اگر ایک دونوں طرف عین ہو اس کو مقایضہ کہتے ہیں اور تیسری صورت میں کہ ایک طرف عین ہو اور ایک طرف ثمن۔ اس کی دو صورتیں ہیں اور دونوں طرف ثمن ہو تو بیع صرف کہتے ہیں اگر بیع کا سودا موجود ہو ضروری ہو تو مطلق ہے (4) اور ثمن کا نقد ہونا ضروری ہو تو بیع سلم ہے۔ لہٰذا سلم میں جس کو بیعانہ یا جاتا ہے وہ بائع کے ذمہ دین ہے اور مشتری ثمن کوئی اثمال دائر کرتا ہے جو روپیہ دیتا ہے اس کو رب السلم اور سلم کہتے ہیں اور دوسرے کو مسلم الیہ اور بیع کو سلم فیہ اور ثمن کو راس المال۔ بیع مطلق کے جو ارکان ہیں وہ اس کے بھی ہیں اس کے لئے بھی ایجاب وقبول ضروری ہے ایک کہے میں نے تجھ سے سلم کیا دوسرا کہے میں نے قبول کیا اور بیع کا قطع ہونے سے بھی سلم کا انقطاع ہوتا ہے۔ (فتح القدیر و درمختار)

بیع سلم کی شرائط

بیع سلم کے لئے چند شرطیں ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے

(1) عقد میں شرط خیار نہ ہو نہ دونوں کے لئے نہ ایک کے لئے

(2) راس المال کی جنس کا بیان کہ روپیہ ہے یا اشرفی یا نوٹ یا پیسہ

(3) اس کی نوع کا بیان یعنی مثلاً اگر وہاں مختلف قسم کے روپے یا اشرفیاں رائج ہوں تو بیان کرنا ہوگا کہ کس قسم کے روپے یا اشرفیاں ہیں

(4) بیان وصف۔ اگر کھرے کھوٹے کئی طرح کے سکے ہوں تو اسے بھی بیان کرنا ہوگا (5) راس المال کی مقدار کا بیان۔ یعنی اگر عقد کا تعلق اس کی مقدار کے ساتھ ہو تو مقدار کا بیان ضروری ہوگا تھیلا اشارہ کر کے بتانا کافی نہیں مثلاً تھیلی میں روپے ہیں تو یہ کہنا کافی نہیں کہ ان روپوں کے بدلے میں سلم کرتا ہوں بتانا پڑے گا کہ یہ ہیں۔ اور اگر عقد کا تعلق اس کی مقدار سے نہ ہو مثلاً راس المال کپڑے کا تھان یا صدری متفاوت ہو تو اس کی تعیین بتانے کی ضرورت نہیں اشارہ کر کے معین کر دینا کافی ہے۔ اگر مسلم فیہ دو مختلف چیزیں ہوں اور راس المال کیلی یا موزون ہو تو ہر ایک کے مقابل میں ثمن کا حصہ مقرر کر کے ظاہر کرنا ہوگا اور کیل وزنوں نہ ہو تو تفصیل کی حاجت نہیں۔ اور اگر راس المال دو مختلف چیزیں ہوں مثلاً کچھ روپے ہیں اور کچھ اشرفیاں تو ان دونوں کی مقدار بیان کرنی ضروری ہے ایک کی بیان کر دی اور ایک کی نہیں تو دونوں میں سلم صحیح نہیں۔

(6) اسی مجلس عقد میں راس المال پر مسلم الیہ کا قبضہ ہو جائے۔

مسئلہ نمبر۱.....ابتدائے مجلس میں قبضہ ہو یا آخر مجلس میں دونوں جائز ہیں اور اگر دونوں اس مجلس میں ایک ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے چل دیئے مگر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے اور وہ ایک میل چلنے کے بعد قبضہ ہوا یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۲.....اسی مجلس میں دونوں سو گئے یا ایک بیٹھا ہوا سویا تو جدائی نہیں ہوئی قبضہ درست ہے بے ہوش کر سویا تو جدائی ہو گئی۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر۳.....عقد کیا اور پاس میں روپیہ نہ تھا مدتوں کہتا رہا کہ روپیہ لا۔ اگر مسلم الیہ کے سامنے ہے تو سلم باطل ہے اور آزمودہ گئی تو سلم باطل۔ پانی میں گھاس اور خوشہ ڈالا اگر پانی میلا ہے خوشہ ڈالنے کے بعد نظر نہیں آتا سلم باطل ہو گئی اور صاف پانی ہو کہ خوشہ ڈالنے پر بھی نظر آتا ہے تو سلم باقی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۴.....مسلم الیہ راس المال پر قبضہ کرنے سے انکار کرتا ہے یعنی رب السلم نے اسے روپیہ دیا مگر وہ نہیں لیتا حاکم اس کو قبضہ کرنے پر مجبور کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۵.....دو سو روپے کا سلم کیا ایک سو اسی مجلس میں میں دے دیئے ایک سو کے متعلق کہا کہ مسلم الیہ کے ذمہ میرا باقی ہے وہ اس

میں محسوب کرلے تو ایک سو جو دینے ہیں ان کا درست ہے اور ایک سو کا فاسد (دوغرر) اور وہ دین کا روپیہ بھی اسی مجلس میں ادا کردیا تو پورے میں سلم صحیح ہے۔ اور اگر کل ایک جنس نہ ہو بلکہ جوادا کیا ہے روپیہ ہے اور دین جو اس کے ذمہ باقی ہے اشرفی ہے یا اس کا عکس ہو یا وہ دین دوسرے کے ذمہ ہے مثلاً یہ کہا کہ اس روپیہ کے اور ان سو روپوں کے بدلے میں جو فلاں کے ذمہ میرے باقی ہیں سلم کیا۔ ان دونوں صورتوں میں پورا سلم فاسد ہے اور مجلس میں اس نے ادا بھی کردیئے جب بھی سلم صحیح نہیں۔ (درمختار)

(7) مسلم فیہ کی جنس بیان کرنا مثلاً گیہوں یا جو

(8) اس کی نوع کا بیان مثلاً فلاں قسم کے گیہوں

(9) بیان وصف جید، ردی، اوسط درجہ

(10) ماپ یا تول یا عدد یا گز وں سے اس کی مقدار کا بیان کردینا۔

مسئلہ نمبر ۶..... ماپ میں پیمانہ گز اور تول میں سیر وغیرہ مالک ایسے ہوں جس کی مقدار عام طور پر لوگ جانتے ہوں وہ لوگوں کے ہاتھ سے مقفود ہو سکتا کہ آئندہ کوئی نزاع نہ ہو سکے۔ اور اگر کوئی برتن گھڑا یا ہانڈی مقرر کردی کہ اس سے ماپ کردیا جائے گا اور معلوم نہیں کہ اس برتن میں کتنا آتا ہے یہ درست نہیں۔ یونہی کسی پتھر کو معین کردیا کہ اس سے تولا جائے گا اور معلوم نہیں کہ پتھر کا وزن کیا ہے یہ بھی ناجائز ہے یا ایک لکڑی معین کردی کہ اس سے ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہیں کہ وہ کتنے گز سے کتنی چھوٹی یا بڑی ہے یا کہا فلاں کے ہاتھ سے کپڑا ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ کتنی گز ہے اور انگل کا ہے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں۔ اور جن چیزوں سے ناپا یا وزن کرنا قرار پاتا ہے تو جائز ہوتی کہ جنس میں ماپنے یا تولنے کے لئے کوئی میعاد نہیں ہوتی اس وقت ماپ تول سکتے ہیں۔ اور سلم میں ایک مدت کے بعد اپنے اور تولتے ہیں بہت ممکن ہے کہ اتنا زمانہ گزرنے کے بعد وہ چیز باقی نہ رہے یا اور نزاع واقع ہو۔ (جامع الفتاوی)

مسئلہ نمبر ۷..... جو چیز ناپ کر مقرر ہو وہ ایسا ہو کہ منتا پیتا نہ ہو مثلاً یارڈ، ہانڈی گھڑا اور اگر منتا پیتا ہو جیسے تھیلی وغیرہ تو سلم جائز نہیں۔ پانی کی مشک اگرچہ پھیلی سمٹتی ہے اس میں بوجہ دواج و تعامل آدمی سلم جائز ہے۔ (جوہرہ)

(11) مسلم فیہ دینے کی کوئی میعاد مقرر ہو اور وہ میعاد معلوم ہو نہ لاوے دینا قرار پائے یہ جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ۸..... کم سے کم ایک ماہ کی میعاد مقرر کی جائے اگر رب السلم مرجائے جب بھی میعاد بدستور باقی رہے گی کہ میعاد پر اس کے ورثہ کو مسلم فیہ ادا کرے گا۔ اور مسلم الیہ مرگیا تو میعاد حال ہوگئی کہ فوراً اس کے ترکہ سے وصول کرے گا۔ (غنیہ)

(12) مسلم فیہ وقت عقد سے ختم میعاد تک برابر دستیاب رہتا ہے نہ اس وقت معدوم ہونا ادا کے وقت معدوم ہو تو سلم ناجائز۔ اس کے موجود ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بازار میں ملتا ہو اور اگر بازار میں نہ ملے تو موجود نہ کہیں گے اگر چہ گھروں میں پایا جاتا ہو۔

مسئلہ نمبر ۹..... ایسی چیز میں سلم کیا جو اس وقت سے ختم میعاد تک موجود ہے مگر میعاد پوری ہونے پر رب السلم نے قبضہ نہیں کیا اب وہ چیز دستیاب نہیں ہوتی تو سلم صحیح ہے اور رب السلم کو اختیار ہے کہ عقد کو فسخ کردے یا انتظار کرے جب وہ چیز دستیاب ہو بازار میں بکنے لگے اس وقت دی جائے۔ (عالمگیری) اگر وہ چیز ایک شہر میں ملتی ہے دوسرے میں نہیں تو جہاں عقد ہے وہاں سلم ناجائز ہے اور جہاں موجود ہے وہاں جائز (درمختار)

(13) مسلم فیہ ایسی چیز ہو کہ معین کرنے سے معین ہو جائے۔ روپیہ اشرفی میں سلم جائز نہیں کہ یہ متعین نہیں ہوتے۔

(14) مسلم فیہ اگر ایسی چیز ہو جس کی مزدوری اور بار برداری دینی پڑے تو وہ جگہ معین کردی جائے جہاں مسلم فیہ ادا کرے۔ اور اگر اس قسم کی چیز نہ ہو جیسے مشک وعنبر ان تو جگہ مقرر کرنا ضروری نہیں پھر اس صورت میں کہ جگہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں اگر مقرر نہیں کی ہے تو جہاں عقد

ہوا ہے وہیں ایفا کرے اور دوسری جگہ کیا جب بھی حرج نہیں۔ اور اگر جگہ مقرر ہوئی ہے تو جو مقرر ہوئی وہاں ایفا کرے چھوٹے شہر میں کسی محلّہ میں دے دے کافی ہے محلّہ کی تخصیص ضروری نہیں۔ اور بڑے شہر میں بتانے کی ضرورت ہے کہ کس محلّہ یا شہر کے کس حصہ میں ادا کرنا ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۱۰..... بیع سلم کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ ثمن کا مالک ہو جائے گا اور رب السلم مسلم فیہ کا۔ جب یہ متقد صحیح ہوگیا اور مسلم الیہ نے وقت پر مسلم فیہ حاضر کر دیا تو رب السلم کو لینا ہی ہے۔ ہاں اگر شرائط کے خلاف دے تو مسلم الیہ کو مجبور کیا جائے گا کہ جس چیز پر بیع سلم منعقد ہوئی وہ حاضر لائے۔ (عالمگیری)

بیع سلم کس چیز میں درست ہے اور کس میں نہیں؟

مسئلہ نمبر ۱..... بیع سلم اس چیز کی ہو سکتی ہے جس کی صفت کا انضباط ہو سکے اور اس کی مقدار معلوم ہو سکے وہ چیز کیلی ہو جیسے جو۔ گیہوں یا وزنی جیسے لوہا تانبا' پیتل یا عددی متقارب جیسے اخروٹ' انڈا' پتہ یا شمار کی' انجر وغیرہ۔ خام' بنت اور پاتا یوں میں سلم صحیح ہے جب کہ ساپھا مقرر ہو جائے جیسے اس زمانہ میں عموماً گز طول پانچ عرض کی ہوتی ہیں یہ بیان بھی کافی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... زرعی چیز میں بھی سلم جائز ہے جیسے کپڑا اس کے لئے ضروری ہے کہ طول و عرض معلوم ہو اور یہ کہ وہ سوتی ہے یا ٹسری یا ریشمی یا مرکب اور کیسا بنا ہوا ہوگا مثلاً فلاں شہر کا تھان کا رخانہ فلاں شخص کا' اس کی بناوٹ کیسی ہوئی باریک ہوگا' موٹا ہوگا' اس کا وزن کیا ہوگا۔ جب کہ بیع میں وزن کا اعتبار ہوتا ہو یعنی بعض کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا وزن کم ہوتا ہے اور بعض میں وزن کا زیادہ ہوتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... پھوٹے چنائیں دریاں ٹاٹ' کمبل جب ان کا طول و عرض وصفت سب چیزوں کی وضاحت ہو جائے تو ان میں بھی سلم ہو سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... نئے گیہوں میں سلم کیا اور ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... گیہوں جو اگر چہ کیلی ہیں مگر سلم میں ان کی مقدار وزن سے مقرر ہوتی مثلاً اتنے روپے کے اتنے من گیہوں یہ جائز ہے کیونکہ یہاں اس طرح مقدار کا تعین ہو جاتا ضروری ہے کہ نزاع باقی نہ رہے اور وزن میں یہ بات حاصل ہے البتہ جب اس کا تاولہ اپنی جنس سے ہوگا تو وزن سے برابری کافی نہیں ناپ کر برابر کرنا ضروری ہوگا جس کو پہلے ہم نے بیان کر دیا۔

مسئلہ نمبر ۶..... جو چیزیں عددی ہیں اگر سلم میں ناپ یا وزن کے ساتھ ان کی مقدار کا تعین ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... دودھ دہی میں بھی بیع سلم ہو سکتی ہے۔ ناپ یا وزن جس طرح سے چاہیں اس کی مقدار معین کر لیں۔ گھی تیل میں بھی درست ہے وزن سے ناپ سے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... جو سیر میں سلم درست ہے اس کی مقدار وزن سے مقرر کریں جیسا کہ آج کل اکثر شہروں میں وزن کے ساتھ مجھلی بیچا کرتا ہے یا بوریوں کی ناپ مقرر ہو جب کہ اس سے تعین ہو جائے ورنہ جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... عددی متفاوت جیسے تربوز کدو آم ان میں تخمینے سے سلم جائز نہیں۔ (درمختار)

اور اگر وزن سے سلم کیا ہو کو اکثر جگہ کہ وہ وزن سے بکتا بھی ہے اس میں وزن سے سلم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۰..... مچھلی میں سلم جائز ہے جنگلی مچھلی ہو یا تازہ۔ تازہ میں یہ ضروری ہے کہ ایسی موسم میں ہو کہ مچھلیاں بازار میں ملتی ہیں یعنی جہاں ہمیشہ دستیاب نہ ہوں کبھی ہوں کبھی نہیں وہاں یہ شرط ہے۔ مچھلیاں بہت قسم کی ہوتی ہیں۔ لہٰذا قسم کا بیان کرنا بھی ضروری ہے اور مقدار کا تعین وزن سے ہو صدے نہ ہو کیونکہ ان کے صدر میں بہت تفاوت ہوتا ہے۔ چھوٹی مچھلیوں میں ناپ سے بھی سلم درست ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بیع سلم کسی حیوان میں درست نہیں۔ بندوقی غلام میں، نہ چوپایہ میں، نہ پرندمیں حتّٰی کہ جو جانور یکساں ہوتے ہیں مثلاً کبوتر، بغیر قعری قافتہ تیتر یا ان میں بھی سلم یا تو جائز نہیں جانوروں کی سری پائے میں بھی بیع سلم درست نہیں ہاں اگر جنس وضع بیان کر کے سری پایوں میں وزن کے ساتھ سلم کیا تو جائز ہے کہ اب تفاوت بہت کم رہ جاتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... لکڑیوں کے گٹھوں میں سلم اگر اس طرح کریں کہ اتنے گٹھے اتنے روپے میں لیں گے یا جائز ہے یہ کہ اس طرح بیان کرنے سے مقدار اچھی طرح معلوم نہیں ہوتی ہاں اگر گٹھوں کا انضباط ہو جائے مثلاً اتنی بڑی رسی سے وہ گٹھا باندھا جائے اور اتنا لمبا ہوگا اور اس قسم کی بندش ہوئی تو سلم جائز ہے۔ ترکاریوں میں گڈیوں کے ساتھ مقدار بیان کرنا۔ مثلاً روپیہ یا اتنے پیسوں میں اتنی گڈیاں فلاں وقت تک لی جائیں گی یہ بھی ناجائز ہے کہ گڈیاں یکساں نہیں ہوتیں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں۔ اور اگر ترکاریوں اور ایندھن کی لکڑیوں میں وزن کے ساتھ سلم ہو تو جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... جواہر اور پرچ (شیشہ کے دانے) میں سلم درست نہیں کہ یہ چیزیں عددی متفاوت ہیں۔ ہاں چھوٹے موتی جو وزن سے فروخت ہوتے ہیں اس میں اگر وزن کے ساتھ سلم کیا جائے تو جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... گوشت کی نوع وصفت بیان کردی ہو تو اس میں سلم جائز ہے چربی اور روغن کی پکی میں بھی سلم درست ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... قفہ اور لشت میں سلم درست ہے جو تے اور موزے میں بھی جائز ہے جب کہ ان کا تعین ہو جائے کہ نزاع کی صورت باقی نہ رہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... اگر معین کر دیا کہ فلاں گاؤں کے گیہوں یا فلاں درخت کے پھل تو سلم فاسد ہے کیونکہ بہت ممکن ہے اس کھیت یا گاؤں میں گیہوں پیدا نہ ہوں۔ اس درخت میں پھل نہ آئیں اور اگر اس نسبت سے مقصود نہیں بلکہ وصف یہ مقصود ہے کہ اس کھیت یا گاؤں کا تلا اسی درخت کے پھل تو درست ہے۔ یونہی کسی خاص جگہ کی طرف کپڑے کو منسوب کر دیا اور مقصود اس کی صفت بیان کرنا ہے تو سلم درست ہے اگر مسلم الیہ نے دوسری جگہ کا تھان دیا مگر ویسا ہی ہے تو رب السلم لینے پر مجبور کیا جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی ملک کی طرف انتساب ہو تو سلم صحیح ہے مثلاً پنجاب کے گیہوں کہ یہ بہت اچھے ہے کہ پورے پنجاب میں گیہوں ہی پیدا نہ ہوں۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... تیل میں سلم درست ہے جب کہ اس کی قسم بیان کردی ہو مثلاً تل کا تیل۔ سرسوں کا تیل اور خوشبودار تیل میں بھی جائز ہے مگر اس میں بھی قسم بیان کرنا ضرور ہے مثلاً روغن گل چنبیلی، بھوی وغیرہ۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... اون میں سلم درست ہے جب کہ وزن سے ہو اور کسی خاص بھیڑ کو معین نہ کیا ہو۔ روئی، مشمر، ریشم میں بھی درست ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... پیڑ اور ٹھن میں سلم درست ہے جب کہ اس طرح بیان کر دیا گیا کہ اعلیٰ صنعت کے زویک اشتباہ باقی نہ رہے۔ ٹھیٹر اور کڑیوں اور سانکوں شیشم وغیرہ کے بنے ہوئے سامان میں بھی درست ہے جبکہ لمبائی چوڑائی اور موٹائی اور گنتی کی قسم وغیرہ تمام وہ باتیں بیان کر دی جائیں جن کے نہ بیان کرنے سے نزاع واقع ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... مسلم الیہ رب السلم کو راس المال معاف نہیں کر سکتا اگر اس نے معاف کر دیا اور رب السلم نے قبول کر لیا باطل ہے اور انکار کر دیا قبا طل نہیں۔ (عالمگیری)

راس المال اور مسلم فیہ پر قبضہ اور ان میں تصرف

مسئلہ نمبر ۱..... مسلم الیہ راس المال پر قبضہ کرنے سے پہلے کوئی تصرف نہیں کرسکتا اور رب السلم مسلم فیہ میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتا۔ مثلاً اسے بیچ کر دے یا کسی سے کہے فلاں سے میں نے اتنے من گیہوں میں سلم کیا ہے وہ تمہارے ہاتھ بیچ۔ یا اس میں کسی کو شریک کر سکتا ہے کہ کسی سے کہے سو روپے میں نے سلم کیا ہے اگر پچاس تم دے دو تو برابر کے شریک ہو جاؤ۔ یا اس میں تولیہ یا مرابحہ کرے یہ سب تصرفات ناجائز۔ اگر خود مسلم الیہ کے ساتھ یہ عقود کرے مثلاً اس کے ہاتھ انہیں داموں میں یا زیادہ داموں میں بیچ کر ڈالی یا اسے شریک کرلیا یہ بھی ناجائز ہے۔ اگر رب السلم نے مسلم فیہ اس کو ہبہ کر دیا اس نے قبول بھی کرلیا تو یہ اقالہ سلم قرار پائے گا اور حقیقۃً ہبہ نہ ہوگا اور راس المال واپس کرنا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... راس المال جو چیز قرار پائی ہے اس کے عوض میں دوسری جنس کی چیز دینا جائز نہیں مثلاً روپے سے سلم ہوا اور اس کی بجائے اشرفی یا نوٹ دیا یا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... مسلم فیہ کے بدلے میں دوسری چیز لیا دیا جائز ہے ہاں اگر مسلم الیہ نے مسلم فیہ اس سے بہتر دیا جو ظہر اقتا تو رب السلم اس کے قبول سے انکار نہیں کرسکتا اور اس سے گھٹیا پیش کرتا ہے تو انکار کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... کپڑے میں سلم ہوا مسلم الیہ اس سے بہتر کپڑا لایا جو ظہر اقتا مقدار میں اس سے زیادہ لایا اور کہتا ہے یہ تھان لے لو اور ایک روپیہ مجھے اور دو۔ رب السلم نے دے دیا یہ جائز ہے اور روپیہ جو زیادہ دیا اگر اس کی خوبی کے مقابل قرار پائے گا جو اس تھان میں ہے یا زائد مقدار کے مقابل میں۔ اور اگر جو کچھ ظہر اقتا سے گھٹیا لایا اور کہتا ہے یہ لے کر اس کو لے لو اور میں ایک روپیہ واپس کردوں گا یا جائز ہے۔ اور اگر گھٹیا پیش کرتا اور یہ فقرہ روپیہ واپس کرنے کا نہ کہتا اور رب السلم قبول کرلیتا تو جائز تھا۔ اور یہ ایک قسم کی معافی یعنی اچھائی ہوا یک صفت تھی اس نے اس کے بغیر لے لیا۔ اور اگر مکمل یا موزوں میں سلم ہوا ہے مثلاً دس روپے کے پانچ من گیہوں ظہرے ہیں بیٹھے کھرے گیہوں لایا اور کہتا ہے ایک روپیہ اور دو یا جائز ہے اور پانچ من سے زیادہ لایا ہے اور کہتا ہے ایک روپیہ اور دو یا پانچ من سے کم لایا اور کہتا ہے ایک روپیہ واپس لو یہ جائز ہے۔ اور اگر پانچ من خراب لایا ہے اور ایک روپیہ واپس کرنے کو کہتا ہے یا جائز ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۵..... مسلم فیہ کے مقابل میں رب السلم اگر کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھے دست ہے۔ اگر رہن ہلاک ہو جائے تو رب السلم مسلم الیہ سے کچھ مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اور مسلم الیہ مر گیا وہ اس کے ذمہ بہت سے دیون ہیں تو دوسرے قرض خواہ اس رہن سے دین وصول کرنے کے حق دار نہیں ہیں جب تک رب السلم وصول نہ کرلے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... مسلم فیہ کی وصولی کے لئے رب السلم اس سے کفیل (ضامن) لے سکتا ہے اور اس کا حوالہ بھی درست ہے اگر حوالہ کر دیا کہ یہ گیہوں فلاں سے وصول کرلو خود مسلم الیہ مطالبہ سے بری ہو گیا اور کسی نے کفالت کی ہے تو مسلم الیہ بری نہیں بلکہ رب السلم کو اختیار ہے کفیل سے مطالبہ کرے یا مسلم الیہ سے یہ ہیں ہوسکتا ہے کہ رب السلم کفیل سے مسلم فیہ کی جگہ پر کوئی دوسری چیز وصول کرے۔ کفیل نے رب السلم کو مسلم فیہ ادا کر دیا مسلم الیہ سے وصول کرنے میں اس کے بدلے میں دوسری چیز لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... مسلم الیہ نے کسی کو کفیل یا کفیل نے مسلم الیہ سے مسلم فیہ کو بہ طور کفالت وصول یا بچ کر کفیل نے اسے بیچ کر نفع اٹھایا تو رب السلم کو مسلم فیہ دے دیا تو یہ نفع اس کے لئے حلال ہے اور اگر مسلم الیہ نے یہ کر دیا کہ اسے رب السلم کو پہنچا دے تو نفع اٹھانا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... رب السلم نے مسلم الیہ سے کہا اسے اپنی بوریوں میں تول کر رکھ دو یا اپنے مکان میں تول کر بلند ہاکر کے رکھ دو اس

سے رب المسلم کا قبضہ نہیں ہوا یعنی جب کہ بوریوں میں رب المسلم عدم موجودگی میں بھرا ہو یا رب المسلم نے اپنی بوریاں دیں اور کہہ کر چلا گیا کہ ان میں بھر دو اس نے ناپ لیا تو ابھی رب المسلم کا قبضہ نہیں ہوا کہ اگر ہلاک ہو گیا تو مسلم الیہ کا ہلاک ہو گا رب المسلم سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔ اور اگر اس کی موجودگی میں بوریوں میں غلہ بھرا گیا تو چاہے بوریاں اس کی ہوں یا مسلم الیہ کی رب المسلم قابض ہو گیا۔ اگر بوری میں رب المسلم کا غلہ موجود تھا اور اس میں علم کا غلہ بھی مسلم الیہ نے ڈال دیا تو رب المسلم کا قبضہ ہو گیا۔ اور بیع مطلق میں اپنی بوریاں دینا ہے اور کہتا ہے اس میں ناپ کر بھر دو اور وہ بھر دیتا تو اس کا قبضہ ہو جاتا اس کی موجودگی میں بھرنا یا عدم موجودگی میں۔ یونہی اگر رب المسلم نے مسلم الیہ سے کہا اس کا آٹا پسوا دے اس نے پسوا دیا تو آٹا مسلم الیہ کا ہے رب المسلم کا نہیں۔ اور بیع مطلق میں مشتری کا ہوتا ہے اور اس نے کہا ہے پانی میں بھیگ دے اس نے بھگ دیا تو مسلم الیہ کا نقصان ہو رب المسلم سے تعلق نہیں اور بیع مطلق میں مشتری کا نقصان ہوتا۔ (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۹..... زید نے عمرو سے ایک من گیہوں میں سلم کیا تھا جب میعاد پوری ہوئی عمرو نے کہی ہے ایک من گیہوں فلاں جگہ سے لے لینا کہ زید کو دے دے اور زید سے کہہ دیا کہ تم اس سے جا کر لے لو۔ زید نے اس سے لے لیے تو زید کا مالک قبضہ نہیں ہوا اور اگر عمرو نے کہے کہ تم میرے نائب ہو کر وصول کر لو پھر اپنے لیے قبضہ کر لو اور زید ایک مرتبہ عمرو کے لائے ان کو تولے پھر دوبارہ اپنے لیے تولے اب سلم کی وصولی ہو گئی۔ اور اگر عمرو نے ذریعہ نہیں بلکہ قرض لیا ہے اور زید سے کہہ دیا جا کر اس سے سلم کے گیہوں لے لو تو اس کا یہ صحیح ہے یعنی قبضہ ہو جائے گا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... بیع سلم میں یہ شرط ضرری کہ فلاں جگہ وہ چیز دے گا مسلم الیہ نے دوسری جگہ وہ چیز دی اور کہا یہاں سے وہاں تک کی مزدوری میں دے دوں گا رب المسلم نے چیز لے لی یہ قبضہ درست ہے۔ مگر مزدوری لینا جائز نہیں مزدوری جو لے چکا ہے واپس کرے ہاں اگر اس کو پسند نہیں کرتا کہ مزدوری اپنے پاس سے خرچ کرے تو چیز واپس کر دے اور اس سے کہہ دے کہ جہاں سے پہلا ظہرا ہے وہ خود مزدور کر کے یا جیسے چاہے پہنچائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بیع طے ہوا کہ رب المسلم کے مکان پر پہنچائے گا اور مسلم الیہ کو اپنے مکان کا پتا بتا دیا تو درست ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... سلم میں اقالہ درست ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پورے سلم میں اقالہ کیا جائے اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے کسی جز میں اقالہ کریں اگر پورے سلم میں اقالہ کیا میعاد پوری ہونے سے قبل یا بعد راس المال مسلم الیہ کے پاس موجود ہو یا نہ ہو ہر حال اقالہ درست ہے۔ اگر راس المال نہیں چیز ہو جو معین کرنے سے معین ہوتی ہے مثلاً گیہوں ہوئی ہے مثلاً کپڑا وغیرہ اور یہ چیز بعینہ مسلم الیہ کے پاس موجود ہے تو بعینہ اسی کو واپس کرنا ہوگا اور موجود نہ ہو تو اگر مثلی ہے اس کی مثل دینی ہوگی اور قیمتی ہو تو قیمت دینی پڑے گی۔ اور اگر راس المال ایسی چیز نہ ہو جو معین کرنے سے معین ہو مثلاً روپیہ اشرفی تو چاہے موجود ہو یا نہ ہو اس کی مثل دینا جائز ہے بعینہ اسی کا دینا ضروری نہیں۔ رب المسلم نے مسلم فیہ پر قبضہ کر لیا ہے اس کے بعد اقالہ کرنا چاہے ہیں اگر مسلم فیہ بعینہ موجود ہے اقالہ ہو سکتا ہے ہاں بعینہ اسی چیز کو بعینہ واپس دینا ہوگا اور اگر مسلم فیہ باقی نہیں تو اقالہ درست نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... سلم کے اقالہ میں یہ ضروری نہیں کہ جس مجلس میں اقالہ ہوا اسی میں راس المال کو واپس لے بعد میں لینا بھی جائز ہے۔ اقالہ کے بعد یہ جائز نہیں کہ قبضہ سے پہلے راس المال کے بدلے میں کوئی چیز مسلم الیہ سے خرید لے۔ راس المال پر قبضہ کرنے کے بعد خرید سکتا ہے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... اگر مسلم کے کسی جز میں اقالہ ہوا اور میعاد پوری ہونے کے بعد ہوا تو یہ اقالہ بھی صحیح ہے اور میعاد پوری ہونے سے پہلے ہوا اور یہ شرط نہیں ہے کہ باقی کو میعاد سے قبل ادا کیا جائے یہ بھی صحیح ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ باقی کو قبل میعاد پوری ہونے کے ادا کیا جائے تو شرط باطل ہے اور اقالہ صحیح۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... کپڑے وغیرہ کوئی اسی قسم کی چیز راس المال تھی اور مسلم الیہ نے اس پر قبضہ بھی کر لیا پھر اقالہ ہوا اس کے بعد بھی کپڑے

واپس نہیں ہوئی مسلم الیہ کے پاس مرگئی تو اقالہ صحیح اور سنیئر پر جس دن قبضہ کیا تھا اس روز جو قیمت تھی وہ ادا کرے اور سنیئر کے ہلاک ہونے کے بعد اقالہ کیا جب بھی، اقالہ صحیح ہے کہ سلم میں مبیع مسلم فیہ ہے اور سنیئر راس المال و ثمن ہے نہ کہ مبیع۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۶.....رب السلم نے مسلم فیہ کو مسلم الیہ کے ہاتھ راس المال کے بدلے میں بیچ ڈالا تو یہ اقالہ صحیح نہیں بلکہ تصرف ناجائز ہے۔ راس المال سے زیادہ میں بیع کیا جب بھی ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷.....سو روپے راس المال ہیں۔ یہ مصالحت ہوئی کہ مسلم الیہ رب السلم کو دو سو پانچ سو روپے واپس دے گا اور سلم سے دست بردار ہوگا یہ جائز و باطل ہے یعنی اقالہ صحیح ہے مگر راس المال سے جو کچھ زیادہ واپس دینا قرار پایا ہے وہ باطل ہے صرف راس المال ہی واپس کرنا ہوگا اور اگر پچاس روپے میں مصالحت ہوئی تو نصف سلم کا اقالہ ہوا اور نصف بہ ستورباقی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸.....رب السلم و مسلم الیہ میں اختلاف ہوا مسلم الیہ کہتا ہے کہ کرٹاب مال دینا قرار پایا تھا۔ رب السلم یہ کہتا ہے یہ شرط تھی ہی نہیں زیادتی کی نہ کمی کی۔ یا ایک کہتا ہے ایک ماہ کی میعاد تھی دوسرا کہتا ہے کوئی میعاد ہی نہ تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا جو کرٹاب ادا کرنے کی شرط یا میعاد ظاہر کرتا ہے جو منکر ہے اس کا قول معتبر نہیں کہ ایک دم اس ضمن میں سلم کو مہی زیادہ چاہتا ہے۔ اور اگر میعاد کی کمی بیشی میں اختلاف ہوا تو اس کا قول معتبر ہوگا جو کم بتاتا ہے یعنی رب السلم کا کیونکہ یہ مدت کم بتائے گا تاکہ جلد مسلم فیہ کو وصول کرے۔ اور اگر میعاد کے گزر جانے میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے گزر گئی دوسرا کہتا ہے باقی ہے تو اس کا قول معتبر ہے جو کہتا ہے ابھی باقی ہے یعنی مسلم الیہ کا۔ اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ بھی اسی کے معتبر ہیں۔ (جوہرہ و مختار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....عقد سلم جس طرح خود کر سکتا ہے وکیل سے بھی کرا سکتا ہے یعنی سلم کے لئے کسی کو وکیل بنایا یہ وکیل درست ہے اور وکیل کو تمام ان شرائط کا لحاظ ہوگا جن پر سلم کا جواز موقوف ہے۔ اس صورت میں وکیل سے مطالبہ ہوگا اور وکیل ہی مطالبہ بھی کرے گا یعنی راس المال مجلس عقد میں دے گا اور یہی مسلم فیہ وصول کرے گا اگر وکیل نے موکل کے روپے دیئے ہیں مسلم فیہ وصول کر کے موکل کو دے دے اور اپنے روپے دیئے ہیں تو موکل سے وصول کرے اور اگر اب تک وصول نہیں ہوئے تو مسلم فیہ پر قبضہ کر کے اسے موکل سے روک سکتا ہے جب تک موکل روپیہ نہ دے بیچ نہ دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰.....وکیل نے اپنے باپ یا بیٹے یا بی بی سے عقد سلم کیا یا جائز ہے۔ (غنیہ)

استصناع کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کاریگر کو کچھ مائل کر کے کوئی چیز بنوائی جاتی ہیں اس کو استصناع کہتے ہے۔ اگر اس میں کوئی میعاد مذکور ہوا اور وہ ایک ماہ سے کم کی نہ ہو تو وہ سلم ہے۔ تمام و شرائط جو بیع سلم میں مذکور ہوئے ان کی مراعات کی جائے یہاں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کے بنوانے کا چلن اور رواج مسلمانوں میں ہے یا نہیں بلکہ صرف یہ دیکھیں گے کہ اس میں سلم جائز ہے یا نہیں۔ اگر مدت ہی نہ ہو یا ایک ماہ سے کم کی مدت ہو تو استصناع ہے اور اس کے جواز کے لئے تعامل شرط ہے یعنی جس کے بنوانے کا رواج ہے جیسے موزہ بنوانا خوبی و فیرہ اس میں استصناع درست ہے اور جس میں رواج نہ ہو جیسے کپڑا بنوانا۔ کتاب کچھ اس میں صحیح نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱.....ملا کا اختلاف ہے کہ استصناع کو بیع قرار دیا جائے یا وعدہ جس کو بنوایا جاتا ہے وہ معدوم شے ہے اور معدوم کی بیع نہیں ہو سکتی لہٰذا وعدہ ہے جب کاریگر بنا کر لاتا ہے اس وقت اور تعامل ہو جاتی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ بیع ہے۔ تعامل نے خلاف قیاس اس بیع کو جائز کیا اگر وعدہ ہوتا تو تعامل کی ضرورت نہ ہوتی ہر جگہ استصناع جائز ہوتا استصناع میں جس چیز پر عقد ہے وہ چیز ہے کاریگر کا عمل معتاد وعادۃ نہیں لہٰذا اگر

دوسرے کی بنائی ہوئی چیز لایا بیع منعقد ہونے سے پہلے بتا چکا تھا وہ لایا اور اس نے لے لی درست ہے اور عمل متعوظیہ ہونا تو درست نہ ہوتا۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۲..... جو چیز فرمائش کی بنائی گئی ہو بنوانے والے کے لئے متعین نہیں جب وہ بنوا کر لے آئے اور اگر کاریگر نے اس کے دکھانے سے پہلے ہی بیچ ڈالی تو بیع صحیح ہے بنوانے والے کے پاس پیش کرنے پر کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ اسے نہ دے دوسرے کو دے بنوانے والے کو اختیار ہے کہ لے یا چھوڑ دے۔ عقد کے بعد کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ نہ بنائے۔ عقد ہو جانے کے بعد بنانا لازم ہے۔ (جامع)

بیع کے متفرق مسائل

مسئلہ نمبر ۱..... مٹی کی گائے بیل ہاتھی بکھوڑا اور ان کے علاوہ دوسرے کھلونے بچوں کے کھیلنے کے لئے خریدنا جائز ہے اور ان چیزوں کی کوئی قیمت بھی نہیں۔ اگر کوئی شخص انہیں توڑ پھوڑ دے تو اس پر تاوان بھی واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... تالابی ہاتھی، پیتل یا لوہے کا ہاتھی اور بھری ان سب کی بیع جائز ہے۔ شکاری جانور معلم (سکھائے ہوئے) ہوں یا غیر معلم دونوں کی بیع صحیح ہے مگر یہ ضروری ہے کہ قابلِ تعلیم ہو۔ لنگڑا تا جو قابلِ تعلیم نہیں اس کی بیع درست نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... بندر کو کھیل اور مذاق کے لئے خریدنا منع ہے اور اس کے ساتھ کھیلنا اور تمسخر کرنا حرام ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... جانور یا درندہ بلا تعلیم یا تعلیم یافتہ، مکان کی حفاظت کیلئے یا شکار کے لئے کتا پالنا جائز ہے اور یہ مقاصد نہ ہو تو پالنا جائز اور جس صورت میں پالنا جائز ہے اس میں۔ مکان کے اندر رکھے البتہ اگر چور یا ڈاکو کا خوف ہو تو۔ مکان کے باہر بھی رکھ سکتا ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور مینڈک، کچھوا وغیرہ اور حشرات الارض جیسے بچھو، سانپ، چھپکلی، گرگٹ، گوہ، بچھو، چونٹی کی بیع ناجائز ہے۔ (فتح القدیر)

۱۔ حدیث میں ہے، جس کو بخاری و مسلم وغیرہما اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے کتا پالا اس کے عمل میں ہر روز دو قیراط کم ہو جائیں گے، ہاں کتے کے جو باغ کی حفاظت کے لئے ہو یا شکار کے لئے ہو، قیراط ایک مقدار ہے اللہ تعالیٰ اعلم وہ کتنی بڑی ہے۔

دوسری حدیث بخاری و مسلم وغیرہما اللہ کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے کتا پالا اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوگی، مگر وہ کتا کہ جانور یا کھیتی کی حفاظت کے لئے ہو یا شکار کے لئے۔

پہلی حدیث میں دو قیراط اور دوسری میں ایک قیراط کی کمی بتائی گئی شاید یہ تفاوت کتے کی نوعیت میں اختلاف سے ہو یا پالنے والے کی دینداری کمی زیادہ ہوتی ہے کبھی کم اس وجہ سے سزا مختلف ہو جاتی ہے۔

تیسری حدیث صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی۔ حضور ﷺ نے کتوں کے قتل کا حکم فرمایا اس کے بعد قتل سے منع فرمایا اور فرمایا کہ وہ کتا جو بالکل سیاہ ہو اس کی آنکھوں کے اوپر دو چتیے نقطے ہوں انہیں مارا، اور کہا وہ شیطان ہے۔

چوتھی حدیث صحیحین میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔ کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس گھر میں کتا اور تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔

پانچویں حدیث صحیح مسلم میں، ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی۔ رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کو گھبرائے تھے اور فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے آج رات میں ملاقات کا وعدہ کیا تھا مگر وہ میرے پاس نہیں آئے واللہ انہوں نے وعدہ خلافی نہیں کی، اس کے بعد حضور ﷺ خیال اور کہنے کے لیے کتے کا پلا ہے، اس کے متعلق دریافت کا حکم فرمایا پھر حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے پانی لے کر اس جگہ کو دھویا۔ جہاں کہ جبریل علیہ السلام آئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا شب گزشتہ آپ نے ملاقات کا وعدہ کیا تھا کیوں نہیں آئے، عرض کی ہم اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔

چھٹی حدیث دو قطعی حضرت اللہ علیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ بعض انصار کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور ان کے قریب دوسرے انصار کا مکان تھا ان کے یہاں تشریف نہیں لے جاتے ان لوگوں پر یہ بات شاق گزری اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حضور ﷺ فلاں کے یہاں تشریف لے جاتے ہیں اور ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے فرمایا میں اس لئے نہیں آتا کہ تمہارے یہاں کتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶..... کافر ذمی بیع کی صحت وفساد کے معاملہ میں مسلم کے حکم میں ہے یہ بات البتہ ہے کہ اگر وہ شراب خنزیر کی بیع وشراء کریں تو ہم ان سے تعرض نہ کریں گے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... کافر نے اگر مصحف شریف خریدا بیچنے والے مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنے پر مجبور کریں گے۔ (محیط)

مسئلہ نمبر ۸..... ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم اپنی فلاں چیز فلاں شخص کے ہاتھ ہزار روپے میں بیچ کر دو اور ہزار روپے میں بیچ کر دو اور پانچ سو ثمن کا میں ضامن ہوا اس نے بیچ کر دی پہلے ہزار روپے مشتری سے لے لگا اور پانچ سو ضامن سے۔ اور اگر ضامن نے ثمن کا لفظ نہیں کہا تو ہزاری روپے میں بیع ہوئی ضامن سے کچھ نہیں لے سکتا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۹..... ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور مبیع پر نہ قبضہ کیا نہ ثمن ادا کیا اور غائب ہو گیا مگر معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے تو قاضی یہ حکم نہیں دے سکتا کہ اسے بیچ کر ثمن وصول کرے۔ اور اگر معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور گواہوں سے قاضی کے سامنے اس نے بیع ثابت کر دی تو قاضی یا اس کا نائب بیع کر کے ثمن ادا کر دے اگر کچھ بچ رہے تو اس کے لئے محفوظ رکھے اور کچھ پتا نہ چلے تو مشتری جب مل جائے اس سے وصول کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... دو شخصوں نے مل کر کوئی چیز خریدی اور ان میں سے ایک غائب ہو گیا معلوم نہیں کہاں ہے جو موجود ہے وہ پورا ثمن دے کر بائع سے چیز لے سکتا ہے۔ بائع دینے سے انکار نہیں کر سکتا یہ نہیں کہہ سکتا جب تک تمہارا ساتھی نہیں آئے گا میں تم کو نہ دوں گا اور جب مشتری نے پورا ثمن دے کر مبیع پر قبضہ کر لیا اب بھی اس کا ساتھی آ جائے تو اس کے حصہ کا ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع پر قبضہ دینے سے انکار کر سکتا ہے یہ کہہ سکتا ہے کہ جب تک ثمن نہیں ادا کرو گے قبضہ نہیں دوں گا اور یہ یعنی بائع کا مشتری حاضر کو پوری مبیع دینا اس وقت ہے جبکہ مبیع غیر مثلی کامل قسمت نہ ہو جیسے جانور، لونڈی، غلام اور اگر کامل قسمت ہو جیسے گیہوں وغیرہ تو صرف اپنے حصہ پر قبضہ دے کر مبیع پر قبضہ دینے کے لئے بائع مجبور نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... یہ کہا کہ یہ چیز ہزار روپے اور اشرفیوں میں خریدی تو پانچ سو روپے اور پانچ سو اشرفیاں دینی ہوں گی تمام معاملات میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب چند چیزیں ذکر کی جائیں تو وزن یا ناپ یا عدد ان سب کے مجموعہ سے پورا کریں گے اور سب کو برابر برابر کریں گے۔ مگر بدل خلع، وصیت، دیعت، عاریت، اقرار، غصب سب کا وہی حکم ہے جو بیع کا ہے مثلاً کسی نے کہا فلاں شخص کے مجھ پر ایک من گیہوں اور جو میں تو نصف من گیہوں اور نصف من جو دینے ہوں گے یا کہا ایک سو انڈے اخروٹ سیب ہیں تو ہر ایک میں سے سو کی ایک ایک تہائی۔ سوگز فلاں فلاں کپڑا تو دونوں کے پچاس پچاس گز۔ (فتح القدیر، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... کاتب خریدا بائع سے کہتا ہے دستاویز لکھ دو بائع دستاویز لکھنے پر مجبور نہیں اور اس پر بھی مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ گھر سے جا کر دو مردوں کو اس بیع کا گواہ بنائے یہاں اگر دستاویز کا کاغذ اور گواہان عادل اس کے پاس مشتری لایا تو گا بک اور گواہوں کے سامنے انکار نہیں کر سکتا مجبور ہے اقرار کریں اور نہ حاکم کے سامنے معاملہ پیش کیا جائے گا اور وہاں اگر اقرار کر لے تو گویا بیع کی رجسٹری ہو گئی۔ (درمختار، ردالمحتار)

یہ اس زمانہ کی باتیں ہیں جب شریعت پر لوگ عمل کرتے تھے اور کذب وفساد سے گریز کرتے تھے اسلام کے سابق بیع وشراء کرتے تھے اس زمانہ فساد میں اگر دستاویز نہ لکھی جائے تو بیع کر کے مکر تے ہوئے کچھ دیر بھی نہ لگے اور بغیر دستاویز بلکہ بلا رجسٹری تحریری کچہریوں میں مشتری کی کوئی بات بھی نہیں پوچھتے اس زمانہ میں احیائے حق کی یہی صورت ہے کہ دستاویز لکھی جائے اور اس کی رجسٹری ہو لیکن بائع کو اس زمانہ میں اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۳..... پرانی دستاویز بیع کے ذریعہ سے یہ شخص مکان کا مالک ہے مشتری طلب کرتا ہے بائع کو اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ

مشتری کو دے دے ہاں اگر ضرورت پڑے کہ بغیر ان دستاویزوں کے کام نہیں چلتا مثلاً کسی نے یہ مکان غصب کرلیا اور گواہوں سے کہا جاتا ہے شہادت دو کہ یہ مکان فلاں کا تھا۔ وہ کہتے ہیں جب تک ہم دستاویز میں اپنے دستخط نہ دیکھیں گواہی نہ دیں گے ایسی صورت میں دستاویز کا پیش کرنا ضروری ہے کہ بغیر اس کے دیکھے حق نہیں ہوتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... شوہر نے روئی خریدی عورت نے اس کا سوت کاتا کل سوت شوہر کا ہے عورت کو کاتنے کی اجرت بھی نہیں مل سکتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... عورت نے اپنے مال سے شوہر کو کفن دیا اور مرنے سے کسی نے میت کو کفن دیا اگر ویسا ہی کفن ہے جیسا دینا چاہئے تو ترکہ میں سے اس کا مرنہ لے سکتا ہے اور اس سے بیٹی ہے تو جو کچھ زیادتی ہے وہ نہیں لے سکتی۔ اور اجنبی نے کفن دیا تو تبرع ہے اسے کچھ نہیں مل سکتا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... حرام طور پر کسب کیا یا مال غصب کرلیا اور اس سے کوئی چیز خریدی اور اس کی چند صورتیں ہیں۔ بائع کو یہ روپیہ پہلے دے دیا پھر اس کے عوض میں کوئی چیز خریدی یا اسی حرام روپیہ کو معین کرکے اس سے چیز خریدی اور یہی روپیہ دیا اسی حرام سے خریدی گئی مگر دوسرا روپیہ دیا۔ خرید نے میں اس کو معین نہیں کیا یعنی مثلاً کہا ایک روپیہ کو چیز دو اور یہ حرام روپیہ دیا اور دوسرے روپے سے چیز خریدی اور حرام روپیہ دیا۔ پہلی دو صورتوں میں مشتری کے لئے وہ بیع حلال نہیں اور اس سے جو کچھ نفع حاصل کیا وہ بھی حلال نہیں باقی تین صورتوں میں حلال۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... کسی جاہل شخص کو بطور مضاربت روپیہ دینے علوم نہیں کہ جائز طور پر تجارت کرتا ہے یا ناجائز طور پر تو نفع میں اس کو حصہ لینا جائز ہے جب تک یہ علوم نہ ہو کہ اس نے حرام طور پر کسب کیا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... کسی نے اپنا کپڑا بھیگ دیا اور بھیگتے وقت یہ کہہ دیا جس کا جی چاہے لے لے تو جس نے سنا ہے لے سکتا ہے اور جو لے گا وہ مالک ہو جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... باپ نے نابالغ لڑکا کی زمین بیچ کر ڈالی اگر اس کے چال چلن اچھے ہیں یا مستور الحال ہے تو بیع درست ہے اور اگر بدچلن ہے مال کو ضائع کرنے والا ہے تو بیع ناجائز ہے۔ یعنی نابالغ بالغ ہو کر اس بیع کو توڑ سکتا ہے یہاں اگر اچھے دام سے بیچی ہے تو بیع صحیح ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... ماں نے بچے کے لئے کوئی چیز خریدی اور اس طور پر کہ ثمن اسی سے نہیں لے گی تو خریدا درست ہے اور بچہ کے لئے برقرار پائے گا اس کو یا اختیار نہیں ہے کہ بچہ کو دے دے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۱..... کان خریدا اور اس میں پڑوا پکا ہے یا اس کو پچڑے کا گودام بنایا ہے جس سے پڑوسیوں کو اذیت ہوتی ہے اگر قیمتی طور پر ہے یہ مصیبت برداشت کی جا سکتی ہے اور اس کا سلسلہ برابر جاری ہے تو اس کام سے وہاں روکا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... بکری کا گوشت کچہ کر خریدا اور نکا بھیر کر کلیجا کھانے کا کہہ کر لیا اور نکا بھیجنس کا یا قصائی کا گوشت لیا اور معلوم ہوا کہ قصائی کا نہیں ان سب صورتوں میں واپس کر سکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۳..... شیشہ کے برتن بیچنے والے سے برتن کا نرخ کر رہا تھا اس نے ایک برتن دیکھنے کے لئے اسے دیا یا دیکھ رہا تھا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دوسرے برتنوں پر گرا اور سب ٹوٹ گئے تو جو اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹا اس کا دام نہیں اور اس کے گرنے سے جو دوسرے ٹوٹے ان کا دام دینا پڑے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... گیہوں میں جو ملا دیئے ہیں اگر جو اوپر ہی دکھائی دیتے ہیں تو بیع میں حرج نہیں اور ان کا آٹا پسوا لیا بیچنا اس کا بیچنا جائز نہیں جب تک یہ ظاہر نہ کردے کہ اس میں اتنے گیہوں اور اتنے جو۔۔ (درمختار)

کیا چیز شرط فاسد سے فاسد ہوتی ہے

اور کس کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں؟

تنبیہ: کیا چیز شرط سے فاسد ہوتی ہے اور کیا نہیں اور کس کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں اور کس کو نہیں کر سکتے؟ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب مال کو مال سے تابعہ کیا جائے وہ شرط فاسد سے فاسد ہوگی جیسے بیع کہ شرط فاسدہ سے بیع ناجائز ہو جاتی ہے جس کا بیان پہلے مذکور ہوا۔ اور جہاں مال کو مال سے بدلانہ ہو وہ شرط فاسد سے فاسد نہیں خواہ مال کو غیر مال سے بدلا ہو جیسے نکاح طلاق خلع صلح اذن اور قبیل یا از قبیل تعلیقات ہو جیسے یہ نوعیت ان میں خود وہ شروط ہی ابطال ہو جاتی ہیں اور قرض اگرچہ اپنا بدلا دلاتا ہے مگر ابتداءً چونکہ تبرع ہے شرط فاسد سے فاسد نہیں۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز از قبیل تملیک یا تعلیق ہو اس کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے تملیک کی مثال بیع، اجارہ، ہبہ، صدقہ، نکاح، اقرار وغیرہ۔ تعلیق کی مثال وصیت، توکیل کو معزول کرنا، نظام کے تصرفات، روک دینا اور اگر تملیک و تعلیق نہ ہو بلکہ از قبیل اذن، اقتاط ہو جیسے طلاق یا از قبیل التزامات یا اطلاقات یا ولایات یا اخبار دیانت ہو تو شرط معلق کر سکتے ہیں۔ وہ چیزیں جو شرط فاسد سے فاسد ہوتی ہیں اور ان کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے حسب ذیل ہیں۔ ان میں بعض وہ ہیں کہ ان کی تعلیق درست نہیں ہے مگر ان میں شرط لگا سکتے ہیں۔ (۱) بیع (۲) تقسیم (۳) اجارہ (۴) جازہ (۵) رجعت (۶) مال سے سلم (۷) دین سے ابراء یعنی دین کی معافی (۸) حوالہ (۹) مقاصہ (۱۰) اقرار (۱۱) وقف (۱۲) تحکیم (۱۳) عزل وکیل (۱۴) متکاف۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱..... یہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ شرط فاسد سے بیع فاسد ہو جاتی ہے اگر عقد میں شرط داخل نہیں ہے مگر بعد عقد حصول شرط ذکر کر دی تو مفسد نہیں ہے مثلاً لکڑیوں کا گٹھا خریدا اور خریدنے میں کوئی شرط نہیں فوراً ہی یہ کہا نہیں میرے مکان پر پہنچا دینا ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... بیع کو کسی شرط پر معلق کیا مثلاً فلاں کام ہو گا فلاں شخص آئے گا تو میرے تمہارے درمیان بیع ہے بیع صحیح نہیں صرف ایک صورت اس کے جواز کی ہے۔ وہ یہ کہ یوں کہا جائے فلاں شخص راضی ہوا تو بیع ہے اس میں تین دن تک کی مدت مذکور ہو کہ یہ شرط خیار ہے اور اسی کو بھی خیار دیا جا سکتا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... تقسیم کی صورت یہ ہے کہ لوگوں کے ذمہ میت کے دین ہیں۔ ورثہ نے ترکہ کو اس طرح تقسیم کیا کہ فلاں شخص دین لے اور باقی ورثہ عین (جو چیز یں موجود ہیں) لیں گے یہ تقسیم فاسد ہے یا یوں کہ فلاں شخص نقد (روپیہ اشرفی) لے اور فلاں شخص سامان ہے اس شرط سے تقسیم کی کہ فلاں اس کا مکان ہزار روپے میں خریدے یا فلاں چیز ہبہ کر دے یا صدقہ کر دے یہ سب صورتیں فاسد ہیں اور اگر یوں تقسیم ہوئی کہ فلاں شخص کو حصہ سے فلاں چیز زائد دی جائے یا مکان تقسیم ہوا اور ایک کے ذمہ کچھ روپے کر دینے گئے کہ اتنے روپے شریک کو دے یہ تقسیم جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... اجارہ کی صورت یہ ہے کہ یہ مکان تم کو کرایہ پر دیا اگر فلاں شخص کل آجائے یا اس شرط سے کہ کرایہ دار اتنا روپیہ قرض دے یا یہ چیز ہدیہ کرے یہ اجارہ فاسد ہے۔ دکان کرایہ پر دی اور شرط یہ کی کہ کرایہ دار اس کی قیمت مرمت کرائے یا دروازہ بلوا دے یا کھدوا کر نکلوا دے اور جو کچھ خرچ ہو کرایہ میں مجرا کرے اس طرح اجارہ فاسد ہے۔ کرایہ دار نے دکان کا جائزہ لیا جو ہونا چاہئے وہ ہو گیا جب سے وہیں جو ہم طے ہوا ہے

اور جو کچھ مرمت کرانے میں خرچ ہوا وہ لے لیگا بلکہ نگرانی اور بنوانے کی اجرت مثل بھی پائے گا۔ (ف)

مسئلہ نمبر۵.....ایک شخص نے دوسرے کا مکان غصب کرلیا مالک نے غاصب سے کہا میرا مکان خالی کردے ورنہ اتنے روپیہ ماہوار کرایہ لوں گا یہ بارہ صحیح ہے اور یہ صورت اس تاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶.....اجازت کی مثال یہ ہے کہ بالغہ عورت کا اس کے ولی یا فضولی نے نکاح کردیا جو اس کی اجازت پر موقوف ہے اس کو نکاح کی خبر دی گئی تو یہ کہا میں نے اس نکاح کو جائز کیا اگر میری ماں بھی اس کو پسند کرے یہ اجازت نہیں ہوئی۔ یونہی فضولی نے کسی کی بیع یا شراء مالک کو خبر ہوئی تو اس نے اجازت شروط دی یا اجازت کو کسی شرط پر معلق کیا تو اجازت نہ ہوئی۔ یونہی جو چیز ایسی ہو کہ اس کی تعلیق شرط نہ ہو سکتی ہو اگر اس کو اس طرح پر منعقد کیا کہ کسی کی اجازت پر موقوف ہو اور اجازت دینے والے نے اجازت کو شرط پر معلق کردیا تو اجازت نہیں ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۷.....صلح کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کا دوسرے پر کچھ مال آتا ہے۔ کچھ دے کر دونوں میں مصالحت ہوگئی ظاہر میں یہ صلح ہے مگر معنی کے لحاظ سے بیع ہے لہٰذا شرط کے ساتھ اس قسم کی صلح صحیح نہیں مثلاً یہ کہا کہ میں نے صلح کی اس شرط سے کہ تو اپنے مکان میں مجھے ایک سال تک رہنے دے یا صلح کی اگر فلاں شخص آجائے یہ صلح فاسد ہے۔ یہ تب اس وقت ہے جب غیر جنس پر صلح ہوا اگر اسی جنس پر صلح ہوئی تو تین صورتیں ہیں اگر کم پر ہوئی مثلاً سو آتے تھے پچاس پر ہوئی تو ابرا ہے یعنی پچاس معاف کردیئے اور اتنے ہی پر ہوئی تو آتا ہوا پایا اور زائد پر ہوئی تو سود و حرام ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر۸.....ابرا اگر شرط متعارف سے مشروط ہو یا ایسے امر پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے تو ابرا صحیح ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر میرے شریک کو اس کا حصہ تو نے دے دیا تو باقی دین معاف ہے اس شریک کو دے دیا۔ باقی دین معاف ہوگیا۔ یا یہ کہا اگر تجھ پر میرا دین ہے تو معاف ہے اور واقع میں دین ہے تو معاف ہوگیا اور اگر شرط متعارف نہ ہو معاف نہیں مثلاً میں نے دین معاف کردیا اگر فلاں شخص آجائے یا میں نے معاف کیا اس شرط پر کہ ایک ماہ تو میری خدمت کرے یا اگر تو مکہ میں گیا تو دین معاف ہے اگر تو نے پانچ سو دے دیئے تو باقی معاف ہیں اگر تو قسم کھا جائے تو دین معاف ہے ان سب صورتوں میں معاف نہ ہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر۹.....ابرا کی تعلیق اپنی موت پر صحیح ہے اور یہ وصیت کے معنی میں ہے مثلاً مدیون سے یہ کہا اگر میں مرجاؤں تو تجھ پر جو دین ہے معاف ہے معاف ہوجائے گا۔ اور اگر یہ کہا تو مرجائے تو دین معاف ہے یہ صحیح نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر۱۰.....جس کو اعتکاف میں بیٹھنا ہے وہ یوں نیت کرتا ہے کہ اعتکاف کی نیت کرتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ روزہ نہیں رکھوں گا یا جب چاہوں گا حاجت دنیا حاجت مسجد سے نکل جاؤں گا یا اعتکاف صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۱.....کھیت یا باغ بارہ دیا اور مناسب شرطیں لگائیں تو یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً یہ شرط کہ کام کرنے والوں کے مصارف زمین کا مالک دے گا مزارعت کو فاسد کرتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۲.....اقرار کی صورت یہ ہے کہ اس نے کہا فلاں کا مجھ پر اتنا روپیہ ہے اگر وہ مجھے اتنا روپیہ قرض دے یا فلاں شخص آجائے یہ اقرار صحیح نہیں ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اس نے کہا اگر میں کل نہ آؤں تو وہ مال میرے ذمہ ہے اور نہیں آیا تو یہ اقرار صحیح نہیں یا ایک نے دعویٰ کیا دوسرے نے کہا اگر قسم کھا جائے تو میں دین دار ہوں اس نے قسم کھائی مگر یاب بھی انکار کرتا ہے تو اس اقرار شرط کی وجہ سے اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۳.....اقرار کو کل آنے پر معلق کیا یا اپنے مرنے پر معلق کیا یہ تعلیق درست ہے مثلاً اس کے مجھ پر ہزارہ پے ہیں جب کل

آجائے یا مہینہ ختم ہوجائے یا عید الفطر آجائے کہ یہ حقیقۃً تعلیق نہیں بلکہ ادائے دین کا وقت ہے یا کہا فلاں کے مجھ پر ہزار روپے ہیں اگر میں مرجاؤں یہ بھی حقیقۃً تعلیق نہیں۔ بلکہ لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرنا ہے کہ میرے مرنے کے بعد ورثہ دینے سے انکار کریں تو لوگ گواہ رہیں کہ یہ دین میرے ذمہ ہے یا قرار صحیح ہے اور روپے فی الحال واجب الادا نہیں مرنے یا زندہ رہنے پر ہے بہرحال اس کے ذمہ ہیں۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... تحکیم یعنی کسی کو جج بنانا اس کو شرط پر معلق کیا مثلاً یہ کہا کہ جب چاند ہوجائے تو تم ہمارے درمیان جج ہو یہ تحکیم صحیح نہیں۔ (درمختار)

بعض وہ چیزیں ہیں کہ شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتیں بلکہ باوجود ایسی شرط کے وہ چیزیں صحیح ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔ (1) قرض (2) ہبہ (3) نکاح (4) طلاق (5) خلع (6) صدقہ (7) عتق (8) رہن (9) ایماء (10) وصیت (11) شرکت (12) مضاربت (13) قضا (14) امارت (15) وکالت (16) حوالہ (17) کفالت (18) حجر (19) نکاح (20) غلام کو تجارت کی اجازت (21) لونڈی سے جو بچہ ہو اس کی نسبت یہ دعویٰ کرے کہ میرا ہے (22) قصد قتل کیا ہے اس سے مصالحت (23) کسی کو مجروح کیا ہے اس سے صلح (24) بادشاہ کا کافر کو ذمہ دینا (26) مجنی میں عیب پانے کی صورت میں اس کے واپس کرنے کی شرط پر معلق کرنا (27) خیار شرط میں واپسی کو معلق بہ شرط کرنا (28) قاضی کی معزولی۔

جن چیزوں کو شرط پر معلق کرنا جائز ہے وہ بہت سے ہیں جن کے ساتھ حلف کرسکتے ہیں۔ جیسے طلاق، عتاق، اور وہ التزامات ہیں جن کے ساتھ حلف کرسکتے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج اور تولیات یعنی دوسرے کو ولی بنانا، قاضی یا امام وظیفہ مقرر کرنا۔

وہ چیزیں جن کی اضافت زمانہ مستقبل کی طرف ہوسکتی ہے۔ (1) اجارہ (2) فسخ اجارہ (3) مضاربت (4) معاملہ (5) مزارعہ (6) وکالت (7) کفالت (8) ایماء (9) وصیت (10) قضا (11) امارت (12) طلاق (13) عتاق (14) وقف (15) مأذونیت (16) اذن تجارت۔

وہ چیزیں جن کی اضافت مستقبل کی طرف صحیح نہیں۔ (1) بیع (2) بیع کی اجازت (3) اس کا فسخ (4) قسمت (5) شرکت (6) ہبہ (7) نکاح (8) رجعت (9) مال سے صلح (10) اور ان سے ابراء۔

بیع صرف کا بیان

حدیث ۱..... صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے میں بیچو مگر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں بیچو مگر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور ان میں ادھار کو نقد کے ساتھ نہ بیچو اور ایک روایت میں ہے کہ سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلہ میں بیچو مگر وزن کے ساتھ برابر کرکے۔

حدیث ۲..... صحیح مسلم شریف میں ہے کہ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے خیبر کے دن بارہ دینار کو ایک ہار جو ہم نے لیا تھا جس میں سونا اور جواہر تھے۔ میں نے دونوں چیزیں جدا کیں تو بارہ دینار سے زیادہ سونا نکلا اس کو میں نے نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا فرمایا نہ بیچا جائے۔ جب تک جدا نہ کرلیا جائے بیچا نہ جائے۔

حدیث ۳..... امام مالک و ابوداؤد و ترمذی رحمہم اللہ ابی الحباب سے روای۔ کہتے ہیں کہ میں سوا شرفیاں بڑھانا چاہتا تھا طلحہ بن عبید اللہ

ﷺ نے مجھے بلایا اور ہم دونوں کی رضامندی ہوگئی اور بیع صرف ہوگئی۔ انہوں نے سونا مجھ سے لے لیا اور ٹالٹ پلٹ کر دیکھا اور کہا اس کے روپے اس وقت ملیں گے جب میرا خازن غابہ سے آجائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سن رہے تھے انہوں نے فرمایا اس سے جدا نہ ہو جب تک روپیہ وصول نہ کر لینا۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے سونا چاندی کے بدلے میں بیچنا سود ہے مگر جب کہ دست بدست ہو۔

مسئلہ نمبر ۱.....صرف کے معنی ہم پہلے بتا چکے ہیں یعنی ثمن کو ثمن سے بیچنا۔ صرف میں کبھی جنس کا تبادلہ جنس سے ہوتا ہے جیسے روپیہ سے چاندی خریدنا یا چاندی کی ریزگاریاں خریدنا۔ سونے کو اشرفی سے خریدنا۔ اور کبھی غیر جنس سے تبادلہ ہوتا ہے جیسے روپے سے سونا یا اشرفی خریدنا۔

مسئلہ نمبر ۲.....ثمن سے مراد عام ہے کہ وہ ثمن خلقی ہو یعنی اسی لئے پیدا کیا گیا ہو جیسا کہ اس میں انسانی صنعت بھی داخل ہو یا نہ ہو چاندی سونا اور ان کے سکے اور زیرات یہ سب ثمن خلقی میں داخل ہیں۔ دوسری قسم غیر خلقی جس کو ثمن اصطلاحی بھی کہتے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں کو ثمنیت کے لئے تحقیق نہیں۔ مگر لوگ ان سے ثمن کا کام لینے میں ثمن کی جگہ استعمال کرتے ہیں جیسے پیسہ نوٹ نکل کی ریزگاریاں کہ یہ سب اصطلاحی ثمن ہیں روپے کے پیسے بھنانے جائیں یا ریزگاریاں خریدی جائے یہ صرف میں داخل ہے۔

مسئلہ نمبر ۳.....چاندی کی چاندی سے یا سونے کی سونے سے بیع ہوئی یعنی دونوں طرف ایک ہی جنس ہے تو شرط یہ ہے کہ دونوں وزن میں برابر ہوں اور اسی مجلس میں دست بدست قبضہ ہو یعنی ہر ایک دوسرے کی چیز اپنے محل سے قبضہ میں لائے اگر عاقدین نے ہاتھ سے قبضہ نہیں کیا بلکہ ٹرنس کر وقد کے بعد وہاں اپنی چیز رکھ دی اور اس کی چیز لے کر چلا آیا یہ کافی نہیں ہے اور اس طرح کرنے سے بیع ناجائز ہوگئی بلکہ سود ہوا۔ اور دوسرے مواقع میں تخلیہ قبضہ قرار پاتا ہے اور کافی ہوتا ہے۔ وزن برابر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کانٹے یا ترازو کے دونوں پلے میں دونوں برابر ہوں اگر چہ یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں کا وزن کیا ہے۔ (عالمگیری و ردالمحتار) برابری سے مراد یہ ہے کہ عاقدین کے علم میں دونوں چیزیں برابر ہوں یہ طلب نہیں کہ حقیقت میں برابر ہونا چاہئے ان کو برابر ہونا معلوم ہونا چاہئے لہٰذا اگر دونوں جانب کی چیزیں برابر تھیں مگر ان کے علم میں یہ بات نہ تھی بیع ناجائز ہے۔ ہاں اگر اسی مجلس میں دونوں پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ برابر ہیں تو جائز ہو جائے گی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۴.....اتحاد جنس کی صورت میں کمرے کھوٹے ہونے کا کچھ لحاظ نہ ہوگا یعنی یہ نہیں ہو سکتا جدھر کھرا مال ہے ادھر کم ہو اور جدھر کھوٹا ہو زیادہ ہو کہ اس صورت میں کمی بیشی سود ہے۔

مسئلہ نمبر ۵.....اس کا بھی لحاظ نہیں ہوگا کہ ایک میں صنعت ہے اور دوسرا چاندی کا ڈھیلا ہے یا ایک سکہ ہے دوسرا ویسا ہی ہے اگر ان اختلافات کی وجہ سے کم وبیش کیا تو حرام و سود ہے مثلاً ایک روپیہ کی ڈیڑھ دو تولہ بھر اس زمانہ میں چاندی بکتی ہے اور عام طور پر لوگ روپیہ ہی سے خریدتے ہیں اور کبھی اپنی ناواقفی کی وجہ سے کچھ خرچ نہیں جانتے حالانکہ یہ سود ہے اور بالاجماع حرام ہے اس لئے فقہا فرماتے ہیں کہ اگر سونے چاندی کا زیور کسی نے غصب کیا اور غاصب نے اسے بلا ٹانکہ کرڈالا تو اس کا تاوان غیر جنس سے دلایا جائے یعنی سونے کی چیز بیچ چاندی سے دلایا جائے اور چاندی کی چیز بیچ سونے سے کیونکہ اسی جنس سے دلانے میں مالک کا نقصان ہے اور رنوائی وغیرہ کا لحاظ کر کے کچھ زیادہ دلایا جائے تو سود ہے یہ دینی نقصان ہے۔ (ہدایہ فتح و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶.....اگر دونوں جانب ایک جنس نہ ہو بلکہ مختلف جنسیں ہوں تو کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں مگر تقابض یعنی لین ضروری ہے اگر تقابض بہ لین سے قبل مجلس بدل گئی تو بیع باطل ہوگئی۔ مثلاً سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے خریدنے میں دونوں جانب کو وزن کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ وزن تو کرنا اس لئے ضروری تھا کہ دونوں کا برابر ہونا معلوم ہو جائے جب برابری کی شرط نہیں تو وزن بھی ضروری نہیں رہا صرف

مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے۔ اگر چاندی خریدی ہو اور سودے پر کہا ہو تو روپیہ سے مت خریدو گنی یا نوٹ یا پیسوں سے خریدو دین و دنیا کے نقصان سے بچو گے۔ یہ حکم ثمن خلقی یعنی سونے چاندی کا ہے۔ اگر پیسوں سے چاندی خریدی تو مجلس میں ایک کا قبضہ ضروری ہے دونوں جانب ضروری نہیں کیونکہ ثمنیت منصوص نہیں جس کا غلبہ ضروری ہو۔ عاقدین اگر چاہیں تو ان کی ثمنیت کو باطل کر کے جیسے دوسری چیزیں غیر ثمن ہیں ان کو بھی غیر ثمن قرار دے سکتے ہیں۔ (درمختار ردالمحتار)

مجلس بدلنے کے یہاں یہ معنی ہیں کہ دونوں جدا ہو جائیں ایک ایک طرف چلا جائے اور دوسرا دوسری طرف یا ایک وہاں سے چلا جائے اور دوسرا وہیں رہے۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہو تو مجلس نہیں بدلی اگرچہ کتنی ہی طویل مجلس ہو اگرچہ دونوں وہیں سو جائیں یا بے ہوش ہو جائیں بلکہ اگرچہ دونوں وہاں سے چل دیں مگر ساتھ ساتھ جائیں فرض یہ کہ جب تک دونوں میں جدائی نہ ہو قبضہ ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... ایک نے دوسرے کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے تم سے اتنے روپے کی چاندی یا سونا خریدا دوسرے نے قبول کیا یہ عقد درست نہیں کہ قابض ہو لینی مجلس واحد میں یہاں نہیں ہو سکتا۔ (عالمگیری)۔ خود وکالت کے ذریعہ بھی بیع صرف نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ نمبر ۸..... بیع صرف اگر صحیح ہو تو اس کے دونوں عوض معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے فرض کرو ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک روپیہ ایک روپیہ کے بدلے میں بیچ کیا اور دونوں کے پاس روپیہ نہ تھا مگر اسی مجلس میں دونوں نے کسی اور سے قرض لے کر قابض ہو لیں یا تو عقد صحیح رہا مثلاً بشر نے کہا میں نے اس روپیہ کو اس روپیہ کے بدلے میں بیچا اور جس کی طرف اشارہ کیا اسے اپنے پاس کر لیا دوسرا اس کی جگہ دیا جب بھی صحیح ہے۔ (درمختار) یا اس وقت ہے کہ سونا یا چاندی کے سکے ہوں اور بنی ہوئی چیز مثلاً ہر تن زیور ان میں تعین ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹..... بیع صرف خیار شرط سے فاسد ہو جاتی ہے۔ یونہی اگر کسی جانب سے اداکرنے کی کوئی مدت مقرر ہوئی مثلاً چاندی آج لی اور روپیہ کل دے کو کہا یہ عقد فاسد ہے ہاں اگر اسی مجلس میں خیار شرط اور مدت کو ساقط کر دیا تو عقد صحیح ہو جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... سونے چاندی کی بیع میں اگر کسی طرف اداحدار ہو تو بیع فاسد ہے اگرچہ ادا حدار لے نے جدا ہونے سے پہلے اسی مجلس میں کچھ ادا کر دیا جب بھی کل کی بیع فاسد ہے مثلاً پندرہ روپے کی چاندی لی اور روپیہ دس دن کے بعد دینے کو کہا مگر اسی مجلس میں دس روپے دے دینے جب بھی پوری بیع فاسد ہے یونہیں کہ جتنا دیا اس کی مقدار جائز ہو جائے ہاں اگر دسی کل روپے دے دینے تو پوری بیع صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... سونے چاندی کی کوئی چیز ہر تن زیور روغیرہ خریدی تو خیار عیب و خیار رویت حاصل ہوگا۔ روپے یا شرفی میں خیار رویت تو نہیں مگر خیار عیب ہے۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... عقد ہو جانے کے بعد اگر کوئی شرط فاسد پائی گئی تو اس کو اصل عقد سے علق کریں گے یعنی اس کی وجہ سے وہ عقد جو صحیح ہوا تھا فاسد ہو گیا مثلاً روپے سے چاندی خریدی اور دونوں طرف وزن بھی ہو رہا ہے اور اسی مجلس میں قابض بدلین بھی ہو گیا پھر ایک نے کچھ زیادہ کر دیا یا کم کر دیا مثلاً روپیہ کا سوا روپیہ یا پاؤ آنے کر دیئے اور دوسرے نے قبول کر لیا وہ پہلا عقد فاسد ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... پندرہ روپے کی اشرفی خریدی اور روپے دے دیئے اشرفی پر قبضہ کر لیا ان میں ایک روپیہ ٹوٹا تھا مگر مجلس نہیں بدلی ہے وہ روپیہ بھیج دے دوسرا لے اور جدا ہونے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ ایک روپیہ ٹوٹا ہے اس نے وہ روپیہ بھیج دیا تو اس ایک روپے کے مقابل میں بیع صرف جاتی رہی اب نہیں ہو سکتا کہ اس کے بدلے میں دوسرا روپیہ لے بلکہ اس اشرفی میں ایک روپیہ کی مقدار کا بیع شریک ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... بول صرف پر جب تک قبضہ نہ کیا ہو اس میں تصرف نہیں کر سکتا اگر اس نے اس بیع کو ہبہ کر دیا یا صدقہ کر دیا یا معاف

کردیا اور دوسرے نے قبول کرلیا۔ بیع صرف باطل ہوگئی اور اگر روپے سے اشرفی خریدی اور ابھی اشرفی پر قبضہ بھی نہیں کیا اور اسی اشرفی کی کوئی چیز خریدی بیع فاسد ہے اور بیع صرف بہ ستور صحیح ہے۔ یعنی اب اگر اشرفی پر قبضہ کرلیا تو صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ایک کپڑا جس کی قیمت ایک ہزار ہے اس کے لگے میں ایک ہزار کا طوق پڑا ہے دونوں کو دو ہزار میں خریدا اور ایک ہزار اسی وقت دے دیا اور ایک ہزار باقی رکھا تو یہ جواب کردیا طوق کا ثمن قرار دیا جائے گا اگر چہ اس کی تصریح نہ کی ہو یا یہ کہ دیا ہو کہ دونوں کی ثمن میں یا ایک ہزار لو۔ یونہی اگر بیع میں ایک ہزار نقد دینا قرار پایا ہے اور ایک ہزار ادھار جو نقد دینا ظہرا ہے طوق ثمن ہے۔ یونہی اگر سو روپے میں کٹورا خریدی جس میں پچاس روپے کا چاندی کا سامان لگا ہے اور اسی مجلس میں پچاس دے دینے تو یہ اس سامان کا ثمن قرار پائے گا یا نقد ہی میں پچاس روپے فقد اور پچاس ادھار دینا قرار پایا تو یہ پچاس چاندی کے ہیں اگر چہ تصریح نہ کی ہو یا کہہ دیا ہو کہ دونوں کے ثمن میں سے پچاس روپے لے لو بلکہ کہہ دیا ہو کٹورا کے ثمن کے پچاس روپے لے لو کہ وہ آرائش کی چیز ہیں کٹورا کے تابع ہیں کٹورا بول کر وہ سب ہی کچھ مراد لیتے ہیں نہ کہ محض لوہے کا چلہ اگر یہ کہہ دیا کہ یہ خاص کٹورا کا ثمن ہے تو بیع فاسد ہوجائے گی اور اگر اس مجلس میں طوق اور کٹورا کی آرائش کا ثمن بھی ادا نہیں کیا گیا اور دونوں متفرق ہوگئے تو طوق و آرائش کی بیع باطل ہوگئی لوٹڈی کی صحیح ہے اور کٹورا کی آرائش باطل ہے اس سے علیحدہ ہوسکتی ہے تو کٹورا کی صحیح ہے ورنہ اس کی بھی باطل ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... کٹورا میں جو چاندی ہے اس کو ثمن کی چاندی سے کم ہونا ضروری ہے اگر دونوں برابر ہیں یا کٹورا والی ثمن سے زیادہ ہو یا معلوم نہ ہو کہ کون زیادہ ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے تو ان صورتوں میں بیع درست نہ ہوئی پہلی دونوں صورتوں میں یقیناً سود ہے اور تیسری صورت میں سود کا احتمال ہے اور یہ بھی حرام ہے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب ایسی چیز جس میں سونے چاندی کے ٹانکے یا چڑھے ہوں اس کو ایسی جنس سے بیچ کیا جائے تو ثمن کی جانب اس سے زیادہ سونا یا چاندی ہونا چاہیے۔ بقائی اس چیز میں جتنا کہ دونوں طرف کی چاندی یا سونا برابر کرنے کے بعد ثمن کی جانب کچھ بچے جو اس چیز کے مقابل میں ہو اگر ایسا نہ ہو تو سود اور حرام ہے اور اگر غیر جنس سے بیچ ہو مثلاً اس میں سونا ہے اور ثمن روپے ہیں تو فقط قابض پر لین شرط ہے۔ (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۷..... کپڑا گوٹا اگر چہ ریشم سے بنایا جاتا ہے مگر متعود اس میں ریشم نہیں ہوتا۔ اور وزن سے ہی بکتا بھی ہے قبضہ دونوں جانب وزن برابر ہونا ضروری ہے بس۔ مسک وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۸..... بعض کپڑوں میں چاندی کے بادلے بنے جاتے ہیں۔ آنچل اور کنارے ہوتے ہیں جیسے بناری عمامہ اور بعض میں درمیان میں پھول ہوتے ہیں جیسے ٹکابدن۔ اس میں زری کے کام کا بائع گنا قرار دیں گے کیونکہ شرع عطیہ و نذر اس کے استعمال کو جائز کیا ہے اس کی بیع میں ثمن کی چاندی زیادہ ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۹..... جس چیز میں سونے چاندی کا منع ہو اس کے ثمن کا منع کی چاندی سے زیادہ ہونا شرط نہیں اور اسی مجلس میں اتنی چاندی پر قبضہ کرنا بھی شرط نہیں مثلاً برتن پر چاندی کا منع ہے اس کو منع کی چاندی سے کم قیمت پر بیچ کیا یا اسی مجلس میں ثمن پر قبضہ نہ کیا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... منع میں بہت زیادہ چاندی ہے آگ پر پگھلا کر اتنی نکال سکتے ہیں جو تولنے میں آئے یہ قابل اعتبار ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... چاندی کے برتن کو روپے یا اشرفی کے عوض میں بیچ کیا تھوڑے سے دام مجلس میں دے دیئے باقی باقی ہیں اور عاقدین میں افتراق ہوگیا تو جتنے دام دیئے ہیں ان کے مقابل میں بیع صحیح ہے اور باقی باطل اور برتن میں بائع و مشتری دونوں شریک ہیں اور مشتری کو عیب شرکت کی وجہ سے یا اختیار نہیں کہ وہ حصہ بھی بیمورد یہ کہے کہ یہ عیب مشتری کے فعل و اختیار سے ہے اس نے پورا دام اسی مجلس میں کیوں نہیں

دیا اور اگر اس برتن میں کوئی حق دار پیدا ہو گیا اس نے ایک جز اپنا ثابت کر دیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ باقی کو لے لیا نہ لے کیونکہ اس صورت میں عیب شرکت اس کے حصّہ رہے نہیں۔ (جوہرۂ نیرہ)

پھر اگر مستحق نے عقد کو جائز کر دیا تو جائز ہو جائے گا۔ اور اتنے ثمن کا وہ مستحق ہے۔ بائع مشتری سے لے کر اس کو دے بشرطیکہ بائع و مشتری بازت مستحق سے جدا نہ ہوئے ہوں پہلے خود مستحق کے جدا ہونے سے عقد باطل نہیں ہوگا وہ خانیہ نہیں ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... چاندی یا سونے کا ٹکڑا جو اس کے کسی جز میں دوسرا حق دار پیدا ہو گیا تو جو باقی ہے وہ مشتری کا ہے اور ثمن میں بھی اتنے ہی مشتری کے ذمہ ہے اور مشتری کو یہ حق حاصل نہیں کہ باقی کو بھی نہ لے کیونکہ اس کے ٹکڑے کرنے میں کسی کا کوئی نقصان نہیں یا اس صورت میں ہے کہ قبضہ کے بعد حق دار کا حق ثابت ہو اور اگر قبضہ سے پہلے اس نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مشتری کو یہاں بھی اختیار حاصل ہوگا کہ لے لیا نہ لے۔ روپے اور اشرفی کا بھی یہی حکم ہے کہ مشتری کو اختیار نہیں ہے۔ (جوہرۂ نیرہ)

مگر زمانہ سابق میں یہ رواج تھا کہ روپیہ اور اشرفی کے ٹکڑے کرنے میں کوئی نقصان نہ تھا اس زمانہ میں ہندوستان کے اندر اگر روپیہ کے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو ویسا ہی پیکار تصور کیا جائے گا جیسا برتن ٹکڑے کر دینے سے لہٰذا یہاں روپے کا وہی حکم ہونا چاہیے جو برتن کا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۳..... دو روپے اور ایک اشرفی کو ایک روپیہ دو اشرفیوں سے بیچنا درست ہے دو روپے کے مقابل میں اشرفیاں تصور کریں اور اشرفی کے مقابل میں روپیہ۔ یونہی دو من گیہوں اور ایک من جو کو ایک من گیہوں اور دو من جو کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر گیارہ روپے کو دس روپے اور ایک اشرفی کے بدلے میں بیچ کیا ہے دس روپے کے مقابل میں دس روپے ہیں اور ایک روپے کے مقابل اشرفی یہ دونوں وہ جنس ہیں ان میں کمی بیشی درست ہے اور اگر ایک روپیہ اور ایک تھان کو ایک روپیہ اور ایک تھان کے بدلے میں بیچا اور روپیہ پر طرفین نے قبضہ نہ کیا تو بیع صحیح نہ رہی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۴..... سونے کو سونے یا چاندی کو چاندی سے بیچ کیا ہاں میں ایک کم ہے ایک زیادہ مگر جو کم ہے اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل کر لی جس کی کچھ قیمت ہو تو بیع جائز ہے پھر اگر اس کی قیمت اتنی ہے جو زائد کے برابر ہے تو کراہت بھی نہیں ورنہ کراہت ہے اور اگر اس کی قیمت ہی نہ ہو جیسے مٹی کا ڈھیلا تو بیع جائز ہی نہیں۔ (جوہرہ) روپے سے چاندی خریدنا چاہتے ہوں اور چاندی سستی ہو اگر برابر لیتے ہیں نقصان ہوتا ہے زیادہ لیتے ہیں تو سود ہوتا ہے تو روپے کے ساتھ پیسے شامل کر لیں بیع جائز ہو جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۲۵..... سنار کے یہاں کی راکھ خریدی اگر چاندی کی راکھ ہے اور چاندی سے خریدی یا سونے سے خریدی تو ناجائز ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں راکھ میں کتنا سونا یا چاندی ہے اور اگر خالص کیا یعنی چاندی کی راکھ کو سونے سے اور سونے کی راکھ کو چاندی سے خریدی تو دو صورتیں ہیں اگر اس میں سونا چاندی ظاہر ہے تو جائز ہے ورنہ ناجائز اور جن صورتوں میں بیع جائز ہے مشتری کو دیکھنے کے بعد اختیار حاصل ہوگا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲۶..... ایک شخص کے دوسرے پر پندرہ روپے ہیں مدیون نے دائن کے ہاتھ ایک اشرفی پندرہ روپے میں بیچی اور اشرفی دے دی اور اس کے ثمن دین میں مقاصہ کر لیا یعنی ادا جو کر لیا کہ یہ پندرہ ثمن ان پندرہ کے مقابل ہو گئے جو میرے ذمہ باقی تھے ایسا کرنا صحیح ہے۔ اور اگر مفتی ہی میں یہ کہا کہ اشرفی ان روپوں کے بدلے میں بیچتا ہوں جو میرے ذمہ تمہارے ہیں تو مقاصہ کی بھی ضرورت نہیں یا اس صورت میں ہے کہ دین پہلے کا ہو اور اگر اشرفی بیچنے کے بعد کا دین ہو مثلاً پندرہ میں اشرفی بیچی پھر اسی مجلس میں اس سے پندرہ روپے کے کپڑے خریدے اور اشرفی دے دی اشرفی اور کپڑے کے ثمن میں مقاصہ کر لیا یہ بھی درست ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... چاندی سونے میں میل ہو مگر سونا چاندی غالب ہے تو سونا چاندی ہی قرار پائیں گے جیسے روپیہ اور اشرفی کہ خالص چاندی سونا نہیں ہیں میل ضرور ہے مگر کم ہے اس وجہ سے اب بھی انہیں چاندی سونا ہی سمجھیں گے اور ان کی جنس سے بیچ ہو تو وزن کے ساتھ برابر کرنا ضروری ہے اور قرض لینے میں بھی ان کے وزن کا اعتبار ہوگا۔ ان میں کھوٹ خود ملایا ہو جیسے روپے اشرفی میں ڈھلنے کے وقت کھوٹ ملاتے ہیں یا ملایا نہیں ہے بلکہ پیدائشی ہے کان سے جب نکالے گئے اسی وقت اس میں آمیزش تھی دونوں کا ایک حکم ہے۔ (جامع الفتاویٰ)

مسئلہ نمبر ۲۸..... سونے چاندی میں اتنی آمیزش ہے کہ کھوٹ غالب ہے تو خالص کے حکم میں نہیں اور ان کا حکم یہ ہے کہ اگر خالص سونے چاندی سے ان کی بیع کریں تو یہ چاندی اس سے زیادہ ہونی چاہئے جتنی چاندی اس کھوٹی چاندی میں ہے تاکہ چاندی کے مقابل میں چاندی ہو جائے اور زیادتی کھوٹ کے مقابل میں ہو اور تقابض شرط ہے کیونکہ دونوں طرف چاندی ہے اور اگر خالص چاندی اس کے مقابل میں اتنی ہی ہے جتنی اس میں ہے اس سے بھی کم ہے یا معلوم نہیں کم ہے یا زیادہ تو بیع جائز نہیں کہ پہلی دو صورتوں میں کھلا ہوا سود ہے اور تیسری میں سود کا احتمال ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۹..... جس میں کھوٹ غالب ہے اس کی بیع اس کے جنس کے ساتھ ہو یعنی دونوں طرف اسی طرح کی کھوٹی چاندی ہو تو کمی بیشی بھی درست ہے کیونکہ دونوں جانب دو قسم کی چیزیں ہیں چاندی بھی ہے اور کچھ اور بھی ہو سکتا ہے ہر ایک کو مخالف جنس کے مقابل میں کریں گے مگر جدا ہونے سے پہلے دونوں کا قبضہ ہو جانا ضروری ہے اور اس میں کم بیشی اگرچہ سود نہیں مگر اس قسم کے جہاں سکے چلتے ہوں ان میں مشائخ کرام کمی بیشی کا فتویٰ نہیں دیتے کیونکہ اس سے سود خواری کا دروازہ کھلتا ہے کہ ان میں کمی بیشی کی جب عادت پڑ جائے گی تو وہاں بھی کمی بیشی کریں گے جہاں سود ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۰..... ایسے روپے جن میں کھوٹ غالب ہے ان میں بیع قرض وزن کے اعتبار سے بھی درست ہے اور گنتی کے لحاظ سے بھی اگر روپا بیع وزن کا ہے تو وزن سے اور عدد کا ہے تو عدد سے اور دونوں کا ہے تو دونوں طرح کیونکہ یہاں میں نہیں ہیں جن کا وزن منصوص ہے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۳۱..... ایسے روپے جن میں کھوٹ غالب ہے جب تک ان کا چلن ہے ثمن ہیں متعین کرنے سے بھی متعین نہیں ہوتے مثلاً اشارہ کر کے کہا اس روپیہ کی بیع تجھ سے دو تو یہ ضروری نہیں کہ وہی روپیہ دے اس کی جگہ دوسرا بھی دے سکتا ہے اور اگر ان کا چلن جاتا رہا تو ثمن نہیں بلکہ جس طرح اور چیزیں ہیں یہ بھی ایک متاع ہے اور اس وقت معین ہیں اگر اس کے عوض میں کوئی چیز خریدی ہے تو جس کی طرف اشارہ کیا ہے اسی کو دینا ضروری ہے اس کے بدلے میں دوسرا نہیں دے سکتا یہ اس وقت ہے جب بائع و مشتری دونوں کو علم ہو کہ اس کا چلن نہیں ہے اور ہر ایک یہ بھی جانتا ہو کہ دوسرے کو بھی اس کا حال معلوم ہے اگر دونوں کو یا بائع علم نہیں یا ایک کو علم نہیں یا دونوں کو علم ہے مگر یہ نہیں علم کہ دوسرا بھی جانتا ہے تو بیع کا تعلق اس کھوٹے روپے سے نہیں جس کی طرف اشارہ ہے بلکہ اچھے روپے سے ہے اچھا روپیہ دینا ہوگا۔ اور اگر اس کا چلن بالکل بند نہیں ہوا ہے بعض جگہ میں چلتا ہے اور بعض میں نہیں اور ان سے کوئی چیز خریدی تو دو صورتیں ہیں بائع کو یہ بات معلوم ہے یا نہیں کہ کہیں چلتا ہے اور کہیں نہیں اگر معلوم ہے تو یہی روپیہ دینا ضروری نہیں اسی طرح کا دوسرا بھی دے سکتا ہے اور اگر معلوم نہیں تو کھرا روپیہ دینا پڑے گا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... روپیہ میں چاندی اور کھوٹ دونوں برابر ہیں بعض باتوں میں ایسے روپے کا حکم اس کا ہے جس میں چاندی غالب ہے اور بعض باتوں میں اس کی طرح ہے جس میں کھوٹ غالب ہے بیع قرض میں اس کا حکم اس کی طرح ہے جس میں چاندی غالب ہے کہ وہ وزنی ہیں اور بیع صرف میں اس کی طرح ہے جس میں کھوٹ غالب ہے کہ اس کی بیع اگر اسی قسم کے روپے سے ہو یا خالص چاندی سے ہو تو دو تمام باتیں لحاظ کی جائیں گی جو ذکر ہو گئیں مگر اس کی بیع اسی قسم کے روپے سے ہو تو کمی بیشی کما جائز کہتے ہیں اور متقدمین کے حق میں بھی یہی ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۳..... ایسے روپے جن میں چاندی سے زیادہ میل ہے جان سے یا پیسوں سے کوئی چیز خریدی اور ابھی بائع کو دیئے نہیں کہ ان کا چلن بند ہو گیا لوگوں نے اس سے لینا دین چھوڑ دیا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیع باطل ہو گئی مگر فتویٰ صاحبین رحمہم اللہ کے قول پر ہے کہ روپوں یا پیسوں کی جو قیمت تھی وہ دی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... پیسوں یا روپیہ کا چلن بند نہیں ہوا مگر قیمت کم ہو گئی تو بیع بدستور باقی ہے اور بائع کو یہ اختیار نہیں کہ بیع کو فسخ کر دے۔ یونہی اگر قیمت زیادہ ہو گئی جب بھی بیع بدستور ہے اور مشتری کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں اور پیسے روپے دونوں صورتوں میں ادا کئے جائیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵..... پیسے چلتے ہوں تو ان سے خریدار درست ہے اور معین کرنے سے معین نہیں ہوتے۔ مثلاً اشارہ کر کے کہا اس پیسہ کی یہ چیز دو تو وہی پیسہ دینا واجب نہیں۔ دوسرا بھی دے سکتا ہے ہاں اگر دونوں یہ کہتے ہوں کہ ہمارا مقصود معین ہی تھا تو معین ہے اور ایک پیسہ سے دو معین پیسے خریدے تو صرف کا تعلق معین سے ہے اگر چہ دونوں اس کی تصریح نہ کریں کہ ہمارا مقصود یہی تھا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۶..... اس صورت میں اگر کوئی بھی ہلاک ہو جائے بیع باطل ہو جائے گی اور اگر دونوں میں کوئی یہ چاہے کہ اس کے بدلے کا دوسرا پیسہ دے دے یہ نہیں کر سکتا وہی دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... پیسوں کا چلن اٹھ گیا تو ان سے بیع درست نہیں جب تک معین نہ ہوں کہ اب یہ ثمن نہیں ہیں مبیع ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۸..... ایک روپے کے پیسے خریدے اور ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ ان کا چلن جاتا رہا بیع باطل ہو گئی اور اگر آدھے روپے کے پیسوں پر قبضہ کیا تھا اور آدھے پر نہیں کہ چلن بند ہو گیا تو اس نصف کی بیع باطل ہو گئی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۳۹..... پیسے قرض لئے تھے اور ابھی وہ پیسے کے تھے کہ ان کا چلن جاتا رہا اب قرض میں ان پیسوں کے دینے کا حکم دیا جائے تو ان کا سخت نقصان ہوگا بلکہ یا تو اس کا چوتھا یا چلن اٹھنے کے دن ان پیسوں کی جو قیمت تھی وہ ادا کی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۰..... روپیہ دو روپے اٹھنی یا چونی کے پیسوں کی بیع خریدی اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ یہ پیسے کتنے ہوں گے بیع صحیح ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ روپیہ کے اتنے پیسے ہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۴۱..... صرف کا روپیہ دے کر کہا کہ آدھے روپے کے پیسے دو اور آدھے کا اٹھنی سے کم چاندی کا سکہ دو یہ بیع ناجائز ہے۔ آدھے کے پیسے خریدے اس میں کچھ حرج نہ تھا مگر آدھے کا سکہ جو خریدا اس میں کمی بیشی ہے اس کی وجہ سے پوری ہی بیع فاسد ہو گئی اور اگر یوں کہتا کہ اس روپے کے اتنے پیسے اور اٹھنی سے کم والا سکہ دو تو کوئی حرج نہیں تھا کیونکہ یہاں تفصیل نہیں ہے پیسوں اور سکہ سب کے مقابل میں روپیہ ہے۔ (درمختار، ہندیہ)

مسئلہ نمبر ۴۲..... ہم نے کئی جگہ ضمناً یہ بات ذکر کر دی ہے کہ نوٹ بھی ثمن اصطلاحی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تمام لوگ اس سے چیزیں خریدتے بیچتے ہیں دیون وغیرہ مطالبات میں بے تکلف دیتے لیتے ہیں یہاں تک کہ دس روپے کی چیز خریدتے ہیں اور نوٹ دے دیتے ہیں دس روپے قرض لیتے ہیں اور دس روپیہ کا نوٹ دے دیتے ہیں نہ لینے والا سمجھتا ہے کہ حق سے کم یا زیادہ ملا ہے نہ دینے والا جس طرح اٹھنی چونی دونی کی کوئی چیز خریدی اور پیسے دے دیئے یا یہ چیز قرض لی تھیں اور پیسوں سے قرض ادا کیا اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھتا حالانکہ اسی طرح نوٹ میں بھی فرق نہیں سمجھا جاتا مالانکہ یہ کاغذ کا ٹکڑا ہے جس کی قیمت ہزار پانچ سو تو کیا پیسہ دو پیسہ بھی نہیں ہو سکتی صرف اصطلاح نے اسے اس رتبہ تک پہنچایا کہ ہزاروں میں بکتا ہے اور آج اصطلاح ختم ہو جائے تو کوڑی کو بھی کون پوچھے۔ اس بیان کے بعد یہ سمجھنا چاہئے کہ کھوٹے روپیہ اور پیسوں کو جو حکم

ہے ہی ان کا بیان ہے جو خرید سکتے ہیں اور معین کرنے سے معین نہیں ہوں گے۔ کھوٹے کو کھوٹے کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور دونوں معین کرلیں تو ایک نوٹ کے بدلے میں دو نوٹ بھی خرید سکتے ہیں جس طرح ایک پیسہ معین سے دو پیسوں کو خرید سکتے ہیں روپوں سے اس کو خریدا یا بیچا جائے تو جدا ہونے سے پہلے ایک پر قبضہ ہونا ضروری ہے۔ جو رقم اس پر لکھی ہوتی ہے اس سے کمی بیشی پر بھی نوٹ کا بیچنا جائز ہے۔ دس کا نوٹ پانچ میں بارہ میں بیچ کر اسے درست ہے جس طرح ایک روپیہ ۶۴ پیسوں کی جگہ سو پیسے یا پچاس پیسے بیچ جائیں تو ان میں کوئی حرج نہیں بعض لوگ جو کمی بیشی ناجائز جانتے ہیں اسے چاندی تصور کرتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ چاندی نہیں ہے بلکہ کاغذ ہے اور اگر چاندی ہوتی تو اس کی بیع میں وزن کا اعتبار کرنا ضروری ہوتا دس روپے سے دس کا نوٹ لینا اس وقت درست ہوتا کہ ایک پلہ میں دس روپے رکھیں دوسرے میں نوٹ اور دونوں کا وزن برابر کریں یہ البتہ کہا جا سکتا ہے بعض باتوں میں چاندی کے حکم میں ہے مثلاً دس روپے قرض لئے تھے یا کسی چیز کا ثمن تھا اور روپیہ کی جگہ نوٹ دے دیئے یہ درست ہے جس طرح پندرہ روپیہ کی جگہ ایک گنی دینا درست ہے مگر اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ گنی کو چاندی کہا جائے کہ پندرہ گنی کو پندرہ سے کم وبیش میں بیچنا بھی جائز ہو۔

مسئلہ نمبر ۴۳..... ہندوستان کے اکثر شہروں میں پہلے کوڑیوں کا رواج تھا اور اب بھی بعض جگہ پر چل رہی ہیں یہ بھی ثمن اصطلاحی ہیں اور ان کا وہی حکم ہے جو پیسوں کا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۴..... بیع تلجیہ یہ ہے کہ دو شخص اور لوگوں کے سامنے بظاہر کسی چیز کو بیچنا خریدنا چاہتے ہیں مگر ان کا ارادہ اس چیز کے بیچنے خریدنے کا نہیں اس کی ضرورت یوں پیش آتی ہے کہ جانتا ہے فلاں شخص کو ظلم ہو جائے گا کہ یہ چیز میری ہے تو زبردستی چھین لے گا میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس میں یہ ضروری ہے کہ مشتری سے کہہ دے کہ میں بظاہر تم سے بیع کروں گا اور حقیقتاً بیع نہیں ہوگی اور اس مرد لوگوں کو گواہ بھی کرے۔ محض دل میں یہ خیال کر کے بیع کی ہے اور زبان سے اس کو ظاہر نہیں کیا یہ تلجیہ نہیں۔ تلجیہ کا حکم ہزل کا ہے کہ صورت بیع کی ہے اور حقیقت میں بیع نہیں۔ (ردالمحتار) آج کل جس کو رضی بیع کہا۔ کہتے ہیں وہ اسی تلجیہ میں داخل ہو سکتی ہے جب کہ اس کے شرائط پائے جائیں۔

مسئلہ نمبر ۴۵..... تلجیہ کی تین صورتیں ہیں خاص عقد میں تلجیہ ہو یا مقدار ثمن میں یا جنس ثمن میں۔ نفس عقد میں تلجیہ کی وہی صورت ہے جو مذکور ہوئی کہ بائع نے مشتری سے کچھ خاص لوگوں کے سامنے یہ کہہ دیا کہ میں لوگوں کے سامنے ظاہر کروں گا کہ اپنا مکان تمہارے ہاتھ بیچا اور تم قبول کرلو اور بیع واقعی دکھاوے میں ہوگا حقیقت میں نہیں ہوگا چنانچہ اسی طور پر بیع ہوئی۔ ثمن کی مقدار میں تلجیہ کی صورت یہ ہے کہ آپس میں ثمن ایک ہزار طے ہوا ہے مگر یہ طے ہوا کہ ظاہر دو ہزار کیا جائے اس صورت میں ثمن وہ ہوگا جو خفیہ طے ہوا جیسا کہ آج کل اکثر شفعہ سے بچانے کے لئے دستاویز میں ہزار ثمن لکھتے ہیں تاکہ اول ثمن کی کثرت دیکھ کر شفعہ ہی نہ کرے گا اور کرے گا بھی تو وہ رقم دے گا جو ہم نے دستاویز میں لکھائی۔ (بحر جوہرہ وفتح القدیر) تیسری صورت کہ خفیہ روپے ثمن قرار پائے اور ظاہر میں اشرفیوں کو ثمن قرار دیا۔ (عالمگیری)

بیع تلجیہ کا یہ حکم ہے کہ بیع موقوف ہے جائز کرے تو جائز ہوگی رد کردے تو باطل ہوگی۔ (عالمگیری) یعنی جبکہ نفس عقد میں تلجیہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۴۶..... دو شخصوں نے آپس میں اس پر اتفاق کیا کہ لوگوں کے سامنے ہم فلاں چیز کی بیع کا اقرار کریں ایک کے فلاں تاریخ کو میں نے یہ چیز اس کے ہاتھ اتنے میں بیچی ہے دوسرا اقرار کرے میں نے خریدی ہے حالانکہ حقیقت میں ان دونوں کے مابین بیع نہیں ہوئی تو ایسے اقرار سے بیع موقوف بھی ثابت نہیں ہوئی۔ اگر دونوں اس کو جائز کرنا بھی چاہیں تو جائز نہیں ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷..... دونوں میں سے ایک کہتا ہے تلجیہ تھا دوسرا کہتا ہے نہیں تھا جو تلجیہ کا مدعی ہے اس کے ذمہ گواہ ہیں گواہ نہ دے تو منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (عالمگیری)

زعیمہ مسئلہ نمبر ۴۸..... دونوں نے یہ طے کرلیا تھا کہ محض دکھانے کے لئے عقد کیا جائے اگر عقد ہی طے شدہ بات پر عقد کی بنا پر کریں تو عقد درست نہیں کہ بیع میں تاویلہ پر رضامندی درکار ہے اور یہاں وہ مفقود ہے یعنی اگر عقد کو جائز نہ کریں بلکہ رد کردیں تو باطل ہو جائے گا اور اگر وقت عقد اس طے شدہ پر بنا نہ ہو یعنی دونوں عقد کے بعد بالاتفاق کہتے ہوں کہ ہم نے اس طے شدہ کے سوا فع عقد نہیں کیا تھا تو بیع صحیح ہے اور اگر اس بات پر دونوں متفق ہیں کہ وقت عقد ہمارے دلوں میں کچھ نہ تھا یہ کہ طے شدہ بات پر عقد نہیں کیا تھا تو بیع صحیح ہے اور اگر اس بات پر دونوں متفق ہیں کہ وقت عقد ہمارے دلوں میں کچھ نہ تھا یہ کہ طے شدہ بات پر عقد ہے نہ یہ کہ اس پر نہیں ہے یا دونوں آپس میں اختلاف کرتے ہیں ایک کہتا ہے کہ طے شدہ بات پر عقد کیا تھا دوسرا کہتا ہے اس کے سوا فع میں نے عقد نہیں کیا تھا تو ان دونوں صورتوں میں بیع صحیح ہے۔ یونہی اگر ثمن کی مقدار باہم ایک ہزار طے پائی تھی اور علانیہ دو ہزار ثمن قرار پایا اس میں بھی وہی صورتیں ہیں اگر دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ثمن وہی طے شدہ ہے تو ثمن دو ہزار ہے اگر دونوں متفق ہیں کہ طے شدہ ثمن پر عقد نہیں ہوا ہے بلکہ دو ہزار پر ہی ہوا ہے یا کہتے ہیں ہمارے خیال میں اس وقت کچھ نہ تھا کہ طے شدہ ثمن رہے گا یا نہیں یا دونوں میں باہم اختلاف ہے ان سب صورتوں میں بھی ثمن دو ہزار ہے اور اگر جنس ثمن ایک چیز طے پائی اور عقد دوسری جنس پر ہوا تو ثمن وہ ہے جو وقت عقد ذکر ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۹..... بیع الوفاء اس کو بیع الامانۃ اور بیع الاعانۃ اور بیع المأمل بھی کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اس طور پر بیع کی جائے کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری مبیع کو واپس کردے گا یوں کہ مدین نے دائن کے ہاتھ دین کے عوض میں کوئی چیز بیع کردی اور یہ طے ہو گیا کہ جب میں دین ادا کروں گا تو اپنی چیز لے لوں گا یا یوں کہ میں نے یہ چیز تمہارے ہاتھ اتنے میں بیع کردی اس طور پر کہ جب ثمن لاؤں گا تو تم میرے ہاتھ بیع کردینا۔ آج کل بیع الوفا لوگوں میں جاری ہے اس میں مدت بھی ہوتی ہے کہ اگر اس مدت کے اندر یہ رقم میں نے ادا کردی تو چیز میری ورنہ تمہاری۔

مسئلہ نمبر ۵۰..... بیع الوفا حقیقت میں رہن ہے۔ لوگوں نے رہن کے منافع کھانے کے یہ ڈھب نکالی ہے کہ بیع کی صورت میں رہن رکھتے ہیں تا کہ مرتہن اس کے منافع سے مستفید ہو۔ فتاویٰ رہن کے تمام احکام اس میں جاری ہوں گے اور جو کچھ منافع حاصل ہوں گے سب واپس کرنے ہوں گے اور جو کچھ منافع اپنے صرف میں لا چکا ہے سب کا تاوان دینا ہوگا۔ اور اگر مبیع ہلاک ہوگئی تو دین کا رہ پیدا بھی ساقط ہو جائے گا بشرطیکہ وہ دین کی رقم کے برابر ہو اور اگر اس کے پاؤں میں کوئی نکان یا زمین فروخت ہوتو شفعہ بائع کا ہوگا کہ وہی مالک ہے مشتری کا نہیں کہ وہ مرتہن ہے۔ (درمختار)

بیع الوفا کا معاملہ نہایت پیچیدہ ہے فقہائے کرام کے اقوال اس کے متعلق بہت مختلف واقع ہوئے علامہ صاحب بحر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں آٹھ قول ذکر کئے فتاویٰ بزازیہ میں نو قول مذکور ہیں بعض نے دس قول ذکر کئے فقیہ نے صرف اس قول کا ذکر کیا کہ یہ حقیقت میں رہن ہے کہ عاقدین کا مقصود اسی کا تابع کرنا ہے اور اگر اس کو بیع بھی قرار دیا جائے جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے اور فریقین بھی بعض حالتوں میں بیع ہی سے عقد کرتے ہیں تو یہ شرط کہ ثمن واپس کرنے پر مبیع کو واپس کرنا ہوگا یہ شرط بائع کے لئے مفید ہے اور مقتضائے عقد کے خلاف ہے اور ایسی شرط بیع کو فاسد کرتی ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے اس صورت میں بھی بائع و مشتری دونوں گنہگار بھی ہوں گے اور مبیع کے منافع مشتری کے لئے حلال نہ ہوں گے بلکہ جو منافع موجود ہوں انہیں واپس کرے اور جو خرچ کر ڈالے ان کا تاوان دے البتہ جو غلہ اس کے ظل کے ہلاک ہو گئے وہ ساقط ہوا لہٰذا ایسی بیع سے اجتناب ہی کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

هٰذَا اٰخِرُ مَا تَيَسَّرَ لِيْ مِنْ كِتَابِ الْبُيُوْعِ مَعَ تَشَتُّتِ الْبَالِ وَ ضُعْفِ الْحَالِ وَ قِلَّةِ الْفُرْصَةِ وَ كَثْرَةِ الْاَشْغَالِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِيْزِ الْمُتَعَالِ ذِى الْبِرِّ وَالنَّوَالِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْفَضْلِ وَالْكَمَالِ وَ اَصْحَابِهٖ خَيْرِ اَصْحَابٍ وَاٰلِهٖ خَيْرِ اٰلٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَدْ وَقَعَ الْفَرَاغُ مِنْ تَسْوِيْدِ هٰذَا الْجُزْءِ لَطَبْ بَقِيَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَعْنِيْ لَيْلَةَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ الْمُبَارَكَةِ اَلَّتِيْ تُرْجٰى اَنْ تَكُوْنَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ الَّتِيْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۱۳۵۳ھ وَاَرْجُوْ مِنَ الْمَوْلٰى تَعَالٰى اَنْ يُمَتِّعَنِيْ بِبَرَكَةِ هٰذَا الشَّهْرِ وَ بَرَكَةِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَاَنْ يَتَقَبَّلَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ هٰذَا التَّالِيْفَ وَاَنْ يَنْفَعَنِيْ بِهٖ سَائِرَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ يُوَفِّقَنِيْ بِاِتْمَامِ هٰذَا الْكِتَابِ وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰبُ

WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

کفالت کا بیان

اصطلاحِ شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کردے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا خواہ وہ مطالبہ نفس کا ہو یا دین یا عین کا۔ (درمختار)

جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب و مکفول لہ کہتے ہیں اور جس پر مطالبہ ہے وہ اصیل و مکفول عنہ ہے اور جس نے ذمہ داری قبول کی وہ کفیل ہے اور جس چیز کی کفالت کی وہ مکفول بہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۱..... جس مدعی کو یہ ڈر ہو کہ مدعا علیہ مال وصول ہو گیا نہ ہوگا اور جس مدعا علیہ کو یہ اندیشہ ہو کہ کہیں حراست میں نہ لیا جائے ان دونوں کو اس اندیشہ سے بچانے کے لئے کفالت کرنا محمود و احسن ہے اور اگر کفیل یہ سمجھتا ہو کہ مجھے خود شرمندگی حاصل ہوگی تو اس سے بچنا بھی احتیاط ہے تو ریت مقدس میں ہے کہ کفالت کی ابتداء ملامت ہے اور اوسط ندامت ہے اور آخر خرابی ہے یعنی ضامن ہونے سے ہی خود اس کا نفس یا دوسرے لوگ ملامت کریں گے اور جب اس سے مطالبہ ہونے لگا تو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اور آخر یہ کہ گڑھے سے بچا پڑتا ہے۔ (ردالمحتار)

کفالت کا جواز اور اس کی شرعیت قرآن مجید حدیث سے ثابت ہے اور اس کے جواز پر اجماع منعقد ہے قرآن مجید کی سورہ یوسف میں ہے۔ وَاَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ (پ۱۳ یوسف ۷۲) میں اس کا کفیل و ضامن ہوں۔ حدیث میں ہے جس کو ابوداؤد و ترمذی و احمد نے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفیل ضامن ہے ایک حدیث میں حضرت ام کلثوم بنتِ طلحہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت کی تھی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۲..... کفالت کے لئے الفاظ مخصوص میں جو بیان کئے جائیں گے اور اس کا رکن ایجاب و قبول ہے یعنی ایک شخص الفاظ کفالت سے ایجاب کرے دوسرا قبول کرے تو کفیل کے کہنے سے کفالت نہیں ہو سکتی جب تک مکفول لہ یا جو شخص مکفول نے قبول نہ کیا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکفول لہ یا اجنبی نے کسی سے کہا کہ تم فلاں کی کفالت کر لو اس نے کفالت کر لی یہ کفالت صحیح ہے قبول کی اس صورت میں ضرورت نہیں۔ اور اگر کفیل نے کفالت کی اور مکفول لہ وہاں موجود نہیں ہے کہ قبول یا رد کرتا تو یہ کفالت مکفول لہ کی اجازت پر موقوف ہے جب اُسے پہنچی اس نے قبول کر لی کفالت صحیح ہوئی ورنہ جب تک مکفول لہ نے اجازت نہ دی کفیل کفالت سے دستبردار ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... مکفول عنہ کا قبول کرنا یا اس کے کہنے سے کسی شخص کا کفالت کرنا کافی نہیں مثلاً اس نے کسی سے کہا میری کفالت کر لو اس نے کفالت کر لی اس نے زوری کہا کہ میں فلاں شخص کی طرف سے کفیل ہوتا ہوں اور مکفول عنہ نے کہا میں نے قبول کیا یہ کفالت صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... مریض نے اپنے ورثاء سے کہا فلاں شخص کا میرے ذمہ یہ مطالبہ ہے تم ضامن ہو جاؤ ورثاء نے کفالت کر لی یہ کفالت درست ہے اگرچہ مکفول لہ نے قبول نہ کیا ہو بلکہ وہاں موجود بھی نہ ہو۔ مریض کے مرنے کے بعد ورثاء سے مطالبہ ہوگا مگر میت نے ترکہ نہ چھوڑا ہو تو ورثاء ادا کرنے پر مجبور نہیں کئے جا سکتے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۵.....مریض نے کسی اجنبی شخص کو یا ضامن بنایا وہ ضامن ہو گیا اگرچہ مکفول لہ موجود نہیں اس کی کفالت کو قبول کرے یہ کفالت بھی درست ہے لہٰذا اس اجنبی نے دین ادا کر دیا تو اس کے ترکہ سے وصول کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۶.....مریض نے ورثا سے کفالت کو نہیں کہا بلکہ خود ورثا ہی نے مریض سے کہا کہ لوگوں کے جو کچھ دین تمہارے ذمہ ہیں ہم ضامن ہیں اور قرض خواہ یہاں موجود نہیں ہیں کو قبول کر لے یہ کفالت صحیح نہیں اور اس کے مرنے کے بعد ورثا نے کفالت کی تصحیح کی ہے۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر۷.....مکفول لہ بھی نفس ہوتا ہے بھی مال۔ نفس کی کفالت کا یہ مطلب ہے کہ اس شخص کو جس کی کفالت کی جا رہی ہے جس طرح آج تک بھی پکڑ یوں میں ہوتا ہے کہ مدعا علیہ سے تکفیل طلب کیا جاتا ہے جو اس امر کا ذمہ دار ہوتا ہے اس پر لازم ہے کہ تاریخ پر حاضر لائے اور نہ لائے تو خود سے خراست میں رکھتے ہیں۔ کفالت کے لئے شرائط حسب ذیل ہیں۔ (1) کفیل کا عاقل ہونا۔ (2) بالغ ہونا۔ مجنون یا نابالغ نے کفالت کی تو صحیح نہیں مگر جب کہ ولی نے نابالغ کے لئے قرض لیا اور نابالغ سے کہدیا کہ تم اس مال کی کفالت کر لو اس نے کفالت کر لی یہ کفالت صحیح ہے اور اس کفالت کا مطلب یہ ہوگا کہ نابالغ کو مال دا کرنے کی اجازت ہے یہ اور اس صورت میں اس بچہ سے دین کا مطالبہ ہو سکتا ہے اور کفالت نہ کرتا تو صرف ولی سے مطالبہ ہوتا۔ ولی نے نابالغ کو کفالت نفس کا حکم دیا اس نے کفالت کر لی صحیح نہیں۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر۸.....نابالغ نے کفالت کی اور بالغ ہونے کے بعد کفالت کا اقرار کر لیا تو اس سے مطالبہ نہیں ہو سکتا اور اگر بعد بلوغ اس مجلس اور طالب میں اقتدار ہو یہ کہتا ہے میں نے نابالغی میں کفالت کی تھی اور طالب کہتا ہے بالغ ہونے کے بعد کفالت کی ہے تو نابالغ کا قول معتبر ہے۔ (عالمگیری)

(3) آزاد ہونا یہ شرط نفاذ ہے یعنی اگر غلام نے کفالت کی تو جب تک آزاد نہ ہو اس سے مطالبہ نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ ایسا غلام ہو جس کو تجارت کرنے کی اجازت ہو ہاں جب وہ آزاد ہو گیا تو اس کفالت کی وجہ سے جو غلامی کی حالت میں کی تھی اس سے مطالبہ ہو سکتا ہے اور اگر مولیٰ نے اسے کفالت کی اجازت دے دی تو اس کی کفالت صحیح مفید ہے جبکہ مدیون نہ ہو۔ (درمختار، عالمگیری)

(4) مریض نہ ہونا یعنی جو شخص مرض الموت میں ہو اور ثلث مال سے زیادہ کی کفالت کرے تو صحیح نہیں۔ یونہی اگر اس پر اتنا دین ہو جو اس کے ترکہ کو محیط ہو تو بالکل کفالت نہیں کر سکتا۔ مریض نے وارث کے لئے یا وارث کی طرف سے کفالت کی یہ مطلقاً صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۹.....اگر مریض پر بظاہر دین نہ تھا اس نے کسی کی کفالت کی تھی پھر یہ اقرار کیا کہ مجھ پر اتنا دین ہے جو کل مال کو محیط ہے پھر مر گیا اس کا مال متروکہ کفالت کو کفیل کے ذمہ نہیں۔ طے کا اور اگر اتنے مال کا اقرار کیا ہے جو کل مال کو محیط نہیں ہے اور دین ثابت کرنے کے بعد جو بچا کفالت کی رقم اس کی تہائی تک ہے تو یہ کفالت درست ہے اور اگر کفالت کی رقم تہائی سے زیادہ ہے تو تہائی کی قدر کفالت صحیح ہے۔ مریض نے حالت مرض میں یہ اقرار کیا کہ میں نے صحت میں کفالت کی ہے یہ اس کے پورے مال میں صحیح ہے بشرطیکہ یہ کفالت نہ وارث کے لئے ہو نہ وارث کی طرف سے ہو۔ (درمختار)

(5) مکفول بہ مقدور التسلیم ہو یعنی جس چیز کی کفالت کی اس کو ادا کرنے پر قادر ہو۔ حدود و قصاص کی کفالت نہیں ہو سکتی جس پر حد واجب ہو اس کے نفس کی کفالت ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس حد میں بندوں کا حق ہو۔ یونہی میت کی کفالت بالنفس نہیں ہو سکتی کیونکہ جب وہ مر چکا تو حاضر کیونکر کر سکتا ہے بلکہ اگر زندگی میں کفالت کی تھی پھر مر گیا تو کفالت بالنفس باطل ہو گئی کہ وہ مر چکا جس کی کفالت کی تھی۔

(6) دین کی کفالت کی تو وہ دین صحیح ہو یعنی بغیر ادا کئے یا مدت کے معاف کئے وہ ساقط نہ ہو سکے۔ بدل کتابت کی کفالت نہیں ہو سکتی کہ یہ دین صحیح نہیں۔ یونہی زوجہ کے نفقہ کی کفالت نہیں ہو سکتی جب تک قاضی نے اس کا حکم نہ دیا ہو کہ یہ دین صحیح نہیں۔

(7) وہ دین قائم ہو۔ لہٰذا جو مظلمہ مرا اور ذمہ نہیں چھوڑا اس پر جو دین ہے قابل کفالت نہیں کہ ایسے دین کا دنیا میں مطالبہ ہی نہیں ہو سکتا

یہ دین قائم نہ رہا۔

مسئلہ نمبر ۱۰..... کفالت ایسے الفاظ سے ہوتی ہے جن سے کفیل کا ذمہ دار ہونا سمجھا جائے۔ مثلاً ضمنت یا بلفظ کفالت ضمانت یہ مجھ پر ہے۔ میری طرف ہے۔ میں ذمہ دار ہوں۔ یہ مجھ پر ہے کہ اس کو تمہارے پاس لاؤں۔ فلاں شخص سے میری پہچان کا ہے یہ کفالت بالنفس ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... تمہارا جو کچھ فلاں پر ہے میں دوں گا یہ کفالت نہیں بلکہ وعدہ ہے۔ تمہارا جو دین فلاں پر ہے میں روں گا میں ادا کروں گا یہ کفالت نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ میں ضامن ہوں یا وہ مجھ پر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... یہ کہا کہ جو کچھ تمہارا فلاں پر ہے میں اس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے یا یہ کہا جو کچھ تم کو اس شخص میں پہنچے گا میں اس کا ضامن ہوں یعنی یہ کہ صحیح میں اگر دوسرے کا حق ثابت ہو تو ضمن کا میں ذمہ دار ہوں۔ یہ کفالت بھی صحیح ہے اس کو ضمان الدرک کہتے ہیں۔

(درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... کفالت بالنفس میں یہ کہنا ہوگا کہ اس کے نفس کا ضامن ہوں یا ایسے عضو کو ذکر کرے جو کل کی تعبیر ہوتا ہے۔ مثلاً گردن۔ جز شائع نصف و ربع کی طرف اضافت کرنے سے بھی کفالت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کہا اس کی شناخت میرے ذمہ ہے تو کفالت نہ ہوئی۔

(درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... کفالت کا حکم یہ ہے کہ مکفول عنہ کی طرف سے اس نے جس چیز کی کفالت کی ہے اس کا مطالبہ اس کے ذمہ لازم ہو گیا یعنی طالب کے لئے حق مطالبہ ثابت ہو گیا وہ جب چاہے اس سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ اس کو انکار کی گنجائش نہیں یہ ضروری نہیں کہ اس سے مطالبہ اسی وقت کرے جب مکفول سے مطالبہ نہ کر سکے بلکہ مکفول سے مطالبہ کر سکتا ہو جب بھی کفیل سے مطالبہ کر سکتا ہے اور مکفول سے مطالبہ شروع کر دیا جب بھی کفیل سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ ہاں اگر مکفول سے اس نے اپنا حق وصول کر لیا تو کفالت ختم ہو گئی اب کفیل بری ہو گیا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔

(درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... میں نے فلاں کی کفالت کی آج سے ایک ماہ تک۔ تو ایک ماہ بعد کفیل بری ہو جائے گا مطالبہ نہیں ہو سکتا اور نفقہ اتنا ہی کہا کہ ایک ماہ کفیل ہوں یہ نہ کہا آج سے جب بھی طرف میں ہے کہ ایک ماہ کی تحدید ہے اس کے بعد کفیل سے تعلق نہ رہا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... کفیل نے یوں کفالت کی کہ جب تو طلب کرے گا تو ایک ماہ کی مدت میرے لئے ہوگی یہ کفالت صحیح ہے اور وقت طلب سے ایک ماہ کی مدت ہوگی اور مدت پوری ہونے پر تسلیم کرنا لازم ہے اب دوبارہ مدت نہ ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... اس شرط پر کفالت کی کہ مجھ کو تین دن یا دس دن کا خیار ہے کفالت صحیح ہے اور خیار بھی صحیح یعنی جس مدت تک خیار لیا ہے اس کے بعد مطالبہ ہوگا اور اندرون مدت اس کو اختیار ہے کہ کفالت کو ختم کر دے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... کفیل نے وقت معین کر دیا ہے کہ میں فلاں وقت اس کو حاضر لاؤں گا اور طالب نے طلب کیا تو اس کو وقت معین پر حاضر لانا ضروری ہے اگر حاضر لایا فبہا ورنہ خود اس کفیل کو حبس کر دیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب حاضر کرنے میں اس نے خود کوتاہی کی ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی جانب سے کوتاہی نہیں ہے تو ابتداءً حبس نہ کیا جائے بلکہ اس کو تاسوقع دیا جائے کہ کوشش کر کے لائے۔ (عالمگیری و درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... کفالت بالنفس کی تھی اور وہ شخص غائب ہو گیا کہیں چلا گیا تو کفیل کو اتنے دنوں کی مہلت دی جائے گی کہ وہاں جا کر لائے اور مدت پوری ہونے پر بھی نہ لایا تو قاضی کفیل کو حبس کرے گا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں گیا ہے تو کفیل کو چھوڑ دیا جائے گا۔ جب کہ طالب بھی اس بات کو مانتا ہو کہ وہ دلا پتہ ہے اور اگر طالب گواہوں سے ثابت کر دے کہ وہ فلاں جگہ ہے تو کفیل کو مجبور کیا جائے کہ وہاں سے جا کر لائے۔ (عالمگیری و درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... یہ جو کہا گیا کہ کفیل اس کو وہاں جا کر لائے اگر یہ نہ دیئے ہو کہ کفیل بھی بھاگے گا تو طالب کو یہ حق ہوگا کہ کفیل سے ضامن طلب کرے اور کفیل کو اس صورت میں ضامن دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... کفالت بالنفس میں اگر مکفول بہ مر گیا کفالت باطل ہوگئی۔ یونہی اگر کفیل مر گیا جب بھی کفالت باطل ہوگئی اس کے ورثہ سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ طالب کے مرنے سے کفالت باطل نہیں ہوتی اس کے ورثہ سے یا جس کفیل سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کفیل نے مدعا علیہ کو مدعی کے پاس حاضر کر دیا تو کفالت سے بری ہو گیا مگر شرط یہ ہے کہ ایسی جگہ حاضر لایا ہو جہاں مدعی کو مقدمہ پیش کرنے کا موقعہ ہو یعنی جہاں حاکم رہتا ہو یعنی اسی شہر میں حاضر لایا ہو گا دوسرے شہر یا جنگل یا گاؤں میں اس کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ کفیل کے بری ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ طالت کے وقت یہ شرط کرے کہ جب میں حاضر لاؤں بری ہو جاؤں گا۔ یعنی بغیر اس شرط کے بھی حاضر کر دینے سے بری ہو جائے گا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... کفیل کی برأت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جب حاضر کرے تو مکفول لہ قبول کرلے وہ انکار کر رہا ہو اور یہ کہے کہ اسے دوسرے وقت لانا جب بھی کفیل بری الذمہ ہو گیا۔ کفیل کے ذمہ صرف ایک بار حاضر کر دینا ہے ہاں اگر ایسے لفظ سے کفالت کی یہ جنس سے عموم سمجھا جاتا ہو مثلاً یہ کہ جب کبھی تو اسے طلب کرے گا میں حاضر لاؤں گا تو ایک مرتبہ کے حاضر لانے سے بری الذمہ نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... کفالت میں شرط کر دی ہے کہ مجلس قاضی میں حاضر کرے گا اب دوسری جگہ مدعی کے پاس حاضر لایا کافی نہیں۔ ہاں امیر شہر کے پاس حاضر کر دیا امیر کے پاس حاضر کرنے کی شرط تھی اور قاضی کے پاس لایا دوسرے قاضی کے پاس لایا یہ کافی ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... مطلوب (مدعا علیہ) نے خود اپنے کو حاضر کر دیا کفیل بری ہو گیا جب کہ اس نے مطلوب کے کہنے سے کفالت کی ہو اور بغیر کہے اپنے آپ ہی کفالت کر لی تو اس کے خود حاضر ہونے سے کفیل بری نہ ہوا۔ کفیل کے وکیل یا قاصد نے حاضر کر دیا تو کفیل بری ہو گیا مگر ان تینوں میں یعنی خود حاضر ہو گیا یا وکیل یا قاصد نے حاضر کر دیا شرط یہ ہے کہ وہ کہے کہ میں منتظمانہ کفالت حاضر ہوا یا کفیل کی طرف سے پیش کرتا ہوں اور اگر یہ ظاہر نہ کیا تو کفیل بری الذمہ نہ ہوا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... کسی اجنبی شخص نے جو کفیل کی طرف سے مامور نہیں ہے مطلوب کو پیش کر دیا اور کہہ دیا کہ کفیل کی طرف سے پیش کرتا ہوں اگر طالب نے منظور کر لیا کفیل بری ہو گیا ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... کفیل نے یوں کفالت کی کہ اگر میں کل اس کو حاضر نہ لایا تو جو مال اس کے ذمہ ہے میں اس کا ضامن ہوں اور باوجود قدرت اس نے حاضر نہیں کیا تو مال کا ضامن ہو گیا اس سے مال وصول کیا جائے گا۔ اور اگر مطلوب بیمار ہو گیا یا قید کر دیا گیا یا اس کا پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے یا ان وجوہ سے کفیل نے حاضر نہیں کیا تو مال کا ضامن نہیں ہوا اور اگر مطلوب مر گیا یا مجنون ہو گیا اس وجہ سے نہیں حاضر کر سکا تو ضامن ہے اور اگر صورت مذکورہ میں خود طالب مر گیا تو اس کے ورثا اس کے قائم مقام ہیں۔ اور اگر کفیل مر گیا تو اس کے ورثہ سے مطالبہ ہوگا یعنی اس وقت تک وارث نے اس کو حاضر کر دیا تو بری ہو گیا ورنہ وارث پر لازم ہوگا کہ کفیل کے ترکہ سے دین ادا کرے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... کفیل نے کہا تھا کہ اگر کل فلاں جگہ اس کو تمہارے پاس نہ لاؤں تو مال کا میں ضامن ہوں۔ کفیل اسے لایا مگر طالب کو نہیں پایا اور اس پر لوگوں کو گواہ کر لیا تو کفیل دونوں کفالتوں (کفالت بنفس اور کفالت بمال) سے بری ہو گیا اور اگر صورت مذکورہ میں طالب و کفیل میں اختلاف ہوا طالب کہتا ہے تم نہیں لائے کفیل کہتا ہے میں لایا تم نہیں ملے اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو طالب کا قول معتبر ہے یعنی کفیل کے ذمہ مال لازم ہو گیا اور اگر کفیل نے گواہوں سے ثابت کر دیا کہ لایا تھا تو کفیل بری ہو گیا۔ (عالمگیری و درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... کفیل مطلوب کو لایا مگر خود طالب چھپ گیا اس صورت میں قاضی اس کی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر دے گا کفیل

اس وکیل کو سپرد کردے گا۔ اسی طرح مشتری کو خیار رؤیا یا خیار عیب ہوگیا یا کسی نے قسم کھائی تھی کہ آج میں اپنا قرض ادا کردوں گا اور قرض خواہ غائب ہوگیا یا کسی نے عورت سے کہا تھا اگر تجھ پر حفظ تجھ کو آج نہ پہنچے تو تجھ کو طلاق لے لینے کا اختیار ہے اور عورت کہیں چھپ گئی ان سب صورتوں میں قاضی ان کی طرف سے وکیل مقرر کردے گا۔ اور وکیل بالفعل متوکل بالفعل ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... قاضی یا اس کے امین نے مدعا علیہ سے کفیل طلب کیا جو اس کے حاضر لانے کا ضامن ہو مدعی کے کہنے سے کفیل طلب کیا ہو یا بغیر کہے کفیل پر لازم ہوگا کہ مدعا علیہ کو قاضی کے پاس حاضر لائے مدعی کے پاس لانے سے بری الذمہ نہ ہوگا ہاں اگر قاضی نے یہ کہدیا ہو کہ مدعی تم سے کفیل طلب کرتا ہے تم اس کو کفیل دو تو اب مدعی کے پاس لانا ہوگا قاضی کے پاس لانے سے بری الذمہ نہ ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۳۰..... طالب نے کسی کو وکیل کیا کہ مطلوب سے ضامن لے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ وکیل نے کفالت کی اپنی طرف نسبت کی یا متوکل کی طرف اگر اپنی طرف نسبت کی تو کفیل سے مطالبہ خود وہ وکیل کرے گا اور متوکل کی طرف نسبت کی تو متوکل کے لئے حق مطالبہ ہے مگر کفیل نے اگر متوکل کے پاس مطلوب کو پیش کردیا تو دونوں صورتوں میں بری الذمہ ہوگیا اور وہ وکیل کے پاس حاضر لایا تو پہلی صورت میں بری ہوگا دوسری صورت میں نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... ایک شخص کی کفالت چند شخصوں نے کی، اگر یا یک کفالت ہو تو ان میں سے کسی ایک کا حاضر ہونا کافی ہے سب بری ہوگئے اور اگر سب نے متفرق طور پر کفالت کی تو ایک کا حاضر ہونا کافی نہیں۔ یعنی بری ہوگیا، دوسرے بری نہیں ہوئے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... کفالت صحیح ہونے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وقت کفالت مدعی صحیح ہو بلکہ اگر مدعی میں جہالت ہے اور کفالت کرلی یہ کفالت صحیح ہے۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر ایک حق کا دعویٰ کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ حق کیا ہے یا کتنا ہے اور کفیل ہوگیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ اشرفیاں کس قسم کی ہیں۔ ایک شخص نے مدعی سے کہا اس کو چھوڑ دو میں اس کی ذات کا کفیل ہوں اگر میں اس کو کل حاضر نہ لایا تو سو اشرفیاں میرے ذمہ ہیں یہاں دو کفالتیں ہیں۔ ایک نفس کی دوسری مال کی اور دونوں صحیح ہیں۔ لہٰذا اگر دوسرے دن حاضر نہ لایا تو اشرفیاں دینی پڑیں گی یا وہ حق دینا ہوگا رہا یہ کہ کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ حق کیا ہے یا اشرفیاں کس قسم کی ہیں اس کی صورت یہ ہوگی کہ مدعی اپنے دعویٰ کی تفصیل میں جو بیان کرے اس کو گواہوں سے ثابت کردے یا مدعا علیہ اس کی تصدیق کرے کفیل کے ذمہ وہ دینا لازم ہوگا۔ اور اگر مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا نہ مدعا علیہ نے اس کی تصدیق کی بلکہ دونوں میں اختلاف ہوا تو مدعی کا قول معتبر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۳..... کفالت بالمال کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ نفس مال کا ضامن ہو دوسری یہ کہ تقاضا کرنے کی ذمہ داری کرے کہ ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ کچھ مال تھا تیسرے شخص نے طالب سے کہا کہ میں ضامن ہوتا ہوں کہ اس سے وصول کرکے تم کو دوں گا۔ یہ مال کی ضمانت نہیں ہے کہ اپنے پاس سے دے بلکہ تقاضا کرنے کا ضامن ہے کہ جب اس سے وصول ہوگا دے گا۔ اس سے مال کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ زید نے عمرو کے ہزار روپے غصب کرلئے تیسرے شخص سے جھگڑا کر رہا تھا کہ میرے روپے دے دے تیسرے شخص نے کہا اگر وہ مت میں اس کا ضامن ہوں کہ اس سے لے کر تم کو دوں گا اس ضامن کے ذمہ لازم ہے کہ وصول کرکے دے اور اگر زید نے وہ روپے قرض کردئے تو یہ بھی نہ رہا کہ وہ روپے وصول کرکے دے صرف تقاضا کرنے کا ضامن ہے۔

(درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... کفالت اس وقت صحیح ہے جب وہ اپنے ذمہ لازم کرے یعنی کوئی ایسا لفظ کہے جس سے التزام سمجھا جاتا ہو مثلاً یہ کہ میرے ذمہ یا مجھ پر ہے میں ضامن ہوں میں کفالت کرتا ہوں اور اگر لفظ یہ کہا کہ فلاں کے ذمہ جو تمہارا روپیہ ہے اس کو میں تمہیں دوں گا میں تسلیم کروں گا میں وصول کروں گا اس کہنے سے کفیل نہیں ہوا اور اگر ان الفاظ کو تعلیق کے طور پر کہا کہ وہ نہیں دے تو میں دوں گا میں دوں گا یوں کہنے

سے کفیل ہوگیا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۵.....اگر کسی وجہ سے اصیل سے اس وقت مطالبہ نہ ہوسکتا ہو اور اس کی کسی نے کفالت کرلی کفالت صحیح ہے اور کفیل سے اسی وقت مطالبہ ہوگا مثلاً غلام مُحجور (جس کو مالک نے خرید وفروخت کی ممانعت کردی ہو) اس نے کسی کی چیز ہلاک کردی یا اس پر قرض ہے اس سے مطالبہ آزاد ہونے کے بعد ہوگا مگر کسی نے اس کی کفالت کرلی تو کفیل سے ابھی مطالبہ ہوگا۔ یونہی مدیون کے متعلق قاضی نے تفلیس کا حکم دے دیا تو اس سے مطالبہ موخر ہوگیا مگر کفیل سے موخر نہیں ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۶.....مال مجہول کی کفالت بھی صحیح ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کفالت نفس و کفالت مال میں تردید کرے مثلاً یہ کہے کہ میں فلاں شخص کا ضامن ہوں یا اس کے ذمہ جو فلوس کا مال ہے اس کا ضامن ہوں اور کفیل کو اختیار ہے دونوں کفالتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۷.....وہ شخصوں میں دین مشترک ہے یعنی ان دونوں کا کسی کے ذمہ دین تھا۔ مثلاً دونوں نے ایک مشترک چیز کسی کے ہاتھ بیچی یا ان کے مورث کا کسی کے ذمہ دین تھا یہ دونوں اس میں شریک ہیں ان میں سے ایک دوسرے کے لئے کفالت نہیں کرسکتا پر دین کا کفیل بھی نہیں ہوسکتا اور دوسرے کے حصہ کا بھی کفیل نہیں ہوسکتا۔ اور اگر دونوں ایک چیز میں شریک تھے اور دونوں نے اپنا اپنا حصہ علیحدہ علیحدہ بیچا ایک متفقہ میں بیچ نہیں کیا تو ایک دوسرے کے لئے کفالت کرسکتا ہے اور پہلی صورت میں اگر ایک نے دوسرے کی بقدر اس کے حصہ کے بابا کفالت دے دیا یہ بالکل درست ہے مگر اس کا معاوضہ نہیں لے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۸.....عورت کا نفقہ جو بیوی کو شوہر کی باہم رضامندی سے مقرر ہوا ہے یا قاضی نے اس کو مقرر کردیا ہے اس کی کفالت بھی ہوسکتی ہے یا قاضی کے حکم سے نفقہ کے لئے عورت نے قرض لیا ہے عورت اس کا مطالبہ شوہر سے کرسکتی ہے۔ شوہر کی طرف سے کسی نے کفالت کی یہ کفالت بھی صحیح ہے آئندہ کے نفقہ کی ضمانت دینا بھی درست ہے۔ ایام گزشتہ کا نفقہ باقی ہے مگر اس کا تقرر نہ قاضی سے ہوا نہ بحکم قاضی ہے اس کی ضمانت صحیح نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۹.....دین مہر کی کفالت صحیح ہے کہ یہ بھی دین صحیح ہے۔ بدل کتابت کی کفالت صحیح نہیں کہ یہ دین صحیح نہیں اور اگر کسی نے ناواقفی سے ضمانت کرلی اور کچھ ادا بھی کردیا پھر معلوم ہوا کہ یہ کفالت صحیح نہ تھی اور مجھ پر ادا کرنا لازم نہ تھا تو جو کچھ ادا کرچکا ہے واپس لے سکتا ہے۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۰.....دوسرے کی عورت سے کہا میں بھیشہ کے لئے تیرے نفقہ کا ضامن ہوں جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے گی اس وقت تک یہ کفیل ہے مرنے کے بعد یا طلاق کے بعد صرف عدت تک ضامن ہے اس کے بعد کفالت ختم ہوگئی۔ یہ کہدیا کہ فلاں شخص کو ایک روپیہ ماہانہ دے دیا کروں گا میں ضامن ہوں وہ دیتا رہا ایک کثیر رقم ہوگئی اب کفیل یہ کہتا ہے میرا مطلب یہ نہ تھا کہ تم اتنی رقم کثیر اسے دے دو گے اس کی یہ بات معتبر نہیں کل رقم دینی پڑے گی۔ یوہیں زکاۃ دار سے یہ کہدیا کہ اس کے ہاتھ جو کچھ بیچو گے وہ میرے ذمہ ہے تو جو کچھ اس کے ہاتھ بیچ کرے گا مطالبہ کفیل سے ہوگا یہ نہیں سنا جائے گا کہ میرا مطلب یہ تھا یہ تو ضرور ہے کہ سکفول لہ نے اسے قبول کرلیا ہو چاہے قبول کے الفاظ کہے ہوں یا دلالۃً قبول کیا ہو۔ مثلاً اس کے ہاتھ کوئی چیز فی الحال بیچ کردی مگر اس بیچ کے بعد دوبارہ سہ بارہ بیچ کرے گا تو اس کے ثمن کا ضامن نہ ہوگا کہ یہ ہمیشہ کے لئے ضمانت نہیں ہے۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۱.....ایک شخص دوسرے سے قرض مانگ رہا تھا اس نے قرض دینے سے انکار کردیا۔ تیسرے شخص نے یہ کہا اس کو قرض دے دو میں ضامن ہوں اس نے فوراً قرض دے دیا یہ ضامن ہوگیا کہ اس کا قرض دے دینا ہی قبول کفالت ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۲..... اس کے ہاتھ فلاں چیز بیچ کر و اس میں جو کچھ خسارہ ہو گا میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۳..... یہ کہا کہ فلاں شخص اگر تمہاری کوئی چیز غصب کر لے گا وہ مجھ پر ہے تو کفیل ہو گیا۔ اور اگر یہ کہا کہ شخص تیری چیز غصب کرلے میں اس کا ضامن ہوں یہ کفالت باطل ہے۔ یونہی اگر یہ کہا کہ اس کمرہ والے جو چیز تیری غصب کریں میں ضامن ہوں یہ کفالت باطل ہے جب تک کسی آدمی کا نام نہ لے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۴..... یہ کہا تھا کہ جو چیز فلاں کے ہاتھ بیچ کرو گے میں ضامن ہوں یہ کہہ کر اس نے اپنا کلام واپس لیا کہہ دیا میں ضامن نہیں اب اگر اس نے بیچا تو وہ ضامن نہ رہا اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۵..... یہ کہتا ہے کو میں نے ایک شخص کی کفالت کی ہے جس کا نام نہیں جانتا ہوں صورت یہ ہوتا ہوں یہ اقرار درست ہے، اس کے بعد کسی شخص کو لا کر کہتا ہے یہ وہی ہے بری الذمہ ہو جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۶..... ایک شخص نے بار برداری کے لئے جانور کرایہ پر لیا یا خدمت کے لئے غلام کو اجارہ پر لیا اگر وہ جانور اور غلام معین ہے یعنی اس جانور پر یہ اسامان لادا جائے یا یہ غلام میری خدمت کرے گا اس کی کفالت صحیح نہیں کہ کفیل اس کی تسلیم سے عاجز ہے۔ اور غیر معین ہوں تو کفالت صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۷..... بیع کی کفالت صحیح نہیں یعنی ایک شخص نے کوئی چیز خریدی کفیل نے مشتری سے کہا یہ چیز اگر ہلاک ہو گئی تو میرے ذمہ ہے یہ کفالت صحیح نہیں کہ مبیع ہلاک ہونے کی صورت میں بیع ہی فسخ ہو گئی بائع سے کسی چیز کا مطالبہ نہ رہا پھر کفالت کس چیز کی ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۸..... معین شے اگر کسی کے پاس ہو اس کی دو صورتیں ہیں وہ چیز اس کے ضمان میں ہے یا نہیں اگر ضمان میں ہے تو ضمان بالقبض ہے یا ضمان بغیر قبض یہ کل تین صورتیں ہوئیں اگر اس کا قبضہ قبضِ ضمان نہ ہو بلکہ قبضِ امانت ہو کہ ہلاک ہونے کی صورت میں تاوان دینا نہ پڑے جیسے ودیعت (جس کو لوگ امانت کہتے ہیں) مال مضاربت، مال شرکت، عاریت، کرایہ کی چیز جو کرایہ دار کے قبضہ میں ہے قبضہ ضمان جیسے غصب وہ اس کی مثال مبیع ہے جبکہ بائع کے قبضہ میں ہو یا مرہون جو مرتہن کے قبضہ میں ہو کہ مبیع ہلاک ہونے سے ثمن جاتا رہتا ہے اور مرہون ہلاک ہو تو دین جاتا رہتا ہے جس کا ضمان عہدہ ہے اس کی مثال وہ مبیع جس کی بیع فاسد ہوئی اور وہ مشتری کے قبضہ میں ہو۔ خریداری کے طور پر نرخ کر کے چیز پر قبضہ کیا مغصوب اور ان کے علاوہ وہ چیزیں ہلاک ہونے کی صورت میں ان کی قیمت دینی پڑتی ہے اس تیسری قسم میں کفالت صحیح، پہلی دونوں قسموں میں کفالت صحیح نہیں۔ (ردالمحتار)

اس کا عکس یعنی یہ بات معلوم ہوئی کہ مرہون اور ودیعت اور مبیع کی کفالت صحیح نہیں ہے مگر ان چیزوں کی کفالت ہو سکتی ہے یعنی بائع یا مرتہن یا امین سے لے کر اس کے قبضہ دلانے کی کفالت صحیح ہے مگر اس کفالت کا محصل یہ ہوگا کہ چیز اگر موجود ہے تو تسلیم کر دے اور ہلاک ہو گئی تو کچھ نہیں کفیل بری الذمہ ہو گیا۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۹..... بیع میں ثمن کی کفالت صحیح ہے جب کہ وہ بیع صحیح ہو کفالت کے بعد یہ معلوم ہوا کہ بیع صحیح نہ تھی اور کفیل نے بائع کو ثمن ادا کر دیا ہے تو کفیل کو اختیار ہے کہ جو کچھ ادا کر چکا ہے بائع سے وصول کر لے یا مشتری سے، اور اگر پہلے وہ بیع صحیح تھی بعد میں شرط فاسد کی وجہ سے بیع کو فاسد کر دیا تو کفیل نے جو کچھ دیا ہے مشتری سے وصول کرے گا اور بیع میں اختلاق ہوا جس کی وجہ سے مشتری سے لی گئی یا خیار شرط، خیار عیب، خیار رویت کی وجہ سے بائع کو واپس ہوئی تو کفیل بری ہو گیا کیونکہ ان صورتوں میں مشتری کے ذمہ ثمن دینا نہ رہا لہٰذا کفالت بھی ختم ہو گئی۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۰..... بھی مجرد (جس پر کچھ بڑھوتری کی امانت ہو) نے کوئی چیز خریدی اور کسی نے اس کی طرف سے ثمن کی ضمانت کی یہ کفالت صحیح نہیں کہ جب اصل سے مطالبہ نہیں ہو سکتا تو کفیل سے کیونکر ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... ایک شخص نے اپنی کوئی چیز بیچ کرنے کے لئے دوسرے کو وکیل کیا وکیل نے چیز بیچ ڈالی اور موکل کے لئے ثمن کا خود ہی ضامن بنا یہ کفالت صحیح نہیں کہ ثمن پر قبضہ کرنا خود ہی کا کام ہے۔ لہٰذا اپنے لئے کفالت ہوگئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۲..... وہی اور اگر مشتری کی طرف سے ثمن کے ضامن نہیں ہو سکتے کہ ثمن وصول کرنا خود انہیں کا کام ہے اور اگر یہ مشتری کو ثمن معاف کر دیں تو مشتری سے معاف ہوگیا مگر ان کو اپنے پاس سے دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۳..... مضارب نے کوئی چیز بیچ کی اور رب المال کے لئے مشتری کی طرف سے خود ہی ضامن ہوگیا یہ کفالت بھی صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۴..... کفالت کو کسی شرط پر معلق کرنا بھی صحیح ہے مگر یہ ضروری ہے کہ وہ شرط کفالت کے مناسب ہو۔ اس کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ بالزم حق کے لئے شرط ہو یعنی وہ شرط نہ ہوتو حق لازم ہی نہ ہو مثلاً یہ کہ اگر مبیع میں کوئی حق دار پیدا ہوگیا یا امین نے امانت سے انکار کر دیا یا فلاں نے تمہاری کوئی چیز غصب کر لی یا اس نے تجھے یا تیرے بیٹے کو قتل کر ڈالا تو میں ضامن ہوں جلد میں دوں گا یہ وہ شرطیں ہیں کہ اگر پانی نہ جائے تو مکفول لہ کا حق ہی نہیں لہٰذا اگر یہ کہا کہ تجھ کو روند مار ڈالے تو میں ضامن ہوں۔ یہ کفالت صحیح نہیں روند مار ڈالنے پر حق لازم ہی نہیں۔ یونہی اس کے یہاں مہمان آیا تھا اس کو اپنی سواری کے جانور کا اندیشہ تھا کہ کوئی درندہ نہ پھاڑ کھائے اس نے کہا اگر درندہ نے پھاڑ کھایا تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں ضمان دینا لازم نہیں۔ دوسری یہ کہ امکان شیخا کے لئے وہ شرط ہو کہ اس کے پائے جانے سے حق کا وصول کرنا آسانی سے ممکن ہو گا مثلاً یہ کہا اگر زید آجائے تو جو کچھ اس پر دین ہے وہ مجھ پر ہے یعنی میں ضامن ہوں اور زید ہی مکفول عنہ یا مکفول عنہ کا مناسب یا امین یا غائب ہے ظاہر ہے کہ زید کے آنے سے مطالبہ ادا کرنے میں سہولت ہوئی اور اگر زید اجنبی شخص ہو تو اس کے آنے پر معلق کرنا صحیح نہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ وہ شرط ایسی ہو کہ اس کے پائے جانے سے حق کا وصول کرنا دشوار ہو جائے مثلاً یہ کہ مکفول عنہ غائب ہوگیا تو میں ضامن ہوں کہ جب وہ آئے گا طالب کو حق وصول کر سکتا ہے لہٰذا اس صورت میں اپنے کو کفیل بنایا ہے کہ اس سے وصول نہ ہو سکے۔ یونہی یہ کہا کہ اگر وہ مر جائے اور کچھ مال نہ چھوڑے یا تمہارا مال اس سے ہوا اس کے مفلس ہو جانے کے نہ وصول ہو سکے یا وہ تمہیں نہ دے تو مجھ پر ہے۔ ان صورتوں میں شرط پر معلق کرنا صحیح ہے اور اگر کفیل نے یہ کہا تھا کہ مدیون اگر نہ دے تو میں دوں گا طالب نے مدیون سے مانگا اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ کفیل پر اسی وقت دینا واجب ہوگیا۔ اگر یہ شرط کی کہ چھ ماہ تک وہ ادا نہ کرے تو مجھ پر ہے یہ شرط صحیح ہے بعد اس مدت کے کفیل پر دینا لازم ہوگا۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... کفالت کو ایسی شرط پر معلق کیا جو مناسب نہ ہو تو شرط فاسد ہے اور کفالت صحیح ہے مثلاً یہ کہ اگر زید مر میں گیا یہ شرط صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۶..... یہ کہا کہ فلاں کے ہاتھ بیچ کرو جو بیچ گے اس کا میں ضامن ہوں۔ طالب کہتا ہے میں نے اس کے ہاتھ بیچا اور اس نے جتنا بھی کر لیا کفیل کہتا ہے کو نہیں بیچا اور مکفول عنہ کفیل کی قول کے تصدیق کرتا ہے اگر وہ مال موجود ہے کفیل سے مطالبہ ہوگا اور ہلاک ہوگیا تو جب تک طالب گواہوں سے ثابت نہ کرے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ صورت مذکورہ میں اگر کفیل یہ کہتا تو نے پانچ سو میں بیچ کی اور طالب کہتا ہے ہزار میں بیچ کی ہے اور مکفول عنہ طالب کی بات کا اقرار کرتا ہے تو کفیل سے ہزار کا مطالبہ ہوگا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۵۷..... کفالت کی کوئی میعاد قبول نہ کرے گی اس کی دو صورتیں ہیں۔ اس میں بہت زیادہ جہالت ہے یا تھوڑی سی جہالت ہے اگر زیادہ جہالت ہے مثلاً آندھی چلنا یا مینہ برسنا یہ میعاد باطل ہے اور کفالت صحیح۔ اور اگر تھوڑی جہالت ہے مثلاً کھیت کٹنا یا کھو دنا تو یہ کفالت بھی صحیح ہے اور میعاد بھی صحیح۔ (ف)

مسئلہ نمبر ۵۸.....تعلیق کی صورت میں اگر مکفول عنہ مجہول ہو کفالت صحیح نہیں اور تعلیق نہ ہو مثلاً جو کچھ تمہارا فلاں فلاں پر ہے میں اس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے اور کفیل کو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں جس کو چاہے معین کر لے یونہی اگر یہ کہا کہ فلاں کے نفس کا یا جو کچھ اس کے ذمہ تیرا مال ہے میں اس کا کفیل ہوں یہ کفالت صحیح ہے اور کفیل کو اختیار ہوگا کہ اس کو حاضر کر دے یا مال دے دے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۵۹.....کفالت بالمال کی دو صورتیں ہیں مکفول عنہ کے کہنے سے کفالت کی ہے یا بغیر کہے اگر کہنے سے کفالت ہوئی تو کفیل جو کچھ دین ادا کرے گا مکفول عنہ سے لے گا اور اگر بغیر کہے کیا اپنے آپ ہی ضامن ہو گیا تو احسان جتانے سے جو کچھ کرے گا مکفول عنہ سے نہیں لے سکتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۶۰.....بعض صورتوں میں مکفول عنہ کے بغیر کہے کفالت کرنے سے بھی اگر ادا کیا تو وصول کر سکتا ہے مثلاً باپ نے نابالغ لڑکے کا تاوان دیا اور مہر کا ضامن ہو گیا اس کے مرنے کے بعد عورت یا اس کے وصی نے یا والد زوج کے ترکہ میں سے مہر وصول کر لیا تو جتنا مہر باپ کا حصہ پورا دلائیں گے اور لڑکے کے حصہ میں سے بقدر مہر کے قلم کر دیا جائے گا کہ باپ چوکا دیا تھا۔ اس کا ضامن ہوا گویا لڑکے کے کہنے سے تھا۔ اور اگر باپ مرا نہیں زندہ ہے اس نے خود مہر ادا کیا اور لڑکوں کو گواہ کر لیا ہے لڑکے سے وصول کر لوں گا تو وصول کر سکتا ہے اور نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کفیل نے کفالت سے انکار کر دیا مدعی نے گواہوں سے ثابت کر دیا کہ اس نے مکفول عنہ کے حکم سے کفالت کی تھی اور اس نے دین ادا کیا مکفول عنہ سے واپس لے سکتا ہے تیسری صورت یہ ہے کہ اس نے کفالت کی اور مکفول لہ نے ابھی قبول نہیں کی تھی کہ مکفول عنہ نے اجازت دے دی یہ کفالت بھی اس کے کہنے سے قرار پائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۱.....اجنبی شخص نے کہہ دیا کہ تم فلاں کی ضمانت کر لو اس نے کر لی اور دین ادا کر دیا مکفول عنہ سے واپس نہیں لے سکتا۔ مکفول عنہ کے کہنے سے کفالت کی ہے اس میں بھی واپس لینے کے لئے یہ شرط ہے کہ مکفول عنہ نے یہ کہہ دیا ہو کہ میری طرف سے کفالت کر لو یا میری طرف سے ادا کر دو یا یہ کہ جو کچھ تم دو گے وہ مجھ پر ہے یا میرے ذمے ہے اور اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ ہزار روپے کی مثلاً تم ضمانت یا کفالت کر لو تو واپس نہیں لے سکتا مگر جب کہ کفیل خلیط ہو گیا تو اس صورت میں بھی واپس لے سکتا ہے۔ خلیط سے مراد اس مقام پر وہ شخص ہے جو اس کے عیال میں ہے مثلاً باپ یا بیٹا یا بی بی یا شریک تجارت وغیرہ۔ یا وہ شخص جس سے اس کا لین دین ہوا کرے یہاں مال رکھتا ہو۔ (فتح القدیر، درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۲.....ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کو ایک ہزار روپے دے دو اس نے دے دیئے کہنے والے سے واپس نہیں لے سکتا مگر جس کو دیئے ہیں اس سے لے سکتا ہے۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۶۳.....بھی مجور نے اس کو کفالت کے لئے کہا اس نے کفالت کر لی اور مال ادا کر دیا واپس نہیں لے سکتا۔ یونہی غلام مجور کی طرف سے اس کے کہنے سے کفالت کی اور ادا کر دیا واپس نہیں لے سکتا جب تک وہ آزاد نہ ہو۔ اور بھی ماذون و غلام ماذون سے واپس لے گا۔ (درمختار، درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۴.....غلام نے آقا کی طرف سے کفالت کی اور آزاد ہونے کے بعد ادا کیا واپس نہیں لے سکتا۔ یونہی آقا نے غلام کی طرف سے کفالت کی اور غلام کے آزاد ہونے کے بعد ادا کیا تو واپس نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۵.....ثمن کی کفالت کی بیع بائع نے کفیل کو ثمن ہبہ کر دیا کفیل نے مشتری سے وصول کیا اور اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب دیکھا اس کو واپس کر دیا اور بائع سے ثمن واپس لیا کفیل سے بائع لے سکتا ہے نہ مشتری۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۶.....کفیل نے جس چیز کی ضمانت کی وہی چیز ادا کی یا دوسری چیز دی مثلاً ہزار روپے کی ضمانت کی اور ہزار روپے ادا کئے یا روپے کی جگہ اشرفیاں یا کوئی دوسری چیز دی۔ پہلی صورت میں جو ادا کیا ہے ادا کیا ہے اور واپس لے سکتا ہے اور دوسری صورت میں وہ ملے گا جس کا ضامن ہوا تھا

یعنی روپے لے سکتا ہے۔ اشرفیوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر اسی جنس کی چیز مکفول لہ کو دی تھی اس نے قبول بھی کر لی جب بھی دی لے سکتا ہے جس کی غنمانت کی کہ اس صورت میں یعنی جب کہ دوسری چیز دی یا گھٹیا یا زیادہ اچھی چیز دی تو یہ خود دین کا مالک ہو گیا اور طالب کے قائم مقام ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۷ ..... ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم میرا قرضہ ادا کر دو میں تم کو دے دوں گا اس نے قرض میں دوسری چیز دی تو جو چیز دی ہے وہی واپس لے گا جو اسی کے ذمہ قائم نہیں لے سکتا کہ یہ دین یا مالک نہیں ہوا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۶۸ ..... اصیل پر ہزار روپے تھے کفیل نے طالب سے پانچ سو روپے میں مصالحت کر لی اور دے دیے یہ مکفول عنہ سے پانچ سو لے سکتا ہے کہ یہ اسی کا ادا کیا ہوا ہے لہٰذا اصیل سے پانچ سو جا سکتے رہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۹ ..... واپسی کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کفیل نے اس وقت دیا ہو کہ اصیل پر واجب ہو اور اگر اصیل پر ابھی دینا واجب نہیں ہوا ہے کہ کفیل نے دے دیا تو واپس نہیں لے سکتا مثلاً مؤجل کی طرف سے کسی نے اجرت کی ضمانت کی تھی اور ابھی اجیر نے کام کیا ہی نہیں ہے کہ اجرت واجب ہوتی کفیل نے اسے دے دی وہ واپس نہیں لے سکتا۔ یونہی اگر کفیل کے دینے سے پہلے خود اصیل نے دین ادا کر دیا اور کفیل کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی اس نے بھی دے دیا اصیل سے واپس نہیں لے سکتا کہ جس وقت اس نے دیا اصیل پر دینا واجب ہی نہ تھا بلکہ اس صورت میں دائن سے واپس لے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۰ ..... کفیل نے جس کے لئے ضمانت کی تھی۔ (یعنی مکفول عنہ) کو مر گیا اور خود کفیل اس کا وارث ہے تو کفیل کے ذمہ دین کا مالک ہو گیا مکفول عنہ یعنی مدیون سے مطالبہ کرے گا۔ یونہی اگر طالب کے کفیل کو دین ہبہ کر دیا یہ مالک ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۱ ..... ایک شخص نے ہزار روپے میں گھوڑا خریدا مشتری کی طرف سے ثمن کی کسی نے ضمان کی کفیل نے اپنے پاس سے روپے دیئے اور مشتری سے ابھی وصول نہیں کئے تھے بغیر وصول کئے کفیل غائب ہو گیا اور گھوڑے کے متعلق کسی نے اپنا حق ثابت کیا اور لے لیا مشتری چاہتا ہے کہ بائع سے ثمن واپس لے تو جب تک کفیل حاضر نہ ہو جائے بائع سے ثمن نہیں لے سکتا۔ اب کفیل آ گیا تو اسے اختیار ہے کہ بائع سے ثمن واپس لے یا مشتری سے۔ اگر بائع سے لے گا تو بائع مشتری سے نہیں لے سکتا اور مشتری سے لے گا تو مشتری بائع سے واپس لے گا۔ اور اگر کفیل بائع کو دینے کے بعد مشتری سے وصول کر کے غائب ہوا ہے اس کے بعد حق ثابت ہوا تو مشتری بائع سے ثمن واپس لے گا کفیل کے آنے کا انتظار نہ کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۲ ..... سلطان دارالحرب میں متقیہ قرار پیدے کر کسی نے اس کو فدیہ اگر اس کے بغیر حکم ایسا کیا تو احسان ہے واپس نہیں لے سکتا اور اس کے کہنے سے ایسا کیا تو واپس لے سکتا ہے جیسا اس نے واپس دینے کو کہا ہو یا نہ کہا ہو۔ یونہی اگر کسی نے یہ کہہ دیا کہ میرے مال میں سے اپنے پاس سے خرچ کر دو میرے کان کی قید میں اتنا روپیہ خرچ کر دو اس نے خرچ کیا تو وصول کر سکتا ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۷۳ ..... ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کو میری طرف سے ہزار روپے دو دو اس نے اسے دے دیئے یہ بہ حکم دینے والے کی طرف سے ہوا اگر جس نے دیئے وہ نہ کہنے والے سے لے سکتا ہے نہ اس سے جس کو دیئے۔ اور اگر یہ کہا تھا کہ اس کو ہزار روپے دے دو میں ضامن ہوں تو کہنے والے سے وصول کر سکتا ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۷۴ ..... ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ فلاں کو میری طرف سے ہزار روپے قرض دے دو اس نے دے دیئے وہ واپس لے سکتا ہے اور اگر صرف اتنا ہی کہا کہ فلاں کو ہزار روپے قرض دے دو واپس نہیں لے سکتا اگر چہ وہ اس کا خلیفہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۵ ..... ایک شخص نے دوسرے سے کہا میری قسم کا کفارہ ادا کر دو یا میری زکوٰۃ اپنے مال سے ادا کر دو یا میرا حج بدل کرا دو

اس نے یہ سب کردیا تو کفیل والے سے وصول نہیں کرسکتا۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۷۶.....ایک شخص نے دوسرے سے کہا مجھ کو ہزار روپے پر بہ کرو فلاں شخص اس کا ضامن ہے اور وہ شخص بھی یہاں موجود ہے اس نے کہا ہاں اس کے بال کہنے پر اس نے دے دیئے یہ بہ اس ضامن کی طرف سے ہوگا اور دینے والے کے ہزار روپے اس کے ذمہ قرض ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۷.....ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ ہزار روپے ہیں مدیون نے کسی سے کہا اس کے ہزار روپے ادا کردو یہ کہتا ہے میں نے ادا کردیئے مگر دائن انکار کرتا ہے تو قسم کے ساتھ دائن کا قول معتبر ہے اور وہ شخص مدیون سے واپس نہیں لے سکتا مگر چہ مدیون نے اس کی تصدیق کی ہو۔ یونہی مکفول عنہ کے کہنے سے کسی کی کفالت کی کفیل کہتا ہے میں نے مال ادا کردیا اور مکفول عنہ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے مگر طالب انکار کرتا ہے طالب کا قول معتبر ہے۔ اس نے قسم کھا کر مکفول عنہ سے مال وصول کرلیا اب کفیل مکفول سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر مکفول عنہ بھی انکار کرتا ہے کفیل نے گواہوں سے اپنا دین ہبہ کردیا تو کفیل واپس لے سکتا ہے اور طالب کے مقابل میں یکی گواہ معتبر ہے اگر چہ طالب موجود نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۸.....ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں تم اپنی فلاں چیز اس کے ہاتھ ان ہزار روپوں میں بیچ کردو اس نے بیچ دی یہ جائز ہے۔ پھر اگر بیچ کے بعد طالب کہتا ہے اس نے میرے ہاتھ بیچ کی مگر قبضہ سے پہلے ہی کے پاس بیچ ہلاک ہوگئی اور وہ دونوں کہتے ہیں تو نے قبضہ کرلیا تھا اس میں بھی طالب کا قول معتبر ہے۔ اس نے قسم کھالی تو بیچ فسخ مانی جائے گی اور طالب اپنے روپے مدیون سے وصول کرے گا اور جس نے بیچ کی تھی وہ مدیون سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر بائع نے گواہوں سے طالب کا قبضہ ہبہ کردیا تو بیع فسخ نہیں مانی جائے گی اور ہزار روپے مدیون سے وصول کرے گا اور طالب مدیون سے کچھ نہیں وصول کرے گا اگر چہ بائع نے طالب کی عدم موجودگی میں گواہ پیش کیے ہوں جب کہ مدیون بھی منکر ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۹.....کفیل جب تک طالب کو ادا نہ کردے مکفول عنہ سے دین کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر مکفول عنہ نے کفیل کے پاس ادا کرنے سے پہلے کوئی چیز رہن رکھوائی ہے رہن رکھنا درست ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸۰.....طالب یعنی دائن کو اختیار ہے کفیل سے مطالبہ کرے یا اصیل سے یا دونوں سے اگر مکفول عنہ نے کفیل کا ملازمہ کیا (یعنی جہاں جانا ہے طالب بھی اس کے ساتھ جانا ہے یہاں تک چھوٹے) تو کفیل اصیل کے ساتھ ایسا ہی کرسکتا ہے اور اگر طالب نے کفیل کو حبس کرادیا تو کفیل اصیل کو حبس کرا سکتا ہے کہ کفیل کا ملازمہ یا حبس اصیل کی وجہ سے ہے یہ نظم اس وقت ہے کہ اصیل کے کہنے سے اس نے کفالت کی ہو اور اصیل کا خود کفیل کے ذمہ رہن نہ ہو اور اگر کفیل کے ذمہ مطلوب کا دین ہو تو کفیل نہ ملازمہ کرسکتا ہے نہ حبس کرا سکتا ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ اصیل کفیل کے اصول میں نہ ہو۔ اور اگر اصول میں ہے تو کفیل اسکے ساتھ یہ فعل نہیں کرسکتا۔ کفیل کا ملازمہ یا حبس اس وقت ہوسکتا ہے کہ اصیل طالب کے اصول میں سے نہ ہو ورنہ اصول کو ملازمہ و حبس کا سبب خود یہی طالب ہوا اور کوئی شخص اپنے باپ ماں دادا دادی وغیرہا اصول کے ساتھ یہ حرکت کرنے کا مجاز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸۱.....کفیل کا دین ادا کردینا کفیل و اصیل دونوں کی برأت کا سبب ہے یعنی اب طالب کا کسی سے تقاضا نہ رہا نہ اصیل سے نہ کفیل سے مگر جب کہ کفیل نے اپنے مدیون پر حوالہ کردیا اور یہ شرط کردی کہ فقط میں بری ہوں تو اصیل بری نہ ہوا اور اگر شرط نہ کی تو اس صورت میں بھی دونوں اپنے دین سے بری ہوگئے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۸۲.....اصیل نے دین ادا کردیا تو کفیل بھی بری الذمہ ہوگیا اب کفیل سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۳..... طالب نے محیل سے دین معاف کردیا کفیل بھی بری ہوگیا مگر یہ ضروری ہے کہ مکفول عنہ نے قبول بھی کرلیا ہو اور اگر محیل نے اس کے معاف کرنے پر رد دیا یا رد قبول کیا اور مرگیا اور اس کا مرنا قبول کے قائم مقام ہوگیا یعنی دین معاف ہوگیا اور کفیل بری ہوگیا اور اگر طالب نے معاف کردیا مگر محیل نے ثنا کرکے معافی کو منظور نہیں کیا تو معافی رد ہوگئی اور دین بدستور قائم رہا۔ یونہی اگر طالب نے محیل کو دین بہ کردیا اور قبول سے پہلے محیل مرگیا بری ہوگیا اور محیل نے بہ کو رد کردیا تو رد ہوگیا اور دین بدستور باقی رہا کوئی بری نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۴..... محیل کے مرنے کے بعد طالب نے دین معاف کردیا یا بہ کردیا وغیرہ نے قبول کرلیا تو معاف اور بہ صحیح اور رد کردیا تو رد ہوگیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۵..... طالب نے محیل کو مہلت دے دی کفیل کے لئے بھی مہلت ہوگئی اس سے بھی اندرون میعاد مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۶..... طالب نے کفیل کو بری کردیا یعنی اس سے مطالبہ معاف کردیا یا اس کو مہلت دے دی تو محیل بری ہوگیا، اس کے لئے مہلت ہوئی اور محیل اگرچہ بری نہ ہوا مگر کفیل کو یہ حق نہیں کہ محیل سے کچھ مطالبہ کرسکے بخلاف اس صورت کے کہ طالب نے کفیل کو بہ یا صدقہ کردیا ہو تو چونکہ طالب کے مطالبہ ساقط ہوگیا کفیل محیل سے بقدر دین وصول کرے گا۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸۷..... کفیل کو معاف کردیا تو چاہے کفیل اس کو قبول کرے یا نہ کرے بہرحال معافی ہوگئی۔ البتہ اگر اس کو بہ یا صدقہ کردیا ہے تو قبول کرنا ضروری ہے۔ کفیل کو مہلت دی مگر اس نے منظور نہیں کی تو مہلت کفیل کے لئے بھی نہ ہوئی۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸۸..... ایک شخص پر دین واجب الادا ہے یعنی فوری دینا ہے میعاد نہیں ہے اس کی کفالت کسی نے یوں کی کہ تین دنوں کے بعد دینے کا میں ضامن ہوں تو یہ میعاد محیل کے لئے بھی ہوگئی یعنی اس سے بھی مطالبہ تین دنوں کے لئے موخر ہوگیا۔ (جوہرہ)

اور اگر کفیل نے میعاد کو اپنے ہی لئے رکھا مثلاً یہ کہا کہ مجھ کو تین دنوں کی مہلت دو یا طالب نے وقت کفالت خصوصیت کے ساتھ کفیل کو مہلت دی ہے تو محیل کے لئے مہلت نہیں۔ یونہی قرض کی کفالت میعاد کے ساتھ کی تو کفیل کے میعاد ہوگئی مگر محیل کے لئے نہیں ہوئی کہ اگر کفالت میں میعاد ہے مگر جس پر قرض ہے اس کے لئے میعاد نہیں ہوسکتی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸۹..... کفیل سے دین کا مطالبہ کیا اس نے کہا صبر کرو محیل کو آجانے دو طالب نے کہا مجھ تم سے تعلق ہے اس سے کوئی تعلق نہیں، اس کہنے سے محیل بری نہ ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹۰..... دین میعادی تھا اس کی کفالت کی تھی کفیل مرگیا تو کفیل کے حق میں میعاد باقی نہ رہی اور محیل کے حق میں میعاد بدستور ہے۔ یعنی مکفول لہ کفیل کے ورثا سے بھی مطالبہ کرسکتا ہے اور اس کے ورثا نے دین ادا کردیا تو محیل سے اس وقت واپس لینے کے حق دار ہوں گے جب میعاد پوری ہوجائے۔ یونہی اگر محیل مرگیا تو اس کے حق میں میعاد ساقط ہوگئی کہ اس کے ترکہ سے مرنے کے بعد ہی وصول کرسکتا ہے۔ اور کفیل کے حق میں میعاد بدستور باقی ہے کہ اندرون میعاد اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اور محیل و کفیل دونوں مرگئے تو طالب کو اختیار ہے جس کے ترکہ سے چاہے دین وصول کرلے میعاد تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹۱..... میعادی دین کو کفیل نے میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کردیا تو محیل کے حق میں میعاد بدستور ہے یعنی اس سے اندرونی میعاد واپس نہیں لے سکتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹۲..... جس دین کی کفالت کی وجہ اور وہ یقاً اور پانچ سو میں مصالحت ہوئی۔ اس کی چار صورتیں ہیں۔

(1) شرط ہوئی کہ محیل و کفیل دونوں پانچ سو سے بری الذمہ ہیں یا

(2) یہ کہا میل بری

(3) یا سکوت رہا اس کا ذکر ہی نہیں ہوا کہ کون بری ہے۔ ان تینوں صورتوں میں پانچ سو سے دونوں بری ہو گئے

(4) اور اگر منکفل کفیل کا بری ہونا شرط کیا یعنی کفیل سے پانچ سو ہی کا مطالبہ ہوگا تو تنہا کفیل پانچ سو سے بری الذمہ ہوگا۔ اصیل پر پورے ہزار کا مطالبہ رہے گا لہٰذا کفیل نے پانچ سو دے دینے تو باقی کا مطالبہ اصیل سے کرے گا اور کفیل نے اس کے کہنے سے کفالت کی ہے تو پانچ سو اصیل سے واپس لے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۹۳..... طالب نے کفیل سے یہ مصالحت کی کہ اگر تم مجھ کو اتنا دو تو میں تم کو کفالت سے بری کر دوں گا یعنی کفالت سے بری کرنے کا معاوضہ لینا چاہتا ہے یہ صلح صحیح نہیں اور کفیل پر اس مال کا دینا لازم نہیں پھر اگر وہ کفالت بالنفس تھی تو کفالت باقی ہے کفیل بری نہیں اگر کفالت بالمال تھی تو کفالت جاتی رہی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹۴..... ایک شخص نے دوسرے کی کفالت بالنفس کی طالب کہتا ہے کہ اس پر میرا کوئی حق نہیں اس کے کہنے سے کفیل بری نہیں ہے بلکہ اس شخص کو حاضر لانا ہوگا۔ اور اگر طالب نے یہ کہا کہ اس پر کوئی میرا حق نہیں ہے میری جانب سے نہ دوسرے کی جانب سے۔ ولایت و سایہ و کالت کسی اعتبار سے میرا حق نہیں کفیل بری ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۵..... یہ کہا کہ فلاں شخص پر جو ہزار روپے ہیں ان کا میں ضامن ہوں پھر اس شخص مکفول عنہ نے گواہوں سے ثابت کر دیا کہ کفالت سے پہلے ہی ادا کر چکا ہے اصیل بری ہو گیا مگر کفیل بری نہ ہوا اس کو دینا پڑے گا اور اگر گواہوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ کفالت کے بعد ادا کر دیا تو دونوں بری ہو گئے (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۹۶..... کفیل نے دین ادا کرنے سے پہلے اصیل کو دین سے بری کر دیا یہ صحیح ہے یعنی اس کے بعد دین ادا کر کے اصیل سے واپس نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۷..... طالب نے کفیل سے یہ کہا کہ میں نے تم کو بری کر دیا وہ بری ہو گیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ کفیل نے طالب کو دین ادا کر کے برأت حاصل کی ہے لہٰذا کفیل کو اصیل سے واپس لینے کا حق نہ ہوگا اور طالب کو اصیل سے دین وصول کرنے کا حق رہے گا۔ اور اگر طالب نے یہ کہا کہ تو بری ہو گیا اس کا یہ طلب ہوا کہ کفیل نے دین ادا کر کے بری ہوا یعنی میں نے دین وصول پا لیا اس صورت میں کفیل اصیل سے لے سکتا ہے اور طالب اصیل سے نہیں لے سکتا۔ (ہدایہ وغیرہ)

یہ اس وقت ہے جب طالب موجود نہ ہو غائب ہو اور اگر موجود ہو تو اس سے دریافت کیا جائے گا اس کلام کا کیا طلب ہے وہ کہے میں نے دین وصول پا لیا تو دونوں صورتوں میں کفیل رجوع کر سکتا ہے۔ اور یہ کہے کہ کفیل کو میں نے معاف کر دیا تو دونوں صورتوں میں رجوع نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹۸..... طالب نے دستاویز اس مضمون کی لکھی کہ کفیل نے جن روپوں کی کفالت کی تھی اس سے بری ہو گیا تو یہ دین وصول پا لینے کا اقرار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۹..... ایک شخص نے مہر کی کفالت کی اگر دخول سے پہلے عورت کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوئی جس کی وجہ سے جدائی ہو گئی تو کل مہر ساقط اور کفیل بالکل بری۔ اور اگر شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو آدھا مہر ساقط اور کفیل بھی آدھے سے بری۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰۰..... عورت نے مہر کے بدلے شوہر سے خلع کیا اس عورت کا شوہر کے ذمہ دین ہے کسی نے اس دین کی کفالت کر لی اس کے بعد ان دونوں نے آپس میں تناتج کر لیا تو کفیل بری نہ ہوا عورت اس سے مطالبہ کر سکتی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰۱.....کفیل کی برأت کو شرط پر معلق کیا اگر وہ ایسی شرط ہے جس میں طالب کا فائدہ ہے مثلاً اگر تم کاتا دے وہ بری الذمہ ہو جاؤ گے اور تعلیق صحیح ہے اگر وہ شرط ایسی نہیں ہے مثلاً جب کل کا دن آئے گا تم بری ہو جاؤ گے یہ تعلیق باطل ہے یعنی بری نہ ہوگا بہ ستور کفیل رہے گا۔

(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰۲.....اصیل کی برأت کو شرط پر معلق کرنا صحیح نہیں یعنی وہ بری نہیں ہوگا طالب نے مدیون سے کہا جو کچھ میرا مال تمہارے ذمہ ہے اگر مجھے وصول نہ ہوا اور تم مر گئے تو معاف ہے اور وہ مر گیا معاف نہ ہوا اور اگر یہ کہا میں مر جاؤں تو معاف ہے اور طالب مر گیا تو معاف ہو گیا کہ یہ وصیت ہے۔

(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰۳.....کفیل بالنفس کی برأت کو شرط پر معلق کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔

(1) یہ شرط ہے کہ تم دس روپے پر سے دو بری ہو اس صورت میں برأت ہو گئی اور شرط باطل۔

(2) اور اگر وہ مال کا بھی کفیل ہے طالب نے یہ کہا کہ مال اگر دے دو تو کفالت بالنفس سے بری ہو اس میں برأت اور شرط دونوں جائز کہ مال دے دے گا تو بری ہو جائے گا۔

(3) کفیل بالنفس سے یہ شرط کی کہ مال دے دو اور اصیل سے وصول کر لو اس صورت میں برأت بھی نہ ہوئی اور شرط بھی باطل۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۰۴.....اصیل نے کفیل کو مال دے دیا کہ طالب کو ادا کر دے اور وہ کفیل طالب کے کہنے سے ضامن ہوا تو اب اصیل وہ مال کفیل سے واپس نہیں لے سکتا اگرچہ کفیل نے طالب کو ادا نہ کیا ہو۔ یونہی اصیل کو یہ حق بھی نہیں کہ کفیل کو ادا کرنے سے منع کر دے یہاں صورت میں ہے جب اصیل نے کفیل کو بہ وجہ قضا دین کا روپیہ دیا ہو یعنی یہ کہہ کر کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں طالب اپنا حق تم سے نہ وصول کرے فقط اس کے کہ تم اسے دو میں تم کو دیتا ہوں اور اگر کفیل کو بہ وجہ رسالت دیا ہو یعنی اس کے ہاتھ طالب کے پاس بھیجا ہو تو واپس لے سکتا ہے اور منع بھی کر سکتا ہے اور اگر وہ فقط اس کے بغیر کہے کفیل ہو گیا اس نے طالب کو دینے کے لئے اسے روپے دیئے تو جب تک ادا نہیں کیا ہے واپس بھی لے سکتا ہے اور اسے دینے سے منع بھی کر سکتا ہے۔

(درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰۵.....اصیل نے کفیل کو دیا تھا مگر اس نے طالب کو نہیں دیا اور اصیل نے خود طالب کو دیا تو کفیل سے واپس لے سکتا ہے کہ اب اس کو روکنے کا کوئی حق نہ رہا۔

(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰۶.....کفیل نے اصیل سے روپیہ وصول کیا اور طالب کو نہیں دیا اس روپے سے کچھ منفعت حاصل کی یہ نفع اس کے لئے حلال ہے کہ بہ وجہ قضا جو کچھ کفیل وصول کرے گا اس کا مالک ہو جائے گا اور اگر اصیل نے اس کے ہاتھ طالب کے یہاں بھیجے ہیں اور اس نے نہیں دیئے بلکہ تصرف کر کے نفع اٹھایا تو یہ نفع خبیث ہے اس تقدیر پر وہ روپیہ اس کے پاس امانت تھا اس کو تصرف کرنا حرام تھا اس نفع کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔

(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰۷.....اس صورت میں کہ کفیل نے اصیل سے چیز لی اور طالب کو نہیں دی اور اس سے نفع اٹھایا اگر وہ چیز ایسی ہو جو تعین کرنے سے معین ہو جاتی ہے مثلاً اصیل پر گیہوں واجب تھے اس نے کفیل کو دیئے کفیل نے ان میں نفع حاصل کیا تو بہتر یہ ہے کہ نفع اصیل کو واپس کر دے اور اصیل کے لئے وہ نفع حلال ہے اگرچہ بالدار ہو۔ اور اگر وہ چیز نقد کی قسم سے ہو مثلاً روپیہ اشرفی تو نفع واپس کرنا مندوب بھی نہیں۔

(درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰۸.....اصیل نے کفیل سے کہا تم بیع فسخ کر دو اور جو کچھ خسارہ ہو گا وہ میرے ذمہ (مثلاً اس روپے ضرورت ہے کفیل نے کسی ہاتھ سے ملا بیچا اس نے روپے یہاں کے کوئی چیز جس کی وہاں قیمت اس روپے سے کفیل کے ہاتھ چند روپے میں بیچ کر دی کفیل اس کو لا دار میں اس روپے میں فروخت کر دیا

ہے اس صورت میں ہارون پانچ روپے کا ضامن ہوجاتا ہے اور کفیل کو پانچ روپے کا خسارہ ہوتا ہے اس کو اصیل کہتا ہے کہ میرے ذمہ ہے) کفیل نے اس کے کہنے سے بیع عینہ کی تو تاجر سے جو بیع نقصان کے ساتھ ٹریدی ہے اس کا مالک کفیل ہے اور نقصان بھی کفیل ہی کے سر رہے گا اصیل سے اس کا مطالبہ نہیں کرسکتا کیونکہ اصیل کے لفظ سے اگر خسارہ کی ضمانت مراد ہے تو یہ باطل ہے اس کی ضمانت نہیں ہوسکتی اور اگر توکیل قرار دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں کہ مجہول کی توکیل نہیں ہوتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰۹..... یوں کفالت کی کہ جو کچھ اس کے ذمہ لازم ہوگا یا ثابت ہوگیا یا قاضی جو کچھ اس پر لازم کردے گا میں اس کی کفالت کرتا ہوں اور اصیل غائب ہوگیا مدعی نے قاضی کے سامنے کفیل کے مقابلے میں گواہ پیش کئے کہ اس کے ذمہ میرا اتنا ہے تو جب تک اصیل حاضر نہ ہو گواہ قبول نہیں جب اصیل حاضر ہو گواہ اس کے مقابلے میں گواہ سنے جائیں گے اور فیصلہ ہوگا اس کے بعد کفیل سے مطالبہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱۰..... مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص جو غائب ہے اس کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے اور یہ شخص اس کا کفیل ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کردیا اس صورت میں صرف کفیل کے مقابلے میں فیصلہ ہوگا اور اگر مدعی نے یہ بھی ثابت کردیا کہ یہ اس کے حکم سے ضامن ہوا تھا تو کفیل و اصیل دونوں کے مقابلے میں فیصلہ ہوگا اور کفیل کو اصیل سے واپس لینے کا حق ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱۱..... کفالت بالدرک (مشتری نے مبیع کا کسی قسم سے استحقاق یا عیب ثابت ہونے کی صورت میں ثمن کا جس ذمہ دار ہوں) یہ کفیل کی جانب سے تسلیم ہے کہ مبیع بائع کی ملک ہے لہٰذا جس نے کفالت کی وہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ مبیع میری ہے۔ جس طرح کفیل کو شفعہ کرنے کا حق نہیں اس کا کفیل ہوا اس بات کی دلیل ہے کہ مشتری نے کفیل کے خریدنے پر راضی ہے۔ یونہی جس دستاویز میں یہ تحریر ہے کہ میں نے اپنی ملک فلاں کے ہاتھ بیع کی یا میں نے بیع بالبات فلاں کے ہاتھ کی اس دستاویز پر کسی نے اپنی گواہی لکھی یا قاضی کے یہاں بیع کی شہادت دی ان سب صورتوں میں بائع کی ملک کا اقرار ہے کہ یہ شخص اب اپنی ملک کا دعویٰ نہیں کرسکتا اور اگر دستاویز میں فقط اتنی بات لکھی ہے کہ فلاں شخص نے یہ بیع بائع کی بائع نے اس میں اپنی ملک کا ذکر نہیں کیا ہے تو یہ کہنا بالبات فائدہ ہے اب کسی دستاویز پر گواہی ثبت کرا یا بائع کی ملک کا اقرار نہیں یا اس نے اپنی گواہی کے الفاظ یہ تحریر کئے کہ مالکین نے بیع کا اقرار کیا میں اس کا شاہد ہوں یہ بھی ملک بائع کا اقرار نہیں یعنی ایسی شہادت تحریر کرنے کے بعد وہ بھی اپنی ملک کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱۲..... کفالت بالدرک میں محض استحقاق سے ضامن نہ ہوگا جب تک قاضی یہ فیصلہ نہ کردے کہ مبیع مستحق کی ہے اور بیع کو فسخ نہ کردے بیع فسخ ہونے کے بعد بے شک کفیل سے ثمن کا مطالبہ ہوسکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱۳..... استحقاق مبطل (جس کا اکتساب استحقاق میں ہو چکا ہے) مثلاً دعویٰ نسب یا یہ دعویٰ کہ جو زمین خریدی ہے یہ وقف ہے یا یہ پہلے مسجد تھی ان میں اگر قاضی نے یہ فیصلہ نہ دیا ہو کہ ثمن مکفول عنہ (بائع) سے واپس لیا جائے مشتری کفیل سے وصول کرسکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱۴..... ایک نے دوسرے سے کہا تم اپنی فلاں بیع اس کے ہاتھ ایک ہزار روپے میں بیچ کردو میں اس ہزار کا ضامن ہوں اس نے دو ہزار میں بیع کی کفیل ایک ہی ہزار کا ضامن ہے اور پانچ سو میں بیع کی تو کفیل پانچ سو کا ضامن ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱۵..... یہ کہا کہ جو کچھ تیرا فلاں کے ذمہ ہے میں اس کا ضامن ہوں اور گواہوں سے ثابت ہوا کہ اس کے ذمہ ہزار روپے ہیں تو کفیل سے ہزار کا مطالبہ ہوگا۔ اور اگر گواہوں سے ثابت نہ ہوا تو کفیل قسم کے ساتھ بیتنے کا قرار کرے اسی کا مطالبہ ہوگا۔ اور اگر مکفول عنہ اس سے زیادہ کا اقرار کرتا ہے تو یہ زائد کفیل سے نہیں لیا جاسکتا مکفول عنہ سے لیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱۶..... کفیل نے حالت صحت میں یہ کہا جو کچھ فلاں شخص اپنے ذمہ فلاں کے لئے اقرار کرلے اس کا میں ضامن ہوں اس کے بعد کفیل بیمار ہوگیا یعنی مرض الموت میں مبتلا ہوگیا اور اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب دین میں مستغرق ہے۔ مکفول عنہ نے طالب کے لئے

ایک ہزار کا اقرار کیا کفیل کے ذمہ ایک ہزار لازم ہو گئے۔ یونہی اگر کفیل کے مرنے کے بعد ایک ہزار کا اقرار کیا تو یہ کفیل کے ذمہ لازم ہو گئے۔ مگر چونکہ کفیل کے پاس جو کچھ مال قاوہ دین میں مستوق قابضہ مکفول لہ دیگر قرض خواہ کی طرح کفیل کے ترکہ سے اپنے حصہ کی قدر وصول کرے گا یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کہہ دیا جائے کہ دین سے بچی ہوئی کوئی چیز نہیں ہے لہٰذا مکفول لہ کو نہیں ملے گا صرف قرض خواہ لیں گے۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۱۱۷.....ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی اور یہ شرط کی کہ تم اپنی فلاں چیز میرے پاس رہن رکھ دو مگر طالب سے یہ نہیں کہا کہ میں نے اس شرط پر کفالت کی ہے اب مکفول عنہ اپنی چیز رہن رکھنا نہیں چاہتا تو کفیل کو کفالت فسخ کرنے کا اختیار نہیں۔ طالب کا مطالبہ دیا پڑے گا کیونکہ رہن کی شرط اگر تھی تو مکفول عنہ سے تھی طالب کو اس شرط سے تعلق نہیں۔ ہاں اگر طالب سے کہہ دیا تھا کہ تیرے لئے اس شرط پر کفالت کرتا ہوں کہ مکفول عنہ اپنی فلاں چیز میرے پاس رہن رکھے تو بے شک رہن نہ رکھنے کی صورت میں کفالت کو فسخ کر سکتا ہے اور اب طالب اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱۸.....کفیل نے یوں کفالت کی کہ مکفول عنہ کی جو امانت میرے پاس ہے میں اس سے تمہارا دین ادا کروں گا یہ کفالت صحیح ہے اور امانت سے اس کو دین ادا کرنا ہو گا اور امانت اس کے پاس سے ہلاک ہو گئی تو کفالت بھی ختم ہو گئی کفیل سے مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱۹.....یوں ضمانت کی تھی کہ اس چیز کے ثمن سے دین ادا کرے گا اور وہ چیز کفیل ہی کی ہے مگر قبض کرنے سے پہلے ہی وہ چیز ہلاک ہو گئی تو کفالت باطل ہو گئی اور اگر وہ چیز سو روپے میں بیچی اور اس کی واجبی قیمت بھی سو ہی ہے اور دین ہزار روپے ہے تو کفیل کو سو ہی دینے ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲۰.....سو روپے کی ضمانت کی اور یہ کہہ دیا کہ پچاس یہاں دے گا اور پچاس دوسرے شہر میں مگر میعاد مقرر نہیں کی ہے طالب کو اختیار ہے جہاں چاہے وصول کر سکتا ہے اور اگر وہ چیز جو ضامن دے گا ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوئی تو جس مقام میں دینا قرار پایا ہے وہیں مطالبہ ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲۱.....ایک شخص نے کپڑا غصب کیا تھا مالک نے اسے پکڑا دوسرا شخص ضامن ہوا کہ اس کو قتل میں عاجز کر دوں گا مدعی نے کہا اگر تم اس کو قتل نہ لائے تو کپڑے کی قیمت دس روپے ہے وہ تم کو دینے ہوں گے کفیل نے کہا میں نہیں میں دوں گا اور مکفول لہ خاموش رہا تو کفیل سے دس ہی وصول کئے جا سکتے ہیں۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۱۲۲.....ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم اس راستہ سے جاؤ اگر تمہارا مال چھین لیا جائے تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے کفیل کو مال دینا ہو گا اور اگر یہ کہا کہ اس راستہ سے جاؤ اگر درندے نے تمہارا مال ہلاک کر دیا یا تمہارے بیٹے کو مار ڈالا تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲۳.....دوسرے کے دین کی کفالت کی اس شرط پر کہ فلاں اور فلاں بھی اتنے کی کفالت کریں اور ان دونوں نے انکار کر دیا تو پہلی کفالت لازم رہے گی اور اس کو فسخ کرنے کا اختیار نہ ہو گا۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۱۲۴.....ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے ہزار روپے کی ضمانت کی تھی اب کفیل یہ کہتا ہے وہ روپے جوئے کے تھے یا شراب کے دام تھے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز کا دام یا یعنی وہ روپے مکفول عنہ پر واجب نہیں تھے لہٰذا کفالت صحیح نہیں ہوئی اور مجھ سے مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ کفیل کی یہ بات قابل سماعت نہیں بلکہ مکفول لہ کے مقابل میں اگر گواہ بھی اس بات پر پیش کرے اور مکفول لہ انکار کرتا ہے تو کفیل کے گواہ بھی نہیں لئے جائیں گے اور اگر مکفول لہ پر حلف رکھتا چاہے تو حلف نہیں دیا جائے گا اور اگر اس بات کے گواہ پیش کرنا چاہتا ہے کہ خود مکفول لہ نے ایسا اقرار کیا قابل بھی گواہ مسموع نہ ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲۵.....کفیل نے طالب کا مطالبہ ادا کر دیا اور مکفول عنہ سے واپس لینا چاہتا ہے مکفول عنہ اس قسم کا عذر پیش کرتا ہے کہ وہ روپیہ جس کا مجھ پر مطالبہ تھا وہ جوئے کا تھا یعنی جوئے میں ہار گیا تھا اس کا مطالبہ تھا یا شراب کا ثمن تھا اور مکفول لہ موجود نہیں ہے کہ اس سے دریافت کیا جائے یہ گواہ پیش کرنا چاہتا ہے تو نہیں لے جائیں گے بلکہ یہ حکم دیا جائے گا کہ کفیل کا روپیہ ادا کر دے اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ تجھ کو یہ عذر کسی حیلہ تو طالب کے مقابل میں کر۔ اور اگر طالب نے اب تک کفیل سے وصول نہیں کیا ہے اس نے قاضی کے سامنے اقرار کر لیا کہ یہ مطالبہ شراب کے ثمن کا ہے تو اصیل و کفیل دونوں بری کر دیئے جائیں اور اگر قاضی نے کفیل کو بری کر دیا مگر مکفول عنہ نے حاضر ہو کر یہ اقرار کیا کہ وہ روپیہ قرض تھا یا مبیع کا ثمن تھا اور طالب بھی اس کی تصدیق کرتا ہے تو اصیل پر اسی کا مال دینا لازم ہے اور کفیل کے مقابل میں ان دونوں کی بات قابل اعتبار نہ رہی۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۲۶.....تین شخصوں کے ہزار ہزار روپے ایک شخص کے ذمہ ہیں مگر سب کا دین الگ الگ ہے یہ نہیں کہ وہ روپے سب کے مشترک ہوں تو ان میں دو تیسرے کے لئے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اس کے روپے کی فلاں شخص نے ضمانت کی تھی اور اگر روپے میں شرکت ہو تو گواہی مقبول نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲۷.....خراج موظف میں (جس کی مقدار معین ہوتی ہے بلکہ سالانہ اتنا چکانا ہے جس کا ذکر کتاب الخراج کو دیکھنے سے معلوم ہوگا) کفالت صحیح ہے اور اس کے مقابل میں رہن رکھنا بھی صحیح ہے اور خراج مقاسمہ کی نہ کفالت صحیح ہو سکتی ہے اور نہ اس کے مقابل میں رہن رکھنا صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲۸.....سلطنت کی جانب سے جو مطالبات لازم ہوتے ہیں ان کی کفالت بھی صحیح ہے تو اوہ و مطالبہ جائز ہوا یا جائز کیونکہ یہ مطالبہ دین کے مطالبہ سے بھی سخت ہوتا ہے مثلاً آج کل سخت زمینداروں سے مال گزاری اور ایلاب لیتی ہے اگر اس کے دینے میں تاخیر کرے تو اراضات میں لے لیا جاتا ہے جائیداد نیلام کر دی جاتی ہے اسی طرح سیکان کا نکس نکوم نکس نیچ تلی کی ان تمام مطالبات کے ادا کرنے پر آدمی مجبور ہے لہٰذا ان سب کی کفالت صحیح ہے اور جس پر مطالبہ ہے اس کے حکم سے کفالت کی ہے تو کفیل اس سے واپس لے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲۹.....دلال کے پاس سے بیچ جاتی رہی اس پر تاوان واجب نہیں اور اگر دلال یہ کہتا ہے کہ میں نے کسی دکان میں رکھ دی تھی یا نہیں کس دکان میں رکھی تھی تو تاوان دینا پڑے گا اور اگر دلال نے دکاندار کو دکھائی اور دام طے ہو گئے اور اس کے پاس رکھ کر چلا گیا دکاندار کے پاس سے جاتی رہی یا دلال نے بازار میں وہ بیچ دکھائی پھر کسی دکان پر رکھ دی یہاں سے جاتی رہی تو تاوان دینا ہوگا اور دکاندار سے تاوان نہیں لیا جا سکتا۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳۰.....کسی نے دلال کو بیچ دی اور دلال کو معلوم ہو گیا کہ یہ بیچ چوری کی ہے اور اس کا مالک فلاں شخص ہے اس نے مالک کو بیچ دے دی دلال سے مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳۱.....دلال نے بائع کے لئے ثمن کی ضمانت کی یہ کفالت صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳۲.....ایک شخص نے کہا فلاں شخص پر میرے اتنے روپے ہیں اگر تم وصول کرلاؤ تو دس روپے تم کو دوں گا اس وصول کرنے والے کو اجرت مثل ملے گی۔ جو دس روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳۳.....دو شخصوں پر دین ہے مثلاً دونوں نے کوئی چیز سو روپے میں خریدی تھی اور ان میں ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے اس کے کہنے پر کفالت کی یہ کفالت صحیح ہے اور اس صورت میں چونکہ ہر ایک نصف دین میں اصیل ہے اور نصف میں کفیل ہے لہٰذا جو کچھ ادا کرے گا جب تک نصف سے زیادہ نہ ہو وہ اصالتاً قرار پائے گا یعنی وہ روپیہ ادا کیا جو اس پر اصالتاً تھا شریک سے وصول نہیں کر سکتا اور جب نصف سے زیادہ ادا کیا تو جو کچھ زیادہ دیا ہے کفالت میں شمار ہوگا شریک سے وصول کر سکتا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۳۴..... صورت مذکورہ میں صرف ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی ہے اور کفیل نے جو کچھ ادا کیا اور کہتا ہے کہ میں نے جو کچھ ادا کیا ہے بطور کفالت ہے اس کی بات قبول ہے یعنی دوسرے مدیون سے وہ پس لے سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳۵..... دو شخصوں پر دین ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی مگر دونوں پر دو قسم کے دین ہیں ایک پر میعادی دین ہے اور دوسرے پر فوراً واجب الادا ہے اور جس پر میعادی دین ہے اس نے قبل میعاد ایک قسم ادا کی اور یہ کہتا ہے میں نے دوسرے کی طرف سے یعنی کفالت کے روپے ادا کئے ہیں اس کی بات قابل تسلیم ہے۔ جو کچھ اس کو دیا ہے دوسرے سے وصول کر سکتا ہے اور جس کے ذمہ فوراً واجب الادا ہے اس نے دیا اور کہتا یہ ہے کہ کفالت کے روپے ادا کیے ہیں تو جب تک میعاد پوری نہ ہو جائے دوسرے سے وصول نہیں کر سکتا اور اگر ایک پر قرض ہے دوسرے کے ذمہ مبیع کا ثمن ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی کفالت کی تو جو ادا کرے یہ نیت کر سکتا ہے کہ اپنے ساتھی کی طرف سے ادا کرتا ہوں یعنی اس سے وصول کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳۶..... ایک شخص پر دین ہے دو شخصوں نے اس کی کفالت کی یعنی ہر ایک نے پورے دین کی مطالبت کی پھر ہر ایک کفیل نے دوسرے کفیل کی طرف سے بھی کفالت کی اس صورت مفروضہ میں ایک کفیل جو کچھ ادا کرے گا اس کا نصف دوسرے سے وصول کر سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کل روپیہ اصیل سے وصول کرے اور اگر طالب نے ایک کو بری کر دیا تو دوسرا بری نہ ہوگا کیونکہ یہاں ہر ایک کفیل ہے اور اصیل بھی ہے اور کفیل کے بری کرنے سے اصیل بری نہیں ہوتا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۳۷..... دو شخصوں نے مابین شرکت معاوضہ تھی اور دونوں مفلس ہو گئے قرض خواہ کو اختیار ہے کہ ان میں جس سے چاہے پورا دین وصول کر سکتا ہے کیونکہ شرکت معاوضہ میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوتا ہے اور ایک نے جو دین ادا کیا ہے اگر وہ نصف تک ہے تو دوسرے سے وصول نہیں کر سکتا اور نصف سے زیادہ دے چکا تو یہ قم اپنے ساتھی سے وصول کر سکتا ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۳۸..... اپنے دو غلاموں سے مقاطعہ کتابت کیا ان میں ہر ایک نے دوسرے کی کفالت کی تو جو کچھ بدل کتابت ایک ادا کرے گا اس کا نصف دوسرے سے وصول کر سکتا ہے۔ اگر مولیٰ نے ان میں سے بعد عقد کتابت ایک کو آزاد کر دیا یا آزاد ہو گیا اور اس کے مقابلہ میں جو کچھ بدل کتابت تھا ساقط ہو گیا اور دوسرے کا بدل کتابت باقی ہے اور با اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے کیونکہ ایک اصیل ہے دوسرا کفیل ہے اگر کفیل سے لیا تو یہ اصیل سے وصول کر سکتا ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۳۹..... کسی نے غلام کی طرف سے مال کی کفالت کی اس کفالت کا اثر مولیٰ کے حق میں بالکل نہ ہوگا یعنی کفیل مولیٰ سے روپیہ وصول نہیں کر سکتا اس کفالت کا اثر یہ ہوگا کہ غلام جب آزاد ہو جائے اس سے وصول کیا جائے اور کفیل کو یہ روپیہ ہی اداء اور کرنا ہوگا۔ اگرچہ اس کی شرط نہ ہو ہاں اگر کفالت کے وقت ہی میعاد کی شرط ہو تو جب تک میعاد پوری نہ ہو دین ادا کرنا واجب نہیں۔ (جامع الفتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۴۰..... ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے کسی نے اس کی کفالت کی اس کے بعد غلام مر گیا اور اگر مدعی نے گواہوں سے اپنی ملکیت ثابت کر دی کفیل کو اس کی قیمت دینی پڑے گی اور اگر غلام پر مال کا دعویٰ ہوا اور کفالت بالنفس کرنا پھر وہ مر جاتا تو کفیل بری ہو جاتا۔ (جوہرہ)

حوالہ کا بیان

حوالہ جائز ہے مدیون کبھی دین ادا کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور دائن کا تقاضا ہوتا ہے اس صورت میں دین کو دوسرے پر حوالہ کر دیتا ہے۔ اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ مدیون کا دوسرے پر دین ہے مدیون اپنے دین کو اس دوسرے پر حوالہ کر دیتا ہے کیونکہ دائن کو اس پر اطمینان ہوتا ہے وہ خیال

کرتا ہے کہ اس سے بآسانی مجھے وصول ہو جائے گا بخلاف اس کی متعدد صورتیں ہیں اس کی حاجت بھی پیش آتی ہے اسی لئے حدیث میں رشاد فرمایا کہ تو مگر کا دین ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب الدار پر حوالہ کر دیا جائے تو وائن قبول کر لے اس حدیث کو بخاری و مسلم و ابوداؤد و طبرانی و ہم اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱..... دین کو اپنے ذمہ سے دوسرے کی ذمہ کی طرف منتقل کر دینے کو حوالہ کہتے ہیں۔ مدیون کو محیل کہتے ہیں اور دائن کو محتال اور محتال لہ محال اور محال لہ اور جو قبول کہتے ہیں اور جس پر حوالہ کیا گیا اس کو محتال علیہ اور محال علیہ کہتے ہیں اور مال کو محال بہ کہتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... حوالہ کے رکن ایجاب و قبول ہیں مثلاً مدیون یہ کہے میرے ذمہ جو دین ہے فلاں شخص پر میں نے اس کا حوالہ کیا محتال لہ اور محتال علیہ نے کہا ہم نے قبول کیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... حوالہ کے لئے چند شرائط ہیں۔

(1) محیل کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنون یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ کیا یہ صحیح نہیں اور نابالغ عاقل نے جو حوالہ کیا یا اجازت ولی پر موقوف ہے اس نے اجازت دیدی تو نافذ ہو جائے گا ورنہ نافذ نہ ہوگا۔ محیل کا آزاد ہونا شرط نہیں اگر غلام ماذون ہے تو محتال علیہ دین ادا کرنے کے بعد اس سے وصول کر سکتا ہے اور مجور ہے تو جب تک آزاد نہ ہو اس سے وصول نہیں کیا جا سکتا۔ محیل اگر مرض الموت میں مبتلا ہے جب بھی حوالہ درست ہے یعنی صحت شرط نہیں۔ محیل کا راضی ہونا بھی شرط نہیں یعنی اگر مدیون نے خود حوالہ نہ کیا بلکہ محتال علیہ نے دائن سے یہ کہدیا کہ فلاں شخص پر جو تمہارا دین ہے اس کو میں اپنے اوپر حوالہ کرتا ہوں تم اس کو قبول کرو اس نے منظور کر لیا حوالہ صحیح ہو گیا اس کو دین ادا کرنا ہوگا مگر مدیون سے اس صورت میں وصول نہیں کر سکتا کہ یہ حوالہ اس کے حکم سے نہیں ہوا۔ (عالمگیری)

(2) محتال کا عاقل و بالغ ہونا۔ مجنون یا ناسمجھ بچے نے حوالہ قبول کر لیا صحیح نہیں ہوا اور نابالغ سمجھ والے نے کیا تو اجازت ولی پر موقوف ہے جب کہ محتال علیہ بہ نسبت محیل کے زیادہ مال دار ہو

(3) محتال کا راضی ہونا۔ اگر محتال یعنی دائن کو حوالہ قبول کرنے پر مجبور کیا گیا حوالہ نہ ہوا۔

(4) محتال کا اسی مجلس میں قبول کرنا یعنی اگر مدیون نے حوالہ کر دیا اور دائن وہاں موجود نہیں جب اس کو خبر پہنچی اس نے منظور کر لیا یہ حوالہ صحیح نہ ہوا ہاں اگر مجلس حوالہ میں کسی نے اس کی طرف سے قبول کر لیا جب خبر پہنچی اس نے منظور کر لیا یہ حوالہ صحیح ہو گیا

(5) محتال علیہ کا عاقل و بالغ ہونا۔ سمجھ والا بچہ نے حوالہ قبول کر لیا جب بھی صحیح نہیں اگر چہ اسے تجارت کی اجازت ہو اگر چہ اس کے ولی نے بھی منظور کر لیا ہو

(6) محتال علیہ کا قبول کرنا۔ یہ ضروری نہیں کہ اسی مجلس حوالہ ہی میں اس نے قبول کیا ہو بلکہ اگر وہاں موجود نہیں ہے مگر جب خبر ملی اس نے منظور کر لیا صحیح ہو گیا یہ ضروری نہیں کہ محیل اس کے ذمہ دین ہو یا نہ ہو جب قبول کر لے صحیح ہو جائے گا۔

(7) جس چیز کا حوالہ کیا گیا ہو وہ دین لازم ہو جس کا حوالہ یا دین غیر لازم مثلاً بدل کتابت کا حوالہ صحیح نہیں۔ خلاصہ یہ کہ جس دین کی کفالت نہیں ہو سکتی اس کا حوالہ بھی نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ نمبر ۴..... محتال علیہ نے دوسرے پر حوالہ کر دیا اور تمام شرائط پائے جاتے ہوں یہ حوالہ بھی صحیح ہے (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... دین مجہول کا حوالہ صحیح نہیں مثلاً یہ کہدیا کہ جو کچھ تمہارا فلاں کے ذمہ مطالبہ بابت ہو اس کو میں نے اپنے اوپر حوالہ کیا یہ صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... مال غنیمت دار الاسلام میں لا کر جمع کر دیا گیا مگر ابھی اس کی تقسیم نہیں ہوئی غازی نے دین لے کر اپنا کام چلایا اور

دائن کو ادا دلا کر یا حوالہ کر دیا کہ غنیمت ہے جو میرا حصہ ملے اتنا اس شخص کو دیا جائے یہ بھی صحیح ہے۔ یونہی جو شخص جائیداد وقف کی آمدنی کا حق دار ہے اس نے قرض لیا اور متولی پر دائن کو حوالہ کر دیا کہ میرے حصہ کی آمدنی سے اس کا دین ادا کیا جائے یہ حوالہ بھی صحیح ہے۔ (درمختار)

یونہی ملازم پر دین ہے جس کے یہاں نوکر ہے اس پر حوالہ کر دیا کہ میری تنخواہ سے اس کا دین ادا کر دیا جائے صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر ۷..... جب حوالہ صحیح ہو گیا محیل یعنی مدیون دین سے بری ہو گیا جب تک دین کے ہلاک ہونے کی صورت پیدا نہ ہو محیل کو دین سے کوئی تعلق نہ رہا۔ دائن کو یہ حق نہ رہا کہ اس سے مطالبہ کرے اگر محیل مر جائے تو اس کے ترکہ سے دین وصول نہیں کر سکتا البتہ وہ اسے کفیل لے سکتا ہے کہ دین ہلاک ہونے کی صورت میں ترکہ سے دین وصول ہو سکے۔ دائن محیل کو معاف کرنا چاہے معاف نہیں کر سکتا نہ دین اسے بری کر سکتا ہے کہ اس کے ذمہ دین ہی نہ رہا۔ مشتری نے مبیع کو شمن کا حوالہ کسی دوسرے پر کر دیا مبیع کو روک نہیں سکتا۔ راہن نے مرتہن کو دوسرے پر حوالہ کر دیا مرتہن راہن کو رہنے کا حق دار نہ رہا یعنی راہن واپس کرا سکتا ہے۔ عورت نے مہر مقبل کا مطالبہ کیا تھا شوہر نے حوالہ کر دیا عورت اپنے نفس کو نہیں روک سکتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... اگر دین ہلاک ہونے کی صورت پیدا ہو گئی تو محتال محیل سے مطالبہ کرے گا اور اس سے دین وصول کرے گا۔ دین ہلاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

(1) محتال علیہ نے حوالہ ہی سے انکار کر دیا اور گواہ نہ محیل کے پاس ہیں نہ محتال کے پاس محتال علیہ پر حلف دیا گیا اس نے قسم کھائی کہ میں نے حوالہ نہیں قبول کیا ہے۔

(2) محتال علیہ مفلسی کی حالت میں مر گیا نہ اس کے پاس عین ہے نہ دین جس سے مطالبہ ادا ہو سکے نہ اس نے کوئی کفیل چھوڑا ہے کہ کفیل سے ہی رقم وصول کی جائے۔ (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۹..... محتال علیہ کے مرنے کے بعد محیل و محتال میں اختلاف ہوا محتال کہتا ہے اس نے کچھ نہیں چھوڑا ہے محیل کہتا ہے کہ چھوڑا ہے محتال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یعنی یہ قسم کھائے گا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ رقم کچھ چھوڑ کر مرا ہے محیل سے یہ مطالبہ کیا کہ تمہارے حکم سے میں نے تم پر جو دین قرار دیا فلاں کو حوالہ کر دیا فلاں سے لے کیا تھا کہ میرے ذمہ قرار دیا تھا میرے ذمہ مطالبہ نہ رہا اس صورت میں محتال کا قول معتبر ہے کہ یہ کہے گا کہ میں نے تم پر حوالہ کر دیا اور حوالہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ محیل کا محتال علیہ کے ذمہ باقی ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... محیل نے محتال سے یہ کہا کہ میں نے تمہیں فلاں پر حوالہ اس لئے کیا تھا کہ اس چیز پر میرے لئے قبضہ کرو یعنی یہ حوالہ یعنی وکالت ہے۔ محتال جواب میں یہ کہتا ہے کہ یہ بات نہیں بلکہ تمہارے ذمہ میرا دین تھا اس لئے تم نے حوالہ کیا تھا اس صورت میں محیل کا قول معتبر ہے کہ وہی حلف لے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... حوالہ کی دو قسمیں ہیں مطلقہ، مقیدہ۔ مطلقہ کا مطلب یہ ہے کہ اس میں یہ قید نہ ہو کہ امانت یا دین جو تم پر ہے اس سے اس دین کو ادا کرنا مقیدہ میں اسی قسم کی قید ہوتی ہے۔ حوالہ اگر مطلقہ ہو اور قرض کر محیل کا دین یا امانت محتال علیہ کے پاس ہے تو محتال کا حق اس مخصوص مال کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ محتال علیہ کے ذمہ کے ساتھ متعلق ہو گا۔ یعنی محیل اپنا دین یا ودیعت محتال علیہ سے لے تو حوالہ باطل نہ ہو گا۔ (عالمگیری)

ا۔ یہاں سے نمبر 10 خیاء القرآن کے طبع شدہ نسخے میں نہ ملنے کے (ادارہ)

مسئلہ نمبر ۱۳..... محیل پر دین غیر میعادی ہے یعنی فوراً واجب الادا ہے اس کا حوالہ کر دیا تو محتال علیہ پر فوراً ادا کرنا واجب ہے اور محیل پر دین میعادی ہے مثلاً ایک سال کی میعاد ہے اس کا حوالہ کیا اور محتال علیہ کے لئے بھی ایک سال کی میعاد مقرر کر دی گئی تو محتال علیہ کے لئے بھی میعاد ہو گئی اور اس صورت میں اگر حوالہ کے مقدر میعاد کا ذکر نہ ہوا جب بھی حوالہ میعادی ہے جس طرح میعادی دین کی کفالت کرنے سے کفیل کے لئے بھی میعاد ہو جاتی ہے اگرچہ کفالت میں میعاد کا ذکر نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... محیل پر میعادی دین تھا اس کا حوالہ کر دیا اور محیل مر گیا تو محتال علیہ پر اب بھی میعادی ہے۔ محیل کے مرنے سے میعاد ساقط نہ ہوئی اور محتال علیہ مر گیا تو میعاد جاتی رہی اگرچہ محیل زندہ ہو۔ ہاں اگر محتال علیہ مفلس مرا کچھ ترکہ اس نے نہیں چھوڑا تو محیل کی طرف دین رجوع کرے گا اور وہ میعاد بھی ہوئی جو پہلے تھی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... محیل پر دین غیر میعادی تھا مثلاً قرض اس کا حوالہ کیا اور محتال علیہ نے کوئی میعاد حوالہ میں ذکر کی تو یہ میعادی ہو گیا اندرون میعاد مطالبہ نہیں ہو سکتا مگر محتال علیہ اگر مرا دارہو کر مرا ہو تو پھر محیل کی طرف دین رجوع کرے گا اور غیر میعادی ہو گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... زید کے ہزار روپے عمرو پر واجب الادا ہیں اور عمرو کے بکر پر ہزار روپے واجب الادا ہیں عمرو نے زید کو بکر پر حوالہ کر دیا کہ تمہارے ذمہ جو میرے روپے واجب الادا ہیں وہ زید کو ادا کر دو یہ حوالہ صحیح ہے۔ پھر اگر زید نے بکر کو مثلاً ایک سال کی میعاد دے دی تو عمرو بکر سے اپنا روپیہ وصول نہیں کر سکتا اور اگر میعاد دینے کے بعد زید نے بکر کو حوالہ کی رقم سے بری کر دیا تو عمرو اپنا دین بکر سے وصول کر سکتا ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... زید کے عمرو پر ہزار روپے واجب الادا ہیں اور زید نے اپنے دائن کو عمرو پر حوالہ کر دیا کہ ایک سال میں عمرو اس کے روپے لے دے گویہ زید نے خود سال کے اندر دین ادا کر دیا تو عمرو سے اپنے روپے بھی وصول کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... بالغ کا کسی کے ذمہ دین تھا اس نے حوالہ کر دیا اور اس میں کوئی میعاد مقرر ہوئی اس بالغ کے باپ یا وصی نے حوالہ قبول کر لیا یا جائز ہے۔ یعنی جب کہ بالغ کو وہ دین میراث میں ملا ہو اور اگر باپ یا وصی نے اس بالغ کے لئے کوئی مقدر کیا ہو اس کا دین ہوتو اس میں میعاد مقرر کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... حوالہ کا رد ہونا جب تک محتال علیہ ادا نہ کرے محیل سے وصول نہیں کر سکتا۔ اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو قید کرا دیا تو یہ محیل کو قید کرا سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... محتال علیہ نے محتال لہ کو ادا کر دیا یا محتال لہ نے محتال علیہ کو ہبہ کر دیا یا صدقہ کر دیا یا محتال لہ مر گیا اور محتال علیہ اس کا وارث ہے تو محیل سے وصول کر سکتا ہے اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو دین سے بری کر دیا بری ہو گیا اور محیل سے وصول نہیں کر سکتا اور اگر محتال لہ نے یہ کہہ دیا کہ میں نے دین تمہارے لئے چھوڑ دیا تو محیل سے وصول کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مدیون نے ایسے شخص پر حوالہ کیا جس پر مدیون کا دین نہیں ہے اور اگر کسی اجنبی شخص نے محتال علیہ کی طرف سے دین ادا کر دیا تو محتال علیہ محیل سے وصول کر سکتا ہے اور اگر محیل کا محتال علیہ پر دین تھا اور حوالہ کر دیا اور اجنبی نے محیل کی طرف سے دین ادا کر دیا تو محیل محتال علیہ سے اپنا دین وصول کر سکتا ہے اور اگر محیل یہ کہتا ہے کہ اس نے میری طرف سے دین ادا کیا ہے اور محتال علیہ کہتا ہے میری طرف سے ادا کیا ہے اور فضولی نے ادا کے وقت کچھ ظاہر نہیں کیا تھا تو اس فضولی سے دریافت کیا جائے کہ کس کی طرف سے ادا کیا تھا جو وہ کہے اس کا اعتبار کیا جائے۔ اور اگر وہ فضولی مر گیا یا اس کا پتا نہیں ہے کہ اس سے دریافت ہو سکے تو محتال علیہ کی طرف سے دین ادا کرنا قرار دیا جائے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲۲..... محتال علیہ نے ادا کر دیا تو جس مال کا حوالہ ہوا وہ محیل سے وصول کرے گا وہ نہیں جو اس نے ادا کیا مثلاً روپیہ کا حوالہ ہوا اور اس نے اشرفیاں ادا کیں یا اس کا عکس ہوا یا روپے کی جگہ کوئی۔ سامان محتال لہ کو دیا تو وہ چیز دینی ہو گئی جس کا حوالہ ہوا اور محتال علیہ محتال لہ سے

مصالحت ہوگئی اگر اسی جنس کی چیز پر مصالحت ہوئی جو واجب تھی یعنی جتنی دینی لازم تھی اس سے کم پر مصالحت ہوئی مثلاً سو روپے کی جگہ اسّی (80) پر صلح ہوئی یعنی بیس معاف کر دیئے تو چھتّہ دینے محیل سے اتنے ہی وصول کر سکتا ہے اور اگر خلافِ جنس پر مصالحت ہوئی مثلاً سو روپے کی جگہ دو اشرفیوں پر صلح ہوئی تو محتال علیہ محیل سے سو روپے وصول کر سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۳..... حوالہ مقیدہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ محیل کا دین محتال علیہ کے ذمہ ہے اس دین کے ساتھ حوالہ کو مخصوص کیا دوسری یہ کہ محتال علیہ کے پاس محیل کی عین شے ہے اس سے مقید کیا مثلاً محیل نے اس کے پاس روپے وغیرہ کوئی چیز امانت رکھی ہے یا اس نے محیل کی کوئی چیز غصب کر لی ہے اس نے حوالہ میں یہ ذکر کر دیا کہ امانت یا غصب کے روپے سے محتال علیہ دین ادا کرے۔ حوالہ مقیدہ کا یہ حکم ہے کہ محیل اپنا دین یا امانت یا مغصوب شے حوالہ کے بعد محتال علیہ سے نہیں لے سکتا اور اگر اس نے محیل کو دے دیا تو ضامن ہے اس کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا اور اس صورت میں کہ محیل نے اپنا مال اس سے وصول کر لیا اور محتال لہ نے بھی بنائے حوالہ اس سے وصول کیا محتال علیہ محیل سے یہ قسم لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... حوالہ مقیدہ یا امانت ہے اور روپا امانت اس کے پاس سے ضائع ہوگئی حوالہ بھی باطل ہوگیا محتال علیہ بری ہوگیا اور دین محیل کے ذمہ لوٹ آیا اور اگر مغصوب تھی قید تھی۔ یعنی محتال علیہ نے محیل کی چیز غصب کی ہے اس سے دین وصول کرنے کو حوالہ کیا اور حوالہ میں مغصوب شے ناسب کے پاس سے ہلاک ہوگئی حوالہ بدستور باقی ہے اب بھی محتال علیہ کو دین ادا کرنا لازم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... حوالہ مقیدہ بدین یا مقیدہ بعین تھا اور محیل مرگیا اور اس پر اس دین کے علاوہ اور دین بھی ہیں مگر سوا اس دین کے جو محتال علیہ کے ذمہ ہے یا اس عین کے جو محتال علیہ کے پاس کوئی چیز نہیں چھوڑی تو وہ دین یا عین تنہا محتال لہ کے لئے مخصوص نہ ہوگا بلکہ دیگر قرض خواہ بھی اس میں حق دار ہیں سب پر بقدر حصہ رسد تقسیم ہوگا۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... حوالہ مقیدہ بدیونت تھا محیل بیمار ہوگیا اور محتال علیہ نے وہ دیونت محتال لہ کو دے دی اس کے بعد محیل کا انتقال ہوگیا اور اس کے ذمہ دیگر دین بھی ہیں امین سے دوسرے قرض خواہ وہاں نہیں لے سکتے مگر وہ دیونت تنہا محتال لہ کو نہیں ملے گی بلکہ دوسرے قرض خواہ بھی اس میں شریک ہوں گے اور اگر محتال علیہ کے پاس وہ دیونت نہیں بلکہ محیل کا اس کے ذمہ دین ہے اور حوالہ اس دین کے ساتھ مقید کیا تھا اور محتال علیہ کے ادا کرنے سے پہلے محیل بیمار ہوگیا اب محتال علیہ نے محتال لہ کو ادا کر دیا اور محیل مرگیا اور اس کے ذمہ دیگر دین بھی ہیں اور اس دین کے علاوہ جو محتال علیہ کے ذمہ تھا محیل نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تو محتال لہ جو وصول کر چکا وہ تباہی کا ہے دیگر غرما اس میں شریک نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... حوالہ مقیدہ بامانت تھا اور محتال علیہ نے امانت سے دین نہیں ادا کیا بلکہ اپنے روپے دین میں دیئے اور امانت کے روپے اپنے پاس رکھ لئے تو یہ دین ادا کرنا شمار نہیں قرار پائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... حوالہ مقیدہ بثمن تھا محیل نے محتال علیہ کے ہاتھ کوئی چیز بیچ کی تھی جس کا ثمن باقی تھا اس مشتری پر اپنے دین کا حوالہ کر دیا کہ محتال لہ ثمن وصول کرے مگر مشتری نے خیارِ رویت خیارِ شرط کی وجہ سے بیع فسخ کر دی یا خیارِ عیب کی وجہ سے قبل قبضہ فسخ کی بعد قبضہ قاضی سے فسخ ہوئی بہرحال قبضہ بلاک ہوگیا ان سب صورتوں میں مشتری کے ذمہ ثمن باقی نہ رہا جب بھی حوالہ بدستور باقی ہے اور اگر مبیع میں کوئی دوسرا حق دار نکلا یا ظاہر ہوا کہ مبیع غلام نہیں ہے بلکہ حر ہے یا دین کے ساتھ حوالہ کو مقید کیا تھا اور اس کا کوئی مستحق ظاہر ہوا تو ان صورتوں میں حوالہ باطل ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور بائع کو ثمن وصول کرنے کے لئے کسی شخص پر حوالہ کر دیا پھر مشتری نے مبیع میں کوئی عیب پایا اور قاضی کے حکم سے بائع کو واپس کر دی تو مشتری بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جب کہ بائع یہ کہتا ہے کہ میں نے ثمن وصول نہیں کیا

ہے۔ ہاں بائع اس محتال علیہ پر حوالہ کردے گا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۰.....ایک شخص پر دین ہے دوسرا اس کا کفیل ہے کفیل نے طالب کو ایک تیسرے شخص پر حوالہ کردیا اس نے قبول کرلیا اصیل وکفیل دونوں بری ہوگئے اور محتال علیہ مفلس مرا تو اصیل وکفیل دونوں کی طرف معاملہ ہوگا۔ (غنیہ ومالکیری)

مسئلہ نمبر ۳۱.....ایک شخص پر حوالہ کیا کہ وہ اپنے مکان کے ثمن سے دین ادا کرے گا محتال علیہ اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ فروخت کر دین ادا کرے البتہ جب مکان بیچ کرے گا تو دین ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ (مالکیری)

مسئلہ نمبر ۳۲.....ایک شخص کے ہاتھ کوئی چیز بیچ کی اور یہ شرط کردی کہ بائع اپنے قرض خواہ کو مشتری پر حوالہ کردے گا کہ ثمن سے دین ادا کرے یہ بیع فاسد ہے اور حوالہ بھی باطل ہوا اگر یہ شرط کی ہے کہ مشتری ثمن کا کسی اور پر حوالہ کردے یہ بیع صحیح ہے اور حوالہ بھی صحیح۔ (درمختار وشامی)

مسئلہ نمبر ۳۳.....حوالہ فاسدہ میں اگر محتال علیہ نے دین ادا کردیا تو اسے اختیار ہے کہ محتال لہ سے واپس لے یا محیل سے وصول کرے مثلاً یہ حوالہ کو محیل کے کہنے پر کرکے ثمن سے دین ادا کرے گا اور محیل نے اس کی اجازت نہ دی ہو یہ حوالہ فاسدہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴.....ایک شخص نے دوسرے کی کفالت کی اور یہ شرط ہوگئی کہ اصیل بری ہے۔ یہ حقیقت میں حوالہ ہے اور حوالہ میں یہ شرط قرار پائی تھی کہ اصیل سے بھی مطالبہ کرے گا تو یہ کفالت ہے دائن نے مدیون پر کسی کو حوالہ کردیا اور محتال لہ کا دائن پر دین نہیں ہے یہ حقیقت میں وکالت ہے حوالہ نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے کو کسی پر حوالہ کردیا کہ اس سے اتنے من نلہ لے لینا اور محتال علیہ نے قبول کرلیا مگر حقیقت میں نہ محیل کا محتال علیہ پر کچھ ہے نہ محتال لہ کا محیل پر تو محتال علیہ پر کچھ دینا واجب نہیں۔ (مالکیری)

مسئلہ نمبر ۳۵.....آڑھت میں نلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز بیچنے والے لاکر بیع کردیتے ہیں اور خریدنے والے آڑھت والے سے خریدتے ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ خریدار سے ابھی دام وصول نہیں ہوئے اور بیچنے والے اپنے دفعن کو واپس جانا چاہتے ہیں آڑھت والے اپنے پاس سے دام دے دیتے ہیں کہ خریدار سے وصول ہوجائیں گے۔ یہاں اگرچہ بظاہر حوالہ نہیں مگر اس کو حوالہ ہی کے حکم میں سمجھنا چاہیے۔ یعنی بائع نے آڑھتی سے قرض لیا اور مشتری پر حوالہ کردیا کہ اس سے وصول کرلے لہٰذا اگر آڑھتی کو مشتری سے دین وصول نہ ہوا کہ وہ مفلس مرا تو آڑھتی بائع سے اس روپیہ کو وصول کرسکتا ہے۔ (مالکیری)

مسئلہ نمبر ۳۶.....مدیون نے دائن کو کسی پر حوالہ کردیا اس شرط پر کہ محتال لہ کو خیار حاصل ہے یہ حوالہ جائز ہے اور محتال لہ کو اختیار ہے کہ حوالہ کو نافذ کرے۔ محتال علیہ سے وصول کرے۔ یا خود محیل سے وصول کرے۔ یونہی اگر یوں حوالہ کیا کہ محتال جب چاہے محیل پر رجوع کرے یہ حوالہ بھی جائز ہے اور اسے اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے۔ (مالکیری)

مسئلہ نمبر ۳۷.....عقد حوالہ میں معیاد نہیں ہوسکتی ہاں جس دین کا حوالہ ہوا اس کے لئے معیاد ہوسکتی ہے یعنی اشتمال دین تو ابھی ہوگیا مگر مطالبہ معیاد پر ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸.....ہنڈی بھی حوالہ ہی کی ایک قسم ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ تاجر کو روپیہ بطور قرض دیتے ہیں کہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کردے گا اور اس کے کسی دوست یا عزیز کو دوسرے شہر میں دے دے گا۔ مثلاً اس تاجر کی دوسرے شہر میں دکان ہے وہاں لکھ دے گا کہ اس کو یا اس کے عزیز کو وہاں قرض کا روپیہ وصول ہوجائے گا۔ قرض کے طور پر دینے سے مقصود یہ ہے کہ اگر امانت کہہ کر دیتا ہے تو وہی روپیہ بعینہٖ اس کو پہنچایا جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ راستہ میں ضائع ہوجائے اور دینے والے کا نقصان ہو کیونکہ امانت میں تاوان نہیں لیا جاسکتا اس نفع کی خاطر قرض دیتا ہے لہٰذا یہ سمسرہ وتجارتی ہے کہ قرض سے ایک نفع حاصل کرنا ہے اور اگر قرض میں دوسری جگہ دینے کی شرط نہ ہو مثلاً اس کا قرض اس کے ذمہ تقاضا سے کہا کہ فلاں جگہ کے لئے حوالہ لکھ دو اس نے لکھ دیا یہ بھی جائز نہیں۔ ہنڈی کی یہ صورت بھی ہے کہ دکاندار دوسرے شہر میں مال لینے جاتا ہے اگر ساتھ

روپیہ لے جانا ہے تو ضائع ہونے کا اندیشہ ہے یا اس وقت روپیہ موجود نہیں ہے وہاں مال فریق کو ہنڈی لکھ دیتا ہے جب یہاں ہنڈی پہنچتی ہے روپیہ ادا کر دیا جاتا ہے یہ کثریہ ہنڈی معیادی ہوتی ہے اور کبھی غیر معیادی بھی ہوتی ہے مگر اس میں سود کی ایک رقم شامل ہوتی ہے اس کے حرام میں کیا شبہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۹.....محیل محتال لہ کا وکیل بن کر حوالہ کار روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے یہ صحیح نہیں اگر محتال علیہ دینے سے انکار کرے تو دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ (ردالمحتار)

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

قضا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ (پ۶ ماکدہ ۴۴)
بیشک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے مطابق پیغمبر حکم دیتے تھے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

پھر فرمایا:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (پ۶ ماکدہ ۴۴)
اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ کافر ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

پھر فرمایا:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (پ۶ ماکدہ ۴۵)
اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

پھر فرمایا:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (پ۶ ماکدہ ۴۷)
اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

پھر فرمایا:

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ۝ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝ (پ۶ ماکدہ ۴۹ تا ۵۰)
اور یہ کہ اے مسلمان اللہ کے اتارے پر حکم کر اور ان کی خواہشوں پر نہ چل اور ان سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے فتنہ میں ڈال دیں کسی حکم میں جو تیری طرف اترا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو جان لو کہ اللہ ان کے بعض گناہوں کی سزا انہیں کو پہنچانا چاہتا ہے اور بیشک بہت آدمی بے حکم ہیں تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ سے بہتر کس کا حکم یقین والوں کے لئے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

پھر فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (پ۵ نساء ۶۵)
اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو وہ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

پھر فرمایا:

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ (پ۵ نساء ۱۰۵)
اے محبوب بیشک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلے کرو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱.....امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ چند دن بعد تم سے جو کچھ کہا جائے اسے اپنے ذہن میں رکھنا ساتویں دن یاد رشاد فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ (1) باطن و ظاہر میں اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا اور (2) جب تم سے کوئی کام ہو جائے تو نیکی کرنا اور (3) کسی سے کوئی چیز طلب نہ کرنا اگر چہ تمہارا کوڑا گر جائے یعنی تم سواری پر ہو اور کوڑا گر جائے تو یہ بھی کسی سے نہ کہنا کہ اٹھا دے (4) کسی کی امانت اپنے پاس نہ رکھنا اور (5) دو شخصوں کے مابین فیصلہ نہ کرنا۔

حدیث ۲.....امام احمد وابن ماجہ و بیہقی و ہیثم اللہ شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کے مابین حکم کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ فرشتہ اس کی کدی پکڑے ہوگا اور فرشتہ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائے گا (اس انتظار میں کہ اس کے لئے کیا حکم ہوتا ہے) اگر یہ حکم ہوگا کہ ڈال دے تو ایسے گڑھے میں ڈالے گا کہ چالیس برس تک گرتا ہی رہے یعنی چالیس برس میں تہ تک پہنچے گا۔

حدیث ۳.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاضی عادل قیامت کے دن تمنا کرے گا کہ دو شخصوں کے درمیان ایک چھوہارے کے متعلق بھی فیصلہ نہ کیے ہوتا۔

حدیث ۴.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو (عہدہ قضا کو قبول کرو) انہوں نے عرض کی امیر المومنین آپ مجھے معاف رکھیں۔ فرمایا کہ اس کو ناپسند کیوں رکھتے ہو؟ تمہارے والد فیصلہ کیا کرتے تھے۔ عرض کی اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے ہیں جو قاضی ہو اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرے اس کے لئے لائق یہ ہے کہ برابر ہو پس ہو یعنی جس حالت میں قاضی بنایا گیا ہے اسی حالت میں رہے یہ بھی غنیمت ہے۔

حدیث ۵.....امام احمد وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں کے مابین قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔

حدیث ۶.....ابوداؤد وترمذی وابن ماجہ رحمہم اللہ انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قضا کا طالب ہو اور اس کی درخواست کرے وہ اپنے نفس کی طرف سپرد کر دیا جائیگا۔ اور جس کو مجبور کر کے قاضی بنایا جائے اللہ عزوجل اس کے پاس فرشتہ بھیجے گا جو ٹھیک چلائے گا۔

حدیث ۷.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قضا طلب کی اور اسے مل گئی پھر اس کا عدل اس کے جور پر غالب رہا یعنی عدل نے ظلم کرنے سے روکا اس کے لئے جنت ہے اور جس کا جور عدل پر غالب آیا اس کے لئے جہنم ہے۔

حدیث ۸.....صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں اور میری قوم کے دو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے ایک نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے حاکم کر دیجئے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا۔ ارشاد فرمایا ہم اس کو حاکم نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے اور نہ اس کو جو اس کی حرص کرے۔

حدیث ۹.....سنن ابوداؤد وترمذی میں عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل امور مسلمین میں کوئی کام کسی کو سپرد فرمائے (یعنی اسے حاکم بنائے) وہ لوگوں کے حوائج و ضرورت و اضطرار میں پردے کے اندر رہے یعنی اہل حاجت تک اس کی رسائی نہ ہو سکے اپنے پاس ارباب حاجت کو آنے نہ دے تو اللہ عزوجل اس کی حاجت کے وقت آسمان کے دروازے بند فرمائے گا اسی کی مثل ابوداؤد وابن ماجہ و بغوی طبرانی بیہقی وابن عساکر رحمہم اللہ ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ سے و احمد طبرانی رحمہما اللہ معاذ رضی اللہ عنہ سے راوی۔

حدیث ۱۰.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے راوی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عمال (حکام) کو بھیجتے ان پر یہ شرط

کرتے کرتی گھوڑے پر سوار نہ ہو اور باریک آٹا یعنی میدہ نہ کھائے اور باریک کپڑے نہ پہنے اور لوگوں کے حوائج کے وقت اپنے دروازے بند نہ کرے اگر تم نے ان میں سے کسی امر کو کیا تو سزا کے مستحق ہو گے۔

حدیث ۱۱..... ترمذی و ابوداؤد و بخاری نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنا چاہا فرمایا کہ جب تمہارے سامنے کوئی معاملہ پیش آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ عرض کی کتاب اللہ ﷻ سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا اگر کتاب اللہ ﷻ میں نہ پاؤ تو کیا کرو گے؟ عرض کی رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ فرمایا کہ اگر سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ پاؤ تو کیا کرو گے؟ عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اجتہاد کرنے میں کمی نہ کروں گا۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور یہ کہا کہ حمد ہے اللہ ﷻ کے لئے جس نے رسول اللہ ﷺ کے فرستادہ کو اس چیز کی توفیق دی جس سے رسول اللہ ﷺ راضی ہے۔

حدیث ۱۲..... ابوداؤد ترمذی و ابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی۔ کہتے ہیں جب مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجنا چاہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حضور مجھے بھیجتے ہیں اور میں نوعمر شخص ہوں اور مجھے فیصلہ کرنا آتا بھی نہیں یعنی میں نے کبھی اس کام کو نہیں کیا ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ ﷻ تمہارے قلب کو رہنمائی کرے گا اور تمہاری زبان کو حق پر ثابت رکھے گا جب تمہارے پاس دو شخص معاملہ پیش کریں تو صرف پہلے کی بات سن کر فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات سن نہ لو کہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ فیصلہ کی نوعیت تمہارے لئے ظاہر ہو جائے گی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی فیصلہ کرنے میں مجھے شک وتردد نہ ہوا۔

حدیث ۱۳..... صحیح بخاری شریف میں ہے حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ ﷻ نے حکام کے ذمہ یہ بات رکھی ہے کہ خواہش نفسانی کی پیروی نہ کریں اور لوگوں سے خوف نہ کریں اور اللہ ﷻ کی آیات کو تھوڑے دام کے بدلے میں نہ بیچیں اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝ (پ۲۳ ص۲۶)

اے داؤد بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا تو لوگوں میں سچا حکم کرو اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی بیشک وہ جو اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے۔

(ترجمہ کنزالایمان)

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پانچ باتیں قاضی میں جمع ہونی چاہئیں ان میں کی ایک نہ ہو تو اس میں عیب ہوگا۔

(1) سمجھ دار ہو

(2) بردبار ہو

(3) سخت ہو

(4) عالم ہو

(5) علم کی باتوں کو پوچھنے والا ہو۔

حدیث ۱۴..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فریقین مقدمہ کو واپس کر دو تاکہ وہ آپس میں صلح کر لیں کیونکہ معاملہ کا فیصلہ کر دینا لوگوں کے درمیان عداوت پیدا کرتا ہے۔

حدیث ۱۵..... ابن عساکر و بیہقی و ابن مردویہ روایت کرتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے مابین ایک معاملہ میں خصومت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے اور اپنے درمیان کسی کو حکم کر لو۔ دونوں صاحبوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا

اور دونوں ان کے پاس آئے حضرت عمر ؓ نے کہا ہم اس لئے تمہارے پاس آئے ہیں کہ تمہارے مابین فیصلہ کر دو۔ جب دونوں ان کے پاس فیصلہ کے لئے پہنچے تو حضرت زید ؓ صدر مجلس سے ہٹ گئے اور عرض کی امیر المومنین! یہاں تشریف لائیے حضرت عمر ؓ نے فرمایا تمہارا پہلا حکم ہے جو فیصلہ میں تم نے کیا۔ لیکن میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا۔ دونوں صاحب ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ ابی بن کعب ؓ نے دعویٰ کیا اور حضرت عمر ؓ نے ان کے دعوے سے انکار کیا۔ حضرت زید ؓ نے ابی بن کعب ؓ سے کہا کہ امیر المومنین کو حلف سے معافی دے دو۔ حضرت عمر ؓ نے قسم کھائی اس کے بعد قسم کھا کر کہا کہ زید ؓ کو کبھی فیصلہ پر نہ کیا جائے جب تک ان کے نزدیک عمر ؓ اور وہ سرا مسلمان برابر نہ ہو یعنی جو شخص مدعی وہ عالیہ میں اس قسم کی تفریق کرے وہ فیصلہ کرنے کا اہل نہیں۔

حدیث ۱۶..... صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا حاکم نے فیصلہ کرنے میں کوشش کی اور ٹھیک فیصلہ کیا اس کے لئے دو ثواب اور اگر کوشش کر کے (غور و خوض کر کے) فیصلہ کیا اور غلطی ہوئی اس کو ایک ثواب۔

حدیث ۱۷..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوبکر ؓ سے مروی۔ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ حاکم غصہ کی حالت میں دو شخصوں کے مابین فیصلہ نہ کرے۔

حدیث ۱۸..... ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہما اللہ بریدہ ؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قاضی تین ہیں ایک جنت میں اور دو جہنم میں جو قاضی جنت میں جائے گا وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور حق کے ساتھ فیصلہ کیا اور جس نے حق کو پہچانا مگر فیصلہ حق کے خلاف کیا وہ جہنم میں ہے اور جس نے بغیر جانے بوجھے فیصلہ کر دیا وہ جہنم میں ہے اسی کی مثل ابن ہدی و حاکم رحمہما اللہ نے بھی بریدہ ؓ سے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر ؓ سے راوی۔

حدیث ۱۹..... ترمذی و ابن ماجہ رحمہما اللہ عبداللہ بن اوفی ؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قاضی کے ساتھ اللہ ﷻ ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب وہ ظلم کرتا ہے اللہ ﷻ اس سے جدا ہو جاتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

حدیث ۲۰..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس ؓ سے راوی کہ فرمایا حضور ﷺ نے قاضی جب اپنے اجلاس میں بیٹھتا ہے دو فرشتے اترتے ہیں جو اسے ٹھیک راستہ پر لے چلتا چاہتے ہیں اور توفیق دے دیتے ہیں اور رہنمائی کرتے ہیں جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب ظلم کرتا ہے تو چلے جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

حدیث ۲۱..... ابوحنیفی رحمۃ اللہ علیہ مذیفہ ؓ سے راوی کہ فرماتے ہیں حضور ﷺ حکام عادل و ظالم سب کو قیامت کے دن پل صراط پر روکا جائے گا پھر اللہ ﷻ فرمائے گا تم سے میرا مطالبہ ہے جس حاکم نے فیصلہ میں ظلم کیا ہوگا اور رشوت لی ہوگی صرف ایک فریق کی بات توجہ سے سنی ہوگی وہ جہنم کی اتنی گہرائی میں ڈالا جائے گا جس کی مسافت ۷۰ سال ہے اور جس نے حد (مقرر) سے زیادہ مارا ہے اس سے اللہ ﷻ فرمائے گا کو جتنا میں نے حکم دیا تھا اس سے زیادہ تو نے کیوں مارا؟ وہ کہے گا اے پروردگار میں نے تیرے لئے غضب کیا۔ اللہ ﷻ فرمائے گا تیرا غصہ میرے غضب سے بھی زیادہ ہو گیا۔ اور وہ شخص لایا جائے گا جس نے مزا میں کمی کی ہے اللہ ﷻ فرمائے گا اے میرے بندہ تو نے کمی کیوں کی؟ کہے گا میں نے اس پر رحم کیا فرمائے گا کیا تیری رحمت میری رحمت سے بھی زیادہ ہو گئی۔

حدیث ۲۲..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ بریدہ ؓ سے راوی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو ہم کسی کام پر مقرر کریں اور اس کو روزی دیں اب اس کے بعد جو کچھ لے گا خیانت ہے۔

حدیث ۲۳..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ ؓ سے روایت کی کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا جب میں چلا تو میرے پیچھے آدمی بھیج کر مجھ کو واپس بلایا اور فرمایا تمہیں معلوم ہے کیوں میں نے آدمی بھیج کر بلایا اس لئے کہ کوئی چیز میری اجازت کے

بغیر نہ لیا کرو وہ خیانت ہوگی اور جو خیانت کرے گا اس چیز کو قیامت کے دن لے کر آنا ہوگا اسی کہنے کے لئے بابا قلاب اپنے کام پر جاؤ۔

حدیث ۲۴..... مسلم وابوداؤد وترمذی بن عمیر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو تم میں جو کوئی ہمارے کسی کام پر مقرر ہو اور ایک سوئی یا اس سے کم کوئی چیز ہم سے چھپائے گا وہ خائن ہے قیامت کے دن اسے لے کر آئے گا۔ انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوگیا اور یہ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اپنا کام مجھ سے واپس لیجئے فرمایا کیا وجہ ہے؟ عرض کی میں نے حضور ﷺ کو یہ ایسا فرماتے سنا۔ فرمایا میں کہتا ہوں جس کو ہم عامل بنائیں وہ تھوڑا یا زیادہ جو کچھ ہمارے پاس لائے پھر جو کچھ ہم دیں اسے لے لے اور جس سے منع کیا جائے باز رہے۔

حدیث ۲۵..... ابوداؤد وابن ماجہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ان سے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد وبیہقی رحمہما اللہ ثوبان رضی اللہ عنہ سے راوی۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی۔ اور ایک روایت میں اس پر بھی لعنت فرمائی جو رشوت کا دلال ہے۔

حدیث ۲۶..... صحیح بخاری وغیرہ میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بنی اسد میں سے ایک شخص کو جس کو ابن اللتبیہ کہا جاتا ہے عامل بنا کر بھیجا جب وہ واپس آئے یہ کہا کہ یہ (مال) تمہارے لئے ہے اور یہ میرے لئے ہدیہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد الٰہی اور ثناء کے بعد یہ فرمایا کیا حال ہے اس عامل کا جس کو ہم بھیجتے ہیں اور وہ آ کر یہ کہتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کے لئے ہے اور یہ میرے لئے ہے۔ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہا یہاں کہ اسے ہدیہ کیا جاتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے ایسا شخص قیامت کے دن اس چیز کو اپنی گردن پر لادکر لائے گا۔ اگر اونٹ ہے تو چلائے گا اور گائے ہے تو ہانک لائے گا اور بکری ہے تو وہ "میں میں" کرے گی اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند فرمایا کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہونے لگی اور اس کلمہ کو تین بار فرمایا آگاہ رہو میں نے پہنچا دیا۔

حدیث ۲۷..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی کے لئے سفارش کرے اور وہ اس کے لئے کچھ ہدیہ دے اور یہ قبول کرے وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے پر آگیا۔

مسائل فقہیہ: لوگوں کے جھگڑوں اور تنازعت کے فیصلہ کرنے کو قضا کہتے ہیں (درمختار)

قضا فرض کفایہ ہے کیونکہ بغیر اس کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت ہو نہیں سکتی ہے بدامن عامہ قائم رہ سکتا ہے۔ جس کو قاضی بنایا جاتا ہے اگر وہی اس عہدہ کا سانی ہے دوسرے میں صلاحیت ہی نہ ہو کہ انصاف کرے اس صورت میں عہدہ قضا قبول کرنا حرام ہے اور اگر دوسرا بھی اس کامل ہے مگر یہ زیادہ صلاحیت رکھتا ہو تو اس کو قبول کرنا مستحب ہے اور اگر دوسرے بھی اسی کا بلیت کے ہیں تو اختیار ہے قبول کرے یا نہ کرے اور اگر یہ صلاحیت رکھتا ہے مگر دوسرا اس سے بہتر ہے تو اس کو قبول کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ شخص اگر خود جانتا ہے کہ یہ کام مجھ سے انجام نہ پا سکے گا تو قبول کرنا حرام ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱..... قاضی اسی کو بنا سکتے ہیں جس میں شرائط شہادت پائے جائیں وہ یہ ہیں۔ مسلمان عاقل بالغ آزاد ہو اور حد قذف نہ ہو گونگا نہ ہو بالکل بہرہ نہ ہو کہ کچھ نہ سنے۔ محدود فی القذف نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... کافر کو قاضی بنایا اس لئے کہ کافر کے معاملات کو فیصل کرے یہ ہو سکتا ہے مگر مسلمانوں کے معاملات فیصل کرنے کا اسے اختیار نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... قاضی مقرر کرنا بادشاہ اسلام کا کام ہے یا سلطان کے ماتحت جو ریاستیں طرائف گزار ہیں جن کو سلطان نے قضا کے عزل نصب کا اختیار دیا ہو یہ بھی قاضی مقرر کر سکتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....فاسق کو قاضی نہ بنانا چاہئے اور اگر قاضی مقرر کر دیا گیا تو اس کی قضا نافذ ہوگی۔ فاسق کو متقی بنانا یعنی اس سے فتویٰ پوچھنا درست نہیں کیونکہ فتویٰ امورِ دین سے ہے اور فاسق کا قول دیانات میں معتبر نہیں۔ قاضی نے اپنے دشمن کے خلاف فیصلہ کیا یہ فیصلہ جائز نہیں جب کہ دونوں میں دینی عداوت ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵.....جس وقت اس کو قاضی مقرر کیا گیا تھا اس وقت عادل (غیر فاسق) تھا اس کے بعد فاسق ہو گیا تو فسق کی وجہ سے معزول نہ ہوا اگر معزول کا مستحق ہو گیا بلکہ سلطان پر معزول کر دینا واجب ہے اور اگر سلطان نے اس کے تقرر کے وقت یہ شرط کر دی ہے کہ اگر فاسق ہو جائے گا تو معزول ہو جائے گا فسق کرنے سے خود ہی معزول ہو گیا معزول کرنے کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....جس طرح بادشاہ عادل کی طرف سے عہدہ قبول کرنا جائز ہے بادشاہ ظالم کی طرف سے بھی قبول کرنا اس وقت درست ہے جب کہ قاضی عدل و انصاف و حق کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہو اس کے فیصلوں میں ناجائز طور پر بادشاہ مداخلت نہ کرتا ہو اور احکام کو مطابق شرع نافذ کرنے سے منع نہ کرتا ہو اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ جانتا ہو کہ حق کے مطابق فیصلہ ممکن ہوگا یا اس کے فیصلوں میں بے جا مداخلت ہوگی یا بعض احکام کی تنفیذ سے منع کیا جائے گا تو اس عہدہ کو قبول نہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....بادشاہ کو چاہیے کہ رعایا میں جو اس عہدہ کے لئے زیادہ موزوں ہو اسے قاضی بنائے کیونکہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ جس نے کسی کو کام پر کر دیا اس کی رعایا میں اس سے بہتر موجود تھا اس نے اللہ ﷻ و رسول ﷺ و جماعت مسلمین کی خیانت کی۔ قاضی میں یہ اوصاف ہوں۔ معاملہ فہم ہو۔ فیصلہ نافذ کرنے پر قادر ہو۔ دیندار ہو۔ بارعب ہو۔ لوگوں کی باتوں پر صبر کرتا ہو۔ صاحبِ ورع ہو تاکہ طمع میں مبتلا نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....قاضی اس کو کیا جائے جو علمت و بارسائی اور عقل و صلاح و فہم و علم میں معتد علیہ ہو اس کے مزاج میں شدت ہو مگر زیادہ شدت نہ ہو اور نرمی ہو تو اتنی نہ ہو جو لوگوں سے دب جائے۔ دبدبہ ہو اس کا رعب لوگوں پر ہو لوگوں کی طرف سے جو اس پر مصائب آئیں ان پر صبر کرے۔

تنبیہ: عہدہ قضا کا قبول کر لینا اگر چہ جائز ہے مگر علماء ائمہ کی اس کے متعلق مختلف رائیں ہیں بعض نے اس میں حرج نہ سمجھا اور بعض نے بچنے ہی کو ترجیح دی اور حدیث سے بھی اسی رائے کو ترجیح ظاہر ہوتی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں حضور ﷺ کہ جو شخص قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔ خود ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ نے یہ عہدہ دینا چاہا مگر امام نے انکار کیا یہاں تک کہ نوبت درے آپ کو لگائے گئے پھر بھی آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا اور یہ فرمایا کہ اگر سمندر تیر کر پار کرنے کا مجھے حکم دیا جائے تو یہ کر سکتا ہوں مگر اس عہدہ کو قبول نہیں کر سکتا۔

عبداللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ عہدہ دیا گیا انہوں نے انکار کر دیا اور پاگل بن گئے جو کوئی ان کے پاس آتا مٹی پھینکتے اور کپڑے پھاڑتے۔ ان کے ایک شاگرد نے سوراخ میں جھانک کر کہا اگر آپ اس عہدہ قضا کو قبول فرما لیتے اور عدل کرتے تو بہتر ہوتا۔ جواب دیا اے شخص تیری عقل پہ ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قاضیوں کا حشر سلاطین کے ساتھ ہوگا علماء کا حشر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا انہوں نے اس سے انکار کیا جب قید کر دیئے گئے اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں مجبور انہوں نے قبول کیا۔

مسئلہ نمبر ۹.....حکومت کی نہ طلب ہونی چاہئے نہ اس کا سوال کرنا چاہئے۔ طلب کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کے یہاں اس کی درخواست پیش کرے۔ اور سوال کا مطلب یہ کہ لوگوں کے سامنے یہ تذکرہ کرے کہ اگر بادشاہ کی طرف سے مجھے قاضی بنایا جائے تو قبول کر لوں گا اور دل میں یہ خواہش ہو کہ یہ ذکر کسی طرح بادشاہ تک پہنچ جائے اور مجھے یاد کر کے حکومت عطا کرے لہٰذا اس کی خواہش نہ دل میں ہو نہ زبان سے اس کا اظہار ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... جو لوگ عہدہ قضا کی قابلیت رکھتے ہیں سب نے انکار کر دیا اور کسی قابل کو قاضی نہ بنایا گیا تو سب گنہگار ہو گئے اور اگر قابلیت والوں کو مجبور کر بادشاہ نے نا قابل کو قاضی بنایا تو بادشاہ گنہگار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... وہ شخص عہدہ قضا کے قابل ہیں تحریم میں ایک زیادہ نتیجہ ہے دوسرا زیادہ پرہیزگار ہے تو اس کو قاضی مقرر کیا جائے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... قاضی جس کا مقلد ہے اگر اس کا قول مسئلہ متنازع فیہا میں معلوم و محفوظ ہے تو اس کے موافق فیصلہ کرے ورنہ فقہا سے فتویٰ حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... قاضی کے تقرر کو کسی شرط پر معلق کرنا یا کسی وقت کی طرف مضاف کرنا جائز ہے یعنی جب وہ شہر بلائی جائے گی یا وہ وقت آجائے گا اس وقت وہ قاضی ہوگا اس سے پہلے نہیں ہوگا۔ مثلاً یہ کہا تم جب فلاں شہر میں پہنچ جاؤ تو وہاں کے قاضی ہو یا فلاں مہینہ کے شروع سے تم کو قاضی کیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک وقت معین تک کے لئے بھی کسی کو قاضی مقرر کیا جا سکتا ہے مثلاً ایک دن کے لئے قاضی بنایا تو ایک ہی دن قاضی رہے گا اگر اس کو کسی خاص جگہ کا قاضی بنایا ہے تو وہیں کا قاضی ہے دوسری جگہ کے لئے وہ قاضی نہیں۔ اور اس کا بھی پابند کیا جا سکتا ہے کہ فلاں قسم کے مقدمات کی سماعت نہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی خاص شخص کے معاملات کی نسبت استثناء کر دیا جائے یعنی فلاں کے مقدمہ کی سماعت نہ کرے اور بادشاہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جب تک میں سفر سے واپس نہ آؤں فلاں معاملہ کی سماعت نہ کی جائے۔ اس صورت میں اگر مقدمہ کی سماعت کی اور فیصلہ بھی دے دیا تو وہ نافذ نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... بادشاہ نے کسی شخص کی نسبت یہ کہہ دیا کہ میں نے تمہیں قاضی مقرر کیا اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کہاں کا قاضی اس کو بنایا تو جہاں تک سلطنت ہے وہ سب جگہ کا قاضی ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... ایک مقدمہ کی سماعت کر کے فیصلہ صادر کر دیا اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ علماء کے سامنے دوبارہ مقدمہ کی سماعت کی جائے قاضی پر اس کی پابندی لازم نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... کسی شہر کے تمام لوگوں نے متفق ہو کر ایک شخص کو قاضی مقرر کر دیا کہ وہ ان کے معاملات فیصل کیا کرے۔ ان کے قاضی بنانے سے وہ قاضی نہ ہوگا کہ قاضی بنانا بادشاہ اسلام کا کام ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... قاضی نے کسی کو اپنا نائب بنایا کہ وہ فلاں کی سماعت کرے اور گواہوں کے بیانات لے مگر معاملہ کو فیصل نہ کرے تو یہ نائب اتنا ہی کر سکتا ہے جتنا قاضی نے اسے اختیار دیا ہے یعنی فیصلہ نہیں کر سکتا اور جو کچھ اس نے تحقیقات کر کے قاضی کے روبرو پیش کر دیا قاضی گواہوں کے ان بیانات عادلہ کے اقرار پر فیصلہ نہیں کر سکتا کہ قاضی کے سامنے نہ گواہوں نے گواہی دی نہ عادلہ نے اقرار کیا ہے بلکہ اس صورت میں قاضی نئے سرے تو بیان لے گا اس کے بعد فیصلہ کرے گا۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۱۹..... بادشاہ نے قاضی کو معزول کر دیا اس کی خبر جب قاضی کو پہنچی اس وقت معزول ہوگا یعنی معزول کرنے کے بعد خبر پہنچنے سے قبل جو فیصلہ کرے گا صحیح و نافذ ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... بادشاہ مر گیا تو قاضی وغیرہ حکام جو اس کے زمانہ میں تھے سب بدستور اپنے اپنے عہدہ پر باقی رہیں گے یعنی بادشاہ کے مرنے سے معزول نہ ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... قاضی کی آنکھیں جاتی رہیں یا بالکل بہرہ ہو گیا یا عقل جاتی رہی یا مرتد ہو گیا تو خود بخود معزول ہو گیا اور اگر پھر یہ

اقدار رہا تو رہے یعنی مثلاً آنکھیں ٹھیک ہوگئیں تو بہ دستور سابق قاضی ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... قاضی نے بادشاہ کے سامنے کہہ دیا میں نے اپنے کو معزول کر دیا اور بادشاہ نے سن لیا معزول ہو گیا اور نہ سنا تو معزول نہ ہوا۔ یونہی بادشاہ کے پاس تحریر بھیج دی کہ میں نے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور تحریر پہنچ گئی معزول ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... قاضی کے لڑکے نے کسی پر دعویٰ کیا اور یہ مقدمہ قاضی کے پاس پیش ہوا۔ یا کسی دوسرے نے قاضی کے لڑکے پر دعویٰ قاضی کے یہاں کیا قاضی اس معاملہ میں غور کرے اگر لڑکے کے خلاف فیصلہ ہو جب تو خود ہی فیصلہ کر دے اور اگر لڑکے کے موافق فیصلہ ہوگا تو دونوں سے کہہ دے اس کا دعویٰ تم کسی دوسرے کے پاس لے جاؤ۔ بادشاہ جس نے قاضی بنایا ہے قاضی اس کے موافق فیصلہ کرے گا جب بھی مانع ہوگا۔ یونہی قاضی ماتحت نے قاضی بالا کے موافق فیصلہ کیا یہ بھی مانع ہوگا قاضی نے اپنی ساس کے موافق فیصلہ کیا اگر قاضی کی بی بی زندہ ہے تو فیصلہ ناجائز ہے اور بی بی مر چکی ہے تو جائز ہے ہو تیلی ماں کے موافق فیصلہ کیا اگر اس کا باپ زندہ ہے تو ناجائز ہے اور مر چکا ہے تو جائز ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۴..... دو شخصوں کے مابین مقدمہ ہے ایک نے قاضی کے لڑکے کو اپنا وکیل کیا قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کیا ناجائز ہے اور اس کے خلاف فیصلہ کیا تو جائز ہے۔ یونہی اگر قاضی کا بیٹا وصی ہو تو موافق فیصلہ کرنا جائز نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... قاضی کو قضا کے لئے ایسی جگہ بیٹھنا چاہیے جہاں لوگ آسانی سے پہنچ سکیں ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں مسافر وغریب الوطن نہ پہنچ سکیں۔ سب سے بہتر مسجد جامع ہے پھر وہ مسجد جہاں جماعت ہوتی ہو اگر چاس میں جمعہ نہ پڑھا جاتا ہو اور اگر مسجد جامع ومسلا شہر میں نہ ہو بلکہ شہر کے ایک کنارہ پر واقع ہے کہ اکثر لوگوں کو وہاں جانے میں دشواری ہوتی تو مسلا شہر میں کوئی دوسری مسجد تجویز کرے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے محلہ کی مسجد کو اختیار کرے۔ مسجد بازار پر ہونے سے وہ مشہور ہے مسجد محلہ سے بہتر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... قاضی قبلہ کو پیٹھ کر کے بیٹھے جس طرح خطیب ومدرس قبلہ کو پیٹھ کر کے بیٹھتے ہیں۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... اگر اپنے مکان میں اجلاس کرے درست ہے مگر ان عام ہونا چاہئے یعنی ارباب حاجت کے لئے روک ٹوک نہ ہو۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... یہ اس زمانہ کی باتیں ہیں جب کہ دار القضا نہ تھا مسجد یا اپنے مکان میں قاضی اجلاس کیا کرتے تھے اور اب دار القضا موجود ہے عام طور پر لوگوں کے علم میں یہ بات ہے کہ قاضی کا اجلاس دار القضا میں ہوتا ہے لہٰذا قاضی کے لئے یہ مناسب جگہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۹..... قاضی کہیں بھی اجلاس کرے دربار مقرر کر دے کہ مقدمہ والے دربار قاضی میں ہجوم وشور وغل نہ کریں اور ان کو بیہودہ باتوں سے روکے مگر دربان کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں سے کچھ لے کر اندر آنے کی اجازت دے دے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۰..... قاضی کے پاس جب مدعی ومدعا علیہ دونوں فریق مقدمہ حاضر ہوں تو دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرے نظر کرتے تو دونوں کی طرف کرے بات کرتے دونوں سے کرے ایسا نہ کرے کہ ایک کی طرف مخاطب ہو دوسرے سے بے توجہی رکھے اگر ایک سے بکشادہ پیشانی بات کرے تو دوسرے سے بھی کرے دونوں کو ایک قسم کی جگہ دے یہ نہ ہو کہ ایک کو کرسی دے اور دوسرے کو کھڑا رکھے یا فرش پر بٹھائے ان میں کسی سے سرگوشی نہ کرے نہ ایک کی طرف ہاتھ یا سر یا آنکھ سے اشارہ کرے نہ ہنس کر کسی سے بات کرے۔ اجلاس میں ہنسی مذاق نہ کرے نہ ان دونوں سے نہ کسی اور سے علاوہ بریں کے بھی اکثر مزاح سے پرہیز کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... دونوں فریق میں سے ایک کی طرف دل جھکتا ہے اور قاضی کا دل چاہتا ہے کہ یہ اپنے ثبوت ودلائل بھی طرح پیش کرتے تو یہ جرم نہیں کہ دل کا میلان اختیاری چیز نہیں ہاں جو چیز اختیاری ہو ان میں اگر یکساں معاملہ نہ کرے تو بے شک مجرم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... دونوں فریق میں سے ایک کی دعوت نہ کرے ایک کی دعوت کرتا ہے تو دوسرے کی بھی کرے۔ ایک سے اپنی زبان

میں بات نہ کرے جس کو دوسرا نہ جانتا ہو۔ اپنے۔ کان پر بھی تہائی میں کوئی بات نہ کرے بلکہ اپنے۔ کان پر آنے کی اسے اجازت بھی نہ دے بالجملہ ہر اس بات سے اجتناب کرے جس سے لوگوں کو بدگمانی کا موقع ہاتھ آئے۔

مسئلہ نمبر ۳۳..... قاضی کو ہدیہ قبول کرنا جائز ہے کہ یہ ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے جیسے کہ آج کل اکثر لوگ حکام کو ڈالی کے نام سے دیتے ہیں اور اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی معاملہ ہوگا تو ہمارے ساتھ رعایت ہوگی۔ قاضی کو اگر یہ معلوم ہو کہ اس کی چیز پھیر دی جائے گی تو اسے تکلیف ہوگی تو چیز کو لے لے اور اس کی واپسی قیمت دے دے کم قیمت دے کر لینا بھی ناجائز ہے اور اگر کوئی شخص ہدیہ رکھ کر چلا گیا معلوم نہیں کہ وہ کون تھا یا اس کا مکان دور ہے پھیرنے میں دقت ہے تو بیت المال میں یہ چیز داخل کر دے خود نہ رکھے جب دینے والا مل جائے اسے واپس کر دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... جس طرح ہدیہ لینا جائز نہیں ہے یونہی تحفہ بھی ناجائز ہیں مثلاً قرض لینا عاریت لینا کسی سے کوئی کام مفت کرانا بلکہ واجبی اجرت سے کم دے کر کام لینا بھی جائز نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵..... واعظ و مفتی و مدرس و امام مسجد ہدیہ قبول کر سکتے ہیں کہ ان کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ان کے علم کا اعزاز ہے کسی چیز کی رشوت نہیں ہے اگر مفتی کو اس لئے ہدیہ دیا کہ فتویٰ میں رعایت کرے تو دینا لینا دونوں حرام اور اگر فتویٰ بتانے کی اجرت ہے تو یہ بھی حلال نہیں ہاں لکھنے کی اجرت لے سکتا ہے مگر یہ بھی نہ لے تو بہتر ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۶..... قاضی کو بادشاہ نے یا کسی حاکم بالا نے ہدیہ دیا تو لینا جائز ہے۔ یونہی قاضی کے کسی رشتہ دار محرم نے ہدیہ دیا ایسے شخص نے ہدیہ دیا جو اس کے قاضی ہونے سے پہلے بھی دیا کرتا تھا اور قاضی دیا جتنا پہلے دیا کرتا تھا تو قبول کرنا جائز ہے اور پہلے جتنا دیتا تھا اب اس سے زیادہ دیا تو جتنا زیادہ دیا ہے واپس کر دے ہاں اگر ہدیہ دینے والا پہلے سے اب زیادہ مالدار ہے اور پہلے جو کچھ دیتا تھا اپنی حیثیت کے لائق دیتا تھا اور اس وقت جو پیش کر رہا ہے اس حیثیت کے مطابق ہے تو زیادتی قبول کرنے میں حرج نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۷..... رشتہ دار یا جس کی عادت پہلے سے ہدیہ دینے کی تھی ان دونوں کے ہدیہ دینے قاضی کو قبول کرنا اس وقت جائز ہے جب کہ ان کے مقدمات قاضی کے یہاں نہ ہوں ورنہ دوران مقدمہ میں ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے ہاں بعد ختم مقدمہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۸..... دعوت خاصہ قبول کرنا قاضی کے لئے جائز نہیں دعوت عامہ قبول کر سکتا ہے مگر جس کا مقدمہ قاضی کے یہاں ہو اس کی دعوت عامہ کو بھی قبول نہ کرے۔ دعوت خاصہ وہ ہے کہ اگر معلوم ہو جائے کہ قاضی اس میں شریک نہ ہوگا تو دعوت ہی نہ ہوتی اور عامہ وہ ہے کہ قاضی آئے یا نہ آئے بہر حال لوگوں کی دعوت ہوتی کھانا نکالا جائے گا مثلاً ولیمہ۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۹..... قاضی کو چاہئے کہ کسی سے قرض و عاریت نہ لے اگر جو شخص قاضی ہونے سے پہلے ہی اس کا دوست تھا یا شریک تھا جس سے اس قسم کے معاملات جاری تھے اس سے قرض لینے اور عاریت لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۰..... جنازہ میں جا سکتا ہے بیمار پرسی کی عیادت کے لئے بھی جائے گا مگر وہاں دریچہ بغیر لے نہ وہاں اہل مقدمہ کو بھیم کا موقع دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۱..... قاضی نے ایسا فیصلہ دیا جو کتاب اللہ کے خلاف ہے یا سنت مشہورہ یا اجماع کے مخالف ہے یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ مثلاً مدعی نے صرف ایک گواہ پیش کیا اور قسم بھی کھانے کو میسر نہ تھا مدعا علیہ کے ذمہ ہے اور قاضی نے ایک گواہ اور یمین سے مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ نافذ نہیں اگر دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ ہو گا اس فیصلہ کو باطل کر دے گا۔ یونہی ولی مقتول نے قسم کے ساتھ قاتل کے خلاف شخص قاتل ہے محض

اس کی یمین پر قاضی نے قصاص کا حکم دے دیا یا نافذ نہیں۔ یا محض تجاہر نسبہ کی شہادت پر کہ ان دونوں میاں بی بی نے غیر ادوھ پیا ہے۔ قاضی نے تفریق کا حکم دے دیا یا نافذ نہیں۔ غلام یا بچے کا فیصلہ نافذ نہیں۔ کافر نے مسلم کے خلاف فیصلہ کیا یہ بھی نافذ نہیں۔ (دوختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۲..... یوم موت فیصلہ کے تحت میں داخل نہیں یعنی وہ شخصوں کے مابین شخص اس بات میں اختلاف ہوا کہ فلاں شخص کس دن مرا ہے اس کے متعلق قاضی نے فیصلہ بھی کر دیا اس فیصلہ کا وجود وعدم برابر ہے یعنی اس فیصلہ کے بعد دوسرا شخص اس امر پر گواہ پیش کرے جس سے معلوم ہو کہ اس وقت مرا نہ تھا تو یہ گواہ وہ مقبول ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ فیصلہ کا مقصد رفع نزاع ہے کہ گواہوں سے بات کر کے زمانہ کو دور کریں اور موت فی نفسہ کل نزاع نہیں لہٰذا اگر اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل ہو جو کل نزاع بن سکتی ہے تو اس کے ضمن میں یوم موت تحت قضا داخل ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میرے باپ کی ہے اور فلاں تاریخ میں مر گیا اور میں اس کا وارث ہوں اور اس کو گواہ سے ثابت کر دیا قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور چیز اسے دلا دی اس کے بعد ایک عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میں اس میت کی زوجہ ہوں اس نے مجھ سے فلاں تاریخ میں نکاح کیا تھا وہ مر گیا مجھ کو مہر و ارث کو ملنا چاہئے اور نکاح کی جو تاریخ بتاتی ہے یا اس کے بعد تھی جو بیٹے نے مرنے کی بات کی تھی اور عورت نے بھی اپنے دعویٰ کو گواہوں سے ثابت کر دیا تو قاضی اس عورت کو بھی مہر و ترکہ سے حصے کا حکم دے گا۔ کیونکہ دونوں دعووں کا حاصل یہ ہے کہ وہ مرتے مر چکا اور میں وارث ہوں تاریخ موت کو اس میں کچھ دخل نہیں ہاں اگر موت مشہور ہے چھوٹے بڑے سب کو معلوم ہے اور عورت اس تاریخ کے بعد نکاح ہونا بتاتی ہے تو وہ یقیناً جھوٹی ہے اس کی بات قابل اعتبار نہیں اور اگر یہ بات میں قتل کے بعد ہوں کہ پہلے بیٹے نے اپنے باپ کے قتل کئے جانے کی تاریخ گواہوں سے ثابت کی اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اس کے بعد عورت نے اس تاریخ کے بعد اپنا نکاح ہونا بیان کیا تو عورت کے گواہ مقبول نہیں کیونکہ قتل کے متعلق جو احکام ہیں عورت کے گواہ قبول کر لئے جانے میں باطل ہو جاتے ہیں۔ (دوختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۳..... اگر تاریخ سے محض موت کا بتانا مقصود نہ ہو بلکہ اس کا مقصود کچھ اور ہو مثلاً فلاں کا قسم یا بات کرنا چاہتا ہو تو یوم موت تحت قضا داخل ہے مثلاً وہ شخص ایک چیز کے مدعی ہیں تیسرے کے ہاتھ میں ہے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ چیز میرے باپ کی ہے وہ مر گیا اور اس چیز کو کہ میں چھوڑا تو جو اپنے باپ کے مرنے کی تاریخ کو مقدم ثابت کرے گا وہی پائے گا اور اگر موت کی تاریخ بیان نہ کرے یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کی ہو تو دونوں نصف نصف کے حق دار ہوتے۔ ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کی جو چیز تمہارے پاس ہے اس نے مجھے وکیل کیا ہے کہ اس پر قبضہ کروں مدعا علیہ نے گواہوں سے ثابت کیا وہ شخص فلاں روز مر گیا یہ گواہ مقبول ہیں کیونکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ وکیل وکالت سے اس کے مرنے کی وجہ سے معزول ہو گیا لہٰذا یہ شخص قبضہ نہیں کر سکتا۔ (دوختار)

مسئلہ نمبر ۴۴..... بیع و ہبہ و نکاح وغیرہا جملہ عقود و معاہدات تحت قضا داخل ہیں یعنی جب ایک مرتبہ معین دن میں اس کا ہونا ثابت کر دیا گیا اور قاضی نے فیصلہ دے دیا تو اس کے بعد کی تاریخ اگر کوئی ثابت کرنا چاہے یہ مقبول نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ زید نے یہ چیز فلاں تاریخ میں میرے ہاتھ بیچ کی ہے دوسرا یہ کہتا ہے کہ زید نے میرے ہاتھ فلاں تاریخ میں بیچ کی ہے اور اس کی تاریخ مؤخر ہے یہ گواہ مقبول نہیں۔ (دوختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۵..... جس امر میں نزاع ہے اس کے متعلق قاضی کے سامنے جیسا ثبوت ہوگا قاضی اس کے موافق فیصلہ کرنے پر مجبور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ قاضی کے سامنے حق دار نے ثبوت نہ پہنچایا اور غیر مستحق نے ثابت کر دکھایا اور قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ بظاہر نافذ ہی ہوگا مگر باطنا نافذ نہیں ایسا نہیں اس کی دو صورتیں ہیں بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں قضا، قاضی ظاہر اً و باطناً ہر طرح نافذ ہے اور بعض ایسی ہیں جن میں ظاہر اً نافذ نہیں باطناً نافذ نہیں یعنی مدعی و مدعا علیہ سے جبراً لے سکتا ہے مگر اس سے نفع حاصل کرنا بلکہ اس کو اپنے قبضہ میں لینا جائز ہے وہ گنہگار ہے سوا حد و حدود میں گرفتار ہے۔ قسم اول عقود و فسوخ ہیں یعنی کسی عقد کے متعلق نزاع ہے مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ نے یہ چیز

میرے ہاتھ بیچ کی ہے اور مدعا علیہ منکر ہے مدعی نے گواہوں سے بیع کرنا ثابت کردیا اور قاضی نے بیع کا حکم دے دیا فرض کرو کہ بیع نہیں ہوئی تھی مگر قاضی کا یہ حکم خود بخود بیع ہے یا نالش کو گواہوں سے ثابت کیا تو اگر نالش نہ بھی ہوا ہو یہ حکم قاضی ہی نالش ہے۔ قسم دوم ملک مرسل ہے کہ مدعی نے چیز کے متعلق ملک کا دعویٰ کیا اور اس کا سبب کچھ نہیں بیان کیا مثلاً اب یا خریدنے کے ذریعے سے میں مالک ہوا ہوں اور گواہوں سے ثابت کردیا اس صورت میں اگر واقع میں مدعی کی ملک نہ ہو تو ایسا وجود فیصلہ اس کو لینا جائز نہیں اور تصرف حرام ہے۔ یونہی اگر ملک کا سبب بیان کیا مگر وہ سبب ایسا ہے جس کا انشا ممکن نہیں مثلاً یہ کہتا ہے کہ بذریعہ وراثت یہ چیز مجھے ملی ہے اور حقیقت میں ایسا نہیں تو ایسا وجود قضا، قاضی کو اس کا لینا جائز نہیں۔ یونہی اگر کسی عورت پر دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے اور گواہوں سے نکاح ثابت کردیا حالانکہ وہ عورت دوسرے کی منکوحہ ہے تو اگرچہ قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کردیا اس کو اس عورت سے صحبت کرنا جائز نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۶..... قضاء قاضی ظاہر اً باطناً نافذ ہونے میں یہ شرط ہے کہ قاضی کو گواہوں کا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو اور اگر خود قاضی کو علم ہے کہ یہ گواہ جھوٹے ہیں پھر اس کے موافق فیصلہ کردیا یہ قضا بالکل نافذ نہیں نہ ظاہراً نہ باطناً۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۷..... مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں مدعا علیہ پر حلف دیا گیا اس نے جھوٹی قسم کھائی اور قاضی نے مدعا علیہ کے موافق فیصلہ کردیا یہ قضا بھی باطناً نافذ نہیں مثلاً عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں اور شوہر انکار کرتا ہے عورت طلاق کے گواہ نہ پیش کر سکی شوہر پر حلف دیا گیا اس نے قسم کھائی کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے قاضی نے عورت کا دعویٰ خارج کردیا۔ اگر واقعی میں عورت اپنے دعوے میں سچی ہے تو اسے شوہر کے ساتھ رہنے اور پیش قدرت دینے کی اجازت نہیں۔ جس طرح ہو سکے اس سے پیچھا چھڑائے اور یہ شوہر مر جائے تو اس کی میراث لینا بھی عورت کو جائز نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۸..... فیصلہ صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ قاضی اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کرے اگر اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کیا یا نہ جانا اس نے ایسا کیا یا بھول کر ایسا ہوا مثلاً حنفی نہ ہو یا مثلاً حنفی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ مذہب شافعی کے موافق فیصلہ کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۹..... قاضی کے لئے یہ درست نہیں کہ نائب کے خلاف فیصلہ کرے خواہ وہ شہادت کے وقت نائب ہو یا بعد شہادت و بعد اس کہ شہود نائب ہوا ہو چاہے وہ مجلس قاضی سے نائب ہو یا شہر ہی میں نہ ہو یا اس وقت ہے کہ حق کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو اور اگر خود مدعا علیہ نے حق کا اقرار کرلیا ہو تو اس صورت میں فیصلہ کے وقت اس کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۰..... مدعا علیہ نائب ہے مگر اس کا نائب حاضر ہے نائب کی موجودگی میں فیصلہ کرنا درست ہے اگرچہ مدعا علیہ کی عدم موجودگی میں وہ مثلاً اس کا وکیل موجود ہے تو فیصلہ صحیح ہے کہ حقیقتاً اس کا نائب ہے یا مدعا علیہ مر گیا ہے مگر اس کا بھی موجود ہے یا بالغ مدعا علیہ ہے اور اس کا ولی مثلاً باپ یا دادا کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یا وقف کا متولی کہ واقف کا قائم مقام ہے اس کی موجودگی میں فیصلہ درست ہے۔

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... وکیل مدعا علیہ کی موجودگی میں گواہان ثبوت پیش ہوئے پھر وہ وکیل مر گیا یا نائب ہو گیا اور موکل کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یہ درست ہے۔ یونہی موکل کے سامنے گواہ گزرے اور وکیل کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یہ بھی درست ہے۔ یونہی مدعا علیہ کے سامنے ثبوت گزرا پھر وہ مر گیا اور کسی وارث کے سامنے فیصلہ ہوا یہ بھی درست ہے۔ (غرر)

مسئلہ نمبر ۵۲..... میت کے ذمہ کسی کا حق ہو یا میت کا کسی کے ذمہ ہو اس صورت میں ایک وارث سب کے قائم مقام ہو سکتا ہے یعنی اس کے موافق یا مخالف جو فیصلہ ہو گا وہ سب کے مقابل تصور کیا جائے گا۔ یہ فیصلہ حقیقتاً میت کے مقابل ہے اور یہ وارث میت کے قائم مقام ہے مگر عین کا دعویٰ ہو تو وارث اس وقت مدعا علیہ بن سکتا ہے جب وہ عین اس کے قبضہ میں ہو اور اگر اس کو مدعا علیہ بنایا جس کے پاس وہ چیز نہ ہو تو دعویٰ

مسموع نہ ہوگا اور اگر دین کا دعویٰ ہو تو ترکہ کی کوئی چیز اس کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو بہر حال یہ مدعا علیہ بن سکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵۳.....جن لوگوں پر جائیداد وقف کی گئی ہے ان میں سے بعض چیز سوقوف علیہم کے قائم مقام ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وقف ثابت ہو لیکن وقف میں نزاع نہ ہو اور اگر نزاع ہو تو وقف ہو یا نہ ہو یا نہیں تو ایک شخص دوسرے کے قائم مقام نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۴.....کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حقیقۃً خصم کے قائم مقام کوئی نہیں ہے ایسی صورت میں جانب شرع سے اس کا نائب مقرر کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص مرا اور اس نے مال اور نابالغ بچوں کو چھوڑا اور کسی کو وصی نہیں بنایا اس صورت میں قاضی ایک وصی مقرر کرے گا اور یا اس میت کا قائم مقام ہوگا۔ یہی دعویٰ کرے گا اور اسی پر دعویٰ ہوگا اور اسی کی موجودگی میں فیصلہ ہوگا۔ (درر)

مسئلہ نمبر ۵۵.....کبھی حکماً نیابت ہوتی ہے اس کی صورت یہ ہے کہ غائب پر دعویٰ حاضر پر دعویٰ کے لئے سبب ہو یعنی دعویٰ تو حاضر پر ہے مگر اس کا سبب غائب پر دعویٰ ہے۔ بغیر غائب کو مدعا علیہ بنائے حاضر پر دعویٰ نہیں چل سکتا لہٰذا یہ حاضر اس غائب کا حکماً قائم مقام ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ میں نے یہ مکان فلاں شخص سے جو غائب ہے خرید لیا ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا حاکم نے مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ جس طرح اس حاضر کے مقابل میں ہے اس غائب کے مقابل میں بھی ہے یعنی اگر وہ غائب حاضر ہو کر انکار کرے تو یہ فیصلہ معتبر ہے۔ (عقود درر)

اس کی مثال پچھلی ہے جزیہ نے دعویٰ کیا کہ عمرو پیر سے اتنے روپے لیتا ہے وہ غائب ہے۔ مگر اس کے حکم سے اس کا وکیل ہوا تھا جو موجود ہے اور گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی کا فیصلہ عمرو پر اور وکیل دونوں پر ہوگا اگرچہ عمرو موجود نہیں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۶.....اگر غائب پر دعویٰ حاضر پر دعویٰ کے لئے شرط ہو تو یہ حاضر اس غائب کے قائم مقام نہیں ہوگا یعنی یہ فیصلہ نہ حاضر پر ہے نہ غائب پر جب کہ غائب کا حاضر ہونا اور اگر غائب کا حاضر رہنا ہو تو حاضر پر فیصلہ ہو جائے گا۔ مثلاً غلام نے مولیٰ پر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے کہا تھا فلاں شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو تو آزاد ہے اور اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور اس پر گواہ پیش کئے تو یہ گواہی اس وقت مقبول ہوں گے جب وہ شوہر بھی موجود ہو کیونکہ اس فیصلہ میں اس کا نقصان ہے۔ اور اگر عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے کہا تھا اگر زید، مکان میں داخل ہو تو تجھ کو طلاق ہے اور چونکہ یہ شرط طلاق پائی گئی لہٰذا میں مطلقہ ہوں اور زید کی عدم موجودگی میں گواہوں سے ثابت کر دیا طلاق ہو گئی زید کا موجود ہونا اس فیصلہ میں شرط نہیں کہ اس فیصلہ سے زید کا کوئی نقصان نہیں۔ (درر غرر)

مسئلہ نمبر ۵۷.....ایک شخص مر گیا اس کے ذمہ اتنا دین ہے جو سارے ترکہ کو مستغرق ہے ورثہ کو اختیار نہیں ہے کہ ترکہ بیچ کر دین ادا کریں بلکہ بیچ قاضی کا ہے یا اس وقت ہے کہ سب ورثہ اپنے مال سے دین ادا کرنے پر متفق نہ ہوں اور اگر سب نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو کچھ دین ہے ہم اپنے مال سے ادا کریں گے اور ترکہ ہم لیں گے تو خود ورثا ایسا کر سکتے ہیں اور اگر قرض خواہ اس بات پر راضی ہوں کہ ترکہ کو بیچ کر کے وہ دین ادا کر دیں تو ان کو بیچنا جائز ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر بیچ کریں گے تو بیع نافذ نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵۸.....قاضی کو بیچ حاصل ہے کہ مال وقف یا مال غائب یا مال یتیم کسی تو نگر کو جو امین ہے قرض دے دے مگر شرط یہ ہے کہ اس مال کی حفاظت کی اس سے بہتر دوسری صورت نہ ہو اور اگر مضاربت پر کوئی لینے والا موجود ہو یا اس مال سے کوئی ایسی جائیداد خریدی جا سکتی ہو جس کی کچھ آمدنی ہو تو قرض دینے کی اجازت نہیں اور قرض دینے کی صورت میں دستاویز لکھی جائے تاکہ یادداشت رہے مگر قاضی اپنی ذات کے لئے یہ مال بطور قرض نہیں لے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۹.....باپ یا وصی کو یہ حق حاصل نہیں کہ نابالغ بچہ کا مال قرض کے طور پر دے دیں یہاں تک کہ خود قاضی بھی اپنے نابالغ بچہ کا مال قرض نہیں دے سکتا اگر یہ لوگ قرض دیں گے ضامن ہوں گے۔ تلف ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح جس نے

لفظ (مال) بولا ہے بھی اس سال کو قرض نہیں دے سکتا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶۰..... ملّا نے اگر لقطہ کا اتنے زمانہ تک اعلان کر لیا جو اس کے لئے مقرر ہے اور مالک کا پتا نہ چلا اب اگر یہ قرض دینا چاہے سکتا ہے کیونکہ جب اس وقت اس کو تصدق کرنا جائز ہے تو قرض دینا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۱..... باپ یا وصی کو اگر ایسی ضرورت پیش آگئی کہ بغیر قرض دیئے مال کی حفاظت ہی نہ ہو سکتی ہو مثلاً آگ لگ گئی ہے یا لٹیرے مال لوٹ رہے ہیں اور ایسے وقت میں کوئی قرض مانگتا ہے اگر یہ نہیں دے گا تو مال تلف ہو جائے گا ایسی حالت میں ان کو بھی قرض دینا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۲..... باپ یا وصی فضول خرچ ہیں اندیشہ ہے کہ نابالغ کے مال کو فضول خرچی میں اڑا دیں گے تو قاضی ان سے مال لے کر ایسے کے پاس امانت رکھے کہ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ (درمختار)

افتاء کے مسائل

مسئلہ نمبر ۱..... فتویٰ دینا حقیقتاً مجتہد کا کام ہے کہ مسائل کے سوال کا جواب کتاب وسنت واجماع وقیاس سے دے سکتا ہے۔ افتاء کا دوسرا مرتبہ نقل ہے یعنی صاحب مذہب سے جو بات ثابت ہے مسائل کے جواب میں اسے بیان کر دیتا اس کا کام ہے اور یہ حقیقتاً فتویٰ دینا نہیں بلکہ مستفتی کے لئے مفتی (مجتہد) کا قول نقل کر دینا ہوا۔ کہ وہ اس پر عمل کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... مفتی ناقل کے لئے یہ ضروری ہے کہ قول مجتہد کو مشہور و متداول و معتمد کتابوں سے اخذ کرے غیر مشہور کتب سے نقل نہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... فاسق مفتی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اکثر متاخرین کی رائے یہ ہے کہ نہیں ہو سکتا کیونکہ فتویٰ معتمد دین ہے ہے اور فاسق کی بات دیانات میں معتبر نہیں۔ فاسق سے فتویٰ پوچھنا جائز ہوا اور اس کے جواب پر اعتماد نہ کرے کہ علم شریعت ایک نور ہے جو تقویٰ کرنے والوں پر فائز ہوتا ہے جو فسق و فجور میں ڈوبا ہوتا ہے اس سے محروم رہتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس سے دینی سوالات کرتے ہیں اور وہ جوابات دیتا ہے اور لوگ اسے عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگر چہ اس کو علم نہیں کہ کیا کہنا اور کیسے ہیں اس کو فتویٰ پوچھنا جائز ہے کہ مسلمانوں کا ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ قابل اعتماد شخص ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... مفتی کو بیدار مغز ہوشیار ہونا چاہئے غفلت برتنا اس کے لئے درست نہیں کیونکہ اس زمانہ میں اکثر حیلہ سازی اور ترکیبوں سے واقعات کی صورت بدل کر فتویٰ حاصل کر لیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں مفتی نے مجھے فتویٰ دے دیا ہے۔ محض فتویٰ ہاتھ میں ہونا ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں بلکہ خلاف پر اس کی وجہ سے غالب آجاتے ہیں اس کو کون دیکھے کہ واقعہ کیا تھا اور اس نے سوال میں کیا ظاہر کیا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ سائل سے واقعہ کی تحقیق کر لے اپنی طرف سے شکوک نکال کر سائل کے سامنے بیان نہ کرے مثلاً یہ صورت ہے حکم ہے اور یہ ہے یہ حکم ہے کہ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ جو صورت سائل کے سوا واقع ہوتی ہے اسے اختیار کر لیتا ہے اور گواہوں سے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو گواہی مانگتا ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ بزاری معاملات میں اس وقت فتویٰ دے جب فریقین کو طلب کرے اور ہر ایک کا بیان دوسرے کی موجودگی میں سنے اور جس کے ساتھ حق دیکھے اسے فتویٰ دے دوسرے کو نہ دے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷..... استفتا کا جواب اشارہ سے بھی دیا جا سکتا ہے مثلاً سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کر سکتا ہے اور قاضی کے معاملہ کے متعلق اشارہ سے فیصلہ نہیں کر سکتا ہے۔ (بہار)

مسئلہ نمبر ۸..... قاضی بھی لوگوں کو فتویٰ دے سکتا ہے کچہری میں بھی اور یہ دونوں اجلاس بھی مگر مفتی کو (مفتی اور مطلقہ) کو ان کے دعویٰ کے متعلق فتویٰ نہیں دے سکتا دوسرے امور میں انہیں بھی فتویٰ دے سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... مفتی اگر اونگھ سکتا ہے۔ اس کے پاس تحریری سوال پیش ہوا اس نے لکھ کر جواب دے دیا اس پر عمل درست ہے مگر جو شخص کارِ افتا پر مقرر ہوا اس کے پاس دیہاتی اور عورتیں ہر قسم کے لوگ فتویٰ پوچھنے آتے ہیں اس کی ساعت ٹھیک ہونی چاہئے کیونکہ جو شخص تحریر پیش کرے دشوار ہے اور جب ساعت ٹھیک نہیں ہے تو بہت ممکن ہے کہ پوری بات نہ سنے اور فتویٰ دے دے۔ یہ فتویٰ قابلِ اعتبار نہ ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول سب پر مقدم ہے پھر قول امام ابو یوسف پھر قول امام محمد پھر امام زفر حسن بن زیاد و سیم اللہ کا قول۔ البتہ جہاں اصحاب فتویٰ اور اصحاب ترجیح نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے قول پر فتویٰ دیا ہو یا ترجیح دی ہو تو جس پر فتویٰ یا ترجیح ہو اس کے موافق فتویٰ دیا جائے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... جو شخص فتویٰ دینے کا اہل ہو اس کے لئے فتویٰ دینے میں حرج نہیں۔ (عالمگیری)

بلکہ فتویٰ دینا لوگوں کو دین کی بات بتانا ہے اور یہ خود ایک ضروری چیز ہے کیونکہ کتمانِ علم حرام ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... حاکم اسلام پر یہ لازم ہے کہ اس کا تجسس کرے کون فتویٰ دینے کے قابل ہے اور کون نہیں ہے اہل ہو اسے اس کام سے روک دے کیونکہ لوگوں کے فتوے سے طرح طرح کی خرابیاں واقع ہوتی ہیں جن کا اس زمانہ میں پورے طور پر مشاہدہ ہو رہا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... فتوے کے شرائط سے یہ بھی ہے کہ سائلین کی ترتیب کا لحاظ رکھے امیر و غریب کا خیال نہ کرے یہ نہ ہو کہ کوئی مالدار یا حکومت کا ملازم ہو تو اس کو پہلے جواب دے دے اور فقیر سے جو غریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں انہیں ٹھکرا دے کہ بلکہ جو پہلے آیا ہے پہلے جواب دے اور جو پیچھے آیا ہے پیچھے کے باشد۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مفتی کو یہ چاہئے کہ کتاب کو عزت و حرمت کے ساتھ لے کتاب کی بے حرمتی نہ کرے اور جو سوال اس کے سامنے پیش ہو غور سے پڑھے پہلے سوال کو خوب اچھی طرح سمجھ لے اس کے بعد جواب دے۔ (عالمگیری) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوال میں وہ پہلو کی ہوتی ہیں جب تک مستفتی سے دریافت نہ کیا جائے کچھ میں نہیں آتا ایسے سوال مستفتی سے سمجھنے کی ضرورت ہے اس کی ظاہر عبارت پر ہرگز جواب نہ دیا جائے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ سوال میں بعض ضروری باتیں مستفتی ذکر نہیں کرتا اگر ان کا ذکر کرنا چاہ دیا تھی کی بنا پر نہ ہو بلکہ اس نے اپنے نزدیک اس کو ضروری نہیں سمجھا تھا۔ مفتی پر لازم ہے کہ ایسی ضروری باتیں سائل سے دریافت کرنے کہ جواب واقعہ کے مطابق ہو سکے اور جو کچھ سائل نے بیان کر دیا ہے مفتی اس کو اپنے جواب میں ظاہر کر دے تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ جواب سوال میں مطابقت نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۵..... سوال کا کاغذ ہاتھ میں لیا جائے اور جواب لکھ کر ہاتھ میں دیا جائے سائل کی طرف پھینکا نہ جائے کیونکہ ایسے کاغذات میں اکثر اللہ ﷻ کا نام ہوتا ہے بلکہ آن کی آیات ہوتی ہیں حد یثیں ہوتی ہیں ان کی تعظیم ضروری ہے اور یہ چیزیں نہ بھی ہوں تو فتویٰ خود تعظیم کی چیز ہے کہ اس میں علم شریعت تحریر ہے علم شرع کا احترام لازم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جواب کو ختم کرنے کے بعد "واللہ تعالیٰ اعلم" یا اس کی مثل دوسرے الفاظ تحریر کر دینا چاہئے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مفتی کے لئے ضروری ہے کہ بردبار خوش خلق ہنس مکھ بہادری کے ساتھ بات کرے غلطی ہو جائے تو واپس لے اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں کبھی دریغ نہ کرے یہ نہ سمجھے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ غلط فتویٰ دے کر رجوع نہ کرنا چاہئے ہو یا نہ ہو بہر حال حرام

ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸.....ایسے وقت فتویٰ نہ دے جب مزاج صحیح نہ ہو مثلاً غصہ یا غم یا خوشی کی حالت میں طبیعت ٹھیک نہ ہو تو فتویٰ نہ دے۔ یونہی پاخانہ پیشاب کی ضرورت کے وقت فتویٰ نہ دے ہاں اگر اسے یقین ہے کہ اس حالت میں بھی صحیح جواب ہوگا تو فتویٰ دینا صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹.....بہتر یہ ہے کہ فتویٰ پر سائل سے اجرت نہ لے مفت جواب لکھے اور وہاں والوں نے اگر اس کی ضرورت کا لحاظ کر کے گزارہ کے لائق مقرر کر رکھا ہو کہ عالم دین دین کی خدمت میں مشغول رہے اور اس کی ضروریات لوگ اپنے طور پر پوری کریں یہ درست ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....مفتی کو ہدیہ قبول کرنا اور دعوت خاص میں جانا جائز ہے۔ (عالمگیری) یعنی جب سے اطمینان ہو کہ ہدیہ یا دعوت کی وجہ سے فتویٰ میں کسی قسم کی رعایت نہ ہوگی بلکہ حکم شرعی بلا کم وکاست ظاہر کرے گا۔

مسئلہ نمبر ۲۱.....امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے فتویٰ پوچھا گیا وہ سیدھے بیٹھ گئے اور چادر اوڑھ کر فقہ باندھ کر فتویٰ دیا یعنی افتا کی عظمت کا لحاظ کیا جائے گا۔ (عالمگیری) اس زمانہ میں علم کی عظمت پیدا ہو اس طرح ہرگز توسع نہ کی جائے کہ علم وعمل علم کی وقعت میں کمی پیدا ہو۔ سب سے بڑھ کر جو چیز تجربہ سے ثابت ہوئی وہ احتیاط ہے جب اہل دنیا کو یہ معلوم ہوا کہ ان کو ہماری احتیاج ہے وہیں وقعت کا خاتمہ ہے۔

تحکیم کا بیان

تحکیم کے معنی حکم بنانا یعنی فریقین اپنے معاملے میں کسی کو اس لئے مقرر کریں کہ وہ فیصلہ کرے اور ان کے درمیان کو دور کر دے اسی کو پنچ اور ثالث بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱.....تحکیم بارکن ایجاب وقبول ہے یعنی فریقین یہ کہیں کہ ہم نے فلاں کو حکم بنایا اور حکم قبول کرے اور اگر حکم نے قبول نہ کیا پھر فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا ہاں اگر انکار کے بعد فریقین نے اس سے بہ اب قبول کرایا تو حکم ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....حکم کا فیصلہ فریقین کے حق میں ویسا ہی ہے جیسا کہ قاضی کا فیصلہ فرق یہ ہے کہ قاضی کے لئے جو تولیہ والیت عامہ ہے سب کے حق میں اس کا فیصلہ نافذ ہے اور حکم کا فیصلہ بلا وہ فریقین کے اور اس شخص کے جو اس کے فیصلہ پر راضی ہے دوسروں سے تعلق نہیں رکھتا دوسروں کے لئے بحق صلح ہے گویا طرفین میں صلح کرا دی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....اس کے لئے چند شرائط ہیں۔ فریقین کا عاقل ہونا شرط ہے۔ حریت و اسلام شرط نہیں یعنی غلام اور کافر کو بھی کسی کا حکم بنا سکتے ہیں۔ حکم کے لئے ضروری ہے کہ وقت تحکیم وقت فیصلہ وہ اہل شہادت ہو فرض کرو جس وقت اس کو حکم بنایا اہل شہادت سے نہ تھا مثلاً غلام تھا اور وقت فیصلہ آزاد ہو چکا ہے اس کا فیصلہ درست نہیں یا مسلمانوں نے کافروں کو حکم بنایا اور وہ فیصلہ کے وقت مسلمان ہو چکا اس کا فیصلہ نافذ نہیں۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....ہمیں نے ذمی کو حکم بنایا یہ تحکیم صحیح ہے اگر حکم فیصلہ کے وقت مسلمان ہو گیا جب بھی فیصلہ صحیح ہے اور اگر فریقین میں سے کوئی مسلمان ہو گیا اور حکم کافر رہے فیصلہ صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....حکم ایسے کو بنائیں جس کو طرفین جانتے ہوں اور اگر ایسے کو حکم بنایا جو شخص پہلے مسجد میں آتے وہ حکم ہے یہ تحکیم جائز نہ ہوا اور اس کا فیصلہ کرنا بھی درست نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶.....جس کو پنچ بنایا ہے وہ بیمار ہو گیا یا بے ہوش ہو گیا یا سفر میں چلا گیا پھر اچھا ہو گیا یا ہوش میں ہو گیا یا سفر سے واپس ہوا اور

فیصلہ کیا یہ فیصلہ صحیح ہے اور اگر اندھا ہو گیا پھر بحال ہو گئی اس کا فیصلہ جائز نہیں۔ اور اگر مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا اس کا فیصلہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... حکم کو فریقین میں سے کسی نے وکیل بالخصومۃ کیا اور اس نے قبول کر لیا حکم نہ رہا۔ یونہی جس چیز کا بھگتنا اگر حکم نے یا اس کے بیٹے نے لیا کسی ایسے شخص نے ثریدہ ئی جس کے حق میں حکم کی شہادت درست نہیں ہے تو اب وہ حکم نہ رہا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... حدود و قصاص اور نافلہ پر دیت کے متعلق حکم بنانا درست نہیں ہے اور ان امور کے متعلق حکم کا فیصلہ بھی درست نہیں اور ان کے علاوہ جتنے حقوق العباد ہیں جن میں مصالحت ہو سکتی ہے سب میں تحکیم ہو سکتی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... حکم نے جو کچھ فیصلہ کیا خواہ مدعا علیہ کے اقرار کی بنا پر ہو یا مدعی کے گواہ پیش کرنے پر یا مدعا علیہ نے قسم سے انکار کیا اس بنا پر اس کا فیصلہ فریقین پر نافذ ہے اور دونوں پر لازم ہے اس سے انکار نہیں کر سکتے بشرطیکہ فریقین تحکیم پر وقت فیصلہ تک قائم ہوں اور اگر فیصلہ سے قبل دونوں میں سے ایک نے بھی ناراضگی ظاہر کی تحکیم کو توڑ دیا تو فیصلہ نافذ نہ ہوگا کہ وہ اب حکم ہی نہ رہا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... دو شریکوں میں سے ایک نے اور غریم نے کسی کو حکم بنایا اس نے فیصلہ کر دیا وہ فیصلہ دوسرے شریک پر بھی لازم ہے اگرچہ دوسرے شریک کی عدم موجودگی میں فیصلہ ہوا کہ حکم کا فیصلہ بمنزلہ صلح ہے اور صلح کا حکم یہ ہے کہ ایک شریک نے جو صلح کی وہ دوسرے پر لازم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بائع و مشتری کے مابین بیع کے عیب پر اختلاف ہوا ان دونوں نے کسی کو حکم بنایا اس نے بیع واپس کرنے کا حکم دیا تو بائع کو یہ اختیار نہیں کہ اپنے بائع یعنی بائع اول کو واپس دے ہاں اگر بائع اول وفات پا گیا اور مشتری تیسرے کی رضامندی سے حکم ہوا تو بائع اول پر بیع واپس ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... حکم نے فیصلہ کے وقت یہ کہا کہ تو نے میرے سامنے مدعی کے حق کا اقرار کیا یا میرے نزدیک گواہان عادل سے مدعی کا حق ثابت ہوا میں نے اس بنا پر یہ فیصلہ دیا اب مدعا علیہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اقرار نہیں کیا تھا یا وہ گواہ عادل نہ تھے تو یہ انکار معتبر ہے وہ فیصلہ لازم ہو جائے گا اور اگر حکم نے بعد فیصلہ کرنے کے یہ کہا کہ میں نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ کیا تھا یہ اس کی نامعتبر ہے کہ اب وہ حکم نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۳..... اپنے والدین اور اولاد اور زوجہ کے سوا فریق فیصلہ کرے گا یا نافذ نہ ہوگا اور ان کے خلاف فیصلہ کرے گا وہ نافذ ہوگا کیونکہ ان کے لئے وہ اہل شہادت نہیں ان کے خلاف شہادت کا اہل ہے جس طرح قاضی ان کی موافق فیصلہ کرے گا نافذ نہ ہوگا خلاف کرے گا تو نافذ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... فریقین نے دو شخصوں کو جج مقرر کیا تو فیصلہ میں دونوں کا مجتمع ہونا ضروری ہے فقط ایک کا فیصلہ کر دینا کافی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں کا ایک امر پر ہی اتفاق ہو اگر مختلف رائیں ہوئیں تو کوئی رائے پابندی کے قابل نہیں مثلاً شوہر نے عورت سے کہا تجھ پر حرام ہے اور اس نقطہ سے طلاق کی نیت کی ان دونوں نے دو شخصوں کو حکم بنایا ایک نے طلاق بائن کا فیصلہ دیا دوسرے نے تین طلاق کا حکم دیا یہ فیصلہ جائز نہ ہوا کہ دونوں کا ایک امر پر اتفاق نہ ہوا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۵..... فریقین اس بات پر متفق ہوئے کہ ہمارے مابین فلاں یا فلاں فیصلہ کر دے ان میں سے جو ایک فیصلہ کر دے گا صحیح ہوگا مگر ایک کے پاس انہوں نے معاملہ پیش کر دیا تو وہی حکم ہونے کے لئے متعین ہو گیا دوسرا حکم نہ رہا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... حکم نے یہ فیصلہ کیا اس کا مرافعہ قاضی کے پاس ہوا اگر یہ فیصلہ قاضی کے مذہب کے موافق ہو تو اسے نافذ کر دے اور مذہب قاضی کے خلاف ہو تو باطل کر دے اور قاضی کا فیصلہ اگر دوسرے قاضی کے پاس پیش ہوا تو اگر چہ اس کے مذہب کے خلاف ہے اختلافی

مسائل میں قاضی اول کے فیصلہ کو باطل نہیں کرسکتا جب کہ قاضی اول نے اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کیا ہو۔ یونہی قاضی نے اگر حکم کے فیصلہ کا امضا کردیا تو اب دوسرا قاضی اس فیصلہ کو نہیں توڑ سکتا کہ یہ تنہا حکم کا فیصلہ نہیں بلکہ قاضی کا بھی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... فریقین نے حکم بنایا پھر فیصلہ کرنے کے قبل قاضی نے اس کے حکم ہونے کو جائز کردیا اور حکم نے رائے قاضی کے خلاف فیصلہ کیا یہ فیصلہ جائز نہیں جب کہ قاضی کو اپنا قائم مقام بنانے کی اجازت نہ ہو اور اگر اسے نائب وخلیفہ مقرر کرنے کی اجازت ہے اور اس نے حکم ہونے کو جائز رکھا تو اگرچہ حکم کا فیصلہ رائے قاضی کے خلاف ہو قاضی اس فیصلہ کو نہیں توڑ سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ایک حکم بنایا اس نے فیصلہ کردیا پھر فریقین نے دوسرے کو حکم بنایا اگر اس کے کہ ان دو میں پہلے کا فیصلہ صحیح ہے اسی کو نافذ کردے اور اگر اس کی رائے کے خلاف ہے باطل کردے اور ایک نے فیصلہ کیا اور دوسرے حکم نے دوسرا فیصلہ کیا اور یہ دونوں فیصلے قاضی کے سامنے پیش ہوئے ان میں جو فیصلہ قاضی کی رائے کے موافق ہوا سے نافذ کردے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... حکم کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو حکم بنائے اور اس سے فیصلہ کرائے اور اگر دوسرے کو حکم بنادیا اور اس نے فیصلہ کردیا اور فریقین اس کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو جائز اور بغیر رضامندی فریقین اس کا فیصلہ کوئی چیز نہیں اور حکم اول چاہے کہ اس کے فیصلہ کو نافذ کردے یہ نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... شخص ثالث نے فریقین میں خود ہی فیصلہ کردیا انہوں نے اس کو حکم نہیں بنایا ہے مگر فریقین اس کے فیصلے پر راضی ہو گئے تو یہ فیصلہ صحیح ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... فریقین میں سے ایک نے اپنے آدمی کو حکم بنایا دوسرے نے اپنے آدمی کو اور ہر ایک حکم نے اپنے اپنے فریق کے موافق فیصلہ کیا تو کوئی فیصلہ صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... زمانہ تحکیم میں فریقین میں سے کوئی بھی حکم کے پاس ہدیہ پیش کرے یا اس کی خاص دعوت کرے حکم کو چاہئے کہ قبول نہ کرے۔ (درمختار)

مسائل متفرقہ

مسئلہ نمبر ۱..... دو شخص کہ مکان دو شخصوں کے مابین مشترک ہے نیچے کی منزل ایک کی ہے بالا خانہ دوسرے کا ہے ہر ایک اپنے حصہ میں ایسا تصرف کرنے سے روکا جائے گا جس کا ضرر دوسرے تک پہنچتا ہو۔ مثلاً نیچے والا دیوار میں میخ گاڑنا چاہتا ہے بالاخانہ والا منع کرتا ہے یا بالا خانہ والا اوپر جدید عمارت بنانا چاہتا ہے یا پرنالہ دیواروں پر کرلیا رکھ کر چھت پانا چاہتا ہے یا جدید پاخانہ بنوانا چاہتا ہے۔

یہ سب تصرفات بغیر مرضی دوسرے کے نہیں کرسکتا اس کی رضامندی سے کرسکتا ہے۔ اور اگر ایسا تصرف ہے جس سے ضرر کا اندیشہ نہیں مثلاً ہلکی کیل گاڑنا کہ اس سے دیوار میں کیا کمزوری پیدا ہو سکتی ہے اس کی ممانعت نہیں اگر مشکوک حالت ہے مظلوم نہیں کو نقصان پہنچ گیا نہیں یہ تصرف بھی بغیر رضامندی نہیں کرسکتا۔ (جامع الرموز)

مسئلہ نمبر ۲..... اوپر کی عمارت گر چکی ہے صرف نیچے کی منزل باقی ہے اس کے مالک نے اپنی عمارت قصداً گرادی کہ بالا خانہ والا بھی بنوانے پر مجبور ہو گیا تو نیچے والے کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی عمارت بنوائے تاکہ بالا خانہ والا اس کے اوپر عمارت تیار کرلے اور اگر اس نے نہیں گرائی ہے بلکہ اپنے آپ عمارت گر گئی تو بنوانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ اس نے اس کو نقصان نہیں پہنچایا ہے بلکہ قدرتی طور پر اسے نقصان پہنچ گیا پھر اگر بالا خانہ والا یہ چاہتا ہے کہ نیچے کی منزل بنا کر اپنی عمارت اوپر بنائے تو نیچے والے سے اجازت حاصل کرلے یا قاضی سے اجازت لے کر

بنائے اور نیچے کی قیمت میں جو کچھ صرف ہوگا وہ مالک مکان سے وصول کرسکتا ہے اور اگر بدون اس سے اجازت لئے نہ قاضی سے حاصل کی خودہی بنا ڈالی تو صرف نہیں ملے گا بلکہ عمارت کے بنانے کے وقت جو قیمت ہوئی وہ وصول کرسکتا ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ نمبر۳..... مکان ایک مشترد وشخصوں میں مشترک تھا پورا مکان گر گیا ایک شریک نے بغیر اجازت دوسرے کی اس مکان کو بنوایا تو یہ بنوانا محض متبرع ہے۔ شریک سے کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کیونکہ یہ شخص پورا مکان بنوانے پر مجبور نہیں ہوسکتا ہے کہ زمین تقسیم کر کے صرف اپنے حصہ کی قیمت کرائے ہاں اگر یہ مکان مشترک اتنا چھوٹا ہے کہ تقسیم کے بعد قابل انتفاع باقی نہیں رہتا تو یہ شخص پورا مکان بنوانے پر مجبور ہے اور شریک سے بقدر اس کے حصہ کے عمارت کی قیمت لے سکتا ہے۔ یعنی اگر مکان مشترک کا ایک حصہ گر گیا ہے اور ایک شریک نے قیمت کر دی تو دوسرے سے اس کے حصہ کے لائق قیمت وصول کرسکتا ہے جب کہ یہ مکان چھوٹا ہو اور اگر یہ امکان ہو جو قابل قسمت ہے اور کچھ حصہ گر گیا ہے تو تقسیم کرالے۔ اگر مندم حصہ اس کے حصہ میں پڑے درست کرالے اور شریک کے حصہ میں پڑے تو وہ جو چاہے کرے۔ (ردالمحتار)

قاعدہ کلیہ: جو شخص اپنے شریک کو کام کرنے پر مجبور کرسکتا ہو وہ بغیر اجازت شریک خود ہی اگر اس کام کو بنوا کر لے تو متبرع قرار پائے گا شریک سے معاوضہ نہیں لے سکتا مثلاً نہر پٹ گئی ہے یا کھنتی عیب دار ہوگئی ہے شریک زرتی پر مجبور ہے اور اگر وہ خود درست نہیں کراتا ہے تو قاضی کے یہاں درخواست دے کر مجبور کرائے اور اگر شریک کو مجبور نہیں کرسکتا اور تنہا ایک شخص کرے گا تو معاوضہ لے سکتا ہے مثلاً بالا خانہ والا نیچے والے کو تعمیر پر مجبور نہیں کرسکتا۔ یہ بغیر اس کے حکم کے بنائے گا جب بھی معاوضہ پائے گا اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ جانور دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک نے بغیر اجازت دوسرے کے اسے کھلایا معاوضہ نہیں پائے گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قاضی کے پاس معاملہ پیش کرے اور قاضی دوسرے کو مجبور کرے۔ اور زراعت مشترک میں قاضی شریک کو مجبور نہیں کرسکتا اس میں معاوضہ پائے گا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر۴..... بالا خانہ والے نے نیچے کی عمارت بنوائی تو نیچے والے کو اس میں سکونت سے روک سکتا ہے جب تک جو رقم واجب ہے ادا نہ کرلے اسی طرح ایک دیوار مشترک ہے جس پر دو شخصوں کی کڑیاں ہیں دوسری ایک نے بنوائی جب تک دوسرا اس کا معاوضہ ادا نہ کرے اس پر کڑیاں رکھنے سے روکا جاسکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۵..... ایک دیوار پر دو شخصوں کے چھپر یا کچھ بلیاں ہیں دیوار خراب ہوگئی ہے ایک شخص اس کو درست کرانا چاہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے پہلا شخص دوسرے سے کہہ دے کہ تم اپنا حق ساقط کردو اور میں اپنے چھپر یا کچھ بلیاں کو روک کر دیوار میں سے دیوار گراؤں گا تمہارا نقصان ہوگا اور اس پر لوگوں کو گواہ کر لے اگر اس نے انتظام کر لیا تنہا بنوا لیا اور نہ یہ دیوار گرا دے دوسرے کا جو کچھ نقصان ہوگا اس کا تاوان اس کے ذمہ نہیں کیونکہ وہ خود اپنے نقصان کے تیار ہوا ہے اس کا قصور نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۶..... ایک لمبا راستہ ہے جس میں سے ایک کوچہ غیر نافذ نکلا ہے یعنی کچھ دور کے بعد یہ گلی بند ہوگئی ہے جن لوگوں کے مکانات کے دروازے پہلے راستہ میں ہیں ان کو یہ حق حاصل نہیں کہ کوچہ غیر نافذ میں دروازے نکالیں کیونکہ کوچہ غیر نافذ میں ان لوگوں کے لئے آمد و رفت کا حق نہیں ہاں اگر ہوا آنے جانے کے لئے کھڑکی بنانا چاہتے ہیں یا روشندان کھولنا چاہتے ہیں تو اس سے روکے نہیں جاسکتے کہ اس میں کوچہ سر بستہ والوں کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اور کوچہ سر بستہ والے اگر پہلے راستہ میں اپنا دروازہ نکالیں تو منع نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ راستہ ان لوگوں کے لئے مخصوص نہیں۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر۷..... اگر اس لمبے راستے میں ایک شاخ متصدیہ (کھول) نکلی ہو جو نصف دائرہ میں یا کم ہو تو جن لوگوں کے دروازے پہلے راستے میں ہوں وہ اس کوچہ متصدیہ میں بھی اپنا دروازہ نکال سکتے ہیں کہ یہ میدان مشترک ہے سب کے لئے اس میں حق آسائش ہے۔ (جدہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۸..... ہر شخص اپنی ملک میں جو تصرف چاہے کر سکتا ہے دوسرے کو منع کرنے کا اختیار نہیں مگر جب کہ ایسا تصرف کرے کہ جس کی وجہ سے پڑوسی والے کو نقصان پہنچے ایسے تصرف کو روک دیا جائے گا مثلاً اس کے تصرف کرنے سے پڑوسی والے کی دیوار گر جائے گی یا پڑوسی کا مکان کامل انتفاع نہ رہے گا مثلاً اپنی زمین میں دیوار اٹھا رہا ہے جس سے دوسرے کا روشندان بند ہو جائے گا اس میں بالکل اندھیرا ہو جائے گا۔ (درمختار وغیرہا)

مسئلہ نمبر ۹..... کوئی شخص اپنے مکان میں تنور لگانا چاہتا ہے جس میں ہر وقت روٹی پکے گی جس طرح دکانوں میں ہوتا ہے یا حمام پر آٹا پیسنے کی چکی لگانا چاہتا ہے یا دھوبی کا پاٹ رکھوانا چاہتا ہے جس پر کپڑے دھلتے رہیں گے ان چیزوں کو منع کیا جا سکتا ہے کہ تنور کی وجہ سے ہر وقت دھواں آئے گا جو پریشان کرے گا چکی اور کپڑے دھونے کی دھمک سے پڑوسی کی عمارت کمزور ہوگی اس لئے ان سے مالک مکان منع کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... بالاخانہ پر کھڑکی بناتا ہے جس سے پڑوس کے مکان کی بے پردگی ہوگی اس سے روکا جائے گا۔ (درمختار وغیرہا) یونہی چھت پر چڑھنے سے منع کیا جائے گا جب کہ اس کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہو۔

مسئلہ نمبر ۱۱..... دو مکانوں کے درمیان پردہ کی دیوار تھی گر گئی جس کی دیوار ہے وہ بنائے اور مشترک ہو تو دونوں بنوائیں تا کہ بے پردگی دور ہو۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ فلاں وقت اس نے یہ مکان مجھے ہبہ کر دیا تھا اور قبضہ بھی دے دیا۔ مدعی سے ہبہ کے گواہ مانگے گئے تو کہنے لگا اس نے ہبہ سے انکار کیا تھا مجھ سے یہ مکان خرید لیا اور خریدنے کے گواہ پیش کئے اگر یہ گواہ بیزار نے کا وقت ہبہ کے بعد کا بتاتے ہیں مقبول ہیں اور پہلے کا تاریخیں تو مقبول نہیں کہ تناقض پیدا ہو گیا اور اگر ہبہ اور بیع دونوں کے وقت مذکور ہوں یا ایک کے لئے وقت ہو دوسرے کے لئے وقت نہ ہو جب بھی گواہ مقبول ہیں کہ دونوں قولوں میں توفیق ممکن ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مکان کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ مجھ پر وقف ہے پھر یہ کہتا ہے میرا پہلے دوسرے کے لئے دعویٰ کیا پھر اپنے لئے دعویٰ کرنا ہے یہ مقبول نہیں کہ تناقض ہے اور اگر پہلے اپنی ملک کا دعویٰ کیا پھر اپنے اوپر وقف بتایا پہلے اپنے لئے دعویٰ کیا پھر دوسرے کے لئے یہ مقبول ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک شخص نے دوسرے سے کہا میرے ذمہ تمہارے ہزار روپے ہیں اس نے کہا میرا تم پر کچھ نہیں ہے پھر اسی مجلس میں کہا ہاں میرے تمہارے ذمہ ہزار روپے ہیں تو اب کچھ نہیں لے سکتا کہ اس کا اقرار اس کے رد کرنے سے رد ہو گیا اب یہ اس کا دعویٰ ہے۔ گواہ سے ثابت کرے یا وہ شخص اس کی تصدیق کرے تو لے سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ایک شخص نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا مدعا علیہ نے انکار کیا کہ میرے ذمہ تمہارا کچھ نہیں ہے یا یہ کہا کہ میرے ذمہ کبھی کچھ نہ تھا اور مدعی نے اس کے ذمہ ہزار روپے ہونا گواہوں سے ثابت کیا اور مدعا علیہ نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں ادا کر چکا ہوں یا مدعی معاف کر چکا ہے مدعا علیہ کے گواہ مقبول ہیں۔ اور اگر مدعا علیہ نے یہ کہا کہ میرے ذمہ کچھ نہ تھا اور میں تمہیں پیچھے بتا بھی نہیں اس کے بعد ادا یا ابراء کے گواہ قائم کئے گواہ مقبول نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... چار سو کا دعویٰ کیا مدعا علیہ نے انکار کر دیا مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا اس کے بعد مدعی نے یہ اقرار کیا کہ مدعا

علیہ کے اس کے ذمہ تین سو ہیں اس اقرار کی وجہ سے مدعا علیہ سے تین سو ساقط نہ ہوں گے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... بھوئی یا کہا کہ تم نے فلاں چیز میرے ہاتھ بیچ کی ہے مدعا علیہ منکر ہے مدعی نے گواہوں سے بیع ثابت کردی اور قاضی نے چیز دلادی، اس کے بعد مدعی نے دعویٰ کیا کہ اس چیز میں عیب ہے لہٰذا واپس کرادی جائے، بائع جواب میں کہتا ہے کہ میں ہر عیب سے دست بردار ہو چکا تھا اور اس کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہتا ہے بائع کے گواہ مقبول ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ایک شخص دستاویز پیش کرتا ہے کہ اس کی رو سے تم نے فلاں چیز کا میرے لئے اقرار کیا ہے وہ کہتا ہے جہاں میں نے اقرار کیا تھا تم نے اس کو رد کر دیا مقرلہ کو حلف دیا جائے گا اگر وہ حلف سے یہ کہدے کہ میں نے رد نہیں کیا تھا وہ چیز مقر سے لے سکتا ہے۔ یونہی ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ تم نے یہ چیز میرے ہاتھ بیچ کی ہے بائع کہتا ہے ہاں بیع کی تھی مگر تم نے اقالہ کرلیا مدعی پر حلف دیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... کافر ذمی مرگیا اس کی عورت میراث کا دعویٰ کرتی ہے اور یہ عورت اس وقت مسلمان ہے کہتی ہے میں اس کے مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہوں اور ورثہ یہ کہتے ہیں کہ اس کے مرنے سے پہلے مسلمان ہو چکی تھی لہٰذا میراث کی حق دار نہیں ورثہ کا قول معتبر ہے۔ اور مسلمان مرگیا اور اس کی عورت کافر ذمی وہ کہتی ہے میں شوہر کی زندگی میں مسلمان ہو چکی ہوں اور ورثہ کہتے ہیں مرنے کے بعد مسلمان ہوئی اس صورت میں بھی ورثہ کا قول معتبر ہے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۲۰..... میت کے کفر و اسلام میں اختلاف ہے کہ وہ مسلمان ہوا تھا یا کافر ہی تھا جو اس کے اسلام کا مدعی ہے اس کا قول معتبر ہے۔ مثلاً ایک شخص مرگیا جس کے والدین کافر ہیں اور اولاد مسلمان ہے والدین یہ کہتے ہیں کہ ہمارا بیٹا کافر تھا اور کافر مرا اور اس کی اولاد کہتی ہے ہمارا باپ مسلمان ہو چکا تھا اسلام پر مرا تو اولاد کا قول معتبر ہے یہی اس کے وارث قرار پائیں گے ماں باپ کچھ نہ لے سکیں گے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... پن چکی خچر پر دے دی ہے مالک اجرت کا مطالبہ کرتا ہے خچر والا یہ کہتا ہے کہ نہر کا پانی خشک ہو گیا تھا اس وجہ سے چکی چل نہ سکی اور میرے ذمہ اجرت واجب نہیں۔ مالک اس سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے پانی جاری تھا چکی بند رہنے کی کوئی وجہ نہیں اور گواہ کسی کے پاس نہیں اگر اس وقت پانی جاری ہونا مالک کا قول معتبر ہے اور جاری نہیں ہے تو خچر والے کا قول معتبر ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... ایک شخص نے اپنی چیز کسی کے پاس امانت رکھی تھی وہ مرگیا، امین ایک شخص کی نسبت یہ کہتا ہے یہ شخص اس امانت رکھنے والے کا بیٹا ہے اور اس کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں علم دیا جائے کہ امانت اسے دے دے۔ اس کے بعد وہ امین ایک دوسرے شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ اس میت کا بیٹا ہے مگر وہ پہلا شخص انکار کرتا ہے تو یہ شخص اس امانت میں سے کچھ نہیں لے سکتا ہاں اگر پہلے شخص کو امین نے بغیر قضائے قاضی امانت دے دی ہے تو دوسرے کے حصہ کی قدر امین کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا۔ مدین نے یہ اقرار کیا کہ یہ میرے دائن کا بیٹا ہے اس کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تو دین اسے دے دینا ضروری ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... صورت مذکورہ میں امین نے یہ اقرار کیا کہ یہ شخص اس کا بھائی ہے اور اس کے سوا میت کا کوئی وارث نہیں تو قاضی فوراً دینے کا حکم نہ دے گا بلکہ انتظار کرے گا کہ شاید اس کا کوئی بیٹا ہو جو شخص بہر حال وارث ہوتا ہے جیسے بیٹی یا باپ ماں یہ سب بیٹے کے حکم میں ہیں اور جو کبھی وارث ہوتا ہے کبھی نہیں وہ بھائی کے حکم میں ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... امین نے اقرار کیا کہ جس کی امانت رکھی ہے یہ اس کا وکیل بالقبض ہے یا یہی ہے اس نے اس سے اس چیز کو خرید لیا ہے تو ان سب کو دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر مدین نے کسی شخص کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ اس کا وکیل بالقبض ہے تو دے دینے کا حکم دیا

جائے گا۔ عاریت اور عین مضمونہ یا امانت کے حکم میں ہیں جہاں امانت دینا جائز ان کا بھی دے دینا جائز اور جہاں دینا جائز یہ بھی دینا جائز۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... میت کا ترکہ وارثوں یا قرض خواہوں میں تقسیم کیا گیا اگر وارث یا قرض خواہوں کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو تو ان لوگوں سے اس بات کا ضامن نہیں لیا جائے گا کہ اگر کوئی وارث یا دائن ثابت ہوا تو تم کو واپس کرنا ہوگا اور اگر وارث یا دائن اقرار سے ثابت ہوتو کفیل لیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان میرا اور میرے بھائی کا ہے جو ہم کو میراث میں ملا ہے اور اس کا بھائی غائب ہے اس موجود نے گواہوں سے ثابت کر دیا آدھا۔ مکان اس کو دے دیا جائے گا اور آدھا قاضی کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے گا جب وہ غائب آجائے گا تو اس کا حصہ اسے مل جائے گا یا اسے گواہ قائم کرنے کی ضرورت پڑے گی بعد یہ فیصلہ کی وہ پہلا ہی فیصلہ اس کے حق میں بھی فیصلہ ہے۔ جائیداد متنازعہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... کسی شخص نے یہ کہا کہ میرا مال صدقہ ہے یا جو کچھ میری ملک ہے صدقہ ہے تو جو اموال زکوٰۃ قبیل زکوٰۃ ہیں یعنی سونا چاندی سائمہ اموال تجارت یہ سب مساکین پر تصدق کرے اور اگر اس کے پاس اموال زکوٰۃ کے سوا کوئی دوسرا مال ہی نہ ہو تو اس میں بقدر قوت روک لے۔ لیاقتی صدقہ کر دے پھر جب کچھ مال ہاتھ میں آجائے تو جتنا روک لیا تھا اتنا صدقہ کر دے۔ (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۸..... کسی شخص کو وہی بیٹا اور اسے تجارت ہوئی یا ایضاً صحیح ہے اور وہی نے اگر تصرف کر لیا یہ تصرف صحیح ہے اور کسی کو وکیل بنایا اور وہ وکیل بنا ہوا یہ توکیل صحیح نہیں اور اسی لاعلمی میں وکیل نے تصرف کر ڈالا یہ تصرف بھی صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... قاضی یا امین نے کسی کی چیز قرض خواہ کے دین ادا کرنے کے لئے بیچ کر دی اور ثمن پر قبضہ کر لیا مگر یہ ثمن قاضی یا اس کے امین کے پاس سے ضائع ہو گیا اور وہ چیز جو بیچ کی گئی تھی اس کا کوئی حق دار پیدا ہو گیا یا مشتری کو دینے سے پہلے وہ چیز ضائع ہو گئی تو اس صورت میں نہ قاضی پر تاوان ہے نہ اس کے امین پر بلکہ مشتری جو ثمن ادا کر چکا ہے ان قرض خواہوں سے اس کا تاوان وصول کرے گا اور اگر وہی نے دین ادا کرنے کے لئے میت کا مال بیچا ہے اور یہی صورت واقع ہوئی تو مشتری وہی سے وصول کرے گا اگرچہ وہی نے قاضی کے حکم سے بیچا ہو پھر وہی دائن سے وصول کرے گا اس کے بعد اگر میت کے کسی مال کا پتہ چلے تو دائن اس سے اپنا دین وصول کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... کسی نے ایک لاکھ مال کی نذر کے لئے وصیت کی قاضی نے لاکھ مال نذر کے سوا مال یا نذر بھی فقیروں کو دیا یہ نذر کا ضائع ہو گیا تو فقرا کا مال بلاک ہوا یعنی باقی وصیتوں میں پھر سے لاکھ نہیں نکالا جائے گا بلکہ یہ وصیتیاں ویسا کی ویسی کر دی جائیں گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... قاضی عالم و عادل اگر حکم دے کہ میں نے اس شخص کے رجم یا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا ہے یا کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے تو یہ سزا قائم کر دو اگر چہ شہود اس کے سامنے نہیں گزرا نہوں نے گواہی کو کر ادا درست ہے اور اگر قاضی عادل نہیں ہے مگر عالم نہیں تو اس سے اس سزا کے شرائط دریافت کرے اگر اس نے صحیح طور پر شرائط بیان کر دیئے تو اس کے حکم کی تعمیل کرے ورنہ نہیں۔ یونہی اگر قاضی عادل نہ ہو تو جب تک ثبوت کا ثبوت معائنہ نہ کیا ہو وہ حکم نہ کرے اور اس زمانہ میں فتویٰ کا منتظمی یہی ہے کہ بہر صورت بدون معائنہ ثبوت قاضی کے کہنے پر یہ اعمال نہ کرے۔ (درمختار وغیرہ)

گواہی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْئَمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰى

اَجَلِہٖ ؕ ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّہَادَۃِ وَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَہَا بَیْنَکُمْ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَکْتُبُوْہَا ؕ وَ اَشْہِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ ۪ وَ لَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّ لَا شَہِیْدٌ ؕ وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّہٗ فُسُوْقٌۢ بِکُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ وَ یُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ ؕ وَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۝ (پ۳ رکوع ۱۸)

اور دو گواہ کرلو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو تم پسند کرو کہ کہیں ان میں ایک عورت جھول جائے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں اور اسے بھاری نہ جانو کہ دین چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد بلکہ تحریر کرلو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں اور جب خرید وفروخت کرو تو گواہ کرلو اور یہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو (نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) اور جو تم ایسا کرو تو یہ تمہارا فسق ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرماتا ہے

وَ لَا تَکْتُمُوا الشَّہَادَۃَ ؕ وَ مَنْ یَّکْتُمْہَا فَاِنَّہٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ (پ۲ رکوع ۲۸)

اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے تو اندر سے اس کا دل گناہگار ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱.....امام مالک و مسلم و احمد و ابوداؤد و ترمذی رحمہم اللہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو بہترین گواہوں کی بہتر گواہ کون ہے؟ فرمایا وہ جو گواہی دیتا ہے اس سے قبل کہ گواہی کے لئے کہا جائے۔

حدیث ۲.....بخاری و مسلم رحمہما اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے پر چیز دلا دی جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کر ڈالیں گے ولیکن مدعی کے ذمہ یمین (قسم) ہے اور منکر پر قسم۔

حدیث ۳.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ شخصوں نے میراث کے متعلق حضور ﷺ کی خدمت میں دعویٰ کیا اور گواہ کسی کے پاس نہ تھے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے موافق اس کے بھائی کی چیز کا فیصلہ کر دیا جائے تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے یہ سن کر دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں پاتا ہی اپنے فریق کو جانا ہوں۔ فرمایا یوں نہیں بلکہ تم دونوں جا کر اسے تقسیم کرو اور ٹھیک ٹھیک تقسیم کرو پھر قرعہ اندازی کر کے اپنا حصہ لے لو اور ہر ایک دوسرے سے (اگر اس کے حصہ میں ان کا حق آگیا ہو) معاف کرا لے۔

حدیث ۴.....شرح سنت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ دو شخصوں نے ایک جانور کے متعلق دعویٰ کیا ہر ایک نے اس بات پر گواہ قائم کئے کہ میرا بچہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے موافق فیصلہ کیا جس کے قبضہ میں تھا۔

حدیث ۵.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ کے زمانے اقدس میں دو شخصوں نے ایک اونٹ کے متعلق دعویٰ اور ہر ایک نے گواہ پیش کئے حضور ﷺ نے دونوں کے مابین نصف نصف تقسیم فرما دیا۔

حدیث ۶.....صحیح مسلم میں ہے وائل بن حجر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص حضرموت کا ایک قبیلہ کندہ کا دو شخص حاضر ہوئے حضرموت والے نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس نے میری زمین زبردستی لے لی ہے۔ کندی نے کہا وہ زمین میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے اس میں اس شخص کا کوئی حق نہیں۔ حضور ﷺ نے حضرموت والے سے فرمایا کیا تمہارے پاس گواہ ہیں؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا تو اب اس پر حلف دے سکتے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ شخص فاجر ہے اس کی پرواہ بھی نہ کرے گا کسی چیز پر قسم کھانا ہے ایسی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا۔ ارشاد فرمایا اس کے سوا دوسری بات نہیں جب وہ شخص قسم کے لئے آمادہ ہوا۔ ارشاد فرمایا اگر یہ دوسرے کے مال پر قسم

کھائے گا کہ بغیر قسم اس کا مال کھا جائے تو خدا سے اس مال میں ملے گا کہ وہ اس سے اعراض فرمانے والا ہے۔

حدیث ۷.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورتوں کی گواہی جائز اور نہ اس مرد کی جس پر حد لگائی گئی اور نہ اس عورت کی اور نہ اس کی جس کو اس سے عداوت ہے جس کے خلاف گواہی دیتا ہے اور نہ اس کی جس کی جھوٹی گواہی کا تجربہ ہو چکا ہو اور نہ اس کے جو والد جس کا بیٹا ہے (یعنی اس کا کھایا جس کے ساتھ ہو) اور نہ اس کی جو والد یا فرزند میں سے ہو۔

حدیث ۸.....صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ گناہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

حدیث ۹.....ابوداؤد ابن رحمہا اللہ علیہ نے فریم بن فاتک رضی اللہ عنہ اور امام احمد ترمذی رحمہما اللہ نے ایمن بن فریم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز صبح پڑھ کر قیام کیا اور یہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کر دی گئی پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِهٖ (پ۱۷، الحج ۳۰، ۳۱)

تو دور رہو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے اور ایک اللہ کے ہو کر اس کا ساجھی (شریک) کسی کو نہ کرو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱۰.....بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر جو ان کے بعد ہیں پھر وہ جو ان کے بعد ہیں پھر ایسی قوم آئے گی کہ ان کی گواہی قسم پر سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر یعنی گواہی دینے میں بے باک ہوں گے۔

حدیث ۱۱.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہلنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ ﷻ اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔

حدیث ۱۲.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ناحق گواہی دی جس سے کسی مرد مسلم کا مال ہلاک ہو جائے یا کسی کا خون بہایا جائے اس نے جہنم واجب کر لیا۔

حدیث ۱۳.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرمایا جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں وہ جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمہ کی پیروی کرے وہ اللہ ﷻ کی ناخوشی میں ہے جب تک اس سے جدا نہ ہو جائے۔

حدیث ۱۴.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو گواہی کے لئے بلایا گیا اور اس نے گواہی چھپائی یعنی ادا کرنے سے گریز کیا وہ ویسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔

مسائل فقہیہ: کسی حق کے ثابت کرنے کے لئے کچھ قاضی میں لفظ شہادت کے ساتھ تین باتیں: دیئے کو شہادت یا گواہی کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... مدعی کے طلب کرنے پر گواہی دینا لازم ہے اور اگر گواہ کو اندیشہ ہو کہ گواہی نہ دے گا تو صاحب حق کا حق تلف ہو جائے گا یعنی اسے علم ہی نہیں کہ فلاں شخص معاملہ کو جانتا ہے کہ اسے گواہی کے لئے طلب کرتا اس صورت میں بغیر طلب بھی گواہی دینا لازم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... شہادت فرض کفایہ ہے بعض نے کر لیا تو باقی لوگوں سے ساقط اور دو ہی شخص ہوں تو فرض عین ہے خواہ حق ہو یا دین گواہ بنانے کے لئے بلائے گئے یا گواہی دینے کے لئے دونوں صورتوں میں جانا ضروری ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۳..... جس چیز کے گواہ ہوں اگر وہ مجہول ہے یعنی اس کے لئے کوئی معیار نظر نہ لیا جاتا ہو اور نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... شہادت کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ شرائطِ حمل و شرائطِ ادا۔ حمل یعنی معاملہ کے گواہ بننے کے لئے تین شرطیں ہیں۔ (۱) یہ وقت حمل عاقل ہونا (۲) نکھیارا ہونا۔ (۳) جس چیز کا گواہ بنے اس کا مشاہدہ کرنا۔ لہٰذا مجنون یا لا یعقل بچہ یا اندھے کی گواہی درست نہیں۔ یونہی جس چیز کا مشاہدہ نہ کیا ہو محض سنی سنائی بات کی گواہی دینا جائز نہیں ہاں بعض امور کی شہادت بغیر دیکھے محض سننے کے ساتھ ہو سکتی ہے جن کا ذکر آئے گا۔ حمل کے لئے بلوغ "حریت" اسلام۔ عدالت شرط نہیں یعنی اگر وقت حمل بچہ یا غلام یا کافر یا فاسق تھا مگر ادا کے وقت بچہ بالغ ہو گیا ہے غلام آزاد ہو چکا ہے۔ کافر مسلمان ہو چکا ہے۔ فاسق تائب ہو چکا ہے تو گواہی مقبول ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵..... شرائطِ ادا یہ ہیں۔ (۱) گواہ کا عاقل ہونا (۲) بالغ (۳) آزاد (۴) نکھیارا ہونا (۵) ناطق ہونا (۶) محدود فی القذف نہ ہونا یعنی اسے تہمت کی حد نہ ماری گئی ہو۔ (۷) گواہی دینے میں گواہ کا نفع یا دفع ضرر متصور نہ ہونا۔ (۸) جس چیز کی شہادت دیتا ہو اس کو جانتا ہو اس وقت بھی اسے یاد ہو (۹) گواہ بطریق مقدمہ نہ ہونا (۱۰) جس کے خلاف شہادت دیتا ہے وہ مسلمان ہو تو گواہ کا مسلمان ہونا (۱۱) حد و قصاص میں گواہ کا مرد ہونا (۱۲) حقوق العباد میں جس چیز کی گواہی دیتا ہے اس کا پہلے سے دعویٰ ہونا (۱۳) شہادت کا دعویٰ کے موافق ہونا۔ (عالمگیری و درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... شہادت کا رکن یہ ہے کہ بوقت ادا گواہ یہ لفظ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس لفظ کا مطلب ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بات پر مطلع ہوا اور اب اس کی خبر دیتا ہوں اگر گواہی میں یہ لفظ کہہ دیا کہ میرے علم میں یہ ہے یا میرا گمان یہ ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

آج کل انگریزی کچہریوں میں ان لفظوں سے گواہی دی جاتی ہے "میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں" یہ شرع کے خلاف ہے۔

مسئلہ نمبر ۷..... شہادت کا حکم یہ ہے کہ گواہوں کا جب تزکیہ ہو جائے اس کے موافق حکم کرنا واجب ہے اور جب تمام شرائط پائے گئے اور قاضی نے گواہی کے موافق فیصلہ نہ کیا گنہگار ہوا اور مستحق عزل و تعزیر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... ادائے شہادت واجب ہونے کے لئے چند شرائط ہیں۔ (۱) حقوق العباد میں مدعی کا طلب کرنا اور اگر مدعی کو اس کا گواہ ہونا معلوم نہ ہو اور اس کو علم ہو کہ گواہی دے گا تو مدعی کی جمع شدگی ہوئی اس صورت میں بغیر طلب گواہی دینا واجب ہے۔ (۲) یہ علم ہو کہ قاضی اس گواہی کو قبول کر لے گا اور اگر علم ہو کہ قبول نہیں کرے گا تو گواہی دینا واجب نہیں جب کہ دوسرے گواہی دے دیں اور وہ اس قابل ہوں کہ ان کی گواہی مقبول ہوتی اور اگر ایسے لوگوں نے شہادت دی جن کی گواہی مقبول نہ ہوتی اور اس نے نہ دی گنہگار ہے (۳) وہ عادل کی زبانی اس امر کا یقین علم ہو یا وہ جس کی شہادت دینا چاہتا ہے مشاہدہ کی دلیل پر مبنی ہو جس کا یہ مشاہد ہے مگر (۴) دو عادل سے علم ہوا کہ مدعا علیہ دین ادا کر چکا ہے۔ یا زوجیت نکاح کا مدعی ہے اور گواہ کو علم ہوا کہ تین طلاقیں دے چکا ہے مشتری غلام شرید نے کا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ کو علم ہوا ہے کہ مشتری اسے آزاد کر چکا ہے یا قتل کا دعویٰ ہے اور علم ہوا ہے کہ وہ معاف کر چکا ہے ان سب صورتوں میں دین و نکاح و قتل کی گواہی دینا درست نہیں۔ اور اگر خبر دینے والے عادل نہ ہوں تو گواہ کو اختیار ہے گواہی دے اور قاضی کے سامنے جو کچھ ہوا ہے ظاہر کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ گواہی سے انکار کر دے اور اگر خبر دینے والا ایک عادل ہو تو گواہی سے انکار نہیں کر سکتا نکاح کے دعویٰ میں گواہ سے عادل نے کہا ہم نے خود

معائنہ کیا ہے کہ دونوں نے ایک (عورت کا) دودھ پیا گواہوں نے دیکھا ہے کہ مدعی اس چیز میں اس طرح تصرف کرتا ہے کہ جیسا مالک کرتے ہیں اور عادل نے ان) کے سامنے یہ شہادت دی کہ وہ بیچ دوسرے شخص کی ہے تو گواہی دینا جائز نہیں۔ (۵) جس قاضی کے پاس شہادت کے لئے بلایا جاتا ہے وہ عادل ہو گواہ کو یہ علم نہ ہو کہ مقر نے خوف کی وجہ سے اقرار کیا ہے اگر یہ علم ہو جائے تو گواہی نہ دے۔ مثلاً مدعا علیہ سے جبراً ایک چیز کا اقرار کرایا گیا تو اس اقرار کی شہادت درست نہیں۔ گواہ والیں چلے جو کہ وہ کچہری سے قریب ہو یعنی قاضی کے یہاں جا کر گواہی دے کہ نام کو اپنے مکان کو واپس آسکتا ہو اور اگر زیادہ فاصلہ ہو کہ شام تک واپس نہ آسکتا ہو تو گواہی دینے میں گناہ نہیں اور اگر بوڑھا ہے کہ پیدل کچہری تک نہیں جا سکتا اور خود اس کے پاس سواری نہیں ہے مدعی اپنی طرف سے اسے سوار کر کے لیا اس میں حرج نہیں اور گواہی مقبول ہے اور اگر اپنی سواری پر جا سکتا ہے اور مدعی سوار کر کے لیا تو گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... آج کل انگریزی کچہریوں میں گواہی دینے کی جو صورت ہے وہ اہل معاملہ سے مخفی نہیں وکیل مدعی جھوٹ بولنے پر زور دیتے ہیں اور وکیل مدعا علیہ کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایسی گواہی سے خدا بچائے

مسئلہ نمبر ۱۰..... مدعی نے گواہوں کو کھانا کھلایا اگر اس کی صورت یہ ہے کہ کھانا تیار تھا اور گواہ اس موقع پر پہنچ گیا اسے بھی کھلا دیا تو گواہی مقبول ہے اور اگر خاص گواہوں کے لئے کھانا تیار ہوا ہے تو گواہی مقبول نہیں مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی مقبول ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... حقوق اللہ یعنی میں گواہی دینا بغیر طلب مدعی بھی واجب ہے بلکہ گواہی میں تاخیر کرنا بھی اس کے لئے جائز نہیں یا عذر شرعی تاخیر کرے گا فاسق ہو جائے گا اور اس کی گواہی مردود ہوگی۔ مثلاً کسی نے اپنی عورت کو بائن طلاق دے دی ہے اس کی گواہی دینا ضروری ہے اور اگر مخافظ طلاق کے بعد وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہتے ہوں اور اسے معلوم ہے اور گواہی نہیں دی کچھ دنوں کے بعد گواہی دینا ہے مردود الشہادۃ ہے۔ (درمختار، بحر)

مسئلہ نمبر ۱۲..... ایک شخص مر گیا اس نے زوجہ اور دیگر وارث چھوڑے۔ گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے صحت کی حالت میں ہمارے سامنے اقرار کیا تھا کہ عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں یا بائن طلاق دی ہے یہ گواہی مردود ہے جب کہ وہ عورت اس مرد کے ساتھ رہتی رہی ہو کہ ان لوگوں نے اب تک دیکھا اور خاموش رہے لہٰذا فاسق ہو گئے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... بال رمضان وعید الفطر وعید الاضحیٰ کی شہادت دینا واجب ہے اور وقت کی گواہی بھی ضروری ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... حدود کی گواہی میں دونوں پہلو ہیں ایک از الہ منکر و دفع فساد اور دوسرا مسلم کی پردہ پوشی کرنا۔ گواہ کو اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے یا دوسری صورت اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب کرے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے مگر جب کہ وہ شخص بیباک ہو حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... چوری کی شہادت میں بہتر یہ کہا جائے کہ اس شخص کا مال لے لیا یہ نہ کہے کہ چوری کی کیونکہ اس طرح کہنے میں حد یا حق بھی ہو جاتا ہے اور پردہ پوشی بھی۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... نصاب شہادت زنا میں چار مرد ہیں جو حدود خالص کے لئے دو مرد۔ ان دونوں چیزوں میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں ہاں اگر کسی نے طلاق کو شراب پینے پر معلق کیا تھا اور اس کے شراب پینے کی گواہی ایک مرد اور دو عورتوں نے دی تو طلاق واقع ہونے کا حکم کر دیا جائے گا مگر حد جاری نہیں ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... کسی مرد کا کفر کر کے اسلام لانے کا ثبوت بھی دو مردوں کی شہادت سے ہو گا اسی طرح مسلمان کے مرتد ہونے کا ثبوت

بھی دھوبیوں کی گواہی سے ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ولادت و بکارت اور عورتوں کے عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی ان میں ایک عورت حرہ مسلمہ کی گواہی کافی ہے اور دو عورتیں ہوں تو بہتر ہے اور بچہ زندہ پیدا ہوا یا مردہ ہونے کے وقت رویا تھا اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے حق میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے مگر حق وراثت میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی کافی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی اور ولادت کے متعلق اگر ایک مرد نے شہادت دی اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتا ہے میں نے ارادۃً قصداً دیکھا تو گواہی مقبول نہیں کہ مرد کو نظر کرنا جائز نہیں اور اگر یہ کہتا ہے کہ اچانک میری اس طرف نظر پڑ گئی تو گواہی مقبول ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... کنوئیں کے بچوں میں مارپیٹ، جھگڑے ہو جائیں ان میں تنہا مسلم کی گواہی مقبول ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... ان کے علاوہ دیگر معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے۔ جس حق کی شہادت دی گئی ہو وہ مال ہو یا غیر مال مثلاً نکاح، طلاق، عتاق، وکالت کو یہ مال نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... کسی معاملہ میں تنہا چار عورتیں گواہی دیں جن کے ساتھ مرد کوئی نہیں یہ گواہی معتبر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... گواہی کی ہر صورت میں یہ کہنا ضروری ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں یعنی صیغہ حال کہنا ضروری ہے اور جہاں یہ لفظ شرط نہ ہو مثلاً پانی کی طہارت اور رویت ہلال رمضان کی ذیل میں شہادت نہیں بلکہ اخبار ہے شہادت کے وہاں قبول ہونے کے لئے یہ حالت شرط ہے۔ صحت قضا کے لئے یہ حالت شرط نہیں۔ اگر غیر عادل کی شہادت قاضی نے قبول کر لی اور فیصلہ دے دیا تو یہ فیصلہ نافذ ہے اگرچہ قاضی گنہگار ہوا اور اگر قاضی کے لئے بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ فاسق کی گواہی قبول نہ کرنا اور قاضی نے قبول کر لی تو فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... گواہی ایسے شخص پر دینا ہو جو موجود ہے تو گواہ کو مدعی و مدعا علیہ و مشہود بہ (وہ جس چیز کے متعلق شہادت دیتا ہے) کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جب کہ مشہود بہ عین ہو اور غائب یا میت پر شہادت دیتا ہو تو اس کا اور اس کے باپ دادا کا نام لینا ضروری ہے۔ اور اگر اس کے باپ اور پیشہ کا نام لیا دادا کا نام نہ لیا یہ کافی نہیں ہاں اگر اس کی وجہ سے ایسا ممتاز ہو جائے کہ کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے تو کافی ہے اور اگر اتنا معروف ہے کہ فقط نام یا لقب ہی سے بالکل ممتاز ہو جاتا ہے تو یہی کافی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... قاضی کو اگر گواہوں کا حال معلوم ہو تو ان کے حالات کی تحقیق کی کیا حاجت اور معلوم نہ ہو تو عدالت میں تحقیقات کرنا ہے مدعا علیہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے اور ان کے غیر میں اگر مدعا علیہ ان پر طعن کرتا ہو تو ضروری ہے ورنہ قاضی کو اختیار ہے اور اس زمانہ میں عملی طور پر گواہوں کے حالات دریافت کرنے میں بڑے فتنے ہیں۔ (جامع الرموز)

مسئلہ نمبر ۲۶..... جو چیز دیکھنے کی ہے آنکھ سے دیکھا اور جو سننے کی ہے اپنے کان سے سنا مگر جس سے سنا اس کو بھی آنکھ سے دیکھا ہو تو گواہی دینا جائز ہے اگرچہ پردہ کی آڑ سے دیکھا ہو کہ اس نے دیکھا اور اس نے نہ دیکھا یہ ضروری نہیں کہ اس نے کہہ دیا ہو کہ میں نے تمہیں گواہ بنایا مثلاً دو شخصوں کے مابین بیع ہوئی اس نے دونوں کو دیکھا اور دونوں کے لفاظ سنے یا بطور تعاطی دو شخصوں کے مابین بیع ہوئی جس کو خود اس نے دیکھا یا بیع کا گواہ ہے یا نکاح میں یہ حاضر ہے ایجاب و قبول اپنے کان سے سنے اور دونوں کو بوقت سننے کے دیکھ رہا ہے یہ نکاح کا گواہ ہے اگرچہ ربی طور پر اس کو گواہی کے لئے نامزد نہ کیا ہو۔ یعنی اگر اس کے سامنے مقر نے اقرار کیا یا قرار کا گواہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... جس کی بات اس نے سنی وہ پردے میں ہے۔ آواز سنتا ہے مگر اسے دیکھتا نہیں ہے کہ اس کے متعلق اس کی گواہی درست نہیں اگر چہ آواز سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ فلاں کی آواز ہے جہاں اگر اسے واضح طور پر یہ علم ہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے یوں کہ یہ

خود پہلے مکان میں گیا تھا اور دیکھ آیا تھا کہ مکان میں اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور یہ دروازے پر بیٹھا رہا کوئی دوسرا مکان کے اندر گیا نہیں اور مکان میں جانے کا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ایسی حالت میں جو کچھ اندر سے آواز آئی اور اس نے سنی اس کی شہادت دے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸.....ایک عورت نے کوئی بات کہی یا اس کو دیکھ رہا تھا مگر چہرہ نہیں دیکھا کہ پیچھے سنا اور دو شخصوں نے اس کے سامنے یہ شہادت دی کہ فلانی عورت ہے تو نام ونسب کے ساتھ یعنی فلانی عورت فلاں کی بیٹی نے یہ اقرار کیا یا میں گواہی دیتا جائز ہے اور اگر دیکھا نہیں فقط آواز سنی اور دو شخصوں نے اس کے سامنے شہادت دی کہ یہ فلانی عورت ہے اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں اور اگر چہرہ اس نے خود دیکھ لیا اور اس نے خود اپنے منہ سے کہہ دیا کہ میں فلانہ بنت فلاں ہوں تو جب تک وہ زندہ ہے گواہی دے سکتا ہے اور اس کے سامنے اشارہ کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے میرے سامنے یہ اقرار کیا تھا۔ اس صورت میں اس کی صورت نہیں کو دو شخص اس کے سامنے گواہی دیں کہ یہ فلانی ہے اور اس کے مرنے کے بعد یہ شہادت دینا جائز نہیں کہ فلانی عورت نے میرے سامنے اقرار کیا جب کہ یہ خود پہچانتا نہیں محض اس کے کہنے سے جان لیا ہو۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹.....ایک عورت کے متعلق نام ونسب کے ساتھ گواہی دی اور عورت کچہری میں حاضر ہے حاکم نے دریافت کیا کہ اس عورت کو پہچانتے ہو گواہ نے کہا نہیں یہ گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر گواہوں نے یہ کہا کہ وہ عورت جس کا نام ونسب یہ ہے اس نے بحوالہ کہی تھی ہم اس کے شاہد ہیں مگر یہ ہم کو معلوم نہیں کہ یہ وہی ہے یا دوسری تو اس نام پر وہ شہادت صحیح ہے مگر مدعی کے ذمہ یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ عورت جو حاضر ہے وہی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰.....ایک شخص کے ذمہ کسی کا مطالبہ ہے وہ بیچائی میں اقرار کر لیتا ہے مگر جب لوگوں کے سامنے دریافت کرتا ہے تو انکار کر دیتا ہے صاحب حق نے حیلہ کیا کہ کچھ لوگوں کو مکان کے اندر چھپا دیا اور اس کو بلایا اور دریافت کیا اس نے کچھ کر کہ یہاں کوئی نہیں ہے اقرار کر لیا جس کو ان لوگوں نے سنا اگر ان لوگوں نے دروازہ کی جھری یا سوراخ سے اس شخص کو دیکھ لیا گواہی دینا درست ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱.....ملک کو جانتا ہے مگر مالک کو نہیں پہچانتا مثلاً ایک مکان ہے جس کو اس نے دیکھا ہے اور اس کے حدود اربعہ کو پہچانتا ہے اور لوگوں سے اس نے سنا ہے کہ یہ مکان فلاں بن فلاں کا ہے جس کو یہ پہچانتا نہیں اس کو گواہی دینا جائز ہے اور گواہی مقبول ہے۔ اور اگر ملک و مالک دونوں کو نہیں پہچانتا مثلاً یہ سنا ہے کہ فلاں بن فلاں کا فلاں گاؤں میں ایک مکان ہے جس کے حدود یہ ہیں نہ مکان کو دیکھا نہ مالک کو تصرف کرتے دیکھا اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں اور اگر مالک کو دیکھا ہے مگر ملک کو نہیں دیکھا مثلاً اس شخص کو خوب پہچانتا ہے اور لوگوں سے سنا ہے کہ فلاں جگہ اس کا ایک مکان ہے جس کے حدود یہ ہیں اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲.....مالک وملک دونوں کو دیکھا ہے اس شخص کو دیکھا ہے کہ اس ملک میں اس قسم کا تصرف کرتا ہے جس طرح مالک کرتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے اور گواہی کی سمجھ ہے یا بات سمجھتا ہے کہ یہ اس کی ہے پھر کچھ دنوں کے بعد وہ چیز دوسرے کے قبضہ میں دیکھی شخص اول کی ملک کی شہادت دے سکتا ہے مگر قاضی کے سامنے اگر یہ بیان کر دے کہ مجھے اس کی ملک ہونا اس طرح "معلوم ہوا ہے کہ میں نے اسے تصرف کرتے دیکھا ہے تو گواہی رد کر دی جائے گی۔ ہاں اگر دو عادل نے گواہوں نے کہہ دیا کہ یہ چیز شخص ثانی کی ہے اس نے پہلے پاس امانت رکھی تھی تو اب پہلے کے لئے گواہی دینا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳.....جو بات معروف ومشہور ہو جس میں سن کر بھی گواہی دینا جائز ہوتا ہے مثلاً کسی کی موت "نکاح" نسب" جب کہ دل میں یہ بات آتی ہے کہ جو کچھ لوگ کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے اس کے متعلق اگر دو عادل یہ کہہ دیں کہ وہ ایسا نہیں ہے جو تمہارے دل میں ہے اب گواہی دینا جائز نہیں ہاں اگر گواہ کو یقین ہے کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں غلط ہے تو گواہی دے سکتا ہے اور اگر ایک عادل نے اس کے خلاف کی شہادت دی ہے تو

گواہی دینا جائز ہے مگر جب دل میں یہ بات آئے کہ یہ شخص سچ کہتا ہوگا جائز ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۴..... مدعی نے ایک تحریر پیش کی یہ مدعا علیہ کی تحریر ہے اور مدعا علیہ کہتا ہے کہ یہ میری تحریر نہیں مدعا علیہ سے ایک تحریر لکھوائی گئی دونوں تحریروں کو ملایا گیا بالکل مشابہ نہیں محض اتنی بات سے مدعا علیہ کی تحریر قرار دے کر اس پر مال لازم نہیں کیا جا سکتا جب تک گواہوں سے وہ تحریر اس کی ثابت نہ ہو اور اگر مدعا علیہ سے اپنی تحریر بتاتا ہے مگر مال سے انکار کرتا ہے اگر وہ تحریر باضابطہ ہے یعنی اس طرح لکھی ہے جس طرح اقرار نامہ لکھا جاتا ہے تو مدعا علیہ پر مال لازم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵..... دستاویز پر اس کی گواہی لکھی ہوئی ہے مگر اس کے سامنے دستاویز پیش ہوئی پہچان لیا کہ یہ میرے دستخط ہیں اگر واقعاس کو یاد آ گیا اگر چہ اس سے پہلے یاد نہ تھا گواہی دینا جائز ہے اور اگر اب بھی یاد نہیں آتا۔ یہ یاد آتا ہے کہ میں نے اس کاغذ پر گواہی لکھی تھی مگر مال دیا گیا یا نہیں تو تمام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گواہی دینا جائز ہے۔ یہ سچ کہتا ہے کہ دستخط میرے ہیں مگر معاملہ بالکل یاد نہیں اگر کاغذ اس کی حفاظت میں تھا جب تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گواہی دینا جائز ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ اگر اسے یقین ہے کہ یہ دستخط میرے ہی ہیں تو چاہے کاغذ اس کے پاس ہو یا مدعی کے پاس ہو گواہی دینا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... دستخط پہچانتا ہے کہ میرے ہی ہیں اور مقر کا اقرار بھی یاد ہے اور مقرر کو بھی پہچانتا ہے مگر یہ یاد نہیں کہ وہ یہ وقت تھا اور کون سی جگہ تھی گواہی دینا حلال ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... گواہوں کے سامنے دستاویز لکھی گئی مگر پڑھ کر سنائی نہیں گئی گواہوں سے کہا جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کے گواہ ہو جاؤ ان لوگوں کو شہادت دینا جائز نہیں۔ گواہی دینا اس وقت جائز ہے کہ انہیں پڑھ کر سنا دیا دوسرے نے دستاویز لکھی اور مقر نے خود پڑھ کر سنائی اور یہ کہہ دیا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کے گواہ ہو جائیں یا گواہوں کے سامنے خود مقر نے لکھی اور گواہوں کو معلوم ہے جو کچھ اس میں لکھا ہے اور مقر نے کہہ دیا جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کے تم گواہ ہو جاؤ۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... مقر نے دستاویز لکھی اور گواہوں کو معلوم ہے جو کچھ اس میں لکھا ہے مگر مقر نے گواہوں سے یہ نہیں کہا کہ تم اس کے گواہ ہو جاؤ اگر وہ اقرار نامہ رسم کے مطابق ہے اور گواہوں کے سامنے لکھا ہے ان کو گواہی دینا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹..... جس چیز کی گواہی دی جاتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ محض اس کا معائنہ گواہی دینے کے لئے کافی ہے جیسے بیع۔ اقرار غصب جعل کہ بائع و مشتری سے بیع کے اقرار سے یا مقر سے اقرار غصب ثابت کرتے ہوئے دیکھا تو گواہی دینا درست ہے اس کو گواہ بنایا ہو یا نہ بنایا ہو اگر گواہ نہیں بنایا تو یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں یہ نہیں کہے گا کہ مجھے گواہ بنایا ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ بغیر گواہ بنائے ہوئے گواہی دینا درست نہیں جیسے کسی کو گواہی دیتے ہوئے دیکھا تو یہ گواہی نہیں دے سکتا یعنی یوں کہہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے یہ گواہی دی ہاں اگر اس نے اس کو گواہ بنایا تو گواہی دے سکتا ہے۔ (بدیع وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴۰..... قاضی نے اس کے سامنے فیصلہ سنایا تو یہ گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں قاضی نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ کیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱..... چند چیزیں ایسی ہیں کہ محض شہرت اور سننے کی بنا پر ان کی شہادت دینا درست ہے اگر چہ اس نے خود مشاہدہ نہ کیا ہو جب کہ ایسے لوگوں سے سنا ہو جن پر اعتماد ہو (۱) نکاح (۲) نسب (۳) موت (۴) قضا (۵) دخول مثلاً ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے پاس جاتا ہے اور لوگوں سے سنا کہ یہ اس کی بیوی ہے یہ نکاح کی گواہی دے سکتا ہے لوگوں سے سنا ہے کہ یہ شخص فلاں کا بیٹا ہے شہادت دے سکتا ہے یا ایک شخص کو دیکھا کہ لوگوں کے معاملات فیصل کرتا ہے اور لوگوں سے سنا کہ یہ یہاں کا قاضی ہے گواہی دے سکتا ہے اگر چہ بادشاہ نے جب قاضی بنایا اس نے مشاہدہ نہیں کیا یا ایک شخص کی نسبت لوگوں سے سنا مر گیا اس کی موت کی شہادت دے سکتا ہے مگر ان صورتوں میں

گواہ کو چاہئے کہ بیان ظاہر نہ کرے کہ میں نے ایسا سنا ہے اگر سنتا بیان کردے گا تو گواہی رد کر دی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۲..... مرد و عورت کو ایک گھر میں رہتے دیکھا اور یہ کہ وہ اس طرح رہتے ہیں جیسے میاں بیوی اس صورت میں نکاح کی گواہی دے سکتا ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۴۳..... اگر کسی کے دفن میں یہ خود حاضر تھا یا اسکے جنازہ کی نماز پڑھی تو یہ معائنہ ہی کے حکم میں ہے اگرچہ مرتے وقت حاضر نہ تھا نہ میت کا چہرہ کھول کر دیکھا اگر اس مرگ کا حاکم کے سامنے بھی ظاہر کردے گا جب بھی گواہی مقبول ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۴۴..... کسی کو مرنے کی خبر آئی اور گھر والوں نے وہ چیزیں کیں جو اموات کے لئے کرتے ہیں مثلاً سوم و ایصال ثواب وغیرہ جس سے اتنی بات معلوم ہونے پر موت کی شہادت دینا درست نہیں جب تک معتبر آدمی یہ خبر نہ دے کہ وہ مر گیا اور اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵..... اصل وقف کی شہادت سننے کی بنا پر جائز ہے بشرطیکہ گواہ کے متعلق سن کر شہادت دینا درست ہے کیونکہ عام طور پر وقف ہی کی شہرت ہوا کرتی ہے اور یہ بات کہ اس کی آمدنی اس نوعیت سے خرچ کی جائے گی اس کو خاص ہی جانتے ہیں۔ (جوہرہ)

کس کی گواہی مقبول ہے اور کس کی نہیں؟

مسئلہ نمبر ۱..... گونگے اور اندھے کی گواہی مقبول نہیں چاہے وہ پہلے ہی سے اندھا تھا یا پہلے اندھا نہ تھا وہ شے دیکھی تھی جس کی گواہی دیتا ہے مگر گواہی دینے کے وقت اندھا ہے بلکہ اگر گواہی دینے کے وقت انگیارا ہے اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا کہ اندھا ہو گیا اس گواہی پر فیصلہ نہیں ہو سکتا پہلے اندھا تھا گواہی رد ہو گئی پھر انگیارا ہو گیا اور اسی معاملہ میں گواہی دی اب قبول ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... کافر کی گواہی مسلم کے خلاف قبول نہیں مرتد کی گواہی اصلاً مقبول نہیں ذمی کی گواہی ذمی پر قبول ہے اگرچہ دونوں کے مختلف دین ہوں مثلاً ایک یہودی ہے دوسرا نصرانی۔ یونہی ذمی کی شہادت مستامن پر درست ہے اور مستامن کی ذمی پر درست نہیں۔ ایک مستامن دوسرے مستامن پر گواہی دے سکتا ہے جب کہ دونوں ایک سلطنت کے رہنے والے ہوں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... دو شخصوں میں دنیاوی عداوت ہو تو ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف مقبول نہیں اور اگر دین کی بنا پر عداوت ہو تو قبول کی جا سکتی ہے جب کہ ان کے مذہب میں مخالف مذہب کے مقابل جھوٹی گواہی دینا جائز نہ ہو اور وہ حد کفر کو بھی نہ پہنچا ہو۔ (درمختار)

آج کل کے وہابی اہلِ کفر کی حد کو پہنچ گئے ہیں دم تحریر سے یہ ثابت ہے کہ سنیوں کے مقابل میں جھوٹ بولنے میں بالکل باک نہیں رکھتے ان کی گواہی سنیوں کے مقابل میں ہرگز قابل قبول نہیں۔

مسئلہ نمبر ۴..... جو شخص صغیرہ گناہ کا مرتکب ہے مگر اس پر اصرار نہ کرتا ہو یعنی متعدد بار نہ کیا ہو اور کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو اس کی گواہی مقبول ہے اور کبیرہ کا ارتکاب کرے گا تو گواہی قبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... جس کا ہاتھ کسی وجہ سے قطع نہیں ہوا ہے پاؤں سے کھیس نکال ڈالے گئے ہوں یا قطع الذکر ہو یا خایہ الرما ہو یا خنثی ہو اس کی گواہی مقبول ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... بھائی کی گواہی بھائی کے لئے بھتیجے کی چچا کے لئے یا چچا کی اولاد کے لئے یا بھانجے یا ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد کے لئے یا نکس ساس سسر بہنوئی سالے داماد کے لئے درست ہے۔ ماں بیٹی کو اور دودھ کے حرمت رضاعت یا مصاہرت ہو گواہی قبول ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... ملازمین سلطنت اگر ظلم پر اعانت نہ کرتے ہوں تو ان کی گواہی مقبول ہے۔ کسی امیر کبیر نے دعویٰ کیا اس کے

ملازمین اور رعایا کی گواہی اس کے حق میں مقبول نہیں۔ یونہی زمین دار کے حق میں اسامیوں کی گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... غلام اور بچہ کی گواہی اور وہ لوگ جو دنیا کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں یعنی مجتنب و بے مذہب صفت ان کی گواہی بھی مقبول نہیں۔ غلام نے یا کسی نے بچپن میں کسی معاملہ کو دیکھا تھا آزاد ہونے اور بالغ ہونے کے بعد گواہی دیتا ہے یا زمانہ کفر میں مشاہدہ کیا تھا اسلام لانے کے بعد مسلم کے خلاف گواہی دیتا ہے مقبول ہے کہ مانع موجود نہ رہا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... جس پر حدِ قذف قائم کی گئی (یعنی کسی پر زنا کی نسبت لگائی اور ثبوت نہیں دے سکا اس جرم سے اس پر حد لاگو کی گئی) اس کی گواہی کبھی مقبول نہیں اگر چہ اب وہ پکا باعمل کافر پر حدِ قذف قائم ہونی پھر مسلمان ہو گیا تو اس کی گواہی مقبول ہے۔ جس کا جھوٹا ہونا مشہور ہے یا جھوٹی گواہی دے چکا ہے جس کا ثبوت ہو چکا ہے اس کی گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... زوج و زوجہ میں سے ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں مقبول نہیں بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہے اور ابھی عدت ہے جب بھی ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں قبول نہیں بلکہ گواہی دینے کے بعد نکاح ہوا اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے یہ گواہی بھی باطل ہو گئی اور ان میں ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف مقبول ہے مگر شوہر نے عورت کے زنا کی شہادت دی تو یہ گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار و مختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... فرع کی گواہی اصل کے لئے اور اصل کی فرع کے لئے یعنی اولاد اگر ماں باپ دادا دادی وغیرہم اصول کے حق میں گواہی دیں یا ماں باپ دادا دادی وغیرہم اپنی اولاد کے حق میں گواہی دیں یا مقبول ہے ہاں اگر باپ بیٹے کے مابین مقدمہ ہے اور دادا نے باپ کے خلاف یا پوتے کے حق میں گواہی دی تو مقبول ہے اور اصل نے فرع کے خلاف یا فرع نے اصل کے خلاف گواہی دی تو مقبول ہے مگر میاں بیوی میں جھگڑا ہے اور بیٹے نے باپ کے خلاف ماں کے مواقف گواہی دی تو مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کی سوتیلی ماں نے اس کے باپ پر طلاق کا دعویٰ کیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور اس کے باپ کے نکاح میں ہے اس نے طلاق کی گواہی دی یہ مقبول نہیں کہ اس میں اس کی ماں کا فائدہ ہے۔ (منحہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی جس کی گواہی بیٹے دیتے ہیں اور وہ شخص طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ان کی ماں طلاق کا دعویٰ کرتی ہے یا نہیں اگر کرتی ہے تو بیٹوں کی گواہی قبول نہیں اور مدعی نہیں ہے تو مقبول ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ ہماری سوتیلی ماں معاذ اللہ مرتد ہو گئی اور وہ منکر ہے اگر ان لڑکوں کی ماں زندہ ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر زندہ نہیں ہے تو دو صورتیں ہیں باپ مدعی ہے یا نہیں اگر باپ مدعی ہے جب بھی مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر نکاح کیا بیٹے یہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں دی تھیں اور باپ حالانہ کے نکاح کیا باپ اگر مدعی ہے تو مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... دو شخص باہم شریک ہیں ان میں ایک دوسرے کے حق میں اس شے کے بارے میں شہادت دیتا ہے جو دونوں کی شرکت کی ہے یہ گواہی مقبول نہیں کہ خود اپنی ذات کے لئے یہ گواہی ہو گئی اور اگر وہ چیز شرکت کی نہ ہو تو گواہی مقبول ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... گاؤں کے زمین داروں نے شہادت دی کہ یہ زمین انہی گاؤں کی ہے یہ شہادت مقبول نہیں کہ یہ شہادت اپنی ذات کے لئے ہے۔ یونہی کوچہ غیر نافذہ کے رہنے والے نے دوسرے کے حق میں اپنی ایسی گواہی دی جس کا نفع خود اس کی طرف بھی عائد ہوتا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... محلہ کے لوگوں نے مسجد محلہ کے وقف کی شہادت دی کہ یہ چیز اس مسجد پر وقف ہے یا اہل شہر نے مسجد جامع کے اوقاف کی شہادت دی یا مسافروں نے یہ گواہی دی کہ یہ چیز مسافروں پر وقف ہے مثلاً مسافر خانہ یہ گواہیاں مقبول ہیں ملا نے مدرسہ کے نام کی جائیداد وقف کی گواہی دی یا کسی ایسے شخص نے گواہی دی جس کا بچہ مدرسہ میں پڑھتا ہے یہ گواہی بھی مقبول ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸.....اہل مدرسہ نے آمدنی وقف کے متعلق کوئی اپنی گواہی دی جس کا نفع خود ان کی طرف بھی عائد ہوتا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....کسی کاریگر کے پاس کام سیکھنے والے جن کی نیکوئی تنخواہ ہے نہ مزدوری پاتے ہیں اپنے استاد کے پاس رہتے ہیں اور اس کے یہاں کھانے پیتے ہیں ان کی گواہی استاد کے حق میں مقبول نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۰.....اجیر خاص جو ایک خصوصی شخص کا کام کرتا ہے کہ ان اوقات میں دوسرے کا کام نہیں کرسکتا خواہ وہ نوکر ہو جو ہفتہ وار ماہوار ششماہی برسی تنخواہ پاتا ہو یا روزانہ کا مزدور ہو کہ جس سے تمام تک کا مثلاً مزدور ہے دوسرے دن مستاجر نے بلایا تو کام کرے گا اور نہیں ان سب کی گواہی مستاجر کے حق میں مقبول نہیں۔ اور اجیر مشترک جسے اجیر عام بھی کہتے ہیں جیسے درزی دھوبی کہ یہ سبھی کے کپڑے سیتے اور دھوتے ہیں کسی کے نوکر نہیں ہیں کام کریں گے تو مزدوری پائیں گے ورنہ نہیں ان کی گواہی مقبول ہے۔ (جوہرہ نیر)

مسئلہ نمبر ۲۱.....خشت جس کے اعضاء میں پک اور کلام میں نرمی ہو کہ یہ خلقی چیز ہے اس کی شہادت مقبول ہے اور جو بر سے افعال کرتا ہو اس کی گواہی مردود۔ یونہی گویا اور گانے والی عورت کی گواہی مقبول نہیں۔ اور نوحہ کرنے والی جس کا پیشہ ہو کہ دوسرے کے مصائب میں جا کر نوحہ کرتی ہو اس کی گواہی مقبول نہیں اور اگر اپنی مصیبت پر بے اختیار ہو کر صبر نہ کرسکی اور نوحہ کیا تو گواہی مقبول ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲.....جو شخص اپنی چوپایوں کو اڑانا ہو یا کثرت سے قسمیں کھاتا ہو یا اپنے بچوں کو یا دوسروں کو گالی دینے کا عادی ہو یا جانور کو بکثرت گالی دیتا ہو جیسا کہ یہ تانگہ گاڑی والے اور بیل جوتنے والے خواہ مخواہ جانوروں کو گالیاں دیتے رہتے ہیں ان کی گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳.....جو شاعر ہجو کرتا ہو اس کی گواہی مقبول نہیں۔ اور مرد صالح نے ایسا شعر پڑھنا جس میں فحش ہے تو اس کی گواہی مردود نہیں۔ یونہی جس نے بھالیقت کے لئے شعر سیکھے مگر یہ سیکھنا تعریف کے لئے ہوتا تو گواہی مردود نہیں اگرچہ ان اشعار میں فحش ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴.....جس کا پیشہ کفن اور مردہ کی خوشبو بیچنے کا ہو کہ وہ اس انتظار میں رہتا ہو کہ کوئی مرے اور کفن فروخت ہو اس کی گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار) یہاں ہندوستان میں ایسے لوگ نہیں پائے جاتے جو یہ کام کرتے ہوں عام طور پر بنیاز کے یہاں سے کفن لیا جاتا ہے اور پنساریوں کے یہاں سے لوبان وغیرہ لیتے ہیں۔ ہاں شہروں میں بعض دارالقفیہ جو کفن بھی دیتے ہیں یا کوئی نہ بھی کرتے ہوں تو پارہ وغیرہ لیمان کا کام ہے اور اسی پر ان کی گزر اوقات ہے ان کی نسبت ہمارا یہ سنا گیا ہے یہاں تک کہ وبا کے زمانہ میں یہ لوگ کہتے ہیں آج کل خوب سہالگ ہے۔ لوگوں کے مرنے پر یہ لوگ خوش ہوتے ہیں ایسے لوگ قابل قبول شہادت نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۵.....جس کا پیشہ دلالی ہو کہ وہ کثرت سے جھوٹ بولتا ہے اس کی گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار) وکالت ودلالت کا پیشہ کرنے والوں کی نسبت عموماً یہ بات مشہور ہے کہ جان بوجھ کر جھوٹ کو سچ کرنا چاہتے ہیں بلکہ گواہوں کو جھوٹ بولنے کی تعلیم وتلقین کرتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۶.....نمر یعنی انگوری شراب ایک مرتبہ پینے سے فاسق اور مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ دوسری شراب پینے کا عادی ہو اور لہو کے طور پر پیتا ہو تو اس کی شہادت بھی مردود ہے اور اگر علاج کے طور پر کسی نے ایسا کیا اگرچہ یہ بھی ناجائز ہے مگر اختلاف کی وجہ سے فسق سے بچ جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷.....چانور کے ساتھ کھیلنے والا جیسے مرغ بازی کبوتر بازی بٹیر بازی کرنے والے کی گواہی مقبول نہیں اسی طرح مینڈھا لڑانے والے جیسا لڑانے والے اور طرح طرح کے اس قسم کے کھیل کرنے والے کو ان کی بھی گواہی مقبول نہیں۔ ہاں اگر محض دل بہلنے کے لئے کسی نے کبوتر پال لیا ہے بازی نہیں کرتا یعنی لڑاتا نہیں تو جائز ہے مگر جب کہ دوسروں کے کبوتر پکڑ لیتا ہو جیسا کہ اکثر کبوتر بازوں کی عادت ہوتی ہے اور وہ بات سے عیب بھی نہیں سمجھتے یہ حرام اور سخت حرام ہے کہ پرایا مال ناحق لیتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۸..... جو شخص گیہوں کا کاروبار کرتا ہے بلکہ جو گیہوں خود میں بیچتا ہے اگرچہ وہ خود اس حرام کا مرتکب نہیں ہے اس کی بھی گواہی مقبول نہیں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... حمام میں برہنہ غسل کرنے والا، سود خور اور جواری اور پتنگ بازی کھیلنے والا اگر چہ اس کے ساتھ جو شامل نہ ہو شطرنج کے ساتھ جو کھیلنے والا یا اس کھیل میں نماز فوت کر دینے والا یا شطرنج کھیلنے والا ان سب کی گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... جو مباحثین وقت معین میں فرض ہیں کہ وقت نکل جانے پر قضا ہو جاتی ہیں جیسے نماز روزہ اگر بغیر عذر شرعی ان کو وقت سے موخر کرے فاسق مردود الشہادۃ ہے۔ اور جن کے لئے وقت معین نہیں جیسے زکوٰۃ اور حج ان میں اختلاف ہے تاخیر سے مردود الشہادۃ ہوتا ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ نہیں ہوتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... بلا عذر جمعہ ترک کرنے والا فاسق ہے یعنی محض اپنی کاہلی اور سستی سے جو ترک کرے اور اگر عذر کی وجہ سے نہیں پڑھا مثلاً بیمار ہے یا کسی تاویل کی بنا پر نہیں پڑھتا مثلاً یہ کہتا ہے کہ امام فاسق ہے اس وجہ سے نہیں پڑھتا ہوں تو یہ چھوڑنے والا فاسق نہیں۔ (عالمگیری) یہ عذر اس وقت مسموع ہوگا کہ ایک ہی جگہ جمعہ ہوتا ہے یا کئی جگہ جمعہ ہوتا ہے مگر سب امام ہی تم کے ہوں۔

مسئلہ نمبر ۳۲..... محض کاہلی اور سستی سے نماز باجماعت ترک کرنے والا مردود الشہادۃ ہے اور اگر ترک جماعت کے لئے عذر ہو مثلاً امام فاسق ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور امام کو بتا بھی نہیں سکتا۔ یا امام گمراہ اور بدعتی ہے اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا گھر میں تنہا پڑھ لیتا ہے تو اس کی گواہی مقبول ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... فاسق نے توبہ کر لی تو جب تک اتنا زمانہ نہ گزر جائے کہ توبہ کے آثار اس پر ظاہر ہو جائیں اس وقت تک گواہی مقبول نہیں اور اس کے لئے کوئی مدت نہیں ہے بلکہ قاضی کی رائے پر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... جو شخص بزرگان دین پیشوایان اسلام مثلاً صحابہ تابعین رضی اللہ عنہم کو برے الفاظ سے یاد کیا ہو اس کی گواہی مقبول نہیں۔ انہیں بزرگان دین سلف صالحین رحمہم اللہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی مثلاً رافضی کو صحابہ کرام کی شان میں دشنام بکتے ہیں ہیں اور غیر مقلدین کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم کی شان میں سب و شتم ہو بے ہودہ گوئی کرتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۵..... جو شخص حقیر و ذلیل افعال کرتا ہو اس کی شہادت مقبول نہیں جیسے راستہ پر پیشاب کرنا۔ راستہ کی کوئی چیز کھانا بازار میں لوگوں کے سامنے کھانا۔ صرف پاجامہ یا تہ بند پہن کر بغیر کرتہ پہنے یا بغیر چادر اوڑھے گزر گاہ عام پر چلنا لوگوں کے سامنے پاؤں دراز کر کے بیٹھنا۔ ننگے سر ہو جانا جہاں اس کو خفیف و بے ادبی وقلت حیا تصور کیا جاتا ہو۔ (عالمگیری، ہندیہ، الخ)

مسئلہ نمبر ۳۶..... دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارے باپ نے فلاں شخص کو بھی مقرر کیا ہے اگر یہ شخص مدعی ہو تو گواہی مقبول ہے اور منکر ہو تو مقبول نہیں کیونکہ قبول وصیت پر قاضی کسی کو مجبور نہیں کر سکتا۔ اسی طرح حمیت کے دائیں یا مدیون یا موصی لہ نے گواہی دی کہ میت نے فلاں شخص کو بھی بنایا ہے تو ان کی گواہیاں بھی مقبول ہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۷..... دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارا باپ پردیس چلا گیا ہے اور اس نے فلاں شخص کو اپنا قرضہ اور دین وصول کرنے کے لئے وکیل کیا ہے یہ گواہی مقبول نہیں وہ شخص ثالث وکالت کا مدعی ہو یا منکر دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر ان کا باپ یہیں موجود ہو تو دعویٰ ہی مسموع نہیں شہادت کس بات کی ہوگی۔ وکیل کے بیٹے پوتے یا باپ دادا نے وکالت کی گواہی دی مقبول ہے۔ (جوہرہ نیرہ، قنیہ، درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸..... وہ شخص کسی امانت کے امین ہیں انہوں نے گواہی دی کہ یہ امانت اس کی ملک ہے جس نے ان کے پاس رکھی ہے گواہی مقبول ہے اور اگر یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص جو اس چیز کا دعویٰ کرتا ہے اس نے خود اقرار کیا ہے کہ امانت رکھنے والے کی ملک ہے تو گواہی

مقبول نہیں مگر جب کہ ان دونوں نے امانت اس شخص کو واپس کر دی ہو جس نے رکھی تھی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۳۹..... دو مرتہن یہ گواہی دیتے ہیں کہ مرہون شے اس کی ملک ہے جو دعویٰ کرتا ہے گواہی مقبول ہے اور اس چیز کے ہلاک ہونے کے بعد یہ گواہی دیں تو نامقبول ہے مگر ان دونوں کے ذمہ اس چیز کا تاوان لازم ہوگیا یعنی مدعی کو اس کی قیمت ادا کریں کہ ان دونوں نے غصب کا خود اقرار کر لیا اور اگر مرتہن یہ گواہیاں دیں کہ خود مدعی نے ملک راہن کا اقرار کیا تھا تو مقبول نہیں اگر چہ مرہون ہلاک ہو چکا ہو ہاں اگر راہن کو واپس کرنے کے بعد یہ گواہی دیں تو مقبول ہے۔ ایک شخص نے مرتہن پر دعویٰ کیا کہ مرہون چیز میری ہے اور مرتہن منکر ہے اور راہن نے گواہی دی تو قبول نہیں مگر راہن پر تاوان لازم ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۴۰..... غاصب نے شہادت دی کے مغصوب چیز مدعی کی ہے مقبول نہیں مگر جب کہ جس سے غصب کی تھی اس کو واپس دینے کے بعد گواہی دی تو قبول ہے اور اگر غاصب کے ہاتھ میں چیز ہلاک ہوگئی پھر مدعی کے حق میں شہادت دی تو مقبول نہیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۴۱..... مستقرض (قرض لینے والے) نے گواہی دی کے چیز مدعی کی ہے تو گواہی مقبول نہیں چیز واپس کر چکا ہو یا نہیں۔ بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی اور قبضہ کر لیا مشتری گواہی دیتا ہے مقبول ہے کہ مدعی کی ملک ہے مقبول نہیں اور اگر قاضی نے اس بیع کو توڑ دیا خود بائع و مشتری نے اپنی رضامندی سے توڑ دیا اور چیز ابھی مشتری کے پاس ہے اور مشتری نے مدعی کے حق میں گواہی دی مقبول نہیں اور اگر صحیح بائع کو واپس کر دینے کے بعد مدعی کے حق میں گواہی دیتا ہے قبول ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۴۲..... مشتری نے جو چیز خریدی ہے اس کے متعلق گواہی دیتا ہے کہ مدعی کی ملک ہے اگر چہ بیع کالعدم ہو چکا ہو یا عیب کی وجہ سے بغیر قضائے قاضی واپس ہو چکی ہو گواہی مقبول نہیں۔ یونہی بائع نے صحیح کے بعد یہ گواہی دی کہ بیع ملک مدعی ہے یہ مقبول نہیں اگر بیع کو اس طرح پر رد کیا گیا ہو جو فسخ قرار پائے تو گواہی مقبول ہے۔ (فتح)

مسئلہ نمبر ۴۳..... مدیون کی یہ گواہی کہ دین جو اس پر قلاں شخص مدعی کا ہے مقبول نہیں اگر چہ دین ادا کر چکا ہو۔ مستاجر نے گواہی دی کہ مکان جو میرے کرایہ میں ہے مدعی کی ملک ہے اور مدعی یہ کہتا ہے کہ میرے حکم سے یہ مکان مدعا علیہ نے اسے کرایہ پر دیا تھا یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ بغیر میرے حکم کے دیا گیا تو مقبول ہے اور جو شخص کرایہ مکان میں رہتا ہے اس کی گواہی مدعی کے موافق وہ مخالف دونوں مقبول۔ (فتح)

مسئلہ نمبر ۴۴..... ایک شخص کو وکیل بالخصومۃ کیا اس نے قاضی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے پاس مقدمہ پیش کیا پھر موکل نے وکیل کو معزول کر کے قاضی کے پاس پیش کیا وکیل نے گواہی دی یہ مقبول ہے اور اگر قاضی کے پاس وکیل نے مقدمہ پیش کر دیا اس کے بعد وکیل کو معزول کیا تو گواہی مقبول نہیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۴۵..... یتیم کو قاضی نے معزول کر کے دوسرا وصی اس کے قائم مقام مقرر کیا بلوغ سے قبل ورثا بالغ ہو گئے اب وہ وصی یہ گواہی دیتا ہے کو میت کا فلاں شخص پر دین ہے یہ گواہی ناقبول اور معزولی سے قبل کی گواہی تو بدرجۂ اولیٰ ناقبول ہے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۴۶..... جو شخص کسی معاملہ میں خصم ہو چکا اس معاملہ میں گواہی مقبول نہیں اور جو ابھی تک خصم نہیں ہوا مگر قریب ہونے کے ہے اس کی گواہی مقبول ہے پہلے کی مثال وصی کی ہے دوسرے کی مثال وکیل بالخصومۃ ہے جس نے قاضی کے یہاں دعویٰ نہیں کیا اور معزول ہو گیا۔ (تبیین)

مسئلہ نمبر ۴۷..... وکیل بالخصومۃ نے قاضی کے یہاں ایک ہزار روپے کا دعویٰ کیا اس کے بعد موکل نے اسے معزول کر دیا اس کے بعد وکیل نے موکل کے لئے یہ گواہی دی کہ اس فلاں شخص کے ذمہ سو اشرفیاں ہیں یہ گواہی مقبول ہے کہ یہ دوسرا دعویٰ ہے جس میں یہ شخص وکیل نہ

تھا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۸..... وہ شخصوں نے میت کے ذمہ دین کا دعویٰ کیا ان کی گواہی وہ شخصوں نے دی پھر ان دونوں گواہوں نے اسی میت پر اپنے دین کا دعویٰ کیا اور ان مدعیوں نے ان کے موافق شہادت دی سب کی گواہیاں مقبول ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۹..... وہ شخصوں نے شہادت دی کہ میت نے فلاں اور فلاں کے لئے ایک ہزار کی وصیت کی ہے اور ان دونوں نے بھی ان گواہوں کے لئے یہی شہادت دی کہ میت نے ان کے لئے ہزار کی وصیت کی ہے تو ان میں کسی کی گواہی مقبول نہیں اور اگر معین کی وصیت کا دعویٰ ہو اور گواہوں نے شہادت دی کہ میت نے اس چیز کی وصیت فلاں فلاں کے لئے کی ہے اور ان دونوں نے گواہوں کے لئے ایک دوسری معین چیز کی وصیت کرنے کی شہادت دی تو سب گواہیاں مقبول ہیں۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۰..... میت نے وہ شخصوں کو بھی کیا ان دونوں میں ایک وارث بالغ کے حق میں شہادت ایک اجنبی کے مقابل میں دی اور جس مال کے متعلق شہادت دی وہ میت کا ترکہ نہیں ہے یہ گواہی مقبول ہے۔ اور اگر میت کا ترکہ ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر بالغ وارث کے حق میں شہادت ہو تو مطلقاً مقبول نہیں میت کا ترکہ ہو یا نہ ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... جرح مجرد (یعنی جس سے محض کوئی فاسق بیان کرنا مقصود ہو حق اللہ یا حق العبد کا ثابت کرنا مقصود نہ ہو) اس پر گواہی نہیں ہو سکتی مثلاً کسی گواہی کے یہ گواہ فاسق ہیں یا زانی یا سود خور یا شرابی ہیں یا انہوں نے خود اقرار کیا کہ مدعی کا یہ دعویٰ غلط ہے یا یہ کہ اس واقعہ کے ہم لوگ شاہد نہ تھے ان امور پر شہادت کو نہ قاضی سنے گا اور نہ اس کے متعلق کوئی حکم دے گا۔ (ہدایہ فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۵۲..... مدعا علیہ نے گواہوں سے ثابت کیا کہ گواہوں نے اجرت لے کر گواہی دی ہے مدعی نے تمہارے سامنے اجرت دی ہے یہ گواہی بھی مقبول نہیں کہ یہ بھی جرح مجرد ہے۔ اور مدعی کا اجرت دینا اگرچہ امر زائد ہے مگر مدعی کا اس کے متعلق کوئی دعویٰ نہیں ہے کہ اس پر شہادت لی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۳..... جرح مجرد پر گواہی مقبول نہ ہونا اس صورت میں ہے جب دربار قاضی میں یہ شہادت گزرے اور حتمی طور پر مدعا علیہ نے قاضی کے سامنے ان کا فاسق ہونا بیان کیا اور طلب کرنے پر اس نے گواہ پیش کر دیئے تو یہ شہادت مقبول ہوگی یعنی گواہوں کی گواہی رد کر دے گا۔ اگر چہ ان کی عدالت ثابت ہو کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۴..... فسق کے علاوہ اگر گواہوں پر اور کسی قسم کا طعن کیا اور شہادت پیش کر دی مثلاً گواہ مدعی کا شریک ہے یا مدعی کا بیٹا یا باپ یا عدو الدین ہے یا اس کا نوکر ہے یا حقیر و ذلیل اعمال کرتا ہے اس قسم کی شہادت مقبول ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... جس شخص کے فسق سے عام طور پر لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے مثلاً لوگوں کو گالیاں دیتا ہے یا اپنے ہاتھ سے مسلمانوں کو ایذا پہنچاتا ہے اس کے متعلق گواہی دینا جائز ہے تاکہ حکومت کی طرف سے ایسے شریر سے نجات کی کوئی صورت تجویز ہو اور حقیقتاً یہ شہادت نہیں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۶..... جرح اگر مجرد نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کسی حق کا تعلق ہو اس پر شہادت ہو سکتی ہے۔ مثلاً مدعا علیہ نے گواہوں پر دعویٰ کیا کہ میں نے ان کو کچھ روپے اس لئے دیئے تھے کہ اس جھوٹے مقدمہ میں شہادت دیں اور انہوں نے گواہی دے دی لہٰذا میرے روپے واپس دلائیں یا دعویٰ کیا کہ مدعی کے پاس میرا مال تھا اس نے وہ مال گواہوں کو اس لئے دے دیا کہ وہ میرے خلاف مدعی کے حق میں گواہی دیں میرا وہ مال ان گواہوں سے دلوایا جائے یا کسی اجنبی نے گواہوں پر دعویٰ کیا کہ ان لوگوں کو میں نے اتنے روپے دیئے تھے کہ فلاں کے خلاف گواہی نہ دیں میرے روپے واپس دلائے جائیں اور یہ ثابت مدعا علیہ نے گواہوں سے ثابت کر دی یا انہوں نے خود اقرار کر لیا یا قسم سے انکار کیا وہ حال ان گواہوں

سے دلایا جائے گا اور اسی ضمن میں ان کے فسق کا بھی حکم ہوگا اور جو گواہی دے چکے ہیں رد ہو جائے گی۔ اور اگر مدعا علیہ نے محض اتنی بات کہی کہ میں نے ان کو اس لئے رد نہیں کیا تھا کہ گواہی نہ دیں اور سال کا مطالبہ نہیں کرتا تو اس پر شہادت نہیں لی جائے گی کہ یہ جرح مجرد ہے۔ (جامع الفصولین)

مسئلہ نمبر ۵۷..... مدعی نے یہ اقرار کیا ہے کہ گواہوں کو اس نے اجرت دی ہے یا اقرار کیا ہے کہ وہ فاسق ہے یا اقرار کیا ہے کہ انہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے اس پر شہادت ہو سکتی ہے۔ (جامع الرموز بتغیر)

مسئلہ نمبر ۵۸..... گواہوں پر یہ جو تی کی انہوں نے چوری کی ہے یا شراب پی ہے یا زنا کیا ہے اس پر شہادت لی جائے گی کہ یہ جرح نہیں اس کے ساتھ حق اللہ کا تعلق ہے یعنی اگر ثبوت ہو گا تو حد قائم ہوگی اور اسی کے ساتھ وہ گواہی جو دے چکے ہیں رد کر دی جائے گی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۵۹..... گواہ نے گواہی دی اور ابھی وہیں قاضی کے پاس موجود ہے باہر نہیں گیا ہے اور کہتا ہے کہ گواہی میں مجھ سے کچھ غلطی ہو گئی اس کے کہنے سے گواہی باطل نہ ہوگی بلکہ اگر وہ عادل ہے تو گواہی مقبول ہے۔ غلطی اگر اس قسم کی ہے جس سے شہادت میں کوئی فرق نہیں آتا یعنی جس چیز کے متعلق شہادت ہے اس میں کچھ کمی بیشی نہیں ہوتی مثلاً یہ کہتا بھول گیا تھا کہ میں گواہی دے چکا ہوں تو باہر آ کر بھی کہہ سکتا ہے اس کی وجہ سے تہمت نہیں کیا جا سکتا اور وہ غلطی سے سے فرق پیدا ہوتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں جو کچھ پہلے کہا تھا اس سے اب زائد بتاتا ہے مثلاً پہلے بیان میں ایک ہزار کہا تھا اب ڈیڑھ ہزار کہتا ہے یا پانچ سو اگر کمی بتاتا ہے یعنی جتنا پہلے کہا تھا اب اسے کم کہتا ہے یعنی مدعی کے مدعا علیہ کے ذمہ پانچ سو ہیں اس صورت میں حکم یہ ہے کہ کم کرنے کے بعد جو کچھ بچے اس کا فیصلہ ہو گا اور نیا دیتا ہوا کہتا ہے بجائے ڈیڑھ ہزار کے میری زبان سے ہزار نکل گیا اس کی دو صورتیں ہیں مدعی کا دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا ہے یا ہزار کا اگر مدعی کا دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا ہے تو یہ زیادت ہے ورنہ نہیں۔

(فتح القدیر و الدرالمختار)

مسئلہ نمبر ۶۰..... حد دیا نسب میں غلطی کی مثلاً شرقی حد کی جگہ غربی بول گیا یا محمد بن عمر بن علی کی جگہ محمد بن علی بن عمر کہہ دیا اور اسی مجلس میں اس علی کی تصحیح کر دی تو گواہی معتبر ہو جائے گی۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۶۱..... شہادت تامہ وہ ہے جس میں بعض ضروری باتیں ذکر کرنے سے رہ گئیں اس کی تکمیل دوسرے نے کر دی یہ گواہی معتبر ہے۔ مثلاً ایک گواہ نے کسی کے متعلق گواہی گزری کہ یہ مدعی کی ملک ہے مگر گواہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ مکان اس وقت مدعا علیہ کے قبضہ میں ہے مدعی نے دوسرے گواہوں سے مدعا علیہ کا قبضہ ثابت کر دیا گواہی معتبر ہو گئی یا ایک گواہ نے ایک محدود شے میں ملک کی شہادت دی اور حدود ذکر نہیں کئے دوسرے گواہوں سے حدود ثابت کئے گواہی معتبر ہو گئی یا ایک شخص کے مقابل میں امام ونسب کے ساتھ شہادت دی اور مدعا علیہ کو پہچانا نہیں دوسرے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ جس کا یہ امام ونسب ہے وہ یہ شخص ہے گواہی معتبر ہو گئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۲..... ایک گواہ نے گواہی دی جانی گواہ یوں گواہی دیتے ہیں کہ جو اس کی گواہی ہے وہی ہماری شہادت ہے یہ مقبول نہیں بلکہ ان کو بھی وہاں تک کہنی ہوں گی جن کی گواہی دینا چاہتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۳..... نفی کی گواہی نہیں ہوتی یعنی مثلاً یہ گواہی دی کہ اس نے فلاں نہیں کیا ہے ایسی چیز اس کو گواہوں سے نہیں ثابت کر سکتے نفی صورۃً ہو یا معنیً دونوں کا ایک حکم ہے مثلاً وہ نہیں تھا یا غائب تھا کہ دونوں کا حاصل ایک ہے گواہ کو یقینی طور پر نفی کا علم ہو یا نہ ہو بہر حال گواہی نہیں دے سکتا مثلاً گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زید نے عمرو کے ہاتھ یہ چیز بیچ کی ہے اب یہ گواہی نہیں دی جا سکتی کہ زید تو وہاں تھا ہی نہیں ہاں اگر نفی متواتر ہو سب لوگ جانتے ہوں کہ وہ اس جگہ یا اس وقت موجود تھا تو نفی کی گواہی صحیح ہے کہ دعویٰ سی مسموع نہ ہوگا۔ (درمختار و الدر)

مسئلہ نمبر ۶۴..... شہادت کا جب ایک جز باطل ہو گیا تو کل شہادت باطل ہو گئی یہ نہیں کہ ایک جز صحیح ہو اور ایک جز باطل مگر بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ایک جز صحیح اور ایک جز باطل مثلاً ایک غلام مشترک ہے اس کا مالک ایک مسلم اور ایک نصرانی ہے وہ نصرانیوں نے شہادت دی کہ

ان دونوں نے غلام کو آزاد کر دیا فرمانی کے خلاف میں گواہی صحیح ہے یعنی اس کا حصہ آزاد اور مسلمان کا حصہ آزاد نہ ہوگا۔ (درمختار)

شہادت میں اختلاف کا بیان

اختلافِ شہادت کے مسائل کی بنیاد چند اصولوں پر ہے (1) حقوقِ العباد میں شہادت کے لئے دعویٰ ضروری ہے یعنی جس بات پر گواہی گزری مدعی نے اس کا دعویٰ نہیں کیا ہے یہ گواہی معتبر نہیں کو حق العبد کا فیصلہ بغیر مطالبہ نہیں کیا جا سکتا اور یہاں مطالبہ نہیں اور حقوق اللہ میں دعویٰ کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر شخص کے ذمہ اس کا اثبات ہے گویا دعویٰ موجود ہے۔ (2) گواہوں نے اس سے زیادہ بیان کیا جتنا مدعی دعویٰ کرتا ہے تو گواہی باطل ہے اور کم بیان کیا تو مقبول ہے اور اتنے کا ہی فیصلہ ہوگا جتنا گواہوں نے بیان کیا (3) مالک مطلق ملک مقید سے زیادہ ہے کہ وہ اصل سے ثابت ہوتی ہے اور مقید وقت سبب سے معتبر ہوتی (4) دونوں شہادتوں میں لفظاً و معنیً ہر طرح اتفاق ہونا ضروری ہے اور شہادت دو دعویٰ میں باعتبار معنی متفق ہونا ضروری ہے لفظ کے مختلف ہونے کا اعتبار نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱..... مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی کہا ہے کہ یہ چیز میری ہے یہ نہیں بتاتا کہ کس سبب سے ہے مثلاً خریدی ہے یا کسی نے ہبہ کی ہے۔ اور گواہوں نے ملک مقید بیان کی یعنی سبب ملک کا اظہار کیا مثلاً مدعی نے خریدی ہے یہ گواہی مقبول ہے اور اس کا عکس ہو یعنی مدعی نے ملک مقید کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ملک مطلق بیان کی یہ گواہی مقبول نہیں بشرطیکہ مدعی نے یہ بیان کیا کہ میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے اور بائع کو اس طرح بیان کردے کہ اس کی شناخت ہو جائے اور خریدنے کے ساتھ قبضہ ذکر کرے اور اگر دعویٰ میں بائع کا ذکر نہیں کیا یہ کہ میں نے ایک شخص سے خریدی ہے یا یہ کہ میں نے عبداللہ سے خریدی ہے یا خریدنے کے ساتھ دعویٰ میں قبضہ کا بھی ذکر ہے اور گواہوں نے ان صورتوں میں ملک مطلق کی شہادت دی تو مقبول ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... یہ اختلاف اس وقت معتبر ہے جب اس شے کے لئے متعدد اسباب ہوں اور اگر ایک ہی سبب ہو مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے میں نے اس سے نکاح کیا ہے گواہوں نے بیان کیا کہ اس کی منکوحہ ہے شہادت مقبول ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۳..... مدعی نے اپنی ملک کا سبب میراث بتایا کہ ورثا میں اس کا مالک ہوں یا مدعی نے کہا کہ یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے اور گواہوں نے ملک مطلق کی شہادت دی یہ گواہی مقبول ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... ودیعت کا دعویٰ کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے پاس ودیعت رکھی ہے گواہوں نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے تمہارے سامنے اقرار کیا ہے کہ یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے۔ یونہی غصب یا عاریت کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے مدعا علیہ کے اقرار کی شہادت دی۔ یا نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے اقرارِ نکاح کی گواہی دی یا دین کا دعویٰ کیا اور گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اپنے ذمہ اس کے مال کا اقرار کیا ہے یا قرض کا دعویٰ کیا ہے اور اگر گواہی یہ ہوئی کہ اپنے ذمہ مال کا اقرار کیا ہے اور سب کچھ بیان نہیں کیا ان سب صورتوں میں گواہی مقبول ہے۔ بیع کا دعویٰ کیا اور اقرارِ بیع کی شہادت گزری گواہی مقبول ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ میرے دس من گیہوں فلاں شخص پر بیع سلم کی رو سے واجب ہیں اور گواہوں نے یہ بیان کیا کہ مدعا علیہ نے اپنے ذمہ دس من گیہوں کا اقرار کیا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... دونوں گواہوں کے بیان میں لفظاً و معناً اتفاق ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں لفظوں کے ایک معنی ہوں یہ نہ ہو کہ ہر لفظ کے جدا جدا معنی ہوں اور ایک دوسرے میں داخل ہو۔ مثلاً ایک نے کہا دو روپے دوسرے نے کہا چار روپے یہ اختلاف ہو گیا کہ دو اور چار الگ الگ معنی ہیں یونہیں کہا جائے گا کہ چار میں دو بھی ہیں لہٰذا دو روپے پر دونوں گواہوں کا اتفاق ہو گیا۔ اور اگر لفظ دو میں مگر دونوں کے معنی ایک ہیں تو یہ اختلاف نہیں مثلاً ایک نے کہا ہبہ دوسرے نے کہا عطیہ یا ایک نے کہا نکاح دوسرے نے کہا تزویج یہ اختلاف نہیں اور گواہی معتبر ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶.....ایک گواہ نے دو ہزار روپے بتائے دوسرے نے ایک ہزار یا ایک نے دو سو دوسرے نے ایک سو یا ایک نے کہا ایک طلاق یا دو طلاق دوسرے نے کہا تین طلاقیں دیں یہ گواہیاں رد کر دی جائیں گی دونوں میں اختلاف ہو گیا یا ایک نے کہا مدعا علیہ نے غصب کیا دوسرے نے کہا غصب کا اقرار کیا یا ایک نے کہا قتل کیا دوسرے نے کہا قتل کا اقرار کیا دونوں نامقبول ہیں اور اگر دونوں اقرار کی شہادت دیتے قبول ہوتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷.....جب قول و فعل کا اجتماع ہو کا یعنی ایک گواہ نے قول بیان کیا دوسرے نے فعل تو گواہی مقبول ہے مثلاً ایک نے کہا غصب کیا دوسرے نے کہا غصب کا اقرار کیا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ مدعی نے ایک شخص پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا ایک گواہ نے مدعی کا دعویٰ یا بیان کیا دوسرے نے مدعا علیہ کا اقرار بیان کیا یا مقبول ہے البتہ جس مقام پر قول و فعل دونوں لفظ متحد ہوں مثلاً ایک نے بیع یا قرض یا طلاق یا عتاق کی شہادت دی دوسرے نے ان کے اقرار کی شہادت دی کہ ان سب میں دونوں کے لئے ایک لفظ ہے یعنی یہ لفظ کہ میں نے طلاق دی طلاق دیا بھی ہے اور اقرار بھی۔ اسی طرح سب میں لہٰذا فعل و قول کا اختلاف معتبر نہیں دونوں گواہیاں مقبول ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸.....ایک نے گواہی دی کہ خود سے قتل کیا دوسرے نے بتایا کہ چھری سے یہ گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹.....ایک نے گواہی دی ایک ہزار کی دوسرے نے ایک ہزار ایک سو کی اور مدعی کا دعویٰ پانچ سو کا ہو تو ایک ہزار کی گواہی مقبول ہے کہ دونوں اس میں متفق ہیں اور اگر دعویٰ پانچ صرف ہزار کا ہے تو نہیں مگر جب کہ مدعی کہہ دے کہ تفاوت ایک ہزار ایک سو مگر ایک سو اس نے دے دیا ہے میں نے معاف کر دیا۔ جس کا علم اس گواہ کو نہیں تو اب قبول ہے۔ (درمختار)

اور اگر گواہ نے ایک ہزار ایک سو کی جگہ گیارہ سو کہا تو اختلاف ہو گیا کہ لفظ دونوں مختلف ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۰.....ایک گواہ نے دو معین چیز کی شہادت دی اور دوسرے نے ان میں سے ایک معین کی تو جس ایک معین پر دونوں کا اتفاق ہو اس کے متعلق گواہی مقبول ہے اور اگر متعدد میں یہی صورت ہو مثلاً ایک نے کہا یہ دونوں چیزیں مدعی نے خریدی ہیں اور ایک نے ایک معین کی نسبت کہا کہ یہ خریدی ہے تو گواہی مقبول نہیں یا ثمن میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے ایک ہزار میں خریدی ہے دوسرا ایک سو کہتا ہے تو متعدد ثابت نہ ہو گا کہ بیع یا ثمن کے مختلف ہونے سے متعدد مختلف ہو جاتا ہے اور متعدد کے دعویٰ میں ثمن کا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ بغیر ثمن کے بیع نہیں ہو سکتی ہاں اگر گواہ یہ کہیں کہ بائع نے اقرار کیا ہے کہ مشتری نے یہ چیز خریدی اور ثمن ادا کر دیا ہے تو متعدد ثمن کے ذکر کی حاجت نہیں کیونکہ اس صورت میں فیصلہ کا تعلق متعدد سے نہیں ہے بلکہ مشتری کے لئے ملک ثابت کرنا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....مدعی نے پانچ سو کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ایک ہزار کی شہادت دی مدعی نے بیان کیا تھا تو ایک ہزار مگر پانچ سو مجھے بھول ہو گئی غور کرنے کے بعد گواہی مقبول ہے اور اگر یہ کہا کہ مدعا علیہ کے ذمہ پانچ سو ہی حق ہے تو شہادت باطل ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۲.....راہن نے دعویٰ کیا اور گواہوں نے زر رہن میں اختلاف کیا ایک نے ایک ہزار بتایا دوسرے نے ایک ہزار ایک سو اور راہن زائد کا مدعی ہے یا کم کا بہر حال شہادت معتبر نہیں کہ مقصود ثبات حق ہے اور اگر مرتہن مدعی ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو اور مرتہن زائد کا مدعی ہو تو گواہی معتبر ہے یعنی ایک ہزار کی قسم پر دونوں کا اتفاق ہے اسی کا فیصلہ ہو جائے گا اور اگر مرتہن نے کم یعنی ایک ہزار کی دعویٰ کیا ہے تو گواہی معتبر نہیں۔ خلع میں اگر عورت مدعی ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو تو گواہی معتبر نہیں اور اگر شوہر مدعی ہو تو زیادت کی صورت میں معتبر ہے جیسا دین کا حکم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳.....چار دکا دعویٰ ہے اور گواہوں کے بیان میں اجرت کی مقدار میں اسی قسم کا اختلاف ہوا اس کی چار صورتیں ہیں مستاجر مدعی ہے یا موجر ابتدائے مدت یا مدت کے بعد میں دعویٰ ہے یا ختم مدت کے بعد۔ اگر ابتدائے مدت میں دعویٰ ہوا ہے گواہی مقبول نہیں کہ اس صورت میں

مقصود ثابت نقد ہے۔ اور زمانۂ جاہلیت ختم ہونے کے بعد دعویٰ ہوا ہے اور دو مرد مدعی ہے تو گواہی مقبول ہے اور مستاجر مدعی ہے تو مقبول نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... نکاح کا دعویٰ ہے اور اگر گواہوں نے مقدار مہر میں اسی قسم کا اختلاف کیا تو نکاح ثابت ہو جائے گا اور کم مقدار مثلاً ایک ہزار مہر قرار پائے گا مرد مدعی ہو یا عورت۔ دعویٰ میں مہر کم بتایا ہو یا زیادہ سب کا ایک حکم ہے کیونکہ یہاں مال مقصود نہیں جو چیز مقصود ہے یعنی نکاح اس میں دونوں متفق ہیں لہٰذا یہ اختلاف معتبر نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... میراث کا دعویٰ ہو مثلاً زید نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ فلاں چیز جو تمہارے پاس ہے میرے باپ کی میراث ہے اس میں گواہوں نے ملک مورث ثابت کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ یہ کہنا پڑے گا کہ وہ شخص مرا اور اس چیز کو چھوڑا یہ کہنا ہوگا کہ وہ شخص مرتے وقت اس چیز کا مالک تھا یا یہ چیز موت کے وقت اس کے قبضے میں یا اس کے قائم مقام کے قبضے میں تھی مثلاً جب مرا تھا یہ چیز اس کے مستاجر کے پاس یا مستعیر یا امین یا غاصب کے ہاتھ میں تھی کہ جب مورث کا قبضہ موت ثابت ہو گیا تو یہ قبضہ مالکانہ ہی قرار پائے گا کیونکہ موت کے وقت کا قبضہ قبضہ ضمان ہے۔ اگر قبضہ ضمان نہ ہوتا تو ظاہر کرنا اس کا ظاہر نہ کرنا کہ یہ چیز فلاں کی میرے پاس امانت ہے قبضہ ضمان کر دیتا ہے اور جب مورث کی ملک ہوئی تو وارث کی طرف منتقل ہوئی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... میراث کے دعویٰ میں گواہوں کو سبب وراثت بھی بیان کرانا ہوگا یعنی کہنا ہوگا کہ یہ اس کا وارث ہے بلکہ مثلاً یہ کہا ہوگا کہ اس کا بھائی اور چچا بتاتا تو یہ بتانا بھی ہوگا کہ حقیقی بھائی ہے یا علاتی یا اخیافی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... گواہ کو یہ بھی بتانا ہوگا کہ اس کے سوا میت کا کوئی وارث نہیں ہے یا کہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا وارث نہیں جانتا اس کے بعد قاضی نسب نامہ پوچھے گا تاکہ معلوم ہو سکے کہ کوئی دوسرا وارث ہے یا نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... یہ بھی ضروری ہے کہ گواہوں نے میت کو پایا ہو اگر یہ بیان کیا کہ فلاں شخص مر گیا اور یہ مکان ترکہ میں چھوڑا اور خود ان گواہوں نے میت کو نہیں پایا تو یہ گواہی باطل ہے میت کا نام لینا ضروری نہیں اگر یہ کہہ دیا کہ اس مدعی کا باپ یا اس کا دادا جب بھی گواہی مقبول ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مرا اس عورت جو مر گئی ہے کا شوہر ہے یا یہ عورت اس مرد کی زوجہ ہے جو مر گیا اور ہمارے علم میں میت کا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے عورت کہتی ہے کہ شوہر کو نصف دے دیا جائے اور شوہر کہتا ہے کہ عورت کو چوتھائی دے دیا جائے اور اگر گواہوں نے نہ اتنا کہا ہے کہ یہ اس کا شوہر ہے یا اس کی بیوی ہے تو یہ حصہ یعنی نصف و چہارم نہ دیا جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ میت کی اولاد ہو اور اس صورت میں زوج و زوجہ کو حصہ کم ملے گا۔ لہٰذا ایک حد تک قاضی انتظار کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... ایک شخص نے مکان کا دعویٰ کیا گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ایک معین حد مدعی کے قبضہ میں ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر یہ کہیں کہ مدعی کی ملک میں ہے تو مقبول ہے یا کہہ دیں کہ مدعی سے مدعا علیہ نے چھین لیا جب بھی مقبول ہے۔ (جامع الفصولین) یہ ہے کہ زمانۂ گزشتہ کی ملک پر شہادت مقبول ہے اور زمانۂ گزشتہ میں زندہ کا قبضہ ثابت ہونا ملک کے لئے کافی نہیں ہے اور موت کے وقت قبضہ ہونا وصول ملک ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰..... مدعا علیہ نے ٹھوڑی کے قبضہ کا اقرار کیا یا اس کا اقرار کرنا گواہوں سے ثابت ہو گیا تو چیز مدعی کو دلا دی جائے گی۔ (جامع) مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے یہ چیز مدعی سے چھینی ہے کیونکہ یہ میری ملک ہے مدعی چھیننے سے انکار کرتا ہے تو اس کو نہیں ملے گی کہ اقرار رد کر دیا اور مدعی تصدیق کرتا ہو تو مدعی کو دلائی جائے گی اور قبضہ مدعی کا مانا جائے گا لہٰذا اس کے مقابل میں جو شخص ہے وہ گواہ پیش کرے یا اس سے حلف لیا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... مدعا علیہ اقرار کرتا ہے کہ چیز مدعی کے ہاتھ میں ماخوذ طریقہ سے تھی یہ قبضہ مدعی کا اقرار ہو گیا اور جائیداد غیر منقولہ میں

قبضہ مدعی کے لئے اقرار مدعا علیہ کافی نہیں بلکہ مدعی گواہوں سے ثابت کرے یا قاضی کو خود علم ہو۔ (عر)

مسئلہ نمبر ۱۲..... گواہوں کے بیانات میں اگر تاریخ و وقت کا اختلاف ہو جائے یا جگہ میں اختلاف ہو بعض صورتوں میں اختلاف کا لحاظ کر کے گواہی قبول نہیں کرتے اور بعض صورتوں میں اختلاف کا لحاظ نہیں کرتے گواہی قبول کرتے ہیں بیع و اطلاق عتق و کتابت و ہبہ و دین براءت، عتاق، حوالہ، قرض، ان سب میں گواہی قبول ہے اور جنایت، غصب، قتل، نکاح، رجعت، ہبہ، صدقہ میں اختلاف ہوا تو گواہی مقبول نہیں، اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کی شہادت دی جاتی ہے وہ قول ہے یا فعل۔ اگر قول ہے جیسے بیع و طلاق وغیرہا ان میں وقت اور جگہ کا اختلاف معتبر نہیں یعنی گواہی مقبول ہے ہو سکتا ہے کہ وہ الفاظ بار بار کہے گئے فقط وقت اور جگہ کے بیان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور اگر مشہود بہ فعل ہے جیسے غصب و جنایت یا مشہود بہ قول ہے مگر اس کی صحت کے لئے فعل شرط ہے جیسے نکاح کہ یہ اسباب و قبول کلام ہے جو قول ہے مگر گواہوں کا وہاں حاضر ہونا کہ یہ فعل ہے نکاح کے لئے شرط ہے لہٰذا وہ ایسا عقد ہوا جس کی تمامیت فعل سے ہو جیسے سپرد میں گواہوں کا یا اختلاف معتبر ہے گواہی معتبر نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ایک شخص نے گواہی دی کہ زید نے اپنی زوجہ کو ۱۰ اپنی انجو کو کہ میں طلاق دی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اسی تاریخ میں بیوی کو زید نے کوفہ میں طلاق دی۔ یہ گواہی باطل ہے کہ دونوں میں ایک یقیناً جھوٹا ہے اور اگر دونوں کی ایک تاریخ نہیں بلکہ دو تاریخیں ہیں اور دونوں میں اتنے دن کا فاصلہ ہے کہ زید وہاں پہنچ سکتا ہے تو گواہی جائز ہے۔ یونہی اگر گواہوں نے دو مختلف بیبیوں کے نام لے کر طلاق دینا بیان کیا اور تاریخ ایک ہے مگر ایک کو مکہ میں طلاق دینا دوسری کو کوفہ میں اسی تاریخ میں طلاق دینا بیان کیا یہ بھی مقبول نہیں۔ (عر)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک زوجہ کے طلاق دینے کے گواہ پیش ہوئے ہیں کہ زید نے اپنی زوجہ کو مکہ میں فلاں تاریخ کو طلاق دی اور قاضی نے بحکم طلاق دے دیا اس کے بعد دو گواہ دوسرے پیش ہوتے ہیں جو اسی تاریخ میں زید کا دوسری زوجہ کو کوفہ میں طلاق دینا بیان کرتے ہیں ان گواہوں کی طرف قاضی التفات بھی نہ کرے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... اولیائے مقتول نے گواہ پیش کئے کہ اسی زخم سے مرا اور جس نے گواہ پیش کئے کہ زخم اچھا ہو گیا تھا اس دن روز کے بعد مرا اولیاء کے گواہ کو ترجیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... وصی نے یتیم کا مال چچا یتیم نے بالغ ہو کر یہ دعویٰ کیا کہ ضمن (تاوان) کے ساتھ مال بیچ کیا گیا اور مشتری نے گواہ قائم کئے کہ واجبی قیمت پر فروخت کیا گیا ضمن کے گواہ کو ترجیح ہوگی۔ مرد نے عورت سے خلع کیا اس کے بعد مرد نے گواہوں سے ثابت کیا کہ خلع کے وقت مجنون تھا اور عورت نے گواہ پیش کئے کہ عاقل تھا عورت کے گواہ مقبول ہیں۔ بالغ نے گواہ پیش کئے کہ نابالغی میں اس نے بیچا تھا اور مشتری نے ثابت کیا کہ وقت بیع بالغ تھا مشتری کے گواہ معتبر ہیں۔ ایک شخص نے وارث کے لئے اقرار کیا مقرر کہتا ہے کہ حالت صحت میں اقرار کیا تھا دیگر ورثہ کہتے ہیں کہ مرض میں اقرار کیا تھا گواہ مقرر کے معتبر ہیں اور اس کے پاس کہ وہ نہ ہوں تو ورثہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ بیع و سلم و اقرار میں اکراہ اور غیر اکراہ دونوں قسم کے گواہ پیش ہوئے تو گواہ اکراہ والی ہیں۔ بالغ و مشتری بیع کی صحت و فساد میں مختلف ہیں تو قول اس کا معتبر ہے جو مدعی صحت ہے اور گواہ اس کے معتبر ہے جو مدعی فساد ہو۔ (درمختار ملتقط الخانیہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... دو شخصوں نے شہادت دی کہ اس نے گائے بیچ دی ہے مگر ایک نے کہا گائے کالی سیاہ تھی دوسرے نے سفید اور مدعی نے رنگ کے متعلق کچھ نہیں بیان کیا ہے تو گواہی مقبول ہے اور اگر مدعی نے کوئی رنگ متعین کر دیا ہے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر ایک گواہ نے گائے کہا دوسرے نے بیل تو مطلقاً گواہی مردود ہے اور دعویٰ غصب کا ہو اور گواہوں نے رنگ کا خلاف کیا تو شہادت مردود ہے۔ (ہدایہ عر)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ذمہ داری کے دین کی شہادت دی کہ اس کے ذمہ اتنا دین تھا گواہی مقبول ہے ہاں اگر مدعا علیہ نے سوال کیا کہ تاریخ بھی بتائی گواہوں نے کہا ہمیں یہ نہیں معلوم تو گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ملک تھی اور گواہوں نے بیان کیا کہ اس کی ملک ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ملک تھی اور گواہوں نے بیان کیا کہ اس کی ملک ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔ یونہی اگر گواہوں نے بھی زمانۂ گزشتہ میں ہونا بتایا کہ اس کی ملک تھی جب بھی معتبر نہیں کہ مدعی کا یہ کہنا میری ملک تھی تا اب ہے کہ اب اس کی ملک نہیں ہے کیونکہ اگر اس وقت بھی اس کی ملک ہوتی تو یہ نہ کہتا کہ ملک تھی۔ اور اگر مدعی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میری ملک ہے اور گواہوں نے زمانۂ گزشتہ کی طرف نسبت کی تو مقبول ہے کیونکہ پہلے ملک ہونا معلوم ہے اور اس وقت بھی اسی کی ملک ہے یہ گواہوں کو اسی بنا پر معلوم ہوا کہ وہی پہلی ملک باقی ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ مکان جس کی حدود دستاویز میں مکتوب ہیں میرا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ مکان جس کی حدود دستاویز میں لکھے ہیں مدعی کا ہے یہ دعویٰ اور شہادت دونوں صحیح ہیں اگرچہ حدود کی تفصیل نہیں بیان کی گواہی مقبول ہے۔ یونہی۔ مکان متنازع فیہ کے متعلق گواہی دی گو وہ مدعی کا ہے مگر اس کے حدود نہیں بیان کئے اگر فریقین اس بات پر متفق ہیں کہ گواہ کی شہادت متنازع فیہ کے ہی متعلق ہے گواہی مقبول ہے۔ (درمختار)

شہادۃ علی الشہادۃ کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص اصل واقعہ کا شاہد ہے کسی وجہ سے اس کی گواہی نہیں ہو سکتی مثلاً وہ سخت بیمار ہے کہ کچہری نہیں جا سکتا یا سفر میں گیا ہے ایسی صورتوں میں یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ دوسرے کو کر دے اور یہ دوسرا جا کر گواہی دے یہ اس کو شہادۃ علی الشہادۃ کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... جملہ حقوق میں شہادۃ علی الشہادۃ جائز ہے مگر حدود و قصاص میں جائز نہیں یعنی اس کے ذریعہ سے ثبوت ہونے پر حد اور قصاص نہیں جاری کریں گے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲..... جو شخص واقعہ کا گواہ ہے وہ دوسرے کو مقرر کر سکتا ہے یعنی اسے مقرر یا نامزد کر دینے میں مضائقہ نہیں مگر اس کی گواہی قبول اس وقت کی جائے گی جب اصل گواہ شہادت دینے سے معذور ہو اس کی چند صورتیں ہیں اصل گواہ مر گیا یا ایسا بیمار ہے کہ کچہری حاضر نہیں ہو سکتا یا سفر میں گیا ہے یا اتنی دور پر ہے کہ مکان سے آنے اور گواہی دے کر رات تک گھر پہنچ جانا چاہے تو نہ پہنچ سکے یا اصل گواہ کے معذور کے لئے کافی ہے یا وہ پردہ نشین عورت ہے کہ ایسی جگہ جانے کی اس کی عادت نہیں جہاں اجانب سے اختلاط ہو اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لئے کبھی کبھی نکلتی ہو یا محمل کے لئے حمام میں جاتی ہو جب بھی پردہ نشین ہی کہلائے گی الغرض جب اصلی گواہ معذور ہو اس وقت وہ شخص گواہی دے سکتا ہے جس کو اس نے اپنے قائم مقام کیا ہے اگرچہ قائم مقام کرنے کے وقت معذور نہ ہو (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... شاہد فرع میں عدد بھی شرط ہے یعنی اصلی گواہ اپنے قائم مقام دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کو مقرر کرے بلکہ عورت گواہ ہے وہ اپنی جگہ کسی کو گواہ کرنا چاہتی ہے تو اسے بھی لازم ہے کہ دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں اپنی جگہ مقرر کرے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... ایک شخص کی گواہی کے دو شاہد ہیں مگر ان میں ایک ایسا ہے جو خود فسق واقعہ کا شاہد ہے یعنی اس نے اپنی طرف سے بھی شہادت دا کی اور شاہد اصل کی طرف سے بھی یہ گواہی مقبول نہیں۔ (عالمگیری)

..... مسئلہ ۵..... ایک اصلی گواہ ہے جو واقعہ کا شاہد ہے اور دو شخص دوسرے اصلی گواہ کے قائم مقام ہیں یوں تین شخصوں نے گواہی دی یہ مقبول ہے اور اگر ایک اصلی گواہ نے دو شخصوں کو اپنی جگہ کیا دوسرے اصلی نے بھی انہیں دونوں کو اپنی جگہ پر کیا بلکہ فرض کرو بہت سے لوگ گواہ تھے اور سب نے انہیں دونوں کو اپنے اپنے قائم مقام کیا یہ درست ہے یعنی انہیں دونوں کی گواہی سب کی جگہ پر قرار پائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... گواہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل کسی دوسرے شخص کو جس کو اپنے قائم مقام کرنا چاہتا ہے خطاب کر کے یہ کہے تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جائے۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کو شگلاں زید کے مرہ دے ہمسائے روپے ہیں یا یوں کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ زید نے میرے سامنے یہ اقرار کیا ہے اور تم میری اس گواہی کے گواہ ہو جائے۔ غرض اصلی گواہ اس وقت اسی طرح گواہی دے گا جس طرح قاضی کے سامنے گواہی ہوتی ہے اور فرع کو اس پر گواہ بنائے گا اور فرع اس کو قبول کرے بلکہ فرع نے سکوت کیا جب بھی شاہد کے قائم مقام ہو جائے گا اور اگر انکار کر دے گا کہے گا کہ تمہاری جگہ گواہ ہونے کو میں قبول نہیں کرتا تو گواہی رد ہو گئی یعنی اب اس کی جگہ گواہی نہیں دے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... شاہد فرع قاضی کے پاس یوں گواہی دے گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے اپنی فلاں گواہی پر گواہ بنایا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ تم میری اس شہادت پر گواہ ہو جاؤ اور اس سے مختصر عبارت یہ ہے کہ اصل گواہ کہے تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ اور فرع یہ کہے میں فلاں شخص کی اس شہادت کی شہادت دیتا ہوں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... شاہد فرع کو معلوم ہے کہ اصلی گواہ عادل نہیں ہے بلکہ اگر اس کا عادل وغیر عادل ہونا کچھ معلوم نہ ہو تو اس کی جگہ پر گواہی نہ دینا چاہئے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... دوسرے کو اپنی جگہ گواہ بنانا چاہتا ہو تو یہ کرنا چاہئے کہ طالب و مطلوب دونوں کو سامنے بلا کر شاہد فرع کے سامنے دونوں کی طرف اشارہ کر کے شہادت دے۔ مثلاً اس شخص نے اس شخص کے لئے اس چیز کا اقرار کیا ہے اور اگر طالب و مطلوب موجود نہ ہوں تو نام و نسب کے ساتھ شہادت دے یعنی فلاں بن فلاں بن فلاں اور شاہد فرع جب قاضی کے پاس شہادت دے تو شاہد اصل کا نام اور اس کے باپ دادا کے نام ضرور ذکر کرے اور ذکر نہ کرے تو گواہی مقبول نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... گواہان فرع اگر اصلی گواہ کی تعدیل کریں یہ درست ہے جس طرح وہ گواہوں میں سے ایک کی تعدیل کر سکتا ہے اور اگر فرع نے تعدیل نہیں کی تو قاضی خود فکر کرے اور دیکھے کہ عادل ہے یا نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... چند امور ایسے ہیں جن کی وجہ سے فرع کی شہادت باطل ہو جاتی ہے۔ (۱) اصلی گواہ نے گواہی دینے سے منع کر دیا۔ (۲) اصلی گواہ خود ہی قابل قبول شہادت نہ رہا مثلاً فاسق ہو گیا۔ گونگا ہو گیا۔ اندھا ہو گیا۔ (۳) اصلی گواہ نے شہادت سے انکار کر دیا مثلاً ہم واقعہ کے گواہ نہیں یا ہم نے ان لوگوں کو گواہ نہیں بنایا یا ہم نے گواہ بنایا مگر یہ ہماری غلطی ہے۔ اگر اصول خود قاضی کے پاس فیصلہ کے قبل حاضر ہوئے تو فروع کی شہادت پر فیصلہ نہیں ہو گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... شاہد اصل نے دوسروں کو اپنے قائم مقام گواہ کر دیا اس کے بعد اصل انہی حالت میں ہو گیا کہ اس کی گواہی جائز نہیں اس کے بعد پھر ایسے حال میں ہوا کہ اب گواہی جائز ہے مثلاً فاسق ہو گیا تھا پھر تائب ہو گیا۔ اس کے بعد فرع نے شہادت دی۔ یہ گواہی جائز ہے۔ یونہی اگر دونوں فرع قابل شہادت ہو گئے پھر قابل شہادت ہو گئے اور اب شہادت دی یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... قاضی نے فرع کی شہادت اس وجہ سے روکی ہے کہ اصل مجہتم ہے تو نہ اصل کی قبول ہوئی نہ فرع کی اور اگر اس وجہ سے روکی کہ فرع میں تہمت ہے تو اصل کی شہادت قبول ہو سکتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... فروع یہ کہتے ہیں اصول نے ہم کو فلاں بن فلاں بن فلاں پر شاہد کیا تھا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں مگر ہم اس کو پہچانتے نہیں اور مدعی ایک عورت پیش کرتا ہے کہ یہ وہی عورت ہے بلکہ خود عورت بھی اقرار کرتی ہے کہ ہاں میں وہی ہوں یہ کافی نہیں بلکہ مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہی وہ عورت ہے بلکہ اگر مدعا علیہ یہ کہتا ہے کہ یہ ام و نسب دوسرے شخص کے بھی ہیں اس سے قاضی ثبوت طلب کرے گا اگر ثبوت نہ ہو سکے گا دعویٰ مارا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... جس نے جھوٹی گواہی دی قاضی اس کی تشہیر کرے گا یعنی جہاں کا رہنے والا ہے اس محلہ میں ایسے وقت میں آدمی بھیجے گا کہ لوگ کثرت سے جمع ہوں وہ شخص قاضی کا یہ پیغام پہنچائے گا کہ ہم نے اسے جھوٹی گواہی دینے والا پایا تم لوگ اس سے بچو اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے پرہیز کرنے کو کہو۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جھوٹی گواہی کا ثبوت گواہوں سے نہیں ہو سکتا کیونکہ گواہی کے متعلق گواہی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا ثبوت گواہ کے اقرار سے ہو سکتا ہے خواہ اس نے خود قاضی کے یہاں اقرار کیا ہو یا قاضی کے پاس اس کے اقرار کے متعلق گواہ پیش ہوئے (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... اگر گواہی رد کر دی گئی کسی تہمت کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ شہادت دعوٰی میں مخالفت تھی یا اس وجہ سے کہ دونوں شہادتوں میں باہم مخالفت تھی اس کو جھوٹا گواہ قرار دے کر تعزیر نہیں کریں گے کیا معلوم کہ یہ جھوٹا ہے یا مدعی جھوٹا ہے یا اس کا ساتھی دوسرا گواہ جھوٹا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... اگر قاضی نے جھوٹی گواہی دی اور اس کا جھوٹ ثابت ہو گیا پھر نائب ہو گیا تو اب اس کی گواہی مقبول ہے کہ اس کا سبب فسق تھا وہ زائل ہو گیا۔ اور اگر عادل یا مستور الحال نے جھوٹی گواہی دی پھر تائب ہو گیا تو بعد توبہ بھی اس کی گواہی ہمیشہ کے لئے مردود ہے مگر قنوتی قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ پر ہے کہ اگر تائب ہو جائے اور قاضی کے نزدیک اس کی گواہی کامل اطمینان ہو جائے تو اب مقبول ہے۔ (درمختار)

گواہی سے رجوع کرنے کا بیان

گواہی سے رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود کہے کہ میں نے اپنی شہادت سے رجوع کیا یا اس کے مثل دوسرے الفاظ کہے اور اگر گواہی سے انکار کرتا ہے کہتا ہے میں نے یہ گواہی دی ہی نہیں تو اس کو رجوع نہیں کہیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱..... اگر فیصلہ سے قبل رجوع کیا ہے تو قاضی اس کی گواہی پر فیصلہ نہیں کرے گا کیونکہ اس کے دونوں قول متناقض ہیں کیا معلوم کون سا قول سچا ہے اور اس صورت میں گواہ پر تاوان واجب نہیں کہ اس نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا ہے جس کا تاوان دے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... اگر فیصلہ کے بعد رجوع کیا تو جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ تو زائل نہیں جائے گا بخلاف اس صورت کے کہ گواہ کا غلام ہونا یا محدود فی القذف ہونا ثابت ہو جائے کہ یہ فیصلہ ہی صحیح نہیں ہوا اور اس صورت میں مدعی نے جو کچھ لیا ہے واپس کرے اور اس صورت میں گواہوں پر تاوان نہیں یہ غلطی قاضی کی ہے کیونکہ ایسے لوگوں کی شہادت پر فیصلہ کیا جو قابل شہادت نہ تھے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... رجوع کے لئے شرط یہ ہے کہ مجلس قاضی میں رجوع کرے خواہ اس قاضی کی کچہری میں رجوع کرے جس کے یہاں شہادت دی ہے یا دوسرے قاضی کے یہاں فتنہ اگر مدعا علیہ جس کے خلاف اس نے گواہی دی یہ دعوٰی کرتا ہے کہ گواہ نے غیر قاضی کے پاس رجوع کیا اور اس پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہے یا اس گواہ رجوع کرنے والے پر حلف دینا چاہتا ہے یہ قول نہیں کیا جائے گا کہ اس کا دعوٰی ہی غلط ہے ہاں اگر یہ دعوٰی کرتا ہے کہ اس نے کسی قاضی کے پاس رجوع کیا یا رجوع کا اقرار غیر قاضی کے پاس کیا ہے اور وہ کہتا ہے مجھے تاوان دلایا جائے کیونکہ اس کی غلط گواہی سے غیر کے خلاف فیصلہ ہوا ہے اور رجوع یا اقرار رجوع پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہے تو گواہ لئے جائیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... فیصلہ کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے گواہوں کو تاوان دیں گے اس کا جو کچھ نقصان ہوا ان گواہوں کی بدولت ہوا ہے مدعی سے وہ چیز نہیں لی جا سکتی کہ اس کے موافق فیصلہ ہو چکا ان کے رجوع کرنے سے اس پر اثر نہیں پڑتا۔ (جامع فخر)

مسئلہ نمبر ۵..... تاوان کے بارے میں اعتبار اس کا ہو گا جو باقی رہ گیا ہو اس کا اعتبار نہیں جو رجوع کر گیا مثلاً دو گواہ تھے ایک نے رجوع کیا نصف تاوان دے اور تین گواہ تھے ایک نے رجوع کیا کچھ تاوان نہیں کہ اب بھی دو باقی ہیں اور اگر ان میں سے پھر ایک رجوع کر گیا تو

نصف تاوان دونوں سے لیا جائے گا اور تیسرا بھی رجوع کر گیا تو تینوں پر ایک ایک تہائی۔ ایک مرد دو عورتیں گواہ تھیں ایک عورت نے رجوع کیا چوتھائی تاوان اس کے ذمہ ہے اور دونوں نے رجوع کیا تو دونوں پر نصف اور اگر ایک مرد دس عورتیں گواہ تھیں ان میں آٹھ رجوع کر گئیں تو کچھ تاوان نہیں اور نویں بھی رجوع کر گئی تو اب ان نو پر ایک چوتھائی تاوان ہے اور سب رجوع کر گئے یعنی ایک مرد اور دس عورتیں تو چھٹا حصہ مرد پر اور باقی پانچ حصے دس عورتوں پر یعنی ہر ایک عورت کے ہوں گے ہر ایک عورت ایک ایک حصہ دس اور مرد دو حصے دو مرد ایک عورت نے گواہی دی تھی اور سب رجوع کر گئے تو عورت پر تاوان نہیں کہ ایک عورت گواہ ہی نہیں۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۶..... نکاح کی شہادت دی اس کی تین صورتیں ہیں مہر مثل سے زائد یا مہر مثل کم کے ساتھ اور تینوں صورتوں میں مدعی نکاح مرد ہے یا عورت یکل چھ صورتیں ہوئیں مرد مدعی ہے جب تو رجوع کرنے کی تینوں صورتوں میں تاوان نہیں اور عورت مدعی ہے اور مہر مثل سے زیادہ کے ساتھ نکاح ہوا گواہوں سے بیان کیا تو جتنا مہر مثل سے زائد ہے وہ تاوان میں واجب ہے باقی دو صورتوں میں کچھ تاوان نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... گواہوں نے عورت کے خلاف گواہی دی کہ اس نے اپنے پورے مہر پر یا اس کے جزء پر قبضہ کر لیا پھر رجوع کیا تو تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... قبل دخول طلاق کی شہادت دی اور قاضی نے طلاق کا حکم دے دیا اس کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو نصف مہر کا تاوان دینا پڑے گا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۹..... بیع کی گواہی دی پھر رجوع کر گئے اگر وہ اجی قیمت پر بیع ہوا تھا تو تاوان کچھ نہیں۔ مدعی بائع ہو یا مشتری اور اصل قیمت سے زیادہ پر بیع ہوا تھا یا اور مدعی بائع ہے تو بقدر زیادتی تاوان واجب ہے اور بائع مدعی نہ ہو تو تاوان نہیں اور وہ اجی قیمت سے کم کی شہادت دی پھر رجوع کیا تو واجبی قیمت سے جو کم ہے اس کا تاوان دے یہ اس صورت میں ہے کہ مدعی مشتری ہو اور بائع مدعی ہو تو کچھ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... بیع کی شہادت دی اور اس کی بھی کہ مشتری نے بائع کو ثمن ادا کر دیا اس صورت میں قیمت کا تاوان ہے یعنی اس چیز کی واجبی قیمت جو ہو وہ تاوان ہے اور اگر دونوں باتوں کی گواہی دو شہادتوں میں دی۔ بیع و ثمن کا تاوان ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بائع کے خلاف یہ گواہی دی کہ اس نے یہ چیز دو ہزار میں ایک سال کی میعاد پر بیچی ہے اور چیز کی واجبی قیمت ایک ہزار ہے اور گواہوں نے رجوع کیا تو بائع کو اختیار ہے گواہوں سے اس وقت کی قیمت کا تاوان لے یعنی ایک ہزار یا مشتری سال بھر بعد دو ہزار لے ان دونوں صورتوں میں جو صورت اختیار کرے گا دوسرا بری ہو جائے گا مگر گواہوں سے اس نے ایک ہزار لے لئے تو گواہ مشتری سے ثمن یعنی دو ہزار وصول کریں گے اور اس میں ایک ہزار صدقہ کر دیں۔ (درمختار و غیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... بیع بات اور بیع باختیار دونوں کا ایک حکم ہے یعنی اگر گواہوں نے یہ شہادت دی کہ اس نے یہ چیز واجبی قیمت سے کم پر بیع کی ہے اور اس کو خیار ہے اگر چہ اب بھی مدت خیار باقی ہے اور قرشی کرو قاضی نے فیصلہ بیع باختیار کا کر دیا اور اندرون مدت بائع نے بیع کو فسخ نہیں کیا اور گواہوں نے رجوع کیا تو تاوان واجب ہوگا۔ ہاں اگر اندرون مدت بائع نے بیع کو جائز کر دیا تو گواہوں سے ضمان ساقط ہو جائے گا۔ (ہدایہ فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۱۳..... دو گواہوں نے قبل دخول تین طلاق کی شہادت دی اور ایک گواہ نے ایک طلاق قبل دخول کی شہادت دی اور سب رجوع کر گئے تو تاوان ان پر ہے جنہوں نے تین طلاق کی گواہی دی ہے اس پر نہیں ہے جس نے ایک طلاق کی گواہی دی اور اگر بعد طلاق یا خلوت کے بعد طلاق کی شہادت دی پھر رجوع کیا تو کچھ تاوان واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴.....دو گواہوں نے طلاق قبل الدخول کی شہادت دی اور دو نے دخول کی پھر یہ سب رجوع کر گئے دخول کے گواہوں پر مہر کے تین ربع کا تاوان ہے اور طلاق کے گواہوں پر ایک ربع کا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵.....اصلی گواہوں نے دوسرے لوگوں کو اپنے قائم مقام کیا تھا فروع نے رجوع کیا تو ان پر تاوان واجب ہے اور اگر فیصلہ کے بعد اصلی گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نے فروع کو اپنی گواہی پر شاہد بنایا تھا یا ہی نہ بنایا تھا نے غلطی کی کہ ان کو گواہ بنایا تو اس صورت میں تاوان واجب نہیں نہ اصول پر نہ فروع پر۔ یونہی اگر فروع نے یہ کہا کہ اصول نے جھوٹ کہا یا غلطی کی تو تاوان نہیں اور اگر اصول وفروع سب رجوع کر گئے تو تاوان صرف فروع پر ہے اصول پر نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....تزکیہ کرنے والے جنہوں نے گواہوں کی تعدیل کی تھی یہ کہا تھا کہ یہ کامل شہادت ہے رجوع کر گئے اگر علم تھا کہ یہ کامل شہادت نہیں ہے مثلاً غلام ہے اور تزکیہ کر دیا تو تاوان دینا ہوگا اور اگر واقف نہیں کیا ہے بلکہ غلطی سے تزکیہ کر دیا تو تاوان نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷.....دو گواہوں نے تعلق کی گواہی دی مثلاً شوہر نے یہ کہا اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ کو طلاق ہے یا سونی نے کہا اگر یہ گھوڑا میرا غلام آزاد ہے اور گواہوں نے یہ شہادت دی کہ شہادت دی گئی لہٰذا بیوی کو طلاق اور غلام کو آزاد کرنے کا حکم ہوگیا پھر یہ سب گواہ رجوع کر گئے تو تعلیق کے گواہ کو تاوان دینا ہوگا۔ غلام آزاد ہوا ہے تو اس کی قیمت اور عورت کو طلاق کا حکم ہوا اور قبل دخول ہے تو نصف مہر تاوان دیں۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۱۸.....دو گواہوں نے گواہی دی کہ مرد نے عورت کو طلاق بیر دکر دی اور دو نے یہ گواہی دی کہ عورت نے اپنے کو طلاق دے دی پھر یہ سب رجوع کر گئے تو تاوان ان پر ہے جو طلاق دینے کے گواہ ہیں ان پر نہیں جو بیر دکرنے کے گواہ ہیں۔ یونہی شوہر احسان پر رجوع کرنے سے دیت واجب نہیں کہ رجم کی ملحد نا ہے اور احسان محض شرط ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے دس روپے ماہوار نفقہ پر میری مصالحت ہوئی ہے شوہر کہتا ہے پانچ روپے ماہوار پر صلح ہوئی ہے عورت نے گواہوں سے دس روپے ماہوار پر صلح ہونا ثابت کیا اور قاضی نے فیصلہ دے دیا اس کے بعد گواہ رجوع کر گئے اگر عورت ایسی ہے کہ اس جیسی کا نفقہ دس روپے یا زیادہ ہونا چاہئے جب تو کچھ نہیں اور اگر ایسی نہیں ہے تو جو کچھ زیادہ اس گزشتہ زمانہ میں دیا گیا مثلاً پانچ روپے کی حیثیت تھی اور لائے گئے دس روپے تو ماہوار پانچ روپے زیادہ دینے گئے لہٰذا فیصلہ کے بعد سے اب تک جو کچھ شوہر سے زیادہ دلایا گیا ہے۔ اس کا تاوان گواہوں پر لازم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰.....قاضی نے شوہر پر دس روپے ماہوار نفقہ مقرر کر دیے ایک برس کے بعد عورت نے مطالبہ کیا کہ آج تک مجھ کو میرا نفقہ نہیں وصول ہوا ہے شوہر نے دو گواہ پیش کر دیئے جنہوں نے شہادت دی کہ شوہر نے ہر ماہ بابت نفقہ ادا کیا ہے قاضی نے اس گواہی کے موافق فیصلہ کر دیا پھر گواہ رجوع کر گئے ان کو اس پوری مدت کے نفقہ کا تاوان دینا ہوگا۔ اولاد یا کسی محرم کا نفقہ قاضی نے مقرر کر دیا اور اس میں یہی صورت پیش آئی تو اس کا بھی وہی حکم ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

وکالت کا بیان

انسان کو اللہ ﷻ نے مختلف طبائع عطا کئے ہیں کوئی قوی ہے اور کوئی کمزور بعض کم سمجھ ہیں اور بعض عقل مند ہر شخص میں خودی اپنے معاملات کو انجام دینے کی کفایت نہیں نہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے اپنے سب کام کرنے کے لئے تیار لہٰذا انسانی حاجت کا یہ تقاضا ہوا کہ وہ دوسروں سے اپنا کام کرائے۔ قرآن مجید نے بھی اس جواز کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ ﷻ نے اصحاب کہف کا قول ذکر فرمایا

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ (پ۱۵ الکہف ۱۹)

تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے کہ تمہارے لیے اس میں سے کھانے کو لائے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

خود حضور اقدس ﷺ نے بعض امور میں لوگوں کو وکیل بنایا۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو قربانی کا جانور خریدنے کے لئے وکیل کیا اور بعض صحابہ کو نکاح کا وکیل کیا وغیرہ وغیرہ۔ اور وکالت کے جواز پر اجماع امت بھی منعقد۔ لہٰذا کتاب وسنت واجماع سے اس کا جواز ثابت۔

وکالت کے یہ معنی ہیں کہ جو تصرف خود کرسکتا اس میں دوسرے کو اپنا قائم مقام کردینا۔

مسئلہ نمبر ۱..... یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے فلاں کام کرنے کا وکیل کیا یا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میری یہ چیز بیچ دو یا میری خوشی یہ ہے کہ تم یہ کام کردو یہ سب صورتیں تو کیل کی ہیں۔ وکیل کا قبول کرنا صحت وکالت کے لئے ضروری نہیں یعنی اس نے وکیل بنایا اور وکیل نے کچھ نہیں کہا یہ بھی نہیں کہ میں نے قبول کیا اور اس کام کو کردیا تو موکل پر لازم ہوگیا ہاں اگر وکیل نے رد کردیا تو وکالت نہیں ہوئی۔ فرض کرو ایک شخص نے کہا تھا میری یہ چیز بیچ دو اس نے انکار کردیا اس کے بعد پھر بیچ کردی تو بیع موکل پر لازم نہ ہوئی کہ یہ اس کا وکیل نہیں بلکہ فضولی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... زید نے عمر کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے لئے وکیل کیا عمرو نے انکار کردیا اب طلاق نہیں دے سکتا اور اگر خاموش رہا اور اس کو طلاق دے دی تو طلاق ہوگئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... یہ ضروری ہے کہ وہ تصرف جس میں وکیل بناتا ہے معلوم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو سب سے کم درجہ کا تصرف یعنی حفاظت کرنا اس کا کام ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... اس کے لئے شرط یہ ہے کہ تو کیل اسی چیز میں ہوسکتی ہے جس کو موکل خود کرسکتا ہو اور اگر کسی خاص وجہ سے موکل کا تصرف ممنوع ہوگیا اور اصل میں جائز ہو تو کیل درست مثلاً محرم نے شکار بیچ کرنے کے لئے غیر محرم کو وکیل کیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... مجنون یا مجنون بچہ نے وکیل بنایا یہ تو کیل ملغا صحیح نہیں اور کچھ وکیل بچے نے وکیل کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔

(1) اس چیز کا وکیل کیا جس کو خود نہیں کرسکتا مثلاً زوجہ کو طلاق دینا غلام کو آزاد کرنا صدقہ دینا یعنی ایسے تصرف جن میں ضرر محض ہے ان میں تو کیل صحیح نہیں۔ (2) اور اگر ایسے تصرفات میں وکیل کیا جن میں نفع وضرر دونوں ہوں جیسے بیع واجارہ وغیرہ اس میں ولی نے اجازت تجارت دی تو کیل صحیح ورنہ ولی کی اجازت پر موقوف ہے اجازت دے گا صحیح ہوگی ورنہ باطل۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۶..... مرتد نے کسی کو وکیل کیا یہ تو کیل موقوف ہے اگر مسلمان ہوگیا نافذ ہے اور اگر قتل کیا گیا یا مرگیا یا دارالحرب میں چلا گیا تو کیل باطل اور اگر دارالحرب میں چلا گیا تھا پھر مسلمان ہوکر یہاں واپس ہوا اور قاضی نے اس کے دارالحرب چلے جانے کا حکم دے دیا تو تو کیل باطل ہو چکی اور قاضی نے ابھی حکم نہیں دیا ہے کہ مسلمان ہوکر واپس آگیا تو کیل باقی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... مرتد عورت نے کسی کو وکیل بنایا یہ تو کیل جائز ہے وکیل بنانے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہوگئی یہ تو کیل بدستور باقی ہے ہاں اگر مرتد عورت اپنے نکاح کا وکیل بنائے یہ تو کیل باطل ہے۔ اگر زمانہ ارتداد میں وکیل نے نکاح کیا تھا جب وہ مسلمان تھی پھر معاذ اللہ مرتد ہوگئی پھر مسلمان ہوگئی اب وکیل نے اس کا نکاح کیا یہ نکاح جائز نہیں ہے کہ تو کیل باطل ہوگئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... کافر کی کافر نے دعوت شراب پائی ہے اس نے مسلمان کو تقاضے کے لئے وکیل کیا مسلمان کو ایسی وکالت قبول نہ کرنی چاہئے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... باپ نے نابالغ بچہ کے لئے کسی چیز کے خریدنے یا بیچنے کا کسی کو وکیل کیا یہ تو کیل درست ہے باپ کے بعد بھی

یہی حکم ہے کہ وہ بچہ کے لئے جیسے طریقہ سے نیا بیچے کا کسی کو وکیل بنا سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... توکیل کے لئے وکیل کا عاقل ہونا شرط ہے یعنی مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جو عقل نہ رکھتا ہو وکیل نہیں ہو سکتا بلوغ اور حریت اس کے لئے شرط نہیں یعنی نابالغ مجھ والے کو اور غلام مگر کو بھی وکیل بنا سکتے ہیں وکیل نے بحجر پاگل کو عقل میں فتور پیدا ہو گیا وہ اپنی وکالت میں نہ رہا یعنی اس حالت میں جو تصرف کرے گا وہ موکل پر نافذ نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... وکیل کو علم ہو جانا صحت توکیل کے لئے شرط نہیں فرض کرو اس نے کسی کو وکیل کر دیا ہے اور اس وقت وکیل کو خبر نہ ہوئی بعد کو وکیل نے معلوم کیا اور تصرف کیا یہ تصرف جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... وکیل بنانے کے لئے وکیل کو علم ہو جانا اگرچہ شرط نہیں ہے مگر وہ وکیل اس وقت ہوگا جب اسے علم ہو جائے لہٰذا اگر غلام بیچنے یا زید کو طلاق دینے کا وکیل کیا اور وکیل کو بھی علم نہیں ہوا ہے بطور خود اس وکیل نے غلام کو بیچ دیا یا اس کی بیوی کو طلاق دے دی نہ بیع جائز ہوئی نہ طلاق۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... حقوق دو قسم کے ہیں حقوق العباد۔ حقوق اللہ۔ حقوق اللہ دو قسم ہیں اس میں دخومی شرط ہے یا نہیں جن حقوق اللہ میں دخومی شرط ہے جیسے حد قذف حد سرقہ ان کے اثبات کے لئے تو کیل صحیح ہے موکل موجود ہو یا غائب وکیل اس کا ثبوت پیش کر سکتا ہے اور ان کا استیفا یعنی قذف میں درے لگانا یا چوری میں ہاتھ کاٹنا اس کے لئے موکل کی موجودگی ضروری ہے اور جن حقوق اللہ میں دخومی شرط نہیں جیسے حد زنا' حد شرب خمر ان کے اثبات یا استیفا کسی میں تو کیل جائز نہیں۔ حقوق العباد بھی دو قسم ہیں شبہ سے ساقط ہو جاتے ہیں یا نہیں اگر ساقط ہو جائیں جیسے قصاص اس کے اثبات کی تو کیل صحیح ہے اور استیفا کی تو کیل یعنی قصاص جاری کرنے کا وکیل بنانا یا اگر موکل یعنی ولی کی موجودگی میں ہو تو درست ہے ورنہ نہیں اور حقوق العباد جو شبہ سے ساقط نہیں ہوتے ان سب میں وکیل بالخصومۃ بنانا درست ہے وہ حق اقبیل دین ہو یا عین۔ تحریر کے اثبات اور استیفا دونوں کے لئے وکیل بنانا جائز ہے موکل موجود ہو یا غائب۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مباحات میں وکیل بنانا جائز نہیں جیسے جنگل کی لکڑی کا نانا' گھاس کا نانا دریا کو کنویں سے پانی بھرنا' جانور کا شکار کرنا کان سے جواہر نکالنا جو کچھ ان سب میں حاصل ہوگا وہ سب وکیل کا ہے موکل اس میں سے کسی شے کا حق دار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... وکیل بالخصومۃ میں خصم کا راضی ہونا شرط ہے یعنی بغیر اس کی رضامندی کے وکالت لازم نہیں اگر وہ رد کر دے گا تو وکالت رد ہو جائے گی خصم یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ خود حاضر ہو کر جواب دے خصم مدعی ہو یا مدعا علیہ دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر موکل بیمار ہو کہ پیدل کچہری نہ جا سکتا ہو یا سواری پر جانے میں مرض کا اضافہ ہو جاتا ہو یا موکل سفر میں ہو یا سفر کا ارادہ رکھتا ہو یا عورت پردہ نشین ہو یا عورت حیض و نفاس والی ہو اور حاکم مسجد میں اجلاس کرتا ہو یا کسی دوسرے حاکم نے اسے قید کر دیا ہو یا اپنا دخومی اچھی طرح بیان نہ کر سکتا ہو ان سب نے وکیل کیا تو وکالت بغیر رضامندی خصم لازم ہو گئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مدعی مدعا علیہ میں ایک معزز ہے دوسرا حاکم درجہ کا ہے وہ معزز مقدمہ کی پیروی کے لئے وکیل کرتا ہے یہ عذر نہیں اس کی وجہ سے وکالت لازم نہ ہوگی اس کا طریق یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ خود کچہری میں حاضر ہو کر جواب دہی کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... خصم راضی ہو گیا تھا مگر ابھی دخومی کی سماعت نہیں ہوئی ہے اس رضامندی کو واپس لے سکتا ہے اور دخوے کی سماعت کے بعد واپس نہیں لے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... عقد دو قسم کے ہیں بعض وہ ہیں جن کی اضافت موکل کی طرف کرنا ضروری نہیں خود اپنی طرف بھی اضافت کرے جب بھی موکل ہی کے لئے ہو جیسے بیع اجارہ اور بعض وہ ہیں جن کی اضافت موکل کے طرف کرنا ضروری ہے اگر اپنی طرف اضافت کر دے تو

مؤکل کے لئے نہ ہو بلکہ وکیل ہی کے لئے ہو جیسے نکاح کہ اس میں مؤکل کا نام لینا ضروری ہے اگر یہ کہدے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا تو اسی کا نکاح ہوگیا مؤکل کا نہیں ہوگا تم اول کے حقوق کا تعلق خود وہ کیل سے ہوگا مؤکل سے نہیں ہوگا۔ مثلاً بائع کا وکیل ہے تو تسلیم مبیع اور قبضِ ثمن وکیل کرے گا اور مشتری کا وکیل ہے تو ثمن دینا اور مبیع لینا اسی کا کام ہے مبیع میں استحقاق ہوا تو مشتری وکیل سے ثمن واپس لے گا وہ بائع سے لے گا اور مشتری کے وکیل نے خریدا ہے تو یہ وکیل ہی بائع سے ثمن واپس لے گا یہ کام مؤکل یعنی مشتری کا نہیں اور مبیع میں عیب ظاہر ہوا تو اس میں جو کچھ کرنا پڑے خصومت وغیرہ وہ سب وکیل ہی کا کام ہے۔ (بدائع)

مسئلہ نمبر ۱۹..... عقد کی اضافت اگر وکیل نے مؤکل کی طرف کردی مثلاً یہ کہا کہ یہ چیز تم سے فلاں شخص نے خریدی اس صورت میں عقد کے حقوق مؤکل سے متعلق ہوں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... مؤکل نے یہ شرط کردی کہ عقد کے حقوق کا تعلق وکیل سے نہ ہوگا بلکہ مجھ سے ہوگا یہ شرط باطل ہے یعنی باوجود اس شرط کے بھی وکیل ہی سے تعلق ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... اس صورت میں حقوق کا تعلق اگرچہ وکیل سے ہے مگر ملک ابتداءً ہی سے مؤکل کے لئے ہوتی ہے یہ نہیں کہ پہلے اس چیز کا وکیل مالک ہو پھر اس سے مؤکل کی طرف منتقل ہو لہٰذا غلام خریدنے کا اسے وکیل کیا تھا اس نے اپنے قریبی رشتہ دار کو جو غلام ہے خریدا آزاد نہیں ہوگیا باندی خریدنے کو کہا تھا اس نے اپنی زوجہ کو جو باندی ہے خریدا نکاح فاسد نہیں کہ وکیل ان کا مالک ہوا ہی نہیں اور مؤکل کے ذی رحم محرم کو خریدا آزاد ہو جائے گا اور مؤکل کی زوجہ کو خریدا نکاح فاسد ہو جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... جس عقد کی مؤکل کی طرف اضافت ضروری ہے جس سے نکاح، طلاق، رجعت عمد سے صلح، انکار کے بعد صلح مال کے بدلے میں آزاد کرنا، کتابت، ہبہ، تصدق، عاریت، امانت رکھنا، رہن قرض دینا، شرکت، مضاربت کہ اگر ان کو وکیل کی طرف نسبت نہ کریں تو مؤکل کے لئے نہیں ہوتے۔ ان میں عقد کے حقوق کا تعلق مؤکل سے ہوگا وکیل سے نہیں ہوگا وکیل ان عقود میں سفیر محض ہوتا ہے قاصد کی طرح کہ پیغام پہنچا دیا اور کسی بات سے کچھ تعلق نہیں لہٰذا نکاح میں شوہر کے وکیل سے مہر کا مطالبہ نہیں ہوسکتا عورت کے وکیل سے تسلیم زوجہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... وکیل سے چیز خریدی ہے مؤکل ثمن کا مطالبہ کرتا ہے مشتری انکار کرسکتا ہے، کہہ سکتا ہے کہ میں نے تم سے نہیں خریدی، جس سے خریدی ہے اس کو دام دو لہٰذا مشتری نے مؤکل کو دے دیا تو صحیح ہے اگرچہ وکیل نے قبض کر لیا ہو کہہ دیا ہو کہ مجھی کو دیا مؤکل کو نہ دیا۔ وکیل کے سامنے مؤکل کو دے دیا اس کی غیبت میں، ثمن ادا ہو جائے گا۔ وکیل دوبارہ مطالبہ نہیں کرسکتا۔ (جواہر اخلاطی)

مسئلہ نمبر ۲۴..... وکیل کے مرجانے کے بعد وہی اس کے قائم مقام ہے مؤکل قائم مقام نہیں (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۲۵..... ایک شخص نے خریدنے کے لئے دوسرے کو وکیل کرنے سے پہلے یا بعد میں وکیل کو زرِ ثمن دے دیا کہ اسے ادا کر کے مبیع لا، وکیل نے روپیہ ضائع کر دیا اور وکیل خود تنگ دست ہے اپنے پاس سے اس وقت روپیہ نہیں دے سکتا اس صورت میں بائع کو اختیار ہے کہ مبیع کو روک لے اس پر قبضہ نہ دے جب تک ثمن وصول نہ کر لے مگر مؤکل سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور قرض کر کے مؤکل نے ثمن دیا ہے تو مبیع پر قبضہ دینا ہے تو قاضی ان دونوں کی رضامندی سے بیع کو فسخ کر دے گا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۶..... وکیل نے بائع سے ایک چیز خریدی اور مشتری کا دین مؤکل یا وکیل یا دونوں کے ذمہ ہے چاہتا ہے کہ دام نہ دینا پڑے بقایا میں مجرا کر دیا جائے اگر مؤکل کے ذمہ دین ہے تو محض عقد کرنے ہی سے مقاصہ یعنی دوا بدو ہو گیا، اور اگر وکیل و مؤکل دونوں کے ذمہ ہے تو مؤکل کے دین کے مقابل میں مقاصہ ہوگا وکیل کے نہیں اور جو وکیل پر دین ہو تو اس سے بھی مقاصہ ہو جائے گا مگر وکیل پر لازم ہوگا کہ اپنے پاس سے مؤکل کو ثمن ادا کرے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... وصی نے کسی کو یتیم کی چیز بیچنے کو کہا وکیل نے بیچ کر دام یتیم کو دے دیئے یہ دینا جائز نہیں بلکہ وصی کو دے۔ بیع صرف میں وکیل کیا ہے وکیل نے عقد کیا اور مؤکل نے عوض پر قبضہ کیا یہ درست نہیں عقد صرف باطل ہو جائے گا۔ اس میں مجلس عقد میں عاقد کا قبضہ ضروری ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... کسی کو اس لئے وکیل کیا کہ وہ فلاں شخص سے یا کسی سے قرض لادے یہ توکیل صحیح نہیں اور اگر اس لئے وکیل کیا کہ میں نے فلاں سے قرض لیا ہے تو اس پر قبضہ کر لے یہ توکیل صحیح ہے اور قرض لینے کے لئے قاصد بنانا صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... وکیل کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہاں وکیل اس لئے کیا کہ یہ چیز فلاں کو دے دے وکیل کو دینا لازم ہے مثلاً کسی سے کہا یہ کپڑا فلاں شخص کو دے دینا اس نے منظور کر لیا وہ شخص چلا گیا اس کو دینا لازم ہے۔ غلام آزاد کرنے پر وکیل کیا اور مؤکل غائب ہو گیا وکیل آزاد کرنے پر مجبور نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ جس کام کے لئے وکیل بنایا گیا ہے دوسرے کو اس کا وکیل کر دے ہاں اگر مؤکل نے اس کو یہ اختیار دیا ہو کہ خود کر دے یا دوسرے سے کرا دے تو وکیل بنا سکتا ہے یا وکیل کے لئے وکیل نے کام کر لیا اس کو مؤکل نے جائز کر دیا تو اب درست ہو گیا۔ وکیل سے کہہ دیا جو کچھ تو کرے منظور ہے وکیل نے وکیل کر لیا یہ توکیل درست ہے اور یہ وکیل ثانی مؤکل کا وکیل قرار پائے گا وکیل کا وکیل نہیں یعنی اگر وکیل اول مر جائے یا مجنوں ہو جائے یا معزول کر دیا جائے تو اس کا اثر وکیل ثانی پر کچھ نہیں اور اگر وکیل اول نے ثانی کو معزول کر دیا معزول ہو جائے گا۔ اگر وکیل اول نے دوسرے کو وکیل بنا تے وقت یہ کہہ دیا کہ تو جو کرے کا جائز ہے اور اس وکیل دوم نے کسی کو وکیل کیا یہ درست نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... وکالت میں تھوڑی سی جہالت مضر نہیں مثلاً یہ کہہ دیا مثلاً کا تھان خرید دو۔ شروع فاسدہ ہے وکالت فاسد نہیں ہوتی اس میں شرط خیار نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... وکالت عقد لازم نہیں وکیل و مؤکل ہر ایک بغیر دوسرے کی موجودگی کے معزول کر سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ مؤکل اگر وکیل کو معزول کرے تو جب تک وکیل کو خبر نہ ہو معزول نہیں یعنی اس درمیان میں جو تصرف کرے گا نافذ ہوگا مؤکل نہیں کہہ سکتا کہ میں معزول ہو چکا ہوں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... وکیل کے قبضہ میں جو چیز ہوتی ہے وہ بطور امانت ہے یعنی ضائع ہو جانے سے ضمان واپس لیا واجب نہیں۔ (عالمگیری)

خرید و فروخت میں توکیل کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... مؤکل نے یہ کہا کہ جو چیز مناسب سمجھو میرے لئے خرید لو یہ خرید کی وکالت عامہ ہے جو کچھ بھی خریدے گا مؤکل انکار نہیں کر سکتا۔ یونہی اگر یہ کہہ دیا کہ میرے لیے جو کپڑا چاہو خرید لو یہ کپڑے کے متعلق وکالت ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی خاص چیز کی خریداری کے لیے وکیل کیا جیسا مثلاً یہ گائے بکری یہ کپڑا خرید دو۔ اس صورت میں حکم یہ ہے کہ وہی معین چیز جس کی خریداری کا وکیل کیا ہے خرید سکتا ہے اس کے سوا دوسری چیز نہیں خرید سکتا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بہ تعمیم ہے نہ تخصیص مثلاً یہ کہہ دیا کہ میرے لیے ایک گائے خرید دو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر جہالت تھوڑی سی ہو تو توکیل درست ہے اور جہالت فاحشہ ہو تو توکیل باطل۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... جب خریدنے کا وکیل کیا جائے تو ضروری ہے کہ اس چیز کی جنس و صفت یا جنس و ثمن بیان کر دیا جائے تا کہ جہالت

میں کمی بیشی ہو جائے اگر ایسا لفظ ذکر کیا جس کے پہچانی جنسیں شامل ہیں مثلاً کہا دیا چوپایہ خریدلاؤ یہ توکیل صحیح نہیں اگر چہ ثمن بیان کر دیا گیا ہو کیونکہ اس ثمن میں مختلف جنسوں کی اشیا خریدی جا سکتی ہیں اور اگر ایسا لفظ کہا ہے جس کے پہچانی نوعیں ہیں تو نوع بیان کرنے کے بعد وصف یعنی اعلیٰ اوسط ادنیٰ بیان کرنا ضروری نہیں۔ (بدایہ)

مسئلہ نمبر ۳..... یہ کہا میرے لئے گھوڑا خرید لاؤ یا کوئی تھان زیب کا تھان خرید لاؤ یہ توکیل صحیح ہے اگر چہ ثمن نہ ذکر کیا ہو کہ اس میں بہت کم جہالت ہے اور وکیل اس صورت میں ایسا گھوڑا یا ایسا کپڑا خرید سکتا ہے جو موکل کے حال سے مناسب ہو۔ غلام یا مکان خریدنے کو کہا تو ثمن ذکر کرنا ضروری ہے۔ یعنی اس قیمت کا خرید یا یا نوع بیان کر دے مثلاً ہندی غلام ورنہ توکیل صحیح نہیں۔ یہ کہا کہ کپڑا خرید لاؤ یہ توکیل صحیح نہیں اگر چہ ثمن بتا دیا ہو کہ یہ لفظ بہت جنسوں کو شامل ہے۔

مسئلہ نمبر ۴..... غلام خریدنے کے لئے جتنا مقدار یاں کردی یا ثمن دے دیا تو عرف کا لحاظ کرتے ہوئے تیار کھانا لیا جائے گا گوشت روٹی وغیرہ۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... یہ کہا کہ سونی کا ایک دینار خرید لاؤ یا قوت سرخ کا مکعب خرید لاؤ اور ثمن نہ ذکر کیا تو توکیل صحیح ہے اور نہ ثمن۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... گیہوں وغیرہ غلہ خریدنے کو کہا یہ مقدار ذکر کی کہ اتنے سیر یا اتنے من اور نہ ثمن ذکر کیا کہ اتنے کا یہ توکیل صحیح نہیں اور اگر بیان کر دیا ہے تو صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... گاؤں کے کسی آدمی نے کہا میرے لئے فلاں کپڑا خرید لو اور ثمن نہیں بتایا، وکیل وہ کپڑا خریدے گا جو گاؤں والے استعمال کرتے ہیں اور ایسا کپڑا خریدنا جو گاؤں والوں کے استعمال میں نہیں آتا جائز ہے یعنی موکل اس کے لینے سے انکار کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... دلال کو روپے دیئے کہ اس کی میرے لئے چیز خرید دو اور چیز کا نام نہیں لیا اگر وہ کسی خاص چیز کی دلالی کرتا ہو تو وہی چیز مراد ہے ورنہ توکیل فاسد۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... توکیل میں موکل نے کوئی قید ذکر کی ہے اس کا لحاظ ضروری ہے اس کے خلاف کرے گا تو خریداری کا تعلق موکل سے نہیں ہوگا ہاں اگر موکل کے خلاف کیا اور اسے بہتر کیا جس کو موکل نے بتایا تھا تو خریداری موکل پر نافذ ہوئی وکیل سے کہا خدمت کے لئے یا روٹی پکانے کے لئے لونڈی خرید لاؤ یا فلاں کام کے لئے غلام خرید لاؤ۔ کنیز یا غلام ایسا خریدا جس کی آنکھیں نہیں یا ہاتھ پاؤں نہیں یہ خریداری موکل پر نافذ نہیں ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... موکل نے جو جنس متعین کی تھی وکیل نے دوسری جنس سے بیچ کی موکل پر نافذ نہیں اگر چہ وہ چیز اس کی یہ نسبت زیادہ کام کی ہے جس کی نسبت موکل نے کہا ہے مثلاً وکیل سے کہا میرا غلام ہزار کو بیچنا اس نے ہزار اشرفی کو بیچ کر دیا اور اگر وصف یا مقدار کے لحاظ سے مخالفت ہے تو دو صورتیں ہیں اس مخالفت میں موکل کا نفع ہے یا نقصان، اگر نفع ہے تو موکل پر نافذ ہے مثلاً اس نے ایک ہزار روپے میں بیچنے کو کہا تھا اس نے ڈیڑھ ہزار میں بیچ کی اور نقصان ہے تو نافذ نہیں مثلاً نو سو میں بیچ کی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... وکیل نے کوئی چیز خریدی اور اس میں عیب ظاہر ہوا جب تک وہ چیز وکیل کے پاس ہو اس کے واپس کرنے کا حق وکیل کو ہے اور اگر وکیل مر گیا تو اس کے وارث کا یہ حق ہے اور یہ نہ ہو تو یہ حق موکل کے لئے ہے اور اگر وکیل نے وہ چیز موکل کو دے دی تو اب بغیر اجازت موکل وکیل کو پھیرنے کا حق نہیں یہی حکم وکیل بالبیع کا ہے کہ جب تک مبیع کی تسلیم نہیں کی واپسی کا حق اس کو ہے وکیل نے عیب پر مطلع ہو کر بیچ سے رضامندی ظاہر کر دی تو اب وہ بیع وکیل پر لازم ہو گئی واپسی کا حق جاتا رہا اور موکل کو اختیار ہے چاہے اس بیع کو قبول کر لے اور انکار کر دے تو وکیل کی وہ چیز ہو جائے گی موکل سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... وکیل بالبیع نے چیز بیچ کی مشتری کو عیب پر اطلاع ہوئی اگر مشتری نے ثمن وکیل کو دیا ہے تو وکیل سے واپس لے اور

مؤکل کو دیا ہے تو مؤکل سے واپس لے اور مشتری نے وکیل کو دیا وکیل نے مؤکل کو دے دیا اس صورت میں بھی وکیل سے واپس لے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مشتری نے مبیع میں عیب پایا مؤکل اس عیب کا اقرار کرتا ہے مگر وکیل منکر ہے مبیع واپس نہیں ہو سکتی کیونکہ حقوق وکیل سے متعلق ہیں۔ مؤکل جھٹی ہے اس کا اقرار کوئی چیز نہیں اور اگر وکیل اقرار کرتا ہے مؤکل انکار کرتا ہے وکیل پر واپسی ہو جائے گی پھر اگر وہ عیب اس قسم کا ہے کہ اتنے دنوں میں پیدا ہو سکتا ہے تو وکیل کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہ عیب مؤکل کے یہاں تھا اور اگر وکیل کے پاس گواہ نہ ہوں تو مؤکل پر قسم دے گا اگر قسم سے انکار کرے تو واپس ہوگی اور قسم کھا لے تو وکیل پر لازم ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... وکیل نے بیع فاسد کے ساتھ چیز فروخت کی یا بیع تو درست ہوئی مگر چونکہ مؤکل ثمن دے چکا ہے لہٰذا مبیع کی تسلیم کر دی ہے اور ثمن وصول کر کے مؤکل کو دے چکا ہے بہر حال وکیل کو بیع فسخ کر دینے کا اختیار ہے اور ثمن مؤکل سے لے کر بائع کو واپس کر دے کہ یہ بیع فسخ ہو گئی مؤکل کی وجہ سے نہیں ہے کہ اس سے اجازت لے بلکہ حق شرع کی وجہ سے ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... وکیل کو یہ اختیار ہے کہ جب تک مؤکل سے ثمن نہ وصول کر لے چیز اپنے قبضہ میں رکھے مؤکل کو نہ دے خواہ وکیل نے ثمن اپنے پاس سے بائع کو دے دیا ہو یا نہ دیا ہو یا اس صورت میں ہے کہ ثمن مؤجل ہو یعنی ادا کی کوئی میعاد مقرر ہو تو مؤکل کے حق میں بھی مؤجل ہو گیا یعنی جب تک میعاد پوری نہ ہو مؤکل سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اگر بیع میں ثمن مؤجل نہ تھا بائع نے ثمن کے لئے کوئی میعاد مقرر کر دی تو مؤکل پر مؤجل نہ ہوگا یعنی وکیل اسی وقت اس سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... وکیل نے ہزار روپے میں چیز خریدی بائع نے وہ ہزار روپے وکیل کو ہبہ کر دیئے وکیل مؤکل سے پورے ہزار کا مطالبہ کرے گا اور اگر بائع نے پانچ سو ہبہ کر دیئے تو یہ پانچ سو مؤکل سے ساقط ہو گئے یعنی پانچ سو کا مطالبہ ہوگا اور اگر پہلے پانچ سو ہبہ کر دیئے پھر پانچ سو ہبہ کئے پہلے پانچ سو مؤکل سے ساقط ہو گئے بعد والے پانچ سو کا وکیل سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ (اگر)

مسئلہ نمبر ۱۷..... وکیل نے ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع کو روک لیا اس کے بعد مبیع ہلاک ہو گئی تو وکیل کا نقصان ہوا مؤکل سے کچھ نہیں لے سکتا اور روکی نہیں تھی اور ہلاک ہو گئی تو مؤکل کا نقصان ہوا مؤکل کو ثمن دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... بیع صرف وسلم میں مجلس عقد میں قبضہ شرط ہے جو وکیل قبضہ جدا ہو جانا عقد کو باطل کر دیتا ہے اس سے مراد وکیل کی جدائی ہے مؤکل کے جدا ہونے کا اعتبار نہیں فرض کرو مؤکل بھی وہاں موجود تھا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے مؤکل چلا گیا عقد باطل نہ ہوا اور اگر وکیل چلا گیا باطل ہو گیا اگرچہ مؤکل موجود ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... وکیل بالشراء کو مؤکل نے روپے دے دیئے تھے اس نے چیز خریدی اور دام نہیں دیئے وہ چیز مؤکل کو دے دی اور مؤکل کے روپے پڑے تلف کر دیئے اب اپنے پاس سے دے دیئے تھے بیع پر بیع داری مؤکل ہی کے حق میں ہوئی اور اگر دوسرے روپے سے چیز خریدی تھی تو اسے مؤکل کے روپے پر بیع داری وکیل کے حق میں ہوئی مؤکل کے لئے ضمان نہیں ہوگا۔ (اگر)

مسئلہ نمبر ۲۰..... وکیل بالشراء نے مؤکل سے ثمن نہیں لیا ہے تو یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ مؤکل سے لے گا جب دوں گا اسے اپنے پاس سے دینا ہوگا اور وکیل بالبیع نے چیز بیچ ڈالی اور ابھی دام نہیں ملے ہیں تو مؤکل سے کہہ سکتا ہے کہ مشتری سے لے گا تو دوں گا اس کو اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ اپنے پاس سے دے دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... وکیل بالبیع نے مؤکل سے کہا کہ میں نے تمہارا کپڑا فلاں کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے اس کی طرف سے تمہیں اپنے پاس سے دام دیئے دیتا ہوں تو متبرع ہے مشتری سے نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا کہ میں تمہیں اپنے پاس سے دام دیئے دیتا ہوں مشتری کے ذمہ جو دام ہیں وہ میں لے لوں گا اس طرح دینا جائز نہیں جو کچھ مؤکل کو دیا اس سے واپس لے۔ (اگر)

مسئلہ نمبر ۲۲..... آڑھتی کے پاس لوگ غلّا لا کر رکھ دیتے ہیں اور بیچنے کو کہہ دیتے ہیں اس نے بیچ بھی دیا اور اپنے پاس سے دام دے دیئے کہ مشتری سے لیلیں گے تو میں نے لوگوں کو بتا دیا کہ مشتری مفلس ہو گیا اس سے ملنے کی امید نہیں تو جو کچھ آڑھتی نے مال والوں کو دیا ہے ان پاس لے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... موکل نے وکیل کو ہزار روپے بیچ خریدنے کے لئے دیئے اس نے بیچ خریدی مگر ابھی بائع کو ثمن ادا نہیں کیا اور وہ روپے ضائع ہو گئے تو موکل کے ضائع ہوئے یعنی اس کو دوبارہ دینا ہوگا اور اگر موکل نے پہلے روپے نہیں دیئے ہیں وکیل کے خریدنے کے بعد دینے اور بائع کو بھی دینے نہیں روپے ضائع ہو گئے تو وکیل کے ملاک ہوئے اور اگر پہلے دے دیئے تھے اور وہ وکیل نے بائع کو نہیں دیئے اور ملاک ہو گئے تو وکیل موکل سے دوبارہ لے گا اور اس صورت بھی ملاک ہو گئے تو اب موکل سے نہیں لے سکتا اپنے پاس سے دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... غلام خریدنے کے لئے ہزار روپے کسی نے دیئے تھے روپے گھر میں رکھ کر بازار گیا اور غلام مزید لایا بائع کو روپیہ دینا چاہتا ہے دیتا نہ ہے کہ روپے چوری ہو گئے اور غلام بھی اسی کے گھر میں مر گیا ایک طرف بائع آیا کہ روپیہ دو دوسری طرف موکل آتا ہے کہتا ہے غلام لاؤ اس کا حکم یہ ہے کہ موکل سے ہزار روپے لے کر بائع کو دے اور پہلے کے روپے اور غلام یہ ملاک ہوئے موکل ان کا کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کہ امانت تھے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۵..... ایک شخص سے کہا ایک روپیہ کا پانچ سیر گوشت لا دو وہ ایک روپیہ کا دس سیر گوشت لایا اور گوشت بھی وہ ہے جو بازار میں ایک روپیہ کا پانچ سیر ملتا ہے موکل کو صرف پانچ سیر تولنا آنے میں ایمانہ ضروری ہے باقی گوشت وکیل کے ذمہ ہے اور اگر پانچ سیر زیادہ لایا ہے مگر اتنے ہی میں جتنے میں موکل نے بتایا تھا تو یہ زیادتی موکل کے ذمہ لازم ہے اس کے لینے سے انکار نہیں کر سکتا اور اگر گوشت روپیہ کا پانچ سیر والا نہیں بلکہ یہ گوشت روپیہ کا دس سیر بکتا ہے تو اس میں سے موکل کو کچھ لینا ضروری نہیں یہی حکم ہر وزنی چیز کا ہے اور اگر قیمتی چیز ہو مثلاً یہ کہا کہ پانچ روپے کا عمل کا تھان لاؤ وکیل پانچ روپے میں دو تھان لایا تھان وہی ہے جو ہزار میں پانچ کا آتا ہے تو موکل کو لینا لازم نہیں۔ (درمختار وشامی)

مسئلہ نمبر ۲۶..... ایک چیز معین کر کے کہا کہ یہ چیز میرے لئے خرید لاؤ مثلاً یہ بکری بیچائے یہ بھینس تو وکیل کو وہ چیز اپنے لئے یا موکل کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے خریدنا جائز نہیں اگر وکیل کی نیت اپنے لئے خریدنے کی ہے یا منہ سے کہہ دیا کہ اس کو اپنے لئے یا فلاں کے لئے خریدتا ہوں جب بھی وہ چیز موکل ہی کے لئے ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... وکیل مذکور نے موکل کی موجودگی میں چیز اپنے لئے خریدی یعنی صاف طور پر کہہ دیا کہ اپنے لئے خریدتا ہوں یا ثمن جو کچھ اس نے بتایا تھا اس کے خلاف دوسری کا ثمن کیا اس نے روپیہ کہا تھا اس نے اشرفی یا نوٹ سے وہ چیز خریدی یا موکل نے ثمن کی جنس کو معین نہیں کیا تھا اس نے نقد کے علاوہ دوسری چیز کے عوض میں خریدی یا اس نے نقد نہیں خریدی بلکہ دوسرے کو خریدنے کے لئے وکیل کیا اور اس نے اس کی عدم موجودگی میں خریدی ان سب صورتوں میں وکیل کی ملک ہوئی موکل کی نہیں ہوئی اور اگر وکیل کے وکیل نے وکیل کی موجودگی میں خریدی تو موکل کی ہوئی۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۸..... غیر معین چیز خریدنے کے لئے وکیل کیا تو جو کچھ خریدے گا وہ خود وکیل کے لئے ہے مگر دو صورتوں میں موکل کے لئے ہے ایک یہ کہ خریداری کے وقت اس نے موکل کے لئے خریدنے کی نیت کی دوسری یہ کہ موکل کے مال سے خریدی یعنی عقد کو وکیل نے مال موکل کی طرف نسبت کیا مثلاً یہ چیز فلاں کے روپے سے خریدتا ہوں۔ (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... عقد کو اپنے روپے کی طرف نسبت کیا تو اسی کے لئے ہے اور اگر عقد کو متعلق روپے سے کیا نہ یہ کہا کہ موکل کے روپے سے نہ یہ کہا اپنے روپے سے تو جو نیت ہو اپنے لئے نیت کی تو اپنے لئے موکل کے لئے نیت کی تو موکل کے لئے اور اگر نیتوں میں اختلاف ہے تو یہ دیکھا جائے گا کس کے روپے اس نے دیئے اپنے دیئے تو اپنے لئے خریدی موکل کے دیئے تو اس کے لئے خریدی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰.....وکیل و موکل میں اختلاف ہے وکیل کہتا ہے میں نے تمہارے (موکل کے) لئے خریدی ہے موکل کہتا ہے تم نے اپنے لئے خریدی ہے اس صورت میں موکل کا قول معتبر ہے جبکہ موکل نے روپیہ نہ دیا ہو اور اگر موکل نے روپیہ دے دیا ہو تو وکیل کا قول معتبر ہے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۳۱.....معین غلام کی خریداری کا وکیل کیا تھا غیر وکیل و موکل میں اختلاف ہوا اگر غلام زندہ ہے وکیل کا قول معتبر ہے موکل نے دام دیئے ہوں یا نہ دیئے ہوں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲.....خریدار نے کہا یہ چیز میرے ہاتھ زید کے لئے بیچا اس نے بیچ اس کے بعد خریدار کہتا ہے کہ زید نے مجھے خریدنے کا حکم نہیں کیا تھا مقصود یہ ہے کہ اس کو میں خود اپنے لئے خریدنا چاہتا ہے تو بیع لے لے گا اور خریدار کا اقرار لغو و بیکار ہے ہاں اگر زید بھی یہی کہتا ہے کہ میں نے اسے حکم نہیں دیا تھا تو خریدار لے گا زید کو نہیں ملے گی جبکہ باوجود اس کے کہ زید نے کہہ دیا ہے کہ میں نے اس سے لینے کو نہیں کہا بیچنے والے نے وہ بیع زید کو دے دی اور زید نے لے لی تو اب زید کی ہو گئی اور یہ قبالی کے طور پر زید سے بیع ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۳.....وہ چیز جس خریدنے کے لئے حکم دیا خواہ دونوں معین ہوں یا غیر معین اور ثمن معین نہیں کیا ہے کہ اتنے میں خریدی جائیں وکیل نے ایک خریدی اگر یہ باقی قیمت میں خریدی ہے یا خفیف سی زیادتی کے ساتھ خریدی کہ اتنی زیادتی کے ساتھ لوگ خریدلیتے ہوں تو یہ بیع موکل کے لئے ہوئی اور اگر بہت زیادہ داموں کے ساتھ خریدی تو موکل کے لئے لینا ضروری نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴.....وہ چیز جس خریدنے کے لئے وکیل کیا اور ثمن معین کر دیا ہے مثلاً ہزار روپے میں دونوں چیز وہ روپے فرض کر کو دونوں قیمت میں یکساں ہیں وکیل نے ایک کو پانچ سو میں خریدا تو موکل پر نافذ ہے اور پانچ سو سے زیادہ میں خریدی اگر چہ تھوڑی سی زیادتی ہو تو موکل پر نافذ نہیں مگر جبکہ دوسری باقی روپے میں موکل کے مقدمہ دائر کرنے سے پہلے خرید لے مثلاً پہلے ساڑھے پانچ سو میں خریدی اور دوسری ساڑھے چار سو میں کہ دونوں ایک ہزار میں ہو گئیں اب دونوں موکل پر لازم ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵.....زید کا عمرو پر دین ہے زید نے عمرو سے کہا کہ تمہارے ذمہ جو میرے روپے ہیں ان کے بدلے فلاں چیز معین میرے لئے خرید لو یا فلاں سے فلاں چیز خرید لو یعنی چیز کو معین کر دیا اور بائع کو معین کر دیا یہ توکیل صحیح ہے عمرو خرید کر جب وہ روپیہ بائع کو دے دے گا زید کے دین سے بری الذمہ ہو جائے گا زید نہ تو چیز لینے سے انکار کر سکتا ہے نہ اب دین کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر چیز کو معین کیا بائع کو معین کیا اور مدیون نے چیز خریدی اور روپیہ ادا کر دیا تو بری الذمہ نہیں ہوا زید اس سے دین کا مطالبہ کر سکتا ہے اور وہ چیز جو خریدی ہے مدیون کی ہے زید اس کے لینے سے انکار کر سکتا ہے اور فرض کرو ہلاک ہوئی۔ زید سے متعلق نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۶.....دائن نے مدیون سے کہہ دیا کہ میرا روپیہ جو تمہارے ذمہ ہے اسے خیرات کر دو یہ کہنا صحیح ہے۔ خیرات کر دینے تو دائن کی طرف سے ہو گا اب دین کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ یونہی مالک مکان نے کرایہ دار سے یہ کہا کہ کرایہ جو تمہارے ذمہ ہے اس سے مکان کی مرمت کرا دو اس نے کرا دی درست ہے کرایہ کا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۷.....ایک چیز ہزار روپے میں خریدنے کو کہا تھا اور روپے بھی دے دیئے اس نے خرید لی اور چیز بھی الگ ہے جس کی باقی قیمت ہزار روپے ہے وکیل کہتا ہے پانچ سو میں تم نے خریدی ہے اور موکل کہتا ہے نہیں میں نے ہزار روپے میں خریدی ہے اس میں وکیل کا قول معتبر ہو گا اور اگر اس کی باقی قیمت پانچ سو ہی ہے تو موکل کا قول معتبر ہے۔ اور اگر روپے نہیں دیئے ہیں اور وہ باقی قیمت پانچ سو ہے جب بھی موکل کا قول معتبر ہے اور اگر وہ باقی قیمت ہزار ہے تو دونوں پر حلف دیا جائے گا اگر دونوں قسم کھا جائیں تو عقد فسخ ہو جائے گا اور وہ چیز وکیل کے ذمہ لازم ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸.....موکل نے چیز کو معین کر دیا ہے مگر ثمن نہیں معین کیا کہ کتنے میں خریدا اور ایسا اختلاف ہوا یعنی وکیل کہتا ہے میں نے

ہزار میں خریدی ہے موکل کہتا ہے پانچ سو میں خریدی ہے یہاں بھی دونوں پر حلف ہے اگرچہ بائع وکیل کی تصدیق کرتا ہو کہ اس کی تصدیق کا کچھ لحاظ نہیں کیونکہ یہ اس معاملہ میں اجنبی ہے اور بعد حلف وہ چیز وکیل پر لازم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۹.....موکل یہ کہتا ہے میں نے تم سے کہا تھا پانچ سو میں خریدا وکیل کہتا ہے تم نے کہا تھا پانچ سو میں خریدنے کو کہا تھا یہاں موکل کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو وکیل کے گواہ معتبر ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۰.....ایک شخص سے کہا تھا کہ میری یہ چیز اتنے میں بیچ کر دو اور اس وقت اس چیز کی اتنی ہی قیمت تھی مگر بعد میں قیمت زیادہ ہو گئی تو وکیل کہتا ہے میں نے اب درست نہیں یعنی نہیں بیچ سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱.....خریدوفروخت وا جارہ بیع سلم وبیع صرف کا وکیل ان لوگوں کے ساتھ عقد نہیں کر سکتا جن کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں اگرچہ وہ اجنبی قیمت کے ساتھ عقد کیا ہو بال اگر موکل نے اجازت دے دی ہو کہ جس کے ساتھ تم چاہو عقد کرو تو ان لوگوں سے اجنبی قیمت پر عقد کر سکتا ہے اور اگر موکل نے عام اجازت نہیں دی ہے اور وہ اجنبی قیمت سے زیادہ پر ان لوگوں کے ہاتھ چیز بیچ کی تو جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۲.....وکیل کو یہ جائز نہیں کہ اس چیز کو خود خریدے جس کی بیع کے لئے اس کو وکیل کیا ہے یعنی یہ بیع ہو ہی نہیں سکتی کہ خود ہی بائع ہو اور خود ہی مشتری۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۳.....موکل نے ان لوگوں سے بیع کی مرتع الفاظوں میں اجازت دے دی ہو جب بھی اپنی ذات یا اپنے بالغ لڑکے یا اپنے غلام کے ہاتھ جس پر دین نہ ہو بیع کرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۴.....وکیل کم یا زیادہ جتنی قیمت پر چاہے بذریعہ فروخت کر سکتا ہے جبکہ تہمت کی جگہ نہ ہو اور موکل نے دام بتائے نہ ہوں مگر بیع صرف میں فحش کے ساتھ بیع کرنا درست نہیں اور وکیل یہ بھی کر سکتا ہے کہ چیز کو فی نقد دے کر بدلے میں بیع کرے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴۵.....بیع کا وکیل چیز اوھار بھی بیع کر سکتا ہے جبکہ موکل بطور تجارت چیز بیچنا چاہتا ہو اور اگر ورعت وعبادت کے لئے بیع کرنا ہے مثلاً خانہ داری کی چیز یں ضرورت کے وقت بیع ڈالتے ہیں اس صورت میں وکیل کو اوھار بیچنا جائز نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۶.....عورت سوت کات کر کسی کو بیچنے کے لئے دیا اوھار بیچنا جائز نہیں غرض اگر قرینہ سے یا بات ہو کہ موکل کی مراد نقد بیچنا ہے تو اوھار بیچنا درست نہیں اور جہاں اوھار بیچنا درست ہے اس سے مراد اتنے زمانہ کے لئے اوھار بیچنا ہے جس کا رواج ہو اور اگر زمانہ طویل کر دیا مثلاً عام طور پر لوگ ایک مہینے کی مدت دیتے تھے اس نے زیادہ کر دی یہ جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷.....موکل نے کہا اس چیز کو سو روپے میں اوھار بیچ دینا اس نے سو روپے نقد میں بیچ دی یہ جائز ہے اور اگر موکل نے دام نہ بتائے ہوں یہ کہا اس کو اوھار بیچنا وکیل نے نقد بیچ دی یہ جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۸.....وکالت کو زمانہ یا مکان کے ساتھ مقید کرنا درست ہے یعنی موکل نے کہہ دیا کہ اس کو کل بیچنا یا خریدنا یا فلاں جگہ خریدنا یا بیچنا وکیل آج عقد نہیں کر سکتا یا اس جگہ کے علاوہ دوسری جگہ کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۹.....وکیل سے کہا جاؤ بازار سے فلاں چیز فلاں شخص کی معرفت خریدلاؤ وکیل نے بغیر اس کی معرفت کے خریدی یہ درست ہے یعنی اگر وہ چیز ضائع ہو گئی تو وکیل ضامن نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ بغیر اس کی معرفت کے مت خریدنا وکیل نے بغیر معرفت خریدی یہ جائز نہیں ہلاک ہو جائے تو وکیل کا نقصان ہے موکل سے تعلق نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۰.....کپڑا چیز بیچنے کے لئے وکیل کیا ہے جس میں باربرداری صرف ہوتی اور وکیل دو کل دونوں ایک ہی شہر میں ہیں تو اس سے مراد اسی شہر میں بیچنا ہے دوسرے شہر میں لے جانا جائز نہیں فرض کرو دوسری جگہ بار کرا کے لے گیا اور چوری ہو گئی یا ضائع ہو گئی وکیل کو ان

دینا ہوگا اور اگر بار برداری کا عرف نہ ہوتا ہو اور موکل نے تنگ کی تعیین نہیں کی ہے تو اس شہر کی خصوصیت نہیں وکیل کو اختیار ہے جہاں چاہے لے جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۱..... موکل نے وکیل پر کوئی شرط کردی ہے جو پوری طور پر مفید ہے وکیل کو اس شرط کی رعایت واجب ہے مثلاً کہا تھا اس کو خیار کے ساتھ بیچ کرو وکیل نے بلا خیار بیچ کردی یہ جائز نہیں موکل نے کہا تھا میرے لئے اس میں خیار رکھنا اور خیار کی شرائط میں کی ہے تو بیع ہی جائز نہیں ہوا اگر موکل کے لئے خیار شرط کیا تو وکیل و موکل دونوں کے لئے ہوگا۔ موکل نے مطلق بیع کی اجازت دی وکیل نے موکل یا اجنبی کے لئے خیار شرط کیا یہ بیع صحیح ہے۔ موکل نے اجنبی شرط لگانی جس کا کوئی فائدہ نہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۲..... وکیل نے دو حاضر بیع و ثمن کے لئے مشتری سے کفیل لے سکتا ہے یا ثمن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ سکتا لہٰذا اس صورت میں وکیل کے پاس رہن کی چیز ہلاک ہوئی یا کفیل سے وصولی کی کوئی صورت ہی نہ رہی تو وکیل ضامن نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۳..... موکل نے کہہ دیا ہے کہ جس کے ہاتھ بیچ کرو اس سے کفیل لیا یا کوئی چیز رہن رکھ لیا وکیل نے بغیر رہن و کفالت بیع کردی یہ جائز نہیں۔ وکیل و موکل میں اختلاف ہوا موکل کہتا ہے میں نے رہن یا کفالت کے لئے کہا تھا وکیل کہتا ہے نہیں کہا تھا اس میں موکل کا قول معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۴..... وکیل نے بیع کی اور مشتری کی طرف سے ثمن کی خود ہی کفالت کی یہ کفالت جائز نہیں اور اگر وہ بیع کا وکیل نہیں ہے بلکہ مشتری سے ثمن وصول کرنے کے لئے وکیل ہے یہ مشتری کی طرف سے ثمن کی کفالت کرنا ہے جائز ہے اور مشتری سے ثمن معاف کردے تو معاف نہ ہوگا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۵۵..... وکیل نے مشتری سے ثمن وصول کرنے میں تاخیر کردی یعنی بیع کے بعد اس کے لئے میعاد مقرر کردی یا ثمن معاف کردیا یا مشتری نے حوالہ کردیا اس نے قبول کرلیا یا اس نے کھوٹے روپے دے دیئے، اس نے لے لئے یہ سب درست ہے یعنی جو کچھ کر چکا ہے مشتری سے اس کے خلاف نہیں کرسکتا مگر موکل کے لئے تاوان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۶..... جو شخص خریدنے کا وکیل ہوا اس کی خریداری کے لئے موکل نے ثمن کی تعیین نہ کی ہو تو اتنے ہی دام کے ساتھ خرید سکتا ہے جو چیز کی اصلی قیمت ہے یا کچھ زیادہ کے ساتھ خرید سکتا ہے کہ عام طور پر لوگوں کے خریدنے میں یہ دام ہوتے ہوں اور ان چیزوں میں ہے جن کا ثمن معروف و مشہور نہ ہو اور اگر ثمن معروف ہو جیسے روئی "گوشت ڈھل روئی تمک اور ان کے علاوہ بہت سی چیزیں ان کو وکیل نے زیادہ ثمن سے خریدا اگرچہ بہت تھوڑی زیادتی ہے۔ مثلاً چار پیسے میں چار روپیاں آتی ہیں اس نے پانچ کی چار خریدیں یہ بیع موکل پر لازم نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۷..... چیز بیچنے کے لئے وکیل کیا وکیل نے اس میں سے آدھی بیچ دی اور چیز ایسی ہے کہ تقسیم نہ ہو سکے جیسے لونڈی غلام گائے بکری کو ان میں تقسیم نہیں ہو سکتی اگر موکل کے جزئی کرنے سے پہلے وکیل نے دوسرا نصف بھی بیچ دیا تو جب تو جائز ہے ورنہ نہیں اور اگر ایسی چیز ہے جس کے حصہ کرنے میں نقصان نہ ہو جیسے جو گیہوں تو نصف کی بیع صحیح ہے چاہے باقی کو بیچ کر سکے یا نہ کرسکے اور اگر خریدنے کا وکیل ہے اور آدھی چیز خریدی تو جب تک باقی کو خرید لے موکل پر لازم نہ ہوگا اس چیز کے حصے ہو سکتے ہوں یا نہ ہو سکیں دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۸..... مشتری نے بیع میں عیب پایا اور وکیل پر اس کو رد کردیا اس کی چند صورتیں ہیں مشتری نے گواہوں سے عیب ثابت کیا یا وکیل پر حلف دیا گیا اس نے حلف سے انکار کیا یا خود وکیل نے عیب کا اقرار کیا بشرطیکہ اس تیسری صورت میں وہ عیب ایسا ہو کہ اس مدت میں پیدا نہیں ہو سکتا ان تینوں صورتوں میں وکیل پر رد ہوگا اور اگر عیب ایسا ہے جس کا شمل اس مدت میں پیدا ہو سکتا ہے اور وکیل نے اس کا اقرار کیا تو وکیل پر رد ہوگا موکل پر رد نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۹..... بیع ایسے عیب کی وجہ سے جس کا شمل حادث ہو سکتا ہے وکیل پر پیدا قرار کے رد کی گئی اس صورت میں وکیل کو موکل

پر دعویٰ کرنے کا حق ہے گواہوں سے اگر موکل کے یہاں عیب ہونا ثابت کردے گا یا بصورت گواہ نہ ہونے کے موکل پر حلف دیا جائے گا اگر حلف سے انکار کردے گا تو موکل پر رد کردی جائے گی اور اگر وکیل پر رد کیا جائے گا قاضی کے حکم سے نہ بلکہ وکیل نے اپنی رضامندی سے جیتے واپس کی تو اب موکل پر دعویٰ کرنے کا بھی حق نہیں ہے اسی طرح واپسی حق ثالث میں بھی جاری ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ نمبر ۶۰..... وکالت میں اصل خصوص ہے کیونکہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ وکیل کے لئے معین کر کے کام بتایا جاتا ہے عموم بہت کم ہوتا ہے اور مضاربت میں عموم اصل ہے یعنی عام طور پر مضارب کو امورِ تجارت میں وسیع اختیارات دیئے جاتے ہیں کیونکہ مضارب کے لئے پابندی اکثر موقع پر اصل مقصود کے منافی ہوتی ہے اس کا عکس وکیل کی تصریح یہ ہے کہ وکیل نے دو حدار چیا سوکل نے کہا میں نے تم سے نقد بیچنے کو کہا تھا وکیل کہتا ہے تم نے مطلق رکھا تھا نقد یا دھار کسی کی تخصیص نہیں کی تھی موکل کی بات مانی جائے گی اور یہی صورت مضاربت میں ہو کہ رب المال کہتا ہے میں نے نقد بیچنے کو کہا تھا اور مضارب کہتا ہے نقد یا دھار کسی کی تعیین نہ تھی تو مضارب کی بات مانی جائے گی۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ نمبر ۶۱..... وکیل مدعی ہے کہ میں نے بیچ دی اور ثمن پر قبضہ بھی کر لیا مگر ثمن ہلاک ہو گیا اور مشتری بھی وکیل کی تصدیق کرتا ہے وکیل کہتا ہے دونوں جھوٹے ہیں وکیل کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ نمبر ۶۲..... موکل کہتا ہے میں نے تجھ کو وکالت سے جدا کر دیا وکیل کہتا ہے جدا نہیں کیا تو میں نے کل ہی تو ڈانی وکیل کی بات نہیں مانی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۳..... ایک شخص نے دو شخصوں کو وکیل کیا تو ان میں سے ایک تنہا تصرف نہیں کر سکتا اگر کرے گا موکل پر نافذ نہیں ہوگا دوسرا مجنون ہو گیا یا مر گیا جب بھی اس ایک کو تصرف کرنا جائز نہیں یہ اس صورت میں ہے کہ اس کام میں دونوں کی رائے اور مشورہ کی ضرورت ہو مثلاً بیچ اگر چہ ثمن بھی بتا دیا ہو اور یہ حکم وہاں ہے کہ دونوں کو ایک ساتھ وکیل بنایا یعنی یہ کہا میں نے دونوں کو وکیل کیا یا زید و عمرو کو وکیل کیا اور اگر دونوں کو ایک کلام میں وکیل نہ بنایا ہو آگے پیچھے وکیل کیا ہو تو ہر ایک بغیر دوسرے کی رائے کے تصرف کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۴..... دو شخصوں کو مقدمہ کی پیروی کے لئے وکیل کیا تو بوقت پیروی دونوں کا مجتمع ہونا ضروری نہیں تنہا ایک بھی پیروی کر سکتا ہے بشرطیکہ امورِ مقدمہ میں دونوں کی رائے مجتمع ہو۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ نمبر ۶۵..... زوجہ کو بغیر مال کے طلاق دینے کے لئے یا غلام کو بغیر مال کے آزاد کرنے کے لئے دو شخصوں کو وکیل کیا ان میں تنہا ایک شخص طلاق دے سکتا ہے آزاد کر سکتا ہے یہاں تک کہ ایک نے طلاق دی اور دوسرا انکار کرتا ہے جب بھی طلاق ہو گئی۔ یونہی کسی کی امانت واپس کرنے کے لئے یا مارپیٹ پہنچنے کے لئے یا غصب کی ہوئی طلاق دینے کے لئے دو شخصوں کو وکیل کیا اور یہ کہہ دیا کہ تنہا ایک شخص طلاق نہ دے بلکہ دونوں جمع ہو کر متفق ہو کر طلاق دیں اور ایک نے طلاق دے دی دوسرے نے نہیں دی یا ایک نے طلاق دی دوسرے نے اسے جائز کیا طلاق نہ ہوئی اور اگر یہ کہا کہ تم دونوں مجتمع ہو کر اسے تین طلاقیں دے دینا ایک نے ایک طلاق دی دوسرے نے دو طلاقیں دیں ایک بھی نہیں ہوئی جب تک مجتمع ہو کر دونوں تین طلاقیں نہ دیں۔ یونہی دو شخصوں سے کہا میری عورتوں میں سے ایک کو تم دونوں طلاق دے دو اور عورت کو معین نہ کیا تنہا ایک شخص طلاق نہیں دے سکتا (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۶..... دو شخصوں کو کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے وکیل کیا یا عورت نے دو شخصوں کو نکاح کا وکیل کیا تنہا ایک وکیل نکاح نہیں کر سکتا اگر چہ موکل نے ہر ایک کا تنہا بھی کر دیا ہو۔ خلع کے لئے دو شخصوں کو وکیل کیا تنہا ایک شخص خلع نہیں کر سکتا اگر چہ جدا جدا خلع بھی ذکر کر دیا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۷..... امانت یا مارپیٹ یا مغصوب شے کو واپس لینے کے لئے دو شخصوں کو وکیل کیا تو تنہا ایک شخص واپس نہیں لے سکتا جب تک اس کا ساتھی شریک نہ ہو فرض کرو اگر تنہا ایک نے واپس لی اور ضائع ہوئی تو پوری چیز کا تاوان دینا ہوگا۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ نمبر ۶۸..... دین ادا کرنے کے لئے دو وکیل کئے تو تنہا ایک بھی ادا کر سکتا ہے دوسرے کی شرکت ضروری نہیں اور دین وصول کرنے کے لئے دو وکیل کئے تو تنہا ایک وصول نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۹..... دین وصول کرنے کے لئے دو شخصوں کو وکیل کیا اور موکل غائب ہو گیا اور ایک وکیل بھی غائب ہو گیا جو وکیل موجود تھا اس نے دین کا مطالبہ کیا مدیون دین کا اقرار کرتا ہے مگر وکالت سے انکار کرتا ہے وکیل نے گواہوں سے ثابت کیا کہ فلاں شخص نے دین وصول کرنے کا مجھے اور فلاں شخص کو وکیل کیا ہے اس صورت میں قاضی دونوں کی وکالت کا حکم دے گا دوسرا وکیل جو غائب ہے جب آئے گا اسے گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ دونوں مل کر دین وصول کریں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۰..... واہب نے دو شخصوں کو وکیل کیا کہ یہ چیز فلاں موہوب لہ کو تسلیم کر دو ان میں سے ایک شخص تسلیم کر سکتا ہے اور اگر موہوب لہ نے قبضہ کے لئے دو شخصوں کو وکیل کیا تو تنہا ایک شخص قبضہ نہیں کر سکتا اور اگر دو شخصوں کو وکیل کیا کہ یہ چیز کسی کو ہبہ کر دو اور موہوب لہ کو معین نہیں کیا تو ایک شخص کسی کو ہبہ نہیں کر سکتا اور اگر موہوب لہ کو معین کر دیا جب تو ایک شخص ہبہ کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۱..... رہن ایک شخص تنہا نہیں رکھ سکتا۔ کان یازمین کرایہ پر لینے کے لئے دو وکیل کئے تنہا ایک نے کرایہ پر لیا تو وکیل کے اجارہ میں ہوا پھر اگر وکیل نے موکل کو دے دیا تو یہ وکیل موکل کے مابین ایک جدید اجارہ بطور تعاطی منعقد ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۲..... یہ کہا کہ میں نے تم دونوں میں سے ایک کو فلاں چیز کے خریدنے کا وکیل کیا دونوں نے خریدی اگر آگے پیچھے خریدی تو دونوں چیزیں موکل کی ہوں گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۳..... ایک شخص نے کہا میری یہ چیز بیچ دو پھر دوسرے سے بھی اسی چیز کے بیچنے کو کہا اور دونوں نے دو شخصوں کے ہاتھ بیچ کر دی اگر معلوم ہے کہ کس نے پہلے بیچ کی تو جس نے پہلے خریدی اسی کی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو دونوں مشتری اس میں نصف نصف شریک ہیں اور ہر ایک کو اختیار ہے کہ نصف ثمن کے ساتھ لے لیا نہ لے اور اگر دونوں نے ایک ہی شخص کے ہاتھ بیچ کی اور دوسرے نے زیادہ داموں پہلے دوسری بیچ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۴..... ایک شخص کو وکیل کیا ہے کہ وہ اپنے مال سے یا موکل کے مال سے دین ادا کر دے اس کو دین ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا مگر جبکہ وکیل کے ذمہ ثور موکل کا دین ہے اور موکل نے اس سے دوسرے کا دین جو موکل پر ادا کرنے کو کہا۔ اسی کی خصوصیت نہیں بلکہ کسی چیز بھی وکیل اس کام پر مجبور نہیں کیا جا سکتا جس کے لئے وکیل ہوا ہے مثلاً یہ کہا کہ میری یہ چیز بیچ کر فلاں کا دین ادا کر دو وکیل اس کے بیچنے پر مجبور نہیں یا یہ کہہ دیا ہو کہ میری عورت کو طلاق دے دو وکیل طلاق دینے پر مجبور نہیں اگرچہ عورت طلاق مانگتی ہو یا غلام آزاد کر دو یا فلاں شخص کو یہ چیز ہبہ کر دو یا فلاں کے ہاتھ یہ چیز بیچ کر دو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷۵..... بعض باتوں میں وکیل اس کام کے کرنے پر مجبور کیا جائے گا انکار نہیں کر سکتا (1) ایک چیز معین شخص کو دینے کے لئے وکیل کیا تھا کہ یہ چیز فلاں کو دے آؤ اور موکل غائب ہو گیا وکیل کو اسے دینا لازم ہے۔ (2) مدعی کی طلب پر مدعا علیہ نے وکیل کیا اور مدعی مدعا علیہ غائب ہو گیا وکیل کی پیروی کرنی لازم ہے۔ (3) ایک چیز رہن رکھی ہے اور متعلقہ رہن کے اندر یا بعد میں راہن نے تو کیل فسخ شرط کر دی اس صورت میں وکیل کو بیچ کر مرتہن کا دین ادا کرنا ضروری ہے۔ (4) جو وکیل اجرت پر کام کرتے ہو جیسے دلال آڑھتی وہ کام کرنے پر مجبور ہیں انکار نہیں کر سکتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۶..... وکیل جس چیز کے بارے میں وکیل ہے بغیر اجازت موکل اس میں دوسرے کو وکیل نہیں کر سکتا مثلاً زید نے عمرو سے ایک چیز خریدنے کو کہا عمرو بکر سے کہہ دے کہ تو خرید لا نہیں ہو سکتا یعنی وکیل الوکیل جو کچھ کرے گا وہ موکل پر ماخوذ نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۷..... وکیل کو موکل نے اس کی اجازت دے دی ہے کہ یہ خود کر لے یا دوسرے سے کرا دے تو وکیل بنانا جائز ہے یا اس

کام کے لئے اس نے فقیا نام دے دیا ہے مثلاً کہہ دیا ہے کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اس صورت میں بھی وکیل بنانا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۸.....ایک شخص کو زکوٰۃ کے روپے دے کر کہا کہ فقیروں کو دے دو اس نے دوسرے کو کہا اس نے تیسرے کو کہا غرض یہ کہ جو بھی فقیروں کو دے دے گا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی وکیل کو اجازت دینے کی بھی ضرورت نہیں اور اگر قربانی کا جانور خریدنے کے لئے ایک کو کہا اس نے دوسرے سے کہہ دیا دوسرے نے تیسرے سے کہا غرض آخر والے نے خریدا تو اول کی اجازت پر موقوف ہے اگر جائز کرے گا ہو جائیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۹.....اذن یا تفویض (کام اس کی رائے پر سپرد کرنے) کی وجہ سے وکیل نے دوسرے کو وکیل بنایا یہ وکیل ثانی وکیل کا وکیل نہیں ہے بلکہ موکل کا وکیل ہے اگر وکیل اول سے معزول کرنا چاہے معزول نہیں کرسکتا اس کے مرنے کے سے یہ معزول ہوسکتا ہے موکل کے مرنے سے دونوں معزول ہو جائیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۰.....وکیل نے وہ کام کیا جس کے لئے وکیل تھا اور حقوق میں اس نے دوسرے کو وکیل بنایا یہ جائز ہے اس کے لئے نہ اذن کی ضرورت ہے نہ تفویض کی مثلاً خریدنے کا وکیل تھا اس نے خریدا اور قبضہ کے لئے یا عیب کی وجہ سے واپس کرنے کے لئے یا اس کے متعلق دعویٰ کرنے کے لئے بغیر اذن و تفویض بھی وکیل کرسکتا ہے کہ ان سب کاموں میں وکیل اصیل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۱.....وکیل نے بغیر اذن و تفویض دوسرے کو وکیل کردیا دوسرے نے پہلے کی موجودگی یا عدم موجودگی میں کام کیا اور اول نے اسے جائز کردیا تو جائز ہو گیا بلکہ کسی اجنبی نے کام کردیا اس نے جائز کردیا جب بھی جائز ہو گیا اور اگر وکیل اول نے ثانی کے لئے ثمن مقرر کردیا ہے کہ چیز اتنے میں بیچنا اور ثانی نے اول کی غیبت میں بیچ دی تو جائز ہے یعنی اول کی رائے سے کام ہوا اور یہ بیچ موکل پر نافذ ہو گئی کیونکہ اس کی رائے اس صورت میں یہی ہے کہ ثمن کی مقدار متعین کردے اور یہ کام اس نے کردیا۔ خریدنے کے لئے وکیل کیا تھا اور اجنبی نے خریدی اور وکیل نے جائز کردی جب بھی اسی اجنبی کے لئے ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۲.....ایسی چیزیں جو متعدد نہیں ہیں جیسے طلاق عتاق ان میں کسی کو وکیل کیا وکیل نے دوسرے کو وکیل کردیا ثانی نے اول کی موجودگی میں طلاق دی یا اجنبی نے طلاق دی وکیل نے جائز کردی طلاق نہیں ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۳.....وکالت کبھی خاص ہوتی ہے کہ ایک خصوص کام مثلاً خریدنے یا بیچنے یا نکاح یا طلاق کے لئے وکیل کیا اور کبھی عام ہوتی ہے کہ ہر قسم کے کام وکیل کے سپرد کردیتے ہیں جس کو شمار عام کہتے ہیں مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے ہر کام میں وکیل کیا اس صورت میں وکیل کو تمام معاوضات لینے یا بیچنا یا ہبہ دینا یا سب کام کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے مگر بیوی کو طلاق دینا غلام کو آزاد کرنا یا دوسرے تبرعات مثلاً کسی کو اس کی چیز ہبہ کردینا اس کی جائداد کو وقف کردینا اس قسم کے کاموں کا وکیل اختیار نہیں رکھتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۴.....کسی نے کہا میں نے اپنی عورت کا معاملہ تمہیں سپرد کردیا یہ طلاق کا وکیل ہے مگر مجلس تک اختیار رکھتا ہے بعد میں نہیں اور اگر یہ کہا کہ عورت کے معاملہ میں میں نے تم کو وکیل کیا تو مجلس تک منحصر نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۵.....جس شخص کو دوسرے پر ولایت نہ ہو اس کے حق میں اگر تصرف کرے گا جائز نہیں ہوگا مثلاً غلام یا کافر نے اپنے نابالغ بچہ مسلمان کا مال بیچ دیا اس کے بھروسے میں کوئی چیز خریدی یا اپنی نابالغہ حرہ مسلمہ کا نکاح کیا یہ جائز نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۶.....نابالغ کے مال کی ولایت اس کے باپ کو ہے پھر اس کے وصی کو ہے یہ نہ ہو تو اس کے وصی کو ہے یعنی باپ کا وصی دوسرے کو وصی بنا سکتا ہے اس کے بعد دادا کو پھر دادا کے وصی کو پھر اسی وصی کے وصی کو یہ بھی نہ ہو تو قاضی کو اس کے بعد وہ جس کو قاضی مقرر کیا ہو اس کو وصی قاضی کہتے ہیں پھر اس کو جس کو اس وصی نے وصی کیا ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۷.....ماں مرگئی یا بھائی مرا اور انہوں نے ترکہ چھوڑا اور اس مال کا کسی کو وصی کیا تو باپ اس کے وصی یا وصی یا دادا یا اس کے وصی یا وصی کے ہوتے ہوئے ماں یا بھائی کے وصی کو کچھ اختیار نہیں اور اگر ان مذکورین میں کوئی نہیں ہے تو ماں یا بھائی کے وصی کے متعلق اس

ترکہ کی حفاظت ہے اور اس ترکہ میں سے صرف منقول چیز میں بیچ کر سکتا ہے غیر منقول کو بیچ نہیں کر سکتا اور کھانے اور لباس کی چیز میں خرچ کر سکتا ہے وبس۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۸..... یہی قاضی بھی وہ تمام اختیارات رکھتا ہے جو باپ کا وصی رکھتا ہے ہاں اگر قاضی نے اسے کسی خاص بات کا پابند کر دیا ہے پابند ہوگا۔ (درمختار)

وکیل بالخصومۃ اور وکیل بالقبض کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... جس شخص کو خصومت یعنی مقدمہ میں پیروی کرنے کے لئے وکیل کیا ہے وہ قبضہ کا اختیار نہیں رکھتا یعنی اس کے مواجہ فیصلہ ہوا اور چیز دلا دی گئی تو اس پر قبضہ کرنا اس وکیل کا کام نہیں۔ یونہی تقاضا نہ کر سکتا ہے کہ جس کو وکیل کیا ہے وہ بھی قبضہ نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مگر جہاں اس قسم کا عرف ہو کہ جو تقاضے کو جاتا ہے وہی دین وصول بھی کرتا ہے جیسا کہ ہندوستان کا عموماً یہی عرف ہے کہ تجار کے یہاں سے جو تقاضے کو بھیجے جاتے ہیں وہی بقایا وصول کر کے لاتے بھی ہیں یہیں کہ تقاضا ایک کا کام ہو اور وصول کرنا دوسرے کا لہٰذا یہاں کے عرف کا لحاظ کرتے ہوئے تقاضا کرنے والے قبضہ کا اختیار رکھتے ہیں۔ (اشباہ)

مسئلہ نمبر ۲..... خصومت یا تقاضے کے لئے جس کو وکیل کیا ہے یہ مصالحت نہیں کر سکتے کہ ان کا یہ کام نہیں۔ تقاضے کے لئے جس کو قاصد بنایا ہے جس سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص کو ہمارا پیغام پہنچا دو وہ قبضہ کر سکتا ہے مدیون پر دعویٰ نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... جس کو صلح کے لئے وکیل بنایا ہے وہ دعویٰ نہیں کر سکتا اور دین پر قبضہ کے لئے جس کو وکیل کیا ہے وہ دعویٰ کر سکتا ہے۔

وکیل خصومت وکیل شفعہ نہیں میں رجوع کا وکیل عیب کی وجہ سے رد کا وکیل ان سب کو دعویٰ کا حق حاصل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... ایک شخص کے ذمہ میرا دین ہے تم اس پر قبضہ کرو اور سب ہی پر قبضہ کر وا وکیل نے تمام دین پر قبضہ کیا صرف ایک روپیہ باقی رہ گیا یہ قبضہ صحیح نہیں ہوا کہ موکل کی اس نے مخالفت کی یعنی اگر وہ دین ایسا ہے جس پر قبضہ کیا ہے ہلاک ہو جائے تو موکل ذمہ دار نہیں موکل اس مدیون سے اپنا پورا دین وصول کرے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... یہ کہا کہ میں نے اپنے ہر دین کے تقاضے کا تجھے وکیل بنایا میرے جتنے حقوق لوگوں پر ہیں ان کے لئے وکیل کیا یہ تو کیل ان حقوق کے متعلق بھی ہے جو اس وقت موجود ہے اور ان کے متعلق بھی جو اب ہوں گے۔ اور اگر یہ کہا ہے کہ فلاں کے ذمہ جو میرا دین ہے اس کے قبض کا وکیل کیا تو صرف وہی دین مراد ہے جو اس وقت ہے جو بعد میں ہوں گے ان کے متعلق وکیل نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... جو شخص قبض دین کا وکیل ہے وہ نہ تو حوالہ قبول کر سکتا ہے نہ مدیون کو دین ہبہ کر سکتا ہے نہ دین معاف کر سکتا ہے نہ دین کو موخر کر سکتا ہے یعنی میعاد نہیں مقرر کر سکتا نہ دین کے مقابلے میں کوئی شے رہن رکھ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں کے ذمہ میرا دین ہے اسے وصول کر کے فلاں شخص کو ہبہ کر دے یہ جائز ہے۔ اگر مدیون یہ کہتا ہے میں نے دین دے دیا اور موہوب لہ بھی تصدیق کرتا ہے تو ٹھیک ہے اور موہوب لہ انکار کرتا ہے تو مدیون کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... دین وصول کرنے کا وکیل آیا اس نے وصول کیا پھر دوسرا وکیل آیا کہ یہ بھی دین وصول کرنے کا وکیل ہے یہ پوچھتا ہے کہ وکیل اول نے جو کچھ وصول کیا ہے اسے میں نے اپنے قبضہ میں لوں اسے اس کا اختیار نہیں ہاں اگر وکیل دوم کو موکل نے یہ اختیار دے دیئے ہیں کہ جو کچھ موکل کی چیز کسی کے پاس ہو اس پر قبضہ کرے تو وکیل اول سے لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... مہتمل نے ٹیل کو وکیل کر دیا کہ مہتمل علیہ سے دین وصول کرے یہ تو کیل صحیح نہیں۔ یونہی والی نے مدیون کو وکیل بنایا

کہ وہ خود اپنے شخص سے دین وصول کرے یہ توکیل صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... کفیل بالمال کو وکیل نہیں بنایا جا سکتا اس کو وکیل بنانا ویسا ہے جیسے خود مدیون کو وکیل کیا جائے یہاں اگر مدیون کو وکیل کیا کہ تم اپنے دین سے معاف کر دو یہ توکیل صحیح ہے اور معاف کرنے سے پہلے موکل نے معزول کر دیا یہ عزل بھی صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... زید کے دو شخصوں کے دس ہزار روپے ہیں اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے زید نے عمر کو وکیل کیا کہ ان میں سے فلاں سے دین وصول کرے عمر نے بجائے اس کے دوسرے سے وصول کیا یہ اس کا قبضہ کرنا صحیح ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص پر ہزار روپے کا دین ہے اور دوسرا اس کا کفیل ہے دائن نے دوکیل کیا تھا۔ مدیون سے وصول کرنے کے لئے اس نے کفیل سے وصول کر لیا یہ بھی صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... دین وصول کرنے کے لئے وکیل کیا تھا وکیل نے مدیون سے بجائے روپے کے سامان لیا اس چیز کو وکیل پسند نہیں کرتا ہے تو وکیل یہ سامان پھیر دے اور دین کا مطالبہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مدیون نے دائن کو کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچ کر اس میں سے اپنا حق لے لو اور اس نے بیچ کی اور ثمن پر قبضہ کر لیا پھر یہ ثمن ہلاک ہو گیا تو مدیون کا نقصان ہوا جب تک دائن نے ثمن پر جدید قبضہ نہ کیا ہو اور اگر مدیون نے چیز دیتے وقت یہ کہا اسے اپنے حق کے بدلے میں بیچ کر لو ثمن قبضہ ہوتے ہی دین وصول ہو گیا اگر ہلاک ہو گا دائن کا ہلاک ہو گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک شخص نے دوسرے سے یہ کہا کہ فلاں کا تمہارے ذمہ دین ہے اس نے مجھے دین لینے کے لئے وکیل کیا ہے اس کی تین صورتیں ہیں مدیون اس کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب کرتا ہے یا سکوت کرتا ہے اگر تصدیق کرتا ہے دین ہوا کرنے پر مجبور کیا جائے گا پھر واپس لینے کا اس کو اختیار نہیں باقی دو صورتوں میں مجبور نہیں کیا جائے گا مگر اس نے دے دیا تو واپس لینے کا اختیار نہیں پھر موکل آیا اس نے وکالت کا اقرار کر لیا تو معاملہ ختم اور اگر وکالت سے انکار کرتا ہے اور مدیون سے دین لینا چاہتا ہے اگر مدیون نے دشمنی کیا کہ تم نے فلاں کو وکیل کیا تھا میں نے اسے دے دیا اور اس کی تو کیل کو گواہوں سے ثابت کر دیا گواہ نہ ہونے کی صورت میں دائن پر حلف دیا گیا اس نے حلف سے انکار کر دیا مدیون بری ہو گیا اور اگر اس نے حلف کر لیا کہ میں نے اسے وکیل نہیں کیا تھا تو مدیون سے اپنا دین وصول کرے گا پھر اس کا وکیل کے پاس گزرہو تو چونکہ مدیون اس سے وصول کر لے اور ہلاک کر دی ہے تاوان لے سکتا ہے اور اگر ہلاک ہو گئی ہو اور مدیون نے اس کی تصدیق کی تھی تو کچھ نہیں لے سکتا اور تکذیب کی تھی یا سکوت کیا تھا یا تصدیق کی تھی مگر ضمان کی شرط کر لی تھی تو جو کچھ دائن کو دیا ہے اس کا وکیل سے واپس لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ایک شخص نے کہا فلاں شخص کی امانت تمہارے پاس ہے اس نے مجھے وکیل بالقبض کیا ہے امین اگر اس کی تصدیق کرتا ہو امانت دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا اور اگر امین نے دے دی تو اب واپس لینے کا حق نہیں رکھتا اور اگر امین سے کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے امانت والی چیز قرضی لے اس کو دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا مگر پہلا امین اس کی تصدیق کرتا ہو اور اگر امین سے کوئی یہ کہتا ہے کہ جس نے امانت رکھی تھی اس کا انتقال ہو گیا اور یہ چیز بطور وصیت یا وراثت مجھے ملی ہے اگر امین اس کی بات کو سچ مانتا ہے حکم دیا جائے گا کہ اس کو دے دے بشرطیکہ میت پر دین مستغرق نہ ہو اور اگر امین اس کی بات سے منکر ہے یا کہتا ہے مجھے نہیں معلوم تو اس صورت میں جب تک ثابت نہ کر دے دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ (ہدایہ درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... دائن نے مدیون سے کہا تم فلاں شخص کو دے دینا پھر دوسرے موقع پر کہا اس کو مت دینا مدیون نے کہا میں تو اسے دے چکا اور وہ شخص اقرار بھی کرتا ہے کہ مجھے دیا جمعدین دین سے بری ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... دائن نے مدیون کے پاس کہلا بھیجا کہ میرا روپیہ بھیج دینا یا وہ مدیون نے اسی کے ہاتھ بھیج دیا دائن کا ہو گیا اگر ہلاک ہو گا دائن کا ہو گا۔ اگر دائن نے مدیون سے کہا کہ فلاں کے ہاتھ بھیج دینا میرے بیٹے کے ہاتھ یا اپنے بیٹے کے ہاتھ بھیج دینا مدیون نے بھیج دیا

اور ضائع ہوا تو مدیون کا ضائع ہوا اور اگر دائن نے یہ کہا تھا میرے بیٹے کو یا اپنے بیٹے کو دے دینا وہ مجھے ادا کردے گا یا تو کیل ہے اگر ضائع ہوگا دائن کا نقصان ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... مدیون نے کسی کو پانچ دین ادا کرنے کو وکیل کیا اس نے ادا کردیا تو جو کچھ دیا ہے مدیون سے لے گا اور اگر یہ کہا ہے کہ میری زکوٰۃ ادا کردینا میری قسم کے کفارہ میں کھانا کھلا دینا اور اس نے کردیا تو کچھ نہیں لے سکتا ہاں اگر اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ضامن ہوں تو وصول کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... یہ کہا کہ فلاں کو اتنے روپے ادا کردینا نہیں کہا کہ میری طرف سے نہ یہ کہ میں ضامن ہوں نہ یہ کہ وہ میرے ذمہ ہوں گے اس نے دے دیئے اگر یہ اس کا شریک یا خلیط یا اس کی عیال میں ہے یا اس پر اعتماد ہے تو رجوع کرے گا اور نہیں خلیط کے معنی یہ ہیں کہ دونوں میں لین دین ہے آپس میں دونوں کے یہ طے ہے کہ اگر ایک کا دوسرے کے پاس تھا صدیا وکیل آئے گا تو اس کے ہاتھ بیچ کرے گا اسے قرض دے سکے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... ایک ہی شخص دائن و مدیون دونوں کا وکیل ہو کہ ایک کی طرف سے خود ادا کرے اور دوسرے کی طرف سے خود ہی وصول کرے یہ نہیں ہوسکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مدیون نے ایک شخص کو روپے دیئے کہ میرے ذمہ فلاں کے اتنے روپے باقی ہیں یہ دے دینا اور رسید لکھوا لینا روپے اس نے دے دیئے مگر رسید نہیں لکھوائی اس پر طلاق نہیں یعنی اگر دائن انکار کرے تو ماذون لازم نہ ہوگا اور اگر مدیون نے یہ کہا تھا کہ جب تک رسید نہ لے لینا دیا مت اور اس نے بغیر رسید لئے دے دیئے تو ضامن ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... جس کو دین ادا کرنے کو کہا اس نے اس سے بہتر ادا کیا جو کہا تھا تو یہ بھی رجوع کرے گا جیسا ادا کرنے کو کہا تھا اور اس سے خراب ادا کیا تو جیسا دیا ویسا لے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... ایک شخص کو اپنے حقوق وصول کرنے اور مقدمات کی پیروی کرنے کے لئے وکیل کیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ موکل پر (یعنی مجھ پر) جو ڈگری ہو اس میں تو وکیل نہیں یہ صورت توکیل کی جائز ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وکیل نے ایک شخص پر مال کا ڈگری کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا مدعا علیہ اپنے اوپر سے اس کو دفع کرنا چاہتا ہے مثلاً کہتا ہے میں نے ادا کردیا ہے یا دائن نے معاف کردیا ہے یہ جواب وہی وکیل کے مقابل میں مسموع نہیں کہ وہ اس بات میں وکیل ہی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... وکیل بالخصومۃ کو اختیار ہے کہ خصم کے حق سے انکار کردے یا اس کے حق کا اقرار کرے مگر قاضی کے پاس اقرار کر سکتا ہے غیر قاضی کے پاس نہیں یعنی مجلس قضا کے علاوہ دوسری جگہ اس نے اقرار کیا اس کو اگر قاضی کے پاس خصم نے گواہوں سے ثابت کیا تو وکیل کا اقرار نہیں قرار پائے گا یا بایں ہو گا کہ گواہوں سے غیر مجلس قضا میں اقرار ثابت ہونے پر یہ وکیل ہی وکالت سے معزول ہو جائے گا اور اس کو مال نہیں دیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... وکیل بالخصومۃ اقرار اس وقت کرسکتا ہے جب اس کی توکیل مطلق ہو اقرار کی موکل نے ممانعت نہ کی ہو اور اگر موکل نے اس کو غیر جائز الاقرار قرار دیا ہے تو وکیل ہے مگر اقرار نہیں کرسکتا قاضی کے پاس یا قرار کرے گا اقرار صحیح نہیں ہوگا اور وکالت سے خارج ہو جائے گا اور اگر وکیل کیا ہے مگر انکار کی اجازت نہیں دی ہے تو انکار نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری و درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... توکیل بالاقرار صحیح ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اقرار کا وکیل ہے یا یہ کہ کچہری میں جاتے ہی قرار کرلے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وکیل سے کہہ دیا ہے کہ او ہو تم جھگڑا کرنا جو کچھ فریق کہے اس سے انکار کرنا مگر جب دیکھنا کہ کام نہیں چلتا اور انکار میں جدائی ہوتی

ہے تو اقرار کر لیا اس وکیل کا اقرار صحیح ہے جو دو مؤکل پر اقرار ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... جو شخص دائن کا وکیل ہے مدیون نے بھی اسی کو قبضہ کا وکیل کر دیا یہ توکیل درست نہیں مثلاً وہ مدیون کے پاس آ کر مطالبہ کرتا ہے مدیون نے اسے کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچ کر ثمن سے دین ادا کر دینا اگر فرض کرو اس نے بیچ کر ثمن ہلاک ہو گیا تو مدیون کا ہلاک ہوا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... کفیل بالنفس قبض دین کا وکیل ہو سکتا ہے۔ یونہی ناصد اور وکیل بالنکاح ان کو وکیل بالخصم کیا جا سکتا ہے وکیل بالنکاح مہر کا ضامن ہو سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... دین پر قبضہ کرنے کا وکیل قبضہ سے قبل اس نے مکالت کر لی بیع ہے مگر وکالت باطل ہو گئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... وکیل بیع نے مشتری کی طرف سے بائع کے لئے ثمن کی خیانت کر لی یہ جائز نہیں پھر اگر اس خیانت باطلہ کی بنا پر وکیل نے بائع کو ثمن اپنے پاس سے دے دیا تو بائع واپس لے سکتا ہے اور اگر اس نے خیانت کی وجہ سے نہیں تو واپس نہیں لے سکتا کہ متبرع ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... وکیل بالخصم نے مال طلب کیا مدیون نے جواب میں یہ کہا کہ مؤکل کو دے چکا ہوں یا اس نے معاف کر دیا ہے یا تمہارے مؤکل نے خود میری ملک کا اقرار کیا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ اس نے ملک مؤکل کا اقرار کر لیا اور اس کی وکالت کو بھی تسلیم کر لیا مگر ایک عذر ایسا پیش کرتا ہے جس سے مطالبہ ساقط ہو جائے اور اس پر گواہ پیش نہیں کئے اب دوسری صورت میں منکر پر حلف ہے مگر حلف اگر ہو گا تو مؤکل پر نہ کہ وکیل پر لہٰذا اس صورت میں اس شخص کو مال دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... مشتری نے عیب کی وجہ سے مبیع کو واپس کرنے کے لئے کسی کو وکیل کیا وکیل جب بائع کے پاس جاتا ہے بائع یہ کہتا ہے کہ مشتری اس عیب پر راضی ہو گیا قائلہ ہوا یہی نہیں ہو سکتی اس صورت میں جب تک مشتری حلف نہ اٹھائے بائع پر رد نہیں کر سکتا اور اگر وکیل نے بائع پر رد کر دی پھر مؤکل آیا اس نے بائع کی تصدیق کی تو بیع اسی کی ہوگئی بائع کی نہ ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... زید نے عمرو کو دس روپے دیئے کہ یہ میرے بال بچوں پر خرچ کرنا۔ عمرو نے دس روپے اپنے پاس سے خرچ کئے وہ روپے جو دیئے گئے تھے کھو گئے تو یہ دس اس کے بدلے میں ہو گئے اسی طرح اگر دین ادا کرنے کے لئے روپے دیئے تھے یا صدقہ کرنے کے لئے دیئے تھے اس نے یہ روپے کھو گئے اور اپنے پاس سے دین ادا کر دیا یا صدقہ کر دیا تو ان صورتوں میں وہ بدلہ ہو گیا جو روپے زید نے دیئے تھے ان کے رہے ہوئے یہ حکم ہے اور اگر عمرو نے زید کے روپے خرچ کر ڈالے اس کے بعد بال بچوں کے لئے چیزیں خریدیں وہ سب عمرو کی ملک ہیں اور بچوں پر خرچ کرنا متبرع ہے اور زید کے روپے خرچ کر ڈالے ہیں ان کا تاوان دینا ہوگا اور یہ بھی ضروری ہے کہ خرچ کے لئے عمرو جو چیزیں خریدا ہے ان کی بیع کو زید کے روپے کی نسبت کرے یا عقد کو متعلق رکھے اور اگر عمرو نے عقد کو اپنے روپے کی طرف نسبت کیا تو چیزیں عمرو کی ہوں گی اور زید کے بال بچوں پر خرچ کرنے میں متبرع ہوگا اور زید کے روپے اس کے ذمہ باقی رہیں گے یہی حکم دین ادا کرنے اور صدقہ کرنے کا ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... زید نے عمرو سے کہا فلاں شخص پر میرے اتنے روپے باقی ہیں ان کو وصول کر کے خرچ کر دینا عمرو نے اپنے پاس سے یہ نیت کرتے ہوئے خرچ کر دیئے کہ جب مدیون سے وصول ہوں گے تو انہیں رکھ لوں گا۔ یہ جائز ہے یعنی عمرو پر تاوان نہیں اور اگر زید نے روپے دیئے تھے اس نے وہ روپے کھو لئے اور اپنے پاس سے خرچ کر دیئے تو تاوان نہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... بھی یا باپ نے بچے پر اپنا مال خرچ کیا کیونکہ اس کا مال بھی آیا نہیں ہے تو اس کا معاوضہ نہیں لے گا ہاں اگر اس نے اس پر گواہ بنا لئے ہیں کہ یہ قرض دیتا ہوں یا میں خرچ کرتا ہوں اس کا معاوضہ لوں گا تو بدلا ہو سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۶..... جو شخص قبض عین (قبضہ معین) کا وکیل ہو وہ وکیل بالخصومہ نہیں ہے مثلاً کسی نے یہ کہہ دیا کہ میری فلاں چیز فلاں شخص سے وصول کرو جس کے ہاتھ میں چیز ہے اس نے کہا کہ موکل نے یہ چیز میرے ہاتھ بیچ کی ہے اور اس پر گواہوں سے ثابت کر دیا معاملہ ملتوی ہو جائے گا جب موکل آجائے گا اس کی موجودگی میں بیع کے گواہ پھر پیش کئے جائیں اسی طرح ایک شخص نے کسی کو بھیجا کہ میری زوجہ کو رخصت کرالاؤ عورت نے کہا شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور گواہوں سے طلاق ثابت کر دی اس کا اثر صرف اتنا ہوگا کہ رخصت کو ملتوی کر دیا جائے گا طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا جب شوہر آئے گا اس کی موجودگی میں عورت کو طلاق کے گواہ پھر پیش کرنے ہوں گے۔ (عالمگیری، ہندیہ)

مسئلہ نمبر ۳۷..... ایک شخص قبض عین کا وکیل تھا اس کے قبضہ سے پہلے کسی نے وہ چیز ہلاک کر دی یا اس پر تاوان کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور قبضہ کے بعد ہلاک کی بنا پر دعویٰ کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... کسی سے کہا میری بکری فلاں کے یہاں ہے اس پر قبضہ کرو اس کہنے کے بعد بکری کے بچہ پیدا ہوا تو وکیل بکری اور بچہ دونوں پر قبضہ کرے گا اور اگر وکیل کرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو چکا ہے تو بچہ پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ بائع کے چلے جانے کا وہی حکم ہے جو بچہ کا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹..... وکیل کیا کہ میری امانت فلاں کے پاس ہے اس پر قبضہ کرو اور وکیل کے قبضہ کرنے سے پہلے خود موکل نے قبضہ کر لیا اور پھر دوبارہ اس کو امانت رکھ دیا اب وکیل نہ بالعین قبضہ نہیں کر سکتا موکل کے قبضہ کرنے کا چاہے علم ہو یا نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۰..... مالک نے حکم دیا تھا کہ فلاں کے پاس میری امانت ہے اس پر آج قبضہ کرو تو اسی دن قبضہ کرنا ضرور نہیں دوسرے دن بھی قبضہ کر سکتا ہے۔ یونہی اگر کہا تھا کہ کل قبضہ کرنا تو آج قبضہ نہیں کر سکتا اور اگر کہا تھا کہ فلاں کی موجودگی میں قبضہ کرنا تو بغیر اس کی موجودگی کے قبضہ کر سکتا ہے۔ یونہی اگر کہا تھا کہ گواہوں کے سامنے قبضہ کرنا تو بغیر گواہوں کے قبضہ کر سکتا ہے اور اگر کہا بغیر فلاں کی موجودگی میں قبضہ نہ کرنا تو غیبت میں قبضہ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۱..... ایک شخص نے گھوڑا عاریت لیا اور کسی کو بھیجا کہ اسے لاؤ یا اس پر سوار ہو کر لے آیا اگر گھوڑا ایسا ہے کہ بغیر سوائے ہوئے کابو میں آ سکتا ہے تو ضامن ہے اور کابو میں نہیں آ سکتا تو ضامن نہیں۔ (عالمگیری)

وکیل کو معزول کرنے کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... وکالت عقود لازمہ میں سے نہیں یعنی نہ موکل پر اس کی پابندی لازم ہے نہ وکیل پر جس طرح موکل جب چاہے وکیل کو برطرف کر سکتا ہے وکیل بھی جب چاہے دست بردار ہو سکتا ہے اسی وجہ سے اس میں خیار شرط نہیں ہوتا کہ جب یہ خود ہی لازم نہیں تو شرط لگانے سے کیا فائدہ۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... وکالت بالقصد علم نہیں ہو سکتا یعنی جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز شامل نہ ہو محض وکالت کا قاضی حکم نہیں دے گا مثلاً یہ کہ زید عمرو کا وکیل ہے اگر مدعیان پر وکیل نے دعویٰ کیا اور وہ اس کی وکالت سے انکار کرتا ہے تو اب یہ بیشک اس قابل ہے کہ اس کے متعلق قاضی اپنا فیصلہ صادر کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... موکل وکیل کو معزول کرے یا وکیل خود اپنے کو معزول کر دے ہر حال دوسرے کو علم ہو جانا ضروری ہے جب تک علم نہ ہو معزول نہ ہوگا اگرچہ وہ نکاح یا طلاق کا وکیل ہو جس میں وکیل کو معزولی کی وجہ سے کوئی ضرر بھی نہیں پہنچتا۔ عزل کی کئی صورتیں ہیں وکیل کے

سامنے موکل نے کہہ دیا کہ میں نے تم کو معزول کر دیا یا لکھ کر دے دیا وکیل کے یہاں کسی سے کہلا بھیجا جس کو بھیجا وہ عادل ہو یا غیر عادل آزاد ہو یا غلام بالغ ہو یا نابالغ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہاں کہہ کر یہ کہے کہ موکل نے مجھے بھیجا ہے کہ میں تم کو خبر پہنچادوں کہ اس نے تمہیں معزول کر دیا اور اگر اس نے خود کسی کو نہیں بھیجا بلکہ بطور خود کسی نے پہنچا دیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خبر لے جانے والا عادل ہو یا وہ شخص ہوں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... اگر وکالت کے ساتھ حق غیر متعلق ہو جائے تو موکل وکیل کو معزول نہیں کر سکتا مثلاً وکیل بالخصومۃ جس کو خصم کے طلب کرنے پر وکیل بنایا گیا اس کو موکل معزول نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... طلاق و عتاق کا وکیل موکل کا مال بیچ کرنے کا وکیل کسی غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل یہ سب اپنے کو بغیر علم موکل معزول کر سکتے ہیں یعنی اپنے کو خود معزول کرنے کے بعد یہ سب کام کے مجاز نہیں ہوں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... قبض دین کے لئے وکیل کیا قامہ دین کی عدم موجودگی میں اسے معزول کر سکتا ہے اور اگر مدیون کی موجودگی میں وکیل کیا قامہ موجودگی میں معزول نہیں کر سکتا مگر جب کہ مدیون کو اس کی معزولی کا علم ہو جائے یعنی مدیون کو اس کی معزولی کا علم نہیں تھا اور دین اس کو دے دیا بری الذمہ ہو گیا دائن اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا اور مدیون کو علوم تھا اور دے دیا تو بری الذمہ نہیں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... ایک شخص کو رہن نے وکیل کیا تھا کہ شے مرہون کو بیچ کر کے دین ادا کر دے اس نے اپنے مرتہن کی موجودگی میں معزول کر دیا اور مرتہن اس پر راضی بھی ہو گیا تو معزول ہو گیا اور نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... وکالت قبول کرنے کے بعد وکیل کا یہ کہنا میں نے وکالت کو ٹھکرا دیا وکیل نے وکالت رد کر دی رد ہو گئی مگر اس کے لئے موکل کو علوم ہونا شرط ہے مثلاً موکل نے وکیل کیا جس کی خبر وکیل کو پہنچی وکیل نے رد کر دی کہہ دیا مجھے منظور نہیں مگر اس کا علم موکل کو نہیں ہوا پھر اس نے وکالت قبول کر لی وکیل ہو گیا وکیل نے وکالت قبول کر لی اس کے بعد موکل نے کہا وکالت رد کر دو اس نے کہا میں نے رد کر دی رد ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... توکیل کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں مثلاً یہ کام کروں تو تم میرے وکیل ہو مگر اس کے عزل کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے۔ توکیل کو شرط پر معلق کیا تھا اور شرط پائی جانے سے پہلے وکیل کو معزول کرنا چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... وکیل کو معزول کرنے کا طلب ہے کہ جس کام کے لئے اس کو وکیل کیا ہے وہ اب تک نہ ہوا ہو اور کام پورا ہو گیا تو معزول کرنے کی یا صرف خود ہی معزول ہو گیا وہ کام ہی جاتی رہا جس میں وکیل تھا مثلاً دین وصول کرنے کے لئے وکیل تھا دین وصول کر لیا۔ عورت سے نکاح کرنے کے لئے وکیل تھا نکاح ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... دونوں میں سے کوئی مر گیا یا اس کو جنون مطبق ہو گیا وکالت باطل ہو گئی۔ جنون مطبق یہ ہے کہ مسلسل ایک ماہ تک رہے۔ یونہی مرتد ہو کر دارالحرب کو چلے جانے سے بھی وکالت باطل ہو جاتی ہے جبکہ قاضی نے اس کے دارالحرب چلے جانے کا اعلان کر دیا ہو پھر اگر مجنون ٹھیک ہو جائے یا مرتد مسلمان ہو کر دارالحرب سے واپس آ جائے تو وکالت واپس نہیں ہوتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... راہن نے کسی کو مرہون شے کا بیچ وکیل کیا تھا یا خود مرتہن کو وکیل کیا تھا کہ دین کی میعاد پوری ہونے پر بیچ کر دینا اور راہن مر گیا اس کے مرنے سے وکالت باطل نہیں ہوئی یہی حکم اس کے مجنون ہونے یا معاذ اللہ مرتد ہو جانے کا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... امر بالبیع کا وکیل کیا یعنی اس کے ہاتھ میں سامان دے دیا گیا ہے اور بیچنے کا وکیل یعنی مدیون نے دائن کو اپنی کوئی چیز دے دی ہے اس کو بیچ کر اپنا حق وصول کر لو ان دونوں صورتوں میں بھی موکل کے مرنے سے وکالت باطل نہیں ہوئی۔ (درمختار زدالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... دو شخصوں میں شرکت تھی شریکیں نے وکیل کیا پھر ان میں جدائی و تفریق ہوئی یعنی شرکت تو زوال وکالت باطل ہو گئی اس صورت میں وکیل کو علوم ہونے کی بھی ضرورت نہیں کہ یہ عزل حکمی ہے عزل حکمی میں علوم ہونا شرط نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... موکل مکاتب قاوہ بدل کتابت سے عاجز ہو گیا یا موکل غلام مولیٰ تھا اس کے مولیٰ نے مجور کر دیا یعنی اس کے

تصرف سے روک دینے ان دونوں صورتوں میں بھی ان کا وکیل معزول ہو جاتا ہے اور یہ بھی عزل حکمی ہے علم کی شرط نہیں مگر یہ اسی وکیل کی معزولی ہے جو خصومت یا خط و کیل ہوا اور اگر وہ اس لئے وکیل تھا کہ دین ادا کرے یا دین وصول کرے یا وہ دیعت پر قبضہ کرے وہ معزول نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....جس کام کے لئے وکیل کیا تھا موکل نے اسے خود ہی کر ڈالا وکیل معزول ہوگیا اب وہ کام کرنا ہی نہیں ہے۔ اس سے مراد وہ تصرف ہے کہ موکل کے ساتھ وکیل تصرف نہ کر سکتا ہو مثلاً غلام کو آزاد کرنے یا مکاتب کرنے کا وکیل تھا موکل نے خود ہی آزاد کر دیا یا مکاتب کر دیا یا کسی عورت سے نکاح کا وکیل کیا تھا اس نے خود ہی نکاح کر لیا یا کسی چیز کے شریہ نے کا وکیل کیا تھا اس نے خود شریہ لی یا زوجہ کو طلاق دینے کا وکیل کیا تھا موکل نے خود ہی تین طلاقیں دے دیں یا ایک ہی طلاق دی اور عدت پوری ہوگئی یا خلع کا وکیل تھا اس نے خود خلع کر لیا اور اگر وکیل بھی تصرف کر سکتا ہے عاجز نہیں ہے تو وکالت باطل نہیں ہوئی مثلاً طلاق کا وکیل تھا موکل نے ابھی ایک ہی طلاق دی ہے اور عدت باقی ہے وکیل بھی طلاق دے سکتا ہے یا طلاق کا وکیل تھا شوہر نے خلع کیا اندرون عدت وکیل طلاق دے سکتا ہے۔ خلع کا وکیل تھا اور موکل نے خود بیع کر دی عمرہ چیز موکل پر واپس ہوئی اس طریقہ پر جو فسخ ہے تو وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے اس چیز کو بیع کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اگر ایسے طور پر واپس ہوئی جو فسخ نہیں ہے تو وکیل کو اختیار نہ رہا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷.....ہبہ کرنے کا وکیل کیا تھا اور موکل نے خود ہبہ کر دیا اس کے بعد واپس ہبہ واپس لے لیا تو وکیل کو ہبہ کرنے کا اختیار نہیں۔

بیع کے لئے وکیل کیا تھا اور موکل نے اس چیز کو رہن رکھ دیا یا اجرت پر دے دیا وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸.....مکان کرایہ پر دینے کے لئے اور موکل نے خود کرایہ پر دے دیا پھر بار فسخ ہوگیا وکیل کی وکالت لوٹ آئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....مکان بیع کرنے کے لئے وکیل کیا تھا اور اس میں جو دیعۃً چیز کی وکالت جاتی رہی۔ یونہی زمین بیع کرنے کے لئے وکیل کیا تھا اور اس میں بیج ڈلوا دیئے اور اگر موکل نے اس میں زراعت کی کھیتی کو بو دیا وکیل زمین کو بیع کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....متولی شریہ نے کوہبا اس میں نکمی فل دیا یا عامل شریہ نے کوہبا قابل کر نہال لگا دیا تو وکالت باطل ہوگئی اور اگر ان کی بیع کا وکیل تھا تو وکالت باقی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....ایک چیز کی بیع کا وکیل کیا تھا اس کو خود موکل نے بیع ڈلوا اس کی اطلاع وکیل کو نہیں ہوئی اس نے بھی ایک شخص کے ہاتھ بیع کر دی اور مشتری سے ثمن بھی وصول کر لیا مگر اس کے پاس سے ضائع ہوگیا وہ مبیع بھی مشتری کو دی نہیں تھی کہ ہلاک ہوگئی مشتری وکیل سے ثمن لے گا اور وہ وکیل موکل سے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲.....دین وصول کرنے کے لئے وکیل کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ تم جس کو چاہو وکیل کر دو وکیل نے کسی کو وکیل کیا وکیل اول چاہے تو اسے معزول کر سکتا ہے اور اگر موکل نے یہ کہا تھا کہ فلاں کو وکیل کر لو اور وکیل نے اس کو وکیل مقرر کیا اب اس کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں کو تم چاہو تو وکیل کر لو اب اسے معزول بھی کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳.....مدیون سے کہہ دیا جو شخص تمہارے پاس فلاں نشانی کے ساتھ آئے تم اس کو دے دینا اور جو شخص تمہاری انگلی پکڑ لے جو شخص تم سے یہ بات کہہ دے اس کو دین ادا کر دینا ان سب صورتوں میں توکیل صحیح نہیں کہ قبول کو وکیل بنانا ہے اگر مدیون نے اسے دے دیا بری الذمہ نہیں ہوا۔ (درمختار)

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ عِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ وَ اَحْکَمُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

دَعْوٰی کا بیان

حدیث نمبر۱.....صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے دے دیا جایا کرے تو کتنے لوگ خون اور مال کا دعوٰی کردالیں گے لیکن مدعا علیہ پر حلف ہے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ ہے لیکن مدعی کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔

حدیث نمبر۲.....امام احمد بیہقی رحمہما اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں جو شخص اس چیز کا دعوٰی کرے جو اس کی نہیں وہ ہم میں سے نہیں اور وہ جہنم کو اپنا ٹھکانا بنائے۔

حدیث نمبر۳.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ابامہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ بہت بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی اولاد سے انکار کردے۔

حدیث نمبر۴.....امام احمد طبرانی رحمہما اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ جو اپنی اولاد سے انکار کرے قیامت کے دن کل روز الاشہاد اس کو اللہ ﷻ رسوا کرے گا۔ یہ اس کا بدلہ ہے۔

حدیث نمبر۵.....عبدالرزاق نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میری عورت کے سیاہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ (یہ شخص انکار کرنا چاہتا تھا) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تیرے یہاں اونٹ ہیں۔ عرض کی ہاں فرمایا ان کے رنگ کیا ہیں۔ عرض کی سب سرخ ہیں فرمایا ان میں کوئی بھورے رنگ کا بھی ہے۔ عرض کی چند اونٹ بھورے بھی ہیں فرمایا سرخ اونٹوں میں بھورے کہاں سے پیدا ہو گئے عرض کی مجھے معلوم نہیں شاید رگ نے کھینچ لیا ہو یعنی ان کے اوپر کی پشت پر کوئی بھورا ہوگا اس کا پیدائشی ہوگا۔ فرمایا تیرے بیٹے کو بھی شاید رگ نے کھینچ لیا ہو یعنی تیرے آباؤ اجداد میں کوئی سیاہ ہوا اس کا پیدائشی ہوا اس شخص کو نسب سے انکار کرنے کی اجازت نہیں دی۔

مسائل فقہیہ: دعوٰی اس قول کو کہتے ہیں جو قاضی کے سامنے اس لئے پیش کیا جائے جس سے مقصود دوسرے شخص سے حق طلب کرنا ہے۔

مسئلہ نمبر۱.....دعوٰی میں سب سے زیادہ اہم چیز ہے دعوٰی و مدعا علیہ کا تعین ہے اس میں غلطی فیصلہ کی غلطی کا سبب ہوتا ہے۔ عام لوگ تو اس کو مدعی جانتے ہیں جو پہلے قاضی کے پاس جا کر دعوٰی کرتا ہے اور اس کے مقابل کو مدعا علیہ مگر یہ سخت وغلط بات ہے بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ جو صورۃً مدعی ہے وہ مدعا علیہ ہے اور جو مدعا علیہ ہے وہ مدعی فقہاء نے اس کی تعریفات میں بہت کچھ کلام ذکر کئے ہیں، ان کی ایک تعریف یہ ہے کہ مدعی وہ ہے کہ اگر وہ اپنے دعوٰی کو ترک کر دے تو اسے مجبور نہ کیا جائے اور مدعا علیہ وہ ہے جو مجبور کیا جاتا ہو مثلاً ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے ہیں اگر وہ دین کا مطالبہ نہ کرے تو قاضی کبھی اس کو دعوٰی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا اگرچہ قاضی کو علوم ہو اور مدیون اس کے دعوٰی کے بعد مجبور ہے اس کو اقرار کرنا ہی پڑے گا۔ ظاہر میں مدعی اور حقیقت میں مدعا علیہ کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے دعوٰی کیا

کو فلاں کے پاس میری امانت ہے دلادی جائے امین یہ کہتا ہے کہ میں نے امانت واپس کردی اس کا ظاہر مطلب یہ ہوا کہ اس کی امانت مجھ کو تسلیم ہے مگر میں دے چکا ہوں اور یہ امین کا ایک دعویٰ ہے مگر حقیقت میں امین خیانت سے منکر ہے کیونکہ امین جب امانت کا انکار کرے تو امین نہیں رہتا بلکہ اس پر ضمان واجب ہو جاتا ہے لہٰذا پہلے شخص کے دعویٰ کا حاصل طلب ضمان ہے اور اسے جواب کا حاصل وجوب ضمان سے انکار ہے اب اس صورت میں حلف امین کے ذمہ ہوگا اور حلف سے کہ دے تو بات اسی کی معتبر ہے۔ (جدید)

مسئلہ نمبر ۲..... مدعی اگر اصیل ہے یعنی خود اپنے حق کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو دعویٰ میں یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ فلاں کے ذمہ میرا یہ حق ہے اور اگر وکیل ہے بلکہ دوسرے شخص کا قائم مقام ہے مثلاً وکیل یا وصی ہے تو یہ بتانا ہوگا کہ فلاں شخص جس کا میں قائم مقام ہوں اس کا فلاں کے ذمہ یہ حق ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... دعویٰ وہی کر سکتا ہے جو عاقل تمیز دار ہو مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جس کو کوئی تمیز نہیں ہے دعویٰ نہیں کر سکتا بالغ سمجھ والا دعویٰ کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ جانب والی سے ماذون ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... دعویٰ میں مدعی کو جزم و یقین کے ساتھ بیان دینا ہوگا اگر یہ کہے کہ مجھے یہ شبہ ہوتا ہے یا میرا گمان یہ ہے تو دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... دعویٰ کی صحت کے شرائط یہ ہیں۔ (۱) جس چیز کا دعویٰ کرے وہ معلوم ہو مجہول شے کا دعویٰ مثلاً فلاں کے ذمہ میرا کچھ حق ہے قابل سماعت نہیں (۲) دعویٰ شہوت کا خیال رکھتا ہوں لہٰذا ایسا دعویٰ جس کا وجود بحال ہو باطل ہے۔ مثلاً کسی درخت کو پانی پلایا ہے کہ اس کی جڑ اس سے زائد ہے یا اس تہ کا پانی نہیں ہو سکتا یا معروف النسب کو کہتا ہے میرا بیٹا ہے قابل سماعت نہیں۔ جو چیز عادۃً محال ہو وہ بھی قابل سماعت نہیں مثلاً ایک شخص فقیر مفلاقہ میں پیدا ہوا ہے سب لوگ اس کی تنگدستی سے واقف ہیں اتفاق سے زکوٰۃ پاتا ہے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص کو میں نے ایک لاکھ اشرفی قرض دی ہے وہ مجھے دلا دی جائے یا کہتا ہے فلاں میرے مکہ نے میرے لاکھوں روپے غصب کر لئے ہیں وہ مجھ کو دلائے جائیں (۳) خود مدعی اپنی زبان سے دعویٰ کرے یا عذر اس کی طرف سے دوسرا شخص دعویٰ نہیں کر سکتا اگر مدعی زبانی دعویٰ کرنے سے عاجز ہے تو لکھ کر پیش کرے اور اگر قاضی اس کی زبان نہ سمجھتا ہو تو مترجم مقرر کرے (۴) مدعا علیہ یا اسکے نائب کے سامنے اپنے دعویٰ کو بیان کرے اور اس کے سامنے ثبوت پیش کرے۔ (۵) دعویٰ میں تناقض نہ ہو یعنی اس سے پہلے ایسی بات نہ کہی ہو جو اس دعویٰ کے مناقض ہو مثلاً مدعا علیہ کی ملک کا خود اقرار کر چکا ہے اب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس اقرار سے پہلے میں نے یہ چیز اس سے خریدی ہے تو یہ خرید فروخت میں تناقض مانع دعویٰ نہیں۔ (۶) دعویٰ ایسا ہو کہ بعد ثبوت خصم پر کوئی چیز لازم کی جا سکے یہ دعویٰ کریں اس کا وکیل ہوں بیکار ہے۔

(ماخذہ ہمارا قانون مجمعہ قوانین مالگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... جب دعویٰ صحیح ہو گیا تو مدعا علیہ پر جواب دہی یا ہاں یا نہ کے ساتھ لازم ہے اگر سکوت کرے گا یہ بھی انکار کے معنی میں ہے اس کے مقابل میں مدعی کو گواہ پیش کرنے کا حق ہے یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ پر حلف ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... منقول شے کا دعویٰ ہو تو یہ بیان کرنا ہوگا کہ وہ مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق طور پر ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ چیز مدعی کی ہو اور مدعا علیہ کے پاس مرہون یا ثمن نہ دینے کی وجہ سے اس نے روک رکھی ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... ایک چیز میں ملک مطلق کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ چیز مدعا علیہ کے مستاجر یا مستعیر یا مرتہن کے قبضہ میں ہے اس صورت میں مالک و قابض دونوں کو حاضر ہونا ضروری ہے ہاں اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ مالک کے اجارہ دینے سے قبل میں نے خریدی ہے تو تنہا مالک خصم ہے اسی کے حاضر ہونے کی ضرورت ہے (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... زمین کے متعلق دعویٰ ہے اور زمین مزارع کے قبضہ میں ہے اگر بیج اس نے اپنے ڈالے ہیں یا زراعت اگ چکی ہے تو مزارع کا حاضر ہونا بھی ضروری ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... منقول چیز اگر ایسی ہو کہ اس کے حاضر کرنے میں دشواری نہ ہو تو مدعا علیہ کے نسبہ اس کا حاضر کرنا ہے تا کہ دعویٰ اور شہادت اور حلف میں اس کی طرف اشارہ کیا جا سکے اور اگر وہ چیز ہلاک ہو چکی ہے یا غائب ہو گئی ہے تو مدعی اس کی قیمت بیان کرے اور اگر چیز موجود ہے مگر اس کے لانے میں دشواری ہو اگر چہ اتنی ہے کہ اس کے لانے میں مزدوری دینی پڑے گی تکلیف ہوتی ہے جیسے چکی اور نلہ کی دھری، بکریوں کا ریوڑ تو مدعی قیمت ذکر کرے گا اور قاضی معائنہ کے لئے اپنا امین بھیجے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میری فلاں چیز غصب کر لی ہے اور مدعی اس کی قیمت نہیں بتاتا ہے جب بھی دعویٰ مسموع ہے یعنی مدعا علیہ منکر ہے تو اس پر حلف دیا جائے گا اور مقر ہے یا قسم سے انکار کرتا ہے تو بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... چند جنس وضع وصفت کی چیزوں کا دعویٰ کیا اور تفصیل کے ساتھ ہر ایک کی قیمت نہیں بتاتا مجموعی قیمت بتا دینا کافی ہے اس کے ثبوت کے گواہ لئے جائیں گے اور حلف کی ضرورت ہوئی تو مجموعہ پر ایک دم حلف دیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مدعا علیہ نے مدعی کی کوئی چیز ہلاک کر دی ہے اس کی قیمت دلانے کا دعویٰ ہے تو مدعی اس کی جنس ونوع بیان کرے تا کہ قاضی کو معلوم ہو سکے کہ کیا فیصلہ دینا چاہئے کیونکہ بعض چیزیں مثلی ہیں ان کا تاوان مثل سے اور بعض قیمی ہیں ان کا تاوان قیمت سے دلایا جائے گا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... گھر کے کا دعویٰ ہو تو جنس نوع وصفت وقیمت بیان کرنے کے علاوہ یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ زنانہ ہے یا مردانہ ہے یا چوبلا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... وہ جیت (ملکیت) کا دعویٰ ہو تو یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ چیز فلاں جگہ اس کے پاس امانت رکھی گئی تھی خواہ وہ چیز ایسی ہو جس کے لئے بار برداری صرف کرنی پڑے یا نہ پڑے اور غصب کا دعویٰ ہو تو جگہ بیان کرنے کی وہاں ضرورت ہے کہ اس چیز کے جگہ بدلنے میں بار برداری صرف کرنی پڑے ورنہ جگہ بیان کرنا ضروری نہیں۔ غیر مثلی چیز کے غصب کا دعویٰ ہو تو غصب کے دن جو اس کی قیمت بیان ہو وہ بیان کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جائیداد غیر منقول کا دعویٰ ہو تو اس کے حدود کا بیان کرنا ضروری ہے دعویٰ میں بھی اور شہادت میں بھی اگر یہ جائیداد بہت مشہور ہو جب بھی اس کی حدود کا بیان کرنا ضروری ہے گواہوں کو وہ۔ کان جس کے متعلق دعویٰ ہے معلوم ہے یعنی عینہ اس کو پہچانتے ہوں تو ان کو حد وار کا ذکر کرنا ضروری نہیں اور عقار (غیر منقول) میں یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ وہ کس شہر کس محلہ کس کوچہ میں ہے۔ (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... تین حدوں کا بیان کرنا کافی ہے یعنی مدعی یا گواہ چوتھی حد چھوڑ کر یا دعویٰ صحیح ہے اور گواہی بھی صحیح اور اگر چوتھی حد غلط بیان کی یعنی جو چیز اس جانب ہے اس کے سوا دوسری چیز کو بتایا تو نہ دعویٰ صحیح ہے نہ شہادت کیونکہ مدعا علیہ یہ کہے گا کہ یہ چیز میرے پاس نہیں ہے۔ پھر مجھ پر دعویٰ کیوں ہے اور اگر مدعا علیہ یہ کہے کہ یہ کچھ اور میرے قبضہ میں ہے مگر تو نے حدود کے ذکر میں غلطی کی یہ بات قابل التفات نہیں یعنی مدعا علیہ پر ڈگری نہ ہوگی ہاں دونوں نے بالاتفاق غلطی کا اعتراف کیا تو سرے سے مقدمہ کی سماعت ہوگی۔ (غایہ)

اور اگر صرف دو ہی حدیں ذکر کیں تو نہ دعویٰ صحیح ہے نہ شہادت وہی یہ بات کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ مدعی یا شاہد نے حد کے بیان میں غلطی کی ہے اس کا بیان تو دو اس کے اقرار سے ہو گا مدعا علیہ اس کی غلطی پر گواہ نہیں پیش کرے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... تین حدیں ذکر کر دی ہیں ایک باقی ہے جب یہ صحیح ہے تو چوتھی جانب کہاں تک چیز شمار ہوئی اس کی صورت یہ کی

جائے گی کہ تیسری حد جہاں ختم ہوئی ہے وہاں سے پچھلی حد کے کنارے تک ایک خط مستقیم کھینچا جائے اور اس کو چوتھی حد قرار دیا جائے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... راستہ حد ہو سکتا ہے اس کا طول عرض بیان کرنا ضروری نہیں نہر کو حد قرار نہیں دے سکتے شہر پناہ کو حد قرار دے سکتے ہیں اور خندق کو نہیں اگر یہ کہا کہ فلاں جانب فلاں شخص کی زمین یا مکان ہے اگرچہ اس شخص کے اس شہر یا گاؤں میں بہت مکان بہت زمینیں ہیں جب بھی یہ دعوٰی اور شہادت صحیح ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... حدود میں جو چیزیں لکھی جائیں گی ان کے مالکوں کے نام اور ان کے باپ اور دادا کے نام لکھے جائیں یعنی فلاں بن فلاں اور اگر وہ شخص معروف و مشہور ہو تو فقط اس کا نام کافی ہے اگر کوئی چاہے اور وقوف کسی جانب واقع ہو تو اس کی اس طرح تحریر کیا جائے کہ پوری طرح ممتاز ہو جائے مثلاً اگر وہ وقف کے نام سے مشہور ہے تو اس کا نام جن لوگوں پر وقف ہے ان کے نام سے مشہور ہو تو ان کے نام لکھے جائیں۔ (ردالمحتار، الدرالمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مکان کا دعوٰی کیا قاضی نے دریافت کیا تم اس مکان کے حدود پہچانتے ہو۔ اس نے کہا نہیں دعوٰی خارج ہو گیا۔ اب پھر دعوٰی کرتا ہے اور حدود بیان کرتا ہے یہ دعوٰی مسموع نہ ہوگا اور اگر پہلی مرتبہ کے دعوے میں اس نے یہ کہا تھا کہ جن لوگوں کے مکان حدود میں واقع ہیں ان کے نام مجھے نہیں معلوم ہیں اس وجہ سے خارج ہوا تھا اور اب دعوٰی کے ساتھ ہم بتاتا ہے تو یہ دعوٰی مسموع ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... عقار میں مدعی کو یہ ذکر کرنا ہوگا کہ مدعا علیہ اس پر قابض ہے کیونکہ بغیر اس کے خصم نہیں ہو سکتا اور دوسروں کا متعلق ہو کر مدعا علیہ کا قبضہ ظاہر کرنا یہ کافی نہیں بلکہ گواہوں سے قبضہ مدعا علیہ ثابت کرنا ہوگا یا قاضی کو ذاتی طور پر اس کا علم ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اب مکان کے متعلق زید نے عمرو پر دعوٰی کر دیا اور عمرو نے اقرار کر لیا زید کے حوالہ فیصلہ ہو گیا حالانکہ وہ مکان نہ زید کا ہے نہ عمرو کا بلکہ تیسرے کا ہے اور اس کے قبضہ میں ہے یہ دونوں مل گئے ان میں ایک مدعی بن گیا ایک مدعا علیہ تا کہ ڈگری کرا کر اس میں بانٹ لیں۔ (ردالمحتار، البحر)

مسئلہ نمبر ۲۳..... عقار میں اگر غصب کا دعوٰی ہو کہ میرا مکان فلاں نے غصب کر لیا یا خریداری کا دعوٰی ہو کہ میں نے وہ مکان خریدا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ گواہی سے مدعا علیہ کا قابض ہونا ثابت کرے کہ فعل کا دعوٰی قابض اور غیر قابض دونوں پر ہوتا ہے فرض کیا جائے کہ وہ قابض نہیں ہے تو دعوٰی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... یہ دعوٰی کیا کہ فلاں شخص کے مکان میں میرے مکان کی نالی جاتی ہے یا اس کے مکان میں پرنالہ گرتا ہے یا آبچک (مکان کے اوپر ڈھے جیسا بنا کر نالی لگا دی جاتی ہے) ہے تو یہ بیان کرنا ہوگا کہ پرنالی پانی جانے کا راستہ ہے یا وہاں گرتا ہے یا استعمالی پانی بھی اور بارش یا آبچک کی چھت بھی تعین کرنی ہوگی کہ اس مکان کے کس حصہ میں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... یہ دعوٰی کیا کہ فلاں شخص نے میری زمین میں درخت نصب کئے ہیں تو زمین کو بتانا ہوگا کہ کس زمین میں درخت لگائے اور کیا درخت لگائے ہیں اور یہ دعوٰی کیا کہ میری زمین میں مکان بنا لیا ہے تو زمین کو بیان کرے اور مکان کا طول و عرض بیان کرے اور یہ کہ اینٹ کا بنا لیا ہے یا کچا۔ مکان ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... دوسرے کا مکان بیع کر دیا اور مشتری کو قبضہ بھی دے دیا اب مالک آیا اس نے بائع پر دعوٰی کیا اس کی چند صورتیں ہیں اگر مالک کا یہ مقصد ہے کہ مکان واپس لوں تو دعوٰی صحیح نہیں بائع کے پاس۔ مکان کب ہے جو اس سے لے گا اور اگر یہ مقصود ہے کہ اس سے تاوان لے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک "مظلوم ہے کہ عقار میں امام کے نزدیک غصب ہے طحاوی نہیں مگر چونکہ اس شخص نے بیع کر کے تسلیم بیع کی ہے اس میں صاحبین کا قول بھی ہے کہ ضمان واجب ہے اور اگر مالک یہ چاہتا ہے کہ بیع جائز کر کے بائع سے ثمن وصول کر لے یہ دعوٰی صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... ایک شخص نے جائیداد غیر منقولہ بیع کی اور بائع کا بیٹا یا بیوی یا بعض دیگر قریبی رشتہ دار وہاں حاضر تھے اور مشتری مبیع

پر قبضہ کر کے ایک زمانہ تک تصرف کرتا رہا پھر ان حاضرین میں کسی نے مشتری پر دعویٰ کیا کہ بائع مالک تھا میں مالک ہوں۔ یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا اور اس کا حکومت ملک بائع کا اقرار متصور ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو مدعا علیہ کے قبضہ میں ہے یہ میرے باپ کا ہے جو مر گیا اور اس کو ترکہ میں چھوڑا اور میرے باپ نے اس مکان کے علاوہ دوسری اشیاء جائداد وغیرہ بھی ترکہ میں چھوڑیں اور میں اور میری ایک بہن کل دو وارث چھوڑے ہم نے ترکہ کو باہم تقسیم کر لیا اور یہ مکان تنہا میرے حصے میں پڑا میری بہن نے اپنا کل حصہ ان اشیاء سے وصول کر لیا یہ مکان خاص میری ملک ہے یہ دعویٰ مسموع ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان مجھے اپنے باپ یا ماں سے میراث میں ملا ہے اور مورث کا نام ونسب نہیں بیان کیا یہ دعویٰ مسموع نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... یوں دعویٰ کیا کہ اس کے پاس جو فلاں چیز ہے وہ میری ہے۔ کیونکہ اس نے میرے لئے اقرار کیا ہے یا اس پر میرے ہزار روپے ہیں اس لئے اس نے ایسا اقرار کیا ہے یعنی اقرار کو دعویٰ کی بنا پر قرار دیتا ہے یہ دعویٰ مسموع نہیں ہاں اگر ملک کا دعویٰ کرتا اور اقرار کو ثبوت میں پیش کرتا تو دعویٰ مسموع ہوتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... مدعا علیہ نے اقرار مدعی کو دفع دعویٰ میں پیش کیا یعنی مدعی کو جھٹ پر دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ اس نے خود میرے لئے اقرار کیا ہے یہ مسموع ہے یعنی اس کی وجہ سے دعویٰ مدعی دفع ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... دین کا دعویٰ ہو تو وہ مکمل ہو یا موزوں فقہ ہو یا غیر فقہ اس کا وصف بیان کرنا ہوگا اور مثلی چیزوں میں جنس نوع صفت مقدار سب وجوب سب ہی کو بیان کرنا ہوگا۔ مثلاً یہ دعویٰ کیا کہ فلاں کے ذمہ میرے اتنے گیہوں ہیں اور سبب وجوب بیان نہیں کرتا کہ اس نے قرض لیا ہے یا اس سے میں نے سلم کیا ہے یا اس نے غصب کیا ہے ایسا دعویٰ مسموع نہیں اور سبب بیان کر دے گا تو مسموع ہوگا اور قرض کی صورت میں جہاں قرض لیا ہے وہاں دینا ہوگا اور غصب کیا ہے تو جہاں غصب کیا ہے وہاں اور سلم ہے تو جو جگہ تسلیم کی قرار پائی ہے وہاں۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۳۳..... سلم کا دعویٰ ہو تو شرائط صحت کا بیان کرنا ضروری ہے اگر یہ کہدیا کہ اتنے من گیہوں سلم گنج کی روسے واجب ہیں اس کو بعض مشائخ کافی بتاتے ہیں اسے شرائط صحت کے قائم مقام کہتے ہیں اور بیع کے دعویٰ میں بیع صحیح کہنا کافی ہے۔ شرائط صحت بیان کرنا ضروری نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... یہ دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا چاہئے ہمارے مابین جو حساب قضا اس کے سبب سے یہ صحیح نہیں کہ حساب سبب وجوب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... یہ دعویٰ ہے کہ میت کے ذمہ اتنا دین ہے اور یہ بیان کر دیا کہ وہ بغیر دین ادا کئے مر گیا اور اس نے اتنا ترکہ چھوڑا ہے جس سے میرا دین ادا ہو سکتا ہے اور ترکہ ان وارثوں کے قبضہ میں ہے یہ دعویٰ مسموع ہے مگر وارث کو دین ادا کرنے کا اس وقت حکم ہوگا جب اسے ترکہ ملا ہو اور اگر وارث ترکہ ملنے سے انکار کرتا ہو تو مدعی کو ثابت کرنا ہوگا اور یہ بھی بتانا ہوگا کہ ترکہ کی فلاں فلاں چیزیں اسے ملی ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... دائن نے دین کا دعویٰ کیا مدین کہتا ہے کہ میں نے اتنے روپے تمہارے پاس بھیج دیئے تھے یا فلاں شخص نے بغیر میرے کہنے کے دین ادا کر دیا مدین کی یہ بات مسموع نہ ہوئی اور دائن پر حلف دیا جائے گا اور اگر مدین قرض کا دعویٰ کرتا ہے کہتا ہے کہ فلاں شخص نے جو تمہیں اتنے روپے قرض دینے تھے وہ میرے روپے تھے یہ بات مسموع نہ ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... یہ دعویٰ کیا کہ مبیع کا ثمن اس کے ذمہ ہے اور مبیع پر قبضہ کر چکا ہے تو مبیع کیا چیز تھی صحت دعویٰ کے لئے اس کا

بیان کرنا ضروری نہیں اسی طرح۔ کان بچا تھا اس کے ثمن کا دعویٰ ہے تو اس دعویٰ میں اس کے حدوث کا بیان کرنا ضروری نہیں اور اگر مبیع پر مشتری کا قبضہ نہیں ہوا تو مبیع کا بیان کرنا ضروری ہے بلکہ ممکن ہو تو حاضر لایا ہوا گنا کر اس کی بیع ثابت کی جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... دعویٰ صحیح ہو گیا تو قاضی مدعا علیہ سے اس دعویٰ کے متعلق دریافت کرے کہ اس دعویٰ کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ اور دعویٰ اگر صحیح نہ ہو تو مدعا علیہ سے کچھ دریافت نہیں کرے گا کیونکہ اس پر جواب دینا واجب نہیں اب مدعا علیہ اقرار کرے گا یا انکار اگر اقرار کر لیا بات ختم ہو گئی مدعی کے موافق فیصلہ ہو گا اور مدعا علیہ کے انکار کی صورت میں مدعی کے ذمہ یہ ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کو گواہوں سے ثابت کرے اگر ثابت کر دیا مدعی کے موافق فیصلہ کیا جائے گا اور اگر گواہ پیش کرنے سے مدعی عاجز ہے اور مدعا علیہ پر حلف دینے کو کہتا ہے تو اس پر حلف دیا جائے گا بغیر طلب مدعی حلف نہیں دیا جائے گا کیونکہ حلف دینا مدعی کا حق ہے اس کا طلب کرنا ضروری ہے اگر مدعا علیہ نے قسم کھائی مدعی کا دعویٰ خارج اور قسم سے انکار کرنا بمنزلہ مدعی کا دعویٰ دلایا جائے گا۔ (ہدایہ و بحر الرائق وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۹..... مدعا علیہ یہ کہتا ہے کہ نہ میں اقرار کرتا ہوں نہ انکار تو قاضی حلف نہیں دے گا بلکہ دونوں باتوں میں سے ایک پر مجبور کرے گا۔ اسے قید کر دے گا یہاں تک کہ اقرار کرے یا انکار۔ یونہی اگر مدعا علیہ خاموش ہے کچھ بولتا ہی نہیں اور کسی مرض کی وجہ سے بولنے سے عاجز بھی نہیں تو اسے مجبور کیا جائے گا مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سکوت عند الانکار ہے اور اس باب میں انہیں کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۰..... مدعا علیہ نے مدعی سے کہا اگر تم قسم کھا جاؤ تو میں مال کا ضامن ہوں۔ مدعی نے قسم کھائی مدعا علیہ مال کا ضامن نہ ہو گا یہ تعہیر شرع ہے۔ شرع میں مدعی پر حلف نہیں ہے۔ یونہی زید نے عمرو پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا عمرو نے کہا اگر تم قسم کھا جاؤ کہ میرے ذمہ تمہارے ہزار روپے ہیں تو ہزار روپے پورے دوں گا زید نے قسم کھائی اور عمرو نے اس وجہ سے قسم کھانے پر دینے کو کہا تقاضے دینے۔ یہ دینا باطل ہے جو کچھ دیا ہے اس سے واپس لے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱..... مدعی نے مدعا علیہ سے قسم کھانے کو کہا اس نے قاضی کے سامنے بغیر حکم قاضی قسم کھائی یہ قسم معتبر نہیں کہ اگرچہ قسم کا مطالبہ مدعی کا کام ہے مگر حلف دینا قاضی کا کام ہے جب تک قاضی اس پر حلف نہ دے اس کا قسم کھانا بے سود ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۲..... شوہر نائب ہے عورت نے قاضی کے یہاں درخواست کی کہ میرے لئے نفقہ مقرر کر دیا جائے۔ قاضی عورت پر حلف دے گا کہ قسم کھا کہ تیرا شوہر جب گیا تجھے نفقہ نہیں دے گیا یہ حلف بغیر طلب مدعی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۳..... میت پر دین کا دعویٰ کیا اور ثبوت کے گواہ بھی رکھتا ہے مگر باوجود گواہ و قاضی خود بغیر وارث یا وصی کی طلب کے اس پر یمین دے گا کہ تو نے میت سے دین وصول پایا یا کسی دوسرے نے اس کی طرف سے تجھے دین ادا کیا یا کسی دوسرے نے تیرے حکم سے دین پر قبضہ کیا یا تو نے کل دین یا اس کا کوئی جز معاف کیا یا کل دین یا جز کا کسی پر حوالہ تو نے قبول کیا یا دین کے بدلہ میں کوئی چیز تیرے پاس رہن ہے یہاں بھی بغیر طلب خود قاضی یہ حلف دے گا بغیر حلف لئے قاضی نے دین ادا کرنے کا حکم دے دیا یہ حکم نافذ نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار و عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۴..... گواہ سے ثبوت ہونے کے بعد قسم نہیں دی جاتی مگر ان مسائل ذیل میں (1) میت پر دین کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا تو کہ میں حق کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی حلف دے گا کہ قسم کھا کر مدعی یہ کہے کہ میں نے اپنا دین یا حق وصول نہیں پایا بغیر دعویٰ حلف دیا جائے گا جس طرح حقوق اللہ میں حلف دیا جاتا ہے۔ (2) کسی نے مبیع میں یہ ثابت کیا کہ یہ چیز میری ہے اور گواہوں سے اپنی ملک ثابت کر دی مشتری مستحق پر یہ حلف دے گا کہ تو نے یہ چیز مبیع کی نہ ہبہ کی نہ صدقہ کی نہ چیز تیری ملک سے خارج ہوئی۔ (3) کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ غلام ہے بھاگ گیا ہے اور گواہوں سے ثابت کیا اس کو قسم کھا کر کہتا ہو گا کہ وہ اب تک اسی کی ملک میں ہے نہ اسے

بجا ہے نہ سب کیا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۵..... مدعی نے دعوٰی کو گواہوں سے ثابت کر دیا مدعا علیہ قاضی سے یہ کہتا ہے کہ مدعی پر یہ قسم دی جائے کہ وہ اپنے دعوٰی میں سچا ہے یا اس کے گواہ قسم دی جائے کہ وہ سچے ہیں یا شہادت میں حق پر ہیں۔ قاضی اس کی بات تسلیم نہ کرے بلکہ اگر گواہوں کو علم ہو کہ قاضی ان پر حلف دے گا اور منصوب پر عمل کرے گا تو گواہی سے باز رہ سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں گواہی دینا ان پر لازم نہیں۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۴۶..... مغصوب منہ (جس کی چیز کسی نے غصب کی) کہتا ہے میرے کپڑے کی قیمت سو روپے ہے اور غاصب یہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں کیا قیمت ہے مگر سو روپے نہیں غاصب کو قیمت بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا اگر وہ نہ بیان کرے تو اس کو یہ قسم کھانی ہوگی کہ سو روپے اس کی قیمت نہیں ہے اس کے بعد پھر مغصوب منہ کو حلف دیا جائے گا کہ وہ قسم کھائے سو روپے قیمت ہے اگر یہ بھی قسم کھا جائے تو سو روپے دلوا دیے جائیں گے اس کے بعد اگر وہ کپڑا مل گیا تو غاصب کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لیا نہ لے لیا کپڑا مغصوب منہ کو دے کر اپنے سو روپے واپس لے لے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۷..... مدعی یہ کہتا ہے میرے گواہ شہر میں موجود ہیں کچہری میں حاضر نہیں ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ مدعا علیہ پر حلف دے دیا جائے قاضی حلف نہیں دے گا بلکہ کہے گا تم اپنے گواہ پیش کرو۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۴۸..... مدعی کہتا ہے میرے گواہ شہر سے غائب ہو گئے ہیں یا بیمار ہیں کہ کچہری تک نہیں آ سکتے تو مدعا علیہ پر حلف دیا جائے گا مگر قاضی اپنا آدمی بھیج کر تحقیق کرے کہ واقعی وہ نہیں ہیں یا بیمار ہیں بغیر اس کے حلف نہ دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۹..... ملک مطلق کا دعوٰی کیا یعنی مدعی نے اپنی ملک کا کوئی سبب نہیں بیان کیا اور اپنی ملک پر گواہ پیش کرتا ہے ذی الید یعنی مدعا علیہ بھی اپنی ملک کے گواہ پیش کرتا ہے کیونکہ یہ بھی اپنی ملک کا مدعی ہے اس صورت میں ذی الید (قابض) کے گواہ نارج (جس کے قبضہ میں وہ چیز نہیں ہے) اس کے گواہ زیادہ وزنی ہیں یعنی نارج کے گواہ مقبول ہیں یا اس صورت میں ہے کہ دونوں نے ملک کی کوئی تاریخ نہیں بیان کی یا دونوں کی ایک تاریخ ہے یا نارج کی تاریخ پہلے کی ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۵۰..... مدعا علیہ نے انکار کیا اس پر حلف دیا گیا حلف سے بھی انکار کر دیا خواہ یوں کہا اس نے کہہ دیا میں حلف نہیں اٹھاؤں گا یا سکوت کیا اور معلوم ہے کہ یہ سکوت کسی آفت کی وجہ سے نہیں مثلاً بہرا نہیں ہے کہ سنا ہی نہیں اور انکار یا سکوت کے بعد اس سے بھی قاضی فیصلہ کر دے گا بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں تین مرتبہ اس پر حلف پیش کیا جائے بلکہ قاضی کو چاہیے کہ اس سے پہلے ہی کہہ دے میں تجھ پر تین مرتبہ قسم پیش کروں گا اگر تو نے قسم کھائی تو تیرے موافق فیصلہ کروں گا ورنہ تیرے خلاف فیصلہ کر دوں گا۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... حلف سے انکار پر فیصلہ کر دیا۔ اب کہتا ہے میں قسم کھاؤں گا اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا فیصلہ جو ہو چکا ہو چکا مگر جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے وہ اگر ایسی بات کی شہادت پیش کرنا چاہتا ہو جس سے فیصلہ باطل ہو جائے تو گواہ لے سکتا ہے۔ (اگر دختار)

مسئلہ نمبر ۵۲..... قاضی نے دو مرتبہ قسم پیش کی اس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دی جائے تین دن بعد آ کر کہتا ہے میں قسم نہیں کھاؤں گا اس کے خلاف فیصلہ نہ کیا جائے جب تک پھر قاضی اس پر قسم پیش نہ کرے اور وہ انکار نہ کرے اس وقت بھی تین مرتبہ قسم پیش کرنا اور انکار کرنا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۳..... مدعا علیہ کا جواب نہ دینا اس وجہ سے ہے کہ وہ گونگا ہے قاضی حکم دے گا کہ اشارہ سے جواب دے اگر اقرار کا اشارہ کیا اقرار صحیح ہے انکار کا اشارہ کیا اس پر قسم دی جائے گی قسم کھا لینے کا اشارہ کیا قسم ہوئی قسم سے انکار کا اشارہ کیا کھول ہوگا اور اس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۴..... ایک صورت فیصلہ کی یہ بھی ہے کہ دعویٰ قطعی قرائن سے ثابت ہو جس میں شک کی گنجائش نہ ہو مثلاً ایک غائبی۔ مکان سے ایک شخص خون آلود چھری لئے ہوئے نکلا جس پر خوف کے آثار ظاہر ہیں لوگ اس مکان میں فوراً گھسے اور ایک شخص کو پایا جو فوراً ذبح کیا گیا ہے اس کی شہادت پر وہ قاتل قرار پائے گا اگرچہ انہوں نے قتل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... مدعا علیہ کو شبہ پیدا ہو گیا کہ شاید مدعی جو کہتا ہے وہ ٹھیک ہو اس صورت میں مدعی سے مصالحت کرے اور قسم نہ کھائے اور اگر مدعی راضی نہیں ہوتا وہ کہتا ہے میں حلف ہی دونگا مگر غالب گمان یہ ہے کہ میں برحق ہوں تو حلف کرے اور نہ انکار کر دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۶..... ایک شخص پر مال کا دعویٰ ہوا، اس نے انکار کیا نہ اقرار اور کہتا ہے مجھے مدعی نے اس دعوے سے اور حلف سے بری کر دیا ہے اور مدعی کہتا ہے میں نے اسے بری نہیں کیا ہے دیکھا جائے گا اگر مدعی نے گواہوں سے دعویٰ ثابت کر دیا تو بری نہ کرنے پر اسے قسم دی جائے گی ورنہ مدعا علیہ پر قسم دیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۷..... بعض دعوے ایسے ہیں ان میں منکر پر قسم نہیں ہے (1) نکاح میں مدعی مرد ہو یا عورت۔ (2) رجعت میں مرد نے اس سے انکار کیا یا عورت نے منکر عورت اس صورت میں منکر اس وقت ہو سکتی ہے جب عدت گزر چکی ہو۔ (3) ایلا میں نے مدت ایلا گزرنے کے بعد کوئی بھی اس سے منکر ہو عورت ہو یا مرد۔ (4) استیلاد یعنی ام ولد ہونے کا دعویٰ اس کی صورت یہ ہے کہ باندی ام ولد ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور مولیٰ منکر ہے۔ (5) رقیت یعنی وہ کہتا ہے میں فلاں کا غلام ہوں اور مولیٰ منکر ہے یا اس کا عکس (6) نسب ایک نسب کا مدعی ہے دوسرا منکر (7) ولاء (8) حد (9) امان (بدائع وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵۸..... عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا مرد منکر ہے قسم اس صورت میں نہیں ہے جیسا کہ مذکور ہوا لہٰذا قاضی فیصلہ بھی نہیں کر سکتا عورت قاضی سے کہتی ہے میں نکاح نہیں کر سکتی کہ میرا شوہر یہ موجود ہے اور یہ خود نکاح سے انکار کرتا ہے اب میں مجبور ہوں کیا کروں اسے یہ حکم دیا جائے کہ مجھے طلاق دے دے کہتا ہے اگر میں طلاق دیتا ہوں تو نکاح کالعدم ہو جاتا ہے قاضی حکم دے گا کہ تو یہ کہہ دے کہ اگر یہ میری عورت ہے تو اسے طلاق اور اگر مردہ کی نکاح سے عورت منکر ہے شوہر کہتا ہے میں اس کی بہن یا اس کے علاوہ چوتھی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں قاضی اس کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ۔ جب یہ شخص خود مدعی نکاح ہے تو اس کی بہن یا چوتھی عورت سے کیونکر نکاح کر سکتا ہے بلکہ قاضی یہ کہے گا اگر تو نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسے طلاق دے دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۹..... یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ نکاح وغیرہ فلاں فلاں چیزوں میں منکر پر حلف نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب محض انہیں چیزوں کا دعویٰ ہو اور اگر اس سے مقصود مال ہو تو منکر پر حلف ہے مثلاً عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ اتنے مہر پر میرا نکاح اس سے ہوا اور اس نے قبل دخول طلاق دے دی لہٰذا نصف مہر مجھے دلایا جائے۔ مرد کہتا ہے میرا نکاح ہی اس سے نہیں ہوا یا عورت دعویٰ کرتی ہے کہ اس سے میرا نکاح ہوا اس سے نفقہ مجھے دلایا جائے مرد کہتا ہے نکاح ہوا ہی نہیں لہٰذا یہ نکاح کے مقدموں میں منکر پر حلف ہے یہاں مقصود مال کا دعویٰ ہے اگرچہ بظاہر نکاح کا دعویٰ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۰..... چور چوری سے انکار کرتا ہے اس پر حلف دیا جائے گا اگر حلف سے انکار کرے گا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ مال لازم ہو جائے گا اور اقرار کر لے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ چوری کے سوا اور کسی حد کے معاملہ میں حلف نہیں ہے اور اگر ایک نے دوسرے کا کفر سناتو اس زندیق وغیرہ کے الفاظ کہے یا اس کے تھپڑ مارا یا اسی قسم کی کوئی دوسری حرکت کی جس سے تعزیر واجب ہوتی ہے اور مدعی حلف دلانا چاہتا ہے تو حلف دیا جائے گا۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہا)

مسئلہ نمبر ۶۱..... حلف میں نیابت نہیں ہو سکتی کہ ایک شخص کی جگہ دوسرا شخص قسم کھا جائے، اختلاف نیابت ہو سکتی ہے یعنی دوسرا شخص

مدعی کے قائم مقام ہو کر حلف طلب کر سکتا ہے مثلاً وکیل مدعی اور وصی اور ولی اور متولی اگر یہ مدعی ہوں حلف کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور مدعا علیہ ہوں تو ان پر حلف عائد نہیں ہوتا ہاں اگر ان پر دعوائے ایسے حق کے متعلق ہو جو خود ان کا کیا ہوا یا انہوں نے اصیل کو کوئی اقرار کیا ہوا اور اب انکار کرتے ہیں تو حلف ہوگا مثلاً ایک شخص وکیل بالبیع ہے یہ موکل پر اقرار کرے صحیح ہے اور قسم سے انکار کرے یہ بھی صحیح ہے یعنی اسے مکول قرار دیا جائے گا اور فیصلہ کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۲..... کسی شخص پر حلف دیا جائے اس کی دو صورتیں ہیں حلف خود اسی کے فعل کے متعلق ہے یا دوسرے کے فعل کے متعلق اور اگر اسی کے فعل کے متعلق اگر اسی کے فعل پر قسم دی جائے تو بالکل یقینی طور پر اس سے یہ کہلوایا جائے خدا کی قسم میں نے اس کام کو نہیں کیا ہے اور دوسرے کے فعل کے متعلق ہو تو علم پر قسم کھلائی جائے یعنی واللہ میرے علم میں یہ نہیں کہ اس نے ایسا کیا ہے ہاں اگر دوسرے کا فعل ایسا ہو جس کا تعلق خود اسی سے ہے تو اب علم پر قسم نہیں ہوگی بلکہ قطعی طور پر انکار کرنا ہوگا مثلاً زید نے دعویٰ کیا کہ جو غلام میں نے خریدا ہے اس نے چوری کی ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ بائع کے یہاں بھی اس نے چوری کی تھی لہٰذا اس عیب کی وجہ سے بائع پر واپس کیا جائے۔ اور بائع منکر ہے تو زید بائع پر حلف دیتا ہے تو بائع کو یوں قسم کھانی ہوگی کہ واللہ اس نے میرے یہاں چوری نہیں کی ہے اس صورت میں اگر چوری کرنا غلام کا فعل ہے مگر چونکہ اس کا تعلق بائع سے ہے لہٰذا فعل کی قسم کھانی ہوگی یوں نہیں کہ میرے علم میں اس نے چوری نہیں کی ہے اور اگر دوسرے کے فعل سے اس کا تعلق نہ ہو تو فعل کی قسم نہیں کھلائی جائے گی بلکہ یہ قسم کھائے گا کہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے مثلاً ایک چیز کے متعلق زید کہتا ہے میں نے خریدی ہے اور عمرو بھی کہتا ہے میں نے خریدی ہے۔ زید یہ دعویٰ کرتا ہے کہ چیز میں نے عمرو سے پہلے خریدی ہے اور گواہ موجود نہیں تو عمرو پر قسم دی جائے گی خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ زید نے یہ چیز مجھ سے پہلے خریدی ہے۔ زید نے وارث پر ایک چیز کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے وارث انکار کرتا ہے تو علم پر قسم کھائے گا اور اگر وارث نے دوسرے پر دعویٰ کیا مگر اس کے پاس کوئی گواہ موجود نہیں ہیں تو عمرو پر قسم دی جائے گی خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ زید نے یہ چیز مجھ سے پہلے خریدی ہے۔ زید نے وارث پر ایک چیز کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے وارث انکار کرتا ہے تو علم پر قسم کھائے گا اور اگر وارث دوسرے پر دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے پاس کوئی گواہ نہیں اس مشتری یا موہوب لہ پر یمین ہے کہ منکر ہے اور یہ قطعی طور پر مدعی کی ملک سے انکار کرے گا کیونکہ جب یہ شے چنا بیچا اس کو سپرد کیا گیا تو یقیناً مالک ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۳..... مدعا علیہ پر حلف آیا اس نے مدعی کو کچھ دے دیا کہ یہ چیز حلف کے بدلے میں لے لو اور مجھ پر حلف نہ دو یا کسی چیز پر دونوں نے صلح کر لی یہ صحیح ہے یعنی قسم کے معاوضہ میں جو چیز بھی دی گئی یا کوئی چیز دے کر مصالحت ہوئی جائز ہے یا مکلہ بعد اب مدعی اس پر حلف نہیں رکھ سکتا اور مدعی نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے تجھ سے حلف اٹھا کر دیا ہے یا تو حلف سے بری ہے یا میں نے تجھے حلف سے بری کر دیا یہ صحیح نہیں پھر اس کے بعد بھی حلف دے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۴..... مدعا علیہ نے پہلے مدعی کے دعوائے سے انکار کیا اس کے بعد حلف آیا تو حلف سے بھی انکار کیا اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مدعا علیہ انکار پر دعویٰ میں جھوٹا ہے کیونکہ چاہا تھا تو حلف کیوں نہیں اٹھایا بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ آدمی کبھی کئی قسم سے بھی گریز کرتا ہے یہاں تک نقصان ہو گیا۔ یہ گو اور مگر قسم کھلا جھوٹ نہیں اگر چہ بچی ہوئی فقہاء امام اعظم رضی اللہ عنہ مکول کو بدل قرار دیتے ہیں کہ مال دے کر جھگڑا کاٹا یعنی تم تو ہمارا مگر ہم نے چھوڑا اور دین کا دعویٰ ہو تو مدعی کو لینا جائز اس وجہ سے کہ مدعی اسے اپنا حق سمجھ کر لیتا ہے نہ یہ کہ حق مدعا علیہ جان کر لیتا ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) یا اس صورت میں ہے کہ مدعی و مدعا علیہ دونوں اپنے اپنے خیال میں سچے ہوں ناجائز طور پر مال لینا نہ چاہتے ہوں ورنہ جو خود اپنا حق سمجھ رہا ہو اس کے گنہگار ہونے میں کیا شبہ۔

حلف کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... قسم اللہ ﷻ کی کھائی جائے غیر خدا کی قسم نہ کھائی جائے نہ کھلائی جائے اگر قسم میں تغلیظ (سختی کرنا) چاہیں تو صفات کا اضافہ کریں مثلاً واللہ العظیم۔ قسم ہے خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو عالم الغیب والشہادۃ رحمٰن رحیم ہے اس شخص کا میرے ذمہ نہ یہ مال ہے جس کا یہ دعویٰ کرتا ہے نہ اس کا کوئی جز ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... تغلیظ میں اسی سے کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے۔ الفاظ مذکورہ پر الفاظ بڑھا دے یا کم کر دے قاضی کو اختیار ہے مگر یہ ضروری ہے کہ صفات کا ذکر بغیر حرف عطف ہو یعنی نہ کہے واللہ الرحمٰن والرحیم کہ اس صورت میں عطف کے ساتھ جتنے اسماء ذکر کئے جائیں گے اتنی قسمیں ہو جائیں گی اور یہ خلاف شرع ہے۔ کیونکہ شرط اس پر ایک یمین کا مطالبہ ہے بعض فقہا یہ کہتے ہیں جو شخص اصلاح وتقویٰ کے ساتھ معروف ہو اس پر تغلیظ نہ کی جائے دوسروں پر کی جائے بعض یہ بھی کہتے ہیں مال حقیر میں تغلیظ نہ کی جائے اور مال کثیر میں تغلیظ کی جائے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... طلاق وعتاق کی یمین نہ ہونی چاہیے بعض مدعا علیہ سے مثلاً یہ نہ کہلوایا جائے کہ اگر مدعی کا یہ حق میرے ذمہ ہو تو میری عورت کو طلاق یا میرا تمام آزاد۔ بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگر مدعا علیہ یہ کہے کہ اللہ ﷻ کی قسم کھانے میں پر واہ نہیں کرتا اور طلاق وعتاق کی قسم میں تو ڈرتا اور ڈرتا ہے کہ بیوی یا غلام کٹ جائے ہاتھ سے نہ چلے جائیں ایسے لوگوں کو طلاق وعتاق کا حلف دیا جائے مگر اس قول پر اگر ضرورت قاضی نے عمل کیا اور مجرم پر مدعی کا کامل دعویٰ ثابت نہ ہوگا۔ (جدالممتار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... حلف میں تغلیظ زبان یا مکان کے اعتبار سے نہ کی جائے۔ مثلاً عصر یا جمعہ کے دن کو مخصوص کرنا یا اس سے کہنا کہ مسجد میں چل کر قسم کھا یا منبر پر قسم کھا یا فلاں بزرگ کے مزار کے سامنے چل کر قسم کھا۔ (جدالممتار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ نمبر ۵..... اس زمانہ میں تغلیظ یا حلف کی ایک صورت میں بہت زیادہ مشہور ہے کہ قرآن مجید ہاتھ میں دے کر کچھ الفاظ کہلواتے ہیں مثلاً اسی قرآن کی مار پڑے ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہو خدا کا دیدار نصیب نہ ہو شفاعت نصیب نہ ہو یہ سب باتیں خلاف شرع ہیں۔ مصحف شریف ہاتھ میں اٹھانا حلف شرع نہیں نادانوں کا حلف اٹھانے کا محاورہ لوگوں نے یہیں سے لیا ہے۔ مدعا علیہ اگر اس قسم سے انکار کرے تو دعویٰ اس پر لازم نہیں کیا جائے گا بلکہ انکار ہی کرا چاہئے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ میں مسجد میں رکھ دیتا ہوں یا فلاں بزرگ کے مزار پر رکھ دیتا ہوں تمہارا جیتا چل کر اٹھا لو اگر حقیقت میں مدعی کا نہیں ہے اور اٹھا لیا تو مدعا علیہ سے واپس لے سکتا ہے کہ استحقاق کا یہ شرعی طریقہ نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۶..... یہودی کو یوں قسم دی جائے قسم ہے خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی اور صرانی کو یوں کہ قسم ہے خدا کی جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی اور دہریہ کفار سے یہ کہلوایا جائے خدا کی قسم۔ ان لوگوں سے حلف لینے میں ایسی چیزیں ذکر نہ کرے جن کی یہ لوگ تعظیم کرتے ہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... ان کفار سے حلف لینے میں ایسا ہرگز نہ کیا جائے کہ ان کے عبادت خانوں میں جا کر قسم دی جائے کہ مسلمان کو ایسی لعنت کی جگہ جانا منع ہے۔

مسئلہ نمبر ۸..... معاذ اللہ ہندوکو ان کی معبودان باطل کی قسم دینا جیسا کہ بعض جاہلوں میں دیکھا جاتا ہے اس کا حکم سخت ہے توبہ کرنی چاہئے اسی طرح ان سے کہنا کہ گنگا جل ہاتھ میں لے کر یہ کہو ان کے علاوہ اور بھی ناجائز وباطل صورتیں ہیں جن سے احتراز لازم۔

مسئلہ نمبر ۹..... جس چیز پر حلف دیا جائے وہ کیا ہے۔ بعض صورتوں میں سب پر قسم کھلاتے ہیں بعض میں نہیں اگر سب ایسا ہو جو مرتفع ہو جاتا ہے تو حاصل پر قسم کھلائی جائے اور اگر مرتفع نہ ہو تو سب پر قسم کھائے اس کی چند صورتیں ہیں۔ مدعی نے دین کا دعویٰ کیا ہے یا عین میں ملک کا

دعوٰی ہے یا عین میں کسی کا حق دعوٰی ہے پھر ہر ایک میں مطلق کا دعوٰی ہے۔ یا کسی سبب کا بیان ہے اگر دین کا دعوٰی ہو اور سبب نہ ہو تو حاصل پر حلف دیں گے یعنی تمہارا میرے ذمہ کچھ نہیں ہے عین حاضر میں ملک مطلق یا حق مطلق کا دعوٰی ہو تو حاصل پر حلف دیں گے مثلاً قسم کھائے گا کہ نہ یہ چیز فلاں کی ہے اس کا کوئی حق ہے اور دعوٰی کی بنا پر سبب ہو مثلاً کہتا ہے میرا اس پر دین ہے اس سبب سے کہ میں نے قرض دیا ہے یا اس نے مجھ سے کوئی چیز خریدی ہے اس کے دام پہنچاتی ہیں یا یہ چیز میری ملک ہے اس لئے کہ میں نے خریدی ہے یا مجھے فلاں نے ہبہ کی ہے یا اس شخص نے غصب کرلی ہے یا اس کے پاس امانتاً یا عاریت ہے ان سب صورتوں میں حاصل پر حلف دیں گے مثلاً بیع کا مدعی ہے اور وہ منکر ہے تو قسم یوں کھائی جائے گی کہ میرے اور اس کے درمیان بیع قائم نہیں یوں قسم نہ کھائی جائے کہ میں نے بیع نہیں کی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے بیع کرا کر اقالہ کر دیا ہو تو بیع نہ کرنے پر قسم دینا مدعا علیہ کے لئے بھی مضر ہوگا غصب میں یوں قسم کھائے گا اس چیز کی روگرد نے کا مجھ پر حق نہیں یہ نہیں کہ میں نے غصب نہیں کی کیونکہ کبھی چیز غصب کر لیتے ہیں پھر بیع یا ہبہ کے ذریعہ مالک ہو جاتے ہیں۔ طلاق کے دعوے میں یہ قسم کھلائی جائے وہ میرے نکاح سے اس وقت باہر نہیں ہے کیونکہ کبھی بائن طلاق دے کر پھر تجدید نکاح ہو جاتی ہے لہٰذا ان سب صورتوں میں حاصل پر قسم دی جائے کیونکہ سبب پر قسم دینے میں مدعا علیہ کا نقصان ہے ہاں اگر حاصل پر قسم دینے میں مدعی کافر ہو تو ایسی صورتوں میں سبب پر حلف دیا جائے مثلاً عورت کو تین طلاقیں دی ہیں وہ نفقہ عدت کا دعوٰی کرتی ہے اور شوہر شافعی ہے جس کا مذہب یہ ہے کہ ایسی عورت کا نفقہ واجب نہیں ہے اگر حاصل پر قسم دی جائے تو بیشک وہ قسم کھالے گا کہ مجھ پر نفقہ عدت واجب نہیں ہے کیونکہ اس کا اعتقاد وہ مذہب یہی ہے یا جوار کی وجہ سے شفعہ کا دعوٰی کیا اور مشتری شافعی المذہب ہے اس کا مذہب یہ ہے کہ جوار کی وجہ سے شفعہ کا حق نہیں ہے حاصل پر اگر حلف دیں گے تو وہ قسم کھالے گا کہ اس کو حق شفعہ نہیں ہے اور اس میں مدعی کا نقصان ہے لہٰذا اس کو یہ قسم دیں گے نہ اکیلی قسم جائیداد متنازعہ کو اس نے خریدا نہیں۔ (جوہرہ و غیرہا)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مدعا علیہ خریدنے کا اقرار کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ وہ مکان مدعی کے پڑوس میں ہے مگر جب اسے خریداری کی اطلاع ہوئی اس نے طلب شفعہ نہیں کیا لہٰذا حق شفعہ ساقط ہے شفیع کہتا ہے کہ میں نے طلب کیا اس صورت میں شفیع کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... عورت نے رجعی طلاق کا دعوٰی کیا اس بات پر قسم کھلائی جائے گی کہ اس وقت مطلقہ نہیں ہے اور بائن یا تین طلاق کا دعوٰی ہو تو یہ قسم کھائے گی کہ وہ بائن ایک طلاق یا تین طلاق سے بائن نہیں ہے۔ یونہی اگر عورت نے طلاق کا دعوٰی نہیں کیا مگر ایک شخص عادل یا چند اشخاص فساق نے قاضی کے پاس طلاق کی شہادت دی اور شوہر منکر ہے یہاں قاضی شوہر کو قسم دے گا احتیاط کا مقتضی یہی ہے کہ شوہر کو قسم دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... عورت نے دعوٰی کیا کہ میں نے شوہر سے طلاق دینے کی درخواست کی تھی شوہر نے کہا تمہارا امر تمہارے ہاتھ میں ہے یعنی اس نے تخویض طلاق کی میں نے مقتضائے تفویض طلاق دے لی اور میں شوہر پر حرام ہو گئی۔ شوہر کہتا ہے میں نے اختیار طلاق دیا ہی نہیں اس صورت میں حاصل پر قسم نہیں کھلائی جائے گی بلکہ سب پر قسم کھانے یوں کہے وہ شہ میں نے سوال طلاق کے بعد اس کا امر اس کے ہاتھ نہیں دیا اور نہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ اس نے مجلس تفویض کی رو سے اپنے نفس کو اختیار کیا اور اگر شوہر تفویض طلاق کا اقرار کرتا ہے۔ اور اس سے انکار کرتا ہے کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو شوہر یوں قسم کھائے گا کہ "واللہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اس نے مجلس تفویض میں اپنے نفس کو اختیار کیا" اور اگر شوہر تفویض سے انکار کرتا ہے اور یہ اقرار کرتا ہے کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو شوہر یوں قسم کھائے گا "واللہ عورت کے اختیار کرنے سے پہلے میں نے اس مجلس میں اسے تفویض طلاق نہیں کی" (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... دعوٰی کیا کہ فلاں شخص کے پاس ودیعت رکھی ہے مدعا علیہ کہتا ہے تو نے تجھ نہیں رکھی ہے بلکہ تو اور فلاں شخص

دونوں نے ودیعت رکھی ہے چاہتا ہے کہ کل چیز تجھے دے دوں یہ نہیں کروں گا مدعا علیہ پر قسم دی جائے کہ واللہ اس پوری چیز کا فلاں پر واپس کرنا مجھ پر واجب نہیں قسم کھالے گا دعویٰ خارج ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک جائداد یا مزارعت میں نزاع ہے منکر یوں قسم کھائے واللہ میرے اور فلاں کے مابین اس مکان کے متعلق اجارہ قائم نہیں یا اس کھیت کے متعلق مزارعت قائم نہیں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مدعی نے اجرت کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ منکر ہے یوں قسم کھائے "واللہ اس شخص کی میرے ذمہ وہ اجرت نہیں ہے جس کا وہ مدعی ہے۔" (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرا کپڑا پھاڑ دیا اور قاضی کے پاس پیش کرتا ہے یہ چاہتا ہے کہ مدعا علیہ پر حلف دے دیا جائے قاضی یہ قسم نہ دے کہ میں نے پھاڑا نہیں کیونکہ کبھی پھاڑنا ایسا ہوتا ہے جس کا علم یہ ہے کہ پھٹنے سے جو اس کپڑے میں کمی ہوگئی ہے وہی لے سکتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ پھٹا ہوا کپڑا پھاڑنے والے کو دے کر اس سے کپڑے کی قیمت کا تاوان لے مثلاً تھوڑا سا پھاڑا ہو اس صورت میں اٹھے کپڑے اور پھٹے ہوئے کی قیمت "علم کریں جو فرق ہو وہ پھاڑنے والے سے وصول کیا جائے اور یوں قسم کھائے "واللہ مجھ پر اتنے روپے واجب نہیں" اور اگر زید وہ پھٹا ہے تو مدعی کو اختیار ہے کپڑا لے لے اور نقصان کا تاوان لے لیا کپڑا دے دے اور اس کی قیمت کا تاوان لے اس صورت میں قسم کھائے کہ "میں نے اس طرح نہیں پھاڑا جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے"۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... ایک شخص کے پاس ایک چیز ہے دو شخصوں نے اس پر دعویٰ کیا ہر ایک کہتا ہے میری ہے اس نے غصب کرلی ہے یا میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے اس مدعا علیہ نے ایک کے لئے اقرار کرلیا کہ اس کی ہے اور دوسرے کے لئے انکار کر دیا حکم ہوگا کہ چیز مقرلہ کو دے دے اب دوسرا شخص مدعا علیہ سے حلف لینا چاہتا ہو نہیں لے سکتا کیونکہ اس کے قبضہ میں چیز ہی نہیں رہی وہ مدعا علیہ نہیں رہا۔ اس کو اگر خصومت کرنی ہو مقرلہ سے کرے کہ وہی قابض ہے اگر یہ شخص یہ کہے کہ اس نے دوسرے کے لئے اس فرض سے اقرار کیا دونوں کو تسلیم کر دی جائے گی اب ان میں سے اگر کوئی یہ چاہے کہ ضمانی کے متعلق مدعا علیہ پر حلف دیا جائے یہ بات مقبول ہے اور اگر دونوں کے مقابل میں اس نے انکار کیا تو دونوں کے مقابل میں حلف دیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ایک شخص نے اپنے باپ سے کہا کہ کی ایک زمین ہبہ کر دی اور موہوب لہ کو قبضہ دے دیا اس کے بعد اس میت کی زوجہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ زمین میری ہے کیونکہ اس زمین کے ہبہ کرنے کے بعد مرد کو تقسیم ہوا اور یہ زمین میرے حصہ میں آئی موہوب لہ یہ کہتا ہے کہ تقسیم کے بعد زمین کا ہبہ ہوا ہے اور یہ زمین واہب کے حصہ میں پڑی تھی اور موہوب لہ اپنی بات کو گواہی سے ثابت نہ کر سکا اور عورت نے اپنی بات کی قسم کھائی موہوب لہ دوسرا حلف نہیں دے سکتا حکم یہ ہوگا کہ زمین واپس کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... اگر سب ایسا ہے جو مرجع نہیں ہوتا تو سب پر حلف دیں گے۔ مثلاً غلام مسلم نے مولیٰ پر عتق کا دعویٰ کیا اور مولیٰ منکر ہے اس سے قسم دیں گے۔ کہ "خدا کی قسم میں آزاد نہیں کیا ہے"۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... مدعا علیہ پر حلف دیا گیا وہ کہتا ہے اس معاملہ میں ایک مرتبہ مجھ سے قسم طلب کیا گیا ہے اگر وہ پیش کیا جائے گا کسی حاکم کے سامنے ہوا ہے اور گواہوں سے مدعا علیہ نے یہ ثابت کر دیا تو قبول کر لیا جائے گا اور نہ مدعی جو اس حلف سے منکر ہے اس کو قسم کھانی ہوگی اور اگر مدعا علیہ یہ کہتا ہے کہ مدعی نے مجھے اس دعوے سے بری کر دیا ہے اور مدعی منکر ہے اور مدعا علیہ اپنی بات پر گواہ پیش نہیں کر سکا بلکہ مدعی کو حلف دینا چاہتا ہے تو اس پر حلف نہیں دیا جائے گا کیونکہ دعوے کا جواب اقرار یا انکار ہے اور یہ جو اس نے کہا یہ جواب نہیں اور اگر مدعا علیہ کہتا ہے کہ مدعی نے مجھے مال سے بری کر دیا ہے یعنی معاف کر دیا ہے اور گواہوں سے ثابت کر دیا تو بری ہو گیا مدعی کا دعویٰ ساقط ہو زندہ مدعی پر حلف دیا جائے گا وہ قسم کھائے

کہ میں نے معاف نہیں کیا تو مطالبہ دلایا جائے گا کیونکہ معاف کرنا ثابت نہیں ہوا اور مال واجب ہونے کو خود مدعا علیہ نے معافی کا دعویٰ کر کے تسلیم کر لیا اور اگر قسم سے انکار کرے تو دعویٰ خارج۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مدعا علیہ پر حلف دیا گیا وہ کہتا ہے میں نے یہ حلف کر لیا ہے کہ کبھی قسم نہ کھاؤں گا۔ اگر قسم کھاؤں تو میری بیوی پر طلاق اس حلف کی وجہ سے قسم کھانے سے مجبور ہوں اس بات کی طرف قاضی التفات نہ کرے گا بلکہ تین مرتبہ اس پر حلف پیش کرے گا اگر قسم نہیں کھائے گا اس کے خلاف فیصلہ کر دے گا۔ (درمختار وغیرہ)

تحالف کا بیان

بعض ایسی صورتیں ہیں کہ مدعی و مدعا علیہ دونوں کو قسم کھانا پڑتا ہے اس کو تحالف کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... بائع و مشتری میں اختلاف ہو اس کی چند صورتیں ہیں (۱) مقدارِ ثمن میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے پانچ روپے ثمن ہے دوسرا کہتا ہے دس روپے ہے۔ (۲) وصفِ ثمن میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے اس قسم کا روپیہ ہے دوسرا کہتا ہے اس قسم کا ہے۔ (۳) جنسِ ثمن میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے روپے میں بیع ہوئی دوسرا کہتا ہے اشرفی سے۔ (۴) مقدارِ مبیع میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے من بھر گیہوں دوسرا کہتا ہے دو من گیہوں۔ ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ جو اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کر دے گا اس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوٰی کو گواہوں سے ثابت کیا تو اس کے موافق فیصلہ ہوگا جو زیادتی کا دعویٰ کرتا ہے اور اگر فرض کیا جائے کہ بائع کہتا ہے دس روپے میں ایک من گیہوں بیچا اور مشتری کہتا ہے پانچ روپے میں دو من گیہوں اور دونوں نے گواہ پیش کئے تو یہ فیصلہ ہوگا کہ دس روپے مشتری دے اور دو من گیہوں لے یعنی بائع نے ثمن زیادہ بتایا اس میں اس کا بیان معتبر اور مشتری نے مبیع زیادہ بتائی اس میں اس کے گواہ معتبر اور اگر صورت یہ ہے کہ دونوں گواہ پیش کرنے سے عاجز ہیں تو مشتری سے کہا جائے گا کہ بائع نے جو ثمن بتایا ہے اس پر راضی ہو جاؤ ورنہ بیع کو فسخ کر دیا جائے گا۔ اور بائع سے کہا جائے گا کہ مشتری جو کچھ کہتا ہے اس کو مان لو ورنہ بیع کو فسخ کر دیا جائے گا اگر ان میں ایک دوسرے کی بات مان لینے پر راضی ہو جائے تو نزاع ختم اور اگر دونوں میں کوئی بھی اس کے لئے تیار نہیں تو دونوں پر حلف دیا جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... اگر وہ پیالہ اشرفی سے بیچ ہوئی تو پہلے مشتری کو حلف دیں گے۔ اس کے بعد بائع کو اور بیع مقایضہ ہے یعنی دونوں طرف متاع بیعۃ قاضی کو اختیار ہے جس سے چاہے پہلے قسم لے اور جس سے چاہے پیچھے اگر قسم سے انکار کر دیا جو قسم سے انکار کرے گا دوسرے کا دعویٰ اس کے ذمہ لازم کر دیا جائے گا اور دونوں نے قسم کھالی تو بیع فسخ کر دی جائے گی کہ قطعِ نزاع کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... بعض تحالف سے بیع فسخ نہیں ہوتی جب تک دونوں متفق ہو کر فسخ نہ کریں یا ان میں سے کسی کے کہنے سے قاضی فسخ نہ کر دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... تحالف اس وقت ہوگا جب مبیع موجود ہو اگر ہلاک ہو گئی ہے تو تحالف نہیں بلکہ اگر بائع کے پاس ہلاک ہوئی تو بیع ہی فسخ ہو چکی ہے تحالف کا کیا فائدہ اور اگر مشتری کے یہاں ہلاک ہوئی تو مبیع میں کوئی اختلاف نہیں ثمن کا جھگڑا ہے کہ بائع کہتا ہے ثمن اتنا تھا مشتری کہتا ہے اتنا تھا قولِ معتبر بائع کا ہے۔ یونہی اگر مبیع ملکِ مشتری سے خارج ہو چکی ہو اس میں ایسا عیب پیدا ہوا کہ اب واپس نہ ہو سکے اس صورت میں بھی صرف مشتری پر حلف ہے یا مبیع میں کوئی ایسی زیادتی ہو گئی کہ رد کے لئے مانع ہو زیادتِ متصلہ ہو یا منفصلہ تو تحالف نہیں ہاں اگر مبیع کو بائع کے پاس غیر مشتری نے ہلاک کیا ہو تو اس کی قیمت مبیع کے قائم مقام ہے اور اس صورت میں تحالف ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵..... بیع مقایضہ میں دونوں چیزیں مبیع ہیں دونوں میں سے ایک بھی باقی ہو تحالف ہوگا اور دونوں جاتی رہی تحالف نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۶.....مبیع کا ایک حصہ ہلاک ہو چکا یا ملکِ مشتری سے خارج ہو گیا مثلاً دو چیزیں ایک عقد میں خریدی تھیں ان میں ایک ہلاک ہو گئی اس صورت میں تحالف نہیں ہے ہاں اگر بائع اس پر تیار ہو جائے کہ جو چیز مبیع کا ہلاک ہو گیا اس کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ مشتری بتاتا ہے اسے ترک کر دے تو تحالف ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۷.....اگر مبیع پر مشتری کا قبضہ نہیں ہوا تو تحالف موافقِ قیاس ہے کہ بائع زیادت ثمن کا دعویٰ کرتا ہے اور مشتری منکر ہے اور منکر پر حلف ہے۔ اور مشتری یہ کہتا ہے کہ اتنا ثمن لے کر تسلیم مبیع کرنا تم پر واجب ہے اور بائع اس کا منکر ہے یعنی دونوں منکر ہیں لہٰذا دونوں پر حلف ہے اور مبیع پر جب مشتری نے قبضہ کر لیا تو اب مشتری کا کوئی دعویٰ نہیں صرف بائع مدعی ہے اور مشتری منکر اس صورت میں تحالف خلافِ قیاس ہے۔ مگر حدیث سے تحالف اس صورت میں بھی ثابت ہے لہٰذا ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں اور قیاس کو چھوڑتے ہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۸.....تحالف کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً بائع یہ قسم کھائے "واللہ میں نے تم سے ایک ہزار میں نہیں بیچا" اور مشتری قسم کھائے کہ واللہ میں نے تم سے دو ہزار میں نہیں خریدا اور بعض علما کہتے ہیں دونوں کو بلوانا کیا ضرور ہے ہر ایک جہاں چاہے قسم کھا لے۔ مثلاً بائع کہے "واللہ میں نے تم سے ایک ہزار میں نہیں بیچا بلکہ دو ہزار میں بیچا ہے" اور مشتری کہے "واللہ میں نے تم سے دو ہزار میں نہیں خریدا ہے بلکہ ایک ہزار میں خریدا ہے" مگر پہلی صورت ٹھیک ہے کیونکہ یمین، اثبات کے لئے نہیں بلکہ نفی کے لئے ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۹.....تحالف اس وقت ہے کہ بدل میں اختلاف مقصود ہو اور اگر ثمن میں اختلاف ثمنی طور پر ہو تو تحالف نہیں مثلاً ایک شخص نے دو پیسیر کے حساب سے گھی بیچا اور برتن سمیت تول دیا اگر گھی خالی کرنے کے بعد پھر برتن تول لیا جائے جو برتن کا وزن ہو گا منہا کر دیا جائے گا، اس وقت گھی برتن سمیت دس سیر ہوا مشتری نے برتن خالی کر کے لانا ہے بائع کہتا ہے یہ برتن میرا نہیں یہ تو دو سیر وزن کا ہے اور میرا برتن سیر بھر کا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بائع نو سیر گھی کے دام مانگتا ہے اور مشتری آٹھ سیر کے دام اپنے اوپر واجب بتاتا ہے یہاں ثمن میں اختلاف ہوا مگر برتن کے ضمن میں ہے لہٰذا یہاں تحالف نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....ثمن یا مبیع کے سوا کسی دوسری چیز میں اختلاف ہو تو تحالف نہیں مثلاً مشتری کہتا ہے کہ ثمن کی میعاد تھی اور بائع کہتا ہے نہ تھی بائع منکر ہے یا کہتا ہے کہ ثمن کی میعاد ہے مگر بائع کہتا ہے پیشر طے تھی کہ کوئی چیز مشتری رہن رکھے گا مشتری انکار کرتا ہے یا ایک خیارِ شرط کا مدعی ہے دوسرا منکر ہے یا ثمن کے لئے ضامن کی شرط تھی یا تھی یا ثمن یا مبیع کے قبضہ میں اختلاف ہے یا ثمن کے معاف کرنے میں اس کا کوئی جز کم کرنے میں اختلاف ہے یا مسلم فیہ کی جائے تسلیم میں اختلاف ہے جہاں سب صورتوں میں منکر پر حلف ہے اور حلف کے ساتھ اسی کا قول معتبر ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....نفسِ عقد بیع میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے بیع ہوئی ہے دوسرا کہتا ہے نہیں ہوئی اس میں تحالف نہیں بلکہ جو منکرِ بیع ہے اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲.....جنسِ ثمن کا اختلاف اگر مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ہوا ایک کہتا ہے ثمن روپیہ ہے دوسرا اشرفی بتاتا ہے اس میں تحالف ہے اور دونوں قسم کھا لیں تو مشتری پر مبیع کی وہ جنسی قیمت لازم ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳.....بائع کہتا ہے یہ چیز میں نے تمہارے ہاتھ سو روپے میں بیچ کی ہے جس کی میعاد دس ماہ ہے یوں کہ ہر ماہ میں دس روپے دو اور مشتری یہ کہتا ہے میں نے یہ چیز تم سے پچاس روپے میں خریدی ہے ڈھائی روپے ہر ماہ اور مجھے ادا کرنے ہیں یوں کل میعاد بیس ماہ ہے دونوں نے گواہ پیش کر دیئے اس صورت میں دونوں کی شہادتیں مقبول ہیں چھ ماہ تک بائع مشتری سے دس روپے ماہوار وصول کرے گا اور ساتویں مہینے میں ساڑھے سات روپے اس کے بعد ہر ماہ میں ڈھائی روپے یہاں تک کہ سو روپے کی رقم پوری ادا ہو جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴.....بیع سلم میں اقالہ کرنے کے بعد راس المال کی مقدار میں اختلاف ہوا۔ اس میں تحالف نہیں ہے کیونکہ یہاں صرف رب السلم مدعی ہے اور مسلم الیہ منکر جو کچھ مسلم الیہ کہتا ہے اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵.....بیع میں اقالہ کے بعد ثمن کی مقدار میں اختلاف ہوا مثلاً مشتری ایک ہزار بتاتا ہے اور بائع پانچ سو کہتا ہے اور دونوں کے پاس گواہ نہیں دونوں پر حلف دیا جائے اگر دونوں قسم کھا جائیں اقالہ فسخ کیا جائے اب پہلی بیع لوٹ آئے گی۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ بیع کا اقالہ ہو چکا ہے مگر ابھی تک مبیع پر مشتری کا قبضہ ہے اب تک اس نے واپس نہیں کی ہے اور اگر اقالہ کے بعد مشتری نے مبیع واپس کر دی تھی بعد ثمن کی کمی بیشی میں اختلاف ہوا تو تحالف نہیں بلکہ بائع پر حلف ہوگا کہ یہی ثمن کم بتاتا ہے اور زیادتی کا منکر ہے۔ (عالمگیری، بزازیہ)

مسئلہ نمبر ۱۶.....زوجین میں مہر کی کمی بیشی میں اختلاف ہوا یا اس میں اختلاف ہوا کہ وہ کس جنس کا تھا دونوں میں جو گواہ پیش کرے اس کے گواہ واقع فیصلہ ہوگا اور اگر دونوں نے گواہوں سے ثابت کیا تو دیکھا جائے کہ مہر مثل کس کی تائید کرتا ہے مرد کی یا عورت کی مثلاً مرد یہ کہتا ہے کہ ہر ایک ہزار تھا عورت دو ہزار بتاتی ہے تو اگر مہر مثل شوہر کی تائید میں ہے یعنی ایک ہزار یا کم تو عورت کے گواہ معتبر اور مہر مثل عورت کی تائید کرتا ہو۔ یعنی دو ہزار یا زیادہ تو شوہر کے گواہ معتبر اور مہر مثل کسی کی تائید میں نہ ہو بلکہ دونوں کے مابین ہو مثلاً ڈیڑھ ہزار تو دونوں کے گواہ بیکار اور مہر مثل دلایا جائے۔ اور اگر دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں تو تحالف ہے اور فرض کرو دونوں نے قسم کھائی تو اس کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوگا بلکہ پہلا قرار پائے گا کہ نکاح میں کوئی مہر مقرر نہیں ہوا اور اس کی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بخلاف بیع کہ وہاں ثمن کے نہ ہونے سے بیع فسخ نہیں ہو سکتی فسخ کرنا پڑتا ہے۔ تحالف کی صورت میں پہلے کون قسم کھائے اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں بہتر ہے کہ قرعہ ڈالا جائے جس کا نام نکلے وہی پہلے قسم کھائے اور بعض کہتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ پہلے شوہر پر حلف دیا جائے اور قسم سے جو گول کرے اس پر دوسرے کا دعویٰ لازم اور اگر دونوں نے قسم کھائی تو مہر کا کسی کا بھی ثابت نہیں ہوا اور مہر مثل کو مس کرنے کو قول کے تائید میں پائیں گے اسی کے موافق فیصلہ ہوگا اگر مہر مثل اتنا ہے جتنا شوہر کہتا ہے یا اس سے بھی کم ہے تو شوہر کے قول کے موافق فیصلہ ہوگا۔ جتنا عورت کہتی ہے یا اس سے بھی زیادہ تو عورت جو کہتی ہے اس کے موافق فیصلہ کیا جائے اور اگر مہر مثل دونوں کے درمیان میں ہو تو مہر مثل کا حکم دیا جائے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ نمبر ۱۷.....موجر اور مستاجر میں اجرت کی مقدار میں اختلاف ہے۔ یا مدت اجارہ کے متعلق اختلاف ہے اگر یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے سے پہلے ہے اور کسی کے پاس گواہ نہ ہو تو تحالف ہے کیونکہ اس صورت میں ہر ایک مدعی اور ہر ایک منکر ہے اور دونوں قسم کھا جائیں تو اجارہ فسخ کر دیا جائے گا اگر اجرت کی مقدار میں اختلاف ہے تو مستاجر سے پہلے قسم کھلائی جائے اور مدت میں اختلاف ہے تو موجر پہلے قسم کھائے اور اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو اجرت میں موجر کے گواہ معتبر ہیں اور مدت کے متعلق مستاجر کے گواہ معتبر اور اگر مدت و اجرت دونوں میں اختلاف ہوا اور دونوں نے گواہ پیش کئے تو مدت کے بارے میں مستاجر کے گواہ اور معتبر اور اجرت کے متعلق موجر کے معتبر اور اگر یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے کے بعد ہے تو تحالف نہیں بلکہ گواہ نہ ہونے کی صورت میں مستاجر پر حلف دیا جائے اور قسم کے ساتھ ہی کا قول معتبر اور اگر کچھ تھوڑی سی منفعت حاصل کر لی ہے کچھ باقی ہے مثلاً ابھی پندرہ ہی دن مکان میں رہتے ہوئے گزرے ہیں اور اختلاف ہوا کہ کرایہ کیا ہے پانچ روپے ہے یا دس روپے پیادیا ہے ایک ماہ یا دو ماہ۔ اس صورت میں تحالف ہے اگر دونوں قسم کھا جائیں تو مدت باقی ہے اس کا اجارہ فسخ کر دیا جائے اور گزشتہ کے بارے میں مستاجر کے قول کے موافق فیصلہ ہو۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۱۸.....اجارہ میں منفعت حاصل کرنے کا یہ طلب ہے کہ اس مدت میں مستاجر تحصیل منفعت پر قادر ہو مثلاً مکان اجارہ پر دیا اور مستاجر کے سپرد کر دیا قبضہ دے دیا تو جتنے دن گزریں گے کرایہ واجب ہوتا جائے گا اور منفعت حاصل کرنا قرار دیا جائے گا۔ مستاجر اس میں رہے یا نہ رہے اور اگر قبضہ نہیں دیا تو منفعت حاصل نہیں ہوئی اس طرح کتنا ہی زمانہ گزر جائے کرایہ واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... دو شخصوں نے ایک چیز کے متعلق دعویٰ کیا ایک کہتا ہے میں نے اجارہ پر لی ہے دوسرا کہتا ہے میں نے خریدی ہے اگر مدعا علیہ نے مستاجر کے موافق اقرار کیا تو خریدار اس کو حلف دے سکتا ہے اور اگر دونوں اجارہ ہی کا دعویٰ کرتے ہوں اور مدعا علیہ نے ایک کے لئے اقرار کر دیا تو دوسرا حلف نہیں دے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... میاں بیوی کے مابین سامان خانہ داری میں اختلاف ہوا اور گواہ نہیں ہیں کہ شوہر کی ملک ثابت ہو یا زوجہ کی تو جو چیز مرد کے لئے خاص ہے جیسے عمامہ جبّہ وغیرہ اس کے متعلق قسم کے ساتھ مرد کا قول معتبر ہے اور جو چیزیں عورت کے لئے مخصوص ہیں جیسے زنانے کپڑے اور وہ خاص چیزیں جو عورتوں ہی کے استعمال میں آتی ہیں ان کے متعلق قسم کے ساتھ عورت کا قول معتبر ہے اور وہ چیزیں جو دونوں کے کام کی ہیں جیسے لحاف توشک اور استعمال کے دیگر ظروف ان میں بھی مرد ہی کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کئے تو ان چیزوں کے بارے میں عورت کے گواہ معتبر ہیں اور اگر گھر کے ہی متعلق اختلاف ہے مرد کہتا ہے میرا ہے عورت کہتی ہے میرا ہے اس کے متعلق شوہر کا قول معتبر ہے۔ ہاں اگر عورت کے پاس گواہ ہوں تو وہ عورت ہی کا مانا جائے گا۔ یہ زن وشوہر کا اختلاف اور اس کا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ دونوں زندہ ہوں اور اگر ایک زندہ ہے اور ایک مر چکا ہے اس کے وارث نے زندہ کے ساتھ اختلاف کیا تو جو چیز دونوں کے کام کی ہے اس کے متعلق اس کا قول معتبر ہوگا جو زندہ ہے۔ (ہدایہ وردمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مکان میں جو سامان ہے ایسا ہے کہ عورت کے لئے خاص ہے مگر مرد اس کی تجارت کرتا ہے یا بنانا ہے تو وہ سامان مرد کا ہے یا چیز مردی کے کام کی ہے مگر عورت اس کی تجارت کرتی ہے یا وہ خود بناتی ہے وہ سامان عورت کا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... زوجین کا اختلاف حالت بقاء میں ہو یا فرقت کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے۔ یونہی جس مکان میں سامان ہے وہ زوجہ کی ملک ہو یا زوجہ کی یا دونوں کی سب کا ایک ہی حکم ہے اور اختلاف کا لمحۂ اس وقت ہوگا جب عورت نے یہ کہا ہو کہ یہ چیز شوہر نے خریدی ہے اگر اس کے خریدنے کا اقرار کر لیا تو شوہر کی ملک کا اس نے اقرار کر لیا اس کے بعد پھر عورت کی ملک ہونے کے لئے ثبوت درکار ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... ایک شخص کی چند بیویوں میں یہی اختلاف ہوا اگر وہ سب ایک گھر میں رہتی ہوں تو سب برابر کی شریک ہیں اور اگر علیحدہ علیحدہ مکانات میں سکونت ہے تو ایک کے یہاں جو چیز ہے اس سے دوسری کو تعلق نہیں بلکہ وہ عورت گھر والی اور خاندان کے مابین وہی حکم رکھتی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ یونہی دوسری عورت کے مکانات کی چیزیں ان میں اور اس خاوند کے مابین مذکور طریقے پر دلائی جائیں گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... باپ اور بیٹے میں اختلاف ہوا خانہ داری کے سامان کے متعلق ہر ایک ملک کا دعویٰ کرتا ہے اگر بیٹا باپ کے یہاں رہتا ہے اور کھاتا پیتا ہے تو سب کچھ باپ کا ہے اور اگر باپ بیٹے کے یہاں رہتا ہے اور کھاتا پیتا ہے تو سب چیزیں بیٹے کی ہیں۔ وہ پیشہ والے ایک مکان میں رہتے ہیں اور ان آلات میں اختلاف ہوا جس پر قبضہ دونوں کا ہے تو نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اوزار اس کے پیشے سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ اوزار اس کے پیشے سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا اس کے ہیں بلکہ اگر ملک کا ثبوت دونوں میں سے کسی کے پاس نہ ہو تو نصف نصف دونوں کو دیے جائیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... مالک مکان اور کرایہ دار میں سامان کے متعلق اختلاف ہوا اس میں کرایہ دار کی بات معتبر ہے کہ مکان اسی کے قبضہ میں ہے جو چیزیں مکان میں ان پر بھی اسی کا قبضہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... عورت جس رات کو رخصت ہو کر میکے سے آئی ہے مر گئی تو اس گھر کے تمام سامان شوہر کے لئے قرار دینا مستحسن نہیں کیونکہ جب وہ آج ہی آئی ہے تو ضرور حسب حیثیت پلنگ بچھونا میز کرسی صندوق اور ظروف اور فروش وغیرہ کچھ نہ کچھ جہیز بھی لائی ہو

ئی جس کا تقرر یا جو شہر میں ہر قوم اور ہر خاندان میں رواج ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... بار برداری ایک۔ کان میں جھاڑ دے رہا ہے ایک مخمل بیش قیمت چادر اس کے کھ جھے پر پڑی ہے مالک کہتا ہے یہ چادر میری ہے مگر وہ بار برداری کہتا ہے میری ہے صاحب خانہ کا قول معتبر ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۸..... دو شخص ایک کشتی میں جا رہے ہیں اس کشتی میں آٹا ہے دونوں میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ کشتی بھی میری ہے اور آٹا بھی میرا ہی ہے مگر ان میں ایک شخص کی نسبت مشہور ہے کہ یہ آٹے کی تجارت کرتا ہے اور دوسرے کی نسبت مشہور ہے کہ یہ ملاح ہے تو آٹا اسے دیا جائے جو آٹے کی تجارت کرتا ہے اور کشتی ملاح کو۔ (درمختار)

کس کو مدعا علیہ بنایا جا سکتا ہے اور کس کی حاضری ضروری ہے

مسئلہ نمبر ۱..... عین مرہون کے متعلق دعوٰی ہو تو راہن مرتہن دونوں کا حاضر ہونا شرط ہے عاریت یا اجارہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی مستعیر و مستاجر دونوں کی حاضری ضروری ہے کھیت کا دعوٰی ہے جو اجارہ میں دیا ہے مگر اس میں بیج مزارع کے ہیں تو اس کا حاضر ہونا ضروری ہے اور بیج مالک کے ہیں اور اگ آئے ہیں جب بھی مزارع کی حاضری ضروری ہے اور اگ گئے ہوں تو کاشتکار کی حاضری کچھ ضروری نہیں یہ اس صورت میں ہے کہ ملک منفک کا دعوٰی ہو اور اگر یہ دعوٰی ہو کہ فلاں نے میری زمین غصب کر لی ہے اور وہ مزارع کو دے دی ہے تو مزارع سے کوئی تعلق نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... کان کو بیچ کر دیا مگر ابھی بائع ہی کے قبضہ میں ہے مستحق دعوٰی کرتا ہے کہ یہ کان میرا ہے اس کا فیصلہ بائع و مشتری دونوں کی موجودگی میں ہونا ضروری ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... بیع فاسد کے ساتھ مبیع فریدی اگر مشتری نے قبضہ کر لیا ہے تو مشتری مدعا علیہ ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو مدعا علیہ بائع ہے اگر مشتری کے لئے شرط خیار ہے تو بائع و مشتری دونوں مدعا علیہ ہوں گے اگر بیع باطل ہے کہ ساتھ فریدی ہے تو مشتری کو مدعا علیہ نہیں بنایا جا سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... یہ دعوٰی کیا کہ یہ کان فلاں شخص کا تھا جو غائب ہے اس نے اس کے ہاتھ بیچ کر دیا جس کے قبضہ میں ہے میں اس شفعہ کا دعوٰی کرتا ہوں مدعا علیہ یعنی جس کے قبضہ میں ہے وہ کہتا ہے کہ کان میرا ہی ہے اس کو میں نے کسی سے نہیں خریدا ہے جب تک بائع حاضر نہ ہو کچھ نہیں ہو سکتا (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... وکیل نے کان کو فریدکر اس پر قبضہ کر لیا ابھی موکل کو نہیں دیا ہے کہ شفعہ کا دعوٰی ہوا اور وکیل ہی کے مقابل میں فیصلہ ہو گیا موکل کی ضرورت نہیں اور اگر وکیل نے قبضہ نہیں کیا ہے تو موکل کی حاضری ضروری ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... کان خریدا اور ابھی تک قبضہ نہیں کیا بائع سے کسی نے چھین لیا اگر مشتری نے ثمن ادا کر دیا ہے یا ثمن ادا کرنے کے لئے کوئی معیاد مقرر ہے تو دعوٰی مشتری کو کرنا ہوگا اور نہ بائع کو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... سال مضاربت پر استحقاق ہوا اگر اس میں نفع ہے تو بقدر نفع مدعا علیہ مضارب ہوگا اور نہ رب المال۔ (عالمگیری)

دعوٰی دفع کرنے کا بیان

دفع دعوٰی کا مطلب یہ ہے کہ جس پر دعوٰی کیا گیا وہ ایسی صورت پیش کرتا ہے جس سے وہ مدعا علیہ نہ بن سکے لہٰذا اس پر سے دفع ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۱..... ولید (جس کے قبضہ میں وہ چیز ہے جس کا دعوٰی نے دعوٰی کیا ہے) یہ کہتا ہے کہ یہ چیز جو میرے پاس ہے اس پر میرا قبضہ مالکانہ نہیں ہے بلکہ زید نے میرے پاس امانت رکھی ہے یا عاریت کے طور پر دی ہے یا کرایہ پر دی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے یا اس نے اس سے غصب کی ہے اور زید جس کا نام مدعا علیہ نے لیا غائب ہے یعنی اس کا پتہ نہیں کو کہاں گیا ہے یا اتنی دور چلا گیا ہے کہ اس تک پہنچنا دشوار ہے یا ایسی جگہ چلا گیا جو زد یک ہے مگر حال اگر مدعا علیہ اپنی بات کو گواہوں سے ثابت کر دے تو مدعی کا دعوٰی دفع ہو جائے گا جب کہ مدعی نے ملک مطلق کا دعوٰی کیا ہو۔ یونہی اگر مدعا علیہ اس بات کا ثبوت دے دے کہ خود مدعی نے ملک زید کا اقرار کیا ہے تو دعوٰی خارج ہو جائے گا اور اس میں یہ شرط بھی ہے کہ جس چیز کا دعوٰی ہو وہ موجود ہو ہلاک نہ ہوئی ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ اس شخص غائب کو نام و نسب کے ساتھ جانتے ہوں اور اس کی شناخت بھی رکھتے ہوں یہ کہتے ہوں کہ اگر وہ ہمارے سامنے آئے تو ہم پہچان لیں گے۔ (بدائع و درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... اگر مدعا علیہ نے اس شخص غائب کی تعیین نہیں کی ہے فقط یہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے میرے پاس امانت رکھی ہے جس کا نام و نسب کچھ بتاتا نہیں تو اس کہنے سے دعوے سے بری نہیں ہوگا۔ (درمختار) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مدعا علیہ دعوے سے اس وقت بری ہوگا کہ وہ حیلہ ساز اور چال باز شخص نہ ہو ایسا ہوگا تو دعوٰی دفع نہیں ہوگا اس لئے چال باز آدمی یہ کر سکتا ہے کہ کسی کی چیز غصب کر کے یا خفیہ کسی پر دیسی آدمی کو دے دے اور یہ کہدے کہ فلاں وقت میرے پاس یہ چیز لے آنا اور لوگوں کے سامنے کہدیتا یہ میری چیز امانت رکھ لو۔ اس نے وقت معین پر معتمر آدمیوں کو کسی حیلہ سے اپنے یہاں بلا لیا اس شخص نے ان کے سامنے امانت رکھ دی اور اپنا نام و نسب بھی بتا دیا اور چلا گیا اب جب کہ مالک نے دعوٰی کیا تو اس شخص نے کہدیا کہ فلاں غائب نے امانت رکھی ہے۔ اور ان لوگوں کو گواہی میں پیش کر دیا مقدمہ ختم ہو گیا اب نہ وہ پردیسی آئے گا نہ چیز کا کوئی مطالبہ کرے گا۔ یوں پرایا مال ہضم کر لیا جائے گا۔ لہٰذا ایسے حیلہ باز آدمی کی بات قابل اعتبار نہیں۔ یہ اس سے دعوٰی دفع ہونے کا قول امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو بعض فقہاء نے اختیار کیا ہے۔ (بدائع و درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... مدعا علیہ یہ بیان کرتا ہے کہ جس کی چیز ہے اس نے اس کو میری حفاظت میں دیا تھا جس کا نام و نسب بھی اس میں رکھا ہے یا اس سے یہ چیز چھین لی ہے یا چرا لی ہے یا بھول کر چلا گیا میں نے اٹھا لی ہے یا یہ کہے اس نے مجھے مزارعت پر دیا ہے جن صورتوں کا بھی وہی حکم ہے کہ گواہوں سے ثابت کر دے تو دعوٰی دفع ہو جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... اگر وہ چیز ہلاک ہو گئی ہے یا گم ہو گئی ہے یا کہتے ہیں کہ ہم اس شخص کو پہچانتے نہیں یا خود ولید نے ایسا اقرار کیا جس کی وجہ سے وہ مدعا علیہ بن سکتا ہے مثلاً کہتا ہے میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے یا اس غائب نے مجھے ہبہ کی ہے یا مدعی نے اس پر ملک مطلق کا دعوٰی ہی نہیں کیا ہے بلکہ اس کے کسی فعل کا دعوٰی ہے مثلاً اس شخص نے میری یہ چیز غصب کر لی ہے یا یہ چیز میری چوری ہو گئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے چرائی تا کہ پردہ پوشی رہے اگر چہ مقصود یہی ہے کہ اس نے چرائی ہے ان سب صورتوں میں ولید یہ جواب دیتا ہے کہ فلاں غائب نے میرے پاس امانت رکھی ہے بغیر ہلاکت و گم ہونے کے مدعی اس بیان سے دفع نہیں ہوگا اور اگر مدعی نے غصب میں یہ کہا کہ یہ چیز مجھ سے غصب کی گئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے غصب کی تو دعوٰی دفع ہو گیا کیونکہ اس صورت میں حد نہیں ہے کہ پردہ پوشی اور اس پر سے حد دفع کرنے کے لئے عبارت میں کنایا اختیار کیا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۵..... مدعا علیہ کچہری سے باہر یہ کہتا ہے کہ میری ملک ہے اور کچہری میں یہ کہتا ہے میرے پاس فلاں کی امانت ہے اس نے رہن رکھا ہے اور اس پر گواہ پیش کرتا ہے دعویٰ دفع ہو جائے گا مگر جب کہ مدعی گواہوں سے یہ ثابت کر دے کہ اس نے خود اپنی ملک کا اقرار کیا ہے تو دعویٰ دفع نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶..... مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے اس کو میں نے فلاں شخص غائب سے خریدا ہے مدعا علیہ نے جواب میں کہا اسی غائب نے خود میرے پاس امانت رکھی ہے تو دعویٰ دفع ہو جائے گا اگرچہ مدعا علیہ اپنی بات پر گواہ بھی پیش نہ کرے اور اگر مدعا علیہ نے اس کے خود امانت رکھنے کو نہیں کہا بلکہ یہ کہا اس کے وکیل نے میرے پاس امانت رکھی ہے تو بغیر گواہوں سے ثابت کئے دعویٰ دفع نہیں ہوگا اور اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ اس غائب سے میں نے خریدی اور اس نے مجھے قبضہ کا وکیل کیا اور اس کو گواہ سے ثابت کر دیا تو مدعی کی چیز دلا دی جائے گی۔ اور اگر مدعا علیہ نے اس غائب سے مدعی کے خریدنے کا اقرار کیا اس نے گواہوں سے ثابت نہیں کیا تو دے دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ (جامع الرموز)

مسئلہ نمبر۷..... دعویٰ کیا کہ چیز میری ہے فلاں غائب نے اس کو غصب کر لیا اور گواہوں سے ثابت کیا اور مدعا علیہ کہتا ہے اسی غائب شخص نے میرے پاس امانت رکھی ہے دعویٰ دفع ہو جائے گا اور اگر غصب کی جگہ مدعی نے چوری کہا اور مدعا علیہ نے وہی جواب دیا دعویٰ دفع نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۸..... ایک شخص نے اپنی بہن کے یہاں سے کوئی چیز لے جا کر رہن رکھ دی اور غائب ہو گیا اس کی بہن نے ذی الید پر دعویٰ کیا اس نے جواب دیا کہ فلاں نے میرے پاس رہن رکھی ہے اگر عورت نے اپنے بھائی کے غصب کا دعویٰ کیا اور ذی الید نے گواہوں سے رہن کا ثابت کر دیا دعویٰ دفع ہے اور اگر چوری کا دعویٰ کیا ہے دفع نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۹..... مدعی کہتا ہے یہ چیز فلاں شخص نے مجھے کرایہ پر دی ہے مدعا علیہ بھی یہی کہتا ہے مجھے کرایہ پر دی ہے پہلا شخص دوسرے پر دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر مدعی نے رہن یا خریدنے کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ کہتا ہے میرے کرایہ میں ہے جب بھی اس پر دعویٰ نہیں ہو سکتا اور اگر مدعی نے رہن یا ہبہ یا خریدنے کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ کہتا ہے میں نے خریدی ہے تو اس پر دعویٰ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۰..... مدعا علیہ یہ کہتا ہے اس دعویٰ کا میں مدعا علیہ نہیں بن سکتا میں اس کو دفع کروں گا مجھے مہلت دی جائے اس کو اتنی مہلت دی جائے گی کہ دوسری نشست میں اس کی بابت کر سکے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۱..... دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو زید کے قبضہ میں ہے میں نے عمرو سے خریدا ہے زید نے جواب دیا کہ میں نے خود اسی مدعی سے اس مکان کو خریدا ہے مدعی کہتا ہے کہ ہمارے مابین جو بیع ہوئی تھی اس کا اقالہ ہو گیا اس سے دعویٰ دفع ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۲..... مدعا علیہ نے جواب دیا کہ تو نے خود اقرار کیا ہے کہ یہ چیز مدعا علیہ کے ہاتھ بیچ کر دی ہے اگر اس سے گواہوں سے ثابت کر دے یا بصورت گواہ نہ ہونے کے مدعی پر حلف دیا اس نے انکار کر دیا دعویٰ دفع ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۳..... عورت نے دعویٰ شوہر پر میراث وغیرہ کا دعویٰ کیا انہوں نے جواب میں کہا مورث نے اپنے مرنے سے دو سال پہلے سے حرام کر دیا تھا عورت نے اس کے دفع کرنے کے لئے ثابت کیا کہ شوہر نے مرض الموت میں میرے حلال ہونے کا اقرار کیا ہے۔ دعویٰ کی بابت دفع ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۴..... عورت نے شوہر کے بیٹے پر میراث کا دعویٰ کیا بیٹے نے انکار کر دیا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بالکل باپ کی منکوحہ ہونے سے انکار کر دے کبھی اس کے باپ نے نکاح کیا ہی نہ تھا۔ دوم یہ کہ مرنے کے وقت اس کی منکوحہ نہ تھی۔ عورت نے گواہوں سے اپنا منکوحہ ہونا ثابت کیا اور بیٹے نے یہ گواہ پیش کئے کہ اس کے باپ نے تین طلاقیں دے دی تھیں اور مرنے سے پہلے عدت بھی ختم ہو چکی تھی اگر پہلی

صورت میں لڑکے نے جواب دیا ہے تو اس کے گواہ مقبول نہیں کہ پہلے قول سے متناقض ہے اور دوسری صورت میں یہ گواہ پیش کئے تو لڑکے کے گواہ مقبول ہیں۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۱۵..... دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا تم پر اتنا روپیہ آتا ہے جب ان کا انتقال ہوا اور تمہارے وارث چھوڑا تو اتنا مال مجھے دے دو۔ مدعا علیہ نے کہا تمہارے باپ کا مجھ پر جو کچھ آتا ہے تو وہ اس وجہ سے تھا کہ میں نے اس کے لئے فلاں کی طرف سے کفالت کی تھی، اور مکفول نے تمہارے باپ کی زندگی میں اسے دین اور کردیا مدعی نے یہ تسلیم کیا کہ اس سے مطالبہ بحکم کفالت ہے مگر یہ کہ مکفول عنہ نے ادا کردیا تسلیم نہیں تو اس صورت میں اگر مدعا علیہ اس کو گواہ سے ثابت کردے گا دعویٰ دفع ہو جائے گا ورنہ اگر مدعا علیہ نے یہ کہا کہ تمہارے والد نے مجھے کفالت سے اگر بری کردیا تھا یا اس کے مرنے کے بعد تم نے بری کردیا تھا اس کو گواہ سے ثابت کردیا دعویٰ دفع ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... یہ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے تم پر سو روپے ہیں وہ مر گئے تم ہمارے وارث ہو مدعا علیہ نے کہا تمہارے باپ کو میں نے فلاں پر حوالہ کردیا اور مدعی علیہ بھی تصدیق کرتا ہے خصومت مندفع نہ ہوگی جب تک حوالہ کو گواہوں سے ثابت نہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... سوتیلی ماں پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو تمہارے قبضہ میں ہے میرے باپ کا تھا کہ عورت نے جواب دیا کہ ہاں تمہارے باپ کا تھا مگر کابنی نے اس مکان کو میرے مہر کے بدلے میں میرے ہی ہاتھ بیچ کر دیا تھا تم اس وقت چھوٹے تھے تمہیں خبر نہیں۔ اگر عورت یہ بات گواہوں سے ثابت کردے گی دعویٰ دفع ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ایک بھائی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو تمہارے قبضہ میں ہے اس میں بھی شریک ہوں کیونکہ یہ ہمارے باپ کی میراث ہے دوسرے نے جواب دیا کہ یہ مکان میرا ہے تمہارے باپ کا اس میں کچھ نہ تھا اس کے جواب مدعا علیہ نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان میں نے خود باپ سے خرید لیا ہے میرے باپ نے اس مکان کا میرے لئے اقرار کیا تھا۔ یہ دعویٰ صحیح ہے اور اس پر گواہ پیش کرے گا مقبول ہوں گے اور اگر بھائی کے جواب میں یہ کہا تھا کہ یہ تمہارے باپ کا کبھی نہ تھا یا یہ کہ اس میں باپ کا کوئی حق کبھی نہ تھا پھر وہ دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ مسموع نہ اس پر گواہ مقبول۔ (عالمگیری)

جواب دعوٰی

مسئلہ نمبر ۱..... ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو تمہارے پاس ہے میری ہے مدعا علیہ نے کہا میں دیکھوں گا غور کروں گا یہ جواب نہیں ہے جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا یوں اگر یہ کہا مجھے معلوم نہیں یا یہ کہا معلوم نہیں میری ہے یا نہیں یا کہا معلوم نہیں مدعی کی ملک ہے یا نہیں ان سب صورتوں میں دعویٰ کا جواب نہیں ہوا جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا اور ٹھیک جواب نہ دے تو اسے منکر قرار دیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... بھائیوں کا دعویٰ کیا مدعا علیہ نے جواب دیا اس جائیداد میں جملہ تین سہام وہ سہام میرے ہیں جو میرے قبضہ میں ہیں اور ایک سہم فلاں غائب کی ملک ہے جو میرے ہاتھ میں امانت ہے مدعا علیہ کا یہ جواب مکمل ہے مگر خصومت اس وقت دفع ہوئی کہ ایک سہم کا امانت ہونا گواہ سے ثابت کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... مکان کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے مدعا علیہ نے غصب کرلیا ہے مدعا علیہ نے کہا کہ یہ پورا مکان میرے ہاتھ میں بہ شرعی ہے مدعی کو نہ دوں گا۔ یہ جواب غصب کے مقابل میں پورا ہے کہ غصب کا اثبات مگر ملک کے متعلق کافی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... مکان کا دعویٰ قائم مدعا علیہ نے کہا۔ مکان میرا ہے مگر کہا وقف ہے یا یوں کہا کہ یہ مکان وقف ہے اور بحیثیت متولی میرے ہاتھ میں ہے یہ مکمل جواب ہے اور مدعا علیہ کو گواہوں سے وقف ثابت کرنا ہوگا۔ (عالمگیری)

دو شخصوں کے دعوٰی کرنے کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کے دو حق دار ایک شخص یعنی (ذی الید) کے مقابل کھڑے ہو جاتے ہیں ہر ایک اپنا حق ثابت کرتا ہے یہ بات پہلے بتائی گئی ہے کہ خارج کے گواہ کو ذوالید کے گواہ پر ترجیح ہے مگر جب کہ ذوالید کے گواہوں نے دو وقت بیان کیا جو خارج کے وقت سے مقدم ہے تو ذوالید کے گواہ کو ترجیح ہوگی مگر بعض صورتیں بظاہر ایسی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ذوالید کی تاریخ مقدم ہے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدم نہیں مثلاً کسی نے دعوٰی کیا کہ یہ چیز میری ہے کہ ایک عرصہ سے میرے یہاں سے غائب ہے ذوالید کہتا ہے یہ چیز ایک سال سے میری ہے مدعی کے گواہوں کو ترجیح ہوگی اور اس کے موافق فیصلہ ہوگا کیونکہ مدعی نے ملک کی تاریخ نہیں بیان کی کہ ذوالید کے گواہوں کو ترجیح دی جائے بلکہ غائب ہونے کی تاریخ بتائی ہے ہو سکتا ہے کہ ملک مدعی کی تاریخ ایک سال سے زیادہ کی ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱..... ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میرے قبضہ میں ہے اگر ایک نے گواہوں سے اپنا قبضہ ثابت کر دیا تو وہی قابض مانا جائے گا۔ دوسرا خارج قرار دیا جائے گا پھر وہ شخص جس کو قابض قرار دیا گیا اگر گواہوں سے اپنی ملک مطلق ثابت کرنا چاہے گا مقبول نہ ہوں گے کہ ملک مطلق میں ذوالید کے گواہ معتبر نہیں اور اگر قبضہ کے گواہ پیش کرے تو مطلب کیا پہنچیں (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... ایک شخص نے دوسرے سے چیز چھین لی جب اس سے پوچھا گیا تو کہنے لگا میں نے اس لئے لی ہے کہ یہ چیز میری تھی اور گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی یہ گواہ مقبول ہیں کہ اگرچہ اس وقت ذوالید ہے مگر حقیقت میں ذوالید نہ تھا بلکہ خارج تھا اس سے لے لینے کے بعد ذوالید ہوا۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... ایک شخص نے زمین چھین کر اس میں زراعت بوئی دوسرے شخص نے دعوٰی کیا کہ یہ زمین میری ہے اس نے غصب کر لی اگر گواہوں سے اس کا غصب کرنا ثابت کرے گا ذوالید یہ ہوگا اور کھیت بونے والا خارج قرار پائے گا اور اگر اس کا قبضہ جدید نہیں ثابت کرے گا تو ذوالید وہی ہونے والا ظہیریہ گیا۔ ان مسائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ظاہر قبضہ کے اعتبار سے ذوالید نہیں ہوتا۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... دو شخصوں نے ایک معین چیز کے متعلق جو تیسرے کے قبضہ میں ہے دعوٰی کیا ہر ایک اس شے کو اپنی ملک بتاتا ہے اور سبب ملک کچھ بیان نہیں کرتا اور نہ تاریخ بیان کرتا اور اپنے دعوے کو ہر ایک نے گواہوں سے ثابت کر دیا دونوں کو نصف نصف دلا دی جائے گی کیونکہ کسی کو ترجیح نہیں ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵..... زید کے قبضہ میں مکان ہے عمر و نے زید سے مکان کا دعوٰی کیا بکر نے تیسرے دعوے کا اور دونوں نے اپنی ملک گواہوں سے ثابت کی اس مکان کی تین چوتھائی عمرو کو دی جائے گی اور ایک چوتھائی بکر کو کیونکہ نصف مکان تو عمرو کو بغیر منازعت ملتا ہے اس میں بکر زائع ہی نہیں کرتا نصف میں دونوں کو زائع ہے یہ نصف دونوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر مکان انہیں دونوں مدعیوں کے قبضہ میں ہے مدعی کل کو نصف بغیر قضا لے گا کیونکہ اس نصف میں دوسرا زائع ہی نہیں کرتا اور نصف دوم اسی کو بطور قضا ملے گا کیونکہ یہ خارج ہے اور خارج کے گواہ ذوالید کے مقابل میں معتبر ہوتے ہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۶..... مکان تین شخصوں کے قبضہ میں ہے ایک پورے مکان کا مدعی ہے دوسرا نصف کا تیسرا ثلث کا یہاں بھی مکان ان تینوں میں بطور منازعت تقسیم ہوگا۔ (درمختار) یعنی اس مکان کے چھتیس سہام کے جائیں گے جو کل کا مدعی ہے اس کو پچیس سہام ملیں گے اور مدعی نصف کو سات سہام اور مدعی ثلث کو چار سہام۔

مسئلہ نمبر ۷..... جائیداد موقوفہ ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر دو شخصوں نے دعوٰی کیا اور دونوں نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ

جائیداد دونوں میں نصف نصف کردی جائے گی یعنی نصف کی آمدنی وہ لے اور نصف کی یہ مثلاً ایک مکان کے متعلق ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر وقف ہے اور متولی مسجد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسجد پر وقف ہے اگر دونوں تاریخ بیان کردیں تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہ حق دار ہے ورنہ نصف اس پر قرار دیا جائے گا اور نصف مسجد پر یعنی وقف کا دعویٰ بھی ملک مطلق کے حکم میں ہے یونہی اگر ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ وقف کی آمدنی وقف نے میرے لئے قرار دی ہے اور گواہوں سے ثابت کردے تو آمدنی نصف نصف تقسیم ہوجائے گی۔ (عالم)

مسئلہ نمبر ۸..... دو شخصوں نے شہادت دی کہ فلاں شخص نے اقرار کیا ہے کہ اس کی جائیداد اولاد زید پر وقف ہے اور دو شخصوں نے شہادت دی کہ اس نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس کی جائداد اولاد عمر پر وقف ہے اگر دونوں میں سے کسی کا وقت مقدم ہے تو اس کے لئے ہے اور اگر وقت کا بیان ہی نہ ہو یا دونوں بیانوں میں ایک ہی وقت ہو تو نصف اولاد زید پر وقف قرار دی جائے اور نصف اولاد عمر پر اور ان میں سے جب کوئی مرجائے گا تو اس کا حصہ اسی فریق میں ان کے لئے ہے جو باقی ہے مثلاً زید کی اولاد میں کوئی مرا تو بقیہ اولاد زید میں تقسیم ہوگی اولاد عمر کو نہیں ملے گی ہاں اگر ایک کی اولاد بالکل ختم ہوگئی تو دوسرے کی اولاد میں چلی جائے گی کہ اب کوئی مزاحم نہیں رہا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... دعویٰ عین کا یہ حکم جو بیان کیا گیا اس وقت ہے کہ دونوں نے گواہوں سے ثابت کیا ہو اور اگر گواہ نہ ہو تو ذوالید کو حلف دیا جائے گا۔ اگر دونوں کے مقابل میں اس نے حلف کرلیا تو وہ چیز اس کے ہاتھ میں چھوڑ دی جائے گی یوں نہیں کہ اس کے ملک قرار دی جائے یعنی اگر دونوں میں سے آئندہ کوئی گواہوں سے ثابت کردے گا تو اسے دلا دی جائے گی اور اگر ذوالید نے دونوں کے مقابل میں نکول کیا تو نصف نصف تقسیم کردی جائے گی اب اس کے بعد اگر ان میں کوئی گواہ پیش کرنا چاہے گا تو نہیں سنا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... خارج اور ذوالید میں نزاع ہے خارج نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور ذوالید نے یہ کہا میں نے اسی سے خریدی ہے دونوں نے سبب ملک بیان کیا اور وہ سبب ایسا ہے جو دیرتک نہیں ہوسکتا مثلاً ایک کہتا ہے کہ یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے ہیا دونوں کہتے ہیں کپڑا میرا ہے میں نے اسے بنا ہے یا دونوں کہتے ہیں سونا میرا ہے میں نے گانا بنوایا ہے میں نے اپنے جانور سے دوہا ہے ان میں میری ہے میں نے کھائی ہے غرض یہ کہ ملک کا ایسا سبب بیان کرتے ہیں جس میں تکرار نہیں ہوسکتی ان میں ذوالید کے گواہوں کو ترجیح مگر جب کہ ساتھ خارج نے ذوالید پر کسی عمل کا بھی دعویٰ کیا مثلاً یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے ذوالید نے اسے غصب کرلیا ہے میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے ہیا اجارہ دیا ہے تو خارج کے گواہوں کو ترجیح ہے۔ (جوہرہ نیرہ) مگر ظاہری طور پر اس کو خارج کہیں گے حقیقتاً خارج نہیں بلکہ یہی ذوالید ہے جیسا کہ ہم نے اگر سے نقل کیا۔

مسئلہ نمبر ۱۱..... اگر خارج و ذوالید دونوں اپنی اپنی ملک کا ایسا سبب بتاتے ہیں جو مکرر ہوسکتا ہے جیسے یہ درخت میرا ہے میں نے پودا غصب کیا تھا یا وہ سبب ایسا ہے جو اہل بصیرت پر مشکل سے ہوگیا کہ مکرر ہوتا ہے یا نہیں تو ان دونوں صورتوں میں خارج کو ترجیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... جب مکرر ہونے نہ ہونے میں اصل کو دیکھا جائے گا۔ تاریخ کو نہیں دیکھا جائے گا۔ دو بکریاں ایک شخص کے قبضہ میں ہیں ایک سفید دوسری سیاہ ایک شخص نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ دونوں میری ہیں اور اسی سفید بکری کا یہ سیاہ بکری کا بچہ ہے جو میرے ہاں میری ملک میں پیدا ہوا ذوالید نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ دونوں میری ملک ہیں اور اس سیاہ بکری کا یہ سفید بچہ ہے جو میری ملک میں پیدا ہوا اس صورت میں ہر ایک کو وہ بکری دے دی جائے گی جس کو ہر ایک اپنے گھر کا بچہ بتاتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... کپڑا مرغی بچہ یا یعنی انڈے دینے والے جانور کو خارج اور ذوالید ہر ایک اپنے گھر کا بچہ بتاتا ہے ذوالید کو دلایا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مرغی غصب کی اس نے چند انڈے دیئے ان میں سے کچھ اسی مرغی کے بچے نکلے کچھ دوسری کے نیچے اور سب سے بچے نکلے تو وہ مرغی مع ان بچوں کے جو اسکے نیچے نکلے ہیں مغصوب منہ (مالک) کو دی جائے اور یہ بچے جو غاصب نے اپنی مرغی کے نیچے نکلائے

ہیں خاصب کے ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵.....ایک جانور کے متعلق دو شخص مدعی ہیں کہ ہمارے یہاں کا بچہ ہے خواہ وہ جانور دونوں کے قبضہ میں ہو یا ایک کے قبضہ میں ہو یا ان میں سے کسی کے قبضہ میں نہ ہو بلکہ تیسرے کے قبضہ میں ہو اگر دونوں نے تاریخ بیان کی ہے کہ اتنے دن ہوئے جب یہ پیدا ہوا تھا اور دونوں نے گواہوں سے ثابت کر دیا تو جانور کی تاریخ سے ظاہر طور پر موافق معلوم ہوتی ہو اس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر تاریخ نہیں بیان کی تو ان میں سے جس کے قبضہ میں ہو اسے دے دیا جائے اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو یا تیسرے کے قبضہ میں ہو تو دونوں برابر کے شریک کر دیئے جائیں گے اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کر دی مگر جانور کی عمر کسی کے موافق نہیں معلوم ہوتی یا اشکال پیدا ہوگیا یہ نہیں چلتا کہ عمر کس کے قول سے موافق ہے تو اگر دونوں کے قبضہ میں ہے یا ثالث کے قبضہ میں ہے تو دونوں کو شریک کر دیا جائے اور اگر نہیں میں سے ایک کے قبضہ میں ہو تو اسی کے لئے ہے جس کے قبضہ میں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....ایک شخص کے قبضہ میں بکری ہے اس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بکری ہے میری ملک میں پیدا ہوئی اور اسے گواہوں سے ثابت کیا کہ جس کے قبضہ میں ہے اس نے یہ ثابت کیا کہ بکری میری ہے فلاں شخص سے مجھے اس کی ملک حاصل ہوئی ہے اور یہ اسی کے گھر کا بچہ ہے اسی کا قبض کے موافق فیصلہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷.....خارج نے گواہ سے ثابت کیا کہ جس نے میرے ہاتھ بیچا ہے اس کے گھر کا بچہ ہے اور ذوالید نے ثابت کیا کہ خود میرے گھر کا بچہ ہے ذوالید کے گواہوں کو ترجیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸.....دو شخصوں نے ایک عورت کے متعلق دعویٰ کیا ہر ایک اس کو اپنی منکوحہ بتاتا ہے اور دونوں نے نکاح کو گواہوں سے ثابت کیا تو دونوں جانب کے گواہ متعارض ہو کر ساقط ہو گئے نہ اس کا نکاح ثابت ہوا نہ اس کا اور عورت کو وہ لے جائے گا جس کے نکاح کی وہ تصدیق کرتی ہو بشرطیکہ اس کے قبضہ میں نہ ہو جس کے نکاح کی تکذیب کرتی ہو یا اس نے دخول نہ کیا ہو اور اگر اس کے قبضہ میں جس کی عورت نے تکذیب کی یا اس نے دخول کیا ہو دوسرے نے نہیں تو اسی کی عورت قرار دی جائے گی یہ تمام باتیں اس وقت ہیں جب کہ دونوں نے نکاح کی تاریخ نہ بیان کی ہو اور اگر نکاح کی تاریخ بیان کی ہو تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہ حق دار ہے اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہیں تو جس کے قبضہ میں ہو جس کی تصدیق وہ عورت کرتی ہو وہ حق دار ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....دو شخص نکاح کے مدعی ہیں اور گواہ ان میں سے کسی کے پاس نہ تھے عورت اس کو ملی جس کی اس نے تصدیق کی، اس کے بعد دوسرے نے گواہ سے اپنا نکاح ثابت کیا تو اس کو ملے گی کیونکہ گواہ کے ہوتے ہوئے عورت کی تصدیق کوئی چیز نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....ایک نے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ سے ثابت کیا اس کے لئے فیصلہ ہو گیا، اس کے بعد دوسرا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ پیش کرتا ہے اس کو رد کر دیا جائے گا ہاں اگر اس نے گواہوں سے اپنے نکاح کی تاریخ مقدم ثابت کر دی اس کے موافق فیصلہ ہوگا (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....عورت مر چکی ہے اس کے متعلق دو شخصوں نے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا یہ کہنا اس دعویٰ کا محصل طلب مال ہے دونوں کو اس کا وارث قرار دیا جائے گا اور شوہر کا جو حصہ ہوتا ہے اس میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے اور دونوں پر نصف نصف مہر لازم۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲.....ایک شخص نے نکاح کیا دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے کہ یہ عورت میری زوجہ ہے مدعا علیہ کہتا ہے تیری زوجہ تھی مگر تو نے طلاق دے دی اور عدت پوری ہو گئی اب اس سے میں نے نکاح کیا مدعی طلاق سے انکار کرتا ہے۔ اور طلاق کے گواہ نہیں ہیں عورت مدعی کو دلائی جائے گی اور اگر مدعی کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی تھی مگر اس سے پھر نکاح کر لیا اور مدعا علیہ دوبارہ نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے تو مدعا علیہ کو دلائی

جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... مرد کہتا ہے تیری بالغی میں تیرے باپ نے مجھ سے نکاح کر دیا عورت کہتی ہے میرے باپ نے جب نکاح کیا تھا میں بالغہ تھی اور نکاح سے میں نے ناراضی ظاہر کر دی تھی اس صورت میں قول عورت کا معتبر ہے اور گواہ مرد کے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۴..... مرد نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے اور عورت کی بہن نے دعویٰ کیا میں نے اس مرد سے نکاح کیا ہے۔ مرد کے گواہ معتبر ہوں گے عورت کے گواہ نامقبول ہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۵..... مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے انکار کر دیا عمر اس نے دوسرے کی زوجہ ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے پھر قاضی کے پاس اس مدعی کی زوجہ ہونے کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مرد نے دعویٰ کیا کہ اس عورت سے ایک ہزار مہر پر میں نے نکاح کیا ہے عورت نے انکار کر دیا مرد نے دو ہزار مہر پر نکاح ہونے کا ثبوت دیا گواہ مقبول ہیں دو ہزار مہر پر نکاح ہوا قرار پائے گا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا عورت کہتی ہے میں اس کی زوجہ تھی مگر مجھے اس کی وفات کی اطلاع ملی میں نے عدت پوری کر کے اس دوسرے شخص سے نکاح کر لیا وہ عورت مدعی کی زوجہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... ایک شخص کے پاس بیع ہے دو شخص مدعی ہیں۔ ہر ایک یہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے خریدی ہے اور اس کا ثبوت بھی دیتا ہے ہر ایک کو نصف نصف ثمن پر نصف نصف بیع کا حکم دیا جائے اور ہر ایک کو یہ بھی اختیار دیا جائے گا کہ آدھا ثمن دے کر آدھی بیع لے لے یا بالکل چھوڑ دے فیصلہ کے بعد ایک نے کہا کہ آدھی لے کر کیا کروں گا چھوڑتا ہوں تو دوسرے کو پوری بیع بھی نہیں مل سکتی کہ اس کی نصف بیع فسخ ہو چکی ہے اور فیصلہ سے قبل اس نے چھوڑ دی تو بکل لے سکتا ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۹..... صورت مذکورہ میں اگر ہر ایک نے گواہ سے یہی ثابت کیا ہے کہ پورا ثمن ادا کر دیا ہے تو نصف ثمن میں بائع یعنی ذوالید سے واپس لے گا اور اگر صورت مذکورہ میں ذوالید ان دونوں میں سے ایک کی تصدیق کرتا ہے کہ میں نے اس کے ہاتھ بیچی ہے اور اس کا اعتبار نہیں۔ یونہی بائع اگر مشتری کے حق میں یہ کہتا ہے کہ یہ بیع میری تھی میں نے اس کے ہاتھ بیچ کی ہے اور وہ بیع مشتری کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے تو بائع کی تصدیق بیکار ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... دو شخصوں نے خریدنے کا دعویٰ کیا اور دونوں نے خریداری کی تاریخ بھی بیان کی تو جس کی تاریخ مقدم ہے اس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہیں تو تاریخ والے کی اولیٰ ہے اور اگر ذوالید اور نادع میں نزاع ہو دونوں ایک شخص سے خریدنا بتاتے ہیں اور دونوں نے تاریخ نہیں بیان کی یا دونوں کی ایک تاریخ ہے یا ایک ہی نے تاریخ بیان کی ان سب صورتوں میں ذوالید اولیٰ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... دونوں نے دو شخصوں سے خریدنے کا دعویٰ کیا زید کہتا ہے میں نے عمر سے خریدی اور عمرو کہتا ہے میں نے خالد سے خریدی ان دونوں نے اگرچہ تاریخ بیان کی ہو اور اگرچہ ایک کی تاریخ دوسرے سے مقدم ہو ان میں کوئی دوسرے سے زیادہ حق دار نہیں بلکہ دونوں نصف نصف لے سکتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... بکی ایجنٹ اس کے قبضہ میں ہے دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ ایجنٹ میری ملک میں بنائی گئی ہے اور ذوالید ثابت کرتا ہے کہ میری ملک میں بنائی گئی ہے بنارث کو ترجیح ہے اور اگر بکی ایجنٹ یا چابی کو پیش کرنے کے مسائل کے متعلق یہی صورت پیش آجائے تو ذوالید کو ترجیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۳.....ہر ایک دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے میں نے اس سے خریدی ہے مثلاً زید کہتا ہے میں نے عمرو سے خریدی ہے اور عمرو کہتا ہے میں نے زید سے خریدی ہے چاہے یہ دونوں خارج ہوں یا ان میں ایک خارج ہو اور ایک ذوالید اور تاریخ کوئی بیان نہیں کرتا تو دونوں جانب کے گواہ ساقط اور چیز جس کے قبضہ میں ہے اسی کے پاس چھوڑی جائے گی پھر اگر دونوں جانب کے گواہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ چیز خریدی اور ثمن ادا کر دیا تو اولیٰ ہو گیا یعنی کوئی دوسرے سے ثمن واپس نہیں پائے گا۔ دونوں فریقوں نے صرف خریدنا ہی بیان کیا ہو یا خریدنا اور قبضہ کرنا دونوں باتوں کو بیان کیا ہو دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے یعنی دونوں جانب کے گواہ ساقط اور اگر دونوں جانب کے گواہوں نے وقت بیان کیا ہے اور جائیداد تاریخ طلبہ غیر منقولہ ہے اور بیع کے ساتھ قبضہ کو ذکر نہیں کیا ہے اور خارج کا وقت مقدم ہے تو ذوالید مستحق قرار پائے گا یعنی خارج نے ذوالید سے خریدہ کر قبل قبضہ ذوالید کے ہاتھ بیچ کر دی اور قبضہ سے قبل بیع کر دینا غیر منقول میں درست ہے اور اگر ہر ایک کے گواہ نے قبضہ بھی بیان کر دیا ہو جب بھی ذوالید کے ہاتھ بیچ کر دی اور قبضہ سے قبل بیع کر دینا غیر منقول میں درست ہے اور اگر ہر ایک کے گواہ نے قبضہ بھی بیان کر دیا ہو جب بھی ذوالید کے لئے فیصلہ ہو گا کیونکہ قبضہ کے بعد خارج نے ذوالید کے بیچ کر دی اور یہ بالاجماع جائز ہے اور اگر گواہوں نے تاریخ بیان کی اور ذوالید کی تاریخ مقدم ہے تو خارج کے موافق فیصلہ ہو گا یعنی ذوالید نے اسے خریدہ کر پھر خارج کے ہاتھ بیچ کر دیا۔ (جامع مضمرات)

مسئلہ نمبر ۳۴.....بکر نے دعویٰ کیا کہ میں نے عمرو سے یہ مکان ہزار روپے میں خریدا ہے اور عمرو کہتا ہے میں نے بکر سے ہزار روپے میں خریدا ہے اور وہ مکان زید کے قبضہ میں ہے زید کہتا ہے مکان میرا ہے میں نے عمرو سے ہزار روپے میں خریدا ہے اور سب نے اپنے اپنے دعویٰ کو گواہوں سے ثابت کیا، مکان زید ہی کو دیا جائے گا مکان دونوں کو ساقط کر دیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵.....دو شخصوں نے دعویٰ کیا ایک کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز فلاں سے خریدی ہے دوسرا کہتا ہے کہ اس نے مجھے ہبہ کی بھا صدقہ کی ہے مایسر سے پاس رہن رکھی ہے اگر چہ ساتھ ساتھ قبضہ دلانے کا بھی ذکر کرتا ہو اور دونوں نے اپنے دعویٰ کو گواہوں سے ثابت کر دیا ان سب صورتوں میں خریدنے کو سب پر ترجیح ہے یہ اس صورت میں ہے کہ تاریخ کسی جانب نہ ہو یا دونوں کی ایک تاریخ ہو اور اگر ان چیزوں کی تاریخ مقدم ہے تو جس زید کو حق دار ہیں اور اگر ایک ہی جانب کی تاریخ ہے تو ہر تاریخ ہبہ والی ہے یا اس وقت سے کہ اسی چیز میں نزاع ہو جو قابل قسمت نہ ہو جیسے غلام گھوڑا وغیرہ یا ہو اگر وہ چیز قابل قسمت ہے جیسے، مکان تو اگر مشاعی کے لئے اس میں حصہ قرار دیا جائے تو ہبہ باطل ہو جائے گا یعنی جس صورت میں دونوں کو چیز دلائی جاتی ہے یہ باطل ہے کہ مشاع قابل قسمت کا ہبہ صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۶.....خریداری کو ہبہ وغیرہ پر اس وقت ترجیح ہے کہ ایک ہی شخص سے دونوں نے اس چیز کا ملنا بتایا اور اگر زید کہتا ہے میں نے بکر سے خریدی اور عمرو کہتا ہے مجھے خالد نے ہبہ کی تو کسی کو ترجیح نہیں جس دن دونوں برابر کے حق دار ہیں۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۳۷.....ہبہ میں عوض ہے تو بیع کے حکم میں ہے یعنی اگر ایک خریدنے کا مدعی ہے دوسرا ہبہ بالعوض کا دونوں برابر ہیں نصف نصف دونوں کو ملے گی یہ مقبوضہ اور صدقہ مقبوضہ دونوں مساوی ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸.....ایک شخص نے ذوالید پر دعویٰ کیا کہ اس چیز کو میں نے فلاں سے خریدا ہے اور ایک عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس نے اس چیز کو میرے نکاح کا مہر قرار دیا ہے اس صورت میں دونوں برابر ہیں مہر کو رہن و ہبہ و صدقہ سب پر ترجیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۹.....رہن مع القبض ہبہ بغیر عوض سے قوی ہے اور اگر ہبہ میں عوض ہے تو رہن سے اولیٰ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۰.....زید کے پاس ایک چیز ہے عمرو دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے مجھ سے غصب کر لی ہے اور بکر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے یہ دیتا نہیں اور دونوں نے ثابت کر دیا دونوں برابر کے شریک کر دیئے جائیں کیونکہ امانت کو دینے سے امین ضامن کر دے تو وہ بھی غصب ہی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱..... دو مدعی نے ملک متورث کا دعویٰ کیا یعنی ہر ایک اپنی ملک کہتا ہے اور اس کے ساتھ تاریخ بھی ذکر کرتا ہے یا دونوں ذوالید کے سوا ایک شخص ثالث سے فریق نے گواہ دعویٰ کرتے ہیں اور تاریخ بھی بتاتے ہیں ان دونوں صورتوں میں جس کی تاریخ مقدم ہے وہی حق دار ہے۔ خارج اور ذوالید میں نزاع ہے ہر ایک ملک متورث کا مدعی ہے تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہی حق دار ہے اور اگر دونوں مدعیوں نے دو بائع سے فریدا تاریخ تو چاہے ثبوت تاریخ پائے نہ پائے تقدم ثابت ہوا یا نہ ہو بہر حال دونوں برابر ہیں ترجیح کسی کو نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۲..... ایک طرف گواہ زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم۔ مگر ادھر بھی دو ہوں تو جس طرف زیادہ ہوں اس کے لئے ترجیح نہیں یعنی نصاب شہادت کے بعد کمی زیادتی کا لحاظ نہیں ہوگا مثلاً ایک طرف دو گواہ ہوں دوسری طرف چار تو چار والے کو ترجیح نہیں دونوں برابر قرار دیئے جائیں گے اس لئے کہ بکثرت رسائل کا اعتبار نہیں بلکہ قوت کا لحاظ ہے۔ یونہی ایک طرف زیادہ عادل ہوں مگر دوسری طرف والے بھی عادل ہیں ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۴۳..... انسان جتنے ہیں سب آزاد ہیں جب تک غلام ہونے کا ثبوت نہ ہو آزاد ہی تصور کئے جائیں گے یہی اصل حالت ہے مگر چار موقع ایسے ہیں کہ ان میں آزادی کا ثبوت دینا پڑے گا۔ (۱) شہادت (۲) حدود (۳) قصاص (۴) قتل۔ مثلاً ایک شخص نے گواہی دی فریق مقابل اس پر طعن کرتا ہے کہ یہ غلام ہے اس وقت اس کا نطق کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ میں آزاد ہوں جب تک ثبوت نہ دے یا ایک شخص پر زنا کی تہمت لگائی اس نے دعویٰ کر دیا یہ کہتا ہے کہ غلام ہے تو حد قذف قائم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی آزادی ثابت کرے اس طرح کسی کا ہاتھ کاٹ دیا یا خطاءً قتل واقع ہوا تو اس دست بریدہ یا مقتول کے آزاد ہونے کا ثبوت دینے پر قصاص یا دیت کا حکم ہوگا ان چار جگہوں کے علاوہ اس کا کہہ دینا کافی ہوگا کہ میں آزاد ہوں اسی کا قول معتبر ہوگا۔ (درمختار و ردالمحتار)

قبضہ کی بنا پر فیصلہ

مسئلہ نمبر ۱..... کسی کی زمین میں بغیر بوئے ہوئے نکلے جیسا کہ اکثر دھان کے کھیتوں میں دیکھا جاتا ہے کہ فصل کاٹنے کے وقت کچھ دھان گر جاتے ہیں پھر دوسرے سال یا کئی سال بعد اگ جاتے ہیں یہ پیداوار مالک زمین کی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... ایک شخص کی نہر ہے جس کے کنارے پر بند ہے اور بند کے بعد کی زمین جو اس سے متصل ہے دوسرے کی ہے اس بند کے متعلق دونوں دعویٰ کرتے ہیں ہر ایک اپنی ملک بتاتا ہے مگر زمین جس کی ہے اس کا ہی قبضہ ثابت ہے کہ اس پر درخت ہوتے اور مالک نہر کا بھی قبضہ ثابت نہیں کہ نہر کی مٹی اس پر پھینکی گئی ہو تی صورت مذکورہ میں بند زمین والے کا قرار پائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... تالاب میں مٹی ڈھل کر کسی کی زمین میں جمع ہو گئی اس کا مالک مالک زمین ہے۔ (عالمگیری) یونہی برسات میں پانی کے ساتھ مٹی ڈھل کر بہتی ہے اور گڑھوں میں جب پانی ٹھہر جاتا ہے تہ نشین ہو جاتی ہے یہ مٹی اس کی ملک ہے جس کی ملک میں جمع ہوئی۔

مسئلہ نمبر ۴..... پن چکی میں جب آٹا پستا ہے کچھ آٹا جاتا ہے بغیر وزن زمین پر جمع ہو جاتا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ آٹا جو اٹھا لے اسی کا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... آج کل عموماً پن چکی والوں نے قاعدہ مقرر کر لیا ہے کہ جو آٹا پسوانے آتا ہے اسے فی من آدھ سیر یا سیر کم دیتے ہیں کہتے ہیں صحیح ہے اکثر اس سے بہت کم آٹا جاتا ہے اور یہ صحیح کی مقدار روز بہ روز بہت زیادہ جمع ہو جاتی ہے جس کو وہ بیچتے ہیں یہ جائز ہے ملک غیر پر بلا وجہ قبضہ و تصرف سے یہ صرف اتنا ہی کم ہونا چاہئے جو اڑ گیا اور کچھ دیر کے بعد دیوار وغیرہ میں پر جمع ہو جاتا ہے جس کو جھاڑ کر اکٹھا کر لیتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۶..... ڈاکو جہاں کوڑا پھینکا جاتا ہے وہ راکھ اور کوڑا بھی وہاں پھینکتے ہیں جو یہاں سے اٹھالے وہی مالک ہے مالک زمین

کی یہ ملک نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....ایک شخص کپڑا پہنے ہوئے ہے دوسرا اس کا دامن یا آستین پکڑے ہوئے ہے قبضہ پہننے والے کا ہے ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے دوسرا لگام پکڑے ہوئے ہے سوار کا قبضہ ہے۔ ایک شخص زین پر سوار ہے دوسرا اس کے پیچھے سوار ہے زین والا قابض ہے۔ ایک شخص کا اونٹ پر سامان لدا ہوا ہے دوسرے کی صرف مہار اس پر لگی ہوئی ہے سامان والا زیادہ حق دار ہے۔ بچھونے پر ایک شخص بیٹھا ہے دوسرا اسے پکڑے ہوئے ہے دونوں برابر ہیں جس طرح دونوں اس پر بیٹھے ہوں یا دونوں زین پر سوار ہوں تو دونوں برابر قابض مانے جاتے ہیں اسی طرح ایک شخص کپڑے کو لئے ہوئے ہے دوسرے کے ہاتھ میں کپڑے کا تھوڑا حصہ ہے دونوں یکساں قابض ہیں۔ اور ایک مکان میں دو شخص بیٹھے ہوئے ہیں تو کوئی بیٹھا ہوا قبضہ نہیں دونوں یکساں ہیں۔ (ہدایہ و درمختار)

مسئلہ نمبر ۸.....دونوں کی قطار کو ایک شخص کھینچے لئے جا رہا ہے اور اس قطار میں سے ایک شخص ایک اونٹ پر سوار ہے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ سب اونٹ میرے ہیں اگر یہ اونٹ سوار کے بار برداری کے ہوں تو سب سوار کے ہیں اور کھینچنے والا جو ہے اور اگر وہ سب ننگی پیٹھ ہوں تو جس پر وہ سوار ہے وہ سوار کا ہے باقی سب دوسرے کے ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....لوگوں نے دیکھا کہ مکان میں ایک شخص نکلا جس کی پیٹھ پر گٹھری بندھی ہے صاحب خانہ کہتا ہے میری ہے اگر معلوم ہے کہ یہ اس چیز کا تاجر ہے جو گٹھری میں ہے مثلاً پھیری کر کے کپڑا بیچتا ہے اور گٹھری میں کپڑے ہے ہیں تو گٹھری اس کی ہے ورنہ صاحب خانہ کی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....دیوار اس کی ہے جس کی کڑیاں اس پر ہوں یا وہ دیوار اس کی دیوار سے متصل ہو کہ اس کی اینٹیں اس میں اور اس کی اس میں منہ داخل ہوں اس کو اتصال تربیع کہتے ہیں اور اگر اس کی دیوار سے متصل مگر اس طرح نہیں تو اس کی نہیں۔ یونہی اگر اس نے دیوار بنائی (بوی فاؤنڈیشن) کہ لیا تو اس سے قبضہ ثابت نہ ہوگا یعنی دو پڑوسیوں میں دیوار کے حقیقی نزاع ہے ایک نے اس پر کڑیاں رکھ لیا ہے دوسرے نے کچھ نہیں تو دیوار میں دونوں شریک قرار پائیں گے اور اگر ان میں ایک کی کڑیاں ہوں بلکہ ایک ہی کڑی دیوار پر ہو تو اس کا قبضہ تصور کیا جائے گا۔ (ہدایہ و درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....دیوار پر ایک شخص کی کڑیاں ہیں اور دوسرے کی دیوار سے اتصال تربیع ہے تو اتصال والے کی قرار دی جائے گی مگر جس کی کڑیاں ہیں اس کو کڑیاں رکھنے کا حق حاصل رہے گا وہ شخص اس سے نہیں روک سکتا۔ دیوار کے حقیقی نزاع ہے دونوں کی اس پر کڑیاں ہیں مگر ایک کی ہاتھ دو ہاتھ نیچے ہیں دوسرے کی اوپر ہیں تو دیوار اس کی ہے جس کی کڑیاں نیچے ہیں مگر اوپر والے کو کڑی رکھنے سے منع نہیں کر سکتا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....دیوار متنازع فیہ ایک شخص دیوار سے متصل ہے اگر یہ اتصال تربیع نہیں بلکہ کھلی ہوئی ہے اور دوسرے کی دیوار سے اتنا بھی لگاؤ نہیں تو جس کی دیوار سے اتصال ہے وہ حق دار ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳.....ایک شخص نے اپنے مکان کی کڑیاں دوسرے کی دیوار پر رکھنے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد مالک دیوار نے اپنا مکان بیچ ڈالا خریدار اس سے کہتا ہے کہ تم میری دیوار سے کڑیاں اٹھالو اس کو اختیار ہوں نئی یونہی۔ مکان کے نیچے تہہ خانہ بنالیا ہے اور مشتری اسے بند کرنے کو کہتا ہے تو بند کرا سکتا ہے ہاں اگر بائع نے فروخت کرنے کے وقت یہ شرط کر دی تھی کہ اس کی کڑیاں یا تہہ خانہ رہے گا تو اب مشتری کو منع کرنے کا حق نہیں رہا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴.....دوسرے کی دیوار پر بطور ظلم متعدی کڑیاں رکھ لی ہیں اس نے مکان بیچ کیا یا کرایہ پر دے دیا اس سے مصالحت کر لی

یا اس کے اس فعل کو معاف کر دیا پھر بھی بنانے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... دیوار پر دو شخصوں کی کڑیاں ہیں ہر ایک اپنی اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اگر گواہوں سے ملک ثابت نہ ہو صرف اس علامت سے ملک ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اگر دونوں کی کم از کم تین تین کڑیاں ہیں تو دیوار دونوں میں مشترک ہے اور اگر ایک کی تین سے کم ہوں تو دیوار اس کی قرار دی جائے گی جس کی زیادہ کڑیاں ہوں اور اس کو کڑی رکھنے کا حق ہے اس سے نہیں منع کر سکتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... دو مکانوں کے درمیان دیوار ہے جس کا ہر ایک مدعی ہے اس دیوار کا رخ ایک طرف ہے دوسری طرف بالچیت ہے وہ دیوار دونوں کی قرار پائے گی یہ نہیں کہ جس طرف اس کا رخ ہے اسی کی ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے اس کا ایک کنارہ گر گیا جس سے معلوم ہوا کہ دو دیواریں ہیں ایک دیوار دوسری کے ساتھ چپکی ہوئی ہے ایک طرف والا یہ چاہتا ہے کہ اپنی طرف کی دیوار بنا دے اگر وہ دونوں یہ کہہ چکے ہوں کہ دیوار مشترک ہے تو دونوں دیواریں مشترک بنائی جائیں گی کسی کو دیوار بنانے کا اختیار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... دیوار مشترک ہے اس پر اپنی کڑیاں وغیرہ ڈالنی چاہیں جن کا بوجھ ہے وہ دیوار اس کی جانب جھکی جس کا دیوار پر کوئی سامان نہیں ہے اس نے لوگوں کو گواہ کر کے دوسرے سے کہا کہ اپنا سامان اتار لو ورنہ دیوار گرنے سے نقصان ہوگا اس نے نہ اتارا تو دیوار گر گئی اور اس کا نقصان ہوا مگر اس وقت جب اس نے کہا تھا دیوار خطرناک حالت میں تھی اس پر ان چیزوں کا تاوان لازم ہوگا جو نقصان ہوئیں۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۱۹..... دیوار مشترک گر گئی ایک کے عیال بچے ہیں پردہ کی ضرورت ہے وہ چاہتا ہے کہ دیوار بنائی جائے تاکہ بے پردگی نہ ہو دوسرا انکار کرتا ہے اگر وہ دیوار اتنی چوڑی ہے کہ تقسیم ہو سکتی ہے یعنی ہر ایک کے حصہ میں اتنی چوڑی زمین آ سکتی ہے جس میں پردہ کی دیوار بن جائے تو زمین تقسیم کر دی جائے یا پوری زمین میں پردہ کی دیوار بنالے اور اتنی چوڑی نہ ہو تو دوسرا دیوار بنانے پر مجبور کیا جائے گا۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... دیوار مشترک کو دونوں شریکوں نے متفق ہو کر گرایا ایک شریک پھر سے بنانا چاہتا ہے دوسرا صرف دینے سے انکار کرتا ہے کہتا ہے مجھے اس دیوار پر کچھ رکھنا نہیں بیشک ہاں میرے زمین دوں گا پہلا شخص دیوار بنانے میں جو کچھ خرچ کرے اس کا نصف دوسرے کو دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... ایک وسیع مکان ہے جو بہت سے دالان اور کمروں پر مشتمل ہے ان میں سے ایک کمرہ ایک کا ہے باقی تمام کمرے دوسرے کے ہیں صحن مکان کے متعلق دونوں میں نزاع ہے صحن دونوں کو دے دیا جائے گا کیوں کہ صحن کے استعمال میں دونوں برابر ہیں مثلاً آنا جانا اور وضو وغیرہ کا پانی گرانا اور خانہ داری کے سامان رکھنا۔ (ہدایہ) یہ اس صورت میں ہے جب یہ معلوم نہ ہو کہ صحن میں کسی کی کتنی ملک ہے اور اگر معلوم ہو کہ ہر ایک کی ملک اتنی ہے تو تقسیم بقدر ملک ہوگی مثلاً مکان ایک شخص کا ہے وہ مر گیا اور وہ مکان ورثا میں تقسیم ہوا کسی کو کم ملا کسی کو زیادہ تو صحن کی تقسیم بھی اسی طرح ہوگی مثلاً ایک کو ایک کمرہ ملا دوسرے کو دو صحن بھی ایک کو ملے دوسرے کو دو ملے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... گھاٹ اور پانی میں نزاع ہو ایک کے کھیت زیادہ ہیں اور ایک کے کم تو اس کی تقسیم کھیتوں کے لحاظ سے ہوگی جس کے کھیت زیادہ ہیں وہ زیادہ کا مستحق ہے اور جس کے کم ہے وہ کم کا مستحق ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... غیر منقول میں قبضہ کا ثبوت گواہوں سے ہوگا یا مالکانہ تصرف سے ہوگا مثلاً زمین میں اینٹ تھاپنا گزھا کھودنا یا عمارت بنانا جس کا یہ تصرف ہے وہ قابض ہے اس میں قبضہ کا ثبوت تصادق سے نہیں ہوگا جو منکر سے انکار ہوگا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... ایک چیز کے متعلق فی الحال ملک کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے زمانہ گزشتہ میں اس کی ملک ہونا بیان کیا گواہی معتبر ہے یعنی دعویٰ اور شہادت میں مخالفت نہیں ہے بلکہ زمانہ گزشتہ کی اس ملک اس وقت بھی ثابت مانی جائے گی جب تک اس کا زائل ہونا ثابت نہ ہو۔ (درمختار)

دعوائے نسب کا بیان

مسئلہ نمبر۱..... ایک بچہ کی نسبت عمرو نے بیان کیا کہ یہ بچہ میرا بیٹا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے پڑوکا عمرو کا بیٹا کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا اگر چہ زید بھی اس کے بیٹے ہونے سے انکار کرتا ہو یعنی دوسرے کی طرف منسوب کر دینے کے بعد اپنی طرف منسوب کرنے کا حق عمرو باقی نہیں رہتا۔ (بدائع)

مسئلہ نمبر۲..... ایک لڑکے کی نسبت یہ کہا میرا لڑکا ہے پھر کہا میرا نہیں ہے یہ دوسرا قول باطل ہے یعنی نسب کا اقرار کر لینے کے بعد نسب ثابت ہو جاتا ہے لہٰذا اب انکار نہیں کر سکتا یا اس وقت ہے کہ لڑکے نے اس کی تصدیق کر لی ہے اور اگر اس نے تصدیق نہیں کی ہے تو نسب ثابت نہیں ہاں اگر لڑکے نے پہلے اس کی تصدیق کر لی تو نسب ثابت ہو گیا کیونکہ وہ اقرار کر چکا ہے اس کے بعد انکار کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۳..... باپ نے نسب کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہے پھر اپنے اس اقرار ہی سے منکر ہے کہتا ہے میں نے اقرار نہیں کیا ہے بیٹا گواہوں سے ثابت کر سکتا ہے اس بارہ میں شہادت مقبول ہے اور ایک شخص نے یہ اقرار کیا تھا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے یہ اقرار بیکار ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۴..... دو توام بچے (جڑواں) پیدا ہوئے یعنی دونوں ایک حمل سے پیدا ہوئے دونوں کے مابین چھ ماہ سے کم کا فاصلہ ہے جان میں سے ایک کے نسب کا اقرار دوسرے کا بھی اقرار ہے ایک کا نسب جس سے ثابت ہو گا دوسرے کا بھی اسی سے ثابت ہو گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۵..... ایک شخص نے کہا میں فلاں کا وارث نہیں ہوں پھر کہتا ہے میں اس کا وارث ہوں اور میراث پانے کی وجہ سے بھی بیان کرتا ہے یہ دعویٰ صحیح ہے اور یہاں تناقض مانع دعویٰ نہیں کہ نسب میں تناقض معاف ہے اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ لڑکا میرے چچا زاد بھائی ہیں یہ دعویٰ صحیح نہیں جب تک دادا کا نام نہ بتائے اور بھائی کا دعویٰ کیا تو اس کیلئے دادا کا نام ذکر کرنا ضروری نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶..... یہ دعویٰ کیا کہ فلاں میرا بھائی ہے یا اس کے علاوہ اس قسم کے دعوے کہ مدعا علیہ اقرار بھی کرے تو لازم نہیں یہ دعوے مسموع ہیں گے جب تک مال کا تعلق نہ ہو مثلاً اس نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے اس نے انکار کر دیا کہ اس کا بھائی نہیں ہوں قاضی دریافت کرے گا کیا اس کے پاس تیرے باپ کا ترکہ ہے جس کا تو دعویٰ کرنا چاہتا ہے یا نفقہ یا اور کوئی حق ہے کہ بغیر بھائی بنائے ہوئے اس حق کو نہیں لے سکتا اگر کہے کہ ہاں میرا مطلب یہی ہے تو ثبوت نسب پر گواہ لئے جائیں گے اور مقدمہ چلے گا ورنہ مقدمہ کی سماعت نہ ہوگی اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں میرا باپ ہے وہ انکار کرتا ہے تو مال یا حق کا تعلق ہو یا نہ ہو بہر حال دعوے کی سماعت ہوگی اور گواہوں سے نسب ثابت کیا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۷..... نسب وراثت کا دعویٰ ہے گواہوں سے نسب ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے لئے خصم ہونا ضروری ہے وارث یا دائن یا مدین یا موصیٰ لہ یا وصی کے مقابل میں ثبوت پیش کرنا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۸..... مدعی نے ایک شخص کو حاضر کر کے یہ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا اس پر فلاں حق ہے وہ اقرار کرے یا انکار بہر حال اس کو گواہوں سے نسب ثابت کرنا ہوگا اور اگر اپنے باپ کی میراث کا اس پر دعویٰ کیا اور اس نے اقرار کر لیا حکم دیا جائے گا کہ مدعی کو دے دے اور یہ فیصلہ ابھی تک حد ود ہے اس کے باپ سے تعلق نہیں اس کا باپ فرض کرو مر چکا اور آ گیا تو جس نے اس کا مال دیا ہے اس سے وصول کرے گا اور وہ پیچھے سے لے گا اور اگر وہ شخص جس کو دلایا ہے منکر ہے تو اس سے کہا جائے گا تو گواہوں سے اپنے باپ کا مرنا ثابت کر اور یہ کہ تو اس کا وارث ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... ایک بچے کے متعلق ایک مسلم اور ایک کافر دونوں دعویٰ کرتے ہیں مسلمان کہتا ہے یہ میرا غلام ہے اور کافر کہتا ہے یہ میرا بیٹا ہے بچہ آزاد اور اس کا کافر کا بیٹا قرار دیا جائے گا اور اگر مسلمان نے پہلے دعویٰ کر دیا تو مسلمان کا غلام قرار دیا جائے گا اور اگر مسلمان اور کافر دونوں نے اس کے بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تو مسلم کا بیٹا قرار دیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... شوہر والی عورت ایک بچے کی نسبت کہتی ہے یہ میرا بچہ ہے اس کا یہ دعویٰ درست نہیں جب تک ولادت کی شہادت کوئی عورت نہ دے اور دائی کی تنہا شہادت اس بارہ میں کافی ہے کیونکہ یہاں فقط اتنی شہادت کی ضرورت ہے کہ یہ بچہ اس عورت سے پیدا ہے۔ رہا نسب اس کے لئے شہادت کی ضرورت نہیں شوہر والی ہونا کافی ہے اور اگر عورت معتدہ ہو تو شہادت کامل کی ضرورت ہے یعنی دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں جنہیں حمل ظاہر ہوا شوہر نے حمل کا اقرار کیا ہو تو دائی کی شہادت ایک عورت کی کافی ہوئی اور اگر نہ شوہر والی ہو نہ معتدہ ہو تو فقط اس عورت کا کہنا کہ میرا بچہ ہے کافی ہے کیونکہ یہاں کسی سے نسب کا تعلق نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... شوہر والی عورت نے کہا میرا بچہ ہے اور شوہر اس کی تصدیق کرتا ہے تو کسی شہادت کی ضرورت نہیں نہ مرد کی نہ عورت کی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... بچے کے متعلق میاں بیوی کا جھگڑا ہے شوہر کہتا ہے میرا بچہ ہے اور دوسری عورت سے ہے اس سے نہیں اور عورت کہتی ہے میرا بچہ ہے اس خاوند سے نہیں بلکہ دوسرے خاوند سے۔ فیصلہ یہ ہے کہ وہ جنہیں دونوں کا بچہ ہے یہ اس وقت ہے کہ بچہ چھوٹا ہو جو بتا نہیں سکتا ہو کو اس کے باپ ماں کون ہیں اور اگر اتنا ہو کہ اپنے کو بتا سکے تو وہ جس کی تصدیق کرے اسی کا بیٹا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... لڑکا شوہر کے قبضہ میں ہے اور وہ یہ کہتا ہے یہ میرا لڑکا دوسری بیوی سے ہے عورت کہتی ہے یہ میرا لڑکا پہلی سے ہے یہاں شوہر کا قول معتبر ہے اور اگر لڑکا عورت کے قبضہ میں ہے عورت کہتی ہے یہ میرا لڑکا پہلے شوہر سے ہے اور شوہر کہتا ہے یہ میرا لڑکا تجھ سے ہے اس میں بھی شوہر کا قول معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... شوہر کے قبضہ میں بچہ ہے اس نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسری زوجہ سے ہے دوسری عورت سے نسب ثابت ہو گیا اس کے بعد عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرا بچہ ہے اس سے نسب نہیں ثابت ہوگا اور اگر عورت نے پہلے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ ہے دوسرے شوہر سے ہے اور بچہ عورت کے قبضہ میں ہے اس کے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسری عورت سے ہے اگر ان کا باہم نکاح معروف و مشہور ہو دونوں کا قول معتبر بلکہ یہ بچہ انہیں دونوں کا قرار پائے گا اور اگر نکاح معروف و مشہور نہ ہو تو عورت کا قول معتبر ہے۔ (عالمگیری)

متفرقات:

مسئلہ نمبر ۱۵..... مدعا علیہ کو جب علم ہو کہ مدعی کا دعویٰ حق درست ہے تو اسے انکار کرنا جائز نہیں مگر بعض جگہ وہ یہ کہہ کر مشتری نے مبیع میں عیب کا دعویٰ کیا اگر مدعا علیہ یعنی بائع اقرار کر لیتا ہے تو مبیع واپس کر دی جائے گی مگر بائع اپنے بائع پر واپس نہیں کر سکتا۔ یونہی وہی کو معلوم ہے کہ دین ہے اور خود ہی اقرار کرنے لے مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنے کا موقع نہ دے تو یہ دین خود اس کی ذات پر واجب ہو جائے گا روح:۔ کر سکے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... حق بھول پر حلف نہیں دیا جاتا مگر ان چند مواقع میں (1) وصی یتیم (2) متولی وقف قاضی کے نزدیک متہم ہوں۔ (3) رہن بھول جائے ایک کیڑا رہن رکھا (4) ہوائے سرقہ (5) ہوائے غصب (6) امین کی خیانت۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... ایک شے کے متعلق بردباری کی خواہش کرنا یعنی یہ کہ میرے ہاتھ بیچ کر دو یا ہبہ کی خواستگار کرنا یا یہ درخواست کرنا کہ اسے میرے پاس امانت رکھ دو یا میرے کرایہ میں دے دو یہ سب دعوے ملک کی مانع ہیں یعنی اب اس چیز کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸.....لونڈی کے متعلق یہ درخواست کرنا کہ مجھ سے اس کا انتاع کر دیا جائے اب اس کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ عورت سے نکاح کی خواستگاری کرنا دعویٰ نکاح کو منع نہیں کرتا ہے یعنی اب یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میری زوجہ ہے۔ (درمختار)

اقرار کا بیان

اقرار کرنے والے نے جس شے کا اقرار کیا وہ اس پر لازم ہو جاتی ہے۔ قرآن و حدیث و اجماع سب سے ثابت ہے کہ اقرار امر کی دلیل ہے کہ مقر کے ذمہ وہ حق ہے جس کا اس نے اقرار کیا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ (پ۳، البقرہ۲۸۲)

اور جس بات پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ نہ گھٹائے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت میں جس پر حق ہے اس کو املا کرنے کا حکم دیا ہے اور املا اس حق کا اقرار ہے لہٰذا اگر اقرار رجعت نہ ہوتا تو اس کے املا کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ اس کو اس سے منع کیا گیا ہے حق کے بیان میں کمی کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے کا اقرار کرے گا وہ اس کے ذمہ لازم ہو گا اور ارشاد فرماتا ہے۔

ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا (پ۳، اٰل عمرٰن۸۱)

انبیاء علیہم السلام سے حضور اقدس ﷺ پر ایمان لانے اور حضور ﷺ کی مدد کرنے کا جو عہد لیا گیا اس کے متعلق ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس میں میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا اس سے معلوم ہوا کہ اقرار رجعت ہو اور نہ اقرار کا مطالبہ نہ ہوتا اور فرماتا ہے

كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ (پ۶، النسآء۱۳۵)

انصاف پر قائم ہو جاؤ اور اللہ ہی کے لیے گواہی دیتے چاہے اس میں تمہارا نقصان ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

تمام مفسرین فرماتے ہیں اپنے خلاف شہادت دینے کے معنی اپنے ذمہ حق کا اقرار کرنا۔ حدیثیں اس بارے میں متعدد ہیں حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کو اقرار کی وجہ سے رجم کرنے کا حکم فرمایا۔ غامدیہ سحابیہ پر بھی رجم کا حکم ان کے اقرار ہی پر فرمایا۔ حضرت انیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا اس شخص کی عورت کے پاس صبح جاؤ اگر وہ اقرار کرے رجم کر دو۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اقرار سے جب حدود تک ثابت ہو جاتے ہیں تو دوسرے قسم کے حقوق بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوں گے۔

فائدہ: بظاہر اقرار مقر کے لیے مضر ہے کہ اس کی وجہ سے اس پر ایک حق ثابت ہو کر لازم ہو جاتا ہے جواب تک ثابت نہ تھا مگر حقیقت میں مقر کے لئے اس میں بہت فوائد ہیں ایک فائدہ یہ ہے کہ اپنے ذمہ سے دوسرے کا حق ساقط کرتا ہے یعنی صاحب حق کے حق سے بری ہو جاتا ہے اور لوگوں کی زبان بندی ہو جاتی ہے کہ اس معاملہ میں اب اس کی مذمت نہیں کر سکتے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جس کی چیز تھی اس کو دے کر اپنے بھائی کو نفع پہنچایا اور یہ اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ سب کی نظروں میں یہ شخص راست گو ثابت ہوتا ہے اور ایسے شخص کی بندگان خدا تعریف کرتے ہیں اور یہ اس کی نجات کا ذریعہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۱.....کسی دوسرے کے حق کا اپنے ذمہ ہونے کی خبر دینا اقرار ہے اقرار اگر چہ لفظ ہے مگر اس میں انشاء کے معنی بھی پائے جاتے ہیں یعنی جس چیز کی خبر دیتا ہے وہ اس کے ذمہ ثابت ہو جاتی ہے اگر اپنے حق کی خبر دے گا کہ فلاں کے ذمہ میرا یہ حق ہے یہ دعویٰ ہے اور دوسرے کے حق کی دوسرے کے ذمہ ہونے کی خبر دے گا تو یہ شہادت ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....ایک چیز جو زید کی ملک میں ہے مگر وہ کہتا ہے یہ عمر کی ہے عمرو کا یہ اقرار ہے جب تک عمر اس عمرو کا مالک نہ ہو جائے عمرو کو دیا واجب ہوگا۔ یونہی ایک غلام کی نسبت یہ کہتا ہے یا آزاد ہے اقرار صحیح ہے جب تک اس غلام کو خرید نے کے آزاد ہو جائے گا اور ثمن بائع سے

واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اس کے اقرار سے مالِ کو کیا تعلق۔ کسی۔ کان کی نسبت کہتا ہے یہ وقف ہے جب بھی اس کا مالک ہو جائے گا خواہ بطریقے اس کو وراثت میں ملے یہ کان وقف قرار پائے گا۔ ان مسائل سے معلوم ہوا کہ اقرار ثبوتاً ہوتا تو غلام آزاد ہوتا نہ کان وقف ہوتا نہ اس چیز کا دینا لازم ہوتا کیونکہ ملکِ غیر میں انشا صحیح نہیں، کسی شخص پر اکراہ کر کے طلاق یا عتاق کا اقرار کر دیا گیا، یہ اقرار صحیح نہیں، اپنے نصف مکان شائع کا کسی سے اقرار کیا صحیح ہے۔ عورت نے زوجیت کا بغیر گواہوں کی موجودگی اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے یہ سب مسائل بھی اسی کی دلیل ہیں کہ ثبوتاً نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... ایک شخص نے کسی بات کا اقرار کیا تو محض اس اقرار کی بنا پر اس پر دعویٰ نہیں ہو سکتا یعنی مقررلہ یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ چونکہ اس نے اقرار کیا ہے لہٰذا مجھے وہ حق دلایا جائے کہ یہ ایک شے ہے اور اس میں کذب کا بھی احتمال ہے ہاں اگر وہ خود اپنی رضامندی سے دے دے تو یہ ایک جدید ہبہ ہوگا اور اگر یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیز میری ہے اور اس نے خود بھی اقرار کیا ہے اور میرا اس کے ذمہ اتنا ہے اور اس نے اس کا اقرار بھی کیا ہے تو یہ دعویٰ مسموع ہوگا پھر اگر مدعا علیہ اقرار سے انکار کرے تو اس کو اس پر حلف نہیں دیا جائے گا کیونکہ اس نے اقرار کیا ہے بلکہ اس پر کہ یہ چیز مدعی کی نہیں ہے اور میرے ذمہ اس کا یہ مطالبہ نہیں ہے ان باتوں سے معلوم ہوا کہ اقرار ثبوتاً ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... اس کے انشا ہونے کے یا تمام ہونے کے لیے مقررلہ نے اقرار کو رد کر دیا تو رد ہو جائے گا اس کے بعد پھر اگر قبول کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا اور قبول کرنے کے بعد اگر رد کرے گا تو رد نہیں ہوگا مقرر کے اقرار کو رد کر دیا اس کے بعد مقرر نے دوبارہ اقرار کیا اگر قبول کرے گا تو کر سکتا ہے کیونکہ یہ دوسرا اقرار ہے اقرار کی وجہ سے جو ملک ثابت ہوئی وہ ان چیزوں میں نہیں کہ ثابت ہوئی جو زوائد ہیں اور بلا ملک ہو چکی ہیں۔ مثلاً بکری کا اقرار کیا تو اس کا بچہ مر چکا ہے یا خود مقرر نے ہلاک کر دیا ہے مقررلہ اس کا معاوضہ نہیں لے سکتا۔ ان باتوں سے معلوم ہوا کہ یہ انشا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... مقررلہ کی ملک نفسِ اقرار سے ثابت ہوتی ہے مقررلہ کی تصدیق اس کے لئے درکار نہیں البتہ حق رد میں یہ تملیک جدید ہے رد کرنے سے رد ہو جائے گا اور مقرر نے تصدیق کر لی تو اب رد نہیں ہو سکتا۔ اگر رد کرے بھی تو رد نہ ہوگا اور قبل تصدیق مقررلہ اس وقت رد کر سکتا ہے جب خاص اسی مقررلہ نے رد کر دیا ہو اور دوسرے کا حق ہو تو اسے رد نہیں کر سکتا مثلاً ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ اتنے میں بیچ کر دی ہے مقررلہ نے رد کر دیا کہہ دیا کہ میں نے تم سے کوئی چیز نہیں خریدی ہے اس کے بعد وہ کہتا ہے میں نے تم سے خریدی ہے اب اسے مقر کہتا ہے میں نے تمہارے ہاتھ نہیں بیچی ہے۔ بائع پر وقتِ لازم ہو گئی کہ بائع و مشتری میں سے ایک کا اقرار بیع کے لیے معتبر نہیں دونوں انکار کرتے تو بیع فسخ ہو جاتی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... جو کچھ اقرار کیا ہے مقرر پر لازم ہے اس میں شرط خیار نہیں ہو سکتی مثلاً دو تین یا تین کا اقرار کیا اور یہ کہہ دیا کہ مجھے تین دن کا خیار حاصل ہے یہ شرط باطل ہے اگر چہ مقررلہ اس کی تصدیق کرتا ہو اور مال لازم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... اقرار کے لئے شرط یہ ہے کہ اقرار کرنے والا عاقل بالغ ہو اور اگر اجبر کے ساتھ اس نے اقرار نہ کیا ہو تو آزاد ہو اس کے لئے شرط نہیں مگر غلام نے مال کا اقرار کیا مالک کا فی الحال مأذون نہیں بلکہ آزاد ہونے کے بعد ماخوذ ہوگا۔ غلام کے دو اقرار جن میں کوئی تہمت نہ ہو فی الحال ماخوذ ہیں جیسے حد و قصاص کے اقرار اور جس اقرار میں تہمت ہو سکے مثلاً مال کا اقرار یا آزاد ہونے کے بعد ماخوذ ہوگا۔ ماذون کا وہ اقرار جو تجارت سے متعلق ہو مثلاً فلاں دکاندار کا میرے ذمہ اتنا باقی ہے فی الحال ماخوذ ہے اور جو تجارت سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ بعد عتق ماخوذ ہوگا جیسے جنایت کا اقرار۔ بالغ جس کو تجارت کی اجازت ہے غلام کے حکم میں ہے یعنی تجارت کے متعلق جو اقرار کرے گا ماخوذ ہوگا اور جو تجارت کے قبیل سے نہیں وہ ماخوذ نہیں مثلاً یہ اقرار کہ فلاں کی میں نے غالت کی ہے نشہ کی حالت میں اقرار کیا اگر نشہ کا استعمال جائز طور پر کیا اس کا اقرار صحیح ہے۔

(درمختار)

مسئلہ نمبر ۸.....مقر بہ یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہے وہ معلوم ہو یا مجہول دونوں صورتوں میں اقرار صحیح ہے مگر اقرار مجہول کا بیان اگر ایسی چیز سے کیا جس میں جہالت مفسد ہوتو یہ اقرار صحیح نہیں مثلاً یہ اقرار کیا تھا کہ فلاں شخص کا میرے ذمہ کچھ ہے اور اس کا سبب بیع یا اجارہ بتایا ہے مثلاً میں نے کوئی چیز اس سے خریدی تھی یا اس کے ہاتھ بیچی تھی یا اس کو کرایہ پر دی تھی یا کرایہ پر لی تھی تو ان سب میں جہالت مفسد ہے لہٰذا یہ اقرار صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹.....اقرار کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ مقر لہ کی تسلیم واجب ہو اگر میں کا اقرار ہے تو جبھی اس چیز کی تسلیم واجب ہے اور دین کا اقرار ہے تو مثل کی تسلیم واجب ہے اور اگر اس کی تسلیم واجب نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں مثلاً کہتا ہے میں نے اس کے ہاتھ ایک چیز بیچ کی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....مقر کی جہالت اقرار کو باطل کر دیتی ہے مثلاً یہ کہتا ہے کہ تمہارا ہزار روپیہ ہم میں کسی پر باقی ہے ہاں اگر اپنے ساتھ اپنے غلام کو ملا کر اس طرح قرار کریں تو صحیح ہے مقر لہ کی جہالت اگر فاحش ہو تو اقرار صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے۔ جہالت فاحش کی مثال یہ ہے کہ میرے ذمہ کسی کے ہزار روپے ہیں تھوڑی سی جہالت ہو اس کی مثال یہ ہے جان دونوں میں ایک کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے مگر مقر کو بتانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر ان دونوں نے اس پر دعویٰ کیا تو دونوں کے مقابل میں اس پر حلف دیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....مجہول شے کا اقرار کیا مثلاً فلاں کا میرے ذمہ ایک چیز ہے اس کا ایک حق ہے تو بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اس کو یہی چیز بیان کرنی ہوگی جس کی کوئی قیمت ہو دیانت کرنے پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ گیہوں کا ایک وائبنی کا ڈھیلا یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک پیسہ اس کا ہے کیونکہ اس کے لئے قیمت ہے حق کے متعلق دیانت کیا گیا کہ اس کا کیا حق تیرے ذمہ ہے اس نے کہا میری مراد اسلامی حق ہے یہ مقبول نہیں کہ عرف کے خلاف ہے۔ (درمختار) اگر اس نے یہ کہا کہ فلاں کا میرے ذمہ حق ہے اسلامی حق بغیر فاصلہ تو یہ بیان مقبول ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... مقر نے شے مجہول کا اقرار کیا اور اس سے بیان کرایا گیا مقر لہ کہتا ہے کہ میرا مطالبہ اس سے زیادہ ہے جو اس نے بیان کیا ہے تو قسم کے ساتھ مقر کا قول معتبر ہے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۱۳..... یہ کہا کہ میں نے فلاں کی چیز غصب کی ہے اس کا بیان ایسی چیز سے کرنا ہوگا جس میں تنافع جاری ہو یعنی دوسرے کی طرف سے رکاوٹ پیدا کی جائے ایسی چیز بیان نہیں کر سکتا جس میں تنافع نہ ہو تا ہو اگر بیان میں یہ کہا کہ میں نے اس کے بیٹے یا بیوی کو چھین لیا ہے تو مقبول نہیں کہ یہ مال نہیں اور اگر مکان یا زمین کو بتایا ہے تو مان لیا جائے گا اگرچہ اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غصب نہیں ہوگا مگر عرف میں اس کو بھی غصب کہتے ہیں (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں کی ایک چیز ہے اور بیان میں ایسی چیز ذکر کی جو مال متقوم نہیں اور مقر لہ نے اس کی بات مان لی تو مقر کو وہی چیز ملے گی جو بیوں غصب میں ایسی چیز بیان کی کہ وہ بیان صحیح نہیں مگر مقر لہ نے مان لیا تو اس کو وہی چیز ملے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... یہ کہا کہ میرے پاس فلاں کی ودیعت (امانت) ہے تو اس کا بیان ایسی چیز سے کرنا ہوگا جو امانت رکھی جاتی ہو اور اگر مقر لہ نے دوسری چیز امانت رکھنا بتایا ہے تو مقر لہ کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے امانت کا اقرار کیا اور ایک کپڑا لایا کہ یہ میرے پاس امانتاً رکھا تھا اور اس میں میرے پاس یہ عیب پیدا ہو گیا تو اس پر ضمان واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶.....اگر مال کا اقرار ہے مثلاً کہا فلاں کا میرے ذمہ مال ہے تو اگرچہ کم و بیش سب کو مال کہتے ہیں مگر عرف میں قلیل کو مال نہیں کہتے کم سے کم اس کا بیان ایک درہم سے کیا جائے اور لفظ مال عظیم سے نصاب زکوٰۃ کو بیان کرنا ہوگا اس سے کم بیان کرے گا تو معتبر نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷.....مقر لہ کو علم ہے کہ مقر اپنے اقرار میں جھوٹا ہے تو مقر لہ کو وہ مال لینا حلال نہیں ہاں اگر مقر خوشی سے دیتا ہے تو

لینا جائز ہے کہ یہ جو یہ ہبہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... یہ کہا میرے یا میرے ساتھ گھر میں یا میرے صندوق میں اس کی فلاں چیز ہے یہ امانت کا اقرار ہے اور اگر کہا میرا کل مال اس کے لئے ہے یا جو کچھ میری ملک ہے اس کی ہے یہ اقرار نہیں بلکہ ہبہ ہے لہٰذا اس میں ہبہ کی شرائط کا اعتبار ہوگا کہ قبضہ ہو گیا تو تمام ورنہ نہیں۔ فلاں زمین جس کی حدود یہ ہیں میرے فلاں پچہ کی ہے یہ ہبہ ہے اور اس میں قبضہ کی ضرورت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... یہ کہا کہ فلاں کے مجھ پر سو روپے ہیں یا میری جانب سو روپے ہیں یہ دین کا اقرار ہے مقرر یہ کہے کہ وہ روپے امانت ہیں اس کی بات نہیں مانی جائے گی مگر جب کہ اقرار کے ساتھ متصلاً امانت ہونا بیان کیا تو اس کی بات معتبر ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... یہ کہا مجھے فلاں کو دس روپے دینے ہیں اس کہنے سے اس پر دینا لازم نہیں جب تک اس کے ساتھ یہ نہ کہے کہ وہ میرے ذمہ ہیں یا مجھ پر ہیں یا میری گردن پر ہیں یا وہ دین ہیں یا حق ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... یہ کہا کہ میرے مال میں یا میرے روپے میں اس کے ہزار روپے ہیں یہ اقرار ہے بلکہ اگر یہ ہزار روپے ممتاز ہوں یعنی علیحدہ ہوں تو وہ بیعت کا اقرار اور نہ شرکت کا (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... عورت نے شوہر سے کہا جو کچھ میرا پاہئے تھا میں نے تم سے پالیا۔ پھر وصول پانے کا اقرار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... باپ نے یہ کہا میرا یہ مکان جھو نے بچوں کا ہے تو لفظ ہبہ کے لئے ہے اور وہ ہبہ لڑکا بیان نہیں کیا لہٰذا باطل ہے اور اگر یہ کہا کہ یہ مکان میرے چھوٹے بچوں کا تو اقرار ہے اس کی اولاد میں تین چھوٹے بچوں کا اقرار پائے گا بلکہ اردو کے محاورے کے لحاظ سے وہ بچوں کا ہوگا یونہی اگر یہ کہا کہ میرے اس مکان کا ٹکٹ فلاں کے لئے ہے تو ہبہ ہے اور یہ کہا کہ اس مکان کا ٹکٹ فلاں کا ہے تو اقرار ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲۴..... ایک شخص نے کہا میرے اتنے روپے تمہارے ذمہ ہیں تو اس نے کہا تحمل سلار کھو یہ اقرار نہیں کہ اس سے استمہال مقصود ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... ایک شخص نے کہا تمہارے ذمہ میرے ایک ہزار روپے ہیں اس نے کہا کہ ان کو گن کر لے لو یا مجھے اتنے دنوں کی مہلت دے دو یا میں نے تم کو دا کر دیئے یا تم نے معاف کر دیئے یا تم نے مجھ پر صدقہ کر دیئے یا تم نے مجھے ہبہ کر دیئے یا میں نے تمہیں زید پر ان کا حوالہ کر دیا تو ایا کہ ابھی سیاہ پوری نہیں ہوئی یا کل دوں گا یا ابھی میسر نہیں یا کہا تم کس قدر تقاضے کرتے ہو واللہ میں تمہیں دوانہیں کروں گا یا تم مجھ سے آج نہیں لے سکتے یا کہا ٹھہر جاؤ میرا روپیہ آ جائے یا میرا نوکر آ جائے یا مجھ سے کون لے سکتا ہے یا کسی کو کل بھیج دینا وہ قبضہ کر لے گا ان سب صورتوں میں ایک ہزار کا اقرار ہو گیا بشرطیکہ قرائن سے یہ نہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ بات ہنسی مذاق کی ہے اگر مذاق سے یہ کہا اور گواہ بھی اس کی شہادت دیتے ہوں تو کچھ نہیں ہوا اگر نشہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مذاق میں میں نے تجھ کو اس کی قصد یق نہیں کی جائے گی۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... ایک نے دوسرے سے کہا میرے سو روپے جو تمہارے ذمہ ہیں دے دو کیونکہ جن لوگوں کے میرے ذمہ ہیں وہ پیچھا نہیں چھوڑتے دوسرے نے ان کو مجھ پر حوالہ کر دیا کہا نہیں میرے پاس لاؤ۔ میں ضامن ہو جاؤں گا کہا تم کھا جاؤ کہ یہ مال تمہیں نہیں پہنچا ہے یہ سب صورتیں اقرار کی ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... ایک نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا مدعا علیہ نے کہا ان میں سے کچھ لے چکے ہو یا پہچان کی میعاد کب ہے یہ ہزار کا اقرار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... بعض ورثا نے دعویٰ کیا کہ میت کے ذمہ میرا اتنا قرض ہے اس نے کہا میرے ہاتھ میں ترکہ میں کوئی چیز نہیں ہے یہ دین کا اقرار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹.....ایک شخص نے کہا تم نے مجھ سے اتنے روپے لینے حق لے لیے اس نے کہا حق میں نے نہیں لئے ہیں یہ روپے لینے کا اقرار نہیں اور اگر جواب میں یہ کہا میں نے وہ تمہارے بھائی کو دے دیئے تو روپے لینے کا اقرار ہو گیا اور اس کے بھائی کو دے دینے اس کا ثابت کرنا اس کے ذمہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰.....دس روپے کا دعویٰ کیا مدعا علیہ نے کہا ان میں سے پانچ دینے ہیں ان میں سے پانچ باقی ہیں تو دس روپے لینے کا اقرار ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ پانچ باقی رہ گئے ہیں تو دس کا اقرار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱.....فلاں کو بُرا کر دو یا اسے بتا دو یا اس سے کہہ دو اسے بتا رہے دے دو یا تم گواہ ہو جاؤ کہ میرے ذمہ اس کے اتنے روپے ہیں ان سب صورتوں میں اقرار ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲.....فلاں شخص کا میرے ذمہ کچھ نہیں ہے اس سے یہ کہا کہ اس کے ذمے اتنے روپے ہیں یا اس کو اس کی خبر نہ دینا کہ اس کے میرے ذمہ اتنے ہیں یہ اقرار نہیں اور اگر پہلا جملہ نہیں کہا صرف اتنا ہی کہا کہ فلاں شخص کو خبر نہ دینا یا اس سے یہ نہ کہنا کہ اس کے میرے ذمہ اتنے ہیں یہ اقرار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳.....یہ کہا کہ میری عورت سے یہ بات مجھی رکھنا کہ میں نے اسے طلاق دی ہے یہ طلاق کا اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ اسے خبر نہ دینا کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے یہ اقرار طلاق نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴.....یہ کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے یا جو چیز میری طرف منسوب ہے وہ فلاں کی ہے یہ اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ میرا کل مال یا جس چیز کا میں مالک ہوں وہ فلاں کے لئے ہبہ ہے گرا دے دے گا صحیح ہو جائے گا اور نہیں اور دے دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵.....ایک شخص نے حالت صحت میں یہ اقرار کیا کہ جو کچھ میرے مکان میں ظروف وغیرہ ہیں یہ سب میری ملوکی کے ہیں اور اس شخص کے گاؤں میں کچھ جانور وغیرہ ہیں اور یہاں بھی کچھ جانور رہتے ہیں جو دن میں جنگل کو چرنے کے لئے چلے جاتے ہیں اور رات کو آ جاتے ہیں مگر اس شخص کی سکونت شہر میں ہے تو جو چیزیں یا جانور اس مکان سکونت میں ہیں وہ سب اقرار میں داخل ہیں اور ان کے علاوہ جو باقی چیزیں داخل نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶.....مرد نے بدرستی عقل و حواس حالت صحت میں یہ اقرار کیا کہ میرے بدن پر جو کپڑے ہیں ان کے علاوہ جو کچھ میرے مکان میں ہے سب میری عورت کا ہے وہ شخص مر گیا اور بیٹا چھوڑا۔ بیٹا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے باپ کا ترکہ ہے میرا حصہ مجھے ملنا چاہئے عورت کو جن چیزوں کی نسبت یہ علم ہے کہ شوہر نے بیع یا ہبہ وغیرہ کے ذریعہ اسے مالک کر دیا ہے اسی پر عورت کے قبضہ میں جو کچھ ہو سکتا ہے ان کو لے سکتی ہے اور اس اقرار کو حجت بنا سکتی ہے اور جن چیزوں کی عورت مالکن ہے ان کو اقرار کی وجہ سے لیا دیا فیصلہ جائز نہیں مگر قاضی ان تمام چیزوں کے متعلق عورت کے لئے ہی فیصلہ کرے گا جو بوقت اقرار اس مکان میں موجود تھیں جب کہ گواہوں سے ان چیزوں کا مکان میں بوقت اقرار ہونا ثابت ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷.....اس قسم کی بات جو دوسرے کے کلام کے بعد ہوتی ہے اگر جواب کے لئے متعین ہے جو جواب ہے اور ابتدائے کلام کے لئے متعین ہے یا جواب و ابتداء دونوں کا احتمال ہو اس سے اقرار نہیں ثابت ہوگا اور جواب میں ہاں کہا تو یہ اقرار ہے۔ مثلاً کسی نے کہا میرا یہ کپڑا دے دو یا میرے اس غلام کا کپڑا دے دو میرے اس۔ مکان کا دروازہ کھول دو میرے اس گھوڑے پر کاٹھی کس دو یا اس کی لگام دے دو ان باتوں کے جواب میں دوسرے نے کہا ہاں تو یہ کہنا اقرار ہے کہ کپڑا اور غلام اور مکان اور گھوڑا اس کا ہے۔ ایک شخص نے کہا کیا تمہارے ذمہ میرا یہ

نہیں ہے اس نے کہا ہاں یہ اقرار ہو گیا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۸..... جو بول سکتا ہے اس کا سر سے اشارہ کرنا اقرار نہیں۔ مال متعین 'طلاق' نکاح' نکاح' بیاہ' نسب کسی کا اقرار اشارہ سے نہیں ہو سکتا۔ اقلیجی عالم سے کسی نے مسئلہ پوچھا اس نے سر سے اشارہ کر دیا۔ نسب 'اسلام' کفر' ایمان' کافر' محرم' کا شکار کی طرف اشارہ کرنا' روایت حدیث میں شیخ (استاذ) کا سر سے اشارہ کرنا معتبر ہے (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۹..... دین مؤجل کا اقرار کیا یعنی یہ کہا فلاں کا میرے ذمہ اتنا دین ہے جس کی میعاد یہ ہے مقرلہ نے کہا میعاد پوری ہو چکی فوراً دینا واجب ہوگا اور میعاد باقی ہونا دعویٰ ہے جس کے لئے ثبوت درکار ہیں اسی طرح جس کے پاس کوئی کہتا ہے یہ چیز فلاں کی ہے میں نے کرایہ پر لی ہے اس کے لئے اقرار ہو گیا اور کرایہ پر اس کے پاس ہونا ایک دعویٰ ہے جس کے لئے ثبوت کی ضرورت ہے اگر مقر میعاد اور اجارہ کو گواہوں سے ثابت کر دے فبہا ورنہ مقرلہ پر حلف دیا جائے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۰..... اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے اس قسم کے روپے ہیں مقرلہ یہ کہتا ہے کہ اس قسم کے نہیں بلکہ اس قسم کے ہیں اس صورت میں مقر کا قول معتبر ہے جیسے روپے کا اقرار کیا ہے ویسے ہی واجب ہیں۔ اگر یہ کہا میں نے فلاں کے لئے سو روپے کی ضمانت کی ہے جس کی میعاد ایک ماہ ہے۔ مقرلہ نے میعاد سے انکار کیا کہتا ہے بغیر زائد کیا ہے اس صورت میں مقر کا قول معتبر ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۴۱..... ایک سو ایک روپیہ کہا تو کل روپیہ ہی ہے اور ایک سو ایک قفیز یا ایک سو دو قفیز کہا تو ایک سو کے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ گوکری میں آم کہا تو گوکری اور آم دونوں کا اقرار ہے۔ اصطبل میں گھوڑا کہا تو صرف گھوڑا ہی دینا ہوگا' اصطبل کا اقرار نہیں۔ انگوٹھی کا اقرار ہے تو حلقہ اور نگ دونوں چیزیں دینی ہوں گی۔ تلوار کا اقرار ہے تو پھل اور قبضہ اور میان اور ترسہ سب کا اقرار ہے سیپی کا اقرار ہے تو چاروں ڈنڈے اور چوکھٹا اور پردہ بھی اس اقرار میں داخل ہیں۔ قمیص میں قفیز یا رومال میں قفیز کہا تو قمیص اور رومال کا بھی اقرار سمجھا جائے گا۔ (درمختار' ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۲..... اس دیوار سے اس دیوار تک فلاں کا ہے دونوں دیواروں کے درمیان جو کچھ ہے وہ مقرلہ کے لئے ہے اور دیواریں اقرار میں داخل نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۳..... دیوار کا اقرار کیا کہ یہ فلاں کی ہے پھر یہ کہتا ہے میری مراد یہ تھی کہ دیوار اس کی ہے زمین اس کی نہیں اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔ دیوار و زمین دونوں چیزیں مقرلہ کو دلائی جائیں گی۔ یونہی اینٹ کے ستون بنے ہوئے ہیں ان کا اقرار کیا تو ان کے نیچے کی زمین بھی مقرلہ کی ہوگی اور لکڑی کا ستون ہے اس کا اقرار کیا تو صرف ستون مقرلہ کا ہے زمین نہیں پر اگر ستون مثال لینے میں مقر کا ضرر نہ ہو تو مقرلہ ستون مثال لے جائے اور اگر ضرر ہو تو مقر ستون کی اس کو قیمت دے دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۴..... یہ کہا کہ اس گھر کی عمارت یا اس کا محل فلاں شخص کا ہے صرف عمارت کے لئے اقرار ہے زمین اقرار میں داخل نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵..... یہ اقرار کیا کہ میرے باغ میں یہ درخت فلاں کا ہے تو وہ درخت اور اس کی موٹائی جتنی ہے اتنی ہی زمین بھی مقرلہ کو دلوائی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۶..... اس درخت میں جو پھل ہیں فلاں کے ہیں یہ صرف پھلوں کا اقرار ہے درخت کا اقرار نہیں۔ یونہی یہ اقرار کیا کہ اس کھیت میں فلاں کی زراعت ہے یہ صرف زراعت کا اقرار ہے زمین اقرار میں داخل نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷..... یہ اقرار کیا کہ یہ زمین فلاں کی ہے اور اس میں زراعت موجود ہے تو زمین و زراعت دونوں مقرلہ کو دلائی جائیں

گئی اور اگر مقر نے گواہوں سے قاضی کے فیصلہ سے قبل یا بعد یہ ثابت کر دیا کہ زراعت میری ہے تو گواہ قبول ہوں گے اور زراعت اسی کو ملے گی۔ اگر زمین کا اقرار کیا اور اس میں درخت ہیں تو درخت بھی مقر لہ کو ملے جائیں گے اور مقر گواہوں سے یہ ثابت کرے کہ درخت میرے ہیں تو گواہ قبول نہیں مگر یہ کہ اقرار ہی یوں کیا تھا کہ زمین اس کی اور درخت میرے ہیں تو گواہ مقبول ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۸..... اس کے پاس صندوق ہے جس میں سامان ہے کہتا ہے صندوق فلاں شخص کا ہے اور اس میں جو کچھ سامان ہے وہ میرا ہے یا یہ کہا یہ سامان فلاں شخص کا ہے اور جو کچھ مال و اسباب ہے میرا ہے تو صرف صندوق یا سامان کا اقرار ہوا سامان وغیرہ اقرار میں داخل نہیں۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۴۹..... تحمیل میں روپے ہیں یہ کہ یہ تھیلی فلاں کی ہے تو روپے بھی اقرار میں داخل ہیں۔ مقر کہتا ہے کہ میری مراد صرف تحمیل تھی روپے کا میں نے اقرار نہیں کیا اس کی بات معتبر نہیں۔ یونہی اگر یہ کہا کہ یہ توکری فلاں کی ہے اور اس میں پھل ہیں تو پھل بھی اقرار میں داخل ہیں۔ یہ مکان فلاں کا ہے اور اس میں سرکہ بھی اقرار میں داخل ہے اور اگر بوری میں تلہ ہے اور یہ کہا کہ یہ بوری فلاں کی ہے مگر کہتا ہے صرف بوری اس کی ہے تلہ میرا ہے تو اس کی بات مان لی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۰..... حمل کا اقرار یا حمل کے لئے اقرار دونوں صحیح ہے۔ حمل کا اقرار یعنی لونڈی کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کا اقرار دوسرے کے لئے کر دیا کہ وہ فلاں کا ہے صحیح ہے۔ حمل سے مراد یہ ہے کہ جس کا وجود وقت اقرار میں ممکن ہو ورنہ اقرار صحیح نہیں۔ ممکن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ عورت منکوحہ ہو تو چھ ماہ سے کم میں اور معتدہ ہو تو دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہو اور اگر جانور کا حمل ہو تو اس کی مدت کم سے کم جو ہو سکتی ہے اس کے اندر بچہ پیدا ہو اور یہ باتیں ماہرین سے معلوم ہو سکتی ہے کہ جانوروں میں بچہ ہونے کی یہ مدت ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ بکری میں قلیل مدت چار ماہ ہے اور دوسرے جانوروں میں چھ ماہ۔ (درمختار، ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۵۱..... حمل کے لئے اقرار کیا کہ یہ بچہ اس بچہ کی ہے جو فلاں عورت کے پیٹ میں ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وجوب کا سبب ایسا بیان کرے جو حمل کے لئے ہو سکتا ہے اور اگر ایسا سبب بیان کیا جو ممکن نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں پہلے کی مثال ارث و وصیت ہے یعنی کہا کہ اس عورت کے حمل کے میرے ذمہ سو روپے ہیں پوچھا گیا کہ کیونکر جواب دیا کہ اس کا باپ مرگیا میراث کی رو سے اس کا یہ حق ہے یا فلاں شخص نے اس کی وصیت کی ہے اور اگر یہ کہنے وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا تو اس کی چند صورتیں ہیں اگر کہا ہے یا لڑکی یا دو لڑکیاں ہیں یا دو لڑکیاں ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی۔ اگر لڑکا یا لڑکی تو جو کچھ اقرار کیا ہے لے لے اور دو میں خواہ دونوں لڑکے ہوں یا دونوں لڑکیاں دونوں برابر بانٹ لیں اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے اور وصیت کی رو سے یہ چیز ملتی ہے تو دونوں برابر کے حق دار ہیں اور میراث کی رو سے ہے تو لڑکے کو دونا۔ اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو مورث یا وصی کے ورثا کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ (درمختار، ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۵۲..... حمل کے لئے اقرار کیا اور سبب نہیں بیان کیا یا ایسا سبب بیان کیا جو ہو نہ سکے مثلاً یہ کہتا ہے میں نے اس سے قرض لیا یا اس نے بیع کی ہے یا خریدا ہے یا کسی نے اسے ہبہ کیا بیان سب صورتوں میں اقرار لغو ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۳..... دودھ پیتے بچہ کے لئے اقرار کیا اور سبب ایسا بیان کیا جو حقیقتاً ہو نہیں سکتا ہے یہ اقرار صحیح ہے مثلاً یہ کہا اس کا میرے ذمہ قرض ہے یا مجھ کو ثمن ہے کہ اگرچہ وہ خود قرض نہیں دے سکتا بیع نہیں کر سکتا مگر کاشی یا وصی کر سکتا ہے یوں اس بچہ کا مطالبہ مقر کے ذمہ ثابت ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۴..... یہ اقرار کیا کہ اس بچہ کے لئے میں نے فلاں کی طرف سے ہزار روپے کی کفالت کی ہے اور بچہ اتنی عمر کا ہے کہ نہ بول سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے تو کفالت باطل ہے مگر جب اس کے ولی نے قبول کر لیا تو کفالت صحیح ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۵..... ایک شخص آزاد کو قاضی نے مجور کر دیا یعنی اس کے تصرفات بیع وغیرہ کی ممانعت کر دی اور اس نے دین یا غصب یا

تلخ یا حتن یا طلاق یا نسب یا قتل فلاں کا اقرار کیا اس کے یہ سب اقرار جائز ہیں۔ آزاد شخص کو قاضی کا حجر کرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۶..... اقرار میں شرط خیار ذکر کی ہے یہ اقرار صحیح ہے اور شرط باطل یعنی وہ مطالبہ بلا خیار اس پر لازم ہو جائے گا۔ اگر مقرلہ نے خیار کے متعلق اس کی تصدیق کی یہ تصدیق باطل ہے۔ ہاں اگر مقر نے کہا اقرار کیا ہے اور رجوع بالخیار ہے تو بشرط تصدیق مقرلہ یا گواہوں سے ثابت کرنے پر اس شرط خیار کا اعتبار ہوگا اور اگر مقرلہ نے تکذیب کر دی تو قول اسی کا معتبر ہے کہ یہ منکر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۷..... دین کا اقرار کیا اور سبب یہ بتایا کہ میں نے اس کی کفالت کی ہے اور مدت میں مجھے اختیار ہے چاہے طویل ہو یا کوتاہ یہ خیار شرط صحیح ہے بشرطیکہ مقرلہ اس کی تصدیق کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۸..... قرض یا نصب یا ودیعت یا عاریت کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ مجھے تین دن کا خیار ہے اقرار صحیح ہے اور خیار باطل اگرچہ مقرلہ تصدیق کرتا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۹..... کفالت کی وجہ سے دین کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ ایک مدت معلومہ تک کے لئے اس میں شرط خیار ہے وہ مدت طویل ہو یا قصیر اگر مقرلہ اس کی تصدیق کرتا ہے تو خیار ثابت ہوگا اور آخر مدت تک خیار رہے گا اور مقرلہ تکذیب کرتا ہو تو مال لازم ہوگا اور خیار ثابت نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۰..... اقرار جس طرح زبان سے ہوتا ہے تحریر سے بھی ہوتا ہے بشرطیکہ وہ تحریر معنون و مرسوم ہو مثلاً ایک شخص نے لوگوں کے سامنے اقرار نامہ لکھایا کسی سے لکھوایا اور حاضرین سے کہدیا جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے تم لوگ لکھ لو اور ہو جاؤ یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ نہ اس نے پڑھا گران کو سنایا نہ انہوں نے خود تحریر پڑھی اور اگر کتابت پر املا کے وقت وہ لوگ حاضر نہ تھے تو گواہی جائز نہیں۔ مدین نے یہ دعویٰ کیا کہ دائن نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ فلاں بن فلاں پر جو میرا دین تھا میں نے معاف کر دیا اگر یہ تحریر موسوم ہے اور گواہوں سے ثابت ہو تو اقرار صحیح ہے اور دین ساقط خواہ مدین کے کہنے سے اس نے لکھی ہو۔ یا اپنے آپ بغیر اس کے کہے ہوئے لکھی اور اگر تحریر موسوم نہیں ہے تو نہ اقرار صحیح ہے۔ نہ معافی کا دعویٰ صحیح۔ (عالمگیری وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶۱..... اقرار نامہ پر گواہ بنانے کا مطلب ہے کہ لوگوں سے کہہ دے تم اس کے گواہ ہو جاؤ اور ان کو اقرار نامہ پڑھ کر سنایا نہ ہو اور اگر پڑھ کر سنایا ہو تو گواہ بنانے کیلئے نہ بنانے کیلئے ان کو گواہی دینا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۲..... کاتب سے یہ کہا کہ فلاں بات لکھ دو یہ بھی مکمل اقرار ہے مثلاً کاتب سے کہا کہ تم میرا یہ اقرار لکھ دو کہ فلاں کا میرے ذمہ ایک ہزار ہے یا میرے مکان کا کاتب نامہ لکھ دو یہ اقرار بھی صحیح ہے لکھنے یا نہ لکھنے کاتب کو اس کے اقرار پر شہادت دینا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۳..... بطور مراسلہ ایک تحریر دیکھی کہ از جانب فلاں بطرف فلاں تم نے لکھا ہے کہ میں نے تمہارے لئے فلاں کی طرف سے ایک ہزار کی ضمانت کی ہے میں نے ایک ہزار کی ضمانت نہیں کی ہے صرف پانچ سو کی ضمانت کی ہے لکھنے کے بعد اس نے اپنی تحریر چاک کر ڈالی اور اس تحریر کے وقت دو شخص اس کے پاس موجود تھے جنہوں نے اس کی تحریر لکھی ہے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اس نے ایسی تحریر لکھی تھی اس نے چاہے ان دونوں کو گواہ بنایا ہو یا نہ بنایا اور لکھنے والے پر گواہی گزر جانے کے بعد وہ مرلوزم کیا جائے گا جس کو اس نے لکھا تعاطی و تعاق اور وہ تمام حقوق جو شہد کے ساتھ بھی ثابت ہو جاتے ہیں سب کا یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۴..... مراسلہ کے طور پر ایک تحریر زمین پر لکھی یا کپڑے پر لکھی اس تحریر سے اقرار ثابت نہیں ہوگا اور جس نے تحریر دیکھی ہے اس کو گواہی دینی بھی جائز نہیں ہاں اگر ان لوگوں سے یہ کہدیا کہ تم اس مال کے شاہد ہو تو مال لازم ہو جائے گا اور گواہی دینی جائز۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۶۵..... کاتب یہ تحریر لکھی کہ فلاں کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے مگر یہ تحریر بطور مراسلہ نہیں ہے ایسی تحریر سے اقرار ثابت نہ ہوگا بلکہ

اگر لوگوں سے کہدیا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے تم اس کے گواہ بن جاؤ تو ان کا گواہی دینا جائز ہے اور مال لازم ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۶..... ایک تحریر لکھی مگر خود پڑھ کر نہیں سنائی کسی دوسرے شخص نے پڑھ کر گواہوں کو سنائی اور کاتب نے کہدیا کہ تم اس کے گواہ ہو جاؤ تو اقرار صحیح ہے اور یہ کہا تو اقرار صحیح نہیں۔

مسئلہ نمبر ۶۷..... لوگوں کے سامنے تحریر لکھی اور حاضرین سے کہا کہ تم اس پر مہر یا دستخط کر دو نہیں کہا کہ گواہ ہو جاؤ یہ اقرار صحیح نہیں اور ان لوگوں کو گواہی دینا بھی جائز نہیں۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۶۸..... ایک شخص نے دستاویز پڑھ کر سنائی جس میں اس نے کسی کے لئے مال کا اقرار کیا تھا سننے والوں نے کہا کیا تم اس مال کے گواہ ہو جائیں جو اس دستاویز میں لکھا ہے۔ اس نے کہا ہاں یہ کہنا اقرار ہے اور سننے والے گواہ شہادت دینی جائز ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۶۹..... روزنامچہ اور بہی میں اگر تحریر ہو کہ فلاں کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں یہ تحریر مرسوم قرار پائے گی اس کے لئے گواہ کرنا شرط نہیں یعنی بغیر گواہ بنائے ہوئے بھی یہ تحریر اقرار اقرار دی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۰..... ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنی یادداشت (نوٹ بک) میں یا حساب کے کاغذ میں لکھا ہوا پایا میں نے اپنے ہاتھ سے یہ لکھا کہ فلاں کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے یہ اقرار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۱..... تاجر کی یادداشت میں جو کچھ تحریر اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے وہ معتبر ہے لہٰذا اگر وکلاء یہ کہے کہ میں نے اپنی نوٹ بک میں اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ دیکھا یا میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی نوٹ بک میں یہ لکھا ہے کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں یہ اقرار مانا جائے گا اور اس کو ہزار روپے دینے ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۲..... مدعا علیہ نے قاضی کے سامنے کہا کہ مدعی کی یادداشت (نوٹ بک) میں جو کچھ اس نے میرے ذمہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا اس کو میں اپنے ذمہ لیتا ہوں یہ اقرار نہیں۔ (شرنبلالی)

مسئلہ نمبر ۷۳..... چند مرتبہ یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزار روپے ہیں اگر یہ اقرار کسی دستاویز کا حوالہ دیئے کیا یعنی یہ کہا کہ اس دستاویز کی رو سے اس کے ہزار روپے مجھ پر ہیں تو خواہ یہ اقرار ایک مجلس میں ہوں یا متعدد مجالس میں ہوں دوسری جگہ جن لوگوں کے سامنے اقرار کیا وہی ہوں جن کے سامنے پہلی مرتبہ اقرار کیا تھا یا یہ دوسرے لوگ ہوں بہرحال یا ایک ہزار کا اقرار ہے یعنی متعدد بار اقرار کرنے سے متعدد اقرار نہیں قرار پائیں گے بلکہ ایک ہی اقرار کی تکرار ہے اور اگر دستاویز کا حوالہ دیتے ہوئے یہ اقرار نہیں ہے تو اگر ایک مجلس میں متعدد مرتبہ اقرار کیا ہے جب بھی ایک ہی اقرار ہے اور دوسرا اقرار دوسری مجلس میں ہے اور انہیں لوگوں کے سامنے اقرار کیا ہے جن کے سامنے پہلے اقرار کیا تھا جب بھی ایک ہی اقرار ہے اور اگر دوسری مجلس میں دوسرے دو آدمیوں کے سامنے اقرار کیا ہے اور ہزار روپے پاس کے ذمہ ہونے کا کوئی سبب نہیں بیان کیا تو دو اقرار ہیں یعنی مقر پر دو ہزار روپے واجب ہیں اور اگر دونوں اقراروں کا سبب ایک ہی ہے مثلاً فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں۔ فلاں چیز کے دام تو کتنے ہی مرتبہ اقرار کرے ایک ہی ہزار روپے واجب ہوں گے اور اگر ہر اقرار کا سبب جدا جدا ہے ایک مرتبہ ثمن بتایا ایک مرتبہ اس سے قرض لینا کہا تو ہر ایک اقرار جدا جدا ہے اور چھ اقرار اکٹھا لازم۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷۴..... ایک مرتبہ گواہوں کے سامنے اقرار کیا دوسری مرتبہ قاضی کے سامنے اقرار کیا یا پہلے قاضی کے سامنے پھر گواہوں کے سامنے یا قاضی کے سامنے کئی مرتبہ اقرار کیا یہ سب ایک ہی اقرار ہیں یعنی ایک ہی ہزار واجب ہوں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۵..... اقرار کیا پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا خواہ مجبوری و اضطرار کی وجہ سے جھوٹ بولنا کہتا ہو یا بغیر مجبوری مقر پر حلف دیا جائے گا اور اگر مقر مر گیا اس کے ورثاء پر مقر نے دعویٰ کیا کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا تو ورثاء مقر پر حلف دیا جائے گا مگر یہ

لوگ یوں قسم کھائیں گے کہ ہمارے علم میں یہ نہیں ہے کہ اس نے مجھوا اقرار کیا ہے۔ (درمختار)

اقرار وارث بعد موت مورث

مسئلہ نمبر۱.....وہ ۱ میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ میت پر اتنا فلاں شخص کا دین ہے اور باقی ورثا نے انکار کیا ظاہر الروایہ یہ ہے کہ کل دین اس مقر کے حصے سے اگر وصول کیا جا سکے وصول کیا جائے اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ دین کا اتنا جز اس کے حصہ میں آتا ہے اس کے متعلق اس کا اقرار صحیح ہے اور اگر اس مقر اور ایک دوسرے شخص نے شہادت دی کہ میت پر اتنا فلاں کا دین تھا اس کی گواہی مقبول ہے اور کل ترکہ سے یہ دین وصول کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۲.....ایک شخص مر گیا اور ایک ہزار روپے اور بیٹا چھوڑا بیٹے نے یہ اقرار کیا کہ ذید کے میرے باپ کے ذمہ ایک ہزار روپے ہیں اور ایک ہزار عمرو کے ہیں اگر یہ دونوں باتیں متصلاً کہیں تو ذید و عمرو دونوں ان ہزار روپے میں سے پانچ پانچ سو لے لیں گے اور اگر دونوں باتوں میں فصل ہو یعنی زید کے لئے اقرار کر نے کے بعد خاموش رہا پھر عمرو کے لئے اقرار کیا تو زید مقدم ہے مگر زید کو اگر قاضی کے حکم سے ہزار روپے دیئے تو عمرو کو کچھ نہیں ملے گا اور بطور خود دے دیئے تو عمرو کو اپنے پاس سے پانچ سو دے اور اگر بیٹے نے یہ کہا کہ یہ ہزار روپے میرے باپ کے ہیں اس ذید کی امانت تھے اور عمرو کے اس کے ذمہ ایک ہزار کا دین ہے اور دونوں باتوں میں فاصلہ نہ ہو تو امانت کو دین پر مقدم کیا جائے اور اگر پہلے دین کا اقرار کیا اور بعد میں متصلاً امانت کا تو دونوں برابر برابر بانٹ لیں۔ (ہندیہ)

مسئلہ نمبر۳.....ایک شخص نے کہا یہ ہزار روپے جو تمہارے والد نے چھوڑے ہیں میں نے ان کے پاس بطور امانت رکھے تھے۔ دوسرے شخص نے کہا تمہارے باپ پر میرے ہزار روپے دین ہیں بیٹے نے دونوں سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ تم دونوں سچ بولتے ہو تو دونوں برابر بانٹ لیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۴.....ایک شخص مر گیا دو بیٹے وارث چھوڑے اور دو ہزار ترکہ ہے ایک ایک ہزار دونوں نے لے لئے پھر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ہر ایک کا یہ دعویٰ کہ تمہارے باپ کے ذمہ میرے ایک ہزار دین ہیں ایک مدعی کی دونوں بیٹوں نے تصدیق کی اور دوسرے کی فقط ایک نے تصدیق کی مگر اس نے دونوں کے لئے ایک ساتھ اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ تم دونوں سچ کہتے ہو۔ جس کی دونوں نے تصدیق کی وہ دونوں سے پانچ پانچ سو لے گا اور دوسرا فقط اسی سے پانچ سو لے گا جس نے اس کی تصدیق کی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۵.....ایک شخص مر گیا اور اس کے ہزار روپے کسی کے ذمہ باقی ہیں اس نے دو بیٹے وارث چھوڑے ان کے سوا کوئی اور وارث نہیں مدیون یہ کہتا ہے کہ تمہارے باپ کو میں نے پانچ سو روپے دیئے تھے میرے ذمہ صرف باقی پانچ سو ہیں ایک بیٹے نے تصدیق کی دوسرے نے تکذیب۔ جس نے تکذیب کی ہے وہ مدیون سے پانچ سو روپے جو باقی ہیں وصول کرے گا اور جس نے تصدیق کی ہے اسے کچھ نہیں ملے گا اور اگر مدیون نے یہ کہا کہ مر نے والے کو میں نے پورے ہزار روپے دے دیئے تھے اب میرے ذمہ کچھ باقی نہیں ہے ایک نے اس کی تصدیق کی دوسرے نے تکذیب۔ تو تکذیب کرنے والا مدیون سے پانچ سو وصول کر سکتا ہے اور تصدیق کرنے والا کچھ نہیں لے سکتا ہاں مدیون اس تکذیب کرنے والے کو حلف دے سکتا ہے کہ قسم کھائے کہ میرے علم میں یہ بات نہیں کہ میرے باپ نے پورے ہزار روپے تم سے وصول کر لئے اس نے قسم کھا کر مدیون سے پانچ سو وصول کر لئے اور فرض کرو ان کے باپ نے ایک ہزار روپے یا دو چھوڑے ہیں جو دونوں بھائیوں میں برابر تقسیم ہو گئے تو مدیون اس تصدیق کرنے والے سے اس کے حصہ میں سے پانچ سو جو لے ہیں وصول کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۶.....ایک شخص مرا اور ایک بیٹا وارث چھوڑا اور ایک ہزار روپے چھوڑے اس میت پر کسی نے ایک ہزار کا دعویٰ کیا بیٹے

نے اس کا اقرار کر لیا اور وہ چار ہزار اسے دے دیئے اس کے بعد دوسرے شخص نے میت پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا پہلے نے انکار کیا مگر پہلے مدعی نے اس کی تصدیق کی اور دوسرے مدعی نے پہلے مدعی کے دین کا انکار کیا ہے انکار بیکار ہے دونوں مدعی اس ہزار کو برابر برابر تقسیم کر لیں۔ (عالمگیری)

استثناء اور اس کے متعلقات کا بیان

استثناء کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مستثنیٰ کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچتا ہے وہ کہا گیا مثلاً یہ کہ فلاں کے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر تین۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ سات روپے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... استثناء میں شرط یہ ہے کہ کلام سابق کے ساتھ ہی متصل ہو یعنی بلا فاصلہ زبان یا عرف کی وجہ سے فاصلہ ہو جائے اس کا اعتبار نہیں۔ مثلاً سانس ٹوٹ گئی کھانسی آ گئی کسی نے منہ بند کر دیا۔ بیچ میں ندا کا آ جانا بھی فاصل نہیں قرار دیا جائے گا۔ مثلاً میرے ذمہ ایک ہزار ہیں اے فلاں عمر وں یا مستثنیٰ صحیح ہے جبکہ مقر لہ منادی ہو ہوا اور اگر یہ کہا میرے ذمہ فلاں کے دس روپے ہیں تم گواہ رہنا مگر تین یہ استثناء صحیح نہیں مانی دیئے ہوں گے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... جو کچھ اقرار کیا ہے اس میں سے بعض کا استثناء صحیح ہے اگرچہ نصف سے زیادہ کا استثناء ہو اور اس کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ دینا لازم ہوگا اگرچہ یہ استثناء مالی چیز میں ہو جو قابل تقسیم نہ ہو جیسے غلام جانور کپڑا اس میں سے بھی نصف یا کم و بیش کا استثناء صحیح ہے مثلاً ایک تہائی کا استثناء کیا دو تہائیاں لازم ہیں اور دو تہائی کا استثناء کیا ایک تہائی لازم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... استثناء مستغرق کہ اس کو نکالنے کے بعد کچھ نہ بچے باطل ہے اگرچہ یہ استثناء مالی چیز میں ہو جس میں رجوع کا اختیار ہوتا ہے جیسے وصیت کہ اس میں اگر چہ رجوع کر سکتا ہے مگر اس طرح استثناء جس سے کچھ باقی نہ بچے باطل ہے اور پہلے کلام کو جو حکم تھا وہی ثابت رہے گا استثناء مستغرق اس وقت باطل ہے کہ اسی لفظ سے استثناء ہو یا اس کے مساوی سے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی لفظ کے اعتبار سے استغراق نہیں ہے اگرچہ واقعہ میں استغراق ہے تو استثناء باطل نہیں مثلاً یہ کہ میرے سال کی تہائی زید کے لئے ہے مگر ایک ہزار مالا نکہ کل تہائی ایک ہی ہزار ہے۔ یہ استثناء صحیح ہے اور زید کسی چیز کا مستحق نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... یہ کہا کہ جتنے روپے اس تھیلی میں ہیں وہ فلاں کے ہیں مگر ایک ہزار کہ یہ میرے ہیں اگر اس میں ایک ہزار سے زیادہ ہوں تو ایک ہزار اس کے اور باقی مقر لہ کے اور اگر اس میں ایک ہزار ہی ہیں یا ہزار سے بھی کم ہیں تو جو کچھ ہے مقر لہ کو دینے جائیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... کیلی اور وزنی اور عددی غیر متفاوت کا روپے اشرفی سے استثناء کرنا صحیح ہے اور قیمت کے لحاظ سے استثناء ہوگا مثلاً کہا زید کا میرے ذمہ ایک روپیہ ہے مگر چار پیسے ایک اشرفی ہے مگر ایک روپیہ اور اس صورت میں اگر قیمت کے اعتبار سے برابری ہو جائے جب بھی استثناء صحیح ہے اور کچھ لازم نہ ہوگا اگر ان کے علاوہ دوسری چیزوں کا روپے اشرفی سے استثناء کیا تو وہ صحیح ہی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... استثناء میں دو حد دو ہوں اور ان کے درمیان طرف ثلث ہو تو جس کی مقدار کم ہو اسی کو نکالا جائے مثلاً فلاں شخص کے میرے ذمہ ایک ہزار ہیں مگر سو یا پچاس تو ساڑھے نو سو کا اقرار قرار پائے گا اگر مستثنیٰ مجہول ہو یعنی اس کی مقدار معلوم نہ ہو تو نصف سے زیادہ ثابت کیا جائے گا مثلاً میرے ذمہ اس کے سو روپے ہیں مگر کچھ کم یا کچھ روپے کا قرار ہوگا۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۷..... دو قسم کے مال کا اقرار کیا اور ان دونوں اقراروں کے بعد استثناء کیا اور نہیں بیان کیا کہ مال اول سے استثناء کیا یا ثانی سے اور اگر دونوں مالوں کا مقر لہ ایک شخص ہے اور مستثنیٰ مال اول کی جنس سے ہے تو مال اول سے استثناء قرار پائے گا۔ مثلاً میرے ذمہ زید کے سو روپے ہیں اور ایک اشرفی عمر کا ایک روپیہ تو ناد ہے روپے اور ایک اشرفی لازم ہوئی اور اگر مقر لہ دو شخص ہوں تو استثناء کا تعلق مال ثانی سے ہوگا اگرچہ

مستثنیٰ مال اول کی جنس سے ہو مثلاً یہ کہا کہ میرے ذمہ زید کے سو روپے ہیں اور تھوڑے کہا ایک اشرفی ہے مگر ایک روپیہ تھوڑے کی اشرفی میں سے ایک روپیہ کا استثنا مقرار پائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... یہ کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں اور سو اشرفیاں مگر ایک سو روپیہ اور دس اشرفیاں مگر تو سو روپے اور نوے اشرفیاں لازم ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... استثناء بعد استثناء ہو تو استثناء اول نفی ہے۔ اور استثناء دوم اثبات مثلاً یہ کہا کہ فلاں کے ذمہ میرے دس روپے ہیں مگر نو مگر آٹھ تو نو روپے لازم ہوں گے اور اگر کہا کہ دس روپے ہیں مگر تین مگر ایک تو آٹھ لازم ہوں گے اور اگر کہا دس میں مگر سات مگر پانچ مگر تین مگر ایک تو آخر والے کو اس کے پہلے والے حصہ دے نکالو پھر باقی کو پہلے والے سے ملا لو یعنی تین میں سے ایک نکالا دو رہے پھر دو کو پانچ سے نکالا تین رہے پھر تین کو سات سے نکالا چار رہے اور چار کو دس سے نکالا چھ باقی رہے لہٰذا چھ کا اقرار ہوا اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ پہلا عدد دہنی طرف رکھو۔ دوسرا بائیں طرف پھر تیسرا دہنی طرف پھر چوتھا بائیں طرف پھر پہلی بذا القیاس اور دونوں طرف کے عدد کو جمع کر لو بائیں طرف کے مجموعہ کو دہنی طرف کے مجموعہ سے خارج کرو جو کچھ باقی رہے اس کا اقرار ہے مثلاً صورت مذکورہ میں یوں کریں۔ (عالمگیری)

۱۰ ۷
۳ ۹
۶=۱۰-۱۶

مسئلہ نمبر ۱۰..... دو استثناء جمع ہوں اور استثناء دوم مستغرق ہو تو پہلا صحیح ہے اور دوسرا باطل مثلاً یہ کہا کہ اس کے مجھ پر دس روپے ہیں مگر پانچ مگر دس تو پانچ کا دینا لازم ہے اور اگر پہلا مستغرق ہے اور دوسرا نہیں مثلاً میرے ذمہ دس ہیں مگر دس مگر پانچ تو دونوں صحیح ہیں یعنی پانچ کو دس سے نکالا پانچ بچے پھر پانچ کو دس سے نکالا پانچ رہے بس پانچ کا اقرار ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... اقرار کے ساتھ انشاء اللہ کہہ دینے سے اقرار باطل ہو جائے گا۔ یونہی کسی کے جانے پر اقرار کو معلق کیا مثلاً میرے ذمہ ہے اگر فلاں جا ہے اگر چہ یہ شخص کہتا ہو کہ میں چاہتا ہوں مجھے منظور ہے۔ یونہی کسی ایسی شرط پر معلق کرنا جس کے ہونے نہ ہونے سے دونوں باتوں کا احتمال ہو اقرار کو باطل کر دیتا ہے یعنی اگر وہ شرط پائی جائے جب بھی قرار لازم نہ ہوگا اور اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو لا محالہ ہوئی۔ جیسے اگر میں مر جاؤں تو فلاں کا میرے ذمہ ہزار روپیہ ہے ایسی شرط سے اقرار باطل نہیں ہوتا بلکہ تعلیق ہی باطل ہے اور اقرار منجز ہے اور شرط پائی جائے یا نہ پائی جائے یعنی ابھی وہ چیز لازم ہے اور اگر شرط میں میعاد کا ذکر ہو مثلاً جب فلاں مہینہ شروع ہوگا تو میرے ذمہ فلاں شخص کے اتنے روپے لازم ہوں گے اس صورت میں بھی فوراً لازم ہے اور میعاد کے متعلق مقرر کو حلف دیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں اگر وہ قسم کھائے بشرطیکہ وہ قسم کھا لے اس نے قسم کھائی مگر مقرر انکار کرتا ہے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مقرر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اقرار کو معلق بالشرط کیا تھا یعنی اس کے ساتھ انشاء اللہ کہہ دیا تھا لہٰذا مجھ پر کچھ لازم نہیں میرا اقرار باطل ہے اگر یہ دعویٰ انکار کے بعد ہے یعنی مقرر نے اس پر دعویٰ کیا اور اس کا اقرار کرنا بیان کیا اس نے اپنے اقرار سے انکار کیا مدعی نے گواہوں سے اقرار کرنا ثابت کیا اب مقر نے یہ کہا کہ تو بغیر گواہوں کے مقر کی بات نہیں مانی جائے گی اور اگر مقر نے شروع ہی میں یہ کہہ دیا کہ میں نے اقرار کیا تھا اور انشاء اللہ بھی کہہ دیا تھا تو اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں مگر یہ کہ مجھے اس کے سوا کچھ دوسری بات ظاہر یا کچھ میں آئے یہ اقرار باطل ہے۔ (شرنبلالی)

مسئلہ نمبر ۱۵..... پورے مکان کا اقرار کیا اس میں ایک کمرہ کا استثناء کیا یا استثناء صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... یا نگوشی فلاں کی ہے مگر اس کا نگینہ میرا ہے یا باغ فلاں کا ہے مگر یہ درخت اس میں میرا ہے یا فلاں کی ہے مگر اس کے گنے کا یہ حلق میرا ہے۔ ان سب صورتوں میں استثنا صحیح نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ توابع شے کا استثنا صحیح نہیں ہوتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... میں نے فلاں سے ایک غلام خریدا جس پر ابھی قبضہ نہیں کیا اس کا ثمن ایک ہزار میرے ذمہ ہے اگر معین غلام کو ذکر کیا ہے تو مقرر سے کہا جائے گا غلام دے دو اور ہزار روپے لے لو ورنہ کچھ نہیں ملے گا۔ دوسری صورت یہاں یہ ہے کہ مقرر یہ کہتا ہے وہ غلام تمہارا غلام ہے اسے میں نے کب بیچا ہے میں نے تو دوسرا غلام بیچا تھا جس پر قبضہ بھی دے دیا اس صورت میں ہزار روپے کا اقرار کیا ہے دینے لازم ہیں کہ جس چیز کے معاوضہ میں اس نے دینا بتایا تھا جب اسے مل گئی تو روپے دینے ہی ہیں جب۔ کے خلاف کی طرف تو نہیں ہوئی تیسری صورت یہ ہے کہ مقرر کہتا ہے یہ غلام میرا ہے اسے میں نے تیسرے ہاتھ میں بیچا ہی نہیں اس کا حکم یہ ہے کہ مقرر پر کچھ لازم نہیں کیونکہ جس کے مقابلے میں اقرار کیا تھا وہ چیز ہی نہیں ملی اور اگر مقرر اپنے اس جواب مذکور کے ساتھ اتنا اور اضافہ کر دے کہ میں نے تمہارے ہاتھ دوسرا غلام بیچا تھا اس کا حکم یہ ہے کہ مقرر دونوں پر حلف۔ لیونکہ دونوں مدعی ہیں اور دونوں منکر ہیں اگر دونوں قسم کھا جائیں مال باطل ہو جائے گا یعنی نہ اس کو کچھ دینا ہوگا اور نہ اس کو یہ تمام صورتیں معین غلام کی ہیں پھر اگر مقرر نے معین نہیں کیا بلکہ یہ کہتا ہے میں نے ایک غلام تم سے خریدا تھا مقرر پر ہزار روپے دینا لازم ہے اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے اس پر قبضہ نہیں کیا ہے قابل تصدیق نہیں ہے اس جملہ کو کلام سابق سے متصل بولا ہو یا بیچ میں فاصلہ ہو گیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... یہ چیز مجھے زید نے دی ہے اور عمرو کی ہے اگر زید نے بھی یہ اقرار کیا کہ وہ عمرو کی ہے اور عمرو کی اجازت سے میں نے دی ہے اور عمرو بھی زید کی تصدیق کرتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ وہ چیز زید کو واپس کر دے یا عمرو کو جس کو چاہے دے سکتا ہے اور اگر عمرو کہتا ہے میں نے زید کو چیز دینے کی اجازت نہیں دی تھی تو زید کو واپس نہ دے اور یہ مقرر زید کو تاوان بھی نہیں دے گا اور اگر زید عمرو دونوں اس چیز کو اپنی ملک بتاتے ہوں تو مقرر یہ چیز زید کو دے کہ زید نے اسے دی ہے اور زید کو دے دینے سے یہ شخص بری ہو گیا زید مالک ہوا یا نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں وہ شراب یا خنزیر کی قیمت کے ہیں یا مردار یا خون کی ثمن کے دام ہیں یا جوئے میں مجھ پر لازم ہوئے ان سب صورتوں میں جب کہ مقرر نے ایسی چیز کو ذکر کر دی جس کی وجہ سے مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً شراب وخنزیر کے ثمن کا مطالبہ کہ یہ باطل ہے قمار اس کے ذکر کرنے کے معنی یہ ہے کہ مقر اپنے اقرار سے رجوع کرتا ہے کہنے کو تو ہزار روپے کہہ دیا فوراً اس کو دفع کرنے کی ترکیب یہ نکالی کہ ایسی چیز کو ذکر کر دی جس کی وجہ سے دینا ہی نہ پڑے اور اقرار کے بعد رجوع نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ان صورتوں میں ہزار روپے مقرر پر لازم ہیں۔ ہاں اگر مقرر نے گواہوں سے ثابت کیا کہ جن روپوں کا اقرار کیا ہے وہ اسی قسم کے ہیں جس کو مقرر نے بیان کیا ہے یا خود مقرر نے مقر کی تصدیق کی ہے تو مقرر پر کچھ لازم نہیں۔ (جامع الرموز وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزار روپے حرام کے ہیں یا سود کے ہیں اس صورت میں بھی روپے لازم ہیں اور اگر یہ کہا کہ ہزار روپے زوہ یا باطل کے ہیں اور مقرر تکذیب کرتا ہے تو لازم اور تصدیق کرتا ہے تو لازم نہیں۔ (اشرفی)

مسئلہ نمبر ۲۱..... یہ اقرار کیا کہ میں نے سامان تجارت اتنا اس کے ثمن کے روپے مجھ پر ہیں یا میں نے فلاں سے قرض لیا تھا اس کے روپے میرے ذمہ ہیں اس کے بعد یہ کہتا ہے وہ مجھ نے روپے ہیں یا جست کے سکے ہیں یا ان پیسوں کا چلن اب بند ہے ان سب صورتوں میں اچھے روپے دینے ہوں گے اس نے یہ کلام پہلے جملہ کے ساتھ وصل کیا ہو یا فصل کیا ہو کیونکہ یہ رجوع ہے اور اگر یوں کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ اتنے روپے مجھ نے ہیں اور وہ جو کامیاب نہ تھا ہو تو جس طرح کے کہتا ہے ویسے ہی واجب ہیں اور اگر یہ اقرار کیا کہ اس کے میرے ذمہ ہزار روپے غصب یا امانت کے ہیں پھر کہتا ہے وہ کھو گئے ہیں مقر کی تصدیق کی جائے گی اس جملہ کو وصل کے ساتھ کہے یا فصل کے ساتھ کیونکہ غصب

کرنے والا کھرے کھوٹے کا امتیاز نہیں کرتا اور امانت رکھنے والے کے پاس یہ چیز بھی ہوتی ہے رکھتا ہے غصب یا ودیعت کے اقرار میں اگر یہ کہتا ہے کہ جست کے دو روپے ہیں اور وہ مل کے ساتھ کہا تو مقبول ہیں اور فصل کر کے کہا تو مقبول نہیں۔ (درمختار، نہر)

مسئلہ نمبر ۲۲..... بیع تلجیہ کا اقرار کیا یعنی میں نے ظاہر طور پر بیع کی تھی حقیقت میں بیع مقصود نہ تھی اگر مقرلہ نے اس کی تکذیب کی تو بیع لازم ہوگئی ورنہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... یہ اقرار کیا کہ فلاں کے میرے دس ہزار روپے ہیں پھر کہتا ہے یہ اقرار میں نے تلجیۂ کے طور پر کیا مقرلہ کہتا ہے واقع میں تمہارے دس ہزار ہیں۔ اگر مقرلہ نے اس سے پہلے تلجیہ کا اقرار نہ کیا ہو تو مقر کو مال دینا ہوگا اور اگر مقرلہ تلجیہ کی تصدیق کر لے تو کچھ لازم نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

نکاح وطلاق کا اقرار

مسئلہ نمبر ۱..... مرد نے اقرار کیا کہ میں نے فلانی عورت سے ہزار روپے میں نکاح کیا پھر مرد نے نکاح سے انکار کر دیا اور عورت نے بھی اس کی تصدیق کی تھی تو نکاح جائز ہے عورت کو مہر بھی ملے گا اور میراث بھی ہاں اگر مہر مقرر مہر مثل سے زائد ہو اور نکاح کا اقرار مرض میں ہوا ہو تو یہ زیادتی باطل ہے اور اگر اس نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے اتنے مہر پر نکاح کیا پھر عورت نے انکار کر دیا اگر شوہر نے عورت کی زندگی میں تصدیق کی نکاح ثابت ہو جائے گا مر نے کے بعد تصدیق کی تو نکاح ثابت ہوگا بیوہ کو میراث ملے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... عورت نے مرد سے کہا مجھے طلاق دے دے یا اتنے پر خلع کر لے کہا مجھے اتنے روپے کے عوض کل طلاق دے دی یا مجھ سے کل خلع کر لیا تو نے مجھ سے انکار کیا یا بلا کیا ان سب صورتوں میں نکاح کا اقرار ہے۔ یونہی مرد نے عورت سے کہا میں نے تجھ سے انکار کیا ہے یا بلا کیا ہے یہ مرد کی جانب سے اقرار نکاح ہے اور اگر عورت سے انکار کے الفاظ کہے یعنی یہ کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے یہ اقرار نکاح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... عورت نے مرد سے کہا مجھے طلاق دے دے مرد نے کہا تو اپنے نفس کو اختیار کر یا تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے یہ اقرار نکاح ہے اور اگر مرد نے ابتداءً یہ کلام کیا عورت نے جواب میں نہیں کہا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر یہ کہا تیرا امر طلاق کے بارے میں تیرے ہاتھ میں ہے یہ اقرار ہے اور اگر طلاق کا ذکر نہیں کیا تو اقرار نکاح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... مرد نے کہا تجھے طلاق ہے یہ اقرار نکاح ہے اور اگر کہا تو مجھ پر حرام ہے یا ایلاء ہے تو اقرار نکاح نہیں مگر جبکہ عورت نے طلاق کا سوال کیا ہو اس نے اس کو جواب میں کہا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... شوہر نے اقرار کیا کہ میں نے تین مہینے ہوئے اسے طلاق دے دی ہے اور نکاح کو ابھی ایک ہی مہینہ ہوا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح کو چار مہینے ہو گئے ہیں تو طلاق ہو گئی یہ اس صورت میں ہے اگر عورت شوہر کی تصدیق کرتی ہو تو عدت اس وقت سے ہوئی جب سے شوہر طلاق دینا بتاتا ہے اور تکذیب کرتی ہو تو وقت اقرار سے عدت ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... شوہر نے بعد دخول یا اقرار کیا کہ میں نے دخول سے پہلے طلاق دے دی تھی۔ یہ طلاق واقع ہوئی اور چونکہ قبل دخول طلاق کا اقرار کیا ہے نصف مہر لازم ہوگا اور چونکہ بعد طلاق وطی کی ہے اس سے مہر مثل لازم ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو تین طلاقیں دے دی تھیں اور اس سے قبل کے عورت دوسرے سے نکاح کرے پھر اس نے اس سے نکاح کر لیا اور عورت کہتی ہے کہ مجھے طلاق نہیں دی تھی یا میں نے دوسرے سے نکاح کر لیا تھا اور اس نے وطی بھی نہیں کی تھی

ان دونوں میں تفریق کردی جائے گی پھر اگر دخول نہیں کیا ہے تو نصف مہر لازم ہوگا اور دخول کرلیا تو پورا مہر اور نقد عدت بھی لازم ہے۔ (عالمگیری)

خرید وفروخت کے متعلق اقرار

مسئلہ نمبر ۱..... ایک نے دوسرے سے کہا یہ چیز میں نے تمہارے ہاتھ بیچ کی تم نے قبول نہیں کی ہے اس نے کہا میں نے قبول کرلی تھی تو قول بیع مشتری کا معتبر ہے اور اگر مشتری نے کہا میں نے یہ چیز تم سے خریدی تھی تم نے قبول نہ کی بائع نے کہا میں نے قبول کی تھی تو قول بائع کا معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... یہ اقرار کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیچی اور ثمن وصول پایا یا اقرار کیا ہے اگرچہ ثمن کی مقدار نہ بیان کی ہو اور اگر ثمن کی مقدار بتاتا ہے اور کہتا ہے ثمن نہیں وصول کیا اور مشتری کہتا ہے ثمن لے چکے ہو تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا اور گواہ مشتری کے معتبر ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... یہ اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ مکان بیچا ہے مگر اس مکان کو متعین نہیں کیا پھر انکار کردیا وہ اقرار باطل ہے اور اگر مکان متعین کردیا مگر ثمن ذکر نہیں کیا یہ اقرار بھی انکار کرنے سے باطل ہوجائے گا اور اگر مکان کے حدود بیان کردیے اور ثمن بھی ذکر کردیا تو بائع پر حلف لازم ہے اگر چہ انکار کرتا ہو اگر چہ گواہان اقرار کو مکان کے حدود معلوم نہ ہوں ہاں یہ ضرور ہے کہ گواہوں سے ثابت ہو کہ وہ مکان جس کے حدود بائع نے بتائے فلاں۔ مکان ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں کے ہزار روپے فلاں چیز کے ثمن کے ہیں اس نے کہا ثمن تو کسی چیز کا اس کے ذمہ نہیں البتہ قرض ہے مقررہ ہزار لے سکتا ہے اور اگر اتنا کہہ کر کہ ثمن تو بالکل نہیں چاہئے خاموش ہوگیا پھر کہنے لگا اس کے ذمہ میرے روپے قرض نہیں تو کچھ نہیں لے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... یہ اقرار کیا کہ میں نے فلاں کے ہاتھ بیچ کی اور ثمن کا ذکر نہیں کیا مشتری کہتا ہے کہ میں نے وہ چیز پانچ سو میں خریدی ہے بائع کسی شہر کے جدلے میں بیچنے سے انکار کرتا ہے تو بائع کو مشتری کے دعوے پر حلف دیا جائے گا مگر اس اقرار اول کی وجہ سے بیع لازم نہیں ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... یہ اقرار کیا کہ یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ ایک ہزار میں بیچی ہے اس نے کہا میں نے تو کسی دام میں بھی نہیں خریدی ہے پھر کہا ہاں ہزار روپے میں خریدی اب بائع کہتا ہے میں نے تمہارے ہاتھ بیچی ہی نہیں اس صورت میں مشتری کا قول معتبر ہے یعنی دونوں میں بیع کو لے سکتا ہے اور اگر جس وقت مشتری نے خریدنے سے انکار کیا تھا بائع کہہ دیتا کہ سچ کہتے ہو تم نے نہیں خریدی اس کے بعد مشتری کے کہنے سے خریدی ہے تو بیع لازم ہوگئی نہ مشتری کے گواہ مقبول ہوں گے ہاں اگر بائع مشتری کے خریدنے کی تصدیق کرے تو یہ تصدیق بطور الحاق مانی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... یہ کہا میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیچ کی ہی نہیں بلکہ فلاں کے ہاتھ یہ اقرار باطل ہے البتہ اگر دونوں دعوی کرتے ہوں تو اس کو ہر ایک کے مقابل میں حلف اٹھانا پڑے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... وکیل بالبیع نے بیع کا اقرار کیا یا اقرار حق موکل میں بھی صحیح ہے یعنی موکل چیز دینے سے انکار نہیں کرسکتا ثمن موجود ہو یا بالاک ہو چکا ہو دونوں کا ایک حکم ہے وکیل نے اقرار کیا کہ وکیل نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ اتنے میں بیچ کردی اور وہ مشتری سے بھی تصدیق کرتا ہے مگر وکیل بیع سے انکار کرتا ہے چیز اتنے ہی دام میں مشتری کی ہوگئی مگر اس کی ذمہ داری موکل پر ہے وکیل سے اس بیع کو کوئی تعلق نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۹.....ایک شخص نے اپنی چیز دوسرے شخص کو بیچنے کے لئے دی، موکل مر گیا، وکیل کہتا ہے میں نے وہ چیز ہزار روپے میں بیچ ڈالی اور ثمن پر قبضہ بھی کر لیا اگر وہ چیز موجود ہے تو وکیل کی بات معتبر نہیں اور ہلاک ہو چکی ہے تو معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۰.....ایک معین چیز کے خریدنے کا وکیل ہے، وکیل اقرار کرتا ہے کہ میں نے وہ چیز سو روپے میں خرید لی ہے، بائع بھی یہی کہتا ہے مگر موکل انکار کرتا ہے اس صورت میں وکیل کی بات معتبر ہے اور اگر غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل تھا اور اس کی جنس وصفت وثمن کی تعیین کر دی تھی وکیل کہتا ہے میں نے چیز موکل کے حکم کے موافق خرید لی ہے اور موکل انکار کرتا ہے اگر موکل نے ثمن دے دیا تھا تو وکیل کی بات معتبر ہے اور نہیں دیا تھا تو موکل کی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۱.....دو شخص بائع ہیں ان میں ایک نے عیب کا اقرار کر لیا۔ دوسرا منکر ہے تو جس نے اقرار کیا ہے اس پر حجت ہو سکتی ہے دوسرے پر نہیں ہو سکتی اور اگر بائع ایک ہے مگر اس میں اور دوسرے شخص کے مابین شرکت مفاوضہ ہے بائع نے عیب سے انکار کیا اور شریک اقرار کرتا ہے تو چیز واپس ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۲.....مسلم ایہ نے کہا تم نے دس روپے سے دو سن گیہوں سلم کیا تھا مگر میں نے وہ روپے نہیں لئے تھے، رب السلم کہتا ہے روپے لے لئے تھے اور اگر فوراً کہا اس کی مان لی جائے گی اور کچھ دیر کے بعد کہا مسلم نہیں۔ یونہی اگر ایک شخص نے کہا تم نے مجھے ہزار روپے قرض دیئے کو کہے تھے مگر وہ نہیں وہ کہتا ہے دے دیئے تھے اگر یہ بات فوراً کہی مسلم ہے اور فاصلہ کے بعد کہی معتبر نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۳.....مضارب نے مال مضاربت میں دین کا اقرار کیا اگر مال مضاربت مضارب کے ہاتھ میں ہے مضارب کا اقرار رب المال پر لازم ہوگا اور مضارب کے ہاتھ میں نہیں ہے تو رب المال پر اقرار لازم نہیں ہوگا۔ مزدور کی اجرت جانور کا کرایہ دکان کا کرایہ ان سب چیزوں کا مضارب نے اقرار کیا وہ رب المال پر لازم ہوگا جبکہ مال مضاربت ابھی تک مضارب کے پاس ہو اور اگر مال دے دیا اور کہہ دیا کہ بیچا اس لئے لو اس کے بعد اس قسم کا اقرار کیا رہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۴.....مضارب نے ایک ہزار روپے نفع کا اقرار کیا پھر کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوئی پانچ سو نفع کے ہیں اس کی بات نامعتبر ہے جو کچھ پہلے کہہ چکا ہے اس کا ضامن ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۵.....مضارب نے بیع کی ہے بیع میں عیب کا رب المال نے اقرار کیا مشتری کو مضارب پر واپس نہیں کر سکتا اور بائع نے اقرار کیا تو دونوں پر لازم ہوگا۔ (عالمگیری)

وصی کا اقرار

مسئلہ نمبر۱.....وصی نے یہ اقرار کیا کہ میت کا جو کچھ فلاں کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کر لیا اور یہ نہیں بتایا کہ کتنا تھا پھر یہ کہا کہ میں نے سو روپے اس سے وصول کئے ہیں مدیون کہتا ہے میرے ذمہ میت کے ہزار روپے تھے اور وصی نے سب وصول کر لئے اگر میت نے مدیون سے دین کا معاملہ کیا تھا تو وصی اور مدیون نے اس طرح اقرار کیا تو مدیون بری ہو گیا یعنی وصی اب اس سے کچھ نہیں وصول کر سکتا اور وصی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یعنی وصی سے بھی وہ نوسو کا مطالبہ نہیں کر سکتے اور اگر وہ نو سو روپے مدیون کے مقابل میں گواہوں سے اس کا مدیون ہونا ثابت کیا جب بھی وصی کے اقرار کی وجہ سے مدیون بری ہو گیا مگر وصی پر نو سو روپے بتاوان کے واجب ہیں وہ مال اس سے وصول کریں گے اور اگر مدیون نے پہلے ہی دین کا اقرار کیا اور یہ کہ وہ ہزار روپے ہے اس کے بعد وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ اس کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کر لیا پھر بعد یہ کہا کہ میں نے اس سے سو روپے وصول کئے ہیں تو مدیون بری ہو گیا مگر وصی نو سو اپنے پاس سے وہ مال کو دے یہ تمام باتیں اس صورت میں ہیں کہ ایک سو وصول

کرنے کا اقرار وہبی نے فصل کے ساتھ کیا اور اگر یہ اقرار موصول ہو یعنی یوں کہا کہ جو کچھ میت کا اس کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کر لیا اور وہ سو روپے تھے اور مدیون کہتا ہے سو نہیں بلکہ ہزار روپے تھے اور تم نے سب لے لئے تو وہبی کے اس بیان کی تصدیق کی جائے گی اور مدیون سے نو سو کا مطالبہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... وہبی نے ورثہ کا مال بیچ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ پورا ثمن وصول کیا اور ثمن سو روپے تھا مشتری کہتا ہے پونے سو ثمن تھا وہبی کا قول معتبر ہوگا مگر مشتری سے بھی پچاس کا مطالبہ نہ ہوگا اور اگر وہبی نے اقرار کیا کہ میں نے سو روپے وصول کئے اور یہی پورا ثمن تھا۔ مشتری کہتا ہے پونے سو ثمن تھا تو مشتری پچاس روپے اور دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... وہبی نے اقرار کیا کہ جو کچھ میت کا لوگوں کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کر لیا اور کل سو روپے تھے مگر گواہوں سے ثابت ہوا کہ اس کے ذمہ دو سو تھے تو مدیون سے سو وصول کئے جائیں گے وہبی اپنے اقرار سے ان کو باطل نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... وہبی نے اقرار کیا کہ لوگوں کے میت کے ذمہ کچھ دین تھے میں نے سب وصول کر لئے اس کے بعد ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے میں بھی میت کا مدیون تھا اور مجھ سے بھی وہبی نے دین وصول کیا وہبی کہتا ہے نہ میں نے تم سے کچھ لیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میت کا دین تمہارے ذمہ بھی۔ ہمارا وہبی کا قول معتبر ہے اور اس مدیون نے جو کہ دین کا اقرار کیا اس سے دین وصول کیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... وہبی نے اقرار کیا کہ فلاں شخص پر میت کا جو کچھ دین تھا میں نے سب وصول کر لیا۔ مدیون کہتا ہے کہ مجھ پر ہزار روپے تھے وہبی کہتا ہے ہاں ہزار تھے مگر پانچ سو روپے تم نے میت کو اس کی زندگی میں خود اسے دیئے تھے اور پانچ سو مجھے دیئے تھے مدیون کہتا ہے میں نے ہزار تمہیں کو دیئے ہیں وہبی پر ہزار روپے لازم ہیں مگر وہ اس کو تلف دیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... وہبی نے اقرار کیا کہ میت کے مکان میں جو کچھ نقد مال تھا میں نے سب پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد پھر کہتا ہے کہ مکان میں سو روپے تھے اور پانچ کپڑے تھے وہ نہ لئے گواہوں سے ثابت کیا کہ جس دن مرا تھا، مکان میں ہزار روپے اور سو کپڑے تھے وہبی امتعہ ہی کا ذمہ دار ہے جتنے پر اس نے قبضہ کیا جب تک گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو کہ اس نے زائد پر قبضہ کیا تھا۔ (عالمگیری)

ودیعت وغصب وغیرہ کا اقرار

مسئلہ نمبر ۱..... یہ اقرار کیا کہ میں نے اس کا ایک کپڑا غصب کیا یا اس نے میرے پاس کپڑا امانت رکھا اور ایک عیب دار کپڑا لا کر کہتا ہے یہ وہی ہے یا ایک کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے مگر اس کے پاس گواہ نہیں تو قسم کے ساتھ غاصب اور یا امین کا ہی قول معتبر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... یہ کہا کہ میں نے تم سے ہزار روپے بامانت کے طور پر لئے اور وہ ہلاک ہو گئے مقرلہ نے کہا نہیں بلکہ وہ روپے غصب کئے ہیں مقر کو ان دینا پڑے گا اور اگر یوں اقرار کیا تم نے مجھے ہزار روپے بامانت کے طور پر دیئے وہ ضائع ہو گئے اور مقرلہ کہتا ہے نہیں بلکہ تم نے غصب کئے تو مقر پر ان نہیں اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے تم سے ہزار روپے بامانت کے طور پر لئے تھے اس نے کہا نہیں بلکہ قرض لئے ہیں یہاں مقر کا قول معتبر ہوگا یہ کہا کہ یہ ہزار روپے میرے فلاں کے پاس امانت رکھے تھے میں نے لئے یا وہ کہتا ہے نہیں بلکہ دوسرے روپے تھے جس کو وہ دے گیا تو اسی کی بات معتبر ہوئی جس کے یہاں سے اس وقت روپے لایا ہے کیونکہ پہلا شخص استحقاق کا مدعی ہے اور یہ منکر ہے لہٰذا روپے جو ہوں تو واپس کرے اور زیادہ کی قیمت ادا کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... میں نے اپنا گھوڑا فلاں کو کرایہ پر دیا تھا اس نے سوار لے کر واپس کر دیا یہ کپڑا میں نے اسے عاریت یا کرایہ پر دیا تھا اس نے پہن کر واپس دے دیا میں نے اپنا مکان اسے سکونت کے لئے دیا تھا اس نے کچھ دنوں رہ کر واپس کر دیا وہ شخص کہتا ہے نہیں بلکہ یہ

تیرہ ہیں خواہ میری ہیں ان سب صورتوں میں مقر کا قول معتبر ہے۔ یونہی یہ کہتا ہے کہ فلاں سے میں نے اپنا کپڑا اتنی اجرت پر سلوایا اور اس پر میں نے قبضہ کرایا وہ کہتا ہے یہ کپڑا میرا ہی ہے یہاں بھی مقری کا قول معتبر ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۴..... درزی کے پاس کپڑا ہے کہتا ہے کہ کپڑا فلاں کا ہے اور مجھے فلاں شخص (دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے) اس نے دیا ہے اور وہ دونوں اس کپڑے کے مدعی ہیں تو جس کا نام درزی نے پہلے لیا اسی کو دیا جائے گا یہی حکم رفوگر اور رنگریز کا ہے اور یہ سب دوسرے کو تاوان بھی نہیں دیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... یہ ہزار روپے میرے پاس زید کی امانت کے ہیں بلکہ عمرو کی تو یہ ہزار جو موجود ہیں یہ تو زید کو دے اور اتنے ہی اپنے پاس سے عمرو کو دے کہ جب زید کے لے اقرار کر چکا تو اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (درمختار) یا اس وقت ہے کہ زید بھی اپنے روپے پاس کے پاس ہوں۔

مسئلہ نمبر ۶..... یہ کہا کہ ہزار روپے زید کے ہیں نہیں بلکہ عمرو کے ہیں اس میں امانت کا لفظ نہیں کہا تو وہ روپے زید کو دے عمرو کا اس پر کچھ واجب نہیں۔ یہ اس صورت میں ہے کہ معین کا اقرار ہو اور اگر غیر معین شے کا اقرار ہو مثلاً یہ کہا کہ میں نے فلاں کے سو روپے غصب کئے نہیں بلکہ فلاں کے اس صورت میں دونوں کو دینا ہوگا کہ دونوں کے حق میں اقرار صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... ایک نے دوسرے سے کہا میں نے تم سے ایک ہزار بطور امانت لئے تھے اور ایک ہزار غصب کے تھے امانت کے روپے ضائع ہو گئے۔ اس میں مقر پر کا قول معتبر ہوگا یعنی یہ ہزار بھی لے گا اور ایک ہزار تاوان لے گا۔ یونہی اگر مقر لہ یہ کہتا ہے کہ نہیں بلکہ تم نے دو ہزار غصب کے تھے تو مقر سے دونوں ہزار وصول کرے گا اور اگر مقر کے یہ الفاظ تھے کہ تم نے ایک ہزار مجھے بطور امانت دیئے تھے اور ایک ہزار میں نے تم سے غصب کے تھے امانت والے ضائع ہو گئے اور غصب والے یہ موجود ہیں اور مقر لہ یہ کہتا ہے غصب والے ضائع ہوئے تو اس صورت میں مقر کا قول معتبر ہوگا یعنی وہ ہزار جو موجود ہیں لے لے اور تاوان کچھ نہیں۔ (ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۸..... ایک شخص نے کہا میں نے تم سے ہزار روپے بطور امانت لئے تھے اور ہلاک ہو گئے دوسرے نے کہا بلکہ تم نے غصب کئے تھے مقر پر تاوان واجب ہے کہ لینے کا اقرار سبب ظہان کا اقرار ہے مگر اس کے ساتھ امانت کا دعویٰ ہے اور مقر لہ اس سے منکر ہے جبزا ہی کا قول معتبر اور اگر یہ کہا کہ تم نے مجھے ہزار روپے امانت کے طور پر دیئے وہ ہلاک ہو گئے دوسرا یہ کہتا ہے کہ تم نے غصب کئے تھے وہ تاوان نہیں کہ اس صورت میں اس نے سبب ظہان کا اقرار ہی نہیں کیا بلکہ دینے کا اقرار کیا ہے اور یہ مقر لہ کا قول ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۹..... یہ کہا کہ فلاں شخص پر میرے ہزار روپے تھے میں نے وصول پائے اس نے کہا تم نے یہ ہزار روپے مجھ سے لئے ہیں اور تمہارا میرے ذمہ کچھ نہیں تھا تم وہ روپے واپس کرو اگر یہ قسم کھا جائے کہ اس کے ذمہ کچھ نہ تھا تو اسے واپس کرنے ہوں گے یونہی اگر اس نے یہ اقرار کیا تھا کہ میری امانت اس کے پاس تھی میں نے لے لی یا میں نے بہ کہا تھا واپس لے لیا دوسرا کہتا ہے کہ نہ امانت تھی نہ بہ تھا وہ میرا مال تھا تو تم نے لیا یا واپس کرنا ہوگا۔ (بسوط)

مسئلہ نمبر ۱۰..... اقرار کیا یہ ہزار روپے میرے پاس تمہارے ودیعت ہیں مقر لہ نے جواب میں کہا کہ ودیعت نہیں ہیں بلکہ قرض ہیں یا مجھ کو ضمن ہیں مقر نے کہا کہ نہ ودیعت ہیں نہ دین اب مقر لہ یہ چاہتا ہے کہ دین میں ان روپوں کو وصول کر لے نہیں کر سکتا کیونکہ ودیعت کا اقرار اس کے رد کرنے سے رد ہو گیا اور دین کا اقرار تھا ہی نہیں لہٰذا معاملہ ختم ہو گیا اور اگر صورت یہ ہے کہ مقر نے وہ ودیعت کا اقرار کیا اور مقر لہ نے کہا کہ ودیعت نہیں بلکہ بعینہٖ یہی روپے میں نے تمہیں قرض دیئے ہیں اور مقر نے قرض سے انکار کر دیا تو مقر لہ بعینہٖ یہی روپے لے سکتا ہے اور اگر مقر نے بھی قرض کی تصدیق کر دی تو مقر لہ بعینہٖ یہی روپے نہیں لے سکتا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ نمبر۱۱..... یہ کہا کہ زید کے گھر میں سو روپے لئے تھے پھر کہا کہ وہ میرے ہی تھے یا یہ کہا کہ وہ روپے عمرو کے تھے وہ روپے صاحب خانہ یعنی زید کو واپس کردے اور عمرو کو اپنے پاس سے سو روپے دے۔ یونہی اگر یہ کہا کہ زید کے صندوق یا اس کی تھیلی میں سے میں نے سو روپے لئے پھر یہ کہا کہ وہ عمرو کے تھے وہ روپے زید کو دے اور عمرو کے لئے پھر کہا اس نے قرار کیا اسے تاوان دے۔ (غنایہ)

مسئلہ نمبر۱۲..... یہ کہا کہ فلاں کے گھر میں سے میں نے سو روپے لئے پھر کہا اس مکان میں رہتا تھا یا میرے کرایہ میں تھا اس کی بات معتبر نہیں یعنی تاوان دینا ہوگا بلکہ اگر گواہوں سے اس میں اپنی سکونت یا کرایہ پر ہونا ثابت کردے تو ضمان سے بری ہے۔ (غنایہ)

مسئلہ نمبر۱۳..... یہ کہا کہ فلاں کے گھر میں نے اپنا کپڑا رکھا تھا پھر لے آیا تو اس کے ذمہ تاوان نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۴..... یہ کہا کہ فلاں شخص کی زمین کھود کر اس میں سے ہزار روپے نکال لایا مالک زمین کہتا ہے وہ روپے میرے تھے اور یہ کہتا ہے میرے ہیں مالک زمین کا قول معتبر ہے۔ مالک زمین نے گواہوں سے ثابت کیا کہ فلاں نے اس کی زمین کھود کر ہزار روپے نکال لئے ہیں وہ کہتا ہے میں نے زمین کھودی ہی نہیں یا یہ کہتا ہے کہ وہ روپے میرے تھے وہ روپے مالک زمین کے قرار دینے بھائیں گے۔ (عالمگیری)

متفرقات:

مسئلہ نمبر۱۵..... زید کے عمرو کے ذمہ دس روپے اور دس اشرفیاں ہیں زید نے کہا میں نے عمرو سے روپے وصول پائے نہیں بلکہ اشرفیاں وصول ہوئی ہیں۔ عمرو کہتا ہے دونوں چیزیں تم نے وصول پائیں تو دونوں کی وصولی قرار دی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۶..... ایک شخص کے دوسرے پر ایک دستاویز کی رو سے دس روپے ہیں اور دس روپے دوسری دستاویز کی رو سے ہیں دائن نے کہا میں نے مدیون سے دس روپے اس دستاویز والے وصول نہیں پائے بلکہ اس دستاویز والے وصول پائے ہیں دس ہی روپے کی وصولی قرار پائے گی اختیار ہے کہ جس دستاویز کے چاہے قرار دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۷..... زید کے عمرو کے ذمہ سو روپے ہیں اور بکر کے ذمہ سو روپے ہیں اور عمرو بکر ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے زید نے اقرار کیا میں نے عمرو سے دس روپے وصول پائے نہیں بلکہ بکر سے تو عمرو و بکر دونوں سے دس دس روپے وصول کرنے کا اقرار کرا پائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۸..... ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے ہیں دائن نے کہا تم نے اس میں سے سو روپے مجھے اپنے ہاتھ سے دیئے نہیں خادم کے ہاتھ بھیجے تو یہ سوجی کا اقرار ہے اور اگر ان روپوں کا کوئی شخص کفیل ہے اور دائن نے یہ کہا کہ تم سے میں نے سو روپے وصول پائے نہیں بلکہ تمہارے کفیل سے تو ہر ایک سے سو روپے لینے کا اقرار ہے اور اگر مدائن ان دونوں سے حلف دینا چاہے تو نہیں دے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۹..... دائن نے مدیون سے کہا سو روپے تم سے وصول ہو چکے مدیون نے کہا اور دس روپے تمہارے پاس بھیجے تھے اور دس روپے کا کپڑا تمہارے ہاتھ فروخت کیا۔ دائن نے کہا تم سچ کہتے ہو یہ سب انہی سو میں ہیں دائن کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۲۰..... ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی بائع نے کہا میں نے مشتری سے ثمن لے لیا پھر بائع نے کہا مشتری کے میرے ذمہ روپے تھے اس میں سے میں نے مقاصہ (ادھیڑا) کر لیا بائع کی بات نہیں مانی جائے گی اور اگر بائع نے پہلے یہ کہا کہ مشتری کے روپے میرے ذمہ تھے اس سے میں نے مقاصہ کر لیا اور بعد میں یہ کہا کہ ثمن کے روپے مشتری سے لے لئے تو بائع کا قول معتبر ہے۔ یونہی اگر بائع نے یہ کہا کہ ثمن کے روپے وصول ہو گئے یا وہ ثمن کے روپے سے بری ہو گیا پھر کہتا ہے میں نے مقاصہ کر لیا تو اس کی بات مان لی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۲۱..... مقر لہ ایک شخص ہے اور مقر نے دلیل و ثبات کے طور پر دو چیزوں کا اقرار کیا تو جو مقدار میں زیادہ ہوئی اور وصف میں بہتر ہوئی وہ واجب ہوئی مثلاً زید کے مجھ پر ایک ہزار روپے ہیں نہیں بلکہ دو ہزار ہیں نہیں بلکہ ایک ہزار یا ایک ہزار کھوٹے ہیں نہیں بلکہ کھرے سب کا حکم یہ ہے کہ پہلی صورت میں دو ہزار واجب اور دوسری صورت میں کھرے روپے واجب اور اگر جنس مختلف ہوں مثلاً اس کے مجھ پر ایک ہزار

روپے ہیں نہیں بلکہ ایک ہزار اشرفی دونوں چیزیں واجب ایک ہزار روپا ایک ہزار یہ۔ (عالمگیری و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... یہ کہا کہ زید پر جو میرا دین ہے وہ مجھ کو ہبہ یا یہ کہا کہ زید کے پاس جو میری امانت ہے وہ مجھ کو ہبہ کی ہے یہ ہبہ کے لئے اس دین و امانت کا اقرار ہے مگر اس دین یا امانت پر قبضہ مقر کا حق ہے مگر اس لفظ کو ہبہ قرار دینا گزشتہ بیان کے موافق ہوگا قبضہ تسلیم و ہب اور قبضہ موہوب لہٗ ضروری ہوگا۔ (عالمگیر)

اقرار مریض کا بیان

مریض سے مراد وہ ہے جو مرض الموت میں مبتلا ہو اور اس کی تعریف کتاب الطلاق میں مذکور ہو چکی ہے وہیں سے معلوم کریں۔

مریض کے ذمہ جو دین ہے جس کا وہ اقرار کرتا ہے وہ حالت صحت کا دین ہے یا حالت مرض کا اور اس کا سبب معروف ہے یا غیر معروف۔ اور اقرار اجنبی کے لئے یا وارث کے لئے ان تمام صورتوں کے احکام بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۱..... صحت کا دین چاہے اس کا سبب معلوم ہو یا نہ ہو اور مرض الموت کا دین جس کا سبب معروف ہو مثلاً کوئی چیز خریدی ہے اس کا ثمن کسی کی چیز ہلاک کردی ہے اس کا تاوان کسی عورت سے نکاح کیا ہے اس کا مہر مثل۔ یہ دین ان دیون پر مقدم ہیں جن کا زمانہ مرض میں اس نے اقرار کیا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... سبب معروف کا یہ مطلب ہے کہ گواہوں سے اس کا ثبوت ہو یا قاضی نے خود اس کا معائنہ کیا ہو اور سبب سے وہ سبب مراد ہے جو شرع نے جیسے نکاح شادی اور بیع اور اتلاف مال کو ان کو لوگ جانتے ہوں۔ مہر مثل سے زیادہ پر مریض نے نکاح کیا تو جو کچھ مہر مثل سے زیادتی ہے یا غلط ہے اگرچہ نکاح صحیح ہے۔ (عالمگیر)

مسئلہ نمبر ۳..... مریض نے اجنبی کے حق میں اقرار کیا یہ اقرار جائز ہے اگرچہ اس کے تمام احوال کو احاطہ کرنے اور وارث کے لئے مریض نے اقرار کیا تو جب تک دیگر ورثا اس کی تصدیق نہ کریں جائز نہیں اور اجنبی کے لئے بھی جبکہ مال کا اقرار اس وقت صحیح ہے جب صحت کا دین اس کے ذمہ نہ ہو یعنی ماں باپ اور اولاد کے دوسرے لوگوں کا دین حالت صحت میں جو معلوم تھا نہ ہو ورنہ پہلے یہ دین ادا کیا جائے گا اس کے جب بچے گا تو اس دین کو ادا کیا جائے گا جس کا مرض میں اقرار کیا ہے بلکہ زمانہ صحت کے دین کو اس دیون پر مقدم کریں گے جس کا ثبوت محض مریض کے اقرار سے ہو۔ (عالمگیری و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... مریض کو یہ اختیار نہیں کہ بعض دائن کا دین ادا کردے بعض کا نہ ادا کرے یعنی اگر اس نے ایسا کیا ہے اور کل مال ختم ہو گیا یا دوسرے لوگوں کا دین حصہ رسد کے موافق نہیں وصول ہوگا تو جو کچھ مریض نے ادا کیا ہے اس میں جتنے دین والے بھی شریک ہوں گے یعنی کہ وہ جو ادا نہیں کا ہو جائے جن کو دیا ہے اگرچہ یہ دین جو ادا کیا ہے صحت ہو یا کسی مزدور یا ملازم کی اجرت یا تنخواہ ہو۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۵..... زمانہ مرض میں مریض نے کسی سے قرض لیا ہے یا کوئی چیز زمانہ مرض میں خریدی ہے لشرطیکہ ثمن قیمت پر خریدی ہو اس قرض کو ادا کرنا صحیح ہے خواہ صحت میں رکھا ہو نہیں ہے یعنی اس میں دوسرے دائن شریک نہیں ہیں تمام یہی مالک ہے جن کو دیا بشرطیکہ یہ قرض وقتِ بیع سے ثابت ہوں یہ نہ ہو کہ محض مریض کے اقرار سے اس کا ثبوت ہو۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۶..... مریض نے کوئی چیز خریدی اور اس کا ثمن ادا نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو اگر صحیح ابھی تک بائع کے قبضہ میں ہے تو اس کا تنہا بائع حق دار ہے دوسرے دین والے اس صحیح کا مطالبہ نہیں کر سکتے یہ نہیں کہہ سکتے ہیں یہ چیز اس مرنے والے مدیون کی ہے لہٰذا ہم بھی اس میں سے اپنا دین وصول کریں گے اور اگر صحیح مشتری کے ہاتھ میں پہنچ چکی ہے اس کے بعد مرا تو جیسے دوسرے دین والے ہیں بائع بھی ایک دائن

ہے سب کے ساتھ شریک ہے حصہ رسد کے موافق یہ بھی لے لگا۔ (کذا فی الخانیہ)

مسئلہ نمبر ۷..... مریض نے ایک دین کا اقرار کیا پھر دوسرے دین کا اقرار کیا مثلاً پہلے کہا زید کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں پھر کہا عمرو کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں دونوں اقرار برابر ہیں دینے میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں چاہیے یہ دونوں اقرار متصل ہوں یا فصل کے ساتھ ہوں اور اگر پہلے دین کا اقرار کیا پھر امانت کا کہ یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے یہ دونوں بھی برابر ہیں اگر پہلے امانت کا اقرار ہے اس کے بعد دین کا دین پر مقدم رکھا جائے گا۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۸..... ودیعت کا اقرار کیا کہ فلاں کے ہزار روپے میرے پاس ودیعت ہیں اور مرگیا اور وہ ہزار روپے ودیعت کے ممتاز نہیں ہیں تو مثل دیگر دیون کے یہ بھی ایک دین قرار پائے گا جو ترکہ سے ادا کیا جائے گا اور اگر مریض کے پاس ہزار روپے ہیں اور صحت کے زمانہ کا اس پر کوئی دین نہیں اس نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں کے ہزار روپے دین ہیں پھر اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے جو میرے پاس ہیں فلاں شخص کی ودیعت ہے پھر ایک تیسرے شخص کے لئے ہزار روپے دین کا اقرار کیا تو یہ ہزار روپے جو موجود ہیں تینوں پر برابر برابر تقسیم ہوں گے اور اگر پہلے شخص نے کہہ دیا کہ میرا اس پر کوئی حق نہیں ہے یا میں نے معاف کر دیا تو اس کی وجہ سے تیسرے دائن کا حق باطل نہیں ہوگا بلکہ موروث اور دائن میں یہ روپے نصف نصف تقسیم ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... مریض نے اقرار کیا کہ میرے باپ کے ذمہ فلاں شخص کا اتنا دین ہے اور اس کے قبضہ میں ایک مکان ہے جو اس کے باپ کا تھا اور خود مریض بزمانہ صحت کا بھی دین ہے اس صورت میں وہ دین صحت کو ادا کریں گے اس لئے کہ اس کے باپ کا دین جس کا اس نے اقرار کیا ہے ادا کیا جائے گا۔ اور اگر باپ کے دین کا باپ کے مرنے کے بعد ہی زمانہ صحت میں اقرار کیا ہے تو اس مکان کو بیچ کر پہلے اس کے باپ کا دین ادا کیا جائے گا جن لوگوں کا اس پر دین ہے وہ ادا نہیں لے سکتے جب تک اس کے باپ کا دین ادا نہ ہو جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مریض نے اقرار کیا کہ وارث کے پاس جو میری ودیعت یا عاریت تھی مل گئی یا مال مضاربت تھا وصول پایا اس کی بات مان لی جائے گی۔ یونہی اگر وہ کہتا ہے کہ موہوب لہ سے میں نے ہبہ کو واپس لے لیا یا جو بیع فاسد کے ساتھ بیچی تھی واپس لی یا مغصوب یا رہن کو وصول پایا یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ اس پر زمانہ صحت کا دین ہو جبکہ یہ سب چیزیں موہوب لہ وغیرہ اجنبی ہوں اور اگر وارث سے واپس لینے کا ان صورتوں میں اقرار کرے تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... مریض نے اپنے مدیون سے دین کو معاف کر دیا اگر یہ مریض خود مدیون ہے اور جس سے دین کو معاف کیا ہے وہ اجنبی ہے یہ معاف کرنا جائز نہیں اور اگر خود مدیون نہیں ہے تو اجنبی پر سے دین کو بقدر ثلث مال کے معاف کر سکتا ہے اور وارث سے دین کو معاف کرنے چاہے خود مدیون ہو یا نہ ہو وارث پر اصلاً دین ہو یا اس نے غلات کی ہو ہر صورت میں جائز نہیں۔ اور اگر مریض نے یہ کہہ دیا کہ اس پر میرا کوئی حق ہی نہیں ہے یہ اقرار قضاءً صحیح ہے کہ اب مطالبہ قاضی کے یہاں نہیں ہوگا مگر دیانۃً صحیح نہیں اگر واقع میں مطالبہ قائم اور اس نے ایسا کہہ دیا تو مواخذہ آخروی ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۱۲..... مریض نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی چیز فلاں کے ہاتھ صحت کے زمانہ میں بیچ دی ہے اور اس کا ثمن بھی وصول کر لیا ہے اور مشتری بھی اس کا دعویٰ کرتا ہو تو بیع کے حق میں اس کا اقرار صحیح ہے اور ثمن وصول کرنے کے حق میں بقدر ثلث مال کے صحیح اس سے زیادہ میں صحیح نہیں۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۱۳..... یہ اقرار کیا کہ میرا دین جو فلاں کے ذمہ تھا میں نے وصول پایا اگر وہ دین صحت کے زمانہ کا تھا تو مریض کا یہ اقرار صحیح ہے پس یہ خود دین ہو یا نہ ہو اور اگر یہ دین زمانہ مرض کا تھا اور خود اس پر زمانہ صحت کا دین ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں اور اگر اس پر صحت کا دین نہ ہو تو

بقدرِ ثلث مال یا اقرار صحیح ہے یہ بیع میں نے فلاں وارث کے ہاتھ صحت کے زمانہ میں بیع کردی اور ثمن بھی وصول پایا یہ اقرار صحیح نہیں۔ (عٰلمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مریض نے اپنی عورت سے خلع کیا اور عورت کی عدت بھی پوری ہوگئی اب وہ کہتا ہے میں نے بدل خلع وصول پایا اگر اس پر زمانۂ صحت کا دین ہے یہ مرض کا تو اس کی بات مان لی جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۱۵..... صحت میں لین فاسق کے ساتھ کوئی چیز بشرطِ خیار فروخت کی تھی اور مرض میں اس بیع کو جائز کیا یا ساکت رہا یہاں تک کہ مدتِ خیار گزر گئی اس کے بعد مرگیا تو یہ بیع ثلث سے نافذ ہوگی۔ (عٰلمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... عورت نے مرض میں اقرار کیا کہ میں نے شوہر سے اپنا مہر وصول پایا اگر زوجیت یا عدت میں مرگئی اس کا یہ اقرار جائز نہیں اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں مثلاً شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی ہے یا اقرار جائز ہے۔ مریضہ نے شوہر کو مہر معاف کردیا یہ دوسرے ورثا کی اجازت پر موقوف ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مریض نے کہا کہ دنیا میں میری کوئی چیز ہی نہیں ہے اور مرگیا بیٹہ ورثا کو اختیار ہے کہ اس کی ذہبا اور بیع سے اس بات پر قسم کھلائیں کہ ہم نہیں جانتے کہ متوفی کے ترکہ میں کوئی چیز تھی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... مریض نے دوسرے پر بہت کچھ اموال کا دعویٰ کیا قاضی نے مدعا علیہ سے تھوڑے سے مال پر مصالحت کرلی اور علانیہ یہ اقرار کرلیا کہ اس کے ذمہ میرا کچھ نہیں ہے اور مرگیا اس کے بعد ورثا نے دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ ہمارے مورث کے بہت کچھ اموال اس شخص کے ذمہ ہیں ہمارے مورث نے ہم کو محروم کرنے کے لئے یہ کیا ہے یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا اور اگر مدعا علیہ بھی وارث تھا اور باقی تمام معاملات پیش آئے تو بیٹہ ورثا کا دعویٰ مسموع ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... جس وارث کے لئے مریض نے یہ اقرار کیا ہے یہ کہتا ہے کہ اس شخص نے میرے لئے صحت کے زمانے میں اقرار کیا تھا اور بیٹہ ورثا یہ کہتے ہیں کہ مرض میں اقرار کیا تھا تو قول ان بیٹہ ورثا کا معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کئے تو مقرلہ کے گواہ معتبر ہیں اور اگر مقرلہ کے پاس گواہ نہ ہوں تو ان ورثا پر حلف دے سکتا ہے۔ (عٰلمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... یہ جو کہا گیا ہے کہ وارث کے لئے مریض کا اقرار باطل ہے اس سے مراد وہ وارث ہے جو بوقت موت وارث ہوا یہ نہیں کہ بوقت اقرار وارث ہو یعنی جس وقت اس کے لئے اقرار کیا تھا وارث نہ تھا اور اس کے مرنے کے بعد وارث ہوگیا تو یہ اقرار صحیح ہے مریض نے جس کے لئے اقرار کیا وہ وارث تھا بیٹہ وارث نہ رہا بیٹہ وارث ہوگیا اور اب وہ مریض مرا تو اقرار باطل ہے مگر جنبیہ وراثت کا بدیہ سبب پیدا ہوجائے مثلاً نکاح فاسد اگر کسی عورت کے لئے اقرار کیا تھا اس کے بعد نکاح کیا یہ اقرار صحیح ہے اور اگر اپنے بھائی کے لئے اقرار کیا جو مجہب تھا مگر اس کے مرنے کے وقت مجہب نہ رہا مثلاً جب اس نے اقرار کیا تھا اس وقت اس کا بیٹا موجود تھا اور بعد میں بیٹا مرگیا اب بھائی وارث ہوگیا اقرار باطل ہے اور اگر اقرار کے وقت بھائی وارث تھا مثلاً مریض کا کوئی بیٹا نہ تھا اس کے بعد بیٹا پیدا ہوا اب بھائی وارث نہیں رہا اگر مریض کے مرنے تک بیٹا زندہ رہا یا اقرار باطل ہے بشرطیکہ بیٹے کے لئے اقرار کیا پھر اسے بائن طلاق دے دی بعد عدت پھر اس سے نکاح کرلیا۔ (عٰلمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... اگر مریض نے وصیہ کے لئے کوئی چیز بہ کردی یا وصیت کردی اس کے بعد اس نے نکاح کیا وہبہ یا وصیت باطل ہے۔ مریض نے وارث کے لئے اقرار کیا مگر پہلے یہ مقرلہ مرگیا اس کے بعد وہ مریض مرا مگر مقرلہ کے ورثا مریض کے بھی ورثا ہوتے ہیں یہ اقرار جائز ہے جس طرح اجنبی کے لئے اقرار۔ (عٰلمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... مریض نے اجنبی کے لئے اقرار کیا کہ یہ چیز اس کی ہے اور اس اجنبی نے کہا کہ یہ چیز مقر کے وارث کی ہے یہ خود مریض کا وارث کے حق میں اقرار ہے لہٰذا صحیح نہیں۔ مریض نے اپنی عورت کے دین مہر کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے پھر مرنے کے بعد ورثا نے

گواہوں سے ثابت کرا چکا اس عورت نے مریض کی زندگی میں ہبہ بخش دیا تھا یہ گواہ نہیں سنے جائیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... مریض نے دین یا عین کا وارث کے لئے اقرار کیا مثلاً یہ کہا کہ اس کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں یا یہ کہ فلاں چیز اس کی ہے یہ اقرار باطل ہے خواہ اجنبی وارث کے لئے اقرار ہو یا وارث و اجنبی دونوں کے حق میں یہ اقرار ہو یعنی دونوں کی شرکت میں وہ دین ہے یا اس عین میں دونوں شریک ہیں اور یہ دونوں شریک ہونے کو مان رہے ہوں یا کہتے ہوں کہ ہم دونوں میں شرکت نہیں ہے بہرحال وہ اقرار باطل ہے ہاں اگر بتیہ وغیرہ اس اقرار کی تصدیق کریں تو یہ اقرار نافذ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... شوہر نے عورت کے لئے وصیت کی یا عورت نے شوہر کے لئے وصیت کی اور دونوں صورتوں میں کوئی دوسرا وارث نہیں ہے تو وصیت صحیح ہے اور زوجین کے سوا دوسرا کوئی وارث ہے جب تو اگر وہ وصیت کی یا وہ وارث یہ کہے کہ وہ تو کل کا خودی وارث ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... مریض کے قبضہ میں جائیداد ہے اس کے متعلق اس نے وقف کا اقرار کیا۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خود اپنے وقف کرنے کا اقرار کرتا ہے کہتا ہے کہ میں نے اسے وقف کیا ہے ایک ثلث مال میں یہ وقف نافذ ہوگا دوسری صورت میں یہ کہ اس کو دوسرے نے وقف کیا ہے یعنی یہ جائیداد دوسرے شخص کی تھی اس نے وقف کر دی تھی اگر اس دوسرے شخص یا اس کے ورثا تصدیق کریں جائز ہے اور اگر مریض نے بیان نہ کیا کہ میں نے وقف کیا ہے یا دوسرے نے تو ثلث میں نافذ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مریض نے وارث یا اجنبی کسی کے دین کا اقرار کیا اور مرا نہیں بلکہ اچھا ہو گیا پھر اس کے بعد مرا تو وہ اقرار مریض کا اقرار نہیں بلکہ صحت کے اقرار کا یہ حکم ہے اس کا بھی یہ کہ کہ جب اچھا ہو گیا تو "علم ہو گیا کہ وہ مرض الموت خیالی تھی نہیں غلطی سے لوگوں نے ایسا سمجھ رکھا تھا یہی حکم تمام ان اقراروں کا ہے جو مرض کی وجہ سے جاری نہیں ہوتے تھے اور اگر وارث کے لئے وصیت کی تھی پر اچھا ہو گیا تو یہ وصیت اب بھی صحیح نہیں ہوئی۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... مریض نے وارث کی امانت بلاک کرنے کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح و معتبر ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً بیٹے نے باپ کے پاس کوئی چیز روپیہ وغیرہ رکھی اس کے متعلق باپ یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے قصداً ضائع کر دیا یہ اقرار معتبر ہے کہ میں سے تاوان ادا کیا جائے گا۔ مریض نے یہ اقرار کیا کہ وارث کے پاس جو کچھ امانتیں تھیں وہ سب میں نے وصول پائیں یہ اقرار بھی معتبر ہے۔ یہ اقرار بھی معتبر ہے کہ میرا کوئی حق میرے باپ یا ماں کے ذمہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مریض نے کہا کہ میری فلاں بیوی مر چکی ہے اس کے ذمہ میرے دس روپے تھے جو میں نے وصول پا لئے تھے اور اس مریض کا بیٹا انکار کرتا ہے یہ اقرار صحیح ہے کیونکہ وارث کے لئے یہ اقرار ہی نہیں وہ بیوی مر چکی ہے وارث کہاں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... مریض نے اپنی زوجہ کے لئے مال کا اقرار کیا وہ عورت شوہر سے پہلے مر گئی اور اس نے دو بیٹے چھوڑے ایک اسی شوہر سے ہے دوسرا پہلے خاوند سے احتیاط یہ ہے کہ یہ اقرار صحیح نہیں۔ یونہی مریض نے اپنے بیٹے کے لئے اقرار کیا اور یہ بیٹا باپ سے پہلے مر گیا اور اس نے اپنا بیٹا چھوڑا اس کے مرنے کے بعد اس کا باپ مرا اور اس کا اب کوئی بیٹا نہیں یعنی وہ پوتا وارث ہے تو مختار یہ احتیاطاً اقرار صحیح نہیں۔ یونہی مریض نے وارث یا اجنبی کے لئے اقرار کیا اور مقر لہ مریض سے پہلے ہی مر گیا مگر اس کے وارث اس مریض مقر کے بھی وارث ہیں اس کا بھی وہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... ایک شخص دو چار روز کے لئے بیمار ہو جاتا ہے پھر دو چار روز کو اچھا ہو جاتا ہے اس نے اپنے بیٹے کے لئے دین کا اقرار کیا اگر ایسے مرض میں اقرار کیا ہے جس کے بعد اچھا ہو گیا تو اقرار صحیح ہے اور اگر ایسے مرض میں اقرار کیا کہ جس نے اسے صاحب فراش کر دیا اور اچھا نہ ہوا اسی مرض میں مر گیا تو اقرار صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... مریض نے اقرار کیا کہ فلاں شخص کا میرے ذمہ ایک حق ہے اور ورثہ نے بھی اس کی تصدیق کی اس کے بعد مریض مر گیا وہ شخص اگر مریض کے مال کی تہائی یا حق بیان کرے اس کی بات مان لی جائے گی اور تہائی سے زیادہ کا طالب ہو اور ورثہ منکر ہوں تو ورثہ پر حلف دیا جائے گا وہ یہ قسم کھائیں کہ ہمارے علم میں میت کے ذمہ اس کا اتنا مال بقایا گر قسم کھالیں گے تو صرف تہائی مال اس شخص کو دیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... مریض نے وارث کے لئے ایک معین چیز کا اقرار کیا یہ چیز اس کی ہے اس وارث نے کہا وہ چیز میری نہیں ہے بلکہ فلاں شخص کی ہے اور یہ شخص وارث کی تصدیق کرتا ہے یعنی چیز اپنی بتاتا ہے اور مریض مر گیا وہ چیز اس اجنبی کو دے دی جائے گی اور وارث سے اس چیز کی قیمت کا تاوان لیا جائے گا۔ یونہی اگر مریض نے ایک وارث کے لئے اس چیز کا اقرار کیا اس وارث نے دوسرے وارث کی وہ چیز بتائی وہ چیز دوسرے وارث کو ملے گی اور پہلا وارث چیز کی قیمت تاوان میں دے یہ قیمت سب ورثا میں تقسیم ہوگی ان دونوں کو بھی اس میں سے ان کے حصہ ملیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... مریض پر زمانہ صحت کا دین ہے اس کی کوئی چیز کسی نے غصب کر لی اور غاصب کے پاس وہ چیز ہلاک ہو گئی قاضی نے حکم دیا کہ غاصب اس چیز کی قیمت مریض کو ادا کرے اب مریض یہ اقرار کرتا ہے کہ غاصب سے میں نے قیمت وصول پائی یہ بات مانی نہیں جائے گی جب تک گواہوں سے ثابت نہ ہو اور اگر زمانہ صحت میں اس نے غصب کی تھی اس کے بعد بیمار ہوا اور قاضی نے غاصب پر قیمت دینے کا حکم کیا اور مریض کہتا ہے میں نے قیمت وصول پائی تو مریض کی بات مان لی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... مریض نے اپنی ایک چیز جس کی واجبی قیمت ایک ہزار تھی دو ہزار میں بیچ ڈالی اور اس کے پاس اس چیز کے سوا کوئی مال نہیں ہے اس پر کثیر دین ہیں اب یہ کہتا ہے کہ وہ ثمن میں نے وصول پایا اور مر گیا اس کا یہ اقرار صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... ایک شخص نے زمانہ صحت میں اپنی چیز بیچ کر دی اور مشتری نے بیچ پر قبضہ بھی کر لیا اس کے بعد بائع بیمار ہوا اور اس نے ثمن وصول پانے کا اقرار کر لیا اور بائع کے ذمہ لوگوں کے دین بھی ہیں پھر یہ بائع مر گیا اس کے بعد مشتری نے بیع میں عیب پایا قاضی نے اس کے واپس کرنے کا حکم دے دیا مشتری کو یہ حق نہیں ہے کہ دیگر قرض خواہوں کی طرح میت کے مال سے اپنا ثمن واپس لے بلکہ وہ چیز بیچ کی جائے گی اگر اس کے ثمن سے مشتری کا مطالبہ وصول ہو جائے تو بہتر اور اگر اس کے مطالبہ وصول کر لینے کے بعد کچھ بچ رہا تو یہ بچا ہوا دوسرے قرض خواہوں کے دین میں دے دیا جائے گا اور اگر مشتری کے مطالبہ سے کم میں چیز فروخت ہوئی تو میت کے مال سے دوسروں کے دین ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچتا ہے تو مشتری کا یہ مطالبہ ادا کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... مریض نے وارث کو روپے دینے کو فلاں شخص کا مجھ پر دین ہے اس روپے سے اس کا دین ادا کر دو۔ وارث کہتا ہے وہ روپے میں نے دائن کو دینا اور دائن کہتا ہے مجھے نہیں دینے وارث کی بات نہ تھا اس کے حق میں معتبر ہے یعنی وارث بری الذمہ ہو گیا۔ مریض اس کو چھاتا ہے یا جھٹلا بہر حال اس سے روپے کا مطالبہ نہیں ہو سکتا مگر دائن کا حق باطل نہیں ہو گا یعنی اس کا دین ادا کرنا ہو گا اگر مریض نے وارث کو وکیل کیا کہ فلاں کے ذمہ میرا دین ہے وصول کر لاؤ وارث کہتا ہے میں نے دین وصول کر کے مریض کو دے دیا اس کی بات معتبر ہے۔ مدین بری ہو گیا اس سے مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (بسوط)

مسئلہ نمبر ۳۷..... مریض نے اپنی کوئی چیز بیچ کرنے کے لئے وارث کو وکیل کیا اس کی دو صورتیں ہیں مریض کے ذمہ دین ہے یا نہیں اگر اس کے ذمہ دین نہیں ہے اور وارث نے گواہوں کے سامنے اس چیز کو واجبی قیمت پر بیچا اب مریض کی زندگی میں یا مرنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ ثمن وصول کر کے میں نے مریض کو دے دیا میرے پاس سے ضائع ہو گیا اس کی بات مان لی جائے گی۔ اور اگر وارث یہ کہتا ہے کہ میں نے چیز بیچ کر دی اور ثمن وصول کر لیا پھر میرے پاس سے ضائع ہو گیا اگر وہ چیز بھی ہلاک ہو چکی ہے اور مشتری کو بھی معلوم نہیں ہے کہ کون شخص تھا

جب بھی اس کی بات معتبر ہے اگر چہ موجود ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص مشتری ہے اور مریض بھی زندہ ہے جب بھی وارث کی بات معتبر ہے اور مریض مر چکا ہے وارث کا اقرار کہ میں نے فلاں شخص وصول پایا وہ میرے پاس سے ضائع ہو گئی صحیح نہیں اور اگر مریض کے دین ہے تو وارث کی بات معتبر نہیں اگر چہ مریض اس کی تصدیق کرتا ہو۔ (سموط)

مسئلہ نمبر ۳۸.....ایک شخص نے اپنے باپ کے پاس ہزار روپے گواہوں کے سامنے امانت رکھے اس کے باپ نے مرتے وقت یہ اقرار کیا کہ وہ امانت کے روپے میں نے خرچ کر ڈالے اور اسی اقرار پر قائم رہا تو باپ کے ذمہ یہ روپے دین ہیں کہ اس کے مال سے پائے وصول کرے گا اور اگر باپ نے سرے سے امانت رکھنے ہی سے انکار کر دیا کہتا ہے میں نے خرچ کر ڈالے یا غیر کہنے لگا ضائع ہو گئے یا میں نے دینے کو دے دینے اس کی بات کا کامل اعتبار نہیں اگر چہ قسم کھاتا ہو اس پر تاوان لازم ہے اور اگر اس نے پہلے یہ کہا کہ ضائع ہو گئے یا میں نے واپس کر دیئے پھر جب اس پر حلف دیا گیا تو کہنے لگا میں نے خرچ کر ڈالے یا قسم سے انکار کر دیا تو اس صورت میں ضمان لازم نہیں اور ترکہ سے یہ روپے نہیں دیئے جائیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹.....ایک شخص بیمار ہے اس کا ایک بھائی ہے اور ایک بیوی زوجہ نے کہا مجھے تین طلاقیں دے دو۔ اس نے دے دیں۔ پھر اس مریض نے یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ بیوی کے سو روپے باقی ہیں اور عورت اپنا پورا مہر لے چکی ہے وہ شخص سانحہ رہ پر ترکہ چھوڑ کر مر گیا اگر عورت کی عدت پوری ہو چکی ہے تو کل روپے عورت لے لے گی اور عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو اوتا ترکہ سے وصیت کو نافذ کریں گے پھر میراث جاری کریں گے مثلاً اس نے تہائی مال کی وصیت کی ہے تو تیس روپے موصی لہا کو دیں گے اور دس روپے عورت کو اور تیس اس کے بھائی کو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۰.....مریض نے یہ اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے جو میرے پاس ہیں فقط ہیں اس اقرار کے بعد مر گیا اور ان روپوں کے علاوہ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا اگر ورثہ اس کے اقرار کی تصدیق کرتے ہیں تو ان کو کچھ نہیں ملے گا وہ روپے صدقہ کر دیئے جائیں اور تکذیب کرتے ہوں تو ایک تہائی صدقہ کر دیں اور دو تہائیاں بطور میراث تقسیم کر لیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۱.....مریض کے تین بیٹے ہیں ایک بیٹے پر اس کے ہزار روپے دین ہیں۔ اس مریض نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکے سے ہزار روپے وصول پائے ہیں۔ یہ دین بھی اس کی تصدیق کرتا ہے باقی دونوں لڑکوں میں سے ایک تصدیق کرتا ہے ایک تکذیب تو مدیون بیٹا ایک ہزار کی تہائی اس کو دے جو تکذیب کرتا ہے اور خود اس کو اور تصدیق کرنے والے لڑکے کچھ نہیں ملے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۲.....ایک شخص مجہول النسب کے لئے مریض نے کسی چیز کا اقرار کیا اس کے بعد اس شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور وہ اس کی تصدیق کرتا ہے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور وہ اقرار جو پہلے کر چکا ہے باطل ہو جائے گا اور جب وہ بیٹا ہو گیا تو ثورہ وارث ہے جیسے دوسرے وارث ہیں اور اگر وہ شخص معروف النسب یا اس کی تصدیق نہیں کرتا تو نسب ثابت نہیں ہوگا اور پہلا اقرار بدستور سابق رہے گا۔ (درمختار، شامی)

مسئلہ نمبر ۴۳.....عورت کو بائن طلاق دے چکا ہے اس کے لئے دین کا اقرار کیا تو دین میراث میں جو کچھ ہو وہ عورت کو دیا جائے یہ حکم اس وقت ہے کہ عورت عدت میں ہو اور ثورہ اس کی خواہش پر شوہر نے طلاق دی ہو اور اگر عدت پوری ہو چکی تو وہ اقرار جائز ہے کہ یہ وارث ہی نہیں ہے اور اگر طلاق دیتا عورت کے سوال پر نہ ہو تو عورت میراث کی مستحق ہے اور اقرار صحیح نہیں کہ اس صورت میں وارث ہے۔ (درمختار)

اقرار نسب

مسئلہ نمبر ۱.....اگر کسی نے ایک شخص کے بھائی ہونے کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اگر چہ یہ نسب ثابت ہو اگر چہ یہ

بھی تصدیق کرتا ہو مگر نسب ثابت نہیں یعنی اس کے باپ کا بیٹا قرار نہیں پائے گا اس کا صرف اتنا ہوگا کہ مقر کا اگر کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو یہ وارث ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....مرد اسے لوگوں کا اقرار کر سکتا ہے۔ اولاد والدین زوجہ یعنی کہہ سکتا ہے یہ عورت میری بیوی ہے بشرطیکہ وہ عورت شوہر والی نہ ہو کہ وہ اپنے شوہر کی عدت میں ہو اور زنا کی بنا پر مقر کی زوجہ ہوئی اس کی عدت میں ہو اور اس کے سوا اس کے نکاح میں چار عورتیں نہ ہوں۔ مولیٰ یعنی مولا کے متاقہ یعنی اس نے اسے آزاد کیا ہے بشرطیکہ اس کی ولا کا ثبوت غیر مقر سے نہ ہو چکا ہو عورت بھی والدین اور زوج اور مولیٰ کا اقرار کر سکتی ہے اور ولا ہونے کا اقرار کرنے میں شرط یہ ہے کہ اگر شوہر والی ہو یا معتدہ طلاق ہو ایک عورت ولادت تسلیم ولد کی شہادت دے یا زوج خود اس کی تصدیق کرے اور اگر نہ شوہر والی ہے نہ معتدہ طلاق ہو ایک عورت کا اقرار کر سکتی ہے یعنی کہہ سکتی ہے اس بچے نہیں ہے دوسرے سے ہے بچے کا اقرار صحیح ہونے میں یہ شرط ہے کہ لڑکا اتنی عمر کا ہو کہ اتنی عمر والا مقر کا لڑکا ہو سکتا ہو اور وہ لڑکا ثابت النسب نہ ہو اور باپ کے اقرار میں بھی یہ شرط ہے کہ لہٰذا نامزد اس مقر کا لڑکا ہو سکتا ہے اور یہ مقر کا ثابت النسب نہ ہو اور باپ کے اقرار میں بھی یہ شرط ہے کہ لہٰذا نامزد مقر اس کا لڑکا ہو سکتا ہو اور یہ مقر کا ثابت النسب نہ ہو۔ ان تمام اقراروں میں دوسرے کی تصدیق شرط ہے مثلاً یہ کہتا ہے فلاں میرا باپ ہے اور اس نے انکار کر دیا تو اقرار سے نسب ثابت نہ ہوا ولا کا اقرار کیا اور وہ چھوٹا بچہ ہے کہ اپنے کو جتا نہیں سکتا کہ میں کون ہوں اس میں تصدیق کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر غلام دوسرے کا غلام ہے تو اس کے مولیٰ کی تصدیق ضروری ہے۔ (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳.....ان مذکورین کے متعلق اقرار صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اقرار کی وجہ سے غیر مقر یا مقرلہ یا کسی اور پر جو کچھ حقوق لازم ہوں گے ان کا اعتبار ہوگا مثلاً یہ اقرار کیا کہ فلاں میرا بیٹا ہے تو یہ مقرلہ اس شخص کا وارث ہوگا جیسے دوسرے وارث ہیں اگر چہ دوسرے ورثا اس کے نسب سے انکار کرتے ہوں اور یہ مقرلہ اس مقر کے باپ کا (جو مقر کا وارث ہے) وارث ہوگا اگر چہ مقرلہ کا باپ اس کے نسب سے انکار کرتا ہو اور اقرار صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اقرار کی وجہ سے غیر مقر و مقرلہ پر جو حقوق لازم ہوں گے ان کا اعتبار ہوگا مثلاً یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے اور مقرلہ کے دوسرے ورثا اس کے بھائی ہونے سے انکار کرتے ہیں اور مقر مر گیا مقرلہ ان ورثا کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ یونہی مقر کے باپ کا بھی وہ وارث نہ ہوگا جبکہ اس کا باپ اس کے نسب سے منکر ہو مگر جب تک مقر زندہ ہے اس کا نکذیب پر اجبار ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....ایک غلام کا زمانہ صحت میں مالک ہونا اور زمانہ مرض میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اس کی عمر بھی اتنی ہے کہ اس کا بیٹا ہو سکتا ہے اور اس کا نسب بھی معروف نہیں ہے وہ غلام اس مقر کا بیٹا ہو جائے گا اور آزاد ہو جائے گا اور مقر کا وارث ہوگا اور اسے سعایت بھی نہیں کرنی ہوگی اگر چہ مقر کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ ہو اگر چہ اس پر قاتلین ہو کہ اس کے رقبہ کو محیط ہو اور اگر اس غلام کی ماں بھی زمانہ صحت میں اس کی ملک ہے تو اس پر بھی سعایت نہیں ہے اور اگر مرض میں غلام کا مالک ہوا اور نسب کا اقرار کیا جب بھی آزاد ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....مقر کے مرنے کے بعد مقرلہ کی تصدیق صحیح و معتبر ہے مثلاً اقرار کیا تھا کہ یہ میرا بھائی ہے اور مقر کے مرنے کے بعد مقرلہ نے تصدیق کی یہ تصدیق صحیح ہے مگر عورت نے زوجیت کا اقرار کیا تھا اس کے مرنے کے بعد شوہر تصدیق کرے یہ تصدیق بے کار ہے کہ عورت کے مرنے کے بعد نکاح کا سلسلہ ہی منقطع ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶.....نسب کا اس طرح اقرار جس کا بوجھ دوسرے پر پڑے اس دوسرے کے حق میں صحیح نہیں مثلاً کہا فلاں میرا بھائی ہے یعنی میرے والد کا بیٹا ہے کہ بھائی کہنے کے معنی یہ ہوئے والد اس کے باپ کا بیٹا ہوا اس اقرار کا اثر باپ پر پڑا اسی طرح سب میں یہ اقرار دوسرے کے حق میں معتبر ہوگا خود مقر کے حق میں یہ اقرار صحیح ہے اور جو کچھ احکام ہیں وہ اس کے ذمہ لازم ہیں جبکہ دونوں اس بات پر متفق ہوں یعنی جس طرح یہ

اس کو بھائی کہتا ہے وہ بھی کہتا ہے اگر یہ بیٹا کہتا ہے تو وہ بیٹا کہتا ہے نفقہ و حضانت و میراث سب احکام جاری ہوں گے یعنی اگر مقر کا کوئی دوسرا وارث نہیں نہ قریب کا نہ دور کا یعنی ذوی الارحام و مولی المولاۃ بھی نہیں تو مقرلہ وارث ہوگا اور نہ وارث نہیں ہوگا کہ ثابت نہیں ہے پھر وراثت کے ساتھ مزاحمت نہیں کر سکتا وارث ثابت سے مراد غیر زوجین ہیں کیونکہ اس کا وجود مقرلہ کو میراث سے نہیں روکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷.....اس صورت میں کہ تکمیل نسب غیر پر ہو مقر اپنے اقرار سے رجوع کر سکتا ہے اگر چہ مقرلہ نے بھی اس کی تصدیق کر لی ہو مثلاً بھائی ہونے کا اقرار کیا اور اس نے تصدیق کر دی اس کے بعد اقرار سے رجوع کر کے سارے مال کی وصیت کسی اور شخص کے لئے کر دی اب مقرلہ نہیں پائے گا بلکہ کل مال موصیٰ لہ کو ملے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸.....جس شخص کا باپ مر گیا اس نے کسی کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے تو اگر چہ مقرلہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا مگر مقر کے حصہ میں وہ بھی اس کا شریک ہوگا اور اگر کسی عورت کو اس نے بہن کہا ہے تو وہ اس کے حصہ میں ایک تہائی کی حق دار ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹.....ایک شخص مر گیا اس نے ایک چھوٹی چھوڑی اس چھوٹی نے یہ اقرار کیا کہ میرا جو بھتیجا مر گیا ہے فلاں شخص اس کا بھائی یا چچا ہے تو اس چھوٹی کو کچھ نہ کچھ ملے گا بلکہ کل مال اسی مقرلہ کو ملے گا کیونکہ جو عورت صورت مذکور میں وارث تھی اس نے اپنے سے مقدم دوسرے کو وارث قرار دیا۔ (درمختار)

مسائل متفرقہ

مسئلہ نمبر ۱..... اقرار اگر چہ حجت قاصرہ ہے کہ اس کا اثر صرف مقر پر پڑتا ہے دوسرے پر نہیں ہوتا بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اقرار سے دوسرے کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے ترجمہ کلام نے دوسرے کے دین کا اقرار کیا مگر اس کا شوہر تکذیب کرتا ہے کہتا ہے کہ جھوٹ کہتی ہے عورت کا اقرار شوہر کے حق میں بھی صحیح ہے یعنی اس کے اقرار کا اثر شوہر پر پڑے اور اس کو قید رہو جب بھی صحیح مانا جائے گا مثلاً اگر دائنہ کرنے کی وجہ سے عورت کو قید کرنے کی ضرورت ہوئی قید کی جائے گی اگر چہ اس میں شوہر کا ضرر رہے۔ یونہی اگر موجر نے دین کا اقرار کیا جس کی وابستگی کی صورت معلوم نہیں ہوتی تو اس کے جو چیز کرایہ پر دی ہے بیچ کر دی جائے اس کا بیچنا جائز ہے اگر چہ مستاجر کو ضرر ہے۔ مجہول النسب عورت نے اقرار کیا کہ میں اپنے شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے بھی اس کی تصدیق کر دی ثابت ہو گیا۔ عورت نے باندی ہونے کا اقرار کیا اس اقرار کے بعد شوہر نے اسے وطلاقیں دیں بائن ہو گئیں شوہر کو رجعت کرنے کا حق نہیں۔ (درمختار و غیرہ)

مسئلہ نمبر ۲.....عورت مجہول النسب نے اپنے کفیئہ ہونے کا اقرار کیا کہ فلاں شخص کی لونڈی ہوں اور اس شخص مقرلہ نے بھی اس کی تصدیق کی وہ عورت شوہر والی ہے اور اس شوہر سے اولادیں بھی ہیں شوہر نے عورت کی تکذیب کی اس صورت میں نہ اس عورت کے حق میں اقرار صحیح ہے نہ اولاد اس اقرار کے بعد عورت کے جو بچے ہوں گے وہ رقیق ہوں گے اور شوہر کے حق میں اقرار صحیح نہیں لہٰذا نکاح باطل نہیں ہوگا اور اولاد کے حق میں بھی اقرار صحیح نہیں لہٰذا وہ پہلے کی سب اولادیں آزاد ہیں بلکہ اس وقت اقرار میں جو بچہ پیٹ میں ہے وہ جو ہو گا وہ بھی آزاد ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....مجہول النسب نے اپنے غلام کو آزاد کیا اس کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں فلاں کا غلام ہوں اس مقرلہ نے بھی تصدیق کی یہ اقرار فقط اس کی ذات کے حق میں صحیح ہے۔ غلام کو جو آزاد کر چکا ہے یہ حق باطل نہیں ہوگا اور وہ آزاد کردہ غلام مر جائے اور کوئی وارث ہو جو پورے زر کو لے سکتا ہے تو لے گا اگر بالکل وارث نہ ہوں تو کل زر کو مقرلہ لے گا اور اگر وارث ہے مگر پورے زر کو نہیں لے سکتا تو اس کے لینے کے بعد جو کچھ بچا وہ مقرلہ لے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....ایک شخص نے دوسرے سے کہا تمہارے ذمہ میرے ہزار روپے ہیں دوسرے نے کہا ٹھیک ہے یا سچ ہے یقیناً ہے۔

یا اس بات کا جواب ہے یعنی اس نے اس کے بزارہ پر اقرار کرلیا۔ (دردِ مختار)

مسئلہ نمبر ۵.....اسی طرح اگر کہا بجا ہے درست ہے۔ (دردِ مختار)

مسئلہ نمبر ۶.....بائع کنیز سے کہا اسے چونٹی نے زانیہ یا پاگل یا کہا اس چونٹی نے ایسا کیا پھر اس کنیز کو بیچا خریدار نے ان عیوب میں سے کوئی عیب پایا اور اسے پتا چل گیا کہ بائع نے کسی موقع پر ایسا کہا تو وہ قول عیب کا اقرار دے کر لونڈی کو واپس نہیں کرسکتا کہ وہ الفاظ غلط ہیں اور گالی ان سے مقصود نہیں کہ وہ ویسی ہی ہے اور اگر مالک نے یہ کہا ہے کہ وہ چونٹی سچا زانیہ ہے یا پاگل ہے تو مشتری واپس کرسکتا ہے کہ یہ اقرار ہے۔ (دردِ مختار) اکثر گاؤں والے ایسا کہنے والے جانوروں کو ایسے عیوب کے ساتھ پکارتے ہیں جن کی وجہ سے ان کو واپس کیا جاسکتا ہے ہاں بھی وہی صورت ہے کہ اگر ان الفاظ سے گالی دینا مقصود ہوتا ہے یا پکارنا مقصود ہوتا ہے تو عیب کا اقرار نہیں اور اگر ظاہر دینا مقصود ہوتا ہے تو یہ اقرار ہے اور مشتری واپس کرسکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷.....مقر نے اقرار کیا اور مقر لہ نے کہہ دیا کہ یہ جھوٹا ہے تو وہ اقرار باطل ہوگیا کیونکہ مقر لہ کے رد کرنے سے اقرار رد ہو جاتا ہے مگر چند ایسے اقرار ہیں کہ رد کرنے سے رد نہیں ہوتے۔ غلام کی حریت کا اقرار یعنی اس کے پاس غلام ہے جس کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ آزاد ہے غلام کہتا ہے میں آزاد نہیں ہوں اب بھی وہ آزاد ہے نسب یعنی کسی شخص کی نسبت کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس نے کہا اس کا بیٹا نہیں ہوں وہ اقرار رد نہیں ہوا یعنی اس کے بعد اگر کہہ دے گا کہ میں اس کا بیٹا ہوں نسب ثابت ہو جائے گا۔ وقف مثلاً ایک شخص کے پاس زمین ہے۔ اس نے کہا یہ زمین ان دونوں آدمیوں پر وقف ہے ان کے بعد ان کی اولاد و نسل پر ہمیشہ کے لئے اور ان میں کوئی نہ رہے تو مساکین پر ان دونوں میں ایک نے تصدیق کی اور ایک نے تکذیب اس صورت میں نصف آمدنی تصدیق کرنے والے کو ملے گی اور نصف مساکین کو اس کے بعد اس منکر نے انکار سے رجوع کر کے تصدیق کی تو اس کے حصہ کی آدمی آمدنی اسے ملنے لگے گی۔ طلاق، عتاق، میراث یعنی ایک شخص کے لئے وراثت کا اقرار کیا تھا اس نے تکذیب کردی اس کے بعد اگر تصدیق کرے گا وراثت کا مستحق ہو جائے گا۔ رقیت ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں تیرا غلام ہوں اس نے کہا غلط ہے پھر تصدیق کر کے اسے غلام بنا سکتا ہے۔ (دردِ مختار)

مسئلہ نمبر ۸.....جو کچھ ترکہ وہبی کے ہاتھ میں تھا وہ سب میت کی اولاد کو وہبی نے دے دیا اور اس نے یہ کہہ دیا کہ میں نے کل ترکہ وصول پایا میرے والد کے ترکہ میں کوئی چیز ایسی نہیں رہ گئی ہے جس کو میں نے پایا نہ لیا ہو اس کے بعد پھر وہبی پر کسی چیز کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرے والد کا ترکہ ہے اور گواہوں سے ثابت کیا یہ دعویٰ سنا جائے گا۔ یونہی اگر وارث نے یہ کہہ دیا کہ میرے والد کا جن جن لوگوں پر مطالبہ تھا سب میں نے وصول پایا اس کے بعد ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ میرے والد کا اس پر اتنا دین ہے یہ دعویٰ سنا جائے گا۔ یونہی وہبی سے کسی وارث نے صلح کرلی یعنی ترکہ میں اتنی چیزیں ہیں ان میں سے اتنی چیزیں مجھے دی جائیں اور اس کے بعد میرا کوئی حق ترکہ میں باقی نہیں رہے گا اس صلح کے بعد وہبی کے ہاتھ میں ایک ایسی چیز دیکھی جو صلح کے وقت ظاہر نہیں کی گئی تھی اس میں بقدر اپنے حصہ کے دعویٰ کرسکتا ہے۔ (دردِ مختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹.....دخول کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو قبل دخول طلاق دے دی تھی پورا مہر دخول کی وجہ سے اس کے ذمہ ہے اور نصف مہر اس اقرار کی وجہ سے ہے۔ (دردِ مختار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....وقف کی آمدنی جس کے لئے تھی وہ کہتا ہے اس آمدنی کا مستحق فلاں شخص ہے میں نہیں ہوں یہ اقرار صحیح ہے یعنی اس کو آمدنی اب نہیں ملے گی اگرچہ وقف نامہ میں اسی کے لئے ہے مگر یہ بات اسی تک محدود ہے اس کے مرنے کے بعد حسب شرائط وقف نامہ اس کی اولاد پر تقسیم ہوگی۔ (دردِ مختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....یہ اقرار کیا کہ ہم نے فلاں کے بزارہ پر غصب کئے پھر یہ کہتا ہے ہم وہ شخص تھا اور مالک یہ کہتا ہے کہ تجھ ایسی تھا

اسی کو پورے ہزار دیئے ہوں گے کیونکہ یہ لفظ (ہم) ایک کے لئے بھی بولا جاتا ہے ہاں اگر یہ کہتا ہم سب نے اس کے ہزار روپے غصب کئے اور پھر کہتا ہم دس شخص تھے چلئے اس سے ایک ہی سو لیا جاتا کہ اس نے پہلے ہی بتا دیا کہ میں تنہا تھا۔ (بہار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... ایک شخص کا اقرار کرکے کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی یعنی کچھ کا کچھ کہہ گیا یہ بات قبول نہیں کی جائے گی مفتی نے اگر طلاق کا حکم دیا تھا اس پر اس نے طلاق کا اقرار کیا بعد میں معلوم ہوا کہ اس مفتی نے لفظ توثی دیا تھا یہ کہتا ہے کہ اس لفظ توثی کی بنا پر میں نے لفظ اقرار کیا یہ دیانۃً مسموع ہے۔ (بہار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ایک شخص نے کہا میرے والد نے ثلث مال کی زید کے لئے وصیت کی بکر عمرو کے لئے بکر کے لئے تو وصیت زید کے لئے ہے بکر وعمرو کے لئے کچھ نہیں۔ (بہار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک شخص نے یہ اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے ایک ہزار روپے کا اپنی ماں تھی میں اقرار کیا تھا وہ یہ کہتا ہے کہ حالت بلوغ میں اقرار کیا تھا اس صورت میں قسم کے ساتھ مقر کا قول معتبر ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ سرسام کی حالت میں میں نے اقرار کیا تھا جب میری عقل جاتی رہی تھی اگر معلوم ہو کہ اسے سرسام ہوا تھا جب تو کچھ نہیں ورنہ ہزار دینے ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مرد کہتا ہے میں نے مائی تھی تجھ سے نکاح کیا تھا عورت کہتی ہے جب تم نے نکاح کیا تھا تم بالغ تھے اس میں مرد کا قول معتبر ہے اور اگر مرد یہ کہتا ہے کہ میں نے جب نکاح کیا تھا مجوسی تھا عورت کہتی ہے مسلمان تھے اس میں عورت کا قول معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ جاں میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ میرے ساتھی کے ذمہ شرکت سے پہلے کے فلاں شخص کے اتنے روپے ہیں اور ساتھی انکار کرتا ہے اور طالب یہ کہتا ہے کہ وہ دین زمانہ شرکت کا ہے تو دین دونوں شریکوں پر لازم ہوگا اور اگر یہ اقرار کیا کہ یہ دین شرکت سے پہلے کا ہے اور مجھ پر بہ شریک پر نہیں اور طالب کہتا ہے زمانہ شرکت کا دین ہے اس صورت میں بھی دونوں پر لازم ہوگا اور اگر تیسرا اس امر پر متفق ہیں کہ شرکت سے قبل کا دین ہے اسی کے ذمہ دین قرار پائے گا جس نے کہا ہے دوسرے سے تعلق نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... یہ کہا کہ اس چیز میں فلاں کی شرکت ہے یا یہ چیز میرے اور فلاں کے مابین مشترک ہے یا یہ چیز میری اور فلاں کی ہے ان سب صورتوں میں دونوں نصف نصف کے شریک مانے جائیں گے اور اگر اقرار میں شریک کا بھی حصہ بتا دے مثلاً دو تہائی یا چوتھائی کا شریک ہے تو جتنا اس کا حصہ بتلایا اتنے ہی کی شرکت کا اقرار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... یہ کہا کہ میرا کوئی حق فلاں کی جانب نہیں اس کہنے سے وہ شخص تمام ہی حقوق سے بری ہوگیا یعنی حقوق مالیہ اور غیر مالیہ دونوں سے برأت ہوگئی۔ غیر مالیہ مثلاً غائب بالنفس قصاص حد قذف حقوق مالیہ خواہ دین ہوں جو مال کے بدلے میں واجب ہوئے ہوں مثلاً ثمن اجرت یا غیر مال کے بدلے میں ہوں مثلاً مہر بتابت کی دیت اور حقوق مالیہ خواہ عین مضمون ہوں جیسے غصب یا حقوق امانت ہوں مثلاً ودیعت عاریت اجارہ یا بخلاف اس کہنے کے بعد اب وہ کسی حق کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر یہ لفظ کہا کہ فلاں پر میرا کوئی حق نہیں تو صرف مضمون کا اقرار ہے امانت سے برأت نہیں اور اگر یہ کہا کہ فلاں کے پاس میرا کوئی حق نہیں یا امانت سے برأت ہے شے مضمون سے برأت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... ایک شخص نے دو گواہوں سے مدعا علیہ کے ذمہ ہزار روپے ثابت کئے اور مدعا علیہ نے یہ گواہ پیش کئے کہ مدعی نے ہزار روپیہ اس سے معاف کر دیئے ہیں اس کی چند صورتیں ہیں اگر وجوب مال کی تاریخ ہو اور برأت (سقاطی) کی بھی تاریخ ہو اور تاریخ معافی بعد میں ہو معافی کا حکم دیا جائے گا اور اگر دستاویز کی تاریخ بعد میں ہے اور معافی کی پہلے ہو تو وجوب مال کا حکم دیا جائے گا اور اگر دونوں کی تاریخ نہ ہو یا دونوں کی دستاویز کی تاریخ ہو معافی کی نہ ہو یا معافی کی ہو مال کی نہ ہو اس سب صورتوں میں معافی کا حکم دیا جائے گا۔ (عالمگیری)

صلح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لَاخَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِ ؕ (پ۵، النساء ۱۱۴)

ان کے اکثر مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا حکم کرے کا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ (پ۵، النساء ۱۲۸)

اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رخی کا اندیشہ کرے تو ان میں گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح خوب ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا

وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (پ۲۶، الحجرات ۹، ۱۰)

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلح کردو اور عدل کرو بیشک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث نمبر ۱..... صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی۔ کہتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے مابین کچھ مناقشہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ ان میں صلح کرانے تشریف لے گئے جب نماز کا وقت آگیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور اب بھی تشریف نہیں لائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر یہ کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رک گئے اور نماز تیار ہے کیا آپ امامت کریں گے فرمایا اگر تم کہو تو پڑھا دوں گا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے گئے کچھ ہی بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفوں سے گزر کر صف اول میں تشریف لے جا کر قیام فرمایا لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ادھر متوجہ ہوں مگر وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کسی طرف متوجہ نہ ہوتے مگر جب لوگوں نے بکثرت ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ادھر توجہ کی دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے تشریف فرما ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے لئے آگے تشریف لے جانے کا اشارہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نماز پڑھا رہے ہو پڑھاؤ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد کی اور الٹے پاؤں چل کر صف میں شامل ہو گئے حضور آگے بڑھے اور نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا اے لوگو! نماز میں کوئی بات پیش آگئی تو تم نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا یہ کام عورتوں کے لئے ہے اگر کوئی چیز نماز میں کسی کو پیش آجائے تو سبحان اللہ کہے امام جب اس کو سنے گا متوجہ ہو جائے گا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر جب میں نے اشارہ کر دیا تھا پھر تمہیں نماز پڑھانے سے کون سا مرماخ آیا عرض کی ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو یہ زیبا نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھے۔ (نام بدلے)

حدیث نمبر۲..... صحیح بخاری میں ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے مروی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے کہ اچھی بات پہنچایا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔

حدیث نمبر۳..... بخاری شریف وغیرہ میں مروی۔ حضور اقدس ﷺ حضرت امام حسن ؓ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ ﷻ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا۔

حدیث نمبر۴..... صحیح بخاری میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی۔ رسول اللہ ﷺ نے دروازہ پر جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی ان میں ایک دوسرے سے کہہ معاف کرنا چاہتا تھا اور اس میں آسانی کرنے کی خواہش کرتا تھا اور دوسرا کہتا تھا اللہ کی قسم ایسا نہیں کروں گا حضور باہر تشریف لائے اور فرمایا کہاں ہے وہ جو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہ نیک کام نہیں کرے گا اس نے عرض کی میں حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ جو چاہے مجھے منظور ہے۔

حدیث نمبر۵..... صحیح بخاری میں کعب بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ ابن ابی حدرد ؓ پر میرا دین تھا میں نے تقاضا کیا اس میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں کہ حضرت محمد ﷺ نے کاشانۂ اقدس میں ان کی آوازیں سنیں تشریف لائے اور حجرہ کا پردہ اٹھا کر کعب بن مالک ؓ کو پکارا۔ عرض کی لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حضور ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا دین معاف کر دو کعب ؓ نے کہا میں نے معاف کیا دوسرے صاحب سے فرمایا اب تم ادا کر دو۔

حدیث نمبر۶..... صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہ ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے دوسرے سے زمین خریدی مشتری کو اس زمین میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا اس نے بائع سے کہا یہ سونا تم لے لو کیونکہ میں نے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا بائع نے کہا میں نے زمین اور جو کچھ زمین میں تھا سب کو بیچ کر دیا ان دونوں نے یہ مقدمہ ایک شخص کے پاس پیش کیا اس حاکم نے دریافت کیا تم دونوں کی اولادیں ہیں ایک نے کہا میرا لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری لڑکی ہے حاکم نے کہا ان دونوں کا آپس میں نکاح کرا دو اور یہ سونا ان پر خرچ کرو اور مہر میں دے دو۔

حدیث نمبر۷..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مسلمانوں کے مابین ہر صلح جائز ہے مگر وہ صلح کہ حرام کو حلال کرے یا حلال کو حرام کر دے۔

مسائل فقہیہ: نزاع دور کرنے کے لئے جو عقد کیا جائے اس کو صلح کہتے ہیں وہ حق جو باعث نزاع تھا اس کو مصالح عنہ اور جس پر صلح ہوئی اس کو بدل صلح اور مصالح علیہ کہتے ہیں۔ صلح میں ایجاب ضروری ہے اور معین چیز میں قبول بھی ضروری ہے اور غیر معین میں قبول ضروری نہیں مثلاً مدعی نے معین چیز کا دعویٰ کیا مدعا علیہ نے اٹھا رکھ روپے پر اس معاملہ میں مجھ سے صلح کر لو۔ مدعی نے کہا میں نے کی جب تک مدعا علیہ قبول نہ کرے صلح نہیں ہوئی اور اگر روپیہ شرعی کا دعویٰ ہے اور صلح کسی دوسری جنس پر ہوئی تو اس میں بھی قبول ضروری ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں قبول ضروری ہے اور اسی جنس پر ہوئی مثلاً سو روپے کا دعویٰ تھا پچاس پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اگرچہ مدعا علیہ نے نہیں کہا کہ میں نے قبول کیا یعنی پہلے مدعا علیہ نے صلح کو ٹھکرا دیا کہ واسطے میں صلح کرو اس کے بعد مدعی نے کہا کہ میں نے کی صلح ہو گئی اگرچہ مدعا علیہ نے قبول نہ کیا ہو کہ یہ اسقاط ہے یعنی اپنے حق کو چھوڑ دیا۔ (عالمگیری ج۲ ص۱۷)

صلح کے لئے شرائط حسب ذیل ہیں۔

(۱) عاقل ہونا اور آزاد ہونا شرائط نہیں لہٰذا نابالغ کی صلح بھی جائز ہے جبکہ اس کی صلح میں بھلا ہو اور نہ ہو غلام ماذون اور مکاتب کی صلح بھی جائز ہے جبکہ اس میں نفع ہو نشہ والے کی صلح بھی جائز ہے۔

(2) مصالح علیہ کے قبضہ کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا معلوم ہونا مثلاً اتنے روپے پر صلح ہوئی یا مدعا علیہ فلاں چیز مدعی کو دے گا اور اگر اس کے قبضہ کی ضرورت نہ ہو تو معلوم ہونا شرط نہیں مثلاً ایک شخص نے دوسرے کے مکان میں ایک حق کا دعویٰ کیا تھا کہ میرا اس میں کچھ حصہ ہے دوسرے نے اس کی زمین کے متعلق دعویٰ کیا کہ میرا اس میں کچھ حصہ ہے اور صلح یوں ہوئی کہ دونوں اپنے اپنے دعوے سے دستبردار ہو جائیں۔

(3) مصالح عنہ کا عوض لینا جائز ہو یعنی مصالح علیہ مصالح کا حق ہوا پنے محل میں ثابت ہو عام ازیں کہ مصالح عنہ مال ہو یا غیر مال مثلاً قصاص وغیرہ جبکہ توجیہ حق الصلح کی وجہ سے ہو اور اگر حق اللہ کی وجہ سے ہو تو اس کا عوض لینا جائز نہیں مثلاً کسی (اجنبی) کا جو سزا یا ہو کچھ دے کر صلح کر لی یہ جائز نہیں اور اگر مصالح عنہ کے عوض میں کچھ لینا جائز نہ ہو تو صلح جائز نہیں مثلاً حق شفعہ کے بدلہ میں شفیع کا کچھ دے کر صلح کر لینا یا کسی نے زنا کی تہمت لگائی تھی اور کچھ مال لے کر صلح ہوئی یا زانی اور چور یا شراب خور کو پکڑا تھا اس نے کہا مجھے حاکم کے پاس پیش نہ کرو اور کچھ لے کر چھوڑ دیا یہ ناجائز ہے۔ کفالت بالنفس میں مکفول عنہ نے کفیل سے مال لے کر صلح کر لی یہ صلح تو ناجائز ہی ہے اس صلح سے شفعہ بھی باطل ہو جائے گا۔ اور کفالت بھی جاتی رہی اس طرح حد قذف بھی اگر قاضی کے یہاں پیش کرنے سے پہلے صلح ہوئی حد زنا اور حد شرب خمر میں بھی صلح اگرچہ ناجائز ہے مگر صلح کی وجہ سے حد باطل نہیں ہوتی۔ چور نے مکان سے مال نکال لیا اس نے پکڑ کر چور نے کسی اپنے مال کے عوض میں مصالحت کی یہ صلح ناجائز ہے مال دینا چور پر واجب نہیں اور چوری کا مال چور نے واپس دے دیا ہے تو مقدمہ بھی نہیں چل سکتا اور اگر چور کو قاضی کے پاس پیش کرنے کے بعد مصالحت کی اور اسے معاف کر دیا تو معافی صحیح نہیں اور اگر اس کو مال سپرد کر دیا تو حد ساقط یعنی ہاتھ کا نا اب نہیں ہو سکتا۔ گواہ نے مصالحت کرلی کہ گواہی نہ دے یہ صلح باطل ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

(4) بالغ کی طرف سے کسی نے صلح کی تو اس صلح میں بالغ کا بھلا ہوا نقصان نہ ہو مثلاً بالغ پر دعویٰ تھا اس کے باپ نے صلح کی اگر مدعی کے پاس گواہ تھے اور اتنے ہی پر مصالحت ہوئی جتنا حق تھا یا کچھ زیادہ دے تو صلح جائز ہے اور نہیں فاسد ہوئی یا مدعی کے پاس گواہ نہ تھے تو صلح ناجائز ہے اور اگر باپ نے اپنا مال دے کر صلح کی ہے تو ہر حال جائز ہے کہ اس میں بالغ کا کچھ نقصان نہیں۔

(5) بالغ کی طرف سے صلح کرنے والا وہ شخص ہو جو اس کے مال میں تصرف کر سکتا ہو مثلاً باپ دادا وغیرہ

(6) بدل صلح مال متقوم ہو اگر مسلمان نے شراب کے بدلے میں صلح کی یہ صلح صحیح نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱..... بدل صلح کبھی مال ہوتا ہے اور کبھی منفعت مثلاً مدعا علیہ نے اس پر صلح کی کہ میرا غلام مدعی کی سال بھر خدمت کرے گا یا وہ میری زمین میں ایک سال کاشت کرے گا یا میرے مکان میں اتنے دنوں رہے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... صلح کا یہ حکم ہے کہ مدعا علیہ دعویٰ سے بری ہو جائے گا اور مصالح علیہ مدعی کی ملک ہو جائے گا یا ہے حق مدعی سے منکر ہو یا اقرار ہو اور مصالح عنہ ملک مدعا علیہ ہو جائے گا اگر مدعا علیہ اقراری تھا بشرطیکہ وہ کامل تملیک بھی ہو یعنی مال ہو اور اگر وہ کامل ملک ہی نہ ہو مثلاً قصاص یا مدعا علیہ اس امر سے انکاری تھا کہ یہ حق مدعی ہے تو ان دونوں صورتوں میں مدعا علیہ کے حق میں نقط دعویٰ سے بری ہوا ہوتی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... صلح کی تین صورتیں ہیں کبھی یوں ہوتی ہے کہ مدعا علیہ حق مدعی کا مقر ہوتا ہے اور کبھی یوں کہ منکر تھا اور کبھی یوں کہ اس نے سکوت کیا تھا اقرار و انکار کچھ نہیں کیا تھا پہلی قسم یعنی اقرار کے بعد صلح، اس کی چند صورتیں ہیں اگر مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی یہ صلح بیع کے حکم میں ہے۔ اس صلح پر بیع کے تمام احکام جاری ہوں گے مثلاً بکان وغیرہ جائیداد وغیرہ منقولہ پر صلح ہوئی یعنی مدعا علیہ نے یہ چیزیں دے دیں تو اس میں شفیع کو شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی عیب ہو تو واپس کرنے کا حق ہے خیار رویت بھی ہے خیار شرط بھی ہو سکتا ہے اور مصالح علیہ یعنی بدل صلح مجہول ہے تو صلح فاسد ہے مصالح عنہ کا مجہول ہونا صلح کو فاسد نہیں کرتا کیونکہ اس کو ساقط کرنا ہے اس کی جہالت سبب نزاع

نہیں ہوسکتی بدل صلح کی تسلیم پر قدرت بھی شرط ہے مصالح عنہ یعنی جس کا دعوٰی تھا اگر اس میں کسی نے اپنا حق ہبہ کردیا تو مدعٰی کو بدل صلح میں اس کے عوض میں پیسہ یا کوئی کل کا استحقاق ہوا کل پیسہ یا ہوگا اور بعض کا ہوا بعض پیسہ یا ہوگا اور بدل صلح میں استحقاق ہو جائے تو اس کے مقابل میں مدعٰی مصالح عنہ سے لے گا یعنی کل میں استحقاق ہوا تو کل لے گا اور بعض میں ہوا تو بعض یعنی بقدر حصہ۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۴..... جو صلح بیع کے حکم میں ہے اس میں دو باتوں میں بیع کا حکم نہیں ہے۔ (1) یہ کہ دعوٰی کیا اور مدعا علیہ اقراری تھا ایک غلام دے کر مصالحت ہوئی اور مدعٰی نے اس پر قبضہ کرلیا اس غلام کا ہمراہ ہونا تو یہ اگر کہا ہے گا تو بیان کرنا ہوگا کہ مصالحت میں یہ غلام ہاتھ آیا ہے بغیر بیان جائز نہیں۔ صلح کے بعد دونوں یہ اتفاق یہ کہتے ہیں کہ دین تھا ہی نہیں صلح باطل ہو جائے گی۔ جس طرح حق وصول پانے کے بعد یہ اتفاق یہ کہتے ہیں کہ دین تھا ہی نہیں جو کچھ لیا ہے دے دینا ہوگا اور اگر دین کے بدلے میں کوئی چیز خریدی پھر دونوں یہ کہتے ہیں کہ دین نہیں تھا تو خریداری باطل نہیں اور اگر ہزار کا دعوٰی تھا اور دوسری چیز مثلاً غلام لے کر صلح کی پھر دونوں یہ کہتے ہیں کہ دین نہیں تھا تو مدعٰی کو اختیار ہے کہ غلام واپس کر دے ہزار وصول پائے۔ (عالمگیری، فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۵..... بیع کے حکم میں اس وقت ہے جب خلاف جنس پر مصالحت ہو مثلاً دعوٰی تھا روپے کا اور صلح ہوئی اشرفی یا کسی اور چیز پر اور اگر اسی جنس پر مصالحت ہو جس کا دعوٰی تھا یعنی روپے کا دعوٰی تھا اور روپے ہی پر مصالحت ہوئی، اور کم پر ہوئی یعنی سو کا دعوٰی تھا پچاس پر صلح ہوئی تو یہ ابرا ہے یعنی معاف کردیا اور اگر اتنے ہی پر صلح ہوئی جتنے کا دعوٰی تھا تو استیفا یعنی اپنا حق وصول پالیا اور اگر زیادہ پر صلح ہوئی تو ربا یعنی سود ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ نمبر ۶..... مال کا دعوٰی تھا اور روپے پر صلح ہوئی اور اس کی میعاد یہ قرار پائی کہ کھیت کٹنے گاہ تو روپیہ دیا جائے گا یعنی مدت مجہول ہے یہ صلح جائز نہیں کہ بیع میں مدت مجہول ہونا ناجائز ہے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۷..... مالک کا دعوٰی تھا اور منفعت پر مصالحت ہوئی یہ صلح اجارہ کے حکم میں ہے اس میں اجارہ کے احکام جاری ہوں گے اگر منفعت کی تعیین وقت سے ہوئی ہو تو وقت بیان کرنا ضروری ہوگا مثلاً اس پر صلح ہوئی کہ مدعا علیہ کا غلام مدعٰی کی خدمت کرے گا یا مدعٰی مدعا علیہ کے مکان میں سکونت کرے گا ایسی چیزوں میں وقت بیان کرنا ضرور ہوگا کیونکہ بغیر اس کے اجارہ صحیح نہیں ہوتا اگر کوئی عمل معقود علیہ ہے تو وقت بیان کرنے کی ضرورت نہیں مثلاً اس پر صلح ہوئی کہ مدعا علیہ مدعٰی کا پیکر رنگ دے گا اور چونکہ یہ اجارہ کے حکم میں ہے لہٰذا درون مدت اگر دونوں میں سے کوئی مرگیا صلح باطل ہو جائے گی۔ یونہی اندرون مدت محل ہلاک ہو جائے جب بھی صلح باطل ہے مثلاً وہ غلام مرگیا جس کی خدمت بدل صلح تھی۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۸..... دعوٰی منفعت کا تھا اور صلح مال پر ہوئی مثلاً یہ دعوٰی تھا کہ میرے مکان کا پانی اس کے مکان سے ہو کر جاتا ہے یا میری چھت کا پانی اس کی چھت پر سے بہتا ہے یا اس نہر سے میرے کھیت کی آبپاشی ہوتی ہے اور مال دے کر صلح کرلی یا ایک قسم کا منفعت کا دعوٰی تھا اور دوسری قسم کی منفعت پر مصالحت ہوئی مثلاً دعوٰی تھا کہ یہ مکان میرے کرایہ میں ہے اتنے دنوں کے لئے صلح اس پر ہوئی کہ اتنے دن مدعا علیہ کا غلام مدعٰی کی خدمت کرے گا یہ دونوں صورتیں بھی اجارہ کے حکم میں ہیں۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۹..... انکار و سکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے وہ مدعٰی کے حق میں معاوضہ ہے یعنی جس چیز کا دعوٰی تھا اس کا عوض پالیا اور مدعا علیہ کے حق میں یہ بدل صلح یمین اور قسم کا فدیہ ہے یعنی اس کے ذمہ جو یمین تھی اس کے فدیہ میں یہ مال دے دیا اور قطع نزاع ہے یعنی جھگڑے اور مقدمہ بازی کی مصیبتوں میں کون پڑے۔ یہ مال دے کر جھگڑا کاٹنا ہے۔ لہٰذا ان دونوں صورتوں میں اگر مکان کا دعوٰی تھا اور مدعا علیہ منکر یا ساکت تھا اور کوئی چیز دے کر مصالحت کی اس مدعا علیہ پر شفعہ نہیں ہوسکتا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں نہیں ہے بلکہ مدعا علیہ کا خیال تو یہ ہے کہ یہ میرا ہی

-کان تھا میں نے اس کو صلح کے ذریعے سے اپنے پاس سے جانے نہ دیا اور مدعی کی خصومت کو مال کے ذریعے دفع کر دیا پھر اس نے جب کان ٹریا نہیں پیتہ شفعہ کیسا۔ اور مدعی کا یہ خیال کہ۔ کان میرا مقابل ہے لہٰذا اس خیال کی پابندی مدعا علیہ کے ذمہ نہیں ہیتا کہ شفعہ کیا جا سکے۔

(درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... کان پر صلح ہوئی یعنی مدعی نے کسی چیز کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار یا سکوت کے بعد اپنا۔ کان دے کر بیچا چھڑایا اس سے صلح کر لی اس۔ کان پر شفعہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں۔ کان مدعی کو ملتا ہے اور اس کا گمان یہ ہے کہ میں اس کو اپنے حق کے عوض میں لیتا ہوں لہٰذا اس لحاظ سے یہ صلح بیع کے معنی میں ہے تو اس پر شفعہ بھی ہوگا۔ (عر)

مسئلہ نمبر ۱۱..... انکار یا سکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے اگر واقع میں مدعی کا لفظ دعویٰ تھا جس کا مدعی کو بھی علم تھا تو صلح میں جو چیز لی ہے اس کا لینا جائز نہیں اور اگر مدعا علیہ جھوٹا ہے تو اس صلح سے وہ حق مدعی سے بری نہیں ہوگا یعنی صلح کے بعد قضاءً تو کچھ نہیں ہو سکتا دنیا کا مواخذہ ختم ہو گیا مگر آخرت کا مواخذہ باقی ہے مدعی کا حق ادا کرنے میں جو کمی رہ گئی ہے اس کا مواخذہ دے مگر جبکہ مدعی خود باقی سے معافی دے دے۔ (عر) لہٰذا صلح ہونے کے بعد اگر حقوق سے بَرا (معافی) ہو جائے تو مواخذہ آخروی سے بھی نجات ہو جائے ورنہ کیونکر یہ بَرا ہونا درست نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... جس چیز کا دعویٰ تھا بعد صلح کے اس کا کوئی حقدار پیدا ہو گیا تو مدعی کو اس مستحق سے خصومت اور مقدمہ بازی کرنی ہوئی اور مستحق نے حق ثابت ہی کر دیا تو اس کے عوض میں مدعی کو بدل صلح واپس کرنا ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی دوسرا شخص حق دار نکلا اور اس نے کل یا جز لے لیا تو مدعی پھر دعوے کی طرف رجوع کرے گا کل میں کل کا دعویٰ بعض میں بعض کا دعویٰ کر سکتا ہے ہاں اگر غیر متعین چیز یعنی روپیہ یا شرفی کا دعویٰ تھا اور اسی پر مصالحت ہوئی یعنی جس چیز کا دعویٰ تھا اسی جنس پر مصالحت ہوئی اور حق دار نے اپنا حق ثابت کر کے لے لیا تو صلح باطل نہیں ہوئی بلکہ مستحق نے جتنا لیا اتنا ہی یہ مدعا علیہ سے لے لے شلاً ہزار کا دعویٰ تھا اور سو روپے میں صلح ہوئی مستحق نے کہا کہ یہ میرے روپے ہیں تو مدعی دوسرے سو روپے مدعا علیہ سے لے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... انکار یا سکوت کے بعد صلح ہوئی اور اس صلح میں انتفاع، استعمال یا مدعا علیہ نے کہا تھے میں یا اس کے عوض میں نفع کی یا ٹریدی اور بدل صلح کا کوئی حق دار پیدا ہو گیا اور لے لیا تو مدعی مدعا علیہ سے دو چیز لے گا جس کا دعویٰ تھا یہیں کو پھر دعویٰ کی طرف رجوع کرے کیونکہ مدعا علیہ کا بیع کرنا مدعی کی ملک تسلیم کر لینا ہے لہٰذا اس صورت میں انکار یا سکوت نہیں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... بدل صلح ابھی تک مدعی کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے اور ہلاک ہو گیا اس کا حکم وہی ہے جو استحقاق کا ہے خواہ وہ صلح اقرار کے بعد ہو یا انکار و سکوت کے بعد دونوں صورتوں میں فرق نہیں۔ یہ اس صورت میں ہے کہ بدل صلح معین ہونے والی چیز ہو اور اگر غیر معین چیز ہو تو ہلاک ہونے سے صلح پر کچھ اثر نہیں پڑے گا مدعا علیہ سے اتنا لے سکتا ہے جو متعذر ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... یہ دعویٰ تھا کہ اس۔ کان میں میرا حق ہے کسی چیز کو دے کر صلح ہو گئی پھر اس۔ کان کے کسی جز میں استحقاق ہوا اگرچہ مستحق کا یہ دعویٰ ہے کہ ایک ہاتھ کے سوا باقی یہ سارا۔ کان میرا ہے اور مستحق نے لے لیا مدعا علیہ مدعی سے کچھ واپس نہیں لے سکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ہاتھ جو بچا ہے وہی مدعی کا ہو اور اگر مستحق نے پورے۔ کان کو ثابت کیا تو جو کچھ مدعی کو دیا گیا ہے واپس لیا جائے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جس میں کا دعویٰ تھا اس کے ایک جز پر مصالحت ہوئی مثلاً۔ کان کا دعویٰ تھا اسی۔ کان کا ایک کمر یا کوٹھری دے کر صلح کی گئی یہ صلح جائز نہیں کیونکہ مدعی نے جو کچھ لیا یہ تو خود مدعی کا تھا ہی اور۔ کان کے باقی اجزاء مخصص کالعدم کر دیا اور میں میں ابراء درست نہیں ہاں اس کے جواز کی صورت یہ بن سکتی ہے کہ مدعی کو علاوہ اس جز۔ کان کے ایک روپیہ یا کپڑا یا کوئی چیز بدل صلح میں اضافہ کی جائے کہ یہ چیز مخصص۔ کان کے عوض میں ہو جائے گی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک جز پر صلح ہوئی اور باقی اجزاء کے دعوے سے دست برداری دے دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷.....کان کا دعویٰ تھا اور اس کے ایک کمرے میں ہمیشہ یا تہ بہ تہ سکونت کرے گا یہ صلح بھی صحیح نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸.....دین کا دعویٰ تھا اور اس بات پر صلح ہوئی کہ مدعی اس کے ایک جز پر مصالحت ہوئی مثلاً ہزار کا دعویٰ تھا پانچ سو پر صلح ہوگئی یا عین کا دعویٰ ہو اور دوسری عین کے جز پر صلح ہوئی مثلاً ایک مکان کا دعویٰ تھا دوسرے مکان کے ایک کمرہ کے عوض میں مصالحت ہوئی یہ صلح جائز ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....مال کے دعویٰ میں مطلقاً صلح جائز ہے چاہے مال پر صلح ہو یا منفعت پر ہو اقرار کے بعد یا انکار و سکوت کے بعد کیونکہ یہ صلح بیع یا اجارہ کے معنی میں ہے اور جہاں وہ جائز ہے یہاں بھی جائز ہے دعویٰ منفعت میں بھی صلح مطلقاً جائز ہے۔ مال کے بدلے میں بھی ہو سکتی ہے اور منفعت کے بدلے میں بھی مگر منفعت کو اگر بدل صلح قرار دے دیں تو ضروری ہے کہ دونوں جنسیں دو طرح کی ہوں ایک ہی جنس کی نہ ہوں مثلاً مکان کرایہ پر لیا ہے اور صلح خدمت غلام پر ہوئی یہ جائز ہے اور اگر ایک ہی جنس کی ہوں مثلاً مکان کی سکونت کا دعویٰ تھا اور سکونت مکان ہی کو بدل صلح میں قرار دیا یہ جائز نہیں مثلاً وارث پر دعویٰ کیا کہ تیرے مورث نے اس مکان کی سکونت کی میرے لئے وصیت کی یہ وارث نے اقرار کیا یا انکار پھر مال پر صلح ہوا یا دوسری جنس سے منفعت پر صلح ہوتو جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....ایک مجہول المال شخص پر دعویٰ کیا یہ میرا غلام ہے اس نے مال دے کر مصالحت کی یہ صلح جائز ہے اور اس کو مال کے عوض میں حق قرار دیں گے پھر اگر اقرار کے بعد صلح ہوئی تو مدعی کو ملے گا ورنہ نہیں ہاں اگر بینہ سے اس کا غلام ہونا ثابت کر دے تو اگرچہ مدعا علیہ منکر ہے مدعی کو ملے گا بینہ سے ثابت کرنے کی وجہ یہ ہے وہ غلام نہیں بتایا جا سکتا یہی حکم سب جگہ ہے یعنی صلح کے بعد اگر مدعی گواہوں سے اپنا حق ثابت کرے اور یہ چاہے کہ میں اس چیز کو لے لوں نہیں ہو سکتا کیونکہ چیز اگر اس کی ہے تو معاوضہ اس چیز کا لے چکا پھر مطالبہ کے کیا معنی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....مرد نے ایک عورت پر جو شوہر والی نہیں ہے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے مال دے کر صلح کی یہ صلح فسخ کے حکم میں ہے مگر مرد نے اگر جھوٹا دعویٰ کیا تھا تو اس مال کو لینا حلال نہیں اور عورت کو اسی وقت دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یعنی اس پر عدت نہیں ہے کیونکہ خلوت پایا نہیں گیا اور اگر عورت نے مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے مال دے کر صلح کی یہ صلح ناجائز ہے کیونکہ اس صلح کو کسی معتد کے تحت میں داخل نہیں کر سکتے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲.....غلام ماذون نے کسی کو عمداً قتل کیا تھا اور ولی مقتول سے خود غلام نے صلح کی یعنی قصاص لیا اس کے عوض میں مال لو یہ صلح جائز نہیں مگر اس صلح کا یہ اثر ہوگا کہ قصاص ساقط ہو جائے گا اور غلام جب آزاد ہوگا اس وقت بدل صلح وصول کیا جائے گا اور ماذون کے غلام نے اگر کسی کو قتل کیا تھا اس ماذون نے مال پر صلح کر لی یہ صلح جائز ہے کیونکہ یہ اس کی تجارت کی چیز ہے اور خود تجارت کی چیز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۳.....مال مغصوب ہلاک ہو گیا مالک نے غاصب سے مصالحت کی اس کی چند صورتیں ہیں اگر مغصوب مثلی ہے اور جس چیز پر مصالحت ہوئی وہ بھی جنس کی ہے تو زیادہ پر صلح جائز نہیں اور اگر دوسری جنس کی چیز پر صلح ہوئی تو جائز ہے اور اگر وہ چیز قیمتی ہے اور جتنی قیمت اس کی ہے اس سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے یعنی کم و بیش پر تو جائز ہے ہی زیادہ پر بھی جائز ہے اور اگر کسی متاع پر صلح ہو یہ بھی جائز ہے مثلاً ایک غلام غصب کیا جس کی قیمت ایک ہزار تھی اور ہلاک ہو گیا دو ہزار پر مصالحت کی یا کپڑے کے خان پر صلح ہوئی جائز ہے اور اگر غاصب نے خود ہلاک کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر اس کے متعلق قاضی کا حکم مثلاً ایک ہزار خان کا ہو چکا یا قاضی کی قیمت تاوان میں دے تو زیادہ پر صلح نہیں ہو سکتی۔ (ردالمحتار درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴.....صورت مذکورہ میں کہ قیمت سے زیادہ پر یا متاع پر صلح ہوئی غاصب گواہ پیش کرنا چاہتا ہے اس مغصوب کی قیمت اس سے کم ہے جس پر صلح ہوئی ہے یہ گواہ مقبول نہ ہوں گے اور اگر دونوں متفق ہو کر یہ بھی کہیں کہ قیمت کم تھی جب بھی غاصب مالک سے کچھ واپس

نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... غلام مشترک کو ایک شریک نے آزاد کر دیا اور یہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو حکم یہ ہے کہ نصف قیمت دوسرے کو ضمان دے اب اس صورت میں اگر نصف قیمت سے زیادہ پر صلح ہوئی تو جائز نہیں کہ شرع نے جب نصف قیمت مقرر کر دی ہے تو اس پر زیادتی نہیں ہو سکتی جس طرح مغصوب کی قیمت کا تاوان قاضی نے مقرر کر دیا تو اب زیادہ پر صلح نہیں ہو سکتی کہ قاضی کا مقرر کرنا بھی شرع کا مقرر کرنا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مغصوب چیز کا نائب کے سوا کسی دوسرے نے ہلاک کر دیا اور مالک نے غاصب سے قیمت سے کم پر صلح کر لی یہ جائز ہے اور غاصب اس ہلاک کنندہ سے پوری قیمت وصول کر سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اس کو صدقہ کر دے اور مالک کو یہی اختیار ہے کہ ہلاک کنندہ ہی سے قیمت سے کم پر صلح کر لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... بنایت محمد جس میں قصاص واجب ہوتا ہے خواہ وہ قتل ہو یا اس سے کم مثلاً قطع عضو اس میں اگر دیت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اور بنایت خطا میں دیت سے زیادہ پر صلح ناجائز ہے کہ اس میں شرع کی طرف سے دیت مقرر ہے اس پر زیادتی نہیں ہو سکتی ہاں دیت میں جو چیزیں مقرر ہیں ان کے علاوہ دوسری جنس پر صلح ہو اور یہ چیز قیمت سے زیادہ ہو تو یہ صلح جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مدعا علیہ نے کسی کو صلح کے لئے وکیل کیا اس وکیل نے صلح کی اگر دعوٰی دین کا تھا اور دین کے بعض حصہ پر صلح ہوئی یا خون عمد کا دعوٰی تھا اور صلح ہوئی اس صورت میں یہ وکیل بغیر محض ہے مدعی اس سے بدل صلح کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ وہ بدل صلح موکل پر لازم ہے اسی سے مطالبہ ہوگا ہاں اگر وکیل نے بدل صلح کی ضمانت کر لی ہے تو وکیل سے اس کی ضمانت کی وجہ سے مطالبہ ہوگا۔ یونہی مال کا دعوٰی تھا اور مال پر صلح ہوئی اور مدعا علیہ اقراری تھا تو وکیل سے مطالبہ ہوگا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع کا وکیل بغیر محض نہیں ہوتا بلکہ حقوق اسی کی طرف عائد ہوتے ہیں اور اگر مدعا علیہ منکر ہو تو وکیل سے مطلقاً مطالبہ نہیں مال پر صلح ہو یا کسی اور چیز پر۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... مدعا علیہ نے اس سے صلح کے لئے نہیں کہا اس نے خود صلح کر لی یعنی فضولی ہو کر اگر مال کا ضامن ہوگیا ہے یا صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کی یا کہدیا اس چیز پر یا اتنے پر مثلاً ہزار روپے پر صلح کرتا ہوں اور دے دیئے تو صلح جائز ہے اور یہ فضولی ان صورتوں میں متبرع ہے مدعا علیہ سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر اس کے حکم سے معاملت کرتا ہے تو واپس لیتا اور اگر فضولی نے کہدیا کہ اتنے پر صلح کرتا ہوں اور دیا نہیں تو یہ صلح اجازت مدعا علیہ پر موقوف ہے وہ جائز کر دے گا جائز ہو جائے گی اور مال لازم آ جائے گا ورنہ جائز نہیں ہوتی۔ فضولی نے تبرع کیا اس میں بھی یہی پانچ صورتیں ہیں اور یہی احکام۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... ایک زمین کے مالک کا دعوٰی کیا مدعا علیہ منکر ہے اور مدعی کے پاس ثبوت کے گواہ نہیں ہیں مدعا علیہ نے کچھ دے کر قطع منازعت کے لئے مصالحت کر لی یہ صلح جائز ہے اور اگر مدعی اپنے دعوے میں صادق ہے تو بدل صلح بھی اس کے لئے حلال ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ حلال نہیں۔ (درمختار) اور یہی قول اس حیث الدلیل قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور وقت کی بیع درست نہیں بلکہ یہ صلح صحیح بھی نہ ہونا چاہئے کیونکہ وقت کا حق نہیں جس کا معاوضہ لینا درست ہو۔

مسئلہ نمبر ۳۱..... صلح کے بعد اگر دوسری صلح ہوئی وہ پہلی ہی صحیح ہے اور دوسری باطل ہے جبکہ وہ صلح اسقاط ہو اور اگر معاوضہ ہو تو بیع کے معنی میں ہو تو پہلی صلح فسخ ہو گئی اور دوسری صحیح جس طرح بیع کا حکم ہے جبکہ بائع نے مبیع کو اسی مشتری کے ہاتھ بیع کیا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... مدعا علیہ نے دعوے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد صلح ہوئی اب وہ گواہ پیش کرتا ہے کہ مدعی نے صلح سے پہلے یہ کہا تھا کہ میرا اس مدعا علیہ پر کوئی حق نہیں وہ صلح بدستور قائم رہے گی اور اگر مدعی نے صلح کے بعد یہ کہا کہ میرا اس کے ذمہ کوئی حق نہ تھا تو صلح باطل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۳..... امین کے پاس امانت تھی جب تک اس کے ہلاک کا دعویٰ نہ کرے صلح نہیں ہو سکتی۔ اور ہلاک کا دعویٰ کرنے کے بعد مصالحت ہو سکتی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... امین نے امانت سے ہی انکار کیا کہتا ہے میرے پاس امانت رکھی نہیں اور مالک امانت رکھنے کا مدعی ہے صلح ہو سکتی ہے امین امانت کا اقرار کرتا ہے اور مالک مطالبہ کرتا ہے مگر امین خاموش ہے مالک کہتا ہے اس نے میری چیز ہلاک کر دی صلح ہو سکتی ہے اور اگر مالک ہلاک کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور امین کہتا ہے میں نے چیز واپس کر دی یا وہ چیز ہلاک ہو گئی۔ اس صورت میں صلح جائز نہیں اور اگر امین کہتا ہے میں نے چیز واپس کر دی یا ہلاک ہو گئی اور مالک کچھ نہیں کہتا اس میں صلح جائز نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵..... مدعا علیہ کا صلح کی خواہش کرنا یا کہنا کہ دعویٰ سے مجھے بری کر دو یہ دعویٰ کا اقرار نہیں ہے اور یہ کہنا کہ جس مال کا دعویٰ ہے اس سے صلح کر لو اس سے مجھے بری کر دو یہ مال کا اقرار ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۶..... بیع میں عیب کا دعویٰ کیا اور صلح ہو گئی بعد میں ظاہر ہوا کہ عیب تھا ہی نہیں یا عیب زائل ہو گیا تھا صلح باطل ہو گئی جو کچھ لیا ہے واپس کرے۔ یہ تین دین کا دعویٰ تھا اور صلح ہو گئی پھر معلوم ہوا دین نہیں تھا صلح باطل ہو گئی جو کچھ لیا ہے واپس کر دے۔ (درمختار)

دعوائے دین میں صلح کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... مدعا علیہ پر جو دین ہے یا اس نے کوئی چیز غصب کی ہے اگر صلح اسی جنس کی چیز پر ہوئی تو بعض حق کو لے لیا اور باقی کو چھوڑ دیا اس کو معاوضہ قرار دیا درست نہیں ورنہ سود ہو جائے گا لہٰذا صلح کے جائز ہونے میں مال صلح پر قبضہ شرط نہیں مثلاً ہزار روپے سال یعنی غیر میعادی تھے۔ سو روپے پر جھوڑا لے جائیں گے صلح ہوئی یہ درست ہے اگرچہ مجلس صلح میں ان پر قبضہ نہ کیا ہو یا ہزار غیر میعادی تھے صلح ہوئی ہزار روپے پر جن کی کوئی میعاد مقرر ہوئی یا ہزار روپے کھرے تھے اور سو روپے کھوٹے پر صلح ہوئی جبکہ صورت میں مقدار کم کر دی اور دوسری میں میعاد بڑھا دی یعنی فوراً لینے کا حق ساقط کر دیا تیسری صورت میں مقدار اور وصف دونوں ساقط کر دیں مدعا علیہ کے ذمہ روپے تھے اور اشرفی پر صلح ہوئی اور اس کے ادا کرنے کی میعاد مقرر ہوئی یہ صلح ناجائز ہے کہ غیر جنس پر حتہ معاوضہ ہے اور چاندی کی سونے سے بیع ہو تو مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہوتا ہے ہزار روپے میعادی تھے اور صلح ہوئی کہ پانچ سو فوراً ادا کر دے یہ صلح بھی ناجائز ہے کہ وصف کو پانچ سو کے بدلے میں بیع کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دائن کی طرف اگر احسان ہو تو اسقاط ہے اور صلح بھی ناجائز ہے کہ پانچ سو کے بدلے میں بیع کرنا ہے اور یہ ناجائز ہے ہزار روپے چھوٹے تھے پانچ سو کھرے پر صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے اور صلح جائز ہے اور دونوں کی طرف سے ہو تو معاوضہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... ایک ہزار کا دعویٰ تھا اور مدعا علیہ انکاری ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی اگر مدعی نے یہ کہا کہ سو روپے پر میں نے صلح کی اور باقی معاف کر دیئے تو قضاءً وہ دیانۃً ہر طرح مدعا علیہ بقیہ سے بری ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ سو روپے پر صلح کی اور یہ نہیں کہا کہ بقیہ میں نے معاف کئے تو مدعا علیہ قضاءً بری ہو گیا دیانۃً نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... مدیون سے کہا کہ تمہارے ذمہ سو ہزار روپے ہیں کل پانچ سو ادا کر دو اس شرط پر کہ باقی پانچ سو سے تم بری اگر ادا کر دینے بری ہو گیا ورنہ پورے ہزار اس کے ذمہ ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ وقت کا ذکر نہ کرے اس صورت میں پانچ سو بالکل معاف ہو گئے تیسری صورت یہ کہ آدھے دین پر مصالحت ہوئی کہ کل ادا کر دے گا اور باقی سے بری ہو جائے گا اور شرط یہ ہے کہ اگر کل ادا نہ کئے تو پورا دین بدستور اس کے ذمہ ہو گا اس صورت میں جیسا کہا ہے وہی ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے پانچ سو سے میں نے تجھے بری کر دیا اس بات پر کہ پانچ سو کل ادا کر دے پانچ سو معاف ہو گئے کل کے روز ادا کرے یا نہ کرے۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ یوں کہا کہ اگر تو پانچ سو کل کے دن ادا کر دے گا تو باقی سے بری ہو

جائے گا اس صورت میں حکم یہ ہے کہ دوا کر سے یا نہ کرے بری نہ ہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... مدین پر ایک سو روپے اور دو من شرفیاں باقی ہیں ایک سو دس روپے پر صلح ہوئی اگر ادا کے لئے میعاد ہے صلح ناجائز ہے اور اگر اسی وقت دے دیئے صلح جائز ہے اور اگر دس روپے چھوڑ دیئے اور سو باقی رہے جب بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... ایک شخص پر ہزار روپے باقی ہیں اور یوں صلح ہوئی کہ مہینے کے اندر دو گے تو سو روپے اور ایک ماہ کے اندر نہ دیئے تو دو سو روپے اور دینے ہوں گے یہ صلح صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... ایک نے دوسرے پر کچھ روپے کا دعویٰ کیا مدعا علیہ نے انکار کر دیا پھر دونوں میں مصالحت ہوئی کہ اتنے روپے اس وقت دیئے جائیں گے اور اتنے آئندہ والوں تاریخ پر یہ صلح جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... سو روپے باقی ہیں اور دو من گیہوں پر صلح ہوئی ان کے دینے کی میعاد مقرر ہوا یا نہ ہوا اگر اس مجلس میں قبضہ نہ کیا صلح باطل ہے اور اگر گیہوں معین ہو گئے یعنی یوں صلح ہوئی کہ یہ گیہوں دوں گا قبضہ کرے یا نہ کرے صلح جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... پانچ من گیہوں مدین کے ذمہ باقی ہیں اور دس روپے پر صلح ہوئی اگر روپے پر اسی وقت قبضہ ہو گیا صلح جائز اور بغیر قبضہ دونوں جدا ہو گئے صلح باطل ہے اور اگر پانچ روپے پر قبضہ کر لیا اور پانچ نہیں تو آدھے گیہوں کے مقابل صلح صحیح ہے اور نصف کے مقابل باطل۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... دس من گیہوں اس کے ذمہ ہیں پانچ من گیہوں اور پانچ من جو پر صلح ہوئی اور جو کے لئے معیاد مقرر کی یہ صلح ناجائز ہے اور جو کو معین کر دیا ہو صلح جائز ہے اگرچہ گیہوں معین نہ ہوں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... روپے کا دعویٰ تھا اور صلح یوں ہوئی کہ مدین اس مکان میں ایک سال رہ کر دائن کو دے دے یہ کلام ایک سال تک مدین کی خدمت کرے پھر مدین اسے دائن کو دے دے یہ صلح ناجائز ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں ایسی شرط بیع کو فاسد کر دیتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... مدین نے روپے ادا کر دیئے ہیں مگر دائن انکار کرتا ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی اگر دائن کے علم میں وصول ہوا ہے تو حلال ہے ورنہ جائز نہیں۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... دین کا کوئی گواہ نہیں دائن یہ چاہتا ہے کہ مدین سے دین کا اقرار کرا لے تاکہ وقت پر کام آئے مدین نے کہا میں اقرار نہیں کروں گا جب تک تو دین کی معیاد نہ کر دے یا اس میں سے اتنا کم نہ کر دے دائن نے ایسا ہی کر دیا یہ میعاد کا مقرر کر دینا یا معاف کر دینا صحیح ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اکراہ کے ساتھ ایسا ہوا ہے اکراہ نہیں ہے اور اگر مدین نے دعوائے علانیہ کر دی کہ جب تک ایسا نہ کرو گے میں اقرار نہ کروں گا تو اس سے کل مطالبہ فوراً وصول کیا جائے گا کیونکہ دین کا اقرار ہو چکا ہے۔ (درد)

مسئلہ نمبر ۱۳..... دین مشترک کا حکم یہ ہے کہ ایک شریک نے مدین سے جو کچھ وصول کیا دوسرا بھی اس میں شریک ہے مثلاً دو میں سے پچاس روپے ایک شریک نے وصول کئے تو دوسرا شریک سے یہ نہیں کہہ سکتا ہے اپنے حصہ کے میں نے پچاس وصول کر لئے اپنے حصہ کے تم وصول کر لو بلکہ دوسرا ان پچاس میں سے پچیس لے سکتا ہے اس کو انکار کرنے کا حق نہیں ہاں اگر دوسرا خود مدین ہی سے وصول کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے شریک سے مطالبہ نہیں کرتا تو اس کی خوشی ہے مگر چاہے تو شریک سے مطالبہ کر سکتا ہے یعنی اگر فرض کرو مدین دیوالیہ ہو گیا یا کوئی اور صورت ہو گئی تو یا اپنے شریک سے وصول شدہ میں سے آدھا لے سکتا ہے۔ (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... دین مشترک کی یہ صورت ہے کہ ایک ہی سبب سے دونوں کا دین ثابت ہو مثلاً دونوں نے ایک عقد میں بیع کی اس کا

ثمن دین مشترک ہے دوسری یہ کہ دونوں کی دو چیزیں تھیں مگر ایک ہی عقد میں دونوں کو بغیر تفصیل ثمن بیع کیا یہ کہہ دیا کہ ان دونوں کو اتنے میں بیچا یہ نہیں کہا کہ اس کو اتنے میں اس کو اور اگر دو عقد میں چیز بیع کی گئی تو ثمن کو دین مشترک نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً دونوں نے اپنی اپنی چیزیں اس مشتری کے ہاتھ بیع کیں پانچ دونوں میں مشترک ہے مگر اس نے کہا میں نے اپنا حصہ تمہارے ہاتھ پانچ سو میں بیچا دوسرے نے کہا میں نے اپنا حصہ پانچ سو میں بیچا تو یہ دین مشترک نہیں اگر چہ ثمن مشترک کا ثمن ہے۔ یونہی تفصیل ثمن کر دینے میں بھی ثمن دین مشترک نہیں مثلاً وہ چیزیں ایک عقد میں دس روپے میں بیچیں اور یہ کہا کہ اس کا ثمن چار روپے ہے اور اس کا چھ روپے یہ دین مشترک نہیں دوسری صورت دین مشترک کی یہ ہے کہ مورث کا کسی پر دین تھا اس کے مرنے کے بعد یہ دونوں وارث ہوئے وہ دین اس میں مشترک ہے تیسری صورت یہ ہے کہ ایک مشترک چیز کو کسی نے ہلاک کر دیا جس کی قیمت کا ضمان اس پر واجب ہوا یہ ضمان دین مشترک ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... دین مشترک میں ایک شریک نے مدیون سے اپنا حصہ مخالف جنس پر مصالحت کر لی مثلاً اپنے حصہ کے بدلے میں اس نے ایک کپڑا مدیون سے لے لیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ مدیون سے وصول کر لے یا اسی کپڑے میں سے آدھا لے لے اگر کپڑے میں نصف لینا چاہتا ہے تو وصول کنندہ دینے سے انکار نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ اصل دین کی چہارم کا ضامن ہو جائے تو کپڑے میں نصف کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مدیون سے مصلحت نہیں کی ہے بلکہ اپنے نصف دین کے بدلے میں اس سے کوئی چیز خریدی تو یہ شریک دوسرے کے لئے چہارم دین کا ضامن ہو گیا کیونکہ بیع کے ذریعہ سے ثمن دین میں مقاصہ ہو گیا شریک کو اس میں سے نصف یعنی چہارم دین وصول کر سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مدیون سے اپنے حصہ کو وصول کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... ایک شریک نے مدیون کو اپنا حصہ معاف کر دیا دوسرا شریک اس معاف کرنے والے سے مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ وصول نہیں کیا ہے بلکہ چھوڑ دیا ہے اسی طرح ایک کے ذمہ مدیون کا پہلے سے دین تھا پھر مدیون پر دین مشترک ہوا ان دونوں نے مقاصہ (برابر) کر لیا دوسرا شریک اس سے کچھ مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر ایک شریک نے اپنے حصہ میں سے کچھ معاف کر دیا یا دین سابق سے مقاصہ کیا تو باقی دین سہام پر تقسیم کیا جائے گا مثلاً بیس روپے تھے ایک نے پانچ روپے معاف کر دیئے تو جو کچھ وصول ہوگا اس میں ایک تہائی ایک کی اور دو تہائیاں اس کی جس نے معاف نہیں کیا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ان دونوں شریکوں میں سے ایک پر مدیون کا جب جدید دین ہوا اس دین سے مقاصہ دین وصول کرنے کے حکم میں ہے دوسرا اس کا نصف اس سے وصول کرے گا مثلاً مدیون نے کوئی چیز مدیون کے ہاتھ بیچ کی اس ثمن اور دین میں مقاصہ ہوا اور اگر عورت مدیون تھی ایک شریک نے اس سے نکاح کیا اور مطلق روپے کو دین مہر کیا نہیں کہ دین کے حصہ کمہر اور اس دین میں مقاصہ ہوا اس کا نصف دوسرا شریک اس نکاح کرنے والے سے لے سکتا ہے اور اگر نکاح اس حصہ دین پر ہوا تو شریک کو اس سے واپس لینے کا اختیار نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... شریک نے مدیون کی کوئی چیز غصب کر لی یا اس کی کوئی چیز کرایہ پر لی اور اجرت میں دین کا حصہ قرار پایا یہ دین پر قبضہ ہے مدیون کی کوئی چیز تلف کر دی یا قصداً جنایت کر کے اپنے حصہ دین پر مصالحت کی یہ قبضہ نہیں ہے یعنی اس صورت میں دوسرا شریک اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۲۰..... ایک نے میعاد مقرر کی اگر یہ دین ان کے مقدمہ کے ذریعہ سے نہ ہو مثلاً دین موجل کے یہ دونوں وارث ہوئے تو اس کا میعاد مقرر کرنا باطل ہے مثلاً مورث کے ہزار روپے باقی تھے ایک وارث نے دین سلم کی کر ایک سو اس وقت دے دو باقی چار سو کے لئے سال بھر کی میعاد ہے یہ میعاد مقرر کرنا باطل ہے یعنی ان سو روپے میں سے دوسرا وارث پچاس روپے لے سکتا ہے اور اگر دوسرے وارث نے سال کے

اندر مدیون سے کچھ وصول کیا تو اس میں سے نصف پر بلا وارث لے سکتا ہے یہ دوسرا اس سے یہ نہیں کہہ سکتا ہے تم نے ایک سال کی معیادوی ہے تمہارا حق نہیں اور اگر ان میں سے ایک نے مدیون سے حقہ مدایہ کیا اس وجہ سے مدت ہاجب ہوئی تو اگر یہ شرکت شرکت عنان ہے اور جس نے حقہ کیا ہے اسی نے اجل مقرر کی تو صحیح دین میں اجل صحیح ہے اور اگر اس نے اجل مقرر کی جس نے حقہ نہیں کیا ہے تو اس اس کے حصہ میں بھی اجل صحیح نہیں اور اگر ان دونوں میں شرکت مفاوضہ ہے تو جو کوئی اجل مقرر کردے صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... دو شخصوں نے بطور شرکت مقتسیم کیا ہے ان میں سے ایک نے اپنے حصہ میں مسلم الیہ سے صلح کرلی کہ راس المال جو دیا گیا ہے اس میں سے چوتھائی حصہ ہے اس پر صلح کرتا ہوں یہ صلح دوسرے شریک کی اجازت پر موقوف ہے اس نے اجازت کردی تو اجازت ہوگئی جو مال مل چکا ہے یعنی حصہ مصالح وہ دونوں میں مقتسم ہو جائے گا اور جو سلم باقی ہے وہ دونوں میں مشترک ہے یعنی جو کچھ مسلم فیہ باقی ہے مثلاً وہ غلہ جو صلح کرائی ہے یہ دونوں میں مشترک ہے اور اگر اس کے شریک نے رد کر دیا تو صلح باطل ہو جائے گی ہاں اگر ان دونوں میں شرکت مفاوضہ ہو تو یہ صلح مقتسا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... دو شخصوں کے دو قسم کے مال ایک شخص پر باقی ہیں مثلاً ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اشرفیاں ہیں دونوں نے ایک ساتھ سو روپے پر صلح کی یہ جائز ہے ان سو روپوں کی اشرفیوں کی قیمت اور روپوں پر تقسیم کیا جائے یعنی سو میں جتنا روپوں کے مقابل ہو وہ روپے والا لے۔ اور جتنا اشرفیوں کی قیمت کے مقابل ہو وہ اشرفیوں والا لے اگر اشرفیوں والے کے حصہ میں جتنے روپے آئیں ان میں بیع صرف قرار پائے گی یعنی ان پر اسی مجلس میں قبضہ شرط ہے اور روپے والے کے حصہ میں جتنے روپے آئیں اتنے کی وصولی ہے باقی جو رہ گیا ان کو ساقط کر دیا۔ (عالمگیری)

تخارج کا بیان

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک وارث بالتطوع اپنا کچھ حصہ لے کر ترکہ سے نکل جاتا ہے کہ اب وہ کچھ نہیں لے گا اس کو تخارج کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی صلح ہے۔

مسئلہ نمبر ۱..... ترکہ عقار یعنی جائیداد غیر منقولہ ہے یا عرض ہے یعنی نقود کے علاوہ دوسری چیزیں اور جس وارث کو نکالا اس کو کچھ مال دے دیا اگرچہ جتنا دیا ہے وہ اس کے حصہ کی قیمت سے کم یا زیادہ ہے یا ترکہ سونا اور اس کو چاندی دی یا ترکہ چاندی ہے اس کو سونا دیا یا ترکہ میں دونوں چیزیں ہیں اور اسی کو بھی دونوں چیزیں دیں یہ سب صورتیں جائز ہیں اور اس کو مبادلہ پر محمول کیا جائے گا اور جنس کو غیر جنس سے بدلنا قرار دیا جائے گا اس کو جو کچھ دیا ہے وہ اس کے حق سے کم ہے یا زیادہ دونوں صورتیں جائز ہیں مگر جو صورت بیع صرف کی ہے اس میں قابض ہونا یعنی مثلاً چاندی ترکہ سے ہے اور اس کو سونا دیا یا الٹا کیا ترکہ میں دونوں ہیں اور اس کو دونوں دیں یا ایک دیا کہ یہ سب صورتیں بیع صرف کی ہیں قبضہ اس میں شرط ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... ترکہ میں سونا چاندی دونوں ہیں اور نکل جانے والے کو صرف ان میں سے ایک چیز دی یا ترکہ میں سونا چاندی اور دیگر اشیاء ہیں اور اس کو صرف سونا یا صرف چاندی دی اس کے جواز کے لئے یہ شرط ہے کہ اس جنس میں جتنا اس کا حصہ ہے اس سے وہ زیادہ دیا جو دی گئی ہے مثلاً فرض کرو ترکہ میں روپے اشرفی اور ہر قسم کے سامان ہیں۔ اور اس کا حصہ سو روپے ہے اور کچھ اشرفیاں بھی اس کے حصہ کی ہیں اور کچھ دوسری چیز یں بھی اگر اس کو صرف روپے دینے اور وہ سو بھی ہوں یا کم یا جائز ہے کہ باقی ترکہ کا اس کو کچھ معاوضہ نہیں دیا گیا اور اگر ایک سو پانچ روپے مثلاً دے دینے یہ صورت جائز ہوگئی کیونکہ سو روپے تو روپے میں کا حصہ ہے اور باقی پانچ روپے اشرفیوں اور دوسری چیزوں کا بدلہ ہے یہ بھی

ضروری ہے کہ سونا چاندی کی قسم سے جو چیزیں ہوں وہ سب بوقت تخارج حاضر ہوں اور اس کو یہ بھی معلوم ہو کہ میرا حصہ اتنا ہے۔ (جامع غیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۔۔۔۔۔عروض دے کر ترکہ سے جدا کر دیا یہ صورت مختلفا جائز ہے۔ یونہی ورثا اس کی وارثت سے ہی منکر ہیں اور کچھ دے کر نکالنا چاہتے ہیں کہ جھگڑا رفع ہو تو جو کچھ دے دیں گے جائز ہے اور اس میں ان شرائط کی پابندی نہیں ہوتی جو مذکور ہوئیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۔۔۔۔۔ایک وارث کو نارث کیا اور ترکہ میں دیون ہیں یعنی لوگوں کے ذمہ دین ہیں۔ اور شرط یہ ٹھہری کہ بقیہ ورثا اس دین کے مالک ہیں وصول کر کے خود لے لیں یہ صورت جائز ہے اس کے جواز کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ تخارج میں یہ شرط ہو کہ دین میں جتنا اس کا حصہ ہے اس کو مدیونین کو معاف کر دے اس کا حصہ معاف ہو جائے گا اور بقیہ ورثا ماں اپنا اپنا حصہ ان لوگوں سے وصول کر لیں گے دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ اس دین میں جتنا حصہ اس کا ہوتا ہے وہ بقیہ ورثا اپنی طرف سے تھوڑا سے دے دیں اور باقی میں مصالحت کر کے اسے خارج کر دیں مگر ان دونوں صورتوں میں ورثا کا نقصان ہے کہ پہلی صورت میں مدیونین سے اتنا دین معاف ہو گیا اور دوسری صورت میں بھی اپنی طرف سے دیا پڑا لہٰذا تیسری صورت جواز کی یہ ہے کہ بقیہ ورثا اس کے حصہ کی قدر اسے بطور قرض دیں اور دین کے علاوہ باقی ترکہ میں مصالحت کر لیں اور یہ وارث جس کو حصہ دین کی قدر قرض دیا گیا ہے یہ بقیہ ورثا کو مدیونین پر حوالہ کر دے۔ (جامع) ایک صورت یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی مختصر سی چیز مثلاً ایک سونے کی انگوٹھی نکال اس کے ہاتھ اتنے داموں کاٹ کیا جائے جتنا دین میں اس کا حصہ ہوتا ہے اور ثمن کو وہ مدیونین پر حوالہ کر دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۔۔۔۔۔ترکہ میں دین ہے مگر جو چیزیں ترکہ میں ہیں وہ علوم نہیں اور سلح مکیل وموزوں پر ہو یہ جائز ہے۔ اور اگر ترکہ میں مکیل وموزوں چیزیں نہیں ہیں مگر کیا جانے والی چیزیں ہیں وہ علوم نہیں اس میں بھی تخارج کے طور پر سلح ہو سکتی ہے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۶۔۔۔۔۔یہ اس صورت میں ہے کہ ترکہ کی سب چیزیں بقیہ ورثا کے ہاتھ میں ہوں کہ اس سلح کرنے والے نے کچھ لیا نہیں ہے لہٰذا اس میں جھگڑے کی کوئی صورت نہیں ہے اور اگر ترکہ کی کئی چیزیں یا بعض چیزیں اس کے ہاتھ میں ہوں تو جب تک ان کی تفصیل معلوم نہ ہو مصالحت درست نہیں کہ ان کی وصولی میں نزاع کی صورت ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۔۔۔۔۔میت پر اتنا دین ہے کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہے تو مصالحت اور تقسیم درست ہی نہیں کہ حق میت ہے اور یہ میراث پر مقدم ہے ہاں اگر وہ وارث سلح کرنے والا ضامن ہو جائے جو کچھ دین ہو گا اس کا ذمہ دار ہوں ہوں میں ادا کروں گا اور قرض سے واپس نہیں لوں گا یا کوئی اجنبی شخص تمام دین کا ضامن ہو جائے کہ میت کا ذمہ بری ہوا ہے یا لوگ دوسرے مال سے میت کا دین ادا کریں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۔۔۔۔۔میت پر کچھ دین ہے مگر اتنا نہیں کہ پورے ترکہ کا مستغرق ہو تو جب تک دین ادا نہ کر لیا جائے تقسیم ترکہ و مصالحت کو موقوف رکھنا چاہئے کیونکہ ادائے دین میراث پر مقدم ہے پھر بھی اگر ادا کرنے سے پہلے تقسیم و مصالحت کر لیں اور دین ادا کرنے کے بعد کچھ ترکہ جدا کر دیں تو یہ تقسیم و مصالحت صحیح ہے مگر فرض کرو کہ وہ مال جو دین ادا کرنے کے لئے رکھا تھا اور ضائع ہو جائے گا تو تقسیم تو ازسرِ نو کی جائے گی اور ورثا سے ترکہ واپس لے کر دین ادا کیا جائے گا۔ (درمختار ودرمختار)

مسئلہ نمبر ۹۔۔۔۔۔ایک وارث کو کچھ دے کر ترکہ سے اس کو علیحدہ کر دیا اس میں دو صورتیں ہیں ترکہ کی ہی وہ مال دیا جو اپنے پاس سے دیا جو اگر اپنے پاس سے دیا جو اس وارث کا حصہ یہ سب ورثا میں برابر برابر تقسیم کر لیں اور اگر ترکہ سے دیا ہے تو بقدر میراث اس کے حصہ کو تقسیم کریں یعنی اس وارث کو کسان لم یکن (کالمعدوم) فرض کر کے ترکہ کی تقسیم کی جائے۔ میت نے جس کے لئے وصیت کی ہے اس کو بھی کچھ دے کر خارج کر سکتے ہیں اور اس کے لئے تمام وہی احکام ہیں جو وارث کے لئے بیان کئے گئے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰۔۔۔۔۔ایک وارث سے دیگر ورثا نے مصالحت کی اور اس کو خارج کر دیا اس کے بعد ترکہ میں کوئی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو ان ورثا کو معلوم تھی خواہ وہ قبیل دین ہو یا عین آیا وہ چیز سلح میں داخل مانی جائے گی یا نہیں اس میں دو قول ہیں زیادہ مشہور یہ ہے کہ وہ داخل نہیں بلکہ

اس کے مقدار تمام ورثا ہیں۔ (ع)

مسئلہ نمبر ۱۱.....ایک شخص اجنبی نے ترکہ میں دعویٰ کیا اور ایک وارث نے دوسرے ورثا کی عدم موجودگی میں صلح کرلی یہ صلح جائز ہے مگر دوسرے ورثا کے لئے متبرع جان سے معاوضہ نہیں لے سکتا۔ (ع)

مسئلہ نمبر ۱۲.....عورت نے میراث کا دعویٰ کیا ورثا نے اس سے اس کو حصہ سے کم پر اس مہر پر صلح کرلی یہ جائز ہے مگر ورثا کو یہ بات معلوم ہو تو ویسا کرنا حلال نہیں اور اگر عورت کو انہوں نے ہبہ کردیا تو صلح باطل ہو جائے گی۔ (ع)

مہر و نکاح و طلاق و نفقہ میں صلح

مسئلہ نمبر ۱.....مہر غلام تجارتی پر مصالحت ہوئی اگر معین ہے جائز ہے دینا جائز اور قبیل یا موزون پر صلح ہوئی اگر معین ہے جائز اور غیر معین ہے تو دو صورتیں ہیں اس کے لئے میعاد ہے یا نہیں اگر میعاد ہے تو ناجائز ہے اور اگر میعاد نہیں ہے اور اسی مجلس میں دے دیا جائز ہے ورنہ ناجائز اور روپے پر مصالحت ہوئی جائز ہے اگر چہ فوراً دینا قرار نہیں پایا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....سو روپے پر نکاح ہوا تھا اس کے پانچ من نلہ پر مصالحت ہوئی اگر نلہ معین ہے جائز ہے اور غیر معین ہے ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....مرد نے عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے سو روپے پر صلح کی کہ مجھے اس سے بری کردے مرد نے قبول کرلیا یہ صلح جائز ہے اس کے بعد مرد اگر نکاح کے گواہ پیش کرنا چاہے نہیں پیش کرسکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....عورت نے دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے تین طلقیں دے دی ہیں اور شوہر منکر ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی کہ عورت دعوے سے دستبردار ہو جائے یہ صلح صحیح نہیں شوہر اپنے روپے عورت سے واپس لے سکتا ہے اور عورت کا دعویٰ بدستور ہے ایک طلاق اور دو طلقیں اور خلع کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....عورت نے طلاق بائن کا دعویٰ کیا اور مرد منکر ہے سو روپے پر مصالحت ہوئی کہ مرد عورت کو طلاق بائن دے دے یہ جائز ہے یونہی اگر سو روپے پر اس بات پر خلع کرلیا کہ مرد اس طلاق کا اقرار کرلے جس کا عورت نے دعویٰ کیا ہے یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ میں اس کی زوجہ ہوں اور ہزار روپے پر مہر کے شوہر کے ذمہ ہیں اور یہ بچہ اسی شوہر کا ہے اور مرد ان سب باتوں سے منکر ہے دونوں میں یہ صلح ہوئی کہ مرد عورت کو سو روپے دے اور عورت اپنے تمام دعووں سے دست بردار ہو جائے شوہر بری نہیں ہوگا بلکہ اس کے بعد اگر عورت نے سب باتیں گواہوں سے ثابت کردیں تو نکاح بھی ثابت اور بچہ کا نسب بھی ثابت اور سو روپے جو مرد نے دیئے تھے یہ صرف مہر کے مقابل میں ہیں یعنی ہزار روپے مہر کا دعویٰ تھا سو میں صلح ہوگئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....نفقہ کا دعویٰ تھا اور ایسی چیز پر صلح ہوئی جس کو قاضی نفقہ مقرر کرسکتا ہے جیسا کہ روپیہ یا غلہ یہ معاوضہ نہیں بلکہ اس صلح کا حاصل یہ ہے کہ یہ چیز نفقہ میں مقرر ہوئی اور اگر ایسی چیز پر صلح ہوئی جس کو نفقہ میں مقرر نہیں کیا جاسکتا ہو جیسا غلام یا جانور اس کو معاوضہ قرار دیا جائے گا اس کا حاصل یہ ہوگا کہ عورت نے اس چیز کو لے کر شوہر کو نفقہ سے بری کردیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....نفقہ کا دعویٰ تھا تین روپے ماہوار پر صلح ہوئی اب شوہر یہ کہتا ہے مجھ میں اتنا دینے کی طاقت نہیں اس کو دیا جائے گا ہاں اگر عورت یا قاضی اسے بری کردیں تو بری ہو سکتا ہے اور اگر چیز میں کانرخ ارزاں ہو جائے شوہر کہتا ہے کہ اس سے کم میں گزارہ ہو سکتا ہے تو کم کیا جاسکتا ہے۔ یونہی عورت کہتی ہے کہ تین روپے کفایت نہیں کرتے زیادہ دلایا جائے اور مرد مالدار ہے تو زیادہ دلایا جاسکتا ہے قاضی نے نفقہ کی

مقدار مقرر کی ہے اس صورت میں بھی عورت دعویٰ کر کے زیادہ کر سکتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... طلاق کے زمانۂ عدت کے نفقہ میں چند روپے پر مصالحت ہوئی کہ بس شوہر اتنا ہی دے گا اس سے زیادہ نہیں دے گا اگر عدت مہینوں سے ہے یہ مصالحت جائز ہے اور عدت حیض سے ہے تو جائز نہیں کیونکہ تین حیض کبھی دو مہینے بلکہ کم میں پورے ہوتے ہیں اور کبھی دس ماہ میں بھی پورے نہیں ہوتے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... جس عورت کو طلاق بائن دی ہے زمانۂ عدت تک اس کے رہنے کیلئے مکان دینا ضروری ہے۔ مکان کی جگہ روپے پر مصالحت ہوئی کہ اتنے روپے لے لے یہ صلح ناجائز ہے۔ (خانیہ)

ودیعت و ہبہ و اجارہ و مضاربت و رہن میں صلح

مسئلہ نمبر ۱..... یہ دعویٰ کیا کہ میں نے اس کے پاس ودیعت رکھی ہے مودع کہتا ہے تو نے میرے پاس ودیعت نہیں رکھی ہے اس صورت میں کسی معلوم چیز پر صلح ہوئی جائز ہے اور اگر مالک نے مودع سے ودیعت طلب کی مودع ودیعت کا اقرار کرتا ہے یا خاموش ہے کچھ نہیں کہتا ہے اور مالک کہتا ہے اس نے ودیعت ہلاک کر دی اس صورت میں بھی معلوم چیز پر صلح جائز ہے اور اگر مالک کہتا ہے اس نے ہلاک کر دی اور مودع کہتا ہے میں نے واپس دے دیا یا ہلاک ہو گئی اس صورت میں صلح ناجائز ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲..... مستعیر عاریت سے منکر ہے کہتا ہے میں نے عاریت لی ہی نہیں اس کے بعد صلح ہوئی جائز ہے اور اگر عاریت لینے کا اقرار کرتا ہے اور واپس کر دینے یا ہلاک ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور مالک کہتا ہے کہ اس نے خود ہلاک کر دی صلح جائز ہے اور مستعیر کہتا ہے ہلاک ہو گئی اور مالک کہتا ہے اس نے خود ہلاک کر دی ہے تو صلح جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... جو چیز ودیعت رکھی ہے وہ عین مودع کے پاس موجود ہے مثلاً دو سو روپے ہیں اگر مودع اقرار کرتا ہے یا انکار کرتا ہے مگر گواہوں سے ودیعت ثابت ہے ان دونوں صورتوں میں سو روپے پر صلح ناجائز ہے اور اگر مودع منکر ہو اور گواہ سے ودیعت ثابت نہ ہو تو کم پر صلح جائز ہے مگر مودع کے لئے یہ رقم حرام ہے دیانۃً جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... ایک شخص کے پاس دوسرے کی کچھ چیزیں ہیں اس نے ان کو کسی کے پاس ودیعت رکھ دیا پھر اس سے لے کر کسی اور کے پاس ودیعت رکھ دیا اس سے بھی وہ چیزیں لے لیں اب تلاش کرتا ہے تو ان میں کی ایک چیز نہیں ملتی ان دونوں سے کہا کہ فلاں چیز تمہارے یہاں سے ضائع ہو گئی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کس کے یہاں سے گئی دونوں کہتے ہیں ہم نے غور سے دیکھا بھی نہیں کہ کیا کیا چیزیں ہیں تم نے جو کچھ دیا برتن سمیت ہم نے بحفاظت رکھ دیا اور تم نے جب اتنا کہہ دیا یہ شخص جس نے دوسرے کے پاس ودیعت رکھی ہے ضامن ہے پھر اگر مالک کو تاوان دے اس میں اور دونوں مودع میں صلح جائز ہے پھر اگر مالک کے تاوان لینے کے بعد صلح ہوئی تو خواہ گم شدہ کی مثل قیمت پر صلح ہوئی یا کم پر بہر حال جائز ہے اور اگر تاوان لینے سے پہلے صلح ہوئی اور مثل قیمت یا کچھ کم پر جس کو عین نہیں کہتے ہیں صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے اور یہ دونوں ضمان سے بری ہیں یعنی اگر مالک نے گواہوں سے اس گم شدہ شے کو ثابت کر دیا تو ان دونوں سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر عین فاضل پر مصالحت ہوئی تو صلح ناجائز ہے اور مالک کو اختیار ہے کہ اس پہلے شخص سے تاوان لے لیا ان دونوں سے۔ ان سے اگر لے گا تو یہ پہلے سے اس چیز کو واپس لے سکتے ہیں جو انہوں نے مصالحت میں دی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے مدعا علیہ نے کہا یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے اس کے بعد دونوں میں مصالحت ہو گئی مدعی کے ثبوت گزرنے کے بعد صلح ہوئی یا اس کے پہلے بہر حال یہ صلح جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... جانور عاریت لیا تھا وہ ہلاک ہو گیا مالک کہتا ہے میں نے عاریت نہیں دیا تھا مستعیر نے کچھ مال دے کر صلح کر لی یہ جائز ہے۔ اس کے بعد مستعیر اگر گواہوں سے عاریت ثابت کرے اور یہ کہے کہ جانور ہلاک ہو گیا صلح باطل ہو جائے گی اور مستعیر چاہے تو مالک پر حلف بھی دے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... مضارب نے مضاربت سے انکار کرنے کے بعد اقرار کر لیا یا اقرار کے بعد انکار کیا اس کے بعد اس میں اور رب المال میں صلح ہو گئی یہ جائز ہے اور اگر مضارب نے مال مضاربت سے کسی کے ساتھ مقدمہ لڑا تھا اور مضارب و مدیون میں صلح ہو گئی یہ صلح جائز ہے مگر اس صلح میں جو کچھ کمی ہوئی ہے اتنے کا رب المال کے لئے مضارب ذمہ وار نہ ہوگا اور اگر کم پر صلح اس لئے کی ہے کہ صحیح میں کچھ عیب تھا تو مضارب ضامن نہیں بلکہ یہ کمی رب المال کے ذمہ ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز مجھے ہبہ کر دی ہے اور میں نے قبضہ بھی کر لیا اور وہ چیز واہب کے قبضہ میں ہے اور وہ ہبہ سے منکر ہے یوں مصالحت ہوئی کہ اس چیز میں سے نصف واہب لے اور نصف موہوب لہ یہ صلح جائز ہے اس کے بعد موہوب لہ ہبہ اور قبضہ کے گواہوں سے ثابت کرنا چاہے تو وہ مقبول نہیں یعنی نصف جو مدعا علیہ کے قبضہ میں ہے مدعی اسے نہیں لے سکتا اور اگر صلح میں ایک نے کچھ روپے دینے کی بھی شرط کر لی ہے یعنی دو چیز بھی آدمی دے گا اور اتنے روپے بھی یہ صلح بھی جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ چیز پوری فلاں شخص لے گا اور وہ دوسرے کو اتنے روپے دے گا یہ بھی جائز ہے اور اگر موہوب لہ نے ہبہ کا دعویٰ کیا اور یہ اقرار بھی کر لیا کہ قبضہ نہیں تھا اور واہب ہبہ سے انکار کرتا اس کے بعد صلح ہوئی کہ چیز دونوں میں نصف نصف ہو جائے یہ صلح باطل ہے اور اس صورت میں موہوب لہ کے ذمہ کچھ روپے بھی ہیں تو جائز ہے اور واہب کے ذمہ روپے ٹھہرے ہوں تو صلح جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ پوری چیز ایک کو دی جائے اور یہ دوسرے کو اتنے روپے دے گا تو واہب کے ذمہ روپے قرار پائے صلح باطل ہے اور موہوب لہ کے ذمہ ہوں تو باطل نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... ایک شخص کے پاس مکان ہے وہ کہتا ہے زید نے مجھے یہ مکان صدقہ کر دیا ہے اور میں نے قبضہ کیا اور زید کہتا ہے میں نے ہبہ کیا ہے اور میں واپس لینا چاہتا ہوں دونوں میں صلح ہوئی کہ وہ شخص زید کو سو روپے دے اور مکان اسی کے پاس رہے یہ صلح جائز ہے اور اب مکان واپس نہیں لے سکتا صلح کے بعد وہ شخص جس کے قبضہ میں مکان ہے اگر یہ کہا قرار کر کے یا صلح سے پہلے زید نے ہبہ وصدقہ دونوں سے انکار کیا ہو جب بھی صلح بدستور قائم رہے گی اور اگر یوں صلح ہوئی کہ جس کے پاس مکان ہے وہ زید کو سو روپے دے اور مکان دونوں کے مابین نصف نصف رہے یہ صلح بھی جائز ہے اور شیوع کی وجہ سے صلح باطل نہیں ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... ایک شخص کو معین گیہوں پر اجیر رکھا یعنی وہ گیہوں اجرت میں دیئے جائیں گے اس کے بعد یوں صلح ہوئی کہ گیہوں کی جگہ اتنے روپے دیئے جائیں گے یہ صلح جائز ہے کہ جب گیہوں معین نہ تھے صحیح ہوئے اور مبیع کی بیع قبل قبضہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... کرایہ پر مکان لیا اور مدت کے متعلق اختلاف ہے مالک مکان کہتا ہے دس روپے کرایہ پر دو مہینے کو دیا ہے اور کرایہ دار کہتا ہے کہ دس روپے میں تین ماہ کے لئے دیا ہے صلح یوں ہوئی کہ دس روپے میں ڈھائی ماہ کرایہ دار مکان میں رہے یہ جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ تین ماہ مکان میں رہے مگر ایک روپیہ اجرت میں زیادہ کر دے یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... کسی جگہ جانے کے لئے گھوڑا کرایہ پر لیا اور اجرت بھی مقرر ہو چکی گھوڑے کا مالک کہتا ہے کہ فلاں جگہ جانے کی دس روپے اجرت ٹھہری ہے اور مستاجر کہتا ہے دوسری جگہ جانا ٹھہرا ہے جو اس جگہ سے دور ہے اور اجرت آٹھ روپے طے ہوا کہتا ہے اس میں صلح یوں ہوئی کہ اجرت وہ دی جائے جو گھوڑے والا کہتا ہے اور وہاں تک سوار ہو کر جائے گا جہاں تک مستاجر بتاتا ہے یہ جائز ہے۔ یونہی اگر جگہ وہ ری جو مالک کہتا ہے اور کرایہ وہ بارہ مستاجر کہتا ہے یہ صلح بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... یہ کہتا ہے کہ زید کے پاس جو غلاں چیز ہے مثلاً۔ کان وہ میرا ہے بزید کے میرے ذمہ سو روپے تھے وہ کان میں نے اس کے پاس رہن رکھ دیا ہے زید کہتا ہے کہ۔ کان میرا ہے میرے پاس کسی نے رہن نہیں رکھا ہے اور میرے سو روپے تمہیں باقی ہیں اس معاملہ میں یوں صلح ہوئی کہ زید وہ سو روپے چھوڑ دے اور یہ اس اور وہ کان کے متعلق اب دوسرا شخص دعویٰ نہ کرے گا یہ صلح جائز ہے اگر صلح کے بعد زید نے رہن کا اقرار کرلیا جب بھی صلح باطل نہیں ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... راہن مرگیا ایک شخص کہتا ہے کہ شے مرہون میری ملک ہے راہن کو رہن رکھنے کے لئے میں نے بطور عاریت دی تھی اس میں اور مرتہن میں اس پر صلح ہوگئی کہ مرتہن اس کی ملک کو اقرار کرے راہن کے ورثاء کے مقابل میں مرتہن کا اقرار کوئی چیز نہیں۔ (عالمگیری)

غصب وسرقہ واکراہ میں صلح

مسئلہ نمبر ۱..... ایک چیز غصب کی جس کی قیمت سو روپے ہے اور سو روپے سے زیادہ میں صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے یعنی اگر صلح کے بعد غاصب نے گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ چیز اتنے کی نہیں تھی جس پر صلح ہوئی ہے یہ گواہ مقبول نہیں ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... غصب کا دعویٰ ہوا قاضی نے حکم دے دیا کہ مغصوب کی قیمت غاصب ادا کرے اس پر فیصلہ کے بعد قیمت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... کپڑا غصب کیا تھا غاصب کے پاس کسی دوسرے نے اس کو ہلاک کردیا مالک نے غاصب سے کم قیمت پر صلح کرلی یہ جائز ہے اور غاصب اس ہلاک کرنے والے سے پوری قیمت وصول کرسکتا ہے مگر صلح کی رقم سے جتنا زیادہ دیا ہے وہ صدقہ کردے اور اگر مالک نے اس ہلاک کرنے والے سے کم قیمت پر صلح کرلی یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں غاصب بری ہو جائے گا یعنی مالک اس سے تاوان نہیں لے سکتا بلکہ کسی وجہ سے اگر ہلاک کنندہ سے رقم صلح وصول نہ ہو سکے جب بھی غاصب سے کچھ نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... گیہوں غصب کئے تھے اور صلح روپے یا اشرفی پر ہوئی یہ صلح جائز ہے اگر غاصب کے پاس وہ گیہوں موجود ہوں اور روپے یا اشرفیاں فوراً دینا قرار پایا ہو یا ان کے دینے کی کوئی میعاد ہو دونوں صورتوں میں صلح جائز ہے اور اگر وہ گیہوں ہلاک ہو چکے اور روپے کے لئے کوئی میعاد مقرر ہوئی تو صلح ناجائز ہے اور فوراً دینا قرار پایا ہے جبکہ قبضہ بھی ہو جائے اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے صلح باطل ہوگئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... ایک من گیہوں اور ایک من جو غصب کئے اور دونوں کو خرچ کرڈالا اس کے بعد ایک من جو پر صلح ہوئی اس طور پر کہ گیہوں معاف کردیئے یہ جائز ہے اور ان دونوں میں ایک موجود ہے اور اسی پر صلح ہوئی یوں کہ جو خرچ کرڈالا اسے معاف کردیا یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... ایک من گیہوں غصب کر کے غائب کردیئے اور انہیں گیہوں کے نصف من پر صلح کی یہ جائز ہے اور دوسرے گیہوں کے نصف من پر صلح ہوئی یہ جائز ہے مگر غاصب کے پاس اگر غصب کیے ہوئے گیہوں اب تک موجود ہیں تو نصف من سے جتنے زیادہ ہیں ان کو صرف کرنا حلال نہیں بلکہ واجب ہے کہ مالک کو واپس دے دے اور اگر دوسری جنس پر صلح ہوئی مثلاً کپڑے کا تھان مالک کو دے دیا یہ صلح بھی جائز ہے اور گیہوں کو کام میں لانا بھی جائز ہے اور اگر ایسی چیز غصب کی ہے جو تقسیم کے قابل نہیں مثلاً جانور اور صلح اس کے نصف پر ہوئی یعنی اس جانور میں نصف غاصب کا اور نصف مغصوب منہ کا قرار پایا یہ صلح ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... ایک ہزار روپے غصب کئے اور ان کو چھپا دیا اور پانچ سو میں صلح ہوئی غاصب نے انہیں میں سے پانچ سو مالک کو دے دیئے یا دوسرے روپے دینے قضاءً یہ صلح جائز ہے مگر دیانۃً غاصب پر واجب ہے کہ باقی روپے بھی مالک کو واپس کردے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۸.....ایک شخص نے دوسرے کا چاندی کا برتن ضائع کر دیا۔ قاضی نے حکم دیا کہ اس کی قیمت تاوان دے مگر اس قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے وہ فیصلہ باطل نہ ہوگا اور باہم ان دونوں نے قیمت پر مصالحت کی اور قبضہ سے قبل جدا ہو گئے یہ صلح بھی باطل نہیں اور اگر روپے ضائع کر دیئے اور اس سے کم پر مصالحت ہوئی اور ادا کرنے کی میعاد مقرر ہوئی یہ صلح بھی جائز ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۹.....موچی کی دکان پر لوگوں کے جوتے رکھے تھے چوری ہو گئے چور کا پتا چل گیا موچی نے چور سے صلح کر لی اگر جوتے موجود ہوں بغیر اجازت مالک صلح جائز نہیں اور چور کے پاس جو تے تباہ نہ ہوئے تو بغیر اجازت مالک بھی صلح جائز ہے بشرطیکہ روپے پر صلح ہوئی ہو اور زیادہ کی پر صلح نہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۱۰.....صلح کرنے پر مجبور کیا گیا یہ صلح ناجائز ہے دوسرے حاکم نے مدعا علیہ کو ایک سے صلح کرنے پر مجبور کیا اس نے دونوں سے صلح کر لی جس کے لئے مجبور کیا گیا اس سے صلح ناجائز ہے دوسرے سے جائز ہے۔ (عالمگیری)

کام کرنے والوں سے صلح

مسئلہ نمبر ۱.....دھوبی کپڑا دھونے کے لئے دیا اس نے زخم زدہ ہونے پر پیٹ کر پھاڑ ڈالا صلح یوں ہو کہ دھوبی کپڑا لے لے اور اتنے روپے دے یا یوں کہے دھوبی سے اتنے روپے لے لگا اور اپنا کپڑا بھی لے لے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اگر مکمل دھونے پر صلح ہوئی اور یہ معین ہے تب بھی صلح جائز ہے کپڑا دھوبی لے گیا مالک لے گا دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر مکمل دھونا معین نہیں اور یہ طے ہوا کہ کپڑا دھوبی لے گا تو مکمل یا موزوں کا جتنا حصہ کپڑے کے مقابل ہو گا اس میں صلح جائز ہے اور جو حصہ کپڑا پھٹنے کی قیمت کے قابل ہے اس میں ناجائز اور اگر یہ طے ہوا کہ مکمل یا موزوں بھی لے گا اور اپنا کپڑا بھی تو صلح ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....دھوبی کہتا ہے میں نے کپڑا دے دیا مالک کہتا ہے نہیں دیا اس میں صلح ناجائز ہے اور اس صورت میں دھلائی بھی مالک کے ذمہ واجب نہیں اور اگر دھوبی کہتا ہے میں نے کپڑا دے دیا اور دھلائی کا مطالبہ کرتا ہے اور مالک انکار کرتا ہے آدھی دھلائی پر مصالحت ہوئی یہ جائز ہے۔ یونہی اگر مالک کپڑا وصول ہونے کا اقرار کرتا ہے مگر کہتا ہے دھلائی دے چکا ہوں اور دھوبی دھلائی پانے سے انکار کرتا ہے آدھی دھلائی پر مصالحت ہو گئی یہ صلح بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....اجیر مشترک یہ کہتا ہے چیز میرے پاس سے ہلاک ہو گئی مالک نے کچھ روپے لے کر اس سے صلح کر لی۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ صلح ناجائز ہے۔ کیونکہ اجیر مشترک امین ہے چیز اس کے پاس امانت ہوتی ہے اور امین کے پاس سے چیز ضائع ہو جائے تو معاوضہ نہیں لیا جا سکتا اور اجیر خاص میں یہ صورت پیش آئے تو بالاتفاق صلح ناجائز ہے۔ چرواہا اگر دوسرے لوگوں کے بھی جانور چراتا ہے تو اجیر مشترک ہے اور جو اسی کے جانور چراتا ہے تو اجیر خاص (نوکر) ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....کپڑا بننے والے کو سوت دیا کہ اس کا سا سوت ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا کپڑا بن دے اس نے کم کر دیا پانچ ہاتھ لمبا چار ہاتھ چوڑا بن دیا یا زیادہ کر دیا اس کا حکم یہ ہے کہ سوت والا کپڑا لے لے اور اس کو اس کی اجرت مثل سے دے یا کپڑا اسی کو دے دے اور جتنا سوت دیا تھا ویسا ہی اتنا سوت اس سے لے لے۔ سوت والے نے دوسری صورت اختیار کی یعنی کپڑا دے دیا اور سوت لینا ظہیریہ میں ہے کہ اپنی صلح کرنی کہ سوت کی جگہ اتنے روپے لگا اور روپے کی میعاد مقرر کر لی یہ صلح ناجائز ہے اگر پہلی صورت اختیار کی کہ کپڑا لگا اور اجرت مثل دے اس کے بعد یوں صلح ہوئی کہ کپڑا دے دیا اور روپے لینا ظہیریہ میں اور اس کی مدت مقرر کر لی یہ صلح جائز ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۵.....اگر صلح اس طرح ہوئی کہ کپڑا لے لگا اور اجرت میں اتنا کم کر دے گا یہ صلح بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....رنگنے کے لئے کپڑا دیا اور بیٹھ کر اکتا گئے ڈالنا اور ایک روپیہ رنگائی دی جائے گی اس نے وہ چند رنگ ڈال دیا اس میں کپڑے والے کو اختیار ہے کہ اپنا کپڑا لے لے اور ایک روپیہ دے اور جو رنگ زیادہ ڈالا ہے وہ دے دیا اپنے سپید کپڑے کی قیمت لے لے اور کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اس میں صلح یوں ہوتی کہ اتنے روپے لے کر یہ صلح جائز ہے اگرچہ روپے کے لئے معیاد ہو اور اگر یوں صلح ہوئی کہ اپنا کپڑا لے لے اور یہ معین گیہوں رنگائی میں دے گا یہ صلح بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

بیع میں صلح

مسئلہ نمبر ۱.....ایک چیز خریدی اس چیز پر یا اس کے کسی جز پر کسی نے دعویٰ کر دیا کہ میری ہے مشتری نے اس سے صلح کر لی یہ صلح جائز ہے مگر مشتری یہ چاہے کہ جو کچھ دینا پڑا ہے واپس لے لے۔

مسئلہ نمبر ۲.....ایک چیز خریدی اور قبض پر قبضہ بھی کر لیا اب دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بیع فاسد ہوئی تھی مگر گواہ پیش نہیں ہوئے کہ فساد کا دعویٰ کرنا اور فساد کے متعلق دونوں میں مصالحت ہو گئی یہ صلح جائز ہے صلح کے بعد اگر گواہ پیش آئیں پیش کر سکتا ہے گواہ لئے جائیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....رب السلم نے مسلم الیہ سے راس المال پر صلح کر لی جائز ہے اور دوسری جنس پر صلح کرے مثلاً اتنے من گیہوں کی جگہ اتنے من جو دے دے یہ صلح ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....مسلم الیہ کے ذمہ سلم کے دس من گیہوں ہیں اور ہزار روپے بھی رب السلم کے اس کے ذمہ ہیں دونوں کے مقابل میں سو روپے پر صلح ہو گئی جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵.....سلم میں یوں صلح ہوئی کہ نصف راس المال لے گا اور نصف مسلم فیہ یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....پانچ من گیہوں میں سلم کیا تھا جس کی میعاد ایک ماہ تھی پھر اسی شخص سے پانچ من جو میں سلم کی اور اس کی میعاد دو ماہ مقرر ہوئی ایک ماہ کا زمانہ گزرا اور گیہوں کی وصولی کا وقت آ گیا دونوں میں یہ مصالحت ہوئی کہ رب السلم گیہوں اس وقت لے لے اور جو کی میعاد میں اضافہ ہو جائے یہ جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ جو اس وقت لے لے اور گیہوں کی میعاد مؤخر ہو جائے یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....کپڑے کے عوض میں گیہوں میں سلم کیا اور مسلم الیہ اول نے راس المال پر مصالحت کی اسی دوران میں اگر مسلم الیہ اول کے پاس وہ کپڑا آ گیا اس کے بعد صلح ہوئی اور اس طور پر آیا جو من کل الوجہ صحیح ہے مثلاً مسلم الیہ ثانی نے خیار رویت کی وجہ سے واپس کر دیا خیار عیب کی وجہ سے حکم قاضی سے واپس کیا وہ سری سلم میں راس المال پر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے اس کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ رب السلم کو وہی کپڑا واپس کر دے کپڑے کی قیمت واپس دینے کا حکم نہیں ہو سکتا۔ یونہی اگر مسلم الیہ نے وہ کپڑا کسی کو ہبہ کر دیا تھا پھر واپس لے لیا قاضی کے حکم سے واپس لیا ہے یا بغیر قضائے قاضی اس صورت میں بھی رب السلم کو کپڑا واپس کر دے اور اگر وہ کپڑا مسلم الیہ اول کو کسی وجہ سے حاصل ہوا کہ من کل الوجہ ملک جدید ہو مثلاً اس نے مسلم الیہ ثانی سے خریدلیا یا اس نے اسے ہبہ کر دیا یا بطور میراث اس کو ملا ان صورتوں میں رب السلم اول کو کپڑے کی قیمت ملے گی وہ کپڑا نہیں ملے گا اور اگر اس طرح واپس ہوا کہ ایک وجہ سے فسخ اور ایک وجہ سے تملک ہے مثلاً دونوں نے مسلم ثانی کا مال کر دیا عیب کی وجہ سے بغیر قضائے قاضی واپس لے لیا تو رب السلم کو اختیار ہے کپڑے کی قیمت لے لے جو وہ کپڑا نہیں ہے اور اگر مسلم الیہ اول کے پاس کپڑا آنے سے قبل دونوں نے راس المال پر سلم کی اور قاضی نے مسلم الیہ اول کو قیمت ادا کرنے کا حکم دے دیا اس کے بعد اس کے پاس وہی کپڑا آ گیا تو یہ دونوں قیمت کی جگہ پر کپڑا واپس کر نے پر مصالحت نہیں کر سکتے۔ مسلم الیہ کے پاس اس کی واپسی جس صورت سے بھی ہو مگر صرف اس صورت میں کہ عیب کی وجہ سے حکم قاضی واپس ہوا ہو اور اگر قاضی نے قیمت واپس دینے کا حکم بھی نہیں دیا ہے کہ وہی کپڑا مسلم الیہ کے پاس اس طرح آیا کہ

وجہ وہبہ سے سلم باقی کا فسخ ہبۃ رب السلم کو کپڑا دے گا اور نہ قیمت۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... دو شخصوں نے نزل کر تیسرے سے سلم کیا تھا ان میں ایک نے اپنے حصہ میں راس المال پر صلح کر لی صلح شریک کی اجازت پر موقوف ہے اس نے اگر رد کر دی صلح باطل ہو گئی اور سلم بدستور باقی رہی اور شریک نے جائز کر دی تو صلح دونوں پر نافذ ہو گئی یعنی نصف راس المال میں دونوں شریک ہوں گے اور نصف مسلم فیہ میں بھی دونوں کی شرکت ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... ایک شخص نے رب السلم کیا مسلم الیہ کی طرف سے کسی نے کفالت کی کفیل نے رب السلم سے راس المال پر صلح کر لی یہ صلح اجازت مسلم الیہ پر موقوف ہے جائز کر دی جائز ہے رد کر دی باطل ہے۔ اگر کفیل نے بغیر حکم مسلم الیہ کفالت کی ہے جب بھی یہی حکم ہے یعنی نے راس المال پر مصالحت کی اور راس المال کا ضامن ہو گیا جب بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... کفیل نے رب السلم سے جنس مسلم فیہ پر مصالحت کی مگر سلم میں عمدہ گیہوں قرار پائے اور اس نے تم درجہ کا دینا طے کیا یہ صلح جائز ہے اور کفیل مسلم الیہ سے کھرے گیہوں لے گا۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... ایک شخص نے دوسرے کو سلم کرنے کا حکم دیا تھا (وکیل بالقبض) اس نے سلم کیا پھر راس المال پر صلح کر لی یہ صلح اس وکیل پر نافذ ہو گی موکل پر نافذ نہیں ہوگی یعنی وکیل اس مسلم الیہ سے راس المال لے سکتا ہے مسلم فیہ نہیں لے سکتا مگر اس پر لازم ہے کہ موکل کو مسلم فیہ اپنے پاس سے دے اور اگر خود وکیل نے مسلم الیہ سے صلح کر لی اور راس المال پر قبضہ کر لیا تو صلح جائز ہے یعنی وکیل بھی مسلم فیہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

صلح میں خیار

مسئلہ نمبر ۱..... ایک چیز کا دعویٰ ہے اور دوسری جنس پر صلح ہوئی یہ صلح فسخ کے حکم میں ہے اس میں خیار شرط صحیح ہے مثلاً سو روپے کا دعویٰ تھا اور غلام یا جانور پر صلح ہوئی اور مدعا علیہ نے اپنے لئے یا مدعی کے لئے تین دن کا خیار شرط رکھا تو صلح بھی جائز ہے اور خیار شرط بھی مدعا علیہ دعویٰ کا اقرار کرتا ہوا یا انکار دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... ایک ہزار کا دعویٰ تھا غلام پر صلح ہوئی یوں کہ مدعی ایک ماہ کے اندر دس اشرفیاں مدعا علیہ کو دے گا اور اس میں خیار شرط بھی ہے اگر عقد واجب ہو گیا یعنی خیار شرط کی وجہ سے فسخ نہیں کیا تو مدعا علیہ ہزار سے بری ہو گیا اور مدعی کے ذمہ اس کی دس اشرفیاں واجب ہو گئیں اور ان کی ادا یہ بھی وجوب عقد سے ایک ماہ بعد ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ دس روپے ہیں اور کپڑے کے تھان پر خیار شرط کے ساتھ صلح ہوئی اور تھان مدعی کو دے دیا مگر تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی تھان ضائع ہو گیا مدعی تھان کی قیمت کا ضامن ہے اور مدعا علیہ کے ذمہ وہی دس روپے بدستور واجب ہیں اور اگر خیار مدعی کے لئے تھا اور اندرون مدت مدعی کے پاس ضائع ہو گیا تو دس روپے کے بدلے میں ضائع ہوا یعنی اب کوئی دوسرے سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر اندرون مدت جس کے لئے خیار تھا وہی مر گیا تو صلح تمام ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... دین کے بدلے میں غلام پر بشرط خیار مصالحت ہوئی اور خیار کی مدت تین دن قرار پائی مدت پوری ہونے کے بعد صاحب خیار کہتا ہے میں نے اندرون مدت فسخ کر دیا تھا اور دوسرا منکر ہے تو فسخ کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور اگر اس نے فسخ کے گواہ پیش کئے اور دوسرے نے اس کے خلاف گواہ پیش کئے کہ اس نے عقد کو نافذ کر دیا تو فسخ کے گواہ معتبر ہیں اور اگر اندرون مدت یا خلاف ہوا تو صاحب خیار کا قول معتبر ہے اور دوسرے کے گواہ۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... دو شخصوں کا ایک شخص پر دین ہے مدیون نے غلام پر دونوں سے مصالحت کی اور دونوں کے لئے خیار شرط رکھا ان میں سے ایک صلح پر راضی ہے اور دوسرا فسخ کرنا چاہتا ہے نہیں ہو سکتا فسخ کرنا چاہیں تو دونوں مل کر فسخ کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... مدعا علیہ نے دعوٰی سے انکار کیا اس کے بعد خیار شرط کے ساتھ صلح کی پھر بمقتضائے خیار معاملہ کو فسخ کر دیا تو مدعی کا دعوٰی بدستور لوٹ آئے گا اور مدعا علیہ کا صلح کرنا اقرار نہیں متصور ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... جس چیز پر صلح ہوئی اس کو مدعی نے نہیں دیکھا ہے دیکھنے کے بعد اس کو خیار حاصل ہے پسند نہیں ہے واپس کر دے اور صلح جاتی رہی جس پر صلح ہوئی اس کو مدعی نے دیکھا مگر مدعی پر کسی دوسرے نے دعوٰی کیا اسی چیز پر اس نے دوسرے سے صلح کر لی اس نے دیکھ کر واپس کر دی اب مدعی اس چیز کو مدعا علیہ سے پھر واپس نہیں کر سکتا اور اگر خیار عیب کی وجہ سے دوسرا شخص حکم قاضی سے واپس کرتا تو مدعی مدعا علیہ کو واپس کر سکتا ہے تھا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... مدعی کے لئے صلح میں خیار عیب اس وقت ہوتا ہے جب مال کا دعوٰی ہو اور اس کا دعوٰی حکم ہے صحیح کا ہے کہ اگر حکم قاضی سے فسخ ہو تو صلح فسخ ہو گئی اور مدعا علیہ اس چیز کو اپنے بائع پر واپس کر سکتا ہے اور بغیر حکم قاضی ہو تو بائع پر رد نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... جس پر مصالحت ہوئی اس میں عیب پایا مگر چونکہ چیز ہلاک ہو چکی ہے یا اس میں کمی پیدا ہو گئی ہے اس وجہ سے واپس نہیں کر سکتا تو بقدر عیب مدعا علیہ پر رجوع کرے گا اگر یہ صلح اقرار کے بعد ہے تو عیب کا جتنا حصہ اس کے حق میں مقابل ہوا اتنا مدعا علیہ سے وصول کر سکتا ہے اور انکار کے بعد صلح ہوئی تو حصہ عیب کے مقابل میں جو کمی ہوئی اس کا دعوٰی کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... کسان کا دعوٰی تھا غلام دے کر مدعا علیہ سے صلح کر لی اور غلام میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا اگر مستحق صلح کو جائز نہ رکھے تو مدعی اس مدعا علیہ پر پھر دعوٰی کر سکتا ہے اور اگر مستحق نے صلح کو جائز کر دیا تو غلام مدعی کا ہے اور مستحق بقدر قیمت غلام مدعا علیہ سے وصول کر سکتا ہے اور اگر نصف غلام میں مستحق نے اپنی ملک ثابت کی تو مدعی کو اختیار ہے نصف غلام جو باقی ہے یہ لے لے اور نصف حق کا مدعا علیہ پر دعوٰی کرے یا یہ نصف بھی واپس کر دے اور پورے مطالبہ کا دعوٰی کرے۔

مسئلہ نمبر ۱۱..... روپے سے ایک چیز خریدی اور قابض بدلین ہو گیا اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب پایا یا عیب کا اقرار کرتا ہوا انکار اس معاملہ میں مگر روپے پر صلح ہو گئی یہ جائز ہے۔ روپے کے لئے بیعاد مقرر ہونی یا فوراً دینا اقرار پایا بہر حال جائز ہے اور مشتری پر صلح ہوئی اور ان پر قبضہ بھی ہو گیا جائز ہے اور معین کپڑے پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے۔ معین گیہوں پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے اور غیر معین گیہوں پر صلح ہوئی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے یا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... کپڑا خریدا سے قطع کرنے کے سلوا یا اب عیب پر مطلع ہوا اور روپے پر صلح ہوئی یہ جائز ہے۔ یونہی اگر کپڑے کو سرخ رنگ دیا اور عیب پر مطلع ہوا صلح جائز ہے اور اگر کپڑا قطع کرایا ہے یا بھی سلائیں اور رنج کر ڈالا پھر عیب پر مطلع ہوا اس عیب کے بارے میں صلح ناجائز ہے۔ کپڑے کو سیا اور رنگا اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... کپڑا قطع کر ڈالا اور ابھی سلا نہیں ہے کہ مشتری کو عیب پر اطلاع ہوئی اور بائع اقرار کرتا ہے کہ یہ عیب اس کے یہاں موجود تھا۔ صلح یوں ہوئی کہ بائع کپڑا واپس لے اور ثمن میں سے دو روپے کم مشتری کو واپس لے یہ جائز ہے یہ دو روپے اس عیب کے مقابل میں ہوں گے جو مشتری کے عمل سے پیدا ہوا یعنی قطع کرنے سے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک چیز سو روپے میں خریدی مشتری نے اس میں عیب پایا یوں صلح ہوئی کہ مشتری چیز پھر دے اور بائع نوے روپے واپس کر دے گا اگر بائع اقرار کرتا ہے کہ عیب اس کے یہاں تھا یا وہ عیب اس قسم کا ہے کہ معلوم ہے کہ مشتری کے یہاں پیدا نہیں ہوا ہے تو باقی دس

روپے بھی واپس دینے ہوں گے اور اگر بائع کہتا ہے کہ یہ عیب میرے یہاں نہیں تھا یا بائع نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار اور مشتری کے یہاں پیدا ہو سکتا ہے تو باقی روپے واپس کرانا لازم نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ایک چیز سو روپے میں خریدی اور قابض ہو لیں ہو گیا اس میں عیب ظاہر ہوا یوں مصالحت ہوئی کہ مشتری بھی پانچ روپے کم کر دے اور بائع بھی اور یہ چیز تیسرا شخص لے لے جو نوے روپے میں راضی ہے اس تیسرے کا خریدنا بھی جائز ہے اور مشتری کا پانچ روپے کم کرانا بھی جائز ہے مگر بائع کا پانچ روپے کم کرانا جائز نہیں جبکہ اس شخص مالک کو اختیار ہے کہ چاہے نوے میں لے لیا چھوڑ دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... ہزار روپے میں چیز خریدی اور قابض ہو لیں ہو گیا۔ پھر اس چیز کو دو ہزار میں بیچ کیا اس بیچ میں بھی قابض ہو لیں ہو گیا مشتری دوم نے اس چیز میں عیب پایا یوں صلح ہوئی کہ بائع اول ڈیڑھ ہزار میں اس چیز کو واپس لے لے یہ جائز ہے اور جو بیچ بائع دوم سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... دس روپے میں کپڑا خریدا اور طرفین نے قبضہ کر لیا مشتری اس میں عیب بتاتا ہے اور بائع انکار کرتا ہے ایک تیسرا شخص کہتا ہے میں یہ کپڑا آٹھ روپے میں خریدتا ہوں اور بائع مشتری سے ایک روپیہ کم کر دے یہ جائز ہے اس شخص کو آٹھ روپے دیئے ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... دس روپے میں کپڑا خریدا اور دھوبی کو دے دیا دھوبی دھو کر لایا تو پھٹا ہوا نکلا مشتری کہتا ہے علم نہیں بائع کے یہاں پھٹا ہوا تھا یا دھوبی نے پھاڑا ہے ان میں اس طرح صلح ہوئی کہ بائع ثمن سے ایک روپیہ کم کر دے اور ایک روپیہ دھوبی مشتری کو دے اور اپنی دھلائی مشتری سے لے لے یہ جائز ہے۔ یونہی اگر یوں صلح ہوئی کہ کپڑا بائع واپس لے لے یہ بھی جائز ہے اور اگر مصالحت نہ ہوئی بلکہ دعویٰ کرنے کی نوبت ہوئی تو مشتری کو اختیار ہے بائع پر دعویٰ کرے یا دھوبی پر مگر بائع پر دعویٰ کرے گا تو دھوبی بری ہو گیا کیونکہ جب بائع کے یہاں پھٹا ہونا ثابت ہوا تو دھوبی سے تعلق نہ رہا اور دھوبی پر دعویٰ کیا تو بائع بری ہو گیا کہ جب دھوبی کا پھاڑا کہا تو معلوم ہوا کہ بائع کے یہاں پھٹا نہ تھا۔ (عالمگیری)

جائیداد غیر منقولہ میں صلح

مسئلہ نمبر ۱..... ایک مکان کا دعویٰ کیا اور اس طرح صلح ہوئی کہ مدعی یہ کمرہ لے لے اگر وہ کمرہ دوسرے مکان کا ہے مدعا علیہ کی ملک ہے تو صلح جائز ہے اور اگر اسی مکان کا کمرہ ہے جس کا دعویٰ تھا جب بھی صلح جائز ہے مدعی کو یہ حق حاصل نہ رہا کہ اس مکان کا پھر دعویٰ کرے ہاں اگر مدعا علیہ اقرار کرتا ہے کہ یہ مکان مدعی ہی کا ہے تو اسے حکم دیا جائے گا کہ مدعی کو دے دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... یہ دعویٰ کیا کہ اس مکان میں اتنے گز زمین میری ہے اور صلح ہوئی کہ مدعی اتنے روپے لے لے یہ جائز ہے اور اگر اس طرح صلح ہوئی کہ فلاں کے پاس جو مکان ہے اس میں مدعا علیہ کا حق ہے مدعی اسے لے لے اگر مدعی کو علم ہے کہ اس مکان میں مدعا علیہ کا اتنا حصہ ہے تو صلح جائز ہے اور معلوم نہیں ہے تو ناجائز ہے۔ (ثانیہ)

مسئلہ نمبر ۳..... مکان کے متعلق دعویٰ کیا مدعا علیہ نے انکار کر دیا پھر کچھ روپیہ دے کر مصالحت کر لی اس کے بعد مدعا علیہ نے حق مدعی کا اقرار کیا مدعی چاہتا ہے کہ صلح توڑ دے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے صلح اس لئے کی تھی کہ تم نے انکار کیا تھا مدعی کے اس کہنے سے صلح نہیں توڑی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... مکان کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ ایک شخص مکان لے لے اور دوسرا اس کی چھت۔ اگر چھت پر کوئی عمارت نہیں ہے تو صلح جائز نہیں اور اگر چھت پر عمارت ہے اور یہ خیال کیا کہ ایک نیچے کا مکان لے اور دوسرا بالاخانہ لے یہ صلح جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۵.....کان میں حق کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ مدعا علیہ (جس کے قبضہ میں زمین ہے) اس میں پانچ برس تک کاشت کرے گا مگر زمین مدعی کی ملک رہے گی یہ جائز ہے۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر۶.....زمین کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ مدعا علیہ جس کے قبضہ میں زمین ہے اس میں پانچ برس تک کاشت کرے مگر زمین مدعی کی ملکیت رہے گی یہ جائز ہے۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر۷.....ایک کان خرید کر اس کو مسجد بنا لیا پھر ایک شخص نے اس کے متعلق دعویٰ کیا جس نے مسجد بنائی اس نے یا اہل محلہ نے مدعی سے صلح کی یہ صلح جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۸.....دو شخصوں نے ایک کان کا دعویٰ کیا کہ یہ ہم کو اپنے باپ سے ترکہ میں ملا ہے ان میں سے ایک نے مدعا علیہ سے اپنے حصہ کے مقابل میں سو روپے پر صلح کر لی دوسرا ان سو میں سے کچھ نہیں لے سکتا اور کان میں سے بھی کچھ نہیں لے سکتا جب تک گواہوں سے ثابت نہ کر دے اور اگر ایک نے پورے کان کے مقابل میں سو روپے پر صلح کی ہے اور اپنے بھائی کے تسلیم کرنے کا ضامن ہو گیا ہے اگر اس کے بھائی نے تسلیم کر لی صلح جائز ہے اور سو میں پچاس لے لے گا اور اس نے انکار کر دیا تو اس کے حق میں صلح ماجائز ہے اس کا دعویٰ بدستور باقی ہے اور جس نے صلح کی ہے وہ سو میں سے پچاس مدعا علیہ کو واپس دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۹.....دو شخصوں کے پاس دو کان ہیں ہر ایک نے دوسرے پر اس کے کان میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور صلح یوں ہوئی کہ میں تمہارے کان میں رہوں تم میرے کان میں یہ جائز ہے اور یوں صلح ہوئی کہ ہر ایک کے قبضہ میں جو کان ہے وہ دوسرے کو دے دے یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۰.....دروازہ یا روشن دان کے بارے میں جھگڑا ہے پڑوسی کو کچھ روپے پیسے دے کر صلح کر لی کہ دروازہ یا روشن دان بند نہیں کیا جائے گا یہ صلح ماجائز ہے۔ یونہی اگر پڑوسی نے مالک مکان کو کچھ روپے پیسے دے کر صلح کر لی کہ تم دروازہ یا روشن دان بند کر لو یہ صلح بھی درست نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۱.....ایک شخص کی زمین ہے جس میں زراعت ہے دوسرے نے زراعت کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے مالک زمین نے کچھ روپے دے کر اس سے صلح کر لی یہ جائز ہے اور اگر زمین دو شخصوں کی ہے تیسرے نے یہ دعویٰ کیا کہ اس میں جو زراعت ہے وہ میری ہے اور وہ دونوں اس سے انکار کرتے ہیں ایک مدعا علیہ نے صلح کر لی کہ مدعی سو روپیہ دے اور نصف زراعت میں مدعی کو دے دوں گا۔ اگر زراعت تیار ہے صلح جائز ہے اور تیار نہیں ہے تو بغیر دوسرے مدعا علیہ کی رضامندی کے صلح جائز نہیں اور اگر ایک مدعا علیہ نے سو روپے پر یوں مصالحت کی کہ نصف زمین مع زراعت دیتا ہوں تو صلح بہر حال جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۲.....شارع عام پر ایک شخص نے سائبان ڈال لیا ہے ایک شخص نے اس کے بنا دینے کا دعویٰ کیا اس نے اسے کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ سائبان نہ بنایا جائے یہ صلح ماجائز ہے۔ خود یہی شخص جس نے دعویٰ کیا تھا یا دوسرا شخص اسے بنوا سکتا ہے اور اگر حکومت بنانا چاہتی ہے اور اس نے کچھ روپے دے کر چاہا کہ بنایا نہ جائے اور روپیہ بیت المال میں داخل کرا دیا عامۂ مسلمین کے حق میں مضر ہے اور سائبان سے عامۂ مسلمین کو ضرر ہو تو صلح جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۳.....درخت کی شاخ پڑوسی کے مکان میں پہنچ گئی وہ کاٹنا چاہتا ہے مالک درخت نے اسے کچھ پیسے دے کر صلح کر لی کہ شاخ کاٹی جائے یہ صلح ماجائز ہے اور اگر مالک مکان نے مالک درخت کو روپے دے کر صلح کر لی کہ کاٹ ڈالی جائے یہ صلح بھی باطل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۴.....ایک شخص نے درخت کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مدعا علیہ انکار کرتا ہے صلح یوں ہو کہ اس سال جتنے پھل آئیں گے

سب مدعی کو دے دیئے جائیں گے یہ صلح باطل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵.....یہاں شریعہ الشفیع نے شفعہ کا دعویٰ کیا مشتری نے اسے کچھ روپے دے کر مصالحت کرلی وہ شفعہ سے دست بردار ہو جائے شفعہ باطل ہوگیا اور مشتری پر وہ روپے لازم نہیں بلکہ اگر مشتری دے چکا ہے تو شفیع سے واپس لے۔ (غنیہ)

یمینی کے متعلق صلح

ایک شخص نے دعویٰ کیا مدعا علیہ منکر ہے۔ صلح یوں ہوئی کہ مدعا علیہ حلف کرلے اور ہی ہو جائے گا اس نے قسم کھائی یہ صلح باطل ہے یعنی مدعی کا دعویٰ جو ستور باقی ہے اگر گواہوں سے مدعی اپنا حق ثابت کردے گا وصول کرلے گا اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں اور مدعا علیہ سے پھر قسم کھلانا چاہتا ہے اگر پہلی مرتبہ قاضی کے پاس قسم نہیں کھائی تھی تو قاضی مدعا علیہ پر دوبارہ حلف دے گا اور اگر پہلی قسم قاضی کے حضور تھی تو دوبارہ حلف نہیں دے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱.....اس طرح صلح ہوئی کہ مدعی اپنے دعویٰ کے صحیح ہونے پر آج قسم کھائے بگر اگر قسم نہ کھائے تو اس کا دعویٰ باطل ہے یہ صلح باطل ہے اگر وہ دن گزر گیا اور قسم نہیں کھائی اس کا دعویٰ جو ستور باقی ہے۔ یعنی اگر صلح ہوئی کہ مدعا علیہ قسم کھائے گا اگر قسم نہ کھائے تو مال کا ضامن ہے یا مال اس کے ذمہ ثابت ہے یا مال کا اقرار سمجھا جائے گا صلح بھی باطل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....مدعی کے پاس گواہ نہیں اس نے مدعا علیہ سے حلف کا مطالبہ کیا قاضی نے بھی حلف کا حکم دے دیا مدعا علیہ نے مدعی کو کچھ روپے دے کر راضی کرلیا کہ مجھ سے قسم نہ کھلوا یہ صلح جائز ہے مدعا علیہ حلف سے بری ہوگیا۔ (عالمگیری)

دوسرے کی طرف سے صلح

مسئلہ نمبر ۱.....فضولی اگر صلح کرے اس کا آزاد بالغ ہونا ضروری ہے یعنی غلام یا دون و نابالغ بچہ دوسرے کی طرف سے صلح نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....ایک شخص نے زید کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ دین سے منکر ہے ایک اجنبی شخص نے مدعی سے کہا تم نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اس کے متعلق فلاں (مدعا علیہ) سے ہزار روپے میں صلح کرلو۔ مدعی نے کہا میں نے صلح کی یہ صلح مدعا علیہ کی اجازت پر موقوف ہوئی اگر جائز کردے گا جائز ہوگئی اور ہزار روپے مدعا علیہ پر لازم ہوں گے اور رد کردے گا باطل ہو جائے گی اور اس صلح کو اجنبی سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور اگر اجنبی نے یہ کہا تھا کہ تم نے جو فلاں پر دعویٰ کیا ہے اس کے متعلق میں نے تم سے ہزار روپے پر صلح کی اور مدعی نے وہی کہا اس کا بھی وہی حکم ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳.....مدعا علیہ منکر ہے اس نے کسی کو صلح کے لئے مامور کردیا ہے اس مامور نے کہا کہ تم فلاں (مدعا علیہ) سے ہزار پر صلح کرلو اس نے کہا میں نے صلح کی مدعا علیہ پر بھی صلح ماننا ہوگی اور اس پر ہزار روپے لازم ہوں گے اور اگر مامور نے کہا میں نے تم سے ہزار روپے پر صلح کی اس کا بھی وہی حکم ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۴.....اجنبی نے کہا مجھ سے ہزار روپے پر صلح کرلو فلاں (مدعا علیہ) سے میرے مال سے ہزار روپے پر صلح کرلو یہ صلح مدعا علیہ پر ماننا ہوگی مگر وہ روپے اجنبی پر لازم ہوں گے اور اگر اجنبی نے یہ کہا فلاں سے ہزار روپے پر صلح کرلو اس شرط پر کہ میں ہزار کا ضامن ہوں یہ صلح بھی مدعا علیہ پر ماننا ہوگی مگر مدعی کو اختیار ہے کہ بدل صلح کا مطالبہ مدعا علیہ سے کرے یا اس اجنبی سے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....اجنبی نے مدعی سے سو روپے پر مصالحت کی پھر کہتا ہے میں نہیں دوں گا اگر صلح کی اضافت اپنی طرف یا اپنے مال کی طرف کی ہے یا بدل صلح کا ضامن ہوا ہے تو دلا کر نے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....اجنبی نے بغیر حکم مدعا علیہ سے سو روپے پر یا کسی چیز کے بدلے میں صلح کی مدعی نے دو روپے کم سے نہ لئے اس وجہ سے واپس کر دیئے یا اس چیز میں عیب تھا واپس کر دی اس صلح کرنے والے کے ذمہ کچھ لازم نہیں مدعی کا دعویٰ بدستور باقی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....فضولی نے مدعی سے مثلاً سو روپے پر صلح کی اس شرط پر کہ وہ چیز جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے فضولی کی ہوگی مدعا علیہ کی نہیں ہوئی اور مدعا علیہ دعویٰ مدعی سے منکر ہے یہ صلح جائز ہے فضولی نے صلح کی اپنے مال کی طرف اضافت کی ہو یا نہ کی ہو مال کا ضامن ہوا ہو یا نہ ہوا ہو بہر حال جائز ہے اور اب یہ فضولی مدعی سے اس شے کی تسلیم کا مطالبہ کر سکتا ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا تھا پھر اگر مدعی کے لئے اس چیز کی تسلیم ممکن ہے مثلاً مدعی نے گواہوں سے وہ چیز اپنی ثابت کر دی یا مدعا علیہ نے مدعی کے حق کا اقرار کر لیا مدعی وہ چیز اس فضولی کو دے اور اگر تسلیم ناممکن ہے تو فضولی صلح کو فسخ کر کے بدل صلح مدعی سے واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....فضولی نے مدعا علیہ سے صلح کی کہ وہ کان جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے اتنے میں اسے دے دے یہ صلح جائز ہے اگر وہ شخص مامور ہے اس نے صلح کی اور ضامن ہو گیا پھر ادا کیا تو مدعی سے وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

تَمَّ هٰذَا الْجُزْءُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مضاربت کا بیان

یہ تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام۔ مال دینے والے کو ربُّ المال اور کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو دیا اسے راس المال کہتے ہیں اور اگر تمام نفع رب المال ہی کے لئے دینا قرار پائے تو اس کو ابضاع کہتے ہیں اور اگر کل کام کرنے والے کے لئے طے پایا تو قرض ہے۔ اس معاملہ کی لوگوں کو حاجت ہے کیونکہ انسان مختلف قسم کے ہیں۔ بعض مال دار ہیں اور بعض تہی دست۔ بعض مال والوں کو کام کرنے کا سلیقہ نہیں ہوتا۔ تجارت کے اصول و فروع سے واقف ہوتے ہیں اور بعض غریب کام کرنا جانتے ہیں مگر ان کے پاس روپیہ نہیں لہٰذا تجارت کیونکر ہو، اس معاملہ کی شرعیت میں یہ مصلحت ہے کہ امیر و غریب دونوں کو فائدہ پہنچے۔ مال والے کو روپیہ دے کر اور غریب آدمی کو اس کے روپیہ سے کام کر کے۔

مسئلہ نمبر ۱..... مضاربت کے لئے چند شرائط ہیں۔

(1) راس المال زر قیمتی ثمن ہو۔ عروض کی قسم سے ہو تو مضاربت صحیح نہیں، پیسوں کو راس المال قرار دے اور وہ چلتے ہوں تو مضاربت صحیح ہے۔ یونہی نکل کی اشیاء و دواب، راس المال ہو سکتی ہیں جب تک ان کا چلن ہے اگر اپنی کوئی چیز دے دی اور کہا اسے بیچو اور ثمن پر قبضہ کرو اور اس سے بطور مضاربت کام کرو اس نے اس کو روپیہ یا اشرفی سے بیچ کر کام کرنا شروع کر دیا یہ مضاربت صحیح ہے۔

(2) راس المال معلوم ہو اگر چہ اس طرح معلوم کیا گیا ہو کہ اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ پھر اگر نفع کی تقسیم کرتے وقت راس المال کی مقدار میں اختلاف ہوا تو گواہوں سے جو ثابت کر دے اس کی بات معتبر ہے اور دونوں کے گواہ ہوں تو رب المال کے گواہ معتبر ہیں اور اگر کسی کے پاس گواہ نہیں ہوں تو قسم کے ساتھ مضارب کی بات معتبر ہوگی۔

(3) راس المال عین ہو یعنی معین ہو دین نہ ہو جو غیر معین واجب فی الذمہ ہوتا ہے۔ مضاربت اگر دین کے ساتھ ہوئی اور وہ دین مضارب پر ہے یعنی اس سے کہہ دیا کہ تمہارے ذمہ جو میرا روپیہ ہے اس سے کام کرو۔ یہ مضاربت صحیح نہیں جو کچھ فریدے گا اس کا مالک مضارب ہوگا اور جو کچھ دین ہوگا اس کے ذمہ ہوگا اور اگر دوسرے پر دین ہو مثلاً کہہ دیا کہ فلاں کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے اس کو وصول کرو اور اس سے بطور مضاربت تجارت کرو۔ یہ مضاربت جائز ہے۔ اگر چہ اس طرح کرنا مکروہ ہے اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں پر میرا دین ہے وصول کر کے میرے اس سے کام کرو۔ اس نے نکل روپیہ قبضہ کرنے سے پہلے ہی کام شروع کر دیا ضامن ہے یعنی اگر تلف ہوگا ضمان دینا ہوگا اور اگر یہ کہا تھا کہ اس سے روپیہ وصول کرو اور کام کرو، اس نے نکل روپیہ وصول کرنے سے پہلے کام شروع کر دیا ضامن نہیں ہے اور اگر یہ کہا کہ مضاربت پر کام کرنے کے لئے اس سے روپیہ وصول کرو تو نکل وصول کرنے سے پہلے کام کرنے کی اجازت نہیں یعنی ضمان دینا ہوگا۔ (درمختار و غیرہا)

مسئلہ نمبر ۲..... یہ کہا کہ میرے لئے اور حمار غلام فریدو پھر بیچو اور اس کے ثمن سے بطور مضاربت کام کرو اس نے فریدا پھر بیچا اور کام کیا یہ صورت جائز ہے۔ غاصب یا مین یا جس کے پاس ابضاع کے طور پر روپیہ دیا تھا ان سے کہا جو کچھ میرا مال تمہارے پاس ہے اس سے بطور

مضاربت کام کرو نفع آدھا آدھا یہ جائز ہے۔ (ف)

(4) راس المال مضارب کو دے دیا جائے یعنی اس کا پورے طور پر قبضہ ہو جائے رب المال کا بالکل قبضہ نہ رہے۔

(5) نفع دونوں کے مابین شائع ہو مثلاً نصف نصف یا دو ثلثائی یا تین چوتھائی۔ نفع میں اس طرح حصہ معین نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہو جانے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو روپے نفع لوں گا اس میں سے ہو سکتا ہے کہ کل نفع سو ہی ہو یا اس سے بھی کم دوسرے کے نفع میں کیخر شرکت ہو گئی یا کہہ دیا کہ نصف نفع لوں گا اور اس کے ساتھ دس روپیہ اور لوں گا۔ اس میں بھی ہو سکتا ہے کہ کل نفع دس ہی روپے ہو تو دوسرا شخص کیا پائے گا۔

(6) ہر ایک کا حصہ معلوم ہو لہٰذا ایسی شرط جس کی وجہ سے نفع میں جہالت پیدا ہو مضاربت کو فاسد کر دیتی ہے مثلاً یہ شرط کہ تم کو آدھا تہائی نفع دیا جائے گا یعنی دونوں میں سے کسی ایک کو معین نہیں کیا بلکہ تردید کے ساتھ بیان کرنا ہے اور اگر اس شرط سے نفع میں جہالت نہ ہو تو وہ شرط بھی فاسد ہے اور مضاربت صحیح ہے مثلاً یہ کہ نقصان جو کچھ ہوگا وہ مضارب کے ذمہ ہوگا یا دونوں کے ذمہ ڈالا جائے گا

(7) مضارب کے لئے نفع دینا شرط ہو۔ اگر راس المال میں سے کچھ دینا شرط کیا گیا یا راس المال اور نفع دونوں سے دینا شرط کیا گیا مضاربت فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... رب المال نے یہ کہا کہ جو کچھ خدا نفع دے گا وہ ہم دونوں کا ہوگا یا نفع میں ہم دونوں شریک ہوں گے یہ جائز ہے اور نفع دونوں کو برابر ملے گا اور اگر مضارب کو روپیہ دیتے وقت یہ کہا کہ ہمارے مابین اس طرح تقسیم ہوگا جو فلاں وفلاں کے مابین ٹھہرا ہے اگر دونوں کو معلوم ہے جو ان کے مابین ٹھہرا ہے تو مضاربت جائز ہے اور اگر دونوں کو یا ایک کو معلوم نہ ہو کہ ان کے مابین کیا ٹھہرا ہے تو جائز ہے اور مضاربت فاسد۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... روپیہ دیا اور مضارب سے کہہ دیا کہ تمہارا جو جی چاہے نفع میں سے مجھے دے دینا یہ مضاربت فاسد ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... ایک ہزار روپے مضارب کو اس طور پر دیئے کہ نفع کی دو تہائیاں مضارب کی ہوں گی بشرطیکہ ایک ہزار روپیہ اپنے بھی اس میں شامل کرلے اور دو ہزار سے کام کرے اس نے ایسا ہی کیا اور نفع ہوا تو ایک ہزار کا کل نفع مضارب کو ملے گا اور ایک ہزار جو رب المال کے ہیں ان کے نفع میں دو تہائیاں مضارب کی اور ایک تہائی رب المال کی ہوئی اور اگر رب المال نے کہہ دیا کہ کل نفع کی دو تہائیاں میری اور ایک تہائی مضارب کی تو نفع کو ہر اعتبار سے تقسیم کریں اور اس صورت میں مضاربت نہیں ہوئی بلکہ ایضاع ہے کہ اپنے مال کا سارا نفع خود لیا قرار دیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... روپے دیئے اور کہہ دیا کہ کہیں ٹھہرو گے تو آدھا نفع تمہارا اور آگے ٹھہرو گے تو چوتھائی نفع تمہارا اور جو ٹھہرو گے تو ایک چوتھائی تمہاری، اس صورت میں جہاں کہا ہی کے موافق نفع تقسیم کیا جائے گا مگر کہیں ٹھہرا ہی نہیں جو یا آگے نہیں ٹھہر سکتا (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... مالک نے کہا کہ اگر اس شہر میں کام کرو گے تو تمہیں ایک تہائی نفع ملے گا اور باہر کام کرو گے تو نصف اس میں ٹھہرنے کا اعتبار ہے بیچنے کا اعتبار نہیں۔ اگر اس شہر میں ٹھہرا تو ایک تہائی دی جائے گی بیچا کہیں ہو یا باہر۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... مضاربت کا حکم یہ ہے کہ جب مضارب کو مال دیا گیا اس وقت وہ امین ہے اور جب اس نے کام شروع کیا اب وہ وکیل ہے اور جب کچھ نفع ہوا تو اب شریک ہے اور رب المال کے حکم کے خلاف کیا تو غاصب ہے اور مضاربت فاسد ہو گئی تو وہ اجیر ہے اور اجارہ بھی فاسد۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... مضاربت میں جو کچھ خسارہ ہوتا ہے وہ رب المال کا ہوتا ہے اگر یہ چاہے کہ خسارہ مضارب کو ہو مال نہ لے تو نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ کل روپیہ مضارب کو بطور قرض دے دے اور ایک روپیہ بطور شرکت امانت دے یعنی اس کی طرف سے وکیل روپے جو اس نے

قرض میں دینا اور اس کا ایک روپیہ اور شرکت اس طرح کی کہ کام دونوں کریں گے اور نفع میں برابر شریک رہیں گے اور کام کرنے کے وقت تجارتی متقرض کام کرتا ہے اس نے کچھ نہیں کیا اس میں حرج نہیں کیونکہ اگر رب المال کام نہ کرتے تو شرکت باطل نہیں ہوتی اب اگر تجارت میں نقصان ہوا تو ظاہر ہے اس کا ایک ہی روپیہ ہے سارا مال تو متقرض کا ہے اس کا خسارہ ہوا رب المال کا کیا ایسا خسارہ ہوا کہ جو کچھ متقرض کو دیا ہے وہ قرض ہے اس سے وصول کرے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مضاربت اگر فاسد ہو جاتی ہے تو ابھی وہ کی طرف منقلب ہو جاتی ہے یعنی اب مضارب کو نفع جو مقرر ہوا ہے وہ نہیں ملے گا بلکہ اجرت مثل ملے گی چاہے نفع اس کام میں ہوا ہو یا نہ ہو مگر یہ ضروری ہے کہ یہ اجرت اس سے زیادہ نہ ہو جو مضاربت کی صورت میں نفع ملتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... وصی نے یتیم کا مال بطور مضاربت فاسدہ دیا مثلاً یہ شرط کی کہ دس روپے نفع کے ہوں گے اور اس نے کام کیا اور نفع بھی ہوا مگر وصی کو کچھ نہیں ملے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... مضاربت فاسدہ میں بھی مضارب کے پاس جو مال رہتا ہے وہ بطور امانت ہے اگر کچھ نقصان ہو جائے تاوان اس کے ذمہ نہیں جس طرح مضاربت صحیحہ میں تاوان نہیں۔ دوسرے کو مال دیا اور کل نفع اپنے لئے شرط کر لیا جس کو اصطلاح کہتے ہیں اس میں بھی اس کے پاس جو مال ہے بطور امانت ہے ہلاک ہو جائے تو ضمان نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... رب المال نے مضارب کو مال دیا اور شرط یہ کی کہ مضارب کے ساتھ میں بھی کام کروں گا اس سے مضاربت فاسد ہو گئی اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ رب المال ہی نے عقد مضاربت کیا اور اپنے ہی کام کرنے کی شرط کی۔ دوسری یہ کہ ساتھ دوسرا بھی اور رب المال دوسرا اصطلاحاً بائع یا معتوہ کمال ہے اس کے ولی نے کسی سے عقد مضاربت کیا اور شرط یہ ہے کہ یہ بچہ بھی (جس کا مال ہے) تمہارے ساتھ کام کرے گا۔ دونوں صورتوں میں مضاربت فاسد ہے یا مثلاً دو شخصوں میں شرکت ہے ایک شریک نے عقد مضاربت کیا اور مال دے دیا اور شرط یہ ہے کہ مضارب کے ساتھ میرا شریک بھی کام کرے گا مضاربت فاسد ہو جائے گی جب کہ راس المال دونوں کی شرکت کا ہو اور اگر راس المال مشترک نہ ہو اور شرکت عنان ہو تو مضاربت صحیح ہے اور اگر شرکت مفاوضہ ہو تو مطلقاً صحیح نہیں اور اگر ساتھ (بجذب فعال نہیں ہے) اس نے اپنے کام کرنے کی شرط کی ہے اس میں دو صورتیں ہیں وہ ساتھ خود اس مال کو بطور مضاربت لے سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں لے سکتا تو مضاربت فاسد ہے مثلاً غلام ماذون نے بطور مضاربت مال دیا اور اپنے عمل کی شرط کر لی یہ فاسد ہے اور اگر وہ خود مضاربت کے طور پر مال کو لے سکتا ہے تو فاسد نہیں جیسے باپ یا وصی کہ انہوں نے بچے کا مال مضاربۃً دیا اور خود اپنے عمل کی شرط کر لی کہ کام کریں گے اور نفع میں سے اتنا لیں گے اس سے مضاربت فاسد نہیں۔ غلام ماذون نے عقد کیا اور اپنے مولیٰ کے کام کرنے کی شرط کی اس کی بھی دو صورتیں ہیں اس پر دین ہے یا نہیں اگر دین نہیں ہے عقد فاسد ہے ورنہ صحیح ہے جس طرح مکاتب نے عقد کیا اور مولیٰ کا کام کرنا شرط کیا یہ مطلقاً صحیح ہے۔ (جوہرۂ نیرہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مضارب نے رب المال کو مضاربۃً مال دے دیا یہ دوسری مضاربت صحیح نہیں اور پہلی مضاربت بدستور صحیح ہے اور نفع اسی طور پر تقسیم ہوگا جو باہم ٹھہرا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مضارب و رب المال میں مضاربت کی صحت و فساد میں اختلاف ہے اس کی دو صورتیں ہیں اگر مضارب فساد کا مدعی ہے تو رب المال کا قول معتبر اور رب المال نے فساد کا دعویٰ کیا تو مضارب کا قول معتبر، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عقود میں جو مدعی صحت ہے اس کا قول معتبر ہوتا ہے ہاں اگر رب المال یہ کہتا ہے کہ تمہارے لئے دس کم تہائی نفع شرط تھا۔ مضارب کہتا ہے تہائی نفع میرے لئے تھا یہاں رب المال کا قول معتبر ہے مانا گیا اس کے طور پر مضاربت فاسد ہے اور مضارب کے طور پر صحیح ہے کیونکہ یہاں مضارب زیادت کا مدعی ہے اور رب المال اس سے

مگر۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مضاربت کبھی مطلق ہوتی ہے جس میں زمان و مکان اور قسم تجارت کی تعیین نہیں ہوتی روپیہ دے دیا ہے کہ تجارت کرو نفع میں دونوں کی اس طرح شرکت ہوگی اور کبھی مضاربت میں طرح طرح کی قیدیں ہوتی ہیں۔ مضاربت مطلقہ میں مضارب کو ہر قسم کی بیع کا اختیار ہے نقد بھی بیچ سکتا ہے اور ادھار بھی۔ مگر ایسا ہی ادھار کرسکتا ہے جو تاجروں میں رائج ہے۔ اسی طرح ہر قسم کی چیز خرید سکتا ہے بذریعہ وکالت میں دوسرے کو وکیل کرسکتا ہے۔ دریا اور خشکی کا سفر بھی کرسکتا ہے اگر چہ رب المال نے شہر کے اندر اس کو مال دیا ہو بضاعت بھی کرسکتا ہے یعنی دوسرے کو تجارت کے لئے مال دے دے اور نفع اپنے لئے شرط کرے یہ ہوسکتا ہے بلکہ خود رب المال کو بھی بضاعت کے طور پر مال دے سکتا ہے اور اس سے مضاربت فاسد نہیں ہوگی۔ مضارب مال کو کسی کے پاس امانت رکھوا سکتا ہے اپنی چیز کسی کے پاس رہن رکھ سکتا ہے دوسرے کی چیز اپنے پاس رہن رکھ سکتا ہے کسی چیز کو جار پر دے سکتا ہے کرایہ پر لے سکتا ہے مشتری نے ثمن کا کسی پر حوالہ کردیا مضارب اس حوالہ کو قبول کرسکتا ہے کیونکہ یہ ساری باتیں تجارت کی عادت میں داخل ہیں کبھی یہاں مال بیچتے ہیں کبھی باہر لے جاتے ہیں اور اس کے لئے گاڑی کشتی جانور وغیرہ کو کرایہ پر لیا ہوتا ہے ورنہ مال کس طرح لے جائے گا۔ دکان پر کام کرنے کے لئے نوکر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے دکان کرایہ پر لینی ہوتی ہے۔ مال رکھنے کے لئے مکان کرایہ پر لیا ہوتا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے نوکر رکھا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں بالکل ظاہر ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مضاربت مطلقہ میں بھی مال لے کر سفر اس وقت کرسکتا ہے جب بظاہر خطرہ نہ ہو اور اگر راستہ خطرناک ہو لوگ اس راستہ سے بڑی مشکل سے جاتے ہوں تو مضارب بھی مال لے کر اس راستہ سے نہیں جاسکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... مضارب نے مال بیچ کر نے کے بعد ثمن کے لئے کوئی میعاد مقرر کردی یہ جائز ہے اور اگر بیع میں عیب قدیم کے ثمن میں کچھ کم کردیا جتنا تجارتی صورت میں کم کیا کرتے ہیں یہ بھی جائز ہے اور اگر بہت زیادہ ثمن کم کردیا کہ عادت تجار کے خلاف ہے تو یہ کمی مضارب کے ذمہ ہوگی۔ رب المال سے اس کو تعلق نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... مضارب نہیں کرسکتا کہ دوسرے کو بطور مضاربت یہ مال دے دیا اس مال کے ساتھ کسی سے شرکت کرے یا اس مال کو اپنے مال میں خلط کرے۔ مگر جب کہ رب المال نے اس کو ان کاموں کی اجازت دے دی ہو یا یہ کہدیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو کیونکہ مضارب کو قرض دینے کا اختیار نہیں اور استدانہ کا بھی اختیار نہیں مگر رب المال کہہ دیا ہو کہ یونہی رائے سے کام کرو یہ دونوں چیزیں تجارت کی عادت میں نہیں۔ استدانہ کے یہ معنی ہیں کہ کوئی چیز ادھار خریدی اور مال مضاربت میں اس ثمن کی جنس سے کچھ باقی نہیں ہے۔ مثلاً جو کچھ روپیہ تھا سب کی چیزیں خریدی جاچکیں اب کچھ روپیہ باقی نہیں ہے۔ اس کے باوجود مضارب نے دس بیس سو پچاس کی کوئی اور چیز خریدی یہ مضاربت میں داخل نہ ہوئی مضارب کی اپنی ہوئی اپنے پاس سے دام دینے ہوں گے اگر رب المال نے صاف اور صریح لفظوں میں قرض دینے اور استدانہ کی اجازت دے دی ہو تو اب مضارب ان دونوں کو کرسکتا ہے اور استدانہ کے طور پر جو کچھ خریدے گا وہ رب المال و مضارب کے مابین بطور شرکت وجوہ مشترک ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... مضاربت کے طور پر ایک ہزار روپے دیئے تھے مضارب کو ایک ہزار سے زیادہ کی چیزیں خریدنے کا اختیار نہیں اور اگر اس نے خریدیں تو ایک ہزار کی چیزیں مضاربت کی ہیں باقی چیزیں خاص مضارب کی ہیں نقصان ہوگا تو ان چیزوں کے مقابلے میں جو کچھ نقصان ہے وہ تنہا مضارب کے ذمہ ہے اور ان کا نفع بھی تنہا مضارب ہی کو ملے گا اور ان چیزوں کو مال مضاربت میں خلط کرنے سے مضارب پر ضمان لازم نہ ہوگا۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۲۱..... رب المال نے روپے دیئے تھے اور مضارب نے اشرفی سے چیزیں خریدیں یا اشرفیاں دی تھیں اور مضارب نے

روپے سے جو چیزیں خریدیں تو یہ چیزیں مضاربت کی قرار پائیں گی کہ روپیہ اور اشرفی اس باب میں ایک سی جنس ہیں اور اگر رب المال نے روپیہ یا اشرفی دی تھی اور مضارب نے غیر نقد سے جو چیزیں خریدیں تو یہ چیزیں مضاربت کی نہیں بلکہ خاص مضارب کی ہوں گی۔ (عالمگیری ملخصاً)

مسئلہ نمبر ۲۲..... رب المال نے اشرفیاں دی تھیں مضارب نے روپے سے جو چیزیں خریدیں اگر یہ روپے اشرفیوں کی قیمت سے زیادہ ہیں تو جتنے زیادہ ہیں ان کی چیزیں خاص مضارب کی ملک ہیں اور مضارب اس صورت میں مضاربت میں شریک ہو جائے گا اور اگر وہ روپے اشرفیوں کی قیمت کے تھے تو خریدنے کے بعد ثمن ادا کرنے سے پہلے اشرفیوں کا نرخ گر گیا تو یہ نقصان مال مضاربت میں قرار پائے گا اشرفیاں بھنا کر ثمن ادا کرے اور جو کمی پڑے مال بیچ کر ثمن کا جتنا ثمن ادا کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... مضارب نے پورے مال مضاربت سے کپڑا خریدا اور اس کو اپنے پاس سے دھلوایا یا مال مضاربت کو لاد کر دوسری جگہ لے گیا اور کرایا اپنے پاس سے خرچ کیا۔ اگر مضارب سے رب المال نے کہا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو یہ مضارب متبرع ہے یعنی ان چیزوں کا اسے کوئی معاوضہ نہیں ملے گا کپڑے کا استہلاک ہوا تو اختیار نہ تھا اور اگر کپڑے کو سرخ رنگ دیا یا دھلوا کر اس میں کلپ چڑھلوا کر اس رنگ یا کلپ کی وجہ سے جو کپڑا اس کی قیمت میں اضافہ ہو گا اتنے کا یہ شریک ہے۔ یعنی مضارب نے اپنے مال کو مال مضاربت میں ملا دیا مگر چونکہ رب المال نے کہہ دیا تھا کہ اپنی رائے سے کام کرو لہٰذا اس کو ملا دینے کا اختیار تھا۔ اب یہ کپڑا فروخت ہوا اس میں رنگ کی قیمت کا جو حصہ ہے وہ تنہا مضارب کا ہے اور خالی سفید کپڑے کا جو حصہ ہو گا وہ مضاربت کے طور پر ہو گا مثلاً وہ تھان اس وقت دس روپے میں فروخت ہوا اور یہ بتا دیا تو اگر روپے میں بکا تو دو روپے مضارب کے ہیں اور آٹھ روپے مضاربت کے طور پر اور اگر رب المال نے نہیں کہا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو تو مضارب شریک نہیں بلکہ مناسب ہو گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... اور اس پہلی صورت میں مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے کر زیادتی کا معاوضہ دے دے یا سفید کپڑے کی قیمت مضارب سے لے لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... کل روپے کا کپڑا خریدا یا برداری یا دھلائی وغیرہ اپنے پاس سے صرف کی تو متبرع ہے کہ نہ اس کا معاوضہ ملے گا نہ اس کی وجہ سے تاوان دینا پڑے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مضارب کو یہ اختیار نہیں کہ کسی سے قرض لے اگر چہ رب المال نے صاف لفظوں میں قرض لینے کی اجازت دے دی ہو کیونکہ قرض لینے کے لئے وکیل کرنا بھی درست نہیں اگر قرض لے گا تو اس کا ذمہ داریہ خود ہو گا رب المال سے اس کا تعلق نہیں ہو گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... مضارب ایسا کام نہیں کر سکتا جس میں ضرر ہو نہ وہ کام کر سکتا ہے جو تجار نہ کرتے ہوں نہ ایسی میعاد پر بیچ کر سکتا ہے جس میعاد پر تجار نہ بیچتے ہوں اور وہ شخصوں کو مضارب کیا ہے تو تنہا ایک بیچ و شرا نہیں کر سکتا جب تک اپنے ساتھی سے اجازت نہ لے لے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... اگر بیچ فاسد کے ساتھ کوئی چیز خریدی جس میں قبضہ کرنے سے ملک ہو جاتی ہے یہ خالفت نہیں ہے اور وہ چیز مضاربت ہی کی کہلائے گی اور ثمن فاسد کے ساتھ خریدی تو یہ خالفت نہیں ہے اور وہ چیز مضاربت ہی کی کہلائے گی یا وہ ثمن فاسد کے ساتھ بیچ دی تو خالفت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... رب المال نے شہر یا وقت یا قسم کی تجارت کی تعیین کر دی ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ اس شہر میں یا اس زمانہ میں خرید و فروخت کرنا یا فلاں قسم کی تجارت کرنا تو مضارب پر اس کی پابندی لازم ہے اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ یونہی اگر یا بیع یا مشتری کی تاکید کر دی ہو کہہ دیا ہو کہ فلاں دکان سے خریدنا یا فلاں فلاں کے ہاتھ بیچنا اس کے خلاف بھی نہیں کر سکتا اگر چہ یہ پابندیاں اس نے عقد مضاربت کرتے وقت یا روپے دیتے وقت نہ کی ہوں بعد میں یہ قیود طاری ہوں ہاں اگر مضارب نے سودا کر لیا اب کسی قسم کی پابندی اس کے ذمہ کرے مثلاً یہ کہ ادھار نہ

بیچا یا دوسری جگہ لے جانا وغیرہ وغیرہ مضارب ان قیود کی پابندی پر مجبور نہیں مگر جب کہ سودا فروخت ہو جائے اور راس المال نقد کی صورت میں ہو جائے تو رب المال اس وقت قید لگا سکتا ہے اور مضارب پر ان کی پابندی لازم ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۰..... مضارب سے کہہ دیا کہ فلاں شہر والوں سے بیچ کرنا اس نے اسی شہر میں بیچ کی مگر جس سے بیچ کی وہ اس شہر کا باشندہ نہیں ہے یہ جائز ہے کہ اس شرط سے مقصود اس شہر میں بیچ کرنا ہے یونہی اگر کہہ دیا کہ صراف سے خرید وفروخت کرنا اس نے صراف کے غیر سے معتدبہ صرف کیا یہ بھی مخالفت نہیں بلکہ جائز ہے کہ اس سے مقصود معتدبہ صرف ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... رب المال نے کپڑا خریدنے کے لئے کہہ دیا ہے تو ہوئی 'سوتی' ریشمی اشرفی جو چاہے خرید سکتا ہے مانہ دری قالین وغیرہ وغیرہ جو ازقبیل طیس نہیں میں نہیں خرید سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... رب المال نے بے فائدہ قیدیں ذکر کیں مثلاً یہ کہ نقد بیچنا اس کی پابندی مضارب پر لازم نہیں اور ایسی قید جس میں فی الجملہ فائدہ ہو مثلاً اس شہر کے فلاں بازار میں تجارت کرنا فلاں میں نہ کرنا اس کی پابندی کرنی ہوگی۔ (درمختار) دوسری قید بے کار اس وقت ہے جب مضارب نے وہی قیمت پر اس ثمن پر بیچ کی جو رب المال نے بتایا تھا اور اگر کم داموں میں بیچ کر دی تو مخالف قرار پائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... رب المال نے ثمن کم کر دیا تھا کہ فلاں شہر میں بیا اس شہر سے مال خریدا مضارب نے اس کے خلاف کیا دوسرے شہر سے مال خریدنے کے لئے چلا گیا ضامن ہوگا یعنی اگر مال ضائع ہو گیا یا تاوان دینا پڑے گا اور جو کچھ خریدے گا وہ مضارب کا ہوگا مال مضاربت نہیں ہوگا اور اگر وہاں سے کچھ نہیں خریدا بغیر خریدے واپس آ گیا تو مضاربت عود کر آئی یعنی اب ضامن نہ رہا اور اگر کچھ خریدا اور کچھ روپیہ واپس لایا تو جو کچھ خرید لیا ہے اس میں ضامن ہے اور جو روپیہ واپس لایا ہے یہ مضاربت پر ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... مال مضاربت سے جو لونڈی غلام خریدے گا اس کا تاج نہیں کر سکتا ہے۔ کہ یہ بات تجارت کی عادت سے نہیں ایسے غلام کو نہیں خرید سکتا جو خریدنے سے رب المال کی جانب سے آزاد ہو جائے مثلاً اب المال کا ذی رحم محرم ہے کہ اگر اس کی ملک میں آ جائے گا آزاد ہو جائے گا یا رب المال نے کسی غلام کی نسبت کہا ہے کہ اگر میں اس کا مالک ہو جاؤں تو آزاد ہے کہ ان سب کی خریداری مقتضیٰ تجارت کے خلاف ہے اگر خریدے گا تو مضارب ان کا مالک ہوگا اور اس کو اپنے پاس سے ثمن دینا ہوگا اس المال سے ثمن نہیں دے سکتا بخلاف وکیل بالشراء کے کہ اگر قرینہ نہ ہو تو ایسے غلاموں کو خرید سکتا ہے اور وہ موکل کے ملک ہوں گے اور آزاد ہو جائیں گے قرینہ کی صورت یہ ہے کہ موکل نے کہا ہے ایک غلام میرے لئے خرید دو میں اسے بیچوں گا یا اس سے خدمت لوں گا یا کتابت خریدو جس کو فراش بناؤں گا ان صورتوں میں وکیل بھی ایسے غلام و کنیز کو نہیں خرید سکتا جو موکل پر آزاد ہو جائیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۵..... اگر مال میں نفع ہو تو مضارب ایسے غلام کو بھی نہیں خرید سکتا جو فوراً اس کی جانب سے آزاد ہو جائے کیونکہ اس وقت بقدر اپنے حصہ کے خود مضارب بھی اس کا مالک ہو جائے گا اور وہ آزاد ہو جائے گا۔ یہاں نفع کا صرف تا مطلب ہے کہ اس غلام کی واجبی قیمت راس المال سے زیادہ ہو مثلاً ایک ہزار میں خریدا ہے اور یہی راس المال تھا مگر یہ غلام ایسا ہے کہ بازار میں اس کے بارہ سو ملیں گے معلوم ہوا کہ دو سو کا نفع ہے جس میں ایک سو مضارب کے ہیں لہٰذا بارہ حصہ میں سے ایک حصہ کا مضارب مالک ہے اور یہ آزاد ہوں اس صورت میں یہ غلام مضاربت کا نہیں ہے بلکہ تنہا مضارب کا قرار پائے گا اور پورا آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر نفع نہ ہو تو یہ غلام مضاربت کا ہوگا اور آزاد نہیں ہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۶..... مال میں نفع نہیں تھا اور مضارب نے ایسا غلام خریدا کہ اگر مضارب اس کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے اس کی خریداری از جانب مضاربت صحیح ہوئی مگر خریدنے کے بعد بازار کا نرخ تیز ہو گیا اب اس میں نفع ظاہر ہو گیا یعنی جب خریدا تھا اس وقت بازار کی تھا اور بازار میں خریدا مگر اب اس کی قیمت بارہ سو ہو گئی تو مضارب کا حصہ آزاد ہوگا مگر مضارب کو تاوان نہیں دینا ہوگا اس لئے کہ اس نے قصداً مالک

کو نقصان نہیں پہنچایا ہے بلکہ نقام سے سعی کرا کر رب المال کا حصہ پورا کرادیا جائے گا اور اگر شریک نے ایسا نقام فریدا ہو جو دوسرے شریک کی طرف سے آزاد ہو یا باپ یا بھی نے بالغ کے لئے ایسا نقام فریدا ہو جو بالغ کی طرف سے آزاد ہو تو یہ نقام اسی فریدنے والے کا قرار پائے شریک یا بالغ سے اس کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔۔۔ (جامع روشنار)

مسئلہ نمبر ۳۷۔۔۔۔۔مضارب نے ایسے شخص سے بیع وشراء کی جس کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں مثلاً اپنے باپ یا بیٹے یا زوجہ سے اگر یہ بیع واجبی قیمت پر ہوئی تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸۔۔۔۔۔مضارب نے مال مضاربت سے کوئی چیز خریدی اس کے بعد گواہوں کے سامنے اسی چیز کو اپنے لئے خریدا تو یہ ناجائز ہے۔ اگر رب المال نے کہدیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرنا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹۔۔۔۔۔مضارب نے بلا اجازت رب المال دوسرے شخص کو بطور مضاربت مال دے دیا محض دینے سے مضارب ضامن نہیں ہوگا جب تک دوسرا شخص کام شروع نہ کردے اور دوسرے نے کام کرنا شروع کردیا تو مضارب اول ضامن ہوگیا ہاں اگر دوسری مضاربت (جو مضارب ثانی کے فاسد ہونے کا موجب ہوا) مضارب ثانی کے عمل کرنے کے بھی مضارب اول ضامن نہیں ہے اگر چہ اس دوسرے نے جو کچھ کام کیا ہے اس میں نفع ہو بلکہ اس صورت میں مضاربت فاسدہ میں مضارب ثانی کو اجرت مثل ملے گی جو مضارب دے گا اور رب المال نے جو نفع مضارب اول سے ظہور پایا ہے وہ لے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۰۔۔۔۔۔صورت مذکورہ میں مضارب ثانی کے پاس سے عمل کرنے سے پہلے مال ضائع ہوگیا تو ضمان کسی پر نہیں نہ مضارب اول پر نہ مضارب ثانی پر اور اگر مضارب ثانی نے کسی نے مال غصب کرلیا جب بھی ان دونوں پر ضمان نہیں بلکہ غاصب سے تاوان لیا جائے گا اور اگر مضارب ثانی نے خود ہلاک کردیا یا کسی کو ہبہ کردیا تو خاص اس ثانی سے ضمان لیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱۔۔۔۔۔اگر مضارب ثانی نے کام شروع کردیا تو رب المال کو اختیار ہے اول سے یا ثانی سے اگر اول سے ضمان لیا تو ان دونوں کے مابین جو مضاربت ہوئی ہے وہ صحیح ہو جائے گی اور نفع دونوں کے لئے حلال ہوگا اور اگر دوسرے سے ضمان لیا تو اول سے واپس لے لیا اور مضاربت دونوں کے مابین صحیح ہو جائے گی مگر نفع پہلے کے لئے حلال نہیں ہے دوسرے کے لئے حلال ہے اور اگر مضارب ثانی نے کسی تیسرے کو مضاربت کے طور پر مال دے دیا اور مضارب اول نے ثانی سے کہدیا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو تو رب المال کو اختیار ہے ان تینوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے اگر اس نے تیسرے سے لیا تو یہ دوسرے سے لے گا اور دوسرا پہلے سے اور پہلا کسی سے نہیں۔ (درمختار وغرر وشرنبلالی)

مسئلہ نمبر ۴۲۔۔۔۔۔صورت مذکورہ میں کہ بغیر اجازت مضارب نے دوسرے کو مال دے دیا ہے مالک تاوان لینا نہیں چاہتا بلکہ نفع لینا چاہتا ہے اس کا اسے اختیار نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۳۔۔۔۔۔بغیر اجازت مالک مضارب نے بطور مضاربت کسی کو مال دے دیا اور پہلی مضاربت فاسد تھی دوسری صحیح ہے تو کسی پر ضمان نہیں اور پورا نفع رب المال کو ملے گا اور مضارب اول کو اجرت مثل دی جائے گی اور مضارب دوم مضارب اول سے وہ لے گا جو دونوں میں طے پایا ہے اور اگر پہلی صحیح ہے دوسری فاسد تو مضارب اول وہ لے گا جو طے پایا ہے اور مضارب دوم کو اجرت مثل ملے گی جو مضارب اول سے لے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۴۔۔۔۔۔مضارب دوم نے مال ہلاک کردیا یا ہبہ کردیا تو تاوان صرف اسی سے لیا جائے گا اول سے نہیں لیا جائے گا اور اگر مضارب دوم نے کسی سے مال غصب کرلیا تو تاوان غاصب سے لیا جائے گا نہ اول سے لیا جائے گا نہ دوم سے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵۔۔۔۔۔مضارب اول کو مضاربت کے طور پر مال دینے کی اجازت تھی اور اس نے دے دیا اور ان دونوں کے مابین یہ طے

پایا ہے کہ مضارب ثانی کو نفع کی تہائی ملے گی اور اس کی تجارت میں نفع بھی ہوا اگر مضارب اول اور مالک کے درمیان نصف نصف نفع کی شرط تھی یا مالک نے یہ کہا تھا کہ خدا جو کچھ نفع دے گا وہ میرے تمہارے درمیان نصف نصف ہے یا اتنا ہی کہا تھا کہ نفع میرے اور تمہارے مابین ہو گا تو نفع میں سے آدھا مالک لے گا اور ایک تہائی مضارب ثانی لے گا اور چھٹا حصہ مضارب اول کا ہے اور اگر مالک نے یہ کہا تھا کہ خدا تمہیں جو کچھ نفع دے گا یا یہ کہا تھا کہ تمہیں جو نفع ہو وہ میرے اور تمہارے مابین نصف نصف یا اسی قسم کے دیگر الفاظ اس صورت میں ایک تہائی مضارب ثانی کی اور بقیہ میں مالک اور مضارب اول دونوں برابر کے شریک ہیں یعنی ہر ایک کو ایک ایک تہائی ملے گی یونہی اگر مضارب ثانی کے لئے تہائی سے زیادہ کم کی شرط تھی تو جو اس کے لئے مقرر تھا یہ لے لے اور باقی ان دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو۔ یونہی اگر مالک نے کہہ دیا تھا کہ جو کچھ تمہیں نفع ہو وہ ہم دونوں کے مابین نصف نصف اور اس نے دوسرے کو نصف نفع پر دے دیا تو جو کچھ نفع ہو گا مضارب ثانی اس میں سے نصف لے لے گا اور باقی ان دونوں کے مابین نصف نصف۔ اور اگر مالک نے یہ کہہ دیا تھا کہ خدا اس میں جو نفع دے گا یا خدا کا جو کچھ فضل ہو گا وہ دونوں کے مابین نصف نصف اور مضارب اول نے دوسرے کو نصف نفع پر دے دیا تو جو کچھ نفع ہو گا اس میں سے آدھا مضارب ثانی لے گا اور آدھا مالک لے گا اور مضارب اول کے لئے کچھ نہیں بچا اور اگر اس صورت میں مضارب اول نے دوسرے سے دو تہائی نفع کے لئے کہہ دیا تھا تو آدھا نفع مالک لے گا اور دو تہائی مضارب ثانی کی ہوئی یعنی جو کچھ نفع ہوا ہے اس کا چھٹا حصہ مضارب اول دوسرے کو اپنے کمر سے دے گا تا کہ دو تہائیاں پوری ہوں۔ (جدید دوختار)

مسئلہ نمبر ۴۶..... مضارب اول نے مضارب دوم کو یہ کہہ کر دیا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اور مضارب اول کو مالک نے بھی یہی کہہ کر دیا تھا تو مضارب دوم تیسرے شخص کو مضاربت پر دے سکتا ہے اور اگر مضارب اول نے یہ کہہ کر نہیں دیا تھا کہ اپنی رائے سے کام کرو تو مضارب دوم ہرگز نہیں دے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷..... مضارب نے یہ شرط کی تھی کہ ایک تہائی مالک کی اور ایک تہائی مالک کے غلام کی اور وہ بھی میرے ساتھ کام کرے گا اور ایک تہائی میری یہ بھی صحیح ہے اور نفع اسی طرح تقسیم ہو گا اس کا محصل یہ ہوا کہ دو تہائیاں مالک کی اور ایک مضارب کی اور اگر مضارب نے اپنے غلام کے لئے ایک تہائی رکھی ہے اور ایک تہائی مالک کی اور ایک اپنی اور غلام کے عمل کی شرط نہیں کی جیسا کہ گیا جائز ہے اور اس کا حصہ رب المال کو ملے گا بہ شرطیکہ غلام با دین ہو ورنہ صحیح ہے۔ اس کے عمل کی شرط ہونا اور اس کے حصہ نفع مضارب کے لئے ہو گا۔ (دوختار نہر)

مسئلہ نمبر ۴۸..... غلام ماذون نے اجنبی کے ساتھ عقد مضاربت کیا اور اپنے مولیٰ کے کام کرنے کی شرط کر دی اگر ماذون با دین نہیں ہے یہ مضاربت صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے۔ اسی طرح یہ شرط کہ مضارب اپنے مضارب کے ساتھ یعنی مضارب اول مضارب ثانی کے ساتھ کام کرے گا یہ مضارب ثانی کے ساتھ مالک کام کرے گا جائز نہیں اس سے مضاربت فاسد ہو جاتی ہے۔ (دوختار)

مسئلہ نمبر ۴۹..... یہ شرط کہ اتنا نفع مسکینوں کو دیا جائے گا یا مج میں دیا جائے گا یعنی حاجیوں کے مصارف میں دیا جائے گا یا قرض چھڑانے میں یعنی مکاتب کی آزادی میں اس سے مدد دی جائے گی یا مضارب کی عورت کو دیا اس کے مکاتب کو دیا جائے گا یہ شرط صحیح نہیں ہے مگر مضاربت صحیح ہے اور یہ حصہ جو شرط کیا گیا ہے رب المال کو ملے گا۔ (دوختار)

مسئلہ نمبر ۵۰..... یہ شرط کی کہ نفع کا اتنا حصہ مضارب جس کو چاہے دے سکے اگر اس نے اپنے لئے یا مالک کے لئے چاہا تو یہ شرط صحیح ہے اور کسی اجنبی کے لئے چاہا تو صحیح نہیں۔ اجنبی کے لئے نفع کا حصہ دینا شرط کیا اگر اس کا عمل بھی شروط ہے یعنی وہ بھی کام کرے گا اور اتنا دے دیا جائے گا تو شرط صحیح ہے اور اس کا کام کرنا شرط نہ ہو تو صحیح نہیں اور اس کے لئے جو کچھ دینا قرار پایا ہے مالک کو دیا جائے گا یہ شرط ہے کہ نفع کا اتنا حصہ دین کے ادا کرنے میں صرف کیا جائے گا یعنی مالک کا دین اس سے ادا کیا جائے گا یا مضارب کا دین ادا کیا جائے گا یہ شرط صحیح ہے اور یہ حصہ اس کا ہے جس کا دین ادا کرنا شرط ہے اور اس کی اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کو قرض خواہوں کو دے دے۔ (دوختار نہر)

مسئلہ نمبر ۵۱..... دونوں میں سے ایک کے مر جانے سے مضاربت باطل ہو جاتی ہے۔ دونوں میں سے ایک مجنون ہو جائے اور جنون بھی مطبق ہو تو مضاربت باطل ہو جائے گی مگر مال مضاربت اگر سامان تجارت کی شکل میں ہے اور مضارب مر گیا تو اس کا بھی ان سب کو حق ڈالے اور اگر مالک مر گیا اور مال تجارت نقد کی صورت میں ہے تو مضارب اس میں تصرف نہیں کر سکتا ہے اور اگر سامان کی شکل میں ہے تو اس کو سفر میں نہیں لے جا سکتا بیع کر سکتا ہے۔ (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۵۲..... مضارب مر گیا اور مال مضاربت کا پتہ نہیں چلتا کہ کہاں ہے یہ مضارب کے ذمہ دین ہے جو اس کے ترکہ سے وصول کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۳..... مضارب مر گیا اس کے ذمہ دین ہے مگر مال مضاربت معروف و مشہور ہے لوگ جانتے ہیں کہ یہ چیز یں مضاربت کی ہیں دین والے اس مال سے دین وصول نہیں کر سکتے بلکہ راس المال اور نفع کا حصہ رب المال لے گا نفع میں جو مضارب کا حصہ ہے وہ دین والے اپنے دین میں لے سکتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۴..... رب المال معاذ اللہ مرتد ہو کر دار الحرب کو چلا گیا تو مضاربت باطل ہو گئی اور مضارب مرتد ہو گیا تو مضاربت بدستور باقی ہے پھر اگر مر جائے یا قتل کیا جائے یا دار الحرب کو چلا جائے اور قاضی نے یہ امکان بھی کر دیا کہ وہ چلا گیا تو اس صورت میں مضاربت باطل ہو گئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... مضارب کو رب المال معزول کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کو معزولی کا علم ہو جائے یہ خبر دو معزوں کے ذریعہ سے اسے ملی یا ایک عادل نے اسے خبر دی یا مالک کے قاصد نے خبر دی اگر چہ یہ قاصد بالغ بھی نہ ہو سمجھ والا ہونا کافی ہے اور اگر مالک نے معزول کر دیا مگر مضارب کو خبر نہ ہوئی تو معزول نہیں جو کچھ تصرف کرے گا صحیح ہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵۶..... مضارب معزول ہوا اور مال نقد کی صورت میں ہے یعنی روپیہ اشرفی ہے تو اس میں تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہاں اگر راس المال روپیہ تھا اور اس وقت اشرفی ہے تو ان کو بھنا کر روپیہ کر لے اسی طرح اگر راس المال اشرفی تھا اور اس وقت روپیہ ہے تو ان کی اشرفیاں کر لے کہ نفع کا راس المال سے اچھی طرح امتیاز ہو سکے۔ (ہدایہ) یہی حکم رب المال کے مرنے کی صورت میں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۷..... مضارب معزول ہوا یا مالک مر گیا اور مال سامان (یعنی غیر نقد) کی شکل میں ہے تو مضارب ان چیزوں کو بیچ کر نقد جمع کرے اور ادھار بیچنے کی بھی اجازت ہے اور جو روپیہ آتا جائے ان سے پھر چیز خریدنی جائز نہیں۔ مالک کو یہ اختیار نہیں کہ مضارب کو اس صورت میں سامان بیچنے سے روک دے بلکہ یہ بھی نہیں کر سکتا کہ کسی قسم کی قید اس کے ذمہ لگائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۸..... پیسے راس المال کے جتنے تھے اس وقت مضارب کے پاس روپے ہیں اور مالک نے مضارب کو خبر یہ بھیجی کہ وہ روپے سے منع کر دیا تو مضارب سامان نہیں خرید سکتا مگر روپے کو بھنا کر پیسے کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۹..... رب المال و مضارب دونوں جدا ہوتے ہیں مضاربت کو ختم کرتے ہیں اور مال بہت لوگوں کے ذمہ باقی ہے اور نفع بھی ہے دین وصول کرنے پر مضارب مجبور کیا جائے گا اور اگر نفع کچھ نہیں ہے صرف راس المال ہی ہے یا نقد یہ بھی نہ ہو اس صورت میں مضارب کو دین وصول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نفع نہ ہونے کی صورت میں یہ متبرع ہے اور متبرع کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہاں اس سے کہا جائے گا کہ رب المال کو دین وصول کرنے کے لئے وکیل کر دے کیونکہ بیع کی ہوئی مضارب کی ہے اور اس کے حقوق اسی کے لئے ہیں۔ وکیل بالبیع اور مستقرض کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کو وصول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا مگر اس پر مجبور کئے جائیں گے کہ متوکل و مالک کو وکیل کر دیں بخلاف وکیل امر آزمتی کے کہ یہ ثمن وصول کرنے پر مجبور ہیں۔ (جوہرۂ نیرہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۰ ..... مضاربت کا مال لوگوں کے ذمہ باقی ہے مالک نے مضارب کو وصول کرنے سے منع کر دیا اس کو اندیشہ ہے کہ مضارب وصول کر کے کھا نہ جائے مالک کہتا ہے کہ میں خود وصول کروں گا تو اگر مال میں نفع ہے تو مضارب ہی کو وصول کرنے کا حق ہے اور نفع نہیں ہے تو مضارب کو روک سکتا ہے پھر نفع کی صورت میں جن لوگوں پر دین ہے اسی شہر میں ہیں تو وصولی کے زمانہ کا نفقہ مضارب کو نہیں ملے گا اور دوسرے شہر میں ہیں تو مضارب کے سفر کے اخراجات مال مضاربت سے دیئے جائیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۱ ..... مال مضاربت سے جو کچھ خریدا ہے اس کے عیب پر مضارب کو اطلاع ہوئی تو مضارب ہی کو دعویٰ کرنا ہوگا رب المال کو اس سے تعلق نہیں اور اگر بائع یہ کہتا ہے کہ عیب پیدائشی ہے گویا تھا ہی میں نے عیب سے برأت کر دی تھی یا عیب پر مطلع ہونے کے بعد یہ خرید فروخ کر رہا تھا تو مضارب پر حلف دیا جائے گا پھر اگر مضارب ان امور کا اقرار کرے یا حلف سے نکول کرے تو بائع پر واپس کیا جائے گا اور یہ مضاربت کا مال قرار پائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۲ ..... مضارب نے مال یا شئی کو کہا ہے اس میں عیب ہے اور یہ عیب اس مدت میں مشتری کے یہاں پیدا ہو سکتا ہے اور مضارب نے اقرار کر لیا کہ یہ عیب میرے یہاں تھا اس کے اقرار کی وجہ سے قاضی نے واپس کر دیا یا اس نے بغیر قضائے قاضی خود ہی واپس لے لیا مشتری نے اقالہ پایا اس نے اقالہ کر لیا یہ سب جائز ہے یعنی اب بھی یہ مضاربت کا مال ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۳ ..... جس چیز کو مضارب نے خریدا سے دیکھا نہیں تو مضارب کو خیار رویت حاصل ہے اگر چہ رب المال دیکھ چکا ہے دیکھنے کے بعد مضارب کو اختیار ہے واپس کر سکتا ہے اور اگر مضارب دیکھ چکا ہے تو خیار رویت حاصل نہیں اگر چہ رب المال نے نہ دیکھی ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۴ ..... مال مضاربت سے جو کچھ ہلاک اور ضائع ہوگا وہ نفع کی طرف شمار ہوگا رأس المال میں نقصان کو نہیں شمار کیا جا سکتا مثلاً سو روپے تھے اور تجارت میں بیس روپے کا نفع ہوا اور دس روپے ضائع ہو گئے تو نفع میں منہا کئے جائیں گے یعنی اب اسی روپے نفع کے باقی ہے اگر نقصان اتنا ہو کہ نفع اس کو پورا نہیں کر سکتا مثلاً بیس روپے نفع کے ہیں اور پچاس کا نقصان ہوا تو نقصان رأس المال میں ہوگا مضارب سے کل یا نصف نہیں لے سکتا کیونکہ وہ امین ہے اور امین پر ضمان نہیں اگر چہ وہ نقصان مضارب کے ہی عمل سے ہوا ہو ہاں اگر جان بوجھ کر قصداً اس نے نقصان پہنچایا مثلاً شیشہ کی چیز قصداً پٹک دی اس صورت میں تاوان دینا ہوگا کہ اس کی اسے اجازت نہ تھی۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۶۵ ..... مضاربت میں نفع کی تقسیم اس وقت صحیح ہوئی کہ رأس المال رب المال کو دے دیا جائے رأس المال دینے سے قبل تقسیم باطل ہے یعنی فرض کرو کہ رأس المال ہلاک ہو گیا تو نفع واپس کر کے رأس المال پورا کریں اس کے بعد اگر کچھ بچے تو حسب قرارداد تقسیم کریں مثلاً ایک ہزار رأس المال ہے اور ایک ہزار نفع پانچ پانچ سو دونوں نے نفع کے لئے اور رأس المال مضارب ہی کے پاس رہا کہ اس سے وہ بھی تجارت کرے گا یہ ہزار ہلاک ہو گئے کام کرنے سے پہلے ہلاک ہوئے یا بعد میں بہر حال مضارب پانچ سو کی قرض رب المال میں محسوب ہے اور نفع کا ہلاک ہوا تصور ہوگا اور دو ہزار نفع کے تھے ایک ایک ہزار دونوں نے لئے تھے اس کے بعد رأس المال ہلاک ہوا تو ایک ہزار جو مالک کو ملے ہیں ان کو رأس المال تصور کیا جائے اور مضارب کے پاس جو ایک ہزار ہیں وہ نفع کے ہیں ان میں سے رب المال پانچ سو وصول کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۶ ..... رأس المال لے لینے کے بعد تقسیم صحیح ہے یعنی اب کوئی خرابی پڑے تو تقسیم پر اس کا کچھ اثر نہ ہوگا مثلاً رأس المال لے لینے کے بعد نفع تقسیم کیا گیا پھر وہی رأس المال مضارب کو بطور مضاربت دے دیا تو یہ جدید مضاربت ہے کہ مضارب کے پاس رأس المال ہلاک ہو تو پہلی تقسیم نہیں توڑی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۷ ..... رب المال و مضارب دونوں سال پر یا ششماہی یا ہر حساب کر کے نفع تقسیم کر لیتے ہیں اور مضاربت کو حسب دستور باقی رکھتے ہیں اس کے بعد کل مال یا بعض مال ہلاک ہو جائے تو دونوں نفع کی اتنی اتنی مقدار واپس کریں کہ رأس المال پورا ہو جائے اور اگر

سارا نفع واپس کرنے پر بھی راس المال پورا نہیں ہوتا تو سارا نفع واپس کر کے مالک کو دے دیں اس کے بعد جو اور کمی ہوگئی ہے اس کا ضمان نہیں اور اگر نفع کی قسم تقسیم کرنے کے بعد مضاربت کو توڑ دیتے ہیں اگرچہ یہ تقسیم راس المال ہلاک کرنے سے قبل ہوئی ہو اس کے بعد پھر جدید عقد کر کے کام کرتے ہیں تو نفع تقسیم ہو چکا ہے وہ واپس نہیں لیا جا سکتا بلکہ جتنا نقصان ہوگا وہ نفع کے بعد راس المال ہی پر ڈالا جائے گا کیونکہ اس جدید مضاربت کو پہلی مضاربت سے کوئی تعلق نہیں ہے مضارب کو نقصان سے بچنے کی یا بچی ترکیب ہے۔ (جدید عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۸..... راس المال دینے کے بعد نفع کی تقسیم ہوئی مگر مالک کا حصہ بھی مضارب ہی کے پاس رہا اس نے ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ یہ قسم ضائع ہو گئی تو تنہا مالک کا حصہ ضائع ہوا تصور نہیں کیا جائے گا بلکہ دونوں کا نقصان قرار پائے گا لہٰذا مضارب کے پاس جو نفع کی قسم ہے اسے دونوں تقسیم کر لیں اور اگر مضارب کا حصہ ضائع ہوا تو یہ خاص اسی کا نقصان ہے کیونکہ یہ اپنے حصہ پر قبضہ کر چکا تھا اس کی وجہ سے تقسیم نہ توڑی جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۹..... نفع کے متعلق جو قرارداد ہو چکی ہے مثلاً نصف نصف یا کم وبیش اس میں کمی زیادتی کرنا جائز ہے مثلاً رب المال نے نصف نفع لینے کو کہا تھا مضارب کہتا ہے میں ایک تہائی ہی لوں گا یعنی مضارب کا حصہ بڑھا دیا۔ یونہی مضارب اپنا حصہ کم کر دے یہ بھی جائز ہے اس جدید قرارداد پر نفع کی تقسیم ہوئی اگرچہ نفع اس قرارداد سے پہلے حاصل ہو چکا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۰..... مضارب سے سو پچاس دس بیس روپیہ لیتا رہا اور دیتے وقت مضارب یہ کہتا تھا کہ یہ نفع ہے اب تقسیم کے وقت کہتا ہے نفع ہوا ہی نہیں وہ جو میں نے دیا تھا وہ راس المال میں سے دیا تھا مضارب کی بات قابل قبول نہیں۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۷۱..... مالک نے مضارب سے کہا میرا راس المال مجھے دے دو جو باقی بچے تمہارا ہے اگر مال موجود ہے اس طرح کہنا جائز ہے یعنی مضارب باقی کا مالک بنتا ہے اگر کہا کہ یہ بہ جملہ ہے اور ایسا بیع جائز نہیں اور مضارب صرف کر چکا ہے تو یہ کہنا جائز ہے کہ اپنا مطالبہ معاف کرتا ہے اور اس کے لئے جہالت مضر نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۲..... مضارب نے رب المال کو کچھ مال یا کل مال بضاعت کے طور پر دے دیا ہے کہ وہ کام کرے گا مگر اس کام کا اسے بدلہ نہیں دیا جائے گا اور رب المال نے خرید وفروخت کرنا شروع کر دیا اس سے مضاربت پر کچھ اثر نہیں پڑتا وہ بدستور سابق باقی ہے اور اگر مالک نے مضارب کی اجازت کے بغیر مال لے کر خرید وفروخت کی تو مضاربت باطل ہو گئی اگر راس المال نقد ہو اور اگر راس المال سامان ہو اس کو بغیر اجازت لے گیا اور اس کو سامان کے عوض میں بیچ کیا تو مضاربت باطل نہیں ہوئی اور اگر روپیہ یا اشرفی کے بدلے میں بیچ دیا تو باطل ہو گئی۔ (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۷۳..... مضارب نے رب المال کو مضاربت کے طور پر مال دیا یہ جائز نہیں یعنی یہ دوسری مضاربت صحیح نہیں اور وہ پہلی مضاربت حسب دستور باقی ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۷۴..... مضارب جب تک اپنے شہر میں کام کرتا ہے کھانے پینے اور دیگر مصارف مال مضاربت میں سے نہیں ہوں گے بلکہ تمام اخراجات کا تعلق مضارب کی ذات سے ہوگا اور اگر پردیس جائے گا تو کھانا جامہ کپڑا سواری اور سامان جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جس کے متعلق تاجروں کا عرف ہو یہ سب مصارف مال مضاربت میں سے ہوں گے وہ دوا علاج میں جو کچھ صرف ہوگا وہ مضاربت سے نہیں ملے گا یہ اس صورت میں ہے کہ مضاربت صحیح ہو۔ اور اگر مضاربت فاسد ہو تو پردیس جانے کے بعد بھی مصارف اسی کی ذات پر ہوں گے مال مضاربت سے نہیں لے سکتا اور بضاعت کے طور پر جو شخص کام کرتا ہو اس کے مصارف بھی نہیں ملیں گے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۷۵..... مصارف میں سے کپڑے کی دھلائی اور اگر شوربہ جھاڑے تو صابن بھی ہے اگر روٹی پکانے یا دوسرے کام کرنے

کے لئے آدمی نوکر رکھنے کی ضرورت ہو تو اس کا صرف بھی مضاربت سے وصول کیا جائے گا۔ جانور کا دانہ چارہ بھی اسی میں سے ہوگا اور سواری کرایہ کی ملے کرایہ پر لی جائے اور خریدنے کی ضرورت پڑے مثلاً روز روز کا کام ہے کہاں تک کرایہ پر لے گا یا کرایہ پر ملتی نہیں ہے خریدے لے دریائی سفر میں کشتی کی ضرورت ہے کرایہ پر یا مول لے بعض جگہ بدن میں تیل کی مالش کرانی ہوتی ہے اس کا صرف بھی ملے گا۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۷۶..... مالک نے اپنے غلام اور اپنے جانور کے مضارب کو بطور اعانت سفر میں لے جانے کے لئے دے دیئے اس سے مضاربت فاسد نہیں ہوگی اور غلاموں اور جانوروں کے مصارف مضارب کے ذمہ ہیں مضاربت سے ان کے اخراجات نہیں دیئے جائیں گے اور مضارب نے مال مضاربت سے ان پر صرف کیا تو ضامن ہے مضارب کو نفع میں سے جو حصہ ملے گا اس میں یہ مصارف منہا ہوں گے اور کمی پڑے گی تو اس سے پوری جائے گی اور مصارف سے کچھ بچ رہا تو وہ دے دیا جائے گا ہاں اگر رب المال نے کہہ دیا کہ میرے مال سے ان پر صرف کیا جائے تو مصارف اسی کے مال سے محسوب ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۷..... بزار روپے مضارب کو دیئے تھے اس نے کام کیا اور نفع بھی ہوا اور مالک مر گیا اور اس پر قادین ہے جو کل مال کو مستغرق ہے تو مضارب اپنا حصہ پہلے لے لے گا اس کے بعد قرض خواہ باقی وصول کریں گے اور اگر یہ مضاربت فاسد ہو تو مضارب کو اجرت مثل ملے گی اور وہ رب المال کے ذمہ ہوگی جس طرح دیگر قرض خواہ اپنے دین لیں گے یہ بھی حصہ رسد کے موافق پائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۸..... خریدے نیا بیچنے پر کسی کو اجیر کیا یعنی نوکر رکھا یا اجارہ درست نہیں کیونکہ جس کام پر اس کو اجیر کرتا ہے اس کے اختیار میں نہیں اگر خریدا رنہ ملا تو اس کے ہاتھ بیچنا دوبالغ مدینے بیچو کیونکہ خریدے بنڈا اس کے جواز کا طریقہ یہ ہے کہ مدت معین کے لئے کام کرنے پر نوکر رکھے اور اس کام پر لگادے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۹..... مضارب نے مأذونہ سے زیادہ صرف کیا یا ایسے مصارف کے لئے جو تجار کی عادت میں نہیں ہیں ان تمام مصارف کا ضامن ہوگا۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۸۰..... اگر وہ شہر مضارب کا مولد نہیں نہ وہیں کی سکونت اس نے اختیار کرلی ہے تو مال مضاربت سے مصارف نہیں لے سکتا اور اگر وہاں نیت اقامت کر کے مقیم ہو گیا وہاں کی سکونت نہیں اختیار کی ہے تو مال مضاربت سے وصول کرے گا یہاں پر دلیس جانے نیا سفر سے مراد سفر شرعی نہیں ہے بلکہ اتنی دور چلا جانا مراد ہے کہ رات تک گھر لوٹ کر نہ آئے اور اگر رات تک گھر لوٹ کر آجائے تو سفر میں مثلاً دیہات کے بازار کے دکاندار کہ وہاں جاتے ہیں مگر رات میں ہی واپس آجاتے ہیں۔ (ف)

مسئلہ نمبر ۸۱..... ایک شخص دوسرے شہر کا رہنے والا ہے اور مال مضاربت دوسرے شہر میں لیا مثلاً مراد آباد کا رہنے والا ہے اور بریلی میں آکر مال لیا تو جب تک بریلی میں ہے اس کو مصارف نہیں ملیں گے اب مصارف ملیں گے اور جب بریلی سے چلا جب تک مراد آباد پہنچ نہ جائے اور جب مراد آباد میں ہے یہاں کا وطن اصلی ہے یہاں نہیں ملیں گے اب اگر یہاں سے بغرض تجارت چلے گا تو ملیں گے بلکہ پھر بریلی پہنچ گیا اور کاروبار کے لئے جب تک ٹھہرے گا مصارف ملتے رہیں گے کیونکہ یہاں تجارت کے لئے ٹھہرا ہے۔ ہاں اگر بریلی بھی اس کا وطن ہو مثلاً اسکے بال بچے یہاں بھی رہتے ہوں یہاں اس نے مکان لی کرلی ہے تو جب تک یہاں رہے گا خرچ نہیں ملے گا کہ یہ بھی وطن ہے۔ (کذافی الدرمختار)

مسئلہ نمبر ۸۲..... کسی شہر کو مال تجارت لے گیا اور وہاں بیچ بھی گیا مگر کچھ خریدا نہیں وہیں سے واپس آیا تو اس صورت میں بھی مصارف مال مضاربت سے ملیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۳..... مالک نے مضارب سے کہہ دیا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اور مضارب نے کسی دوسرے کو مضاربت کے طور پر مال دے دیا مضارب دوم اگر سفر کرے گا تو مصارف مال مضاربت سے ملیں گے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۴..... مضارب کچھ پیتا مال اور کچھ مال مضاربت دونوں کو لے کر سفر میں گیا یا اس کے پاس دو شخصوں کے مال ہیں ان صورتوں میں بقدر حصہ دونوں پر تقسیم ڈالا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۵..... مضارب نے سفر میں ضرورت کی چیزیں خریدیں اور خرچ کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے وطن میں پہنچ گیا اور کچھ چیزیں باقی رہ گئی ہیں تو حکم یہ ہے کہ جو کچھ بچے سب مال مضاربت میں واپس کرے کیونکہ ان چیزوں کا صرف کرنا اب جائز نہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۸۶..... مضارب نے اپنے مال سے تمام مصارف کئے اور قصد یہ ہے کہ مال مضاربت سے وصول کرے گا ایسا کر سکتا ہے یعنی وصول کر سکتا ہے اور اگر مال مضاربت ہی ہلاک ہو گیا تو رب المال سے ان مصارف کو نہیں لے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۷..... جو کچھ نفع ہوا پہلے اس سے وہ اخراجات پورے کئے جائیں گے جو مضارب نے راس المال سے کئے ہیں جب راس المال کی مقدار پوری ہو گئی اس کے بعد کچھ نفع بچا تو اسے دونوں حسب شرائط تقسیم کریں اور نفع کچھ نہیں ہے تو کچھ نہیں مثلاً بیس روپے پونجی تھے سو روپے مضارب نے اپنے اوپر خرچ کر ڈالے اور سو ہی روپے نکل نفع کے ہیں کہ یہ سو روپے خرچ میں نکل گئے اور کچھ نہیں بچا اور اگر نفع کے سو سے زیادہ ہوتے تو وہ تقسیم ہوتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۸..... جو کچھ مصارف ہوئے نفع کی مقدار اس سے کم ہے تو مصارف کی بقیہ رقم راس المال سے پوری کی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۹..... مضارب مراجحہ کرنا چاہتا ہے تو جو کچھ مال پر خرچ ہوا ہے بار برداری ڈلائی ہے۔ ان تمام کی دھلائی رنگائی اور ان کے علاوہ وہ تمام چیزیں جن کو راس المال میں شامل کرنے کی عادت ہے ان سب کو ملا کر مراجحہ کرے اور یہ کہے اتنے میں یہ چیز پڑی ہے یہ نہ کہے کہ میں نے اتنے میں خریدی ہے کہ یہ غلط ہے اور جو کچھ مصارف مضارب نے اپنے متعلق کئے ہیں وہ بیع مراجحہ میں شامل نہیں کئے جائیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹۰..... مضارب نے ایک چیز رب المال سے ہزار روپے میں خریدی جس کو رب المال نے پانچ سو میں خریدا تھا اس کا مراجحہ پانچ سو پر ہوگا نہ کہ ہزار پر یعنی مراجحہ میں بیچنے کا لعدم سمجھی جائے گی اسی طرح اس کا عکس یعنی رب المال نے مضارب سے ایک چیز ہزار میں خریدی جس کو مضارب نے پانچ سو میں خریدا تھا تو مراجحہ پانچ سو پر ہوگا۔ (ہدایہ)

بیع مراجحہ و تولیہ کے مسائل کتاب البیوع میں مفصل مذکور ہو چکے ہیں وہاں سے معلوم کئے جائیں۔

مسئلہ نمبر ۹۱..... مضارب کے پاس ہزار روپے آدھے نفع پر ہیں اس نے ہزار روپے کا کپڑا خریدا اور وہ ہزار میں بیچ ڈالا پھر وہ ہزار کی کوئی چیز خریدی اور ثمن ادا کرنے سے پہلے کل روپے یعنی دونوں ہزار ضائع ہو گئے پھر وہ سودا مالک کو دے دیا اور پانچ سو مضارب کو دے کیونکہ وہ ہزار میں مالک کے پندرہ سو تھے اور مضارب کے پانچ سو لہٰذا ہر ایک اپنے اپنے حصہ کی قدر بائع کو ادا کرے اس بیع میں ایک چوتھائی مضارب کی ملک ہے کیونکہ ایک چوتھائی اس نے قیمت دی ہے اور یہ چوتھائی مضاربت سے خارج ہے اور باقی تین چوتھائیاں مضاربت کی ہیں اور راس المال کل دو قسم ہے جو مالک نے دی ہے یعنی دو ہزار پانچ سو مگر مضارب اگر اس چیز کو بیچ کر سکے گا تو دو ہی ہزار پر کرے گا زیادہ نہیں کیونکہ یہ چیز دو ہی ہزار میں خریدی ہے لیکن فرض کرو اس چیز کو وہ چند قیمت پر اگر فروخت کیا یعنی چار ہزار میں تو ایک ہزار صرف مضارب لے گا کہ یہ چوتھائی کا مالک تھا اور پچیس سو راس المال کے نکالے جائیں اور باقی پانچ سو دونوں نصف نصف تقسیم کریں یعنی ڈھائی ڈھائی سو۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۹۲..... مضارب نے راس المال سے ابھی چیز خریدی بھی نہیں کہ راس المال تلف ہو گیا تو مضاربت باطل ہو گئی اور چیز خریدی ہے اور ابھی ثمن ادا نہیں کیا ہے کہ مضارب کے پاس سے روپیہ ضائع ہو گیا رب المال سے پھر لے گا پھر ضائع ہو جائے تو پھر لے گا جب تک

القاس اور اس المال تمام وہ قم ہوئی جو مالک نے یکے بعد دیگرے دی ہے بخلاف وکیل بالشراء کے اگر اس کو روپیہ پہلے دے دیا تھا اور مضاربہ نے کے بعد روپیہ ضائع ہو گیا تو ایک مرتبہ مؤکل سے لے سکتا ہے اب اگر ضائع ہو جائے تو موکل سے نہیں لے سکتا اور اگر پہلے وکیل کو نہیں دیا تھا مضاربہ نے کے بعد دیا اور ضائع ہو گیا تو اب بالکل مؤکل سے نہیں لے سکتا۔ (جامع المالکیری)

مسئلہ نمبر ۹۳.....مضارب کے پاس دو ہزار روپے ہیں اور کہتا یہ ہے کہ ایک ہزار تم نے دیئے تھے اور ایک ہزار نفع کے ہیں اور رب المال یہ کہتا ہے کہ میں نے دو ہزار دیئے ہیں اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مضارب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ نفع کی مقدار میں بھی اختلاف ہو مضارب کہتا ہے میرے لئے آدھے نفع کی شرط تھی اور رب المال کہتا ہے کہ ایک تہائی نفع تمہارے لئے تھا تو اس میں رب المال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور اگر دونوں میں سے کسی نے اپنی بات کو گواہوں سے ثابت کیا تو اسی کی بات مانی جائے گی اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو اس المال کی زیادتی میں رب المال کے گواہ معتبر ہیں اور نفع کی زیادتی میں مضارب کے گواہ معتبر۔ (جامع المختار)

مسئلہ نمبر ۹۴.....مضارب کہتا ہے اس المال میں نے تمہیں دے دیا اور یہ جو کچھ میرے پاس ہے نفع کی قسم ہے اس کے بعد پھر کہنے لگا میں نے تمہیں نہیں دیا بلکہ ضائع ہو گیا تو مضارب کا بیان دیا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۵.....ایک ہزار روپے اس کے پاس کسی کے ہیں مالک کہتا ہے بطور بضاعت دیئے تھے اس میں ایک ہزار نفع ہوا ہے یہ خاص میرا ہے اور وہ کہتا ہے مضاربت بالنصف کے طور پر مجھے دیئے تھے لہٰذا آدھا نفع میرا ہے اس صورت میں مالک کا قول معتبر ہے کہ یہی منکر ہے۔ یونہی اگر مضارب کہتا ہے کہ یہ روپے تم نے مجھے قرض دیئے تھے لہٰذا کل نفع میرا ہے مالک کہتا ہے میں نے امانت یا بضاعت یا مضاربت کے طور پر دیئے تھے اس میں بھی رب المال ہی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور دونوں نے گواہ پیش کئے تو مضارب کے گواہ معتبر ہیں اور اگر مالک کہتا ہے میں نے قرض دیئے تھے اور مضارب کہتا ہے بطور مضاربت دیئے تھے تو مضارب کا قول معتبر ہے اور جو گواہ قائم کرے اس کے گواہ معتبر ہیں اور اگر دونوں نے گواہ پیش کئے تو مالک کے گواہ معتبر ہوں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹۶.....مضارب کہتا ہے کہ تم نے ہر قسم کی تجارت کی مجھے اجازت دی تھی یا مضاربت مطلق تھی یعنی عام یا خاص کسی کا ذکر نہ تھا اور مالک کہتا ہے میں نے خاص فلاں چیز کی تجارت کے لئے کہہ دیا تھا اس میں مضارب کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں ایک ایک چیز کو خاص کرتے ہوں مضارب کہتا ہے مجھے کپڑے کی تجارت کے لئے کہہ دیا تھا مالک کہتا ہے میں نے غلہ کے لئے کہا تھا تو قول مالک کا معتبر ہے اور گواہ مضارب کے اور اگر دونوں کے گواہ ہوں تو وقت بھی بیان کیا مثلاً مضارب کے گواہ کہتے ہیں کہ کپڑے کی تجارت کے لئے رمضان میں کہا تھا اور مالک کے گواہ کہتے ہیں غلہ کی تجارت کے لئے دیئے تھے اور شوال کا مہینہ مقرر کر دیا تھا تو جس کے گواہ آخر وقت بیان کریں وہ معتبر (درمختار) یہ اس وقت ہے کہ عمل کے بعد اختلاف ہو اور اگر عمل کرنے سے قبل باہم اختلاف ہوا مضاربہ عموماً یا مطلق کا دعویٰ کرتا ہے اور رب المال کہتا ہے میں نے فلاں خاص چیز کی تجارت کے لئے کہا ہے تو رب المال کا قول معتبر ہے اس انکار کے معنی یہ ہیں کہ مضارب کو ہر قسم کی تجارت سے منع کرتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۷.....مضارب کہتا ہے میرے لئے آدھا یا تہائی نفع ٹھہرا تھا اور مالک کہتا ہے تمہارے لئے سو روپے ٹھہرے تھے یا کچھ شرط تھی لہٰذا مضاربت فاسد ہو گئی اور تم اجرت مثل کے مستحق ہو۔ اس میں رب المال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۸.....وصی نے نابالغ کے مال کو بطور مضاربت خود لیا یہ جائز ہے بعض علماء اس میں یہ قید اضافہ کرتے ہیں کہ اپنے لئے اتنا ہی نفع لینا قرار دیا جو دوسرے کو دیتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹۹.....مضارب نے راس المال سے کوئی چیز خریدی ہے اور کہتا ہے ابھی نہیں بیچوں گا جب زیادہ ملے گا اس وقت بیچ کروں گا اور مالک یہ کہتا ہے کچھ نفع مل رہا ہے بیچ کر ڈالو مضارب بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔ ہاں اگر مضارب یہ کہتا ہے میں تمہارا راس المال بھی

دوں گا اور نفع کا حصہ بھی دوں گا، اس وقت مالک کو اس کے قول پر مجبور کیا جائے گا۔ (درمختار)

متفرق مسائل

مسئلہ نمبر ۱.....مضارب کو روپے دیئے کپڑے خریدنے کو اور کہا کہ یہ روپے لو اور چمڑا خرید کر موزے یا جوتے تیار کرو اور فروخت کرو۔ یہ مضاربت بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....ایک ہزار روپے مضاربت پر ایک ماہ کے لئے دیئے اور کہدیا کہ مہینہ گزر جائے گا تو قرض ہوگا تو جب ایسا اس نے کہا یہ وہی سمجھا جائے گا۔ مہینہ گزر گیا اور روپے یہ موجود باقی ہیں تو قرض ہیں اور سامان خرید لیا تو جب تک انہیں بیچ کر روپے نہ کر لے قرض نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....مضارب کو مالک نے پیسے دیئے تھے کہ ان سے تجارت کرے ابھی سامان خریدا نہ تھا کہ ان کا چلن بند ہو گیا مضاربت فاسد ہو گئی۔ پھر اگر مضارب نے اس سے سودا خرید کر نفع یا نقصان اٹھایا وہ رب المال کا ہوگا اور مضارب کو اجرت مثل ملے گی اور اگر مضارب کے سامان خرید لینے کے بعد وہ پیسے بند ہوئے تو مضاربت بدستور باقی ہے پھر سامان بیچنے کے بعد جو رقم حاصل ہوئی اس سے پیسوں کی قیمت رب المال کو ادا کرے اس کے بعد جو بچے اسے حسب قرارداد تقسیم کیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....باپ نے بیٹے کے لئے کسی شخص سے مضاربت پر مال پایا یوں کہ اس مال سے بیٹے کے لئے باپ کام کرے گا پنانچہ اس نے کام کیا اور نفع بھی ہوا تو یہ نفع رب المال اور باپ میں حسب قرارداد تقسیم ہوگا بیٹے کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر بیٹا کہتا ہے کہ اس کے بھروسے خریدہ فروخت کرتے ہیں اور باپ نے اس طور پر مال لیا ہے کہ لڑکا خرید فروخت کرے گا اور نفع آدھا آدھا دونوں کو ملے گا یہ مضاربت جائز ہے اور جو کچھ نفع ہوگا وہ رب المال اور لڑکے میں آدھا آدھا تقسیم ہو جائے گا۔ یونہی اگر اس صورت میں لڑکے کے کہنے سے باپ نے کام کیا ہے تو آدھا نفع لڑکے کو ملے گا اور اس کے بغیر کہے اس نے کام کیا تو اجرِ مثل کا مستحق ہے اور نفع اسی کو ملے گا مگر اسے صدقہ کر دے۔ یہی حکم ہے اگر بیٹے کے لئے بھی یہی حکم ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....رب المال نے مال مضاربت کو وہی قیمت یا زائد پر بیچ کر ڈالا تو جائز ہے اور وہی سے کم پر بیچا تو جائز ہے جب تک مضارب بیچ کی اجازت نہ دے دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....مضارب اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ کسی سرائے میں ٹھہرا ان میں سے ایک یہیں ٹھہرہ میں رہا باقی ساتھیوں کے ساتھ مضارب باہر چلا گیا کچھ دیر بعد یہ ایک بھی دروازہ کھلا چھوڑ کر چلا گیا اور مال مضاربت ضائع ہو گیا اگر مضارب کو اس پر اعتماد تھا تو مضارب ضامن نہیں یہ ضامن ہے اور اگر مضارب کو اس پر اعتماد نہ تھا تو خود مضارب ضامن ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۷.....مضارب کو ہزار روپے دیئے کہ اگر خاص فلاں قسم کا مال خریدو گے تو نفع جو کچھ ہوگا نصف نصف تقسیم ہوگا اور فلاں قسم کا مال خریدو گے تو کل نفع رب المال کا ہوگا اور فلاں قسم کا خریدو گے تو سارا نفع مضارب کا ہوگا تو جیسا کہا ویسا ہی کیا جائے گا یعنی قسم اول میں مضاربت ہے اور نفع نصف نصف تقسیم ہوگا اور قسم دوم کا مال خریدا تو بضاعت ہے نفع رب المال کا اور نقصان ہو تو وہ بھی اسی کا اور قسم سوم کا مال خریدا تو روپے مضارب پر قرض ہیں نفع بھی اسی کا نقصان بھی اسی کا۔ (عالمگیری)

ودیعت کا بیان

ودیعت رکھنا جائز ہے۔ قرآن وحدیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (پ۵، النساء۵۸)

بیشک اللہ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (پ۱۸، المؤمنون۸)

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ لَا تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ۹، الانفال۲۷)

اے ایمان والو اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث صحیح میں ہے کہ منافق کی علامت میں یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

مسئلہ نمبر۱..... دوسرے شخص کو اپنے مال کی حفاظت پر مقرر کر دینے کو ایداع کہتے ہیں اور اس مال کو ودیعت کہتے ہیں۔ جس کو عام طور پر امانت[1] کہا جاتا ہے جس کی چیز ہو اسے مودِع اور جس کی حفاظت میں دی گئی ہے اسے مودَع کہتے ہیں۔ (بکلی بکذیر اور دوسری جگہ ذیر پڑھیں) ایداع کی دو صورتیں ہیں کبھی صراحۃً کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے یہ چیز تمہاری حفاظت میں دی اور کبھی دلالۃً ہوتا ہے مثلاً کسی کی کوئی چیز گر گئی اور مالک کی غیر موجودگی میں لے لی۔ یہ چیز لینے والے کی حفاظت میں آ گئی اگر لینے کے بعد اس نے چھوڑ دی ضامن ہے اور اگر مالک کی موجودگی میں لی ہے ضامن نہیں۔

مسئلہ نمبر۲..... ودیعت کے لئے ایجاب وقبول[2] ضروری ہیں خواہ یہ دونوں چیزیں صراحۃً ہو یا دلالۃً صراحۃً ایجاب مثلاً یہ کہے کہ میں یہ چیز تمہارے پاس ودیعت رکھتا ہوں امانت رکھتا ہوں ایجاب دلالۃً یہ کہ مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھے ہزار روپے دے دو۔ پھر اُسے مجھے دے دو۔ اس نے کہا میں تم کو دیتا ہوں کہ اگر چہ دینے کا لفظ نہیں کہا مگر دینا بھی بولا جاتا ہے مگر ودیعت اس سے کم مرتبہ کی چیز ہے اسی پر عمل کریں گے اور کبھی عمل بھی ایجاب ہوتا ہے مثلاً کسی کے پاس اپنی چیز رکھ کر چلا گیا اور کچھ نہ کہا صراحۃً قبول مثلاً وہ کہے میں نے قبول کیا اور دلالۃً یہ کہ اس کے پاس کسی نے چیز رکھ دی اور کچھ نہ کہا یا کہہ دیا کہ تمہارے پاس یہ چیز امانت رکھتا ہوں اور وہ خاموش رہا مثلاً حمام میں جاتے ہیں کپڑے حمامی کے پاس رکھ کر اندر نہانے کے لئے چلے جاتے ہیں اور سرائے میں جاتے ہیں۔ بھیارے سے پوچھتے ہیں گھوڑا کہاں باندھوں۔ اس نے کہا یہاں۔ یہ ودیعت ہوگئی اس کے ذمہ حفاظت لازم ہوگئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے حفاظت کا ذمہ نہیں لیا تھا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۳..... حمامی کے سامنے کپڑے رکھ کر نہانے کو اندر گیا۔ دوسرا شخص اندر سے نکلا اور اس کے کپڑے پہن کر چلا گیا۔ حمامی سے جب اس نے کہا تو کہنے لگا میں نے سمجھا تھا کہ اسی کے کپڑے ہیں اس صورت میں حمامی کے ذمہ ضمان ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۴..... کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس کتاب رکھ کر چلا گیا اور وہ سب وہاں سے کتاب چھوڑ کر چلے گئے اور کتاب جاتی رہی ان لوگوں کے ذمہ ضمان واجب ہے اور اگر ایک ایک کر کے وہاں سے اٹھے تو پچھلا شخص ضامن ہے کہ حفاظت کے لئے یہ متعین ہو گیا تھا۔ (بحر)

مسئلہ نمبر۵..... کسی کے مکان میں چیز بغیر اس کے کہے رکھ دی۔ اس نے حفاظت نہیں کی۔ چیز ضائع ہوگئی ضمان نہیں یونہی اس نے

۱؎ امانت اسے کہتے ہیں جس میں مالک پر احسان نہ ہو۔ عاریت وہ کہ ایک چیز کو کچھ امانت کہتے ہیں مگر ودیعت خاص اس کا نام ہے جو حفاظت کے لئے دی جاتی ہے۔ ہم نے بیانات سابقہ میں ودیعت کو امانت اس لئے لکھا ہے کہ لوگ آسانی سے سمجھ لیں۔ ۱۲

۲؎ ایجاب وقبول کے لئے دیکھئے ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب فی تعریف البیع، ج۴، ص۵۰۔ ۱۲

ودیعت کہہ کر دی اس نے بلند آواز سے کہہ دیا میں حفاظت نہیں کروں گا ودیعۃ ضائع ہوگئی اس پر تاوان نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....ودیعت کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ مال اس قابل ہو جو قبضہ میں آسکے لہٰذا بھاگے ہوئے غلام کے متعلق کہہ دیا میں نے اس کو ودیعت پر رکھا ہوا میں پرندار رہا ہے اس کو ودیعت رکھنا اس کا ضمان واجب نہیں۔ یہ بھی شرط ہے کہ جس کے پاس امانت رکھی جائے وہ مکلف بموجب حفاظت واجب ہوگئی۔ اگر بچے کے پاس کوئی چیز امانت رکھ دی اس نے ہلاک کر دی ضمان واجب نہیں اور غلام مجور کے پاس رکھ دی اس نے ہلاک کر دی تو آزاد ہونے کے بعد اس سے ضمان لیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷.....ودیعت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مودع کے پاس امانت ہوتی ہے اس کی حفاظت مودع پر واجب ہوتی ہے اور مالک کے طلب کرنے پر دینا واجب ہوتا ہے۔ ودیعت کا قبول کرنا مستحب ہے۔ ودیعت ہلاک ہو جائے تو اس کا ضمان واجب نہیں۔ (عر)

مسئلہ نمبر ۸.....ودیعت کو نہ دوسرے کے پاس امانت رکھ سکتا ہے نہ عاریت یا اجارہ پر دے سکتا ہے۔ ان میں سے کوئی کام کرے گا تاوان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....امین پر ضمان کی شرط کر دینا کہ اگر یہ چیز ہلاک ہوئی تو تاوان لوں گا یہ باطل ہے مودع کو اختیار ہے کہ وہ خود حفاظت کرے یا اپنی عیال سے حفاظت کرائے جیسے وہ خود اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے کہ ہر وقت اسے اپنے ساتھ نہیں رکھتا اہل و عیال کے پاس چھوڑ کر باہر چلا گیا ہے۔ عیال سے مراد وہ ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہوں حقیقتاً اس کے ساتھ ہوں یا حکماً لہٰذا اگر کچھ مال لے کر بچے کو دے دی جو حفاظت پر قادر ہے یا بیوی کو دے دی اور یہ دونوں اس کے ساتھ نہ ہوں جب بھی ضمان نہیں۔ یونہی عورت نے خاوند کی حفاظت میں چیز چھوڑ دی ضامن نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....بیوی اور بالغ بچے یا غلام یہ اگرچہ اس کے ساتھ نہ رہتے ہوں مگر عیال میں شمار ہوں گے فرض کرو یہ شخص ایک محلہ میں رہتا ہے اور اس کی زوجہ دوسرے محلہ میں رہتی ہے اور اس کو نفقہ بھی نہیں دیتا ہے پھر بھی اگر ودیعت اپنی زوجہ کے سپرد کر دی اور تلف ہوگئی تاوان لازم نہیں ہوگا اور بالغ لڑکا یا ماں باپ جو اس کے ساتھ رہتے ہوں ان کو ودیعت سپرد کر سکتا ہے اور ساتھ نہ رہتے ہوں تو نہیں سپرد کر سکتا کہ تلف ہونے پر ضمان لازم ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....زوجہ یا لڑکا جو دوسرے شہر سے ہے جب کہ اس کے ساتھ رہتا ہے تو عیال میں ہے اس کے پاس ودیعت کو چھوڑ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲.....چوکیدار اس کی عیال میں ہے اس کی حفاظت میں امانت کو اس وقت رکھ سکتا ہے جب یا تین ہو اور اگر اس کی خیانت معلوم ہو اور اس کے پاس چھوڑ دی تو تاوان دینا ہوگا۔ اس نے اپنی عیال کی حفاظت میں چھوڑ دی اور وہ اپنے اہل بچوں کی حفاظت میں چھوڑ سے یہ بھی جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳.....مالک نے منع کر دیا تھا کہ اپنی عیال میں سے فلاں کے پاس مت چھوڑنا۔ باوجود ممانعت اس نے اس کے پاس امانت کی چیز رکھی اگر اس سے بچنا ممکن تھا کہ اس کے علاوہ دوسرے ایسے تھے کہ ان کی حفاظت میں رکھ سکتا تھا تو ضمان واجب ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴.....دکان میں لوگوں کی دو تھیلیاں تھیں دکان دار نماز کو چلا گیا اور ودیعت ضائع ہوگئی تو تاوان واجب نہیں کہ دکان میں ہمہ ہی حفاظت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵.....اہل و عیال کے علاوہ دوسروں کی حفاظت میں چیز کو چھوڑنے سے یا ان کے پاس ودیعت رکھنے سے ضمان واجب ہے ہاں اگر ان کے علاوہ ایسوں کی حفاظت میں دی ہے جو خود اس کے مال کی حفاظت کرتے ہیں جیسا اس کا وکیل اور ماذون اور شریک جس کے ساتھ شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان ہے ان سب کی حفاظت میں دینا جائز ہے۔ (درمختار و غیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... نوکر کی حفاظت میں ودیعت کو دے سکتا ہے کیونکہ خود اپنا مال بھی اس کی حفاظت میں دیتا ہے (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مودع کے مکان میں آگ لگ گئی اگر ودیعت دوسرے لوگوں کو نہیں دیتا ہے جل جاتی ہے یا کشتی میں ودیعت ہے اور کشتی ڈوب رہی ہے اگر دوسری کشتی میں نہیں بچتا ہے ڈوب جاتی ہے اس صورت میں دوسرے کو دیا یا دوسری کشتی میں بچتا جائز ہے بشرطیکہ اپنی عیال کی حفاظت میں دیتا اس وقت ممکن نہ ہو اور اگر آگ لگنے کی صورت میں اس کے گھر کے لوگ قریب ہی میں ہیں کہ ان کو دے سکتا ہے یا کشتی ڈوبنے کی صورت میں اس کے گھر والوں کی کشتی پاس میں ہے کہ ان کو دے سکتا ہے تو دوسروں کو دینا جائز نہیں ہے دے گا ضامن واجب ہوگا۔

(درمختار و نور)

مسئلہ نمبر ۱۸..... کشتی ڈوب رہی تھی اس نے دوسری کشتی میں ودیعت بھیجی مگر کشتی میں نہیں پہنچی بلکہ دریا میں گر گئی یا کشتی میں پہنچ گئی تھی مگر وہ غرق کر دریا میں چلی گئی مودع ضامن ہے۔ یونہی اگر قصداً اس نے ودیعت کو ڈوبنے سے نہیں بچایا یا کنارہ موقع تھا کہ دوسری کشتی میں دے دیتا مگر ایسا نہیں کیا یا۔ مکان میں آگ لگی تھی موقع تھا کہ ودیعت کو نکال لیتا اور نہیں نکالی ان صورتوں میں ضامن ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... یہ کہتا ہے میرے مکان میں آگ لگی تھی یا میری کشتی ڈوب گئی اور پڑوسی کو دے دی یا دوسری کشتی میں ڈال دی اگر آگ لگنا یا کشتی ڈوبنا معلوم ہو تو اس کی بات مقبول ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... آگ لگنے کی وجہ سے ودیعت پڑوسی کو دے دی تھی آگ بجھنے کے بعد اس سے واپس لینے پر قادر ہے۔ اگر واپس نہ لی اور اس کے پاس ہلاک ہو گئی تو ان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مودع کا انتقال ہو رہا ہے اور اس کے پاس اس کے عیال میں سے کوئی موجود نہیں ہے جس کی حفاظت میں ودیعت کو دیتا اس حالت میں اس نے پڑوسی کی حفاظت میں دے دی تو ضمان واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... جس کی چیز تھی اس نے طلب کی مودع کو منع کرنا جائز نہیں بشرطیکہ اس کے دینے پر قادر ہو خود مالک نے چیز مانگی یا اس کے وکیل نے قاصد کے مانگنے پر دی اگرچہ کوئی نشانی پیش کرتا ہو اور اگر اس وقت دینے سے عاجز ہے مثلاً ودیعت یہاں موجود نہیں ہے اور جہاں ہے وہ جگہ دور ہے یا دینے میں اس کو اپنی جان یا مال کا اندیشہ ہے مثلاً ودیعت کو رہزن کر رکھا ہے اس وقت کھو نہیں سکتا یا ودیعت کے ساتھ اپنا مال بھی مدفون ہے اندیشہ ہے کہ میرے مال کا لوگوں کو پتہ چل جائے گا ان صورتوں میں روکنا جائز ہے اور اگر مالک واپسی نہیں چاہتا ہے ویسے ہی کہتا ہے ودیعت (امانت) کو یعنی دیکھنا مقصود ہے تو مودع اس سے انکار کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... ایک شخص نے تلوار امانت رکھی وہ اپنی تلوار مانگتا ہے اور اس مودع کو معلوم ہو گیا کہ اس تلوار سے ماخوذ طور پر کسی کو مارے گا تو تلوار نہ دے جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے اپنی رائے بدل دی ہے۔ اب اس تلوار کو بلوا کر کام کے لئے مانگتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... ایک دستاویز ودیعت رکھی اور مودع کو معلوم ہے کہ اس کے کچھ مطالبے وصول ہو چکے ہیں اور مودع مر گیا اس کے ورثا مطالبہ وصول پانے سے انکار کرتے ہیں ان ورثا کو یہ دستاویز کبھی نہ دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... عورت نے ایک دستاویز ودیعت رکھی ہے جس میں اس نے شوہر کے لئے کسی مال کا اقرار کیا ہے اس میں مہر وصول پانے کا عورت نے اقرار کیا ہے اس کو روکنا جائز ہے کیونکہ اس کو دینے میں شوہر کا حق ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... ایک دستاویز دوسرے کے نام کی کسی نے ودیعت رکھی جس کے نام کی دستاویز ہے اس نے دعویٰ کیا ہے اور دستاویز پر جن لوگوں کی شہادت ہے وہ کہتے ہیں جب تک ہم دستاویز نہ دیکھیں گواہی نہ دیں گے۔ قاضی مودع کو قسم دے گا کہ گواہوں کو دستاویز دکھا دو کہ وہ اپنے دستخط دیکھ لیں مدعی کو یعنی جس کے نام کی دستاویز ہے نہیں دے سکتا کہ مودع کے سوا دوسرے کو ودیعت کیونکر دے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... کسی نے دھوبی کے پاس دوسرے کے ہاتھ دھونے کو کپڑا بھیجا پھر دھوبی کے پاس کہلا بھیجا کہ جو کپڑا دے دیا تھا اسے مت دیا اگر لانے والے نے دھوبی کو کپڑا دیتے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ فلاں کا کپڑا ہے اور دھوبی نے اسے دے دیا تو ضامن نہیں اور اگر کہہ دیا تھا کہ فلاں کا ہے اور یہی شخص اس کے تمام کام کرتا ہے اور دھوبی نے اسے دے دیا تو بھی ضامن نہیں اور اس کے کام یہ شخص نہیں کرتا اور باوجود ممانعت دھوبی نے اسے دیا تو ضامن ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مالک نے مودَع سے ودیعت طلب کی اس نے تباہی سے وقت نہیں حاضر کر سکتا ہوں مالک چلا گیا اور اگر مالک کا چلا جانا رضامندی اور خوشی سے ہے اور ودیعت ہلاک ہو گئی تو تاوان نہیں کہ یہ دیا ہوا امانت رکھتا ہے اور اگر ناراض ہو کر گیا تو ہلاک ہونے پر مودَع کو تاوان دینا ہوگا کہ طلب کے بعد روکنے کی اجازت تھی اور اگر مالک کے وکیل نے طلب کیا اور مودَع نے وہی جواب دیا تو یہ راضی ہو کر جانے یا ناراض ہو کر دونوں صورتوں میں ضمان واجب ہے کہ اس کو جدید ایداع کا اختیار نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... مالک نے ودیعت مانگی مودَع نے کہا کل لیجانا دوسرے دن یہ کہتا ہے کہ وہ جو تم میرے پاس آئے تھے اور میں نے اقرار کیا تھا اس کے بعد وہ ودیعت ضائع ہو گئی اس صورت میں تاوان نہیں اور اگر یہ کہتا ہے کہ اس سے پہلے ودیعت ضائع ہو چکی تھی تو تاوان واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... مالک نے مودَع سے کہا ودیعت واپس کر دو اس نے انکار کر دیا کہتا ہے میرے پاس ودیعت رکھی ہی نہیں اور اس چیز کو جہاں تھی وہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیا حالانکہ وہاں کوئی ایسا بھی بہ قیاس کی جانب سے یہ اندیشہ ہو کہ اسے پہنچا جائے گا تو ودیعت کو چھین لے گا اور انکار کے بعد ودیعت کو حاضر بھی نہیں کیا اور اس کا یہ انکار خود مالک سے ہو اس کے بعد ودیعت کا اقرار کیا تو اب بھی ضامن ہے اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ چیز تم نے مجھے بیچ کر دی تھی یا ہبہ کر دی تھی اس کی بعد وہ ودیعت کا اقرار کیا تو ضامن نہیں رہا اور اگر مالک نے ودیعت واپس نہیں مانگی صرف اس کا مال پوچھا ہے کس حالت میں ہے اس نے انکار کر دیا کہ میرے پاس ودیعت نہیں رکھی پھر اقرار کیا تو ضمان نہیں اور اگر اس کو وہاں سے منتقل نہیں کیا جب بھی ضمان نہیں اور اگر وہاں کوئی ایسا تھا جس سے اندیشہ تھا اس وجہ سے انکار کر دیا تو ضمان نہیں اور اگر انکار کے بعد چیز کو حاضر کر دیا کہ مالک لے سکتا ہے مگر نہیں لی کہہ دیا کہ اسے تم اپنے پاس رکھو تو یہ جدید ایداع ہے اور ضامن نہیں اور مالک کے سوا دوسرے لوگوں سے انکار کیا ہے جب بھی ضامن نہیں۔ (درمختار ذکر)

مسئلہ نمبر ۳۱..... ودیعت سے مودَع نے انکار کر دیا یعنی یہ کہا کہ میرے پاس تمہاری ودیعت نہیں ہے اس کے بعد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے تمہاری ودیعت واپس کر دی تھی اور اس پر گواہ قائم کئے یہ گواہ مقبول ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... ودیعت رکھ کر غائب ہو گیا اس کی عورت مودَع سے کہتی ہے میرا نفقہ ودیعت میں سے دے دو اس نے ودیعت ہی سے انکار کر دیا اس کے بعد اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے ودیعت ضائع ہو گئی تو اس کے ذمہ تاوان ہے۔ یونہی یتیموں کے ولی اور پاسبانوں نے وصی سے کہا کہ ان بچوں کا جو کچھ مال تمہارے پاس ہے ان پر خرچ کرو۔ وصی نے کہا میرے پاس ان کا کوئی مال نہیں ہے پھر مال کا اقرار کیا اور کہتا ہے کہ تمہارے کہنے کے بعد ضائع ہو گیا تو وصی پر تاوان لازم ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۳۳..... ودیعت رکھنے والے کے مکان پر ودیعت لا کر رکھ گیا یا اسکے مال بچوں کو دے گیا اور وہ ودیعت ضائع ہو گئی تو مودَع پر تاوان لازم ہے اور اپنے عیال کے ہاتھ اس کے پاس بھیج دی اور ضائع ہو گئی تو ضمان نہیں اور اگر اپنے بالغ لڑکے کے ہاتھ بھیجی جو اس کی عیال میں نہیں ہے تو ضامن ہے اور نابالغ لڑکے کے ہاتھ بھیجی تو اگر وہ اس کی عیال میں نہ ہو ضامن نہیں جب کہ یہ نابالغ بچہ ایسا ہو کہ حفاظت کرنا جانتا ہو اور چیز وں کی حفاظت کرتا ہو ورنہ تاوان لازم ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... ودیعت رکھنے والا غائب ہو گیا معلوم نہیں زندہ ہے یا مر گیا ودیعت کو محفوظ ہی رکھنا ہوگا جب موت کا علم ہو جائے اور ورثا بھی معلوم ہیں تو ورثا کو دے دے۔ معلوم نہ ہونے کی صورت میں ودیعت کو صدقہ نہیں کر سکتا اور لقطہ میں مالک کا پتہ نہ چلے تو صدقہ کرنے کا حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... ودیعت رکھنے والا مر گیا اور اس پر دین مستغرق نہ ہو تو ودیعت ورثا کو دے دے اور دین مستغرق ہو تو یہ ودیعت حق غرما ہے اس صورت میں ورثا کو نہیں دے سکتا وے گا تو غرما اس صورت سے تاوان نہیں لے گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... جس کے پاس ودیعت تھی کہتا ہے کہ میں نے تمہارے پاس ودیعت بھیج دی اور جس کے ہاتھ بھیجنا بتاتا ہے وہ اس کی عیال میں ہے تو اس کا قول معتبر ہے اور اجنبی کے ہاتھ بھیجنا کہتا ہے اور مالک انکار کرتا ہے کہتا ہے مجھ کو چیز نہیں ملی تو مودع ضامن ہے ہاں اگر مالک اقرار کر لے یا مودع گواہوں سے اس کے پاس پہنچنا ثابت کر دے تو ضامن نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... غاصب نے مغصوب کو ودیعت رکھ دیا تھا مودع نے غاصب کے پاس چیز واپس کر دی یہ مودع ضمان سے بری ہو گیا (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... مودع کا انتقال ہو گیا اور اس نے ودیعت کے متعلق کچھ نہ کہا ہے (مالک سمجھتا ہے کہ فلاں چیز امانت ہے اور فلاں چیز) یہ بھی منع کرنے کے معنی میں ہے اس صورت میں ودیعت کا تاوان لیا جائے گا اور اس کے ترکہ سے بطور دین وصول کیا جائے گا ہاں اگر اس کا بیان نہ کرا اس وجہ سے ہو کہ ورثا کو علم ہے کہ فلاں چیز ودیعت ہے بیان کرنے کی ضرورت ہے تو تاوان واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۹..... مودع مر گیا اور امانت ہلاک ہو گئی مودع کہتا ہے کہ مودع نے قبیلی کی ہے لہٰذا ضمان واجب ہے وارث کہتا ہے مجھے معلوم نہ تھا کہ وارث نے ان چیزوں کو بیان کر دیا کہ فلاں فلاں چیز مورث کے پاس ودیعت تھی وارث کا قول معتبر ہے یعنی مودع کے مرنے کے بعد وارث اس کے قائم مقام ہے اس سے ضمان نہیں لیا جائے گا صرف ایک بات میں فرق ہے وارث نے چور کو ودیعت ناداری ضامن نہیں ہے اور مودع نے مثانی تو ضامن ہے مگر جب کہ اسے لینے سے بقدر طاقت منع کرے۔ (درمختار ماکر)

مسئلہ نمبر ۴۰..... ورثا کہتے ہیں ودیعت اس نے اپنی زندگی میں واپس کر دی تھی ان کا قول مقبول نہیں بلکہ گواہوں سے واپسی کو ثابت کرنا ہوگا تا ثابت نہ کرے پر میت کے مال سے تاوان وصول کیا جائے گا اور اگر ورثا نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ مودع نے اپنی زندگی میں یہ کہا تھا کہ ودیعت واپس کر چکا ہوں تو یہ گواہ بھی مقبول ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۱..... ودیعت کے علاوہ دیگر امانتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ قبیلی کرے مر جائے تو اس کا تاوان واجب ہو جائے گا امانت باقی نہیں رہے گی صرف بعض امانتوں کا اس حکم سے استثنا ہے۔ (1) متولی مسجد جس کے پاس وقف کی آمدنی تھی اور بغیر بیان کئے مر گیا۔ (2) قاضی نے یتامیٰ کے اموال امانت رکھے اور بغیر بیان کئے مر گیا یہ نہیں بتایا کہ کس کے پاس امانت ہے اور اگر قاضی نے خود اپنے ہی یہاں رکھا تھا اور بغیر بیان مر گیا تو ضامن ہے اس لئے کہ ترکہ سے وصول کریں مگر قاضی نے اگر کہدیا تھا کہ مال میرے پاس سے ضائع ہو گیا یا میں نے یتیم پر خرچ کر ڈالا تو اس پر ضمان نہیں۔ (3) سلطان نے اموال غنیمت بعض تاجروں کے پاس امانت رکھے اور مر گیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ کس کے پاس ہیں۔ (4) وہ حصوں میں شرکت مفاوضہ تھی ان میں سے ایک مر گیا اور جو کچھ اموال اس کے قبضہ میں تھے اس کو بیان نہیں کیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۲..... مودع مجنون ہو گیا اور جنون بھی مطبق ہے اور اس کے پاس بہت کچھ اموال ہیں ودیعت نکالی گئی نہیں ملی اور اس کی امید بھی نہیں ہے کہ اس کی عقل ٹھیک ہو جائے گی تو قاضی کسی کو مجنون کا وصی مقرر کرے گا وہ مجنون کے مال سے ودیعت ادا کرے گا مگر جس کو دے گا

اس سے ضامن لے لے گا پھر اگر وہ مجنون اچھا ہو گیا اور کہتا ہے میں نے ودیعت واپس کر دی تھی یا ضائع ہو گئی تھی یا کہتا ہے مجھے معلوم نہیں کیا ہوئی اس پر حلف دیا جائے گا بعد حلف جو کچھ اس کا مال دیا گیا ہے وہ پس لیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۳..... مودع نے ودیعت اپنی عورت کو دے دی اور مر گیا تو عورت سے مطالبہ ہو گا اگر عورت کہتی ہے چوری ہو گئی یا ضائع ہو گئی تو قسم کے ساتھ عورت کی بات معتبر ہے اور اس کا مطالبہ اب کسی سے نہ ہو گا اور اگر عورت کہتی ہے میں نے مرنے سے پہلے شوہر کو واپس دے دی تھی تو اس کی بات معتبر ہے اور عورت کو شوہر سے جو کچھ ترکہ ملا ہے اس میں سے ودیعت کا تاوان لیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۴..... شوہر مریض سے پوچھا گیا کہ تمہارے پاس فلاں کی ودیعت تھی وہ کیا ہوئی اس نے کہا میں نے اپنی عورت کو دے دی ہے اس کے مرنے کے بعد عورت سے پوچھا گیا عورت کہتی ہے مجھے اس نے نہیں دی ہے اس صورت میں عورت پر حلف دیا جائے گا اور حلف کر لے تو اس سے مطالبہ نہ ہو گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵..... مضارب نے یہ کہا کہ میں نے مال مضاربت فلاں کے پاس ودیعت رکھ دیا ہے یہ کہہ کر مر گیا تو رب مضارب کے مال سے لیا جا سکتا ہے یہ اس کے دعوے اور جس کا نام لیا ہے وہ انکار کرتا ہے تو قسم کے ساتھ اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر یہ شخص بھی مر گیا اور اس نے ودیعت کے متعلق کچھ بیان نہیں کیا اور اس کے پاس ودیعت رکھنا صرف مضارب کے کہنے ہی سے معلوم ہوا اور کوئی ثبوت نہیں ہے تو اس کے ترکہ سے وصول نہیں کی جا سکتی اور اگر گواہوں سے اس کے پاس ودیعت رکھنا ثابت ہے یا اس نے خود اقرار کیا ہے کہ میرے پاس مضارب نے ودیعت رکھی ہے اور مضارب مر گیا پھر وہ شخص بھی مر گیا تو اس شخص کے مال سے ودیعت وصول کی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۶..... ایک شخص کے پاس ایک ہزار روپے ودیعت کے ہیں ان روپوں کے دو شخص دعویٰ دار ہیں ہر ایک کہتا ہے میں نے اس کے پاس ودیعت رکھے ہیں اور مودع کہتا ہے تم دونوں میں سے ایک نے ودیعت رکھے ہیں میں نہیں معین کر کے بتا سکتا کہ کس نے رکھے ہیں تو اگر دونوں مدعی اس بات پر صلح و اتفاق کر لیں کہ ہم دونوں یہ روپے برابر بانٹ لیں تو ایسا کر سکتے ہیں اور مودع دینے سے انکار نہیں کر سکتا اس کے بعد یہ مودع کا مطالبہ ہو سکتا ہے یا اس پر حلف دیا جا سکتا ہے اور اگر دونوں صلح نہیں کرتے بلکہ ہر ایک پورے ہزار کو لینا چاہتا ہے تو مودع سے دونوں حلف لے سکتے ہیں پھر اگر دونوں کے مقابل میں اس نے حلف کر لیا تو دونوں کا دعویٰ ختم ہو گیا اور اگر دونوں کے مقابل قسم سے انکار کر دیا تو اس ہزار کو دونوں بانٹ لیں اور ایک دوسرے ہزار کا اس پر تاوان ہو گا جو دونوں برابر لے لیں گے اور اگر ایک کے مقابل میں حلف کر لیا دوسرے کے مقابل میں قسم سے انکار کر دیا تو جس کے مقابل میں قسم سے انکار کیا ہے وہ ہزار لے لے اور جس کے مقابل میں حلف کر لیا ہے اس کا دعویٰ ساقط۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷..... ودیعت کو اپنے مال یا دوسرے کے مال میں بدوں اجازت مالک اس طرح ملا دینا کہ امتیاز باقی نہ رہے یا بہت دشواری سے جدا کئے جا سکیں یہ بھی موجب ضمان ہے دونوں مال ایک قسم کے ہوں جیسے روپے کو روپے میں ملا دیا گیہوں کو گیہوں میں جو کو جو میں یا دونوں مختلف جنس کے ہوں مثلاً گیہوں کو جو میں ملا دیا اس میں اگرچہ امتیاز اور جدا کرنا ممکن ہے مگر بہت دشوار ہے اس طرح پر ملا دینا بھی تو بلا ملاک کر دینا ہے مگر جب تک ضمان ادا نہ کر لے اس کا کھانا جائز نہیں یعنی پہلے ضمان ادا کرو اس کے بعد جو چاہو کھاؤ۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۴۸..... ایک شخص نے گیہوں اور جو دونوں کو ودیعت رکھا ہے جب بھی ملا دینا جائز نہیں ملا دے گا تو تاوان لازم ہو گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۹..... مالک کی اجازت سے اس نے دوسری چیز کے ساتھ غلطی کیا یا اس نے خود نہیں ملایا بلکہ بغیر اس کے فعل کے دونوں چیزیں مل گئیں مثلاً دو بوریوں میں ملتقا بوریاں پھٹ گئیں تو مل گیا یا صندوق میں دو تھیلیوں میں روپے رکھے تھے تھیلیاں پھٹ گئیں اور روپے مل گئے

ان دونوں صورتوں میں دونوں باہم شریک ہو گئے اگر اس میں سے کچھ ضائع ہوگا تو دونوں کا ضائع ہوگا جو باقی ہے اسے مطابق حصہ کے تقسیم کریں مثلاً ایک ہزار روپے تھے دوسرے کے وہ ہزار تو جو کچھ باقی ہے اس کے تین حصے کر کے پہلا شخص ایک حصہ لے لے اور دوسرا شخص دو حصے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۰.....مودع کے سوا کسی دوسرے شخص نے غلط کر دیا اگرچہ وہ نابالغ ہو اگرچہ وہ شخص ہو جو مودع کے عیال میں سے ہو خطا کرنے والا ضامن ہے مودع ضامن نہیں۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۱.....ودیعت روپیہ یا اشرفی ہے یا مکیل و موزون ہے مودع نے اس میں سے کچھ خرچ کر ڈالا تو جتنا خرچ کیا ہے اتنے ہی کا ضامن ہے جو باقی ہے اس کا ضامن نہیں یعنی باقی اگر ضائع ہو جائے تو اس کا تاوان لازم نہیں اور اگر خرچ کے لئے نکالا تھا مگر خرچ نہیں کیا پھر اس میں شامل کر دیا تو تاوان لازم نہیں اور اگر بھتنا ودیعت میں سے خرچ کر ڈالا تھا اتنا ہی باقی ہیں ملا دیا کہ امتیاز جاتا رہا مثلاً سو روپے میں سے دس خرچ کر ڈالے تھے پھر دس روپے باقی میں ملا دیئے تو کل کا ضامن ہو گیا کیونکہ اپنے مال کو ملا کر ودیعت کو ہلاک کر دیا اور اگر اس طرح ملایا ہے کہ امتیاز باقی ہے مثلاً کچھ روپے تھے اور کچھ نوٹ یا اشرفیاں روپے خرچ کر ڈالے پھر اتنے ہی روپے پاس میں شامل کر دیئے یا جو کچھ ملایا اس میں نقصان ہلاک ہے کو بعد کیا جا سکتا ہے یا خرچ کیا اور اس میں شامل نہیں کیا یا دو مرتبہ میں خمس مثلاً ایک مرتبہ اس نے دس روپے نہ دیئے دوسری مرتبہ دس پھر دیئے اور ان میں سے ایک ودیعت کو خرچ کر ڈالا ان سب صورتوں میں صرف اس کا ضامن ہے جو خرچ کیا یا اس میں ہے جس کے نکلنے کا مصرف نہیں مثلاً دس سیر گیہوں تھے ان میں سے پانچ سیر خرچ کئے اور اگر وہ بھی چیز ہو جس کے نکلنے کا مصرف ہو مثلاً ایک انگن کا کپڑا، اتارا کوئی زیور تھا اس میں سے ایک نکلا خرچ کر ڈالا تو کل کا ضامن ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۲.....جس شخص نے ودیعت رکھی ہے وہ غائب ہو گیا اس کا پتہ نہیں کہ کہاں ہے تو اگر دونوں مالک اس پر راضی ہو جائیں کہ ان میں سے ایک شخص اس چیز کو لے لے اور دوسرے کو اس چیز کی قیمت دے دے یہ ہو سکتا ہے اور اس پر راضی نہ ہو تو قاضی کو چاہئے کہ ہر ایک اپنی اپنی چیز کی قیمت پر شے کو تقسیم کر کے لے لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۳.....ودیعت پر تعدی کی یعنی اس میں بیجا تصرف کیا مثلاً کپڑا، اتارا ہے پہن لیا گھوڑا تھا اس پر سوار ہو گیا غلام تھا اس سے خدمت لی یا اسے کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھ دیا ان سب صورتوں میں اس پر ضمان لازم ہے مگر پھر اس حرکت سے باز آیا یعنی اس کو حفاظت میں لے آیا اور یہ نیت ہے کہ اب ایسا نہیں کرے گا تو تعدی کرنے سے جو ضمان کا حکم آ گیا تھا زائل ہو گیا یعنی اگر اب چیز ضائع ہو جائے تو تاوان نہیں مگر استعمال سے چیز میں نقصان پیدا ہو جائے تو تاوان دینا ہوگا اور اگر اب بھی نیت یہ ہو کہ واپس کرے گا مثلاً امانت میں کپڑا تار دیا اور یہ نیت ہے کہ صبح کو پہنے گا تو ضمان کا حکم برستور باقی ہے یعنی مثلاً رات ہی میں وہ کپڑا چوری ہو گیا تاوان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۴.....مستعیر اور مستاجر نے تعدی کی پھر اس سے باز آئے تو ضمان سے بری نہیں جب تک مالک کے پاس چیز نہ پہنچا دیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۵.....(1) مودع (2) بیع کا وکیل (3) حفظ کا وکیل (4) وراثت پر دینے (5) یا لینے کا وکیل یعنی اس کو وکیل کیا تھا کہ اس چیز کو کرایہ پر دے کرایہ پر لے اور اس نے ٹھیرایا چیز کو استعمال کیا پھر استعمال چھوڑ دیا (6) اور مضارب (7) و مستصنع یعنی مضارب نے چیز کو استعمال کیا یا جس کو بضاعت کے طور پر دیا تھا اس نے استعمال کیا پھر استعمال ترک کیا (8) اور شریک ضمان (9) اور شریک مفاوضہ (10) اور رہن کے لئے عاریت لینے والا کو ایک چیز عاریت ملی تھی کہ اسے رہن رکھے گا اور خود استعمال کی پھر رہن رکھ دی یہ اس قسم کی خاص تعدی کرنے والے اگر تعدی سے باز آ جائیں تو ضمان سے بری ہو جاتے ہیں اور ان کے علاوہ جو امین تعدی کرے گا وہ ضامن ہوگا اگرچہ تعدی سے باز آ جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۶.....مودَع کو یہ اختیار ہے کہ ودیعت کو اپنے ہمراہ سفر میں لے جائے اگر چہ اس میں بار برداری صرف کرنی پڑے بشرطیکہ مالک نے سفر میں لے جانے سے منع نہ کیا ہو اور لے جانے میں اس کے ہلاک ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو اور اگر مالک نے منع کر دیا ہو یا لے جانے میں اندیشہ ہو اور سفر میں جا رہا اس کے لئے ضروری نہ ہو اور سفر کیا اور ودیعت ضائع ہو گئی تو تاوان لازم ہے اور اگر سفر میں جانا ہے اور تنہا سفر کیا اور ودیعت کو بھی لے لیا ضامن ہے اور بال بچوں کے ساتھ سفر کیا ہے تو ضامن نہیں دریائی سفر بھی خوفناک ہے کہ اس میں غالب ہلاک ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۷.....دو شخصوں نے مل کر ودیعت رکھی جان میں سے ایک اپنا حصہ مانگتا ہے دوسرے کی عدم موجودگی میں امین کو دینا جائز نہیں اور اگر دے دے گا تو ضامن نہیں اور ایک نے قاضی کے پاس دعویٰ کیا کہ میرا حصہ دلا دیا جائے تو قاضی دینے کا حکم نہیں دے گا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۸.....دو شخصوں نے ودیعت رکھی تھی ایک نے مودَع سے کہا کہ میرے شریک کو سو روپے دو وہ اس نے دے دیئے اس کے بعد جو قسم ضائع ہوئی تو جو شخص سو روپے لے چکا ہے یہ تہائی کے ہیں اس کا ساتھی ان میں سے نصف نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا تھا کہ اس میں آدھی قسم اس کو دے دو اس نے دے دی اور جو قسم ضائع ہوئی تو ساتھی جو نصف لے چکا ہے اس میں سے نصف یہ لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۹.....دو شخصوں نے ایک شخص کے پاس ہزار روپے ودیعت رکھے مودَع مر گیا اور ایک بیٹا چھوڑا ان دونوں میں ایک یہ کہتا ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس لڑکے نے ودیعت ہلاک کر دی دوسرے نے کہا معلوم نہیں ودیعت کیا ہوئی تو جس نے پینے کا ہلاک کرنا بتایا اس نے مودَع کو بری کر دیا یعنی اس کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ مرنے والے نے ودیعت کو بعینہٖ قائم رکھا اور بیٹے سے ضمان لینا چاہتا ہے تو بغیر ثبوت اس کی یہ بات کیونکر مانی جا سکتی ہے۔ لہٰذا بیٹے پر تاوان کا حکم نہیں ہو سکتا اور دوسرا شخص جس نے کہا معلوم نہیں ودیعت کیا ہوئی اس کو میت کے مال سے پانچ سو دلائے جائیں گے کیونکہ ودیعت پر قبول ودیعت کا اقرار رکھتا ہے اور اس صورت میں مال میت سے تاوان دلانے کا حکم ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۰.....مودَع نے ودیعت رکھنے ہی سے انکار کر دیا مالک نے گواہوں سے ودیعت رکھنا ثابت کر دیا اس کے بعد مودَع گواہ پیش کرتا ہے کہ ودیعت ضائع ہو گئی مودَع کے گواہ ماقبول ہیں اور اس کے ذمہ تاوان لازم ہے اس کے گواہوں سے انکار کے بعد ضائع ہونا ثابت ہوا انکار سے قبل بہر صورت تاوان دینا ہوگا اور اگر ودیعت رکھنے سے مودَع نے انکار نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ میرے پاس تیری ودیعت نہیں ہے اور گواہوں سے ضائع ہونا ثابت کیا اگر گواہوں سے یہ ثابت ہو کہ اس کے کہنے سے پہلے ضائع ہوئی تو تاوان نہیں ہوا اور اگر اس کہنے کے بعد ضائع ہونا گواہوں نے بیان کیا تو تاوان لازم ہے اور اگر گواہوں سے مطلقاً ضائع ہونا ثابت ہوا قبل یا بعد نہیں ثابت ہے جب بھی ضامن ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۱.....ودیعت سے مودَع نے انکار کر دیا اس کے بعد ودیعت واپس کر دی اور گواہوں سے ثابت کر دیا تو گواہ مقبول ہیں اور یہ بری اور گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ انکار سے پہلے ہی ودیعت دے دی تھی اور یہ کہتا ہے کہ میں نے انکار کرنے میں غلطی کی میں بھول گیا تو یہ گواہ بھی مقبول ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۲.....مودَع کہتا ہے میں نے ودیعت واپس کر دی چند روز کے بعد کہتا ہے ضائع ہو گئی اس پر تاوان لازم ہے اور اگر کہا کہ ضائع ہو گئی پھر چند روز کے بعد کہتا ہے میں نے واپس کر دی میں نے غلطی سے ضائع ہونا کہہ دیا اس صورت میں بھی تاوان ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۳.....مودَع کہتا ہے ودیعت ہلاک ہو گئی اور مالک اس کی تکذیب کرتا ہے مالک کہتا ہے اس پر حلف دیا جائے حلف دیا گیا اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا اس سے ثابت ہوا کہ چیز اس کے یہاں موجود ہے لہٰذا اس کو قید کیا جائے گا اس وقت تک کہ چیز دے دے یا ثابت کر دے کہ چیز نہیں باقی رہی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۴..... کسی کے پاس ودیعت رکھ کر پردیس چلا گیا واپس آنے کے بعد اپنی چیز مانگتا ہے مودع کہتا ہے تم نے اپنے بال بچے پر خرچ کرنے کے لئے کہا تھا میں نے خرچ کردی مالک کہتا ہے میں نے خرچ کرنے کو نہیں کہا تھا مالک کا قول معتبر ہے۔ یونہی اگر مودع یہ کہتا ہے کہ تم نے مساکین پر خیرات کرنے کو کہا تھا میں نے خیرات کردی یا فلاں شخص کو ہبہ کرنے کو کہا تھا میں نے ہبہ کردیا۔ مالک کہتا ہے میں نے نہیں کہا تھا اس میں بھی مالک ہی کا قول معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۵..... کسی کے پاس روپے ودیعت رکھے مالک اس سے کہتا ہے میں نے فلاں شخص کو حکم دے دیا تھا کہ وہ تمہارے پاس سے دو روپے لے لے پھر میں نے اسے منع کردیا مودع کہتا ہے وہ تو لے بھی گیا اس شخص سے پوچھا گیا تو کہنے لگا میں نہ مودع کے پاس گیا نہ میں نے روپے لئے مودع کی بات معتبر ہے اس پر ضمان لازم نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۶..... مودع نے ودیعت سے انکار کردیا پھر اس مودع نے اس کے پاس اسی جنس کی چیز ودیعت رکھی یہ شخص اپنے مطالبہ میں اس ودیعت کو روک سکتا ہے اور اگر اس پر قسم دی جائے تو یوں قسم کھائے کہ اس کی فلاں چیز میرے ذمہ نہیں ہے یہ قسم نہ کھائے کہ اس کی ودیعت نہیں رکھی ہے کہ یہ قسم جھوٹی ہوگی۔ یونہی اگر اس کا کسی کے ذمہ دین تھا مدیون نے دین سے انکار کردیا پھر مدیون نے اسی جنس کی چیز ودیعت رکھی اپنے دین میں سے روک سکتا ہے اور اگر ودیعت اس جنس کی چیز نہ ہو تو نہیں روک سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۷..... ایک شخص نے پچاس روپے قرض مانگے اس نے غلطی سے پچاس کی بجائے ساٹھ دے دیئے اس نے، کہ ان پر آگر دیکھا کہ دس زائد ہیں واپس کرنے کو دس روپے لے کر گیا راستہ میں ضائع ہو گئے اس پر پانچ سے دس کا ضمان ہے اور ایک سے دس تک یعنی دس روپے میں سے چھٹے حصہ کا ضمان نہیں کیونکہ جو روپے اس نے غلطی سے دیئے وہ اس کے پاس ودیعت ہیں اور وہ بمنزلہ کل کا چھٹا حصہ ہے لہٰذا ان دس کا چھٹا حصہ بھی ودیعت ہے بصرف اسے چھٹے حصے کا ضمان واجب نہیں اور اگر کل روپے ضائع ہوتے تو پچاس سے زیادہ واجب نہیں کیونکہ دس ودیعت ہیں ان کا تاوان نہیں۔ یونہی اگر کسی کے ذمہ پچاس روپے باقی تھے اس نے غلطی سے ساٹھ لے لئے دس روپے واپس کرنے چار بھاتا راستہ میں ضائع ہو گئے تو پانچ سے دس روپے کا ضمان اس پر واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۸..... شادی میں روپے پیسے کسی کو نچھاور کرنے کے لئے دیئے تو یہ شخص اپنے لئے ان میں سے بچا نہیں سکتا اور نہ خود گرے ہوئے کو اٹھ سکتا ہے اور یہ بھی نہیں کر سکتا کہ دوسرے کو لانے کے لئے دے دے شکرانہ اور نچھاور جو تانے کے لئے دیئے جاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۹..... مسافر کسی کے مکان پر مر گیا اس نے کچھ سامان دو تین روپے کا چھوڑا اور اس کا کوئی وارث معلوم نہیں اور جس کے مکان پر مرا ہے یہ فقیر ہے اس مال کو اپنے لئے یہ شخص رکھ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۰..... ایک شخص نے دو شخصوں کے پاس ودیعت رکھی اگر وہ چیز قابل قسمت ہے دونوں اس چیز کو تقسیم کر لیں ہر ایک اپنے حصے کی حفاظت کرے اگر ایسا نہیں کیا بلکہ ان میں سے ایک نے دوسرے کے سپرد کردی تو دینے والا ضامن ہے اور اگر وہ چیز تقسیم کے قابل نہیں تو ان میں سے ایک دوسرے کے سپرد کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۱..... مودع نے کہہ دیا تھا کہ ودیعت کو مکان میں نہ رکھنا کیونکہ اس میں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اگر مودع کے لئے کوئی دوسری جگہ اس سے زیادہ محفوظ ہے اور یہ اس پر قادر بھی تھا کہ اٹھا کر وہاں لے جاتا اور نہ لے گیا اور مکان سے وہ چیز رات میں چوری ہو گئی تو ضمان دینا ہوگا اور کوئی دوسری جگہ حفاظت کی اس کے پاس نہیں یا اس وقت چیز کو لے جانے پر قادر نہ تھا تو ضامن نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۲..... مالک نے یہ کہہ دیا ہے کہ اس چیز کو اپنی عیال کے پاس نہ چھوڑنا یا اس کمرے میں رکھنا اور مودع نے ایسے کو دیا

جس کے دینے سے پارہ نقصان زیور قیمتی کو دینے سے منع کیا تھا اس نے بیوی کو دے دیا، گھوڑا تھا غلام کو دینے سے منع کیا تھا اس نے غلام کو دے دیا اور اس کمرے کے سوا دوسرے کمرے میں رکھی اور دونوں کمرے حفاظت کے لحاظ سے یکساں ہیں یا یہ اس سے بھی زیادہ محفوظ ہے اور ودیعت ضائع ہوگئی تاوان لازم نہیں اور اگر یہ باتیں نہ ہوں مثلاً زیور غلام کو دے دیا گھوڑا بیوی کی حفاظت میں دیا یا وہ کمرہ اتنا محفوظ نہیں جتنے تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۳..... مودع نے کہا اس تھیلی میں نہ رکھنا اس میں رکھنا یا تھیلی میں رکھنا صندوق میں نہ رکھنا یا صندوق میں رکھنا اس گھر میں نہ رکھنا اور اس نے وہ کیا جس سے مودع نے منع کیا تھا ان صورتوں میں ضمان واجب نہیں۔ (عالمگیری)

قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ مامور کرنے والے نے اگر ایسی شرط لگائی جس کی رعایت ممکن ہے اور مفید بھی ہو تو اس کا اعتبار ہے اور ایسی نہ ہو تو اس کا اعتبار نہیں مثلاً یہ شرط کی اسے اپنے ہاتھ ہی میں لے رہنا کسی جگہ نہ رکھنا یا بے ہاتھ میں رکھنا یا میں نہ رکھنا یا اس چیز کو وہی آنکھ سے دیکھتے رہنا یا میں آنکھ سے نہ دیکھنا اس قسم کی شرطیں بے کار ہیں ان پر عمل کرنا کچھ ضروری نہیں۔

(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۴..... ایک شخص کے پاس ودیعت رکھی اس نے دوسرے کے پاس رکھ دی اور ضائع ہوگئی تو لفظ مودع سے ضمان نہیں لے سکتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۷۵..... مالک کہتا ہے کہ دوسرے کے یہاں سے ہلاک ہوئی اور مودع کہتا ہے اس نے مجھے واپس کر دی تھی میرے یہاں سے ضائع ہوئی مودع کی بات نہیں مانی جائے گی اور اگر مودع سے کسی نے غصب کی ہوئی اور مالک کہتا ہے غاصب کے یہاں ہلاک ہوئی اور مودع کہتا ہے اس نے واپس کر دی تھی میرے یہاں ہلاک ہوئی تو مودع کی بات مانی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۶..... ایک شخص کو بیس روپے دیئے کہ فلاں شخص کو جو فلاں شہر میں ہے دے دینا اس نے دوسرے کو دے دیئے کہ تم اس شخص کو دے دینا اور راستہ میں روپے ضائع ہو گئے اگر دینے والا مر گیا ہے تو مودع پر تاوان نہیں ہے کہ یہ ایسی ہے اور اگر زندہ ہے تو تاوان ہے کہ وکیل ہے ہاں اگر وہ شخص جس کو روپے دیئے ہیں اس کی عیال میں ہے تو ضامن نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷۷..... دو شخصوں نے غلطی سے ایک کا کپڑا دوسرے کو دے دیا اس نے قطع کر ڈالا دونوں ضامن ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۸..... جانور کو ودیعت رکھا تھا وہ بیمار ہوا علاج کرایا اور علاج سے ہلاک ہو گیا مالک کو اختیار ہے جس سے چاہے تاوان لے مودع سے بھی تاوان لے سکتا ہے اور معالج سے بھی۔ اگر معالج سے تاوان لیا بوقت علاج اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ دوسرے کا ہے معالج مودع سے واپس لے سکتا ہے اور اگر معلوم تھا تو نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷۹..... غاصب نے کسی کے پاس مغصوب چیز ودیعت رکھ دی اور ہلاک ہو گئی مالک کو اختیار ہے دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے اگر مودع سے تاوان لیا وہ غاصب سے رجوع کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۰..... ایک شخص کو روپے دیئے کہ ان کو فلاں شخص کو آج ہی دینا اس نے نہیں دیئے اور ضائع ہو گئے تاوان لازم نہیں اس لئے کہ اس پر اسی روز دینا لازم تھا۔ یونہی مالک نے یہ کہا کہ ودیعت میرے پاس پہنچا جانا اس نے نہ پہنچایا دونوں کا اور نہیں پہنچائی اس کے پاس سے ضائع ہو گئی تاوان واجب نہیں کیونکہ مودع کے ذمہ یہاں لا کر دینا نہیں ہے کہ تاوان لازم آئے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۱..... مالک نے کہا یہ چیز فلاں شخص کو دے دینا یہ کہتا ہے میں نے دے دی مگر وہ کہتا ہے نہیں دی ہے مودع کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۲..... مودع نے کہا "علم نہیں" ودیعت کیگر جاتی رہی ابتداء اس نے یہی جملہ کہا یا یوں کہا کہ چیز جاتی رہی اور "علم نہیں کیوں کر کہی اس صورت میں ضمان نہیں اور اگر یوں کہا "علم نہیں ضائع ہوئی یا نہیں ہوئی یا یوں کہا "علم نہیں میں نے اسے رکھ دیا ہے یا۔ مکان کے اندر کہیں دفن کر دیا ہے یا کسی دوسری جگہ دفن کیا ہے ان صورتوں میں ضامن ہے اور اگر یوں کہتا ہے کہ میں نے ایک جگہ دفن کر دیا تھا وہاں سے کوئی چرا کر لے گیا اگر چرانے والے کو نہیں جانتا یا جہاں دفن کیا تھا اس میں ضمان واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۳..... دلال کو پہنچنے کے لئے کپڑا دیا تھا دلال کہتا ہے کہ کپڑا میرے ہاتھ سے گر گیا اور ضائع ہو گیا "علم نہیں کیونکر ضائع ہوا تو اس پر تاوان نہیں۔ دلال یہ کہتا ہے کہ میں بھول گیا "علم نہیں کس دکان میں رکھ دیا تھا تو تاوان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۴..... مودع کہتا ہے ودیعت میں نے اپنے سامنے رکھی تھی بھول کر چلا گیا ضائع ہو گئی اس صورت میں تاوان دینا ہوگا اور اگر کہتا ہے مکان کے اندر چھوڑ کر چلا گیا اور ضائع ہو گئی اگر وہ جگہ حفاظت کی ہے کہ اس قسم کی چیز وہاں بطور حفاظت رکھی جاتی ہے تو تاوان نہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۵..... مکان کسی کی حفاظت میں دے دیا اور اسی مکان کے ایک کمرہ یا کوٹھری میں ودیعت رکھی ہے اگر اس کو مقفل کر دیا ہے کہ آسانی سے کھل سکتا ہو تو تاوان نہیں ورنہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۶..... اس کے مکان میں بکثرت لوگ آتے جاتے ہیں مگر اس کے باوجود چیز کی حفاظت رہتی ہے اور اس نے حفاظت کی جگہ میں ودیعت رکھوائی ہے ضمان واجب نہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۷..... مال ودیعت کو زمین میں دفن کر دیا اور کوئی نشان بھی کر آیا ہے تو ضائع ہونے پر تاوان نہیں اور نشان نہیں کیا تو تاوان ہے اور جنگل میں دفن کر دیا تو ہر صورت تاوان ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۸..... مودع کے پیچھے چور لگ گئے اس نے ودیعت کو دفن کر دیا کہ چور اس کے ہاتھ سے کہیں لے نہ لیں اور دفن کر کے ان کے خوف کی وجہ سے بھاگ گیا پھر آ کر تلاش کرتا ہے تو پتہ نہیں چلتا کہ کہاں دفن کی تھی اگر دفن کرتے وقت اتنا موقع تھا کہ نشانی کر دیتا اور نہیں کی تو ضامن ہے اور اگر نشانی کا موقع نہ ملا تو وہ معذور ہیں اگر جلد آ جاتا تو پتہ چل جاتا اور جلد آنا ممکن تھا مگر نہ آیا جب بھی ضامن ہے اور جلد آنا ممکن ہی نہ تھا اس وجہ سے نہیں آیا تو ضامن نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۹..... زمانہ فتنہ میں ودیعت کو ویرانہ میں یا اگر زمین کے اوپر رکھ دی تو ضامن ہے اور اگر دفن کر دی تو ضامن نہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۰..... مودع یا وصی سے زبردستی مال لینا کوئی چاہتا ہے اگر جان سے مارنے یا قطع عضو کی دھمکی دی اس نے ڈر کر کچھ مال دے دیا ضمان نہیں اور اگر اس کی دھمکی دی کہ اسے بند کر دے گا یا قید کر دے گا اور مال دے دیا تو تاوان واجب ہے اور اگر یہ نہ دیتا ہے کوئی اگر کچھ تھوڑا مال سے نہ دیا جائے تو تکل ہی چھین لے گا یہ دینے کے لئے عذر ہے یعنی ضمان لازم نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹۱..... ودیعت کے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ خراب ہو جائے گی مالک موجود نہیں ہے یا وہ نے نہیں جانا مودع کو چاہئے کہ یہ معاملہ حاکم کے سامنے پیش کرے تاکہ وہ بیچ ڈالے اور اگر مودع نے پیش نہ کیا یہاں تک کہ ودیعت خراب ہو گئے تو اس پر ضمان نہیں اور اگر وہاں قاضی ہی نہ ہو تو بیچ کر بیچ ڈالے اور ثمن محفوظ رکھے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۲..... ودیعت کے متعلق مودع نے کچھ خرچ کیا اگر یہ قاضی کے حکم سے نہیں ہے متبرع ہے کچھ معاوضہ نہیں پائے گا اور اگر قاضی کے پاس معاملہ پیش کیا قاضی اس پر گواہ طلب کرے گا کہ یہ ودیعت ہے اور اس کا مالک غائب ہے پھر اگر وہ چیز ایسی ہے جو کرایہ پر دی جا سکتی ہے تو قاضی حکم دے گا کہ کرایہ پر دی جائے اور آمدنی اس پر صرف کی جائے اور اگر کرایہ پر دینے کی چیز نہ ہو تو قاضی حکم دے گا کہ وہ تین دن تم اپنے پاس سے

اس پر خرچ کرو مثلاً مالک آجائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دے گا بلکہ حکم دے گا کہ جو کچھ تم نے اس کا ثمن محفوظ رکھا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۳..... مصحف شریف کو ودیعت یا رہن رکھا تھا مودع یا مرتہن اس میں دیکھ کر تلاوت کرتا تھا اسی حالت میں ضائع ہو گیا تاوان واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹۴..... کتاب ودیعت ہے اس میں غلطی نظر آئی اگر معلوم ہے کہ درست کرنے سے مالک کو فائدہ ہوگی درست نہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۵..... ایک شخص کو دس روپے دیئے اور یہ کہا کہ ان میں سے پانچ تمہارے لئے ہبہ ہیں اور پانچ ودیعت اس نے پانچ خرچ کر ڈالے اور پانچ ضائع ہو گئے ساڑھے سات روپے اس پر تاوان کے واجب ہے کیونکہ متاع کا ہبہ صحیح نہیں ہے اور ہبہ فاسد کے طور پر جس چیز پر قبضہ ہوتا ہے اس کا ضمان لازم ہوتا ہے اور پانچ روپے جو ضائع ہوئے ان میں ودیعت اور ہبہ دونوں ہیں لہٰذا ان کے نصف کا ضمان ہوگا کہ وہ ڈھائی روپے ہیں اور جو خرچ کئے ہیں ان کے کل کا ضمان[1] ہے۔ یوں ساڑھے سات روپے کا تاوان واجب اور اگر روپے دیتے وقت یہ کہا کہ ان میں سے تین تمہیں ہبہ کرتا ہوں اور سات فلاں شخص کو دے آؤ وہ دینے گیا راستہ میں کل روپے ضائع ہو گئے تو صرف تین روپے کا تاوان واجب ہے کہ یہ ہبہ فاسد ہے اور پانچ پانچ روپے کر کے دیئے اور یہ کہہ دیا کہ پانچ ہبہ کے ہیں اور پانچ امانت اور یہ نہیں بتایا کہ کون سے پانچ ہبہ کے ہیں اس نے سب غلط کر دیا اور ضائع ہو گئے تو پانچ روپے تاوان واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۶..... ودیعت ایسی چیز ہے جس میں گُرمیں میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اس نے اس چیز کو ہوا میں نہیں رکھا اور کیڑے پڑ گئے تو اس پر تاوان واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۷..... ودیعت کو چوہوں نے خراب کر دیا اگر اس نے پہلے ہی مودع سے کہہ دیا تھا کہ یہاں چوہے ہیں تو تاوان نہیں اور اسے معلوم ہو گیا کہ یہاں چوہے کے بل ہیں اور نہ بند کیے تو مالک کو خبر دی تو تاوان واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۸..... جانور کو غیر ودیعت رکھا اور عائب ہو گیا مودع نے اس کا دودھ دوہا اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے آنے تک دودھ خراب ہو جائے گا اس کو بیچ ڈالا اور اگر قاضی کے حکم سے بیچا تو ضامن نہیں اور بغیر حکم قاضی بیچا تو ضامن ہے یعنی اگر یہ ثمن ضائع ہو گیا تو تاوان دینا ہوگا مگر جب کہ ایسی جگہ ہو جہاں قاضی نہ ہو تو ضامن نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹۹..... انگوٹھی ودیعت رکھی مودع نے چھنگلیا یا بیچ کی انگلی میں ڈال لی اور اسی میں پہنے ہوئے تھا کہ ہلاک ہو گئی تو تاوان لازم ہے اور اگر انگوٹھے یا کلمہ کی انگلی یا بیچ کی انگلی میں ڈال لی اور اسی میں پہنے ہوئے تھا کہ ہلاک ہو گئی تو تاوان نہیں اور عورت کے پاس ودیعت رکھی تو کسی انگلی میں ڈالے تو بھی ضامن ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰۰..... تھیلی میں روپے کسی کے پاس ودیعت رکھے مگر مودع کے سامنے گن کر سپرد نہیں کئے جب واپس لینے آتا ہے تو کہتا ہے کہ روپے کم ہیں تو مودع پر یہ ضمان ہے نہ اس پر حلف دیا جائے گا اور اگر اس کے دعوے خیانت یا ضائع کرنے کا الزام لگاتا ہے تو حلف ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰۱..... گھوڑا ودیعت رکھا مودع کے مکان میں خونخوار اس نے گھوڑا تھوپر پر کھڑا دیکھا یا اینٹ گری اور گھوڑا ٹوٹ گیا اگر تھوپر رکھنے سے تھوپر چپٹا مقصود تھا تو تاوان دے اور یہ مقصد نہ تھا بلکہ محض اس کو رکھنا مقصود تھا تو تاوان نہیں۔ یونہی رکابی یا طباق کو ودیعت رکھا مودع نے اس کو سکے یا گولی پر رکھ دیا اگر محض رکھنا مقصود ہے تو تاوان نہیں اور چپٹا مقصود ہے تو تاوان ہے اور یہ کیسے معلوم ہو گا کہ چپٹا مقصود تھا یا نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ اگر سکے یا گولی میں پانی یا آٹا یا کوئی ایسی چیز ہے جو ڈھالی جاتی ہو تو چپٹا مقصود ہے اور نہ ہو تو نہیں ہے یا اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو

---

[1] کہ اگر ہر ان میں یا ڈھالی ہیرے کے ہیں اور ڈھالی ودیعت کے اگر ضمان دونوں کا واجب ہے کیونکہ ودیعت کی چیز خرچ کرنے سے ضمان واجب ہوتا ہے۔ محفظہ ربہ

چھپا کر نہ رکھی جاتی ہو تو محض رکھنا مقصود ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰۲..... بکری و دیعت رکھی سودع نے اپنی بکریوں کے ساتھ اسے چرنے بھیج دیا اور بکری چوری ہوگئی اگر یہ چرواہا خاص سودع کا چرواہا ہے تو تاوان نہیں اور اگر خاص نہیں تو تاوان ہے۔ (عالمگیری)

عاریت کا بیان

دوسرے شخص کو چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے جس کی چیز ہے اسے معیر کہتے ہیں اور جس کو دی وہ مستعیر ہے اور چیز کو مستعار کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... عاریت کے لئے ایجاب وقبول ہونا ضروری ہے اگر کوئی فعل ایسا کیا جس سے قبول معلوم ہوتا ہو تو فعل ہی قبول ہے مثلاً کسی سے کوئی چیز مانگی اس نے لا کر دے دی اور کچھ نہ کہا عاریت ہوگئی اور اگر وہ شخص خاموش رہا کچھ نہیں بولا تو عاریت نہیں۔ (در)

مسئلہ نمبر ۲..... عاریت کا حکم یہ ہے کہ چیز مستعیر کے پاس امانت ہوتی ہے اگر معیر نے تعدی نہیں کی ہے اور چیز ہلاک ہوگئی تو ضمان واجب نہیں اور اس کے لئے شرط یہ ہے کہ شے مستعار انتفاع کے قابل ہو اور عوض لینے کی اس میں شرط نہ ہو اگر معاوضہ شرط ہو تو اجارہ ہو جائے گا اگرچہ عاریت ہی کا لفظ بولا ہو۔ منافع کی جہالت اس کو فاسد نہیں کرتی اور عین مستعار کی جہالت سے عاریت فاسد ہے مثلاً ایک شخص سے سواری کے لئے گھوڑا مانگا اس نے کہا اصطبل میں دو گھوڑے بندھے ہیں ان میں سے ایک لے لو۔ مستعیر ایک لے کر چلا گیا اگر ہلاک ہوگا ضمان دینا ہوگا اور اگر مالک نے یہ کہا کہ ان میں سے جو تو چاہے ایک لے لے تو ضمان نہیں۔ بغیر مانگے کسی نے کہہ دیا میرا گھوڑا ہے اس پر سواری لو یا غلام ہے اس سے خدمت لو یہ عاریت نہیں یعنی خرچہ مالک کو دینا ہوگا اس کے ذمہ نہیں۔ (در)

مسئلہ نمبر ۳..... عاریت کے بعض الفاظ یہ ہیں میں نے یہ چیز عاریت دی' میں نے یہ زمین تمہیں کھانے کو دی' یہ کپڑا پہننے کو دیا' یہ جانور سواری کو دیا' یہ مکان تمہیں رہنے کو دیا یا ایک مہینے کے لئے رہنے کو دیا یا عمر بھر کے لئے دیا۔ یہ جانور تمہیں دیتا ہوں اس سے کام لینا اور کھانے کو دینا۔

مسئلہ نمبر ۴..... ایک شخص نے کہا اپنا جانور کل شام تک کیلئے مجھے عاریت دے دو۔ اس نے کہا ہاں دوسرے نے بھی کہا کہ کل شام تک کے لئے اپنا جانور مجھے عاریت دے دو اس نے بھی کہا ہاں تو جس نے پہلے جانور مانگا وہ حق دار ہے اور اگر دونوں کے منہ سے ایک ساتھ بات نکلی تو دونوں کے لئے عاریت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... عاریت ہلاک ہوگئی اگر مستعیر نے تعدی نہیں کی ہے یعنی اس سے اسی طرح کام لیا جو کام کا طریقہ ہے اور چیز کی حفاظت کی اور اس پر جو کچھ خرچ کرنا مناسب تھا خرچ کیا تو ہلاک ہونے پر تاوان نہیں اگرچہ عاریت دیتے وقت یہ شرط کر لی ہو کہ ہلاک ہونے پر تاوان دینا ہوگا یہ باطل شرط ہے جس طرح رہن میں ضمان نہ ہونے کی شرط باطل ہے۔ (در)

مسئلہ نمبر ۶..... دوسرے کی چیز عاریت کے طور پر دی مستعیر کے یہاں ہلاک ہوگئی تو مالک کو اختیار ہے پہلے سے تاوان لے لیا دوسرے سے اگر دوسرے سے تاوان لیا تو یہ پہلے سے رجوع کر سکتا ہے۔ یہاں وقت ہے کہ مستعیر کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز دوسرے کی ہے اور اگر معلوم ہے کہ دوسرے کی چیز ہے تو مستعیر کو ضمان دینا ہوگا اور مالک نے اس سے ضمان لیا تو یہ معیر سے رجوع نہیں کر سکتا اور مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ مستعیر سے ضمان وصول کرے اس سے لیا تو یہ مستعیر سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (در)

مسئلہ نمبر ۷..... تعدی کی بعض صورتیں یہ ہیں۔ بہت زور سے لگام کھینچی یا ایسا زور مارا کہ آنکھ پھوٹ گئی یا جانور پر اتنا بوجھ لاد دیا کہ

معلوم ہے ایسے جانور پر اتنا بوجھ نہیں لادا جاتا یا اتنا کام لیا کہ اتنا کام نہیں لیا جاتا۔ گھوڑے سے اتر کر مسجد میں چلا گیا گھوڑا وہیں راستہ میں چھوڑ دیا وہ جاتا رہا یا نوراس لئے لیا کہ فلاں جگہ مجھے سوار ہو کر جانا ہے اور دوسری طرف نہر پر پانی پلانے لے گیا۔ بیل لیا تا ایک کھیت جوتنے کے لئے اس سے دوسرا کھیت جوتا اس بیل کے ساتھ دوسرا بیل دربے کا بیل ایک بیل میں جوت دیا اور ویسے بیل کے ساتھ چلنے کی اس کی عادت نہ تھی اور یہ ہلاک ہو گیا جنگل میں گھوڑا لئے ہوئے چت سو گیا اور باگ ہاتھ میں ہے اور کوئی شخص چرا لے گیا اور بیٹھا ہوا سویا تو ضمان نہیں اور اگر سفر میں ہوتا تو چاہے لیٹ کر سویا یا بیٹھ کر اس پر ضمان نہیں ہوتا۔ (اگر)

مسئلہ نمبر ۸..... مستعار چیز سر یا کروٹ کے نیچے رکھ کر چت سو گیا ضمان نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... گھوڑا یا تلوار اس لئے عاریت لیتا ہے کہ قتال کرے گا تو گھوڑا مارا جائے یا تلوار ٹوٹ جائے اس کا ضمان نہیں اور اگر پتھر پر تلوار ماری اور ٹوٹ گئی تو ضامن ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... عاریت کو ودیعت پر دے سکتا ہے اور نہ رہن رکھ سکتا ہے مثلاً مکان یا گھوڑا عاریت پر لیا اور اس کو کرایہ پر چلا یا یا قرض روپیہ لیا اور عاریت کو رہن رکھ دیا۔ یہ جائز ہے ہاں عاریت کو عاریت پر دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایسی ہو کہ استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے اس میں نقصان نہ پیدا ہو جیسے مکان کی سکونت۔ جانور پر بوجھ لادنا۔ عاریت کو ودیعت رکھ سکتا ہے مثلاً عاریت کی چیز کا ٹھوس پٹھا ضروری نہیں ہے دوسرے کے ہاتھ میں بھی مالک کے پاس بھیج سکتا ہے۔ (گزدرنگا ذیلعی)

مسئلہ نمبر ۱۱..... مستعیر نے عاریت کو کرایہ پر دے دیا یا رہن رکھ دیا اور چیز ہلاک ہو گئی مالک مستعیر سے تاوان وصول کر سکتا ہے اور یہ کسی سے رجوع نہیں کر سکتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مستاجر یا مرتہن سے تاوان وصول کرے پھر یہ مستعیر سے واپس نہیں کیونکہ اسی کی وجہ سے یہ تاوان ان پر لازم آیا یا اس وقت سے کہ مستاجر کو یہ معلوم نہ تھا کہ پرائی چیز کرایہ پر چلا رہا ہے اور اگر معلوم تھا تو تاوان کی واپسی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کو کسی نے دھوکا نہیں دیا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... مستعیر نے عاریت کی چیز کرایہ پر دے دی اور چیز ہلاک ہو گئی اس کا تاوان دینا پڑا تو جو کچھ کرایہ میں وصول ہوا ہے اس کا مالک یہی ہے مگر اسے صدقہ کر دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... گھوڑا عاریت لیا اور یہ نہیں بتایا کہ کہاں تک اس پر سوار ہو کر جائے گا تو شہر سے باہر نہیں لے جا سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... چیز عاریت پر لینے کے لئے کسی کو بھیجا قاصد کو مالک نہیں ملا اور چیز گھر میں تھی یا اٹھا لایا اور مستعیر کو دے دی مگر اس سے یہ نہیں کہا کہ بااجازت لایا ہوں اگر چیز ضائع ہو جائے تو مالک تاوان لے سکتا ہے اختیار ہے مستعیر سے لے یا قاصد سے اور جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... نابالغ بچے کا مال اس کا باپ کسی کو عاریت کے طور پر نہیں دے سکتا۔ غلام ماذون سوئی کا مال عاریت دے سکتا ہے۔ عورت نے شوہر کی چیز عاریت پر دے دی اور اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جو مکان کے اندر ہوتی ہے اور عادۃً عورتوں کے قبضہ میں بلکہ تصرف میں رہتی ہیں اس کے ہلاک ہونے پر تاوان کسی پر نہیں نہ مستعیر پر نہ عورت پر۔ گھوڑا یا بیل عورت نے منگنی (عاریۃً) دے دیا مستعیر اور عورت دونوں ضامن ہیں کہ یہ چیزیں عورتوں کے قبضہ کی نہیں ہوتیں۔ (اگر)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مالک نے مستعیر سے منفعت کے متعلق کہہ دیا ہے کہ اس چیز سے یہ کام لیا جائے یا وقت کی پابندی کر دی ہے کہ اتنے وقت تک یا دونوں باتیں ذکر کر دی ہیں یہ تین صورتیں ہوئیں عاریت میں چوتھی صورت یہ ہے کہ وقت و منفعت دونوں میں کسی بات کی قید نہ ہو اس میں مستعیر کو اختیار ہے کہ جس قسم کا نفع چاہے اور جس وقت میں چاہے لے سکتا ہے کہ یہاں کوئی پابندی نہیں۔ تیسری صورت میں کہ دونوں

باتوں میں تقیید ہو یہاں مخالفت نہیں کرسکتا مگر ایسی مخالفت کرسکتا ہے کہ جو کام لینا چاہا ہے اس کے مثل ہے جو اس نے کہہ دیا یا اس چیز کے حق میں جو اس سے بہتر ہے مثلاً جانور لیا ہے اور کہا اس پر یہ دو من گیہوں لاد کر فلاں جگہ پہنچائے گا اور بجائے اس گیہوں کے دوسرے دو من گیہوں لاد کر اسی جگہ لے گیا کہ گیہوں دونوں یکساں ہیں یا اس سے کم مسافت پر لے گیا کہ یہ اس سے آسان ہے یا گیہوں کی دو بوریاں لادنے کو کہا تھا جو کی دو بوریاں لادیں کہ یہ ان سے ہلکے ہوتے ہیں پہلی اور دوسری صورت میں مخالفت نہیں کرسکتا مگر ایسی مخالفت کرسکتا ہے کہ جو کہہ دیا ہے اسی کی مثل ہو یا اس سے بہتر اور چوتھی صورت میں اس پر خود سوار ہو سکتا ہے دوسرے کو سوار کرسکتا ہے خود بوجھ لاد سکتا ہے دوسرے کو لادنے کے لئے دے سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ خود سوار ہو تو دوسرے کو اب سوار نہیں کرسکتا اور دوسرے کو سوار کیا تو خود سوار نہیں ہو سکتا گو اگر چہ مالک کی طرف سے قید بھی تھا ایک کے کرنے کے بعد وہی متعین ہو گیا دوسرا نہیں کرسکتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... بارہ میں بھی یہی صورتیں اور یہی احکام ہیں اور مخالفت کرنے کی صورت میں اگر مخالفت جائز نہ ہو اور چیز ہلاک ہو جائے تو عاریت دہندہ بارہ دونوں صورتوں میں ضمان دیا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... گیہوں وجو دونوں وصدری متقارب کو عاریت لیا اور عاریت میں کوئی قید نہیں تو عاریت نہیں بلکہ قرض ہے مثلاً کسی سے روپے پیسے گیہوں جو وغیرہ حاضر عاریت لئے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو خرچ کرے گا اور اسی قسم کی چیز دے گا یعنی روپیہ لیا ہے تو روپیہ دے گا پیسہ لیا ہے تو پیسہ دے گا اور جتنا لیا ہے اتنا ہی دے دے گا یہ عاریت نہیں بلکہ قرض ہے کیونکہ عاریت میں چیز کو باقی رکھتے ہوئے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور یہاں ہلاک و خرچ کر کے فائدہ اٹھانا ہے لہٰذا قرض کرو کو قبل انتفاع یہ چیزیں ضائع ہو جائیں جب بھی تاوان دینا ہوگا کہ قرض کا یہی حکم ہے کہ لینے والا مالک ہو جاتا ہے نقصان ہوگا تو اس کا ہوگا دینے والے کا نہیں ہوگا یہاں اگر ان چیزوں کے عاریت لینے میں کوئی ایسی بات کر گزری جائے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہو کہ حقیقتاً عاریت ہی ہے قرض نہیں تو اسے عاریت ہی قرار دیں گے مثلاً روپیہ پیسا مانگا ہے کہ اس سے کوئی چیز وزن کرے گا یا اس سے تول کر بات بنائے گا یا اپنی دکان کو جائے گا تو عاریت ہے۔ (جدالممتار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... پہننے کے لئے کپڑے قرض مانگے یہ عرفاً عاریت ہے بعینہٖ مانگا کو کرتے میں لگائے گا یا ٹوپی پاگڑی، مکان میں لگانے کے لئے عاریت مانگی اور ان سب میں یہ کہہ دیا ہے کہ واپس دے دوں گا تو عاریت ہے اور یہ نہیں کہا ہے تو قرض ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... کسی سے ایک پیالہ سالن مانگا یہ قرض ہے اور اگر دونوں میں اختلاف ہو تو قابل ہے۔ کوئی چھرے عاریت لے یہ قرض ہے اور اگر نشانہ پر مارنے کے لئے یعنی چاند ماری کے لئے گولی لی ہے تو عاریت ہے کیونکہ اسے واپس کرسکتا ہے۔

(درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... عاریت دینے والا جب چاہے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے جب یہ واپس مانگے گا عاریت باطل ہو جائے۔ عاریت کی ایک مدت مقرر کردی تھی مثلاً ایک ماہ کے لئے یہ چیز دی اور مالک نے مدت پوری ہونے سے قبل مطالبہ کر لیا عاریت باطل ہو گئی اگر چہ مالک کو ایسا کرنا مکروہ و ممنوع ہے کہ وعدہ خلافی ہے مگر واپس لینے میں اگر مستعیر کا خاطر نقصان ہو تو چیز اس کے قبضہ سے نہیں نکال سکتا بلکہ چیز اس مدت تک مستعیر کے پاس بطور امانت رہے گی مالک کو حرکت مثل مثلاً ایک شخص کی لونڈی کو بچے کے دودھ پلانے کے لئے عاریت پر لیا اور اندرون مدت رضاعت مالک لونڈی کو مانگتا ہے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہیں لیتا جب تک مدت پوری نہ ہو لونڈی نہیں لے سکتا یہاں اس زمانہ کی واپسی اجرت وصول کرسکتا ہے کیونکہ عاریت باطل ہو گئی۔ جہاد کے گھوڑا عاریت لیا تھا اور چار ماہ اس کی مدت تھی دو مہینے کے بعد مالک اپنا گھوڑا واپس لینا چاہتا ہے اگر اسلامی علاقہ میں ہے مالک کو واپس کر دیا جائے گا اور اگر دارالحرب میں مطالبہ کرتا ہے اپنی جگہ کہ جہاں کرایہ پر گھوڑا مل سکتا ہے بڑھ سکتا ہے تو مستعیر واپس کرنے سے انکار کرسکتا ہے اور اپنی جگہ تک آنے کا کرایہ دے گا جہاں پر گھوڑا ملتا ہو یا ٹھہرایا جا سکتا ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... پیالہ وغیرہ کوئی ظرف (برتن) مستعار لیا اس میں تیل وغیرہ بھر کر لے جا رہا تھا جب جنگل میں پہنچا تو مالک واپس مانگنے لگا۔ جب تک آبادی میں نہ جائے دینے سے انکار کر سکتا ہے مالک فقط یہ کر سکتا ہے کہ اتنی دیر کی اجرت لے لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... زمین عاریت دی کہ اس میں مکان بنائے گا یا درخت نصب کرے گا یہ عاریت صحیح ہے اور مالک زمین کو اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی زمین خالی کرا لے کیونکہ عاریت میں کوئی پابندی مالک پر لازم نہیں اور اگر مکان یا درخت کھود کر نکالنے میں زمین خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس طرح کی جو مکان کھودنے کے بعد قیمت ہوئی یا درخت کے نکالنے کے بعد جو قیمت ہوگی مالک زمین سے دلوائی جائے اور مالک مکان و درخت اپنے مکان و درخت کو بعینہ چھوڑ دے۔ مالک زمین نے مستعیر کیلئے کوئی مدت مقرر کر دی تھی مثلاً دس سال کے لیے یہ زمین مکان بنانے کو دی یا درخت لگانے کو عاریت دی اور مدت پوری ہونے سے پہلے زمین واپس لینا چاہتا ہے اگرچہ مکروہ وجہ خلافی سے مگر واپس لے سکتا ہے کیونکہ یہ عقد اس کے ذمہ قضاءً لازم نہیں مگر اس عمارت اور درخت کی وجہ سے مستعیر کا جو کچھ نقصان ہوگا مالک زمین اس کو دلائے گا یعنی کھڑی عمارت کی قیمت لگائی جائے اور ضرب اکھڑوانے کے بعد جو قیمت ہو اس میں عمارت کی قیمت سے جو کمی ہو مالک زمین یہ رقم مستعیر کو دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... زمین زراعت کے لئے عاریت دی اور واپس لینا چاہتا ہے جب تک فصل تیار نہ ہو اور کھیت کاٹنے کا وقت نہ آئے واپس نہیں لے سکتا۔ وقت مقرر کرکے دی ہو یا مقرر نہ کیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے البتہ فصل تیار ہونے تک زمین کی جو اجرت ہو مالک زمین کو دلا دی جائے گی اگر کھیت بویا ہے مگر ابھی تک جمائیں ہے مالک زمین یہ کہتا ہے کہ بیج لے لو اور جو کچھ صرف ہوا ہے وہ لے لو اور کھیت چھوڑ دو نہیں کر سکتا اگرچہ کاشت کار اس پر راضی بھی ہو کیونکہ جمنے سے پہلے زراعت کی بیع نہیں ہو سکتی اور کھیت جم گیا ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... مکان عاریت پر لیا اور مستعیر نے مٹی کی اس میں کوئی دیوار بنوائی۔ مکان والے نے مکان واپس لیا مستعیر اس دیوار کی قیمت یا صرف لینا چاہتا ہے نہیں لے سکتا اور اگر چاہتا ہے کہ دیوار گرا دے تو اگر ابھی نہیں بنا سکتا اگر دیوار مالک۔ مکان کی مٹی سے بنوائی ہے تو مستعیر عاریت پر لی کہ اس میں مکان بنائے گا اور اب جگہ اور جب یہاں سے چلا جائے گا تو۔ مکان مالک زمین کا ہو جائے گا یہ عاریت نہیں بلکہ ایک بار فاسدہ ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک مستعیر وہاں رہے زمین کا اجارہ کرایا اس کے ذمہ ہے اور جب چھوڑ دے تو۔ مکان کا مالک مستعیر ہے مالک زمین نہیں ہے۔ (ف)

مسئلہ نمبر ۲۶..... کسی سے کہا کہ میری اس زمین میں۔ مکان بنا لو میں تمہارے پاس اس زمین کو ہمیشہ رہنے دوں گا فلاں وقت تک تمہیں نہیں نکالوں گا اور اگر میں نکالوں تو جو کچھ تم خرچ کرو گے میں اس کا ضامن ہوں اور عمارت میری ہوگی اس صورت میں اگر مستعیر کو نکالے گا عمارت کی قیمت دینی ہوگی اور عمارت مالک زمین کی ہوگی۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... جانور عاریت پر لیا تو اس کا چارہ دانہ گھاس سب مستعیر کے ذمہ ہے یہی حکم لونڈی غلام کا ہے کہ ان کی خوراک مستعیر کے ذمہ ہے۔ (درمختار)

اور اگر یہ کہا تھا خود مالک نے کہا کہ تم لے جاؤ اور اس سے کام لو تو اس صورت میں خوراک مالک کے ذمہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مستعیر کے پاس ایک شخص آ کر کہتا ہے فلاں شخص سے فلاں چیز میں نے عاریت لی ہے اور وہ تمہارے یہاں ہے اس نے کہہ دیا ہے کہ تم وہاں سے لے لو مستعیر نے اس کو وکیل سمجھ کر چیز دے دی مالک نے انکار کیا کہتا ہے میں نے اس سے یہ نہیں کہا تھا تو مستعیر کو تاوان دینا ہوگا اور اس شخص سے واپس بھی نہیں لے سکتا جب کہ اس کی تصدیق کی تھی ہاں اگر اس کی تصدیق نہیں کی تھی یا تکذیب کی تھی یا شرط کر دی تھی کہ بلا ک ہوئی تو تاوان دینا ہوگا اس صورت میں جو کچھ مستعیر نے تاوان دیا ہے اس سے وصول کر سکتا ہے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب مستعیر ایسا تصرف کرے جو موجب ضمان ہو اور دعویٰ یہ کرے کہ مالک کی اجازت سے میں نے کیا ہے اور مالک اس کی تکذیب کرے تو مستعیر کو ضمان دینا

ہو گا ہاں اگر گواہوں سے مالک کی اجازت ثابت کردے تو ضمان سے بری ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹.....عاریت کی واپسی مستعیر کے ذمہ ہے جو کچھ واپس کرنے میں صرفہ ہو گا یا اپنے پاس سے دے گا عاریت کے لئے کوئی وقت معین کر دیا تھا کہ اتنے دنوں کے لئے یا اتنی دیر کیلئے چیز دیتا ہوں اور وہ وقت گزر گیا اور چیز نہیں پہنچائی اور ہلاک ہو گئی مستعیر کے ذمہ تاوان ہے کہ اس نے وقت پورا ہونے کے بعد کیوں نہیں پہنچائی جب کہ پہنچاتا اس کے ذمہ تھا اگر مستعیر نے عاریت اس لئے لی ہے کہ اسے رہن رکھے گا اور فرض کرو کہ وہ چیز ایسی ہے کہ اس کی واپسی میں کچھ صرفہ ہو گا تو یہ صرفہ مستعیر کے ذمہ نہیں ہے بلکہ مالک کے ذمہ ہے۔ پہلے جو بیان کیا گیا ہے کہ واپسی کا خرچ مستعیر کے ذمہ ہے۔ اس حکم سے صورت مذکورہ کا استثنا ہے۔ (عٰ)

مسئلہ نمبر ۳۰.....ایک شخص نے یہ وصیت کی ہے کہ میرا غلام فلاں شخص کی خدمت کرے یعنی وہ وارث کی ملک ہے اور موصی لہ کی اتنے دنوں خدمت کرے اس میں بھی واپسی کا صرفہ موصی لہ کے ذمہ ہے غصب و رہن میں واپسی کی ذمہ داری مصارف غاصب و مرتہن پر ہے مالک نے اپنی چیز اجرت پر دی تو واپسی کی ذمہ داری و مصارف مالک پر ہیں یہ اس وقت ہے کہ وہاں سے لے جانا مالک کی اجازت سے ہو مثلاً کہیں جانے کے لئے کرایہ پر لیا وہاں تک گیا کرایہ پر لیا تو واپس کرنا اس کا کام نہیں بلکہ مالک کا کام ہے اور اگر اس کے حکم سے نہیں لیا گیا ہے تو پہنچانا اس کے ذمہ ہے مثلاً کرایہ پر لیا وہاں تک گیا کرایہ پر لیا اور شہر سے باہر لے گیا تو واپس کرنا اس کا کام ہو گا۔ شرکت و مضاربت اور موہوب شے جس کو مالک نے واپس کر دیا ان سب کی واپسی مالک کے ذمہ ہے۔ اجیر مشترک جیسے درزی دھوبی کپڑے کی واپسی ان کے ذمہ ہے۔ (درمختار ذخیرہ الفتاوٰی)

مسئلہ نمبر ۳۱.....مستعیر نے جانور کو اپنے غلام یا نوکر کے ہاتھ یا مالک کے غلام کے ہاتھ یا نوکر کے ہاتھ واپس کر دیا اور مالک کے قبضہ کرنے سے پہلے ہلاک ہو گیا مستعیر تاوان سے بری ہو گیا کہ جس طرح واپس کرنے کا دستور تھا بجالایا اگر مزدور کے ہاتھ واپس کیا جو روزمرہ کام کرتا ہے و مستعیر کا مزدور ہو یا مالک کا بھیا بھتیجی کے ہاتھ واپس کیا اور قبضہ سے پہلے ہلاک ہو جانے تو ضمان دینا ہو گا یہی صورت میں ہے کہ عاریت کے لئے مدت تھی اور مدت گزرنے کے بعد مزدور یا بھتیجی کے ہاتھ بھیجا ہو اور مدت نہ ہو یا مدت کے اندر بھیجا ہو تو اس میں تاوان نہیں کیونکہ مستعیر کو ودیعت رکھنا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲.....عمدہ و نفیس اشیاء جیسے زیور موتیوں کا ہار ان کو غلام اور نوکر کے ہاتھ واپس کرنے سے تاوان سے بری نہیں ہو گا کیونکہ یہ چیزیں اس طرح واپس نہیں کی جاتیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۳.....مستعیر گھوڑے کو مالک کے اصطبل میں باندھ آیا یا غلام کو کہ کان پر پہنچا گیا یا مر گیا اور اگر گھوڑا غصب کیا ہوا تھا ودیعت کے طور پر ہو تو اس طرح پہنچا جانا کافی نہ ہو گا بلکہ مالک کو قبضہ دلانا ہو گا۔ (عٰ)

اور اگر اصطبل کان سے باہر ہے وہاں باندھ آیا تو عاریت کی صورت میں بھی بری نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴.....چیز واپس کرنے لایا مالک نے کہا اس جگہ رکھ دو رکھنے میں وہ چیز ٹوٹ گئی مگر اس نے قصداً نہیں توڑی تو ضمان واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵.....دو شخص ایک کمرہ میں رہتے ہیں ایک جانب ایک دوسری جانب دوسرا ایک نے دوسرے سے کوئی چیز عاریت لی جب معیر نے واپس مانگی تو مستعیر نے کہا تمہاری جانب جو طاق ہے اس پر میں نے چیز رکھ دی تھی تو مستعیر پر ضمان واجب نہیں جب کہ یہ مکان انہیں دونوں کے قبضہ میں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶.....ایک سونے کا ہار عاریت مانگ لایا اور بچے کو پہنا دیا اس کے پاس سے چوری ہو گیا اگر بچہ ایسا ہے کہ اپنی چیز کی حفاظت کر سکتا ہے تو تاوان نہیں ورنہ تاوان دینا ہو گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۷.....باپ کو اختیار نہیں کہ نابالغ کی چیز عاریت دے دے قاضی اور وصی بھی نہیں دے سکتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸.....ایک شخص سے بیل عاریت مانگا اس نے نہ مانگنے والا آیا اور بغیر اجازت بیل کھول لے گیا اسے کام میں لایا اور بیل مر گیا تاوان دینا ہوگا کہ بغیر اجازت لے گیا ہے اور اگر صورت یہ ہے کہ مالک سے یہ کہا کہ مجھ کو کل بیل دے دو مالک نے کہا ہاں اور بغیر اجازت لے گیا اور مر گیا تو تاوان نہیں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں دوسرے دن بیل دینے کا وعدہ کیا ہے بھی عاریت دیا نہیں اور دوسری صورت میں عاریت ابھی دے دی اور معیر کل لے جائے گا اور کل قبضہ کرے گا۔ (درمختار و ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۳۸.....لڑکی رخصت کی اور جہیز بھی ویسا دیا جیسا ایسے لوگوں کے یہاں دیا جاتا ہے اب یہ کہتا ہے کہ سامان جہیز میں نے عاریت کے طور پر دیا تھا اگر وہاں کا عرف یہ ہے کہ باپ بیٹی کو جو کچھ جہیز دیتا ہے وہ لڑکی کی ملک ہوتا ہے عاریت کے طور پر نہیں ہوتا تو اس شخص کی بات کہ عاریت ہے مقبول نہیں اور اگر عرف عاریت ہی کا ہے یا اکثر عاریت کے طور پر دیتے ہیں یا دونوں طرح یکساں چلن ہے تو اس کی بات مقبول ہے۔ لڑکی کی ماں یا بالغہ کے ولی نے وہی بات کہی جو باپ نے کہی تھی تو ان کا بھی وہی حکم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۹.....عاریت کی وصیت کی ہے اور نا سمجھ سے رجوع نہیں کر سکتے۔ عاریت کا حکم اجارہ کی طرح ہے کہ دونوں میں سے ایک مر جائے عاریت فسخ ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۰.....جانور کو کسی مقام تک کے لئے کرایہ پر لیا تو صرف وہاں تک جانا ہی کرایہ پر ہے آنا داخل نہیں اور اگر اس مقام تک کے لئے عاریت پر لیا ہے تو آمد و رفت دونوں شامل ہیں۔ کہیں جانے کے لئے جانور کو عاریت پر لیا تو وہاں گیا نہیں بلکہ جانور گھر میں باندھ رکھا اور ہلاک ہو گیا تو تاوان دینا ہوگا کہ جانور جانے کیلئے لیا تھا نہ کہ باندھنے کے لئے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱.....کتاب عاریت پر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں کتابت کی غلطیاں ہیں اگر معلوم ہو کہ غلطی درست کر دینے پر مالک راضی ہے تو غلطیوں کی اصلاح کر دے اور اگر غلطی کی اصلاح نہ کرے یہ مستور چھوڑ دے تو اس میں گناہ گار نہیں اور قرآن شریف کی کتابت کی غلطیاں درست کرنا ضروری ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۲.....ایک شخص نے انگوٹھی رہن رکھی اور مرتہن سے کہہ دیا اس کو پہن لو اس نے پہنی تو رہن نہیں بلکہ عاریت ہے کہ اگر ضائع ہو گئی تو دین ساقط نہیں ہوگا اور اگر مرتہن نے ناداری تو رہن ہو گئی کہ ضائع ہونے سے دین ساقط ہوگا اور راہن نے نکلی کی انگلی میں پہنے کو کہا تو عاریت نہیں بلکہ رہن ہے کہ عادۃً اس انگلی میں انگوٹھی نہیں پہنی جاتی۔ (عالمگیری)

ہبہ کا بیان

ہبہ کے فضائل میں بکثرت احادیث آئی ہیں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ادب المفرد" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں باہم ہدیہ کرو اس سے آپس میں محبت ہوگی۔

حدیث نمبر ۲.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہدیہ کرو کہ اس سے حسد دور ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ہدیہ کرو کہ اس سے سینے کا کھوٹ دور ہو جاتا ہے۔ اور پڑوس والی عورت پڑوس کے لئے کوئی چیز حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا کھر ہو اسی کے مثل بخاری شریف میں بھی انہیں سے مروی۔

مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگر تھوڑی چیز میسر آئے وہی ہدیہ کرے یہ نہ سمجھے کہ ذرا سی چیز کیا ہدیہ کی جائے گا یہ کہ کسی نے تھوڑی چیز ہدیہ کی تو اسے نظر حقارت سے نہ دیکھے۔ یہ نہ سمجھے کہ یہ کیا ذرا سی چیز بھیجی ہے۔ اس حکم میں ناطس عورتوں کو ممانعت فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں یہ مادہ بہت پایا جاتا ہے بات بات پر اس قسم کی بکھیڑیں کیا کرتی ہیں اور عموماً جو چیزیں ہدیہ بھیجی جاتی ہیں وہ عورتوں کے ہی قبضے میں ہوتی ہیں لہٰذا حکم دیا جاتا ہے کہ پڑوس والی کو چیز بھیجنے میں یہ خیال نہ کرے کہ کم ہے۔

حدیث نمبر۴..... صحیح بخاری شریف ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے دست یا پائے کے لئے بلایا جائے تو اس دعوت کو قبول کروں گا اور اگر یہ چیز میرے پاس ہدیہ کی جائیں تو انہیں قبول کروں گا۔

حدیث نمبر۵..... صحیح بخاری شریف میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک کنیز آزاد کر دی تھی جب حضور اقدس ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور ﷺ کو اس کی اطلاع دی فرمایا اگر تم نے اپنے ماموں کو دی ہوتی تو تمہیں زیادہ ثواب ملتا۔

حدیث نمبر۶..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے مہاجرین نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ عرض کی۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جن کے یہاں ہم ٹھہرے ہیں (یعنی انصار) ان سے بڑھ کر ہم نے کسی کو زیادہ خرچ کرنے والا نہیں دیکھا اور تھوڑا ہو تو اسی سے مواسات کرتے ہیں، انہوں نے کام کی ہم کے کفایت کی اور منافع میں ہمیں شریک کر لیا یعنی باغات کے کام یہ کرتے ہیں اور جو کچھ پیداوار ہوتی ہے اس میں ہمیں شریک کر لیتے ہیں، ہم کو اندیشہ ہے کہ سارا ثواب یہی لوگ لے لیں گے ارشاد فرمایا نہیں جب تک تم ان کے لئے دعا کرتے رہو گے اور ان کی ثنا کرتے رہو گے۔ (تم بھی اجر کے مستحق ہو گے)

حدیث نمبر۷..... ترمذی و ابوداؤد رضی اللہ عنہما نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو کوئی چیز دی گئی اگر اس کے پاس کچھ ہے تو اس کا بدلہ دے اور بدلہ دینے پر قادر نہ ہو تو اس کی ثنا کرے۔

حدیث نمبر۸..... ترمذی میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ احسان کیا گیا اور اس نے احسان کرنے والے کے لئے یہ کہا جزاک اللہ خیرًا تو پوری ثنا کر دی۔

حدیث نمبر۹..... صحیح بخاری شریف میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی قسم کا کھانا کہیں سے آتا تو دریافت فرماتے صدقہ ہے یا ہدیہ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے (فقراء) صحابہ سے فرماتے تم لوگ اسے کھالو اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو صحابہ کے ساتھ خود بھی تناول فرماتے۔

حدیث نمبر۱۰..... انس رضی اللہ عنہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ خوشبو کو واپس نہیں فرماتے تھے اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس پھول پیش کیا جائے تو واپس نہ کرے کہ اٹھانے میں ہلکا اور بو اچھی ہے ہلکا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دینے والے کا احسان زیادہ نہیں ہے۔

حدیث نمبر۱۱..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تین چیزیں واپس نہ کی جائیں تکیہ اور تیل اور دودھ پھنی نے کہا تیل سے مراد خوشبو ہے۔

حدیث نمبر۱۲..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی کو پھول دیا جائے تو واپس نہ کرے کہ وہ جنت سے نکلا ہے۔

حدیث نمبر۱۳..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دعوات کبیر" میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نیا پھل حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو اسے آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ

اسی طرح جس طرح ہمیں اس کا اول دکھایا اس کا آخر دکھا اس کے بعد جو چھوٹا بچہ حاضر ہوتا اسے دے دیتے۔

حدیث نمبر ۱۴..... صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو پڑوسی ہیں ان میں سے کس کو ہدیہ کروں ارشاد فرمایا جس کا دروازہ تم سے نزدیک ہے۔

حدیث نمبر ۱۵..... صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہدیہ یہ تھا اس زمانہ میں رشوت یعنی حکام کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے۔

مسائل فقہیہ:

مسئلہ نمبر ۱..... کسی چیز کا دوسرے کو بلا عوض مالک کر دینا ہبہ ہے یعنی اس میں عوض ہونا شرط ضروری نہیں۔ (درمختار)

دینے والے کو واہب کہتے ہیں اور جس کو دی گئی اسے موہوب لہ اور چیز کو موہوب اور کبھی چیز کو ہبہ بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲..... ہبہ میں واہب کے لئے کبھی دنیا کا نفع ہے کبھی نفع اخروی۔ نفع دنیوی مثلاً ہبہ کر کے کچھ عوض لینا یا اس معاملے ہبہ کیا کہ لوگوں میں اس کا ذکر خیر ہوگا۔ امام اجل منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مومن پر اپنی اولاد کو جو دو احسان کی تعلیم ولی ہی واجب ہے جس طرح توحید و ایمان کی تعلیم واجب ہے کیونکہ جود و احسان سے دنیا کی محبت دور ہوتی ہے اور محبت دنیا ہر گناہ کی جڑ ہے۔ ہبہ کا قبول کرنا سنت ہے ہدیہ کرنے میں آپس میں محبت زیادہ ہوتی ہے۔ (بہار)

مسئلہ نمبر ۳..... ہبہ صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں۔ (۱) واہب کا عاقل ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) مالک ہونا یہ شرط نفاذ ہے بالغ کا ہبہ صحیح نہیں اسی طرح غلام کا ہبہ کرنا بھی کہ یہ کسی چیز کا مالک ہی نہیں جو چیز ہبہ کی جائے وہ موجود ہو (۴) اور قبضہ (۵) میں ہو مشاع (۶) نہ ہو متمیز ہو (۷) مشغول نہ ہو

اس کے ارکان ایجاب و قبول ہیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ ہبہ کرنے سے چیز موہوب لہ کی ملک ہو جاتی ہے اگرچہ ملک لازم نہیں ہے اس میں خیار شرط صحیح نہیں مثلاً ہبہ کیا اور موہوب لہ کے لئے تین دن کا اختیار دیا یہاں اگر ابتدا ہی سے پہلے اس نے ہبہ کو اختیار کر لیا ہبہ صحیح ہو گیا اور نہیں اور اگر واہب نے اپنے لئے تین دن کا خیار رکھا ہبہ صحیح ہے اور خیار باطل شرط فاسد ہے ہبہ باطل نہیں ہوگا بلکہ خود شرط ہی باطل ہو جاتی ہیں مثلاً ایک شخص کو پانا غلام اس شرط پر ہبہ کیا کہ وہ غلام کو آزاد کر دے ہبہ صحیح ہے اور شرط باطل۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... ہبہ دو قسم کا ہے ایک تملیک اور دوسرا اسقاط مثلاً جس پر مطالبہ قائم ہے اسے ہبہ کرنا اس کو ساقط کرنا ہے مدیون کے سوا دوسرے کو دین ہبہ کرنا اس وقت صحیح ہے کہ قبضہ کا بھی اس کو حکم دیا ہو اور قبضہ کا حکم نہ دیا ہو تو صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... ایک شخص نے ہنسی مذاق کے طور پر دوسرے سے چیز ہبہ کرنے کو کہا مثلاً یا دونوں میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مذاق میں کہتے ہیں مضائی کھلا دیجئے تو دے دیکھا اس نے سچ مچ ہبہ کر دیا یہ ہبہ صحیح ہے کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ میں نے یہ چیز تم میں سے ایک کے لئے ہبہ کر دی جس کا جی چاہے لے لے ان میں سے ایک نے لے لی یہ ہبہ درست ہو گیا اور وہ مالک ہو گیا یا کہہ دیا میں نے اپنے باغ کے پھل کی اجازت دے دی ہے جو چاہے لے لے جو لے گا مالک ہو جائے گا اور اگر ایسے شخص نے لیا جس کو واہب کے اس ہبہ کی خبر نہیں پہنچی ہے اس کو لینا جائز نہیں۔ (درمختار) اور ظلم سے پہلے کھایا تو حرام کھایا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... ہبہ کے بہت سے الفاظ ہیں۔ میں نے تجھے ہبہ کیا یہ چیز تجھے کھانے کو دی۔ یہ چیز میں نے فلاں کے لئے تیرے لئے کر دی۔ میں نے یہ چیز تیرے نام کر دی۔ میں نے اس چیز کا تجھے مالک کر دیا اگر قرینہ ہو تو ہبہ ہے ورنہ نہیں کیونکہ مالک کرنا بیچ وغیرہ بہت چیزوں کو شامل ہے مثلاً ہبہ کے لفظ سے یہ چیز دے دی اس گھوڑے پر سوار کر دیا یہ کپڑا پہننے کو دیا میرا یہ مکان تمہارے لئے عمر بھر رہنے کو ہے یہ درخت میں

نے اپنے بیٹے کے نام لکھا ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... ہبہ کے بعض الفاظ ذکر کردینے اور اس کا تمامہ وکلیہ یہ ہے کہ اگر لفظ ایسا ہو جس سے ملک رقبہ بھی جاتی ہو یعنی خود اس شے کی ملک تو ہبہ ہے اور اگر منافع کی تملیک مفہوم ہوتی تو عاریت ہے اور دونوں کا احتمال ہے تو نیت دیکھی جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... مرد نے عورت کو کپڑے بنوانے کے لئے روپے دیئے کہ بنوا کر پہنے یہ ہبہ ہے۔ جھوٹے بچے کے کپڑے بنوانے تو بنواتے ہی بلکہ قطع کراتے ہی اس کی ملک ہو گئے بچے کو دے یا نہ دے اور بالغ لڑکے کے لئے بنوائے تو جب تک اس کو قبضہ نہ دے مالک نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... ہبہ کے لئے قبول ضروری ہے یعنی موہوب لہ جب تک قبول نہ کرے اس کے حق میں ہبہ نہیں ہوگا اگرچہ واہب کے حق میں لفظ ایجاب سے ہبہ ہو جائے گا بخلاف بیع کہ جب تک اس میں ایجاب وقبول دونوں نہ ہوں بائع ومشتری کسی کے حق میں بیع نہیں اس کا حاصل یہ ہوا کہ مثلاً قسم کھائی تھی کہ یہ چیز فلاں کو ہبہ کردوں گا اس نے ایجاب کیا مگر اس نے قبول نہ کیا قسم میں سچا ہو گیا اور اگر قسم کھائی ہے کہ اسے فلاں کے ہاتھ میں بیچ کروں گا اور ایجاب کیا مگر اس نے قبول نہیں کیا حانث ہو گیا قسم ٹوٹ گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... ہبہ کو قبول کرنا کبھی الفاظ سے ہوتا ہے اور کبھی فعل سے مثلاً اس نے ایجاب کیا یعنی کہا میں نے یہ چیز تمہیں ہبہ کردی اس نے لے لی ہبہ تمام ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... ہبہ تمام ہونے کے لئے قبضہ کی بھی ضرورت ہے بغیر اس کے ہبہ تمام نہیں ہوتا پھر اگر اسی مجلس میں قبضہ کرے تو واہب کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں اور مجلس بدل جانے کے بعد قبضہ کرنا چاہتا ہے تو اجازت درکار ہے۔ ہاں اگر جس مجلس میں ہبہ کیا ہے اس نے کہدیا ہے کہ تم قبضہ کرلو تو اب اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلی اجازت کافی ہے۔ (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... قبضہ پر قادر ہوا بھی قبضہ ہی کے حکم میں ہے مثلاً صندوق میں کپڑے ہیں اور کپڑے ہبہ کر کے صندوق اسے دے دیا اگر صندوق مقفل ہے قبضہ نہیں ہوا اور قفل کھلا ہے قبضہ ہو گیا یعنی ہبہ تمام ہو گیا کہ قبضہ پر قادر ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... واہب نے موہوب لہ کو قبضہ سے منع کردیا تو اگرچہ قبضہ کرلے یہ قبضہ صحیح نہیں مجلس میں قبضہ کرے یا بعد میں اس صورت میں ہبہ تمام نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ہبہ کے لیے قبضہ کامل کی ضرورت ہے اگر موہوب شے (یعنی جو چیز ہبہ کی گئی ہے) واہب کی ملک کو شامل ہو تو قبضہ کامل ہو گیا اور ہبہ تمام ہو گیا اور اسکی ملک میں مشغول ہے تو قبضہ کامل نہیں ہوا مثلاً بوری میں واہب کا غلہ ہے بوری ہبہ کردی اور صرف غلہ کے قبضہ دے دیا یا۔ مکان میں واہب کے سامان ہیں۔ مکان ہبہ کردیا اور سامان کے ساتھ قبضہ دے دیا ہبہ تمام نہیں ہوا۔ یونہی گھوڑے پر کاٹھی کسی ہوئی اور لگام لگی ہوئی تھی کاٹھی اور لگام کو ہبہ کردیا اور گھوڑے پر صرف کاٹھی اور لگام کے قبضہ کیا ہبہ تمام نہیں ہوا اور گھوڑے کو ہبہ کیا اور قبضہ دے دیا اگرچہ کاٹھی اور لگام کے ساتھ ہے قبضہ تمام ہو گیا۔ یونہی تیز زیور پہنے ہوئے ہے تیز کو ہبہ کیا اور قبضہ دے دیا ہبہ تمام ہو گیا اور زیور کو ہبہ کیا تو جب تک زیور اتار کر قبضہ نہ دے گا ہبہ تمام نہیں ہوگا۔ (عالمگیری، درمختار، درالحکام)

مسئلہ نمبر ۱۵..... موہوب چیز ملک غیر واہب میں مشغول ہو اور قبضہ کرلیا ہبہ تمام ہو گیا مثلاً مکان ہبہ کیا جس میں مستحق کی چیزیں ہیں یا ان چیزوں کو واہب یا موہوب لہ نے غصب کیا ہے اور موہوب لہ نے مع ان چیزوں کے مکان پر قبضہ کرلیا ہبہ تمام ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... اگر اپنے نابالغ بچے کو ہبہ کیا اور موہوب سے ملک واہب میں مشغول ہے مثلاً نابالغ لڑکے کو۔ مکان ہبہ کیا جس میں باپ کا۔ سامان موجود ہے یہ مشغولیت مانع تمامیت نہیں یعنی ہبہ تمام ہو گیا۔ یونہی۔ مکان ہبہ کیا جس میں کچھ لوگ بطور عاریت رہتے ہیں ہبہ تمام ہو گیا

اور اگر کرایہ پر رہتے ہیں تو نہیں۔ یونہی عورت نے اپنا مکان شوہر کو ہبہ کیا اور مکان پر شوہر کو قبضہ دے دیا اگر چہ اس میں عورت کا اثاثہ موجود ہو قبضہ کامل ہوگیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مشغول کو ہبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شاغل کو موہوب لہ کے پاس پہلے ودیعت رکھ دے پھر مشغول کو ہبہ کر کے قبضہ دے دے اب ہبہ صحیح ہو جائے گا مثلاً۔ مکان میں جو سامان ہے اسے ودیعت رکھ کر۔ مکان پر قبضہ دلائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ہبہ میں یہ ضروری ہے کہ موہوب شے غیر موہوب سے جدا ہو اگر غیر کے ساتھ متصل ہو ہبہ صحیح نہیں مثلاً درخت میں جو پھل لگے ہوں ان کو ہبہ کرنا درست نہیں جو چیز ہبہ کی گئی گروہ قابل تقسیم ہو تو ضروری ہے کہ اس کی تقسیم ہو گئی ہو بغیر تقسیم کیے ہوئے ہبہ درست نہیں اور اگر تقسیم کے قابل ہی نہ ہو یعنی تقسیم کے بعد وہ شے قابل انتفاع نہ رہے مثلاً چھوٹی سی کوٹھری یا حمام ان میں ہبہ صحیح ہونے کے لئے تقسیم ضروری نہیں۔ (درمختار وغیرھا)

مسئلہ نمبر ۱۹..... جو چیز تقسیم کے قابل ہے اس کو اجنبی کے لئے ہبہ کرے یا شریک پہلے دونوں صورتیں ناجائز ہیں ہاں اگر ہبہ کرنے کے بعد واہب نے خود یا اس کے حکم سے کسی دوسرے نے تقسیم کر کے قبضہ دے دیا موہوب لہ کو حکم دے دیا کہ تقسیم کر کے قبضہ کر لو اور اس نے ایسا کر لیا ان صورتوں میں ہبہ جائز ہو گیا کیونکہ بالغ رائل ہو گیا اگر بغیر تقسیم موہوب کو قبضہ دے دیا۔ موہوب لہ اس چیز کا مالک نہیں ہوگا اور جو کچھ اس میں تصرف کرے گا نافذ نہیں ہوگا بلکہ اس کے تصرف سے جو نقصان ہوگا اس کا ضامن ہوگا اور خود واہب اس میں تصرف کرے مثلاً بیچ کر دے اس کا تصرف نافذ ہو جائے گا۔ (گزوردختار)

اس کا حاصل یہ ہے کہ مشاع کا ہبہ صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ کے وقت شیوع پایا جائے اور اگر ہبہ کے وقت شیوع نہ ہے مگر قبضہ کے وقت شیوع ہے تو ہبہ صحیح ہے مثلاً۔ مکان کا نصف حصہ ہبہ کیا اور قبضہ نہیں دیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور پورے۔ مکان پر قبضہ دے دیا ہبہ صحیح ہو گیا اور اگر نصف ہبہ کر کے قبضہ دے دیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اس پر بھی قبضہ دے دیا یہ دونوں ہبہ صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... مشاع یعنی بغیر تقسیم چیز کو رہن کر دیا جائے تو رہن صحیح ہے اور اس کا جارہ اگر شریک کے ساتھ ہو تو جائز ہے اجنبی کے ساتھ ہو تو جائز نہیں بلکہ یہ اجارہ فاسد ہوگا اس میں اجرت مثل لازم ہوگی اور مشاع کا عاریت دینا اگر شریک کو ہو تو جائز ہے اور اجنبی کو عاریت کے طور پر دیا اور کل پر قبضہ دے دیا تو یہ قبضہ دینا ہی عاریت دینا ہے اور کل پر قبضہ نہ دیا تو کچھ نہیں اور اس کو رہن رکھنا جائز ہے اور چیز قابل قسمت ہو یا نہ ہو شریک کے پاس رہن رکھے یا اجنبی کے پاس ہاں اگر دو شخصوں کی چیز ہے دونوں نے رہن رکھوائی تو جائز ہے مشاع کا وقف صحیح ہے۔ مشاع کی وصیت شریک کے پاس ہو تو جائز ہے۔ مشاع کو قرض دے سکتا ہے مثلاً ہزار روپے دیئے اور کہہ دیا ان میں سے پانچ سو قرض ہیں اور پانچ سو شرکت کے طور پر جائز ہیں۔ مشاع کا غصب ہو سکتا ہے یعنی غاصب پر غصب کے احکام جاری ہوں گے مشاع کے صدقہ کا وہی حکم ہے جو ہبہ کا ہے ہاں اگر کل دو شخصوں پر تصدق کر دیا یہ جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ نفع میں میرا حصہ ہے میں نے تم کو ہبہ کیا اگر مال موجود ہے یہ ہبہ صحیح نہیں کہ مشاع کا ہبہ ہے اور بلاک ہو چکا ہے تو صحیح ہے کہ یہ اسقاط ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... غیر مقسوم چیز میں مشاع کا ہبہ کیا موہوب لہ اس جز کا مالک ہو گیا مگر تقسیم کا مطالبہ نہیں کر سکتا دونوں اس چیز سے نوبت بنوبت نفع حاصل کریں مثلاً ایک مہینہ ایک اس سے کام لے اور دوسرے مہینہ میں دوسرا یہ ہو سکتا ہے مگر اس پر جبر نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک قسم کی عاریت ہے اور عاریت پر جبر نہیں۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۲۳..... جو مشاع غیر قابل قسمت ہے اس کا ہبہ صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کی مقدار معلوم ہو یعنی اس چیز میں اس

کا حصہ اتنا ہے جس کو ہبہ کرتا ہے اگر معلوم نہ ہو تو ہبہ صحیح نہیں مثلاً غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اس کو معلوم نہیں کہ میرا حصہ کتنا ہے اور ہبہ کیا ایک روپیہ دو شخصوں کو ہبہ کیا صحیح ہے کیونکہ نصف نصف دونوں کا حصہ ہوا اور یہ معلوم ہے اور اگر واہب کے پاس دو روپے ہیں اس نے دو آدمیوں میں سے میں نے ایک روپیہ ہبہ کیا اور اسے جدا کیا یہ ہبہ صحیح نہیں ہوا۔ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہے ان میں سے ایک نے اس غلام کو کوئی چیز ہبہ کر دی اگر وہ چیز قابل تقسیم ہے ہبہ بالکل صحیح نہیں اور قابل تقسیم نہیں تو شریک کے حصہ میں صحیح ہے یعنی اس غلام میں جتنا حصہ اس کے شریک کا ہے شے موہوب کے اتنے ہی حصہ کا ہبہ صحیح ہے اور جتنا حصہ اس غلام میں واہب کا ہے اس کے مقابل میں موہوب کے حصہ کا ہبہ صحیح نہیں۔ مجہول حصہ کا ہبہ صحیح نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جہالت باعث نزاع ہو سکے اور اگر باعث نزاع نہ ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ اس میں جو کچھ میرا حصہ ہے ہبہ کر دیا یہ جائز ہے اگر چہ موہوب لہ کو معلوم نہ ہو کہ کیا حصہ ہے کیونکہ یہ جہالت دور ہو سکتی ہے اور اگر بہت زیادہ جہالت ہو تو ناجائز ہے مثلاً میں نے تم کو کچھ ہبہ کر دیا (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... شیوع جو تمامیت قبضہ کو روکتا ہے وہ شیوع ہے جو عقد کے ساتھ مقارن ہو عقد کے بعد جو شیوع طاری ہو گا وہ مانع نہیں مثلاً پوری چیز ہبہ کر دی اور قبضہ دے دیا اس کے بعد اس میں جز و شائع نصف رجع واپس لے لیا یہاں شیوع پیدا ہو گیا جو پہلے سے نہ تھا یہ مانع نہیں۔ شیوع طاری کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ مرض الموت میں اپنا مکان ہبہ کر دیا اور اس مکان کے سوا اس کے پاس کوئی دوسرا نہ تھا نہیں۔ ہوا ہب مر گیا ورثا نے اس ہبہ کو جائز نہیں کیا اس کا حاصل یہ ہوا کہ ایک تہائی ہبہ ہوا اور دو تہائیاں ورثا کی ہیں یہاں ہبہ میں شیوع ہے مگر وقت عقد میں نہیں ہے بعد عقد ہوا جب کہ ورثا نے جائز نہ کیا۔ جس چیز کو ہبہ کیا اس میں کسی نے استحقاق کا دعویٰ کیا کہ اس چیز میں اسنے کا میں مالک ہوں اگر یہ دعویٰ بعد میں ہوا مگر شیوع ثابت ہوا بلکہ پہلے ہی سے یہ ثابت ہے کہ یہ شخص اس کے ایک جز کا پہلے سے مالک تھا اور اب ظاہر ہوا لہٰذا ایک شخص نے کھیت اور زراعت دونوں چیزیں ایک شخص کو ہبہ کر دیں اور قبضہ بھی دے دیا اس کے بعد زراعت میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میری ہے اور ثابت بھی کر دیا قاضی نے حکم بھی دے دیا زراعت دوسرے شخص نے لے لی تو زمین کا ہبہ بھی باطل ہو گیا کیونکہ مشتمل قسمت میں شیوع ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... تخم میں دودھ بھیر کی پیٹھ پر اون زمین میں درخت درخت میں پھل یہ چیزیں مشاع کے حکم میں ہیں کہ ان کا ہبہ صحیح نہیں عمر دودھ دوہ کر اون کاٹ کر پھل توڑ کر موہوب لہ کو تسلیم کر دینے کو تو یہ جائز ہو گیا کہ مانع زائل ہو گیا۔ زراعت کو کھیت میں ہے کھود کر علیحدہ۔ اشرفی جو پہنے ہوئے ہے۔ ڈھیری میں سے دس پانچ سیر نکال کر ہبہ کرنا بھی وہی حکم رکھتا ہے کہ جدا کر کے موہوب لہ کو دے دیا درست ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... معدوم شے کا ہبہ باطل ہے قبضہ دینے کے بعد بھی موہوب لہ کی ملک نہیں ہوئی۔ مثلاً یہ کہا ان گیہوں کا آٹا ہبہ کر دیا تھوں میں جو تیل ہے ہبہ کیا دودھ میں جو گھی ہے ہبہ کیا لنڈی کے پیٹ میں جو حمل ہے وہ ہبہ کیا ان صورتوں میں اگر آٹا پسوا کر تھوں کو پلوا کر دودھ میں سے گھی نکال کر موہوب لہ کو دے بھی دے جب بھی اس کی ملک نہیں ہوئی ہاں اب جدید ہبہ کرے تو ہو سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... ایک شخص کو ایک چیز ہبہ کی موہوب لہ نے قبضہ نہیں کیا پھر اس شخص نے دوسرے کو وہی چیز ہبہ کر دی اور دونوں سے قبضہ کرنے کو کہہ دیا دونوں نے قبضہ کر لیا تو چیز دوسرے موہوب لہ کی ہوئی پہلے کی نہیں ہوئی اور اگر واہب نے پہلے موہوب لہ کو قبضہ کرنے کو کہا اس نے قبضہ کر لیا تو یہ قبضہ باطل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... ایک چیز خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے کسی کو ہبہ کر دی وہ موہوب لہ سے کہہ دیا کہ تم قبضہ کرو اس نے کر لیا ہبہ تمام

۱۔ یعنی زراعت چونکہ زمین کے ساتھ متصل ہے بظاہر زمین و زراعت دونوں مل کر ایک چیز ہیں لہٰذا زمین کی زراعت کا استحقاق حکماً جز و موہوب کا استحقاق ہے اس لئے زمین کا ہبہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔ (۱۲ حرف علیہ رب)

ہوگیا۔ رہن کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... یہ کہا کہ اس ڈھیری میں سے تم کو تا نکلہ دیا تم اپ کر لے لو اس نے اپ لیا جائز ہے اور اگر فقط اتنا کہا کہ تا نکلہ دیا یہ نہ کہا کہ اپ لو اور اس نے اپ کر لے لیا تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... جو چیز ہبہ کی ہے وہ پہلے ہی موہوب لہ کے قبضہ میں ہے تو ایجاب وقبول کرتے ہی اس کی ملک ہوگئی ہبہ میں قبضہ کی ضرورت نہیں موہوب کا وہ قبضہ قبضہ امانت ہو یا قبضہ ضمان مثلاً اس کے پاس عاریت یا ودیعت کے طور پر ہے یا کرایہ پر ہے یا اس نے غصب کر رکھی ہے اس کا عامہ کتاب الہبہ میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ قبضے اگر ایک جنس کے ہوں یعنی دونوں قبضہ امانت ہوں یا دونوں قبضہ ضمان ہوں ان میں ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جائے گا اگر دونوں دو جنس کے ہوں تو قبضہ ضمان قبضہ امانت کے قائم مقام ہو جائے گا اور قبضہ امانت قبضہ ضمان کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ (گزشتہ)

مسئلہ نمبر ۳۱..... مرہون کو مرتہن کے لئے ہبہ کیا یہ تمام ہوگیا کیونکہ مرتہن کا قبضہ پہلے ہی سے ہے اور رہن باطل ہوگیا یعنی مرتہن اپنا دین راہن سے وصول کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... جو شخص نابالغ کا ولی ہے اگر چہ اس نابالغ کے مال میں تصرف کرنے کا اختیار نہ ہو یہ جب بھی نابالغ کو ہبہ کر دے تو محض متکلم کرنے سے یعنی فقط ایجاب سے ہبہ تمام ہو جائے گا بشرطیکہ شے موہوب وہ ہبہ یا اس کے مودع کے قبضہ میں ہو معلوم ہوا کہ باپ کے ہبہ کا جو حکم ہے باپ نہ ہونے کی صورت میں چچا یا بھائی وغیرہا کا بھی وہی حکم ہے بشرطیکہ نابالغ ان کی عیال میں ہو اس ہبہ میں قبض اور نہ کا ارشاد ہے کہ گواہ مقرر کر لے یا اشہاد ہبہ کی صحت کے لئے شرط نہیں بلکہ اس لئے ہے تا کہ وہ آئندہ انکار نہ کر سکے یا اس کے مرنے کے بعد دوسرے ورثا اس ہبہ سے انکار نہ کر دیں۔ (گزشتہ)

مسئلہ نمبر ۳۳..... نابالغ لڑکے کو جو مال ہبہ کیا وہ نہ واہب کے قبضہ میں ہے نہ اس کے مودع کے قبضہ میں ہے بلکہ غاصب یا مرتہن یا مستاجر کے قبضہ میں ہے تو ہبہ تمام نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... مزروعہ زمین اپنے نابالغ لڑکے کو ہبہ کی اگر زراعت خود اسی کی ہے ہبہ صحیح ہوگیا اور کاشتکار نے کھیت بویا ہے تو ہبہ نہ ہوا کہ واہب کے قبضہ میں نہیں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... صدقہ کا بھی یہی حکم ہے کہ نابالغ کو اس کے ولی نے صدقہ کیا تو قبضہ کی ضرورت نہیں اگر نابالغ کا ولی نہ ہو اس کی ماں بھی یہ حکم رکھتی ہے محض ہبہ کر دینے سے موہوب لہ مالک ہو جائے گا بالغ لڑکا اگر چہ اس کی عیال میں ہو اس کا یہ حکم نہیں وہ جب تک قبضہ نہ کر لے مالک نہ ہوگا۔ ماں نے نابالغ لڑکے کو ہبہ کر دیا یہ ہبہ تمام نہ ہوگا جب تک خود ماں نے اس پر قبضہ نہ کیا ہو اور لڑکے کو قبضہ نہ کرا دے۔ (بحر)

مسئلہ نمبر ۳۶..... بچے کو تصرف کرنے کے لئے اموال دے رکھے ہیں بچا کام کرتا ہے اور مال میں اضافہ ہوا اگر یہ بات ہو کہ باپ نے ہبہ کر دیا جب تو اس کا ہوگیا ورنہ سب کچھ باپ کا ہے اس کے مرنے کے بعد میراث جاری ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... نابالغ کو کسی اجنبی نے کوئی چیز ہبہ کی یا اس وقت تمام ہوگا کہ ولی اس پر قبضہ کرے اس مقام پر ولی سے مراد یہ چار شخص ہیں (۱) باپ پھر (۲) اس کا وصی پھر (۳) دادا پھر (۴) اس کا وصی اس صورت میں یہ ضرورت نہیں کہ (نابالغ ولی کی پرورش میں ہو ان چار کی موجودگی میں کوئی شخص اس پر قبضہ نہیں کر سکتا چاہے اس کا شخص کی عیال میں وہ کا نابالغ ہو یا نہ ہو وہ کا بعض ذوی رحم محرم ہو یا اجنبی ہو ہو جوگی سے مراد یہ ہے کہ وہ حاضر ہوں اور اگر غائب ہوں اور غیبت بھی منقطع ہو تو اس کے بعد جس کا مرتبہ ہے وہ قبضہ کرے۔ (بحر)

مسئلہ نمبر ۳۸..... ان چاروں میں سے کوئی نہ ہو تو چچا وغیرہ جس کی عیال میں نابالغ ہو وہ قبضہ کرے ماں یا اجنبی کی پرورش میں ہو تو

یہ قبضہ کریں گے اور اگر وہ بچہ نابالغ ہے یعنی کہیں پڑا ہوا ملا ہے اس کے لئے کوئی چیز ہبہ کی گئی تو ملتقط قبضہ کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۹.....نابالغ اگر سمجھ والا ہو مال لینا جانتا ہو تو خود بھی موہوب پر قبضہ کر سکتا ہے اگر چہ اس کا باپ موجود ہو اور جس طرح یہ بالغ قبضہ کر سکتا ہے یہ کر بھی کر سکتا ہے یعنی جھوٹے بچے کو کسی نے کوئی چیز دی تو وہ لے بھی سکتا ہے اور انکار بھی کر سکتا ہے جس نے نابالغ کو ہبہ کیا وہ ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے جتنی کچا ہے کہ نابالغ کو جو چیز ہبہ کی گئی ہے اسے فسخ کر دے تا کہ واہب رجوع نہ کر سکے۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۴۰.....نابالغ کو مٹھائی اور پھل وغیرہ کھانے کی چیزیں ہبہ کی جائیں ان میں سے والدین کھا سکتے ہیں یا اس وقت ہے کہ قرینہ سے معلوم ہو کہ خاص اس بچہ کو ہی دیا گیا نہیں بلکہ والدین کو دینا مقصود ہے مگر ان کی عزت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ چیز حقیر معلوم ہوتی ہے ان کو دیتے ہوئے لحاظ معلوم ہوتا ہے بچہ کا نام لے دیتے ہیں اور اگر قرینہ سے یہ معلوم ہو کہ خاص اسی بچہ کو دینا مقصود ہے تو والدین نہیں کھا سکتے مثلاً کوئی چیز کھا رہا ہے کسی کا بچہ وہاں تھا گیا ذرا سی اٹھا کر بچہ کو دے دی یہاں معلوم ہو رہا ہے کہ والدین کو دینا مقصود نہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو چیز کھانے کی نہ ہو وہ نابالغ کو دی جائے تو والدین کو بغیر اجازت استعمال درست نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱.....فقہ کی تقریب میں رشتہ داروں کے یہاں سے جوڑے وغیرہ آتے ہیں سر سے پاؤں دیئے جاتے ہیں اور جوڑے بھی طرح طرح کے ہوتے ہیں ان میں سے جن چیزوں کی نسبت معلوم ہو کہ بچہ کے لئے ہیں مثلاً چھوٹے کپڑے جو بچوں کے مناسب ہیں یا اسی بچہ کے لئے ہیں ورنہ والدین کے لئے ہیں اگر باپ کے قرابت نے دیا ہے تو باپ کے لئے ہیں ماں کے رشتہ داروں نے دیا ہے تو ماں کے لئے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۲.....مگر یہاں ہندوستان کا یہ عرف ہے کہ باپ کے کنبہ کے لوگ بھی زنانہ جوڑا بھیجتے ہیں جو ماں کے لئے ہوتا ہے اور مانجال سے بھی مردانہ جوڑا بھیجا جاتا ہے جس کا صاف یہی مقصد ہے کہ مرد کے لئے مردانہ جوڑا ہے اور عورت کے لئے زنانہ اگر چہ کہیں سے آیا ہو دیگر تقریبات مثلاً بسم اللہ کے موقع اور شادی کے موقع پر طرح طرح کے جوڑے آتے ہیں اور وہ چیزیں کس کے لئے ہیں اس کے متعلق جو عرف ہو اس پر عمل کیا جائے اور اگر بھیجنے والے نے تصریح کر دی ہو تو سب سے بڑھ کر ہے چنانچہ تقریبات میں اکثر یہی ہوتا ہے کہ نام بنام سارے گھر کے لئے جوڑے بھیجے جاتے ہیں بلکہ ملازمین کے لئے بھی جوڑے آتے ہیں اس صورت میں جس کے لئے جو آیا ہے وہی لے سکتا ہے دوسرا نہیں لے سکتا۔

مسئلہ نمبر ۴۳.....شادی وغیرہ تمام تقریبات میں طرح طرح کی چیزیں بھیجی جاتی ہیں اس کے متعلق ہندوستان میں مختلف قسم کی رسمیں ہیں۔ ہر شخص میں ہر قوم کی جدا جدا رسوم ہیں۔ ان کے متعلق یہ ہے اور یہ کائنات کا حکم ہے کہ قرض کا عموماً رواج ہے جو بات شائع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دینے والے چیز بطور قرض دیتے ہیں اسی وجہ سے شادیوں میں اور ہر تقریب میں جب روپے دیئے جاتے ہیں تو ہر ایک شخص کا نام اور رقم تحریر کر لیتے ہیں جب اس دینے والے کے یہاں تقریب ہوتی ہے تو یہ شخص جس کے یہاں دیا جاتا ہے فہرست نکالتا ہے اور اتنے روپے ضرور دیتا ہے جو اس نے دیئے تھے اور اس کے خلاف کرنے میں سخت بدنامی ہوتی ہے اور موقع پر کہتے بھی ہیں کہ نہ ہوتے کا روپیہ نہیں دیا اگر قرض نہ سمجھتے ہوتے تو ایسا عرف نہ ہوتا جو عموماً ہندوستان میں ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۴.....ایک شخص پردیس سے آیا اور جس کے یہاں اترا اس کو کچھ تحائف دیئے اور یہ کہا کہ اس کو اپنے گھر والوں میں تقسیم کر دو اور خود بھی لے لو اس سے دریافت کرنا چاہئے کہ کیا چیز کسے دی جائے اور اگر وہ موجود نہ ہو تو کیا چیز عورتوں کے لائق ہے عورت کو دے اور جو لڑکیوں کے مناسب ہو لڑکیوں کو دے اور جو لڑکوں کے مناسب ہو لڑکوں کو دے اور جو چیز خود اس کے مناسب ہو خود لے اور جو چیز ایسی ہو کہ مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں ہو تو دیکھا جائے گا وہ دینے والا مرد کار شتہ دار ہے تو مرد لے اور عورت کا رشتہ دار ہے تو عورت لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵..... بعض اولاد کے ساتھ محبت زیادہ ہو بعض کے ساتھ کم یہ کوئی ملامت کی چیز نہیں کیونکہ یہ فعل غیر اختیاری ہے اور عطیہ میں اگر یہ ارادہ ہو کہ بعض کو ضرر پہنچاوے تو سب میں برابر کرے کم وبیش نہ کرے کہ یہ مکروہ ہے ہاں اگر اولاد میں ایک کو دوسرے پر فضیلت وترجیح ہے مثلاً ایک عالم ہے جو خدمت علم دین میں مصروف ہے یا عبادت وجاہدہ میں اشتغال رکھتا ہے اپنے کو اگر زیادہ دے اور جو اُن کے دنیا کے کاموں میں زیادہ اشتغال رکھتے ہیں انہیں کم دے یہ جائز ہے اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں یہ حکم دیانت کا ہے اور قضا کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے مال کا مالک ہے حالت صحت میں اپنا سارا مال ایک ہی لڑکے کو دے دے اور دوسروں کو کچھ نہ دے یہ کر سکتا ہے دوسرے لڑکے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتے مگر ایسا کرنے میں گنہگار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۶..... اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکی اور لڑکا دونوں کو برابر دے یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دوچند دے دے جس طرح میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ملتا ہے ہبہ میں ایسا نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷..... لڑکا اگر فاسق ہے تو اس کو صرف بقدر ضرورت دے زیادہ دینے کا مطلب ہو گا کہ یہ گناہ کے کام میں اس کا معین ہے لڑکا فاسق ہے یہ گمان ہے کہ اس کے بعد یا سوال بیکاری اور گناہ میں خرچ کر ڈالے گا تو اس کے لئے چھوڑ جانے سے یہ بہتر ہے کہ نیک کاموں میں یا سوال صرف کر ڈالے اس صورت میں اسے میراث سے محروم کرنے میں گناہ نہیں کہ یہ حقیقتاً میراث سے محروم کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے اموال اور اپنی سخاوت کو جرم میں خرچ کرنے سے بچانا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۸..... باپ کو یہ جائز نہیں کہ نابالغ لڑکے کا مال دوسرے لوگوں کو ہبہ کر دے اگرچہ معاوضہ لے کر ہبہ کرے کہ یہ بھی ناجائز ہے اور خود بچہ اپنا مال ہبہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا یعنی اس نے ہبہ کر دیا اور موہوب لہ کو دے دیا اس سے واپس لیا جائے گا کہ ہبہ جائز ہی نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

یہی حکم صدقہ کا ہے کہ نابالغ اپنا مال بہ خود صدقہ کر سکتا ہے نہ اس کا باپ یہ بات یاد رکھنے کی ہے اکثر لوگ نابالغ سے چیز لے کر استعمال کر لیتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے دے دی حالانکہ یہ دینا نہ دینے کے حکم میں ہے بعض لوگ دوسرے کے بچے سے پانی بھروا کر پیتے ہیں یا وضو کرتے ہیں یا دوسری طرح استعمال کرتے ہیں یہ جائز ہے کہ اس پانی کا وہ بچہ مالک ہو جاتا ہے اور ہبہ نہیں کر سکتا پھر دوسرے کا یہ کہنا جائز ہو گا اگر والدین بچہ کو اس لئے چیزیں دیں کہ یہ لوگوں کو ہبہ کر دے یا خیرات کو صدقہ کر دے تاکہ دینے اور صدقہ کرنے کی عادت ہو اور مال ودنیا کی محبت کم ہو تو یہ ہبہ وصدقہ جائز ہے کہ یہاں نابالغ کا مال کالعدم ہے بلکہ باپ کے مال کا ہے اور بچہ دینے کے لئے وکیل ہے جس طرح عموماً دروازوں پر سائل جب سوال کرتے ہیں تو بچوں سے ہی بھیک دلواتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۹..... بچہ نے ہبہ پیش کیا اور یہ کہا کہ میرے والد نے یہ ہدیۃً آپ کے پاس بھیجا ہے اس کو لینا اور کھانا جائز ہے مگر جب یہ گمان ہو کہ اس کے باپ نے نہیں بھیجا ہے یہ خود لایا ہے اور یہ لفظ ہے کہ اس کے باپ نے بھیجا ہے تو نہ لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۰..... بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی کپڑے اس لئے بنانے کو جب پیدا ہو گا تو ان پر کھا جائے گا مثلاً یہ گمان ہو پیدا ہوا اور اسی پر کھا لیا پھر مر گیا یہ کپڑے میراث نہیں قرار پائیں گے جب تک اس نے یہ اقرار نہ کیا ہو کہ یہ کپڑے لڑکے کی ملک ہیں اور بدن کے کپڑے جو پہنے کے ہیں جب انہیں بچے نے پہن لیا مالک ہو گیا اور میراث ہیں۔ (ھ)

مسئلہ نمبر ۵۱..... نابالغہ لڑکی شوہر کے یہاں رخصت ہو کر چلی گئی اس کو اگر کوئی چیز ہبہ کر دی جائے اور شوہر قبضہ کر لے ہبہ تمام ہو جائے گا اس کا باپ زندہ ہو یا مر گیا ہو دونوں صورتوں میں شوہر قبضہ کر سکتا ہے وہ نابالغہ کا مثل بالغ ہو یا نہ ہو دونوں کا ایک حکم ہے اور نابالغہ کے باپ نے خود اس نے جب کہ سمجھ دار ہو قبضہ کیا یہ بھی ہو سکتا ہے یعنی شوہر ہی کا قبضہ کرنا ضروری نہیں اور اگر زوجہ بالغہ ہے تو اس کے خود قبضہ کرنے کی

ضرورت ہے شوہر کا قبضہ کافی نہیں اور اگر نابالغہ ہے اور ابھی رخصت بھی نہیں ہوئی ہے تو شوہر کا قبضہ اس صورت میں بھی کافی نہیں بلکہ اس کے باپ وغیرہ جن کے قبضہ کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ قبضہ کریں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۲..... ایک شخص نے دو کپڑے ایک شخص کو دیئے اور کہا کہ ایک تمہارا ہے اور ایک تمہارے لڑکے کا اور جدا ہونے سے قبل یہ نہیں متعین کیا کہ کون سا کس کا ہے یہ ہبہ جائز نہیں اور بیان کر دیا ہے تو جائز ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۳..... دو شخصوں نے ایک مکان جو قابلِ قسمت ہے ہبہ کر دیا اور قبضہ دے دیا یہ صحیح ہے کہ یہاں شیوع نہیں ہے اور اگر دو شخصوں کو ہبہ کیا اور یہ دونوں بالغ ہیں یا ایک بالغ ہے دوسرا نابالغ اور یا بالغ اسی بالغ کی پرورش میں ہے اور قبضہ بھی نہیں ہیں اور مکان قابلِ تقسیم ہے تو یہ صحیح نہیں کہ مشاع کا ہبہ ہے اور اگر ایک نے ایک ہی کو ہبہ کیا ہے مگر موہوبہ لہ نے دو شخصوں کو قبضہ کے لئے وکیل کیا ہے تو یہ ہبہ جائز ہے اور اگر دو شخصوں نے ایک مکان دو شخصوں کو ہبہ کیا یوں کہ ایک نے اپنا حصہ ایک کو ہبہ کیا اور دوسرے نے اپنا حصہ دوسرے کو تو یہ ہبہ ناجائز ہے اور اگر باپ نے اپنے دو بیٹوں کو ہبہ کیا اور دونوں بالغ ہیں یا ایک بالغ دوسرا نابالغ تو صحیح نہیں اور اگر دونوں نابالغ ہیں تو صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۴..... دس روپے دو فقیروں پر تصدق کیے یا ہبہ کئے یہ جائز ہے یعنی صدقہ میں شیوع مانع صحت نہیں کہ صدقہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے وہ ایک سے بھی حاصل ہوا یا متعدد سے اس کا التفات نہیں اور فقیر کو صدقہ کرنا یا ہبہ کرنا دونوں کا ایک مطلب ہے یعنی بہرصورت صدقہ ہے اور وہ شخص غنی ہیں ان کو دس روپے ہبہ کئے یا صدقہ کیے یہ دونوں ناجائز کہ یہاں دونوں لفظوں سے ہبہ ہی مراد ہے اور ہبہ میں شیوع مانع ہے کیونکہ یہاں اغنیا کی رضا مندی مقصود ہے اور وہ متعدد ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اس مقام پر یہ مطلب ہے کہ وہ دونوں مالک نہیں ہوں گے اگر دونوں کو تقسیم کر کے قبضہ دے دیا دونوں مالک ہو جائیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... دیوار اس کے مکان میں اور پڑوسی کے مکان میں مشترک ہے اس نے دو دیوار پڑوسی کو ہبہ کر دی یہ جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۶..... مریض نے مال سے ہبہ کرنا ہے اور یہ ہبہ بھی اس وقت صحیح ہے کہ اس کی زندگی میں موہوبہ لہ قبضہ کر لے قبضہ سے پہلے مریض مر گیا تو ہبہ باطل ہو گیا۔ (عالمگیری)

ہبہ واپس لینے کا بیان

کسی چیز کو دے کر واپس لینا بہت بری بات ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا اس کی مثال ایسی ہے جس طرح قے کر کے پھر چاٹ جانا ہے لہٰذا مسلمان کو اس سے بچنا ہی چاہئے مگر چونکہ ہبہ ایسا تصرف ہے کہ واہب پر لازم نہیں اگر وہ کر واپس ہی لینا چاہے تو قاضی واپس کر دے گا اسے نہ واپس لینے پر مجبور نہیں کرے گا اور یہ واپس لینے کا حکم بھی حدیث سے ثابت ہے مگر سب جگہ واپس نہیں کر سکتا بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں واپس لے سکتا ہے اور بعض میں نہیں یہاں ان کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۱..... ہبہ میں اگر موہوبہ لہ کا قبضہ ہی نہیں ہوا تو ابھی ہبہ کی تمامیت ہی نہیں ہوئی ہے اگر واہب نے رجوع کر لیا تو ہبہ بھی ختم ہو گیا اس کو رجوع نہیں کہتے رجوع یہ ہے کہ تمام ہبہ ہو چکا ہے موہوبہ لہ نے قبضہ کر لیا ہے اس کے بعد واپس لے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... موہوبہ لہ کو قبضہ دے دیا تو اب رجوع کرنے کے لئے قاضی کا حکم دینا یا موہوبہ لہ کا راضی ہونا ضروری ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو اس کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... واہب نے کہہ دیا ہے کہ میں اس ہبہ کو واپس نہیں لوں گا جب بھی واپس لے سکتا ہے اس کا یہ کہہ دینا مانع رجوع

نہیں۔(عر)اور اگر حق رجوع سے مصالحت کرلی ہے تو رجوع نہیں کرسکتا کہ صلح میں جو چیز دی ہے بہ کا عوض ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ فلاں کو ایک ہزار روپے میری طرف سے ہبہ کردو اس نے کردیئے موہوب لہ نے قبضہ بھی کرلیا یہ تمام ہوگیا دوسرا شخص واپس نہیں لے سکتا نہ پہلے سے لے سکتا ہے موہوب لہ سے اور وہ پہلا چاہے تو موہوب لہ سے واپس لے سکتا ہے کہ واہب یہی ہے وہ دینے والا متبرع ہے اور اگر پہلے نے یہ کہا کہ فلاں کو ایک ہزار ہبہ کردو میں اس کا ضامن ہوں اور اس نے دے دیئے تو پہلا شخص ضامن ہے دوسرا اس سے لے سکتا ہے موہوب لہ سے نہیں لے سکتا اور پہلا شخص موہوب لہ سے واپس لے سکتا ہے۔ (عر)

مسئلہ نمبر ۵.....صدقہ دے کر واپس لینا جائز نہیں فقہا جس کو صدقہ دیا تھا اس نے عاریت یا ودیعت سمجھ کر کچھ دنوں کے بعد واپس کر دیا اس کو لینا جائز نہیں اور لے لیا ہو تو واپس کردے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....دین کے ہبہ میں رجوع نہیں کرسکتا مثلاً دائن نے مدین کو دین ہبہ کردیا اور مدین نے قبول کرلیا دائن واپس نہیں لے سکتا کہ یہ اسقاط ہے مگر قبول کرنے سے پہلے واپس لے سکتا ہے۔ (عر)

مسئلہ نمبر ۷.....رجوع کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ رجوع کے الفاظ بولے مثلاً رجوع کیا واپس لیا یا ہبہ کو توڑ دیا باطل کردیا اور اگر الفاظ نہیں بولے بلکہ اس چیز کو بیچ کردیا یا اپنی چیز میں خلط کردیا یا کپڑا اتنا رنگ دیا یا غلام تھا آزاد کردیا یہ رجوع نہیں بلکہ یہ تصرفات بے کار ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....واہب کو موہوب لہ سے ہبہ کو خریدنا نہ چاہئے کہ یہ بھی رجوع کے معنی میں ہے کیونکہ موہوب لہ یہ خیال کرے گا کہ یہ چیز اسی کی دی ہوئی ہے پورے دام لینے میں اسے شرم آئے گی مگر باپ نے بیٹے کو کوئی چیز دی ہے پھر خریدنا چاہتا ہے تو خرید سکتا ہے کہ شفقت پدری کم دام دینے میں مانع ہوگی۔ (عر)

مسئلہ نمبر ۹.....ہبہ میں رجوع کرنے سے سات چیزیں مانع ہیں ان سب کو ان الفاظ سے جمع کیا گیا ہے۔ "دمع خرقة" دال سے مراد زیادت متصلہ ہے۔ میم سے مراد موت یعنی واہب و موہوب لہ دونوں میں سے کسی ایک کا مر جانا۔ عین سے مراد عوض۔ خا سے مراد خروج یعنی ہبہ کا ملک موہوب لہ سے خارج ہوجانا۔ ر سے مراد زوجیت، ق سے مراد قرابت، با سے بلاک۔

ان سب کے احکام کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔(1) زیادت متصلہ۔

مسئلہ نمبر ۱۰.....جس چیز کو ہبہ کیا اس میں کچھ زیادت ہوئی اگر یہ موہوب لہ کے ساتھ متصل ہے واہب رجوع نہیں کرسکتا۔ مثلاً ایک نابالغ غلام کسی کو ہبہ کیا اب وہ جوان ہوگیا رجوع نہیں کرسکتا۔ زیادت متصلہ متولدہ ہو یا غیر متولدہ ہو ہبہ لہ کے فعل سے ہوئی ہو یا اس کے فعل سے نہ ہو سب کا ایک حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....زمین ہبہ کی موہوب لہ نے اس میں مکان بنالیا اور درخت لگائے یہ زیادت متصلہ ہے یا پانی نکالنے کا چرخ نصب کیا اس طرح کی تو واہب زمین میں شامل ہوا اور بیچ میں بغیر ذکر کئے ہبہ داخل ہوجائے یہ بھی زیادہ متصلہ ہے۔ یونہی مکان اگر ہبہ کیا تھا موہوب لہ نے اس میں کچھ اور تعمیر کی یہ زیادت متصلہ ہے اب واپس نہیں لے سکتا۔ (عر، درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲.....حمام ہبہ کیا تھا موہوب لہ نے دے کر رہنے کا مکان بنالیا یا مکان ہبہ کیا تھا اسے حمام بنالیا۔ اگر عمارت میں تغیر نہیں کیا ہے رجوع کرسکتا ہے اور اگر تغیر کیا ہے مثلاً دروازہ لگا لیا یا بیچ کر کھلی کرلی تو رجوع نہیں کرسکتا اور اگر عمارت منہدم کردی صرف زمین باقی رہتے رجوع کرسکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳.....موہوب میں کچھ نقصان پیدا ہوگیا یہ رجوع کو منع نہیں کرتا خواہ وہ نقصان موہوب لہ کے فعل سے ہو یا اس کے فعل

سے نہ ہو مثلاً کپڑا ہبہ کیا تھا، سلا ہوا نکلا یا قطع کرا لیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... زیادت منفصلہ رجوع سے مانع نہیں مثلاً بکری ہبہ کی تھی اس کے بچہ پیدا ہوا یہ زیادت منفصلہ ہے اب اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے اور زیادت موہوبہ لہ کی ہوئی اس کو واپس نہیں لے سکتا مگر جانور کو اس وقت واپس لے سکتا ہے جب بچہ اس قابل ہو جائے کہ اسے اپنی ماں کی حاجت نہ رہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... زیادت سے یہ مراد ہے کہ موہوب میں کوئی ایسی بات پیدا ہو جائے جس سے قیمت میں اضافہ ہو جائے جیسے اس چیز کا پہلے سے زیادہ فربہ ہو جانا یا خوب صورت ہو جانا بھی زیادت ہے۔ کپڑا تھا اس کو رنگا یا رنگ دیا یہ بھی زیادت ہے۔ چیز کو ایک جگہ سے منتقل کر کے دوسری جگہ لے گیا جب کہ اس انتقال مکانی سے قیمت میں اضافہ ہو جائے یہ بھی زیادت میں داخل ہے۔ غلام بھاگا تھا مسلمان ہو گیا یا اس نے کوئی جنایت کی تھی ولی جنایت نے معاف کر دی۔ بھرا تھا سنبھلا۔ اندھا تھا دیکھنے لگا۔ یہ سب زیادت متصلہ میں داخل ہیں اور اگر قیمت کی زیادتی نرخ تیز ہو جانے کے سبب سے ہے تو زیادت میں اس کا شمار نہیں۔ تعلیم و کتابت اور کوئی صنعت سکھا دینا بھی زیادت میں داخل ہے کپڑا ہبہ کیا تھا اسے موہوبہ لہ نے دھلوایا یا تو ریا غلام جب ہبہ کیا تھا بیمار تھا موہوبہ لہ نے اس کا علاج کرایا اب اچھا ہو گیا یہ بھی زیادت میں داخل ہے اور اگر موہوبہ لہ کے یہاں بیمار ہوا اور اس نے علاج کرایا اور اچھا ہو گیا یہ رجوع میں مانع نہیں ہے۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... زمین میں مکان بنوایا یا درخت لگائے اگر یہ زیادتی پوری زمین میں شمار ہو تو پوری کا رجوع منتفع ہو جائے گا اور اگر نقطہ اس قطعہ میں زیادت شمار ہوا تی نہیں تو اس قطعہ کی واپسی منتفع ہو جائے گی باقی کی نہیں یعنی اگر بہت زیادہ زمین ہے کہ ایک دو مکان کے جتنے سے پوری زمین میں اضافہ متصور نہیں ہوتا تو نقطہ اس حصہ کی واپسی منتفع ہو جائے گی جس میں مکان بنا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... زمین میں بیوقوف روٹی پکانے کا تنور گڑوا یا یہ زیادت میں داخل نہیں ہے بلکہ نقصان ہے جو درخت کاٹ ڈالا یا اسے چیر پھاڑ کر جلانے کا بندوبست نہ کیا لہٰذا غیر رجوع نہیں اور اس کو کاٹ کر چھ کھٹ بازو کیواڑ کیاں وغیرہ کوئی چیز بنائی تو رجوع نہیں کر سکتا۔ جانور کی قربانی کر ڈالا یا اور طرح بھی ذبح کرایا واپس کرنے کو منع نہیں کرتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... کپڑا ہبہ کیا تھا موہوبہ لہ نے اسے دو ٹکڑے کر ڈالا ایک ٹکڑے کی بچکن سلوائی اب دوسرے ٹکڑے کو واپس لے سکتا ہے۔ بچھا ہبہ کیا موہوبہ لہ نے اس پر رنگ نکالا اگر رنگ جدا کرنے میں نقصان ہو گا تو واپس نہیں لے سکتا اور نہ لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... کاغذ ہبہ کیا اس پر لکھ کر کتاب بنائی واپس نہیں لے سکتا۔ سادی بیاض ہبہ کی تھی موہوبہ لہ نے اس میں کتاب لکھی جس سے اس کی قیمت بڑھ گئی واپس نہیں لے سکتا اور اگر حساب وغیرہ والی چیزیں لکھی ہیں جس کی وجہ سے اس کا روزی میں شمار ہوتا واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... قرآن مجید ہبہ کیا تھا اس میں اعراب (زیر زبر) لگائے واپس نہیں لے سکتا۔ لوہا ہبہ کیا تھا اس کی تلوار یا چھری وغیرہ کوئی چیز بنائی رجوع نہیں کر سکتا۔ سوت ہبہ کیا اس کا کپڑا بنوا لیا رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... واہب اور موہوب لہ میں اختلاف ہوا کہ موہوب لہ کے پاس زیادت ہوئی ہے یا نہیں اگر وہ زیادت متولدہ ہے مثلاً چھوٹی چیز ہبہ کی تھی اب وہ بڑی ہو گئی واہب کہتا ہے کہ اتنی ہی بڑی میں نے ہبہ کی تھی اور موہوب لہ کہتا ہے چھوٹی تھی اب بڑی ہو گئی اس میں واہب کا قول معتبر ہے اور اگر وہ زیادت غیر متولدہ ہے جیسے کپڑے کا صاف ہو جانا اس کو رنگ دینا اس میں موہوب لہ کا قول معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... موہوب لہ کہتا ہے کہ مکان میں جو قیمتی ہوئی ہے اب اس سے منکر ہے اگر اتنی قیمتی اتنے دنوں میں عموماً نہیں ہوتا تو واہب کا قول معتبر ہے اگر چہ یہ زیادت غیر متولدہ ہے واہب کہتا ہے میں نے یہ بنا ہوا کپڑا ہبہ کیا ہے یا ستو میں گھی ملا کر ہبہ کیا ہے موہوب لہ

کہتا ہے یہ کپڑا رنگا ہوا تھا میں نے رنگا ہے میں نے نہیں ستو میں ملایا ہے چونکہ موہوب لہ منکر ہے اسی کا قول معتبر ہے۔ (عالمگیری)

(2) موت احد المتعاقدین۔

مسئلہ نمبر ۲۳..... ہبہ کر کے قبضہ دے دیا اور اس کے بعد واہب یا موہوب لہ دونوں میں سے کوئی بھی مر جائے ہبہ واپس نہیں ہو سکتا موہوب لہ مر گیا تو اس کی ملک ورثا کی طرف منتقل ہو گئی واہب مر گیا تو اس کا وارث اس چیز سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اجنبی ہے۔ قبضہ واپس نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... اگر قبضہ سے پہلے متعاقدین میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو یہ رجوع کو نہیں منع کرتا بلکہ وہبہ ہی باطل ہو گیا وارث کہتا ہے میرے مورث نے یہ چیز تمہیں ہبہ کی تھی تم نے قبضہ نہیں کیا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا موہوب لہ کہتا ہے میں نے اس کے مرنے سے پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا اگر وہ چیز وارث کے قبضہ میں ہو تو اسی کا قول معتبر ہے۔ (درمختار، نظر)

(3) واہب کا عوض لے لینا مانع رجوع ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۵..... موہوب لہ نے عوض دیا تو واہب کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ہبہ کا عوض ہے موہوب لہ نے سمجھا اپنے ہبہ کا عوض لوٹایا اس کا جملہ یا اس کے مقابلہ میں چیز لوٹا دینا واہب نے لے لیا رجوع کرنے کا حق ساقط ہو گیا اور اگر عوض ہونا لفظوں سے ظاہر نہیں کیا تو ہر ایک اپنے اپنے ہبہ کو واپس لے سکتا ہے یعنی واہب ہبہ کردہ کو اور موہوب لہ عوض کو۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۶..... ہبہ کا عوض بھی ہبہ ہے اس میں وہ تمام باتیں لحاظ رکھی جائیں گی جو ہبہ کے لئے ضروری ہیں جن کا ذکر ہو چکا مثلاً ان کا جدا کر دینا مشاع نہ ہونا اس پر قبضہ دلانا۔ (درمختار، نظر)

صرف اتنا فرق ہے کہ ہبہ میں حق رجوع ہوتا ہے جب تک موانع نہ پائے جائیں اور اس میں یہ حق نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... ہبہ کا عوض اتنا ہی ہونا ضروری نہیں اس سے کم اور زیادہ بھی ہو سکتا ہے اس جنس کا بھی ہو سکتا ہے اور دوسری جنس کا بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً کپڑا دیا ہوتا ہے کہ تھوڑے سے پھل وغیرہ کی ڈالی لگاتے ہیں اور چننے کی چیز ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ دیا جاتے ہیں۔ (نظر)

مسئلہ نمبر ۲۸..... بچہ کو کوئی چیز ہبہ کی گئی اس کے باپ کو یہ اختیار نہیں کہ اس کے مال سے اس ہبہ کا معاوضہ دے اگر عوض دے دیا جب بھی واہب ہبہ کو واپس لے سکتا ہے کہ وہ عوض دینا صحیح ہی نہیں ہوا۔ (نظر)

مسئلہ نمبر ۲۹..... اصرانی یا کسی کافر نے مسلمان کو کوئی چیز ہبہ کی مسلمان اس کے عوض میں اسے سور یا شراب دے یہ عوض دینا صحیح نہیں کیونکہ مسلمان اپنی طرف سے کسی کو بھی ان چیزوں کا مالک نہیں کر سکتا اور جب یہ دینا صحیح نہ ہوا تو واہب اب بھی رجوع کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... عوض دینے کا یہ مطلب ہے کہ موہوب کے سوا دوسری چیز واہب کو دے اگر موہوب کا ایک حصہ باقی کے عوض میں دے دیا صحیح نہیں واہب رجوع کر سکتا ہے۔ دو چیزیں ہبہ کی ہیں اگر دو عقد کے ذریعے ہوئی ہیں تو ایک دوسرے کے عوض دے سکتا ہے اور اگر ایک ہی عقد میں دونوں چیزیں واہب نے دی تھیں تو ایک دوسری کا عوض نہیں کہہ سکتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... گیہوں ہبہ کئے تھے موہوب لہ نے نہیں میں سے تھوڑا آٹا پسوا کر باقی کے عوض میں واہب کو دے دیا یہ عوض دینا صحیح ہے یعنی اب واہب جتنے گیہوں کو واپس نہیں لے سکتا کہ عوض لے چکا ہے۔ یونہی کپڑا ہبہ کیا تھا اس میں ایک کا حصہ رنگ کر باقی کے عوض میں دیا یا ستو ہبہ کیا تھا تھوڑا سا اسی میں سے گھی میں ملا کر واہب کو دے دیا یہ تحویض صحیح ہے۔ ایک شخص نے دو کنیزیں ہبہ کی تھیں موہوب لہ کے پاس ان میں سے ایک کے بچہ پیدا ہوا یہ بچہ عوض میں دے دیا صحیح ہے اور واپس لینا ممتنع ہو گیا جانور کے ہبہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... اجنبی شخص نے موہوب لہ کی طرف سے بطور تبرع و احسان واہب کو عوض دیا یہ بھی صحیح ہے اگر واہب نے قبول کر لیا

رجوع ممتنع ہوگیا اجنبی کا عوض دینا موہوب لہ کے حکم سے ہو یا بغیر حکم دونوں کا ایک حکم ہے۔ (جامع اکبر)

مسئلہ نمبر ۳۳..... موہوب لہ کی طرف دوسرے نے عوض دے دیا یہ موہوب لہ سے رجوع نہیں کرسکتا اگرچہ موہوب لہ کا شریک ہی ہو اگر چہ اس نے اس کے حکم سے عوض دیا ہو کیونکہ موہوب لہ کے ذمہ عوض دینا واجب نہ تھا لہٰذا اس کا حکم کرنا ایسا ہی ہے جس طرح تبرع کرنے کا حکم ہوتا ہے کہ اس میں رجوع نہیں کرسکتا ہاں اگر اس نے یہ کہدیا ہے کہ تم عوض دے دو میں اس کا ضامن ہوں تو اس صورت میں وہ اجنبی موہوب لہ سے لے سکتا ہے۔ (اکبر)

مسئلہ نمبر ۳۴..... ہبہ کا عوض دے دیا اب دیکھتا ہے کہ موہوب میں عیب ہے تو اسے یہ اختیار نہیں کہ موہوب کو واپس دے کر عوض واپس لے۔ یونہی واہب نے عوض پر قبضہ کرلیا تو اسے یہ بھی اختیار نہیں کہ عوض واپس دے کر موہوب کو واپس لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... مریض نے ہبہ کیا موہوب لہ نے ہبہ کا عوض دیا اور مریض نے اس پر قبضہ کرلیا پھر مرگیا اور اس مریض کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ تھا جسے ہبہ کردیا تو اگر وہ عوض اس مال کی دو تہائی قیمت کی قدر رہا یا زیادہ ہو تو یہ نافذ ہے اور اگر نصف قیمت کی قدر ہو تو ایک سدس اس کے ورثا موہوب لہ سے واپس لے سکتے ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... عوض دینے کے بعد ہبہ میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا اور نصف موہوب نے لے لیا تو موہوب لہ واہب سے نصف عوض واپس لے سکتا ہے اور اگر اس کا کل ہو یعنی نصف عوض میں مستحق نے حق ثابت کر کے لے لیا تو واہب کو یہ حق نہیں کہ نصف کو واپس لے لے ہاں اگر باقی کو یعنی جو کچھ عوض اس کے پاس رہ گیا ہے اس کو واپس کر کے ہبہ کا کل یا جز لینا چاہتا ہے تو لے سکتا ہے۔

فائدہ: اس مقام پر عوض سے مراد وہ ہے کہ ہبہ میں مشروط نہ ہو اگر ہبہ میں عوض مشروط ہو تو وہ مبادلہ کے حکم میں ہے اس کے اجزا پر اس کی تقسیم ہوئی یعنی نصف عوض کے استحقاق پر نصف ہبہ کو واپس لے سکتا ہے۔ (گزشتہ انقلاب)

مسئلہ نمبر ۳۷..... موہوب لہ نے نصف ہبہ کا عوض دیا ہے یعنی کہدیا کہ یہ نصف عوض میں ہے تو جس کا عوض نہیں دیا ہے وہ واہب اسے واپس لے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸..... پورے عوض کو کسی نے اپنا ثابت کیا اگر موہوب شے موجود ہے تو پوری واپس لے سکتا ہے اور ہلاک ہوگئی ہے تو کچھ نہیں اور اگر عوض دینے کے بعد کسی نے پورے ہبہ کو اپنا ثابت کر کے لے لیا تو موہوب لہ عوض کو واپس لے سکتا ہے اگر موجود ہو اور ہلاک ہوگیا ہے تو وہ صورتیں ہیں مثلی ہے تو اس کی مثل دے اور قیمی ہے تو قیمت۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۹..... ہبہ کا عوض دیا تھا مگر اس کا کوئی حقدار نکل آیا جس نے اس کو لے لیا اور ادھر موہوب شے میں زیادت ہوگئی تو واہب واپس نہیں لے سکتا ہے۔ (درمختار)

(4) ہبہ کا مالک موہوب لہ سے خارج ہوجانا مانع رجوع ہے اس کی ملک سے نکل جانے کی بہت صورتیں ہیں بیع کردینے صدقہ کردینے ہبہ کردینے جو کچھ کردے واہب نہیں لے سکتا۔

مسئلہ نمبر ۴۰..... موہوب لہ نے موہوب شے کو بیع کردیا تھا واہب کا رجوع ممتنع ہوگیا مگر موہوب لہ نے جس کو دیا تھا اس سے واپس لیا تو واہب اول اس سے لے سکتا ہے کہ مانع زائل ہوگیا موہوب لہ ثانی سے واپسی جو ہوئی وہ قاضی کے حکم سے ہوئی ہو یا خود اس کی رضامندی سے کہ اس کے رجوع کرنے کے معنی ہبہ کو فسخ کرنا ہے لہٰذا مانع زائل ہوگیا اور اگر اس چیز کا اس کی ملک میں آنا سبب سے ہو مثلاً اس نے موہوب لہ ثانی سے خرید لیا اس نے اس پر صدقہ کردیا اس صورت میں واہب اول اس سے واپس نہیں لے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱..... موہوب شے موہوب لہ کی ملک سے خارج ہونے کے بعد اگر پھر اس کی ملک میں آجائے تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ

ملک میں آجانا کس سبب سے ہے اگر فسخ کی وجہ سے ہے تو واہب کو واپس لینے کا حق لوٹ آئے گا مثلاً بیع کردی تھی پھر وہ بیع قاضی نے فسخ کردی اور اگر ملک میں واپس آنا سببِ جدید سے ہے تو واہب کو واپسی کا حق واپس نہیں آئے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۲.....ملک سے نکلنے کے یہ معنی ہیں کہ پوری طرح اس کی ملک سے خارج ہو جائے لہٰذا اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ کچھ لگاؤ باقی ہو مثلاً موہوب لہ نے بہ کا بٹا فروخ کر دیا یا بکری کے گوشت کو صدقہ کرنے کی منت مانی اور ذبح ہو چکی ہے گوشت تیار ہے تو واہب واپس لے سکتا ہے۔ تجنیس۔ قران یا نذر کا جانور ہبہ کیا ہو تو واہب واپس لے سکتا ہے اگر چہ ذبح کر دیا ہو اور گوشت ہو گیا ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۳.....موہوب لہ نے آٹا دھی جو بیچ کر دی ہے آٹا دھی اس کے پاس جو باقی ہے اس میں رجوع کر سکتا ہے۔ (درمختار)

(5) زوجیت مانع رجوع ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۴.....زوجیت سے مراد وہ ہے جو وقت ہبہ موجود ہو اور بعد میں پائی گئی تو مانع نہیں مثلاً ایک عورت اجنبیہ کو ہبہ کیا تھا ہبہ کے بعد اس سے نکاح کیا واپس لے سکتا ہے اور اگر اپنی عورت کو ہبہ کیا تھا اس کے بعد فرقت ہو گئی تو واپس نہیں لے سکتا غرض یہ کہ واپس لینے اور نہ لینے دونوں میں وقت ہبہ کا ہی لحاظ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۵.....مرد نے عورت کے یہاں چیزیں بھیجی تھیں اور عورت نے مرد کے یہاں جس طرح یہاں بھی رواج ہے کہ طرفین سے چیزیں آتی جاتی رہتی ہیں پھر زفاف کے بعد دونوں میں فرقت ہو گئی شوہر نے دعویٰ کیا کہ جو کچھ میں نے سامان بھیجا تھا بطور عاریت تھا لہٰذا واپس ملنا چاہئے اور عورت بھی کہتی ہے میری چیزیں مجھے واپس مل جائیں ہر ایک دوسرے سے واپس لے لے کیونکہ عورت کا یہ گمان ہے کہ جو کچھ اس نے دیا تھا بہ تھا بہ کے عوض میں دیا تھا اور بہ تا بت نہیں لہٰذا عوض بھی واپس۔ (درمختار)

(6) قرابت مانع رجوع ہے قرابت سے مراد اس مقام پر ذی رحم محرم ہے یعنی یہ دونوں باتیں ہوں اور حرمت بھی نسب کی وجہ سے ہو تو واپس نہیں لے سکتا اگر چہ وہ ذی رحم محرم ذی یا مستامن ہو کہ اس سے بھی واپس نہیں لے سکتا مثلاً باپ دادا ماں دادی اصول اور بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسہ نواسی فروع اور بھائی بہن اور چچا پھوپھی کہ یہ سب ذی رحم محرم ہیں اگر موہوب لہ محرم ہے یعنی ناتے حرام ہے مگر ذی رحم نہ ہو جیسے رضاعی بھائی یا مصاہرت کی وجہ سے حرمت ہو جیسے ساس اور بیوی کی دوسرے شاخہ کی اولادیں اور داماد اور بیٹے کی بیوی یا موہوب لہ ذی رحم ہے مگر محرم نہیں جیسے چچا زاد بھائی اگر چہ یہ رضاعی بھائی ہو کہ یہاں نسب کی وجہ سے حرمت نہیں ان سب کو چیز ہبہ کر کے واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۶.....ایک شے غیر منقسم اپنے بھائی اور اجنبی دونوں کو ہبہ کی اور دونوں نے قبضہ کر لیا اجنبی کا حصہ واپس لے سکتا ہے کہ اس میں رجوع سے مانع نہیں ہے اور بھائی کا حصہ واپس نہیں لے سکتا کہ یہاں مانع پایا جاتا ہے۔ (درمختار)

(7) عین موہوب کا ہلاک ہو جانا مانع رجوع ہے کہ جب وہ چیز ہی نہیں ہے رجوع کیا کرے گا۔

مسئلہ نمبر ۴۷.....موہوب لہ کہتا ہے کہ چیز ہلاک ہو گئی اور واہب کہتا ہے کہ نہیں ہلاک ہوئی موہوب لہ کی بات غیر حلف مان لی جائے گی کہ وہ منکر ہے کیونکہ موہوب رکاوہ منکر ہے اور اگر واہب کہتا ہے کہ وہ چیز میں نے بہ کی تھی وہ یہ ہے اور موہوب لہ منکر ہے تو موہوب لہ کی بات حلف کے ساتھ معتبر ہوگی اور اگر موہوب لہ کہتا ہے میں واہب کا بھائی ہوں اور واہب منکر ہے تو واہب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۸.....موہوب چیز میں تغیر پیدا ہو گیا یعنی اب دوسری چیز ہو گئی یہ بھی مانع رجوع ہے مثلاً گیہوں کا آٹا پسوا لیا آٹا تھا اس کی روٹی پکائی روٹی تھا اس کو پیس بنا لیا یا تلی کر لیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۹.....کڑیاں ہبہ کی تھیں اس نے چیر پھاڑ کر ایندھن بنا لیا یا کپی اینٹیں ہبہ کی تھی تو ڑ کر مٹی بنا لی رجوع کر سکتا ہے۔ اور اس مٹی کی پھر اینٹیں بنا لیں تو رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۰..... روپیہ بہہ کیا تھا پھر موہوب لہ سے وہی روپے قرض لے لیا یا اب اس کو کسی طرح رجوع نہیں کر سکتا اور اگر موہوب لہ نے اس روپیہ کو صدقہ کر دیا مگر ابھی خیرات نے قبضہ نہیں کیا ہے تو واہب واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۱..... بہہ میں رجوع کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں کی رضامندی سے چیز واپس ہو یا حاکم نے واپسی کا حکم دے دیا ہو لہٰذا قاضی کے حکم کرنے کے بعد اگر واہب نے چیز کو طلب کیا اور موہوب لہ نے انکار کر دیا اور اس کے بعد وہ شے ضائع ہو گئی تو موہوب لہ کو تاوان دینا ہوگا کہ اب سے رہ کے کا حق نہ تھا۔ یونہی اگر موہوب لہ نے بعد حکم قاضی اسے روکا نہیں بلکہ ابھی تک واہب نے مانگا نہیں اور موہوب لہ کے پاس ہلاک ہو گئی تھی تو تاوان واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۲..... قضائے قاضی یا طرفین کی رضامندی سے جب اس نے رجوع کر لیا تو ملکِ بہہ بلکہ صحیح ہو گیا اور واہب کی پہلی ملک عود کر آئی یہ نہیں کہا جائے گا کہ جدید ملک حاصل ہوئی لہٰذا مالک ہونے کیلئے واہب کے قبضہ کی ضرورت نہیں اور مشاع میں بھی رجوع صحیح ہے مثلاً موہوب لہ نے نصف کو قبض کر لیا ہے نصف باقی ہے اس نصف کو واہب نے واپس لے لیا اگرچہ یہ شائع ہے مگر رجوع صحیح ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۵۳..... موہوب لہ جب تندرست تھا اس وقت اسے کسی نے کوئی چیز بہہ کی اور جب وہ بیمار ہوا واہب نے چیز واپس کر لی اگر یہ واپسی حکم قاضی سے ہے تو صحیح ہے ورنہ مالِ قرض ٹھہرا کر موہوب لہ کے مرنے کے بعد اس چیز کے مطالبہ کا حق نہیں اور اگر بغیر حکمہ قاضی محض واہب کے مانگنے پر موہوب لہ نے چیز دے دی تو اس واپسی کو بہہ جدید قرار دیا جائے گا کہ ایک گھنٹہ میں واپس صحیح ہو گئی وہ بھی جب کہ اس پر دین مستغرق نہ ہو اور اگر اس پر دین مستغرق ہو تو واہب سے چیز واپس لے کر قرض والوں کو دی جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۴..... ایک چیز طریقہ کر بہہ کر دی پھر موہوب لہ سے واپس لے لی اب اس میں عیب کا پتہ چلا تو بائع کو مطلقاً واپس دے سکتا ہے خواہ قاضی کے حکم سے واپس لیا ہو یا موہوب لہ کی رضامندی سے بخلاف بیع یعنی اگر مشتری نے چیز بیچ کر دی اور مشتری دوم نے پھر عیب واپس کر دی اور اس نے رضامندی سے واپس لے لی تو اپنے بائع پر واپس نہیں کر سکتا کہ یہ حق ثالث میں فسخ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... رجوع کرنے سے بہہ بالکل سابق ہی سے فسخ ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بہہ کا زمانہ مستقبل میں کچھ اثر نہ رہے گا یہ مطلب نہیں کہ زمانہ گزشتہ میں بھی اس کا کوئی اثر نہیں رہا پس ہوتا تو شے موہوب سے جو زیادت بعد بہہ کے پیدا ہو گئی ہے وہ بھی ملک واہب کی طرف منتقل ہو جاتی حالانکہ ایسا نہیں مثلاً بکری بہہ کی تھی اور اس کے پیٹ پیدا ہوا اس کے بعد واہب نے بکری واپس کر لی مگر یہ پیٹ موہوب لہ ہی کا ہے واہب کا نہیں یا مثلاً صحیح میں عیب ظاہر ہوا اور قاضی کے حکم سے مشتری نے بائع کو واپس کر دی یا سہل سے صحیح ہے اور زمانہ گزشتہ میں اس کا اعتبار کیا جائے تو لازم آئے گا مشتری نے تصرف سے جو نفع حاصل کیا ہے حرام ہو حالانکہ ایسا نہیں۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۵۶..... بہہ کرنے کے بعد واہب نے اس چیز کو ہلاک کر دیا تاوان دے گا اور اگر غلام تھا اسے واہب نے آزاد کر دیا آزاد ہو گا کیونکہ جب تک واپس نہ کرے گا اس کی ملک نہیں ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۵۷..... جو چیز بہہ کی تھی وہ ہلاک ہو گئی اس کے بعد مستحق نے دعویٰ کیا کہ چیز میری تھی اور موہوب لہ سے اس کا تاوان وصول کر لیا موہوب لہ واہب سے اس تاوان میں سے کچھ وصول نہیں کر سکتا۔ یہ حکم عاریت کا ہے کہ مستعیر کے پاس ہلاک ہو جائے اور مستحق اس سے ضمان وصول کرے تو مستعیر سے کچھ نہیں لے سکتا اور عقد معاوضہ کے ذریعے سے چیز اس کے پاس آئی اور ہلاک ہو جاتی اور مستحق ضمان لیتا تو دینے والے سے وصول کر سکتا ہے مثلاً مشتری کے پاس مبیع ہلاک ہو گئی اور مستحق نے اس سے ضمان لیا یہ بائع سے وصول کر سکتا ہے اسی طرح اگر اس کے پاس چیز کا ہبہ دینے والے کے نفع کی خاطر ہو تو دینے والے سے ضمان وصول کر سکتا ہے مثلاً مودع یا مستاجر کے پاس چیز تھی اور ہلاک ہو گئی اور مستحق نے ضمان لیا تو یہ مالک سے وصول کر سکتے ہیں۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۵۸..... جس سامان کا وضع میں رجوع نہیں ہو سکتا جس کا بیان ابھی گزرا اگر واہب وہ موہوب لہ رجوع پر اتفاق کر لیں تو یہ ان کا اتفاق جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۹..... یہ شرط الحوض کو میں یہ چیز تم کو ہبہ کرتا ہوں اس شرط پر کہ فلاں چیز تم مجھ کو دے دو یا ابتداء کے لحاظ سے ہبہ ہے لہٰذا دونوں عوض پر قبضہ ضروری ہے اگر دونوں نے یا ایک نے قبضہ نہیں کیا تو ہر ایک رجوع کر سکتا ہے اور دونوں میں سے کسی میں شیوع ہو تو باطل ہو گیا مگر انتہا کے لحاظ سے یہ بیع ہے لہٰذا اس میں بیع کے احکام جاری ہوں گے کہ اگر اس میں عیب ہے تو واپس کر سکتا ہے خیار رویت بھی حاصل ہوگا اس میں شفعہ بھی جاری ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۰..... اگر ہبہ کے یہ الفاظ ہوں کہ میں نے یہ چیز فلاں چیز کے مقابل میں تم کو ہبہ کی یعنی عوض کا لفظ نہیں کہا تو یہ ابتداء و انتہا دونوں کے لحاظ سے بیع ہی ہے ہبہ نہیں ہے اور اگر عوض کو معین نہ کیا ہو بلکہ اجمال رکھا مثلاً یہ چیز تم کو ہبہ کرتا ہوں بشرطیکہ تم اس کے بدلے میں مجھ کوئی چیز دو تو یہ ابتداء و انتہا دونوں کے لحاظ سے ہبہ ہی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۱..... موہوب لہ نے موہوب پر قبضہ کر لیا اس کے بعد واہب نے بلا اجازت موہوب لہ اس چیز کو لے کر ہلاک کر ڈالا تو بقدر قیمت تاوان دے اور اگر بکری ہبہ کی تھی واہب نے بغیر اجازت موہوب لہ اسے ذبح کر ڈالا تو ذبح کی ہوئی بکری موہوب لہ لے لے گا اور تاوان نہیں اور کپڑا ہبہ کیا تھا واہب نے اسے قطع کر ڈالا تو یہ کپڑا دیا ہوگا اور قطع کرنے سے جو کمی ہوئی وہ دے۔ (عالمگیری)

مسائل متفرقہ:

مسئلہ نمبر ۶۲..... کنیز کو ہبہ کیا اور اس کے حمل کا استثناء کیا یہ شرط کی تو اسے واپس کر دیا یا آزاد کر دیا یا ام ولد بنا لیا۔ کسان ہبہ کیا اور یہ شرط کی اس میں سے کچھ جزو معین مثلاً کر یا غیر معین مثلاً اس کی تہائی چوتھائی واپس کر دیا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس کے عوض میں کوئی شے (غیر معین) مجھ دینا۔ ان سب صورتوں میں ہبہ صحیح ہے اور استثناء یا شرط باطل۔ (جوہرہ ودرمختار)

مسئلہ نمبر ۶۳..... کنیز کے حکم میں جو بچے ہے اسے آزاد کر کے کنیز کو ہبہ کیا ہبہ صحیح ہے اور اگر حمل کو مدبر کر کے جاریہ کو ہبہ کیا صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۴..... بچوں کے معلمین کو عیدی دی جاتی ہے اگر معلم نے سوال و الحاح نہ کیا ہو تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۵..... عمر بھی جائز ہے عمر بھی کے معنی یہ ہے کہ مثلاً۔ کسان عمر بھر کے لئے کسی کو دے دیا کہ جب وہ مر جائے تو واپس لے لے گا یہ بھی شرط باطل ہے اب وہ کسان اس کا ہو گیا جس کو دیا جب تک وہ زندہ ہے اس کا ہے اور مر جائے گا تو اسی کے ورثا میں گے جس کو دیا گیا ہے نہ دینے والا لے سکتا ہے نہ اس کے ورثا۔ رقبی جائز نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی کو اس شرط پر۔ کسان دیا کہ اگر میں تجھ سے پہلے مر گیا تو کسان تیرا ہے مرنے کے بعد مالک کے ورثا کا ہوگا جس کو دیا ہے اس کا نہیں ہوگا۔ (جوہرہ ودرمختار)

مسئلہ نمبر ۶۶..... دین کی معافی کو شرط محض پر معلق کرنا مثلاً دین سے کہا جب کل آئے گا تو دین سے بری ہے یا دین تیرے لئے ہے یا اگر تو نے نصف دین ادا کر دیا تو باقی نصف تیرا ہے یا وہ معاف ہے یا اگر تو مر جائے تیرا دین معاف ہے یا اگر تو اس مرض سے مر جائے تو دین معاف ہے یا میں اس مرض سے مر جاؤں تو دین مہر ہے تو معافی میں ہے یہ سب صورتیں باطل ہیں دین معاف نہیں ہوگا اور اگر وہ شرط ایسی ہے کہ ہو چکی ہے تو ابراء صحیح ہے مثلاً اگر تیرے ذمہ میرا دین ہے تو میں نے معاف کیا معاف ہو گیا۔ یونہی اگر یہ کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو دین سے تو بری ہے یہ جائز ہے اور وصیت ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۷..... مدیون کو دین ہبہ کر دیا ایک جزء سے تملیک ہے اور ایک جزء سے اسقاط لہٰذا رد کرنے سے رد ہو جائے گا اور بچ گا۔

اسقاط بھی ہے لہٰذا قبول پر موقوف نہ ہوگا کفیل کو دین بہ کر دینا یا بالکل تملیک ہے یہاں تک کہ وہ بمکفول عنہ سے دین وصول کر سکتا ہے اور بغیر قبول کے تمام نہیں ہوگا اور کفیل سے دین معاف کر دینا بالکل اسقاط ہے کہ رد کرنے سے رد نہیں ہوگا۔ (ہ)

مسئلہ نمبر ۶۸..... یعنی معاف کرنے میں قبول کی ضرورت نہیں ہوتی مگر مدیون مرض الموت سے بری کر دیا یا بہ کر دیا اس میں قبول کی ضرورت ہے۔ (ہ)

مسئلہ نمبر ۶۹..... ایک شخص پر دین تھا وہ بغیر ادا کئے مر گیا وارثوں نے وارث کو وہ دین بہ کر دیا یہ بہ صحیح ہے یہ دین پورے ترکہ کو مستغرق ہو یا نہ ہو دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر وارث نے بہ کر کے رد کر دیا تو رد ہو گیا اور بعض ورثا کو بہ کیا جب بھی کل ورثا کے لئے بہ ہے۔ یونہی وارث سے ابرا کیا یعنی معاف کر دیا یہ بھی صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۰..... وارثوں کے ایک وارث نے مدیون کو تقسیم سے قبل اپنے حصہ کا دین بہ کر دیا یہ صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۱..... دین بہ کر دیا اس وقت نہ اس نے قبول کیا نہ رد کیا دو تین دن کے بعد آ کر اسے رد کرنا ہے صحیح یہ ہے کہ اب رد نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۲..... کسی سے یہ کہا کہ جو کچھ میرا تجھ پر آتا ہے تمہارے لئے معاف ہے یہ کہا سکتا ہے جب کہ قرینہ سے یہ نہ معلوم ہوتا ہو کہ اس نے مذاق سے کہا ہے یعنی محض ظاہری طور پر کہہ دیا ہے دل سے نہیں چاہتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۳..... وارث کو خبر ملی کہ مدیون مر گیا اس نے کہا میں نے اپنا دین معاف کر دیا یا بہ کر دیا بعد میں پتہ چلا کہ وہ زندہ ہے اس سے دین کا مطالبہ نہیں کر سکتا کہ معافی بالشرط تھی۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۷۴..... کسی سے یہ کہا جو کچھ تمہارے حقوق میرے ذمہ ہیں معاف کر دو اس نے معاف کر دیا صاحب حق کو اپنے جتنے حقوق کا علم ہے وہ تو معاف ہو ہی گئے اور جن کا علم نہیں وہ بھی معاف ہو گئے اور فتویٰ اس پر ہے کہ دیانۃً بھی معاف ہو گئے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۵..... کسی سے یہ کہا کہ جو کچھ میرے مال میں سے کھا لو یا دے دو تمہارے لئے حلال ہے اس کو کھانا حلال ہے مگر لینا یا کسی کو دینا حلال نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۶..... یہ کہا میں نے تمہیں اس وقت معاف کر دیا یا دنیا میں معاف کر دیا تو بہ وقت کے لئے معافی ہو گئی اور دنیا و آخرت دونوں میں معافی ہو گئی کہیں بھی اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۷..... کسی کی چیز غصب کر لی ہے مالک سے معاف کرائی تو طغیان سے بری ہو گیا مگر چیز اب بھی مالک ہی کی ہے غاصب کو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں یعنی جو چیز ذمہ میں ہو اب ہے اس کی معافی ہوتی ہے عین کی معافی نہیں ہوتی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۸..... مدیون سے دین وصول ہونے کی امید نہ ہو تو اس پر دعویٰ کرنے سے یہ بہتر ہے کہ معاف کر دے کہ وہ عذاب سے بچ جائے گا اور اس کو ثواب ملے گا۔

مسئلہ نمبر ۷۹..... جانور یا غلام اس نے چھوڑ دیا کسی نے اسے پکڑا اور علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا اگر مالک نے چھوڑتے وقت یہ کہہ دیا ہے کہ فلاں قوم میں سے جو اسے لے لے اسی کا ہے تو اگر وہ پکڑنے والا اسی قوم سے ہے تو اس کا ہو گیا اور اگر کچھ نہ کہا یا یہ کہا کہ جو لے لے اس کا ہے یا قوم یا جماعت کو نہیں نہیں کیا تو جانور مالک ہی کا ہے اس شخص سے لے سکتا ہے۔ یہ نہ چھوڑ دیا اس کا بھی یہی حکم ہے اور جنگلی پرند کو پکڑنے کے بعد چھوڑنا نہ چاہئے جب تک یہ نہ کہے جو پکڑے اس کا ہے۔ (عالمگیری) کیونکہ پکڑنے سے اس کی ملک ہوا اور جب چھوڑ دیا تو شکار کرنے والوں کو کسی کی ملک ہوا معلوم نہ ہوگا لہٰذا اجازت کی ضرورت ہے تا کہ شکار کرنے والوں سے اس کا لینا جائز نہ ہو گا مگر ظاہر یہ ہے کہ اس میں قوم یا جماعت

کی تخصیص کی جائے۔

مسئلہ نمبر ۸۰.....دین کا اسے مالک کر دیا جس پر دین نہیں ہے۔ یعنی مدیون کے سوا کسی دوسرے کو مالک کر دینا باطل ہے مگر تین صورتوں میں اول حوالہ کہ اپنے دائن کو اپنے مدیون پر حوالہ کر دے دوسری وصیت کہ کسی کو وصیت کر دی کہ فلاں کے ذمہ جو میرا دین ہے میرے مرنے کے بعد وہ دین فلاں کے لئے ہے تیسری صورت یہ ہے کہ جس کو مالک بنایا اسے قبضہ پر مسلط کر دے یونہی عورت کا شوہر کے ذمہ جو دین تھا اسے اپنے پیچھے کو جو اس شوہر سے ہے بہہ کر دیا یہ بھی صحیح ہے جب کہ اسے قبضہ پر مسلط کر دیا ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۱.....دائن نے یہ اقرار کیا کہ یہ دین فلاں کا ہے میرا نہیں ہے میرا نام فرضی طور پر کاغذ میں لکھ دیا گیا ہے اس کا اقرار صحیح ہے قبضہ مقرلہ اس دین پر قبضہ کر سکتا ہے۔ یونہی اگر یوں کہا کہ فلاں کو میرا جو دین ہے وہ فلاں کا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۲.....دو شخصوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ دفتر میں ایک کا نام لکھا جائے تو جس کا نام لکھا گیا ہے وہ اسی کے لئے ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۳.....واہب موہوب لہ میں اختلاف ہوا واہب کہتا ہے یہ تمہارا دوسرا کپڑا ہے صدقہ تھا واہب کا قول معتبر ہے۔ (نظیہ)

مسئلہ نمبر ۸۴.....مرد نے عورت سے کچھ مانگا اس لئے کہ خرچ کی تنگی ہے اگر کچھ دے دے تنگی وسعت ہو جائے گی عورت نے شوہر کو دیا مگر قرض خواہوں کو پتہ چل گیا کہ اس کے پاس مال ہے انہوں نے لے لیا اگر عورت نے یہ کہا تھا قرض دیا تھا تو لینے والے سے واپس لے سکتی کیونکہ ان دونوں صورتوں میں شوہر کی ملک ہو گیا اور قرض خواہ لے سکتے ہیں اور اگر عورت نے شوہر کو اس طرح دیا تھا کہ ملک عورت ہی کی رہے گی اور شوہر اس میں تصرف کرے گا تو مال عورت کا ہے قرض خواہ سے واپس لے سکتی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸۵.....کسی کے پاس برتن میں کھانا بھیجا یہ شخص اس برتن میں کھا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ کھانا ایسا ہے کہ دوسرے برتن میں لوٹنے سے لذت جاتی رہتی جیسے بڑیا تو اس برتن میں کھا سکتا ہے اس طرح ہمارے شیرخ ہے کہ دوسرے برتن میں لوٹنے سے اس کا پانی کھٹا ہو جاتا ہے اور اگر دوسرے برتن میں کرنے سے کھانا بدمزہ نہ ہوتا اگر دونوں میں نباہ (نکل) ہوتا اس میں کھا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار)

اور اگر ظرف یہ ہو کہ وہ ظروف بھی واپس نہ لیا جاتا ہو تو ظروف بھی ہدیہ ہے مثلاً میوے یا مٹھائیاں نوکریوں میں بھیجتے ہیں یہ ٹوکریاں واپس نہیں کی جاتیں یہ بھی ہدیہ ہیں اور جن ظروف کے واپس دینے کا رواج ہو اگر ان کو واپس نہیں کیا ہے تو اس کے پاس امانت کے طور پر ہیں یعنی ان کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں صرف اتنا کر سکتا ہے کہ یہ کہی چیز اس میں کھا سکتا ہے جب کہ دونوں کے مابین نباہ ہو یا اس ہدیہ کو دوسرے برتن میں لوٹنے سے چیز بدمزہ ہو جاتی ہو۔ (عالمگیری) آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ دوسرے کے برتنوں میں کوئی چیز آئی اور اس وقت برتن کسی وجہ سے واپس نہ گئے اپنے گھر کے کام میں لاتے ہیں ان کو اس سے احتراز چاہئے۔

مسئلہ نمبر ۸۶.....ہمارے ملک میں یہ بھی رواج ہے کہ مٹی کے پیالے میں کچھ بھیجا کرتے ہیں اور میلاد شریف اور فاتحہ یا کسی تقریب میں مٹھائی کے حصے مٹی کے طشتریوں میں بھیجتے ہیں اس میں تمام ملک کا یہی رواج ہے کہ وہ پیالے اور طشتریاں بھی دینا مقصود ہوتا ہے واپس نہیں لیتے حتیٰ موہوب لہ مالک ہے بلکہ بعض لوگ چینی یا مٹی کی طشتریوں میں حصے بانٹتے ہیں یعنی حصہ مع برتن کے دے دیتے ہیں مگر اس کا رواج نہیں ہے جب تک موہوب لہ سے کہا نہ جائے اس برتن کو نہیں لے سکتا۔

مسئلہ نمبر ۸۷.....بہت سے لوگوں کی دعوت کی اور ان کو متعدد دسترخوانوں پر بٹھایا ایک دسترخوان والے کسی چیز کو دوسرے دسترخوان والوں کو نہیں دے سکتے مثلاً بعض مرتبہ ایک پر روٹی ختم ہو گئی اور دوسرے پر موجود ہے یہ لوگ اس پر سے روٹی اٹھا کر ان کو نہیں دے سکتے ان لوگوں کو یہ بھی اختیار نہیں کہ سالن وغیرہ کو اس میں سے نکال دیں مثلاً بعض اوقات ایسا کرتے ہیں کہ دوسرے کے مکان پر کھانا کھا رہے ہیں اور

فقیہ نے سوال کیا اس کھانے میں سے سائل کو دے دیتے ہیں یا جائز ہے کتے اور بلی کو بھی نہیں دے سکتے ہاں اگر بلی خود صاحب خانہ کی ہے تو اسے دے سکتے ہیں اور اگر پرصاحب خانہ جی کا ہو نہیں دے سکتے۔ (بہار)

بلی کتے کا طرق وہاں کے عرف کے لحاظ سے ہمارے یہاں نہ سکتے کو دینے کا رواج ہے نہ بلی کے ہاں دستر خوان پر جو بلیاں جمع ہو جاتی ہیں یا باورچی کے جھوٹے جھوٹے لقمے لیے اگر سے ہوئے پیالوں ان کی نسبت دیکھا ہے کہ کتے کو ڈال دیتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۸۸..... بائع نے بیع فسخ کر دی اور اس کا ثمن بھی وصول کر لیا اس کے بعد بائع نے مشتری سے ثمن معاف کر دیا یہ معافی صحیح ہے اور مشتری نے جو کچھ ثمن دیا ہے بائع سے واپس لے گا۔ (بہار)

مسئلہ نمبر ۸۹..... ایک شخص نے دوسرے کے پاس خط لکھا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ اس کا جواب پشت پر لکھ دو اس کا واپس کرنا لازم ہوگا اور اگر نہیں لکھا تو خط کتب خانہ کا ہے جو چاہے کرے۔ (جوہرہ) بلکہ اس زمانہ میں یہ عرف ہے کہ خط دہ ورقہ کاغذ پر لکھتے ہیں ایک ورق پر لکھنا عیب جانتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خط میں چند سطریں ہوتی ہیں باقی کاغذ سادہ رہتا ہے۔ یہ کاغذ کتب خانہ کا ہے جو چاہے کرے

مسئلہ نمبر ۹۰..... ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کے بیٹے کے پاس کسی نے کفن بھیجا اس کفن کا مالک بیٹا ہو سکتا ہے یا نہیں یعنی بیٹے کو یہ اختیار ہے یا نہیں کہ اس کپڑے کو خود رکھ لے اور دوسرے کو کفن دے دے اگر میت ان لوگوں میں سے ہے کہ اس کو کفن دینا اپنے لئے باعث برکت ہیں مثلاً وہ عالم فقیہ ہے یا پیر ہے تو بیٹے کو وہ کفن رکھ لینا اور دوسرا کفن دینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ اور پہلی صورت میں کہ اس کو دوسرے کپڑے میں کفن دینا جائز نہ تھا اس نے وہ کپڑا رکھ لیا اور دوسرا کفن دیا تو اس کپڑے کو واپس کرنا واجب ہوگا۔ (جوہرہ)

اجارہ کا بیان

اللہ ﷻ فرماتا ہے

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝ قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (پ ۲۰ القصص ۲۶ تا ۲۷)

ان میں کی ایک بولی اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو بیشک بہتر نوکر وہ جو طاقتور امانت دار ہو۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو اگر پورے دس برس کر لو تو تمہاری طرف سے ہے اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا قریب ہے انشاء اللہ تم مجھے نیکوں میں پاؤ گے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث نمبر ۱..... صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ تین شخص وہ ہیں جن کا قیامت کے دن میں خصم ہوں۔ (ان سے میں مطالبہ کروں گا) ایک وہ جس نے میرا نام لے کر معاہدہ کیا پھر اس عہد کو توڑ دیا اور دوسرا وہ جس نے آزاد کو بیچا اور اس کا ثمن کھایا اور تیسرا وہ جس نے مزدور رکھا اور اس سے کام پورا لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔

حدیث نمبر ۲..... ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مزدور کی مزدوری پسینہ سوکھنے سے پہلے دے دو۔

حدیث نمبر ۳..... صحیح بخاری شریف میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ صحابہ میں کچھ لوگ سفر میں تھے اور ان کا گزر قبائل

عرب میں سے ایک قبیلہ پر ہوا انہوں نے ضیافت[1] کا مطالبہ کیا انہوں نے مہمانی کرنے سے انکار کر دیا اس قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا اس کے علاج میں انہوں نے ہر قسم کی کوشش کی مگر کوئی کارگر نہ ہوئی پھر انہیں میں سے کسی نے کہا یہ جماعت (صلیہ رضی اللہ عنہم) جو یہاں آئی ہے ان کے پاس جلو شاید ان میں سے کسی کے پاس اس کا کچھ علاج ہو۔ وہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہمارے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا اور ہم نے ہر قسم کی کوشش کی مگر کچھ نفع نہ ہوا کیا تمہارے پاس اس کا کچھ علاج ہے؟

ایک صاحب بولے ہاں میں جھاڑ تا ہوں مگر ہم نے تم سے مہمانی طلب کی اور تم نے ہماری مہمانی نہیں کی تو اب اس وقت میں جھاڑوں گا پر تمہاں کی اجرت دو۔ اجرت میں بکریوں کا ریوڑ دینا طے پایا (ایک روایت میں ہے تیس بکریاں دینا طے ہوا) انہوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا شروع کیا وہ شخص بالکل اچھا ہو گیا اور وہاں سے ایسا ہو کر گیا کہ اس زہر کا کچھ اثر نہ تھا اجرت جو مقرر ہوئی تھی انہوں نے پوری دے دی ان میں سے بعض نے کہا کہ اس کو آپس میں تقسیم کر لیا جائے مگر جنہوں نے جھاڑا تھا یہ کہا کہ ایسا نہ کرو جب ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور حضور ﷺ سے تمام واقعات عرض کر لیں گے پھر حضور ﷺ اس کے متعلق جو کچھ حکم دیں گے وہ کیا جائے گا یعنی انہوں نے خیال کیا کہ قرآن پڑھ کر دم کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی اجرت حرام ہو۔

جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تمہیں اس کا رقبہ (جھاڑا) ہونا کیسے معلوم ہوا اور پھر فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا آپس میں اسے تقسیم کر لو اور اس لیے کہ اس کے جواز کے متعلق ان کے دل میں کوئی خدشہ نہ رہے پھر فرمایا کہ میرا بھی ایک حصہ مقرر کرو اس حدیث سے "معلوم ہوا کہ جھاڑ پھونک کر اجرت لینا جائز ہے جب کہ قرآن سے ہو یا ایسی دعاؤں سے جن میں ناجائز و باطل الفاظ نہ ہوں۔

حدیث نمبر ۳..... صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اگلے زمانے کے تین شخص کہیں جا رہے تھے سونے کے وقت ایک غار میں پہنچے اس میں یہ تینوں شخص داخل ہو گئے پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے گری جس نے غار کو بند کر دیا۔ انہوں نے کہا اب اس سے نجات کی کوئی صورت نہیں ہے چلو اس کے تم نے جو کچھ نیک کام کیا ہو اس کے ذریعہ اللہ ﷻ سے دعا کرو ایک نے کہا اے اللہ ﷻ میرے والدین بہت بوڑھے تھے جب میں جنگل سے بکریاں چرا کر لاتا تو دودھ دوہ کر سب سے پہلے ان کو پلاتا ان سے پہلے اپنے بیوی بچوں کو پلاتا نہ لونڈی غلام کو دیتا ایک دن میں جنگل سے دور جنگل میں چلا گیا رات میں جانوروں کو لے کر اپنے وقت آیا کہ والدین سو گئے تھے میں دودھ لے کر پہنچا تو وہ سوئے ہوئے تھے بچے بھوک سے چلا رہے تھے مگر میں نے والدین سے پہلے بچوں کو پلانا پسند نہ کیا اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ انہیں سوتے سے جگاؤں۔ دودھ کا پیالہ ہاتھ میں رکھے ہوئے ان کے جاگنے کے انتظار میں رہا یہاں تک کہ صبح چمک گئی اب وہ جاگے اور دودھ پیا اے اللہ ﷻ اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے تو اس چٹان کو کچھ ہٹا دے اس کا کہنا تھا کہ چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں بنی کہ یہ لوگ غار سے نکل سکیں۔

دوسرے نے کہا اے اللہ ﷻ میرے چچا کی لڑکی تھی جس کو میں بہت محبوب رکھتا تھا میں نے اس کے ساتھ برے کام کا ارادہ کیا اس نے انکار کر دیا وہ قحط کی مصیبت میں مبتلا ہوئی میرے پاس کچھ مانگنے کو آئی میں نے اسے ایک سو بیس اشرفیاں دیں کہ میرے ساتھ خلوت کرے وہ راضی ہوئی جب مجھے اس پر قابو ملا تو بولی میرے پاس مہر کو ادا جائز طور پر اس مہر کو ادا کئے بغیر حلال نہیں کرتی۔ اس کام کو گناہ سمجھ کر بہت گریا اور اشرفیاں جو دے چکا تھا وہ بھی چھوڑ دیں الٰہی اگر یہ کام تیری رضا جوئی کے لئے میں نے کیا ہے تو اس کو ہٹا دے اس کے کہتے ہی چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں بنی کہ نکل سکیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تیسرے نے کہا اے اللہ عزوجل میں نے چند شخصوں کو مزدوری پر رکھا تھا ان سب کی مزدوریاں دے دیں۔ ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا اس کی مزدوری کو میں نے بڑھایا یعنی اس سے تجارت وغیرہ کوئی ایسا کام کیا جس سے اس میں اضافہ ہوا اس کو بڑھا کر میں نے بہت کچھ کر لیا وہ ایک زمانہ کے بعد آیا اور کہنے لگا اے خدا کے بندے میری مزدوری مجھے دے دے میں نے کہا یہ جو کچھ اونٹ گائے بیل بکریاں غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری ہی مزدوری کا ہے سب لے لے بولا اے بندہ خدا مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا مذاق نہیں کرتا ہوں یہ سب تیرا ہی ہے لے جا وہ سب لے کر چلا گیا۔ الٰہی اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اسے بتا دے وہ پتھر ہٹ گیا یہ تینوں اس غار سے نکل کر چلے گئے۔

حدیث نمبر ۵..... ابوداؤد و ابن ماجہ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو میں قرآن پڑھاتا تھا اس نے کمان بہ بنائی ہے یہ کوئی مال نہیں ہے یعنی ایسی چیز نہیں ہے جسے حرمت کہا جائے۔ جہنم میں اس سے تیر اندازی کروں گا۔ ارشاد فرمایا اگر تمہیں پسند ہو کہ تمہارے گلے میں آگ کا طوق ڈالا جائے تو اسے قبول کر لو۔

مسائل فقہیہ:

کسی شے کے نفع کے عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینا اجارہ ہے مزدوری پر کام کرنا اور ٹھیکہ اور کرایہ اور نوکری یہ سب اجارہ ہی کے اقسام ہیں۔ مالک کو اجر موجر اور مواجر اور کرایہ دار کو مستاجر اور اجرت پر کام کرنے والے کو اجیر کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... جس نفع پر عقد اجارہ ہو وہ جائز ہونا چاہئے کہ اس چیز سے وہ نفع مقصود ہو اور اگر چیز سے یہ منفعت مقصود نہ ہو جس کے لئے اجارہ ہوتا یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کسی سے کپڑے عروف کرایہ پر لیا مگر اس لئے نہیں کہ کپڑے پہنے جائیں گے بلکہ اپنا مکان سجانا مقصود ہے یا گھوڑا کرایہ پر لیتے مگر اس لئے نہیں کہ اس پر سوار ہو بلکہ کوئی چلنے کے لئے یا مکان کرایہ پر لیا اس لئے نہیں کہ اس میں رہے بلکہ لوگوں کے کہنے کو ہو گیا۔ یہ مکان فلاں کا ہے ان سب صورتوں میں اجارہ فاسد ہے اور مالک کو اجرت نہیں ملتی اگرچہ مستاجر نے جس چیز سے وہ کام لیا جس کے لئے اجارہ کیا تھا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... اجارہ کے ارکان ایجاب و قبول ہیں خواہ لفظ اجارہ ہی سے ہوں یا دوسرے لفظ سے لفظ عاریت سے بھی اجارہ منعقد ہو سکتا ہے مثلاً یہ کہا میں نے یہ مکان ایک مہینہ کو دس روپے کے عوض میں عاریت دیا دوسرے نے قبول کر لیا اجارہ ہو گیا۔ یونہی اگر یہ کہا کہ میں نے اس مکان کے نفع کو تمہارے بدلے میں تم کو بیچے اجارہ ہو جائے گا۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۳..... جو چیز مبیع کا ثمن ہو سکتی ہے وہ اجرت بھی ہو سکتی ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ جو اجرت ہو سکے وہ ثمن بھی ہو جائے مثلاً ایک منفعت دوسرے منفعت کی اجرت ہو سکتی ہے جب کہ دونوں وہ جنس کی ہوں اور منفعت ثمن نہیں ہو سکتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... اجارہ کے شرائط یہ ہیں۔

(1) عاقل ہونا یعنی مجنون اور ناسمجھ بچے نے اجارہ کیا وہ منعقد ہی نہ ہوگا بالغ ہونا اس کے لئے شرط نہیں یعنی نابالغ عاقل نے اپنے نفس کے متعلق اجارہ کیا یا مال کے متعلق کیا اگر وہ ماذون ہے یعنی اس کے ولی نے اسے اجازت دے دی ہے تو اجارہ منعقد ہے اگر ماذون نہیں ہے تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا اور اگر نابالغ نے بغیر اجازت ولی کام کرنے پر اجارہ کیا اور اس کام کو کر لیا مثلاً کسی کی مزدوری چار آنے روز پر کی تو اب ولی کی اجازت درکار نہیں بلکہ اجرت کا مستحق ہو گیا۔

(2) مالک و والایت یعنی اجارہ کرنے والا مالک یا ولی ہو اجارہ کرنے کا اسے اختیار حاصل ہو۔ فضولی نے جو اجارہ کیا وہ مالک یا ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اور وکیل نے مقدہ اجارہ کیا یہ جائز ہے۔

(3) مستاجر کو وہ چیز سپرد کر دینا جب کہ اس چیز کے منافع پر اجارہ ہوا ہو۔

(4) اجرت کا معلوم ہونا۔

(5) منفعت کا معلوم ہونا اور ان دنوں کو اس طرح بیان کر دیا ہو کہ نزاع کا احتمال نہ رہے اگر یہ کہہ دیا کہ ان دو مکانوں میں سے ایک کرایہ پر دیا یا دو غلاموں میں سے ایک کو مزدوری پر دیا یا بارہ صحیح نہیں۔

(6) جہاں اجارہ کا تعلق وقت سے ہو وہاں مدت بیان کرنا مثلاً۔ مکان کرایہ پر لیا تو یہ بتانا ضروری ہے کہ اتنے دنوں کے لئے لیا یہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس میں کیا کام کرے گا۔

(7) جانور کرایہ پر لیا اس وقت بیان کرنا ہو گا یا جب تک مثلاً گھنٹہ بھر سواری لے گا یا فلاں جگہ تک جائے گا اور کام بھی بیان کرنا ہو گا اس سے کوئی سا کام لیا جائے مثلاً بوجھ لادنے کے لئے یا سواری کے لئے۔

(8) وہ کام ایسا ہو کہ اس کا استیفا قدرت میں ہو اگر حقیقۃً مقدور نہ ہو مثلاً غلام کو اجارہ پر دیا وہ بھاگا ہوا ہے یا شرعاً غیر مقدور ہو مثلاً گانے کی باتوں پر اجارہ یہ دونوں اجارے صحیح نہیں۔

(9) وہ عمل جس کے لئے اجارہ کیا ہو اس شخص پر فرض و واجب نہ ہو۔

(10) منفعت مقصود ہو۔

(11) اجارہ میں ایسی شرط نہ ہو جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو۔

مسئلہ نمبر ۵..... اجارہ کا حکم یہ ہے کہ طرفین یعنی لینے والے کے مالک ہو جاتے ہیں مگر یہ ملک ایک دم نہیں ہوتی بلکہ وقتاً فوقتاً ہوتی ہے۔ (درمختار) مگر جب کہ تعجیل یعنی پیشگی لینا شرط یا ہو عقد کر لیتے ہی اجرت کا مالک ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... اجارہ کبھی تعاملی سے بھی منعقد ہو جاتا ہے اگر مدت معلوم ہو مثلاً۔ مکان کرایہ پر دیا اس نے کرایہ دے دیا اور معلوم ہے کہ ایک ماہ کے لئے صحیح ہے بطور مدت کا اجارہ تعاملی سے منعقد نہیں ہوتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... منفعت کی مقدار کا علم مدت بیان کرنے سے ہوتا ہے مثلاً پانچ روپے میں ایک مہینے کا۔ مکان کرایہ پر لیا یا ایک سال کے لئے کھیت اجارہ پر لیا یا اختیار ہے کہ جس مدت کے لئے اجارہ ہو وہ بعمل مدت ہو مثلاً ایک گھنٹہ یا ایک دن یا طویل دس برس بیس برس پچاس برس اگر انتہائی مدت کے لئے اجارہ ہو کہ نادہندہ اتنے دنوں تک زندگی متوقع نہ ہو جب بھی اجارہ درست ہے وقت کے اجارہ کی مدت تین سال سے زیادہ نہ ہونی چاہئے مگر جب کہ اتنے دنوں کے لئے کوئی کرایہ اراضہ ملتا ہو یا مدت بڑھانے میں زیادہ فائدہ ہے تو بڑھا سکتے ہیں۔ (کردری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۸..... کبھی عمل کا بیان خود اس کا نام لینے سے ہوتا ہے مثلاً اس کپڑے کی رنگائی یا اس کی سلائی یا اس زیور کی بنوائی مگر کام کو اس طرح بیان کرنا ہو گا کہ جہالت باقی نہ رہے کہ بتھرا ہو لہٰذا جانور کو سوار کے لئے لیا اس میں بتھا عمل بیان کرنا کافی نہیں جب تک جگہ یا وقت کا بیان نہ ہو کبھی اشارہ کرنے سے منفعت کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً کہہ دیا یہ غلہ فلاں جگہ لے جانا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... اجارہ میں اجرت محض عقد سے ملک میں داخل نہیں ہوتی یعنی عقد کرتے ہی اجرت کا مطالبہ درست نہیں یعنی فوراً اجرت دینا اجرت ملک میں آنے کی چند صورتیں ہیں۔ (1) اس نے پہلے ہی سے عقد کرتے ہی اجرت دے دی دوسرا اس کا مالک ہو گیا یعنی واپس لینے کا اس کو حق نہیں ہے۔ (2) پیشگی لینا شرط کر لیا ہو اب اجرت کا مطالبہ پہلے ہی درست ہے۔ (3) یا منفعت کو حاصل کر لیا مثلاً۔ مکان تھا اس میں مدت مقررہ تک رہ لیا کپڑا اور زمین کو بونے کے لئے دیا تھا اس نے بو دیا۔ (4) وہ چیز مستاجر کے سپرد کر دی کہ گو وہ منفعت حاصل کرنا چاہے کر سکتا ہے نہ کرے یہ اس کا فعل ہے مثلاً۔ مکان پر قبضہ دے دیا اجیر نے اپنے نفس کو تسلیم کر دیا کہ میں حاضر ہوں کام کے لئے تیار ہوں کام نہ لیا جائے جب بھی اجرت کا مستحق ہے۔ (کردرمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... اجارہ کا جو کچھ زمانہ مقرر ہوا ہے اس میں تھوڑا زمانہ گزر گیا اور باقی باقی ہے اس میں باقی زمانہ بھی مالک کا تیار دینا اور مستاجر کو لینا ضروری ہے یعنی کچھ زمانہ گزر جانا بازر ہنے کا سبب نہیں ہو سکتا یہاں جو زمانہ گزر گیا اگر اجارہ سے اصلی مقصود وہی زمانہ ہو یعنی وہی زمانہ زیادہ کارآمد ہو تو مستاجر کو اختیار ہے باقی زمانہ میں لینے سے انکار کردے جیسے کہ مثلاً میں مکانات کا اجارہ ایک سال کے لئے ہوتا ہے مگر موسم خلل گیا اور مکان تسلیم نہیں کیا تو کرایہ دار یعنی مستاجر کو اختیار ہے کہ مکانات لینے سے انکار کردیں۔ (کفایۃ الحق)

اسی طرح غلّہ کا مال وغیرہ پیداوار میں موسم گرمانا پیداوہ مقصود ہوتا ہے اسی لئے ایک سال کا کرایہ دیتے ہیں بلکہ جاڑوں میں مکانات اور دکانیں چھوڑ کر لوگ عموماً وہاں سے چلے آتے ہیں اگر یہ موسم گرما ختم ہو گیا اور مکان یا دکان پر مالک نے قبضہ نہ دیا تو جاڑوں میں جب کہ وہاں رہنا نہیں ہے لے کر کیا کرے گا لہٰذا کرایہ دار کو اختیار ہے اگر لینا چاہے لے سکتا ہے نہ لینا چاہے انکار کر سکتا ہے۔ اسی طرح بعض موسم میں بازار کا حاصل اچھا ہوتا ہے اسی لئے سال بھر تک دکانیں کرایہ پر رکھتے ہیں وہ زمانہ غلّہ تجارتی میں اختیار ہے مثلاً بیت شریف میں دکان داری کا پورا نفع زمانہ برسات میں ہوتا ہے بلکہ اس زمانہ میں مکانات کے کرائے بھی بہ نسبت دیگر زمانہ کے بہت زیادہ ہوتے ہیں اس زمانہ میں مکان یا دکان پر قبضہ نہ ملنا کرایہ دار کے لئے نقصان کا سبب ہے لہٰذا اسے اختیار ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۱..... پیشگی اجرت شرط کرنے سے مستاجر سے اس وقت مطالبہ ہوگا کہ جب وہ اجارہ منجز ہو مثلاً یہ مکان ہم نے تم کو اتنے کرایہ پر دے دیا اور اگر اجارہ مضاف ہو کہ فلاں مہینے کے لئے مثلاً کرایہ پر دیا اس میں ابھی سے کرایہ کا مطالبہ نہیں ہو سکتا اگرچہ پیشگی کی شرط ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... منفعت حاصل کرنے پر قادر ہونے سے اجرت واجب ہو جاتی ہے اگرچہ منفعت حاصل نہ کی ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً مکان کرایہ دار کو سپرد کر دیا جائے اس طرح کی مالک مکان کے متاع و سامان سے خالی ہو اور اس میں رہنے سے کوئی مانع نہ ہو اس کی جانب سے یہ قبضہ کی جانب ہے اس صورت میں اگر وہ نہ رہے اور بیکار مکان کو خالی چھوڑ دے تو اجرت واجب ہوگی قبضہ اگر مکان سپرد ہی نہ کیا یا سپرد کیا مگر اس میں شور مالک مکان کا سامان و اسباب ہے یا مدت کے گزر جانے کے بعد سپرد کیا یا مدت ہی میں سپرد کیا مگر اسے کوئی عذر ہے یا اس عذر کو بھی نہیں مگر حکومت کی جانب سے رہنے سے ممانعت ہے یا ناحق نے اسے غصب کرلیا وہ اجارہ ہی فاسد ہے ان سب صورتوں میں مالک مکان اجرت کا مستحق نہیں۔ جانور کرایہ پر لیا اس میں بھی یہ صورتیں ہیں بلکہ اس میں یہ صورت زائد ہے کہ مالک نے اسے جانور دے دیا مگر جہاں سوار ہونے کے لئے لیا تھا وہاں نہیں گیا بلکہ دوسری جگہ جانور کو باندھ رکھا مثلاً لیا تھا اس لئے کہ شہر سے باہر فلاں جگہ سوار ہو کر جائے گا اور جانور کو مکان میں باندھ کھا وہاں گیا ہی نہیں کہ سوار ہوتا اس صورت میں بھی اجرت واجب نہیں اور اگر شہر میں سوار ہونے کے لئے لیا تھا اور مکان میں باندھ رکھا سوار نہیں ہوا تو اجرت واجب ہے۔ (طحطاوی)

مسئلہ نمبر ۱۳..... غصب سے مراد اس جگہ یہ ہے کہ اس سے منفعت حاصل کرنے سے روک دے۔ حقیقتاً غصب ہو یا نہ ہو غصب عام ہے کہ پوری مدت میں ہو یا بعض مدت میں اگر پوری مدت میں ہو تو پورا کرایہ جاتا رہا اور بعض مدت میں ہو تو حساب سے اتنے دنوں کا جو کرایہ ہوتا ہے وہ نہیں ملے گا۔ (درمختار) اسی طرح اگر کوئی دوسرا مانع اندرون مدت پیدا ہو گیا کہ اس چیز سے انتفاع نہ ہو سکے تو قبضہ مدت کی اجرت ساقط ہے مثلاً زمین کاشت کے لیے لی تھی وہ پانی سے ڈوب گئی یا پانی نہ ہونے کی وجہ سے کاشت نہ ہو سکی یا جانور سواری کے لئے کرایہ پر لیا تھا وہ بیمار ہو گیا یا بھاگ گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مکان کرایہ پر دیا اور قبضہ بھی دے دیا مگر ایک کوٹھری میں مالک نے اپنا سامان رکھا یا کوٹھری مالک نے مستاجر سے خالی کرائی تو کرایہ میں سے اس کے کرایہ کی مقدار کم کر دی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مستاجر نے کرایہ دے دیا اور اتنا دن مدت اجارہ تو رہ دیا گیا تو باقی زمانہ کا کرایہ واپس کرنا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... کپڑا پہننے کے لئے لیا کہ ہر روز ایک پیسہ کرایہ دے گا اور زمانہ دراز تک اپنے مکان پر رکھ چھوڑا پہنا ہی نہیں تو دیکھا جائے گا کہ روزانہ پہنتا تو کتنے روز میں پھٹ جاتا اتنے زمانہ تک کا کرایہ ایک پیسہ یومیہ اس کے ذمہ واجب ہے اس کے بعد کا کرایہ واجب نہیں مثلاً سال بھر تک اس کے یہاں رہ گیا اور پہنتا تو تین ماہ میں پھٹ جاتا صرف تین ماہ کا کرایہ دینا ہوگا۔ (ظہیریہ)

اسی طرح یومیہ یا ہوار پر بہت سی چیزیں کرایہ پر دی جاتی ہیں مثلاً شامیانہ کا کرایہ یومیہ ہوتا ہے کوئی یوم اتکا کرایہ جتنے دنوں اس کے یہاں رہے گا کرایہ دینا ہوگا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے یہاں تو ایک ہی دن کا کام تھا اس کے بعد بیکار پڑا رہا ایسا ہی تخس کے ہنڈے کرایہ پر لایا اس کا کرایہ ہر رات کا ہوگا جتنی راتیں اس کے یہاں ہنڈے رہے اس کا کرایہ دے۔ یعنی جب کرایہ مقرر ہوا ہو تو مدت مقرر نہ ہوئی ہو۔

مسئلہ نمبر ۱۷..... جانور کو کرایہ پر لیا کہ فلاں روز مجھے سپرد کر فلاں جگہ جانا ہے مالک نے اسے جانور دے دیا مگر جدون جانے کا مقرر کیا تھا اس روز نہیں گیا دوسرے روز گیا تو اجرت واجب نہیں مگر اگر جانور اس کے مکان پر ہلاک ہو گیا یا ناکارہ ہو گیا تو اس نے ماتحت اس کو روک رکھا ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... اجارہ فاسدہ میں منفعت حاصل کرنے سے اجرت واجب ہوتی ہے اگر منفعت حاصل کرنے پر قادر تھا اور حاصل نہیں کی اجرت واجب نہیں پھر اجارہ فاسدہ میں اگر اجرت مقرر ہے تو اجرت مثل واجب ہوگی جو مقرر سے زائد نہ ہو یعنی اگر اجرت مثل مقرر سے کم ہے تو اجرت مثل دیں گے اور اگر مقرر کے برابر یا اس سے زائد ہے تو جو مقرر ہے وہی دیں گے زیادہ نہیں دیں گے اور اگر اجرت کا تقرر نہیں ہوا ہے تو اجرت مثل واجب ہے اس کی مقدار جو کچھ ہو۔ (ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۱۹..... زمین وقف اور زمین یتیم اور جو جائیداد کرایہ پر چلانے کے لئے ہے ان کا بھی یہی حکم ہے کہ محض انتفاع پر قادر ہونے سے اجارہ فاسدہ میں اجرت واجب نہیں ہوگی بلکہ حقیقۃً انتفاع ضروری ہے یعنی وقف کی زمین زراعت کے لئے بطور اجارہ فاسدہ لی اگر زراعت کرے گا اجرت واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ یونہی یتیم کی زمین زراعت کے لئے لی یا مکان کرایہ پر رہنے کے لئے بطور اجارہ فاسدہ لیا یا جائیداد کرایہ پر چلانے کے لئے ہے اس کو اجارہ فاسدہ کے طور پر لیا ان سب میں بھی جب تک منفعت حاصل نہ کرے اجرت واجب نہیں محض قادر ہونا اجرت کو واجب نہیں کرتا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... جس چیز کو کرایہ پر لیا تھا اس کو کسی نے غصب کر لیا کہ یہ انتفاع پر قادر نہیں ہے مگر سفارش کے ذریعہ سے وہ چیز غاصب سے نکال سکتا ہے یا لوگوں کی حمایت سے غاصب جو جواب کر سکتا ہے اور اس نے ایسا نہیں کیا اجرت ساقط نہیں ہوئی اور اگر غاصب کو اس وجہ سے نہیں ٹلا کو طلبیہ وغیرہ کرنے میں کچھ خرچ کرنا پڑے گا تو اجرت ساقط ہے۔ (درمختار وظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۲۱..... موجر اور مستاجر میں اختلاف ہوا موجر کہتا ہے کسی نے غصب نہیں کیا اور مستاجر کہتا ہے غصب کیا اگر مستاجر کے پاس کوئی گواہ نہیں ہیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ کرایہ کی حال کیا ہے۔ اگر فی الحال مکان میں مستاجر سکونت پذیر ہے تو موجر کی بات مانی جائے گی اور اجرت دلائی جائے گی اور اگر مستاجر کے سوا کوئی دوسرا ساکن ہو تو مستاجر کی بات مقبول ہے اجرت واجب نہیں۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۲۲..... مالک مکان نے کنجی مستاجر کو دے دی مگر کنجی اس کے پاس رہی جاتی رہی اگر مکان بلا تلف کھول سکتا ہے اور نہیں کھولا اجرت واجب ہے ورنہ نہیں اور اگر مستاجر اس کنجی سے قفل نہیں کھول سکتا ہے۔ مکان کا تسلیم کرنا اور قبضہ دینا نہیں پایا گیا اور اجرت واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... اجارہ اگر مطلق ہے اس میں یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ اجرت کب دی جائے گی تو۔ مکان اور زمین کا کرایہ روزانہ

وصول کرسکتا ہے اور سواری کا ہر منزل پر مثلاً ٹھہرا ہے کہ ہم کو یہاں سے فلاں جگہ جانا ہے اس کا یہ کرایہ ہے مگر یہ طے نہیں ہوا ہے کہ کرایہ پہنچ کر دیا جائے گا یا کب تو ہر منزل پر حساب سے جو کرایہ ہوتا ہے وصول کرسکتا ہے مگر سواری والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں آگے نہیں جاؤں گا جہاں تک ٹھہرا ہے وہاں تک پہنچانا اس پر لازم ہے اور اگر بیان کردیا گیا ہے کہ اتنے دنوں میں کرایہ دیا جائے گا مثلاً عموماً مکان کے کرایہ میں یہ ہوتا ہے کہ طے ہوجاتا ہے کہ ماہ بماہ کرایہ دیا ہوگا تو ہر روز یا ہر ہفتہ میں مطالبہ نہیں کرسکتا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... درزی دھوبی نانبائی وغیرہ ان کاریگروں نے جب کام کرلیا اور مالک کو چیز سپرد کردی اجرت لینے کے مستحق ہوگئے۔ یہی حکم ہر اس کام کرنے والے کا ہے جس کے کام کا اس شے پر کوئی اثر ہو جیسے مگر یہ کی اس نے کپڑا رنگ کر مالک کو دے دیا اجرت کا مستحق ہوگیا اور اگر ان لوگوں نے کام تو کیا مگر ابھی تک چیز مالک کو سپرد نہیں کی اجرت کے مستحق نہیں ہوئے لہٰذا اگر ان کے یہاں چیز ضائع ہوگئی اجرت نہیں پائیں گے اگر چیز کا ان کو دان بھی نہیں دیا پڑے گا اور اگر کام کا کوئی اثر اس چیز میں نہیں ہوتا جیسے حمال کو چیز کو یہاں سے اٹھا کر وہاں لے گیا یا اجرت کے اس وقت مستحق ہوں گے جب انہوں نے کام کرلیا اس کی ضرورت نہیں کہ مالک کو سپرد کردیں جب مستحق ہوگئے لہٰذا وہاں پہنچا دینے کے بعد اگر چیز ضائع ہوگئی اجرت واجب ہے۔ (ردالمحتار) بلکہ اگر حمال نے پہنچایا نہ راستہ میں ہی اجرت مانگتا ہے تو یہاں تک جتنی اجرت حساب سے ہو لے سکتا ہے مگر جہاں تک ٹھہرا ہے اس پر وہاں تک پہنچانا لازم ہے اور پہنچانے پر باقی اجرت کا مستحق ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... دھوبی نے کہا تمہارا کپڑا میں نے دھونے کے لئے لیا ہی نہیں ہے اس کے بعد کپڑے کا اقرار کرلیا اگر انکار سے پہلے دھویا ہے دھلائی کا مستحق ہے اور انکار کے بعد دھویا تو دھلائی کا مستحق نہیں اور مگر یہ نے کپڑے سے انکار کردیا پھر اقرار کیا اگر انکار سے پہلے رنگ چکا ہے اجرت کا مستحق ہے اور اگر انکار کے بعد رنگا تو مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے اور رنگ کی وجہ سے جو کچھ کپڑے کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے وہ دے دے اور چاہے تو سفید کپڑے کی قیمت دان لے اور کپڑا اپنے والے نے سوت سے انکار کیا پھر اقرار کیا اور انکار سے قبل بن چکا ہے تو اجرت ملے گی اور انکار کے بعد بنا ہے تو کپڑا اسی بنے والے کا ہے اور سوت والے کو اتنا ہی سوت دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... درزی نے مستاجر کے گھر پر کپڑا سیا تو کام کرنے پر اجرت واجب ہوجائے گی مالک کو سپرد کرنے کی ضرورت نہیں کہ جب اس کے مکان پر ہی کام کر رہا ہے تو تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ خود ہی تسلیم کے حکم میں ہے لہٰذا کپڑا اسی رہا تھا چوری ہوگیا اجرت کا مستحق ہے بلکہ اگر کچھ سیا تھا باقی تھا مثلاً پورا کرنا سیا بھی نہیں تھا کہ جاتا رہا جتنا سی لیا تھا اس کی اجرت واجب ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... مزدور دیوار بنا رہا ہے کچھ بنانے کے بعد گر گئی تو جتنی بنا چکا ہے اس کی اجرت واجب ہوگئی۔ درزی نے کپڑا سیا مگر کسی نے یہ سلائی توڑ دی سلائی نہیں ملے گی بلکہ جس نے توڑی ہے اس سے بنوا لے سکتا ہے اور اب دوبارہ سینا بھی درزی پر واجب نہیں کہ کام کرچکا ہے اور اگر خود درزی ہی نے سلائی توڑ دی تو دوبارہ سینا واجب ہے گویا اس نے کام کیا ہی نہیں (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۲۸..... درزی نے کپڑا قطع کیا اور سیا نہیں بغیر سیے مرگیا قطع کرنے کی کچھ اجرت نہیں دی جائے گی کہ عادۃً سلائی کی اجرت دیتے ہیں قطع کرنے کی اجرت نہیں دی جاتی ہاں اگر اصل مقصود درزی سے کپڑا قطع کرانا ہی ہے سلوانا نہیں ہے تو اس کی اجرت بھی ہوسکتی ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ نمبر ۲۹..... دھوبی کو دھونے کے لئے کپڑے دیئے اور دھلائی کا تذکرہ نہیں ہوا کہ اجرت کیا ہوگی اجرت مثل واجب ہوگی کیونکہ اس کا کام ہی یہ ہے کہ اجرت پر کپڑے دھوتا ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۳۰..... نانبائی اس وقت اجرت لینے کا حق دار ہوگا جب روٹی تنور سے نکال لے کہ اب اس کا کام ختم ہوا اور اگر کچھ روٹیاں پکائی ہیں کچھ باقی ہیں تو جتنی پکا چکا ہے حساب کر کے ان کی کچھ دے سکتا ہے یہ اس صورت میں ہے کہ مستاجر یعنی کچھ لانے والے کے مکان پر اس

نے روٹی پکائی اور پکنے کے بعد یعنی تنور سے نکالنے کے بعد بغیر اس کے عمل کے کوئی روٹی تنور میں گر گئی اور جل گئی تو اس کی اجرت منہا نہیں کی جا سکتی کہ تنور سے نکال کر رکھنے کے بعد اجرت کا مستحق ہو چکا ہے اور اس روٹی کا اس نے تاوان بھی نہیں لیا جا سکتا کہ اس نے خود نقصان نہیں کیا ہے اور اگر تنور سے نکالنے سے پہلے ہی جل گئی تو اس کی اجرت نہیں ملے گی بلکہ تاوان دینا ہوگا یعنی اس روٹی کا جتنا آٹا تھا وہ تاوان دے اور اگر روٹی پکوانے والے کے یہاں نہیں پکائی ہے بلکہ وہ نانبائی نے اپنے گھر میں پکائی یا دوسرے کے مکان پر اور روٹی جل جائے یا چوری ہو جائے بہر حال اجرت کا مستحق نہیں ہے کہ اس کے لئے تسلیم یعنی مستاجر کے قبضہ میں دینے کی ضرورت ہے پھر اگر چوری ہو گئی تو نانبائی پر تاوان نہیں کیونکہ آٹا اس کے پاس امانت تھا جس میں تاوان نہیں ہوتا اور اگر جل گئی ہے تو تاوان دینا ہوگا کہ اس کے عمل سے نقصان ہوا اور مالک کو اختیار ہے کہ روٹی کا تاوان لے لیا آٹے کا اگر روٹی کا تاوان لے لیا تو پکوائی دینی ہوگی اور آٹا لے لیا تو نہیں۔ نمکین پانی ان میں سے کسی کا تاوان نہیں۔ (درمختار وطحطاوی)

مسئلہ نمبر ۳۱..... باورچی جو گوشت یا پلاؤ وغیرہ پکاتا ہے اگر یہ کہا ہے اس نے دعوت کے موقع پر پکایا یا وہ یہ کی دعوت ہے یا ختنہ کی یا چھٹی کی یا عقیقہ کی یا قرآن مجید ختم کرنے کی غرض کسی قسم کی دعوت ہو اس میں اجرت کا اس وقت مستحق ہوگا جب سامان وغیرہ جو نہیں میں ٹھال دے اور گھر کے لوگوں کے لئے پکایا ہے تو کہنا تیار کرنے پر اجرت کا حق دار ہو گیا۔ (درمختار)

مگر یہ وہاں کا عرف ہے کہ باورچی ہی کھانا نکالتے ہیں ہندوستان میں عموماً یہ طریقہ ہے کہ باورچی کھانا تیار کر دیتے ہیں جس نے دعوت کی اس کے عزیز و اقارب دوست احباب کھانا نکالتے ہیں کھلاتے ہیں باورچی سے اس کام کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ لہٰذا یہاں کے عرف کے لحاظ سے کھانا تیار کرنے پر مزدوری کا مستحق ہو جائے گا نکالنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۲..... باورچی نے کھانا خراب کر دیا یا جلا دیا یا کچا ہی اتار دیا اسے کھانے کا تاوان دینا ہوگا اور اگر آگ لے کر پکا کچا چھوڑا یا تنور روشن کر کے چنگاری ڈالی اور مکان میں آگ لگ گئی۔ مکان جل گیا اس کا تاوان نہیں دینا ہوگا کہ اس کے عمل کو دخل نہیں اسی طرح کرایہ دار سے۔ مکان جل جائے تو تاوان نہیں کہ اس نے قصداً نہیں کیا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۳..... بنانے والا اجرت کا اس وقت مستحق ہے جب بنا کر اس نے گنتی کر دی اس کے بعد اگر دانوں کو نقصان ہوا تو مالک کا ہوا اس کا نہیں اور اگر اس سے پہلے نقصان ہوا تو اسی کا ہوا کہ ابھی تک یہ اجرت کا مستحق نہیں ہے یہ قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اجرت کا مستحق اس وقت ہوگا جب دانوں کا پنکھا دے اسی پر فتویٰ ہے۔ (درمختار)

یہاں کے عرف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ پنکھا لگانے کے بعد اجرت ملے گی کیونکہ پنکھا لگانا بھی انہیں تھاپنے والوں کا کام ہوتا ہے نہ اس کے لئے دوسرے مزدور رکھے جاتے ہیں نہ خود ان کو پنکھا لگانے کی اجرت دی جاتی ہے بلکہ جہاں تک دیکھا گیا ہے یہی معلوم ہوا کہ دانوں کا شماری اس وقت کرتے ہیں جب پنکھا لگ جائے پہلے ہی سے اجرت کیا دی جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۳۴..... بنانے تھاپنے کا سا پنچھیر سے کے ذمہ ہے کہ یہ اس کے کام کا آلہ ہے جیسے درزی کے لئے سوئی اور بڑھئی کے لئے رسولا وغیرہ ہر قسم کے اوزار ملی اور بیت مستاجر کا ہے۔ مکان کے اندر نلہ پہنچا دینا حمال کا کام ہے نہیں کہہ سکتا ہے کہ دروازہ تک میں نے پہنچا دیا اندر نہیں لے جاؤں گا چھت یا دوسری منزل پر لے جانا حمال کا کام نہیں ہے جب تک اس سے شرط نہ کر لی ہو وہاں پر جانے سے انکار کر سکتا ہے۔ مٹکے گوئی اور برتنوں میں نلہ بونا حمال کا کام نہیں جب تک اس کی شرط نہ ہو اونٹ یا گھوڑا یا کوئی جانور نلہ لادنے کے لئے کرایہ پر لیا تو نلہ لادنا اور اتارنا جانور والے کے ذمہ ہے اور مکان کے اندر پہنچانا اس کے ذمہ نہیں مگر جب کہ اس کی شرط ہو یا وہاں کا یہی عرف ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵..... بیل گاڑی بہت سی چیزیں لادنے کے لئے کرایہ کرتے ہیں گاڑی والے کے ذمہ وہاں تک پہنچا دینا ہے جہاں تک گاڑی جاتی ہو اس کے بعد مالک کے ذمہ ہے مگر جب کہ شرط ہو کہ۔ مکان کے اندر پہنچانا ہوگا یا وہاں کا عرف ہو جس طرح عموماً شہروں میں یہی

طریقہ ہے کہ ٹھیلہ والے جو چیزیں لاد کر لاتے ہیں وہ۔ کان کے خارج تک پہنچاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۶.....سیاہی کاتب کے ذمہ ہے یعنی لکھنے میں جو کچھ سیاہی صرف ہوئی لکھوانے والا نہیں دے گا اور کاتب کے ذمہ کاغذ شرط کر دینا اجارہ ہی کو فاسد کر دیتا ہے۔ (کر) یونہی قلم بھی کاتب ہی کے ذمہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۷.....جس کاریگر کے عمل کا اثر چیز میں پیدا ہوتا ہے جیسے رنگریز دھوبی یا پانی اجرت وصول کرنے کے لئے چیز کو روک سکتے ہیں اگر انہوں نے چیز کو روکا اور ضائع ہو گئی تو چیز کا تاوان نہیں دینا ہوگا مگر اجرت بھی نہیں ملے گی یہ روکنے کا حق اس صورت میں ہے کہ اجرت ادا کرنے کے لئے کوئی میعاد مقرر نہ کی ہو اور اگر کہ دیا ہے کہ ایک ماہ کے بعد میں اجرت دوں گا اور کاریگر نے منظور کر لیا تو اب چیز روکنے کا حق جاتا رہا اور روکنے کا حق اس وقت ہے کہ کاریگر نے اپنے۔ کان یا دکان ہی میں کام کیا ہو اگر خود مستاجر کے یہاں کام کیا تو کام سے فارغ ہونا ہی مستاجر کو تسلیم کر دینا ہے اس میں روکنے کی صورت نہیں۔ درزی وغیرہ نے نقدی کی جنس سے چیز میں نقصان ہوا تو مطلقاً ضامن ہے اپنے۔ کان پر کام کیا ہو یا مستاجر کے۔ کان پر یا اور کہیں اور اگر کشتی میں۔ ملاح اندر ہے مالک بھی کشتی میں ہے ملاح کشتی کو کھینچے لے جا رہا ہے اور کشتی ڈوب گئی ملاح ضمان نہیں دے گا۔ (کر، درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸.....اجیر ہونے کا کیا مطلب ہے بعض فقہا فرماتے ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ کام کرنے والے کی کوئی چیز اس میں شامل ہو جائے جیسے رنگریز نے کپڑے میں اپنا رنگ شامل کر دیا اور بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد کوئی چیز جو نظر نہیں آتی نظر آنے اس قول پانی کی بنا پر دھوبی بھی داخل ہے کیونکہ پہلے کپڑے کی سیدھی نظر نہیں آتی تھی اب آنے لگی اور اگر دھوبی نے کلف لگایا ہے تو پہلی صورت میں بھی داخل ہے۔ پستہ یا دام کی گری ٹھنڈائی چیز نے والا لکڑیاں چیرنے والا آٹا پیسنے والا درزی اور موزہ بینے والا جب کہ یہ دونوں "دھرا" اپنے پاس سے لگائیں نظام کاسر موزہ نے والا یہ سب اس میں داخل ہیں دونوں قولوں میں اصح قول پانی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۹.....جس کے کام کا اثر اس چیز میں نہ رہے جیسے حمال کہ نکلوا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا ہے یا ملاح کہ کسی چیز کو کشتی پر لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دینا ہے یا جس نے کپڑے کو پاک کرنے کے لئے دھویا اس کو ملنا نہیں کیا یا لوگ اجرت وصول کرنے کے لئے چیز کو روک نہیں سکتے اگر روکیں گے تو سب قرار پائیں گے اور خان دینا ہوگا اور مالک کو اختیار ہے عمل کرنے کے بعد جو قیمت ہوئی اس کا تاوان لے لے اور اس صورت میں اجرت ساقط ہوئی اور چاہے تو قیمت تاوان میں لے جو عمل کے خیر ہے اور اس وقت اجرت نہیں ملے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۰.....اجیر کے پاس چیز ہلاک ہو گئی مگر یہ تو اس کے عمل سے ہلاک ہوئی اور نہ اجرت لینے کے لئے اس نے روکی تھی اور اجیر وہ ہے جس کے عمل کا اثر پیدا ہوتا ہے جیسے خیاط اور مگر یہ تو ان کی اجرت نہیں ملے گی اور اگر عمل کا اثر پیدا نہیں ہوتا ہے جیسے حمال تو اسے اجرت ملے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۱.....جس سے کام کرایا ہے اگر اس سے یہ شرط کر لی ہے کہ تم کو خود کرنا ہوگا یا کہہ دیا کہ تم اپنے ہاتھ سے کرنا اس صورت میں خود ہی کو کرانا ضروری ہے اپنے شاگرد یا کسی دوسرے شخص سے کام کرانا جائز نہیں اور کرا دیا تو اجرت واجب نہیں اس صورت میں نہ تو یہ کہا مستاجر ہے کہ وہ دوسری سے بھی کام لے سکتا ہے اور اگر یہ شرط نہیں کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے کام کرے گا دوسرے سے بھی کرا سکتا ہے اپنے شاگرد سے کرائے یا خود کرے کرائے یا دوسرے سے اجرت پر کرائے سب صورتیں جائز ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۲.....اجیر مطلق تھا یعنی خود اس کاریگر نے اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی شرط نہیں تھی کاریگر نے دوسرے کو بغیر اجرت چیز پر دکری یعنی دوسرے کو کام کرنے کے لئے دے دی جائز نہیں ہے اور وہاں وہ چیز ضائع ہو گئی تو اجیر پر ضمان واجب ہے اور اگر یہ دوسرا شخص پہلے کا اجیر ہے مثلاً درزی کو کپڑا سینے کے لئے دیا درزی نے دوسرے کو اجرت پر سینے کے لئے دیا ضائع ہو گیا تو تاوان واجب نہیں نہ اول پر نہ دوسرے

(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۳..... اجیر سے کہدیا تم جتنی اجرت پر میرا یہ کام کردو یا جارہ منعقد کی صورت ہے اور اگر یہ کہے تم اپنے ہاتھ سے کرو یا تم خود کرو تو مقید ہے اب دوسرے سے کرانا جائز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۴..... ایک شخص کو اجیر مشترک یا کہ میری عیال کو فلاں جگہ سے لے آؤ وہ لینے گیا مگر ان میں سے بعض کا انتقال ہوگیا جو باقی تھے نہیں لے آیا اگر دونوں کو تعدادِ معلوم تھی تو اجرت اسی حساب سے ملے گی یعنی مثلاً چار بچے تھے اور اجرت چار روپے تھی تین کو لایا تو تین روپے پائے گا اور اگر تعدادِ معلوم نہیں تھی تو پوری اجرت ملے گی اور اگر گیا اور وہاں کسی کو نہیں لایا تو کچھ بھی اجرت نہیں ملے گی کہ کام ہی نہیں ہوا۔

پہلی صورت میں حساب سے اجرت ملنا اس صورت میں ہے کہ ان کے کم زیادہ ہونے میں محنت میں کمی بیشی ہو مثلاً چھوٹے بچے ہیں کہ گود میں لانا ہوگا زیادہ ہوں گے تکلیف زیادہ ہوئی کم ہوں گے تکلیف کم ہوئی اور اگر کم زیادہ ہونے سے اس کی محنت میں کمی بیشی نہیں ہوئی مثلاً کشتی کرایہ پر لی ہے کہ اس میں سب سوار کر کے لاؤ اگر سب آئیں گے یا بعض آئیں گے دونوں صورتوں میں محنت یکساں ہے اس صورت میں پوری اجرت ملے گی اور اگر بچوں کو لانے کا مطلب یہ ہے کہ اجیر ان کے ساتھ ساتھ آئے گا سواری کا خرچ مستاجر کے ذمہ ہے مثلاً کہا دیا ریل یا تانگا گاڑی پر سوار کر کے لاؤ لیا وہ جگہ قریب ہے سب پیدل چلے آئیں گے اس کو صرف ساتھ رہنا ہوگا یا جگہ دور ہے مگر وہ سب بڑے ہیں پیدا چلے آئیں گے ان کی محنت میں ان کے کم وبیش ہونے سے کوئی فرق نہیں تو پوری اجرت پائے گا۔ (ردالمحتار، فتاوی)

مسئلہ نمبر ۴۵..... ایک شخص کو اجیر کیا کہ فلاں جگہ فلاں شخص کے پاس میرا خط لے جاؤ اور وہاں سے جواب لاؤ اگر یہ خط لے کر نہیں گیا اجرت کا مستحق نہیں ہے صرف جانے آنے کے لئے اس کو اجیر نہیں کیا تھا جب اس نے کام نہیں کیا اجرت کس چیز کی لے گا اور اگر وہاں خط لے کر گیا مگر مکتوب الیہ کا انتقال ہوگیا تو خط واپس لایا اس صورت میں بھی اجرت کا مستحق نہیں اگر خط واپس نہیں لایا بلکہ وہیں چھوڑ آیا تو جانے کی اجرت پائے گا آنے کی نہیں اور اگر مکتوب الیہ وہاں سے کہیں چلا گیا جب بھی یہی صورتیں ہیں اسی طرح اگر سلائی وغیرہ کوئی کھانے کی چیز بھیجی تھی جس کے پاس بھیجی وہ مر گیا یا کہیں چلا گیا یا واپس لایا جب بھی مزدوری کا مستحق نہیں۔ (ردالمحتار، فتاوی)

مسئلہ نمبر ۴۶..... متولی وقف نے وقف کی جائیداد کو اجرت مثل سے کم پر دے دیا اس مستاجر پر اجرت مثل واجب ہے۔ یونہی نابالغ کے باپ یا وصی نے اس کی جائیداد کو کم کرایہ پر دے دیا اس مستاجر پر اجرت مثل واجب ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۷..... ایک مکان خریدا کچھ دنوں اس میں رہنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ مکان وقف ہے یا کسی یتیم کا، مکان نے تو واپس کرنا ہی ہوگا جتنے دنوں اس میں رہا اس کا کرایہ بھی دینا ہوگا۔ (فتاوی)

مسئلہ نمبر ۴۸..... مکان کرایہ پر لیا تھا اور اس کی اجرت پیشگی دے دی تھی مگر مالک مر گیا لہٰذا جارہ فسخ ہوگیا کرایہ جو پیشگی دے چکا ہے اس کے وصول کرنے کے لئے کرایہ دار کو مکان روک لینے کا حق نہیں اور اگر مالک، مکان پر دین تھا اور مر گیا دین ادا کرنے کے لئے مکان فروخت کیا گیا تو بہ نسبت دوسرے قرض خواہوں کے یہ بازپیشگی وصول کرنے میں زیادہ حق دار ہے یعنی یہ اپنا پورا روپیہ ثمن سے وصول کر لے اس کے بعد کچھ بچے تو دوسرے قرض خواہ اپنے اپنے حصہ کے حوالہ لے سکتے ہیں اور کچھ نہیں بچا تو اس ثمن سے لینے کے حق دار نہیں۔ (فتاوی)

مسئلہ نمبر ۴۹..... مستاجر نے اجرت زیادہ کر دی مثلاً پانچ روپے ماہوار کرایہ کا، مکان تھا۔ کرایہ دار نے چھ روپے کر دیئے۔ اگر اندرون مدت یہ اضافہ ہے تو اصل عقد کے ساتھ لاحق ہو جائے گا جیسے بیع میں ثمن کا اضافہ اور اگر مدت پوری ہونے کے بعد اضافہ کیا جب بھی زیادہ دینا جائز ہے یعنی یہ ایک احسان ہے مقابلہ کی نہیں ہے رباس کے ساتھ کیونکر لاحق ہوگا اور آجر یعنی مثلاً مالک، مکان نے اس شے میں اضافہ کر دیا جو کرایہ پر تھی مثلاً پہلے ایک، مکان تھا اب اسی کرایہ میں دوسرا، مکان بھی دے دیا یہ بھی جائز ہے اور اگر یتیم یا وقف کا، مکان ہے تو اس کی اجرت مثل بھی زیادہ

گی۔ (درمختار، ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۵۰..... درخت بڑھ گیا اور چار پانچ برس تک کاٹا نہیں۔ اب یہ درخت پہلے سے بڑا ہو گیا۔ مالک زمین کہتا ہے تم نے اتنے دنوں تک درخت چھوڑ رکھا اس کا کرایہ دا کرو۔ اس مدت کا کرایہ نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۱..... جس کے ذمہ دین ہے اس کے مکان کو اپنے دین کے عوض میں کرایہ پر لیا یہ جائز ہے اور اگر مالک مکان پر مستاجر کا دین ہے کچھ دین کرایہ میں مقرر کر دیا اور کچھ باقی ہے اور مدت اجارہ ختم ہو گئی تو مستاجر بقیہ دین میں مکان کو روک نہیں سکتا بلکہ بعد ختم مدت مکان خالی کرنا ہوگا۔ (عالمگیری)

اجارہ کی چیز میں کیا افعال جائز ہیں اور کیا نہیں؟

مسئلہ نمبر ۱..... دکان اور مکان کو کرایہ پر دینا جائز ہے اگرچہ یہ بیان نہ کیا ہو کہ مستاجر اس میں کیا کرے گا کیونکہ یہ مشہور بات ہے کہ مکان رہنے کے لئے ہوتا ہے اور دکان میں تجارت کے لئے بیٹھتے ہیں اور یہ بھی بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ کون رہے گا کیونکہ سکونت ایسی چیز ہے کہ ساکن کے اختلاف سے مختلف نہیں ہوتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... دکان یا مکان کو کرایہ پر لیا اس میں خود بھی رہ سکتا ہے دوسرے کو بھی رکھ سکتا ہے۔ مفت بھی دوسرے کو رکھ سکتا ہے کرایہ پر بھی اگرچہ مالک۔ مکان یا دکان نے کہہ دیا ہو کہ تم اس میں تنہا رہنا۔ کپڑا پھینکنے کے لئے کرایہ پر لیا تو دوسرے کو نہیں پہنا سکتا اسی طرح ہر وہ کام کہ استعمال کرنے والے کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے وہ دوسرے کے لئے نہیں ہو سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... مکان اور دکان میں تمام وہ کام کر سکتا ہے جو عادۃً کئے جاتے ہیں۔ اس کی دیواروں میں کھونٹی گاڑ سکتا ہے زمین پر میخ اور کھونٹا گاڑ سکتا ہے لہٰذا دھوبی کو کسی کپڑے دھونا، کپڑا پھینکنا، منتھا کرنا، لکڑیاں چیرنا یہ سب کچھ کر سکتا ہے ہاں اگر لکڑی چیرنے سے عمارت کمزور ہو یعنی پیچھے کے لئے چیرے یا مکان کی چھت پر چیرنے جائز نہیں جب تک مالک سے اجازت نہ لے لے۔ مکان کے دروازے پر گھوڑا وغیرہ جانور باندھ سکتا ہے اور مکان کے اندر نہیں کر سکتا کہ رہنے کے کمروں کو اصطبل کر دے۔ (خزانۃ المفتین) بکری۔ مکان کے اندر باندھنے کا عرف نہیں اسے نہ کر سکتا ہے کرایہ کے مکان میں ہاتھ کی چکی سے آٹا پیسا جا سکتا ہے اس سے عمارت میں نقصان نہیں آتا اور اگر عمارت کے لیے مضر ہو تو بلا شرط یا بغیر اجازت مالک جائز نہیں۔ پن چکی یا مشین کی چکی یا جانوروں کی چکی کے لئے اجازت ضروری ہے کہ یہ عمارت کے لئے مضر ہیں۔ (خزانۃ المفتین، ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۴..... کرایہ دار کرایہ کے مکان یا دکان میں لوہار اور دھوبی اور چکی والے کو نہیں رکھ سکتا یعنی یہ لوگ اسی۔ مکان میں اپنا کام کریں مثلاً دھوبی اسی۔ مکان میں کپڑا دھونے یا بغیر اجازت مالک درست نہیں اور کرایہ دار خود بھی یہ کام بغیر اجازت مالک نہیں کر سکتا اور اگر اجارہ ہی میں ان چیزوں کے طے پا گیا ہے تو کر سکتا جائز ہے۔ (درمختار) اور اگر دھوبی، مکان میں کپڑا نہیں دھوتا بلکہ الاب سے کپڑا دھو کر لاتا ہے اور مکان میں کپ دیتا ہے استری کرتا ہے تو حرج نہیں کہ اس سے عمارت پر اثر نہیں پڑتا۔

مسئلہ نمبر ۵..... مالک اور کرایہ دار میں اختلاف ہوا کہ ان چیزوں کا کرایہ اجارہ میں مشروط تھا یا نہیں اس میں مالک کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کئے تو مستاجر کے گواہ بالاصل مقبول ہیں اور اصل اجارہ ہی میں اختلاف ہو جب بھی یہی صورت ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... مستاجر نے ایک کام کو معین کیا تھا کہ یہ کروں گا۔ اگر اس کا مثل یا اس سے کم درجہ کا فعل کرے اس کی اجازت ہے مثلاً لوہاری کے کام کے لئے۔ مکان لیا تھا اس میں کپڑے دھونے کا کام کرتا ہے۔ اگر دونوں سے عمارت کا یکساں نقصان ہے یا کپڑے دھونے میں کم

نقصان ہے کر سکتا ہے۔ ایسا کام کیا جس کی اجازت تھی کرایہ دینا ہوگا اور اگر۔ کان گر پڑا تو کرایہ نہیں بلکہ۔ کان کا تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار) یعنی کان کا کرایہ نہیں دینا ہوگا مگر زمین کا کرایہ دینا ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۷..... مستاجر نے۔ کان یا کان کو کرایہ پر دیا اگر اتنے ہی کرایہ پر دیا ہے جتنے میں خود دیا تھا یا کم پر جب تو خیر اور زائد پر دیا ہے تو جو کچھ زیادہ ہے اسے صدقہ کردے۔ ہاں اگر۔ کان میں اصلاح کی ہو اسے ٹھیک بنالیا کیا ہو تو زائد کا صدقہ کرنا ضروری نہیں یا کرایہ کی جنس بدل گئی ہو مثلاً ایک قارورہ پر دیا ہو اشرفی پر اب بھی زیادتی جائز ہے بھاڑہ دے کر۔ کان کو صاف کرلیا یا اصلاح نہیں ہے کہ زیادہ دینا پڑی رقم جائز ہو جائے اصلاح سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جو عمارت کے ساتھ قائم ہو مثلاً پاستر کرلیا منڈیر بنوالی خود مالک۔ کان کو مستاجر نے۔ مکان کرایہ پر دے دیا۔ قبضہ کے بعد ایسا کیا یا قبضہ سے قبل یہ جائز نہیں بلکہ اجارہ ہی فسخ ہو جائے گا۔ (عالمگیری) یہ ہے کہ اجارہ فسخ نہیں ہوگا (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... زمین کو زراعت کے لئے اجرت پر دینا جائز ہے جب کہ یہ بیان ہو جائے کہ اس میں کیا چیز بوئی جائے گی یا مزارع سے یہ کہہ دیا کہ جو تو چاہے بویا کر۔ اگر ان چیزوں کا بیان نہیں ہوگا تو منازعت ہوگی کیونکہ زمین بھی زراعت کے لئے اجارہ پر دی جاتی ہے کبھی دوسرے کام کے لئے اور زراعت سب کی ایک قسم نہیں کہ بیان کرنے کی حاجت نہ ہو۔ بعض چیزوں کی زراعت زمین کے لئے مضر ہوتی ہے اور بعض کی مفید ہوتی ہے اگر ان چیزوں کو بیان نہیں کیا گیا تو اجارہ فاسد ہے مگر جب کہ اس نے زراعت بوری تو اب صحیح ہو گیا کو کام کر لینے میں جو جہالت پیدا ہوئی تھی جاتی رہی اور مستاجر پر اجرت واجب ہوگئی۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... زراعت کے لئے کھیت لیا تو آمد و رفت کا راستہ اور پانی جہاں سے آتا ہے اور جس راہ سے آتا ہے یہ سب چیزیں مستاجر کو بظیر شرط بھی ملیں گی کیونکہ یہ نہ ہوں تو زراعت ہی ممکن ہے اور کھیت بیچ لیا تو یہ چیزیں بظیر شرط داخل نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... کھیت ایک سال کے لئے لیا تو سال کی دونوں فصلیں ربیع و خریف اس میں ہو سکتا ہے۔ اگر اس وقت زراعت نہیں ہو سکتی کیونکہ پانی نہیں ہے مگر مدت کے اندر زراعت ہو سکتی ہے لگان واجب ہے اور نہ نہیں۔ (درمختار) اور زمین جو پانی سے دور ہونے کی وجہ سے زراعت کے قابل نہیں اس کو یا بنجر زمین کو کاشت کے لئے اجارہ پر لینا درست نہیں۔ (خلاصہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... زمین زراعت کے لئے اجارہ پر دی اور زراعت کو کوئی آفت پہنچی مثلاً کھیت پانی میں ڈوب گیا تو جو حصہ لگان کا آفت پہنچنے سے پہلے کا ہے وہ دینا ہوگا آفت پہنچنے کے بعد کا جو حصہ ہے وہ ساقط ہے جب کہ دوسری زراعت کا موقع نہ ہے اور اگر پھر کھیت ہو سکتا ہے تو لگان ساقط نہیں اگرچہ کھیت نہ بویا کہ یہاں کا یہی تصور ہے۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... زمین میں دوسرے کی زراعت لگی ہوئی ہے اور جس نے کھیت بویا ہے جائز طور پر بویا ہے مثلاً اس کے پاس کھیت عاریت ہے یا اس نے اجارہ پر لیا ہے اگر چہ یہ اجارہ فاسد ہی ہو یہ زمین دوسرے کو اجارہ پر دینا جائز نہیں اور اگر اجارہ پر دے دی اور فصل کٹ گئی اور مالک زمین نے نئے مزارع کو زمین دے دی تو اجارہ صحیح ہو گیا۔ ہاں ایک شخص نے جائز طور پر بویا تھا اور فصل کٹنے کے وقت دوسرے کو دے دی یہ اجارہ جائز ہے۔ مزارع اول سے کہا جائے گا کھیت کاٹ لے۔ پھر یہ کھیت مزارع دوم کو دے دیا جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اجارہ کو زمانہ مستقبل کی طرف مضاف کیا مثلاً کہا فلاں مہینہ سے یہ کھیت تم کو دیتے لگان پر دیا جب کہ معلوم ہو کہ اس وقت کھیت خالی ہو جائے گا مثلاً بیسا کھ سے یا جیٹھ سے یہ صورت مختلف جائز ہے۔ مزارع اول نے جائز طور پر بویا ہو یا ناجائز طور پر۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ اس کھیت کو بونے والے نے ناجائز طور پر بویا ہو مالک نے دوسرے کو اجارہ پر دے دیا یہ اجارہ جائز ہے کیونکہ مزارع کو یہ کھیت دینا ممکن ہے کہ جس نے بویا ہے اس کو مجبور کیا جائے گا کہ اپنی زراعت فوراً کاٹ لے تیار ہو یا نہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... کان اجارہ پر دیا۔ کچھ خالی ہے کچھ مشغول ہے اجارہ صحیح ہے مگر جو حصہ مشغول ہے اس کی نسبت کہا جائے گا کہ خالی

کر کے مستاجر کے حوالے کر دے اور اگر خالی کرنے میں ضرر ہو مثلاً کھیت اجارہ پر دیا ہے اس کے کچھ حصہ میں زراعت ہے جو ابھی تیار نہیں ہے تو اس کے خالی کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مکان جس میں کوئی رہتا ہو وہ دوسرے کو کرایہ پر دینا جائز ہے جب کہ رہنے والا کرایہ پر نہ ہو اور مالک مکان کے ذمہ مکان خالی کرا کر کرایہ دار کو دینا ہے اور کرایہ کی مدت اس وقت شمار ہوگی جب اس کے قبضہ میں آیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... زمین کو بیچ لگانے یا زراعت کرنے اور ان تمام منافع کے لئے اجارہ پر دے سکتے ہیں جو حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً مٹی کا برتن بنانے یا اینٹ اور ٹھیکرے بنانے یا جانوروں کو دودھ پیدا ہونے میں وہاں ٹھہرانے کے لئے یا ایسے سب اجارے جائز ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... زمین، مکان بنانے کے لئے یا درخت لگانے کے لئے اجرت پر لی اور مدت پوری ہوگئی، اپنی عمارت کا ملبہ اٹھالے اور درخت کاٹ کر اپنی زمین مالک کو پیر دکر دے کیونکہ ان دونوں چیزوں کی کوئی انتہا نہیں کہ مدت میں کچھ اضافہ کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس عمارت کو توڑنے کے بعد ملبہ کی جو قیمت ہو یا درخت کاٹنے کے بعد اس کی جو کچھ قیمت ہو مالک زمین اس شخص کو دے دے اور یا اپنا، مکان اور درخت مالک زمین کے لئے چھوڑ دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عمارت اور درخت جس کے ہیں اسی کے ملک پر باقی رہیں یعنی مالک زمین اس کی اجازت نہ دے کہ تم اپنی عمارت اور درخت رکھو زمین کا میں مالک اور ان چیزوں کے تمہا لک۔ اس کی دو صورتیں ہیں اگر ان چیزوں کو چھوڑنے کی کوئی اجرت ہے تو اجارہ ہے اور نہ اجارہ ہے۔ مکان والا اور مالک زمین تیسرے کو اجارہ پر دے سکتے ہیں اور اس تیسرے سے جو کچھ کرایہ ملے گا وہ زمین و مکان پر تقسیم ہوگا یعنی زمین بغیر مکان کی قیمت کیا ہے اور صرف مکان کی بغیر زمین کیا قیمت ہے ان دونوں میں جو نسبت ہو اسی نسبت سے دونوں اجرت کو تقسیم کر لیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... زمین وقف کو اجرت پر لیا اور اس میں درخت لگائے یا مکان بنایا اور مدت اجارہ ختم ہوگئی مستاجر اجرت مثل کے ساتھ زمین رکھ سکتا ہے جب کہ یہ اس میں وقف کا ضرر نہ ہو جن لوگوں پر وہ جائیداد وقف ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ مکان کا ملبہ اٹھالیا جائے اس کے سوا دوسری بات پر راضی نہیں ہوتے ان کی ہا راضی کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... سبزی کے چھوٹے چھوٹے پودے جو اسی لئے لگائے جاتے ہیں کہ ان کے پتے یا پھول سے انتفاع حاصل کیا جائے گا اور پودا باقی رہے گا جیسے گلاب، بیلا، چنبیلی اور طرح طرح کے پھول کے پودے ان تمام سبزیوں کا وہی حکم ہے جو پودے کا ہے اور اگر پودے کی کچھ مدت ہے جیسے موسمی پھول کے ہوتے ہیں جاتے ہیں اور کچھ زمانہ کے بعد پھول ختم ہو جاتے ہیں یا وہ سبزیاں جو جڑ ہی سے اکھاڑی جاتی ہیں جیسے گاجر، مولی، شلجم، گوبھی یا پھول پھل سے نفع اٹھاتے ہیں مگر اس کا زمانہ محدود ہے۔ جیسے بینگن، مرچیں یہ سب چیزیں زراعت کے حکم میں ہیں کہ اگر اجارہ کی مدت پوری ہوگئی اور ان کی فصل نہیں ختم ہوئی تو زمین اس وقت تک کے لئے اجرت مثل پر کرایہ پر لے لی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... مواجر و مستاجر میں سے کوئی مر گیا اور اجارہ فسخ ہو گیا مگر ابھی تک زراعت تیار نہیں ہے کہ کاٹی جائے تو پکنے اور تیار ہونے تک کھیت میں رہے گی اور جو اجرت مقرر ہوئی تھی وہی دی جائے گی۔ اور اگر مدت مقرر ختم ہوگئی مگر زراعت تیار نہیں ہوئی تو اب جتنے دنوں کھیت میں رکھتے ہیں مدت ہے اس کی اجرت مثل دی جائے گی۔ مستعیر نے کھیت عاریت پر لے کر بویا تھا اور معیر و مستعیر دونوں میں سے کوئی مر گیا تو تیار ہونے تک زراعت کھیت میں رہے گی اور اجرت مثل دی جائے گی۔ اجرت مثل پر زراعت کو کھیت میں رہنے دینے کا مطلب ہے کہ کاٹنے کا ایسا حکم دیا ہو یا خود ان دونوں نے اس پر رضامندی کر لی ہو اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی دونوں میں لینے دینے کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہوا یہاں تک کہ فصل تیار ہوگئی تو کچھ اجرت نہیں ملے گی۔ (گزشتہ و درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... زمین غصب کر کے اس میں زراعت بوئی اس کے لئے کوئی مدت نہیں دی جا سکتی نہ اجرت پر بغیر اجرت بلکہ یہ حکم

دیا جائے گا کہ فوراً زراعت کاٹ کر کھیت خالی کردے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... چوپایہ اونٹ گھوڑا گدھا خچر بیل بھینسا ان جانوروں کو کرایہ پر لیں یا بوجھ لادنے کے لئے اس لئے گھوڑے کو کرایہ پر نہیں لے سکتا کہ انہیں کودنا کھول کر کے ان جانوروں کو اپنے دروازہ پر باندھ رکھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اس کے یہاں اتنے جانور ہیں۔ کپڑے پہننے کے لئے کرایہ پر لے سکتا ہے اپنی دکان کو بچانے کے لئے نہیں لے سکتا۔ مکان کو اس لئے کرایہ پر نہیں لے سکتا کہ اس میں نماز پڑھے گا۔ خوشبو کو اس لئے کرایہ پر لیا کہ اسے سونگھے گا۔ قرآن مجید یا کتاب کو پڑھنے کے لئے کرایہ پر لیا یا جائز ہے۔ یونہی شعراء کے دواوین قصے کی کتابیں پڑھنے کے لئے اجرت پر لینا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۲..... سواری کا جانور کرایہ پر لیا اور مالک نے کہہ دیا کہ جس کو چاہو سوار کرو تو مستاجر کو اختیار ہے کہ خود سوار ہو یا دوسرے کو سوار کرائے جو سوار ہو وہی متعین ہو گیا اب دوسرا نہیں سوار ہو سکتا اور اگر نفتا تعاسی کہا ہے کہ سواری کے لئے جانور کرایہ پر لیا۔ سوار ہونے والے کی تعیین ہے۔ تعمیم تو اجارہ فاسد ہے یعنی سواری اور کپڑے میں یہ شرط ہے کہ سوار اور پہننے والے کو معین کر دیا جائے یا تعمیم کر دی جائے کہ جس کو چاہو سوار کرو۔ جس کو چاہو کپڑا پہنا دو اور یہ نہ ہو تو اجارہ فاسد۔ مگر اگر کوئی سوار ہو گیا یعنی خود وہ سوار ہو یا دوسرے کو سوار کر دیا یا خود کپڑے کو پہنا یا دوسرے کو پہنا دیا تو اب وہ اجارہ بچ ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... سواری میں معین کر دیا کہ فلاں شخص سوار ہوگا اور کپڑے میں معین کر دیا تھا کہ فلاں پہنے گا مگر ان کے سوا کوئی دوسرا شخص سوار ہو یا دوسرے نے کپڑا پہنا مگر جانور ہلاک ہو گیا یا کپڑا پھٹ گیا تو مستاجر کو تاوان دینا ہوگا اور اس صورت میں اجرت کچھ نہیں اور اگر جانور اور کپڑا صحیح سالم ہے ہوں تو اجرت ملے گی نہ تاوان اور اگر دکان کو کرایہ پر دیا تھا کہ کرایہ دار نے اس میں لوہار کا دھندا کیا اگر دکان گر جائے تاوان دینا ہوگا اور دکان سالم رہی تو کرایہ واجب ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... تمام وہ چیزیں جو استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے مختلف ہوں سب کا یہی حکم ہے کہ بیان کرنا ضروری ہے کہ کون استعمال کرے گا جیسے خیمہ کہ اسے کون نصب کرے گا اور کس جگہ نصب کیا جائے گا اور اس کی میخیں کون گاڑے گا ان باتوں میں ملاقات مختلف ہیں۔ (درمختار طحطاوی)

مسئلہ نمبر ۲۵..... خیمہ کی طنابیں مالک کے ذمہ ہیں جس نے کرایہ پر دیا ہے اور اس کی میخیں مستاجر یعنی کرایہ دار کے ذمہ ہیں۔ (طحطاوی)

مسئلہ نمبر ۲۶..... چھولداری یا خیمہ وغیرہ بغیر مدت مالک نصب کیا اور خراب ہو گیا تاوان دینا ہوگا اور اس صورت میں اجرت نہیں اور اگر سلامت ہے تو اجرت واجب ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... خیمہ کے سایہ میں دوسرے لوگ بھی آرام لے سکتے ہیں۔ مالک یہ نہیں کہہ سکتا ہے تم نے دوسرے کو اس کے نیچے کیوں بیٹھنے دیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... خیمہ کی چوبیں یا رسیاں ٹوٹ گئیں کو نصب نہیں ہو سکا کرایہ واجب نہ ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... جن چیزوں کے استعمال میں اختلاف نہ ہو ان میں یہ قید لگانا کہ فلاں شخص استعمال کرے بے کار ہے جس کو متعین کر دیا ہے وہی استعمال کر سکتا ہے اور دوسرا بھی استعمال کر سکتا ہے۔ مثلاً مکان میں یہ شرط لگانا کہ اس میں تم خود رہنا دوسرے کو نہ رہنے دینا یا تم تجارت کرنا یہ شرطیں باطل ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... اگر اجارہ میں ایک نوع یا کسی مقدار کی قید لگائی ہے اس کی مثل یا اس سے مفید استعمال جائز ہے اور اس سے مضر

استعمال کی اجازت نہیں مثلاً ایک بوری گیہوں لادنے کے لئے جانور کرایہ پر لیا۔ ایک بوری سے کم گیہوں یا ایک بوری جو لادنا جائز ہے کہ یہ اس سے زیادہ آسان اور ہلکا ہے اور ایک بوری نمک لادنا جائز نہیں کہ نمک گیہوں سے زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ مقدمہ کے ذریعے سے جب کسی خاص مفسدت کا استحقاق ہو تو وہ یا اس کی مثل یا اس سے کم درجہ کا حاصل کرنا جائز ہے اور زیادہ حاصل کرنا جائز نہیں مثلاً ایک من گیہوں لادنے کی اجازت ہے تو ایک من جو لاد سکتا ہے اور ایک من روئی یا لوہا یا پتھر یا لکڑی نہیں لاد سکتا یا ایک من روئی لادنے کے لئے کرایہ پر لیا اور ایک من گیہوں لادنا یہ بھی جائز نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... جانور سواری کے لئے کرایہ پر لیا اور اس پر خود سوار ہوا اور ایک شخص کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اگر دوسرا ایسا ہے کہ اپنے آپ سواری پر رک سکتا ہے اور جانور ہلاک ہو گیا تو نصف قیمت تاوان میں دے اس میں یہ نہیں لحاظ کیا جائے گا کہ اس کے سوار ہونے سے کتنا بوجھ زیادہ ہوا اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ قیمت کو دونوں کے وزن پر تقسیم کر کے دوسرے کے وزن کے مقابل میں قیمت کا جو حصہ آئے وہ تاوان میں واجب ہو بلکہ نصف قیمت تاوان میں مطلقاً واجب ہوگی اور اگر اس شخص نے اپنے پیچھے کسی بچہ کو بٹھایا جو خود اس پر رک نہیں سکتا اور جانور ہلاک ہو گیا تو تاوان صرف اتنا ہوگا جتنا اس کے سوار کرنے سے وزن میں اضافہ ہوا یہ تفصیل اس صورت میں ہے کہ جانور دونوں کو اٹھا سکتا ہو اور اگر جانور میں اتنی طاقت نہ ہو کہ دونوں کو اٹھا سکے تو ہر صورت میں پوری قیمت کا تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... گھوڑے کی گردن پر دوسرا آدمی بیٹھ گیا اور جانور ہلاک ہو گیا تو پوری قیمت کا تاوان دے اور اگر جانور پر خود سوار ہوا اور کوئی چیز بھی لاد لی اگرچہ یہ چیز مالک ہی کی ہو جب کہ اس کی اجازت سے نہ لادی ہو اور جانور ہلاک ہو گیا تو وزن میں جتنا اضافہ ہوا اس کا تاوان دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۳..... اس صورت میں کہ اپنے پیچھے دوسرے کو سوار کیا اگر وہ جانور منزل مقصود پر پہنچ کر ہلاک ہوا پوری اجرت بھی دینی ہوگی اور تاوان بھی دینا پڑے گا اور اگر جانور سلامت رہا ہلاک نہ ہوا تو صرف اجرت ہی دینی ہوگی پھر خواہ مالک کی سب صورتوں میں مالک کو اختیار ہے کہ مستاجر سے خواہ لے لیا اس سے جو اس کے ساتھ سوار ہوا ہے۔ اگر مستاجر سے لیا تو وہ اپنے ساتھی سے رجوع نہیں کر سکتا اور دوسرے سے لیا تو دو صورتیں ہیں اگر مستاجر نے اس کو کرایہ پر سوار کیا ہے تو یہ مستاجر سے رجوع کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... جانور کو بوجھ لادنے کے لئے کرایہ پر لیا اور جتنا لادنا ظہیر القاس نے زیادہ لادنا بتایا ہے اس کا تاوان دے مثلاً دو من ظہیر القاس نے تین من لاد دیا جانور کی ایک تہائی قیمت تاوان میں دے یہ اس صورت میں ہے کہ اس نے خود لادا تو تاوان نہیں اگر دونوں نے مل کر لادا تو نصف تاوان دے اور نصف جو مالک کے فعل کے مقابل میں ساقط ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵..... مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے لئے جانور کرایہ پر لیے جاتے ہیں ان پر عموماً یہ شخص سوار ہوتے ہیں اور اپنا سامان بھی لادتے ہیں اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ اتنا ہی سامان لادیں جو متعارف ہے اس سے زیادہ نہ لادیں اور اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ اپنا پورا سامان حمال کو دکھا دیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۶..... جانور کے مالک کو یہ حق نہیں ہے کہ جانور کو کرایہ پر دینے کے بعد مستاجر کے ساتھ کچھ سامان اپنا بھی لاد دے مگر اس نے اپنا سامان رکھ دیا اور جانور منزل مقصود تک پہنچ گیا تو مستاجر کو پورا کرایہ دینا ہوگا کہ چونکہ اس نے اپنا سامان بھی رکھ دیا ہے لہٰذا کرایہ سے اس کی مقدار کم کی جائے اور مکان میں یہ صورت ہو کہ مالک مکان نے ایک حصہ مکان میں اپنا سامان رکھا تو پورے کرایہ سے اس حصہ کے کرایہ کی کمی کر دی جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۷..... بیل جوتنے کے لئے بیل کرایہ پر لیا ایک بیگھہ جوتنا ظہیر القاس نے ڈیڑھ بیگھہ جوت لیا اور بیل ہلاک ہو گیا پوری

WWW.NAFSEISLAM.COM

قیمت کا تاوان دینا ہوگا۔ یونہی چکی چلانے کے لئے بیل کرایہ پر لیا جتنے من پسنا قرار پایا اس سے زیادہ پیسا اور بیل ہلاک ہوا پوری قیمت کا تاوان دینا ہوگا ان دونوں صورتوں میں صرف زیادتی کے مقابل میں تاوان نہیں بلکہ پورا تاوان ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸..... سواری کے جانور کو مارنے اور زور زور سے لگام کھینچنے کی اجازت نہیں ایسا کرے گا تو نقصان دینا پڑے گا خصوصاً جانور کے چہرہ پر مارنے سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے کہ چہرہ پر مارنے کی ممانعت ہے۔ (ردالمحتار) جب جانور کا یہ حکم ہے کہ اس کے چہرہ پر نہ مارا جائے تو انسان کے چہرہ پر مارنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۳۹..... گھوڑا کرایہ پر لیا کہ زین کس کر سوار ہوگا تو ننگی پیٹھ پر سوار نہیں ہو سکتا اور نہ اس پر کوئی سامان لاد سکتا ہے اور اس کی پیٹھ پر پیٹ نہیں سکتا بلکہ اس طرح سوار ہوگا جو عادۃً سوار ہونے کا قاعدہ ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۰..... ایک شخص نے کسی جگہ تک پہنچانے کے لئے اجیر کیا اور راستہ معین کر دیا کہ اس راستے سے لے جانا اجیر دوسرے راستے سے لے گیا اگر دونوں راستے یکساں ہیں یعنی دونوں کی مسافت میں بھی تفاوت نہیں ہے اور دونوں پُرامن ہیں تو جس راستے سے چاہے لے جائے اور اگر دوسرا پُرخطر ہے یا اس کی مسافت زیادہ ہے تو لے جانے والا ضامن ہے یونہی اگر جانور کرایہ پر لیا اور مالک جانور نے راستہ معین کر دیا ہے اس میں بھی دونوں صورتیں ہیں اور اگر مالک خلاف اجیر سے ننگلی کے راستہ سے جانے کو کہہ دیا تھا اور وہ دریائی راستے سے لے گیا تو ضامن ہے اور اگر ننگلی کا راستہ معین نہیں کیا اور دریائی راستہ لے گیا تو ضامن نہیں اور منزل مقصود تک اجیر نے سامان پہنچا دیا تو اجرت کا مستحق ہے۔

(ہدایہ و الاختیار)

مسئلہ نمبر ۴۱..... گیہوں بونے کے لئے زمین اجارہ پر لی اس میں ترکاریاں بو دیں جس سے زمین خراب ہوگئی اس کے متعلق حقہ مین نے یہ حکم دیا ہے کہ یہ شخص غاصب ہے اس کے فعل سے زمین میں جو کچھ نقصان پیدا ہوا اس کا تاوان دے اور زمین کی جو کچھ اجرت قرار پائی تھی نہیں لی جائے گی۔ مگر متاخرین فرماتے ہیں کہ زمین وقف اور زمین یتیم میں اور وہ زمین جو منافع حاصل کرنے کے لئے ہے جیسے زمین داروں کے یہاں عموماً زمین اسی لئے کاشت ہوتی ہے کہ کاشت کاروں کو لگان پر دی جائے ان میں اجرت مثل لی جائے گی اور اگر کاشت کار نے وہ بویا جس سے زرکم ہے مثلاً ترکاری بونے کے لئے زمین لی تھی اور گیہوں بوئے تو اس صورت میں جو لگان قرار پایا ہے وہ دے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۲..... درزی کو پائجامہ سینے کے لئے کپڑا دیا اس نے کرتہ سی دیا درزی سے اپنے کپڑے کی قیمت لے لے اور سلا ہوا کپڑا اسی کے پاس چھوڑ دے اور کپڑے سے انکار کر دے یہ بھی اختیار ہے کہ کرتہ لے لے اور اس کی واجبی سلائی دے دے مگر یہ اجرت مثل اگر اس سے زیادہ ہے جو طے ہوئی تھی تو وہی دے گا جو طے ہوئی یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کرتہ سینے کو کہا تھا اس نے پاجامہ سی دیا۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۴۳..... درزی سے کہہ دیا کہ انگرکھا اور انگرکھا چوڑا ہوگا اور آستین ہوئی نکری کرلایا تو اس سے کم ہے جتنا کہا تھا اگر ایک آدھ انگل کم ہے معاف ہے اور زیادہ کم ہے تو اسے تاوان دینا پڑے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۴..... درزی سے کہا کہ اس کپڑے میں میری ٹیلس ہو جائے تو اسے قطع کر کے اتنے میں ہی دو اس نے کپڑا کاٹ دیا اب کہتا ہے کہ اس میں تمہاری ٹیلس نہیں ہوئی درزی کو تاوان دینا ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۵..... درزی سے پاجامہ اس کپڑے میں میری ٹیلس ہو جائے گی اس نے کہا ہاں اس نے کہا اسے قطع کر دو قطع کرنے کے بعد درزی کہتا ہے ٹیلس نہیں ہوئی اس صورت میں درزی پر تاوان نہیں ہے کہ اس لفظ (تو) کے زیادہ کرنے سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ قطع کرنے کی اجازت اس شرط سے ہے کہ ٹیلس ہو جائے۔ (کذا فی الدرالمختار)

رنگریز کو سرخ رنگنے کے لئے کپڑا دیا اس نے زرد رنگ دیا مالک کو اختیار ہے اس سے سفید کپڑے کی قیمت لے لے یا وہی کپڑا لے لے اور

رنگ کی وجہ سے جو کچھ زیادتی ہوئی ہے وہ دے دے اور اس صورت میں رنگنے کی اجرت نہیں ملے گی اور اگر وہی رنگ رنگا جس کو اس نے کہا تھا تو خراب کر دیا اگر زیادہ خراب نہیں ہوتا جب نہیں اور بہت زیادہ خراب کر دیا ہوتا سفید کپڑے کی قیمت تاوان دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۶..... ہر کسی کو مخلوقی دی کہ اس پر عام نام مخلوق اس نے دوسرے کا نام مخلوق یا مالک کو اختیار ہے مخلوقی کا تاوان لے لیا وہ اپنی مخلوقی لے لے اور کھدائی کی اجرت مثل دے دے جو طے شدہ اجرت سے زیادہ نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷..... برتنی کو دروازہ مخلوق کرنے کے لئے دیا جیسا مخلوق بتایا دیا نہیں کیا اگر تھوڑا فرق ہے تو مخلوقی اور زیادہ فرق ہوتا مالک کو اختیار ہے اپنے دروازے کی قیمت اس سے لے لیا دروازہ کی اجرت مثل دے دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۸..... سواری کے لئے کرایہ پر جانور لیا۔ کھڑا کر کے نماز پڑھنے لگا وہ جانور بھاگ گیا یا کوئی لے گیا اس نے جاتے دیکھا اور نماز نہیں توڑی ضمان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۹..... کرایہ کی سواری پر جا رہا تھا راستہ میں بڑی کو اس راستہ پر چرواہا کو میں باوجود اس کے یہ اسی راستہ سے گیا چرواہے نے جانور چھین لیا اگر باوجود اس بڑی کے لوگ اس راستے سے جا رہے تھے تو ضامن نہیں ورنہ ضامن ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۰..... جس جگہ کے لئے جانور کو کرایہ پر لیا تھا وہاں سے آگے لے گیا اور جانور ہلاک ہو گیا تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... کسی شخص کو اپنی دکان پر کام کرنے کے لئے رکھا یا کسی بازاری آدمی کو کوئی چیز بیچنے کے لئے دی یا حجام سے تقاضے ہیں تو وہاں کا جو عرف ہو اس کے موافق کیا جائے۔

مسئلہ نمبر ۵۲..... اپنے لڑکے کو کاریگر کے پاس کام سکھانے کے لئے بٹھا دیا اور شرط کر لی کہ ماہوار اتنا دیا کرے گا یہ جائز ہے اگر کچھ نہیں ملے ہوا جب لڑکا کام سیکھ گیا تو استاد اپنی اجرت مانگتا ہے اور لڑکے کا باپ یہ کہتا ہے تمہارے یہاں لڑکے نے اتنے دنوں کام کیا اس کی اجرت دو اس کے متعلق وہاں کا عرف دیکھا جائے گا اگر عرف یہ ہے کہ استاد کو اجرت دی جائے تو اس کو اجرت مثل دی جائے اور اگر عرف یہ ہے کہ استاد ان بچوں کو دیا کرتے ہیں جو ان کے یہاں کام سیکھتے ہیں تو استاد دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۳..... کرایہ والا سامان لاد کر پہنچانے جا رہا تھا راستہ میں لوگوں نے اسے ڈرایا کہ ادھر جانے میں خطرہ ہے وہاں سے واپس لایا اسے مزدوری نہیں ملے گی بلکہ اس کو پہنچانے پر مجبور کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۴..... بار برداری کے لئے جانور کرایہ پر لیا تھا اور جانور بیمار ہو گیا اس وجہ سے اتنا بوجھ نہیں لاد سکتا لادا تو اگر اپنا تھا بلکہ اس سے کم لادا۔ اس کی وجہ سے اجرت میں کمی نہیں ہوگی بلکہ جتنی ضرر کی تھی دینی ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... مکان کرایہ پر لیا تھا اس میں سے کچھ حصہ گر گیا اگر ابھی قابل سکونت ہے بار بار کو فسخ نہیں کر سکتا اور اگر قابل سکونت نہ ہا تو فسخ کر سکتا ہے بغیر فسخ کیا تو کرایہ پائے گا اور بار بار فسخ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مالک مکان کے سامنے فسخ کرے اور اگر مکان بالکل گر گیا تو اس کی عدم موجودگی میں بھی فسخ کر سکتا ہے بغیر فسخ کئے اپنے آپ فسخ ہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵۶..... مکان گر گیا تھا اور فسخ کرنے سے پہلے مالک نے مکان ویسا ہی بنا دیا تو مستاجر کو فسخ کرنے کا اختیار باقی نہ رہا اور اگر ویسا نہیں بنایا بلکہ کم درجہ کا بنایا اب فسخ کرنے کا اختیار باقی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵۷..... جو چیز اجرت پر لی اور معلوم ہے کہ کچھ دن سال میں ایسے بھی ہیں کہ جن بیکار رہے گی مثلاً حمام کو کرایہ پر لیا جو گرمیوں میں چلا نہیں رہے گا اس میں یہ شرط کر دی کہ سال میں دو ماہ کا کرایہ نہیں ہوگا اس شرط سے یا بارہ فاسد ہو جائے گا اور اگر شرط یہ ہے کہ جتنے دنوں بے کار رہے اس کا کرایہ نہیں دیا جائے گا تو اجارہ صحیح ہے اور شرط بھی صحیح۔ (درمختار)

دایہ کے اجارہ کا بیان

مسئلہ نمبر ۱.....دایہ یعنی دودھ پلانے والی کو اجرت پر رکھنا جائز ہے اس لیے وقت مقرر کرنا بھی ضروری ہوگا۔ یعنی اتنے دنوں کے لئے یہ اجارہ ہے اور دایہ سے کھانے کپڑے پر اجارہ کیا جا سکتا ہے یعنی اس سے کہا کہ کھانا کپڑا ملا کر اور بچہ کو دودھ پلا اور اس صورت میں متوسط درجہ کا کھانا دینا ہوگا کپڑے کی مقدار وضع وصفت بیان کرنی ہوگی اور اس کی مدت بھی بیان کرنی ہوگی کہ کب دیا جائے گا اس صورت میں اگرچہ جہالت ہے مگر یہ جہالت باعثِ نزاع نہیں ہے کیونکہ بچہ پر شفقت والدین کو مجبور کرتی ہے کہ دایہ کے کھانے کپڑے میں کمی نہ کی جائے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲.....کسی جانور کو دودھ پینے کے لئے اجرت پر لینا یا جائز ہے۔ یونہی درخت کو پھل کھانے کے لئے اجرت پر لینا بھی ناجائز ہے اس صورت میں جتنا دودھ دوہا جائے یا جتنے پھل کھائے ہیں ان کی قیمت دینی ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳.....اگر دایہ سے یہ شرط کی گئی کہ بچے کے والدین کے گھر میں دودھ پلائے تو یہ اس کو چلنا ہوگا اپنے گھر میں نہیں لے جا سکتی مگر جب کہ کوئی عذر ہو مثلاً وہ بیمار ہوگئی کہ یہاں نہیں کر سکتی اور اگر یہاں پلانے کی شرط نہیں ہے جو بچہ اپنے گھر لے جا سکتی ہے۔ ان کو یہ حق نہیں کہ یہاں رہنے پر اسے مجبور کریں ہاں اگر وہاں کا پانی مضر ہے کہ دایہ خود بچہ کے باپ کے گھر آ کر دودھ پلاتی ہے یا یہیں رہتی ہے تو بغیر شرط بھی دایہ کو اس رواج کی پابندی کرنی ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....دایہ کا کھانا بچہ کے باپ کے ذمہ نہیں ہے جب کہ اجارہ میں شرط نہ ہو اور شرط ہو تو دینا ہوگا کپڑے کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....دایہ کا شوہر اس سے وطی کر سکتا ہے مستاجر اسے اس اندیشہ سے منع نہیں کر سکتا کہ وطی سے حمل رہ جائے تو دودھ کیونکر پلائے گی مگر مستاجر کے گھر میں نہیں کر سکتا بلکہ اس کے مکان میں بغیر اجازت داخل بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶.....دایہ کے شوہر کو مطلقاً یہ حق حاصل ہے کہ اس اجارہ کو فسخ کر دے خواہ اس اجارہ سے اس کے شوہر کی ہمائی ہو مثلاً وہ شخص ذی عزت ہے اور اس کی عورت کا اجارہ پر دودھ پلانا باعث ذلت ہے یا اس اجارہ میں اس کی ہمائی نہ ہو کیونکہ اس صورت میں بھی شوہر کے بعض حقوق تلف ہوتے ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ اس شخص کا سا عورت کا شوہر ہونا معلوم و مشہور ہو اور اگر مجہول دونوں کے اقرار ہی سے یہ معلوم ہوا کہ یہیں بیٹی ہیں ان کا نتائج ظاہر نہ ہو تو اس شوہر کو فسخ اجارہ کا اختیار نہیں۔

مسئلہ نمبر ۷.....دایہ بیمار ہوگئی کہ اس کا دودھ بچہ کو مضر ہو گیا دودھ سوکھ گیا دودھ بھی مضر ہے تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے بلکہ یہ خود بھی اجارہ کو فسخ کر سکتی ہے کہ دودھ پلانا اسے بھی مضر ہے۔ یونہی اگر بچہ کے گھر والے اسے ایذا دیتے ہوں یا اس کی عادت دوسرے کے بچہ کو دودھ پلانے کی نہیں ہے یا لوگ اسے مارڈالتے ہوں تو اجارہ فسخ کر سکتی ہے مگر جب کہ وہ بچہ دوسری عورت کا دودھ پیتا ہو نفذا کھا سکتا ہو تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸.....دایہ اگر بدکار عورت ہے یا بدزبان ہے یا چوری کرتی ہے یا بچہ کا دودھ ٹال دیتا ہے یا اس کی چھاتی منہ میں نہیں لیتا یا وہ لوگ سفر میں بلانا چاہتے ہیں اور یہ ان کے ساتھ جانے سے انکار کرتی ہے یا بہت دیر تک غائب رہتی ہے ان سب وجوہ سے اجارہ فسخ کر سکتے ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹.....بچہ مر گیا یا دایہ مر گئی اجارہ فسخ ہو گیا بچہ کے باپ کے مرنے سے اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....دایہ کے ذمہ یہ کام بھی ہے کہ بچہ کا ہاتھ منہ دھلانا، اس کو نہلانا، کپڑے پہنانا، ناخن کاٹنا ہو تو اسے دھونا، بچہ کو تیل

لگا اور اس کو یہ بھی کرنا ہوگا کہ ایسی چیز نہ کھائے جس سے بچہ کو ضرر پہنچے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... دایہ نے بکری کا دودھ بچہ کو پلا دیا، سے منہ اکھلائی یعنی اپنا دودھ پلانے کی جگہ یہ کیا تو اجرت کی مستحق نہیں ہوئی کہ اس کا اصل کام اپنا دودھ پلانا ہے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۱۲..... دایہ نے اپنی خادمہ سے دودھ پلوایا یا کسی دوسری عورت کو اس بچہ کے دودھ پلانے پر نوکر رکھا اس نے دودھ پلایا اس صورت میں اجرت کی مستحق ہوئی کہ دوسری عورت کا اس کے حکم پر دودھ پلانا گویا اسی کا دودھ پلانا ہے مگر جب کہ اس کو نوکر رکھتے وقت یہ شرط ہو کہ خود بھی کو دودھ پلانا ہوگا تو دوسری عورت کا نہیں پلانا، اور ایسا کرے گی تو اجرت کی مستحق نہیں ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ایک جگہ بچہ کو دودھ پلانے کی نوکری کی اور ان لوگوں کی اطلاع میں اس نے دوسری جگہ بھی بچہ پلانے کی نوکری کر لی اور دونوں بچوں کو اختتام مدت دودھ پلاتی رہی، اس کو ایسا کرنا ناجائز و گناہ ہے مگر دونوں جگہ سے اپنی پوری اجرت جو مقرر ہوئی ہے لینے کی مستحق ہے یہ نہیں ہوگا کہ دونوں نصف نصف اجرت دیں ہاں اگر نا لے گئے ہیں تو ان دنوں کی اجرت کم کی جا سکتی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک شخص کے دو بچے ہیں دونوں کو دودھ پلانے کے لئے ایک دایہ کو نوکر رکھا ان میں سے ایک بچہ مر گیا تو دایہ اب سے نصف اجرت کی مستحق ہوئی کہ جو بچہ مر گیا اس کے حق میں اجارہ بھی نہ رہا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... دایہ کے ذمہ یہ نہیں ہے کہ بچہ کے والدین کا کام بطور تبرع و احسان کرے، تو اس کی خوشی اس منصب کی وجہ سے اس پر لازم نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... دایہ کے عزیز و اقارب اس سے ملنے آئیں تو صاحب خانہ ان کو یہاں ٹھہرنے سے منع کر سکتا ہے۔ یونہی اگر بغیر اجازت صاحب خانہ ان لوگوں کو یہاں کا کھانا بھی نہیں کھلا سکتی، اور یا اپنے عزیزوں کے یہاں جانا چاہتی ہو تو جانے سے منع کر سکتے ہیں جب کہ اس کا بچا بچہ کے لئے مضر ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... اجرت کے وقت دایہ یہاں سے وقتاً فوقتاً جا سکتی ہے مگر زیادہ دیر تک باہر نہیں رہ سکتی، اس سے اس کو روک دیا جائے گا کہ یہ بچہ کے لئے مضر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... بچہ کی ماں کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر مقرر کیا، اس کی دو صورتیں ہیں اگر وہ نکاح میں ہے تو یہ اجارہ جائز ہے اور طلاق درجے کے بعد یہ اجارہ ہو، اور طلاق بھی رجعی ہے تو یہ اجارہ بھی ناجائز، اور طلاق بائن کے بعد اجارہ ہو تو جائز ہے اور اگر وہ بچہ اس شخص کا دوسری عورت سے ہے تو اپنی اس عورت سے جو بچہ کی ماں نہیں ہے اجرت پر دودھ پلوا سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... بچہ کی ماں کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھا اس نے کسی سے نکاح کر لیا تو اس کی وجہ سے اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... اپنے محارم میں سے کسی عورت کو دودھ پلانے کے لئے اجیر رکھنا جائز ہے مثلاً اپنی ماں یا بہن یا لڑکی کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے کے لئے مقرر کیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... کہیں سے پڑا ہوا بچہ اٹھا لایا اور اس کے لئے دایہ مقرر کی تو دایہ کی اجرت خود اسی پر واجب ہوئی اور یہ شخص متبرع ہے کہ اس کو رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... یتیم بچہ کے لئے مال ہو تو رضاع کے مصارف اس کے اپنے مال سے دیئے جائیں اور مال نہ ہو تو جس کے ذمہ اس کا نفقہ ہو اسی کے ذمہ یہ بھی ہیں اور اگر کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو جس پر اس کا نفقہ واجب ہو تو بیت المال سے دیئے جائیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... دایہ کو سو روپے پر ایک سال دودھ پلانے کے لئے مقرر کیا اور یہ شرط کر لی کہ بچہ اگر سال میں مر جائے گا جب بھی اس کو سو ہی دینے جائیں گے اس شرط کی وجہ سے اجارہ فاسد ہو گیا لہٰذا اگر بچہ مر گیا تو جتنے دنوں اس نے دودھ پلایا ہے اس کی اجرت مثل ملے گی اور اگر سال بھر کے لئے اس شرط کے ساتھ مقرر کیا کہ صرف پہلے مہینے کے مقابل میں یہ سو روپے ہیں اور اس کے بعد سے سال کی تہیہ مدت میں مفت پلائے گی یا اجارہ بھی فاسد ہے اگر دو تہائی مہینے دودھ پلانے کے بعد بچہ مر گیا تو جتنے دنوں اس نے دودھ پلایا ہے اس کی اجرت مثل دی جائے گی جو اس مقرر شدہ سے زائد نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... مسلمان نے بچہ کے دودھ پلانے کے لئے کافرہ کو مقرر کیا یا ایسی عورت کو مقرر کیا جو مجنبہ اصب نہ ہو یہ جائز ہے یعنی اجارہ صحیح ہے۔ (عالمگیری) مگر تجربہ سے یہ امر ثابت ہے کہ دودھ کا اثر بچہ میں ضرور پیدا ہوتا ہے اور شرع مطہر نے بھی اس سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ دودھ کی وجہ سے رشتہ قائم ہو جانا قرآن و حدیث سے ثابت اور حدیث نے بھی بتایا ہے کہ رضاعت سے ویسا ہی رشتہ پیدا ہو جاتا ہے جس طرح نسب سے ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دودھ کے بھی اثرات ہوتے ہیں لہٰذا دودھ پلانے کے لئے جو عورت اختیار کی جائے اس کے اخلاق تقویٰ کا لحاظ کیا جائے تاکہ بچہ میں بھی عورت کے برے اثرات نہ پیدا ہوں۔ دوسرا امر یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ دایہ کی صحت میں بچہ رہتا ہے اور بچہ کی تربیت دایہ کے ذمہ ہوتی ہے اور تربیت و صحت کے برے اثرات کا انکار جہ بھی بات کا انکار ہے اور بچپن میں جو لڑائیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کا زائل ہونا نہایت دشوار ہوتا ہے لہٰذا ان کو نظر انداز کرنا مصالح کے خلاف ہے اگر چہ اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۲۵..... دودھ پلانے کے لئے بکری کو اجارہ پر لیا بکری کا بچہ ہے اس کو دودھ پلانے کے لئے بکری کو اجارہ پر لیا یا جائز ہے۔ (عالمگیری)

اجارہ فاسدہ کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... عقد فاسدہ وہ ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے موافق شرع ہے۔ مگر اس میں کوئی وصف ایسا ہے جس کی وجہ سے ناشروع ہے اور اگر اصل ہی کی اعتبار سے خلاف شرع ہے تو باطل ہے۔ مثلاً مردار یا خون کو اجرت قرار دیا یا خوشہو سونگھنے کے لئے اجرت پر لیا یا بت بنانے کے لئے کسی کو اجیر رکھا کہ ان سب صورتوں میں اجارہ باطل ہے۔ اجارہ فاسدہ کی مثال یہ ہے کہ اجارہ میں کوئی ایسی شرط ذکر کی جس کو مقتضا اجارہ مقتضی نہ ہو اس کی صورتیں یہاں ذکر کی جائیں گی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... اجارہ باطل میں اگر چیز کو استعمال کیا اور وہ تلف کر دیا جس کے لئے اجارہ ہوا جب بھی اجرت واجب نہ ہوگی اگر چہ وہ چیز اسی لئے ہے کہ کرایہ پر دی جائے مگر مال وقف اور مال یتیم کو اگر اجارہ باطلہ کے طور پر دیا اور مستاجر نے منفعت حاصل کر لی تو اجرت مثل واجب ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... اجارہ فاسدہ کا حکم یہ ہے کہ اس کے استعمال کرنے پر اجرت مثل لازم ہوگی اور اس میں تین صورتیں ہیں اگر اجرت مقرر ہی نہیں ہوئی یا جو مقرر ہوئی، معلوم نہیں ان دونوں صورتوں میں جو کچھ اجرت مثل ہو دینی ہوگی اور اگر اجرت مقرر ہوئی اور وہ معلوم بھی ہے تو اجرت مثل اسی وقت دی جائے گی جب وہ مقرر سے زیادہ نہ ہو اور اگر مقرر سے اجرت مثل زائد ہے تو جو مقرر ہے وہی دی جائے گی اس سے زیادہ نہیں دی جائے گی۔ (بحر وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... اجارہ فاسدہ میں محل قبضہ کرنے سے منافع کا مالک نہیں ہوگا اور بیع فاسد میں قبضہ کرنے سے مبیع کا مالک ہو جاتا ہے مشتری کے تصرفات قبضہ کے بعد نافذ ہوتے ہیں مستاجر قبضہ کر کے اسے اجارہ پر دے نہیں کر سکتا اور اگر اس نے اجارہ پر دے بھی دیا تو اجرت مثل لازم

ہوئی یعنی مستاجر اول مالک کو اجرت منتقل دے گا نہیں کہا جائے گا کہ یہ غاصب ہے اور انتفاع کے مقابل میں اس سے اجرت نہیں جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... جو شرطیں مقتضائے عقد کے خلاف ہیں ان سے عقد اجارہ فاسد ہو جاتا ہے لہٰذا جو شرطیں بیع کو فاسد کرتی ہیں اجارہ کو بھی فاسد کرتی ہیں کیونکہ یہ اجارہ بھی ایک قسم کی بیع ہے فرق یہ ہے کہ بیع میں جو چیز بیچی جاتی ہے اور اجارہ میں جس کی منفعت بیچی جاتی ہے۔ (ظہر)

مسئلہ نمبر ۶..... جہالت سے بھی اجارہ فاسد ہو جاتا ہے اس کی چند صورتیں ہیں جو چیز اجرت پر دی جائے وہ مجہول یا منفعت کی مقدار مجہول ہو یعنی مدت بیان میں نہیں آئی مثلاً مکان کتنے دنوں کے لئے کرایہ پر دیا یا اجرت مجہول ہو یعنی نہیں بیان کیا کہ کرایہ کیا ہے گایا کام مجہول ہو نہیں بیان کیا کہ کیا کام لیا جائے گا مثلاً جانور میں نہیں بیان کیا کہ بار برداری کے لئے ہے یا سواری کے لئے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... جانور کرایہ پر لیا اور یہ شرط ہے کہ اس کو بجائے مستاجر دوسرے کا یا اجارہ فاسد ہے جانور کا بار مالک کے ذمہ ہے اور مستاجر کے ذمہ کرنا مقتضائے عقد کے خلاف ہے۔ یونہی۔ مکان کرایہ پر دیا اور شرط یہ ہے کہ اس کی مرمت مستاجر کے ذمہ ہے یا۔ مکان کا ٹیکس مستاجر کے ذمہ ہے یا اجارہ بھی فاسد ہے کہ ان چیزوں کا تعلق مالک سے ہے مستاجر کے ذمہ شرط کرنا مقتضائے عقد کے خلاف ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... جو چیز اجارہ پر دی ہے وہ شائع ہے اس سے بھی اجارہ فاسد ہو جاتا ہے مثلاً اس مکان کا نصف حصہ کرایہ پر دیا کہ نصف مکان جز و شائع ہے یا ایک مکان مشترک ہے اس نے اپنا حصہ غیر شریک کو کرایہ پر دیا یا۔ مکان میں تین شخص شریک ہیں اس نے اپنا حصہ ایک شریک کو کرایہ پر دیا یہ سب صورتیں ناجائز ہیں اور اجارہ فاسد ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... اگر اجارہ کے وقت شیوع نہ تھا بعد میں آ گیا تو اس سے اجارہ فاسد نہیں ہوگا مثلاً پورا مکان اجارہ پر دیا تھا پھر اس کے ایک جزو شائع میں قبضہ کر دیا اس شیوع سے اجارہ فاسد نہیں ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... جو چیز اجرت میں ذکر کی گئی وہ مجہول ہے مثلاً اس کام کی اجرت ایک کپڑا ہے یا اس میں بعض مجہول ہے مثلاً اتنا کرایہ اور مکان کی مرمت تمہارے ذمہ کی اس صورت میں مرمت بھی کرایہ میں داخل ہے اور چونکہ مقدار مرمت میں کیا صرف ہوگا لہٰذا پورا کرایہ مجہول ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... اجارہ کی میعاد اگر کم تاریخ سے شروع ہوتی ہو تو مہینہ میں چاند کا اعتبار ہوگا یعنی دوسرا چاند ہو گیا مہینہ پورا ہو گیا اور اگر درمیان ماہ سے مدت شروع ہوئی تو تیس دن کا مہینہ لیا جائے گا اسی طرح اگر کئی ماہ کے لئے۔ مکان یا کوئی چیز کرایہ پر دی تو پہلی صورت میں چاند سے چاند تک اور دوسری صورت میں ہر مہینہ تیس تیس دن کا لیا جائے گا بلکہ ایک سال کے لئے یا کئی سالوں کے لئے کرایہ پر لیا تو پہلی صورت میں ہلال (چاند) کے بارہ ماہ اور دوسری صورت میں تین سو ساٹھ دن کا شمار ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... یوں اجارہ پر لیا کہ ہر ماہ ایک روپیہ کرایہ اور نہیں ٹھہرا کہ کتنے مہینوں کے لئے کرایہ پر لیا دیا ہوا تو صرف پہلے مہینہ کا اجارہ صحیح ہے اور باقی مہینوں کا فاسد۔ پہلا مہینہ ختم ہوتے ہی پہلی ہی تاریخ میں ہر ایک اجارہ کو فسخ کر سکتا ہے اور پہلی تاریخ میں فسخ نہیں کیا تو اب اس مہینہ میں نافی نہیں کر سکتا اور اگر مہینوں کی تعداد ذکر کر دی ہے مثلاً چھ ماہ کے لئے اجارہ ہوا تو اجارہ صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ایک سال کے لئے۔ مکان کرایہ پر لیا اور یہ ٹھہرا کہ ہر ماہ کا ایک روپیہ کرایہ ہے یہ جائز ہے اور اگر مہینہ کا کرایہ نہیں بیان کیا صرف یہ ٹھہرا کہ ایک سال کا کرایہ دس روپیہ یہ بھی جائز ہے دونوں صورتوں میں اندرون سال باندن کرائی بھی اجارہ کو فسخ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک دن کے لئے مزدور رکھا تو کس وقت سے کس وقت تک کام کرے گا اس کے متعلق وہاں کا عرف دیکھا جائے گا اگر عرف یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے غروب تک کام کرے تو اس کو بھی کرنا ہوگا اور اگر عرف یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے صرف تک کام کرے تو یا

جائے گا اور اگر دونوں قسم کا رواج ہے تو غروب تک کام کرنا ہوگا کیونکہ اجارہ میں دن کہا ہے اور دن غروب پر ختم ہوتا ہے۔(عالمگیری) ہندوستان میں اس کے متعلق مختلف قسم کے عرف ہیں معماروں کے متعلق یہ عرف ہے کہ انہیں بارہ بجے سے دو بجے تک دو گھنٹے کی کھانے کے لئے اور کچھ تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے چھٹی دی جاتی ہے اور اسی وقت میں جو ان میں نمازی ہوتے ہیں نماز پڑھ لیتے ہیں اور شام کو غروب آفتاب یا اسے کچھ قبل کام ختم کیا جاتا ہے اور صبح کو گھنٹہ پون گھنٹہ دن نکلنے کے بعد کام شروع ہوتا ہے یہ سب جملہ مزدوروں کے کام کے اوقات وہی ہوں گے جو وہاں کا عرف ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۵..... دو دن چار دن دس دن کے لئے کسی کو کام پر رکھا تو وہی ایام مراد لئے جائیں گے جو متعارف اجارہ سے متصل ہیں اور اگر دنوں کو معین نہیں کیا ہے کہہ دیا کہ مثلاً دو دن کا میرے یہاں کام ہے تم کسی دو دن میں کر دینا تو اجارہ صحیح نہیں کہ اس اجارہ میں وقت کا مقرر کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... حمام کی اجرت جائز ہے اگرچہ یہاں یہ متعین نہیں ہوتا کہ کتنا پانی صرف کرے گا اور کتنی دیر حمام میں ٹھہرے گا یاں اگر حمام میں دوسروں کے سامنے اپنے ستر کو کھولے جیسا کہ عموماً حمام میں ایسا ہوتا ہے یا شوہر اپنا ستر نہیں کھولا دوسروں کے ستر پر نظر پڑتی ہے اس وجہ سے حمام میں جانا منع ہے خصوصاً عورتوں کو اس میں جانے سے بہت زیادہ احتیاط چاہئے اور اگر اپنا ستر نہ کھولے نہ دوسرے کے ستر کی طرف نظر کرے تو حمام میں جانے کی ممانعت نہیں۔ (جدید درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... فصادت یعنی پچھنے لگوانا جائز ہے اور پچھنے کی اجرت دینا لینا بھی جائز ہے پچھنے لگوانے والے کے لئے وہ اجرت حلال ہے اگر چہ اس کو خون نکالنا پڑتا ہے اور کبھی خون سے آلودہ بھی ہو جاتا پڑتا ہے مگر چونکہ حضور اقدس ﷺ نے خود پچھنے لگوائے ہیں لہٰذا اجرت بھی وہی معلوم ہوا کہ اس اجرت میں خباثت نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... زنا نو کو ختنہ کرنے کے لئے اجرت پر دینا یا لینا جائز ہے اور اجرت لینا بھی جائز ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۹..... گناہ کے کام پر اجارہ ناجائز ہے مثلاً نوحہ کرنے والی کو اجرت پر رکھا کہ وہ نوحہ کرے گی جس کی مزدوری دی جائے گی۔ گانے بجانے کے لئے اجیر کیا کہ وہ اتنی دیر تک گائے گا اور اس کو یہ اجرت دی جائے گی ملاہی یعنی لہو و لعب پر اجارہ بھی ناجائز ہے گانا یا بجانا سکھانے کے لئے نوکر رکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔ (ردالمحتار، عالمگیری) ان صورتوں میں اجرت لینا بھی حرام ہے اور لی ہو تو واپس کرے اور معلوم نہ ہو تو کس سے اجرت لی تھی تو اسے صدقہ کر دے کہ خبیث مال کا یہی حکم ہے۔ (ف)

مسئلہ نمبر ۲۰..... طبل غازی کہ اس سے لہو مقصود نہیں ہوتا جائز ہے اور اس کا اجارہ بھی جائز ہے اسی طرح شادیوں میں دف بجانے کی اجازت ہے جس میں جھانجھ نہ ہوں اور اس کا اجارہ بھی ناجائز نہیں۔ (ردالمحتار) اس زمانے میں ملاہی کے اجارات بکثرت پائے جاتے ہیں جیسے سینما بائیسکوپ تھیٹر میں ملازمین گانے وغیرہ طے کرنے کے لئے نوکر رکھے جاتے ہیں یہ اجارے ناجائز ہیں بلکہ تماشا دیکھنے والے اپنے تماشا دیکھنے کی اجرت دیتے ہیں یعنی اجرت دے کر تماشا کرتے ہیں یہ بھی ناجائز یعنی تماشا دیکھنا تماشا کرانا تو گناہ کا کام ہے ہی پیسے دے کر تماشا کرانا یہ ایک دوسرا گناہ ہے اور حرام کام میں پیسہ صرف کرنا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۱..... مسلمان نے کسی کافر کو رہنے کے لئے مکان کرایہ پر دیا یہ اجارہ جائز ہے کوئی حرج نہیں اب اس گھر میں کافر نے شراب پی یا سلیب کی پرستش کی یہ اس کافر کا ذاتی فعل ہے اس سے اس مسلمان پر گناہ نہیں ہاں اگر اس مکان میں کافر نے نشہ کی قسم جمایا یا سکھ پھونکا علانیہ شراب پینا شروع کیا تو ضرور ان امور سے روکا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... کسی عورت کو بازاروں میں بلانے کرایہ پر دینا کہ وہ وہاں میں ناچ کر مجرا کریں یا نماز کرائیں یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۳..... طاعت و عبادت کے کاموں پر اجارہ کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لئے امامت کے لئے قرآن و فقہ کی تعلیم

کے لئے حج کے لئے یعنی اس لئے اجیر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے حنفہ میں فقہا کا یہ مسلک قطعاً مسترد ہے۔ ہم دیکھا کہ دین کے کاموں میں سستی پیدا ہوگئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا تو دین کے بہت کاموں میں خلل واقع ہوگا۔ انہوں نے اس کلیہ سے بعض امور کا استثنا فرمادیا اور یہ فتویٰ دیا کہ تعلیم القرآن وفقہ اور اذان وامامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن پڑھانے والے طلب معیشت میں مشغول ہوکر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہوتے جائیں۔ اسی طرح اگر مؤذن وامام کو نوکر نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان وجماعت کا سلسلہ بند ہوجائے گا اور اس سے شعارِ اسلامی میں زبردست کمی واقع ہوجائے گی اسی طرح بعض علماء نے وعظ پر بھی اجارہ کو جائز کہا ہے اس زمانہ میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہلِ علم نہیں ہیں ادھر ادھر سے کبھی کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ وتقریر کے ذریعہ انہیں دین کی تعلیم دے دیتا ہے اگر اس اجارہ کو ناجائز کردیا جائے تو عوام کو جو اس کے ذریعہ کچھ علم کی باتیں معلوم ہوجاتی ہیں ان کا سننا دشوار ہوجائے گا یہاں یہ بتادینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب اصل مذہب یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے ایک دینی ضرورت کی بنا پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو جس بندہ خدا سے ہوسکے کہ ان امور کو محض ناغا الوجہ انجام دے اور اجرِ اخروی کا مستحق بنے تو اس سے بہتر کیا بات ہے پھر اگر لوگ اس کی خدمت کریں بلکہ یہ تصور کرتے ہوئے کہ دین کی خدمت پر کرتے ہیں ہم ان کی خدمت کرکے ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحق ثواب ہوگا اور اس کو لینا جائز ہوگا کہ یہ اجرت نہیں ہے بلکہ اعانت واعداد ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۴..... فقہائے کرام نے اس کلیہ سے جن چیزوں کو مستثنا فرمایا وہ مذکور ہوئیں اس سے معلوم ہوا کہ تلاوتِ قرآن پر اجارہ جس طرح قدما کے نزدیک ناجائز ہے متاخرین کے نزدیک بھی ناجائز ہے بخلاف اسہم وغیرہ کے موقع پر اجرت پر قرآن پڑھوانا جائز ہے دینے والا لینے والا دونوں گناہ گار۔ اسی طرح اکثر چالیس روز تک قبر کے پاس یا مکان پر قرآن پڑھوا کر ایصالِ ثواب کراتے ہیں اگر اجرت طے ہو یہ بھی ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں ایصالِ ثواب بے معنی بات ہے کہ جب پڑھنے والے نے پیسوں کی خاطر پڑھا تو اب ہی کہاں جس کا ایصال کیا جائے اس کا ثواب جملہ یعنی پورے ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اعمال جتنے ہیں نیت کے ساتھ ہیں جب اللہ ﷻ کے لئے عمل نہ ہوا تو ثواب کی امید بے کار ہے۔ (ردالمحتار) مقصد یہ ہے کہ ایصالِ ثواب جائز ہے بلکہ مستحسن ہے مگر اجرت پر تلاوتِ قرآن مجید یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصالِ ثواب نہیں ہوسکتا بلکہ پڑھنے والے اللہ ﷻ کے لئے پڑھیں اور ایصالِ ثواب کریں یہ جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۵..... ختم پڑھنے کے لئے اجارہ کرنا جائز ہے مثلاً کوئی آیۃ کریمہ کا ختم کرانا ہے کوئی ختم خواجگان پڑھوانا ہے کوئی کلمہ طیبہ کا ختم کرانا ہے یہ سب کام اجرت پر لانا جائز ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹا ہو اس کے جھاڑنے کی اجرت لینا جائز ہے اگر چہ قرآن مجید ہی کی آیت یا سورت پڑھ کر جھاڑنا ہو کہ یہ تلاوت نہیں بلکہ علاج کے قبیل سے ہے۔ حدیث میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا اور اس کا اچھا ہوجانا اور ان کا پہلے ہی سے اجرت مقرر کرلینا اور اس کے طے ہونے کے بعد لینا حضور اقدس ﷺ کے پاس معاملہ کو پیش کرنا اور حضور ﷺ کا ثابت رکھنا اس کے جواز کی صریح دلیل ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۷..... بہت سے لوگ تعویذ کا معاوضہ لیتے ہیں یہ جائز ہے اس کو اجارہ کی حد میں داخل نہیں کیا جاسکتا بلکہ بیع میں شمار کرنا چاہئے یعنی اتنے پیسوں یا روپے میں اپنے تعویذ کو بیچ کرتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ تعویذ ایسا ہو کہ اس میں شرعاً قباحت نہ ہو جیسا وہ یہ اور آیا ت یا ان کے اعداد یا کسی اسم کا محض نظر یا مفرد لکھا جائے اور اگر اس تعویذ میں ناجائز الفاظ لکھے ہوں یا شرک وکفر کے الفاظ پر مشتمل ہو تو ایسا تعویذ لکھنا بھی ناجائز ہے اور اس کا لینا اور باندھنا سب ناجائز صاحب درمختار نے ردسحر کے تعویذ لکھنے پر اجارہ کو جائز فرمایا جب کہ کاغذ وعقد اجر یہ معلوم ہو کہ اتنا کاغذ ہوگا اور اس میں اتنی سطریں لکھی جائیں گی مگر ظاہر یہ ہے کہ یہاں صورت میں ہوگا کہ جب اس لکھوانے والے نے یہ کہا کہ فلاں چیز مجھے لکھ کر

دے دو اور یہ طریقہ تعویذ دینے والوں کا نہیں ہے بلکہ قاتلین کا ہو سکتا ہے کیونکہ کاغذ کی مقدار اور تحریر کے لحاظ سے اگر اجرت ہوتی تو تعویذ کے چھوٹے یا بڑے ہونے کے اعتبار سے اجرت میں اختلاف ہونا چاہئے نہیں بلکہ امراض اور تعویذ کے زود اثر ہونے کے اعتبار سے اس کی قیمتوں میں اختلاف ہوتا ہے اسی وجہ سے پانچ پیسے اور پانچ روپے کے تعویذ میں تحریر و کاغذ کی مقدار میں فرق نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اجارہ نہیں ہے البتہ نیچ کی صورت میں ایک خرابی یہ نظر آتی ہے کہ عموماً اس وقت تعویذ موجود نہیں ہوتا بلکہ بعد میں لکھا جاتا ہے اور معدوم کی بیع درست نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس نے تعویذ کی فرمائش کی اس وقت بیع نہیں بلکہ گلہ لینے کے بعد بطور تعاطی بیع ہوگئی اور یہ جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۸..... تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے جو اجرت مقرر ہوئی مستاجر کو دینی ہوگی اور اس سے تہائی وصول کی جائے گی اور اگر اجارہ فاسد ہو بشکلیکہ نہیں مقرر کی تو اجرت مثل واجب ہوگی اسی طرح بعض سورتوں کے ختم پر اشروع پر جو صفائی دی جاتی ہے جس کا بال عرف ہے وہ بھی دینی ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... لغت و نحو صرف و ادب و غیرہ وعلوم جن کا تعلق زبان سے ہے ان کی تعلیم پر اجرت لینا بلا اجارہ جائز ہے اسی طرح قواعد بغدادی پڑھانے پر اجرت لینا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... علم طب اور ریاضی و حساب و کتاب یا خوشنویسی سکھانے پر نوکر رکھنا جائز ہے منطق کی تعلیم بھی جائز ہے کوئی فلسفہ منطق میں دین کے خلاف کوئی چیز نہیں اسی وجہ سے متاخرین متکلمین نے منطق کو علم کلام کا ایک جز قرار دے دیا اور اصول فقہ میں بھی منطق کے مسائل کو بطور ہادی ذکر کرتے ہیں البتہ فلسفہ دین اسلام کے بالکل مخالف ہے مگر اس کو اس لئے پڑھنا کہ فلاسفہ کے خیالات علوم ہوں اور ان کے استدلات کا رد کیا جائے جائز ہے اسی طرح دیگر کفار کے اصول و فروع کو جاننا تاکہ ان کے مذاہب باطلہ کا ابطال کیا جائے جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں ضروری ہے۔ مثلاً جب یہ لوگ اسلام پر حملہ کریں تو بہت سے مواقع پر الزامی جواب کی ضرورت پڑتی ہے اور جب تک ان کا مذہب معلوم نہ ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے تحقیقی جواب اگرچہ کتنا ہی قوی ہو تاہم بالکل بے دست اس کو سن کر خاموش نہیں ہوتے الزامی جواب کے بعد زبان بند ہو جاتی ہے جس طرح خالق اشیاء کے منکرین کے متعلق علماء نے فرمایا انہیں آگ میں ڈال دیا جائے کہ اپنے جلنے اور آگ کے وجود کا اقرار کریں گے یا جل کر ختم ہو جائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۳۱..... بچوں کے پڑھانے کے لئے معلم کو نوکر رکھا اور یہ نہیں بیان کیا کہ کتنے بچے پڑھیں گے یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... مصحف شریف کو تاوقتیکہ جلد یا پڑھنے کے لئے اجرت پر لینا یہ اجارہ جائز ہے اس میں پڑھنے سے اجرت واجب نہیں ہوئی اسی طرح فقہ و حدیث و تفسیر کی کتابوں کا اجرت پر لینا بھی جائز ہے ان میں بھی اجرت واجب نہیں ہوئی۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۳۳..... قلم اجرت پر لیا کہ اس سے لکھے گا اگر مدت مقرر کر دی ہے کہ اتنے دنوں کے لئے ہے تو یہ اجارہ جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... جنازہ اٹھانے یا میت کو نہلانے کی اجرت دینا جائز ہے جب ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس کام کے کرنے والے ہوں اور اگر اس کے سوا کوئی نہ ہو تو اجرت پر یہ کام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ شخص اس صورت میں اس کام کے لئے متعین ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ نمبر ۳۵..... اجارہ پر کام کرایا گیا اور یہ قرار پایا کہ اس میں اتنا تمام اجرت میں سے لے لینا یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کپڑا بننے کے لئے سوت دیا اور کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اجرت میں لے لینا یا نلہ اٹھا دو اس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا یا چکی چلانے کے لئے بیل لے اور جو آٹا پیسا جائے گا اس میں سے اتنا اجرت میں دیا جائے گا۔ یونہی بھڑ میں چنے وغیرہ بھنواتے ہیں اور یہ ٹھہرا کہ ان میں سے اتنے بھنائی میں دینے جائیں گے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں ان سب میں جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اجرت میں دینا ہے اس کو پہلے سے علیحدہ کر دے کہ یہ تمہاری اجرت ہے مثلاً سوت کو دو حصہ کر کے ایک حصہ کی نسبت کہا کہ اس کا کپڑا بن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے یا نلہ اٹھا دو اسی کو اس

سے نکال کر دے دیا کہ یہ مزدوری ہے اور یہ نکلواں جگہ پہنچا دے۔ بھاڑہ لے پہلے ہی اپنی بھلائی نکال کر باقی کو بھونتے ہیں اسی طرح سب صورتوں میں کیا جا سکتا ہے دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ مثلاً کہہ دے کہ دو سیر نکلہ مزدوری دیں گے یہ نہ کہے کہ اس میں سے دیں گے پھر اسی میں سے دے دے جب بھی حرج نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۶..... کھیت کٹتا ہے تو بالیں ٹوٹ کر گرتی ہیں کاشت کاروں کا قاعدہ ہے کہ ان بالیوں کو چنواتے ہیں اور انہیں میں سے نصف مزدوری دیتے ہیں یا کپاس چنواتے ہیں اس کی مزدوری بھی اس میں سے دی جاتی ہے بلکہ کھیت کاٹنے والے کو بھی اسی میں سے نصف مزدوری دیتے ہیں یہ سب اجارے ناجائز ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۷..... تیل یا سرسوں تیلی کو تیل پیلنے کے لئے دی اور یہ ظہرا کہ اجرت میں اس میں سے آدھا تہائی یا چوتھائی تیل لے لے گا یا بکری ذبح کرنی اور اس کا کچھ گوشت اجرت قرار پایا یہ ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... زمین دی کہ اس میں درخت نصب کرے درخت ان دونوں کے مابین نصف نصف ہوں گے یہ اجارہ فاسد ہے درخت مالک زمین کے قرار پائیں گے اور بیڑ لگانے والے کو درختوں کی قیمت اور اس کے کام کی اجرت مثل مالک زمین دے گا۔ (عالمگیری)

اکثر دیہات میں یوں ہوتا ہے کہ کاشت کار اور مالک کسی موقع سے درخت لگا لیتے ہیں اور اس درخت میں نصف یا چہارم زمین دار لیتا ہے باقی وہ لیتا ہے جس نے لگایا اس کا حکم بھی وہی ہونا چاہئے

مسئلہ نمبر ۳۹..... کسی کو پتا جانور دے دیا تا اس سے کام لو اور اجرت یہ چارہ جو کچھ بھی نہ دو اسے گاہو ہم دونوں نصف نصف لیں گے اگر اس نے لوگوں کو اجارہ دیا جو اجرت حاصل ہوئی مالک کی ہوئی اور اس کو اپنے کام کی اجرت مثل ملے گی اور اگر جانور کو اجارہ پر نہیں دیا بلکہ لوگوں سے اجرت کا کام لے کر اس جانور کے ذریعہ کرائے یہ مثلاً اجارہ پر ہاری کا کام لیا اور اس جانور پر اداکر کے پہنچایا تو جو اجرت حاصل ہوئی اس کی ہوئی اور مالک کو اس کے جانور کی اجرت مثل دے گا۔ (عالمگیری) بعض لوگ گنا تاگہ یہ خرید کر تا تاگہ والوں کو اسی طرح دیتے ہیں کہ وہ شوچلاتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جو کچھ اجرت حاصل ہوئی اس کی ہے مالک کو یہ تاگہ کی اجرت مثل دے گا۔

مسئلہ نمبر ۴۰..... گائے بھینس ٹریہ کر دوسرے کو دے دیتے ہیں کہ اسے کھلائے پلائے جو کچھ دودھ ہوگا وہ دونوں تقسیم کر لیں گے یہ اجارہ بھی فاسد ہے بکل دودھ مالک کا ہے اور دوسرے کو اس کام کی اجرت مثل ملے گی اور جو کچھ اپنے پاس سے کھلایا ہے اس کی قیمت لے لی اور گائے نے جو کچھ چرا یا ہے اس کا کوئی معاوضہ نہیں اور دوسرے نے جو کچھ دودھ منہ ڈال لیا ہے تاوان دودھ مالک کو دے کہ دودھ مثلی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۱..... کسی کو بھٹی دی کہ جو کچھ ایندھن سے دے دی دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے یہ اجارہ فاسد ہے ایندھن اس کے ہیں جس کی مرضی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۲..... بعض لوگ بکری پالنے پر دیتے ہیں کہ جو کچھ بچے ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے یہ اجارہ فاسد ہے بچے اسی کے ہیں جس کی بکری ہے دوسرے کو اس کے کام کی اجرت مثل ملے گی۔

مسئلہ نمبر ۴۳..... اجارہ میں کام اور وقت دونوں چیزیں مذکور ہوں تو اجارہ صحیح ہے یعنی دونوں کو مقصود علیہ نہیں بنایا جا سکتا بلکہ صرف ایک پر عقد کیا جائے یعنی اجارہ یا کام پر ہونا چاہئے وہ بیتتے وقت میں ہو یا وقت پر ہونا چاہئے کہ اتنے وقت میں کام کرنا ہے جتنا کام اس وقت میں انجام پائے مثلاً ایک مہینہ کے لئے اس گھر تا ایک روپیہ میں آٹا پیسنے یا جائز ہے ہاں اگر وقت پر اجارہ نہ ہو یعنی وقت مقصود علیہ نہ ہو بلکہ وقت کو محض اس لئے ذکر کر دیا گیا ہو تا کہ جلد سے پکا دے یا اس لئے وقت کا ذکر کیا تا کہ معلوم ہو کہ فلاں وقت میں کیا جائے تو اجارہ صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۴..... زمین زراعت کے لئے دی اور یہ شرط کی کہ کاشت کار اس میں کھاد ڈالے یا اجارہ فاسد ہے جب کہ یا اجارہ ایک

سال کے لئے ہو کو کھا کا اگر ایک سال سے زائد رہتا ہے اور اس شرط میں مالک زمین کا نفع ہے اور اگر کئی سال کے لئے اجارہ ہو تو فاسد نہیں کو اب یہ شرط مقتضائے عقد کے منافی نہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۵..... کاشتکار سے یہ شرط کر دی کہ زمین کو جوت کر واپس کرے اس سے بھی اجارہ فاسد ہو جاتا ہے۔ (جدید)

مسئلہ نمبر ۴۶..... زمین زراعت کے لئے دی اور اس کے بدلے میں اس کی زمین زراعت کے لئے لی یہ اجارہ فاسد ہے یعنی دونوں مقصیں ایک ہی قسم کی ہیں (جدید)

مسئلہ نمبر ۴۷..... دو شخصوں میں نلہ مشترک ہے اس مشترک نلہ کو اٹھانے کے لئے ایک نے دوسرے کو اجیر کیا دوسرے نے اٹھایا اس کو کچھ مزدوری نہیں ملے گی جو کچھ یہ اٹھا رہا ہے اس میں خود اس کا بھی ہے لہٰذا اس کا کام خود اپنے لئے ہوا مزدوری کا مستحق نہیں ہوا۔ اسی طرح ایک شریک نے دوسرے کے جانور یا گاڑی کو نلہ لادنے کے لئے کرایہ پر لیا اور وہ مشترک نلہ اس پر لادا کسی اجرت کا مستحق نہیں اور اگر اس کی کشتی کرایہ پر لی کہ آدھی میں تمہارے حصہ کا نلہ لادا جائے گا اور آدھی میں میرا یہ جائز ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری)

اور نلہ یا مال مشترک کو تقسیم کرنے کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا میرا حصہ میرے مکان پر پہنچا دو تم کو اتنی مزدوری دی جائے گی اب یہ اجارہ جائز ہے کہ دونوں کی چیزیں جدا جدا ہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۸..... راہن نے مرتہن سے اپنی چیز کرایہ پر لی جس کو مرتہن کے پاس رہن رکھا ہے مرتہن کو اس کی کچھ اجرت نہیں ملے گی کہ راہن نے خود اپنی چیز سے نفع اٹھایا اجرت کس چیز کی دے صرف یہ بات ہوئی کہ راہن کو نفع حاصل کرنا ممنوع تھا اس وجہ سے کہ حق مرتہن اس چیز کے ساتھ متعلق تھا اور مرتہن نے جب اجارہ پر دے دی تو خود اس نے اپنا حق باطل کر دیا راہن کا انتفاع جائز ہو گیا۔ (درمختار، ردالمحتار) اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آج کل بعض لوگ جو پتا، کان یا کھیت راہن رکھ دیتے ہیں پھر مرتہن سے کرایہ پر لیتے ہیں اور کرایا ادا کرتے ہیں اول تو یہ سود ہے کہ کرایہ قرار راہن میں محسوب نہیں ہوتا بلکہ قرض کے طور پر جو روپیہ دیا ہے اس کا یہ سود ہے جو یقیناً حرام ہے دوسرے یہ کہ اپنی ہی چیز کا کرایہ دینے کے کوئی معنی نہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۹..... حمام کرایہ پر دیا مالک حمام اپنے احباب کے ساتھ اس میں نہانے گیا اس کے ذمہ کوئی اجرت واجب نہیں اور کرایہ میں بھی اس کے نہانے کی وجہ سے کوئی چیز کم نہیں کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۰..... زمین کو اجارہ پر دیا اور یہ نہیں بیان کیا کہ اس میں زراعت کرے گا یا یہ کہ کس چیز کی کاشت کرے گا تو اجارہ فاسد ہے کیونکہ زمین سے مختلف منافع حاصل کئے جا سکتے ہیں لہٰذا تعیین ضروری ہے لہٰذا یہ کہ تعیین کر دے کہ تیار جو بی چاہے کرا اور جب یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو فاسد ہے پھر مزارع نے کاشت کی اور مدت پوری ہو گئی تو یہ اجارہ صحیح ہو گیا اور جو اجرت مقرر ہوئی تھی دینی ہوگی اور اگر مدت پوری نہیں ہوئی تو اجر مثل واجب ہوگا اور کاشت کرنے سے پہلے دونوں میں نزاع پیدا ہو جائے تو اجارہ فسخ کر دیا جائے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... شکار کرنے کے لئے یا جنگل سے لکڑی کاٹنے کے لئے اجیر کیا اگر وقت مقرر کر دیا ہے جائز ہے اور وقت مقرر نہیں کیا ہے جائز ہے اور شکار اور لکڑیاں اس صورت میں اجیر کی ہیں اگر وقت مقرر نہیں کیا ہے مگر لکڑیاں معین کر دی ہیں یعنی بتا دیا ہے کہ ان لکڑیوں کو کاٹو تو اجارہ فاسد ہے لکڑیاں مستاجر کی ہوں گی اور اس کے ذمہ اجرت مثل واجب ہوگی۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۲..... جن لکڑیوں کے کاٹنے کے لئے اجیر کیا ہے وہ خود اسی مستاجر کی ملک ہیں تو اجارہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۳..... بیوی کو گھر کی روٹی پکانے کے لئے نوکر رکھا کہ روٹی پکائے ماہوار یا یومیہ اتنی اجرت دوں گا یہ اجارہ جائز ہے وہ کسی اجرت کی مستحق نہیں۔ یونہی خانہ داری کے دوسرے کام جو عورتیں کیا کرتی ہیں ان کی اجرت نہیں لے سکتی کہ یہ کام اس پر دیانۃً خود ہی واجب

ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۴..... عورت نے اپنا مکان شوہر کو دے دیا عورت بھی اس مکان میں شوہر کے ساتھ رہتی ہے شوہر کے ذمہ کرایہ واجب ہوگا کہ عورت کی حکومت اس میں نہ رہا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... جو اجارہ استعمال کے عین پر ہو کہ متاجر عین شے لے لے وہ اجارہ جائز ہے مثلاً گائے بھینس کو اجارہ پر دیا کہ متاجر اس کا دودھ حاصل کرے۔ نہر یا تالاب کو مچھلی پکڑنے کے لئے ٹھیکہ پر دیا یا جائز ہے یونہی چراگاہ کا ٹھیکہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری ردالمحتار) گاؤں اور بازار اور جنگل کا ٹھیکہ بھی جائز ہے کہ ان سب میں استعمال کے عین ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۶..... مکان اجارہ پر دیا اور پیشگی کرایہ رمضان کا کرایہ پہر گروں گا یہ تمہارے ذمہ نہیں ہوگا یہ اجارہ فاسد ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۷..... مکان جل گئی ہے اس کو کرایہ پر دیا اس شرط پر کہ اسے بنوائے گا اور جو کچھ خرچ ہوگا وہ کرایہ میں محسوب ہوگا یہ اجارہ فاسد ہے اور اگر متاجر اس میں رہا تو اس پر اجرت مثل واجب ہے اور جو کچھ خرچ کیا ہے وہ اور بنوانے کی اجرت مثل اسے ملے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۸..... متاجر کے ذمہ یہ شرط کرنا کہ اس چیز کی واپسی تمہارے ذمہ ہے یعنی کام کرنے کے بعد تم اپنے صرفہ سے چیز کو واپس کر جانا اگر وہ چیز ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوتی ہے جیسے دیگ' تو اس شرط کی وجہ سے اجارہ فاسد ہے اور ایسی نہیں ہے تو فاسد نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۹..... کوئی چیز اجرت پر لی تھی مثلاً دیگ اور اس کی مدت دو دن تھی اور مدت پوری ہونے کے بعد بھی چیز اس کے یہاں پڑی رہی مالک نہیں لے کر گیا تو صرف تین دنوں کا کرایہ واجب ہوگا جن کا ذکر اجارہ میں ہوا اگر چہ واپس کرنا متاجر کے ذمہ قرار پایا ہو کہ یہ شرط فاسد ہے اور اگر اس طرح اجارہ ہوا کہ کئی یوم تک کرایہ پیسا کوٹنا سینوں اور دیگوں وغیرہ میں اسی طرح تھوڑا تھوڑا ہے تو جب وہ چیز اس کے کام سے فارغ ہو گئی اجارہ ختم ہو گیا اس کے بعد کا کرایہ واجب نہیں ہوگا یہ چیز مالک کے یہاں پہنچادے یا اپنے ہی یہاں رہنے دے اور اگر وہ چیز میں چیز خالی ہو گئی جب بھی پورے دن کا کرایہ دینا ہوگا۔ یونہی ایک ماہ کے لئے کرایہ پر لی تھی اور پندرہ دن میں خالی ہو گئی پورے مہینہ کا کرایہ دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۰..... اجارہ کو دوسرے اجارے کے فسخ پر معلق کرنا یعنی ایک شخص سے اجارہ کرنے کے بعد دوسرے سے یوں اجارہ کیا کہ اگر وہ پہلا اجارہ فسخ ہو جائے تو تم سے اجارہ ہے یہ باطل ہے۔ (عالمگیری)

ضمان اجیر کا بیان

اجیر دو قسم کے ہیں اجیر مشترک و اجیر خاص۔ اجیر مشترک وہ ہے جس کے لئے کسی وقت خاص میں ایک ہی شخص کا کام کرنا ضروری نہ ہو اس وقت میں دوسرے کا بھی کام کر سکتا ہو جیسے دھوبی خیاط' حجام وغیرہ جو ایک شخص کے کام کے پابند نہیں ہیں اور اجیر خاص ایک ہی شخص کا پابند ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱..... کام میں جب وقت کی قید نہ ہو اگر چہ وہ ایک ہی شخص کا کام کرے یہ بھی اجیر مشترک ہے مثلاً درزی کو اپنے گھر میں کپڑے سینے کے لئے رکھا اور یہ پابندی نہ ہو کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک سینے کا اور روزانہ یا ماہوار اجرت دی جائے گی بلکہ جتنا کام کرے گا اسی حساب سے اجرت دی جائے گی تو یہ اجیر مشترک ہے۔ یونہی اگر وقت کی پابندی ہے مگر دوسرے کا کام بھی اس وقت میں کرنے کی اجازت ہے مثلاً چرواہے کو بکریاں چرانے کو ایک روپیہ ماہوار پر رکھا مگر یہ نہیں کہا ہے کہ دوسرے کی بکریاں نہ چرانا یہ بھی اجیر مشترک ہے اور اگر یہ طے ہو جائے

کہ دوسرے کی بکریاں نہیں چرائے گا تو اجیر خاص ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۲.....اجیر مشترک میں بار بار کا تعلق کام سے ہے لہٰذا وہ جتنا وہ اشخاص سے کام لے سکتا ہے اور اجیر خاص میں اس مدت کے منافع کا ایک شخص کو مالک کر چکا لہٰذا دوسرے سے متعہد نہیں کر سکتا۔

مسئلہ نمبر۳.....اجیر مشترک اجرت کا اس وقت مستحق ہے جب کام کر چکے مثلاً درزی نے کپڑے سینے میں سارا وقت صرف کر دیا مگر کپڑا اسی کر جیتا نہیں کیا اپنے مکان پر سینے کے لئے تم نے اسے مقرر کیا دن بھر تمہارے یہاں رہا مگر کپڑا نہیں سیا اجرت کا مستحق نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۴.....جو کام ایسا کہ تحمل کے مختلف ہونے سے اس میں اختلاف ہوتا ہے یعنی بعض میں محنت کم ہے بعض میں زائد ایسے کاموں میں اجیر مشترک کا اختیار رویت حاصل ہوتا ہے جو دیکھنے کے بعد کام کرنے سے انکار کر سکتا ہے مثلاً درزی سے ظہر یا کوٹ کی ایک قطان ایک آدمی دھوئے گا اس نے قطان دیکھ کر دھونے سے انکار کر دیا یہ ہو سکتا ہے یا مگر یز سے رنگتا ہے جو کپڑا دیکھ کر انکار کر سکتا ہے کہ بعض کپڑے میں کے سینے میں زیادہ محنت ہوتی ہے اور زیادہ رنگ خرچ ہوتا ہے۔ یونہی درزی بھی کپڑا دیکھ کر سینے سے انکار کر سکتا ہے کہ بعض کپڑوں کے سینے میں زیادہ محنت ہوتی ہے مگر دیکھنے کے بعد راضی ہو گیا تو اب انکار کی گنجائش نہ رہی اگر کام ایسا ہے کہ تحمل کے اختلاف سے اس میں اختلاف نہ ہو تو انکار کی گنجائش نہیں مثلاً سن بھر گیہوں تولنے کے لئے اجیر کیا یا تجامت بنانے کے لئے گئے یا دیکھنے کے بعد وہ انکار نہیں کر سکتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۵.....اجیر مشترک کے پاس چیز امانت ہوتی ہے اگر ضائع ہو جائے تو ضمان واجب نہیں اگرچہ چیز دیتے وقت پیشہ ظاہر کر دی ہو کہ ضائع ہوگئی تو ضمان لوں گا یہ شرط باطل ہے۔ (ہدایہ وردالمحتار)

مسئلہ نمبر۶.....اجیر مشترک کے عمل سے اگر چیز ضائع ہوئی تو ضمان واجب ہے مثلاً درزی نے کپڑا پھاڑ دیا اگرچہ قصداً نہ پھاڑا ہو یا سیاہی نے ٹوٹ پھاڑ لیا اس نے دوسرے سے دھلوایا اس نے پھاڑا بہرحال ضمان واجب ہے اور اس صورت میں دھلائی کا بھی مستحق نہیں۔ (ردالمحتار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر۷.....حمال سامان لاد کر لا رہا ہے پاؤں پھسلا اور سامان ٹوٹ پھوٹ گیا اس پر بھی ضمان واجب ہے یا جانور پر سامان لاد کر لا رہا تھا جانور پھسلا اور سامان برباد ہو اس میں بھی ضمان واجب ہے اور اگر ری کے ٹوٹ جانے سے سامان گر کر ضائع ہوا اس میں بھی ضمان واجب ہے مگر جب کہ ری خود سامان والے کی ہو تو ضمان نہیں۔ (ردالمحتار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر۸.....کشتی پر سامان لدا ہوا ہے ملاح کشتی کھینچ کر لا رہا تھا کشتی اس کے کھینچنے سے ڈوب گئی ضمان واجب ہے اور اگر مخالف ہوا یا موج دریا سے یا پرانی سے ٹکرا کر ڈوبی تو ضمان واجب نہیں۔ (ہدایہ وردالمحتار)

مسئلہ نمبر۹.....چند دابا جانوروں کو تیزی سے بانک کر لے جا رہا تھا پل پر جب جانور پہنچے تو آپ کے دھکے سے کوئی جانور گر گیا یا دریا کے کنارے ایک نے دوسرے کو دھکا دیا وہ پانی میں گر کر مر گیا چرواہے کو ضمان دینا ہوگا کہ اس نے تیز نہ بھگایا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ یونہی اگر چرواہے کے مارنے یا بانکنے سے جانور بلاک ہوا اس کے مارنے سے آنکھ پھوٹ گئی یا کوئی عضو ٹوٹ گیا تو اس کا بھی ضمان واجب ہے۔ (ردالمحتار وعالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۰.....کشتی میں آدمی سوار تھے اور ملاح کشتی کھینچ کر لے جا رہا تھا کشتی ڈوب گئی اور آدمی ہلاک ہو گئے یا جانور پر آدمی سوار ہے اور جانور کا مالک اسے بانک کر یا کھینچ کر لے جا رہا تھا آدمی گر کر ہلاک ہو گیا ان صورتوں میں ضمان واجب نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۱۱.....حمال برتن میں کوئی چیز لے جا رہا تھا راستہ میں برتن ٹوٹا اور چیز ضائع ہوئی تو مالک کو اختیار ہے کہ جہاں سے لاد رہا تھا وہاں اس چیز کی جو قیمت تھی وہ ضمان لے اور اس صورت میں مزدوری کچھ نہیں یا جہاں ٹوٹا وہاں کی قیمت ضمان لے اور اس صورت میں یہاں تک کی مزدوری حساب سے دے دے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... راستہ میں آدمیوں کا ہجوم تھا مزدور کو دھکا لگا اور چیز ضائع ہوگئی تو مزدور پر ضمان نہیں اور اگر مزدوری نے مزاحمت کی اس وجہ سے نقصان ہوا تو ضمان ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... کان تک مزدور نے سامان پہنچا دیا مالک اس کے سر سے اتروا رہا تھا کہ چیز دونوں کے ہاتھ سے چھوٹ کر گری اور ضائع ہوئی نصف قیمت مزدور سے تاوان لی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... کشتی پر سامان لاد کر وہاں تک پہنچا دیا جہاں جانا تھا مگر خلاف ہوا سے کشتی وہیں پلٹ آئی جہاں سے لدی تھی یا کہیں اور چلی گئی اگر سامان کا مالک یا اس کا وکیل کشتی میں موجود تھا تو کرایہ واجب اور ملاح کو اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ پھر وہاں پہنچائے کیونکہ اس کا کام پورا ہو چکا۔ ہاں اگر کشتی ایسی جگہ ہے جہاں چیز پر قبضہ نہیں کیا جا سکتا تو ملاح کو لوٹا کر لانا ہوگا اور اس کی مزدوری بھی دی جائے گی اور اگر مالک یا اس کا وکیل کشتی میں نہ تھا تو ملاح کو اسی پہلی حرکت میں چیز پہنچانی ہوگی کرایہ بھی اس کا کام ختم نہیں ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ملاح نے کشتی میں پنی حاجت کے لئے آگ سلگائی تھی اس لئے سامان جل گیا ملاح پر تاوان واجب نہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... کشتی اپنا سامان لادنے کے لئے کرایہ پر کی۔ ملاح نے بغیر رضامندی مستاجر اس میں کچھ دوسرا سامان بھی لاد دیا اور کشتی ڈبو بھی سکتی ہے کشتی ڈوب گئی اگر مستاجر ساتھ تھا تاوان واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... دھوبی کو کپڑا دیا تھا اور ایک شخص سے کہہ دیا تھا کہ تم دھوبی سے کپڑا لے لینا۔ دھوبی نے اسے دوسرا کپڑا دے دیا یہ کپڑا اس کے ہاتھ میں امانت ہے ضائع ہو جائے تو دھوبی اس سے تاوان نہیں لے سکتا اور کپڑے والا دھوبی سے اپنا کپڑا وصول کرے گا یا اس وقت یہ کپڑا اس دھوبی ہی کا ہوا اور اگر کسی دوسرے کا ہے تو جس کا ہے وہ تاوان لے گا اگر دھوبی سے اس نے تاوان لیا جب تو کپڑا نہیں اور اس شخص سے لیا تو وہ دھوبی سے تاوان کی قدر وصول کرے گا درزی کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۸..... دھوبی نے دوسرا کپڑا دے دیا اور اس نے اپنا سمجھ کر لے لیا یہ ضامن ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے علم نہ تھا کہ دوسرے کا ہے اور فرض کرو اس نے کپڑے کو قطع کر لیا اور سی لیا تو جس کا کپڑا ہے وہ دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے سکتا ہے کاٹنے والے سے لیا تو کچھ نہیں دھوبی سے ضمان لیا تو وہ کاٹنے والے سے وصول کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... دھوبی نے ایک کا کپڑا دوسرے کو دے دیا مالک نے جب لٹھا تو اس نے کہا میں نے تمہیں کو دے دیا یہ سمجھ کر کہ اسی کا ہے۔ دھوبی کتنا تاوان دیتا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... دھوبی نے کپڑا دیا یا مالک نے کہا اپنے ہی پاس رکھ لے اس صورت میں مطلقاً ضامن نہیں اجرت لے لی ہو یا نہ لی ہو اور اگر اجرت لینے کے لئے اس نے کپڑے کو روک رکھا ہے تب ضامن ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... دھوبی کو دوسرے کے کپڑے پہننا جائز نہیں کہ امانت میں تصرف کرنا خیانت ہے مگر پہننے کے بعد اس نے اتار کر رکھ دیا تو ضامن نہیں رہا جس طرح وہ دیعت کا حکم ہے جس کو پہلے بیان کیا گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... چرواہا خود بھی بکریاں وغیرہ چرا سکتا ہے اور اس کے بال بچے اور اجیر بھی چرا سکتے ہیں اگر کسی وجہ سے کپڑ کر کے چلا گیا اور جانور ضائع ہو گیا تو ضمان واجب ہے مگر جب کہ تھوڑی دیر کے لئے ایسا کیا ہو مثلاً پیشاب کرنے یا کھانے کے لئے گیا تو معاف ہے اس صورت میں تاوان واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... چرواہے نے ایک کی بکریاں دوسرے کی بکریوں میں ملا دیں اگر امتیاز ممکن ہے تو کچھ حرج نہیں اور کس کی کون سی

ہے اس پر چرواہے کا قول معتبر ہے اور اگر ممتاز نہ ہو یا چرواہا کہتا ہے مجھے شناخت نہیں ہے تو تاوان واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... چرواہوں کا قاعدہ ہے کہ جانور اس گلی میں چھوڑ جاتے ہیں جس میں مالک کا مکان ہے اس کے مکان پر نہیں پہنچاتے نہ مالک کو پوچھ کرتے ہیں، مکان پر پہنچنے سے پہلے اگر گائے بکری ضائع ہو گئی تو چرواہے پر ضمان واجب نہیں۔ (عالمگیری) مگر جب کہ مالک نے کہدیا ہو کہ میرے مکان پر پہنچا جایا کرنا تو ضمان واجب ہے کہ اس نے شرط کے خلاف کیا۔

مسئلہ نمبر ۲۵..... گاؤں کے چرواہے گاؤں کے کنارے پر جانور کو لا کر چھوڑ دیتے ہیں اگر چرواہے نے یہ شرط کر لی یا یہ متعارف ہے تو وہاں چھوڑ دینا جائز ہے ضائع ہونے پر ضمان واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... جنگل میں جھاڑیاں ہیں جہاں جانور چرتے ہیں کہ سب جانور چرواہے کے پیش نظر نہیں ہوتے جیسا کہ اکثر ڈھاک کے جنگل میں ہوتا ہے کوئی جانور اس صورت میں ضائع ہو گیا تو ضمان واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... چرواہا کہیں چلا گیا اور گائے نے کسی کا کھیت چر لیا کھیت والا چرواہے سے تاوان نہیں لے سکتا۔ ہاں اگر اس نے خود کھیت میں چھوڑ دیا یہ مالک کر لے جارہا تھا اور گائے نے اس حال میں چر لیا تو تاوان واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... کسان نے نصف کھونٹی یا پچھاڑ لگانے والے نے پچھاڑ لگا لیا جراح نے چھوڑ دیا، وہاں سب میں موضع متعارف سے تجاوز نہیں کیا تو ضمان واجب نہیں اور اگر جتنی جگہ ہونا چاہئے اس سے تجاوز کیا اور بلاک نہیں ہوا تو جتنی زیادتی کی ہے اس کا تاوان دے اور اگر بلاک ہو گیا تو نصف دیت نفس واجب ہے۔ (جوہرہ ونظار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... اجیر خاص جس کی تعریف پہلے ذکر ہو چکی ہے اس کے ذمہ تسلیم نفس واجب ہے یعنی جو وقت اس کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے اس وقت میں اس کا حاضر رہنا ضروری ہے اس نے اگر کام نہیں کیا ہے جب بھی اجرت کا مستحق ہے جیسے کسی کو خدمت کے لئے نوکر رکھا یا جانور کو چرانے کے لئے نوکر رکھا اور تنخواہ بھی متعین کر دی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۰..... اجیر خاص کے پاس جو چیز ہے وہ امانت ہے اگر تلف ہو جائے تو ضمان واجب نہیں، اگرچہ اس کے فعل کی وجہ سے تلف ہوئی مثلاً اجیر خاص نے کپڑا دھویا اور اس کے پھٹنے یا پچکنے سے پیشتر گیا اس پر ضمان واجب نہیں اور اجیر مشترک سے ایسا ہوا تو واجب ہے جس کا ذکر مفصل گزرا، ہاں اگر اجیر خاص نے قصداً اس چیز کو فاسد اور خراب کر دیا تو اس پر تاوان واجب ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... اس کے فعل سے کچھ نقصان ہوا تو ضامن نہیں اس سے مراد وہ فعل ہے جس کی اسے اجازت دی ہو اور اگر اس نے کوئی ایسا کام کیا جس کی اس کو اجازت نہیں دی تھی اور اس کے فعل سے نقصان ہوا تو تاوان اس کے ذمہ واجب ہے مثلاً ایک کام پر ملازم ہے اور دوسرا کام کیا جس کی مالک سے اجازت نہیں لی تھی اور اس کام میں چیز کا نقصان ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... جو چرواہا ناس ایک شخص کا ملازم ہے اس نے جانوروں کو ہانکا اور اس کی وجہ سے ایک جانور نے دوسرے کو دبا دیا اور یہ گر پڑا اور مر گیا تو ہے پر تاوان نہیں اور اگر وہ دو یا تین شخصوں کا ملازم ہے تو اگرچہ یہ بھی اجیر خاص ہے مگر اس صورت میں اس پر تاوان ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۳..... بچے دایہ کے پاس تھا اس کے کوئی زیور اتار کر لے لیا دایہ پر اس کا تاوان واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... بازار کا چوکیدار اور مسافر خانہ کا سرائے کا محافظ بھی اجیر خاص ہیں اگر بازار میں چوری ہو گئی یا سرائے یا مسافر خانہ سے مال جاتا رہا تو ان لوگوں سے تاوان نہیں لیا جا سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵..... اجیر خاص نے اگر دوسرے کا کام کیا تو جتنا کام کیا ہے اسی حساب سے اس کی اجرت کم کر دی جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۶..... اگر کسی عذر کی وجہ سے اجیر خاص کام نہ کر سکا تو اجرت کا مستحق نہیں ہے مثلاً بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے کام نہیں کیا اگرچہ حاضر ہوا اجرت نہیں پائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۷..... اجیر خاص اس مدت مقررہ میں اپنا ذاتی کام بھی نہیں کر سکتا اور اوقات نماز میں فرض اور سنت مؤکدہ چھوڑ سکتا ہے نفل نماز پڑھنا اس کے لئے اوقات جارہ میں جائز نہیں اور جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنے کے لئے جائے گا مگر جامع مسجد اگر دور ہے کہ وقت زیادہ صرف ہوگا تو اتنے وقت کی اجرت کم کر دی جائے گی اور اگر نزدیک ہے تو کچھ کمی نہیں کی جائے گی اپنی اجرت پوری پائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۸..... چرواہا اگر اجیر خاص ہے جتنی بکریاں چرانے کے لئے اس کے سپرد کیں ان میں سے کچھ کم ہو گئیں جب بھی وہ پوری اجرت کا مستحق ہے بلکہ اگر ایک بکری بھی باقی نہ رہے جب بھی پوری اجرت کا مستحق ہے اور اگر بکریوں میں اضافہ ہو گیا اور اتنی زیادہ ہو گئیں جن کے چرانے میں اسے علاقہ ہے تو چرواہی ہوں گی اس سے انکار نہیں کر سکتا اور اجرت وہی طے شدہ جو مقرر ہوئی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) اسی طرح معلم کو بچے پڑھانے کے لئے سپرد کئے گئے کچھ لڑکوں کا اضافہ ہوا جن کو وہ پڑھا سکتا ہے تو انکار نہیں کر سکتا اور اگر لڑکے کم ہو گئے جب بھی پوری تنخواہ کا مستحق ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۹..... گھوڑا کرایہ پر لیا راستہ میں وہ بھاگ گیا اگر غالب گمان یہ ہے کہ ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گا اور نہ ڈھونڈا تو ضمان واجب نہیں۔ یونہی ریوڑ سے بکری بھاگ گئی جو ایسی ہے کہ غالب گمان یہ ہے کہ اگر اسے ڈھونڈنے جائے گا تو باقی بکریاں جاتی رہیں گی اس وجہ سے نہیں گیا تو ضمان واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۰..... کرایہ دار نے مکان میں چولہا بنایا تو حرج نہیں اس سے آگ لگی اور یہ مکان جل گیا تاوان واجب نہیں مالک مکان کی اجازت سے چولہا بنایا ہو یا بغیر اجازت بلکہ اگر اس طرح آگ لگ جانی کی چولہے اور تنور میں اس طرح نہیں ہوا تے تو تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... شاگرد اپنے استاد کے پاس کام سیکھتا ہے یا یہ سے دکان دار اور کاریگر اپنے یہاں کام کرنے کے لئے کچھ لوگوں کو نوکر رکھ لیتے ہیں اور ان سے کام لیتے ہیں ان شاگردوں اور نوکروں کا کام اسی استاد اور دکان دار کا کام سمجھا جاتا ہے اگر شاگردوں یا نوکروں سے کسی کی چیز میں نقصان پہنچا جو اس دکان پر بیٹھنے کے لئے آئی تھی تو اس کا ذمہ دار وہ استاد یا دکان دار ہے اسی سے تاوان لیا جائے گا وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے نقصان نہیں ہوا مثلاً درزی کے پاس کپڑا سینے کو دیا اس کے نوکر نے کوئی ایسی ترپائی کر دی جس سے تاوان لازم آتا ہے تو اسی درزی سے تاوان لیا جائے گا اور وہ اپنے نوکر سے تاوان نہیں لے سکتا کہ نوکر اجیر خاص ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۲..... ایک شخص سرا میں چند روز رہا یا ایسے مکان میں رہا جو کرایہ پر اٹھانے کے لئے مالک نے رکھا ہے اس شخص سے کرایہ مانگا گیا تو کہنے لگا میں بطور غصب اس مکان میں یا سرا میں رہا لہٰذا کرایہ دار اجیر نہیں اس کی بات نہیں مانی جائے گی اس سے کرایہ وصول کیا جائے گا اگرچہ وہ شخص اسی طرح حکم کرتا ہو کہ لوگوں کے مکانوں میں بغیر کرایہ دیئے رہا اور یہ بات مشہور ہو کہ یہاں جو کرایہ پر رہتا ہے اس کا بیمار مال کرایہ مثل دیا ہوگا اسی طرح جائیداد وقف نہ اور مال یتیم کا کرایہ مثل دیا ہی ہوگا اگرچہ استعمال کرنے والے نے غصب کے طور پر استعمال کیا ہو۔ (درمختار، ردالمحتار)

دو شرطوں میں سے ایک پر اجارہ

مسئلہ نمبر ۱..... درزی سے کہا اگر اس کپڑے کی پچیس سیو گے تو ایک روپیہ سلائی اور شیروانی سی تو دو روپے یہ صورت جائز ہے جو ی کر لائے گا اس کی سلائی پائے گا۔ یونہی رنگریز سے کہا کہ اس کپڑے کو سرخ تو ایک روپیہ اور زعفران سے رنگو تو دو روپے۔ اس طرح اگر یہ کہا کہ

اس مکان میں رہو گے تو پانچ روپے کرایہ اور اس میں رہو گے تو اس روپے یہ بھی جائز ہے۔ اگر تانگہ والے سے کہا کہ فلاں چوک تک لے جاؤ گے تو ایک روپیہ کرایہ اور فلاں چوک تو دو روپے یہ بھی جائز۔ یہاں سب میں جو صورت بتائی گئی اس کی اجرت دی جائے گی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... درزی سے کہا اگر آج سی کر دیا تو ایک روپیہ اور کل سی کر دیا تو آٹھ آنے۔ اس نے آج سی کر دے دیا تو ایک روپیہ دینا ہوگا اور دوسرے دن دے گا تو اجرت مثل واجب ہوگی جو آٹھ آنے سے زیادہ نہ ہوگی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... اگر درزی سے کہا ہے کہ آج سی دے گا تو روپیہ اور کل سیا تو کچھ اجرت نہیں۔ اگر آج سیا تو ایک روپیہ ملے گا اور دوسرے دن سیا تو اجرت مثل ملے گی جو ایک روپیہ سے زائد نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... درزی سے کہا اگر تم نے خود سیا تو ایک روپیہ اور شاگرد سے سلوایا تو آٹھ آنے یہ بھی جائز ہے جس نے سیا اس کے لئے یہ مزدوری مقرر ہے وہ ملے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... جس طرح دو چیزوں میں اختیار دیا جا سکتا ہے تین چیزوں میں بھی ہو سکتا ہے چار چیزوں میں اختیار دیا جائز۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۶..... اس دکان یا مکان میں اگر تم نے عطار کو رکھا تو ایک روپیہ کرایہ اور لوہار کو رکھا تو دو روپے یہ بھی جائز ہے۔ (جوہرہ)

خدمت کے لئے اجارہ اور نابالغ کو نوکر رکھنا

مسئلہ نمبر ۱..... مرد اپنی خدمت کے لئے عورت کو نوکر رکھے یہ ممنوع ہے وہ عورت آزاد ہو یا کنیز دونوں کا ایک حکم ہے کہ کبھی دونوں تنہائی میں بھی ہوں گے اور اجنبیہ کے ساتھ خلوت و تنہائی کی ممانعت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... عورت نے ایسے شخص کی ملازمت کی جو بال بچوں والا ہے اس میں حرج نہیں جیسا کہ عموماً ہندوستان میں کھانا پکانے اور گھر کے کاموں کے لئے مائیں نوکر رکھی جاتی ہیں مگر یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ مرد کو اس کے ساتھ تنہائی نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... اپنی عورت کو اپنی خدمت کے لئے نوکر رکھے یہ نہیں ہو سکتا کہ عورت پر خود ہی اپنے شوہر کی خدمت واجب ہے پھر نوکری کے کیا معنی۔ اسی وجہ سے گھر کے جتنے کام عورتیں عموماً کرتی ہیں مثلاً پیسنا پکانا جھاڑا دینا وغیرہ ان پر اپنی عورت سے اجارہ نہیں ہو سکتا۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... کوئی یہ نہ سمجھے اگر اپنے والدین یا دادا دادی کو خدمت کے لئے نوکر رکھے یا اجارہ ناجائز ہے مگر انہوں نے یہ کام کر دیا تو اجرت کے مستحق ہوں گے اور وہی اجرت پائیں گے جو طے ہو چکی ہے اگرچہ اجرت مثل اس سے کم ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... ان کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کو مثلاً بھائی یا چچا وغیرہ کو خدمت کے لئے نوکر رکھنا جائز ہے مگر بعض نے فرمایا کہ بڑے بھائی یا چچا کو جو عمر میں بڑا ہے ملازم رکھنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... مسلمان نے کافر کی خدمت گاری کی نوکری کی یہ صحیح ہے بخلاف کسی ایسے کام پر کافر سے اجارہ نہ کرے جس میں مسلم کی ذلت ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... باپ اپنے نابالغ بچے کو ایسے کام کی اجرت دے سکتا ہے جس کے کرنے کی اسے طاقت ہو باپ نہ ہو تو اس کو بھی یہ بھی نہ ہو تو دادا اور دادا بھی نہ ہو تو اس کا وصی نابالغ کو اجارہ پر دے سکتا ہے اور اگر ان میں کوئی نہ ہو تو ذوی رحم محرم جس کی پرورش میں وہ بچہ ہے دے سکتا ہے۔ (نہایہ)

مسئلہ نمبر۸.....وارث نے بچہ کو اجارہ پر دیا اور وہ بچہ اسی کی پرورش میں ہے تو جو کچھ مزدوری ملی ہے اس بچہ پر خرچ نہیں کر سکتا جس طرح بچہ کو کسی نے ہبہ کیا تو وہ رشتہ دار ہبہ کو قبول کر سکتا ہے مگر بچہ پر خرچ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ نمبر۹.....قاضی نے اگر حکم دے دیا ہے کہ جو کچھ بچہ کمائے حسب ضرورت اس پر خرچ کیا جائے اس وقت خرچ کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۰.....باپ دادا یا ان کے وصی یا قاضی نے نابالغ کو اجارہ پر دیا اور مدت اجارہ ختم ہونے سے پہلے وہ بالغ ہو گیا تو اس کو اختیار ہے کہ اجارہ کو باقی رکھے یا فسخ کر دے اور اگر نابالغ کی کسی چیز کو انہوں نے اجارہ پر دے دیا اور مدت پوری ہونے سے پہلے یہ بالغ ہو گیا تو اجارہ فسخ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۱.....نابالغ کو اس کے باپ نے کھانے کپڑے پر ایک سال کے لئے نوکر رکھوا دیا جب مدت پوری ہوئی تو اجرت مثل کا مطالبہ کر سکتا ہے کیونکہ جو اجارہ منعقد کیا تھا وہ باجرت مجہول ہونے سے فاسد ہے اور سال بھر جو ستا جو نوکر کے کھلایا ہے یہ تبرع ہے اس کو منہا نہیں کیا جا سکتا البتہ جو کپڑے اس کے پاس کے دیئے ہوئے ہوں ان کو واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۲.....نابالغ لڑکی جس کو ولی نے منع کر دیا ہے اس نے اجرت پر کام کرنے کے لئے عقد کیا یا اجارہ ناجائز ہے مگر کام کرنے کے بعد پوری اجرت کا مستحق ہو گا اور اگر اس کام میں ہلاک ہو گیا تو دیت واجب ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۳.....مستاجر نے بچہ کو جس نے بغیر اذن ولی عقد اجارہ کیا ہے مٹھائی اجرت دے دی ہے یہ اجرت واپس نہیں لے سکتا کیونکہ یہ اجارہ اس وقت ناجائز ہے مگر کام کرنے کے بعد صحیح ہو جائے گا اسی وجہ سے اس صورت میں جو اجرت مقرر ہوئی ہے وہ پوری دلوائی جاتی ہے۔ (درمختار)

موجر اور مستاجر کے اختلاف

مسئلہ نمبر۱.....پن چکی کرایہ پر دی ہے مستاجر کہتا ہے نہر میں پانی قطعاً نہیں اس وجہ سے پن چکی چل نہ سکی لہٰذا کرایہ دینا مجھ پر لازم نہیں اور چکی کا مالک کہتا ہے پانی قطعاً اس کا حکم یہ ہے کہ اگر گواہ نہ ہوں تو اس وقت جو حالت ہو اسی کے موافق زمانہ گذشتہ کے متعلق حکم دیا جائے گا اگر پانی اس وقت ہے تو مالک کی بات مانی جائے گی اور نہیں ہے تو مستاجر کی بات معتبر ہے اور جس کی بات بھی معتبر ہوئی قسم کے ساتھ معتبر ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۲.....پن چکی کا پانی کچھ عرصہ بند رہا مگر سمجھتے دونوں بند رہا اس میں موجر اور مستاجر دونوں کا اختلاف ہے مستاجر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہوگی۔ پن چکی کرایہ پر دی اور یہ شرط کر دی کہ پانی سے چلا بند رہے ہر صورت میں کرایہ دینا ہو گا اس شرط کی وجہ سے اجارہ فاسد ہو گیا اور جن دنوں میں پانی نہ تھا ان کا کرایہ واجب نہ ہوگا پانی جاری رہنے کے زمانہ کی اجرت مثل واجب ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۳.....کپڑا سینے کو دیا قاعدہ یہ ہے کہ جس سینے کو کہا تھا اور زی کہتا ہے کہ میں نے سرخ رنگنے کو کہا تھا مگر بکر کہتا ہے زرد رنگنے کو کہا تھا تو کپڑے والے کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور جب قسم کھائی تو اختیار ہے کہ اپنے کپڑے کا تاوان لے لے یا سی کو لے لے اور اجرت مثل دے دے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۴.....اگر مالک کہتا ہے میں نے مفت رنگنے کے لئے دیا تھا اور سینے والا کہتا ہے اجرت پر دیا تھا تو اس میں بھی کپڑے والے کا قول معتبر ہے مگر جب کہ اس شخص کا یہ پیشہ ہے اور اجرت پر کام کرنا معروف و مشہور ہے اور اس کا عمل یہی بتاتا ہے کہ اجرت پر کام کرتا ہے کہ دکان اس نے اسی کام کے لئے کھول رکھی ہے تو ظاہر حال یہی ہے کہ اجرت پر اس نے کام کیا ہے لہٰذا قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵.....ابھی کام کیا ہی نہیں ہے اور یہی اختلاف ہوئے تو دونوں پر حلف ہے اور پہلے مستاجر پر قسم دی جائے گی قسم کھانے سے جو ٹال کرے گا اس کے خلاف فیصلہ ہوگا اور دونوں نے قسمیں کھائیں تو عقد فسخ ہو جائے گا۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۶.....ایک چیز اجرت پر لی ہے اور ابھی اس میں تصرف بھی نہیں کیا ہے مالک اور مستاجر میں اختلاف ہوا مستاجر کہتا ہے اجرت پانچ روپے ہے اور مالک دس روپے بتاتا ہے جو گواہ پیش کرے اس کے موافق حکم ہوگا اور دونوں نے گواہ پیش کئے تو مالک کے گواہ پر فیصلہ ہوگا اور اگر کسی کے پاس گواہ نہیں تو دونوں پر حلف ہے اور مستاجر سے پہلے قسم کھلائی جائے گی اور اگر دونوں قسم کھا جائیں اجارہ فسخ کر دیا جائے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۷.....مدت اجارہ یا مسافت کے متعلق اختلاف ہے اس کا بھی وہی حکم ہے مگر اس صورت میں مالک کو پہلے قسم دی جائے اور دونوں گواہ پیش کریں تو مستاجر کے گواہ معتبر ہوں گے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۸.....مدت اور اجرت دونوں باتوں میں اختلاف ہے مستاجر کہتا ہے دو مہینے کے لئے میں نے دس روپے کرایہ پر کان لیا ہے اور مالک کہتا ہے ایک ماہ کے لئے میں روپے پر اگر دونوں گواہ پیش کریں تو جس کے گواہ زیادہ بتاتے ہیں اس کی بات معتبر ہے یعنی دو ماہ کے لئے میں روپے پر اجارہ قرار دیا جائے اور اگر کچھ مدت تک انتفاع کے بعد اختلاف ہوا ہو کچھ مسافت طے کر لینے کے بعد اختلاف ہوا تو دونوں پر حلف دے کر آئندہ کے متعلق فسخ کر دیا جائے اور گذشتہ زمانہ کے متعلق مستاجر کا قول مانا جائے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ نمبر ۹.....مالک کان نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ کان تین روپے مہینہ کرایہ پر دیا ہے اور مستاجر کہتا ہے چھ ماہ کے لئے ایک روپیہ مہینہ کرایہ پر لیا اور یہ بھی گواہ پیش کرتا ہے تو تین مہینے کا کرایہ فورہ روپے دینا ہوگا اور تین مہینے کا کرایہ تین روپے ایک روپیہ ماہوار کرایہ دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....کتنا حصہ کان کا کرایہ پر دیا ہے اس میں اختلاف ہے اور کان میں رہنے سے قبل یہ اختلاف ہوا تو دونوں پر حلف ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....اجرت کیا چیز تھی اس میں اختلاف ہے یا اجرت از قبیل نقد ہے اس کی صفت میں اختلاف ہے دونوں پر حلف ہے اور اگر اجرت فی نفسہ دیکھی ہو تو اس کی مقدار یا جنس میں اختلاف کی صورت میں دونوں پر قسم ہے اور اگر صفت میں اختلاف ہے تو مستاجر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (عالمگیری)

اجارہ فسخ کرنے کا بیان

مسئلہ نمبر ۱.....اجارہ میں خیار شرط ہو سکتا ہے لہٰذا مستاجر نے اجارہ میں تین دن کا خیار اپنے لئے رکھا تو اندرون مدت اجارہ کو فسخ نہیں کر سکتا ہے کان کرایہ پر لیا تھا اور مدت کے اندر اس میں سکونت کی خیار جانا رہا اب فسخ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....مالک کان نے اپنے لئے خیار شرط رکھا اور اندرون مدت مستاجر اس کان میں رہا اس کا کرایہ اس کے ذمہ لازم نہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....مستاجر کو تین دن کا خیار تھا اس نے تیسرے دن اجارہ فسخ کر دیا تو دو دن کا کرایہ اس کے ذمہ لازم نہیں ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....اجارہ میں خیار رویت بھی ہو سکتا ہے جس، کان کو کرایہ پر لیا اس کو کرایہ دار نے نہ دیکھا نہیں ہے تو دیکھنے کے بعد اجارہ فسخ کرنے کا اسے خیار حاصل ہے اور اگر پہلے کسی وقت اس کان کو دیکھ چکا ہے تو خیار رویت نہیں مگر جب کہ اس میں کوئی حصہ متہدم ہو گیا ہے جو

حکومت کے لئے مضر ہے تو اب دیکھنے کے بعد اجارہ فسخ کرسکتا ہے۔ (عالمگیری) پہلے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جن کاموں میں عمل کے اختلاف سے اختلاف ہوتا ہے ان میں چیز کو دیکھنے کے بعد اجیر کو اختیار ہوتا ہے جیسے کپڑے کا دھونا یا سینا۔

مسئلہ نمبر ۵..... روئی دھنکنے کے لئے نداف سے طے کیا کہ اتنی روئی کی یہ مزدوری ہوگی اس کو دیکھنے کے بعد نداف کو اختیار نہیں ہوگا ہاں اگر طے کرنے کے وقت اس کے پاس روئی ہی نہیں بلکہ اجارہ صحیح ہی نہ ہوا۔ یونہی دھوبی سے تھان دھونے کے لئے طے کیا اور تھان اس کے پاس نہیں ہے تو اجارہ جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... اجارہ میں مستاجر کو خیارِ عیب بھی ہوتا ہے جس طرح بیع میں مشتری کو خیارِ عیب ہوتا مگر بیع میں اگر قبضہ کے بعد عیب ظاہر ہوا تو جب تک بائع راضی نہ ہو یا قاضی حکم نہ دے مشتری واپس نہیں کرسکتا اور قبضہ سے قبل تباہ مشتری واپس نہیں کرسکتا اور قبضہ سے قبل تباہ مشتری واپس کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اجارہ قبل اور بعد قبضہ دونوں صورتوں میں مستاجر واپس کرنے کا اختیار رکھتا ہے بلکہ مالک کی رضامندی کی ضرورت ہے نہ قاضی کے حکم کی ضرورت۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... مستاجر نے باوجود عیب کے اس چیز سے نفع اٹھایا تو پوری اجرت دینی ہوگی یہ نہیں ہوسکتا کہ نقصان کے مقابل میں کچھ اجرت کم کرے اور اگر مالک نے چیز میں جو کچھ نقصان تھا اسے زائل کر دیا مثلاً۔ کان ٹوٹا پھوٹا تھا ٹھیک کرا دیا تو اب مستاجر کو فسخ کرنے کا اختیار نہ رہا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۸..... بیل کرایہ پر لیا تھا کہ اس سے روزانہ یہ کھیت جوتا جائے گا یا بیگھ میں اتنا آٹا پیسا جائے گا اب دیکھا تو اس بیل سے اتنا کام نہیں ہوسکتا مستاجر کو اختیار ہے کہ اسے رکھے یا واپس کر دے اگر رکھے گا تو اجرت پوری دینی ہوگی واپس کرے گا جب بھی اس دن کا کرایہ پورا دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... چند قطعات زمین ایک عقد پر اجارہ پر لئے اور بعض کو دیکھا پسند آیا سب کا اجارہ فسخ کرسکتا ہے کیونکہ یہاں ایک ہی عقد ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... جس اجارہ میں مستاجر کو اپنی کوئی چیز بغیر غوض ہلاک کرنا ہوتا ہے بغیر عذر بھی مستاجر کو ایسا اجارہ فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے مثلاً کتابت یعنی لکھنے پر اجارہ کیا تو لکھوانے والے کو کاغذ اور کاتب کو روشنائی خرچ کرنی ہوگی یا زراعت کے لئے زمین کو اجارہ پر لیا ہے کھیت بونے میں تخم زمین میں ڈالنا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... جس غرض سے اجارہ ہوا اگر وہ غرض ہی باقی نہ رہی یا شرعاً ایسا متعذر ہوگیا کہ عقد اجارہ پر عمل نہ ہوسکے تو ان صورتوں میں اجارہ بغیر فسخ کئے ٹوٹ ہی جاتا ہے مثلاً کسی عضو میں زخم ہے جو سرایت کر رہا ہے اندیشہ ہے کہ اگر اس عضو کو نہ کاٹا گیا تو زہریلا مادہ پیدا ہو جائے گا یا دانت میں درد تھا جراح یا ڈاکٹر نے عضو کا نکالنا یا دانت کھانڑنے کے لئے اجارہ کیا مگر اس کے عمل سے قبل زخم اچھا ہوگیا اور دانت کا درد جاتا رہا اجارہ فسخ ہوگیا کہ یہاں شرعاً عمل جائز ہے کیونکہ اب عضو کا نکالنا یا دانت کھانڑنا درست نہیں یا کسی نے اپنے مدین کو تلاش کرنے کے لئے جانور کرایہ پر لیا اس کو خبر ملی کہ وہ فلاں جگہ ہے یا کوئی شخص بلا یا جانور بھاگ گیا اس کو تلاش کرنے کے لئے سواری کرایہ کی اور جانے سے پہلے مدین یا وہ بھاگا ہوا خود ہی آگیا اجارہ فسخ ہوگیا کہ اب وہاں جانے کا سبب ہی باقی نہ رہا اس کو گمان ہو کہ مکان کی عمارت کمزور ہوگئی ہے کہیں گر نہ پڑے کسی ممتحن کو گرانے کے لئے اجیر کیا پھر معلوم ہوا کہ عمارت میں کوئی خرابی نہیں اجارہ فسخ ہوگیا یا دعوت ولیمہ کے لئے باورچی کو کھانے پکانے کے لئے مقرر کیا اور ولیمہ کا انتقال ہوگیا اجارہ فسخ ہوگیا کہ ان صورتوں میں وہ غرض ہی باقی نہ رہی جس کے لئے اجارہ کیا تھا۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... جس عقد اجارہ پر عمل کرنا شرع کے خلاف نہ ہو مگر اجارہ باقی رکھنے میں کچھ نقصان پہنچے گا تو وہ خود بخود فسخ نہیں ہوگا بلکہ فسخ کرنے سے فسخ ہوگا اس میں دو صورتیں ہیں کہیں تو عذر ظاہر ہوگا اور کہیں مشتبہ حالت ہوگی اور اگر عذر بالکل ظاہر ہے جب تو وہ صاحب عذر خود ہی فسخ کر سکتا ہے اور مشتبہ حالت ہو تو رضامندی یا حکم قاضی سے فسخ ہوگا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... عیب کی وجہ سے اسی وقت اجارہ کو فسخ کیا جا سکتا ہے جب منفعت فوت ہوتی ہے مثلاً۔ کان منہدم ہو گیا' پن چکی کا پانی ختم ہو گیا' کھیت کے لئے پانی نہ بارش ہو سکے اور اگر ایسا عیب ہے کہ بلا منفعت منفعت حاصل کی جا سکتی ہے تو فسخ کے لئے یہ عذر نہیں مثلاً خدمت گار کی آنکھ جاتی رہی یا اس کے بال گر گئے یا۔ کان کی ایک دیوار گر گئی۔ سکونت کے لئے یہ ممنوع نہیں۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... تھوڑا سا پانی ہے کہ تمام کھیتوں کی آب پاشی کر سکتا ہے ان کا لگان واجب ہے پانی کا نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... پن چکی کا پانی بند ہو گیا اور وہ پن چکی والا۔ کان سکونت کے قابل بھی ہے جس میں کرایہ دار کی سکونت رہی اور عقد اجارہ میں سکونت بھی داخل تھی تو اگرچہ پن چکی کا کرایہ نہیں دیا ہوگا مگر سکونت کا کرایہ دیا ہوگا یعنی کرایہ کا جتنا حصہ سکونت کے مقابل ہے وہ دینا ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... کان کی مرمت اس کی چھت پر مٹی ڈلوانا' کچھ بل چھونا' پانی درست کرانا' زینہ درست کرانا' روشن دان میں شیشہ لگانا اور کان کے متعلق ہر وہ چیز جو سکونت کے لئے قفل ہو ٹھیک کرانا مالک۔ کان کے ذمہ ہے اگر مالک۔ کان ٹھیک نہ کرائے تو کرایہ دار۔ کان چھوڑ سکتا ہے ہاں اگر بوقت اجارہ۔ کان اسی حالت میں تھا اور کچھ بحال کر کرایہ پر لیا تو فسخ نہیں کر سکتا تو کرایہ دار ان عیوب پر راضی ہوا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... کرایہ کے۔ کان میں کنواں ہے اس میں سے مٹی نکلوانے کی ضرورت ہے مٹی پٹ جانے کی وجہ سے پانی نہیں دیتا یا مرمت کرانے کی ضرورت ہے یہ بھی مالک کے ذمہ ہے مگر مالک کو ان کاموں پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور اگر کرایہ دار نے ان کاموں کو خود کر لیا تو متبرع ہے مالک سے معاوضہ نہیں لے سکتا نہ کرایہ سے یہ مصارف وضع کر سکتا ہے یا بقیہ ہے کہ اگر۔ کان والا ان کاموں کو نہ کرے تو یہ۔ کان چھوڑ سکتا ہے چپ چپا لیوں کو صاف کرانا کرایہ دار کے ذمہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... کرایہ دار نے۔ کان خالی کر دیا یا دیکھا گیا تو۔ کان میں مٹی خاک وغیرہ پڑی ہوئی ہے ان کو اٹھانا اور صاف کرنا کرایہ دار کے ذمہ ہے اور چپ چپا ہوا ہے تو اس کو خالی کرانا کرایہ دار کے ذمہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... وہ۔ کان ایک عقد میں کرایہ پر لئے تھے ان میں سے ایک گر گیا کرایہ دار دوسرے کو بھی چھوڑ سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... مالک۔ کان کے ذمہ دین ہے جس کا ثبوت گواہوں سے ہوا یا خود اس کے اقرار سے ہوا اس کے پاس اس۔ کان کے سوا کوئی دوسرا مال نہیں جس سے دین ادا کیا جائے تو اجارہ فسخ کر کے اس۔ کان کو بیچ کر دین ادا کیا جائے گا۔ یونہی اگر مالک۔ کان مفلس ہو گیا اس کے لئے اور بال بچوں کے لئے کچھ کمانے کو نہیں ہے اس۔ کان کو بیچ سکتا ہے قاضی اس بیع کے نفاذ کا حکم دے گا اسی کے ضمن میں اجارہ بھی فسخ ہو جائے گا اس کے لئے دوسرے حکم کی ضرورت نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مالک۔ کان پیشگی کرایہ لے چکا ہے اور وہ اتنا ہے کہ۔ کان کی قیمت کو مستغرق ہے تو اگر چہ اس کے ذمہ دین ہوں ان کے ادا کرنے کے لئے۔ کان نہیں بیچا جائے گا اور اجارہ فسخ نہیں کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... دکان دار مفلس ہو گیا کہ تجارت نہیں کر سکتا دکان کا اجارہ فسخ کرنے کیلئے عذر ہے کہ دکان کو کرایہ پر رکھ کر اب کیا کرے گا اسی طرح جو درزی بیٹا کپڑا سی کر پہنتا ہے جیسا کہ شہروں میں اس قسم کے درزی بھی ہیں جو صدری وغیرہ ہی کر پہنا کرتے ہیں اس کا مفلس ہو

جانا بھی دکان دار کا اجارہ فسخ کرنے کے لئے عذر ہے اور جو درزی دکان پر دوسروں کے کپڑے سیتے ہیں ان کے لئے سوئی اور قینچی کے سوا کسی چیز کی ضرورت نہیں ان کا مفلس ہو جانا فسخ اجارہ کے لئے عذر نہیں ہے ہاں اگر لوگوں میں اس کی خیانت مشہور ہو گئی ہو اور کپڑے دینے سے لوگ گُریز کرتے ہوں کہ اگر بضم کر لیا تو اس کے پاس مال بھی نہیں ہے جس سے تاوان وصول کریں تو اب دکان چھوڑنے کے لئے عذر ہو گیا۔

(درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... جس بازار میں دکان ہے وہ بازار بند ہو گیا کہ وہاں اب تجارت ہی نہیں ہو سکتی یہ بھی دکان چھوڑنے کے لئے عذر ہے اور اگر بازار چالو مگر یہ دکان دار دوسری دکان میں منتقل ہونا چاہتا ہے جو اس سے زیادہ کشادہ ہے یا اس کا کرایہ کم ہے اور اس دکان میں بھی بیٹھ کام کرے گا جو یہاں کر رہا ہے تو دکان نہیں چھوڑ سکتا اور اگر دوسرا کام کرنا چاہتا ہے اس لئے اس کو چھوڑ کر دوسری دکان میں جانا چاہتا ہے اور یہ کام پہلی دکان میں نہیں ہو سکتا عذر ہے پہلی میں بھی ہو سکتا ہے تو عذر نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... نہ دکان دار مفلس ہوا نہ بازار بند ہوا بلکہ وہ اب یہ کام کرنا ہی نہیں چاہتا کہ دکان کی ضرورت ہو یہ بھی دکان چھوڑنے کے لئے عذر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... کرایہ دار اب دوسرے شہر میں جانا چاہتا ہے یہاں کی سکونت ترک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ اکثر ملازمت پیشہ کو پیش آتا ہے کہ کبھی ایک شہر میں رہے پھر دوسرے شہر کو چلے گئے یہ فسخ اجارہ کے لئے عذر ہے اور مالک۔ مکان اگر یہ دلیل جانا چاہتا ہے تو اس کی جانب سے اجارہ فسخ نہیں کیا جا سکتا اس کی جانب سے یہ عذر نہیں ہے اور اگر مالک۔ مکان یہ کہتا ہے کہ کرایہ دار نے۔ مکان چھوڑنے کا حیلہ تراشا ہے وہ پردیس نہیں جانا چاہتا تو کرایہ دار سے یہ قسم دی جائے گی کہ اس نے سفر میں جانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... جن دو شخصوں نے متعدد اجارہ بیان میں ایک کی موت سے اجارہ فسخ ہو جاتا ہے جب کہ اس نے اپنے لئے اجارہ کیا اور اگر دوسروں کے لئے اجارہ کیا مثلاً وکیل کہ یہ موکل کے لئے اجارہ کرتا ہے یا ہمی کہ یتیم کے لئے یا متولی وقف ان کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... کسی معظم یا مدینہ طیبہ یا کسی دوسری جگہ کرایہ کے جانور پر جا رہا ہے اور سواری کا مالک مر گیا اگر اجارہ کے فسخ کا حکم دیا جائے تو یہ شخص بیابان اور جنگل میں کیونکر سفر قطع کرے گا اور وہاں قاضی یا حاکم بھی نہیں کہ میت کا قائم مقام ہو کر اجارہ کا حکم دے تو جب تک ایسے مقام پر پہنچ جائے جہاں قاضی وغیرہ ہوں اس وقت تک اجارہ باقی رہے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... عاقدین کے مجنون ہو جانے سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا اگرچہ جنون مطبق ہو۔ یونہی مرتد ہو جانے سے فسخ نہیں ہوتا۔

(درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... جس چیز کو اجارہ پر لیا تھا اس کا مالک ہو گیا اجارہ جاتا رہا مثلاً مالک نے اسے ہبہ کر دیا اس نے خرید لی یا کسی طرح اس کی ملک میں آ گئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... مالک کے مرنے کے بعد کرایہ دار۔ مکان میں رہتا رہا جب تک وارث۔ مکان خالی کرنے کے لئے نہ کہے گا دوسری اجرت کا مطالبہ نہ کرے گا اجارہ فسخ ہونا ظاہر نہ ہوگا اگر وارث نے خالی کرنے کو کہا معلوم ہوا کہ اس عقد پر راضی نہیں ہے اگر دوسری اجرت طلب کی جب بھی معلوم ہوا کہ عقد سابق کے حکم کو توڑنا چاہتا ہے اور جدید عقد کرنا چاہتا ہے لہٰذا وارث کے کہنے سے پہلے خالی کرنے کو کہا ہے اس سے پہلے جتنے دن رہا بحساب سے اجرت دے گا جو مورث سے طے ہوئی اور اس کے کہنے کے بعد جتنے دن رہے گا اس کی اجرت مثل واجب ہوئی۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۱.....مالک زمین مرگیا اور کھیت ابھی تیار نہیں ہے تو وہی اجرت دی جائے گی جو طے ہو چکی ہے اور اگر مدت اجارہ ختم ہو چکی ہے اور فصل تیار نہیں ہوئی تو جب تک کھیت نہیں کٹتا اس وقت تک کی اجرت مثل دلائی جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲.....مالک کے مرنے کے بعد وارث اور مستاجر اجارہ سابقہ کے باقی رہنے پر راضی ہو جائیں یہ جائز ہے یعنی قضائی طور پر ان کے مابین اسی اجرت سابقہ پر جدید اجارہ قرار پائے گا نہیں کہ وہی پہلا اجارہ باقی رہے کیونکہ وہ تو مالک کے مرنے سے ختم ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۳.....دو موجر تھے یا دو مستاجر ان میں سے ایک مرگیا تو جو مرگیا اس کے حصہ کا اجارہ فسخ ہے اور جو زندہ ہے اس کے حصہ میں اجارہ باقی ہے اور اگرچہ یہاں شیوع پیدا ہو گیا مگر چونکہ ضراری ہے اجارہ کے لئے مضر نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴.....آج کل بعض لوگ دو سال اجارہ کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اجارہ موجر و مستاجر کے ورثاء میں منتقل ہوتا رہے گا موت سے بھی فسخ نہ ہوگا یا اجارہ فاسدہ ہے اسی طرح اجارہ میں ایسے شرائط ذکر کئے جاتے ہیں جو مقتضائے عقد کے خلاف ہوتے ہیں وہ اجارے فاسد ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۵.....اس زمانہ میں ایک صورت اجارہ کی یہ بھی پائی جاتی ہے کہ اجارہ کا ایک معتد بہ زمانہ گزرنے کے بعد مستاجر اس چیز پر زیادتی کا بعض ہو جانا ہے کہ مالک چاہے بھی تو تنخیہ نہیں کرا سکتا اس کی مثال کاشت کاری کی زمین ہے کہ مالک زمین یعنی زمین دار کاشت کار سے اپنی زمین واپس نہیں لے سکتا نہ کسی کے مرنے سے یہ اجارہ فسخ ہوتا ہے بلکہ اس اجارہ میں میراث جاری ہوتی ہے یہ شرع کے خلاف ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۶.....اجارہ کر لینے کے بعد دوسرا شخص بہت زیادہ اجرت دینے کو کہتا ہے یا مستاجر سے دوسرا شخص کم اجرت پر دینے کو کہتا ہے اجارہ فسخ کرنے کے لئے یہ عذر نہیں اگرچہ وہ بہت زیادہ دیتا ہو یا بہت کم اجرت طلب کرتا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷.....سواری کا جانور کرایہ کیا تھا اس کے بعد خود ایک جانور شریف لیا یہ عذر ہے اور اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور اگر اس سے بہتر سواری کرایہ پر لینا چاہتا ہے یہ فسخ کے لئے عذر نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸.....کاشت کار نے زراعت کے واسطے کھیت لئے تھے اور بیمار ہو گیا کہ بھیتی نہیں کر سکتا اگر وہ خود اپنے ہاتھ سے کاشت کرتا جب تو بیماری فسخ اجارہ کے لئے عذر ہے اور اگر اپنے ہاتھ سے نہیں کرتا تو عذر نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹.....ایک شخص جو کام کرتا ہے اسی کام کے لئے کسی سے اجارہ کیا کہ میں تمہارا یہ کام کروں گا اب وہ شخص اس کام کو بالکل چھوڑ دینا چاہتا ہے اور دوسرا کام اختیار کرنا چاہتا ہے فسخ اجارہ کے لئے یہ عذر نہیں ہاں اگر وہ کام ایسا ہو جو اس کے لئے معیوب سمجھا جاتا ہے مثلاً ایک عزت دار شخص نے خدمت گاری کی نوکری کی اور اب اس کام ہی کو چھوڑنا چاہتا ہے تو یہ عذر ہے۔ (عالمگیری)

اجارہ کے متفرق مسائل

مسئلہ نمبر ۱.....موچی کو جوتے بنانے کے لئے اپنے پاس سے چمڑا دیا اور اس کی پیمائش دے دی اور یہ بتا دیا کہ کیسا ہوگا گھٹا دیا کہ اسٹر اور بتا دیا اپنے پاس سے لگا دینا اور اجرت بھی طے ہو گئی یہ جائز ہے اور درزی کو اسی کپڑے کا کپڑا دے دیا اور کہہ دیا کہ اپنے پاس سے استر وغیرہ لگا دینا اس میں دو باتیں ہیں ایک یہ کہ جائز ہے دوسری یہ کہ ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....کبھی بعض لوگ اجیر سے یوں کام کراتے ہیں کہ تم یہ کام کرو اس کی اجرت جو کچھ دوسرے لوگ تادیں گے میں دے

دوں گا یا فلاں کے یہاں جو اجرت ہے میں دے دوں گا۔ یا بارے فاسد میں کہ اجرت کا تعین نہیں ہوا پھر اگر کسی شخص نے دونوں کے اخلاق سے اس کی مزدوری جانچ کر تعائی جس پر اجیر راضی نہیں تو اجرت مثل دی جائے۔ (عالمگیری) زمین اجارہ میں سنگھے (مرکٹے) وغیرہ ایسی چیزیں تھیں جن کو کاٹنے کے بعد جو چیزیں باقی رہ گئی ہیں ان میں آگ دے دی جاتی ہے اس نے آگ دے دی اور اس سے دوسرے لوگوں کا نقصان ہوا مثلاً آگ ذرا کسی کے کھیت میں گئی اور اس کا کھیت جل گیا اگر اس وقت ہوا چل رہی تھی تو آگ دینے والے پر تاوان ہے اور اگر ہوا نہیں تھی اس وقت اس نے آگ دی بعد میں ہوا چل گئی اور دوسرے کی چیز کو نقصان پہنچا تو اس پر تاوان نہیں عاریت کی زمین کا بھی یہی حکم ہے۔ (جدید درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... شب برأت میں یا دوسرے موقع پر بعض لوگ پٹاخہ یا انار یا اور قسم کی آتش بازیاں چھوڑتے ہیں یہ فعل حرام اور صرف بے جا ہے اس سے کبھی کبھی یہ نقصان بھی پہنچ جاتا ہے کہ چھپر میں میں آگ لگ جاتی ہے یا کسی کے کپڑے جل جاتے ہیں۔ بلکہ کبھی جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں۔ اس شخص پر تاوان لازم ہوگا کہ جب وہ آتش بازی اڑنے والی ہے اور اس نے چھوڑی تو ویسا ہی جیسا ہوا چلنے کے وقت کسی نے آگ دی۔

مسئلہ نمبر ۴..... اگر آگ ذرا کسی دور پہنچی کہ اتنی دور عادۃً اڑ کر نہیں پہنچتی اور نقصان ہوا تو تاوان نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... رستے میں آگ کا انگارا ڈال دیا یا ایسی جگہ ڈالا کہ وہاں ڈالنے کا اسے حق نہ تھا اور نقصان ہوا تو تاوان ہے مگر جب وہاں رکھنے سے نقصان نہیں ہوا بلکہ ہوا اڑانے سے اور کسی کو نقصان پہنچا تو تاوان نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... لوہار نے بھٹی سے لوہا نکال کر کھا اس کے کوئلے سے چنگاری اڑی اور راہگیر کا کپڑا جل گیا لوہار کو ضمان دینا ہوگا اور اس چنگاری سے کسی کی آنکھ پھوٹ گئی دیت واجب ہوگی اور اگر اس نے لوہا نکال کر رکھا تھا وہ سے چنگاری اڑی اور کسی چیز کو جلایا تو تاوان نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷..... اپنے کھیت میں پانی بہت زیادہ دیا کہ زمین برداشت نہ کر سکی وہ دوسرے کے کھیت میں پہنچا اور اس کا نقصان ہو گیا تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... درزی یا اور کسی کام کرنے والے نے اپنی دکان پر دوسرے کو بٹھالیا کہ جو کچھ میرے پاس کام آئے وہ تم کرو اور اجرت کو ہم دونوں نصف نصف لے لیں گے یہ جائز ہے۔ (جواب) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس کو بٹھلایا وہ ایک کام کرتا ہے اور خود یہ دوسرا کام کرتا ہے مثلاً رنگریز نے اپنی دکان پر درزی کو بٹھالیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... جمال (شتربان) سے کہ معظمہ یا کہیں آنے جانے کے لئے اونٹ کرایہ کیا کہ اس پر محمل رکھا جائے گا اور دو شخص بیٹھیں گے یہ اجارہ جائز ہے ایسا محمل اونٹ پر رکھا جائے گا جو وہاں کا عرف ہے اور اگر اجارہ کرتے وقت ہی اسے محمل دکھا دیا جائے تو بہتر ہے یہ بات جمال کے ذمہ ہے کہ محمل کو اونٹ پر لادے اور اتارے اونٹ کو بٹھلائے یا نکیل پکڑ کر لے چلے۔ پانا نہ چاہا یا فضو اور نماز فرض کے لئے سوار کو اترنا عورت اور مریض اور بوڑھے کے لئے اونٹ کو بٹھانے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... توشہ وغیرہ سامان سفر کے لئے اونٹ کرایہ پر کیا اور راستہ میں سامان خرچ کیا تو جتنا خرچ کیا ہے اتنا کسی دوسرا سامان اسی قسم کا اس پر رکھ سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... غاصب سے کہہ دیا کہ میرا مکان خالی کر دے اور نہ اتنے روپے ماہوار اس کی اجرت دینی ہوگی اگر اس نے خالی نہ کیا

تو اس اجرت کا مطالبہ ہوسکتا ہے کہ اس کا سکوت اجارہ کو قبول کر لینا ہے مگر جب کہ مناسب نے اس کے جواب میں یہ کہہ دیا کہ یہ مکان تمہارا نہیں ہے بلکہ بکر کا قرار کیا مگر اجرت دینے سے انکار کر دیا تو اجرت واجب نہیں ہوئی ہاں اگر وہ مکان وقف ہے یا یتیم کا ہے کرایہ پر دینے کے لئے ہے تو مناسب اگر پوری اجرت سے انکار کرے اسے کرایہ دینا ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... زمین جو کاشت کار کے پاس ہے اور اسے نہیں چھوڑنا اور مالک یہ چاہتا ہے کہ اگر یہ چھوڑ دے تو میں دوسرے کو زیادہ لگان پر دے دوں مالک اس سے یہ کہہ سکتا ہے کہ گرتو نے نہیں نمائی کی تو تاوان لوں گا اس صورت میں یہ اضافہ اس کے لئے جائز ہو جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۱۳..... کام کرنے والے نے کہہ دیا کہ اس اجرت پر میں کام نہیں کروں گا میں تو تاوان لوں گا اور کام کرانے والا خاموش رہا وہی اجرت دینی ہوگی جو کارگر نے نمائی پھر اجرت دینے کے وقت جب اجیر نے زیادہ کا مطالبہ کیا اور یہ کہا کہ میں کہہ چکا تھا کہ میں اتنے میں نہیں کروں گا اور کام لینے والا کہتا ہے میں نے نہیں سنا تھا کہ تو نے یہ کہا اگر یہ شخص سچا ہے تو خود ہی مزدوری کی بات مقبول ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مستاجر کرایہ کی چیز دوسرے کو کرایہ پر دے سکتا ہے بشرطیکہ ایک مکان کرایہ پر لیا اور دوسرے کو کرایہ پر دے دے یہ ہو سکتا ہے یا زمین زراعت کے لئے لگان پر لی دوسرے کاشت کار کو لگان دے دے یہ ہو سکتا ہے جیسا کہ اکثر بڑے شہروں میں ایک شخص پورا مکان کرایہ پر لے کر دوسرے لوگوں کو ایک ایک حصہ کرایہ پر دیتا ہے یا زمینات میں کاشت کار زمین دوسروں کو دیا کرتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مستاجر خود مالک کو وہ چیز کرایہ پر دے یہ جائز نہیں اگرچہ بالواسطہ ہو مثلاً زید نے اپنا مکان عمرو کو کرایہ پر دیا عمرو نے بکر کو دیا بکر یہ چاہے کہ زید کو کرایہ پر دے دوں یہ نہیں ہو سکتا۔ رہا یہ کہ مالک کو کرایہ پر دینے سے وہ پہلا اجارہ ٹوٹا مالک اور مستاجر کے مابین ہے باقی رہے گا یا ختم ہو جائے گا فتویٰ اس بات پر ہے کہ وہ اجارہ بدستور باقی رہے گا فسخ نہیں ہوگا مگر وہ چیز جتنے زمانہ تک اس صورت میں مالک کے پاس رہے گی اس مدت کا کرایہ مستاجر کے ذمہ واجب نہیں ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... ایک شخص نے دوسرے کو اجارہ پر لینے کے لئے وکیل کیا وکیل نے اجارہ کیا اور مالک نے وہ مکان وکیل کو سپرد کر دیا مگر وکیل نے ایک مدت تک موکل کو نہیں دیا اور موکل نے وکیل سے مانگا بھی نہیں تو مالک مکان وکیل سے کرایہ وصول کرے گا کیونکہ منفعت کے حقوق وکیل ہی کے ذمہ ہوتے ہیں اور وکیل موکل سے وصول کرے گا کیونکہ وکیل کا قبضہ موکل ہی کا قبضہ ہے اور اگر موکل نے وکیل سے طلب کیا وکیل نے کہا کہ پیشتر اجارہ دے دو تو مکان پر قبضہ دوں گا اور موکل نے نہ اجارہ دیا نہ وکیل نے قبضہ دیا تو اس صورت میں وکیل نے کرایہ جو دیا ہے موکل سے وصول نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مفتی فتویٰ لکھنے کی جو تحریر و کتاب لے سکتا ہے نفس فتویٰ کی اجرت نہیں لے سکتا اس کا مطلب یہ ہے کہ کاغذ پر اتنی عبارت کسی دوسرے سے لکھوا لو جو کچھ اس کی اجرت عرفاً دی جاتی ہے وہ مفتی بھی لے سکتا ہے کیونکہ مفتی کے ذمہ زبانی جواب دینا واجب ہے لکھ کر دینا واجب نہیں مگر اجرت تحریر لینے سے بھی اگر مفتی پرہیز کرے تو یہی بہتر کہ شاید بعض لوگوں کو پرہیزگاری کرنے کا موقع ملے گا۔ (درمختار) لوگ یہ کہیں گے کہ فتویٰ کی اجرت لی اور فلاں شخص روپیہ لے کر فتویٰ دیتا ہے وغیرہ وغیرہ اس سے عام عوام میں فتویٰ کی بے قدری ہوتی ہے اور مفتی کی بھی بے عزتی ہے اور علما کو خصوصیت کے ساتھ ایسی باتوں سے احتراز کرنا چاہئے خصوصاً اس زمانے میں کہ جاہل مولویوں نے اس قسم کے رکیک خیال کر کے علما کو بدنام کر رکھا ہے جان کے خیال کو علماء کے خیال قرار دے کر طبقہ علما کو بدنام کیا جا رہا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۸..... اجرت پر خود لکھوانا جائز ہے جب کہ کاغذ کی مقدار اور کتنا لکھا جائے گا یہ بیان کر دیا ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... مستاجر یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم نے یہ چیز جو ہمیں اجارہ پر ملی ہے یا ہمارے پاس رہن رکھی گئی ہے بلا زیادہ

چیز ہم کو دی چاہئے کیونکہ مستاجر مالک نہیں ہے کہ اس پر عین کا دعویٰ ہو سکے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... اجارہ فتح اجارہ کی اضافت زمانۂ مستقبل کی طرف ہو سکتی ہے کہ سکتا ہے کہ آئندہ مہینہ کے شروع سے تم کو اجارہ دیا ختم ماہ سے اجارہ فتح کر دیا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... کرایہ پیشگی دے دیا ہے اور اجارہ فتح ہو گیا تو مستاجر اس چیز کو روک سکتا ہے جب تک اپنی کل رقم وصول نہ کر لے اجارہ فسخ و فاسد دونوں کا یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... کسی کی کوئی چیز گم ہو گئی اس نے کسی سے کہا کہ اگر تم مجھے بتا دو کہاں ہے تو دانوں گا اگر یہ شخص اس کے ساتھ چل کر گیا اور بتا دیا تو اس کے وہاں تک جانے کی اجرت مثل ملے گی اور اگر یہیں سے بتا دیا کہ تمہاری چیز فلاں جگہ ہے اس کے ساتھ نہیں گیا تو کچھ نہیں ملے گا اور اگر کسی خاص شخص سے نہیں کہا بلکہ عام طور پر کہا کہ جو کوئی مجھے بتا دے اس کو دانوں گا یا اجارہ باطل ہے بتانے والا کسی چیز کا مستحق نہیں ہے اور اگر دے یہ علوم ہے کہ میرا جانور یا میری چیز فلاں جگہ ہے مگر اس جگہ کو کوئی نہیں پہچانتا اور اس جگہ کے بتانے پر اجرت مقرر کی تو اس صورت میں بتانے والے کو وہ اجرت ملے گی جو شہر کی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... جو چیز اجرت پر دی تھی جب اس کے اجارہ کی مدت پوری ہو جائے تو مستاجر کے یہاں سے چیز واپس لانا مالک کے ذمہ ہے مستاجر کے ذمہ یہ نہیں کہ وہ چیز پہنچا جائے اور عاریت کے طور پر دی تو واپس کرنا مستعیر کا کام ہے۔ چکی اجرت پر ایک مہینہ کو آٹا پیسنے کے لئے دی یا تو چکی کا مالک مستاجر کے گھر سے لائے گا اور اگر مستاجر بیرون شہر مالک کی اجازت سے لے گیا جب بھی مالک ہی وہاں سے واپس لائے گا۔ (عالمگیری) جیسا کہ گاؤں والے گزرنامے کے لئے شہر سے کوڑا اور گوبر کرایہ پر لے جاتے ہیں اور مالک سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں گاؤں میں ہم لے جائیں گے ان کی واپسی اور اس کے مصارف مالک کے ذمہ ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۴..... گھوڑا سواری کے لئے کرایہ پر لیا اس کی واپسی بھی مالک کے ذمہ ہے اگر مالک اس کے یہاں سے نہیں لایا اور مستاجر کے یہاں ہلاک ہو گیا اس کے ذمہ تاوان نہیں ہے اگرچہ مالک نے بلا بھیجا ہو کہ اسے واپس کر جاؤ اور اگر کسی جگہ کی آمد و رفت کے لئے کرایہ پر لیا ہے تو مستاجر کو یہاں تک لانا ہوگا کیونکہ اس کی مسافت یہاں پہنچنے پر پوری ہوئی اس صورت میں اگر مستاجر اپنے گھر لے کر چلا گیا اور باندھ دیا جانور ہلاک ہو گیا تو ضمان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... چیز مثلہ کہ مثلاً درزی رنگریز دھوبی کام کرنے کے بعد چیز کو دے جائیں کہ واپس کر جانا ان کے ذمہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... جانور کرایہ پر لیا تو اس کا دانہ گھاس پانی پلانا مالک کے ذمہ ہے اور مستاجر نے اگر جانور کو کھلایا پلایا تو متبرع ہے معاوضہ نہیں پا سکتا کھیت کی مینڈ درست کرانا مالک کے ذمہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... گھوڑا سواری کے لئے کرایہ پر لیا تھا راستہ میں وہ تھک گیا کسی شخص کے سپرد کر دیا کہ اسے کھلا پلا دو اگر اس کو علم ہے کہ گھوڑا اس کا نہیں ہے تو جو کچھ خرچ کرے گا متبرع ہے کسی سے لے نہیں سکتا اور اگر معلوم نہ ہو تو اس کہنے والے سے مع نفقہ وصول کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... کسی کام پر اجارہ منعقد ہوا تو اس کے تواضع میں عرف کا اعتبار ہے مثلاً درزی کو کپڑا سینے کو دیا تو دھاگہ سوئی درزی کے ذمہ ہے اور اگر عرف یہ ہے کہ جس کا کپڑا ہے وہ دھاگہ دے گا درزی کے ذمہ نہیں چنانچہ ہندوستان میں بھی بعض جگہ کا یہی عرف ہے اور اکثر

جگہ پر لادا عرف ہے۔ اینٹیں بنوائی تو مٹی مستاجر کے ذمہ ہے اور سانچا اجیر کے ذمہ ہے اور بعض جگہ سانچا بھی مستاجر ہی دیتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... کسی گاؤں یا محلہ یا شہر میں لانے کے لئے کہا تو گدا پر پہنچایا تو اس کے ذمہ گھر تک پہنچانا ہے گاؤں محلہ یا شہر میں پہنچا دینے پر کام ختم نہیں ہوگا۔ (عالمگیری) لاری میں یہ عرف ہے کہ اڈے پر جا کر رک جاتی ہے اس کے ذمہ مکان تک پہنچانا نہیں ہے ہاں اگر موٹر کار یا لاری پوری کرایہ پر لی ہے تو اس کا کام اڈے تک یا گاؤں تک پہنچانا نہیں بلکہ گھر میں جہاں تک جا سکتی ہو اسے لے جانا ہوگا کہ اس صورت میں یہی عرف ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۰..... کپڑے دھونی کو دیئے تو کلپ اور نیل دینا دھوبی کے ذمہ ہے کہ اس میں یہی عرف ہے جلد ساز کو جلدیں بنانے کے لئے کتابیں دیں۔ تو پٹھا۔ چمڑا، ڈوری مٹی گاؤ وغیرہ یہ سب چیزیں جلد ساز کے ذمہ ہیں اور جس قسم کا سامان لگانا اور جس قسم کی جلد بنانا ٹھہرا ہے وہی کرنا ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۳۱..... کسی کام کے لئے دو مزدور کیے مثلاً یہ لکڑیاں تم دونوں میرے مکان تک اتنے میں پہنچا دو وہ کل لکڑیاں ایک ہی مزدور نے پہنچائیں دوسرا بیٹھا رہا تو یہ مزدور نصف ہی اجرت کا مستحق ہے کہ دوسرے کی طرف سے کام کرنے میں متبرع ہے لہٰذا اس کے حصہ کی مزدوری کا مستحق نہیں ہوا اور دوسرا بھی اپنے حصے کی مزدوری نہیں لے سکتا کہ اجیر مشترک جب تک کام نہ کرے اجرت کا مستحق نہیں ہوتا اور اگر دونوں میں پہلے یہ طے ہے کہ ہم دونوں شرکت میں کام کریں گے جو کچھ مزدوری ملے گی وہ دونوں بانٹ لیں گے تو دوسرا مزدور بھی اپنی نصف مزدوری کا مستحق ہے کہ اس کے شریک کا کام کرنا بھی اس کا کام کرنا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... چند مزدور گڑھا کھودنے کے لئے مٹی اٹھانے کے لئے رکھے اور اس پورے کام کی ایک اجرت طے ہوگئی ان مزدوروں میں سے کسی نے کام کم کیا کسی نے زائد سب پر وہ اجرت برابر برابر تقسیم ہوگی ہاں اگر مزدوروں میں بہت تفاوت ہے مثلاً بعض جوان ہیں بعض بچے اور بچوں نے کم کام کیا جب تو برابر تقسیم نہیں ہوگی بلکہ اس پوری اجرت کو اجرت مثل پر تقسیم کیا جائے گا مثلاً بچوں کو دو آنے یومیہ ملتے ہیں اور جوان کو چار آنے تو اس اجرت کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ جوان کو بچے سے دوگنی ملے اور اگر ان مزدوروں میں سے بعض نے مرمٹی یا کسی عذر کی وجہ سے کام نہیں کیا تو یہ حصہ لینے کا حق دار نہیں ہے مگر جب کہ کام کرنے میں ان کو شرکت ہو تو بکام کرنے کی صورت میں بھی حصہ پائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... کرایہ دار کے ساتھ مالک مکان بھی گھر میں رہتا ہو تو کرایہ دار اتنے حصہ مکان کا کرایہ کم کرسکتا ہے جتنے میں مالک مکان رہا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... مزدور نے کہا فلاں جگہ سے چار کرایہ ایک بوری نمک لے آ اتنی مزدوری دوں گا مزدور وہاں گیا مگر نمک وہاں تھا ہی نہیں جس کو لوٹا تو اس مزدور کو جانے اور آنے اور بوجھ پر تقسیم کیا جائے گا جانے کے مقابل میں مزدوری کا جو حصہ پڑے وہ مزدور کو دیا جائے کیونکہ مزدور کے تین کام تھے وہاں جانا اور وہاں سے بوجھ لے کر آنا اس صورت میں صرف ایک کام یعنی جانا مزدور نے کیا اور آنا اس کا خود اپنا کام ہے مستاجر کا کام نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... مزدور کو کہیں بھیجا کہ وہاں سے فلاں کو بلا لاؤ وہ گیا اور وہ شخص نہیں ملا اس کو اجرت ملے گی کیونکہ مزدور کو جو کچھ اس

صورت میں کام کرنا ہے یہی ہے کہ وہاں تک جائے وہ کر چکا۔ (عالمگیری)

ولا کا بیان [1]

اللہ ﷻ نے فرمایا

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدًا ۝ (پ۴، النسآء ۳۳)

اور وہ جن سے تمہارا عقد بندھ چکا انہیں ان کا حصہ دو بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث نمبر ۱..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے بغیر اجازت اپنے مولیٰ کے کسی قوم سے مولاۃ [2] کی اس پر اللہ ﷻ کی اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت قیامت کے دن اللہ ﷻ نہ اس کے فرض قبول کرے گا نہ نفل

حدیث نمبر ۲..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا نبی ﷺ نے جس شخص نے اپنے مولیٰ کے سوا دوسرے سے مولاۃ کی اس نے اسلام کا پٹا اپنے گلے سے نکال دیا۔

حدیث نمبر ۳..... طبرانی و ابن عدی رحمہما اللہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرمایا نبی ﷺ نے جو شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام لائے اس کی ولا اسی کے لئے ہے۔

حدیث نمبر ۴..... اصحاب سنن اربع و امام احمد و حاکم رحمہم اللہ وغیرہم نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال ہوا کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ حق دار ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

مسئلہ نمبر ۱..... ایک شخص عاقل بالغ کسی کے ہاتھ پر شرف باسلام ہوا اس نے تسلم نہ لیا اس سے یا کسی دوسرے سے مولاۃ کی یعنی یہ کہا کہ تو میرا وارث تو ہے اور مجھ سے کوئی جنایت ہو تو دیت تجھے دینی ہوگی اس نے قبول کر لیا یہ مولاۃ صحیح ہے اس کا نام مولی الموالاۃ ہے اور دونوں جانب سے بھی مولاۃ ہو سکتی ہے یعنی ہر ایک دوسرے سے کہے کہ تو میرا وارث ہوگا اور میری جنایت کی دیت دے گا اور دوسرا قبول کرے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ مولیٰ عرب میں سے نہ ہو۔ (بہارِ وقار)

مسئلہ نمبر ۲..... بالغ شرف باسلام ہوا اور اس نے مولاۃ کی یا جائز ہے اگرچہ اپنے باپ یا بھی کی اجازت سے کی اور بالغ عاقل نے نابالغ عاقل سے مولاۃ کی اور اس کے باپ یا دادا نے اجازت دے دی تو مولاۃ جائز ہے۔ یونہی اگر غلام نے مولاۃ کی تو اس کے مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے وہ جائز کر دے گا جائز ہوگی ورنہ نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... جس شخص سے اس نے مولاۃ کی ہے اب یہ (مولیٰ عاقل) اس ولا کو فسخ کرنا چاہتا ہے تو اس کی موجودگی میں فسخ کر سکتا ہے یعنی اس کو علم ہو جانا ضروری ہے کیونکہ یہ عقد غیر لازم ہے تو جانب فسخ کر سکتا ہے دوسرے کی رضامندی ضروری نہیں اور اگر دوسرے سے مولاۃ کر لی تو پہلی مولاۃ فسخ ہو گئی اس میں علم کی ضرورت نہیں کہ دوسرے سے عقد کرنے سے پہلی مولاۃ خود بخود فسخ ہو گئی مگر شرط یہ ہے کہ اس نے اس کی طرف سے دیت ادا نہ کی ہو اور اگر اس نے کسی معاملہ میں دیت دے دی ہے تو اب نہ فسخ کر سکتا ہے نہ دوسرے سے مولاۃ کر سکتا ہے بلکہ اس کی

---

[1] کتاب الکتاب اور کتاب الولاء کے مسائل یہاں کی ضرورت سے ذکر ہیں اس لئے ہم نے ان کو الگ کر کے صرف کتاب الولاء کی ایک فصل ہو یہاں پائی جا سکتی ہے مرتب تحریر میں لائی گئی ہے ۱۲۔ منہ۔

اولاد کی طرف سے بھی اگر اس نے دیت دے دی جب بھی منع نہیں کر سکتا، دوسرے سے مولاۃ کر سکتا ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۴.....مولاۃ کرنے کے وقت جو اس کے نابالغ بچے ہیں یا اس عقد کے بعد جو بچے پیدا ہوئے سب اس مولا میں داخل ہیں بالغ اولادوں سے اس عقد کا تعلق نہیں یعنی یہ دوسرے سے مولاۃ کر سکتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵.....مولاۃ کا یہ حکم ہے کہ اگر جنایت کرے تو دیت لازم ہوگی اور ان میں سے کوئی مر جائے تو دوسرا وارث ہو جاتا ہے مگر اس کا سہ تہائی وارثوں سے متعلق ہے جب کوئی وارث نہ ہو یعنی ذوی الارحام بھی نہ ہو تو یہ وارث ہوگا۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۶.....عورت نے مولاۃ کی یا مولاۃ کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ کوئی بچہ مجہول النسب ہے یا مولاۃ کے بعد پیدا ہوا یہ بچہ بھی عقد مولاۃ کے حکم میں داخل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷.....مرد نے اسلام قبول کر کے ایک شخص سے مولاۃ کی اور عورت نے اسلام لا کر دوسرے سے مولاۃ کی تو ان دونوں سے جو بچہ پیدا ہوگا اس کا تعلق باپ کے مولی سے ہوگا ماں کے مولی سے نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

تَمَّ هٰذَا الْجُزْءُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اکراہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے

مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِہٖۤ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْہِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ ۚ وَلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (پ۱۴ النحل ۱۰۶)

جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہو ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہوا ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ہدایہ میں ہے کہ یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ مشرکین نے ان کو پکڑ لیا انہیں مجبور کیا اور انہوں نے زبان سے کہہ دیا پھر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنے قلب کو کس حال پر پایا؟ عرض کی۔ میرا دل ایمان پر بالکل مطمئن تھا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ پھر ایسا کریں تو تم کو ایسا ہی کرنا چاہیے یعنی دل ایمان پر مطمئن رہنا چاہیے۔

تفسیر بیضاوی شریف میں ہے کہ عمار قریش نے عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والد یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو پکڑ کر دوپہر کو مجبور کیا ان کے والدین نے انکار کیا ان دونوں کو قتل کر ڈالا اور یہ دونوں پہلے دو شخص ہیں جو اسلام میں شہید کیے گئے اور عمار رضی اللہ عنہ نے زبان سے وہ کہہ دیا جو کفار نے چاہا تھا۔ کسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمار کافر ہو گیا۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ بے شک عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے بھرپور ہے ایمان اس کے گوشت و خون میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ اس کے بعد عمار رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں سے آنسو پونچھے اور فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا (جو روئے ہو) اگر وہ پھر ایسا کریں تو تم ویسا ہی کرنا اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْہُمْ تُقٰىۃً ؕ وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ ۝ (پ۳ اٰل عمران ۲۸)

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں مگر یہ کہ تم ان سے ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرماتا ہے۔

وَلَا تُکْرِہُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ؕ وَمَنْ یُّکْرِہْہُّنَّ فَاِنَّ اللّٰہَ مِنْۢ بَعْدِ اِکْرَاہِہِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (پ۱۸ النور ۳۳)

اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر جبکہ وہ بچنا چاہیں تاکہ تم دنیاوی زندگی کا کچھ مال چاہو اور جو انہیں مجبور کرے تو بیشک اللہ بعد اس کے کہ وہ مجبور کی گئی ہیں بخشنے والا مہربان ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

مسئلہ نمبر۱.....اکراہ جس کو لوگ جبر کرنا بھی بولتے ہیں اس کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے ساتھ ناحق ایسا فعل کرنا کہ وہ شخص ایسا کام کرے جس کو وہ کرنا نہیں چاہتا اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کرنے والے نے کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مکرہ اپنی مرضی کے خلاف کام کرے مگر وہ جانتا ہے کہ یہ شخص ظالم جابر ہے جو کچھ کہتا ہے کر گزرے گا میں نے نہ کیا تو مجھے مار ڈالے گا، اس صورت میں بھی اکراہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مجبور کرنے والے کو مکرہ اور جس کو مجبور کیا اس کو مکرہ کہتے ہیں۔ پہلی جگہ سے کوزہ، دوسری جگہ زہ۔

مسئلہ نمبر۲.....اکراہ کا حکم اس وقت متحقق ہوتا ہے جب ایسے شخص کی جانب سے ہو کہ وہ جس کی دھمکی دے رہا ہے اس کے کر ڈالنے پر قادر ہو جیسا دیتا جاتا کو کہ ان کے کہنے کے مطابق اگر نہ کرے تو یہ کام کر گزریں گے جس کی دھمکی دے رہے ہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۳.....اکراہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تام اور اس کو ملجی کہتے ہیں دوسری ناقص اس کو غیر ملجی بھی کہتے ہیں۔ اکراہ تام یہ ہے کہ مار ڈالنے یا عضو کاٹنے یا ضرب شدید کی دھمکی دی جائے۔ ضرب شدید کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جان یا عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو مثلاً کسی سے کہتا ہے کہ یہ کام کر ورنہ تجھے مار مار کے بیکار کر دوں گا، اکراہ ناقص یہ ہے کہ جس میں اس سے کم کی دھمکی ہو مثلاً پانچ جوتے مارو ں گا یا پانچ کوڑے ماروں گا یا، مکان میں بند کر دوں گا یا ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دوں گا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر۴.....اکراہ کی شرائط یہ ہیں۔ (1) مکرَہ اس فعل کے کرنے پر قادر ہو جس کی دھمکی دیتا ہو۔ (2) مکرِہ یعنی جس کو دھمکی دی گئی اس کا غالب گمان یہ ہو کہ اگر میں اس کام کو نہ کروں گا تو جس کی دھمکی دے رہا ہے کر گزرے گا۔ (3) جس کی دھمکی دی ہے وہ جان جاتا ہے یا عضو کاٹنا ہے یا ایسا غم پیدا کرنا جس کی وجہ سے وہ کام اپنی خوشی و رضامندی سے نہ ہو۔ (4) جس کو دھمکی دی گئی وہ پہلے سے اس کام کو نہ کرنا چاہتا ہو اور اس کا نہ کرنا خود اپنے حق کی وجہ سے ہو مثلاً اس سے کہا گیا کہ تو اپنا مال ہلاک کر دے یا بیچ دے اور یہ ایسا کرنا نہیں چاہتا یا کسی دوسرے شخص کے حق کی وجہ سے اس کام کو نہیں کرنا چاہتا مثلاً فلاں شخص کا مال ہلاک کر یہ حق شرع کی وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ مثلاً شراب بیچا نہ کرنا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۵.....شرط سوم میں بیان کیا گیا کہ ایسا غم پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے رضامندی سے کام کرنا نہ ہو یا کراہ کا اونٹی مرتبہ ہے اور اس میں سب لوگوں کی ایک حالت نہیں ہے۔ شریف آدمی کے لیے سخت کلامی ہی سے یہ بات پیدا ہو جائے گی اور کمینہ آدمی ہو تو جب تک اسے ضرب شدید کی نوبت نہ آئے معمولی طور پر مارنے اور گالی دینے کی بھی اسے پروا نہیں ہوتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶.....اکراہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسا کر دو نہ تمہارا مال لے لوں گا یا حاکم نے کہا یہ مکان میرے ہاتھ بیچ کر دو ورنہ تمہارے فریق کو دلا دوں گا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر۷.....قتل یا ضرب شدید یا جس مدید کی دھمکی کی وجہ سے اس نے یہ سب کام کر لیے تو مکرِہ کو ان عقود کے فسخ کرنے کا حق باقی رہتا ہے یعنی اکراہ جاتا رہنے کے بعد ان چیزوں کو فسخ کر سکتا ہے اور یہ حق باطل نہیں ہوتا نہ زیادت متصلہ یا زیادت منفصلہ متولدہ سے یہ حق باطل ہوتا ہے بلکہ وہ چیز اگر کہے بعد مکرِہ کے بہت سے ہاتھوں میں پہنچ گئی جب بھی یہ لے سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۸.....وہ ایک کوڑا مارنا ضرب شدید نہیں ہے مگر آلات تناسل اور آنکھ پر مارنا کہ ان پر ایک کوڑا بھی مارنا ضرب شدید ہے۔ جس مدید یہ کہ ایک دن سے زیادہ ہو۔ ذی عزت آدمی کے لیے ضرب غیر شدید اور جس غیر مدید میں وہی صورت ہے جو اوپر ان کے لیے ضرب شدید میں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۹.....اقرار میں مال قلیل و کثیر کا فرق ہے کہ مال قلیل کے اقرار میں ضرب غیر شدید سے بھی اکراہ پایا جائے گا اور مال کثیر میں ضرب شدید اقرار سے اکراہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مکرہ کی بیع نافذ ہے اگر چہ لازم نہیں۔ لازم اس وقت ہوگی کہ رضامندی سے اجازت دے دے قبضۂ مشتری جو کچھ اس بیع میں تصرف کرے گا وہ تصرفات صحیح ہوں گے اور مکرہ نے ثمن پر راضی خوشی قبضہ کیا یا بیع کو خوشی سے تسلیم کر دیا۔ تو اب وہ بیع لازم ہوگئی یعنی اب بیع کو فسخ نہیں کر سکتا ہو اگر قبضِ ثمن و تسلیم مبیع بھی اکراہ کے ساتھ ہو تو حق فسخ باقی رہے گا اور بہ ہر اکراہ ہو تو دوسرے سے موہوب لہ تیج کا مالک ہی نہیں ہوگا اور اس کے تصرفات صحیح نہیں ہوں گے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بائع نے اگر اکراہ کے ساتھ ثمن پر قبضہ کیا ہے تو فسخ بیع کی صورت میں ثمن واپس کر دے اگر اس کے پاس موجود ہے اور ہلاک ہو گیا ہے تو اس پر ضمان واجب نہیں کہ ثمن بائع کے پاس امانت ہے۔ (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... اکراہ کے ساتھ بیع اگر چہ بیع فاسد ہے مگر اس میں اور دوسری بیوع فاسدہ میں چند وجہ سے فرق ہے۔ (۱) بیع اجازت قولی یا فعلی کے بعد صحیح ہو جاتی ہے۔ دوسری بیعیں فاسدہ کی فاسد ہی رہتی ہیں۔ (۲) جس نے اس سے خریدا ہے اس کے تصرفات نافذ دیئے جائیں گے اگر چہ یکے بعد دیگرے کئی کئی ہوں۔ (۳) مبیع غلام تھا اور مشتری نے اسے آزاد کر دیا تو بائع کو اختیار ہے کہ مشتری سے یوم القبض کی قیمت لے یا یوم العتاق کی۔ (۴) اگر بائع پر اکراہ ہو تو ثمن کے پاس امانت ہے اور مشتری پر اکراہ ہو تو مبیع اس کے پاس امانت ہے اور بیع فاسد میں یہ چیز نہیں ہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مبیع اگر ہلاک ہو چکی ہے تو بائع اس کی قیمت لے گا یعنی تیج کی جو وہ بیع تھی قیمت ہوئی وہ مشتری سے وصول کرے گا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... بادشاہ کا کہہ دینا کہ اکراہ ہے اگر چہ وہ دھمکی نہ دے کہ اس کی مخالفت میں جان جانے کا یا اتلاف عضو کا اندیشہ ہے۔ یونہی جن لوگوں سے اس قسم کا اندیشہ ہو ان کا کہہ دینا کہ اکراہ ہے اگر چہ دھمکی نہ دیں۔ بعض شوہر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کا خلاف کرنے میں عورت کو اسی قسم کا اندیشہ ہوتا ہے ایسے شوہر کا کہنا بھی اکراہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... معاذ اللہ شراب پینے یا خون پینے یا مردار گوشت کھانے یا سور کا گوشت کھانے پر اکراہ کیا گیا اگر وہ غیر ملجی ہے یعنی جس ضرب کی دھمکی ہے تو ان چیزوں کا کھانا پینا جائز نہیں۔ البتہ شراب پینے میں اس صورت میں حد نہیں ماری جائے گی کہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور اگر وہ اکراہ ملجی ہے یعنی قتل یا قطع عضو کی دھمکی ہے تو ان کاموں کا کرنا جائز بلکہ فرض ہے اور اگر صبر کیا ان کاموں کو نہیں کیا اور مار ڈالا گیا تو گنہگار ہوا کہ شرع نے ان صورتوں میں اس کے لیے یہ چیزیں کی تھیں جس طرح بھوک کی شدت اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں مباح ہیں۔ ہاں اگر اس کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ اس حالت میں ان چیزوں کا استعمال شرعاً جائز ہے اور ناواقفی کی وجہ سے استعمال نہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو گناہ نہیں۔ یونہی اگر استعمال نہ کرنے سے کافر کو غیظ و غضب میں ڈالنا مقصود ہو تو کرنا نہیں۔ (درمختار و عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... معاذ اللہ کفر کرنے پر اکراہ ہوا اور قتل یا قطع عضو کی دھمکی دی گئی تو اس شخص کو صرف ظاہری طور پر اس کفر کے کرنے کی رخصت ہے اور دل میں وہی یقین ایمان قائم رکھنا لازم ہے جو پہلے تھا اور اس شخص کو چاہیے کہ اپنے قول و فعل میں توریہ کرے یعنی اگر چہ اس فعل یا قول کا ظاہر کفر ہے مگر اس کی نیت ایسی ہو کہ کفر نہ ہے مثلاً اس کو مجبور کیا گیا کہ بت کو سجدہ کرے یا اس نے سجدہ کیا تو یہ نیت کرے کہ خدا کو سجدہ کرتا ہوں یا سر کار رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کرنے پر مجبور کیا گیا تو کسی دوسرے شخص کی نیت کرے جس کا نام محمد ہو اور اگر اس شخص کے دل میں توریہ کا خیال آیا مگر توریہ نہ کیا یعنی خدا کے لیے سجدہ کی نیت نہیں کی تو یہ شخص کافر ہو جائے گا اور اس کی عورت نکاح سے خارج ہو جائے گی اور اس شخص کو توریہ کا جیسا ہی نہیں آیا کہ توریہ کرتا اور بت کو ہی سجدہ کیا مگر دل سے اس کا منکر ہے تو اس صورت میں کافر نہیں ہوگا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... کفر کرنے پر مجبور کیا گیا اور کفر نہ کیا اس وجہ سے قتل کر دیا گیا تو ثواب پائے گا اسی طرح نماز یا روزہ توڑنے یا نماز نہ

پڑھنے یا روزہ نہ رکھنے پر مجبور کیا گیا یا حرم میں شکار کرنے یا حالتِ احرام میں شکار کرنے یا جس چیز کی حرمت قرآن سے ثابت ہو اس کے چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے اس کے خلاف کیا جو کہ کرانا چاہتا تھا اور قتل کر ڈالا گیا ان سب میں ثواب کا مستحق ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... روزہ دار مسافر یا مریض ہے جس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یہ اگر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو روزہ توڑ دے اور نہ توڑا یہاں تک کہ قتل کر ڈالا گیا تو گنہگار ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... رمضان میں دن کے وقت کھانے پینے یا بیوی سے جماع کرنے پر اکراہ ہوا اور روزہ دار نے ایسا کرلیا تو اس پر روزہ کی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... اگر اکراہ غیر ملجی ہو تو کفر کا اظہار نہیں کرسکتا اس صورت میں اظہارِ کفر کی رخصت نہیں ہے کہ غیر ملجی اس کے حق میں اکراہ ہی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... اس پر مجبور کیا گیا کہ کسی مسلم یا ذمی کے مال کو تلف کرے اور وہ کسی بھی قتل یا قطع عضو کی بہ تلف کرنے کی اس کے لیے رخصت ہے اور اگر اس نے تلف نہ کیا اور اس کے ساتھ وہ کر ڈالا گیا جس کی وہ کسی دی تھی تو ثواب کا مستحق ہے اور اگر اس نے مال تلف کر ڈالا تو مال کا تاوان مجبور کرنے والے کے ذمہ ہے کہ یہ شخص اس کے لیے بمنزلہ آلہ کے ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... اس پر مجبور کیا گیا کہ فلاں شخص کو قتل کر ڈال یا اس کا عضو کاٹ ڈال یا اس کو گالی دے اگر تو ایسا نہ کیا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا تیرا عضو کاٹ ڈالوں گا۔ تو اس کو ان باتوں کے کرنے کی اجازت نہیں ہے اگر اس کے کہنے کے موافق کرے گا گنہگار ہوگا اور تصاص مجبور کرنے والے سے لیا جائے گا کہ وہ اس کے لیے بمنزلہ آلہ کے ہے۔ جس کے عضو کاٹنے پر اسے مجبور کیا گیا اس نے اس کو اجازت دے دی کہ ہاں تو ایسا کر لے اب بھی اس کو اجازت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... اگر اس کو مجبور کیا گیا کہ تو اپنا عضو کاٹ ڈال ورنہ میں تجھے قتل کر ڈالوں گا تو اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہے اور اگر اس کو مجبور کیا گیا تو خودکشی کرلے ورنہ میں تجھے مار ڈالوں گا اس کو خودکشی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۴..... اکراہ ہوا کہ تو اپنے کو تلوار سے قتل کر ورنہ میں تجھ مار ڈالوں گا اس کو خودکشی کرنے کی اجازت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... اکراہ ہوا کہ تو اپنے کو تلوار سے قتل کر ورنہ میں تجھے اتنے کوڑے ماروں گا کہ مر جائے یا نہایت بری طرح سے قتل کروں گا تو اس صورت میں خودکشی کرنے میں گناہ نہیں کہ اس سخت اور تکلیف دے پہلو کے لیے خودکشی کرنا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... زنا پر اکراہ ہوا خواہ اکراہ ملجی ہو یا غیر ملجی زنا کی اجازت نہیں مگر اس زنا کی اجازت ہے اکراہ ملجی میں حد نہیں اور عورت کو مجبور کیا گیا وہ اکراہ ملجی ہے تو اسے رخصت ہے اور غیر ملجی ہے تو رخصت نہیں اور عورت سے اکراہ غیر ملجی میں ساقط ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... لواطت پر اکراہ ہوا اکراہ ملجی ہو یا غیر ملجی ہر صورت اس کی اجازت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... عورت کو زنا پر مجبور کیا اور اس نے مرد کو کاٹ دیا تو عورت بھی گنہگار ہے اور قاتل ہوئی اور اس کے ساتھ کر لیا گیا تو عورت گنہگار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... زنا پر اکراہ ہوا اس نے زنا نہیں کیا اور قتل کر دیا گیا اس کو ثواب ملے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... نکاح طلاق وعتاق پر اکراہ ہوا یعنی دھمکی دے کر ایجاب یا قبول کرایا یا طلاق کے الفاظ کہلوائے یا غلام کو آزاد کرایا تو یہ سب صحیح ہو جائیں گے اور غلام کی قیمت مکرہ سے وصول کرسکتا ہے اور طلاق کی صورت میں اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو نصف مہر وصول کرسکتا ہے اور مدخولہ ہے تو کچھ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱.....شوہر نے بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کیا اور اکراہ ملجی ہے تو عورت شوہر سے کچھ نہیں لے سکتی اور غیر ملجی ہے تو نصف مہر لے سکتی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۲.....نکاح میں مہر ذکر نہ کیا اور اکراہ کے ساتھ طلاق دلوائی گئی تو شوہر پر متعہ واجب ہے۔ جس کا بیان کتاب الطلاق میں گزرا اور مکروہ اس کو وصول کرے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۳.....ایک طلاق دینے پر اکراہ ہوا اور اس نے تین طلاقیں دے دیں اور عورت غیر مدخولہ ہے تو مکروہ سے نصف مہر واپس نہیں لے سکتا۔

مسئلہ نمبر ۳۴.....اس پر اکراہ ہوا کہ زوجہ کو تفویض طلاق کر دے یا اس کی طلاق فلاں شخص کے اختیار میں دے دے اس نے ایسا ہی کر دیا اور زوجہ یا اس شخص نے طلاق دے دی طلاق ہو جائے گی اور غیر مدخولہ ہے تو نصف مہر مکروہ سے وصول کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵.....مریض نے اپنی عورت کو مجبور کیا کہ وہ اس سے طلاق بائن کی درخواست کرے تو عورت نے اس سے کہا کہ تو مجھے طلاق بائن دے دے اس نے دے دی اور عدت ہی میں وہ شخص مر گیا عورت وارث ہوگی اور اگر عورت نے دو طلاق بائن کی درخواست کی تو وارث نہیں ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶.....عورت کو مجبور کیا گیا ایک ہزار کے بدلے میں شوہر کی طلاق قبول کرے اس نے قبول کر لی۔ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اس پر روپے واجب نہیں ہوں گے اور اگر ایک ہزار پر خلع کے لئے عورت پر اکراہ ہوا اور اس نے خلع کر لیا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور مال واجب نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷.....ایک شخص کو مجبور کیا گیا کہ فلانی عورت سے دس ہزار مہر پر نکاح کرے اور اس عورت کا مہر مثل ایک ہزار ہے اس نے دس ہزار پر نکاح کیا نکاح صحیح ہے مگر مہر ایک ہزار واجب ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸.....ایک شخص ہزار روپے پر خلع کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس کی عورت کا مہر چار ہزار ہے اس نے خلع کر لیا عورت خلع کرانے پر مجبور نہیں کی گئی تو ایک ہزار پر خلع ہو گیا عورت کے ذمہ یہ روپے لازم ہوں گے اور مرد مجبور کرنے والے سے کچھ نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹.....اکراہ کے ساتھ یہ سب چیزیں صحیح ہیں۔ نذر یمین ظہار رجعت ایلاء یعنی اس کو مت مانے پر مجبور کیا کہ نماز یا روزہ یا صدقہ یا حج کی منت مانے اور اس نے منت مان لی تو منت پوری کرنی ہوگی۔ یونہی ظہار کیا تو لغیر کفارہ عورت سے قربت جائز نہ ہوگی اور ایلاء کیا تو اس کے احکام بھی جاری ہوں گے اور رجعت کر لی تو رجعت ہوگی اور ایلاء کیا قطیا کرنے پر مجبور کیا گیا نے ہو گئی۔ (عالمگیری و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۰.....عورت سے ظہار کیا قاضی کو مجبور کیا گیا کہ ظہار کے کفارہ میں یا غلام آزاد کرے اس پر اس نے غلام آزاد کیا اگر یہ غلام غیر معین ہے جب تو کچھ نہیں کیا اس نے اپنا فرض ادا کیا اور اگر معین غلام کو آزاد کیا تو وہ صورتیں ہیں۔ وہی سب سے گھٹیا اور کم درجہ کا ہے جب بھی مکروہ نہ ہوا اور جب نہیں اور اگر دوسرے غلام اس سے گھٹیا ہیں تو مکروہ اس کی قیمت واجب ہے اور کفارہ ادا نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۱.....قسم کے کفارہ دینے پر مجبور کیا گیا اور یہ معین نہ کیا کہ وہ کونسا کفارہ دے یا کفارہ صحیح ہے اور اگر معین کر دیا ہے اور اس سے کم درجہ کا کفارہ دے سکتا تھا تو مکروہ نہ ہوا اور کفارہ واجب ہے اور کفارہ صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۲.....اکراہ کے ساتھ اسلام صحیح ہے۔ (ردالمحتار) یعنی اس نے اگر اکراہ کی وجہ سے اسلام ظاہر کیا تو جب تک اس سے کفر ظاہر نہ ہو اس کو کافر نہ کہیں گے اس لئے کہ یہ کیسے کر یقین کیا جا سکتا ہے کہ اس نے محض خوف سے ہی اسلام ظاہر کیا ہے دل میں اس کے اسلام نہیں ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں ایک کافر نے مسلمان پر حملہ کیا اور جب مسلمان نے حملہ کیا تو اس نے کلمہ پڑھا انہوں نے یہ خیال کر کے یہ

محض تلوار کے خوف سے اسلام ظاہر کیا ہے بلکہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر ڈالا جب حضور اقدس ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو نہایت شدت سے انکار فرمایا۔ اسلام صحیح ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ محض منہ سے کہہ دینے سے ہی وہ حقیقتاً مسلمان ہے کہ اسلام حقیقی تو دل سے تصدیق کا نام ہے ہر صرف منہ سے بولنا کیا مفید ہو سکتا ہے جبکہ دل میں تصدیق نہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۴۳..... اکراہ کے ساتھ اس نے دین معاف کرایا گیا یا قتل کیا گیا کوڑی کرایا گیا یا شیخ کو طلب شفعہ سے روک دیا گیا یا کسی کو جبراً مرتد بنایا یا یہ سب چیزیں اکراہ سے نہیں ہو سکتیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۴..... قاضی نے مجبور کر کے کسی چوری یا قتل عمد کا اقرار کرایا اور اس قرار پر اس کا ہاتھ کاٹا گیا یا قصاص لیا گیا اگر وہ شخص نیک ہے تو قاضی سے قصاص لیا جائے گا اور اگر چوری یا قتل میں متہم ہے مشہور ہے کہ چور ہے تو قاتل ہے تو قاضی سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۵..... شوہر نے عورت کو دھمکی دی کہ مہر معاف کر دے یا ہبہ کر دے ورنہ تجھے ماروں گا اس نے ہبہ کر دیا یا معاف کر دیا اگر شوہر اس کے مارنے پر قادر ہے تو ہبہ اور معاف کرنا صحیح نہیں اور اگر یہ دھمکی دی کہ ہبہ کر دے اور نہ طلاق دے دوں گا یا دوسرا نکاح کروں گا تو یہ اکراہ نہیں اس صورت میں ہبہ کرنے پر تو صحیح ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۶..... شوہر نے عورت کو اس کے ماں باپ کے یہاں جانے سے روک دیا کہ جب تک مہر نہ بخشے گی جانے نہیں دوں گا یہ بھی اکراہ کے حکم میں ہے کہ اس حالت میں بخشنا صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۷..... ایک شخص کو دھمکی دی گئی کہ وہ اپنی فلاں چیز زید کو ہبہ کر دے اس نے زید و عمر دونوں کو ہبہ کر دی تو عمر کے حق میں ہبہ صحیح ہے اور زید کے حق میں ہبہ صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۸..... ایک شخص کو کھانا کھانے پر اکراہ کیا گیا اور وہ کھانا بھی خود اسی کا ہے اگر وہ بھوکا ہے تو کچھ نہیں کہ اپنی چیز کا کفارہ خود اسی کو پہنچا ہے اور اگر سودہ تھا تو عمرہ سے تاوان لے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۹..... بہت سے مسلمان کافروں نے گرفتار کر لیے ہیں ان کافروں کا جو مسئلہ ہے یہ کہتا ہے کہ اگر تم اپنی لونڈی زنا کے لیے دو تو ایک ہزار قیدی رہا کیے دیتا ہوں قیدی چھڑانے کے لیے اس کو لونڈی دینا حلال نہیں۔ اللہ عزوجل ان اسیروں کے لیے کوئی سبب پیدا کر دے گا یا انہیں اس مصیبت پر صبر و اجر دے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۰..... اس سے اسلام کی مخالفت و پالیسی کا اندازہ کرنا چاہیے کہ ایک ہزار آدمی کفار کے ہاتھ سے چھڑانے کے لیے بھی اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا کہ مسلمان اپنی لونڈی کو بھی زنا کے لیے دے بخلاف دیگر مذاہب کے انہوں نے بہت معمولی باتوں کے لیے اپنی بیویاں اور لڑکیاں پیش کر دیں چنانچہ تاریخ عالم اس پر شاہد ہے معلوم ہوا کہ کفار کو جب کبھی کامیابی ہوئی تو اسی قسم کی حرکات سے۔

مسئلہ نمبر ۵۱..... چوروں نے کسی کو مجبور کیا کہ تمہارا مال کہاں ہے بتاؤ ورنہ ہم قتل کر ڈالیں گے اس نے نہیں بتایا انہوں نے قتل کر ڈالا یہ شخص گنہگار نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۲..... مرد و عورت دونوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ لوگوں کے سامنے ایک ہزار پر طلاق دوں گا اور طلاق دینا مقصود نہ ہوگا محض لوگوں کے دکھانے کے لیے ایسا کیا جائے گا چنانچہ لوگوں کے سامنے ایک ہزار پر طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور مال لازم نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

حجر کا بیان

اللہ ﷻ فرماتا ہے

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ (پ۴، النساء ۵، ۶)

اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا اور انہیں اس میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

امام محمد ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ دارقطنی رضی اللہ عنہم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص فریبِ فروخت میں دھوکہ کھایا کرتا تھا ان کے گھر والوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان کو مجور کر دیجئے۔ ان کو بلا کر حضور نے بیع سے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں بیع سے صبر نہیں کر سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر بیع کو تم نہیں چھوڑتے تو جب بیع کرو یہ کہہ دیا کرو کہ دھوکہ نہیں ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا۔ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے سوتے سے یہاں تک کہ بیدار ہو۔ اور بچہ سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور مجنوں سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے۔

مسئلہ نمبر ۱..... کسی شخص کے تصرفات قولیہ روک دینے کو حجر کہتے ہیں۔ انسان کو اللہ ﷻ نے مختلف مراتب پر پیدا فرمایا ہے کسی کو سمجھ بوجھ اور دانائی و ہوشیاری عطا فرمائی اور بعض کی عقلوں میں فتور اور کمزوری رکھی جیسے مجنون اور بچے کہ ان کی فہم و عقل میں جو کچھ قصور ہے وہ مخفی نہیں اگر ان کے تصرفات نافذ ہو جایا کریں۔ اور بسا اوقات یہ اپنی کم فہمی سے ایسے تصرفات کر جاتے ہیں جو خود ان کے لیے مضر ہیں تو انہیں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔ لہٰذا اس کی رحمت کا ملہ نے ان کے تصرفات کو روک دیا کہ ان کو ضرر نہ پہنچنے پائے۔ باندی غلام کی عقل میں فتور نہیں ہے مگر یہ خود اور جو ان کے پاس ہے سب مولیٰ ہی کا ہے لہٰذا ان کو اپنی ملک میں تصرف کرنے کا کیا حق ہے۔

مسئلہ نمبر ۲..... حجر کے اسباب تین ہیں۔ ایک جنون رقیت یہ دونوں کا آزاد عاقل بالغ کو کاشی مجبور نہیں کر سکتا ہاں اگر کسی شخص کے تصرفات کا ضرر عام لوگوں کو پہنچتا ہو تو اس کو روک دیا جائے مثلاً طبیب جاہل کو فن طب میں مہارت نہیں رکھتا اور علاج کرنے کو بیٹھ جاتا ہے لوگوں کو دوائیں دے کر ہلاک کرتا ہے تو آج کل بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص یا مدرسہ میں طب پڑھ لیتے ہیں اور علاج و معالجہ کے ساتھ بھی نہیں پڑتا۔ دو تین برس کے بعد سند طب حاصل کر کے مطب کھول لیتے ہیں اور ہر طرح کے مریض پر ہاتھ ڈال دیتے ہیں مرض کو سمجھ میں آیا ہو یا نہ آیا ہو نسخے پلانا شروع کر دیتے ہیں وہ اس کو کہتے کہ سرسام سمجھتے ہیں کہ میری سمجھ میں مرض نہیں آیا ایسوں کو علاج کرنا کب جائز و درست ہے۔ علاج کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مدت دراز تک استاد کامل کے پاس بیٹھے اور ہر قسم کا علاج دیکھے اور استاد کی موجودگی میں علاج کرے اور طریق علاج کو استاد پر پیش کرتا رہے جب استاد کی سمجھ میں آ جائے کہ یہ شخص اب علاج میں ماہر ہو گیا ہے تو علاج کی اجازت دے۔ آج کل تعلیم اور امتحان کی سندوں کو علاج کے لیے کافی سمجھتے ہیں مگر یہ غلطی ہے اور سخت غلطی ہے۔

اسی کی دوسری مثال جاہل مفتی ہے کہ لوگوں کو غلط فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی کرتا ہے۔ طبیب ہی کی طرح آج کل مولوی بھی ہو رہے ہیں کہ جو کچھ اس زمانہ میں مدارس میں تعلیم ہے وہ ظاہر ہے اول تو درس نظامی جو ہندوستان (پاکستان) کے مدارس میں عموماً جاری ہے اس کی تکمیل کرنے والے بھی بہت قلیل افراد ہوتے ہیں عموماً کچھ معمولی پڑھ کر سند حاصل کر لیتے ہیں اور اگر پورا درس نظامی بھی پڑھا

تو اس پڑھنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اب اتنی استعداد ہو گئی کہ کتابیں دیکھ کر محنت کر کے علم حاصل کر سکتا ہے۔ اور نہ درسِ نظامی میں دینیات کی جتنی تعلیم ہے بظاہر اس کے ذریعہ سے کتنے مسائل پر عبور ہو سکتا ہے مگر ان میں اکثر کو اتنا سمجھا کہ پایا گیا ہے کہ اگر کسی نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تو یہ کہا ہی نہیں جانتے کہ مجھے معلوم نہیں یا کتاب دیکھ کر بتائوں گا کہ اس میں وہ اپنی توہین جانتے ہیں، انگلش پڑھ جو ہی میں آیا کہہ دیا۔ صحابہ کبار و ائمہ اعلام کی زندگی کی طرف اگر نظر کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ باوجود زبردست پایہ اجتہاد رکھنے کے بھی وہ کبھی ایسی جرات نہیں کرتے تھے جو بات نہ معلوم ہوتی تھی، اس کی نسبت صاف فرمادیا کرتے کہ مجھے معلوم نہیں ان نو آموز مسلولیوں کو ہم خیر خواہانہ نصیحت کرتے ہیں کہ تکمیل درسِ نظامی کے بعد فقہ و اصول و کلام و حدیث و تفسیر کا بکثرت مطالعہ کریں اور دین کے مسائل میں جسارت نہ کریں جو کچھ دین کی باتیں ان پر منکشف و واضح ہو جائیں ان کو بیان کریں اور جہاں اشکال پیدا ہو اس میں کامل غور و فکر کریں۔ خود واضح نہ ہو تو دوسروں کی طرف رجوع کریں کہ علم کی بات پوچھنے میں کبھی عار نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر ۳..... مجنون قوی ہو یا ضعیف مجبر کے لیے سبب ہے۔ معتوہ جس کو بہرا کہتے ہیں وہ ہے جو کم سمجھ ہو اس کی باتوں میں اختلاط ہو اوٹ پٹانگ باتیں کرتا فاسد قصد ہو مجنون کی طرح لوگوں کو مارتا گالی دیتا نہ ہو یہ معتوہ اس پچے کے حکم میں ہے جس کو تمیز ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... مجنون نہ طلاق دے سکتا ہے نہ اقرار کر سکتا ہے اسی طرح نابالغ کہ نہ اس کی طلاق صحیح نہ اقرار۔ مجنوں اگر ایسا ہے کہ کبھی کبھی اسے افاقہ ہو جاتا ہے اور افاقہ بھی پورے طور پر ہوتا ہے تو اس حالت میں اس پر جنون کا حکم نہیں اور اگر افاقہ ایسا ہے کہ عقل ٹھکانے پر نہیں آئی ہوتا نابالغ عاقل کے حکم میں ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... غلام طلاق بھی دے سکتا ہے اور اقرار بھی کر سکتا ہے مگر اس کا اقرار اس کی ذات تک محدود ہے لہٰذا اگر مال کا اقرار کرے گا تو آزاد ہونے کے بعد اس سے وصول کیا جا سکتا ہے اور حد و قصاص کا اقرار کرے گا تو فی الحال قائم کر دیں گے آزاد ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۶..... نابالغ نے ایسا معاملہ کیا جس میں نفع و ضرر دونوں ہوتے ہیں جیسے خرید و فروخت کہ نہ ہمیشہ اس میں نفع ہوتا ہے اور نہ ہمیشہ ضرر اگر وہ خریدنے اور بیچنے کے معنی جانتا ہو کر لیا ہے کہ دوسرے کی چیز ہماری ہو جائے گی اور اپنا یہ کپڑا اپنی چیز نہ رہے گی دوسرے کی ہو جائے گی تو اس کا معاملہ ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا رد کر دے گا باطل ہو جائے گا اور اگر اتنا بھی نہ جانتا ہو کہ بیچنا اور خریدنا کسے کہتے ہیں تو اس کا معاملہ باطل ہے ولی کے جائز کرنے سے بھی جائز نہیں ہوگا۔ مجنون کا بھی یہی حکم ہے۔ (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... فعل میں جبر نہیں ہوتا یعنی ان کے افعال کو کالعدم نہیں سمجھا جائے گا بلکہ ان کا اعتبار کیا جائے گا لہٰذا نابالغ یا مجنون نے کسی کی کوئی چیز تلف کر دی تو ضمان واجب ہے فی الحال ضمان وصول کیا جائے گا یہ نہیں کہ جب وہ بالغ ہو یا مجنون ہوش میں آئے اس وقت ضمان وصول کریں یہاں تک کہ اگر ایک دن کے بچے نے کروڑ کی کسی شخص کی شیشہ کی کوئی چیز توڑی یا توڑ ڈالی اس کا بھی ضمان دینا ہوگا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... بچے نے کسی سے قرض لیا یا اس کے پاس کوئی امانت رکھی گئی یا اس کے ساتھ کوئی چیز بیع کی گئی اور یہ سب کام ولی کی بغیر اجازت ہوئے اور بچے نے وہ چیز تلف کر دی تو ضمان واجب نہیں۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۹..... آزاد عاقل بالغ پر حجر نہیں کیا جا سکتا کہ مشتلا وہ سفیہ ہے مال کو بیجا خرچ کرتا ہے عقل و شرع کے خلاف وہ اپنے مال کو برباد کرتا ہے۔ گانے بجانے والوں کو دے دیتا ہے تماشہ بازی کرنے والوں کو دیتا ہے کبوتر بازی میں مال ضائع کرتا ہے بیش قیمت کبوتر خرید تا ہے پتنگ بازی میں آتش بازی میں اور طرح طرح کی بازیوں میں مال ضائع کرتا ہے۔ خرید و فروخت میں چل ٹوٹے میں پڑتا ہے کہ ایک روپیہ کی چیز ہے دس پانچ میں خریدی دس کی چیز ہے بلا وجہ ایک روپیہ میں بیچ لعنت کی وجہ سے یا دین ہے اس وجہ سے اس پر حجر نہیں ہو سکتا۔ مگر حاکم جس کے

نزدیک ان صورتوں میں جبر کیا جا سکتا ہے اور صاحبین ہی کے قول پر یہاں فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... سفیہ یعنی جس آزاد عاقل پر جبر ہو اس کے وہ تصرفات جو فسخ کا احتمال رکھتے ہیں اور جن سے باطل ہو جاتے ہیں۔ انہیں میں جبر کا اثر ہوتا ہے کہ یہ شخص بالغ عاقل کے حکم میں ہوتا ہے اور جو تصرفات ایسے ہیں کہ نہ فسخ ہو سکیں اور نہ جن سے باطل ہوں ان میں جبر کا اثر نہیں ہوتا۔ لہٰذا نکاح، طلاق، عتاق، عتیلہ، ذمہ پر واجب زکوٰۃ و نظرہ حج وغیرہ عبادات جو بے اپ دادا کی ولایت کا زائل ہونا، نفقہ میں فسخ کرنا یعنی اپنے اور مال و عیال پر اور ان لوگوں پر خرچ کرنا جن کا نفقہ ان کے ذمہ ہے۔ نیک کاموں میں ایک تہائی تک وصیت کرنا۔ عبادات کا اقرار کرنا یہ چیزیں وہ ہیں کہ باوجود جبر بھی صحیح ہیں اور ان کے علاوہ جن میں مال کا اتلاف ہے وہ قاضی کی اجازت سے کر سکتا ہے یعنی قاضی اگر ماذون کر دے تو ماذون ہو جائیں گے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بالغ جس کا مال ولی یا وصی کے قبضہ میں تھا وہ بالغ ہوا اور اس کی حالت اچھی معلوم ہوتی ہے اور چال چلن ٹھیک ہیں۔ (یہاں نیک چلنی کے صرف یہ معنی ہیں کہ مال کو ضائع نہ کرتا ہو۔ بروقع خرچ کرنے والا ہو اور جھوٹ وغیرہ کو فسق کہتے ہیں) تو اس کے سوال سے دے دیئے جائیں اور اگر چال چلن اچھے نہ ہوں تو اموال نہ دیئے جائیں جب تک اس کی عمر پچیس سال کی نہ ہو جائے اور اس کے تصرفات پچیس سال سے قبل بھی ماذون ہوں گے اور اس کی عمر تک پہنچنے کے بعد بھی اس میں رشد ظاہر نہ ہو تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اب مال دے دیا جائے وہ جو چاہے کرے مگر صاحبین فرماتے ہیں کہ اب بھی نہ دیا جائے۔ جب تک رشد ظاہر نہ ہو مال سپرد نہ کیا جائے۔ اگر پچاس کی عمر ہو سال کی ہو جائے۔ (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... بالغ ہونے کے بعد نیک چلن تھا اور اموال دے دیئے گئے اب اس کی حالت خراب ہو گئی تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو نہیں ہو سکتا مگر صاحبین کے نزدیک مجور کر دیا جائے جیسا اوپر مذکور ہوا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۳..... کسی شخص پر کثرت سے دین ہو گئے قرض خواہوں کو اندیشہ ہے کہ اگر اس نے اپنے اموال کو بہہ کر دیا یا صدقہ کر دیا اور کسی طرح خرچ کر ڈالا تو ہم اپنے دین کیونکر وصول کریں گے انہوں نے قاضی سے مجور کرنے کی درخواست کی تو ایسے شخص کو قاضی مجور کر دے گا اب اس کے تصرفات بیع وغیرہ ماذون نہیں ہوں گے اور قاضی اس کے اموال کو بیچ کر کے دین ادا کرے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک شخص مفلس (دیوالیہ) ہو گیا اس کے پاس کچھ وہ چیزیں جن کو اس نے خریدا ہے اور ثمن بالغ کو نہیں دیا ہے تو یہ چیزیں تنہا بالغ کو نہیں ملیں گی بلکہ اس میں دیگر قرض خواہ بھی شریک ہیں جتنی بالغ کے حصہ میں آئے اتنی ہی لے سکتا ہے اور اگر اس نے اب تک اس چیز پر قبضہ ہی نہیں کیا ہے یا بغیر اجازت قبضہ کر لیا ہے تو تنہا بالغ اس کا حق دار ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... مدیون کا دین فتویٰ دے دیا گیا ہے کہ ادا ہو تو دیگر سامان سے اور ان سے بھی نہ ہو تو جائیداد غیر منقولہ سے اور صرف ایک جوڑا کپڑے کا اس کے لیے چھوڑ دیا جائے باقی سب اموال دین میں صرف کر دیئے جائیں۔ (عالمگیری)

بلوغ کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... لڑکے کو جب احتلام ہو گیا وہ بالغ ہو گیا۔ وہ کسی طرح ہو سوتے میں ہو جس کو احتلام کہتے ہیں یا بیداری کی حالت میں ہو۔ اور منزال نہ ہو تو جب تک اس کی عمر پندرہ سال کی نہ ہو بالغ نہیں جب پورے پندرہ سال کا ہو گا تو اب بالغ ہے علامت بلوغ پائے جائیں یا نہ پائے جائیں۔ لڑکے کے بلوغ کے لیے کم سے کم مدت بارہ سال کی ہے یعنی اگر اس مدت سے قبل وہ اپنے کو بالغ بتائے اس کا قول معتبر نہ ہوگا۔ (عالمگیری وردالمحتار)

مسئلہ نمبر۲.....لڑکی کا بلوغ حلام سے ہوتا ہے۔ یا حمل سے یا حیض سے ان تینوں سے جو بات بھی پائی جائے وہ بالغ قرار پائے گی اور ان میں سے کوئی بات نہ پائی جائے تو جب تک پندرہ سال کی عمر نہ ہو جائے بالغ نہیں اور کم سے کم اس کا بلوغ نو سال میں ہوگا۔ اس سے کم عمر میں ہو اور اپنے کو بالغہ کہتی ہو تو معتبر نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر۳.....لڑکے کی عمر بارہ سال یا لڑکی کی عمر ۹ سال کی ہو اور وہ اپنے کو بالغ بتاتے ہیں اگر ظاہر حال ان کے تکذیب نہ کرتا ہو گمان کے ہم عمر بالغ ہوں تو ان کی بات مان لی جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۴..... جب ان کا بلوغ ہونا تسلیم کر لیا گیا تو بالغ کے جتنے احکام ہیں ان پر جاری ہوں گے اور اس کے بعد وہ اپنے بالغ ہونے سے انکار کرے بھی تو معتبر نہ ہوگا اگرچہ یہ احتمال ہے کہ وہ بالغ ہوا اس کی نیچ وقسیم نہیں توڑی جائیں گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۵.....جس لڑکے کی عمر بارہ سال کی ہو اس کے ہم عمر بالغ ہوں اس نے اپنی عورت سے جماع کیا اور عورت کے کچھ پیدا ہوا تو اس کے بلوغ کا حکم دیا جائے گا اور بچہ ثابت النسب ہوگا۔ (عالمگیری)

ماذون کا بیان

جبر سے تصرفات نہیں کر سکتا تھا جس کا بیان گزرا اس جبر کے دور کرنے کو اذن کہتے ہیں یہاں صرف ان مسائل کو بیان کرنا ہے جن کا تعلق نابالغ یا معتوہ سے ہے غلام ماذون کے مسائل ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ نمبر۱.....نابالغ کے تصرفات تین قسم ہیں۔ (1) نافع محض یعنی وہ تصرف جس میں صرف نفع ہی نفع ہے جیسے اسلام قبول کرنا۔ کسی نے کوئی چیز ہبہ کی اس کو قبول کرنا۔ اس میں ولی کی اجازت درکار نہیں۔ (2) ضار محض جس میں خالص نقصان ہو یعنی دنیوی مضرت ہو اگرچہ آخرت کے اعتبار سے مفید ہو جیسے صدقہ وقرض تمام کو آزاد کرنا۔ زوجہ کا طلاق دینا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ولی اجازت دے تو بھی نہیں کر سکتا بلکہ خود بھی بالغ ہونے کے بعد اپنی نابالغی کے ان تصرفات کو نافذ کرنا چاہے نہیں کر سکتا۔ اس کا باپ یا قاضی ان تصرفات کو کرنا چاہیں تو بھی نہیں کر سکتے۔ بعض وہ ہے جو نہ ضار ہے نہ نافع جیسے نکاح اجارہ۔ نکاح یا اذن ولی پر موقوف ہیں (درمختار وغیرہ) نابالغ سے مراد ہے جو خرید وفروخت کا مطلب سمجھتا ہو جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے اور جو اتنا بھی نہ سمجھتا ہو اس کے تصرفات کا اعتبار نہیں۔ معتوہ کے بھی یہی احکام ہیں جو نابالغ سمجھ والے کے ہیں۔

مسئلہ نمبر۲.....جب ولی نے نیچ کی اجازت دے دی تو اس نے جس قیمت پر بھی خرید وفروخت کی ہو جائز ہے اور اذن سے قبل جو عقد کیا ہے وہ اذن پر موقوف ہے ولی کے نافذ کرنے سے نافذ ہو گا اور اذن کے بعد وہ ان تصرفات میں آزاد بالغ کی مثل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۳.....نابالغ غیر ماذون نے نیچ کی تھی اور ولی نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا تھا یہاں تک کہ یہ خود بالغ ہو گیا تو اب اجازت ولی پر موقوف نہیں ہے یہ خود نافذ کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۴.....ولی باپ ہے باپ کے مرنے کے بعد اس کا وصی پھر دادا پھر اس کا وصی پھر اس وصی کا وصی پھر جو دنیا یا قاضی یا وہ جس کو قاضی نے وصی مقرر کیا ہو ان تینوں میں تقدیم تاخیر نہیں ان تینوں میں سے جو تصرف کرے گا نافذ ہوگا (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۵.....چچا اور بھائی اور ماں یا اس کے وصی کو ولایت نہیں ہے تو بہن پھوپھی خالہ کے کیا ہوتی۔ (عالمگیری) یہاں مال کی ولایت کا ذکر ہے نکاح کا ولی کون ہے اس کو ہم کتاب النکاح میں بیان کر چکے ہیں وہاں سے معلوم کریں۔

مسئلہ نمبر۶.....ولی نے نابالغ یا معتوہ کو نیچ کرتے دیکھا اور منع نہ کیا خاموش رہا تو یہ سکوت بھی اذن ہے اور قاضی نے ان کو نیچ وشراء کرتے دیکھا اور خاموش رہا تو اس کا سکوت اذن نہیں (درمختار) نابالغ معتوہ کے لیے ولی نہ ہو یا ولی ہو مگر وہ نیچ وغیرہ کی اجازت نہ دیتا ہو تو قاضی کو

اختیار ہے کہ وہ اجازت دے دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... قاضی نے اجازت دے دی اس کے بعد وہ قاضی مر گیا یا معزول ہو گیا تو باپ وغیرہ اب بھی اسے نہیں روک سکتے اور وہی سے اجازت رہی تھی پھر وہ مر گیا تو تحجر ہو گیا یعنی اس کے بعد جو ولی ہے اس کی اجازت درکار ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... ان دونوں یعنی نابالغ و معتوہ کے پاس جو چیز ہے اس کے متعلق یہ قرار کیا کہ یہ انہوں کی ہے خواہ یہ چیز ان کے کسب کی ہو یا میراث میں ملی ہو ان کا اقرار صحیح ہے اور اگر باپ نے ان کو اذن دے دیا اور اسی کے لئے اقرار کر لیا تو صحیح نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... باپ نے اپنے دو نابالغ لڑکوں کو اجازت دی ان میں سے ایک نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی یہ بیع جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... لڑکا مسلمان ہے اور اس کا باپ کافر ہے تو یہ باپ ولی نہیں اور اس کو اذن دینے کا اختیار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... نابالغ ماذون پر دعویٰ ہوا اور وہ انکار کرتا ہے تو اس پر حلف دیا جائے گا۔ (عالمگیری)

غصب کا بیان

اللہ ﷻ فرماتا ہے

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (پ۲ البقرہ ۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث نمبر ۱..... صحیح بخاری و صحیح مسلم میں سعید بن زید ؓ سے مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۲..... صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ بھی ناحق لے لیا قیامت کے دن ساتھ زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۳و۴..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن مرہ ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ناحق زمین لی قیامت کے دن اسے یہ تکلیف دی جائے گی کہ اس کی مٹی اٹھا کر میدان حشر میں لائے دوسری روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی انہیں سے یوں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لی اللہ ﷻ اسے یہ تکلیف دے گا کہ اس حصہ زمین کو کھودنا ہو ساتھ زمین تک پہنچے پھر یہ سب اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا اور یہ طوق اس وقت تک اس کے گلے میں رہے گا کہ تمام لوگوں کے مابین فیصلہ ہو جائے۔

حدیث نمبر ۵..... صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص دوسرے کا جانور بغیر اجازت نہ دوہے کیا تم میں کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بالا خانہ پر کوئی آ کر غلہ کی کوٹھری توڑ کر جو کچھ اس میں کھانے کی چیزیں ہیں اٹھا لے جائے۔ ان لوگوں یعنی اعراب وحشیوں کے کھانے کے گھڑنے جانوروں کے تھن ہیں یعنی جانوروں کا دودھ ہی ان کی غذا ہے۔

حدیث نمبر ۶..... صحیح مسلم میں جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آفتاب میں گہن لگا اور اسی روز حضور ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کی وفات ہوئی تھی۔ حضور نے ﷺ گہن کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد پھر فرمایا تمام وہ چیزیں جن کی تمہیں دھمکی دی جاتی ہے۔ سب کو میں نے اپنی اس نماز میں دیکھا میرے سامنے دوزخ پیش کی گئی اور یہ اس وقت کو تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا کہ کہیں

لپٹ نہ لگ جائے میں نے اس میں صاحب مجھی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں جہنم میں گھسیٹ رہا ہے (مجھی اس چھری کو کہتے ہیں جس کی سوتھلی بھی ہوتی ہے جاہلیت میں ایک شخص عمرو بن لحی نامی خزاعہ قبیلہ کی چھری بکھاکا خاص کو صاحب مجھی کہتے تھے وہ سانڈوں کی بیچ چھری کی سوتھلے سے کھینچتا تو کہ رہتا کہ ٹھہر ذرا میری چھری کی سوتھلے سے ملک (الجھ) گئی۔ اور بے چارہ چلاتا چیختا نکالے جاتا) اور میں نے جہنم میں بلی والی عورت کو دیکھا جس نے بلی پکڑ کر باندھ رکھی تھی نہ اسے کچھ کھلایا نہ چھوڑا کہ وہ کچھ کھا لیتی وہ بلی اسی حالت میں بھوک سے مرگئی۔ پھر اس کے بعد جنت میرے سامنے پیش کی گئی۔ پاس وقت کو تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا یہاں تک کہ اپنی جگہ پر جا کر کھڑا ہو گیا اور میں نے ہاتھ بڑھایا تھا اور میں نے ارادہ کیا تھا کہ جنت کے پھلوں میں سے کچھ لے لوں کہ تم نہیں ابھی دیکھ لو پھر میری سمجھ میں آیا کہ ایسا نہ کروں۔

حدیث نمبر ۷..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" و دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجتبیٰ" میں بواسطہ ابو حرہ رقاشی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار تم لوگ ظلم نہ کرنا اس لئے کہ مال بغیر اس کی خوشی کے حلال نہیں۔

حدیث نمبر ۸..... ترمذی و ابوداؤد و احمد اللہ نے سائب ابن یزید سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی (مسلمان) کی چھڑی بھی مذاق میں واقعی طور پر نہ لے یعنی ظاہر تو یہ ہے کہ مذاق کر رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ لینا ہی چاہتا ہے اور جس نے اس طرح لی ہو وہ واپس کر دے۔

حدیث نمبر ۹..... امام احمد و ابوداؤد نسائی رحمہم اللہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عید اپنا مال کسی کے پاس پائے تو وہی حق دار ہے اور وہ شخص جس کے پاس مال تھا اگر اس نے کسی سے خریدا ہے تو وہ اپنے بائع سے مطالبہ کرے۔

حدیث نمبر ۱۰..... ابوداؤد و ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص جانوروں میں پہنچے (Reach) چاہیے اگر مالک وہاں ہو تو اس سے اجازت لے لے اور وہاں نہ ہو تو تین مرتبہ مالک کو آواز دے اگر کوئی جواب دے تو اس سے اجازت لے کر دودھ پیے اور جواب نہ آئے تو دودھ دوہ کر پی لے لیکن جانور کے لے نہ جائے (یہ حکم اس وقت ہے جبکہ شخص مضطر ہو)

حدیث نمبر ۱۱..... ترمذی و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص باغ میں جائے تو کھائے جو مولی میں رکھ کر نہ لے جائے (یہی حکم اس کی حفاظت میں ہے یا وہاں کا کوئی عرف ہوگا)

حدیث نمبر ۱۲..... ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ رافع بن عمر غفاری رضی اللہ عنہ سے راوی کہتے ہیں میں لڑکا تھا انصار کے پیڑوں سے کھجوریں جھاڑ رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے لڑکے پیڑوں پر کیوں ڈھیلے پھینکتا ہے میں نے عرض کی جھاڑ کر کھاتا ہوں فرمایا جھاڑو مت جو نیچے گرتی ہیں انہیں کھا لو پھر ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا کی اللہی تو اسے آسودہ کر دے۔

حدیث نمبر ۱۳..... خبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی ﷺ نے جو شخص پرایا مال لے لے گا وہ قیامت کے دن اللہ ﷻ سے کوڑی ہو کر ملے گا۔ مال متقوم محترم منقول سے جائز قبضہ کو بنا کسی جائز قبضہ کرنا غصب ہے جب کہ یہ قبضہ نچھا ور ہو اس ناجائز قبضہ کرنے والے کو غاصب اور مالک کو مغصوب منہ اور چیز کو مغصوب کہتے ہیں جس چیز پر ناجائز قبضہ ہو مگر کسی جائز قبضہ کو بنا کر نہیں ہوا وہ غصب نہیں مثلاً جو چیز غائب کی تھی اس میں کچھ زائد چیزیں پیدا ہو گئیں جیسے جانور غصب کیا تھا اس سے بچے پیدا ہوئے یا گائے غصب کی تھی اس کا دودھ دوہ لیا ان زوائد کو غصب کرنا نہیں کہا جائے گا۔ غیر متقوم جیسے پر قبضہ کیا یہ بھی غصب نہیں۔ مثلاً مسلمان کے پاس شراب تھی اس نے چھین لی اور مال محترم نہ ہو جیسے حربی کافر کا مال چھین لیا یہ بھی غصب نہیں غیر منقول پر قبضہ ناجائز کیا یہ بھی غصب نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسائل فقہیہ:

مسئلہ نمبر ۱..... بعض ایسی صورتیں بھی ہیں کہ اگرچہ وہ غصب نہیں مگر ان میں غصب کا حکم جاری ہوتا ہے یعنی ضمان کا حکم دیا جاتا ہے

اس وجہ سے ان کو بھی غصب سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً مودع نے ودیعت سے انکار کر دیا یا ہلاک کر دیا کہ یہاں تاوان لازم ہے پرانا مال غصبا اور اس پر گوا نہیں یا یا پرانی ملک میں کنواں کھودا اور اس میں کسی کی چیز گر کر ہلاک ہو گئی اور ان کے علاوہ بہت سی ایسی صورتیں ہیں جن میں تاوان کا حکم ہے اور وہاں غصب نہیں کہ ان سب صورتوں میں تعدی کی وجہ سے ضمان لازم آتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... جانور کو غصب کرایا اس کے ساتھ لگا ہوا بچہ چلا آیا یا غصب کے بعد بچہ پیدا ہوا بچے کا تاوان غاصب پر نہیں یا بچہ کو غصب کرایا اور اسے ہلاک کر دیا اس کے جدا ہونے سے گائے کا دودھ سوکھ گیا۔ یہاں بچہ کا ضمان ہے اور گائے میں جو کچھ کمی ہوئی اس کا نقصان دینا ہوگا یہ نقصان تعدی کی وجہ سے ہے۔

مسئلہ نمبر ۳..... کسی شخص کا مٹی کا ڈھیلا یا ایک قطرہ پانی لے لیا اگرچہ بغیر اجازت ایسا کرنا جائز نہیں مگر یہ غصب نہیں کہ مال متقوم نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... چھپا کر کسی کی چیز لے لی جس کو چوری کہتے ہیں اگر دس درہم قیمت کی ہے جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے یہ غصب نہیں کہ ہلاک ہونے سے یہاں تاوان لازم نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... دوسرے کے جانور پر بغیر اجازت مالک بوجھ لادنا یا سوار ہونا بلکہ مشتہ تک جانور پر بغیر اجازت شریک بوجھ لادنا یا سوار ہونا غصب سے ہلاک ہونے سے تاوان دینا ہوگا دوسرے کے بچھونے پر بغیر اجازت بیٹھنا غصب نہیں اگر وہ ہلاک ہو جائے تو تاوان نہیں جب تک اس کے ظل سے ہلاک نہ ہو۔ (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۶..... غصب کا حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ دوسرے کا مال ہے تو غاصب گنہگار ہے اور چیز موجود ہو تو مالک کو واپس کر دے موجود نہ ہو تو تاوان دینا ہے اور اس صورت میں گنہگار نہیں ہوا۔ (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... غاصب سے دوسرا شخص چھین لے گیا تو مغصوب منہ کو مجبور کی جس کی چیز غصب کی گئی ہے اختیار ہے کہ غاصب سے ضمان لے یا ناصب الغاصب سے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... شے موقوف غصب کی جس کی قیمت ایک ہزار ہے مگر غاصب سے کسی نے غصب کر لی اور اس وقت اس کی قیمت دو ہزار ہے تو اگر غاصب دوم غاصب اول سے زیادہ مال دار ہے تو اسی غاصب دوم سے تاوان لے ورنہ متقوی کو اختیار ہے جس سے چاہے لے اور جس ایک سے لے گا دوسرا بری ہو جائے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... پرائی دیوار گرا دی تو مالک کا جو کچھ نقصان ہوا لے لے اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ دیوار کی قیمت اس سے وصول کرے اور گرا ہوا ملبا سے دے دے یا خود ملبہ لے لے اور دیوار کی قیمت سے ملبہ کی قیمت کم کر کے باقی اس سے وصول کرے اس کو یہ حق نہیں کہ اس سے دیوار بنوانے کا مطالبہ کرے ہاں اگر مسجد یا کسی عمارت موقوفہ کی دیوار کسی نے گرائی ہے تو اسے دیوار بنوانی ہوگی۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... دیوار گرانے والے نے اگر ویسی ہی دیوار بنوا دی تو ضمان سے بری ہو جائے گا اور اگر دیوار میں نقش و نگار پھول پتے ہیں تو ان کا بھی تاوان دینا ہوگا اور اگر تصویریں بنی ہیں تو رنگ کا ضمان ہے قضاءً یہ کا ضمان نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... جس چیز کو جہاں سے غصب کیا وہیں واپس کرنا ہوگا۔ غاصب اگر دوسرے شہر میں دینا چاہتا ہے مالک اس سے کہہ سکتا ہے کہ جہاں سے لائے ہو وہیں چل کر دینا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... غاصب کے واپس کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس طرح واپس کرے کہ مالک کو علم ہو جائے اگر اس کی لاعلمی میں چیز واپس کر دی ہو گیا۔ مثلاً اس کے صندوق یا تھیلی میں سے روپے نکال کر لے گیا تھا پھر اس میں رکھ آیا اور مالک کو پتہ نہ چلا۔ یہ

ہلاپس بھی صحیح ہے یونہی اگر کسی دوسرے عام سے مالک کو دے دی جب بھی بری ہو جائے گا۔ مثلاً مالک کو ہبہ کیا یا ودیعت کے عام سے اسے دے آیا۔ بلکہ اگر وہ چیز کھانے کی تھی مالک کو کھلا دی اس صورت میں بھی بری ہو جائے گا۔ مگر اس چیز میں اگر تغیر کر دیا ہے اور اسے مالک کو دے آیا تو بری نہیں مثلاً کپڑے کو قطع کر کے اس کو کسی کرسا مالک کو دیا یا گیہوں کو پسوا کر اس کی روٹی مالک کو کھلا دی یا شکر کا شربت بنا کر پلا دیا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۳..... گیہوں غصب کئے تھے مالک کو یہ گیہوں پینے کو دے آیا پینے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ یہ تو میرے گیہوں میں آٹے کو روک سکتا ہے۔ یونہی سوت غصب کیا تھا اور مالک کو کپڑا بننے کے لیے دے آیا۔ کپڑا بننے کے بعد مالک کو معلوم ہوا کہ یہ سوت میرا ہی تھا کپڑا رکھ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... سوتے میں مجھ سے یا جوتے یا ٹوپی اتار لی وہاں سے لے نہیں گیا اور پہنا بھی تو ضامن نہیں اور وہاں سے لے گیا تو اب بیداری میں دینے سے خلاص سے بری ہوگا اور سوتے میں پہنانے سے تاوان بری نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... غاصب نے مغصوب کو مالک کی گود میں رکھ دیا اس کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ میری چیز ہے اس کی گود میں سے کوئی دوسرا اٹھا لے گیا غاصب بری ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جو چیز مغصوب کی اور وہ ہلاک ہو گئی اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ چیز قیمتی ہے تو قیمت تاوان میں دے اور مثلی ہے تو اس کی مثل تاوان میں دے اور مثلی ہے مگر اس وقت موجود نہیں ہے یعنی بازار میں نہیں ملتی اگرچہ گھروں میں اس کا وجود ہے تو اس صورت میں بھی قیمت تاوان میں دے سکتا ہے۔ (جدید وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مثلی چیز اگر دوسری جنس کے ساتھ مخلوط ہو جائے اور تمیز دشوار ہو جیسے گیہوں کو جو میں ملا دیا۔ یا تمیز نہ ہو سکے جیسے تل کا تیل کہ اس کو روغن زیتون میں ملا دیا۔ یا پاک تیل کو ناپاک تیل میں ملا دیا۔ اب یہ مثلی نہیں ہے بلکہ قیمتی ہے۔ یونہی اگر اس میں صنعت کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو جائے مثلاً نانبے وغیرہ کے برتن کہ یہ بھی قیمتی ہیں اگر چہ نا مثلی تھا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... بعض ذوات القیم اور ذوات الامثال کی تفصیل۔ نیز خان کے بارے میں قیمتی ہے اور دیگر امور میں مثلاً علم کے باب میں مثلی ہے کہ اس میں سلم صحیح ہے۔ کچا گوشت اگرچہ کیا ہوا، بند، صابون، گوند، درخت کے پتے، سوئی، چمڑا، کچا ہوا یا پکا ہوا، جس تیل نصف صاع سے کم نکلے، روئی، کاتے ہوئے، پھٹکل، مٹی کے برتن، نانبہ، کچا، انگوری خربوزہ، تربوز، مکھیں، سوتھی لکڑی، لکڑی کے تختے، چٹائی، کپڑے، ناز دہ پھول تر کاریاں، ذبح کی ہوئی، دنبے کی پگلی، ان سب کی نسبت قیمتی ہونا مصرح ہے۔ نا پاکھٹکل کو یا ہے۔ کھجور کی سب قسمیں ایک ہی جنس ہیں۔ سرکہ، آٹا، روئی، اون، کاتی ہوئی اون، ریشم، ہاتھ، روپیہ، اشرفی، پیسہ، بھوسہ، مہندی، وسمہ، سنگ پھول، کاسنی، دودھ، ان چیزوں کی مثلی ہونے کی تصریح ہے۔ (عالمگیری و درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۹..... مثلی اور قیمتی کے متعلق قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کی مثل بازار میں پائی جاتی ہو اور اس کی قیمتوں میں معتد بہ فرق نہ ہو وہ مثلی ہے جیسے انڈے، اخروٹ اور جن کی قیمتوں میں بہت کچھ تفاوت ہوتا ہے جیسے گائے، بھینس، آم، امرود وغیرہ یہ سب قیمتی ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... کپڑے جو گزوں سے بکتے ہیں جیسے ململ، خاصہ وغیرہ، کہ اس کی سب تھیں ایک سی ہوتی ہیں۔ یہ مثلی ہیں اور جو کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ گزوں سے نہ بکیں وہ قیمتی ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... غاصب یہ کہتا ہے کہ شے مغصوب ہلاک ہوئی تو اسے حاکم قید کرے جب اتنا زمانہ گزر جائے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اگر اس کے پاس چیز ہوتی تو ضرور ظاہر کر دیتا۔ قید خانہ میں پڑا رہتا تو اب اس کے حق میں تاوان کا حکم ہوگا، خواہ مثل تاوان دلائی جائے یا قیمت۔ (جدید وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۲..... غاصب کہتا ہے کہ میں نے تیرا مالک کو واپس کر دی تھی اس کے یہاں ہلاک ہوئی اور مالک کہتا ہے غاصب کے پاس ہلاک ہوئی اور دونوں نے ثبوت کے گواہ پیش کیے غاصب کے گواہوں کو ترجیح دی جائے گی اور قیمت میں اختلاف ہو تو مالک کے گواہ معتبر ہیں اور اگر خود مغصوب میں اختلاف ہو غاصب کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز غصب کی اور مالک کہتا ہے وہ چیز غصب کی تو قسم کے ساتھ غاصب کا قول معتبر ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... کسی کی جائیداد غیر منقولہ بیچ دی۔ (یہ بیچنا غصب ٹھہرے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا) اگر یہ چیز موجود ہے تو مالک کو دلا دی جائے گی اور اگر ہلاک ہو گئی مثلاً مکان تھا گر گیا اور ہلاک ہونا آفت ناگہانی سے ہو مثلاً زمین دریا برد ہو گئی، مکان بارش کی کثرت یا زلزلہ یا آندھی سے گر گیا تو ضمان واجب نہیں اور اگر ہلاک ہونا کسی کے فعل سے ہو تو اس پر ضمان واجب ہے غاصب نے ہلاک کیا ہو تو غاصب تاوان دے کسی اور نے کیا ہو تو وہ دے اور اگر وہ چیز مثلاً مکان موجود ہے مگر غاصب کے رہنے استعمال کرنے کی وجہ سے اس میں نقصان پیدا ہو گیا جیسا کھیت میں زراعت کرنے کی وجہ سے زمین کمزور ہو گئی تو اس نقصان کا تاوان دینا ہوگا۔ اور نقصان کا اندازہ یوں کیا جائے گا کہ اس زمین کا اس حالت میں کیا کرایہ ہوتا اور اب کیا ہے مکان کی اس حالت میں کیا قیمت ہوتی اور اس حالت میں کیا ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ نمبر ۲۴..... زمین غصب کی اور کاشت کی جس کی وجہ سے اسے زمین کا نقصان دینا پڑا تو بیج اور یہ نقصان کی مقدار پیداوار میں سے لے لے۔ باقی جو کچھ نکلے وہ اسے تصدق کر دے مثلاً من بھر بیج ڈالے تھے اور ایک من کی قیمت فی قفیز رضان دینا پڑا "اور کھیت میں چار من نکلہ پیدا ہوا تو دو من خود لے لے اور دو من صدقہ کر دے۔

مسئلہ نمبر ۲۵..... جائیداد وقف، مکان یا زمین کو غصب کیا اس کا تاوان دینا ہوگا۔ اگرچہ اس نے خود ہلاک نہ کی ہو بلکہ اس سے جو کچھ منفعت حاصل کی ہے اس کا بھی تاوان دینا ہوگا۔ مکان میں سکونت کی تو اجرتی کرایہ لیا جائے گا زمین میں زراعت کی تو لگان وصول کیا جائے گا۔ اسی طرح نابالغ کی جائیداد وغیر منقولہ پر قبضہ کیا تو اس کا ضمان لیا جائے گا اور منافع حاصل کیا تو اجرت مثل بھی دی جائے گی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... چیز میں نقصان کی چار صورتیں ہیں (1) نرخ کا کم ہو جانا۔ (2) اس کے اجزا کا جاتے رہنا۔ مثلاً غلام کی آنکھ جاتی رہی۔ (3) وصف مرغوب فیہ کا فوت ہو جانا، مثلاً بہرا ہو گیا آنکھ کی روشنی جاتی رہی گیہوں خشک ہو گیا، سونے چاندی کے زیور تھے توڑ کر سونا چاندی رہ گئے۔ (4) معنی مرغوب فیہ جاتے رہے۔ مثلاً غلام کوئی کام کرنا جانتا تھا۔ غاصب کے پاس جا کر وہ کام بھول گیا۔ پہلی صورت میں اگر مغصوب چیز دے دی تو ضمان واجب نہیں۔ اور دوسری صورت میں مطلقاً ضمان واجب ہے اور تیسری صورت میں اگر مغصوب اموال ربا میں سے نہ ہو تو ضمان واجب ہے اور وہ مغصوب اموال ربا میں سے ہو تو ضمان نہیں۔ مثلاً گیہوں غصب کئے تھے وہ خراب ہو گئے یا چاندی کے برتن یا زیور غصب کئے تھے۔ اور غاصب نے توڑ ڈالا۔ اس میں مالک کو اختیار ہے کہ وہی خراب لے لے یا اس کا مثل لے لے نہیں ہو سکتا کہ وہ چیز بھی لے اور نقصان کا معاوضہ بھی لے اور چوتھی صورت میں اگر معمولی نقصان ہے تو نقصان کا ضمان لے سکتا ہے اور زیادہ نقصان ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ وہ چیز لے لے اور جو کچھ نقصان ہوا وہ لے لیا چیز کو نہ لے بلکہ اس کی پوری قیمت وصول کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... مغصوب شے کو اجرت پر دیا اور اس سے اجرت حاصل کی اور فرض کرو اجرت پر دینے سے اس چیز میں نقصان پیدا ہو گیا تو جو کچھ نقصان کا معاوضہ دینے کے بعد اس اجرت میں سے بچے اس کو صدقہ کر دے۔ یونہی اگر مغصوب ہلاک ہو گیا تو اس اجرت سے تاوان دے سکتا ہے اور اس کے بعد جو کچھ بچے تو تصدق کر دے اور اگر غاصب غنی ہو تو کل آمدنی تصدق کر دے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مغصوب یا ودیعت اگر معین چیز ہو اسے بیچ کر نفع حاصل کیا تو اس نفع کو صدقہ کر دینا واجب ہے مثلاً ایک چیز کی قیمت سو روپے تھی اور غاصب نے اسے سوا سو میں بیچا۔ سو روپے تاوان کے دینے ہوں گے اور پچیس روپے کو صدقہ کر دینا ہوگا اور اگر وہ چیز غیر متعین یعنی

از قبیل فقہ و ہوتا اس میں چار صورتیں ہیں۔ (1) مقبوضہ دونوں اسی حرام مال پر مجتمع ہوں مثلاً یوں کہا کہ اس روپیہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس روپیہ سے دے دیا تو یہ بیع جوڑ بیع ہے یہ بھی حرام ہے بائع کو پہلے سے دو حرام روپیہ دے دیا تھا پھر اس سے بیع ثانی یہ بیع حرام ہے۔ (2) مقبوضہ نقد ہو یعنی حرام روپیہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس کو فلاں چیز دو مگر بائع کو یہ روپیہ نہیں دیا بلکہ دوسرا دیا۔ (3) مقبوضہ نسیہ ہو نقد ہو بائع سے حرام کی طرف اشارہ کرکے نہیں کہا کہ اس روپیہ کی چیز دو بلکہ مطلقاً کہا کہ ایک روپیہ کی چیز دو مگر ثمن میں یہی حرام روپیہ دیا۔ (4) حلال روپیہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس کی چیز دو مگر ثمن میں حرام روپیہ ادا کیا ان تین صورتوں میں تصدق واجب نہیں ہے اور بعض فقہا ان صورتوں میں بھی تصدق کو واجب کہتے ہیں اور یہ قول بھی باقوت ہے مگر زمانہ کی حالت دیکھتے ہوئے حرام سے بچنا بہت دشوار ہے لہٰذا قول اول پر بعض علماء نے فتویٰ دیا ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مغصوب چیز میں تغیر

مسئلہ نمبر ۱..... مغصوب میں ایسی تبدیلی کردی کہ وہ دوسری چیز ہوگئی یعنی پہلا نام بھی باقی نہ رہا اور اس کے اکثر مقاصد بھی جاتے رہے یا اس کو اپنی چیز یا دوسرے کی چیز میں اس طرح ملا دیا کہ تمیز نہ ہو سکے مثلاً گیہوں کو گیہوں میں ملا دیا یا دشواری سے جدا ہو سکے مثلاً جو میں گیہوں ملا دیئے تو غاصب تاوان دے گا اور اس چیز کا مالک ہو جائے گا مگر غاصب اس چیز سے نفع حاصل نہیں کر سکتا جب تک تاوان نہ دے یا مالک اسے معاف نہ کر دے یا قاضی اس کے تاوان کا حکم نہ کر دے۔ یعنی مالک کی رضامندی درکار ہے اور وہ ان تین صورتوں سے ہوتی ہے۔ (ہدایہ و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... روپیہ غصب کرکے کھا لیا تو اگر چہ وہ نام باقی نہ رہا ہے روپیہ نہیں کہا جائے گا مگر اس کے اکثر مقاصد اب بھی باقی ہیں کہ اب بھی ثمن ہے اور اس کا زیور وغیرہ بن سکتا ہے لہٰذا مالک کو واپس لینے کا حق باقی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... مالک موجود نہیں ہے پردیس چلا گیا غاصب چاہتا ہے کہ اس کی چیز واپس کر دے مگر مالک کے انتظار میں چیز خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو لوگوں کو گواہ بنا لے کہ میں نے فلاں دے دیں گا اب اس سے نفع حاصل کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... کھانے کی چیز غصب کی اور اس کو پتا بھی کہ چیز اس کا مال نہ رہی کہ مالک کو واپس دی جائے مگر چونکہ فلاں دیا نہیں لہٰذا طلق سے کھانا حرام نکلا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... بکری غصب کرکے ذبح کر ڈالی اس کا گوشت بھنا پکایا۔ یا گیہوں غصب کرکے آٹا پسوایا یا کھیت میں بونے یا بونا غصب کرکے اس کی ہنڈیا، چھری وغیرہ بنوالی یا بنا بنایا سامان غصب کرکے ان کے برتن بنا لیے ان سب صورتوں میں غاصب کے ذمہ ضمان لازم ہوگا اور چیز غاصب کی ملک ہو جائے گی مگر بے رضامندی مالک انتفاع حلال نہیں۔ (ہدایہ و درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... بکری ذبح کر ڈالی بلکہ بوٹی بھی بنالی تو اب بھی مالک ہی کی ملک ہے مالک کو اختیار ہے کہ بکری کی قیمت لے کر بکری غاصب کو دے دے یا بکری ٹھوڑے لے لے اور غاصب سے نقصان کا معاوضہ لے اگر بکری آگے کا پاؤں کاٹ لیا جب بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... جو جانور حلال نہیں ہیں ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تو کاٹنے والے پر قیمت واجب ہے جانور کے کان یا دم کاٹ ڈالی نقصان کا تاوان دینا ہوگا۔ گھوڑا، خچر، گدھا اور جانور جس سے کام لیا جاتا ہے جیسے بیل، بھینسا ان کی آنکھ پھوڑ دی تو پوری قیمت تاوان دے اور جن سے کام نہیں لیا جاتا جیسے گائے بکری ان کی آنکھ پھوڑ دی تو جو کچھ نقصان ہوا وہ تاوان دے۔ گدھے کو ذبح کر ڈالا تو پوری قیمت واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... مغصوب چیز موجود ہے مگر اسے لینے میں غاصب کا نقصان ہوگا۔ مثلاً عمارت غصب کرکے، مکان میں لکڑی کا اب اس کے نکالنے میں غاصب کا مکان توڑنا ہوگا اس صورت میں غاصب سے اس کی قیمت دلوائی جائے گی اینٹیں غصب کرکے عمارت چنوائی تو

غاصب کی قیمت دینی ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... بلا قصد ایک شخص کی چیز دوسرے کی چیز میں اس طرح ملی گئی کہ بغیر نقصان اس چیز کو حاصل نہ کیا جا سکے تو جس کی چیز زیادہ قیمت کی ہو وہ کم قیمت والے کو نقصان دے مثلاً ایک شخص کی اشرفی دوسرے کی دوات میں ملی گئی اور جب تک دوات نہ توڑی جائے اشرفی نہ نکل سکے تو دوات توڑی جائے گی اور اس کی قیمت اشرفی والا دے گا یا مرغی نے موتی نگل لیا یا گائے نے دیگ میں سرڈال دیا اور کسی طرح باہر نہیں نکلتا، اگر آپی نے موتی نگل لیا تو موتی کی قیمت تاوان دے اور آپی نگل کر مر گیا تو پیٹ چاک کر کے موتی نکالا جا سکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... سونا چاندی غصب کر کے روپیہ اشرفی یا برتن بنا لیا تو مالک کی ملک بہ ستور قائم ہے مالک ان چیزوں کو لے لے گا۔ اور بنانے کا کوئی معاوضہ نہ دے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... غاصب نے کپڑا غصب کیا تھا اور اسے پھاڑ ڈالا اس میں تین صورتیں ہیں۔ (1) اگر اس طرح پھاڑا کہ کام کا نہ رہا تو پوری قیمت تاوان دے۔ (2) اور اگر زیادہ پھاڑا کہ اس کے بعض منافع فوت ہو گئے مگر کام کا ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا غاصب کو دے دے اور پوری قیمت وصول کر لے یا کپڑا خود ہی رکھ لے اور جو کمی ہوئی اس کا تاوان لے (3) اور اگر تھوڑا پھاڑا ہے کہ اس کے منافع بدستور باقی ہیں عمداً اس میں عیب پیدا ہو گیا تو مالک کو کپڑا ارکھ لینا ہوگا اور نقصان کا تاوان لے سکتا ہے اور اگر پھاڑ کر اس نے کچھ صنعت کی مثلاً اس کا کرتا وغیرہ بنا لیا تو مالک کی ملکیت جاتی رہی صرف قیمت تاوان میں لے سکتا ہے (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... کپڑا غصب کر کے رنگ دیا مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے اور رنگ کی قیمت دے دے یعنی رنگ کی وجہ سے کپڑے کی قیمت میں جو کچھ زیادتی ہوئی وہ دے دے اور چاہے تو سفید کپڑے کی قیمت تاوان لے اور کپڑا غاصب ہی کو دے دے یا چاہے تو کپڑا بیچ کر کے کپڑے کی قیمت کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہے خود لے اور رنگ کی زیادتی کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہے وہ غاصب کو دے دے۔ (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... اگر کپڑا دوسرے کے رنگ میں گر گیا اور اس پر رنگ آ گیا تو مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے کر رنگ کی قیمت دے دے یا کپڑا بیچ کر ثمن کو قیمت پر تقسیم کر دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... رنگ غصب کر کے یا بنا کپڑا رنگ کیا تو رنگ کا تاوان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ایک شخص کا کپڑا غصب کیا دوسرے کا رنگ غصب کیا اور کپڑا رنگ لیا تو کپڑے کا مالک کپڑا لے لے اور رنگ یا اس کی قیمت دے دے یا چاہے تو کپڑا بیچ کر ثمن دونوں پر تقسیم کر دیا جائے اور اگر ایک ہی شخص کے کپڑے اور رنگ دونوں کو غصب کیا اور رنگ دیا تو مالک کو اختیار ہے کہ رنگا ہوا کپڑا لے لے اور اس صورت میں غاصب کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور چاہے تو غاصب ہی کو وہ کپڑا دے دے اور کپڑا اور رنگ دونوں کا تاوان لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... کپڑا غصب کر کے دھو یا اس میں پینے بنائے جس طرح رومال تو لیا میں بناتے ہیں تو مالک اپنا کپڑا لے لے اور غاصب کو دھونے یا پینے بننے کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا یہاں اگر جھاڑ لگانی تو اس کا حکم وہی ہے جو رنگ کا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... ستو غصب کر کے اس میں گھی ملا دیا تو مالک کو اختیار ہے کہ ستو کا تاوان لے اور یہ ستو غاصب کو دے دے یا یہ ستو خود لے لے اور اتنا ہی گھی غاصب کو دے دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... چاندی یا سونے کے زیور یا برتن غصب کر کے توڑ پھوڑ ڈالے تو مالک کو اختیار ہے کہ وہی ٹوٹا پھوٹا لے لے اور توڑنے سے جو نقصان ہوا ہے اس کا معاوضہ کچھ نہیں مل سکتا کہ سونا ہوگا اور چاہے تو یہ کر سکتا ہے کہ چاندی کے زیور یا برتن کی قیمت سونے سے لگا کر

اتنا سمالے لیا اور سونے کے برتن یا زیور کی قیمت چاندی سے لگا کر اتنی چاندی لے لے کہ جنس بدل جانے کی صورت میں سود نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... چاندی کی چیز پر سونے کا ملمع تھا غاصب نے ملمع دور کر دیا مالک کو اختیار ہے کہ اپنی یہی چیز لے لے اور نقصان کا معاوضہ کچھ نہیں لے سکتا اور چاہے غیر جنس سے اس ملمع شدہ چیز کی قیمت کا تاوان لے اور اگر رنگ میں یہی صورت ہوئی کہ ملمع شدہ چیز خریدے کر مشتری نے اس کے ملمع کو دور کر دیا پھر اس کے بعد اس چیز کے کسی عیب سابق پر مطلع ہوا تو نہ چیز کو واپس کر سکتا ہے کہ اس نے اس میں ایک جدید عیب پیدا کر دیا اور نہ نقصان لے سکتا ہے کہ سود ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... تانبے کو جو پیتل کی چیزیں اگر اپنی صفت کی وجہ سے حد وزن سے خارج نہ ہوتی ہوں یعنی اب بھی وہ وزن سے بکتی ہوں اور ان کو غاصب نے خراب کر ڈالا تو مالک کو اختیار ہے کہ اسی جنس کو تاوان میں لے اور اس صورت میں کچھ زیادہ نہیں لے سکتا اور چاہے تو روپے پیسے سے اس کی قیمت لے لے اگرچہ تھوڑی ہو یا زیادہ سب کا ایک حکم ہے اور اگر حد وزن سے خارج ہو کر بکتی ہوں تو اگر تھوڑا نقصان ہے تو مالک بھی کر سکتا ہے کہ چیز اپنے پاس رکھ لے اور نقصان کا معاوضہ لے چیز غاصب کو دے کر قیمت نہیں لے سکتا اور اگر زیادہ عیب پیدا ہو گیا ہے تو اختیار ہے کہ چیز دے دے اور قیمت لے لے یا چیز رکھ لے اور نقصان وصول کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... جانور غصب کیا غاصب کے یہاں وہ مدت تک رہا بڑھ گیا اور اس کی قیمت زیادہ ہو گئی مالک اپنا جانور لے لگا اور غاصب کو کوئی معاوضہ نہ ملے گا۔ کھیت یا باغ کو چھین کر اس کو پانی دیا زراعت بڑھ گئی درخت میں پھل آ گئے مالک اپنا کھیت اور باغ لے لگا اور کوئی معاوضہ نہیں دے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... روئی غصب کر کے کتوائی یا سوت غصب کر کے کپڑا بنوایا مالک کپڑے یا سوت کو نہیں لے سکتا بلکہ روئی یا سوت تاوان لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... زمین غصب کر کے اس میں عمارت بنائی یا درخت لگائے غاصب کو حکم دیا جائے گا کہ اپنی عمارت اٹھا لے جائے اور درخت کاٹ لے اور اگر عمارت و درخت اٹھانے میں زمین خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مالک زمین درخت یا عمارت کی قیمت دے دے اور یا اس کے بو جائیں کے قیمت اس طرح دلائی جائے گی کہ دیکھا جائے تجہیز زمین کی کیا قیمت ہے اور زمین کی مع عمارت یا درخت کے کیا قیمت ہے جو کچھ زیادتی ہو وہ غاصب کو دلا دی جائے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۴..... زمین غصب کر کے اسی زمین کی مٹی سے دیوار بنوائی تو یہ دیوار بھی مالک زمین کی ہے اس کا معاوضہ غاصب کو نہیں ملے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... لکڑی غصب کر کے جہاز ڈالی وہ اب تک مالک ہی کی ملکیت ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... لکڑی چیرنے کے لیے آرہ عاریت لیا وہ ٹوٹ گیا اور اس نے بلا اجازت مالک سے جڑوا لیا ٹوٹے ہوئے آرہ کی قیمت مالک کو دے اور یہ آرہ اسی کا ہو گیا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... مردار کا چمڑا غصب کر کے اسے پکا لیا اگر ایسی چیز سے پکایا جس کی کوئی قیمت نہیں جب تو مالک چمڑے کو صفت لے لگا اور اگر ایسی چیز سے پکایا جس کی کوئی قیمت ہے تو جو کچھ پکانے سے چمڑے کی قیمت میں زیادتی ہوئی غاصب کو مالک دے گا یعنی اگر یہ چمڑا مذبوح کا ہوتا تو کیا قیمت ہوتی اور اب کیسے پر کیا قیمت ہے جو کچھ قیمت میں اضافہ ہو غاصب کو دے اور اگر غاصب کے پاس وہ چمڑا بغیر کسی کے فعل کے ضائع ہو گیا تو غاصب سے تاوان نہیں لیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... دروازے کا ایک بازو غصب کر لیا سوز یا جوتے میں سے ایک کو غصب کر لیا تو مالک کو اختیار ہے کہ دوسرا بھی اسی کو

دے کر دونوں یا زیادہ دونوں مؤدے یا دونوں جو تے کی قیمت اس سے وصول کرے انگوٹھی کا حلقہ ٹوٹ کر ڈالا نگینہ باقی ہے تو صرف حلقہ ہی کا تاوان لے سکتا ہے (عالمگیری)

اتلاف سے کہاں ضمان واجب ہے کہاں نہیں

مسئلہ نمبر ۲۹.....بڑا توڑ دیا اندر سے گدا نکالا یا خروٹ توڑ دیا اندر سے خالی نکلا ضمان واجب نہیں کہ یہ مال نہیں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰.....چٹائی کی بناوٹ کھول ڈالی یا دروازہ کی چوکھٹ لگ کر دی اسی طرح کسی اور شے کی ترکیب اور بناوٹ ٹوٹ کر دی اگر اس کو پہلی حالت پر لایا جا سکتا ہے تو اس کا حکم دیا جائے گا کہ اسی طرح ٹھیک کر دے نہ کیا جا سکتا ہو تو اس سے قیمت وصول کی جائے اور یہ ٹوٹی ہوئی چیز اسے دے دی جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱.....دیوار گرادی اور وہ نئی سی بنادی تو ضمان سے بری ہو گیا اور لکڑی کی دیوار تھی اس لکڑی کی بنائی بری ہو گیا اور دوسری لکڑی کی بنائی تو بری نہیں ہوا ہاں اگر یہ اس سے بہتر ہے تو بری ہو جائے گا (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲.....دوسرے کی زمین سے مٹی اٹھائی اور وہاں مٹی کی کوئی قیمت نہیں ہے اور مٹی لے لینے سے زمین میں کوئی نقصان بھی پیدا نہ ہوا تو کچھ نہیں اور زمین میں نقصان ہو گیا تو نقصان کا ضمان ہوگا اور اگر مٹی کی وہاں قیمت ہے تو تاوان بہر حال ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳.....دوسرے کا گوشت بغیر اس کے حکم کے پکا ڈالا ضمان دینا ہوگا اور اگر مالک نے گوشت کو دیگچی میں رکھ کر چولہے پر چڑھا دیا اور چولہے میں لکڑیاں بھی رکھ دی تھیں اس نے اس کے بغیر کہے لکڑیوں میں آگ دے دی اور گوشت پک گیا اس پر تاوان نہیں۔ اسی کے مثل چار صورتیں اور ہیں۔ اول یہ کہ کسی شخص کے گیہوں بغیر اس کے حکم کے پیس دینے تاوان دینا ہوگا اور اگر گیہوں والے نے گیہوں پیسنے کے لیے چکی میں ڈالے تھے اور چکی میں بیل جوڑ دیا تھا اس نے بیل کو چلا دیا اور گیہوں پس گئے تاوان نہیں۔ دوم یہ کہ دوسرے کا گدھا اٹھایا تو ٹوٹ گیا۔ تاوان دینا ہوگا۔ اور گدھے والے نے گٹھڑ جیسا یا اور اٹھانا چاہتا تھا اس نے باندھ کا دیا اور گٹھڑ دونوں سے ٹوٹ کر گرا تاوان نہیں۔ سوم کسی کے جانور پر بوجھ لادا اور جانور ہلاک ہو گیا تاوان ہے اور اگر مالک نے بوجھ لادا تھا اور وہ بوجھ راستے میں گر پڑا۔ اس نے اٹھا کر لاد دیا اور جانور ہلاک ہو گیا تاوان نہیں۔ چہارم کسی کے قربانی کا جانور یا ام قربانی کے سوا دوسرے دنوں میں ذبح کیا تاوان ہے اور قربانی کے دنوں میں ذبح کر ڈالا جائز ہے اور نا وان نہیں جن صورتوں میں تاوان نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر چہ صراحۃً اجازت نہیں ہے مگر دلالۃً اجازت ہے اور دلالت بھی اعتبار کی جاتی ہے جب کہ صراحت کے خلاف نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴.....ایک شخص نے دیوار گرنے کے لیے مزدور اکٹھے کیے تھے اس کی دیوار بلا اجازت گرا دی تاوان نہیں کہ یہاں بھی دلالۃً اجازت ہے۔ اس کا قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کام ایسا کرائے جس میں جس سے بھی مدد لے لیں فرق نہیں ہوتا اس میں دلالت کافی ہے اگر ہر شخص یکساں نہ کر سکتا ہو ہر شخص کے لیے اجازت نہیں ہے۔ مثلاً بکری ذبح کرنے کے کمال کھینچنے کے لیے لڑکا دی تھی۔ کوئی آیا اور اس نے بغیر اجازت کمال کھینچنی شامل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵.....قصاب نے بکری ذبح کی تھی اور بغیر اجازت کسی نے ذبح کر ڈالی ضمان دینا ہوگا۔ اور اگر قصاب نے بکری کو ذبح کر اس کے ہاتھ پاؤں ذبح کرنے کے لیے باندھ کے تھے اور اس نے ذبح کر دی تاوان نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶.....دوسرے کے مال کو بغیر اجازت خرچ کرنا چند صورتوں پر جائز ہے۔ مریض کے مال یعنی نقد روپیہ کا مال باپ یا بیٹا اس کی ضرورت میں بغیر اجازت صرف کر سکتا ہے۔ سفر میں کوئی شخص بیمار ہو گیا یا وہ بے ہوش ہو گیا اس کے ساتھ والے اس کی ضروریات میں اس کا مال صرف کر سکتے ہیں۔ صبی و مجنون کے مال کو اس کے والدین پر خرچ کر سکتا ہے۔ جب کوئی جگہ ہو کہ قاضی سے اجازت حاصل نہ کر سکے سفر میں

کوئی شخص مرگیا اس کے سامان کو بیچ کر تجہیز و تکفین میں صرف کر سکتے ہیں اور باقی جو رہ جائے وہ ورثا کو دے دیں مسجد کا کوئی متولی نہیں ہے مال مسجد مسجد کی آمدنی کو لوٹے بنانے وغیرہ ضروریات مسجد میں صرف کر سکتے ہیں میت نے کسی کو بھی نہیں کیا ہے بڑے ورثا بچھونوں پر خرچ کر سکتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۷..... جانور چھوٹ گیا اور اس نے کسی کا کھیت چر لیا۔ تاوان واجب نہیں ملی نے کسی کا کپڑا کھالیا تو تاوان نہیں اور اگر کپڑا یا مرغی یا بلی چھوڑ سے اور اس نے اسی وقت پکڑ لیا تاوان ہے اور جو کچھ دیر بعد پکڑا تاوان نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... مسلمان کے پاس شراب تھی اسے کسی نے تلف کر دیا اس پر تاوان نہیں۔ تلف کرنے والا مسلم ہو یا کافر ہو ذمی کی شراب کسی نے تلف کر دی تو اس پر تاوان ہے۔ مسلم نے تلف کی تو قیمت دے اور ذمی نے تلف کی تو اس کی مثل شراب دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۹..... مسلمان نے کافر سے شراب خریدی قبضہ کر لیا تو نہ ضمان واجب نہ ثمن۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۰..... مسلمان کی شراب غصب کر کے سرکہ بنالیا اگر ایسی چیز ڈال کر بنایا جس کی کچھ قیمت نہیں ہے مثلاً تھوڑا سا نمک یا تھوڑے سے گیہوں تو یہ سرکہ اسی کا ہے جس کی شراب تھی۔ اور اگر زیادہ نمک وغیرہ ڈالا جس کی کچھ قیمت ہے تو سرکہ غاصب کا ہے اور غاصب پر تاوان بھی نہیں (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱..... کسی نے دوسرے کی چیز تلف کر دی مالک نے اس کو جائز رکھا کہہ دیا کہ میں نے جائز کر دیا میں اس پر راضی ہوں وہ ضمان سے بری نہیں ہوگا یعنی مالک چاہے تو اس کہنے کے بعد بھی ضمان لے سکتا ہے (عمدہ)

مسئلہ نمبر ۴۲..... غاصب کے پاس سے کوئی دوسرا غصب کر لے گیا تو مالک کو اختیار ہے غاصب اول سے تاوان لے لیا غاصب دوم سے اگر غاصب اول سے ضمان لیا تو وہ غاصب دوم سے رجوع کرے گا اور غاصب دوم سے لیا تو وہ اول سے رجوع نہیں کر سکتا۔ یونہی اگر غاصب سے مغصوب کو کسی کے پاس ودیعت رکھا تو مالک اس مودع سے تاوان لے سکتا ہے ایک سے ضمان لے لگا دوسرا بری ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۳..... غاصب الغاصب نے مغصوب چیز غاصب اول کے پاس واپس کر دی تاوان سے بری ہو گیا اور مغصوب چیز غاصب دوم نے ہلاک کر دی اور اس کی قیمت غاصب اول کو دے دی اب بھی بری ہو گیا اب مالک اس سے تاوان کا مطالبہ نہیں کر سکتا مگر یہ شرط ہے کہ مغصوب کا واپس کرنا یا اس کی قیمت ادا کرنا معروف ہو۔ قاضی نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہو یا گواہوں سے ثابت ہو یا خود مالک نے تصدیق کی ہو اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ غاصب اول نے اقرار کیا ہو کہ اس نے چیز یا اس کی قیمت بھیج دی ہے تو یہ اقرار محض غاصب اول کے حق میں معتبر ہے یعنی اس کو لینے والا قرار دیا جائے گا اصل مالک کے حق میں وہ اقرار بے کار ہے یعنی وہ اب بھی غاصب دوم سے مطالبہ کر کے ضمان وصول کر سکتا ہے مگر چونکہ غاصب اول اقرار کر چکا ہے لہٰذا غاصب دوم اس سے رجوع کرے گا اور اگر غاصب اول سے مالک نے ضمان لیا تو وہ دوم سے نہیں لے سکتا مغصوب یا اس کی قیمت پانے کا اقرار کر چکا ہے۔ (درمختار ذرہ المختار)

مسئلہ نمبر ۴۴..... غاصب نے مغصوب کو بطور عاریت دے دیا ہے تو مالک معیر و مستعیر جس سے چاہے ضمان لے سکتا ہے جس سے لے گا وہ دوسرے سے نہیں لے سکتا ہاں اگر مستعیر نے اس چیز کو تلف کر دیا ہے اور مالک نے معیر سے ضمان لیا وہ مستعیر سے رجوع کر سکتا ہے اور غاصب نے ہبہ کر دیا ہے اور وہ ہبہ لے کے پاس ہلاک ہو گئی اور مالک نے اس سے ضمان لیا تو یہ اب سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵..... غاصب نے مغصوب کو بیچ ڈالا اور مشتری کو تسلیم کر دیا اور مالک نے غاصب سے ضمان لے لیا تو بیع صحیح ہو گئی اور ثمن غاصب کا ہو گیا اور مشتری سے ضمان لیا تو بیع باطل ہو گئی مشتری غاصب سے ثمن واپس لے اور اگر بیع مشتری کو نہیں دی ہے تو مشتری سے ضمان نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۶..... غاصب نے مغصوب کو رہن رکھ دیا یا اجرت پر دے دیا یا وارث یا مالک نے مرتہن یا مستاجر سے لے لیا تو یہ غاصب پر رجوع کریں گے۔ یعنی موضوع سے لے لیا تو وہ غاصب سے وصول کرے گا (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۷..... مالک کو اختیار ہے کہ کچھ حصہ ضمان کا غاصب سے لے باقی غاصب الغاصب سے اور ایک سے ضمان کو اختیار کر لے تو اب دوسرے سے نہیں لے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۸..... غاصب سے مغصوب کو کسی نے اس لیے لیا کہ مالک کو دے دے گا مالک کے یہاں گیا وہ نہیں ملا تو یہ شخص غاصب الغاصب کے حکم میں ہے جب تک مالک کو دے ندوے بری الذمہ نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۹..... ایک شخص نے گھوڑا غصب کیا اس سے دوسرے نے غصب کیا دوسرے کے یہاں سے مالک چرا لے گیا پھر غاصب دوم اس مالک سے زبردستی چھین لے گیا اور مالک کو اس سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے مالک یہ چاہتا کہ غاصب اول سے مطالبہ کرے اب یہ نہیں ہو سکتا کہ جب اس کی چیز اس کو مل گئی کسی طرح سے بھی فی الحال غاصب بری ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۰..... غاصب نے مغصوب کو بیچ کر دیا اور مالک نے اس بیع کو جائز کر دیا بیع صحیح ہو جائے گی۔ بشرطیکہ وقت اجازت بائع یعنی غاصب اور مشتری مغصوب سب موجود ہوں۔ بلاک نہ ہوئے ہوں اور یہ اجازت مقدمہ دائر کرنے سے قبل ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۱..... غاصب نے مغصوب کو بیچ کر دیا پھر خود غاصب اس چیز مغصوب کا مالک ہو گیا کہ مالک نے خرید لی یا اس نے اسے ہبہ کر دی یا میراث میں یہ چیز اسے ملی تو وہ پہلی بیع جو اس نے کی تھی باطل ہو گئی۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۵۲..... شہر یا گاؤں میں آگ لگ گئی بجھانے کے لیے کسی کی دیوار یا مکان پر چڑھا اور اس کے چڑھنے سے عمارت کو نقصان پہنچا کوئی چیز ٹوٹ گئی یا دیوار گر گئی اس کا ضمان واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۳..... کسی کے مکان میں بغیر اجازت مالک داخل ہوا جائز نہیں مگر ضرورت مثلاً اس کا کپڑا گر کر اس مکان میں چلا گیا اور معلوم ہے کہ اگر مالک مکان سے کہنے کا تو وہ لے لے گا اسے نہیں دے گا مگر ایسے لوگوں سے یہ کہنے کو محض اس غرض سے مکان میں گھسنا چاہتا ہے اور اگر مالک سے اندیشہ نہیں ہے تو جانے کی ضرورت نہیں مالک سے کہنے کو کپڑا گر کر دے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی اپنا کچھ اس کی چیز لے کر کسی کے مکان میں گھس گیا یا اس سے لینے کے لیے اس کے پیچھے جا سکتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵۴..... ایک شخص نے قبر کھودنی تھی دوسرے نے اپنی میت اس میں دفن کر دی اگر یہ زمین پہلے شخص کی مملوک ہے تو وہ قبر کھود کر میت نکلوا سکتا ہے یا زمین کو برابر کر کے اس کو کام میں لا سکتا ہے اور میت کی توہین کرنے والا نہیں ہے بلکہ حقیقت میت کی توہین اس نے کی کہ بغیر اجازت پرائی زمین میں دفن کر دی اور اگر وہ زمین مباح یا وقف ہے تو میت کو نکال سکتا ہے زمین کو برابر کر سکتا ہے قبر کھودنے کی اجرت لے سکتا ہے (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... غاصب نے مغصوب چیز کو غائب کر دیا پتہ نہیں چلتا کہ کہاں ہے مالک کو اختیار ہے کہ صبر کرے اور چیز ملنے کا انتظار کرے اور چاہے تو غاصب سے ضمان لے اگر غاصب سے ضمان لے لیا تو چیز غاصب کی ہو گئی اور غاصب کی یہ ملک ملک مستقر ہے یعنی اگرچہ ملک کا حکم اس وقت دیا جائے گا مگر یہ ملک وقت غصب سے شمار ہوگی اور اس چیز میں جو زوائد متصلہ ہوئے غاصب ان کا بھی مالک ہے اور زوائد منفصلہ کا مالک نہیں جیسے درخت میں پھل اور جانوروں میں بچے۔ (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۶..... اس چیز کی قیمت کیا ہے اگر اس میں اختلاف ہے تو گواہ مالک کے معتبر ہیں اور گواہ نہ ہوں تو غاصب جو کہتا ہے قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے۔ (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۷..... غاصب اگر یہ کہتا ہے کہ اس کی قیمت کیا ہے میں نہیں جانتا تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ بتائے اور نہیں بتاتا تو جو کچھ مالک کہتا ہے اس پر غاصب کو قسم دی جائے یعنی قسم کھائے کہ یہ قیمت نہیں ہے جو مالک کہتا ہے اگر قسم کھانے سے انکار کرتا ہے تو مالک کو جو کچھ کہتا ہے دینا ہوگا اور قسم کہا گیا تو مالک کو قسم کھانی ہوگی کہ جو کچھ میں نے قیمت بیان کی وہی ہے۔ (درمختار و غیرہ)

مسئلہ نمبر ۵۸..... شے مغصوب ضمان لینے کے بعد ظاہر ہوگئی تو مالک کو اختیار ہے کہ ضمان جو لے چکا ہے واپس کردے اور اپنی چیز لے لے اور چاہے ضمان کو نافذ کردے یہ اس صورت میں ہے کہ قیمت دیتی گئی جو غاصب نے بتائی ہے اور غاصب کو اختیار نہیں ہے اور اگر قیمت دلائی گئی ہے جو مالک نے بتائی یا مالک نے گواہوں سے ثابت کی ہے یا غاصب پر قسم دی گئی اس نے قسم کھانے سے انکار کردیا ہے تو ان صورتوں میں مالک اس چیز کو نہیں لے سکتا۔ (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۹..... مغصوب میں جو زیادت متصلہ پیدا ہوئی مثلاً جانور کا دودھ دینے لگا یا درخت کے پھل یہ غاصب کے پاس بطور امانت ہیں اگر غاصب نے اس میں تعدی کی بلا ک کردیا یا ضرر کردیا یا مالک نے طلب کی اور غاصب نے نہیں دی جب تو ضمان واجب ہوگا ورنہ ان کا ضمان واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶۰..... طبلۂ سارنگی یکتارہ دوتارہ ڈھول اور ان کے علاوہ دوسری قسم کے باجے کسی نے توڑ ڈالے تو توڑنے والے کو تاوان دینا ہوگا مگر تاوان میں باجے کی قیمت نہیں دی جائے گی بلکہ اس قسم کی لکڑی کھدی ہوئی یا باجے کے سوا اگر کسی جائز کام میں آئے اس کی جو قیمت ہو وہ دی جائے یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے مگر صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے وہ یہ کہ توڑنے والے پر کچھ بھی تاوان واجب نہیں بلکہ ان کی بیع بھی جائز نہیں اور یہ اختلاف اسی صورت میں ہے جب وہ لکڑی کسی کام میں آسکتی ہو ورنہ بالاتفاق تاوان نہیں اور اگر ان کے حکم سے توڑے ہوں تو بالاتفاق تاوان واجب نہیں اور یہ اختلاف اس میں ہے کہ وہ باجا ایسے شخص کے نہ ہوں جو گانا بجانا ہو اور گویے کے ہوں تو بھی بالاتفاق تاوان واجب نہیں۔ (ہدایہ، درمختار و غیرہ)

مسئلہ نمبر ۶۱..... شطرنج، گنجفہ، پچیسی، سرکاش وغیرہا جائز کھیل کی چیزیں کسی نے توڑ دیں ان کا بھی تاوان واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۲..... طبل غازی کو توڑ ڈالا یا وہ دف جس کو شادیوں میں بجانا جائز ہے اسے توڑا یا چھوٹے بچوں کے تماشے کے باجے توڑ ڈالے تو ان کا تاوان ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۳..... بولنے والے کبوتر یا فاختہ کو کسی نے تاوان میں وہ قیمت دی جائے گی جو بولنے والی کی ہے اسی طرح بعض کبوتر خوب صورت ہوتے ہیں اس کی وجہ سے ان کی قیمت زیادہ ہوتی ہے تو تاوان میں یہی قیمت دی جائے گی اور اڑانے والے کبوتروں میں وہ قیمت لگائی جائے گی جو اڑانے والے کی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۴..... لڑنے والا مینڈھا جو لڑایا جاتا ہے یا بیل مرغ جس کو لڑاتے ہیں ان میں وہ قیمت لگائی جائے گی جو لڑنے والوں کی ہے کیونکہ ان کا لڑانا حرام ہے قیمت میں اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (عالمگیری) یونہی تیتر، بٹیر وغیرہا لڑاتے ہیں اور اس کی وجہ سے انہیں بہت داموں میں خریدتے بیچتے ہیں ان کے خلاف میں وہی قیمت دی جائے گی جو گوشت کھانے کی تیتر بٹیر کی ہو۔

مسئلہ نمبر ۶۵..... درخت میں پھونے چھونے پھل ہیں جو اس وقت کسی کام کے نہیں جیسا مرد کے ابتدائی پھل تک کر ڈالے تو یہ نہیں خیال کیا جائے گا ان کی کچھ قیمت نہیں ہے بلکہ تاوان لیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ تناور درخت کی کیا قیمت ہے اور درخت مع پھل کی کیا قیمت ہے جو زیادتی قیمت میں ہو وہ نقصان کرنے والے سے لی جائے۔ یونہی اگر درخت میں کلیاں نکلی ہیں اور کسی نے ان کو بجاز کر ڈالا یا توڑ لیا تو یہاں بھی اسی صورت سے تاوان لیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۶..... کسی شخص نے خاص کنوئیں میں نجاست ڈالی تو اس سے تاوان لیا جائے گا اور عام کنوئیں میں ڈالی تو اسے حکم ہوگا کہ کنوئیں کو پاک کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۷..... بلی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ایک شخص کا ایک روپیہ دوسرے کے دو روپے میں بل گیا اس کے پاس سے دو روپے جاتے رہے اور ایک باقی ہے اور دو تہائیاں دو روپے والے کی ہے اور ایک روپے والے کی۔ بلی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کے بعد میں ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور ان میں سے بھی یہی سوال کیا انہوں نے کہا کہ تم نے اس کو کسی اور سے بھی پوچھا ہے میں نے کہا ہاں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا ہے۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا انہوں نے یہ جواب دیا ہوگا میں نے کہا ہاں۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا انہوں نے غلط جواب دیا اس لیے کہ دو روپے جو گم ہو گئے ان میں ایک تو یقیناً اس کا ہے جس کے دو روپے تھے اور ایک ہی احتمال ہے کہ اس کا ہو یا ایک روپے والے کا ہو اور جو باقی ہے اس میں بھی احتمال ہے کہ دو والے کا ہو یا ایک والے کا۔ دونوں برابر کا احتمال رکھتے ہیں لہٰذا نصف نصف دونوں بانٹ لیں گے تجھے ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب پسند آیا۔ پھر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اس میں آپ کے خلاف جواب ملا ہے امام نے فرمایا کہ تم ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تھے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا انہوں نے تم سے یہ کہا ہے وہ سب باتیں بیان کر دیں میں نے کہا ہاں فرمایا کہ جب تینوں روپیہ پل گئے اور امتیاز نہ رہا تو اس صورت میں ہر روپیہ میں دونوں شریک ہو گئے ایک والے کی ایک تہائی اور دو والے کی دو تہائیاں پھر جب دو گم ہو گئے تو ہر روپیہ میں دونوں کی شرکت کے دو روپے گم ہوئے اور جو باقی ہے یہ بھی دونوں کی شرکت کا ہے ایک تہائی ایک کی اور دو تہائی دوسرے کی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۶۸..... ایک شخص نے دوسرے سے کہا اس بکری کو ذبح کر دو اس نے ذبح کر دی اور بکری اس کی نہ تھی جس نے ذبح کرنے کو کہا تھا تو ذبح کرنے والے کو تاوان دینا ہوگا۔ یہ بات کہ بکری دوسرے کی معلوم ہو یا نہ ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ ہاں یہ فرق ہے کہ اگر معلوم نہیں ہے تو کہنے والے سے رجوع کر سکتا ہے اور معلوم ہو تو رجوع بھی نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶۹..... کسی نے ہمیر سے اس کپڑے کو پھاڑ کر پانی میں ڈال آنے کو کہا اس نے ایسا ہی کیا ہو تو اس پر تاوان نہیں مگر گنہگار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۰..... زمین غصب کر کے اس میں کوئی چیز بوئی مالک نے کھیت جوت کر کوئی اور چیز بوئی مالک کو تاوان نہیں دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۱..... دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت کاشت کی مالک نے کہا تم نے ایسا کیوں کیا۔ میرا کھیت واپس دو بونے والے نے کہا اتنے ہی بیج مجھے دو اور میں تجھ سے کھیت کے طور پر بٹائی کروں گا یہ کہہ کر جو کچھ کھیت میں ہو نصف میرا اور نصف تمہارا۔ مالک زمین نے بیج دے دیئے پیداوار مالک زمین لے گا اور اس کو اجرت مثل دے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۲..... درخت کی شاخ دوسرے کی دیوار پر آ گئی اس کو اپنی دیوار کے نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ ہے مالک درخت سے کہدے کہ شاخ کاٹ ڈالو ورنہ میں خود کاٹ ڈالوں گا اگر مالک نے کاٹ دی تو بہتر ورنہ یہ کاٹ ڈالے اس پر تاوان واجب نہیں کہ مالک کا خاموش رہنا رضامندی کی دلیل ہے۔ اور اگر مالک درخت سے بغیر کہے کاٹ ڈالی تو تاوان واجب ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۳..... دو نے مل کر غصب کیا ایک کو مرثی کے نیچے رکھ دیا اور دوسرے کو اس نے نہیں رکھا بلکہ مرثی آپ سینی رہی اور دونوں سے بچے ہوئے تو دونوں غاصب کے ہیں اور غاصب سے دو انڈے تاوان میں لیے جائیں گے اور اگر غصب نہ کیے ہوتے بلکہ اس کے پاس

ودیعت ہو تے تو جس انڈے کو مرغی نے خوری کر بچہ نکلا وہ مودع کا ہوتا اور جس کو مرغی کے نیچے رکھا ہو وہ مودع کا ہوتا اور اس انڈے کا تاوان دینا ہوتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۴..... تنور میں اتنی لکڑیاں ڈال دیں کو تنور ان کا تحمل نہ تھا شعلہ اٹھا اور وہ مکان جلا اور پڑوس کا مکان بھی جل گیا اس مکان کا تاوان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۵..... ایک شخص کا دامن دوسرے شخص کے نیچے دبا ہوا تھا دامن والے کو خبر نہ تھی وہ اٹھا اور دامن پھٹ گیا آدھا تاوان اس پر واجب ہے جس نے دبا رکھا تھا۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۷۶..... دلال کو بیچنے کے لیے چیز دی تھی دلال کو علم ہوا کہ یہ چیز چوری کی ہے جس نے دی ہے واپس کردی مالک نے دلال سے اپنی چیز مانگی اس نے کہا جس نے مجھے دی تھی اس کو دے دی دلال بری ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۷..... دائی نے مدعیوں کے سر سے پگڑی اتاری اور یہ کہا کہ جب میرا روپیہ پیدا کرکے تمہاری پگڑی دے دوں گا وہ جب روپیہ لایا تو پگڑی ضائع ہو گئی تھی اس کے لیے غصب کا حکم نہیں بلکہ ان کا حکم ہے کہ مرہون چیز ہلاک ہونے پر جو کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی کیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۸..... ایک کا جانور دوسرے کے گھر میں گھس گیا گھر میں سے نکالا جانور کے مالک کا کام ہے۔ اور پرند کسی کے کھلیان میں گر کر مر گیا تو کنوئیں سے اس کا نکالنا پرند کے مالک کا کام ہے۔ کھلیان صاف کرنا اس کے ذمہ نہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷۹..... تربوز غصب کیا اس میں سے ایک پھانک کاٹ لی تو تربوز مالک ہی کا ہے اور سب پھانکیں کاٹ ڈالیں تو مالک کی ملک جاتی رہی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۰..... ایک مکان میں بہت لوگ جمع تھے صاحب خانہ کا آئینہ اٹھا کر ایک نے دیکھا اس نے دوسرے کو دے دیا۔ کچھ بعد دیگرے سب دیکھتے رہے اور آئینہ ٹوٹ گیا کسی سے تاوان نہیں لیا جائے گا کہ ایسی چیزوں کے استعمال کی عادۃً اجازت ہوا کرتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸۱..... ایک نے کسی کی ٹوپی اتار کر دوسرے کے سر پر رکھ دی اس نے اپنے سر سے اتار کر ڈال دی پھر وہ ٹوپی ضائع ہوئی اگر اس نے ٹوپی والے کے سامنے پھینکی ہے کہ اگر وہ لینا چاہے تو لے سکتا ہے تو کسی پر تاوان نہیں دونوں میں سے جس نے چاہا تاوان وصول کر سکتا ہے۔ یونہی ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کے سر سے ٹوپی گر گئی اس کو کسی نے ہنا دیا اور وہاں سے ہٹا کر لے گیا اگر ایسی جگہ ہٹا کر رکھی کہ مصلی لینا چاہے تو ہاتھ بڑھا کر لے سکتا ہے۔ تو ہٹانے والے پر تاوان نہیں اور اگر دور رکھی تو تاوان ہے۔ (عالمگیری)

شفعہ کا بیان

حدیث نمبر ۱..... صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق ہے۔

حدیث نمبر ۲..... امام ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و دارمی رحمہم اللہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق ہے اس کا انتظار کیا جائے اگر چہ وہ غائب ہو جب کہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔

حدیث نمبر ۳..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیا کو شفعہ شریک شفیع ہے اور شفعہ ہر شے میں ہے۔

حدیث نمبر ۴..... صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کو شفعہ ہر شرکت کی چیز میں ہے جو تقسیم نہ کی گئی

ہو۔ کان ہو یا باغ ہو اسے حوالہ نہیں کر شریک کو بغیر تقسیم کیے حق ڈالے۔ تقسیم کرنے پر وہ چاہتے لے لے اور چاہے چھوڑ دے اور اگر بغیر تقسیم کیے اس نے حق ڈالا تو وہ حق دار رہے۔

حدیث نمبر ۵..... صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ شفعہ ہر غیر منقسم چیز میں ہے اور جب حدود واقع ہو گئے اور راستے پھیر دیے گئے یعنی تقسیم کر کے ہر ایک کا راستہ جدا کر دیا گیا تو اب شفعہ نہیں یعنی شرکت کی وجہ سے جو شفعہ تھا وہ اب نہیں۔

حدیث نمبر ۶..... صحیح بخاری میں عمرو بن شرید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا تھا اتنے میں ابو رافع رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ تمہارے دار میں جو میرے دو مکان ہیں ان کے خریدنے والوں نے کہا میں نہیں خریدوں گا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ تم کو خریدنا ہوگا، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ میں چار ہزار درہم سے زیادہ نہیں دوں گا اور وہ بھی یہ تھا کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے پانچ سو اشرفیاں مل رہی ہیں اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی کو قرب کی وجہ سے حق ہوتا ہے تو چار ہزار میں نہیں دیتا جب کہ پانچ سو دینار مجھے مل رہے ہیں یہ کہہ کر ان کو چار ہزار میں دے دیا۔

مسائل فقہیہ: غیر منقول جائیداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا تھا اتنے میں ہی اس جائیداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے اس کو شفعہ کہتے ہیں یہاں اس کی صورت نہیں کہ مشتری اس پر راضی ہو جب ہی شفعہ کیا جائے وہ راضی ہو یا راضی۔ بہر صورت حق دار رہے لے سکتا ہے جس شخص کو یہ حق حاصل ہے اسکو شفیع کہتے ہیں۔ مشتری نے جس چیز کے عوض میں جائیداد خریدی ہے۔ مثلاً روپے اشرفی پیسے کے عوض میں بیع تو اس کی مثل دے کر شفیع لے لے گھوڑا اگر قیمتی چیز ثمن ہے تو اس کی جو کچھ قیمت ہے وہ دے گا۔

مسئلہ نمبر ۱..... شفعہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کی ملک جائیداد حدیث سے متصل ہے خواہ اس جائیداد میں شفیع کی شرکت ہو یا اس کا جوار (پڑوس) ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... شفعہ کی شرائط حسب ذیل ہیں۔

(1) جائیداد کا انتقال عقد معاوضہ کے ذریعے سے ہو یعنی بیع یا معنی بیع میں ہو۔ معنی بیع مثلاً جائیداد کو بدل صلح قرار دیا یعنی اس کو دے کر صلح کی ہو۔ اور اگر انتقال میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو شفعہ نہیں ہو سکتا۔ ہبہ، صدقہ، میراث، وصیت کی رو سے جائیداد حاصل ہوئی تو اس پر شفعہ نہیں ہو سکتا۔ ہبہ بشرط العوض میں اگر دونوں جانب سے تعاوض بدلین ہو گیا تو شفعہ ہو سکتا ہے اور اگر ہبہ میں عوض کی شرط نہ تھی مگر موہوب لہ نے عوض دے دیا مثلاً زید نے بکر کو ایک مکان ہبہ کر دیا اور عمرو نے زید کو اس کے عوض میں مکان ہبہ کیا تو دونوں میں کسی پر شفعہ نہیں ہو سکتا۔ (عالمگیری)

(2) غیر عقار یعنی جائیداد غیر منقول ہو۔ منقولات میں شفعہ نہیں ہو سکتا

(3) بائع کی ملک زائل ہو گئی فقط اگر بائع کو خیار شرط ہو تو شفعہ نہیں ہو سکتا جب وہ بیع اپنا خیار شرط ساقط کر دے گا تب ہو سکے گا اور مشتری کو خیار ہو تو شفعہ ہو سکتا ہے

(4) بائع کا حق بھی زائل ہو گیا ہو یعنی مبیع کے واپس لینے کا اسے حق نہ ہو لہٰذا مشتری نے بیع فاسد کے ذریعے سے جائیداد لی تو شفعہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر مشتری نے اس جائیداد کو بیع صحیح کے ذریعے فروخت کر ڈالا تو اب شفعہ ہو سکتا ہے اور اس شفعہ کو اگر بیع ثانی پر بنا کرے تو بیع ثانی کا جو کچھ ثمن ہے اس کے ساتھ لے گا اور اگر بیع اول بنا کرے تو مشتری کے قبضہ کرنے کے دن جو اس کی قیمت تھی وہ دینا ہوگی

(5) جس جائیداد کے ذریعے سے اس جائیداد پر شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوا ہے وہ اس وقت شفیع کے ملک میں ہو یعنی جب کہ مشتری نے اس شفعہ والی جائیداد کو فروخت کر ڈالا اگر وہ۔ مکان شفیع کے کرایہ میں ہو یا عاریت کے طور پر اس میں رہتا ہے تو شفعہ نہیں کر سکتا یا اس۔ مکان کو اس نے پہلے بیچ کر دیا ہے تو اب شفعہ نہیں کر سکتا

(6) شفیع نے اس بیع سے بعد اظہار رضامندی ظاہر کی ہو ورنہ لغو۔

مسئلہ نمبر ۳..... وہ منزل۔ مکان ہے اس کی دونوں منزل میں شفعہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر صرف بالا خانہ فروخت ہوا تو شفعہ ہو سکتا ہے اگرچہ اس کا راستہ نیچے کی منزل میں نہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... بالغ اور مجنون کے لئے بھی حق شفعہ ثابت ہوتا ہے۔ ان کا باپ یا وصی اس کا مطالبہ کرے گا (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... شفعہ کے ذریعہ سے جو جائیداد حاصل کی گئی وہ اسی کی مثل ہے جس کو خریدا ہے یعنی اس جائیداد میں شفیع کو خیار رویت خیار عیب حاصل ہوگا جس طرح مشتری کو ہوتا ہے (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... شفعہ کا حکم یہ ہے کہ جب اس کا سبب پایا جائے یعنی جائیداد بیچی گئی تو طلب کرنا جائز ہے اور بعد طلب اشہاد یہ موکد ہو جاتا ہے اور قاضی کے فیصلہ یا مشتری کی رضامندی سے شفیع اس چیز کا مالک ہو جاتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... مکان موقوف کے متصل کوئی مکان فروخت ہوا بیچنے والا وقف شفعہ کر سکتا ہے یہ متولی یا وہ شخص جس پر یہ مکان وقف ہے کو شفعہ کے لیے پیش ورت تھی کہ جس کے ذریعے سے شفعہ کیا جائے وہ مملوک ہو اور مکان موقوف مملوک نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... زمین موقوف میں کسی نے مکان بنایا اور اس کے جوار میں کوئی مکان فروخت ہوا تو یہ شفعہ نہیں کر سکتا اور اپنی ثمارت بیچ نہیں کرے تو اس پر شفعہ نہیں ہو سکتا (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... جس جائیداد موقوفہ کی بیع نہیں ہو سکتی اگر کسی نے ایسی جائیداد بیچ کر دی تو اس پر شفعہ نہیں ہو سکتا شفعہ کے لیے بیع ہونا ضروری ہے (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... اگر وقف ایسا ہو جس کی بیع جائز ہو اور وہ فروخت ہوا تو اس پر شفعہ ہو سکتا ہے اور اگر اس کے جوار میں کوئی جائیداد فروخت ہوئی تو وقف کی جانب سے شفعہ نہیں کر اس کا کوئی مالک نہیں جو شفعہ کر سکے۔ یونہی اگر جائیداد بالا ایک جز وقف ہے اور ایک جز ملک ہے اور جو حصہ ملک ہے وہ فروخت ہوا تو وقف کی جانب سے اس پر شفعہ نہیں ہو سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... مکان کو ثمانہ کا مہر قرار دیا یا اس کو اجرت مقرر کیا تو اس پر شفعہ نہیں ہو سکتا اور اگر مہر کوئی دوسری چیز ہے۔ مکان کو اس کے بدلے میں بیچ کیا یا نکاح میں مہر کا ذکر نہ ہوا مثل واجب ہو اس کے بدلے میں عورت کے ہاتھ مکان بیچ دیا تو شفعہ ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

شفعہ کے مراتب

مسئلہ نمبر ۱..... شفعہ کے چند اسباب مجتمع ہو جائیں تو ان میں ترتیب کا لحاظ رکھا جائے گا جو سبب قوی ہو اس کو مقدم کیا جائے شفعہ کے تین سبب ہیں (1) شفعہ کرنے والا شریک ہے یا (2) خلیط ہے یا (3) جار ملاصق۔

شریک وہ ہے کہ خود مبیع میں اس کی شرکت ہو مثلاً ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک نے بیع کی تو دوسرا شریک کو شفعہ پہنچتا ہے۔ خلیط کا یہ مطلب ہے کہ خود مبیع میں شرکت نہیں اس کا حصہ بائع کے حصہ سے ممتاز ہے مگر حق بیع میں شرکت ہے۔ مثلاً دونوں مکانوں کا ایک ہی راستہ ہے اور راستہ بھی خاص ہے یا دونوں کے کھیت میں ایک نالی سے پانی آتا ہو۔ جار ملاصق یہ ہے کہ اس کے مکان کے پچھیت دوسرے کے مکان میں ہو۔ ان سب میں مقدم شریک ہے پھر خلیط اور جار ملاصق کا مرتبہ سب سے آخر میں ہے

(جامع الرموز)

مسئلہ نمبر ۲..... شریک نے مشتری کو تسلیم کر دی یعنی شفعہ کرنا نہیں چاہتا ہے تو خلیط کو شفعہ کا حق حاصل ہو گیا کہ اس کے بعد اس

کا مرتبہ ہے یا اس جائیداد میں کسی کو شرکت ہی نہیں ہے تو خلیط کو شفعہ کا حق ہے اور خلیط نے بھی مشتری سے نہیں لیا یا تسلیم کر دی یا کوئی خلیط ہی نہیں ہے تو جار کو حق ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... طریقِ عظیم اور راستہ عام میں شرکت سبب شفعہ نہیں ہے بلکہ اس صورت میں جار ملاصق کو شفعہ کا حق ملے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... طریقِ عظیم وہ ہے جس میں کشتی چل سکتی ہو اور اگر کشتی نہ چل سکے تو طریقِ صغیر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... کوچہ سربستہ میں جن لوگوں کے مکانات ہیں وہ سب خلیط ہیں کہ خاص راستہ میں شرکت ہوگئی۔ کوچہ سربستہ سے دوسرا راستہ نکلا کہ آگے چل کے یہ بھی بند ہو گیا اس میں کچھ مکانات ہیں اگر اس میں کوئی مکانات فروخت ہو تو اس کوچہ والے حق دار ہیں پہلے کوچہ والے نہیں اور پہلے کوچہ میں مکان فروخت ہو تو دونوں کوچہ والے برابر کے حق دار ہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۶..... کوچہ سربستہ میں ایک مکان ہے جس میں ایک حصہ ایک شخص کا ہے اور ایک حصہ میں دو شخص شریک ہیں اور جس کو کوچہ میں یہ مکان ہے اس میں دوسروں کے بھی مکانات ہیں ایک شریک نے اپنا حصہ بیچ دیا تو اس کا شریک شفعہ کر سکتا ہے دو نہ کرے تو دوسرا شخص کرے جو شریک نہ تھا کہ اس مکان میں اس کا مکان بھی اور یہ بھی نہ کرے تو کوچہ کے دوسرے لوگ کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... بیع میں شرکت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پوری بیع میں شرکت ہے مثلاً پورا مکان دو شخصوں میں مشترک ہو دوم یہ کہ بعض بیع میں شرکت ہو یعنی مکان کا ایک جز مشترک ہے اور باقی میں شرکت نہیں مثلاً پردہ کی دیوار دونوں کی ہو اور ایک نے اپنا مکان بیچ کر دیا تو پردہ کی دیوار جو مشترک ہے اس کی بیع بھی ہوگئی یہ شخص شریک کی حیثیت سے شفعہ کرے گا لہٰذا دوسرے شفیعوں پر مقدم ہوگا۔ مگر جو شخص پورے مکان میں شریک ہے وہ اس شریک پر مقدم ہوگا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... دیوار میں شرکت سے یہ مراد ہے کہ دیوار کی زمین میں شرکت ہو اور اگر زمین میں شرکت نہ ہو صرف دیوار میں شرکت ہو تو اس کو شریک نہیں شمار کیا جائے گا دونوں صورتوں میں یہ ہے کہ مکان کے بیچ میں ایک دیوار قائم کر دی گئی پھر تقسیم یوں ہوئی کہ ایک شخص نے دیوار سے ادھر حصہ لیا اور دوسرے نے ادھر چلا اور دیوار تقسیم میں نہیں آئی۔ لہٰذا دونوں کی ہوئی اور اگر مکان کو تقسیم کر کے ایک خط کھینچ دیا پھر بیچ دیوار بنانے کے لیے ہر ایک نے ایک ایک بالشت زمین دے دی اور دونوں کے پایوں سے دیوار بنی تو یہاں زمین میں بالکل شرکت نہیں ہے اگر شرکت ہے تو دیوار میں ہے اور دیوار بھارت میں شرکت موجب شفعہ نہیں۔ لہٰذا اس شرکت کا اعتبار نہیں بلکہ یہ شخص جار ملاصق ہے اور اسی حیثیت سے شفعہ کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... بیچ کی دیوار پر دونوں کڑیاں ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ یہ دیوار دونوں میں مشترک ہے صرف اتنی بات سے کہ دونوں کی کڑیاں ہیں دیوار کا مشترک ہونا معلوم ہوتا ہے ہاں میں سے ایک کا مکان فروخت ہوا اگر دوسرے نے گواہوں سے دیوار کا مشترک ہونا ثابت کر دیا تو اس کو شریک قرار دیا جائے گا اور شفعہ میں اس کا مرتبہ جار سے مقدم ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... یہ جو کہا گیا کہ شریک کے بعد جار ملاصق کا مرتبہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بیع کی خبر سن کر اس نے شفعہ طلب کیا ہو اور اگر اس وقت اس نے شفعہ طلب نہ کیا اور شریک نے شفعہ سے تسلیم کر دیا یعنی بذریعہ شفیع نہیں چاہتا تو اب اس جار کو شفعہ کرنے کا حق نہ رہا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... دو منزلہ مکان ہے نیچے کی منزل زید و عمرو کی شرکت میں ہے اور اوپر کی منزل میں زید و بکر شریک ہیں۔ اگر زید نے نیچے کی منزل بیچ دی تو عمرو شفعہ کر سکتا ہے مگر نہیں اور اوپر کی منزل بیچ دی تو بکر شفعہ کر سکتا ہے عمرو نہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... ایک مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے مگر اس بالا خانہ کا راستہ دوسرے مکان میں ہے اس مکان میں نہیں ہے جس کی چھت پر بالا خانہ ہے یہ بالا خانہ فروخت ہوا تو وہ شخص شفعہ کرے گا جس کے مکان میں اس کا راستہ ہے وہ نہیں کر سکتا جس کے مکان کی چھت پر بالا

خانہ ہے اور اگر پہلے شخص نے یہ تسلیم کردیا نہ لینا چاہا تو دوسرا شخص شفعہ کرسکتا ہے مگر بالاخانہ کا کوئی حق راستہ سے نہیں ہے تو شفعہ میں یہ بھی شریک ہے اور اگر نیچے کی منزل فروخت ہوئی تو بالاخانہ والا شفعہ کرسکتا ہے اور وہ مکان جس میں بالاخانہ کا راستہ ہے فروخت ہوا تو اس میں بھی بالاخانہ والا شفعہ کرسکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... کوچہ سربستہ میں چند اشخاص کے مکانات ہیں ان میں سے کسی نے اپنا مکان یا کوئی کمرہ بیچ کر دیا اور راستہ مشتری کے ہاتھ نہیں بیچا بلکہ مشتری سے یہ طے پایا کہ اس مکان کا دروازہ مشارٌ الیہ نام میں کھول لے اس صورت میں بھی اس کوچہ کے رہنے والے شفعہ کرسکتے ہیں کیونکہ بوقت بیع یہ لوگ راستہ میں شریک ہیں اور اگر اس وقت ان لوگوں نے شفعہ نہ کیا اور مشتری نے دروازہ کھولنے کے بعد اس کو بیچ کر ڈالا تو اب شفعہ نہیں کرسکتے کہ راستہ کی شرکت کی دوسری بیع کے وقت نہیں ہے بلکہ اب وہ شخص شفعہ کرسکتا ہے جو جارٌ ملاصق ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... مکان کے دو دروازے ہیں ایک گلی میں ہے دوسرا دروازہ دوسری گلی میں ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے دو مکان جتنے ایک دروازہ ایک گلی میں تھا دوسرے کا دوسری گلی میں تھا ایک شخص نے دونوں کو خرید کر ایک مکان کردیا اس صورت میں ہر گلی والے اپنی جانب کا مکان شفعہ کرکے لے سکتے ہیں ایک گلی والوں کو دوسری جانب کے حصہ کا حق نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جب وہ مکان بنا تھا اس وقت اس میں دو دروازے سے گئے تھے تو دونوں گلی والے پورے مکان میں شفعہ کا حق رکھتے ہیں یونہی اگر دو کھڑکیاں تھیں دونوں کے بیچ کی دیوار نکال کر ایک گلی کردی گئی تو ہر ایک کو چہ والے اپنی جانب میں شفعہ کا حق رکھتے ہیں دوسری جانب نہیں حق نہیں۔ اسی طرح کوچہ سربستہ تھا اس کی دیوار نکال دی گئی کہ سربستہ نہ رہا بلکہ کوچہ نافذ ہوگیا تو اب بھی اس کے رہنے والے شفعہ کا حق رکھیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... باپ کا مکان تھا اس کے مرنے کے بعد بیٹوں کو ملا اور ان میں سے کوئی مرگیا اور اس نے اپنے بیٹے وارث چھوڑے ان میں سے کسی نے اپنا حصہ بیچ کیا تو اس کے بھائی اور چچا سب شفعہ کرسکتے ہیں بھائیوں کو چچا پر ترجیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مکان کے دو پڑوسی ہیں ایک حاضر ہے اور دوسرا غائب ہے جو جو نے شفعہ کا دعویٰ کیا مگر قاضی ایسے شفعہ کا قائل نہ تھا اس نے دعویٰ خارج کردیا کہ شفعہ کا تجھے حق نہیں پھر وہ غائب آیا اور اس نے دوسرے قاضی کے پاس دعویٰ کیا جس کے مذہب میں پڑوسی کے لیے بھی شفعہ ہے یہ قاضی پورا مکان اسی شفعہ کرنے والے کو دلائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... کسی کے مکان کا پرنالہ دوسرے مکان میں گرتا ہے یا اس مکان کی مالی اس مکان میں ہے تو اس کو اس مکان کے جوار کی وجہ سے شفعہ کا حق ہے شرکت کی کی وجہ سے نہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... شفعہ کا دعویٰ کیا اور قاضی نے اس کا حکم دے دیا اس کے بعد شفیع نے جائیداد لینے سے انکار کردیا تو دوسرے لوگ جو اس کے بعد شفعہ کرسکتے تھے ان کا حق باطل ہوگیا یعنی اب وہ لوگ شفعہ کرسکتے ہیں کہ بعد قضائے قاضی اس کی ملک متقرر ہوگئی اور اگر قاضی کے حکم سے قبل ہی اپنے حق سے دستبردار ہوگیا تو دوسرے لوگ کرسکتے ہیں۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... بعض حق دار موجود ہیں بعض غائب ہیں جو موجود ہیں انہوں نے دعویٰ کیا تو ان کے لیے فیصلہ کردیا جائے گا اس کا انتظار نہ کیا جائے گا کہ وہ غائب بھی آجائے کیونکہ آجانے کے بعد وہ مطالبہ کرے یا نہ کرے کیا معلوم لہٰذا اس کے آنے تک فیصلہ کو موقوف نہ کیا جائے پھر اس غائب نے آنے کے بعد اگر مطالبہ کیا تو اس کی تین صورتیں ہیں اگر اس کا مرتبہ اس سے کم ہے جس کے فیصلہ ہوا تھا ساقط۔ اور برابر کا ہے یعنی اگر وہ شریک ہے تو یہ بھی شریک ہے یا دونوں خلیط ہیں یا دونوں پڑوسی ہیں تو اسی صورت میں دونوں کو برابر جائیداد ملے گی اور اگر اس کا مرتبہ اس سے اونچا ہے یعنی متلاصق یا خلیط یا پڑوسی تھا اور یہ شریک ہے تو کل جائیداد اس کو ملے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... شفیع چاہتا ہے کہ جائیداد بیچنے میں سے ایک حصہ لے لے اور باقی مشتری کے لیے چھوڑ دے اس کا حق شفیع کو نہیں یعنی

مشتری کو اس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جائیداد کا پیز لینے میں مشتری پانچ نقصان کرتا ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....ایک شفیع نے اپنا حق شفعہ دوسرے کو دے دیا مثلاً تین شخص شفیع تھان میں سے ایک نے دوسرے کو اپنا حق دے دیا یہ دینا صحیح نہیں بلکہ اس کا حق ساقط ہو گیا اور اس کے سوا بقیہ شفیع میں سب برابر کے حق دار ہیں بلکہ اگر وہ شخص حق دار ہیں ان میں سے ایک نے کچھ کر کر مجھے نصف جائیداد ملنی تھی نصف کو بھی طلب کیا تو اس کا شفعہ ہی باطل ہو جائے گا یعنی ضروری ہے کہ ہر ایک پورے کا مطالبہ کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲.....دو شخصوں نے اپنا مشترک مکان بیچ کیا شفیع یہ چاہتا ہے کہ نصف ایک کے حصے میں شفعہ کرے یہ نہیں ہو سکتا اور اگر دو شخصوں نے ایک مکان خریدا اور شفیع نصف ایک مشتری کے حصہ میں شفعہ کرنا چاہتا ہے یہ ہو سکتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳.....ایک شخص نے ایک صفقہ میں دو مکان خریدے اور شفیع دونوں میں شفعہ کر سکتا ہو تو دونوں میں شفعہ کرے یا دونوں کو چھوڑے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک میں کرے اور ایک کو چھوڑ دے اور اگر ایک ہی میں وہ شفیع ہے تو ایک میں شفعہ کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴.....مشتری کے وکیل نے جائیداد خریدی اور وہ بھی اسی وکیل کے ہاتھ میں بیچا شفعہ کی طلب وکیل سے ہو سکتی ہے اور وکیل نے موکل کو دے دی تو وکیل سے طلب نہیں کر سکتا اس سے طلب کرنے پر شفعہ ہی ساقط ہو جائے گا جس سے طلب کرنا چاہیے تھا اور جو قدرت شفیع نے اس سے طلب کرنے میں دیر کی۔ (درمختار وردالمحتار)

طلب شفعہ کا بیان

طلب کی تین قسمیں ہیں۔(1) طلب مواثبہ (2) طلب تقریر اس کو طلب اشہاد بھی کہتے ہیں۔(3)

طلب تملیک۔ طلب مواثبہ یہ ہے کہ جیسے ہی اس کو اس جائیداد کی فروخت ہونے کا علم ہو فوراً ہی وقت یہ ظاہر کرے کہ میں طالب شفعہ ہوں اگر علم ہونے کے بعد اس نے طلب نہ کی تو شفعہ کا حق جاتا رہا اور بہتر یہ ہے کہ اپنے اس طلب کرنے پر لوگوں کو گواہ بنا لے تاکہ یہ کہا جا سکے کہ اس نے طلب مواثبت نہیں کیا ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱.....جائیداد کی بیع کا علم کبھی تو خود مشتری ہی سے ہوتا ہے کہ اس نے خود اسے خبر دی اور کبھی مشتری کے قاصد کے ذریعہ ہوتا ہے کہ اس نے کسی کی معرفت اس کے پاس کہلا بھیجا اور کبھی کسی اجنبی سے ہوتا ہے اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ وہ خبر عادل ہو یا خبر دو ہندو میں بد بشہادت پایا جائے یعنی دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں خبر دینے والا ایک ہی شخص ہے اور وہ بھی فاسق ہے مگر شفیع نے اس خبر میں اس کی تصدیق کر لی تو بیع کا علم ہو گیا یعنی اگر طلب مواثبہ نہ کرے گا شفعہ باطل ہو جائے گا اور اگر اس کی تکذیب کی تو شفیع کے نزدیک بیع کا ثبوت نہ ہوا یعنی طلب نہ کرنے پر حق شفعہ باطل نہ ہوگا اگرچہ واقع میں اس کی خبر صحیح ہو۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲.....طلب مواثبہ میں اونی تاخیر بھی شفعہ کو باطل کر دیتی ہے مثلاً کسی خط کے ذریعے سے اسے بیع کی خبر دی گئی اور اس خط میں بیع کا ذکر مقدم ہے اور اس کے بعد دوسرے مضامین ہیں بیع کا ذکر کر درمیان میں ہے اس نے پورا خط پڑھ کر طلب مواثبت کی تو شفعہ باطل ہو گیا کہ اتنی تاخیر بھی یہاں نہیں ہونی چاہیے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر.....خطبہ ہو رہا ہے اور اس کو بیع کی خبر دی گئی اور نماز کے بعد اس نے طلب مواثبت کی اگر ایسی جگہ ہے کہ خطبہ سن رہا ہے تو شفعہ باطل نہیں ہوا اگر خطبہ کی آواز اس کو نہیں پہنچی تو شفعہ باطل ہے یہاں نہیں اس میں اختلاف ہے۔ نفل نماز پڑھنے میں خبر ملی ہے یا ایسے کہ وہ رکعت پر سلام پھیرے اور طلب مواثبت کرے اور چار پوری کر لے یعنی دو رکعتیں اور پڑھ لیں تو باطل ہو گیا اور قبل تکبیر یا بعد تکبیر کی سنتیں پڑھ رہا تھا اور چار پوری کر کے طلب کیا تو باطل ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....بیع کی خبر سن کر سُبْحَانَ اللہِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ یا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہا تو شفعہ باطل نہ ہوا کہ ان الفاظ کا کہنا کی دلیل نہیں بلکہ خدا کا شکر کرنا ہے اس کے پڑوس سے نجات ملی یا تعجب کرتا ہے کہ اس نے خود پہنچا نے کا ارادہ کیا تھا اور نتیجہ یہ ہوا۔ یونہی اگر اس کے پاس کسی شخص کو چھینک آئی اور اس نے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہا اس نے اس کا جواب دیا تو شفعہ باطل نہ ہوا۔ (عالمگیری، ہندیہ)

مسئلہ نمبر ۴.....بیع کی خبر سننے پر اس نے دریافت کیا کہ کس نے خریدا کتنے میں خریدا یہ پوچھنا تاخیر میں شمار نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ثمن اتنا ہو جو اس کے نزدیک مناسب ہے تو شفعہ کرے اور ثمن زیادہ ہے تو اسے اتنے داموں میں لینا منظور نہیں۔ یونہی اگر مشتری کوئی نیک شخص ہے اس کا پڑوس ہونا گوارا نہیں تو شفعہ کی کیا ضرورت ہے اور ایسا شخص مشتری ہے جس کا قرب منظور نہیں ہے تو شفعہ کی ضرورت ہے لہٰذا یہ پوچھنا شفعہ سے اعراض کی دلیل نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۵.....شفیع نے مشتری کو سلام کیا شفعہ باطل نہیں ہوا اور کسی دوسرے کو سلام کیا تو باطل ہو گیا مثلاً مشتری کا بیٹا بھی وہیں کھڑا تھا اس بڑے کو سلام کیا باطل ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....طلب مواثبہ کے لیے کوئی لفظ مخصوص نہیں جس لفظ سے بھی اس کا مطالب شفعہ ہونا سمجھ میں آتا ہے وہ کافی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷.....جو جائیداد فروخت ہوئی ایک شخص اس میں شریک ہے اور ایک اس کا پڑوسی ہے دونوں کو ایک ساتھ خبر ملی شریک نے طلب مواثبہ کی پڑوسی نے نہیں کی پھر شریک نے شفعہ چھوڑ دیا اب پڑوسی کو شفعہ کا حق نہیں رہا یہ بھی اگر وقت طلب کرتا تو اب شفعہ کر سکتا تھا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....طلب مواثبہ کے بعد طلب اشہاد کا مرتبہ ہے جس کو طلب تقریر بھی کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ بائع یا مشتری اس جائیداد یا مبیعہ کے پاس جا کر گواہوں کے سامنے یہ کہے کہ فلاں شخص نے یہ جائیداد خریدی ہے اور میں اس کا شفیع ہوں اور اس سے پہلے میں طلب شفعہ کر چکا ہوں اور اب پھر طلب کرتا ہوں تم لوگ اس کے گواہ رہو۔ (ہدایہ) یاد رہے وقت ہے کہ جائیداد یا مبیعہ کے پاس طلب اشہاد کرے اور اگر مشتری کے پاس کرے تو یہ کہے اس نے فلاں جائیداد خریدی ہے اور میں فلاں جائیداد کے ذریعہ سے اس کا شفیع ہوں اور بائع کے پاس یوں کہے کہ اس نے فلاں جائیداد فروخت کی ہے اور میں فلاں کی وجہ سے اس کا شفیع ہوں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹.....بائع کے پاس طلب اشہاد کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ جائیداد بائع کے قبضے میں ہو یعنی اب تک بائع نے مشتری کے قبضہ میں نہ دی ہو اور مشتری کا قبضہ ہو چکا ہو تو بائع کے پاس طلب اشہاد نہیں ہو سکتی اور مشتری کے ہر صورت طلب اشہاد ہو سکتی ہے چاہے وہ جائیداد بائع کے قبضے میں ہو یا مشتری کے قبضے میں ہو اسی طرح جائیداد مبیعہ کے سامنے بھی مطلقاً اشہاد ہو سکتی ہے (ہدایہ، درمختار) طلب اشہاد میں جائیداد کا حدود اربعہ بھی ذکر کرے تو بہتر ہے تاکہ اختلاف سے بچ جائے۔

مسئلہ نمبر ۱۰.....جو شخص باوجود قدرت طلب اشہاد نہ کرے تو شفعہ باطل ہو جائے گا مثلاً بغیر طلب اشہاد عدالت کے پاس دعویٰ کر دیا تو شفعہ باطل ہو گیا طلب اشہاد تنہا صدا اور خط کے ذریعے سے بھی ہو سکتی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....جو شخص وہیں ہے اور اسے بیع کی خبر ملی تو خبر سننے کے بعد اس کو اتنا موقع ہے کہ وہاں سے آ کر اپنا صدا یا وکیل کو بھیج کر طلب اشہاد کر سکے اس کی وجہ سے جتنی بھی تاخیر ہوئی اس سے شفعہ باطل نہیں ہوگا (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲.....شفیع کو رات میں خبر ملی اور وقت باہر نکلنے کا نہیں ہے اس وجہ سے صبح تک طلب اشہاد کو مؤخر کیا اس سے شفعہ باطل نہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳.....بائع و مشتری یا جائیداد مبیعہ ایک شہر میں ہوں تو قرب و بعد کا اعتبار نہیں یعنی یہ ضروری نہیں کہ قریب ہی کے پاس

طلب کرے بلکہ اسے اختیار ہے کہ دوروالے کے پاس کرے یا قریب والے کے پاس کرے ہاں اگر قریب کے پاس کرے اور یہاں طلب شہادت کی دوروالے کے پاس جا کر کی تو شفعہ باطل ہے اور اگر ان میں سے ایک اسی شہر میں ہے اور دوسرا دوسرے شہر میں یا گاؤں میں ہے اور اس شہر والے کے سامنے طلب کی تو دوسرے شہر یا گاؤں میں اشہاد کے لیے گیا تو شفعہ باطل ہو گیا۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... طلب اشہاد کا، طلب مواثبہ کے بعد ہو اس وقت ہے کہ فلاں مجلس میں ہوا وہاں نہ بائع ہے نہ مشتری ہے نہ جائیداد مبیعہ اور اگر شفیع ان تینوں میں سے کسی کے پاس موجود تھا اور فی الحال اسی وقت اپنا شفیع ہونا ظاہر کر دیا تو یہ ایک ہی طلب دونوں کے قائم مقام ہے یعنی یہی طلب مواثبہ بھی ہے اور طلب اشہاد ہے

مسئلہ نمبر ۱۵..... ان دونوں طلبوں کے بعد طلب تملیک ہے یعنی اب قاضی کے پاس جا کر یہ کہے کہ فلاں شخص نے فلاں جائیداد خریدی اور فلاں جائیداد کے ذریعے سے میں اس کا شفیع ہوں وہ جائیداد مجھے دلا دی جائے طلب تملیک میں تاخیر ہونے سے شفعہ باطل ہوتا ہے یا نہیں ظاہر الروایہ یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتا اور ہدایہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک ماہ کی تاخیر سے باطل ہو جاتا ہے بعض مشائخ نے ان ہی پر فتویٰ ہونے کی تصریح اور نظر بحال زمانہ اس قول کو اختیار کرنا قرین مصلحت ہے کیونکہ اگر اس کے لیے کوئی میعاد نہ ہوئی تو خوف شفعہ کی وجہ سے مشتری نہ اس زمین میں کوئی تغیر کر سکے گا اور یہ مشتری کا ضرر ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جو طلب شفعہ کی وجہ سے مشتری نہ اس زمین میں کوئی تغیر کر سکے گا اور یہ مشتری کا ضرر ہے۔ شفیع نے دعویٰ اس وجہ سے نہیں کیا کہ قاضی میرے خلاف فیصلہ کر دے گا اس انتظار میں ہے کہ دوسرا قاضی آئے تو دعویٰ کروں اس صورت میں بالاتفاق اس کا حق باطل نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... شفیع کے دعویٰ کرنے پر قاضی اس سے چند سوالات کرے گا وہ جائیداد کہاں ہے اور اس کا عہدہ دار بعہ کیا ہے اور مشتری نے اس پر قبضہ کیا ہے یا نہیں اس پر شفعہ کس جائیداد کی وجہ سے کرتا ہے اور اس کے عہدہ کیا ہیں اس میں جائیداد کی فروخت ہونے کا شفیع کو کب علم ہوا اور اس نے اس کے متعلق کیا کیا پھر طلب تقریر کی یا نہیں اور کن لوگوں کے سامنے طلب تقریر کی اور کس کے پاس طلب تقریر کی وغیرہ یہ تمام باتیں دریافت کرے جب تمام سوالوں کے جوابات ایسے دیدے جن سے دعویٰ پر اثر نہ پڑتا تو اس کا دعویٰ مکمل ہو گیا اب قاضی مدعا علیہ سے دریافت کرے گا کہ شفیع جس جائیداد کے ذریعے سے شفعہ کرتا ہے اس کا مالک ہے یا نہیں اگر اس نے انکار کر دیا تو شفیع کو گواہوں کے ذریعہ سے اس جائیداد کا مالک ہونا ثابت کرنا ہوگا یا گواہ نہ ہونے میں مدعا علیہ پر حلف دیا جائے گا وہ مدعا علیہ کے حلف سے انکار کرنے سے جب شفیع کی ملک ثابت ہو گئی تو مدعا علیہ سے دریافت کرے گا کہ وہ جائیداد جس پر شفعہ کا دعویٰ ہے اس نے خریدی ہے یا نہیں اگر اس نے انکار کر دیا تو شفیع کو گواہوں سے اس کا خریدنا ثابت کرنا ہوگا اور اگر گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ پر پھر حلف پیش کیا جائے گا اگر حلف سے گول گیا یا گواہوں سے خریدنا ثابت ہو گیا تو قاضی شفعہ کا فیصلہ کر دے گا۔ (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... شفعہ کا دعویٰ کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ شفیع ثمن کو قاضی کے پاس حاضر کرے جب ہی اس کا دعویٰ سنا جائے گا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ فیصلہ کے وقت ثمن قاضی کے پاس پیش کر دے جب ہی وہ فیصلہ کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... فیصلہ کے بعد اسے ثمن لانے کو کہا گیا اور ثمن ادا کرنے کو کہا گیا اور ثمن ادا کرنے میں تاخیر کی یہ کہہ دیا کہ اس وقت میرے پاس نہیں ہے یا یہ کہ کل حاضر کر دوں گا یا اس قسم کی کچھ اور بات کہی تو شفعہ باطل نہ ہوگا (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۱..... فیصلہ کے بعد ثمن وصول کرنے کے لیے مشتری اس جائیداد کو روک سکتا ہے کہ جب تک ثمن ادا نہ کرو گے یہ جائیداد

میں تم کو نہیں دوں گا (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۲..... شفعہ کا دعویٰ مشتری پر مطلقاً ہو سکتا ہے اس نے جائیداد پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اس کو مدعا علیہ بنایا جا سکتا ہے اور بائع کو بھی مدعا علیہ بنایا جا سکتا ہے جب کہ جائیداد اب تک بائع کے قبضہ میں ہو مگر بائع کے مقابل میں گواہ نہیں لئے جائیں گے جب تک مشتری حاضر نہ ہو۔ یعنی اگر بائع پر دعویٰ ہوا تو جب تک مشتری حاضر نہ ہو حق مشتری میں وہ بیع فسخ نہیں کی جائے گی اور اگر مشتری کا قبضہ ہو چکا ہو تو بائع کے حاضر ہونے کی ضرورت نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... بائع کے قبضہ میں جائیداد ہو تو بائع پر قاضی شفعہ کا فیصلہ کرے گا اور اس کی تمام ذمہ داری بائع پر ہوگی یعنی جائیداد مشفوعہ میں اگر کسی دوسرے کا حق ثابت ہو اور اس نے لے لی تو ثمن کی واپسی بائع کے ذمہ ہے اور اگر جائیداد پر مشتری کا قبضہ ہو چکا ہے تو ذمہ داری مشتری پر ہوگی یعنی جب کہ مشتری نے بائع کو ثمن ادا کر دیا ہو اور شفیع نے مشتری کو ثمن دیا ہو اور اگر ابھی مشتری نے ثمن ادا نہیں کیا ہے شفیع نے بائع کو ثمن دیا تو بائع ذمہ دار ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... شفیع کو خیار رویت اور خیار عیب حاصل ہے یعنی اگر اس نے جائیداد مشفوعہ نہیں دیکھی ہے تو دیکھنے کے بعد لینے سے انکار کر سکتا ہے۔ یونہی اگر اس میں کوئی عیب ہے تو عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے کیونکہ شفعہ کے ذریعہ سے جائیداد کا مالک بائع کا حکم رکھتا ہے لہٰذا بائع میں جس طرح یہ دونوں خیار حاصل ہوتے ہیں یہاں بھی ہوں گے اور اگر مشتری نے عیب سے برأت کر لی ہے کہہ دیا ہے کہ اس میں کوئی عیب نکلے تو اس کی ذمہ داری نہیں اس صورت میں عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے۔ مشتری کا برأت قبول کرنا کوئی چیز نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۵..... شفعہ میں خیار شرط نہیں ہو سکتا یعنی اس میں ثمن ادا کرنے کے لیے کوئی میعاد مقرر کی جا سکتی ہے۔ نہ اس میں غرر یعنی دھوکا کی وجہ سے فساد لازم ہو سکتا ہے یعنی مثلاً شفیع نے اس جائیداد میں کوئی جدید تعمیر کی اس کے بعد مستحق نے دعویٰ کیا کہ یہ جائیداد میری ہے اور وہ جائیداد مستحق کو مل گئی تو تعمیر کی وجہ سے شفیع کا جو کچھ نقصان ہوا وہ نہ بائع سے لے سکتا ہے نہ مشتری سے کہ اس نے یہ جائیداد جبراً وصول کی ہے نہ اپنے قصد و اختیار سے انہیں نہیں دی کہ وہ اس کے نقصان کا ضمان دیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مشتری یہ کہتا ہے کہ شفیع کو جس وقت بیع کا علم ہوا۔ اس نے طلب نہیں کی اور شفیع کہتا ہے میں نے اسی وقت طلب کی تو شفیع کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور گواہ نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... شفیع و مشتری میں ثمن کا اختلاف ہے اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ شفیع کے معتبر ہوں گے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۸..... مشتری نے دعویٰ کیا کہ ثمن اتنا ہے اور بائع نے اس سے کم ثمن کا دعویٰ کیا۔ اس کی دو صورتیں ہیں بائع نے ثمن پر قبضہ کیا ہے یا نہیں اگر قبضہ نہیں کیا تو بائع کا قول معتبر ہے یعنی اس نے جو کچھ بتایا شفیع اتنے ہی میں لے گا اور اگر بائع ثمن پر قبضہ کر چکا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے یعنی اگر شفیع لینا چاہے تو وہ ثمن ادا کرے۔ جس کو مشتری بتاتا ہے اور بائع کی بات معتبر ہے کہ جب وہ ثمن لے چکا ہے تو اس معاملہ میں اس کا تعلق ہی کیا ہے اور اگر بائع ثمن زیادہ بتاتا ہے اور یہ اختلاف بائع کے ثمن وصول کر لینے کے بعد ہے تو مشتری کی بات معتبر ہے اور ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے یہ اختلاف ہے تو بائع اور مشتری دونوں پر حلف ہے جو حلف سے انکار کر دے اس کے مقابل کی معتبر ہے اور اگر دونوں نے حلف کرایا تو دونوں یہ بائع و مشتری کے مابین بیع فسخ کر دی جائے گی مگر شفیع کے حق میں یہ بیع فسخ نہیں ہوگی وہ چاہے تو اتنے ثمن کے عوض لے سکتا ہے جس کو بائع نے بتایا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۹..... بائع کا ثمن پر قبضہ کرنا ظاہر نہ ہوا اور مقدار ثمن میں اختلاف ہوا اس کی دو صورتیں ہیں بائع نے ثمن پر قبضہ کرنے کا

اقرار کیا ہے یا نہیں اگر اقرار نہیں کیا ہے تو اس کا وہی حکم ہے جو قبضہ نہ کرنے کی صورت میں ہے اور اگر اقرار کر لیا ہے اور مشتری زیادہ کا دعویٰ کرتا ہے اور جائیداد اسکے قبضہ میں ہے تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں پہلے مقدارِ ثمن کا اقرار کیا پھر قبضہ کا یا اس کا عکس ہے یعنی پہلے قبضہ کا اقرار کیا پھر مقدار کا اگر پہلی صورت ہے مثلاً یوں کہا کہ اس مکان کو میں نے ہزار روپے میں بیچا اور ثمن پر قبضہ پالیا تو شفیع ایک ہزار میں لے لگا اور مشتری جو ایک ہزار سے زیادہ ثمن بتاتا ہے اس کا اعتبار نہیں اور اگر دوسری صورت ہے یعنی پہلے قبضہ کا اقرار کیا ہے پھر مقدارِ ثمن کا مثلاً یوں کہا کہ مکان میں نے بیچ دیا اور ثمن ایک ہزار ہے تو اس صورت میں مشتری کی بات معتبر ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... مشتری یہ کہتا ہے کہ اس نے ثمن مؤجل کے عوض میں خریدا ہے یعنی ثمن ابھی واجب الادا ہے اور شفیع کہتا ہے کہ ثمن موجل کے عوض میں خریدا ہے یعنی فوراً واجب الادا نہیں ہے اس کے لئے کوئی میعاد مقرر ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... مشتری یہ کہتا ہے یہ پورا مکان میں نے دو حصہ میں خریدا ہے یعنی پہلے یہ حصہ اتنے میں خریدا اور اس کے بعد یہ اتنے میں خریدا اور شفیع یہ کہتا ہے کہ تم نے پورا مکان ایک عقد میں خریدا ہے تو شفیع کا قول معتبر ہے اور اگر کسی کے پاس گواہ ہوں تو گواہ مقبول ہیں اور اگر دونوں گواہ پیش کریں اور گواہوں نے وقت نہیں پیش کیا تو مشتری کے گواہ معتبر ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... ایک شخص نے مکان خریدا شفیع نے شفعہ کا دعویٰ کیا اور مشتری نے اس کا ثمن ایک ہزار بتایا تھا شفیع نے ایک ہزار دے کر لے لیا پھر شفیع کو گواہ ملے جو کہتے ہیں اس نے پانچ سو میں خریدا تھا یہ گواہ سنے جائیں گے اور اگر مشتری نے کہنے کی تصدیق کر لی تھی تو اب گواہ نہیں سنے جائیں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... بائع و مشتری اس پر متفق ہیں کہ اس بیع میں بائع کو خیارِ شرط ہے اور شفیع اس سے انکار کرتا ہے تو انہیں دونوں کی بات معتبر ہے اور شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہیں اور اگر بائع شرطِ خیار کا مدعی ہے اور مشتری اور شفیع دونوں اس سے انکار کرتے ہیں تو مشتری کا قول معتبر ہے اور شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہے اور اگر مشتری شرطِ خیار کا مدعی ہے اور بائع و شفیع دونوں انکار کرتے ہیں تو بائع کا قول معتبر ہے اور شفعہ ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... ایک شخص نے اپنی جائیداد بیع کی شفیع نے بائع و مشتری دونوں کے سامنے شفعہ طلب کیا بائع نے کہا بیع معاملہ یعنی فرضی بیع ہوئی اور مشتری نے بھی بائع کی تصدیق کی ان دونوں کا یہ قول شفیع کے مقابل میں معتبر ہے بلکہ اگر وہ یہ کہتا ہے کہ جائز بیع ہوئی تو شفعہ کر سکتا ہے مگر جب کہ ظاہر حال سے یہی سمجھا جاتا ہو کہ فرضی بیع ہے مثلاً اس چیز کی قیمت بہت زیادہ ہو اور تھوڑے داموں میں بیع ہوئی ہے کہ ایسی چیز ان داموں میں نہ بکتی ہو تو انہیں دونوں کی بات معتبر ہے اور شفعہ نہیں ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... جائیداد تین شخاص کی شرکت میں ہے ان میں سے دو شخصوں نے یہ شہادت دی کہ ہم تینوں نے یہ جائیداد فلاں شخص کے ہاتھ بیع کر دی اور وہ شخص بھی کہتا ہے کہ میں نے خریدی مگر وہ تیسرا شخص شریکِ بیع ہے انکار کرتا ہے ان کی گواہی شریک خلاف معتبر ہے مگر شفیع ان دونوں کے حصوں کو شفعہ کے ذریعے سے لے سکتا ہے اور اگر مشتری خریدنے سے انکار کرتا ہے اور یہ تینوں شرکا بیع کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی یہ گواہی بھی باطل ہے مگر شفیع پوری جائیداد کو جبراً لے جائیداد لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... ایک ہزار میں، مکان خریدا اس پر شفعہ کا دعویٰ ہوا مشتری یہ کہتا ہے کہ اس مکان میں میں نے یہ جو قبضہ کی اور شفیع منکر ہے اس میں مشتری کا قول معتبر ہے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو گواہ شفیع ہی کے معتبر ہوں گے۔ یونہی اگر زمین خریدی ہے اور مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے اس میں یہ درخت نصب کیے اور شفیع انکار کرتا ہے تو قول مشتری کا معتبر ہے اور گواہ شفیع کے معتبر ہوں گے اور دونوں صورتوں میں یہ ضروری ہے کہ مشتری کا قول ظاہر کے خلاف نہ ہو مثلاً درختوں کی نسبت کہتا ہے میں نے کل نصب کیے ہیں حالانکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت

دنوں کے ہیں یا عمارت کو کہتا ہے کہ میں نے اب بنائی ہے اور وہ عمارت پرانی معلوم ہوتی ہے۔
(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... مشتری کہتا ہے کہ میں نے صرف زمین خریدی ہے اس کے بعد بائع نے یہ عمارت مجھے ہبہ کر دی ہے یا یہ کہ پہلے اس نے مجھے عمارت ہبہ کر دی تھی، اس کے بعد میں نے زمین خریدی اور شفیع یہ کہتا ہے کہ تم نے دونوں چیزیں خریدی ہیں یہاں مشتری کا قول معتبر ہے شفیع اگر چاہے تو اس کو بذریعہ شفعہ لے لے جو مشتری نے خریدا ہے۔
(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... وہ مکان خریدے اور ایک شخص دونوں کا چار اسی ہے وہ شفعہ کرتا ہے مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے دونوں آگے پیچھے خریدے ہیں یعنی دو عقدوں میں خریدے ہیں لہٰذا دوسرے مکان میں تمہیں شفعہ کرنے کا حق نہیں شفیع یہ کہتا ہے کہ دونوں مکان تم نے ایک عقد کے ذریعے سے خریدے ہیں اور مجھے دونوں میں شفعہ کا حق حاصل ہے اس صورت میں مشتری کو یہ بات کرنا ہوگا کہ دو عقدوں کے ذریعے خریدا ہے اور بقول شفیع کا معتبر ہوگا۔ یونہی اگر مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے نصف مکان پہلے خریدا، اسکے بعد نصف خریدا اور شفیع یہ کہتا ہے کہ پورا مکان ایک عقد سے خریدا ہے تو شفیع کا قول معتبر ہے اور اگر مشتری یہ کہتا ہے کہ پورا مکان میں نے ایک عقد سے خریدا ہے اور شفیع یہ کہتا ہے کہ آدھا آدھا کر کے دو مرتبہ میں لہٰذا میں صرف نصف مکان کا شفعہ کرتا ہوں تو اس میں مشتری کا قول معتبر ہے۔
(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹..... شفیع یہ کہتا ہے کہ مشتری نے مکان کا ایک حصہ منہدم کر دیا اور مشتری اس سے انکار کرتا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے اور گواہ شفیع کے معتبر ہوں گے۔
(عالمگیری)

جائیداد کتنے داموں میں شفیع کو ملے گی

یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ مشتری نے جن داموں میں جائیداد خریدی ہے شفیع کو اتنے ہی میں ملے گی مگر بعض مرتبہ عقد کے بعد ثمن میں کمی بیشی کر دی جاتی ہے اور بعض مرتبہ اس چیز میں کمی بیشی ہو جاتی ہے یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ اس کمی بیشی کا اثر شفیع پر ہوگا یا نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... اگر بائع نے عقد کے ثمن میں کچھ کمی بیشی کر دی تو چوتھا۔ یہ کمی اصل عقد کے ساتھ ملحق ہوتی ہے جس کا بیان کتاب البیوع میں گزر چکا ہے۔ لہٰذا شفیع کے حق میں بھی اس کمی کا اعتبار ہوگا یعنی اس کمی کے بعد جو کچھ باقی رہے اس کے بدلے میں شفیع اس جائیداد کو لے گا اور اگر بائع نے پورا ثمن ساقط کر دیا تو اس کا اعتبار نہیں یعنی شفیع کو پورا ثمن دینا ہوگا۔
(ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲..... بائع نے پہلے نصف ثمن ساقط کر دیا اس کے بعد بقیہ نصف بھی ساقط کر دیا تو شفیع سے نصف اول ساقط ہو گیا اور بعد میں جو ساقط کیا ہے یہ دینا ہوگا۔
(درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... بائع نے مشتری کو ثمن ہبہ کر دیا، اس کی دو صورتیں ہیں ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد ہبہ کیا ہے تو اس کا اعتبار نہیں یعنی شفیع پورا ثمن دے اور قبضہ سے پہلے ثمن کا کچھ حصہ ہبہ کیا تو شفیع سے یہ قدر ساقط ہو جائے گی۔
(درمختار، زیلعی، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... بائع نے ایک شخص کو جو کیل کیا اس وکیل نے عقد کے بعد مشتری سے ثمن کا کچھ حصہ کم کر دیا اگر چہ یہ کمی مشتری کے حق میں معتبر ہے کہ اس سے یہ حصہ کم ہو جائے گا اس کمی کا وکیل ضامن ہے یعنی بائع کو پورا ثمن دینا ہوگا لہٰذا شفیع کے حق میں اس کمی کا اعتبار نہیں۔
(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... شفیع کو معلوم تھا کہ ایک ہزار میں مشتری نے خریدا ہے اس نے ہزار روپے دیئے، اس کے بعد بائع نے سو روپے کی مشتری سے کمی کر دی تو یہ قدر شفیع سے بھی کم ہو جائے گی یعنی شفعہ سے پہلے بائع نے کم کیا یا بعد میں دونوں کا ایک حکم ہے۔
(درمختار)

مسئلہ نمبر ۶.....مشتری نے عقد کے ثمن میں اضافہ کیا یہ زیادتی بھی اصل عقد کے ساتھ لاحق ہوئی مگر شفیع کا حق پہلے ثمن کے ساتھ متعلق ہو چکا اور شفیع پر زیادتی لازم کرنے میں اس کا ضرر ہے لہٰذا اس کا اعتبار نہیں شفیع کو وہی پہلے ہی ثمن میں مل جائے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۷.....مشتری نے جائیداد کو شکی چیز کے عوض میں خریدا ہے تو شفیع اس کی مثل دے کر جائیداد حاصل کر سکتا ہے۔ اور قیمتی چیز کے عوض میں خریدا ہے تو اس چیز کی بیع کے وقت جو قیمت تھی شفیع کو وہ دینی ہوگی اور اگر جائیداد غیر منقول کو جائیداد غیر منقول کے عوض میں خریدا ہے مثلاً اپنے مکان کے عوض میں دوسرا مکان خریدا اور قرض کر دونوں مکان کے دو شفیع ہوں اور دونوں نے بذریعہ شفعہ لینا چاہا تو اس مکان کی قیمت کے بدلے اس مکان کو لے لگا اور اس کی قیمت کے عوض اسکو لے لگا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۸.....عقد بیع میں ثمن کی ادا کے لیے کوئی میعاد مقرر تھی تو شفیع کو اختیار ہے کہ ابھی ثمن دے کر مکان لے لے اور چاہے تو میعاد پوری ہونے کا انتظار کرے جب میعاد پوری ہو اس وقت ثمن ادا کر کے چیز لے لے اور یہ نہیں کر سکتا کہ چیز تو اب لے لے اور ثمن میعاد پوری ہونے پر ادا کرے مگر دوسری صورت میں جو انتظار کرنے کے لیے کہا گیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ شفعہ طلب کرنے میں انتظار کرے اگر طلب شفعہ میں دیر کرے گا تو شفعہ ہی باطل ہو جائے گا بلکہ شفعہ تو اسی وقت طلب کرے گا اور چیز اس وقت لے گا جب میعاد پوری ہوئی اور پہلی صورت میں کہ اسی وقت ثمن ادا کر کے لے لیا اگر اس نے وہ ثمن بائع کو دیا تو مشتری سے بائع کا مطالبہ ساقط ہو گیا اور اگر مشتری کو دیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ وہ بائع کو اس وقت دے جب میعاد پوری ہو جائے بائع اس سے ابھی مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۹.....مشتری نے جو یہ قیمتی کی یا زمین میں درخت غصب کر دیئے اور بذریعہ شفعہ جائیداد شفیع کو دلائی گئی تو وہ مشتری سے یہ کہے کہ اپنی عمارت توڑ کر اور درخت کاٹ کر لے جائے اور اگر عمارت توڑنے اور درخت کھودنے میں زمین خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس عمارت کو توڑنے کے بعد اور درخت کاٹنے کے بعد جو قیمت ہو وہ قیمت مشتری کو دے دے اور ان چیزوں کو خود لے لے۔ (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰.....مشتری نے اس زمین میں کاشت کی اور فصل تیار ہونے سے پہلے شفیع نے شفعہ کر کے لے لی تو مشتری کو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ اپنی کھیتی کاٹ لے بلکہ شفیع کو فصل تیار ہونے تک انتظار کرنا ہوگا اور اس زمانے کی اجرت بھی مشتری سے نہیں دلائی جائے گی۔ ہاں اگر زراعت سے زمین میں کچھ نقصان پیدا ہو گیا تو بقدر نقصان ثمن میں سے کم کر کے بقیہ ثمن شفیع ادا کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....مشتری نے مکان میں روغن کرا لیا یا رنگ کرا لیا یا سفیدی کرائی یا پلاستر کرا لیا تو ان چیزوں کی وجہ سے مکان کی قیمت میں جو کچھ اضافہ ہوا شفیع کو یہی دینا ہوگا اور اگر نہ دینا چاہے تو شفعہ چھوڑ دے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....ایک شخص نے مکان خریدا اور خود ہی مشتری نے منہدم کر دیا یا کسی دوسرے شخص نے منہدم کر دیا تو ثمن اور بنی ہوئی عمارت کی قیمت پر تقسیم کریں۔ زمین کے مقابل میں ثمن کا جتنا حصہ آئے وہ دے کر زمین لے لے اور اگر وہ عمارت خود منہدم ہو گئی کسی نے گرائی نہیں تو ثمن کو اس زمین اور اس ملبہ پر تقسیم کریں جو حصہ زمین کے مقابل میں پڑے اس کے عوض میں زمین کو لے لے اور آگ سے وہ مکان جل گیا اور کوئی سامان باقی نہ رہا یا سیلاب ساری عمارت کو بہا لے گیا تو پورے ثمن کے عوض میں شفیع اس زمین کو لے سکتا ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۳.....مشتری نے صرف عمارت بیچ دی اور زمین نہیں بیچی ہے مگر عمارت ابھی قائم ہے تو شفیع اس بیع کو توڑ سکتا ہے اور عمارت و زمین دونوں کو بذریعہ شفعہ لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴.....مشتری یا کسی دوسرے نے عمارت منہدم کر دی ہے یا وہ خود گر گئی اور ملبہ موجود ہے شفیع یہ چاہتا ہے شفعہ میں اس سامان کو بھی لے لے وہ ایسا نہیں کر سکتا بلکہ صرف زمین کو لے سکتا ہے۔ یونہی اگر مشتری نے مکان میں سے دروازے نکلوا کر بیچ ڈالے تو شفیع ان دروازوں کو نہیں لے سکتا بلکہ دروازوں کی قدر ثمن سے کم کر کے، مکان کو شفعہ میں لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... کان کا کچھ حصہ دریا برد ہو گیا اس حصہ میں دریا کا پانی جاری ہے تو باقی کو حصہ ثمن کے مقابل میں شفیع لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... زمین خریدی جس میں درخت ہیں اور درختوں میں پھل لگے ہوئے ہیں اور مشتری نے پھل بھی اپنے لیے شمار کر لیے ہیں اور اس میں شفعہ ہوا اگر پھل اب بھی موجود ہیں تو شفیع زمین و درخت اور پھل سب کو لے گا اور اگر پھل ٹوٹ چکے ہیں تو صرف زمین و درخت لے گا اور پھلوں کی قیمت ثمن سے قسم کر دی جائے گی اور اگر تریہ نے کے بعد پھل آئے اس میں چند صورتیں ہیں ابھی تک درخت بائع ہی کے قبضہ میں تھے کہ پھل آ گئے تو شفیع پھلوں کو بھی لے گا اور پھل توڑ لیے ہوں تو ان کی قیمت مقدار ثمن سے کم کی جائے گی اور اگر مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد پھل آئے اور پھل موجود ہیں تو شفیع پھلوں کو بھی لے گا اور ثمن میں زیادتی نہیں کیا جائے گا اور اگر مشتری نے توڑ کر بیچ ڈالے کھا لیے تو شفیع کو زمین و درخت بلیں گے اور ثمن میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔ (جدید فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... بیع میں پھل شروط تھے اور آفت سماویہ سے پھل جاتے رہے تو ان کے مقابل میں ثمن کا حصہ ساقط ہو جائے گا اور اگر بعد میں پیدا ہوئے اور آفت سماویہ سے جاتے رہے تو ثمن میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... شفیع کے لینے سے پہلے مشتری نے جائیداد میں تصرفات کیے شفیع اس کے تمام تصرفات کو رد کر دے گا۔ مثلاً مشتری نے بیع کر دی یا ہبہ کر دی اور قبضہ بھی دے دیا یا اس کو صدقہ کر دیا بلکہ اس کو مسجد کر دیا اور اس میں نماز بھی پڑھ لی گئی یا اس کو قبرستان بنایا اور مردہ بھی اس میں دفن کر دیا اور کسی قسم کا تصرف کیا غرض کسی قسم کا تصرف کیا ہو شفیع ان تمام تصرفات کو باطل کر کے وہ جائیداد لے لے گا۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... شفعہ سے پہلے مشتری نے جو کچھ تصرف کیا ہے وہ تصرف صحیح ہے مگر شفیع اس کو توڑ دے گا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ تصرف ہی صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا اس جائیداد کو اگر مشتری نے کرایہ پر دیا تو اگر یہ مشتری کے لیے حلال ہے بلکہ اگر اس نے بیع کر ڈالی تو ثمن بھی مشتری کے لیے حلال طیب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... ایک مکان کا نصف حصہ غیر معین طریقہ پر خریدنے کے بعد بذریعہ تقسیم مشتری نے اپنا حصہ جدا کر لیا یہ تقسیم آپس کی رضامندی سے ہو یا علم کا تحی سے بہر حال شفیع اس حصہ کو لے سکتا ہے جو مشتری کو ملا اس تقسیم کو توڑ کر جدید تقسیم نہیں کرا سکتا اور اگر مکان میں دو شخص شریک تھے ایک نے اپنا حصہ بیع کر دیا اور مشتری نے دوسرے شریک سے تقسیم کرائی اور اپنا حصہ جدا کر لیا اس صورت میں شفیع اس تقسیم کو توڑ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

کس میں شفعہ ہوتا ہے اور کس میں نہیں

مسئلہ نمبر ۱..... شفعہ صرف جائیداد غیر منقولہ میں ہو سکتا ہے جس کی ملک مال کے عوض میں حاصل ہوئی ہو اگرچہ وہ جائیداد قابل تقسیم نہ ہو جیسے چکی یا کنواں اور حمام اور کنواں اور چھوٹی کوٹھری کہ یہ چیزیں اگرچہ قابل تقسیم نہیں ہیں ان میں بھی شفعہ ہو سکتا ہے جائیداد منقولہ میں شفعہ نہیں ہو سکتا لہٰذا کشتی اور صرف عمارت یا صرف درخت کسی نے خریدے ان میں بھی شفعہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اگرچہ یہ طے کیا ہو کہ عمارت اور درخت برقرار رہیں گے ہاں اگر عمارت یا درخت کو زمین کے ساتھ فروخت کیا تو جدا ان میں بھی شفعہ ہوگا۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۲..... جائیداد غیر منقولہ کو شوہر کابین قرار دیا یا عورت نے اس کے عوض میں خلع کر دیا یا کسی چیز کی اجرت اس کو قرار دیا یا دم عمد کا اسے بدل صلح قرار دیا یا وراثت ملی یا کسی نے بطور صدقہ دے دی یا ہبہ کی بشرطیکہ ہبہ میں عوض کی شرط نہ ہو تو شفعہ نہیں ہو سکتا کہ ان سب صورتوں میں مال کے عوض میں ملک نہیں حاصل ہوئی۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۳..... کسی شخص پر ایک چیز کا دعویٰ تھا، اس نے اپنا مکان دے کر مدعی سے صلح کر لی اس پر شفعہ ہو سکتا ہے اگرچہ یہ صلح انکار یا سکوت کے بعد ہو کیونکہ مدعی اس کو اپنے حق کے عوض میں لینا قرار دیتا ہے اور شفعہ کا تعلق اسی مدعی سے ہے لہٰذا مدعا علیہ کے انکار کا اعتبار نہیں اور اگر اسی مکان کا دعویٰ تھا اور یہ کہ مدعا علیہ نے اقرار کے بعد کچھ دے کر مدعی سے صلح کر لی تو شفعہ ہو سکتا ہے کہ یہ صلح حقیقتاً دعووں کے عوض اس مکان کو خریدنا ہے اور اگر مدعا علیہ نے انکار یا سکوت کے بعد صلح کی تو شفعہ نہیں ہو سکتا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں نہیں ہے بلکہ کچھ دے کر جھگڑا کاٹنا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... اگر بیع میں بائع نے اپنے لیے خیارِ شرط کیا ہو تو جب تک خیار ساقط نہ ہو شفعہ نہیں ہو سکتا کہ خیار ہوتے ہوئے حق ملک بائع سے خارج ہی نہ ہوئی شفیع کہے گا کہ ہو سکتا ہے کہ شفعہ کی طلب خیار ساقط ہونے پر کی جائے اور اگر مشتری نے اپنے لیے خیارِ شرط کیا تو شفعہ ہو سکتا ہے کیونکہ ملک بائع سے خارج ہو گئی اور اندرون مدتِ خیار شفیع نے لے لیا تو بیع واجب ہو گئی اور شفیع کے لیے خیارِ شرط نہیں حاصل ہو گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۵..... بیع فاسد میں اس وقت شفعہ ہو گا جب بائع کا حق منقطع ہو جائے یعنی اسے واپس لینے کا حق نہ رہے مثلاً اس جائیداد میں مشتری نے کوئی تصرف کر لیا، بنی تعمیر بنائی اب شفعہ ہو سکتا ہے اور بہر بشرط الخیار میں اس وقت شفعہ ہو سکتا ہے جب قابض بدلیں ہو جائے یعنی اس نے اس کی بیع اور اس نے اس کی بیع پر قبضہ کر لیا اور فقط ایک نے قبضہ کیا ہو دوسرے نے قبضہ نہیں کیا ہو تو شفعہ نہیں ہو سکتا اور فرض کرو ایک نے ہی قبضہ کیا اور شفیع نے شفعہ کی تسلیم کر دی تو دوسرے کے قبضہ کے بعد شفعہ کر سکتا ہے کہ وہ پہلی تسلیم صحیح نہیں کو قبل از وقت ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... بیع فاسد کے ذریعے سے ایک مکان خریدا، اس کے مکان کے پہلو میں دوسرا مکان فروخت ہوا اگر وہ مکان اول ابھی تک بائع ہی کے قبضہ میں ہے تو بیع شفعہ کر سکتا ہے کیونکہ بیع فاسد سے بائع کی ملک زائل نہیں ہوئی اور اگر مشتری کو قبضہ دے دیا ہے تو مشتری شفعہ کر سکتا ہے کہ اب یہ مالک ہے اور اگر بائع کا قبضہ تھا اور اس نے شفعہ کا دعویٰ کیا تھا اور قبل فیصلہ مشتری کو قبضہ دے دیا شفعہ باطل ہو گیا اور فیصلہ کے بعد مشتری کے قبضہ میں دیا تو جائیداد مشفوعہ پر اس کا کچھ اثر نہیں اور اگر مشتری کا قبضہ تھا اور مشتری نے شفعہ کا دعویٰ بھی کیا تھا اور قبل فیصلہ بائع نے مشتری سے واپس لے لیا تو مشتری کا دعویٰ باطل ہو گیا اور بعد فیصلہ بائع نے واپس لیا تو اس کا کچھ اثر نہیں یعنی مشتری اس مکان کا مالک ہے جس کو بذریعہ شفع حاصل کیا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۷..... جائیداد فروخت ہوئی اور شفیع نے شفعہ سے انکار کر دیا۔ پھر مشتری نے خیارِ رویت یا خیارِ شرط کی وجہ سے واپس کر دی یا اس میں عیب نکلا اور حکم قاضی سے واپس ہوئی تو اس واپسی کو بیع قرار دے کر شفیع شفعہ نہیں کر سکتا کہ یہ واپسی فسخ ہے بیع نہیں ہے اور بیع کی صورت میں بغیر حکم قاضی بائع نے خود واپس لے لی تو شفعہ ہو سکتا ہے کہ حق ثالث میں یہ بیع جدید ہے۔ یونہی اگر بیع کا اقالہ ہوا تو شفعہ ہو سکتا ہے۔ (درمختار)

شفعہ باطل ہونے کی وجوہ

مسئلہ نمبر ۱..... طلب مواثبت یا طلب اشہاد نہ کرنے سے شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔ شفعہ کی تسلیم سے بھی باطل ہو جاتا ہے مثلاً یہ کہے کہ اس مکان کا شفعہ میں نے تسلیم کر دیا۔ بائع کے لیے تسلیم کرے یا مشتری یا وکیل مشتری کے لیے قبضہ مشتری سے قبل تسلیم کرے یا بعد میں ہر صورت میں باطل ہو جاتا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ بیع کے بعد تسلیم ہو اور اگر بیع سے قبل تسلیم پائی گئی تو اس سے شفعہ باطل نہیں ہو گا۔ یونہی اگر یہ کہے کہ میں نے شفعہ باطل کر دیا یا ساقط کر دیا جب بھی شفعہ باطل ہو جائے گا۔ بائع کے لیے حق شفعہ قاضی کے یا پ یا بھی نے تسلیم کی شفعہ باطل ہو گیا۔ (درمختار، فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... طلب شفعہ کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے قاضی کے پاس شفعہ کی تسلیم کر دی یا یہ اقرار کیا کہ میرے موکل نے تسلیم کر دی ہے اس سے بھی شفعہ باطل ہو جائے گا اور اگر یہ تسلیم یا اقرار تسلیم قاضی کے پاس نہ ہو تو شفعہ باطل نہیں ہو گا مگر یہ وکیل وکالت سے خارج ہو

جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۳..... جس شخص کے لیے تسلیم کا حق ہے اس کا سکوت بھی شفعہ کو باطل کر دیتا ہے مثلاً باپ بھی کا خاموش رہنا بھی مبطل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۴..... مشتری نے شفیع کو بکھوڑے کر مصالحت کرلی کہ شفعہ نہ کرے یہ صلح بھی باطل ہے کہ جو بنا اقرار پایا ہے رشوت ہے اور اس صلح کی وجہ سے شفعہ بھی باطل ہو گیا۔ یونہی اگر حق شفعہ کو مال کے بدلے میں بیچ کیا یہ بھی باطل ہے اور شفعہ بھی باطل ہو گیا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۵..... شفیع نے مشتری سے یوں مصالحت کی کہ نصف، کیان مجھے اتنے میں دے دے یہ صلح صحیح ہے اور اگر یوں مصالحت کی کہ یہ گھر مجھے دے دے اس کے مقابل میں تمہارا حصہ ہے وہ میں دوں گا تو صلح صحیح نہیں مگر شفعہ بھی ساقط نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶..... شفیع نے مشتری سے اس جائیداد کا نرخ پوچھا یہ کہا کہ میرے ہاتھ بیچ تو دے کر دیا جائے مشتری نے کہا میرے پاس ودیعت رکھ دو یا میرے لیے وصیت کر دو یا میرے لیے اس کی وصیت کر دو یا مجھے صدقہ کے طور پر دے دو ان سب صورتوں میں شفعہ کی تسلیم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۷..... بہ شرط العوض میں بعد قبض بہ لیکن شفیع نے شفعہ کی تسلیم کی اس کے بعد ان دونوں نے یا اقرار کیا کہ ہم نے اس عوض کے مقابل میں بیع کی تھی اب شفیع کو شفعہ کا حق نہیں ہے اور اگر بہ بغیر عوض میں بعد تسلیم شفعہ ان دونوں نے بہ شرط العوض بیع کا اقرار کیا تو شفعہ کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۸..... شفعہ کے فیصلہ سے پہلے شفیع مر گیا شفعہ باطل ہو گیا یعنی اس میں میراث نہیں ہوئی کہ وہ مر گیا تو اس کا وارث اس کے قائم مقام ہو کر شفعہ کرے اور فیصلہ کے بعد شفیع کا انتقال ہوا تو شفعہ باطل نہیں ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۹..... مشتری یا بائع کی موت سے شفعہ باطل نہیں ہوتا بلکہ شفیع ان کے وارثوں سے مطالبہ کرے گا کہ یہ ان کے قائم مقام ہیں مشتری کے ذمہ اگر دین ہے تو اس کی ادا کے لیے یہ جائیداد نہیں بیچی جائے گی۔ قاضی یا وصی نے بیع کر دی ہو تو شفیع اس بیع کو باطل کر دے گا اور اگر مشتری نے یہ وصیت کی ہے کہ فلاں کو دی جائے تو یہ وصیت بھی شفیع باطل کر دے گا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۱۰..... جس جائیداد کے ذریعہ سے شفعہ کرنا ہے قبل فیصلہ شفیع نے وہ جائیداد بیچ کر دی حق شفعہ باطل ہو گیا اگرچہ اس جائیداد کی بیع کا اسے علم نہ تھا جس پر شفعہ کرتا۔ یونہی اگر اس کو مسجد یا مقبرہ کر دیا یا کسی دوسری طرف وقف کر دیا اب شفعہ نہیں کر سکتا اور اگر اس جائیداد کو بیچ کر دیا مگر اپنے لیے خیار شرط رکھا ہے جب تک خیار ساقط نہ ہو شفعہ باطل نہیں ہوگا۔ (ہدایہ و درمختار)

مسئلہ نمبر۱۱..... شفیع نے اپنی پوری جائیداد فروخت نہیں کی بلکہ آدھی یا تہائی بیچی الغرض کچھ باقی ہے تو شفعہ کا حق بدستور قائم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۲..... شفیع نے مشتری سے وہ جائیداد خرید لی اس کا شفعہ باطل ہو گیا دوسرا شخص جو اس کی برابر کا ہے یعنی مثلاً یہ بھی شریک ہے اور وہ بھی شریک ہے جو اس سے کم درجہ کا ہے یعنی پہ شریک ہے وہ پڑوسی ہے یہ شفعہ کر سکتا ہے۔ اور اختیار ہے کہ پہلی بیع کے لحاظ سے شفعہ کرے یا دوسری بیع جو مشتری نے یا شفیع کے ماہین ہوئی اس کے لحاظ سے شفعہ کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۳..... شفیع نے ضمان روک لیا یعنی مشتری کو اندیشہ تھا کہ اگر اس جائیداد کا کوئی دوسرا مالک نکل آیا تو جائیداد ہاتھ سے نکل جائے گی اور بائع سے ثمن کی وصولی کی کیا صورت ہوگی شفیع نے ضمانت کر دی شفعہ باطل ہو گیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۴..... بائع نے شفیع کو بیع کا وکیل کیا اب شفعہ نہیں کر سکتا اور مشتری نے کسی کو، کیان کر دیا نے کا وکیل کیا تھا اس نے کیان

خریدا تو اس خریدنے کی وجہ سے شفعہ نہیں باطل ہوگا۔ یونہی اگر بائع نے بیع میں شفیع کے لیے خیارِ شرط کیا کہ اسے اختیار ہے بیع کو نافذ کرے یا نہ کرے اس نے نافذ کر دی حق شفعہ باطل ہو گیا اور اگر مشتری نے ایسے شخص کے لیے خیارِ شرط کیا جو شفعہ کرے گا اس نے خیار ساقط کر کے بیع کو نافذ کر دیا شفعہ نہیں باطل ہوگا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۵..... شفیع کو پتہ چلا کہ مکان ایک ہزار کا فروخت ہوا ہے اس نے تسلیم شفعہ کر دی بعد میں معلوم ہوا کہ ہزار سے کم میں فروخت ہوا ہے یا ہزار روپے میں نہیں فروخت ہوا ہے بلکہ اتنے میں کپڑوں یا جو کے بدلے میں فروخت ہوا ہے اگر چہ ان کی قیمت ایک ہزار بلکہ ایک ہزار سے زیادہ ہو تو تسلیم صحیح نہیں بلکہ شفعہ کر سکتا ہے اور اگر بعد میں یہ معلوم ہوا کہ ہزار روپے کی اشرفیوں کے عوض میں فروخت ہوا ہے یا عروض کے عوض میں فروخت ہوا جن کی قیمت ایک ہزار ہے تو شفعہ نہیں کر سکتا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... شفیع کو پتہ چلا کہ ثمن از قبیل کیل وموزون فلاں چیز ہے اور تسلیم شفعہ کر دی بعد کو معلوم ہوا کہ کیل وموزون کی دوسری جنس ثمن ہے تو شفعہ کر سکتا ہے اگر چہ اس کی قیمت اس سے کم یا زیادہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... پتہ چلا کہ مشتری زید ہے اس نے تسلیم کر دی بعد کو معلوم ہوا کہ دوسرا شخص ہے تو شفعہ کر سکتا ہے اور اگر بعد کو معلوم ہوا کہ زید اور دوسرا دونوں مشتری ہیں تو زید کے حصہ میں نہیں کر سکتا عمرو کے حصہ میں کر سکتا ہے (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... شفیع کو پتہ چلا کہ نصف مکان فروخت ہوا اس نے تسلیم شفعہ کر دی بعد کو معلوم ہوا کہ پورا مکان فروخت ہوا تو شفعہ کر سکتا ہے اور اگر پہلے پتہ چلا تھا کہ کل کا جو ثمن قرار پایا تھا اتنے ہی میں نصف کا فروخت ہوا" معلوم ہوا اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ نصف کا ثمن کل کے ثمن کا نصف نہ ہو تو شفعہ کر سکتا ہے۔ مثلاً پہلے پتہ چلا تھا کہ پورا مکان ایک ہزار میں فروخت ہوا اور اب یہ معلوم ہوا کہ نصف مکان پانچ سو میں فروخت ہوا تو شفعہ ہو سکتا ہے پہلے کی تسلیم مانع نہیں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... شفیع نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو فروخت ہوا ہے میرا ہی ہے بائع کا نہیں ہے شفعہ نہیں کر سکتا یعنی باطل ہو گیا اور اگر پہلے شفعہ کا دعویٰ کیا اور اب کہتا ہے کہ میرا ہی مکان ہے یہ دعویٰ مقبول ہے۔ (غایہ) اور اگر یوں کہا کہ یہ مکان میرا ہے اور میں اس کا شفیع ہوں اگر مالک ہونے کی حیثیت سے ملا تو ملا اور نہ شفعہ سے لوں گا اس طرح کہنے سے نہ شفعہ باطل ہوا نہ دعوائے ملک باطل۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... جس جانب شفیع کا مکان یا زمین ہے اس جانب ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک ایک ہاتھ چھوڑ کر باقی مکان بیچ ڈالا یعنی جائیداد مبیعہ اور جائیداد شفیع میں فاصلہ ہو گیا اب شفعہ نہیں کر سکتا کہ دونوں میں اتصال ہی نہ رہا۔ یونہی اگر ایک ہاتھ کی قدر دیواں سے وہاں تک مشتری کو سپرد کر دیا اور قبضہ بھی دے دیا اس کے بعد باقی جائیداد کو فروخت کیا تو شفعہ نہیں کر سکتا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مکان کے سو سہام میں سے ایک سہم پہلے خریدا یا باقی سہام کو بعد میں خریدا تو پڑوی کا شفعہ صرف پہلے سہم میں ہو سکتا ہے کو بعد میں جو کچھ خریدا ہے اس میں خود مشتری شریک ہے مشتری ہی نہ کہیوں سے شفعہ کا حق باطل کر سکتا ہے۔ (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۲..... شفعہ ثابت ہو جانے کے بعد اس کے اسقاط کا حیلہ کرنا بالاتفاق مکروہ ہے مثلاً مشتری شفیع سے یہ کہے کہ تم شفعہ کر کے کیا کرو گے گر تم سے لینا ہی چاہے تو چھ مہینے میں لینا ہے تمہارے ہاتھ فروخت کر دوں گا شفیع نے کہہ دیا ہاں یا کہا میں نے شفعہ کیا تو شفعہ باطل ہو گیا اور اس سے کسی مال پر مشتری نے مصالحت کر لی شفعہ بھی باطل ہو گیا اور مال بھی نہیں دینا پڑا۔ (تجنیس وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۳..... ایسی ترکیب کرنا کہ شفعہ کا حق ہی نہ پیدا ہونے پائے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں کراہت نہیں قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴.....نابالغ بچہ کو بھی حق شفعہ حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ جو بچہ ابھی پیدا نہیں ہے اس کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ جب کہ جائیداد کی خریداری سے چھ ماہ کے اندر پیدا ہو گیا ہو اگر شکم میں بچہ ہے اور اس کا باپ مر گیا اور یہ جائیداد کا وارث ہو اور اس کے باپ کے مرنے کے بعد جائیداد فروخت ہوئی تو اگر چھ وقت خریداری سے چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا ہو تو شفعہ کا بھی اسے حق ملے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵.....نابالغ کے لیے جب حق شفعہ ہے تو اس کا باپ یا باپ کا وصی یہ نہ ہو تو دادا پھر اس کے بعد اس کا وصی یہ بھی نہ ہو تو قاضی نے جس کو وصی مقرر کیا ہو وہ شفعہ کو طلب کرے گا اور ان میں کوئی نہ ہو تو یہ خود بالغ ہو کر مطالبہ کرے گا اور اگر ان میں سے کوئی ہو مگر اس نے قصداً طلب نہ کیا تو شفعہ کا حق جاتا رہا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶.....باپ نے ایک مکان خریدا اور اس کا نابالغ لڑکا شفیع ہے اس باپ نے نابالغ کی طرف سے طلب شفعہ نہیں کی شفعہ باطل ہو گیا کہ خریدا طلب شفعہ کے منافی نہ تھا اور اگر باپ نے مکان بیچا اور نابالغ لڑکا شفیع ہے اور باپ نے طلب نہ کی شفعہ باطل نہ ہوا کہ بیچ کرنا طلب شفعہ کے منافی تھا اور اس صورت میں وہ بڑا کا بالغ ہونے پر شفعہ طلب کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷.....باپ نے مکان غبن فاحش کے ساتھ خریدا تھا اس وجہ سے نابالغ کے لیے شفعہ طلب نہیں کیا کہ اس کے مال سے نقصان کے ساتھ اسے لینے کا حق نہ تھا اس صورت میں حق شفعہ باطل نہیں ہے وہ بڑا کا بالغ ہو کر شفعہ کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

تقسیم کا بیان

تقسیم کا جواز قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ (پ ۲۷ القمر ۲۸) اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں منقسم ہے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى (پ ۴ النساء ۸) اور جب وقت اگر رشتہ دار آ جائیں (ترجمہ کنز الایمان) اور احادیث اس بارہ میں بہت ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حصوں اور میراثوں کی تقسیم فرمائی اور اس کے بعد جواز پر اجماع بھی منعقد ہے۔

مسئلہ نمبر ۱.....شرکت کی صورت میں ہر ایک شریک کی ملک دوسرے کی ملک سے ممتاز نہیں ہوتی اور ہر ایک کسی مخصوص حصہ سے نفع کا دار نہیں ہوتا ان حصوں کو جدا کر دینے کا نام تقسیم ہے جب شرکا میں سے کوئی شخص تقسیم کی درخواست کرے تو قاضی پر لازم ہے کہ اس کی درخواست قبول کرے اور تقسیم کر دے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲.....قاضی کو اس کی درخواست قبول کرنا اس وقت ضروری ہے کہ تقسیم سے اس چیز کی منفعت فوت نہ ہو یعنی وہ چیز جس کام کے لیے عرف میں ہے وہ کام تقسیم کے بعد سے بھی اسی سے لیا جا سکے اور اگر تقسیم سے منفعت جاتی رہے مثلاً حمام کو اگر تقسیم کر دیا جائے تو حمام نہ رہے گا اگر چہ اس میں دوسرے کام ہو سکتے ہوں لہٰذا اس کی تقسیم سے منفعت فوت ہوتی ہے یہ تقسیم قاضی کے ذمہ لازم نہیں جس چیز میں تقسیم سے منفعت فوت ہو اس کی تقسیم اس وقت کی جائے گی جب تمام شرکا تقسیم پر راضی ہوں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳.....تقسیم میں اگر چہ ایک شریک کا حصہ دوسرے شرکا کے حصوں سے جدا کرنا ہے مگر اس میں مبادلہ کا پہلو بھی پایا جاتا ہے کیونکہ شرکت کی صورت میں ہر جز میں ہر ایک شریک کی ملکیت ہے اور تقسیم سے یہ ہوا کہ اس کے حصہ میں جو اس کی ملکیت تھی اس کے عوض میں اس حصہ میں جو اس کی ملکیت تھی حاصل کر لی مثلی چیزوں میں جدا کرنے کا پہلو غالب ہے اور قیمتی میں مبادلہ کا پہلو غالب۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....مکیل و موزون اور دیگر مثلی چیزوں میں تقسیم کے بعد ایک شریک اپنا حصہ دوسرے کی عدم موجودگی میں لے سکتا ہے۔ اور قیمتی چیزوں میں چونکہ مبادلہ کا پہلو غالب ہے تقسیم کے بعد ایک شریک دوسرے کی عدم موجودگی میں نہیں لے سکتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۵..... دو شخصوں نے چند زمینیں خریدیں پھر اس کو باہم تقسیم کر لیا اب ایک شخص اپنا حصہ مرابحہ کے طور پر بیچ کرنا چاہتا ہے یہ نہیں کر سکتا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر۶..... مکیل یا موزوں دو شخصوں میں مشترک ہے ان میں ایک موجود ہے دوسرا غائب ہے یا ایک بالغ ہے دوسرا نابالغ ہے تقسیم کے بعد اس موجود یا بالغ نے اپنا حصہ لے لیا یہ تقسیم اس وقت صحیح ہے کہ دوسرے شریک یعنی غائب یا نابالغ کو اس کا حصہ پہنچا دیا جائے اور اگر ان کو حصہ نہ ملا فرض کرو کہ ہلاک ہو گیا تو تقسیم باقی نہ رہے گی ٹوٹ جائے گی یعنی جو شخص حصہ لے چکا ہے اس حصہ کو ان دونوں کے مابین پھر تقسیم کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۷..... غیر مثلی چیزیں اگر ایک ہی جنس کی ہوں اور ایک شریک نے تقسیم کا مطالبہ کیا تو دوسرا شریک تقسیم پر مجبور کیا جائے گا یہ خیال نہیں کیا جائے گا کہ یہ مبادلہ ہے اس میں رضامندی ضروری ہے بلکہ شرکت کی لوٹنے نظام میں تبدیلی تقسیم نہیں ہے۔ (جوہرہ درمختار)

مسئلہ نمبر۸..... بہتر یہ ہے کہ تقسیم کے لیے کوئی شخص حکومت کی جانب سے مقرر کر دیا جائے جس کو بیت المال سے وظیفہ دیا جائے اور اگر بیت المال سے وظیفہ نہ دیا جائے بلکہ اس کی مناسب اجرت شرکاء کے ذمہ ڈال دی جائے یہ بھی جائز ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر۹..... بانٹنے والے کی اجرت تمام شرکاء پر برابر ڈالی جائے ان کے حصوں کے کم زیادہ ہونے کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کی ایک تہائی ہے دوسرے کی دو تہائیاں دونوں کے ذمہ اجرت کی تقسیم یکساں ہوگی کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ دوسرے مواقع میں مشترک چیز میں کام کرنے والے کی اجرت ہر ایک شریک پر بقدر حصہ ہے۔ مثلاً مشترک نہر کے کھا چنے یا کسی چیز کے توڑنے کی اجرت یا مشترک دیوار بنانے یا اس میں کیل گرنے کی اجرت یا مشترک نہر کھودنے یا اس میں سے مٹی نکالنے کی اجرت سب شرکاء کے ذمہ برابر نہیں بلکہ ہر ایک کا جتنا حصہ ہے اسی مناسبت سے سب کو اجرت دینی ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۰..... تقسیم کرنے کے لیے ایسا شخص مقرر کیا جائے جو عادل ہو امین ہو اور تقسیم کرنا جانتا ہو بد دیانت یا نااہل کو یہ کام سپرد نہ کیا جائے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر۱۱..... ایک ہی شخص اس کام کے لیے معین نہ کیا جائے یعنی لوگوں کو اس پر مجبور نہ کیا جائے کہ اسی سے تقسیم کرائیں کہ اس صورت میں وہ جو چاہے گا اجرت لے لیا کرے اور واجبی اجرت سے زیادہ لوگوں سے وصول کر لیا کرے گا اور ایسا موقع بھی نہ دیا جائے کہ تقسیم کنندگان باہم شرکت کر لیں کہ جو کچھ اس تقسیم کے ذریعہ سے حاصل کریں سب بانٹ لیں گے کہ اس میں بھی وہی مفسدہ ہے کہ اتفاق کر کے یہ لوگ اجرت میں اضافہ کر دیں گے۔ (جوہرہ درمختار)

مسئلہ نمبر۱۲..... شرکاء نے باہم رضامندی کے ساتھ خود ہی تقسیم کر لی یہ تقسیم صحیح لازم ہے یہاں اگر ان میں کوئی نابالغ یا مجنون ہے جس کا کوئی قائم مقام نہ ہو یا کوئی شریک غائب ہے اور اس کا کوئی وکیل بھی نہیں ہے جس کی موجودگی میں تقسیم ہو تو یہ اس وقت لازم ہوگی کہ قاضی اسے جائز کر دے یا وہ نائب حاضر ہو کر یا نابالغ بالغ ہو کر اس کا بوجھ اس تقسیم کو جائز کر دے یہ تمام احکام اس وقت ہیں کہ میراث میں ان کی شرکت ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۳..... جائیداد منقولہ میں چند اشخاص شریک ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم کو یہ جائیداد وراثت میں ملی ہے یا ملک متعلق کا دعویٰ کرتے ہیں یا کہتے ہیں ہم نے خریدی ہے اور کسی سبب سے سب اپنی ملک و شرکت کا دعویٰ کرتے ہیں یہ لوگ تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو ان کے کہنے پر تقسیم کر دی جائے گی ان سے ذمہ داری وغیرہ کے گواہ کا مطالبہ نہیں ہوگا۔ یونہی جائیداد غیر منقولہ کے متعلق اگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ملک متعلق کا دعویٰ کرتے ہیں تو اسے بھی تقسیم کر دیا جائے گا (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... جائیداد غیر منقولہ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم کو وراثت میں ملی ہے تو تقسیم اس وقت کی جائے گی جب یہ لوگ یہ ثابت کردیں کہ مورث مرگیا اور اس کے ورثا ہم ہی ہیں ہمارے سوا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے۔ یونہی اگر کسی جائیداد غیر منقولہ کی نسبت چند شخص یہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبضہ میں ہے اور تقسیم کرانا چاہتے ہیں تو تقسیم نہیں کی جائے گی جب تک یہ ثابت نہ کردیں کہ وہ جائیداد انہی کی ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان کے قبضہ میں بعاریۃً یا اجارہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... شرکا نے مورث کی موت اور ورثا کی تعداد کو ثابت کردیا مگر ان وارثوں میں کوئی نابالغ بھی ہے یا کوئی وارث موجود نہیں ہے غائب ہے تو کسی شخص کو اس نابالغ یا غائب کے قائم کیا جائے گا جو نابالغ کے لیے وصی اور غائب کی طرف سے وکیل ہوگا اس کی موجودگی میں تقسیم ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... ایک وارث حاضر ہوتا ہے اور موت مورث کو ثابت کرنا چاہتا ہے تو اس کے کہنے پر تقسیم نہیں ہوسکتی۔ جب تک کم از کم دو شخص نہ ہوں اگر چہ ان میں ایک نابالغ ہو یا موصی ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... چند اشخاص نے شرکت میں کوئی چیز خریدی ہے یا میراث کے سوا دوسرے طریقہ سے چیز میں شرکت ہے اور ان شرکا میں سے بعض غائب ہیں تو جب تک یہ حاضر نہ ہوں تقسیم نہیں ہوسکتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ایک وارث غائب ہے اور جائیداد منقولہ کل یا اس کا جزء اسی غائب کے قبضہ میں ہے تو جو ورثا حاضر ہیں وہ تقسیم نہیں کرا سکتے۔ یونہی اگر وارث نابالغ کے قبضہ میں جائیداد غیر منقولہ کل یا جز ہے تو بالقسمہ کے مطالبہ پر تقسیم نہیں ہوسکتی۔ (ہدایہ)

کیا چیز تقسیم کی جائے گی اور کیا نہیں؟

مسئلہ نمبر ۱..... مشترک چیز اگر ایسی ہے کہ تقسیم کے بعد ہر ایک شریک کو جو کچھ حصہ ملے گا وہ قابلِ انتفاع ہوگا تو ایک شریک کی طلب پر تقسیم کردی جائے گی اور اگر بعد تقسیم بعض شرکا کو حصہ قلیل ملے گا کہ نفع کے قابل نہ ہوگی اور تقسیم وہ شخص چاہتا ہے جس کا حصہ زیادہ ہے تو تقسیم کردی جائے گی اور جس کا حصہ اتنا کم ہے کہ بعد تقسیم قابلِ نفع نہیں رہے گا اس کی طلب پر تقسیم نہیں ہوگی۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲..... تقسیم کے بعد ہر شریک کو، اتنا ہی حصہ ملے گا جو قابلِ نفع نہیں تو جب تک سب شرکا راضی نہ ہوں ایک کے چاہنے سے تقسیم نہیں ہوگی مثلاً دکان دو شخصوں کی شرکت میں ہے اگر تقسیم کے بعد ہر ایک کو دکان کا اتنا حصہ ملتا ہے کہ جو کام اس میں کر رہا تھا اب بھی کر سکے گا تو ہر ایک کے کہنے سے تقسیم کردی جائے گی اور اتنا حصہ نہ ملے تو تقسیم نہیں ہوگی جب تک دونوں راضی نہ ہوں۔ (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... ایک ہی جنس کی چیز ہو یا چند طرح کی چیزیں ہوں مگر ہر ایک میں تقسیم کرنی ہو یعنی مثلاً صرف گیہوں یا صرف جو ہوں یا دونوں ہوں مگر دونوں میں تقسیم کرنی ہو تو ایک کے کہنے سے قاضی تقسیم کردے گا اور اگر دو قسم کی چیزیں ہوں مگر دونوں میں تقسیم ہاری نہ کرنی ہو بلکہ ایک کو ایک چیز دے دی جائے اور دوسرے کو دوسری۔ اس طرح تقسیم بغیر ہر ایک کی رضامندی کے نہیں ہوسکتی۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... جواہر کی تقسیم بغیر رضامندی شرکا نہیں ہوسکتی کیونکہ ان میں بہت زیادہ تفاوت ہوتا ہے۔ یونہی حمام اور کنواں اور پنکی کان کی چیز یہ تقسیم نہیں ہوسکتی کہ تقسیم کے بعد وہ چیز قابلِ انتفاع نہ رہے گی اور حمام اگر بڑا ہے کہ بعد تقسیم ہر ایک کو جو کچھ حصہ ملے گا وہ کام کے قابل رہے گا تو تقسیم کردیا جائے گا اور اگر رضامندی کے ساتھ حمام کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو تقسیم ہوسکتی ہے اگر چہ تقسیم کے بعد ہر ایک کا حصہ حمام نہ رہے کیونکہ ہوسکتا ہے ان شرکا کا مقصود یہی ہے کہ اسے حمام نہ رکھیں بلکہ کسی دوسرے کام میں لائیں۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... چوکھٹ کواڑ اور جانور اور موتی اور بانس اور کمان اور چمڑا یہ چیزیں اگر ایک ہوں تو ان کی تقسیم نہیں ہوگی کہ تقسیم سے

یہ چیز یں خراب ہو جائیں گی اسی طرح ہر وہ چیز جس کی تقسیم میں تو زنے یا پھاڑنے کی ضرورت ہو تو تقسیم نہیں ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....کتابوں یا شیشہ یا نہر مشترک ہو شرکا تقسیم چاہتے ہوں اگر اس کے ساتھ زمین نہیں ہے تو تقسیم نہیں کی جائے گی اور اگر زمین بھی ہے تو زمین کی تقسیم کر دی جائے اور وہ چیز یں مشترک رہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....کتابوں کو وزناً کے مابین تقسیم نہیں کریں گے کہ ان میں بہت زیادہ تفاوت ہوتا ہے بلکہ ہر ایک شریک مباہاۃ یعنی باری مقرر کر کے ان سے نفع حاصل کر سکتا ہے اور اگر رضامندی کے طور پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں مگر وہ لوگ اگر یہ چاہتے ہیں کہ کتابوں کو ورق ورق کر کے تقسیم کر دیا جائے یعنی ہر ایک شریک کو اس کے حصہ کے اوراق دے دیئے جائیں یہ نہیں کیا جا سکتا اگر چہ وہ سب اس پر راضی بھی ہوں۔ یونہی اگر ایک کتاب کی کئی جلدیں ہوں یعنی سب جلدیں مل کر وہ کتاب پوری ہوتی ہو اور ان جلدوں کو تقسیم کرنا چاہتے ہوں تقسیم نہیں کی جائے گی اگر چہ وہ سب رضامند ہوں اور وزناً برابر کہیں کہ کتابوں کی قیمتیں لگا کر قیمت کے لحاظ سے شرکا پر کتابیں تقسیم کر دی جائیں اگر سب اس طرح تقسیم پر راضی ہوں تقسیم کر دی جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸.....دو مکانوں کے مابین ایک دیوار مشترک ہے اس کی تقسیم بغیر دونوں کی رضامندی کے نہیں ہو سکتی اور رضامند ہوں تو تقسیم کر دی جائے گی یعنی جب کہ دیوار بدستور باقی رکھتے ہوئے دونوں اپنے اپنے حصہ سے نفع اٹھا سکیں اور اگر یہ چاہیں کہ دیوار کو منہدم کر کے بنیاد کو تقسیم کر دیا جائے تو اگر چہ دونوں رضامند ہوں اس طرح تقسیم نہیں کی جائے گی ہاں اگر وہ دونوں دیوار کو گرا کر خود ہی تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو قاضی انہیں منع بھی نہ کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....ایک شخص کی زمین میں دو شخصوں نے مالک زمین کی اجازت سے دیوار بنائی اور یہ دونوں دیوار کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور ان کی رضامندی سے مالک زمین کی عدم موجودگی میں بھی دیوار کی تقسیم ہو سکتی ہے۔ اور اگر مالک زمین نے ان دونوں سے کہدیا کہ میری زمین خالی کر دیں تو دیوار منہدم کرنی ہوگی اور مٹیریل اگر کام نہ آسکے تو تقسیم کر دیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....ایک شریک یہ چاہتا ہے کہ اس مشترک چیز کو فسخ کر دیا جائے اور دوسرا انکار کرتا ہے اس کو فسخ کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....دکان مشترک قابل تقسیم نہ ہو ایک شریک یہ کہتا ہے کہ تو اسے کرایہ پر دوں گا تو باری مقرر کر کے اس سے نفع حاصل کروں گا یہاں باری مقرر کر دی جائے گی اور اس سے یہ کہدیا جائے گا کہ تم کو اختیار ہے اپنی باری میں دکان کو بند رکھو یا کسی کام میں لاؤ۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....زراعت مشترک ہے اگر کھانے پر چکے ہیں مگر ابھی کاٹنے کے قابل نہیں ہے اس کی تقسیم نہیں ہو سکتی جب تک کھیت کٹ نہ جائے اگر چہ سب شرکا راضی ہوں اور اگر کھیتی بالکل کچی ہے یعنی دانے پیدا نہیں ہوئے ہیں اور شرکا تقسیم پر راضی ہوں تو تقسیم ہو سکتی ہے مگر اس شرط سے کہ تقسیم کے بعد ہر ایک اپنا حصہ کاٹ لے یہ نہیں کہ پکنے تک کھیت ہی میں چھوڑ رکھے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳.....کپڑے کا تھان اپنی رضامندی سے پھاڑ کر تقسیم کر سکتے ہیں اس میں جبری تقسیم نہیں ہو سکتی۔ سلا ہوا کپڑا مثلاً کرتا یا انگرکھا اس کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ دو کپڑے مختلف قیمت کے ہوں ان کی بھی جبری تقسیم نہیں ہو سکتی اس لیے کہ جو کم دیتا ہے اس کے ساتھ روپیہ شامل کرنا ہوگا تاکہ دونوں جانب برابری ہو جائے اور یہ بات بغیر دونوں کی رضامندی کے ہو نہیں سکتی جب دونوں راضی ہوں تو تقسیم کر دی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴.....ایک ہی دعاۃ کے مختلف قسم کے برتن مثلاً دیگچی، توا، کٹورا، طشت ان کو بغیر رضامندی شرکا تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ یونہی سونے یا چاندی یا پیتل یا کسی دعاۃ کے زیور بغیر رضامندی تقسیم نہیں ہوں گے اگر چہ سب زیور ایک ہی دعاۃ کے ہوں اور سونا چاندی وغیرہ تمام دعاۃ ان کی کوئی چیز بنی نہ ہو تو ان کی تقسیم میں تمام شرکا کی رضامندی درکار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... چند۔ کانات مشترک ہوں تو ہر ایک کو جدا تقسیم کیا جائے گا یہ نہیں کیا جائے گا کہ تمام۔ کانات کو ایک چیز فرض کر کے تقسیم کریں کہ ایک کو ایک۔ کان دے دیا جائے دوسرے کو دوسرا یہ سب۔ کانات ایک ہی شہر میں ہوں یا مختلف شہروں میں دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ یونہی اگر چند قطعات زمین مشترک ہوں تو ہر ایک قطعہ کی تقسیم جدا گانہ ہوگی۔ یونہی اگر۔ کانات و دکان و زمین سب چیزیں ہوں تو ہر ایک علیحدہ علیحدہ تقسیم کیا جائے۔ (جوہرہ و نیّرہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مشترک سائی یا پرالہ ہے ایک تقسیم چاہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے اگر اس کے۔ کان میں ایسی جگہ ہے کہ بغیر شگاف یا پرالہ ہو سکتا ہے تو تقسیم کر دیں ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

طریقۂ تقسیم

مسئلہ نمبر ۱..... تقسیم کرنے والے کو یہ چاہئے کہ ہر شریک کے سہام جتنے ہوں انہیں پہلے لکھ لے اور زمین کی پیمائش کر کے ہر شریک کے سہام کے مقابل میں جتنی زمین پڑے صحیح طور پر قائم کر لے اور ہر حصہ کے لیے راستہ وغیرہ علیحدہ قائم کر دے تاکہ آئندہ جھگڑے کا احتمال نہ رہے اور ان حصص پر ایک دو تین وغیرہ نمبر ڈال دے اور جمیع شرکاء کے نام لکھ کر قرعہ اندازی کرے جس کا نام پہلے نکلے اسے پہلا نمبر جس کا نام دوسری مرتبہ نکلے اسے نمبر دوم دے دے علیٰ ہذا القیاس۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... تقسیم میں قرعہ ڈالنا ضروریات میں نہیں بلکہ تطیب قلب کے لیے ہے کہ کسی حصہ داروں کو یہ وہم نہ ہو کہ فلاں کا حصہ میرے حصہ سے اچھا ہے اور قصداً ایسا کیا گیا ہے لہٰذا تقسیم کرنے والا ہر حصہ میں مساوات کا لحاظ کر کے گا پھر اس کے باوجود قرعہ بھی ڈالے گا تاکہ کو وہم ہی نہ پیدا ہو سکے اور اگر قاضی نے بغیر قرعہ ڈالے ہوئے کسی حصہ کا مزدکر دیا کہ یہ تمہارا ہے اور یہ تمہارا۔ تو اس میں بھی حرج نہیں کہ قاضی کے فیصلہ سے انکار کی گنجائش نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... قاضی یا نائب قاضی نے تقسیم کی ہو اور قرعہ ڈالا ہو اور بعض کے نام نکل آئے تو کسی شریک کو انکار کی گنجائش نہیں جس طرح نام نکلنے سے پہلے اسے انکار کا حق نہ تھا اب بھی نہیں ہے اور اگر باہم رضامندی سے تقسیم کر رہے ہوں اور قرعہ ڈالا گیا بعض نام نکل آئے تو بعض شرکاء انکار کر سکتے ہیں اور اگر سب شرکاء کے نام نکل آئے یا صرف ایک ہی نام باقی رہ گیا تو قسمت مکمل ہو گئی اب رضامندی کی صورت میں بھی انکار کی گنجائش باقی نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... کان کی تقسیم میں جب زمین کی پیمائش کر کے حصے قائم کرے گا عمارت کی قیمت لگانے کیونکر آگے چل کر اس کی بھی ضرورت پڑے گی مثلاً کسی کے حصہ میں اچھی عمارت آئی اور کسی کے حصہ میں خراب تو بغیر قیمت معلوم کیے کیونکر مساوات قائم رہے گی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۵..... اگر زمین و عمارت دونوں کی تقسیم منظور ہے اور عمارت کچھ اچھی ہے کچھ بری یا ایک طرف عمارت زائد ہے اور ایک طرف کم اور ایک کو اچھی یا زیادہ عمارت ملے تو دوسرے کو زمین زیادہ دے کر وہ کمی پوری کر دی جائے اور اگر زمین زیادہ دینے میں بھی کمی پوری نہ ہو کہ ایک طرف کی عمارت اچھی یا اتنی زیادہ ہے کہ بتیکل زمین دینے سے بھی کمی پوری نہیں ہوتی یہ کی روپے سے پوری کی جائے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۶..... کان کی تقسیم میں ایک کا پرالہ یا راستہ دوسرے کے حصہ میں پڑا اگر تقسیم میں یہ شرط نہ کی ہو کہ اس کا پرالہ یا راستہ دوسرے کے حصہ میں ہو گا جب تو اس تقسیم کو بدستور باقی رکھا جائے گا اور شرط نہ ہو تو وصول تھیں میں اس حصہ کا راستہ وغیرہ بھیر کر دوسرا کیا جا سکتا ہے یا نہیں اگر ممکن ہو تو راستہ وغیرہ پھیر کر دوسرا کر دیا جائے اور ناممکن ہو تو اس تقسیم کو توڑ کر از سر نو تقسیم کی جائے۔ (جوہرہ و نیّرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... اگر شرکاء میں اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ راستہ کو تقسیم میں نہ کیا جائے بلکہ جس طرح پہلے پورے۔ کان کا ایک

راستہ قائم بھی رہے اور اگر مکان کا ایسا موقع ہے کہ ہر حصہ کا جدا گانہ راستہ ہو سکتا ہے یعنی جدید دروازہ کھول کر آمد و رفت ہو سکتی ہے تو اس پر شریک کا کہنا مانا جا سکتا ہے اور اگر یہ بات ممکن ہے تو اس کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... راستہ کی چوڑائی اور اونچائی میں مختلف ہو تو صدر دروازہ کی چوڑائی کے برابر راستہ کی چوڑائی رکھی جائے اور اس کی بلندی کے برابر راستہ کی بلندی رکھی جائے یعنی اس بلندی سے اوپر اگر کوئی اپنی دیوار میں چھجا نکالنا چاہتا ہے نکال سکتا ہے اور اس سے نیچے نہیں نکال سکتا۔ (طحطاوی درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... مکان کی تقسیم میں اگر یہ شرط ہو کہ راستہ کی مقداریں مختلف ہوں گی اگر چہ شرکاء کے حصے اس مکان میں برابر برابر ہوں یہ جائز ہے جب کہ یہ تقسیم آپس کی رضامندی سے ہو کہ فیصلہ حوالہ رہو یہ میں رضامندی کے ساتھ کی جبتی ہو سکتی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... دو منزلہ مکان ہے اس میں چند صورتیں ہیں پورا مکان یعنی دونوں منزلیں مشترک ہیں یا صرف نیچے کی منزل مشترک ہے یا صرف بالا خانہ مشترک ہے اس کی تقسیم میں ہر ایک کی قیمت لگائی جائے اور قیمت کے لحاظ سے تقسیم ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... زمین مشترک ہے اس میں درخت اور زراعت بھی صرف زمین کی تقسیم ہوئی تو جس کے حصہ میں درخت یا زراعت پڑی وہ قیمت دے کر اس کا مالک ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... بھوسے کی تقسیم ٹھڑیوں سے ہو سکتی ہے وزن کے ساتھ ہونا ضروری نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ایک شخص کی دو روٹیاں ہیں اور ایک کی تین روٹیاں۔ دونوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا چاہا ایک تیسرا شخص آ گیا اسے دونوں نے کھانے میں شریک کر لیا اور تینوں نے برابر کھایا اس نے کھانے کے بعد پانچ روپے دیئے اور یہ کہا کہ جتنی جتنی میں نے تمہاری روٹی کھائی اسی حساب سے روپے لازم ہوتا جس کی دو تھیں اسے ایک روپیہ ملے گا اور جس کی تین تھیں اسے چار۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... تقسیم ہونے کے بعد ایک شریک یہ کہتا ہے کہ میرا حصہ مجھے نہیں ملا اور تقسیم کرنے والوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنا حصہ وصول پایا یہ گواہی مقبول ہے اور نہ تو اس تقسیم کرنے والے نے شہادت دی تو گواہی مقبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... تقسیم کے بعد ایک شریک یہ کہتا ہے فلاں چیز میرے حصہ میں تھی اور غلطی سے دوسرے کے پاس پہنچ گئی اور اس سے پہلے یہ اقرار کر چکا تھا کہ میں نے اپنا حصہ وصول پایا وصول پانے کا اقرار نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں اس کی بات جب ہی مانی جائے گی کہ اس کے قول کے صحیح ہونے پر دلیل ہو یعنی گواہوں سے ایسا ثابت کر دے یا دوسرا شریک اقرار کرے کہ ہاں اس کے حصہ کی فلاں چیز میرے پاس ہے اور یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو اسے شریک پر قسم دی جائے اور وہ قسم کھانے سے نکول (انکار) کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... تقسیم کے بعد کہتا ہے کہ مجھے میرا حصہ مل گیا تھا اور میں نے قبضہ بھی کر لیا تھا پھر میرے شریک نے اس میں سے فلاں چیز لے لی اور شریک اس سے انکار کرتا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ شریک پر غصب کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ انکار کرتا ہے اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو شریک پر حلف رکھا جائے اور اگر وصول پانے کا اقرار نہیں کیا ہے صرف اتنی بات کہی ہے کہ یہاں تک میرے حصہ میں آئی تھی مجھے دی نہیں اور شریک اس کی تکذیب کرتا ہے دونوں کو حلف دیا جائے اور دونوں قسم کھا لیں تو تقسیم فسخ کر دی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مکان دو شخصوں میں مشترک تھا دونوں نے اسے بانٹ لیا پھر ایک یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ کمرہ جو میرے شریک کے پاس ہے یہ میرے حصہ کا ہے اور دوسرا اس سے انکاری ہے تو مدعی کے دعوے کو گواہ پیش کرنا ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مدعی کے گواہ مقبول ہوں گے اور اگر قبضہ کرنے پر گواہ نہ دیئے ہوں تو دونوں پر حلف ہے اور اس صورت میں اگر دونوں نے قسمیں کھالیں تو تقسیم فسخ کر دی جائے گی اسی طرح اگر حد دو میں مختلف ہو مثلاً ایک یہ کہتا ہے کہ یہ حد میری تھی جو اس کے حصہ میں جا پڑی اور دوسرا بھی یہی کہتا ہے کہ یہ حد میری تھی جو اس کے

حصہ میں چلی گئی گر دونوں گواہ پیش کریں تو ہر ایک کے گواہ اس کے حق میں معتبر ہیں جو اس کے قبضہ میں نہ ہو اور اگر فقط ایک نے گواہ پیش کیے تو اسی کے حق میں فیصلہ ہوگا اور کسی نے بھی گواہ نہیں پیش کیے تو دونوں پر حلف ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... تقسیم میں چیزوں کی قیمتیں لگائی گئیں اب معلوم ہوا کہ قیمتوں میں بہت فرق ہے جس کو فحش فاحش کہتے ہیں کہ یعنی اتنی کمی یا بیشی ہے جو اندازہ سے باہر ہے مثلاً جس چیز کی قیمت پانچ سو ہے اس کی ہزار روپے قیمت قرار دی یہ تقسیم توڑ دی جائے گی۔ قاضی نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہو یا دونوں کی رضامندی سے تقسیم ہوئی ہر صورت توڑ دی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... دو شخصوں کی سو بکریاں تھیں تقسیم کے بعد ایک یہ کہتا ہے غلطی سے تم سے پچاس بکریاں لے لیں اور مجھے پینتالیس ہی ملیں دوسرا کہتا ہے غلطی سے نہیں بلکہ تقسیم اسی طرح ہوئی اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو دونوں پر حلف ہے یہ اس وقت ہے کہ اس نے اپنا پورا حق پا لینے کا اقرار نہ کیا ہو اور اگر اقرار کر چکا ہو تو غلطی کا دعویٰ مسموع ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... تقسیم ہو جانے کے بعد استحقاق ہوا یعنی کسی دوسرے شخص نے اس میں اپنی ملک کا دعویٰ کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔

(1) ایک کے حصہ میں جز و معین کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ چیز میری ہے یا (2) جز و شائع کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے حصہ میں نصف یا اتنا بیان میری ہے یا (3) کل میں جز و شائع کا مدعی ہے یعنی پوری جائیداد میں مثلاً نصف یا اتنا کا مدعی ہے پہلی صورت میں کہ فقط ایک کے حصہ میں جز و معین کا استحقاق کرتا ہے اس میں تقسیم کو توڑا نہیں جائے گا بلکہ مستحق نے جتنا اپنا ثابت کر دیا اس کو دے دیا جائے اور باقی اس کا ہے جس کے حصہ میں نکلا اور اس کے جس حصہ میں جو کمی پڑی اسے شریک کے حصہ میں سے اتنی دلا دی جائے کہ اس کا حصہ سہام کے موافق ہو جائے دوسری صورت میں کہ ایک حصہ میں جز و شائع کا مدعی ہے اس میں حصہ والے کو اختیار ہے کہ مستحق کو دینے کے بعد جو کمی پڑتی ہے وہ شریک کے حصہ میں سے لے لیا تقسیم توڑ کر از سر نو تقسیم کرائے یہ اس صورت میں ہے کہ استحقاق سے پہلے اس میں اس کا کچھ تبرع نہ کیا ہو ورنہ تقسیم نہیں توڑی جائے گی بلکہ اپنے حصہ کی قدر شریک کے حصہ میں سے لے سکتا ہے بس۔ تیسری صورت میں کل میں جز و شائع کا مدعی ہے تقسیم کالعدم کر دی جائے اور ان تینوں میں یعنی مستحق اور دونوں شریکوں کے مابین از سر نو تقسیم کی جائے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۱..... استحقاق کی ایک چوتھی صورت بھی ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک کے حصہ میں مستحق نے اپنا حصہ ثابت کر دیا اور اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ہر ایک کے حصہ میں اس نے جز و شائع ثابت کیا اس کا حکم یہ ہے کہ تقسیم کالعدم کر دی جائے دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں میں جز و معین ثابت کرے اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں کے حصوں میں اس کا جو کچھ ہے اگر برابر ہے جیسے تو ظاہر ہے کہ مستحق کے لے لینے کے بعد ہر ایک کے پاس جو کچھ بچا وہ بقدر حصہ ہے لہٰذا یہ تقسیم توڑی جائے گی نہ رجوع کا حکم دیا جائے گا اور اگر مستحق کا حق ایک کے حصہ میں زائد ہے دوسرے کے حصہ میں کم تو اس زائد کی زیادتی کا اعتبار ہوگا کہ اسی کے حساب سے کم والے کے حصہ میں رجوع کرے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... سو بکریاں دو شخصوں میں مشترک تھیں تقسیم اس طرح ہوئی کہ ایک کو پچاس بکریاں ملیں جن کی قیمت پانچ سو ہے اور دوسرے کو ساٹھ بکریاں دی گئیں یہ بھی پانچ سو کی قیمت کی ہیں چالیس والے کی ایک بکری میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا کہ یہ میری ہے اور یہ بکری دس روپے قیمت کی ہے تو یہ شخص دوسرے سے پانچ روپے وصول کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... کسان یا زمین مشترک کاشتکار دو ہیں ایک نے دوسرے کے حصہ میں ایک کمرہ کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے میں نے اسے بنایا ہے یا درخت میرا ہے اس نے اسے لگایا ہے اور اپنی اس بات پر گواہ پیش کرتا ہے یہ گواہ ماقبول ہیں کہ عمارت یہ درخت زمین کی تقسیم میں جو بعد داخل ہو گئے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... درخت یا عمارت کی تقسیم ہوئی اس کے بعد ایک نے پوری زمین کا یا اس کے جزو کا دعویٰ کیا یہ دعویٰ جائز و مسموع

ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ درخت یا عمارت مشترک ہو اور زمین مشترک نہ ہو اور زمین تو بالع میں بھی نہیں کہ تقسیم میں بھاؤ داخل ہو جائے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۵.....ایک کے حصہ میں جو درخت ملا اس کی شاخیں دوسرے کے حصہ میں لٹک رہی ہیں ان شاخوں کو یہ شخص جڑ انہیں کٹوا سکتا اسی طرح مکان کی تقسیم میں جو دیوار ایک کے حصہ میں پڑی اس پر دوسرے کی کڑیاں ہیں تو دوسرے کو یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ اپنی کڑیاں اٹھالے مگر جب کہ تقسیم میں یہ شرط ہو چکی ہو کہ وہ اپنی کڑیاں اٹھالے گا۔ (عالمگیری، زوہتار المحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶.....زمین مشترک میں ایک شریک نے بغیر اجازت شریک، مکان بنالیا دوسرا یہ کہتا ہے کہ اس عمارت کو بنا تو اس صورت میں زمین کو تقسیم کردیا جائے گا اگر یہ عمارت اسی کے حصہ میں پڑی جس نے بنائی ہے بنوا لے اور اگر دوسرے کے حصہ میں پڑی تو ہوسکتا ہے کہ عمارت کی قیمت دے کر عمارت خود لے لے یا اس کو منہدم کرا دیا جائے۔ زمین مشترک میں ایک نے درخت لگایا اس کا بھی وہی حکم ہے اور اگر شریک کی اجازت سے مکان بنایا یا پیڑ لگائے گرا اپنے لیے تقیہ کی ہے یا پیڑ لگایا ہے اس کا بھی وہی حکم ہے کیونکہ یہ معیر کو اختیار ہوتا ہے کہ عاریت کو جب چاہے واپس لے سکتا ہے اور اگر اجازت اس لیے ہے کہ وہ بقدر حصہ درخت شرکت کا ہوگا تو بقدر حصہ اس سے مصارف وصول کرسکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۷.....میت کی تقسیم کے بعد معلوم ہوا کہ میت کے ذمہ دین ہے تو تقسیم توڑ دی جائے گی کیونکہ اگر دین پورے ترکہ کے برابر ہے جب تو ظاہر ہے کہ پورے ترکہ کے وارثوں کی ملک ہی نہیں تقسیم کیونکر کریں گے اور اگر دین پورے ترکہ سے کم ہے جب بھی توڑی جائے گی ترکہ کے ساتھ دوسرے کا حق متعلق ہے یہاں اگر میت کا متروکہ اس کے علاوہ بھی ہے جس سے دین ادا کیا جاسکتا ہے تو جو کچھ منقسم ہو چکا ہے اس کی تقسیم باقی رہے گی اگر دین پورے ترکہ کے برابر تھا تو غرماء جن کا قبضوں نے معاف کردیا وارثوں نے اپنے مال سے دین ادا کردیا تو ان صورتوں میں تقسیم نہ توڑی جائے گی وہ جو سب کچھ باقی نہ رہا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۸.....جن دو شخصوں نے تقسیم کی ان میں ایک نے دعویٰ کیا کہ ترکہ میں دین ہے اس کا یہ دعویٰ مسموع ہوگا تاقبل قرار دے کر دعویٰ کو رد نہ کیا جائے ہاں جن چیزوں کی تقسیم ہوئی ان میں سے کسی معین چیز کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میت کی متروکہ نہیں ہے بلکہ میری ہے اس کا سبب کچھ بھی بتائے مثلاً میں نے میت سے خریدی ہے یا اس نے ہبہ کی بہر حال یہ دعویٰ مسموع ہے کہ اس چیز کو تقسیم میں داخل کرنا یہ شریک ہونے کا اقرار ہے پھر اپنی بتائی ہوئی اس کے منافی ہے لہٰذا یہ دعویٰ قابل سماعت نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۹.....ایک شخص مرا اور اس نے کسی کو وصی مقرر کیا اور ترکہ میں دین غیر مستغرق ہے وصی سے ورثاء یہ کہتے ہیں کہ ترکہ میں بقدر دین جدا کر کے باقی کو ان میں تقسیم کردے وصی کو یہ اختیار ہے کہ تقسیم نہ کرے بلکہ بقدر دین مشاع فروخت کردے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰.....میت نے دو شخصوں کو وصی کیا ہے دونوں نے مال کی تقسیم کر کے بعض ورثاء کا مال ایک نے رکھا اور بعض کا دوسرے نے یہ جائز نہیں۔ یونہی ایک وصی کی عدم موجودگی میں دوسرے نے ورثہ کے مقابل میں تقسیم کی یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱.....ورثاء مسلمان ہیں اور وصی کافر ذمی اگرچہ اس کا وصی ہونا جائز ہے مگر اس کو وصیت سے خارج کردینا چاہئے کیونکہ کافر کی جانب سے اس کا اطمینان نہیں ہے کہ وہ مسلمان کے ساتھ خیانت نہ کرے گا بلکہ مسلمان کے ساتھ اس کی مذہبی عداوت بہت ممکن ہے کہ خیانت پر آمادہ کرے مگر جدا کرنے سے پہلے اس نے تقسیم کی ہو تو تقسیم صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲.....ایک وارث نے میت کے ذمہ دین کا اقرار کیا دوسرے ورثاء انکار کرتے ہیں ترکہ وارثوں میں تقسیم کردیا جائے جس نے اقرار کیا ہے اس کے حصہ سے دین ادا کیا جائے (غایہ)

مسئلہ نمبر ۳۳.....میت کے ذمہ دین تھا ورثاء نے جائیداد کی تقسیم کرلی جس کا دین ہے وہ مطالبہ کرتا ہے تو تقسیم توڑی جاسکتی ہے

دین مستغرق ہو یا غیر مستغرق اور اگر قاضی کے پاس تقسیم کی درخواست کریں اور قاضی کو علوم ہے کہ میت پر دین ہے اگر وہ دین مستغرق ہو تو قاضی تقسیم کا حکم نہیں دے گا کہ ان لوگوں کا زر میں حق ہی نہیں ہے اور اگر دین غیر مستغرق ہے تو بقدر دین الگ کر کے باقی کو تقسیم کردے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... قاضی کے پاس تقسیم کی درخواست گزری اور قاضی کو علوم نہیں کہ میت کے ذمہ دین ہے تو ورثا سے دیافت کرے اگر وہ کہیں نہیں ہے تو ان کی بات مان لی جائے گی اور اگر کہیں دین ہے تو اس کی مقدار دریافت کرے پھر یہ دیافت کرے کہ میت نے کوئی وصیت کی ہے یا نہیں اگر وصیت کی ہے تو کسی معین چیز کی وصیت ہے یا وصیت مرسلہ ہے یعنی اپنے مال کی تہائی چوتھائی وغیرہ کی ہے کسی معین چیز سے تعلق نہیں ہے اس کے بعد تقسیم کردے گا اور تقسیم کے بعد دین ظاہر ہو تو تقسیم توڑ دی جائے گی۔ یونہی اگر قاضی نے دین کو بغیر دریافت کیے تقسیم کر دیا یہ تقسیم بھی توڑ دی جائے گی ہاں اگر ورثا نے اپنے مال سے دین ادا کر دیا جس کا دین ہے وہ معاف کر دے تو تقسیم نہ توڑی جائے اور تقسیم توڑنا اس وقت ہے کہ دین کے لیے ورثا نے کچھ نہ چھوڑا ہو اور اگر دین کے لیے پہلے ہی سے جدا کر دیا ہو یا کل یا اموال کی تقسیم ہی نہ کی ہو تو تقسیم توڑنے کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... تقسیم کے بعد کوئی نیا وارث ظاہر ہوا یا "علوم ہے کہ کسی کے لیے تہائی یا چوتھائی کی وصیت ہے تو تقسیم توڑ کر از سر نو تقسیم کی جائے اگرچہ ورثا کہتے ہوں کہ ان کے حق ہم اپنے مال سے ادا کر دیں گے ہاں اگر یہ وارث وہ موسی لہ بھی راضی ہو جائیں تو نہ توڑیں اور اگر دین ظاہر ہوا یا کسی کے لیے ہزار روپے کی مثلاً وصیت مرسلہ کی ہے اور ورثا نے اپنے مال سے دین و وصیت ادا کرنے کو کہتے ہیں تو تقسیم نہ توڑی جائے گی اور موسی لہ کی رضامندی کی بھی ضرورت نہیں اسی طرح اگر ایک ہی وارث نے دین ادا کرنا اپنے ذمہ لیا تو کہہ دیں سے رجوع بھی نہ کرے گا تو توڑی نہ جائے اور اگر وہ اس لینے کی شرط پر ہے اس سے خاموش ہے تو توڑ دی جائے مگر جب کہ بقیہ ورثا اپنے مال سے ادا کرنے کو کہتے ہوں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... بعض ورثا نے میت کا دین ادا کر دیا تو وہ باقیوں سے رجوع کر سکتا ہے یعنی جب کہ میت نے ترکہ چھوڑا ہو جس سے دین ادا کیا جا سکے۔ ادا کرنے کے وقت اس نے رجوع کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو دونوں کا ایک حکم ہے کیونکہ ہر وارث سے دین کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور ایک ہی وارث کو اگر ان نے قاضی کے پاس پیش کیا تو تنہا اسی پر پورے دین کا فیصلہ ہو سکتا ہے لہٰذا یہ وارث ادائے دین میں متبرع نہ ہوا۔ ہاں اگر متبرع ہو کہ دیا ہو کہ میں رجوع نہ کروں گا تو اب رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... میت کا ترکہ ورثا نے تقسیم کیا اور ان وارثوں میں اس کی عورت بھی ہے تقسیم کے بعد عورت نے دین مہر کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ثابت کر دیا تقسیم توڑ دی جائے گی اسی طرح اگر کسی وارث نے ترکہ میں دین کا دعویٰ کیا اس کا دعویٰ صحیح ہے اس پر گواہ لے جائیں گے اور ثابت ہونے پر تقسیم توڑ دی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... میت کا دین دوسروں کے ذمہ تھا دین و عین یعنی جو کچھ ترکہ موجود ہے دونوں کو تقسیم کیا مثلاً یوں کہ یہ وارث یہ چیز لے اور دین فلاں کے ذمہ ہے اور وہ وارث یہ چیز اور یہ دین لے جو فلاں کے ذمہ ہے یہ تقسیم دین و عین دونوں میں باطل اور اگر اعیان یعنی جو چیزیں موجود ہیں ان کو تقسیم کر کے پھر دین کی تقسیم کی تو عین کی تقسیم صحیح ہے اور دین کی باطل۔ دین کی تقسیم باطل ہونے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک مدین سے دین وصول ہوا تو وہ جتنا اس کا ہے جو اس کے حصہ میں کر دیا گیا تھا بلکہ دوسرے ورثا بھی اس میں شریک ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹..... تین بھائی ہیں جن کو اپنے باپ سے زمین میراث میں ملی ان میں سے ایک کا انتقال ہوا اس نے ایک لڑکا چھوڑا اس لڑکے اور اس کے دونوں چچاؤں کے مابین زمین تقسیم ہوئی یہ لڑکا تقسیم کے بعد یہ کہتا ہے کہ میرے دادا نے جو وارث اعلیٰ تھا میں نے اس میں ایک مکان کی میرے لیے وصیت کی تھی اور تقسیم کو باطل کرانا چاہتا ہے اس کی یہ بات معتبر ہے کہ دکان قدیم ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ میرے باپ کے ذمہ

میرا دین ہے یہ بات سنی جائے گی اور گواہ لیے جائیں گے اگر گواہوں سے دین ثابت ہو جائے تو تقسیم توڑ دی جائے گی۔ اس صورت میں بیچا نہیں کہہ سکتے کہ دین تمہارے باپ کے ذمہ ہے اس کا حصہ جو تمہیں ملا تم کو اختیار ہے کہ اسے دین میں فروخت کر لو اپنے پاس رکھو تمہارے دادا کے ذمہ نہیں کہ پوری جائیداد سے دین وصول کیا جائے لہٰذا تقسیم کے توڑنے میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تقسیم توڑنے میں فائدہ یہ ہے کہ مشترک چیز میں جو حصہ ہوتا ہے اس کی قیمت کبھی زیادہ ہوتی ہے اور تقسیم کے بعد وہ قیمت نہیں رہتی لہٰذا یہ میں افادہ ہے کہ تقسیم نہ رہنے کی صورت میں میرے باپ کی مالیت زیادہ داموں میں فروخت ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۰..... تقسیم کو توڑا جا سکتا ہے یعنی شرکاء نے اپنی رضامندی سے تقسیم کر لی اس کے بعد یہ چاہتے ہیں کہ یہ چیز میں شرکت میں رہیں یہ ہو سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱..... محض تقسیم کر دینے سے کوئی معین حصہ شرکاء میں سے کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں ہو جاتا اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ قاضی نے معین کر دیا ہو کہ یہ فلاں کا ہے اور یہ فلاں کا یا یہ کہ ایک نے تقسیم کے بعد ایک حصہ پر قبضہ کر لیا تو یہ اس کا ہو گیا یا قرعہ کے ذریعہ سے حصص کی تعیین ہو جائے یا یہ کہ شرکاء نے کسی کو وکیل کر دیا ہو کہ تقسیم کر کے ہر ایک کا حصہ مخصوص کر دے اور اس نے مخصوص کر دیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۲..... دو شخصوں میں کوئی چیز مشترک تھی انہوں نے تقسیم کر لی اور قرعہ ڈال کر حصہ کا تعین کر لیا اس کے بعد ایک شریک اس تقسیم پر نادم ہوا اور چاہتا ہے کہ تقسیم ٹوٹ جائے نہیں ہو سکتا کہ تقسیم مکمل ہو چکی۔ یونہی ان دونوں نے کسی تیسرے شخص کو تقسیم کے لیے مقرر کیا اور اس نے انصاف کے ساتھ تقسیم کر کے قرعہ ڈالا تو جس کے نام کا جو حصہ قرعہ کے ذریعہ متعین ہو چکا بس وہ اس کا مالک ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۳..... تین شرکوں میں تقسیم ہوئی اور قرعہ ڈالا گیا ابھی ایک کا نام نکلا ہے دو باقی ہیں تو ہر ایک رجوع کر سکتا ہے اور دو کے نام نکل آئے تو اب کوئی رجوع نہیں کر سکتا اور چار شرکوں میں دو کے نام نکل آئے تو رجوع کر سکتے ہیں اور تین کے نام نکلنے کے بعد رجوع نہیں کر سکتے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۴..... ترکہ میں اونٹ، گائے، بکریاں سب ہیں، ایک حصہ اونٹوں کا دوسرا گایوں کا تیسرا بکریوں کا قرار دیا اور قرعہ ڈالا گیا جس کے حصہ میں جو جانور آئے لے لے یہ جائز ہے اور اگر یہ قرار پایا کہ جس کے حصہ میں اونٹ آئیں گے وہ اونٹ لے لے اور اتنے روپے دے گا جو اس کے شریکوں کو دیئے جائیں گے یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵..... تقسیم میں ایک شریک نے بیع یا ہبہ یا صدقہ کی شرط کی یعنی اس شرط پر تقسیم کرتا ہوں کہ میرا یہ مکان یا مکان مشترک میں جو میرا حصہ ہے تم خرید لو یا فلاں چیز مجھ کو ہبہ یا صدقہ کر دو یہ تقسیم فاسد ہے تقسیم فاسد میں قبضہ کرنے سے ملک حاصل ہو جائے گی اور تصرفات نافذ ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۶..... کان مشترک کی اس طرح تقسیم ہوئی کہ ایک شریک پوری زمین لے لگا اور دوسرا ساری عمارت لے گا زمین اس کو بالکل نہیں ملے گی اس کی تین صورتیں ہیں، ایک یہ کہ جس کے حصہ میں عمارت آئی اس سے شرط ٹھہری ہے کہ عمارت کھود کر نکال لے گا یہ صورت جائز ہے دوسری صورت یہ کہ عمارت کھودنے یا نہ کھودنے کا کوئی ذکر نہیں ہوا یہ بھی جائز ہے تیسری صورت یہ کہ عمارت باقی رکھنے کی شرط ہے اس صورت میں تقسیم فاسد ہے۔ (عالمگیری)

مہایاۃ کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشترک چیز کی تقسیم نہ کریں اس کو مشترک ہی رکھیں اور ہر ایک شریک نوبت اور باری کے

ساتھ اس چیز سے نفع اٹھانے کا اصطلاح فقہ میں مہایا ہے اور تہایو کہتے ہیں اس طور پر نفع اٹھانا شرعاً جائز ہے بلکہ اگر بعض شرکا قاضی کے پاس اس کی درخواست کریں اور دوسرے شرکا انکار کریں تو قاضی ان کو مہایا پر مجبور کرے گا البتہ اگر بعض مہایا کو چاہیں اور دوسرے تقسیم کرانا چاہیں تو قاضی تقسیم کا حکم دے گا کہ تقسیم کا مرتبہ مہایا ہے بڑھ کر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... جو چیز قابلِ تقسیم ہے اس سے بطور مہایا ہ دونوں نفع اٹھا رہے تھے پھر ایک نے تقسیم کی درخواست کی تو تقسیم کر دی جائے گی اور مہایا ہ باطل کر دی جائے گی اور دونوں شریکوں میں سے کوئی مر گیا یا دونوں مر گئے اس سے مہایا ہ باطل نہیں ہوگی جو مر گیا اس کا وارث اس کے قائم مقام ہوگا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... مہایا ہ کی کئی صورتیں ہیں۔ (1) ایک۔ مکان کے ایک حصہ میں ایک رہتا ہے۔ (2) دوسرے میں دوسرا یا ایک بالا خانہ پر رہتا ہے دوسرا نیچے کی منزل میں یا (3) ایک مہینہ میں ایک رہے گا اور دوسرے مہینہ میں (4) دوسرا یا دو۔ مکان ہیں ایک میں ایک رہے گا دوسرے میں دوسرا (5) غلام سے ایک دن ایک شخص کام کرائے گا اور دوسرے دن دوسرا یا (6) دو غلام ہیں ایک سے ایک خدمت لے گا دوسرے سے دوسرا یا (7) مکان کو کرایہ پر دے دیا ایک ماہ کا کرایہ ایک لے گا دوسرے مہینہ کا دوسرا۔ (8) دو مکان ہیں ایک کا کرایہ ایک لے گا دوسرا۔ یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... مہایا ہ کے طور پر جو چیز اس کے حصہ میں آئی یا اس چیز کو کرایہ پر دے سکتا ہے مثلاً اس مکان پر اس کو رہنا ضروری نہیں بلکہ کرایہ پر اٹھا سکتا ہے اگرچہ مہایا ہ کے وقت یہ شرط اس نے ذکر نہ کی ہو کہ میں اس کو کرایہ پر بھی دے سکوں گا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۵..... غلاموں سے خدمت لینے میں بیٹھے ہوا کہ جو غلام جس کی خدمت کرے گا اس کا نفقہ اسی کے ذمہ ہے یہ جائز ہے بلکہ اگر نفقہ کا ذکر نہیں آیا جب بھی اس کے ذمہ ہے جس کی خدمت کرتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... مکان مشترک کو کرایہ پر دیا گیا اور ظہور ہے کہ باری باری دونوں کرایہ وصول کریں گے اب اس کا کرایہ زیادہ ہوگا جس کی باری میں کرایہ کی زیادتی ہوئی ہے تنہا یہی اس کا مستحق نہیں ہے بلکہ اس زیادتی کے دونوں حق دار ہیں اور اگر وہ مکان تھا ایک کا کرایہ ایک لیتا تھا دوسرے کا دوسرا اور ایک۔ مکان کے کرایہ میں اضافہ ہوا تو جس کا کرایہ لیتا تھا یہ زیادتی تنہا اسی کی ہے دوسرا اس میں سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... وہ چیزیں مشترک ہیں اور دونوں کی منفعت مختلف قسم کی ہے مثلاً ایک۔ مکان اور ایک غلام مشترک ہیں اور مہایا ہ اس طرح ہوئی کہ ایک سے ایک شریک منفعت حاصل کرے اور دوسرے سے دوسرا یعنی ایک شخص غلام سے خدمت لے اور دوسرا۔ مکان میں سکونت کرے یہ بھی جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... اگر فریقین کی رضامندی سے مہایا ہ ہوئی ہو تو اسے توڑ بھی سکتے ہیں دونوں توڑیں یا ایک عذر سے ہو یا بلا عذر سب جائز ہے جہاں اگر قضاءً قاضی سے مہایا ہ ہوئی ہو تو جب تک دونوں راضی نہ ہوں فسخ ایک نہیں توڑ سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... غلام میں اس طرح مہایا ہ ہوئی کہ اس سے اجرت پر کام کرایا جائے ایک مہینہ کی اجرت ایک شریک لے گا دوسرے مہینہ کی دوسرا یہ جائز ہے۔ یونہی اگر دو غلام ہوں۔ ایک کی اجرت ایک شریک لے گا دوسرے کی دوسرا۔ یہ بھی ناجائز۔ ایک جانور یا دو جانوروں کی سواری لینے یا کرایہ پر دینے میں مہایا ہ ہوئی یہ بھی ناجائز ہے۔ یونہی اگر گائے یا بھینس مشترک ہے یہ ٹھہرا کہ پندرہ روز ایک کے یہاں رہے اور دودھ سے نفع اٹھائے اور پندرہ دن دوسرے کے یہاں رہے اور یہ دودھ سے نفع اٹھائے یہ ناجائز ہے اور دودھ جس کے یہاں کچھ زیادہ ہوا یہ زیادتی بھی اس کے لیے حلال نہیں اگر چہ دوسرے نے اجازت دے دی ہو اور کہہ دیا ہو کہ جو کچھ زیادتی ہو تمہارے لیے حلال ہے یہاں اس زیادتی کو خرچ کر دینے کے بعد اگر حلال کر دے تو ہو سکتا ہے کہ یہ طعام سے ہوا ہے اور یہ جائز ہے۔ (غنیہ ودرمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... درختوں کے پھلوں میں بھایا تہائی یا جائز ہے۔ یونہی بکریاں مشترک تھیں دونوں نے بطور بھایا تہائی کچھ کچھ بکریاں لے لیں کہ ہر ایک اپنے حصہ کی چرائے گا اور دودھ وغیرہ سے نفع اٹھائے گا یا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بکریوں اور پھلوں وغیرہ میں بھایا تہائی جائز ہونے کا حیلہ یہ ہے کہ اپنی باری میں شریک کا حصہ شریعہ لے جب باری کی مدت پوری ہو جائے اس حصہ کو شریک کے ہاتھ بیچ کر ڈالے دوسری صورت یہ ہے کہ روزانہ دودھ کو وزن کر لے اور شریک کے حصہ کا جتنا دودھ ہو اس سے قرض لے لے جب مدت پوری ہو جائے اور جانور دوسرے کے پاس جائے اس زمانہ میں جو کچھ دودھ اس کے حصہ کا ہو قرض میں ادا کرتا رہے یہاں تک کہ جتنا قرض لیا تھا وہ مقدار پوری ہو جائے اس طرح کرنا جائز ہے کہ مشاع کو قرض لیا جا سکتا ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... کپڑا مشترک ہے اس میں بھایا ہے اس طرح ہوتی کہ دونوں باری باری سے پہنیں گے یا دو کپڑے ہیں ایک کو ایک پہنے گا دوسرے کو دوسرا۔ یہ بھایا تہائی جائز ہے کہ کپڑے پہننے میں لوگوں کی مختلف حالت ہوتی ہے۔ کسی کے بدن پر جلد پھٹتا ہے اور کسی کے دیر میں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... کان میں دونوں باری سے سکونت کریں گے یا دوسری چیزوں میں جب کو باری کے ساتھ نفع حاصل کرنا ہو اس میں شروع کس سے کریں۔ اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ قاضی معین کرے کہ پہلے فلاں شخص نفع اٹھائے دوسرا یہ کہ قرعہ ڈالا جائے جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ پہلے نفع اٹھائے اور یہ دوسرا طریقہ بہتر ہے کہ پہلی صورت میں قاضی کی طرف جانبداری کا موقع ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... دونوں شریکوں میں اختلاف ہے ایک یہ کہتا ہے کہ باری مقرر کر دی جائے دوسرا یہ کہتا ہے کہ مکان کے حصے معین کر دیے جائیں کہ ایک حصہ میں میں سکونت کروں دوسرے میں دوسرا۔ اس صورت میں دونوں سے کہا جائے گا کہ تم دونوں ایک بات پر متفق ہو جاؤ۔ بس ایک بات پر متفق ہو جائیں وہی کی جائے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۵..... کسی گاؤں کی حفاظت کے لیے سپاہی مقرر ہوئے اور حکومت نے حفاظت کے مصارف گاؤں والوں پر ڈالے یہ خرچ گاؤں والوں سے کس حساب سے وصول ہوگا اس کی دو صورتیں ہے اگر جان کی حفاظت مقصود ہے تو گاؤں کی مردم شماری کے حساب سے ہر ایک پر ڈالا جائے یعنی جتنے مرد ہوں سب سے برابر برابر وصول کیا جائے۔ عورتوں اور بچوں پر خرچہ نہ ڈالا جائے اور اگر اموال کی حفاظت مقصود ہے تو ان لوگوں کے اموال والاک کے لحاظ سے خرچہ ڈالا جائے اور اگر دونوں کی حفاظت مقصود ہو تو دونوں کا لحاظ کیا جائے۔ (درمختار و ردالمحتار)

متفرقات:

مسئلہ نمبر ۱۶..... زمین کی تقسیم میں درخت بچھا داخل ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ ذکر نہ کیا گیا ہو کہ یہ زمین مع حقوق و مرافق کے تم کو دی گئی جس طرح بیع زمین میں درخت داخل ہو جاتے ہیں اور زراعت اور پھل زمین کی تقسیم میں داخل نہیں اگرچہ حقوق و مرافق کا ذکر کر دیا ہو اور اگر تقسیم میں یہ کہہ دیا کہ جو کچھ تقسیل بیڑ میں ہے سب کے ساتھ تقسیم ہوئی تو زراعت اور پھل بھی داخل ہیں۔ جو کچھ سامان و متاع اس میں ہیں اس کہنے سے بھی تقسیم میں داخل نہ ہوں گے۔ پرالہ اور بھوسا اور راستہ اور آب پاشی کا حق تقسیم میں داخل ہوتے ہیں یا نہیں اس میں تفصیل ہے اگر یہ چیزیں دوسری جانب سے ہو سکتی ہیں تو داخل نہیں ہوا اگر نہیں ہو سکتیں اور وقت تقسیم علم میں ہے کہ یہ چیزیں تقسیم میں نہیں دی گئی تو تقسیم جائز ہے اور یہ چیزیں نہیں ملیں گی اور اگر علم میں نہیں تو تقسیم باطل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... اجناس مختلفہ کی تقسیم میں خیار رویت خیار شرط خیار عیب تینوں ثابت ہوتے ہیں اور ذوات الامثال جیسے مکیلات و موزونات میں خیار عیب ہوتا ہے خیار شرط و خیار رویت نہیں ہوتا اور غیر مثلی جیسے گائے بکری اور ایک قسم کے کپڑوں میں خیار عیب ہوتا ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ خیار شرط و خیار رویت بھی ہوتا ہے صرف گنوں تقسیم کیے گئے مگر وہ مختلف قسم کے ہیں تو اس میں بھی خیار رویت حاصل ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... دو تھیلیوں میں روپے تھے ایک تھیلی دونوں کو دی گئی اور ایک نے روپے پرکھ لیے جتنا دوسرے نے تھیلی یہ تقسیم

دونوں کے حق میں جائز ہے مگر جب کو جس نے نہیں دیکھے ہیں اس کے حصہ میں خراب روپیہ آئے تو اسے خیار حاصل ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... کان کی تقسیم ہوئی اسے باہر سے دیکھ لیا ہے اندر سے نہیں دیکھا تو خیار حاصل نہیں۔ قان تبہ کیے ہوئے اوپر سے دیکھ لیا ہے اندر سے نہیں دیکھا خیار باقی نہ رہا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... تقسیم میں خیار کے وہی احکام ہیں جو بیع میں ہیں لہٰذا اس کے حصہ میں جو چیزیں آئیں ان میں کوئی چیز عیب دار ہے اور قبضہ سے پہلے اسے علم ہو گیا تو سب کو واپس کر دے اس کے حصہ میں ایک ہی قسم کی چیزیں ہوں یا مختلف قسم کی اور اگر قبضہ کے بعد عیب پر مطلع ہو اس کا حصہ ایک چیز ہو حقیقتاً یا حکماً جیسے مکمل ہو وہ ہوں تو سب واپس کر دے یہ نہیں کر سکتا کہ کچھ رکھ لے اور کچھ واپس کر دے اور اگر مختلف چیزیں ہوں جیسے بکریاں تو صرف عیب دار کو واپس کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... تقسیم میں جو چیز اسے ملی اس نے بیچ ڈالی مشتری نے عیب پا کر واپس کر دی اگر یہ واپس قاضی کے حکم سے ہوئی ہے تو تقسیم ٹوٹ جائے گی اور بغیر حکم قاضی واپس ہوئی تو تقسیم کو نہیں توڑ سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... جو شخص کسی کی چیز بیچ کر سکتا ہے وہ اس کے اموال کی تقسیم بھی کرا سکتا ہے بالغ اور مجنون و معتوہ کے اموال کی تقسیم باپ نے کرائی یہ جائز ہے جب تک اس تقسیم میں ظلم فاحش نہ ہو باپ نہ ہو تو اس کا وصی باپ کے قائم مقام ہے اور باپ کا وصی نہ ہو تو دادا اس کے قائم مقام ہے۔ ماں نے اولاد کے لیے ترکہ چھوڑا ہے اور کسی کو وصی مقرر کر گئی ہے یہ وصی اس ترکہ میں تقسیم کرا سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیزیں جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہوں مگر ماں کا وصی جانبہ اور غیر منقول میں تقسیم نہیں کرا سکتا۔ ماں اور بھائی اور چچا اور نابالغہ عورت کے شوہر کو بالغہ عورت جو غائب ہے اس کے شوہر کو تقسیم کرانے کا حق نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۳..... بالغ مسلم کا باپ کافر ہے یا اس کی ملک کی تقسیم نہیں کرا سکتا۔ یونہی اگر بالغ آزاد ہے اور اس کا باپ غلام ہے یا مکاتب اسے بھی ولایت حاصل نہیں۔ اسی طرح چرا ہوا بچہ کوئی اٹھا لایا ہو اگر چہ اس کی پرورش میں ہو اس کے اموال کو یہ تقسیم نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... قاضی نے یتیم کے لیے کسی کو وصی مقرر کر دیا ہے اگر یہ چیز میں وصی ہے تو تقسیم کرا سکتا ہے جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ سب کی تقسیم کرا سکتا ہے اور اگر وہ فقط یا کسی معین چیز کی حفاظت کے لیے وصی ہے تو تقسیم نہیں کرا سکتا اور باپ کا وصی اگر ایک چیز میں وصی ہے تو سب چیزوں میں وصی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... ایک شخص دو بچوں کا وصی ہے تو ان کے مشترک مال کو تقسیم نہیں کرا سکتا۔ جس طرح ایک کے مال کو دوسرے کے مال کے ساتھ بیچ نہیں کر سکتا اور باپ اپنے نابالغ بچوں کے مشترک مال کو تقسیم کر سکتا ہے جس طرح ایک کے مال کو دوسرے کے مال سے بیچ کر سکتا ہے۔ یہی اگر دونوں نابالغوں کے اموال کو تقسیم ہی کرانا چاہتا ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ ایک کا حصہ کسی کے ہاتھ بیچ کر دے پھر اس مشتری اور دوسرے نابالغ کے مابین تقسیم کرائے پھر اس مشتری سے پہلے نابالغ کی طرف سے خرید لے دونوں کے حصہ ممتاز ہو جائیں گے دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں کے مال فروخت کر دے پھر ہر ایک کے لیے مشتری سے ممتاز کر کے خرید لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... اگر یتیم وصی کے مابین مال مشترک ہے تو اس صورت میں باپ اور اس کے نابالغ بچے کے مابین مشترک ہو تو باپ تقسیم کرا سکتا ہے اگر چہ نابالغ کا کھلا ہوا نفع بھی نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... بالغ و نابالغ دونوں قسم کے ورثا ہیں اور بالغین موجود ہیں وصی نے نابالغین کے مقابلہ میں تقسیم کرائی اور سب نابالغوں کے حصہ نکھائی رکھے یہ جائز ہے پھر نابالغوں کے حصے تقسیم کرانا چاہے نہیں ہو سکتا اور اگر ایک نابالغ ہے باقی بالغ اور بالغین میں ایک غائب ہے اور باقی موجود۔ وصی نے موجودین کے مقابلہ میں تقسیم کرائی اور غائب کے حصہ کو بالغ کے ساتھ رکھا یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... ورثا میں بالغ و نابالغ دونوں ہیں وصی نے اس طرح تقسیم کرائی کہ بڑا بالغ کا حصہ بھی ممتاز ہو گیا یہ تقسیم ناجائز ہے۔ میت نے کسی کے لیے تہائی کی وصیت کی ہے وصی نے موصیٰ لہ اور نابالغین کے مابین تقسیم کی موصیٰ لہ کی تہائی اس کو دے دی اور دو تہائیاں نابالغین کے لیے رکھیں یہ جائز ہے اور اگر ورثا بالغ ہوں مگر موجود نہیں ہیں وصی نے تقسیم کر کے موصیٰ لہ کی تہائی اسے دے دی اور ورثا کا حصہ محفوظ رکھا یہ بھی جائز ہے اور اگر موصیٰ لہ غائب ہے وصی نے ورثا کے مقابل میں تقسیم کر کے موصیٰ لہ کا حصہ محفوظ رکھا یہ تقسیم باطل ہے۔ (عالمگیری)

مزارعت کا بیان

مزارعت کے متعلق مختلف قسم کی حدیثیں آئیں بعض سے جواز ثابت ہوتا ہے اور بعض سے عدم جواز اسی وجہ سے صحابہ جائز میں اس کے جواز و عدم جواز میں اختلاف رہا۔

حدیث نمبر ۱..... صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ ہم مزارعت کیا کرتے تھے اس میں حرج نہیں جانتے تھے یہاں تک رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے جب یہ کہا کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تو ہم نے اسے چھوڑ دیا۔

حدیث نمبر ۲..... صحیح بخاری و مسلم میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں مدینہ میں سب سے زیادہ تمہارے کھیت تھے اور ہم میں کوئی شخص زمین کو اس طرح کرایہ پر دیتا کہ اس ٹکڑے کی پیداوار میری ہے اور اس ٹکڑے کی تمہاری تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک میں پیداوار ہوتی اور دوسرے میں نہیں ہوتی فرمایا نبی کریم ﷺ نے ان کو منع فرما دیا۔

حدیث نمبر ۳..... صحیحین میں حنظلہ بن قیس رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روای کہتے ہیں میرے دو چچاؤں نے مجھے خبر دی کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں کچھ لوگ زمین کو اس طرح دیتے کہ جو کھالیوں کے آس پاس پیداوار ہوئی وہ مالک زمین کی ہے یا مالک زمین پیداوار میں سے کسی مخصوص شے کو اپنے لیے مستثنیٰ کر لیتا فرمایا نبی ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ کہتے ہیں میں نے رافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ روپیہ اشرفی سے زمین کو دینا کیسا ہے؟ تو کہا اس میں حرج نہیں بعض روای یہ کہتے ہیں کہ جس صورت میں ممانعت ہے اس کو جب وہ شخص دیکھے گا جسے حلال و حرام کی سمجھ ہے تو جائز نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۴..... صحیح بخاری و مسلم میں عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے طاؤس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ مزارعت چھوڑ دیتے تو اچھا تھا کیونکہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سے نبی ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے انہوں نے کہا اے عمرو! اس ذریعہ سے لوگوں کو میں دیتا ہوں اور لوگوں کی اعانت کرتا ہوں اور مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے اس کو منع نہیں فرمایا اور حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو زمین مفت دے دے یا اس سے بہتر ہے کہ اس پر اجرت لے۔

حدیث نمبر ۵..... صحیح بخاری میں ابو جعفر یحییٰ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں مدینہ میں مہاجرین کا کوئی گھرانا ایسا نہیں جو تہائی اور چوتھائی پر مزارعت نہ کرتا ہو اور حضرت علی سعد بن مالک و عبداللہ بن مسعود و عمر بن عبدالعزیز و قاسم و عروہ آل ابی بکر و آل عمر آل علی و ابن سیرین رضی اللہ عنہم سب نے مزارعت کی۔

مسائل فقہیہ:

مسئلہ نمبر ۱..... کسی کو اپنی زمین اس طور پر کاشت کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں مثلاً نصف نصف، ایک تہائی دو تہائیاں تقسیم ہو جائے گی اس کو مزارعت کہتے ہیں اسی کو ہندوستان میں بٹائی پر کھیت دینا کہتے ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مزارعت ناجائز ہے مگر فتویٰ قول صاحبین پر ہے کہ مزارعت جائز ہے مزارعت کے جواز کے لیے چند شرطیں ہیں۔ کہ بغیر ان شرطوں کے جائز نہیں۔ (1) متعاقدین

عاقل بالغ آزاد ہوں اگر نابالغ یا غلام ہو تو اس کا ماذون ہونا ضروری ہے (2) زمین قابل زراعت ہو اگر شور زمین یا شور زمین جس میں زراعت کی قابلیت نہیں ہے مزارعت پر دی گئی تو یہ عقد ناجائز ہے اگر کسی وجہ سے اس وقت زمین قابل زراعت نہیں مگر وہ بعد زائل ہو جائے گی مثلاً اس وقت وہاں پانی نہیں ہے مگر وقت پر پانی ہو جائے گا یا اس وقت کھیت پانی میں ڈوبا ہوا ہے ہونے کے وقت تک سوکھ جائے گا تو مزارعت جائز ہے۔ (3) وہ زمین جو مزارعت پر دی گئی معلوم ہو (4) مالک زمین کاشت کار کو وہ زمین سپرد کر دے اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ مالک زمین میں بھی اس کام کرے گا تو مزارعت صحیح نہیں۔ (5) بیان مدت مثلاً ایک سال دو سال کے لیے زمین دی اور اگر مدت کا بیان نہ ہو تو صرف پہلی فصل کے لیے مزارعت ہوئی اور اگر ایسی مدت بیان کی جس میں زراعت نہ ہو سکے یا اتنی مدت بیان کی کہ اتنی مدت تک ایک کے زندہ رہنے کی بظاہر امید نہیں ہے۔ تو ان دونوں صورتوں میں مزارعت فاسد (6) یہ بیان کرنا کہ مالک زمین دے گا یا کاشت کار کے ذمہ ہوگا اگر بیان نہ ہو تو وہاں کا عرف ہو وہ کیا جائے جیسے یہاں ہندوستان بھر میں یہی عرف ہے کہ بیج کاشت کار کے ہوتے ہیں۔ (7) یہ بیان کر دیا جائے کہ کیا بیج بوئے گا اور اگر متعین نہ کرے تو یہ اجازت دے کہ جیرا جو جی چاہے اس میں بونا بیج کی مقدار متعین کر دینا ضروری ہے اور جو کچھ پیداوار ہو اس میں دونوں کی شرکت ہوگی اگر نفلا ایک کو دینا قرار پایا تو عقد صحیح نہیں اور یہ شرط کہ دوسری چیز میں دے دیا جائے گا اس سے بھی شرکت نہ ہوئی اور جو مقدار ہو ہر ایک کے لیے اسقاط متعین ہو جانا ضروری ہے مثلاً نصف یا تہائی یا چوتھائی اور جو کچھ حصہ ہو وہ جز وشائع ہو تبذا اگر ایک کے لیے ٹھہرا کہ ایک من یا دو من دیے جائیں گے تو صحیح نہیں۔ یونہی اگر یہ ٹھہرا کہ بیج کی مقدار نکالنے کے بعد باقی کو اس طرح تقسیم کیا جائے گا تو مزارعت صحیح نہ ہوئی اسی طرح اگر یہ ٹھہرا کہ کھیت کے اس حصہ کی پیداوار فلاں لے گا اور باقی فلاں یا باقی کو دونوں میں تقسیم کیا جائے گا یہ مزارعت صحیح نہیں اور اگر یہ ٹھہرا کہ زمین کا عشر نکال کر باقی تقسیم کیا جائے گا تو حرج نہیں۔ یونہی اگر یہ طے ہوا کہ دونوں میں ایک پہلے پیداوار کا دسواں حصہ دیا جائے اس کے بعد اسطرح تقسیم ہو تو اس میں بھی حرج نہیں۔

شروط مندرجہ ذیل سے مزارعت فاسد ہو جاتی ہے (1) پیداوار کا ایک کے لیے خصوص ہونا۔ (2) مالک زمین کے کام کرنے کی شرط (3) بذل مالک زمین کے ذمہ شرط کر دینا کھیت کاٹنا اور ڈھو کر کھلیان میں پہنچانا پھر دائیں چلانا (اناج گاہنا) اور نفلہ کو بھوسا الگ کر بدا کرنا ان سب کو مزارع پر شرط کرنا مفسد ہے باقی نہیں اس میں دو روایتیں ہیں اور یہاں کا عرف یہ ہے کہ بیج یں بھی مزارع ہی کرتا ہے مگر رواج یہ ہے کہ ان سب چیزوں میں مزدوری جو کچھ دی جاتی ہے وہ مشترک نفلہ سے دی جاتی ہے مزارع اپنے پاس سے نہیں دیتا بلکہ ان تمام مصارف کے بعد جو کچھ نفلہ بچتا ہے وہ حسب قرارداد تقسیم ہوتا ہے۔ (4) ایک کو نفلہ طے کیا اور دوسرے کو صرف بھوسا (5) نفلہ یا بھاجائے گا اور بھوسا وہ لے گا جس کے بیج نہیں ہیں مثلاً مالک زمین۔ (6) بھوسا بھا جائے گا اور نفلہ صرف ایک کو طے کیا اور اگر یہ شرط ہے کہ نفلہ جتنے گھاور بھوسا اس کو طے کیا جس کے بیج ہیں جیسا یہاں کا یہی عرف ہے کہ مزارع ہی بیج دیتا ہے اور بھوسا بھا جاتا ہے یہ صورت صحیح ہے۔ یونہی اگر بھوسے کے متعلق کچھ ذکر ہی نہ آیا کہ اس کو کون لے گا یہ بھی صحیح ہے مگر اس صورت میں بھوسا کون لے گا اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ بھی بٹے گا دوسرا یہ کہ جس کے بیج ہیں اسے ملے گا یہی ظاہر الروایہ ہے اور یہاں کا عرف دوسرے قول کے موافق ہے۔

مسئلہ نمبر ۲..... (1) ایک شخص کی زمین اور بیج اور دوسرا شخص اپنے بیل ہل سے جوتتے بوئے گا یا (2) ایک کی نفلہ زمین باقی سب کچھ دوسرے کا یعنی بیج بھی اسی کے اور بیل ہل بھی اسی کے اور کام بھی یہی کرے گا یا (3) مزارع صرف کام کرے گا باقی سب کچھ مالک زمین کا یہ تینوں صورتیں جائز ہیں اور اگر یہ ہو کہ (1) زمین اور بیل ایک کے اور کام کرنا اور بیج مزارع کے ذمہ (2) یہ کہ بیل اور بیج ایک کے اور زمین اور کام دوسرے کا یا (3) یہ کہ ایک کے ذمہ نفلہ بیل پانچ (4) باقی سب کچھ دوسرے کا یہ چاروں صورتیں ناجائز و باطل ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... مزارعت جب صحیح ہو تو جو کچھ پیداوار ہو اس کو اس طور پر تقسیم کریں جیسا طے ہوا ہے اور کچھ پیداوار نہ ہوئی تو کسی کو

کچھ نہیں ملے گا اور اگر مزارعت فاسد ہو تو ہر صورت کام کرنے والے کو اجرت ملے گی پیداوار ہو یا نہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... تین یا چار شخص مزارعت میں شریک ہوئے ہوں کہ ایک کے نقطہ تیج بیل ہوں گے یا یوں کہ ایک کی زمین اور ایک کے تیج اور ایک کے بیل اور ایک کام کرے گا یا یوں کہ ایک کی زمین اور تیج اور دوسرے کے بیل اور تیسرا کام کرے گا یہ سب صورتیں مزارعت فاسدہ کی ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... عقدِ مزارعت ہو جانے کے بعد یہ عقد لازم ہوتا ہے یا نہیں اس میں یہ تفصیل ہے کہ جس کے تیج ہوں گے اس کی جانب سے لازم نہیں وہ اس پر عمل پیرا ہونے سے انکار کر سکتا ہے اور جس کے تیج نہیں اس پر لازم ہے یہ نہیں کہ یہ سکتا کہ مجھے یہ عقد منظور نہیں بلکہ اس کو عقد کے موافق کرنا ہی پڑے گا اور تیج زمین میں ڈال دینے کے بعد دونوں طرف سے لازم ہو گیا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... جس کے تیج ہیں اگر وہ اس عقد سے انکار اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ بڑھا اپنے ہاتھ سے بونا چاہتا ہے یا اس کو کوئی دوسرا شخص مل گیا جو کم میں کام کرے گا مثلاً یہ مزارع نصف لینا چاہتا ہے دوسرا تہائی پر کام کرنے کو تیار ہے ایسی صورتوں میں تیج والا انکار نہیں کر سکتا اس کو اس عقد کے موافق کرنا ہوگا (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... مزارعت میں اگر مزارع کے ذمہ کھیت جوتنا شرط ہے جب تو اسے جوتنا ہی ہے اور اگر عقد میں یہ شرط مذکور نہ ہوئی تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ زمین ایسی ہے کہ بغیر جوتے بھی اس میں ویسی ہی پیداوار ہو سکتی ہے تو جیسا اس سے نہیں تو تہائی یا جا سکتا اور اگر بغیر جوتے کچھ پیداوار نہ ہوگی یا بہت کم ہوگی کھیت جوتنے پر مجبور کیا جائے گا یہی حکم آب پاشی کا ہے اگر محض بارش کافی ہے پانی نہ دیا جائے جب بھی ٹھیک پیداوار ہوگی تو پانی دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور نہ اسے پانی دینا ہی ہوگا انکار نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... مزارعت ہو جانے کے بعد پیداوار کی تقسیم جس طرح طے پائی ہے اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے یا نہیں مثلاً نصف نصف تقسیم کرانے پر یا تہائی چوتھائی پر ہونا چاہیے اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ کمی بیشی مالک زمین کی طرف سے ہوئی یا مزارع کی طرف سے اور ہر صورت تیج مالک زمین کے ہیں یا مزارع کے اگر کھیت تیار ہو کر پیداوار تیج کے ہیں اور پہلے مزارعت نصف پر تھی اب کاشت کا مالک زمین حصہ بڑھانا چاہتا ہے یا دو تہائیاں دینا چاہتا ہے یا جائز ہے بلکہ پیداوار اسی طور پر تقسیم ہوئی جو طے ہے اگر مالک زمین مزارع کا حصہ بڑھانا چاہتا ہے بجائے نصف کے اس کو دو تہائیاں دینا چاہتا ہے یہ جائز ہے اور اگر تیج مالک زمین کے ہیں اور یہ مزارع کا حصہ زیادہ کرنا چاہتا ہے یہ جائز ہے اور اگر فصل تیار ہونے سے پہلے ہی بٹائی کرنا چاہتے ہیں تو مطلقاً جائز ہے مزارع کی طرف سے ہو یا مالک زمین کی طرف سے تیج اس کے ہوں یا اس کے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... مزارعت اسی طرح ہوئی کہ ایک کی زمین ہے اور تیج دونوں کے ہیں اور مزارع کے ذمہ کام کرنا ہے اور شرط یہ ہے کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں برابر بانٹ لیں گے یہ مزارعت فاسد ہے یونہی اگر ایک کے لیے دو تہائیاں اور دوسرے کے لیے ایک تہائی ملنا شرط ہو یہ بھی فاسد ہے اور اگر زمین دونوں کی ہو اور تیج بھی دونوں دیں گے اور کام بھی دونوں کریں گے اور جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں برابر بانٹ لیں گے یہ مزارعت صحیح ہے اور اگر اسی صورت میں کہ زمین مشترک ہے اور تیج ایک کے ہیں اور پیداوار برابر بٹے گی یہ صورت فاسد ہے اور اگر اسی صورت میں کہ زمین مشترک ہے یہ شرط ہو کہ جو کام کرے گا اس کی دو تہائیاں اور دوسرے کو ایسی جس کے تیج نہیں ہیں اس کو ایک تہائی ملے گی یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مزارعت فاسد کے یہ احکام ہیں جو کچھ اس صورت میں پیداوار ہو اس کا مالک تنہا وہ شخص ہے جس کے تیج ہیں پھر اگر تیج مزارع کے ہیں تو یہ مالک زمین کو زمین کی اجرت مثل دے گا اور اگر تیج بھی مالک زمین ہی کے ہیں تو زمین اور بیل دونوں کی اجرت مثل اس کو ملے گی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجرت مثل اتنی ہی دی جائے جو مقرر و مشروط سے زائد نہ ہو یعنی اگر مقرر شدہ سے زائد ہوتی ہو تو اتنی ہی دیں

جو مقرر ہے یعنی مثلاً نصف پیداوار کے برابر اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ پابندی نہیں بلکہ جتنی بھی اجرت مثل ہو اگرچہ مقررشدہ سے زیادہ ہو وہی دی جائے گی۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۱۱.....مزارعت فاسدہ میں اگر بیج مالک زمین کے ہیں اور پیداوار اس نے لی یا اس کے لیے حلال وطیب ہے اور اگر مزارع کے بیج تھے اور پوری پیداوار اس نے لی تو اس کے لیے فقط اتنا ہی طیب ہے جو بیج اور لگان کے مقابل میں ہے باقی کو صدقہ کرے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۱۲.....مزارعت فاسدہ میں اگر یہ چاہیں کہ پیداوار کا جو کچھ حصہ ملا ہے وہ طیب وطاہر ہو جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ حصے بانٹ لئے جانے کے بعد مالک زمین مزارع سے کہے کہ تمہارا میرے ذمہ یہ واجب ہے کہ اس غلہ کو لے کر مصالحت کرلو اور مزارع بھی اسی طرح کرے اور دونوں آپس میں مصالحت کرلیں اب کوئی حرج نہ رہے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳.....ایک شخص نے دوسرے کو بیج دیئے اور یہ کہا کہ تم انہیں اپنی زمین میں بو دو اور جو کچھ نکل پیدا ہو وہ تمہارا ہے یا یوں کہا کہ اپنی زمین میں میرے بیج سے کاشت کرو اور جو کچھ پیداوار ہو وہ تمہاری ہے یہ دونوں صورتیں جائز ہیں مگر یہ مزارعت نہیں ہے کیونکہ پیداوار میں شرکت نہیں ہے بلکہ اس شخص نے اپنے بیج اسے قرض دیئے اور اگر بیج والے نے مالک زمین سے یہ کہا کہ میرے بیج سے تم اپنی زمین کاشت کرو جو کچھ پیداوار ہو میری ہے یہ صورت بھی جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی زمین کاشت کے لیے عاریت دی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴.....مزارع کو زمین دی اور یہ کہا کہ اس میں گیہوں اور جو دونوں بوئے جائیں ایک کو گیہوں ملیں گے اور دوسرے کو جو یہ مزارعت فاسدہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵.....مزارع کو زمین دی اور یہ کہا کہ اگر تم نے گیہوں بوئے تو نصف نصف دونوں کے اور جو بوئے تو کل مزارع کے یہ صورت جائز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ گیہوں بونے کی صورت میں مزارعت ہے اور جو بونے کی صورت میں عاریت ہے اور اگر یہ کہا کہ زمین دی کہ گیہوں بوئے تو نصف نصف اور جو بوئے تو کل مالک زمین کے اس کا حکم یہ ہے کہ گیہوں بونے کی صورت میں مزارعت ہے اور جائز ہے اور جو بوئے تو کل مزارع کے ہوں گے اور مالک زمین کو زمین کی اجرت مثل یعنی واجبی لگان دیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶.....یہ کہہ کر زمین دی کہ اگر گیہوں بوئے تو نصف نصف اور جو بوئے تو مالک زمین کے لیے ایک تہائی اور مزارع کے لیے دو تہائیاں اور کل بوئے تو مالک زمین کی ایک چوتھائی باقی مزارع کی یہ صورت جائز ہے اور جو کچھ بوئے گا اسی شرط کے موافق باہم تقسیم ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷.....ایک شخص کو تین برس کے لیے زمین دے دی کہ گیہوں یا جو کچھ رقبہ یا خریف کی پیداوار ہو دونوں میں تقسیم ہوگی۔ اور اس زمین میں مزارع جو درخت لگائے گا وہ ایک تہائی مالک زمین کا باقی مزارع کا یہ جائز ہے وہ جو کچھ بوئے یا جس قسم کے درخت لگائے اسی شرط کے موافق کیا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸.....مزارعت میں یہ شرط ہوئی کہ اگر مزدور سے کام لیا جائے گا تو اس کی اجرت مزارع کے ذمہ ہوگی یہ جائز ہے اور اگر یہ شرط ہو کہ مزدوری مالک زمین کے ذمہ ہوگی یہ جائز ہے اور مزارعت فاسد۔ یونہی اگر یہ شرط ہو کہ مزدوری مزارع دے گا مگر جو کچھ اجرت میں صرف ہوگا اس کے خوش کا نلہ نکال کر باقی کو تقسیم کیا جائے گا یہ بھی ناجائز۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹.....مزارعت میں ایسی شرط تھی جس کی وجہ سے مزارعت فاسدہ ہوگئی تھی اور وہ شرط جس کے لیے مفسد تھی اس نے عمل سے پہلے شرط باطل کردی مثلاً یہ شرط تھی کہ مالک زمین یا مزارع میں رو پے پیداوار اور نصف پیداوار لے گا جس کو یہ رو پے پہلے اس نے یہ شرط باطل کردی تو اب یہ مزارعت جائز ہوگئی اور اگر وہ شرط دونوں کے لیے مفسد ہو تو جب تک دونوں اس شرط کو باطل نہ کریں فقط ایک کے باطل کرنے سے مزارعت جائز نہ ہوگی (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... کاشت کار نے کھیت جوت لیا اب مالک زمین کہتا ہے میں بٹائی پر بونا نہیں چاہتا۔ اگر بیج کاشتکار کے ذمہ ہیں تو مالک زمین کا انکار کرنے کا کوئی حق نہیں اس سے زمین چھڑا لی جائے گی اور کاشت کار بونے کا اور اگر بیج مالک زمین کے ذمے ہیں تو وہ کاشتکار کہہ سکتا ہے اس پر جرمانہ کیا جا سکتا ہے کہ کاشت کار کو کھیت جوتنے کا معاوضہ دیا جائے گا یا نہیں؟

دیانت کا حکم یہ ہے کہ کاشت کار کو کھیت جوتنے کی اجرت مثل دے کر راضی کرے کیونکہ اگر چہ کھیت جوتنے پر وہ اجیر نہیں ہے مگر چونکہ مالک زمین نے اس سے عقد مزارعت کیا اس وجہ سے اس نے جوتا اور نہ کیوں جوتتا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... کاشتکار کو مزارعت پر زمین دی کاشتکار یہ چاہتا ہے کہ دوسرے شخص کو مزارعت پر دے دے اگر بیج مالک زمین کے ہیں تو ایسا نہیں کر سکتا جب تک مالک زمین سے صراحۃً یا دلالۃً اجازت حاصل نہ کرے۔ دلالۃً اجازت کی یہ صورت ہے کہ اس نے یہ کہہ دیا ہو تم اپنی رائے سے کام کرو اور بغیر اجازت اس نے دوسرے کو دیدی تو ان دونوں کے مابین حسب شرائط تقسیم ہوگا اور مالک زمین بیج کا تاوان لے گا۔ پہلے سے لگا تھا وہ دوسرے سے واپس نہیں لے سکتا اور دوسرے سے لے گا تو وہ پہلے سے رجوع کرے گا اور زراعت کی وجہ سے زمین میں جو کچھ نقصان ہوگا وہ مزارع دوم سے مالک زمین وصول کرے گا پھر اس صورت میں مزارع اول کو پیداوار کا جو حصہ ملا ہے اس میں سے اتنا حصہ اس کے لیے جائز ہے جو تاوان میں دے چکا ہے بقیہ کی حصہ دار کو واپسی کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... مالک زمین نے مزارع کو صراحۃً یا دلالۃً اجازت دے دی ہے کہ وہ دوسرے کو مزارعت کے طور پر دے دے اور مالک زمین نے نصف پر اس کو دی تھی اور اس نے دوسرے کو نصف پر دے دی تو یہ دوسری مزارعت جائز ہے اور جو پیداوار ہوئی اس میں کا نصف مالک لے گا اور نصف مزارع دوم لے گا مزارع اول کے لیے کچھ نہیں بچا اور اگر مزارع اول نے دوسرے سے یہ طے کر لیا ہے آدھا مالک زمین کو ملے گا اور آدھے میں دونوں برابر ہیں گے ایک تہائی وہ تہائی کس کے حصہ میں آئے گی جو کچھ طے پایا اس کے موافق تقسیم ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... مالک زمین نے مزارعت پر زمین دی اور یہ کہا کہ اپنے بیج سے کاشت کرو اس نے زمین اور بیج دوسرے کو بونے کے لیے مزارعت پر دیدی یہ جائز ہے مالک زمین نے صراحۃً یا دلالۃً ایسا کرنے کی اجازت دی ہو یا نہ دی ہو دونوں کا ایک حکم ہے اب اگر پہلی مزارعت نصف پر تھی اور دوسری بھی نصف پر ہوئی تو نصف غلہ مالک زمین لے گا اور نصف مزارع دوم لے گا اور مزارع اول کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر دوسری مزارعت میں یہ ٹھہرا ہے کہ ایک تہائی مزارع دوم کی تو نصف مالک زمین کا اور ایک تہائی دوم کی اور چھ حصہ مزارع اول کا پایا اس کے موافق صورت طے پائی گئی ہو اس کے مطابق تقسیم ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... مالک زمین نے مزارع سے کہا کہ تم اپنے بیجوں سے کاشت کرو دونوں نصف نصف لیں گے اور مزارع نے دوسرے کو دے دی کہ تم اپنے بیجوں سے کاشت کرو اور جو کچھ پیداوار ہو اس میں دو تہائیاں تمہاری اس صورت میں مزارع دوم حسب شرائط دو تہائیاں لے گا اور ایک تہائی مالک زمین لے گا اور مالک زمین مزارع اول سے تہائی زمین کی اجرت (لگان) لے گا اگر بیج مزارع اول ہی نے دیئے تو مزارع دوم کے لیے پیداوار کی دو تہائیاں دینا طے پایا اس صورت میں بھی وہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... کاشت کے لیے دوسرے کو زمین دی اور یہ ٹھہرا کہ بیج دونوں کے ہوں گے اور بیل کاشت کار کے ہوں گے اور پیداوار دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو جائے گی کاشت کار نے ایک دوسرے شخص کو اپنے حصہ میں شریک کر لیا کہ یہ بھی اس کے ساتھ کام کرے گا اس صورت میں مزارعت اور شرکت دونوں فاسد ہیں جتنے جتنے دونوں کے بیج ہوں اسی حساب سے غلہ دونوں میں تقسیم ہوگا اور مالک زمین مزارع اول سے نصف زمین کی اجرت مثل لے گا اور یہ دوسرا شخص بھی مزارع اول سے اپنے کام کی اجرت مثل لے گا اور مزارع اول اپنے بیج کی قدر اور جو کچھ زمین کی اجرت اور کام کی اجرت دے چکا ہے ان کی قیمت کا لحاظ رکھ کر باقی کو صدقہ کر دے۔ (عالمگیری)

اور کاشت کار نے دوسرے کو شریک نہ کیا ہو جب بھی فاسد ہے اور وہی احکام ہیں جو مذکور ہوئے ہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶.....جن دو شخصوں کے مابین مزارعت ہوئی ان میں سے کسی کے مر جانے سے مزارعت فسخ ہو جائے گی جیسا کہ اجارہ کا حکم تھا پھر اگر مثلاً تین سال کے لیے مزارعت پر زمین دی تھی اور پہلے سال میں کھیت بونے اور اگنے کے بعد مالک زمین مر گیا اور کھیت ابھی کاٹنے کے قابل نہیں ہوا تو زمین مزارع کے پاس اس وقت تک چھوڑ دی جائے گی کہ فصل تیار ہو جائے اس صورت میں پیداوار حسب قرارداد تقسیم ہوگی اور دوسرے تیسرے سال کے حق میں مزارعت فسخ ہو جائے گی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۷.....مزارع نے کھیت جوت کر تیار کیا مینڈھ بھی درست کر لی نالیاں بھی بنا لیں مگر ابھی بویا نہیں ہے کہ مالک زمین مر گیا تو مزارعت فسخ ہو گئی اور مزارع نے جو کچھ کام کیا ہے اس صورت میں اس کا کوئی معاوضہ نہیں (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۸.....کھیت بو دیا گیا اور ابھی اگا نہیں کہ مالک زمین مر گیا اس صورت میں مزارعت فسخ ہوگئی باقی رہے گی اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ (عالمگیری) جو مشائخ یہ کہتے ہیں کہ مزارعت فسخ نہیں ہوگی ان کا قول بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مزارع کو نقصان سے بچانا ہے جب کہ بیج مزارع کے ہوں۔

مسئلہ نمبر ۲۹.....مزارع نے کھیت بونے میں دیر کی مدت ختم ہوگئی اور ابھی زراعت کچی ہے کٹنے کے قابل نہیں ہوئی مالک زمین کہتا ہے کچی کھیتی کاٹ لی جائے اور مزارع انکار کرتا ہے مالک زمین کو کھیت کاٹنے سے روکا جائے اور چونکہ آدھی زراعت مزارع کی ہے کھیت تیار ہونے تک دونوں کے مابین ایک جدید اجارہ قرار دیا جائے گا لہٰذا اتنے دنوں کی جو کچھ اجرت اس زمین کی ہو اس کا نصف مزارع مالک زمین کو دے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰.....فصل تیار ہونے سے پہلے مزارع مر گیا اس کے ورثا کہتے ہیں کہ ہم اس کھیت کا کام کریں گے ان کو یہ حق دیا جائے گا کہ یہ لوگ مزارع کے قائم مقام ہیں اس صورت میں کام کی ان کو کچھ اجرت نہیں ملے گی بلکہ پیداوار کا حصہ ملے گا اور اگر یہ لوگ زراعت کے کام سے انکار کرتے ہیں تو ان کو مجبور نہیں کیا جا سکتا بلکہ مالک زمین کو اختیار ہے کہ کچی کھیتی کاٹ کر آدھی ان کو دے دے اور آدھی خود لے لے یا ان کے حصہ کی قیمت دے کر زراعت لے لے یا ان کے حصہ پر بھی خرچ کرے اور جو کچھ ان کے حصہ پر صرف ہو وہ ان کے حصہ کی پیداوار سے وصول کرے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۱.....کھیت بونے کے بعد مزارع غائب ہو گیا معلوم نہیں کہاں ہے مالک زمین نے قاضی سے حکم حاصل کر کے زراعت پر صرف کیا کھیت جب تیار ہو گیا مزارع آیا اور اپنا حصہ مانگتا ہے تو جو کچھ صرف ہوا ہے جب تک سب نہ دے اپنا حصہ نہیں لے سکتا یعنی کاٹنے دائنے اور اگر بغیر حکم قاضی مالک زمین نے صرف کیا ہے تو متبرع ہے وصول نہیں کر سکتا اور قاضی حکم اس وقت دے گا جب مالک زمین گواہوں سے یہ ثابت کر دے کہ زمین میری ہے مزارعت پر فلاں کو دے دی ہے وہ کھیت بو کر غائب ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲.....فصل تیار ہونے کے بعد مزارع مر گیا مالک زمین پوچھتا ہے کہ کھیت میں زراعت موجود نہیں ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کیا ہوئی تو اپنے حصہ کا تاوان اس کے ترکہ سے وصول کرے گا اگر چہ ورثا کہتے ہیں کہ زراعت چوری ہوگئی (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳.....مالک زمین پر دین ہے اور سوا اس زمین کے جس کو مزارعت پر دے چکا ہے کوئی مال نہیں ہے جس سے دین ادا کیا جائے اگر ابھی فقط ــــــ مزارعت ہی ہوا ہے کاشت کار نے کھیت بویا نہیں ہے تو زمین دین کے ادا کے لیے بیچ کر دی جائے اور مزارعت فسخ کر دی جائے اور اگر کھیت بویا جا چکا ہے مگر ابھی اگا نہیں ہے جب بھی بیچ ہو سکتی ہے اور دیانت کا حکم یہ ہے کہ مزارع کو کچھ دے کر راضی کر لیا جائے اور زراعت اگ چکی ہے مگر ابھی تیار نہیں ہوئی ہے بغیر اجازت مزارع نہیں بیچی جا سکتی ورنہ اگر اجازت دے دے تو اب بیچنا جائز ہے اور اس میں وہ

صورتیں ہیں صرف زمین کی بیع ہو یا زمین وزراعت دونوں کی ہو اگر دونوں کی بیع ہو اور مزارع نے اجازت دے دی تو دونوں میں بیع نافذ ہوئی اور اس صورت میں ثمن کو قیمت زمین اور قیمت زراعت پر تقسیم کریں جو حصہ زمین کے مقابل میں ہو وہ مالک زمین کا ہے اور جو حصہ زراعت کے مقابل میں ہے دونوں پر حسب تقسیم کیا جائے اور اگر مزارع نے اجازت نہیں دی تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع کو فسخ کر دے یا زراعت تیار ہونے کا انتظار کرے اور اگر صرف زمین کی بیع ہوئی ہے اور مزارع نے اجازت دے دی تو زمین مشتری کی ہے اور زراعت بائع و مزارع کی ہے اور اگر مزارع نے اجازت نہیں دی تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کر دے یا انتظار کرے اور اگر مالک زمین نے زمین اور زراعت کا پتا حصہ بیع کیا تو اس میں بھی وہی دو صورتیں ہیں اور مزارع یہ چاہے کہ بیع کو فسخ کر دے یہ حق اسے حاصل نہیں۔ (جدید فتاویٰ رضویہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... فصل تیار ہونے کے بعد دین ادا کرنے کے لیے زمین بیچی گئی اگر صرف زمین کی بیع ہوئی تو بائع تو قف جائز ہے اور اگر زمین اور پوری زراعت بیع کر دی تو زمین اور زراعت کے اس حصہ میں جو مالک زمین کا ہے بیع جائز ہے اور مزارع کے حصہ میں اس کی اجازت پر موقوف ہے اور فرض کرو مزارع نے اجازت نہیں دی تو مشتری کو یہ علم نہ تھا کہ یہ زمین زراعت پر ہے تو مشتری کو اختیار حاصل ہے کہ صرف بائع کے حصہ پر قناعت کرے اور حصہ مزارع کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہو وہ کم کر دے اور چاہے تو بیع فسخ کر دے کہ اس نے پوری زراعت خریدی تھی نہ کہ اتنا ہی حصہ اسے خریدنا مقصود تھا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... کھیت میں بیج ڈال دیئے گئے اور ابھی اُگے نہیں کھیت کو بیچ کر دیا اگر وہ بیج سڑ گئے ہیں تو مشتری کے ہیں اور اگر سڑے نہیں ہیں تو بائع کے ہیں اور فرض کرو مشتری نے پانی دیا بیج اُگے تلہ یہ ابھرا تو یہ سب بائع ہی کا ہے مشتری کو کوئی معاوضہ نہیں ملے گا کہ اس نے جو کچھ کیا تبرع ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... مدیون دین کی وجہ سے قید کیا گیا اور اس کے پاس یہی زمین ہے جو مزارعت پر اٹھا چکا ہے اور زمین میں کچی زراعت ہے جس کی وجہ سے بیع نہیں کی جاسکتی کہ بیع کر دیں ادا کیا جائے تو اسے قید خانہ سے رہا کیا جائے گا کہ دین کی ادا میں جو کچھ دیر ہوئی وہ عذر سے ہے۔ (جدید)

مسئلہ نمبر ۳۷..... مزارع ایسا بیمار ہو گیا کہ کام نہیں کر سکتا یا سفر میں جانا چاہتا ہے یا وہ اس پیشہ زراعت ہی کو چھوڑنا چاہتا ہے ان صورتوں میں مزارعت فسخ کر دی جائے گی یا مزارع یہ کہتا ہے کہ میں دوسری زمین کی کاشت کروں گا اور بیع اسی کے ہیں تو چھوڑ سکتا ہے۔ (جدید)

مسئلہ نمبر ۳۸..... مدت پوری ہو گئی اور ابھی فصل تیار نہیں ہے تو مدت کے بعد جتنے دنوں تک زراعت تیار رہے گی اتنے دنوں کے مزارع کے ذمہ نصف زمین کی اجرت مثل واجب ہے اور مدت کے بعد زراعت پر جو کچھ صرف ہو گا وہ دونوں کے ذمہ ہو گا کیونکہ عقد مزارعت ختم ہو چکا اب یہ زراعت دونوں کی مشترکہ چیز ہے۔ نیز قبل اخراج بھی دونوں کے ذمہ ضروری ہے کہ جو کچھ ایک خرچ کرے وہ دوسرے کی اجازت سے ہو یا حکم قاضی سے بغیر اس کے جو کچھ خرچ کیا متبرع ہے اس کا معاوضہ نہیں ملے گا۔ (جدید)

مسئلہ نمبر ۳۹..... مدت ختم ہو گئی مالک زمین یہ چاہتا ہے کہ یہی کچی کھیتی کاٹ لی جائے نہیں کیا جاسکتا اور اگر مزارع کچی کا ٹنا چاہتا ہے تو مالک زمین کو اختیار دیا جائے گا کہ کچا کھیت کاٹ کر دونوں بانٹ لیں۔ یا مزارع کے حصہ کی قیمت دے کر کل زراعت لے لے یا کھیت پر اپنے پاس صرف کرے اور تیار ہونے پر اس کے حصہ سے وصول کر لے۔ (جدید)

مسئلہ نمبر ۴۰..... دو شخصوں کی مشترکہ زمین ہے ایک غائب ہے تو جو موجود ہے وہ پوری زمین میں کاشت کر سکتا ہے جب شریک آ جائے تو جتنے دنوں تک اس کی کاشت میں رہی اب یا اتنے دنوں کاشت میں رکھے یا اس صورت میں ہے کہ زراعت سے زمین کو نقصان نہ پہنچے اس کی قوت کم نہ ہو اور اگر مظنوم ہے کہ زراعت سے زمین کمزور ہو جائے گی یا زراعت نہ کرنے میں زمین کو نفع پہنچے گا اس کی قوت زیادہ ہو گی تو شریک

موجود کو زراعت کی اجازت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۱.....دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت کاشت کی اور مالک کو اس وقت خبر ہوئی جب فصل تیار ہوئی اس نے اپنی رضامندی ظاہر کی یا یہ ہوا کہ پہلے ناراض ہوا پھر رضامندی دے دی دونوں صورتوں میں کاشت کار کے لیے پیداوار حلال ہوگئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۲.....ایک شخص نے دوسرے کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کیا اور مزارعت پر اٹھا دی مزارع نے اپنے بیج بوئے اور ابھی اگے نہیں تھے کہ مالک زمین نے اجازت دے دی تو اجازت ہوگئی اور جو کچھ پیدا ہوئی وہ مالک زمین اور مزارع کے مابین اس طرح کی تقسیم ہوگی جو غاصب نے طے کی تھی اور اگر طے نہیں گئی آئی اور ایسی ہوگئی کہ اس کی کچھ قیمت ہو اور اب مالک زمین نے اجازت دے دی تو مزارعت جائز ہوگئی یعنی مالک زمین اس کے بعد اجازت کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا اور اجازت سے پہلے اپنے کھیت خالی کرا سکتا تھا مزارعت کے جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پیداوار میں اسے حصہ ملے گا بلکہ اس صورت میں جو کچھ پیدا ہوئی وہ مزارع غاصب کے مابین تقسیم ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۳.....بیج غصب کر کے اپنی زمین میں بو دیئے تو جب تک اگے نہ ہوں مالک اجازت دے سکتا ہے کہ ابھی بیج موجود ہیں اور اگنے کے بعد اجازت نہیں ہو سکتی کہ بیج موجود نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۴.....مالک زمین نے اپنی زمین رہن رکھی پھر وہ زمین مرتہن کو مزارعت پر دے دی کہ مرتہن اپنے بیج سے کاشت کرے گا یہ مزارعت صحیح ہے مگر زمین رہن سے خارج ہوگئی جب تک پھر سے رہن نہ رکھی جائے رہن میں نہیں آئے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۵.....زمین کسی کے پاس رہن ہے بطور مزارعت پر کوئی شخص لینا چاہتا ہے تو راہن سے لے سکتا ہے جب کہ مرتہن بھی اس کی اجازت دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۶.....زراعت تیار ہونے سے پہلے جو کچھ کام ہوگا مثلاً کھیت جوتنا پانی دینا حفاظت کرنا وغیرہ یہ سب مزارع کے ذمہ ہے چاہے وہ خود کرے یا مزدوروں سے کرائے اور دوسری صورت میں مزدوری اس کے ذمہ میں ہوگی اور جو کام زراعت تیار ہونے کے بعد کے ہیں مثلاً کھیت کاٹنا اسے لا کر خرمن میں جمع کرنا دائیں چلانا (گہانا) بھوسا از ماہ وغیرہ اس کے متعلق ظاہر الروایہ یہ ہے کہ دونوں کے ذمہ ہیں کیونکہ مزارع کا کام فصل تیار ہونے پر ختم ہو گیا مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ کام بھی مزارع کے ذمہ ہیں اور بعض مشائخ نے اسی کو اختیار فرمایا کہ مسلمانوں کا اس پر عمل ہے اور جو کام تقسیم کے بعد ہے مثلاً غلہ کھان پر پہنچانا یہ بالاتفاق دونوں کے ذمہ ہے مزارع پانچواں حصہ لے جائے اور مالک پانچ لے اپنے گھر لائے یہ دونوں اپنے اپنے مزدوروں سے اٹھوا لے جائیں۔ (جوہرہ)

قسم دوم یعنی فصل تیار ہونے کے بعد جو کام ہیں ان کے متعلق مزارعت کے کرنے کی شرط کرنی تو صحیح شرط ہے اس کی وجہ سے مزارعت فاسد نہیں ہوگی جوہرہ میں اس قول کو واضح کہا اور درمختار میں مفتی سے اسی پر فتویٰ ہونا بتایا مگر ہندوستان میں یہ عموماً ہوتا ہے کہ فصل تیار ہونے کے بعد مزدوروں سے کام کراتے ہیں اور مزدوری اس غلہ میں سے دی جاتی ہے یعنی کھیت کاٹنے والی اور دائیں چلانے والے وغیرہ کو جو کچھ مزدوری دی جاتی ہے یہ طریقہ کہ جس کام کو کیا اسی میں سے مزدوری دی جائے اگرچہ ناجائز ہے جس کو ہم اجارہ میں بیان کر چکے ہیں مگر اس سے اتنا ضرور معلوم ہوا کہ فصل کی تیاری کے بعد جو کام کیا جائے یہاں کے عرف کے مطابق وہ تنہا مزارع کے ذمہ نہیں بلکہ دونوں کے ذمہ ہے کیونکہ مزدوری دونوں میں کی مشترکہ چیز دی جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۷.....فصل تیار ہونے کے بعد جو کام ہیں اگر مالک زمین کے ذمہ شرط کیے گئے یہ بالاتفاق فاسد ہے کہ اس کے متعلق عرف بھی ایسا نہیں جس کی وجہ سے جائز کہا جائے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۴۸.....مزارعت میں جو کچھ غلہ ہے یہ مزارع کے پاس امانت ہے اگرچہ وہ مزارعت فاسدہ ہو لہٰذا اگر مزارع کے پاس

ہلاک ہو جائے مگر اس کے عمل سے ہلاک نہ ہوا تو مزارع کے ذمہ اس کا تاوان نہیں اور اس نلہ کی مزارع کی طرف سے کسی نے کفالت بھی کی یہ کفالت صحیح نہیں۔ اس کشیل سے مطالبہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ اگر مالک زمین کے حصہ کی مزارع کی طرف سے کسی نے یوں کفالت کی کہ اگر مزارع خود ہلاک کر دے گا تو میں ضامن ہوں اور یہ کفالت مزارعت کے لیے شرط نہ ہو تو مزارعت بھی جائز ہے اور کفالت بھی اور اگر کفالت شرط ہو تو مزارعت فاسد۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۹..... مزارع نے کھیت کو پانی دینے میں کوتاہی کی جس کی وجہ سے زراعت برباد ہو گئی اگر یہ مزارعت فاسدہ ہے تو مزارع پر تاوان نہیں کہ اس میں مزارع پر کام کرنا واجب نہیں اور اگر مزارعت صحیحہ ہے تو تاوان واجب ہے کہ اس میں کام کرنا واجب تھا خان کی صورت یہ ہوئی کہ زراعت اُگی تھی اور پانی نہ دینے سے سوکھ گئی تو اس زراعت کی جو قیمت ہو اس کا نصف بطور تاوان مالک زمین کو دے دے اور قیمت نہ ہو تو نالی کھیت کی قیمت اور اس بوئے ہوئے کھیت میں جو تفاوت ہو اس کا نصف تاوان دلایا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۰..... کاشت کار نے پانی دینے میں تاخیر کی۔ اگر اتنی تاخیر ہے کہ کاشت کاروں کے یہاں اتنی تاخیر ہوا کرتی ہے۔ جب تو تاوان نہیں اور غیر معمولی تاخیر کی تو تاوان ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۱..... فصل کاٹنا کاشت کار کے ذمہ شرط تھا اس نے کاٹنے میں دیر کی اور فصل ضائع ہو گئی اور اگر معمولی تاخیر ہے تو کچھ نہیں اور غیر معمولی تاخیر کی تو تاوان واجب ہے۔ یونہی اگر کاشت کار نے حفاظت نہیں کی جانوروں نے کھیت چر لیا کاشت کار کو تاوان دینا ہوگا۔ خلیاں کھیت میں گریں اگر لاپرواہی سے پڑ رہتی تھیں اور بڑائیں اور نڈیاں کھیت کھا گئیں تو تاوان ہے اور اگر اس کے بس کی بات نہ تھی تو تاوان واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۲..... دو شخصوں نے شرکت میں کھیت بویا تھا ایک شریک اس میں پانی دینے سے انکار کرتا ہے یہ معاملہ حاکم کے پاس پیش کیا جائے اس کے حکم دینے کے بعد بھی اگر اس نے پانی نہیں دیا اور فصل ماری گئی تو اس پر تاوان ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۳..... مزارعت میں بیج مزارع کے ذمہ تھا مگر مالک زمین نے خود اس کھیت کو بویا اگر اس سے مقصود مزارع کی مدد کرنا ہے جب بھی مزارعت باقی رہے گی اور یہ مقصود نہ ہو تو مزارعت جاتی رہی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۴..... کسی سے اجارہ پر زمین لی مشترک زمین دار سے بونے کے لیے کھیت لیا پھر اس مالک زمین کو اس میں کام کرنے کے لیے اجیر رکھا یہ جائز ہے اجرت پر کام کرنے سے زمین کے اجارہ میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہو گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۵..... ایک شخص مر گیا اور اس نے نابالغ اور بالغ اولاد یں چھوڑیں یہ سب چھوٹے بڑے ایک ساتھ رہتے ہیں اور وہ محنت سب کی نگہداشت کرتی ہے بڑے لڑکوں نے زمین مشترک کو یا دوسرے سے زمین لے کر اس میں کاشت کی اور جو نفع پیدا ہوا، کان پر لائے اور بکمالی طور پر سب کے خرچ میں آیا جیسا کہ عموماً دیہاتوں میں ایسا ہوتا ہے۔ یہ نفع آیا مشترک قرار پائے گا یا صرف بڑے لڑکوں کا ہوگا جنہوں نے کاشت کی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مشترک بچ رہے گئے ہیں اور سب کی اجازت سے بوئے ہیں یعنی جو ان میں بالغ ہیں یعنی ان سے اجازت حاصل کر لی ہے اور جو بالغ ہیں ان کے وصی سے اجازت لے لی تو پیداوار مشترک ہے اور اگر بڑوں نے خود اپنے بیج سے کاشت کی ہے یا مشترک سے کی ہے مگر اجازت نہیں لی ہے تو نفع ان کا ہے جنہوں نے کاشت کی ہے دوسرے اس میں شریک نہیں۔ (عالمگیری)

معاملہ یا مساقاۃ کا بیان

باغ یا درخت کسی کو اس لیے دینا کہ اس کی خدمت کرے جو کچھ اس سے پیدا ہوگا اس کا ایک حصہ کام کرنے والے کو اور ایک حصہ مالک کو دیا جائے گا اس کو مساقاۃ کہتے ہیں۔ اور اس کا دوسرا نام معاملہ بھی ہے جس طرح حضور اقدس ﷺ نے فتح خیبر کے بعد وہاں کے باغات

بیجوڑیوں کو دے دیئے تھے کہ ان باغات کے کام کریں اور جو کچھ پھل ہوں گے ان میں نصف ان کو دیئے جائیں گے جس طرح مزارعت جائز ہے معاملہ بھی جائز ہے اور اس کے جواز کے شرائط یہ ہیں۔(1) عاقدین کا عاقل ہونا۔(2) جو پیداوار ہو وہ دونوں میں مشترک ہو اور اگر فقط ایک کے لیے پیداوار مخصوص کر دی گئی تو تو عقد فاسد ہے۔(3) ہر ایک کا حصہ مشاع ہو جس کی مقدار معلوم ہو مثلاً نصف یا تہائی یا چوتھائی۔(4) باغ یا درخت عامل کو سپرد کر دینا یعنی مالک کا قبضہ اس پر نہ رہے اور اگر پیٹرا پلا کر مالک بھی اس میں کام کرے تو معاملہ فاسد ہے۔(5) جو درخت مساقاۃ کے طور پر دیئے گئے وہ ایسے ہوں کہ عامل کے کام کرنے سے اس میں زیادتی ہو سکے یعنی اگر پھل پورے ہو چکے ہوں جتنے بڑھتا تھا بڑھ چکے صرف پکنا ہی باقی رہ گیا ہے تو یہ عقد صحیح نہیں بعض شرائط ایسی ہیں جن کی وجہ سے معاملہ فاسد ہو جائے گا مثلاً یہ کہ کل پیداوار ایک کو ملے گی یا پیداوار میں سے اتنا مالک یا عامل ان کی حفاظت کرے یا مالک کے مکان پر پہنچائے ایسے کسی کام کی شرط کر دینا جس کی منفعت مدت معاملہ پوری ہونے کے بعد باقی رہے مثلاً پیڑوں میں کھاد ڈالنا انگوروں کے لیے چھپر بنانا باغ کی زمین کھودنا اس میں نئے پودے لگانا وغیرہ۔

مسئلہ نمبر۱..... معاملہ انہیں چیزوں کا ہو سکتا ہے جو ایک سال یا زیادہ تک باقی رہیں اور جو ایسے نہیں ہیں ان کا معاملہ جائز نہیں۔ بگین اور مرچ کے درختوں میں معاملہ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں باقی رہتے اور پھلتے رہتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۲..... درختوں کے سوا مثلاً ککڑیاں یا مرغیاں کسی مدت تک کے لیے بطور معاملہ کسی کو دیں یہ جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۳..... ایسے درخت جو پھلتے نہ ہوں اور ان کی شاخوں اور پتوں سے نفع اٹھایا جاتا ہو جیسے سپیتے ریگل وغیرہ اگر ایسے درختوں میں پانی دینے اور حفاظت کرنے کی ضرورت ہوتی ہو تو معاملہ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۴..... مزارعت اور معاملہ میں بعض باتوں میں فرق ہے۔(1) معاملہ عقد لازم ہے دونوں میں سے کوئی بھی اس سے انحراف نہیں کر سکتا ایک کو پابندی پر مجبور کیا جائے گا۔(2) اگر مدت پوری ہو گئی اور پھل تیار نہیں قابل عامل ہی کے پاس رہے گا اور ان زائد دنوں کی اسے اجرت نہیں ملے گی اور عامل کو بھی یا اجرت اتنے دنوں کام کرنا ہو گا اور مزارعت میں مالک زمین کو اتنے دنوں کام کرنا ہو گا اور مزارعت میں مالک اتنے دنوں کی اجرت لے گا اور مزارع بھی ان زائد دنوں کے کام کی اجرت لے گا۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر۵..... معاملہ میں مدت بیان کرنا ضروری نہیں بغیر بیان مدت بھی معاملہ صحیح ہے اور اس صورت میں پہلی مرتبہ پھل تیار ہونے پر معاملہ ختم ہو گا اور تمام کاریں جو تیار ہونے پر ختم ہو گا جب کہ یہ مقصود ہوں ورنہ خودرَو کاریں کی پہلی فصل ہو جانے پر معاملہ ختم ہو گا اور اگر مدت ذکر نہیں کی گئی اور اس سال پھلیں پیدا ہی نہ ہوئے تو معاملہ فاسد ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶..... معاملہ میں مدت ذکر ہوئی مگر معلوم ہے کہ اس مدت میں پھل نہیں ہوں گے تو معاملہ فاسد ہے۔ اور اگر ایسی مدت ذکر کی جس میں احتمال ہے کہ پھل پیدا ہوں یا نہ ہوں تو معاملہ صحیح ہے پھر اس صورت میں اگر پھل آ گئے تو جو شرائط ہیں ان پر عمل ہو گا اور اگر اس مدت میں نہیں آئے بلکہ مدت پوری ہونے کے بعد پھل آئے تو معاملہ فاسد ہے اور اس صورت میں عامل کو اجرت مثل ملے گی یعنی ابتداء سے پھل تیار ہونے تک کی اور اگر اجرت مثل پائے گا اور اگر اس صورت میں کہ مدت مذکور ہوئی اور یہ احتمال تھا کہ پھل آ گئیں گے مگر اس سال بالکل پھل نہیں آئے نہ بعد مدت تو عامل کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ یہ معاملہ صحیح ہے فاسد نہیں ہے کہ اجرت مثل دلائی جائے اور اگر اس مدت معینہ میں کچھ پھل نکلے اور کچھ بعد میں نکلے تو جو پھل مدت کے اندر پیدا ہوئے ان میں عامل کو حصہ ملے گا بعد والوں میں نہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۷..... نئے پودے جو ابھی پھلنے کے قابل نہیں ہیں بطور معاملہ دینے کو عامل اس میں کام کرے جب پھل آ گئیں گے تو دونوں نصف نصف تقسیم کریں گے یہ معاملہ فاسد ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کتنے دنوں میں پھل آئیں۔ زمین موافق ہے جو بوٹے پھلیں گے اور اگر ناموافق ہے تو دیر سے پھلیں گے ہاں اگر مدت ذکر کر دی جائے اور وہ اتنی ہو کہ ان میں پھلنے کا احتمال ہو تو معاملہ صحیح ہے۔ (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۸..... تزکاریوں کے درخت معاملہ کے طور پر دیے کو جب تک چلتے رہیں کام کرو اور اتنا حصہ تم کو ملا کرے گا معاملہ فاسد ہے یونہی باغ دیا اور کہدیا کہ جب تک یہ چلتا رہے کام کرو اور نصف کرلیا کرو یہ معاملہ فاسد ہے کہ مدت بیان کرنے کی صورت میں صرف پہلی فصل پر معاملہ ہوتا ہے۔ (جامع بہار)

مسئلہ نمبر ۹..... تزکاریوں کے درخت کا معاملہ کیا اور اب ان میں سے تزکاریوں کے نکلنے کا وقت ختم ہو چکا یہ وقت باقی ہے جیسے مچھلی پالک نے دیا وہ جب اس حد کو پہنچ جائیں کہ ان سے مالک نہیں لیا جا سکتا بیچ لے جا سکتے ہیں اور بیچ کام کے ہوں اگلی خواہش ہوتی ہو اور عامل سے کہہ دیا کہ کام کرے آدھے بیچ اسے ملیں گے یہ معاملہ صحیح ہے اگر چہ مدت نہ ذکر کی جائے اور اس صورت میں وہ بیج مالک کے ہوں گے صرف بیجوں کی تقسیم ہوئی اور اگر بیج دوں کی تقسیم بھی شرط ہوا ہو تو معاملہ فاسد ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... درختوں میں پھل آچکے ہیں ان کو معاملہ کے طور پر دینا چاہتا ہے مگر ابھی وہ پھل چار نہیں ہیں عامل کے کام کرنے سے ان میں زیادتی ہوئی تو معاملہ صحیح ہے اور اگر پھل بالکل پورے ہو چکے ہیں اب ان کے بڑھنے کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ تو معاملہ صحیح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... کسی کو خالی زمین دی کہ اس میں درخت لگائے پھل اور درخت دونوں نصف نصف تقسیم ہو جائیں گے یہ جائز ہے اور اگر یہ طے کرا دے کہ زمین اور درخت دونوں چیزیں دونوں کے مابین تقسیم ہوں گی۔ یہ معاملہ جائز ہے۔ اور اس صورت میں پھل اور درخت مالک زمین کے ہوں گے اور دوسرے کو پودوں کی قیمت ملے گی اور اجرت مثل اور قیمت سے مراد اس روز کی قیمت ہے جس دن لگائے گئے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... کسی شخص کے باغ سے شہتلی (گنڈیری) کر دوسرے کی زمین میں چلی گئی اور یہاں جم گئی اور بیج ہو گیا جیسا کہ خود رو درختوں میں اکثر ایسی ہوتا ہے کہ ادھر ادھر سے بیج آ کر جم جاتا ہے یہ درخت اس کا ہے جس کی زمین ہے اس کا نہیں جس کی شہتلی ہے کیونکہ شہتلی کی کوئی قیمت نہیں ہے اسی طرح شتالو یا آم یا اسی قسم کے دوسرے پھل اگر دوسرے کی زمین میں گر سے اور جم گئے یہ درخت بھی مالک زمین کے ہوں گے کہ پہلے یہ پھل سڑیں گے اس کے بعد نہیں گے اور جب سڑ کر اوپر کا حصہ جاتا رہا تو شہتلی باقی رہی جس کی کوئی قیمت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... معاملہ صحیحہ کے احکام حسب ذیل ہیں۔ (1) درختوں کے لیے جن کاموں کی ضرورت ہے مثلاً پانیاں ٹھیک کرنا' درختوں کو پانی دینا ان کی حفاظت کرنا یہ سب کام عامل کے ذمہ ہیں اور جن چیزوں میں طرفین کی ضرورت ہے مثلاً زمین کو کھودنا اس میں کھاد ڈالنا انگور کی بیلوں کیلئے چھپر بنوانا یہ بقدر حصص دونوں کے ذمہ ہیں اسی طرح پھل تو زنا (2) جو کچھ پھل پیدا ہوں وہ حسب اقرار دونوں تقسیم کر لیں (3) کچھ پیدا نہ ہوا تو کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔ (4) یہ عقد دونوں جانب سے لازم ہوتا ہے لہٰذا عقد دونوں میں سے کسی کو بغیر عذر فسخ کا اختیار نہیں اور نہ بغیر دوسرے کی رضامندی کے فسخ کر سکتا ہے۔ (5) عامل کو کام کرنے پر مجبور کیا جائے گا مگر جب کہ عذر ہو۔ (6) جو کچھ طرفین کے لیے مقرر ہوا ہے اس میں کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے (7) عامل کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو معاملہ کے طور پر دے دے مگر جب کہ مالک نے یہ کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... معاملہ فاسدہ کے احکام یہ ہیں (1) عامل کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ (2) جو کچھ پیدا ہوا ہو وہ کل مالک کی ہے اور اس پر دوری نہیں کہ اس میں کوئی جز وصدقہ کرے۔ (3) عامل کے لیے اجرت مثل واجب ہے۔ پیدا ہوا ہو یا نہ ہوا اور اس میں وہی صاحبین کا اختلاف ہے کہ پوری اجرت مثل اگر چہ مقرر سے زیادہ ہو واجب ہے یا یہ کہ مقرر شدہ سے زائد نہ ہو نہ پائے اور اگر حصہ کی تعیین نہ ہوئی ہو تو بالاتفاق پوری اجرت مثل واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... عامل اگر چور ہے اس کا چور ہونا لوگوں کو معلوم ہے اندیشہ ہے کہ پھلوں کو چرائے گا تو معاملہ کو فسخ کیا جا سکتا ہے۔ یونہی اگر عامل بیمار ہو گیا کہ پوری طرح کام نہ کر سکے گا معاملہ فسخ کیا جا سکتا ہے دونوں میں سے ایک کے مر جانے سے معاملہ خود ہی فسخ ہو جاتا ہے

اور اسی طرح مدت کا پورا ہونا بھی سبب فسخ ہے جب کہ ان دونوں صورتوں میں پھل تیار نہ ہوئے ہوں۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... مرنے کی صورت میں اگر پھل تیار ہونے تک ہم کام کریں گے تو ان کو ایسا موقع دیا جائے گا اگر پھل مالک زمین ان کو دینے سے انکار کرتا ہو۔ اور اگر وہ نکالنا چاہتے ہوں کچے ہی پھل توڑ کر تقسیم کر دیئے جائیں تو ان کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ اس صورت میں مالک کو اختیار دیا جائے گا کہ یہی اگر یہی چاہتا ہے تو ترک تقسیم کر لیں یا وہ عامل کو اس کے حصہ کی قیمت دے دے یا خود اپنے صرفہ سے کام کرائے اور تیار ہونے کے بعد صرف ان کے حصہ سے منہا کر کے باقی پھل ان کو دے دے (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... دو شخص باغ میں شریک ہیں ایک نے دوسرے کو بطور معاملہ دے دیا یہ معاملہ فاسد ہے جب کہ عامل کو نصف سے زیادہ دینا قرار پایا اور اس صورت میں دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں۔ اور اگر یہ شرط ظہری ہے کہ دونوں نصف نصف لیں گے تو معاملہ جائز ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... دو شخصوں کو معاملہ پر دیا اور یہ خیار کہ تینوں ایک ایک تہائی لیں گے یہ جائز ہے اور اگر یہ خیار کہ مالک ایک تہائی لے گا اور ایک عامل نصف لے گا اور دوسرا عامل چوتھا حصہ لے گا یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... دو شخصوں کا باغ ہے اس سے معاملہ پر دیا نصف عامل لے گا اور نصف میں وہ دونوں یہ جائز ہے اور اگر یہ شرط ہوئی کہ نصف ایک حصہ دار لے گا اور دوسرے نصف میں عامل اور دوسرا حصہ دار دونوں شریک ہوں گے یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... درخت جائز نہیں کہ یہ بغیر اجازت زمیندار بیز نکلا جب درخت بڑا ہو گیا تو زمیندار کہتا ہے میرا ہے اور کاشت کار کہتا ہے میرا ہے اگر زمیندار نے یہ اقرار کر لیا ہے کہ کاشتکار نے ہی لگایا ہے اور پودا بھی اسی کا تھا تو کاشتکار کو ملے گا مگر دیا تا اس کے لئے کہ کاشت کار نے بغیر اجازت لگایا ہے اور اگر اجازت لے کر لگایا اور مالک زمین شرکت کی بھی شرط نہ کرتا تو کاشت کار کے لیے دیا تا بھی جائز ہوتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... گاؤں کے بچوں کو معلم پڑھاتا ہے گاؤں کے لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ میاں جی کے لیے کھیت بو دیا جائے تھوڑے تھوڑے بیج سب نے دیئے میاں جی کے لیے کھیت بو دیا گیا تو جو کچھ پیداوار ہوئی وہ اس کی ملکیت ہے جنہوں نے بیج دیئے ہیں معلم کی ملکیت نہیں کیونکہ بیج انہوں نے معلم کو دیا نہیں تھا کہ معلم مالک ہو جاتا ہاں اب اگر پیداوار معلم کو دے دیں تو معلم مالک ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... خربوزہ جائز ہوزی کی پالیز مالک نے پھل توڑنے کے بعد چھوڑ دی اگر چھوڑنے کا یہ قصد ہے کہ جس کا جی چاہے وہ باقی پھلوں کو لے جائے تو لوگوں کو اس کے پھل لینا جائز ہے جیسا کہ عموماً فصل میں ایسا کیا کرتے ہیں اسی طرح کھیت کٹنے کے بعد جو کچھ بالیں یا دانے گرتے ہیں اگر مالک نے لوگوں کے لیے چھوڑ دینے تو لینا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... عامل پر لازم ہے کہ اپنے کو حرام سے بچائے مثلاً باغ کے درخت سوکھ گئے تو ان کا جلانا عامل کے لیے جائز نہیں۔ یونہی سوکھی شاخیں توڑ کر ان سے کھانا پکانا جائز نہیں۔ یونہی چھپر ٹھٹیاں اور اس کے بانس پھونس کو جلانا جائز نہیں۔ یونہی مہمان یا ملاقاتی آ جائے تو پھلوں سے اس کی تواضع جائز نہیں ان سب میں مالک کی اجازت درکار ہے۔ (عالمگیری)

ذبح کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ

وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۚ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۚ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ (پ۶ مائدہ ۳)

تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور جس کے ذبح میں غیرِ خدا کا نام پکارا گیا اور جو گلا گھٹنے سے مرے اور دب کر مرا ہوا یعنی بے دھاری چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا ہو اور جس کو کسی جانور نے سینگ مارا ہو اور جسے کوئی درندہ کھا گیا ہو مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور پانسے ڈال کر بانٹنا کہ یہ گناہ کا کام ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۚ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ (پ۶ مائدہ ۵)

اور آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ۗ (پ۸ انعام ۱۱۸۔۱۱۹)

اور کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔ اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا حالانکہ وہ تم سے مفصل بیان کر چکا اور جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا ہے

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۗ (پ۸ انعام ۱۲۱)

اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور وہ بیشک حکم عدولی ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث نمبر ۱..... صحیح مسلم میں ہے حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ لوگوں کو کوئی خاص بات نہیں بتائی ہے جو عام لوگوں کو نہ بتائی ہو فرمایا کہ نہیں مگر صرف وہ باتیں جو میری تلوار کی میان میں ہیں پھر میان میں سے ایک پرچہ نکالا جس میں یہ تھا اللہ ﷻ کی لعنت اس پر جو غیرِ خدا کے نام پر ذبح کرے اور اللہ ﷻ کی لعنت اس پر جو زمین کی حد مار دے۔ (جیسا کہ بعض کاشت کار کرتے ہیں کہ کھیت کی حد چھوڑ دیتے ہیں) اور اللہ ﷻ کی لعنت اس پر جو اپنے باپ پر لعنت کرے۔ اور اللہ ﷻ کی لعنت اس پر جو غیر مذہب کو پناہ دے۔

حدیث نمبر ۲..... صحیح بخاری و مسلم میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں کل دشمن سے لڑنا ہے اور ہمارے پاس چھری نہیں ہے کیا ہم کچی سے ذبح کر سکتے ہیں۔ فرمایا جو چیز خون بہا دے اور اللہ کا نام لیا گیا ہو تو کھاؤ سوا دانت اور ناخن کے (ہڈی اور) اور اسے میں بتاتا ہوں دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور غنیمت میں ہم کو اونٹ اور بکریاں ملی تھیں ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا ایک شخص نے اسے تیر مار کر گرا دیا حضور ﷺ نے فرمایا ان اونٹوں میں بعض اونٹ وحشی جانوروں کی طرح ہو جاتے ہیں جب تم کو اس پر قابو نہ ملے تو اس کے ساتھ یہی کرو۔

حدیث نمبر ۳..... صحیح بخاری شریف میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ان کی بکریاں سلع (مدینہ منورہ میں ایک پہاڑی کا نام ہے) میں چرتی تھیں لونڈی (جو بکریاں چراتی تھی) اس نے دیکھا کہ ایک بکری مرنا چاہتی ہے اس نے پتھر توڑ کر اس سے ذبح کر دی انہوں نے نبی کریم ﷺ سے

دریافت کیا حضور ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم دے دیا۔

حدیث نمبر۴.....ابوداؤد ونسائی رحمہما اللہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فرمائیے کسی کو شکار ملے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا پتھر اور لاٹھی کی پھچی سے ذبح کر سکتا ہے فرمایا جس چیز سے چاہو خون بہا دو اور اللہ ﷻ کا نام ذکر کرو۔

حدیث نمبر۵.....ترمذی وابوداؤد ونسائی رحمہم اللہ ابوالعشراء رضی اللہ عنہ اور وہ اپنے والد سے راوی انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ذکاۃ (ذبح شرعی) حلق اور لبہ ہی میں ہوتی ہے فرمایا اگر تم اس کی ران میں نیزہ بھونک دو تو بھی کافی ہے۔ ذبح کی یہ صورت مجبوری اور ضرورت کی حالت میں ہے جیسا ابوداؤد ترمذی رحمہما اللہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔

حدیث نمبر۶.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بچھو کے کھانے سے منع فرمایا۔ بچھو وہ جانور ہے جس کو ہاتھ کر کیڑا مارا جائے اور وہ مر جائے۔

حدیث نمبر۷.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے "شرطۃ الشیطان" سے ممانعت فرمائی یہ وہ ذبیحہ ہے جس کی کھال کاٹی جائے اور رگیں نہ کاٹی جائیں اور چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ مر جائے۔

حدیث نمبر۸.....صحیح بخاری وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہاں کچھ لوگ ابھی نئے مسلمان ہوئے ہیں وہ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ ﷻ کا نام انہوں نے ذکر کیا ہے یا نہیں فرمایا کہ تم بسم اللہ کہو اور کھاؤ یعنی مسلم کے ذبیحہ میں اس قسم کے شبہات نہ کیے جائیں۔

حدیث نمبر۹.....صحیح مسلم میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر چیز میں خوبی کرنا لکھ دیا ہے۔ لہٰذا قتل کرو تو اس میں بھی خوبی کا لحاظ رکھو (یعنی بے رحمی اس کو قتل نہ پہنچاؤ) اور ذبح کرو تو ذبح میں خوبی کرو اور اپنی چھری کو تیز کرلو اور ذبیحہ کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

حدیث نمبر۱۰.....صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ نے چوپایہ اس کے سوا دوسرے جانور کو باندھ کر اس کو تیر سے قتل کرنے کی ممانعت فرمائی۔

حدیث نمبر۱۱.....نسائی میں انس سے مروی نبی کریم ﷺ نے اس پر لعنت کی جس نے ذی روح کو نشانہ بنایا۔

حدیث نمبر۱۲.....صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس میں روح ہو اس کا نشانہ نہ بناؤ۔

مسائل فقہیہ: گلے میں چند رگیں ہیں ان کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور اس جانور کو جس کی دو رگیں کاٹی گئیں ذبیحہ اور ذبح کہتے ہیں یہاں ذال کو زبر ہے اور پہلی جگہ زیر ہے۔

مسئلہ نمبر۱..... بعض جانور ذبح کیے جا سکتے ہیں بعض نہیں جو شرعاً ذبح نہیں کیے جا سکتے ہیں ان میں یہ وہ مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح حلال ہیں اور جو ذبح کیے جا سکتے ہیں وہ بغیر ذکاۃ شرعی حلال نہیں (درمختار) ذکاۃ شرعی کا یہ مطلب ہے کہ جانور کو اس طرح ذبح یا نحر کیا جائے کہ حلال ہو جائے

مسئلہ نمبر۲..... ذکاۃ شرعی دو قسم ہے اختیار اور اضطراری ذکاۃ اختیاری کی دو قسمیں ہیں۔ ذبح اور نحر۔ ذکاۃ اضطراری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ زخم وغیرہ بھونک کر خون نکال دیا جائے اس سے تخصیص صورتوں میں جانور حلال ہوتا ہے جو بیان کی جائیں گی۔ حلق کے آخری حصہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں ذبح کی جگہ حلق ولبہ کے مابین ہے۔ لبہ سینہ کے بالائی حصہ کو کہتے ہیں اونٹ کو نحر کرنا اور

گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا سنت ہے اور اگر اس کا عکس کیا یعنی اونٹ کو ذبح کیا اور گائے وغیرہ کو نحر کیا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے کہ سنت کے خلاف ہے۔ (عالمگیری، وقار)

مسئلہ نمبر ۳..... عوام میں یہ مشہور ہے کہ اونٹ کو تین جگہ سے ذبح کیا جاتا ہے لفظ ہے اور یوں کرنا مکروہ ہے کہ بلا فائدہ ایذا دینا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴..... جو رگیں ذبح میں کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں۔ (۱) حلقوم یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے۔ (۲) مری اس سے کھانا پانی اترتا ہے ان دونوں کے گرد بغل اور دو رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے ان کو (۳،۴) ودجین کہتے ہیں۔ (وقار)

مسئلہ نمبر ۵..... پر، حلقوم ذبح کی جگہ ہے یعنی اس کے محل موسوم، محل جس جگہ میں ذبح کیا جائے جانور حلال ہوگا۔ آج کل چونکہ چمڑے کا نرخ زیادہ ہے اور یہ وزن بڑھا دیتا ہے فروخت ہوتا ہے اس لیے قصاب اس کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح چمڑے کی مقدار بڑھ جائے اور اس کے لیے یہ کیب کرتے ہیں کہ بہت اوپر سے ذبح کرتے ہیں اور اس صورت میں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ذبح فوق العقد ہو جائے اور اس میں علما کا اختلاف ہے کہ جانور حلال ہو گیا یا نہیں اس باب میں قول فیصل یہ ہے کہ ذبح فوق العقد میں اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار، زرقانی) علما کا یہ اختلاف اور لوگوں کے کھنچ میں اتنال دیکھتے ہوئے احتیاط ضروری ہے کہ یہ معاملہ حلت و حرمت کا ہے اور ایسے مقام پر احتیاط لازم ہوتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۶..... ذبح کی چاروں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا۔ کٹنے کے لیے وہی حکم ہے جو کل کے لیے ہیں اور اگر چاروں میں سے ہر ایک کا کثر حصہ کٹ جائے گا جب بھی حلال ہو جائے گا۔ اور اگر آدھی ہر رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... ذبح سے جانور حلال ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں۔ (۱) ذبح کرنے والا عاقل ہو مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جو بے عقل ہو ان کا ذبیحہ جائز نہیں اور اگر چھوٹا بچہ ذبح کو سمجھتا ہو اور اس پر قدرت رکھتا ہو تو اس کا ذبیحہ حلال ہے۔ (۲) ذبح کرنے والا مسلم ہو یا کتابی مشرک اور مرتد کا ذبح حرام و مردار ہے۔ کتابی اگر غیر کتابی ہو گیا تو اب اس کا ذبیحہ حرام ہے اور غیر کتابی کتابی ہو گیا تو اس کا ذبیحہ حلال ہے اور معاذ اللہ مسلمان اگر کتابی ہو گیا تو اس کا ذبیحہ حرام ہے کہ یہ مرتد ہے کہ لڑکا بالغ ایسا ہے کہ اس کے والدین میں ایک کتابی ہے اور ایک غیر کتابی تو اس کو کتابی قرار دیا جائے گا اور اس کا ذبیحہ حلال سمجھا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۸..... کتابی کا ذبیحہ اس وقت حلال سمجھا جائے گا جب مسلمان کے سامنے ذبح کیا ہو اور یہ معلوم ہو کہ اللہ ﷻ کا نام لے کر ذبح کیا اور اگر ذبح کے وقت اس نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا اور مسلمان کے علم میں یہ بات ہے تو جانور حرام ہے اور اگر مسلمان کے سامنے اس نے ذبح نہیں کیا اور معلوم نہیں کہ کیا پڑھ کر ذبح کیا جب بھی حلال ہے۔ (3) اللہ ﷻ کے نام کے ساتھ ذبح کرنا ذبح کرنے کے وقت اللہ ﷻ کے اسموں میں سے کوئی نام ذکر کرے جانور حلال ہو جائے گا یہ بھی ضروری نہیں کہ لفظ اللہ ﷻ ہی زبان سے کہے۔

مسئلہ نمبر ۹..... تنہا اللہ ہی ذکر کرے یا نام کے ساتھ صفت بھی ذکر کرے دونوں صورتوں میں جانور حلال ہو جاتا ہے۔ مثلاً ..... اللہ اکبر، اللہ اعظم، اللہ اجل، اللہ الرحمن، اللہ الرحیم ..... یا صرف ..... اللہ یا الرحمن ..... یا ..... الرحیم ..... کہے اسی طرح ..... سبحان اللہ ..... یا الحمد للہ ..... یا لا الہ الا اللہ ..... پڑھنے سے بھی حلال ہو جائے گا۔ اللہ ﷻ کا نام عربی کے سوا دوسری زبان میں لیا جب بھی حلال ہو جائے گا (عالمگیری) (4) خود ذبح کرنے والا اللہ ﷻ کا نام اپنی زبان سے کہے اگر یہ خود خاموش رہا دوسرے نے نام لیا اور اسے یاد بھی تھا بھولا نہ تھا تو جانور حرام ہے (5) نام الٰہی لینے سے ذبح پر نام لینا مقصود ہو اور اگر کسی دوسرے مقصد کے لیے ..... بسم اللہ ..... پڑھی اور ساتھ لگے ذبح کر دیا اور بیٹھ ..... بسم اللہ ..... پڑھنا مقصود نہیں تو جانور حلال نہ ہوا۔ مثلاً چھینک آئی اور اس پر ..... الحمد للہ ..... کہا

اور جانور ذبح کردیا۔ اس پر امام الہدیٰ کو گمراہ متصور نہ تھا جانور حلال نہ ہوا (6) ذبح کے وقت فریضہ اکلام نہ لے۔ (۷) جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ وقت ذبح زندہ ہو اگر پاؤں کی حیات کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہو۔ ذبح کے بعد خون نکلتا یا جانور میں حرکت پیدا ہوتا یہ امور ضروری ہے کہ اس سے اس کا زندہ ہونا "معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰..... بکری ذبح کی اور خون نکلا مگر اس میں حرکت پیدا نہ ہوئی۔ اگر وہ ایسا خون ہے جیسے زندہ جانور میں ہوتا ہے حلال ہے۔ بیمار بکری ذبح کی صرف اس کے منہ کو حرکت ہوئی۔ اگر وہ حرکت یہ ہے کہ منہ کھول دیا تو حرام ہے اور بند کر لیا تو حلال ہے اور آنکھیں کھول دیں تو حرام اور بند کر لیں تو حلال پاؤں پھلا دیئے تو حرام اور سمیٹ لیے تو حلال اور بال کھڑے نہ ہوئے تو حرام اور کھڑے ہو گئے تو حلال یعنی اگر صحیح طور پر اس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو تو ان علامتوں سے کام لیا جائے اور اگر زندہ ہونا یقیناً معلوم ہے تو ان چیزوں کا خیال نہیں کیا جائے گا بہر حال جانور حلال سمجھا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... ذبح ہر اس چیز سے کر سکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے یہ ضروری نہیں کہ چھری ہے ذبح کریں بلکہ کچ اور دھار دار پتھر سے بھی ذبح ہو سکتا ہے بصرف ناخن اور دانت سے ذبح نہیں کر سکتے جبکہ یہ اپنی جگہ پر قائم ہوں اور اگر ناخن کاٹ کر جدا کر لیا ہو یا دانت ٹوٹ گیا ہو تو اس سے اگر چہ ذبح ہو جائے گا۔ مگر پھر بھی اس کی ممانعت ہے کہ جانور کو اس سے اذیت ہوگی اسی طرح کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... مستحب یہ ہے کہ جانور کو کاٹنے سے پہلے چھری تیز کر لیں اور کاٹنے کے بعد چھری تیز کرنا مکروہ ہے۔ یونہی جانور کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے ذبح کو لے جانا بھی مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یہ سرکت کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں (بہار، کہ عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو اس سر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد ہے کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۱۴..... ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے مکروہ ہے مثلاً جانور میں ابھی حیات باقی ہو۔ ٹھنڈے ہونے سے پہلے اس کی کھال کاٹنا، اس کے اعضا کاٹنا یا ذبح سے پہلے اس کے سر کو ضبح کر کہ اس ظاہر ہو جائیں یا گردن کو توڑنا۔ یونہی جانور کو گردن کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہے بلکہ اس کی بعض صورتوں میں جانور حرام ہو جائے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۵..... سنت یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت جانور کا منہ قبلہ کو کیا جائے اور ایسا نہ کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... اگر جانور فکار ہو تو ضروری ہے کہ ذبح کرنے والا حلال ہو یعنی احرام نہ باندھے ہوئے ہو اور ذبح کرنا یہ دن حرم ہو قبلہ محرم کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے اور حرم میں شکار کو ذبح کیا تو ذبح کرنے والا محرم ہو یا حلال دونوں صورتوں میں جانور حرام ہے اور اگر وہ جانور شکار نہ ہو پالو ہو جیسے مرغی بکری وغیرہ اس کو محرم بھی ذبح کر سکتا ہے اور حرم میں بھی ذبح کر سکتے ہیں نصرانی نے حرم میں جنگلی جانور ذبح کیا تو جانور حرام ہے یعنی مسلم ذبح کرے یا کتابی دونوں صورتوں میں حرام ہے۔ (عالمگیر و غیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... جنگلی جانور اگر مانوس ہو جائے مثلاً ہرن وغیرہ پالتے ہیں اور وہ مانوس ہو جاتے ہیں ان کو اسی طرح ذبح کیا جائے جیسے پالتو جانور ذبح کیے جاتے ہیں یعنی ذبح اختیاری ہونا ضروری ہے جس کا ذکر گزر چکا ہے اور اگر کمر لے جانور وحشی کی طرح ہو جائے کہ قابو میں نہ آئے تو اس کا ذبح اضطراری ہے کہ جس طرح ممکن ہو ذبح کر سکتے ہیں۔ یونہی اگر چوپایہ کنویں میں گر پڑا کہ اسے یا قامہ ذبح نہ کر سکتے ہوں تو جس طرح ممکن ہو ذبح کر سکتے ہیں (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ذبح میں عورت کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے یعنی مسلمہ یا کتابیہ عورت کا ذبیحہ حلال ہے اور مشرکہ و مرتدہ کا ذبیحہ حرام ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... گونگے کا ذبیحہ حلال ہے اگر وہ مسلم یا کتابی ہو اسی طرح اقلف کا یعنی جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اور ابرص یعنی سفید داغ والے کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... جن اگر انسان کی شکل میں ہو تو اس کا ذبیحہ جائز ہے اور انسانی شکل میں نہ ہو تو اس کا ذبیحہ جائز نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... مجوسی نے آتش کدہ کے لیے یا مشرک نے اپنے معبودانِ باطل کے لیے مسلمان سے جانور ذبح کرایا اور اس نے اللہ عزوجل کا نام لے کر جانور ذبح کیا یہ جانور حرام ہے اگر مسلمان کو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... مسلمان نے جانور ذبح کر دیا اس کے بعد مشرک نے اس پر چھری پھیری تو جانور حرام نہ ہوا کہ ذبح تو پہلے ہی ہو چکا اور اگر مشرک نے ذبح کر ڈالا اس کے بعد مسلم نے چھری پھیری تو حرام ہی ہے اس کے چھری پھیرنے سے حلال نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... ذبح کرنے میں قصداً ..... بسم اللہ ..... نہ کہی جانور حرام ہے۔ اور اگر بھول کر ایسا ہوا جیسا کہ بعض مرتبہ شکار کے ذبح میں جلدی ہوتی ہے اور جلدی میں ..... بسم اللہ ..... کہنا بھول جاتا ہے اس صورت میں جانور حلال ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۴..... ذبح کرتے وقت ..... بسم اللہ ..... کے ساتھ غیرِ خدا کا نام بھی لیا اس کی دو صورتیں ہیں، اگر بغیر عطف ذکر کیا مثلاً یوں کہا ..... بسم اللہ محمد الرسول اللہ یا بسم اللہ تقبل من ..... فلاں ایسا کرنا مکروہ ہے مگر جانور حرام نہیں ہوگا اور اگر عطف کے ساتھ دوسرے کا نام ذکر کیا مثلاً یوں کہا بسم اللہ او اسم فلاں اس صورت میں جانور حرام ہے کہ یہ جانور غیرِ خدا کے نام پر ذبح ہوا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ذبح سے پہلے شکار جانور کو لانے سے پہلے اس نے کسی کا نام لیا یا ذبح کرنے کے بعد نام لیا تو اس میں حرج نہیں جس طرح قربانی اور حقیقہ میں دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور قربانی میں ان لوگوں کے نام لیے جاتے ہیں جن کی قربانی ہے اور حضور اقدس ﷺ اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نام بھی لیے جاتے ہیں۔ (جوہرہ نیرہ) یہاں سے معلوم ہوا کہ ..... وما اھل لغیر اللہ بہ ..... (۵:۳) جو حرام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کے وقت جب غیرِ خدا کا نام لیا جائے گا اس وقت حرام ہوگا اور وہاں یہ کہتے ہیں کہ آگے پیچھے جب کبھی غیرِ خدا کا نام لیا جائے گا حرام ہو جاتا ہے بلکہ یہ لوگ تو مطلقاً ہر چیز کو حرام کہتے ہیں جس پر غیرِ خدا کا نام لیا جائے ان کا یہ قول غلط اور باطل محض ہے اگر ایسا ہوتو سب چیزیں حرام ہو جائیں گی۔ کھانے پینے اور استعمال کی سب چیزوں پر لوگوں کے نام لیے دیے جاتے ہیں اور ان سب کو حرام قرار دینا شریعت پر افترا اور مسلم کو زبردستی حرام کا مرتکب بنانا ہے معلوم ہوا کہ بعض مسلمان گائے، بکرا مرغی جو اس کے لیے پالتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے کھانا یا کچھ کر کسی ولی اللہ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جائے گا یہ جائز ہے اور جانور بھی حلال ہے اس کو ..... وما اھل بہ لغیر اللہ ..... (۵:۳) میں داخل کرنا جہالت ہے کیونکہ مسلمان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس نے تقرب الی غیر اللہ کی نیت کی ہے بڑی اور سخت بدگمانی ہے مسلم ہرگز ایسا خیال نہیں رکھتا حقیقۃ اور ظاہراً اور فتنہ وغیرہ کی تفریقوں میں جس طرح جانور کو ذبح کرتے ہیں اور بعض مرتبہ پہلے ہی سے متعین کر لیتے ہیں کہ فلاں موقع اور فلاں کام کے لیے ذبح کیا جائے گا جس طرح یہ حرام نہیں وہ بھی حرام نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۵..... بسم اللہ ..... کی ..... و ..... کو ظاہر کرنا چاہئے اگر ظاہر نہ کی جیسا کہ بعض عوام اس کا تلفظ اس طرح کرتے ہیں کہ (و) ظاہر نہیں ہوتی اور مقصود اللہ کا نام کرنا ہے تو جانور حلال ہے اور اگر یہ مقصود نہ ہو (و) کو چھوڑنا ہی مقصود ہو تو حلال نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مستحب یہ ہے کہ ذبح کے وقت ..... بسم اللہ اللہ اکبر ..... کہے یعنی ..... بسم اللہ ..... اور ..... اللہ اکبر ..... کے درمیان واؤ نہ لائے اور اگر ..... بسم اللہ و اللہ اکبر ..... واؤ کے ساتھ کہا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہوگا مگر بعض علماء

اس طرح کہنے کو مکروہ بتاتے ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... بسم اللہ ..... کسی دوسرے مقصد سے پڑھی اور جانور ذبح کر دیا جانور حلال نہیں اور اگر زبان سے ..... بسم اللہ ..... کہی اور دل میں یہ نیت حاضر نہیں کہ جانور ذبح کرنے کے لیے ..... بسم اللہ ..... کہتا ہوں تو جانور حلال ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... ذبح اختیاری میں شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کے وقت ..... بسم اللہ ..... پڑھے یہاں مذبوح پر ..... بسم اللہ ..... پڑھی جاتی ہے یعنی جس جانور کو ذبح کرنے کے لیے ..... بسم اللہ ..... پڑھی اسی کو ذبح کر سکتے ہیں دوسرا جانور اس تسمیہ سے حلال نہ ہوگا مثلاً بکری ذبح کرنے کے لئے لٹائی اور اس کے ذبح کرنے کو ..... بسم اللہ ..... پڑھی مگر اس کو ذبح نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ دوسری بکری ذبح کر دی یہ حلال نہیں ہوئی یہ ضروری نہیں کہ جس چھری سے ذبح کرنا چاہتا تھا اور ..... بسم اللہ ..... پڑھی تو اسی سے ذبح کرے بلکہ دوسری چھری سے بھی ذبح کر سکتا ہے اور شکار کرنے میں آلہ پر ..... بسم اللہ ..... پڑھی جاتی ہے یعنی اسی آلہ سے شکار کرنا ہوگا دوسری سے کرے گا حلال نہ ہوگا مثلاً تیر چھوڑنا چاہتا ہے اور ..... بسم اللہ ..... پڑھی مگر اس کو رکھ دیا دوسرا تیر چلایا تو جانور حلال نہیں اور اگر جس جانور کو تیر سے مارنا چاہتا ہے اس کو تیر نہیں لگا دوسرا جانور اس تیر سے مارا گیا تو یہ حلال ہے۔ (جلابی)

مسئلہ نمبر ۲۹..... خود ذبح کرنے والے کو ..... بسم اللہ ..... کہنا ضروری ہے دوسرے کا کہنا اس کے کہنے کے مقائم مقام نہیں یعنی دوسرے کے ..... بسم اللہ ..... پڑھنے سے جانور حلال نہ ہوگا جب کہ ذابح نے قصداً ترک کیا ہو اور دو شخصوں نے ذبح کیا تو دونوں کا پڑھنا ضروری ہے ایک نے قصداً ترک کیا تو جانور حرام ہے۔ (درمختار) معین ذابح سے یہی مراد ہے کہ ذبح کرنے میں اس کا معین ہونا یعنی دونوں نے مل کر ذبح کیا ہو دونوں نے چھری پھیری ہو مثلاً ذابح کمزور ہے کہ اس کی تنہا قوت کام نہیں دے گی دوسرے نے بھی شرکت کی دونوں نے مل کر چھری چلائی۔ اگر دوسرا شخص جانور کو پکڑے ہوئے ہے تو یہ معین ذابح نہیں اس کے پڑھنے نہ پڑھنے کو کچھ دخل نہیں یا اگر پڑھتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ ذابح کو ..... بسم اللہ ..... یاد آ جائے اور پڑھ لے۔

مسئلہ نمبر ۳۰..... بسم اللہ ..... کہنے اور ذبح کرنے کے درمیان طویل فاصلہ نہ ہو اور مجلس بدل گئی اور عمل کثیر ..... پایا گیا تو جانور حلال نہ ہوا ایک شخص کہتا ہے کہ پانی یا چھری تیز کرنی یہ عمل قلیل ہے جانور اس صورت میں حلال ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... دو بکریوں کو پہلو بہ پہلو کر دونوں کو ایک ساتھ ..... بسم اللہ ..... پڑھ کر ذبح کر دیا یہ دونوں حلال ہیں اور اگر ذبح کر کے فوراً دوسری کو ذبح کرنا چاہتا ہے تو اس کو نہیں ..... بسم اللہ ..... پڑھنی ہوگی پہلے جو پڑھ چکا ہے وہ دوسری کے لیے کافی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲..... بکری ذبح کے لیے لٹائی تھی ..... بسم اللہ ..... کہہ کر ذبح کرنا چاہتا تھا کہ وہ اٹھ کر بھاگ گئی پکڑ کے لایا اور لٹایا قاب پھر ..... بسم اللہ ..... پڑھے پہلے پڑھا تھا مٹ ہو گیا یونہی بکریوں کا حکم دیکھا اور ..... بسم اللہ ..... پڑھ کر ان میں سے بکری پکڑ لایا اور ذبح کر دی اس وقت قصداً ..... بسم اللہ ..... ترک کر دی یہ خیال کر کے پہلے پڑھ چکا ہے بکری حرام ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... پالا جانور اگر بھاگ جائے اور پکڑنے میں نہ آئے تو اس کے لیے ذبح اضطراری ہے یعنی تیر یا نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح ..... بسم اللہ ..... پڑھ کر ماریں اور اس کے لیے حرم میں بھی ذبح کرنا ضروری نہیں بلکہ جس جگہ بھی زخمی کر دیا جائے کافی ہے۔ یونہی اگر جانور کنویں میں گر گیا اس کو نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح ..... بسم اللہ ..... کہہ کر ہلاک کر دیں ذبح ہو گیا اسی طرح جانور اس پر حملہ آور ہوا جیسا کہ بھیڑیے اور سانڈ اکثر حملہ کر دیتے ہیں ان کو بھی اسی طرح ذبح کیا جا سکتا ہے اور اگر شخص اپنے سے دفع کرنے کے لیے ایسے نیزہ وغیرہ کا استعمال کرنا مقصود نہ تھا تو جانور حرام ہے۔ (درمختار و عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... آبادی میں اگر بکری بھاگ گئی تو اس کے لیے ذبح اضطراری نہیں ہے کہ بکری پکڑی جا سکتی ہے اور میدان میں

بھاگ گئی تو ذبح اضطراری ہو سکتا ہے اور گائے بیل اونٹ اگر بھاگ جائیں تو آبادی اور جنگل دونوں کا ان کے لیے یکساں حکم ہے ہو سکتا ہے کہ آبادی میں بھی ان کے پکڑنے پر قدرت نہ ہو (بدیعہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۵..... مرغی ذکر دشت پر چلی گئی اگر وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور ..... بسم اللہ ..... پڑھ کر اسے تیر مارا کر ہلاک کیا اگر اس کے جاتے رہنے کا اندیشہ نہ تھا تو دیکھا جائے اور اندیشہ تھا تو کھا سکتے ہیں کہ اس صورت میں ذبح اضطراری ہو سکتا ہے کبوتر اڑ گیا اگر وہ مکان پر واپس آ سکتا ہے اور اسے تیر سے مارا اگر تیر جائے ذبح پر لگا کھایا جا سکتا ہے ورنہ نہیں اگر وہ واپس نہیں آ سکتا تو بہر صورت کھایا جا سکتا ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۶..... ہرن کو پالتو یا وحشی سے جنگل میں چلا گیا کسی نے ..... بسم اللہ ..... پڑھ کر کہہ کر اسے تیر مارا اگر تیر ذبح کی جگہ پر لگا حلال ہے ورنہ نہیں ہاں اگر وحشی ہو گیا اور اب نظر شکار کیے ہاتھ آتے گا تو جہاں بھی لگے حلال ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳۷..... گائے یا بکری ذبح کی اور اس کے ساتھ پیٹ میں بچہ نکلا اگر وہ زندہ ہے ذبح کر دیا جائے حلال ہو جائے گا اور اگر مرا ہوا ہے اس کی ماں کا ذبح کرنا اس کے حلال ہونے کے کافی نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۸..... بلی نے مرغی کا سر کاٹ لیا اور وہ ابھی زندہ ہے پھڑک رہی ہے ذبح نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹..... جانور کو دن میں ذبح کرنا بہتر ہے اور مستحب یہ ہے کہ ذبح سے پہلے چھری کو تیز کر لے۔ کند چھری یا ایسی چیز سے ذبح کرنے سے بچے جس سے جانور کو ایذا ہو۔ (عالمگیری)

حلال و حرام جانور کا بیان

حدیث نمبر ۱..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عرباض بن ساریہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن کیلے والے درندہ سے اور پنجے والے پرندے سے اور گدھے اور خلسہ سے ممانعت فرمائی اور حاملہ عورت جب تک وضع حمل نہ کر لے اس کی فی سے ممانعت فرمائی۔ یعنی حاملہ لونڈی کا مالک ہوا یا زانیہ عورت حاملہ سے نکاح کیا تو جب تک وضع حمل نہ ہو اس سے وطی نہ کرے۔ خلسہ یہ ہے کہ پرندہ کسی جانور کو یا مادہ کو اس پر تیر مارا جائے۔ خلیہ یہ ہے کہ بھیڑیے یا کسی درندے نے جانور پکڑا اس سے کسی نے چھین لیا اور ذبح سے پہلے مر گیا۔

حدیث نمبر ۲..... ابوداؤد و داری رحمہما اللہ جابر ؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنین (پیٹ کا بچہ) کا ذبح اس کی ماں کے ذبح کی مثل ہے۔

حدیث نمبر ۳..... احمد و نسائی و داری رحمہم اللہ عبداللہ بن عمر ؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے چڑیا یا کسی جانور کو ناحق قتل کیا اس سے اللہ ﷻ قیامت کے دن سوال کرے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس کا حق کیا ہے فرمایا کہ اس کا حق ہے یہ کہ ذبح کرے اور کھائے یہ نہیں کہ سر کاٹے اور پھینک دے۔

حدیث نمبر ۴..... ترمذی و ابوداؤد رحمہما اللہ ابواللہ لیث ؓ سے راوی کہتے ہیں جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اس زمانہ میں یہاں کے لوگ زندہ دنبے کا گوشت کاٹ لیتے حضور ﷺ نے فرمایا زندہ جانور کا جو ٹکڑا کاٹا جائے وہ مردار ہے کھایا نہ جائے۔

حدیث نمبر ۵..... دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ جابر ؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دبا کے جانور (چھپکلی) کو خدا نے حلال کر دیا ہے۔

حدیث نمبر ۶..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوقتادہ ؓ سے مروی انہوں نے حمار وحشی (گورخر) دیکھا اس کا شکار کیا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے عرض کی ہاں اس کی ران ہے اس کو حضور ﷺ نے قبول فرمایا اور کھایا۔

حدیث نمبر ۷..... صحیح میں عبداللہ ﷺ و مسلم میں انس ﷺ سے مروی کہتے ہیں کہ ہم نے مرالظہران میں ٹڑکوش بھگا کر پکڑا میں اس کو ابوطلحہ ﷺ کے پاس لایا انہوں نے ذبح کیا اور اس کی پٹھ اور رانیں حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجیں حضور ﷺ نے قبول فرمائیں۔

حدیث نمبر ۸..... صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری ﷺ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

حدیث نمبر ۹..... صحیحین میں عبداللہ بن ابی اوفی ﷺ سے مروی کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے میں تھے ہم حضور ﷺ کی موجودگی میں ٹڈی کھاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰..... صحیحین میں جابر ﷺ سے مروی کہتے ہیں میں جیش الخبط[1] میں گیا تھا اور امیر لشکر ابوعبیدہ بن الجراح ﷺ تھے ہمیں بہت سخت بھوک لگی تھی دریا نے ہمارے لیے ایک مچھلی پھینکی کہ ویسی مچھلی ہم نے نہیں دیکھی اس کا نام عنبر ہے ہم نے آدھے مہینے تک اسے کھایا ابوعبیدہ ﷺ نے اس کی ایک بڑی کھڑی کی بعض روایت میں ہے کہ پسلی کی بڑی تھی اس کی کچی اتنی تھی کہ اس کے نیچے سے اونٹ مع سوار گزر گیا جب ہم واپس آئے تو حضور ﷺ سے ذکر فرمایا کھایا، اللہ نے تمہارے لیے رزق بھیجا ہے اور تمہارے پاس ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ ہم نے اس میں سے حضور ﷺ کے پاس بھیجا حضور ﷺ نے تناول فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۱ و ۱۲..... صحیح بخاری و مسلم میں ام شریک ﷺ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے وزغ (چھپکلی اور گرگٹ) کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کافروں نے جو آگ جلائی تھی، اسے یہ پھونکتا تھا اور صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص ﷺ سے جو روایت ہے اس میں یہ بھی ہے کہ اس کا نام حضور ﷺ نے فویسق رکھا یعنی چھوٹا فاسق یا یہ فاسق اس لفظ میں دونوں معنی کا احتمال ہے۔

حدیث نمبر ۱۳..... صحیح مسلم و ابوہریرہ ﷺ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چھپکلی یا گرگٹ کو پہلی ضرب میں مارے اس کے لیے سو نیکیاں اور دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے بھی کم۔

حدیث نمبر ۱۴..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جلالہ اور اس کا دودھ کھانے سے منع فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۵..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن معبل ﷺ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے لہسن کھانے سے اور اس کے ثمن کھانے سے منع فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۷..... امام احمد و ابن ماجہ و دارقطنی و حاکم اللہ ابن عمر ﷺ سے روای رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے لیے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں۔ دو مرے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸..... ابوداؤد ترمذی رحمہما اللہ جابر ﷺ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دریا نے جس مچھلی کو پھینک دیا ہو اور وہاں سے پانی ہٹا رہا ہے کھاؤ اور جو پانی میں مر کر تیرتی جائے اسے نہ کھاؤ۔

---

[1] اس لشکر میں حبشہ قبیلہ کی کوئی تو سو سے کچھ اوپر ہی ہوں گے تھا کہ راستہ میں کھانا ختم ہو گیا، روز ایک کھجور ملتی اور کبھی کبھی وہ بھی نہ ملتی اور کبھی ایک کھجور روزانہ ایک کھجور ملتی جس کو ہمارے کرام ہمدم ہی رکھ کر چوس کر نکال لیتے اور کبھی پانی پی لیتے پھر اوپر سے پانی پی لیتے اس ایک کھجور کو چوس چوس کر ایک دن رات گزارتے اور شدت گرسنگی سے دانتوں کے سچے جواہر کھاتے جس سے ان کے منہ چھل گئے اور زخمی ہو گئے اسی وجہ سے اس کا نام جیش الخبط ہے کہ خبط درختوں کے پتوں کو کہتے ہیں جو جھاڑ لیے جاتے ہیں اور ان کے کھانے کی وجہ سے اونٹ بکری کی مینگنی کی طرح ان کو جابجا ہوا کرتے اپنا کرم کیا کہ ساحل پر ایک بڑی مچھلی ان کو ملی جس کی آنکھوں کے حلقے سے سکھ کر ہر جو باقی اس کو پکا کر دو دن تک کھایا ایک ماہ تک جیسا کہ دوسری روایت میں ہے ہمدم حضرات نے کھایا اس واقعہ کو مختصر طور پر بیان کرنے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ مسلمان دیکھیں اور لوٹ کریں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کیں انہیں حضرات کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام اپنی کمال تابانی سے تمام عالم کو منور کر رہا ہے۔ ۱۲ منہ۔

حدیث نمبر ۱۹..... شرح السنہ میں زید بن خالد ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے مرغ کو برا کہنے سے منع فرمایا کیونکہ وہ نماز کے لیے لوگوں کو بیدار کرتا ہے اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے

تنبیہ: گوشت یا جو کچھ غذا کھائی جاتی ہے وہ جزو بدن ہو جاتی ہے اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور چونکہ بعض جانوروں میں مذموم صفات پائے جاتے ہیں ان جانوروں کے کھانے میں اندیشہ ہے کہ انسان بھی انہی صفتوں کے ساتھ متصف ہو جائے لہٰذا انسان کو ان کے کھانے سے منع کیا گیا حلال وحرام جانوروں کی تفصیل دشوار ہے یہاں چند کلمات بیان کیے جاتے ہیں جن کے ذریعہ سے جزئیات جان سکتے ہیں۔

مسائل فقہیہ:

مسئلہ نمبر ۱..... کچلے والا جانور جو کچلے سے شکار کرتا ہو حرام ہے جیسے شیر، گیدڑ، لومڑی، بجو، کتا وغیرہ کہ ان سب میں کچل ہوتے ہیں اور شکار بھی کرتے ہیں اور نہ کے کچلا ہوتا ہے مگر وہ شکار نہیں کرتا لہٰذا وہ اس کے حکم میں داخل نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... پنجہ والا پرندہ جو پنجے سے شکار کرتا ہے حرام ہے جیسے شکرا، باز، چیل، شاہین، عقاب وغیرہ حرام ہیں جیسے چڑیا، چمگادڑ، گدھ، مگس، زنبور، بچھو، پسو، کھٹمل، کلی، مینڈک وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... گدھا، خچر حرام ہے اور جنگلی گدھا جسے گورخر کہتے ہیں حلال ہے۔ گھوڑے کے متعلق روایتیں مختلف ہیں یہ آلہ جہاد ہے اس کے کھانے میں تقلیل آلہ جہاد ہوتی ہے لہٰذا نہ کھایا جائے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... کچھوا خشکی کا ہو یا پانی کا حرام ہے۔ ..... طحاب الضبع ..... یعنی کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے اور سیو کا بھی کوے سے ملتا جلتا ایک جانور ہوتا ہے حلال ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵..... پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے جو مچھلی پانی میں مر کر تیرنے لگی یعنی جو بغیر مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر آ گئی وہ حرام ہے مچھلی کو مارا اور وہ مر کر اوپر تیرنے لگی یہ حرام نہیں۔ (درمختار) مینڈکی بھی حلال ہے مچھلی بھی حلال ہے مچھلی اور مینڈکی یہ دونوں بغیر ذبح حلال ہیں جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ دو مردے حلال ہیں مچھلی اور مینڈکی

مسئلہ نمبر ۶..... پانی کی گرمی یا سردی سے مچھلی مر گئی یا مچھلی کو دھوئیں میں باندھ کر پانی میں ڈال دیا اور مر گئی یا جال میں پھنس کر مر گئی یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس سے مچھلیاں مر گئیں اور یہ معلوم ہے کہ اس چیز کے ڈالنے سے مریں یا گھٹ سے آ گڑھے میں مچھلی پکڑ کر ڈال دی اور اس میں پانی تھوڑا تھا اس وجہ سے یا جبکہ کسی کی وجہ سے مر گئی۔ ان سب صورتوں میں وہ مری ہوئی مچھلی حلال ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... جھینگے کے متعلق اختلاف ہے۔ کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں، اسی بنا پر اس کی حلت وحرمت میں بھی اختلاف ہے بظاہر اس کی صورت مچھلی کی سی نہیں معلوم ہوتی بلکہ ایسے قسم کا کیڑا معلوم ہوتا ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہئے۔

مسئلہ نمبر ۸..... چھوٹی مچھلیاں بغیر حکم پاک کیے بھون لی گئیں۔ ان کا کھانا حلال ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... مچھلی کا پیٹ پاک کیا اس میں موتی نکلا اگر یہ سیپ کے اندر رہتے مچھلی والا اس کا مالک ہے شکاری نے مچھلی بیچ ڈالی ہے تو وہ موتی مشتری کا ہے اور اگر موتی سیپ میں نہیں تو مشتری شکاری کو دے دے اور یہ لقطہ ہے کہ مچھلی کی شکم میں انگوٹھی یا روپیہ یا اشرفی یا کوئی زیور ملا تو لقطہ ہے اگر یہ شخص خود پتہ چلے تو اپنے صرف میں لا سکتا ہے ورنہ تصدق کر دے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... بعض گائیں بکریاں نجاست کھانے لگتی ہیں ان کو بالکل کہتے ہیں ان کے بدن اور گوشت وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس کو کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب بو جاتی رہے ذبح کر کے کھائیں۔ اسی طرح جو مرغی نجاست کھانے کی عادی ہو اسے چند روز بند رکھیں جب اثر جاتا رہے ذبح کر کے کھائیں۔ جو مرغیاں چوٹی پھرتی ہیں ان کو بند کرنا ضروری نہیں جب کو نجاست کھانے کی

عادی نہ ہوں اور ان میں بچہ نہ ہو ہاں بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی بند رکھ کر ذبح کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... بکری جو ضعیف نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اس میں ایسی سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس راستہ سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کے لیے بدبودار ہو جاتا ہے اس کا حکم بھی وہی ہے جو بدلا رکا ہے اگر اس کے گوشت سے بدبو دفع ہو گئی تو کھا سکتے ہیں ورنہ مکروہ و ممنوع۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... بکری کے بچہ کو کتیا کا دودھ پلانا رہا اس کا حکم بھی جلالہ کا ہے کہ چند روز تک اسے باندھ کر چارہ کھلائیں کہ وہ اثر جاتا رہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... بکری سے کتے کی شکل کا بچہ پیدا ہوا اور اگر جھوٹا ہے تو نہ کھایا جائے اور اگر اس کی آواز بکری کی طرح ہے کھایا جا سکتا ہے اور اگر دونوں طرح آواز دیتا ہے تو اس کے سامنے پانی رکھا جائے اگر زبان سے پیا تو کتا ہے اور منہ سے پیئے تو بکری ہے اور اگر دونوں طرح پانی پیتا ہے تو اس کے سامنے گھاس اور گوشت دونوں چیزیں رکھیں گھاس کھائے تو بکری گھاس کا سرکاٹ کر پھینک دیا جائے کھلایا نہ جائے اور گوشت کھائے تو کتا ہے اور اگر دونوں چیزیں کھائے تو اسے ذبح کر کے دیکھیں اس کے پیٹ میں صفہ ہے تو کھا سکتے ہیں اور نہ تو نہ کھائیں۔ (عالمگیری و مختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... جانور کو ذبح کیا وہ ہانڈی پر بھنا گیا اور پانی میں گر کر مر گیا یا اونچی جگہ سے گر کر مر گیا اس کے کھانے میں حرج نہیں کہ اس کی موت ذبح ہی سے ہوئی پانی میں گرنے یا اونچی جگہ سے گرنے کا اعتبار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... زندہ جانور سے اگر کوئی ٹکڑا جدا کر لیا مثلاً دنبہ کی ران کاٹ لی یا اونٹ کا کوہان کاٹا یا کسی جانور کا پیٹ پھاڑ کر اس کی کلیجی نکال لی تو حرام ہے جدا کرنے کا یہ حکم ہے کہ وہ گوشت سے جدا ہو گیا اگرچہ ابھی چمڑا لگا ہوا اور اگر گوشت سے اس کا تعلق باقی ہے تو مردار نہیں یعنی اس کے بعد اگر جانور کو ذبح کر لیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جا سکتا ہے۔ (درمختار و زبدۃ المحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جانور کو ذبح کر لیا ہے مگر ابھی اس میں حیات باقی ہے اس کا کوئی ٹکڑا کاٹ لیا یہ حرام نہیں کہ ذبح کے بعد اس جانور کا زندوں میں شمار نہیں اگرچہ جب تک جانور ذبح کے بعد ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کا کوئی عضو کاٹنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... کفار یرتیج چلایا اس کا کوئی ٹکڑا کٹ کر جدا ہو گیا اگر وہ ایسا عضو ہے کہ بغیر اس کے جانور زندہ رہ سکتا ہے تو اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بغیر اس کے زندہ نہیں رہ سکتا مثلاً سر جدا ہو گیا تو سر بھی کھایا جائے گا اور وہ جانور بھی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... زندہ مچھلی میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا یہ حلال ہے اور اس کاٹنے سے اگر مچھلی پانی میں مر گئی تو وہ بھی حلال ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۹..... کسی نے دوسرے سے اپنے جانور کے متعلق کہا ہے ذبح کر دو اس نے اس وقت ذبح نہیں کیا مالک نے وہ جانور کسی کے ہاتھ بیچ ڈالا اب اس نے ذبح کر دیا اس کو وہاں رہنا ہو گا اور جس نے ذبح کرنے کو کہا تھا وہاں کی قیمت اس سے وہ واپس نہیں لے سکتا ذبح کرنے والے کو ذبح کا علم ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ذبح شرعی سے ان کا گوشت اور چربی اور پٹھا پاک ہو جاتا ہے مگر خنزیر کہ اس کا ہر جز نجس ہے اور آبی اگرچہ طاہر ہے اس کا استعمال ناجائز ہے۔ (درمختار) ان جانوروں کی چربی وغیرہ کو اگر کھانے کے سوا خارجی طور پر استعمال کرنا چاہیں تو ذبح کر لیں کہ اس صورت میں اس کے استعمال سے بدن یا کپڑا نجس نہیں ہوگا اور نجاست کے استعمال کی قباحت سے بھی بچتا ہوگا۔

اضحیہ یعنی قربانی کا بیان

مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا قربانی ہے اور کبھی اس جانور کو بھی اضحیہ اور قربانی کہتے ہیں۔ جو ذبح کیا جاتا ہے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو اس امت کے لیے باقی رکھی گئی اور نبی کریم ﷺ کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا اور ارشاد فرمایا:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (پ۳۰، الکوثر ۲) تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو (ترجمہ کنزالایمان)

اس کے متعلق پہلے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں پھر فقہی مسائل بیان ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱..... ابوداؤد، ترمذی و ابن ماجہ نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ، امہات المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے لہٰذا اس کو خوش دلی سے کرو۔

حدیث نمبر ۲..... طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے خوش دلی سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ آتش جہنم سے حجاب (روک) ہو جائے گی۔

حدیث نمبر ۳..... طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔

حدیث نمبر ۴..... ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

حدیث نمبر ۵..... ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے فرمایا ہر بال کے مقابل نیکی ہے عرض کی اون کا کیا حکم ہے فرمایا ان کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔

حدیث نمبر ۶..... صحیح بخاری میں براء رضی اللہ عنہ سے مروی نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے جو کام آج ہم کریں گے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر اس کے بعد قربانی کریں گے۔ جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت (طریقہ) کو پایا اور جس نے پہلے ذبح کیا وہ گوشت ہے جو اس نے پہلے سے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کر لیا۔ قربانی سے اسے کچھ تعلق نہیں۔ ابوبردہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور یہ پہلے ہی ذبح کر چکے تھے۔ (اس خیال سے کہ بڑوں کے لوگ غریب تھے۔ انہوں نے چاہا کہ لوگ گوشت پا جائیں) اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے پاس بکری کا چھ ماہا ایک بچہ ہے فرمایا تم ذبح کرلو اور تمہارے سوا کسی کے لیے چھ ماہا بعد بچہ کفایت نہیں کرے گا۔

حدیث نمبر ۷..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ براء رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ آج کے دن جو کام ہم کو پہلے کرنا ہے وہ نماز ہے اس کے بعد قربانی کرنا ہے جس نے ایسا کیا وہ ہماری سنت کو پہنچا اور جس نے پہلے ذبح کر ڈالا وہ گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے پہلے ہی سے کر لیا۔ سک یعنی قربانی سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

حدیث نمبر ۸..... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ سینگ والا مینڈھا لایا جائے جو سیاہی میں چلتا ہوا اور سیاہی میں نظر کرتا ہو یعنی اس کے پاؤں سیاہی میں اور پیٹ سیاہی میں اور آنکھیں سیاہی میں ہوں اور وہ قربانی کے لیے حاضر کیا گیا حضور ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا چھری لاؤ پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرو پھر حضور ﷺ نے چھری لی اور مینڈھے کو لٹایا اور اسے ذبح کیا پھر فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ (اللہ تو اس کو محمد ﷺ کی طرف سے اور ان کی آل اور امت کی طرف سے قبول فرما۔

حدیث نمبر۹..... امام احمد وابوداؤد وابن ماجہ وداری رحمہم اللہ باربہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ذبح کے دن دو مینڈھے سینگ والے چت کبرے خصی کیے ہوئے ذبح کیے جب ان کا منہ قبلہ کو کیا یہ پڑھا

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (پ۷ الانعام ۷۹) اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (پ۸ الانعام ۱۶۲،۱۶۳) اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اس کو پڑھ کر ذبح فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا الٰہی یہ میری طرف سے ہے اور میری امت میں اس کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔

حدیث نمبر۱۰..... امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھے چت کبرے سینگ والوں کی قربانی کی انہیں اپنے دست مبارک سے ذبح کیا اور بسم اللہ واللہ اکبر کہا کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا اور بسم اللہ و اللہ اکبر کہا۔

حدیث نمبر۱۱..... ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے خصی کی قربانی کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیا انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حضور ﷺ کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں حضور ﷺ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

حدیث نمبر۱۲..... ابوداؤد ونسائی رحمہما اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے یوم اضحیٰ کا حکم دیا گیا اس دن کو خدا نے اس امت کے لیے عید بنایا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ بتائیے اگر میرے پاس منیحہ[1] کے سوا کوئی جانور نہ ہو تو کیا اس کی قربانی کروں فرمایا نہیں بلکہ اپنے بال اور ناخن ترشواؤ اور مونچھیں ترشواؤ اور موئے زیر ناف مونڈو اسی میں تمہاری قربانی خدا کے نزدیک پوری ہو جائے گی یعنی جس کو قربانی کی توفیق نہ ہو اسے ان چیزوں کے کرنے سے قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

حدیث نمبر۱۳..... مسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ رحمہم اللہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا اور اس کا ارادہ قربانی کرنے کا ہے تو جب تک قربانی نہ کرے بال وناخنوں سے نہ لے یعنی نہ ترشوائے۔

حدیث نمبر۱۴..... طبرانی رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا قربانی میں گائے سات کی طرف اور اونٹ سات کی طرف سے ہے۔

حدیث نمبر۱۵..... ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ رحمہم اللہ جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور نے فرمایا جمیر کا بچہ ۸ (چھ مہینے کا بچہ) سال بھر والی بکری کے قائم مقام ہے۔

حدیث نمبر۱۶..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ افضل قربانی وہ ہے جو بیش بہا قیمت اعلیٰ ہو اور خوب فربہ ہو۔

حدیث نمبر۱۷..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے رات میں قربانی کرنے سے منع فرمایا۔

حدیث نمبر۱۸..... طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا چار قسم کے جانور قربانی کے لیے درست نہیں۔ کانا جس کا کانا پن ظاہر ہے اور بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور لنگڑا جس کا لنگ ظاہر ہے اور ایسا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو۔

---

[1] منیحہ اس جانور کو کہتے ہیں جو دوسرے سے لے لیا کہ کچھ دنوں اس کے دودھ پیئے دودھ پینا وغیرہ فائدہ اٹھانے کے پھر مالک کو واپس کر دے گا منہ

اسی کی مثل امام مالک وامحمد وترمذی وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ ودارمی رحمہم اللہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے راوی

حدیث نمبر۱۹.....امام احمد وابن ماجہ رحمہما اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے کی قربانی سے منع فرمایا۔

حدیث نمبر۲۰.....ترمذی وابوداؤد ونسائی ودارمی رحمہم اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم جانوروں کے کان اور آنکھیں غور سے دیکھ لیں اور اس کی قربانی نہ کریں جس کے کان کٹا، کلاحصہ کٹا ہو اور نہ اس کی جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہو نہ اس کی جس کا کان پھٹا ہو یا کان میں سوراخ ہو۔

حدیث نمبر۲۱.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں قربانی ذبح فرماتے تھے۔

مسائل فقہیہ: قربانی کئی قسم کی ہے۔ (1) نفلی اور فقیر دونوں پر واجب ہے۔ (2) فقیر پر واجب ہے نفلی پر واجب نہ ہو۔ (3) نفلی پر واجب ہے فقیر پر واجب نہ ہو۔ دونوں پر واجب ہونا اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کی منت مانی یہ کہا ہے کہ اللہ کے لیے مجھ پر بکری یا گائے کی قربانی کرنا ہے۔ فقیر پر واجب ہونا نفلی ہونے اس کی صورت یہ ہے کہ فقیر نے قربانی کے لیے جانور خریدا اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے اور نفلی اگر خریدا تو اس شریعت نے قربانی اس پر واجب نہ ہوتی۔ نفلی پر واجب ہونا فقیر پر واجب نہ ہو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کا جو جانور خریدنے سے نہ تو منت مانے سے بلکہ خدا نے جو اسے زندہ رکھا ہے اس کے شکر میں اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی احیاء میں جو قربانی واجب ہے وہ صرف نفلی پر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱..... مسافر پر قربانی واجب نہیں اگر مسافر نے قربانی کی تعیین (نفل) ہے اور فقیر نے اگر نہ منت مانی ہو نہ قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہو اس کا قربانی کرنا بھی تطوع ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۲..... بکری کا مالک تھا اور اس کی قربانی کی نیت کرلی یا خریدنے کے وقت قربانی کی نیت تھی بعد میں نیت کرلی تو اس نیت سے قربانی واجب ہوگئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۳..... قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ (1) اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔ (2) اقامت یعنی مقیم ہونا مسافر پر واجب نہیں۔ (3) تونگری یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مال داری سے مراد وہ ہے جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ (4) حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہیں اس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہٰذا عبد ماذون کے لیے شرط نہیں اس کے لیے شرط نہیں عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اس کے لیے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر جبکہ آپ اس کے مال سے قربانی کی جائے گی اس کا باپ اپنے مال سے قربانی کرے گا ظاہر الروایہ یہ ہے کہ نہ وہ بالغ پر واجب ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ پر واجب ہے اور اس پر فتویٰ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر۴..... مسافر پر اگر چہ واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے ثواب پائے گا حج کرنے والے جو مسافر ہوں ان پر قربانی واجب نہیں۔ اور مقیم ہوں تو واجب ہے جیسے کہ مکہ کے رہنے والے حج کریں تو چونکہ یہ مسافر نہیں ان پر واجب ہوگئی۔ (درمختار وغرر الاذکار)

مسئلہ نمبر۵..... شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لیے جو وقت مقرر ہے اس کے کسی حصہ میں شرائط کا پایا جانا وجوب کے لیے کافی ہے مثلاً ایک شخص ابتدائے وقت قربانی میں کافر تھا۔ پھر مسلمان ہوگیا اور ابھی قربانی کا وقت باقی ہے اس پر قربانی واجب ہے جب کہ دوسرے شرائط بھی پائے جائیں اسی طرح اگر غلام تھا اور آزاد ہوگیا اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ یونہی اول وقت میں مسافر تھا اور اثنائے وقت میں مقیم ہوگیا اس پر بھی قربانی واجب ہوگئی یا فقیر تھا اور وقت کے اندر مال دار ہوگیا اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے جب وہ وقت آیا اور شرائط وجوب پائے گئے قربانی واجب ہوگئی اور اس کا رکن ان مخصوص جانوروں میں کسی کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔ قربانی کی نیت سے دوسرے جانور مثلاً مرغ کو ذبح کرنا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... جو شخص دو سو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دو سو درہم ہو وہ غنی ہے اس پر قربانی ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔

مسئلہ نمبر ۸..... اس شخص پر دین ہے اور اس کے اموال سے دین کی مقدار برآمد کی جائے تو نصاب نہیں باقی رہتا اس پر قربانی واجب نہیں اور اگر اس کا مال یہاں موجود نہیں ہے اور وہ اپنے قرضے وصول کرنے کے بعد وہ مال اسے وصول ہوگا تو قربانی واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... ایک شخص کے پاس دو سو درہم تھے سال پورا ہوا اور ان میں سے پانچ سو درہم زکوٰۃ میں دیئے ایک سو چالیس باقی رہے اب قربانی کا دن آیا تو قربانی واجب ہے اور اگر پہلی شروعات میں پانچ درہم خرچ کرتا تو قربانی واجب نہ ہوتی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مالک نصاب نے قربانی کے لیے بکری خریدی تھی وہ گم ہوگئی اور اس شخص کا مال نصاب سے کم ہوگیا اب قربانی کا دن آیا تو اس پر یہ ضروری نہیں کہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر وہ بکری قربانی ہی کے دنوں میں مل گئی اور یہ شخص اب بھی مالک نصاب نہیں ہے تو اس پر اس بکری کی قربانی واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... عورت کا مہر شوہر کے ذمہ باقی ہے اور شوہر مالدار ہے تو اس مہر کی وجہ سے عورت کو مالک نصاب نہیں مانا جائے گا اگرچہ مہر مؤجل ہو اور اگر عورت کے پاس اس کے سوا بقدر نصاب مال نہیں ہے تو عورت پر قربانی واجب نہیں ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... کسی کے پاس دو سو درہم کی قیمت کا مصحف شریف (قرآن مجید) ہے اگر وہ اسے دیکھ کر اچھی طرح تلاوت کر سکتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں چاہے اس میں تلاوت کرتا ہو یا نہ کرتا ہو اور اگر اچھی طرح اسے دیکھ کر تلاوت نہ کر سکتا ہو تو واجب ہے تاہم اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کے کام کی ہیں تو قربانی واجب نہیں ورنہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... ایک، مکان جاڑے کے لیے اور ایک گرمی کے لیے یہ حاجت میں داخل ہے ان کے علاوہ اس کے پاس تیسرا مکان ہو جو حاجت سے زائد ہے اگر یہ دو سو درہم کا ہے تو قربانی واجب ہے اسی طرح گرمی جاڑے کے بچھونے حاجت میں داخل ہیں اور تیسرا بچھونا جو حاجت سے زائد ہے اس کا اعتبار سونے کا نہ ہونے کے لیے دو گھوڑے حاجت میں ہیں تیسرا حاجت سے زائد ہے۔ اسلحہ جنگی کی حاجت میں داخل ہے ہاں اگر ہر قسم کے دو ہتھیار ہوں تو دوسرے کو حاجت سے زائد قرار دیا جائے گا۔ گاؤں کے زمین دار کا ایک گھوڑا حاجت میں داخل ہے اور دو ہوں تو دوسرے کو زائد مانا جائے گا۔ گرمی پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے وقت پہننے کے کپڑے اور جمعہ و عید اور دوسرے موقعوں پر بجن کر جانے کے کپڑے یہ سب حاجت میں داخل ہیں اور ان تین کے سوا چوتھا جوڑا اگر دو سو درہم کا ہے تو قربانی واجب ہے۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... بالغ لڑکوں یا بیوی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو ان سے اجازت حاصل کرنے یا نہ کرنے کی وجہ سے اس پر کچھ واجب نہیں ہوا اور وہ اور نابالغ کی طرف سے اگرچہ واجب نہیں ہے مگر بہتر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... قربانی کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذمہ جو قربانی واجب ہے کر لینے سے بری الذمہ ہو گیا اگر اچھی نیت سے کی ہے یا وغیرہ کی مداخلت نہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب ملے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۶..... یہ ضروری نہیں کہ دھوپ ہی کو قربانی کرے، اس کے لیے گنجائش ہے کہ پورے وقت میں جب چاہے کرے لہٰذا اگر ابتدائے وقت میں اس کا اہل نہ تھا وجوب کے شرائط نہیں پائے جاتے تھے اور آخر وقت میں اہل ہو گیا یعنی وجوب کے شرائط پائے گئے تو اس پر

واجب ہوگئی اور اگر باقی وقت میں واجب تھی اور ابھی کی نہیں اور آخر وقت میں شرائط جاتے رہے تو واجب نہ رہی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... ایک شخص غنی تھا مگر اس نے قربانی کر ڈالی اس کے بعد ابھی قربانی کا وقت باقی تھا کہ فقیر ہوگیا تو اس کو پھر قربانی کرنی چاہئے کہ پہلے جو کمی تھی وہ واجب نہ تھی اور اب واجب ہے بعض علماء نے فرمایا کہ وہ پہلی قربانی کافی ہے اور اگر باوجود مالک نصاب ہونے کے اس نے قربانی نہ کی اور وقت ختم ہونے کے بعد فقیر ہوگیا تو اس پر بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے یعنی وقت گزرنے کے بعد قربانی ساقط نہیں ہوگئی۔ اور اگر مالک نصاب بغیر قربانی کیے ہوئے انہیں دنوں میں مرگیا تو اس کی قربانی ساقط ہوگئی۔ (عالمگیری و مختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی مثلاً بجائے قربانی اس نے بکری یا اس کی قیمت صدقہ کر دی یہ کافی ہے۔ اس میں نیابت ہو سکتی ہے یعنی خود کرنا ضروری نہیں بلکہ دوسرے کو اجازت دے دی اس نے کر دی یہ ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... جب قربانی کے شرائط مذکورہ پائے جائیں تو بکری کا ذبح کرنا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ واجب ہے۔ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہو سکتا بلکہ اونٹ یا گائے کے شرکا میں اگر کسی شریک کا ساتویں حصہ سے کم ہے تو کسی کی قربانی نہیں ہوتی یعنی جس کا ساتویں حصہ یا اس سے زیادہ ہے اس کی قربانی نہیں ہوئی، گائے یا اونٹ میں ساتویں حصہ سے زیادہ کی قربانی ہو سکتی ہے مثلاً گائے کو تین یا پانچ یا چار شخصوں کی طرف سے قربانی کریں ہو سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ سب شرکاء کے حصے برابر ہوں بلکہ کم و بیش بھی ہو سکتی ہیں ہاں یہ ضروری ہے کہ جس کا حصہ کم ہے تو ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... سات شخصوں نے پانچ گایوں کی قربانی کی یہ جائز ہے کہ ہر گائے میں ہر شخص کا ساتواں حصہ ہو اور آٹھ شخصوں نے پانچ گایوں میں حصہ مساوی شرکت کی یا جائز ہے کہ ہر گائے میں ہر ایک کا ساتویں حصہ سے کم ہے سات بکریوں کی سات شخصوں نے شرکت کی کہ قربانی کی یعنی ہر ایک بکری میں ساتواں حصہ ہے احتساباً قربانی ہو جائے گی یعنی ہر ایک کی ایک بکری پوری قربان ہو جائے گی۔ یونہی دو شخصوں نے دو بکریوں میں شرکت کر کے قربانی کی تو بطور احتسان ہر ایک کی قربانی ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... شرکت میں گائے کی قربانی ہونی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی کو زائد یا کم ملے اور یا جائز ہے۔ یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم و بیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لیے جائز کر دے گا کہ دے گا تو اگر کسی کو زائد بچتی گئی ہے معاف کیا کہ یہاں عدم جواز حق شرع ہے اور ان کو اس کے معاف کرنے کا حق نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور تین اور ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں اور گیارہ سے تیرہ تک تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں لہٰذا بچ کے دو دن ایام نحر یا ایام تشریق دنوں میں اور پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ صرف یوم النحر ہے اور پچھلا دن یعنی تیرھویں ذی الحجہ صرف یوم التشریق ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۳..... دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایام نحر میں داخل ہیں ان میں بھی قربانی ہو سکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... پہلا دن یعنی دسویں تاریخ سب میں افضل ہے پھر گیارہویں اور پچھلا دن یعنی بارہویں سب میں کم درجہ ہے اور اگر تاریخوں میں شک ہو یعنی تیس کا چاند ملا گیا ہے اور انتیس ہونے کا بھی شبہ ہے مثلاً گمان تھا کہ انتیس کا چاند ہوگا مگر ابر وغیرہ کی وجہ سے نہ دیکھا یا شہادتیں گزریں مگر کسی وجہ سے قبول نہ ہوئی ایسی حالت میں دسویں کے متعلق یہ شبہ ہے کہ شاید آج گیارہویں ہو تو بہتر یہ ہے کہ قربانی کو بارہویں تک موخر نہ کرے یعنی بارہویں سے پہلے کر ڈالے کیونکہ بارہویں سے متعلق تیرہویں تاریخ ہونے کا شبہ ہوگا تو یہ شبہ ہوگا کہ وقت کے بعد میں

ہوئی اور اس صورت میں اگر بارہویں کو قربانی کی جس کے تین ہوں ہونے کا شبہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت صدقہ کر ڈالے۔ بلکہ ذبح کی ہوئی بکری اور زندہ بکری میں قیمت کا تفاوت ہو کہ زندہ کی قیمت میں کچھ زائد ہو تو اس زیادتی کو بھی صدقہ کر دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... ایامِ نحر میں قربانی کرنا اتنی قیمت کے صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ قربانی واجب ہے یا سنت اور صدقہ کرنا تطوع محض ہے لہٰذا قربانی افضل ہوئی۔ (عالمگیری) اور وہ جو ہب کی صورت میں بغیر قربانی کیئے عہدہ سے آنہیں ہو سکتا۔

مسئلہ نمبر ۲۶..... شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز ہو چکے لہٰذا عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہو سکتی اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں ہے یہاں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہو سکتی ہے اور دیہات میں بہتر یہ ہے کہ بعد طلوع آفتاب قربانی کی جائے اور شہر میں بہتر یہ ہے کہ عید کا خطبہ ہو چکنے کے بعد قربانی کی جائے۔ (عالمگیری) یعنی نماز ہو چکی ہے اور ابھی خطبہ نہیں ہوا ہے اس صورت میں قربانی ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۷..... یہ جو شہر اور دیہات کا فرق بتایا گیا ہے یہ مقامِ قربانی کے لحاظ سے ہے قربانی کرنے والے کے اعتبار سے نہیں یعنی دیہات میں قربانی ہو تو وہ وقت ہے اگر چہ قربانی کرنے والا شہر میں ہو اور شہر میں ہو تو نماز کے بعد اگر چہ جس کی طرف سے قربانی ہو دیہات میں ہو لہٰذا شہری آدمی اگر یہ چاہتا ہے کہ صبح ہی نماز سے پہلے قربانی ہو جائے تو جانور دیہات میں بھیج دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی تو پہلی جگہ نماز ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ عیدگاہ میں نماز ہو جائے جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں ہو گئی اور عیدگاہ میں نہ ہوئی جب بھی ہو سکتی ہے (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... دسویں کو اگر عید کی نماز ہوئی تو قربانی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وقت نماز جانا رہے یعنی زوال کا وقت آجائے اب قربانی ہو سکتی ہے اور دوسرے یا تیسرے دن نماز عید سے قبل ہو سکتی ہے (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... منیٰ میں چونکہ عید کی نماز نہیں ہوتی لہٰذا وہاں جو قربانی کرنا چاہے طلوع فجر کے بعد سے کر سکتا ہے اس کے لیے وہی حکم ہے جو دیہات کا ہے کسی شہر میں اگر فتنہ کی وجہ سے نماز عید نہ ہو تو وہاں دسویں کی طلوع فجر کے بعد قربانی ہو سکتی ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۱..... امام ابھی نماز میں ہی ہے اور کسی نے جانور ذبح کر لیا اگر چہ امام قعدہ میں ہو اور یہ قدر تشہد پڑھ چکا ہو مگر ابھی سلام نہ پھیرا ہو تو قربانی نہیں ہوئی اور اگر امام نے ایک طرف سلام پھیر لیا ہے دوسری طرف ابھی تھا اس نے ذبح کر دیا تو قربانی ہو گئی اور بہتر یہ ہے کہ خطبہ سے جب امام فارغ ہو جائے اس وقت قربانی کی جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... امام نے نماز پڑھ لی اس کے بعد قربانی ہوئی پھر معلوم ہوا کہ امام نے بغیر وضو نماز پڑھا دی تو نماز کا اعادہ کیا جائے قربانی کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۳..... یہ گمان تھا کہ آج عرفہ کا دن ہے اور کسی نے زوالِ آفتاب کے بعد قربانی کر لی پھر معلوم ہوا کہ عرفہ کا دن نہ تھا بلکہ دسویں تاریخ تھی تو قربانی جائز ہو گئی یونہی اگر دسویں کو نماز عید سے پہلے قربانی کر لی پھر معلوم ہوا کہ وہ دسویں نہ تھی بلکہ گیارہویں تھی تو اس کی بھی قربانی جائز ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... نویں کے متعلق کچھ لوگوں نے گواہی دی کہ دسویں ہے اسی بنا پر اسی روز نماز پڑھ کر قربانی کی پھر معلوم ہوا کہ گواہی غلط تھی وہ نویں تاریخ تھی تو نماز بھی ہوئی اور قربانی بھی (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵..... ایامِ نحر گزر گئے اور جس پر قربانی واجب تھی اس نے نہیں کی ہے تو قربانی فوت ہو گئی۔ اب نہیں ہو سکتی پھر اگر اس نے قربانی کا جانور معین کر رکھا ہے مثلاً معین جانور کی قربانی کی منت مان لی ہے وہ فقیر غنی ہو یا فقیر بہر صورت سے معین جانور کو زندہ صدقہ کرے اور

اگر ذبح کر ڈالا تو سارا گوشت صدقہ کرے اس میں سے کچھ نہ کھائے اور اگر کچھ کھا لیا ہے تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرے اور اگر ذبح کیے ہوئے جانور کی قیمت زندہ جانور سے کچھ کم ہے تو جتنی کمی ہے اسے بھی صدقہ کرے اور فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہے اور قربانی کے دن نکل گئے پھر بھی اس پر بھی وہی معین جانور کی قربانی واجب ہے فقیر اس جانور کو زندہ صدقہ کردے اور اگر ذبح کر ڈالا تو وہی حکم ہے جو غنی کا اس صورت میں ہے کہ قربانی ہی کے لیے خریدا اور اگر اس کے پاس پہلے سے کوئی جانور تھا اور اس نے اس کی قربانی کرنے کی نیت کر لی یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی تو اس پر قربانی واجب نہ ہوئی اور غنی نے قربانی کے لیے جانور خریدا ہے تو وہی جانور صدقہ کردے اور ذبح کر ڈالا تو وہی حکم ہے جو نہ کرے اور نہ خریدا ہو تو بکری کی قیمت کرے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری قربانی آگئی اب یہ چاہتا ہے کہ سال گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کر لے یہ نہیں ہو سکتا بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... جس جانور کی قربانی واجب تھی ایام نحر گزرنے کے بعد اسے بیچ ڈالا تو ثمن کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اس کی طرف سے قربانی کر دی جائے اور یہ نہیں بتلایا کہ گائے یا بکری کس جانور کی قربانی کی جائے اور نہ قیمت بیان کی کہ اتنے کا جانور خرید کر قربانی کی جائے یہ وصیت جائز ہے اور بکری کر دینے سے وصیت پوری ہو گئی اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ میری طرف سے قربانی کر دیجیو اور گائے یا بکری کا تعین نہ کیا اور قیمت بھی بیان نہیں کی تو یہ توکیل صحیح نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹..... قربانی کی منت مانی اور یہ معین نہیں کیا کہ گائے کی قربانی کرے گا بکری کی تو منت صحیح ہے بکری کی قربانی کر دینا کافی ہے اور اگر بکری کی قربانی کی منت مانی تو اختیار ہے گائے کی قربانی کر دینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔ منت کی قربانی میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ سارا گوشت وغیرہ صدقہ کر دے اور کچھ کھایا تو جتنا کھایا اس کی قیمت صدقہ کرے۔ (عالمگیری)

قربانی کے جانور کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں (1) اونٹ (2) گائے (3) بکری ہر قسم میں اس کی جتنی نوعیں ہیں سب داخل ہیں نر اور مادہ خصی اور غیر خصی سب کا ایک حکم ہے یعنی سب کی قربانی ہو سکتی ہے بھینس گائے میں شمار ہے اس کی بھی قربانی ہو سکتی ہے بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہیں ان کی بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... وحشی جانور جیسے نیل گائے اور ہرن، کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ وحشی اور گھریلو جانور سے مل کر پیدا ہوا مثلاً ہرن اور بکری سے ان میں ماں کا اعتبار ہے یعنی اس بچے کی ماں بکری ہے تو جائز ہے اور بکرے اور ہرنی سے پیدا ہوا تو ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہئے۔ اونٹ پانچ سال کا گائے دو سال کی بکری ایک سال کی۔ اس سے کم ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہی بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... بکری کی قیمت اور گوشت اگر گائے کے ساتویں حصہ کے برابر ہو تو بکری افضل ہے اور گائے کے ساتویں حصے میں بکری سے زیادہ گوشت ہو تو گائے افضل ہے یعنی جب دونوں کی ایک ہی قیمت ہو اور مقدار بھی ایک ہی ہو تو جس کا گوشت اچھا ہو وہ افضل ہے اور اگر گوشت کی مقدار میں فرق ہو تو جس میں گوشت زیادہ ہو وہ افضل ہے اور مینڈھا بھیڑ سے اور دنبی سے افضل ہے جب کہ دونوں کی ایک قیمت ہو

اور دونوں میں گوشت برابر ہو۔ بکری بکرے سے افضل ہے۔ خصی بکرا بکری سے افضل ہے۔ اور اونٹنی اونٹ سے اور گائے بیل سے افضل ہے۔ جب کہ گوشت اور قیمت میں برابر ہوں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہئے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔ اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گیا اور جیک تک ٹوٹا ہے تو ناجائز ہے اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے۔ جس جانور میں دانتوں ہے اور اس حد کا ہے کہ وہ جانور چرتا بھی نہیں ہے تو اس کی قربانی ناجائز ہے اور اس حد کا نہیں ہے تو جائز ہے۔ خصی یعنی جس کے خصیے نکال لیے گئے ہوں یا محبوب یعنی جس کے خصیے اور عضو تناسل سب کاٹ لیے گئے ہوں ان کی قربانی جائز ہے اتنا چوڑ حا کہ بچہ کے قابل نہ پلایا جاتا ہو یا جانور یا جس کے دودھ نہ اترتا ہو ان سب کی قربانی جائز ہے۔ خارشی جانور کی قربانی جائز ہے۔ جب کہ فربہ ہو اور استخوان مغز ہڈی میں مغز نہ پایا جاتا ہو قربانی جائز نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔ اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو اس کی بھی قربانی ناجائز ہے۔ اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو اور لنگڑا ہو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ جا سکے اور اتنا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور جس کے کان یا دم یا کٹ چکے ہوئے ہوں یعنی وہ عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔ اور کان یا دم تہائی یا اس سے کم کٹا ہو تو جائز ہے جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہو اس کی ناجائز ہے اور جس کے کان چھوٹے ہوں اس کی جائز ہے جس جانور کی تہائی سے زیادہ دُنبہ کی بھی اس کی بھی قربانی ناجائز ہے اور اگر دونوں آنکھوں کی روشنی کم ہو تو اس کا پہچاننا آسان ہے اور صرف ایک آنکھ کی کم ہو تو اس کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو ایک دو دن بھوکا رکھا جائے پھر اس آنکھ پر پٹی باندھ دی جائے۔ جس کی روشنی کم ہے اور اچھی آنکھ کھلی رکھی جائے اور اتنی دور چارہ رکھیں جس کو جانور نہ دیکھے پھر چارہ کو ذرا دیکھ لائے تا کہ جس جگہ وہ چارے کو دیکھنے لگے وہاں نشان رکھ دیں پھر اچھی آنکھ پر پٹی باندھ دیں اور دوسری کھول دیں اور چارہ کو قریب کرتے جائیں جس جگہ اس آنکھ سے دیکھ لے یہاں بھی نشان رکھ دیں پھر دونوں نشانوں کی پیمائش کریں اگر یہ جگہ اس پہلی جگہ کی تہائی ہے تو معلوم ہوا کہ تہائی روشنی کم ہے اور اگر نصف ہے تو معلوم ہوا کہ پنجست یعنی آنکھ اس کی روشنی آدھی ہے۔ (ہدایہ، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... جس کے دانت نہ ہوں یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے بکری میں ایک تھن کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لیے کافی ہے اور گائے بھینس میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے جس کی ناک کٹی ہو یا سلاخ کے ذریعہ اس کا دودھ خشک کر دیا ہو اور خصی جانور یعنی جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور ہرن جو صرف نظر آتا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... بھیڑ یا دنبہ کی اون کاٹ لی گئی ہو اس کی قربانی جائز ہے اور جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... جانور کو جس وقت خریدا تھا اس وقت اس میں ایسا عیب نہ تھا جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے بعد میں وہ عیب پیدا ہو گیا تو اگر وہ شخص مالک نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور مالک نصاب نہیں ہے تو اسی کی قربانی کر لے یا اس وقت سے کہ اس فقیر نے پہلے سے اپنے ذمہ قربانی واجب نہ کی ہو اور اگر اس نے منت مانی ہے کہ بکری کی قربانی کروں گا اور منت پوری کرنے کے لیے بکری خریدی اس وقت بکری میں ایسا عیب نہ تھا جو پیدا ہو گیا اس صورت میں فقیر کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... فقیر نے جس وقت جانور خریدا تھا۔ اسی وقت اس میں ایسا عیب تھا جس سے قربانی ناجائز ہوتی ہے اور عیب قربانی کے وقت تک باقی رہا تو اس کی قربانی کر سکتا ہے اور خفی عیب دار خریدے اور عیب داری کی قربانی کرے تو ناجائز ہے اور اگر نہیں جانور کو خرید تھا اور بعد میں اس کا عیب جاتا رہا تو غنی اور فقیر دونوں کے لیے اس کی قربانی جائز ہے مثلاً ایسا لاغر جانور خریدا جس کی قربانی ناجائز ہے اور اس کے یہاں وہ

فربہ ہوگیا تو نفل بھی اسکی قربانی کرسکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... قربانی کرتے وقت جانور اچھا کیا، جس کی وجہ سے عیب پیدا ہوگیا یہ عیب مضر نہیں یعنی قربانی ہو جائے گی اور اگر اچھلنے کودنے سے عیب پیدا ہوگیا اور وہ چھوٹ کر بھاگ گیا اور ڈھونڈ کر پکڑ لیا گیا اور ذبح کر دیا گیا جب بھی قربانی ہو جائے گی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... قربانی کا جانور مر گیا تو نفی پر لازم ہے دوسرے جانور کی قربانی کرے اور فقیر کے ذمہ دوسرا جانور واجب نہیں اور اگر قربانی کا جانور گم ہوگیا یا چوری ہوگیا اور اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اب وہ مل گیا تو نفی کو اختیار ہے کہ دونوں میں جس ایک کو چاہے قربانی کرے اور فقیر پر واجب ہے۔ کہ دونوں کی قربانیاں کرے۔ (درمختار) مگر نفی نے اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو اگر پہلی کی قیمت دوسرے سے کم ہو کوئی حرج نہیں اور اگر دوسرے کی قربانی کی اور اس کی قیمت پہلے سے کم ہے تو جتنی کمی ہے اتنی رقم صدقہ کرے ہاں اگر پہلے کو بھی قربان کر دیا تو اب وہ صدقہ واجب نہ رہا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... سات شخصوں نے قربانی کے لیے گائے خریدی تھی ان میں ایک کا انتقال ہوگیا۔ اس کے ورثاء نے شرکاء سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور اس کی طرف سے قربانی کر دو انہوں نے کر لی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر بغیر اجازت ورثا ان شرکاء نے کی تو کسی کی نہ ہوئی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... گائے کے شرکاء میں سے ایک کافر ہے یا ان میں سے ایک شخص کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی بلکہ اگر شرکاء میں سے کوئی غلام یا مدبر ہے جب بھی قربانی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ لوگ اگر قربانی کی نیت بھی کریں تو نیت صحیح نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... شرکاء میں سے ایک کی نیت اس سال کی قربانی کی ہے اور باقیوں کی نیت سال گزشتہ کی قربانی ہے تو جس کی اس سال کی نیت ہے اسکی قربانی صحیح ہے۔ اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سال گزشتہ کی قربانی اس سال نہیں ہو سکتی ان لوگوں کو قربانی تطوع یعنی نفل ہوئی اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت کو صدقہ کر دیں بلکہ ان کا ساتھی جس کی قربانی صحیح ہوئی ہو وہ بھی گوشت صدقہ کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... قربانی کے سب شرکاء کی نیت تقرب ہو اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی کا ارادہ گوشت نہ ہو اور یہ ضروری نہیں کہ وہ تقرب ایک قسم ہی کا ہو مثلاً سب قربانی کرنا چاہتے ہوں بلکہ اگر مختلف قسم کے تقرب ہوں وہ تقرب سب پر واجب ہو یا کسی پر واجب ہو اور کسی پر واجب نہ ہو۔ ہر صورت میں قربانی جائز ہے۔ مثلاً دم احصار اور احرام میں شکار کرنے کی جزا اور سر منڈانے کی وجہ سے دم واجب ہوا ہو اور تمتع کا کہ ان سب کے ساتھ قربانی کی شرکت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح قربانی اور عقیقہ کی بھی شرکت ہو سکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... تین شخصوں نے قربانی کے جانور خریدے ایک نے دس کا دوسرے نے بیس کا تیسرے نے تیس کا اور ہر ایک نے چھٹے میں خریدا ہے اس کی واجبی قیمت بھی اتنی ہی ہے یہ تینوں جانور مل گئے یہ پتہ نہیں چلتا کہ کس کا کون سا ہے تینوں نے یہ اتفاق کر لیا کہ ایک ایک جانور ہر شخص قربانی کرے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا سب کی قربانیاں ہو گئیں مگر جس نے تیس میں خریدا تھا وہ میں روپے خیرات کرے کیونکہ ممکن ہے کہ دس والے کو اس نے قربانی کیا ہو اور جس نے بیس میں خریدا تھا اور اس روپے خیرات کرے اور جس نے دس میں خریدا تھا اس پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں اور اگر ہر ایک نے دوسرے کو ذبح کرنے کی اجازت دے دی تو قربانی ہو جائے گی اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ اور خوب صورت اور بڑا ہو اور بکری کی قسم میں سے قربانی کرنی ہو تو بہتر مینگ والا مینڈھا حاجت کہوا جس کے تھیلے کوٹ کر خصی کر دیا ہو کہ حدیث میں ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسے مینڈھے کی قربانی کی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لیا جائے اور ذبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کے تمام اعضاء

سے روح نکل نہ جائے اس وقت تک ہاتھ پاؤں نہ کاٹیں اور نہ چھریاں تیز کریں بہتر یہ ہے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کریں اگر اچھی طرح ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو دوسرے کو حکم دے اور وہ ذبح کرے مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ وقتِ قربانی حاضر ہو۔ حدیث میں ہے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کھڑی ہو جاؤ اور اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کہ اس کے خون کے پہلے ہی قطرہ میں جو کچھ گناہ کیے ہیں سب کی مغفرت ہو جائے گی اس پر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ آپ کی آل کے لیے خاص ہے یا آپ کی آل کیلئے بھی اور سارے مسلمین کیلئے بھی فرمایا کہ میری آل کے لئے خاص بھی ہے اور تمام مسلمین کے لیے عام بھی ہے۔ (عالمگیری، شامی، طحطاوی)

مسئلہ نمبر ۲۰..... قربانی کا جانور مسلمان سے ذبح کرانا چاہیے اگر کسی مجوسی یا دوسرے مشرک سے قربانی کا جانور ذبح کرا دیا تو قربانی نہ ہوئی بلکہ یہ جانور حرام مردار ہے اور کتابی سے قربانی کا جانور ذبح کرانا مکروہ ہے کہ قربانی سے مقصود تقرب الی اللہ ہے اس میں کافر سے مدد نہ لی جائے بلکہ بعض ائمہ کے نزدیک اس صورت میں قربانی نہیں ہوئی مگر ہمارا مذہب وہی پہلا ہے کہ قربانی ہو جائے گی اور مکروہ ہے۔ (شامی، طحطاوی)

مسئلہ نمبر ۲۱..... قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص غنی یا فقیر کو بھی دے سکتا ہے کھلا سکتا ہے بلکہ اس میں کچھ کھانا قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے۔ ایک فقراء کے لیے اور ایک حصہ دوست و احباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے۔ ایک تہائی سے کم صدقہ نہ ہے اور کل کو صدقہ کر دینا بھی جائز ہے اور کل گھر ہی رکھ لے یہ بھی جائز ہے تین دن سے زائد اپنے گھر والوں کے لیے بھی رکھ لینا جائز ہے اور بعض حدیثوں میں جو اس کی ممانعت آئی ہے وہ منسوخ کر دے اگر اس شخص کے مال و عیال بہت ہوں اور صاحب وسعت نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے ہال بچوں کے لیے ہی رکھ چھوڑے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... قربانی کا گوشت کافر کو یہاں تک کہ یہاں کے غلام حربی میں۔

مسئلہ نمبر ۲۳..... قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ اغنیا کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے وہ منت ماننے والا فقیر ہو یا فقیر ہی کی نیت کی ہو ایک ہی حکم ہے کہ خود نہیں کھا سکتا غنی کو کھلا سکتا ہے (شامی)

مسئلہ نمبر ۲۴..... میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے کہ خود نہ کھائے اور نہ دوست و احباب کو دے فقیروں کو دے پوری نہیں کہ سارا گوشت فقیروں کو دے دے کیونکہ گوشت اس کی ملک ہے یہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اگر میت نے کہہ دیا کہ میری طرف سے قربانی کر دینا تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... قربانی کا چمڑا اور اسکی جھول اور رسی اور اس کے گلے میں ہار ڈالا ہے اور ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ قربانی کے چمڑے کو خود بھی اپنے کام لا سکتا ہے یعنی اس کو قربانی رکھتے ہوئے بھی اپنے کام میں لا سکتا ہے۔ مثلاً اسکی جانماز بنانا، چلتی مشکیزہ، ڈول وغیرہ بنانا یا کتابوں کی جلدوں میں لگانے یہ سب کر سکتا ہے۔ (درمختار) چمڑے کا ڈول بنایا تو اسے اپنے کام میں لائے احمت پر دے سکتا ہے اور اگر احمت پر دے دیا تو اس احمت کو صدقہ کر دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو قربانی رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھایا جا سکے جیسے کتاب ایسی چیز سے بدل نہیں سکتا جس کو بلا ک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو جیسے روئی گوشت سرکہ روپیہ پیسہ اور اگر اس نے ان چیزوں کو چمڑے کے عوض میں حاصل کیا تو ان چیزوں کو صدقہ کر دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض بیچا مگر اس لیے نہیں کہ اس کو اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کرے بلکہ اس لیے کہ اسے صدقہ کر دے گا تو جائز ہے۔ (عالمگیری) جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس دینیہ میں دیا کرتے ہیں بعض مرتبہ وہاں کھال پیسے نے میں دقت ہوتی ہے اسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں یا کئی شخصوں کو دیا ہوتا ہے اسے بیچ کر دام فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں یہ بیچ جائز ہے اس میں حرج

نہیں اور حد یہ ہے جو اس کے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لیے بچنا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۸..... گوشت کا بھی وہی حکم ہے جو چمڑے کا ہے اس کو اگر ایسی چیز کے بدلے میں بیچا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے تو صدقہ کر دے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۹..... قربانی کی چربی اور اس کے سری پائے اور اون اور دودھ جو ذبح کے بعد دوہا ہے ان سب کا بھی وہی حکم ہے کہ اگر کسی ایسی چیز کے عوض میں بیچی جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کرے گا تو اس کو صدقہ کر دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں سے کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اجرت میں دینا بھی بیچنے کے معنی ہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۱..... قصاب کو اجرت میں نہیں دیا بلکہ جیسے دوسرے مسلمانوں کو دیتا ہے اس کو بھی دیا اور اجرت اپنے پاس سے دوسری چیز دے گا تو جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۲..... بھیڑ کے کسی بچہ کے بال نکالنے کے لیے کاٹ لیے ہیں ان بالوں کو بیچنا یا کسی کو ہبہ کر دینا جائز ہے بلکہ انہیں صدقہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے پاس کسی قربانی کے لیے کاٹ لیا یا اس کا دودھ دوہنا مکروہ ممنوع ہے اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا یا اس پر کوئی چیز لادنا یا اس کو اجرت پر دینا غرض اس سے منافع حاصل کرنا منع ہے اگر اس نے اون کاٹ لیا یا دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کر دے اور اجرت پر جانور کو دیا تو اجرت کو صدقہ کر دے اور اگر خود سوار ہوا یا اس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۴..... جانور دودھ والا ہے تو اس کے تھن پر تھوڑا پانی چھڑک کے دودھ تنگ ہو جائے اگر اس سے کام نہ چلے تو جانور کو دوہ کر دودھ صدقہ کر دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵..... جانور ذبح ہو گیا تو اب اس کے بال کو اپنے کام کے لیے کاٹ سکتا ہے اور اگر اس کے تھن میں دودھ ہے تو دوہ سکتا ہے کہ جو مقصود تھا وہ پورا ہو گیا اب یہ اس کی ملک میں ہے اپنے صرف میں لا سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... قربانی کے لیے جانور خریدا تھا قربانی کرنے سے پہلے اس کے بچہ پیدا ہوا تو بچہ کو ذبح کر ڈالے اور اگر بچہ کو بیچ ڈالا تو اس کا ثمن صدقہ کر دے اور اگر نہ ذبح کیا نہ بیچا اور ایام نحر گذر گئے تو اس کو زندہ صدقہ کر دے اگر کچھ نہ کیا اور بچہ اس کے یہاں رہا اور قربانی کا زمانہ آ گیا یہ چاہتا ہے کہ اس سال کی قربانی میں اس کو ذبح کرے یہ نہیں کر سکتا اور اگر قربانی اسی کی کر دی تو دوسری قربانی پھر کرے کہ وہ قربانی نہیں ہوئی اور وہ بچہ ذبح ہوا صدقہ کر دے بلکہ ذبح سے جو کچھ اس قیمت میں کمی ہوئی اسے بھی صدقہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... قربانی کی اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہے تو اسے بھی ذبح کرے اور اسے صرف میں لا سکتا ہے اور مرا ہوا بچہ ہے تو اسے پھینک دے کہ مردار ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۸..... دو شخصوں نے غلطی سے یہ کیا کہ ہر ایک نے دوسرے کی قربانی کی بکری ذبح کر دی یعنی ہر ایک نے دوسرے کی بکری کو اپنی سمجھ کر ذبح کر دیا تو بکری جس کی تھی اسی کی قربانی ہوئی اور چونکہ دونوں نے ایسا کیا لہٰذا دونوں کی قربانیاں ہو گئیں اور اس صورت میں کسی پر ضمان نہیں بلکہ اگر ایک اپنی اپنی بکری ذبح شدہ لے لے اور فرض کرو کہ ہر ایک کو اپنی غلطی اس وقت معلوم ہوئی جب اس بکری کو صرف کر چکا تو چونکہ ہر ایک نے دوسرے کی بکری کھانے کی اجازت دے دی ہے ایک دوسرے سے معاف کرا لے اور اگر معافی پر راضی نہ ہوں تو چونکہ ہر ایک نے دوسرے کی

قربانی کا گوشت یا اجازت کھانا یا گوشت کی قیمت کا تاوان لے لے اس تاوان کو صدقہ کرے کہ قربانی کے گوشت کے معاوضہ کا یہی حکم ہے یہ تمام باتیں اس وقت ہیں کہ اگر ایک دوسرے کے فعل پر کہ اس نے اس کی بکری ذبح کر ڈالی راضی ہو تو جس کی بکری تھی اس کی قربانی ہوئی اور اگر راضی نہ ہوا تو بکری کی قیمت کا تاوان لے گا اور اس صورت میں جس نے ذبح کی اس کی قربانی ہوئی یعنی بکری کا جب تاوان لیا تو بکری ذبح ہو گئی اور اسی کی جانب سے قربانی ہوئی اور گوشت کا بھی یہی مالک ہوا۔

(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۹..... دوسرے کی قربانی کی بکری بغیر اس کی اجازت کے قصداً ذبح کر دی اس کی دو صورتیں ہیں مالک کی طرف سے اس نے قربانی کی یا اپنی طرف سے اگر مالک کی نیت سے قربانی کی تو اس کی قربانی ہو گئی کہ وہ جانور قربانی کے لیے تھا اور قربان کر دیا گیا اس صورت میں مالک سے تاوان نہیں لے سکتا اور اگر اس نے اپنی طرف سے قربانی کی اور ذبح شدہ بکری لینے پر مالک راضی ہے تو قربانی مالک کی جانب سے ہوئی ذابح کی نیت کا اعتبار نہیں اور مالک اگر اس پر راضی نہیں بلکہ بکری کا تاوان لیتا ہے تو مالک کی قربانی نہیں ہوئی بلکہ ذبح کی ہوئی کا تاوان دینے سے بکری کا مالک ہو گیا اور اس کی اپنی قربانی ہو گئی۔

(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۰..... اگر بکری قربانی کے لیے معین نہ ہو تو بغیر اجازت مالک اگر دوسرا شخص قربانی کر دے گا تو قربانی نہ ہوئی مثلاً ایک شخص نے پانچ بکریاں خریدی تھیں اور اس کا خیال تھا کہ اس میں سے ایک بکری قربانی کروں گا اور ان میں سے کسی ایک کو معین نہیں کیا تھا تو دوسرا شخص مالک کی جانب سے قربانی نہیں کر سکتا اگر کرے گا تو تاوان لازم ہوگا۔ ذبح کے بعد مالک اس کی قربانی کی نیت کرے بیکار ہے یعنی اس صورت میں قربانی نہیں ہوئی۔

(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۱..... دوسرے کی بکری غصب کر لی اور اس کی قربانی کر لی اگر مالک نے زندہ بکری کا اس شخص سے تاوان لیا تو قربانی ہو گئی مگر یہ شخص گنہگار ہے اس پر تو بہ استغفار لازم ہے اور اگر مالک نے تاوان نہیں لیا بلکہ ذبح کی ہوئی بکری لے لی اور ذبح کرنے سے جو کچھ کمی ہوئی اس کا تاوان لیا تو قربانی نہیں ہوئی۔

(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۲..... اپنی بکری دوسرے کی طرف سے ذبح کر دی اس کے حکم سے ایسا کیا یا بغیر حکم ہر صورت اس کی قربانی نہیں کیونکہ اس کی طرف سے قربانی اس وقت ہو سکتی ہے جب اس کی ملک ہو۔

(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۳..... ایک شخص کے پاس بکری امانت کے طور پر تھی امین نے قربانی کر دی یہ قربانی صحیح نہیں نہ مالک کی طرف سے نہ امین کی طرف سے اگرچہ مالک نے امین سے اپنی بکری کا تاوان لیا ہو اسی طرح اگر کسی کا جانور اس کے پاس عاریت یا اجارہ کے طور پر ہے اور اس نے قربانی کر دیا یہ قربانی جائز نہیں مرہون کو راہن نے قربانی کیا تو ہو جائے گی کہ جانور اس کی ملک ہے اور مرتہن نے کیا تو اس میں اختلاف ہے۔

(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۴..... مویشی خانہ کے جانور ایک مدت مقرر کے بعد نیلام ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ اسے لے لیتے ہیں اس کی قربانی جائز نہیں کیونکہ یہ جانور اس کی ملک نہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۵..... دو شخصوں کے مابین ایک جانور مشترک ہے اس کی قربانی نہیں ہو سکتی کہ مشترک مال میں دونوں کا حصہ ہے ایک کا حصہ دوسرے کے پاس امانت ہے اور اگر دو جانوروں میں دو شخص برابر کے شریک ہیں ہر ایک نے ایک ایک کی قربانی کر دی دونوں کی قربانیاں ہو جائیں گی۔

(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴۶..... ایک شخص کے نو بال بچے ہیں اور ایک خود اس نے دس بکریوں کی قربانی کی اور یہ نیت نہیں کی کس کی طرف سے کس

بکری کی قربانی ہے تکبیر یہ ضروری ہے کہ دسوں بکریاں ہم دسوں کی طرف سے ہیں یہ قربانی جائز ہے سب کی قربانیاں ہو جائیں گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۷..... اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی اگر وہ بالغ ہیں تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور بالغ ہیں سب لڑکوں نے کہدیا ہے تو سب کی طرف سے صحیح ہے اور اگر انہوں نے کہا نہیں یا بعض نے کہا تو کسی کی قربانی نہیں ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۸..... بیع فاسد کے ذریعے بکری خریدی اور قربانی کر دی یہ قربانی ہوگئی کہ بیع فاسد میں قبضہ کر لینے سے ملک ہو جاتی ہے اور بائع کو اختیار ہے اگر اس نے زندہ بکری کی واجبی قیمت مشتری سے لے لی تو اب اس کے ذمے کچھ واجب نہیں اور اگر بائع نے ذبح کی ہوئی بکری لے لی تو قربانی کرنے والا اس ذبح کی ہوئی بکری کی قیمت صدقہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۹..... ایک شخص نے دوسرے کو بکری ہبہ کر دی مو ہوب لہ نے اس کی قربانی کر دی اس کے بعد واہب اپنا ہبہ واپس لینا چاہتا ہے تو واپس لے سکتا ہے اور موہوب لہ کی قربانی صحیح ہے اور اس کے ذمے کچھ صدقہ کرنا بھی واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۰..... دوسرے سے قربانی ذبح کرنے کی ذبح کے بعد وہ یہ کہتا ہے میں نے قصداً بسم اللہ نہیں پڑھی اس کو اس جانور کی قیمت دینی ہوگی پھر اگر قربانی کا وقت ہے تو اس قیمت سے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اس کا گوشت صدقہ کرے خود نہ کھائے اور وقت باقی نہ ہو تو اس قیمت کو صدقہ کر دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۱..... تین شخصوں نے تین بکریاں قربانی کے لیے خریدیں پھر یہ بکریاں مل گئیں پتہ نہیں چلتا کہ کس کی کون سے بکری ہے اس صورت میں یہ کرنا چاہیے کہ ہر ایک دوسرے کو ذبح کرنے کا وکیل کر دے سب قربانیاں ہو جائیں گی کہ اس نے اپنی بکری ذبح کی جب بھی جائز ہے اور دوسرے کی ذبح کی جب بھی جائز ہے کہ یہ اس کا وکیل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۲..... دوسرے سے ذبح کرایا اور خود اپنا ہاتھ چھری پر رکھ دیا کہ دونوں نے مل کر ذبح کیا تو دونوں پر بسم اللہ کہنا واجب ہے ایک نے بھی قصداً چھوڑ دی یہ خیال کر کے چھوڑ دی کہ دوسرے نے کہہ لی مجھے کہنے کی کیا ضرورت ہے دونوں صورتوں میں جانور حلال نہ ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵۳..... قربانی کے لیے گائے خریدی پھر اس میں چھ شخصوں کو شریک کر لیا سب کی قربانیاں ہو جائیں گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے اگر خریدنے ہی کے وقت اس کا یہ ارادہ تھا کہ اس میں دوسروں کو شریک کروں گا تو مکروہ نہیں اور اگر خریدنے سے پہلے ہی شرکت کر لی جائے تو یہ سب سے بہتر ہے اور اگر غیر مالک نے قربانی کے لیے گائے خریدی تو خریدنے سے ہی اس پر اس گائے کی قربانی واجب ہوگئی اب وہ دوسرے کو شریک نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۴..... پانچ شخصوں نے قربانی کے لیے گائے خریدی ایک شخص آتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے بھی اس میں شریک کر لو چار نے منظور کر لیا اور ایک نے انکار کیا اس گائے کی قربانی ہوئی سب کی طرف سے جائز ہوگئی۔ کیونکہ یہ چھٹا شخص ان چاروں کا شریک ہے اور ان میں ہر ایک کا ساتویں حصہ سے زیادہ ہے اور گوشت یوں تقسیم ہوگا کہ پانچوں حصہ اس کا ہے جس نے شرکت سے انکار کیا باقی چار حصوں کو یہ پانچوں وہ اور بائع کیں یا یوں کر و کہ پچیس حصے کر کے اس کو پانچ حصے دو جس نے شرکت سے انکار کیا ہے باقیوں کو چار حصے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۵..... قربانی کے لیے بکری خریدی اور قربانی کر دی پھر معلوم ہوا کہ بکری میں عیب ہے مگر ایسا عیب نہیں جس کی قربانی ہو سکے اس کو اختیار ہے کہ اس کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں کمی ہو سکتی ہے وہ بائع سے واپس لے لو اور اس کا صدقہ کر دے اس پر واجب نہیں اور اگر بائع کہتا ہے کہ میں ذبح کی ہوئی بکری لوں گا اور ثمن واپس کر دوں گا تو مشتری اس ثمن کو صدقہ کر دے صرف اتنا جو عیب کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۶.....قربانی کی ذبح کی ہوئی بکری غصب کرلی۔ غاصب سے اس کا تاوان لے سکتا ہے مگر اس تاوان کو صدقہ کرنا ضروری ہے کہ یہ اس قربانی کا معاوضہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵۷.....مالک نصاب نے قربانی کی منت مانی تو اس کے ذمے دو قربانیاں واجب ہوگئیں ایک وہ جو نفس پر واجب ہوتی ہے اور ایک منت کی وجہ سے دو یا دو سے زیادہ قربانیوں کی منت مانی تو جتنی قربانیوں کی منت ہے سب واجب ہیں۔ (درمختار و غیرہ)

مسئلہ نمبر ۵۸.....ایک سے زیادہ قربانی کی سب جائز ہیں ایک واجب باقی نفل اور اگر ایک پوری گائے قربانی کی تو پوری سے واجب ہی ادا ہوگا یعنی کہ ساتوں حصہ واجب ہوں باقی نفل ہے۔

تمہید قربانی کے مسائل تفصیل کے ساتھ مذکور ہو چکے ہیں اب مختصر طور پر اس کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ عوام کے لیے آسانی ہو قربانی کا جانور ان شرائط کے ساتھ واقع ہو جو مذکور ہوئیں یعنی جو اس کی عمر بتائی گئی ہے اس سے کم نہ ہو اور ان عیوب سے پاک ہو جن کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے اور بہتر یہ کہ موٹا اور فربہ ہو۔ قربانی سے پہلے اسے چارہ پانی دے دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں اور ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں اور پہلے سے چھری تیز کرلیں ایسا نہ ہو کہ جانور گرانے کے بعد اس کے سامنے چھری تیز کی جائے جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ کو اس کا منہ ہو اور داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیا جائے اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے

.....اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ..... (۶ : ۷۹)

..... اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ .....

اسے پڑھ کر ذبح کرے۔ قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے

.....اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرٰهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .....

اسی طرح ذبح کرے کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم سے کم تین رگیں کٹ جائیں اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری گردن کے بھر تک پہنچ جائے کہ یہ بھی تکلیف ہے بہتر جب تک جانور ٹھنڈا ہو جائے یعنی جب تک اس کی روح بالکل نہ نکل جائے اس کے پاؤں وغیرہ کاٹیں نہ کھال اتاریں اور اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کرتا ہے تو منہ کی جگہ سن کے بعد اس کا نام لے اگر وہ شریک جانوری جیسے گائے اونٹ تو وزن سے گوشت تقسیم کیا جائے محض تخمینہ سے تقسیم نہ کریں پھر اس گوشت کے تین حصے کرکے ایک حصہ فقراء پر تصدق کریں اور ایک حصہ دوست و احباب کے یہاں بھیجے اور ایک اپنے گھر والوں کے لیے رکھے اور اس میں سے خود بھی کچھ کھالے اور اگر اہل و عیال زیادہ ہوں تو تہائی سے زیادہ بلکہ گوشت بھی گھر کے صرف میں لاسکتا ہے اور قربانی کا پورا چمڑا اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لیے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دے دے یا فقراء کو دے دے۔ بعض جگہ یہ چمڑا امام مسجد کو دیا جاتا ہے اگر امام کی تنخواہ میں نہ دیا جاتا ہو بلکہ اعانت کے طور پر ہو تو حرج نہیں جو الرائق میں مذکور ہے کہ قربانی کرنے والا جو عید کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے اس سے پہلے کوئی چیز نہ کھائے یہ مستحب ہے اس کے خلاف کرے جب بھی حرج نہیں۔

فائدہ: احادیث سے ثابت ہے کہ سید عالم حضرت محمد ﷺ نے اس امت مرحومہ کی طرف سے قربانی کی ہے حضور ﷺ کے بے شمار الطاف میں سے ایک خاص کرم ہے کہ اس موقعہ پر بھی امت کا خیال فرمایا اور جو لوگ قربانی نہ کرسکیں ان کی طرف سے خود ہی قربانی فرمائی۔ یہ شبہ کہ ایک ممیز جان سب کی طرف سے ہے جس طرح حضور ﷺ نے چھ مہینے کی بکری کے بچے کی قربانی پوری امت ﷺ کے لیے جائز فرمائی اور اوروں کے لیے اس کی ممانعت کر دی اس طرح اس میں خود حضور ﷺ کی خصوصیت ہے کہا یہ ہے کہ جب حضور نے امت کی طرف سے قربانی کی تو جو مسلمان

صاحب استطاعت ہو اگر حضور اقدس ﷺ کے نام کی ایک قربانی کر دے تو زیبِ نصیب اور بہتر سینگ والا مینڈھا ہے جس کی سیاہی میں سفیدی کی آمیزش ہو جیسے مینڈھی کی خود حضور اکرم ﷺ نے قربانی فرمائی۔

عقیقہ کا بیان

اس کے متعلق چند احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن عامر ضبی ؓ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے اس کی طرف سے خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اس سے اذیت کو دور کرو یعنی اس کا سر منڈاؤ۔

حدیث نمبر ۲.....ابوداؤد نسائی رحمہما اللہ نے ام کرز ؓ سے روایت کی کہتی ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ اس میں حرج نہیں کہ نر ہوں یا مادہ۔

حدیث نمبر ۳.....امام احمد ابوداؤد ترمذی ونسائی رحمہم اللہ سمرہ ؓ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔ گروی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا کہ بچے کی سلامتی اور اس کی نشوونما اور اس میں بڑھوتری کا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

حدیث نمبر ۴.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین حضرت علی ؓ سے روایت کی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن ؓ کی طرف سے عقیقہ میں بکری ذبح کی اور یہ فرمایا کہ اے فاطمہ ؓ اس کا سر منڈاؤ اور بال کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو۔ ہم نے بالوں کا وزن کیا تو ایک درہم یا کچھ کم تھے۔

حدیث نمبر ۵.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس ؓ سے راوی کہ حضور ﷺ نے امام حسن و حسین ؓ کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ دو دو مینڈھے تھے۔

حدیث نمبر ۶.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ حضرت بریدہ ؓ سے راوی کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے بچہ پیدا ہوتا بکری ذبح کرتا اور اس کا خون بچے کے سر پر پوت دیتا جب کہ اسلام آیا تو ساتویں دن ہم بکری ذبح کرتے ہیں اور بچے کا سر منڈاتے ہیں اور سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۷.....ابوداؤد ترمذی رحمہما اللہ ابو رافع ؓ سے راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن بن علی ؓ پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کے کان میں وہی اذان کہی جو نماز کے لیے کہی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۸.....امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بچے لائے جاتے حضور ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور تحنیک کرتے یعنی کوئی چیز مثلاً کھجور چبا کر اس بچے کے تالو میں لگا دیتے کہ سب سے پہلا اس کے شکم میں حضور ﷺ کا لعاب دہن پہنچے۔

حدیث نمبر ۹.....بخاری و مسلم رحمہما اللہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق ؓ سے راوی کہتی ہیں کہ عبداللہ بن زبیر ؓ مکہ ہی میں ہجرت سے قبل میرے پیٹ میں تھے بعد ہجرت قبا میں پیدا ہوئے میں ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی اور رکھ دیا پھر حضور ﷺ نے کھجور منگوائی اور چبا کر ان کے منہ میں ڈال دیا اور ان کے لیے دعائے برکت کی اور بعد ہجرت مسلمان مہاجرین کے یہاں یہ سب سے پہلا بچہ ہے۔

مسائل فقہیہ:

مسئلہ نمبر ۱..... بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مباح و مستحب ہے یہ جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ عقیقہ سنت نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ سنت موکدہ نہیں ورنہ جب خود حضور اقدس ﷺ کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً اس کی سنیت سے انکار صحیح نہیں بعض کتابوں میں پایا ہے کہ قربانی سے یہ منسوخ ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا وجوب منسوخ ہے جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ میں حقوق مالیہ کو منسوخ کر دیا یعنی ان کی فرضیت منسوخ ہوگئی جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان و اقامت کہی جائے اذان کہنے سے انشاء اللہ تعالیٰ بلائیں دور ہو جائیں گی بہتر یہ ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے یہ چاہیے کہ بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان و اقامت کہی جائے ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے اس کا سر مونڈا جائے اور اس کے سر مونڈانے کے وقت عقیقہ کیا جائے اور بالوں کا وزن کر کے چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔

مسئلہ نمبر ۲..... ہندوستان میں عموماً بچہ پیدا ہونے پر چھٹی کی جاتی ہے بعض لوگوں میں اس موقع پر ناجائز رسمیں برتی جاتی ہیں مثلاً عورتوں کا گانا بجانا ایسی باتوں سے پرہیز کا چھوڑنا ضروری و لازم ہے بلکہ مسلمانوں کو وہ کرنا چاہیے جو حضور اقدس ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے عقیقہ سے بہت زائد رسوم میں صرف کر دیتے ہیں اور عقیقہ نہیں کرتے اور عقیقہ نہیں کرتے تو سنت بھی ادا ہو جائے۔ اور مہمانوں کے کھلانے کے لیے گوشت بھی ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۳..... بچہ کا اچھا نام رکھا جائے۔ ہندوستان میں بہت لوگوں کے ایسے نام ہیں جن کے کچھ معنی نہیں یا ان کے برے معنی ہیں ایسے ناموں سے احتراز کریں۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء ملیہ اور صحابہ و تابعین و بزرگان دین کے نام پر نام رکھنا بہتر ہے امید ہے کہ ان کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔

مسئلہ نمبر ۴..... عبداللہ و عبدالرحمٰن بہت اچھے نام ہیں مگر اس زمانہ میں یہ کثرت دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبدالرحمٰن اس لفظ کو بہت سے لوگ رحمٰن کہتے ہیں اور غیر خدا کو رحمٰن کہنا حرام ہے اسی طرح عبدالخالق کو خالق اور عبدالمعبود کو معبود کہتے ہیں اس قسم کے ناموں میں ایسی ما جائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تصغیر کا رواج ہے یعنی نام کو اس طرح پکارتے ہیں جس سے حقارت نکلتی ہے اور ایسے ناموں میں تصغیر ہرگز نہ کی جائے جہاں یہ گمان نہ کی جائے گی یا نام نہ رکھے جائیں دوسرے نام رکھے جائیں۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵..... محمد بہت اچھا نام ہے اس نام کی بڑی تعریف حدیثوں میں آئی ہے اگر تصغیر کا اندیشہ نہ ہو تو یہ نام رکھا جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ عقیقہ کا یہ نام ہو اور پکارنے کے لیے کوئی دوسرا نام تجویز کر لیا جائے اور ہندوستان میں ایسا بہت ہوتا ہے کہ ایک شخص کے کئی نام ہوتے ہیں اس صورت میں نام کی برکت بھی ہوگی اور تصغیر سے بھی بچ جائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۶..... مردہ بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام رکھنے کی ضرورت نہیں بغیر نام اس کو دفن کر دیں اور زندہ پیدا ہوا تو اس کا نام رکھا جائے اگرچہ پیدا ہو کر مر جائے۔

مسئلہ نمبر ۷..... عقیقہ کے لیے ساتوں دن بہتر ہے۔ اور ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض نے یہ کہا کہ ساتویں یا چودھویں[1] یا اکیسویں دن یعنی سات دن کا اختیار رکھا جائے یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچہ ہوا اس دن کو یاد رکھیں اس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے تو وہ ساتواں ہوگا۔ مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتواں دن ہے اور ہفتہ نتیجے کو پیدا ہوا تو ساتویں دن جمعہ ہوگا پہلی صورت میں جس جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جمعہ کو عقیقہ کرے گا اس میں ساتویں دن کا حساب نہ رہے گا۔

---

[1] ۱۴ یا ۲۱ ویں یا ۲۸ ویں دن نام رکھنے کا مذہب ہے۔ اس کے بعد مستحب بھی اِن نہیں رہتا۔ (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق تحریر ترمذی وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۸.....لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے اور لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حرج نہیں اور عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے یا ایک حصہ۔

مسئلہ نمبر ۹.....گائے کی قربانی ہوئی اس میں عقیقہ کی شرکت ہو سکتی ہے جس کا ذکر قربانی میں گزرا۔

مسئلہ نمبر ۱۰.....بچہ کا سر منڈانے کے بعد سر پر زعفران پیس کر لگا دینا بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۱.....عقیقہ کا جانور انہیں شرائط کے ساتھ ہونا چاہئے جیسا قربانی کے لیے ہوتا ہے اس کا گوشت فقراء اور عزیز و اقارب دوست و احباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے اور پکا کر دیا جائے یا ان کو بطور ضیافت دعوت کھلا دیا جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۲.....بہتر یہ ہے کہ اس کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ ہڈیوں پر سے گوشت اتار لیا جائے یہ بچہ کی سلامت کی نیک فال ہے اور ہڈی توڑ کر گوشت نکالا جائے اس میں بھی حرج نہیں۔ گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں مگر بھنا پکایا جائے تو بچہ کے اخلاق اچھے ہونے کی فال ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳.....بعض کا یہ قول ہے کہ سر کلیجہ کے انجام کو اور ایک ران دائی کو دیں باقی گوشت کے تین حصے کریں ایک حصہ فقراء ایک احباب کا ایک حصہ گھر والے کھائیں۔

مسئلہ نمبر ۱۴.....عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۵.....لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریوں کی جگہ ایک ہی بکری کسی نے کی تو یہ بھی جائز ہے۔ ایک حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ میں ایک مینڈھا جائز ہوا۔

مسئلہ نمبر ۱۶.....اس کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے مصرف میں لائے یا مساکین کو دے یا کسی اور نیک کام مثلاً مدرسہ میں مصرف کرے۔

مسئلہ نمبر ۱۷.....عقیقہ میں جانور ذبح کرتے وقت ایک دعا پڑھی جاتی ہے۔ اسے پڑھ سکتے ہیں اور یاد نہ ہو تو بغیر دعا پڑھے بھی ذبح کرنے سے عقیقہ ہو جائے گا۔

وَاللّٰہ تَعَالٰی اَعْلَمُ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ بِعَدَدِ اللّٰہِ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی اَفْضَلِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ اَبِیْہِ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَنَا الْفَقِیْرُ اَبُو الْعُلَا مُحَمَّدٌ اَحْمَدُ عَلِی اَلْاَعْظَمِیْ عُفِیَ عَنْہُ

WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

ظر واباحت کا بیان

اس کتاب میں ان چیزوں کا بیان ہے جو شرعاً ممنوع یا مباح ہیں۔ اصطلاحِ شرع میں مباح اس کو کہتے ہیں جس کے کرنے یا چھوڑنے دونوں کی اجازت ہو، اس میں ثواب یا عذاب ہے نہ اس میں کراہت ہے اور مکروہ کی دونوں قسموں کی تعریفیں حصہ دوم میں ذکر کردی گئیں وہاں سے معلوم کریں۔ اس کتاب کے مسائل چند ابواب میں منقسم ہیں سب سے پہلے کھانے پینے کے جن مسائل کا تعلق ہے وہ بیان کیے جاتے ہیں کہ انسان کا تعلق کھانے پینے سے ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (پ۷ المائدہ ۸۷۔۸۸)

اے ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنا اللہ کو ناپسند ہے۔ اور کھاؤ جو کچھ اللہ نے تمہیں روزی دی حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرماتا ہے۔

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ (پ۲ البقرۃ ۱۶۸)

کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا ہے۔

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (پ۸ الاعراف ۳۱۔۳۳)

اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ پیو اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے دنیا میں اور آخرت میں تو خاص انہی کی ہے۔ ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے۔ تم فرماؤ میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی تھیں جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی ہیں۔ اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ اتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرماتا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ ۴ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عٰمٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ○ (پ۱۸ النور ۶۱)

نابینا کے لنگڑے پن اور نہ لنگڑے پن میں کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر روک اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے چچاؤں کے گھر یا اپنی پھوپھیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں۔ تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔ (ترجمہ کنزالایمان)

پہلے کھانے کے متعلق چند حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱..... صحیح مسلم شریف میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کے لیے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

حدیث ۲..... صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت اس نے بسم اللہ پڑھا تو شیطان اپنی ذریت سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمہیں رہنا ملے گا نہ کھانا۔ اور اگر داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ اب تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ رہنے کی جگہ بھی ملی اور کھانا بھی۔

حدیث ۳..... صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں بچہ تھا رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا (یعنی میرے ﷺ کہ میرے والد ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کفر زندہ ہیں) کھانے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ جو تمہارے قریب ہے۔

حدیث ۴..... ابوداؤد و ترمذی و حاکم رحمہم اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ ﷻ کا نام ذکر کرے یعنی بسم اللہ پڑھے اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یوں کہے بسم اللہ اوّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ اور امام احمد ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی رحمہم اللہ کی روایت ہے میں یوں ہے۔ بسم اللہ فِیْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ

حدیث ۵..... امام محمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم رحمہم اللہ وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا مجتمع ہو کر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو تمہارے لیے اس میں برکت ہوگی۔ ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم کھاتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا۔ ارشاد فرمایا کہ شاید تم الگ الگ کھاتے ہو۔ کہ عرض کی ہاں فرمایا مجتمع ہو کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو برکت ہوگی۔

حدیث ۶..... شرح سنہ میں ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کھانا پیش کیا گیا ابتداء میں اتنی برکت ہم نے کسی کھانے میں نہیں دیکھی نہ کھا کر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ایسا کیوں ہوا ارشاد فرمایا ہم سب نے کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھی تھی پھر ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے کو بیٹھ گیا اس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھا لیا۔

حدیث ۷..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھا رہا تھا جب کھانا صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا تو اس نے اٹھایا اور یہ کہا بسم اللہ اوّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ رسول اللہ ﷺ نے تبسم کیا اور فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھا رہا تھا جب اس نے اللہ ﷻ کا ذکر کیا جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اگل دیا اور اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ بسم اللہ نہ کہنے سے کھانے کی برکت جو

چلی گئی تھی واپس آ گئی۔

حدیث ۸.....صحیح مسلم میں حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں جب ہم لوگ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوتے تو جب تک حضور ﷺ شروع نہ کرتے کھانے میں ہم ہاتھ نہیں ڈالتے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہم حضور ﷺ کے پاس حاضر تھے ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے اسے کوئی دھکیل رہا ہے اس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا حضور ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا جیسے اسے کوئی دھکیل رہا ہے حضور ﷺ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور یہ فرمایا کہ جب کھانے پر اللہ ﷻ کا نام نہیں لیا جاتا تو وہ کھانا شیطان کے لیے حلال ہو جاتا ہے۔ شیطان اس لڑکی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس اعرابی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے اس کے بعد حضور ﷺ نے اللہ ﷻ کا نام ذکر کیا یعنی بِسْمِ اللّٰهِ کہی اور کھانا کھایا۔ اسی کے مثل امام حمد ابویعلیٰ وہناد و ابونعیم رحمہم اللہ نے بھی روایت کی ہے۔

حدیث ۹.....ابن عساکر نے عقبہ بن عامر ؓ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کھانے پر اللہ ﷻ کا نام ذکر نہ کیا جاوہ بیماری ہے اور اس میں برکت نہیں ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اگر ابھی دسترخوان نہ اٹھایا گیا ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر کچھ کھالے اور دسترخوان اٹھایا گیا ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر انگلیاں چاٹ لے۔

حدیث ۱۰.....دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے انس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی کھانا کھائے یہ کہے تو یہ کہے لے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

پھر اس کو کوئی بیماری نہ ہوگی اگر چہ اس میں زہر ہو۔

حدیث ۱۱.....صحیح مسلم میں ابن عمر ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور پانی پیے تو داہنے ہاتھ سے پیے۔

حدیث ۱۲.....صحیح مسلم انہیں سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے نہ پانی پیے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا شیطان کا طریقہ ہے۔

حدیث ۱۳.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پیے اور داہنے ہاتھ سے لے اور داہنے ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے دیتا ہے۔

حدیث ۱۴.....ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا تین انگلیوں سے کھانا انبیاء کرام ؑ کا طریقہ ہے اور حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا تین انگلیوں سے کھاؤ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ یہ اعراب (گنواروں) کا طریقہ ہے۔

حدیث ۱۵.....مسلم میں کعب بن مالک ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور پونچھنے سے پہلے ہاتھ چاٹ لیتے۔

حدیث ۱۶.....صحیح مسلم میں جابر ؓ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ نے انگلیوں اور برتن چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

حدیث ۱۷.....صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کھانے کے بعد ہاتھ کو نہ

پونچھے جب تک چاٹ نہ لے یا دوسرے کو پنکھا نہ دے یعنی ایسے شخص کو پنکھا دے جو کراہت وغیرت نہ کرتا ہو مثلاً خادمہ و مریدین کہ یہ استاد و شیخ کے جھوٹے کو تبرک جانتے ہیں اور بڑی خوشی سے استعمال کرتے ہیں۔

حدیث ۱۸.....امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے نبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کھانے کے بعد برتن چاٹ لے گا وہ برتن اس کے لیے استغفار کرے گا۔ زرین رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ برتن یہ کہتا ہے کہ اللہ عزوجل تجھ کو جہنم سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے نجات دی۔

حدیث ۱۹.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے کھانے اور پانی میں پھونکنے سے ممانعت فرمائی۔

حدیث ۲۰.....صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تمہارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے۔ کھانے کے وقت بھی حاضر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر لقمہ گر جائے اور اس میں کچھ لگ جائے تو صاف کر کے کھایا کرے اسے شیطان کے لیے چھوڑ نہ دے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے کیونکہ یہ علم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

حدیث ۲۱.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے ان کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا انہوں نے اٹھا لیا یہ دیکھ کر کنواروں نے آنکھوں سے اشارہ کیا (کہ یہ کتنی حقیر و ذلیل بات ہے کہ گرے ہوئے لقمہ کو نہیں نہ کھایا) کسی نے ابن سے کہا نہ امیر کا بھلا کرے (معقل بن یسار وہی امیر ہوئے کی حیثیت سے تھے) یہ کنواریاں آنکھوں سے اشارہ کرتی ہیں کہ آپ نے گرا ہوا لقمہ کھا لیا اور آپ کے سامنے یہ کھانا موجود ہے انہوں نے فرمایا کہ ان نعمتوں کی وجہ سے میں اس لقمہ کو نہیں چھوڑ سکتا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہم کو حکم تھا کہ جب لقمہ گر جائے اسے صاف کر کے کھا لیا جائے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔

حدیث ۲۲.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی ﷺ کے مکان میں تشریف لائے روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا اس کو لے کر پونچھا پھر کھا لیا اور فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے بھاگتی ہے تو لوٹ کر نہیں آتی یعنی اگر ناشکری کی وجہ سے کسی قوم سے رزق چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔

حدیث ۲۳.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ ابن ام حرام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کھا لے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

حدیث ۲۴.....دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء سے روایت کی کہ جب ان کے پاس ثریدہ لایا جاتا تو حکم کرتیں کہ چھپا دیا جائے کہ اس کی بھاپ کا جوش ختم ہو جائے اور فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اس سے برکت زیادہ ہوتی ہے۔

حدیث ۲۵.....حاکم رحمۃ اللہ علیہ جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابوداؤد و ابن ماجہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانا کھانے کو ٹھنڈا کر لیا کرو کہ گرم کھانے میں برکت نہیں۔

حدیث ۲۶.....صحیح بخاری شریف میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جب دسترخوان اٹھایا جاتا اس وقت نبی کریم ﷺ یہ پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبُّنَا

حدیث ۲۷.....صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل اس بندے سے راضی ہوتا ہے کہ جب لقمہ کھاتا ہے تو اس پر اللہ عزوجل کی تعریف کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس پر اس کی تعریف کرتا ہے۔

حدیث ۲۸.....ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہم اللہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کھانے سے فارغ ہو کر یہ پڑھتے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

حدیث ۲۹.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھانے والا شکر گزار روزہ دار صبر کرنے والا۔

حدیث ۳۰.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کھانا پیتے پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَ سَقٰی وَ سَوَّغَہٗ وَ جَعَلَ لَہٗ مَخْرَجًا

حدیث ۳۱.....ضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا آدمی کے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے اور اٹھانے سے پہلے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جب کھانا رکھے بِسْمِ اللّٰہِ کہے اور جب اٹھایا جانے لگے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔

حدیث ۳۲.....نسائی رحمۃ اللہ علیہ خیر وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ وَمَنَّ عَلَیْنَا فَھَدَانَا وَ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ کُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ رَبِّیْ وَلَا مُکَافًی وَّلَا مَکْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا مِنَ الطَّعَامِ وَ سَقَانَا مِنَ الشَّرَابِ وَ کَسَانَا مِنَ الْعُرْیِ وَ ھَدَانَا مِنَ الضَّلَالِ وَ بَصَّرَنَا مِنَ الْعَمٰی وَ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِہٖ تَفْضِیْلًا وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حدیث ۳۳.....امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَ اَبْدِلْنَا خَیْرًا مِّنْہُ

اور دودھ پیے تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَ زِدْنَا مِنْہُ

کیونکہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پانی دونوں کی قائم مقام ہو۔

حدیث ۳۴.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانے پر سے اٹھنے کی ممانعت کی جب تک کھانا اٹھایا نہ جائے۔

حدیث ۳۵.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دسترخوان چنا جائے تو کوئی شخص دسترخوان سے نہ اٹھے جب تک وہ دسترخوان نہ اٹھا لیا جائے اور کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے اگرچہ کھا چکا ہو جب تک سب لوگ فارغ نہ ہو جائیں اور اگر ہاتھ روکنا چاہتا ہے معذرت پیش کرے کیونکہ اگر بغیر معذرت کیے ہاتھ روک لے گا تو اس کے ساتھ دوسرا شخص جو کھانا کھا رہا ہے شرمندہ ہوگا وہ بھی ہاتھ کھینچ لے گا اور شاید ابھی اس کو کھانے کی حاجت باقی ہو۔ اسی حدیث کی بنا پر علماء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کم خوراک ہو تو آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کھائے اور اس کے باوجود بھی اگر جماعت کا ساتھ نہ دے سکے تو معذرت پیش کرے تاکہ دوسروں کو شرمندگی نہ ہو۔

حدیث ۳۶.....ترمذی و ابوداؤد و حاکم اللہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا برکت ہے اس کو میں نے نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کھانے کی برکت اس کے پہلے وضو کرنا اور اس کے بعد وضو کرنا ہے (حدیث میں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے)

حدیث ۳۷.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ارشاد فرمایا کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا (ہاتھ منہ دھونا) فقر کو دور کرتا ہے اور یہ مرسلین کی سنتوں میں سے ہیں۔

حدیث ۳۸.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا جو پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو

جب کھانا ماشہ کیا جائے وضو کرے اور جب اٹھایا جائے اس وقت وضو کرے یعنی ہاتھ منہ دھو لے۔

حدیث ۳۹.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اکٹھے ہو کر کھاؤ الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

حدیث ۴۰.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عکراش بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی ثریدہ اور بوٹیاں لائی گئیں۔ میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے سامنے تناول فرمایا پھر حضور ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ عکراش ایک جگہ سے کھاؤ کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے اس کے بعد تبق میں طرح طرح کی کھجوریں لائی گئیں میں اپنے سامنے سے کھانا شروع کیں اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مختلف جگہ تبق میں پڑتا پھر فرمایا کہ عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ یہ ایک قسم کی چیز نہیں ہے پھر پانی لایا گیا حضور نے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری سے منہ اور کلائیں اور سر مسح کر لیا اور فرمایا کہ عکراش جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو آگ سے پکائی گئی ہو اس کے کھانے کے بعد یہ وضو ہے۔

حدیث ۴۱.....ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسی کے ہاتھ میں چکنائی کی بو ہو اور بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے اور اس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے تو وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے۔ اسی کی مثل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۴۲.....حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعباس بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا کھانے کے وقت جو تمہارا لوگ یہ سنت جمیلہ (اچھا طریقہ) ہے اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ کھانا رکھا جائے تو جو تے اتارلو کہ اس سے تمہارے پاؤں کے لیے راحت ہے۔

حدیث ۴۳.....ابوداؤد عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (کھانے وقت) گوشت کو چھری سے نہ کاٹو یہ عجمیوں کا طریقہ ہے اس کو دانت سے نوچ کر کھاؤ کہ یہ خوش گوار اور زود ہضم ہے۔ یہ اس وقت ہے جب گوشت اچھی طرح پک گیا ہو۔ ہاتھ یا دانت سے نوچ کر کھایا جا سکتا ہو آج کل یورپ کی تقلید میں بہت سے مسلمان بھی چھری کاٹنے سے کہا تے ہیں یہ مذموم طریقہ ہے اور اگر بوجہ ضرورت چھری سے یا گوشت کاٹ کر کھایا جائے کہ گوشت اتنا گلا ہوا نہیں ہے کہ ہاتھ سے توڑا جا سکے یا دانتوں سے نوچا جا سکے یا مثلاً مسلم ران بھنی ہوئی ہے کہ دانتوں سے نوچنے میں دقت ہوگی تو چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں، اس قسم کے بعض مواقع پر حضور اقدس ﷺ کا چھری سے گوشت کاٹ کر تناول فرمانا آیا ہے اس سے آج کل کے چھری کانٹے سے کھانے کی دلیل صحیح نہیں۔

حدیث ۴۴.....صحیح بخاری میں ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

حدیث ۴۵.....صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ نے خوان پر کھانا نہیں تناول فرمایا نہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھایا اور نہ حضور ﷺ کے لیے پتلی چپاتیاں پکائی گئیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے پتلی چپاتی دیکھی بھی نہیں۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جس چیز پر وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے؟ کہا کہ دسترخوان پر۔ خوان چپاتی کی طرح ایک چیز ہوتی ہے جس پر امراء کے یہاں کھانا چنا جاتا ہے تاکہ کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے اس پر کھانا کھا کر متکبرین کا طریقہ تھا جس طرح بعض لوگ اس زمانہ میں میز پر کھاتے ہیں چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھانا کھانا بھی امراء کا طریقہ ہے کہ ان کے یہاں مختلف قسم کے کھانے ہوتے ہیں چھوٹے چھوٹے برتنوں میں رکھے جاتے ہیں۔

حدیث ۴۶.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کھانے کو کبھی عیب نہیں لگایا (مثلاً یہ اچھا کیا) اگر خواہش ہوئی کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا۔

حدیث ۴۷.....صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا کھانا دو کے لیے کافی ہے اور

دو کا کھانا چار کے لیے کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کفایت کرتا ہے۔

حدیث ۴۸.....صحیح بخاری میں مقدام بن معدی کرب ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اپنے کھانے کو اکٹھا کیا کرو تمہارے لیے اس میں برکت ہوگی۔

حدیث ۴۹.....ابن ماجہ و ترمذی و دارمی رحیم اللہ ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن ثریدہ پیش کیا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ کناروں سے کھاؤ بیچ میں سے نہ کھاؤ کہ بیچ میں برکت اترتی ہے۔ ثریدہ ایک قسم کا کھانا ہے روٹی توڑ کر شوربے میں ملا دیتے ہیں حضور اقدس ﷺ کو یہ کھانا پسند تھا۔

حدیث ۵۰.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمٰن بن موقع ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ظرف جو بھرا جائے پیٹ سے زیادہ بدنما نہیں اور تمہیں پیٹ میں کچھ ڈالنا ہی ہے تو ایک تہائی میں کھانا ڈالو اور ایک تہائی میں پانی اور ایک تہائی ہوا اور سانس کے لیے رکھو۔

حدیث ۵۱.....ترمذی و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے مقدام بن معدی کرب ؓ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور تہائی پانی کے لیے اور تہائی سانس کے لیے۔

حدیث ۵۲.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سنی فرمایا اپنی ڈکار کم کرو اس لیے قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔

حدیث ۵۳.....صحیح مسلم میں انس ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کھجور کھاتے دیکھا اور حضور سرین پر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔

حدیث ۵۴.....صحیح بخاری و مسلم ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا جب تک ساتھ والے سے اجازت نہ لے لے۔

حدیث ۵۵.....صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن کے یہاں کھجوریں ہیں اس کے گھر والے بھوکے نہیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں اس گھر والے بھوکے ہیں۔ یہ اس زمانہ اور اس ملک کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کھجوریں بکثرت ہوتی ہیں اور جب گھر میں کھجوریں ہیں تو بال بچوں اور گھر والوں کے لیے اطمینان کی صورت ہے کہ بھوکے رہنے کا اندیشہ نہیں رہتا۔

حدیث ۵۶.....صحیح مسلم میں ابو ایوب انصاری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کھانا حاضر کیا جاتا تو تناول فرمانے کے بعد اس کا بچہ (جوٹھن) میرے پاس بھیج دیتے ایک دن کھانے کا برتن میرے پاس بھیج دیا اس میں کچھ نہیں تناول فرمایا تھا کہ یہ کیا۔ اس میں لہسن پڑا ہوا تھا میں نے دریافت کیا کہ کیا یہ حرام ہے فرمایا نہیں مگر میں بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی جس کو حضور ﷺ ناپسند فرماتے ہیں میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔

حدیث ۵۷.....صحیح بخاری و مسلم میں جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا کہ وہ ہماری مسجد سے علیحدہ رہے یا اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور حضور ﷺ کی خدمت میں ایک ہانڈی پیش کی گئی جس میں سبزی ترکاریاں تھیں حضور ﷺ نے فرمایا بعض صحابہ کو پیش کرو وہ اور ان سے فرمایا تم کھالو اس لیے میں ان سے باتیں کرتا ہوں کہ تم ان سے باتیں نہیں کرتے۔ یعنی ملائکہ سے۔

حدیث ۵۸.....ترمذی وابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بائیں کھانے سے منع فرمایا مگر یہ کہ پکا ہو۔

حدیث ۵۹.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میرے یہاں حضور ﷺ تشریف لائے فرمایا کچھ تمہارے یہاں ہے میں نے عرض کی سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں فرمایا لاؤ جس گھر میں سرکہ ہے اس گھر والے مسالن کے محتاج نہیں۔

حدیث ۶۰.....صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر والوں سے مسالن دریافت کیا لوگوں نے کہا ہمارے یہاں سرکہ کے سوا کچھ نہیں۔ حضور ﷺ نے سرکہ طلب فرمایا اور اس سے کھانا شروع کیا اور بار بار فرمایا کہ سرکہ اچھا مسالن ہے۔

حدیث ۶۱.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا۔ حضور ﷺ نے ہم پر پیش فرمایا ہم نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے فرمایا بھوک اور جھوٹ دونوں چیزوں کو اکٹھا مت کرو یعنی بھوک کے وقت کھانا کھانے تو کھالے پیٹ کے بھوک نہیں ہے کہ کھانا اور جھوٹ بولنا بھی دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے۔ بعض تکلف کرنے والے ایسا کرتے ہیں اور بہت سے دیہاتی اس قسم کی عادت رکھتے ہیں کہ جب تک ان سے بار بار نہ کہا جائے کھانے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خواہش نہیں ہے۔ جھوٹ بولنے سے بچنا ضروری ہے۔

حدیث ۶۲.....صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ملے ارشاد فرمایا کیا چیز تمہیں اس وقت گھر سے باہر لائی عرض کی بھوک۔ فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو چیز تمہیں گھر سے باہر لائی وہی مجھے بھی لائی۔ ارشاد فرمایا اٹھو وہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ایک انصاری کے یہاں تشریف لے گئے دیکھا تو وہ گھر میں نہیں۔ انصاری کی بیوی نے جونہی ان حضرات کو دیکھا مرحبا بولا کہا حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ فلاں شخص کہاں ہے کہا کہ میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں انصاری آ گئے حضور ﷺ کو اور تینوں کو دیکھ کر کہا الحمد للہ آج مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں جس کے یہاں ایسے معزز مہمان آئے ہوں پھر وہ کھجور کا ایک خوشہ لائے جس میں ادھ پکی اور سنگ کھجوریں بھی تھیں اور رطب بھی تھے اور ان حضرات سے کہا کھایئے اور خود چھری اٹھائی (یعنی بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا) حضور ﷺ نے فرمایا دودھ والی بکری کو ذبح نہ کرنا انصاری نے بکری ذبح کی ان حضرات نے بکری کا گوشت کھایا اور کھجوریں کھائیں پانی پیا۔ جب کھا پی کر فارغ ہوئے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت کے دن اس نعمت کا سوال ہوگا تمہیں بھوک گھر سے لائی اور واپس ہونے سے پہلے یہ نعمت تم کو ملی۔

حدیث ۶۳.....مسلم وابوداؤد رحمہما اللہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھانا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈالتا ہے۔

حدیث ۶۴.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کھانے میں مکھی پڑ جائے تو اسے غوطہ دے دو۔ (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے اور اسی بازو سے اپنے کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے وہی کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری قبضہ پوری کو غوطہ دے دو۔

حدیث ۶۵.....ابوداؤد وابن ماجہ وداری رحمہم اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کھانا کھائے (اور دانتوں میں کچھ رہ جائے) اسے اگر خلال کرے نکالے تو تھوک دے اور زبان سے نکالے تو نگل جائے جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔

مسائل فقہیہ: بعض صورت میں کھانا فرض ہے کہ کھانے پر ثواب ہے اور نہ کھانے میں عذاب اگر بھوک کا اتنا غلبہ ہو کہ جانتا ہو کہ نہ کھانے

سے مر جائے گا تو اتنا کھا لیا جس سے جان بچ جائے فرض ہے اور اس صورت میں اگر نہیں کھایا یہاں تک کہ مر گیا تو گنہگار ہوا، اتنا کھا لیا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت آجائے اور روزہ رکھ سکے یعنی نہ کھانے سے اتنا کمزور ہو جائے گا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا اور روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس مقدار سے کھانا فروری ہے اور اس میں بھی ثواب (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱..... اضطرار کی حالت میں یعنی جب کہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لیے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھا لینے پر اس صورت میں مواخذہ نہیں بلکہ نہ کھا کر مر جانے میں مواخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو کسی چیز کو نجی کر اپنی بلا کاست کو بچانا فرض ہے۔ پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائے گی تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے۔ (درمختار و غنیہ)

مسئلہ نمبر ۳..... دوسرے کے پاس کھانے پینے کی چیز ہے تو قیمت سے خریدہ کر پی لے وہ قیمت سے بھی نہیں دیتا اور اس کی جان پر بنی ہے تو اسے زبردستی چھین لے اور اگر اس کے لیے بھی یہی اندیشہ ہے تو کچھ لے لے اور کچھ اس کے لیے چھوڑ دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... ایک شخص اضطرار کی حالت میں ہے دوسرا شخص اس سے کہتا ہے کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر اس کا گوشت کھا لو اس کے لیے اس گوشت کے کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ انسان کا گوشت کھانا اس حالت میں بھی مباح نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... کھانے پینے پر دوا اور علاج کو قیاس نہ کیا جائے یعنی حالت اضطرار میں مردار اور شراب کو کھانے پینے کا حکم ہے مگر دوا کے طور پر شراب جائز نہیں کیونکہ مردار کا گوشت اور شراب یقینی طور پر بھوک اور پیاس کا دفعیہ ہے اور دوا کے طور پر شراب پینے میں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ مرض کا زوال ہو جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھانا مباح ہے۔ یعنی بے شراب کے بے گناہ کیے کھانا اس کا بھی صحیح مقصد ہو سکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی اور بھوک سے زیادہ کھانا حرام ہے۔ زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھا لیا جس سے پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے۔ مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... اگر بھوک سے کچھ زیادہ اس لیے کھا لیا کہ کل کا روزہ اچھی طرح رکھ سکے روزہ میں کمزوری پیدا نہیں ہوگی تو حرج نہیں جب کہ اتنی زیادہ ہو جس سے مقصد خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور معلوم ہے کہ زیادہ نہ کھایا تو کمزوری ہوگی اور دوسرے کاموں میں دقت ہوگی یونہی اگر مہمان کے ساتھ کھانے کا کھا رہا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ہاتھ روک دے گا تو مہمان شرمایا جائے گا اور سیر ہو کر نہ کھائے گا تو اس صورت میں بھی کچھ زیادہ کھا لینے کی اجازت ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... سیر ہو کر کھانا اس لیے کہ نوافل کثرت سے پڑھ سکے گا اور پڑھنے پڑھانے میں کمزوری پیدا نہ ہوگی اچھی طرح اس کام کو انجام دے سکے گا یہ مندوب ہے اور سیری سے زیادہ کھایا مگر اتنا زیادہ نہیں کہ حکم خراب ہو جائے یہ مکروہ ہے عبادت گزار شخص کو یہ اختیار ہے کہ بقدر رمق تناول کرے یا بقدر مندوب مگر اسے پیٹ کرنی چاہیے کہ اس کے لیے کھاتا ہوں کہ عبادت کی قوت پیدا ہو کہ اس نیت سے کھانا ایک قسم کی طاعت ہے۔ کھانے سے اس کا مقصود تلذذ و تنعم نہ ہو کہ یہ بری صفت ہے قرآن مجید میں کفار کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ کھانے سے ان کا مقصود تمتع و تنعم ہوتا ہے اور حدیث میں کثرت خوری کفار کی صفت بیان بتائی گئی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... ریاضت و مجاہدہ میں اپنی تکلیل نفس کا عبادت مطرد مضر کی ادا میں ضعف پیدا ہو جائے مثلاً اتنا کمزور ہو گیا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا یا جائز ہے اور اگر اس حد کی کمزوری نہ پیدا ہو تو حرج نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....زیادہ کھایا اس لئے کہ قے کر ڈالے گا اور یہ صورت اس کے لیے مفید ہو تو حرج نہیں کیونکہ بعض لوگوں کے لیے یہ طریقہ نافع ہوتا ہے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....طرح طرح کے میوے کھانے میں حرج نہیں اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایسا نہ کرے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....جو ان آدمی کو یہ اندیشہ ہے کہ سیر ہو کر کھانے سے غلبۂ شہوت ہوگا تو کھانے میں کمی نہ کرے کہ غلبۂ شہوت نہ ہو مگر اتنی کمی کرے کہ عبادت میں قصور پیدا ہو۔ (عالمگیری) اسی طرح بعض لوگوں کو گوشت کھانے سے غلبۂ شہوت ہوتا ہے وہ بھی گوشت میں کمی کر دیں۔

مسئلہ نمبر ۱۳.....ایک قسم کا کھانا ہو تو بقدر حاجت نہ کھائے کہ طبیعت تنوع چاہتی ہے کئی قسم کے کھانے تیار کرانا ہے کہ سب میں سے کچھ کچھ کھا کر ورت پوری کر لے کہ اس مقصد کے لیے متعدد قسم کے کھانے میں حرج نہیں یا اس لیے بہت سے کھانے پکوانا ہے کہ لوگوں کی ضیافت کرنی ہے وہ سب کھانے صرف ہو جائیں گے تو اس میں بھی حرج نہیں اور یہ مقصود نہ ہو تو اسراف ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴.....کھانے کے آداب و سنن یہ ہیں۔ (1) کھانے سے پہلے اور بعد (2) میں ہاتھ دھونا (3) کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھ نہ جائیں اور (4) کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیے سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

مسئلہ نمبر ۱۵.....سنت یہ ہے کہ قبل طعام اور بعد طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا انتہا انگلیاں دھو لیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶.....مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھو۔ تے وقت اپنے ہاتھ پر پانی ڈالے دوسرے سے اس میں مدد نہ لے یعنی اس کا یہ حکم ہے جو وضو کا ہے۔ (عالمگیری)

(5) کھانے کے بعد بھی طرح ہاتھ دھوئیں کو کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔ بھوبی یا آٹے یا تیل سے ہاتھ دھونے میں حرج نہیں۔ اس زمانے میں صابن سے ہاتھ دھونے کا رواج ہے اس میں بھی حرج نہیں کھانے کے لیے منہ ہاتھ دھونا سنت نہیں یعنی اگر کسی نے نہ دھویا تو نہیں کہا جائے گا کہ اس نے سنت ترک کر دی ہاں مکروہ نے اگر منہ نہ دھویا تو مکروہ ہے اور حیض والی کا بغیر دھوئے کھانا مکروہ نہیں۔ (6) کھانے سے قبل جوانوں کے پہلے ہاتھ دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد بزرگوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ (7) اس کے بعد جوانوں کے یہی حکم ملا مشائخ کا ہے کہ کھانے سے قبل ان کے ہاتھ آخر میں دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد ان کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ (8) کھانا بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر شروع کیا جائے اور ختم کرے (9) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے اگر بِسْمِ اللّٰہِ کہنا بھول گیا تو جب یاد آئے یہ کہے۔ (10) بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ کہے کہ ساتھ والوں کو اگر یاد نہ ہو تو اس سے سن کر انہیں یاد آ جائے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا بھول گیا تو جب سب لوگ فارغ ہو چکے ہوں تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی زور سے کہے کہ دوسرے لوگ سن کر شکر بجا لائیں۔ (11) روٹی پر کوئی چیز نہ رکھی جائے بعض لوگ سالن کا پیالہ یا چٹنی کی پیالی یا نمک۔ پانی رکھ دیتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہیے نمک اگر کاغذ میں ہو تو اسے روٹی پر رکھ سکتے ہیں۔ (12) ہاتھ کو روٹی یا چھری سے نہ پونچھیں۔ (13) تحریفاً کہا (14) تنکے سے کھانا ادب کے خلاف ہے۔ (15) بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے کر کھانا بھی مکروہ ہے۔ (16) روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھانا یہ اسراف ہے بلکہ پوری روٹی کھانے یا ہاں اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں اس کے کھانے سے پیٹ رہ سکتا تو توڑ سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر معلوم ہے کہ پونے ہوئے دوسرے لوگ کھا لیں گے ضائع نہ ہوں گے تو توڑنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اس کا بھی ہے کہ روٹی میں جو حصہ پھولا ہوا ہے اسے کھانا یا پانی کو چھوڑ دینا ہے۔ (17) روٹی جب دسترخوان پر آ گئی تو کھانا شروع کر دے سالن کا انتظار نہ کرے اسی لیے عموماً دسترخوان پر روٹی سب سے آخر میں لاتے ہیں تاکہ روٹی کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔ (18) داہنے ہاتھ سے کھانا کھائے (19) ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر دسترخوان پر گر گیا تو اسے چھوڑ دینا اسراف ہے بلکہ پہلے اس کو اٹھا کر کھا لے یا لے کر بچے میں یا (20) رکابی سے ابتدا نہ کھائے بلکہ ایک کنارے سے کھائے اور جو (21) کنارہ اس کے قریب ہے

وہاں سے کھائے (22) جب کھانا ایک قسم کا ہو تو ایک جگہ سے کھائے ہر طرف ہاتھ نہ مارے ہاں اگر طباق میں مختلف قسم کی چیزیں ہوں تو کر سکتا ہے ادھر ادھر سے کھانے کی اجازت ہے کہ یہ ایک چیز نہیں (23) کھانے کے وقت بائیں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔ (24) گرم کھانا نہ کھائے اور نہ (25) کھانے پر پھونکے نہ (26) کھانے کو سونگھے (27) کھانے کے وقت باتیں کرنا بالکل چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر بے ہودہ باتیں نہ کرے بلکہ اچھی باتیں کرے۔ (28) کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے ان میں سے ہر ایک کو چاٹنے دے۔ (29) برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔ حدیث میں ہے کہ کھانے کے بعد جو شخص برتن چاٹتا ہے وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ اللہ تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اور ایک روایت میں ہے کہ برتن اس کے لیے استغفار کرتا ہے (30) کھانے کی ابتدا نمک سے کی جائے اور (31) ختم بھی اسی پر کریں اس سے ستر بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... راستہ اور بازار میں کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۸..... جو دسترخوان پر روٹی کے ٹکڑے بچ ہو گئے اگر کھانا چاہتا کھا لے اور نہ مرغی گائے بکری وغیرہ کو کھلا دے یا کہیں احتیاط کی جگہ پر رکھ دے کہ چیونٹیاں کھائیں گی راستہ پر نہ پھینکے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... کھانے میں عیب نہ نکالنا چاہیے نہ یہ کہنا چاہیے کہ برا ہے حضور اقدس ﷺ نے کبھی کھانے کو عیب نہ نکالا اگر پسند آیا تناول فرمایا ورنہ نہ کھایا۔

مسئلہ نمبر ۲۰..... کھانا کھاتے وقت جب کوئی آ جاتا چاہتا ہندوستان کا عرف یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا تک نہیں یہ بات یعنی دوسرے مسلمان کو کھانے کے لیے بلانا اچھی بات ہے مگر یہ نہ چاہیے کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لیے ہو بلکہ دل سے پوچھے یہ بھی رواج ہے کہ جب پوچھا جاتا چاہتا وہ کہتا بسم اللہ یہ کہنا چاہیے یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں اس موقع پر بسم اللہ کہنے کو علماء نے سخت ممنوع عزیز بلکہ ایسے موقع پر دعا یہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً اللہ ﷻ برکت دے۔

مسئلہ نمبر ۲۱..... باپ کو بیٹے کے مال کی حاجت ہے اگر احتیاج اس وجہ سے ہے کہ اس کے پاس درہم نہیں ہیں کہ اس چیز کو خرید سکے تو بیٹے کی چیز بلا کسی معاوضہ کے استعمال کرنا جائز ہے اور اگر درہم ہیں مگر چیز نہیں ملتی تو معاوضہ دے کر لے یا اس وقت ہے کہ بیٹا لائق ہے اور اگر لائق نہیں تو بغیر حاجت بھی اس کی چیز لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۲..... ایک شخص بھوک سے اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ گھر سے باہر بھی نہیں جا سکتا کہ لوگوں سے اپنی حالت بیان کرے جس کو اس کی یہ حالت معلوم ہے اس پر فرض ہے کہ اسے کھانے کو دے نہ کہ گھر سے نکلنے کے قابل ہو جائے اگر ایسا نہیں کیا اور وہ بھوک سے مر گیا تو جن لوگوں کو اس کا یہ حال معلوم تھا سب گنہگار ہوئے اور اگر یہ شخص جس کو اس کا حال معلوم تھا اس کے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ اسے کھلائے تو اس پر یہ فرض ہے کہ دوسروں سے کہے اور لوگوں سے کچھ مانگ لائے اور ایسا نہ ہوا اور وہ مر گیا تو یہ سب لوگ جن کو اس کے حال کی خبر تھی گنہگار ہوئے اور اگر یہ شخص گھر سے باہر جا سکتا ہے مگر کما نہیں سکتا اور نہ کچھ ہے کہ لوگوں سے مانگے اور جس کے پاس صدقے کی قسم سے کوئی چیز ہو اس پر واجب ہے اور اگر وہ محتاج شخص کما سکتا ہے مگر کمائی کر کے پیسے حاصل کرنے میں اس کے لیے مانگنا حلال نہیں۔ محتاج شخص اگر کمانے پر قادر نہیں ہے مگر یہ کر سکتا ہے کہ دروازوں پر جا کر سوال کرے تو اس پر ایسا کرنا فرض ہے ایسا نہ کیا اور بھوک سے مر گیا تو گنہگار ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... کھانے میں پیسہ لپک گیا یا بال لپک پڑی یا آنسو گر گیا وہ کھانا حرام نہیں ہے کھایا جا سکتا ہے اسی طرح اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل گئی اور اس سے طبیعت کو نفرت پیدا ہو گئی وہ پیا جا سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... روٹی میں اگر پلے کا کھانا اور وہ وقت ہے تو اتنا حصہ تو ڈر پھینک دے پوری روٹی کو نجس نہیں کہا جائے گا اور اگر اس میں

نرمی آگ ہی تو بالکل نہ کھائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... مائی وغیرہ کسی ناپاک جگہ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھا تو اس پر یہ لازم نہیں کہ اسے نکال کر دھوئے اور کسی دوسری جگہ ڈال دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... بیوں کے ساتھ آری کا دانت بھی چکی میں پس گیا اس آٹے کو نہ خود کھا سکتا ہے نہ جانوروں کو کھلا سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... گوشت سڑ گیا تو اس کا کھانا حرام ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... باغ میں پرندے پھل گرے ہوئے ہیں تو جب تک مالک باغ کی اجازت نہ ہو پھل نہیں کھا سکتا اور اجازت دونوں طرح ہو سکتی ہے۔ صریحاً اجازت ہو مثلاً مالک نے کہہ دیا ہو کو گرے ہوئے پھلوں کو کھا سکتے ہو یا دلالۃً اجازت ہو یعنی وہاں ایسا عرف و عادت ہے کہ باغ والے گرے ہوئے پھلوں سے منع نہیں کرتے۔ درختوں سے پھل توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں۔ مگر جب کہ پھلوں کی کثرت معلوم ہو کہ توڑ کر کھانے میں بھی مالک کو ناگواری نہیں ہوگی تو توڑ کر بھی کھا سکتا ہے مگر کسی صورت میں یہ اجازت نہیں کہ وہاں سے پھل اٹھا لے۔ (عالمگیری) ان سب صورتوں میں عرف و عادت کا لحاظ ہے اور اگر عرف و عادت نہ ہو یا معلوم ہو کہ مالک کھا گواری ہوگی تو کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۲..... فریق کے موسم میں درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اگر وہ پتے کام کے ہوں تو اٹھا لانا جائز ہے اور مالک کے لیے بیکار ہوں تو جیسا کہ ہمارے ملک میں باغات میں پتے گر جاتے ہیں اور مالک ان کو کام میں نہیں لاتا بھاڑ جلانے والے اٹھا لاتے ہیں ایسے پتوں کو اٹھا لانے میں حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... دوست کے گھر گیا جو چیز پکی ہوئی ملی خود لے کر کھانی یا اس کے بچوں میں گیا اور پھل توڑ کر کھا لیے اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا تو کھانا جائز ہے مگر یہاں اچھی طرح غور کر لینے کی ضرورت ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا حالانکہ اسے ناگوار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً ڈھیل روٹی کو چھری سے کاٹ کر اس کے ٹکڑے کر لیے جاتے ہیں تو حرج نہیں یا دعوتوں میں بعض مرتبہ ہر شخص کو نصف نصف شیرمال دی جاتی ہے ایسے موقع پر چھری سے کاٹ کر ٹکڑے بنانے میں کوئی حرج نہیں کہ یہاں مقصود وہ سرا ہے۔ اسی طرح اگر مسلم نان یعنی ہوئی ہو اور چھری سے کاٹ کر کھائی جائے تو حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۵..... مسلمانوں کے کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ فرش وغیرہ پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں میز کرسی پر کھانا نصاریٰ کا طریقہ ہے اس سے اجتناب چاہیے بلکہ مسلمانوں کو ہر کام سلف صالحین کے طریقہ پر کرنا چاہیے غیروں کے طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر ۳۶..... تنور سے روٹی پکوانے میں بالی سے تنور لے لیتے ہیں پھر ان کے آٹے میں سے اسی اندازہ سے بالی لے لیتا ہے اس میں حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... بہت سے لوگوں نے چندہ کر کے کھانے کی چیز تیار کی اور سب مل کر اسے کھائیں گے چندہ سب نے برابر دیا اور کھانا کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ اس میں حرج نہیں۔ اسی طرح مسافروں نے اپنے توشے اور کھانے کی چیزیں ایک ساتھ مل کر کھائیں، اس میں بھی حرج نہیں اگرچہ کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ یا بعض کی چیزیں اچھی ہیں اور بعض کی ویسی نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے میں جو دانتوں میں سے ریشہ وغیرہ نکلتا ہے بہتر ہے کہ اسے پھینک دے اور نگل گیا تو اس میں بھی حرج نہیں اور خلال کا تنکا جو کچھ خلال سے نکلا اس کو لوگوں کے سامنے نہ پھینکے بلکہ اسے لیے رہے جب اس کے سامنے خلش آئے اس میں ڈال

دے پھول اور میوہ کے سنگھے سے خلال نہ کرے۔ (عالمگیری) خلال کے لیے نیم کی سیکا بہت بہتر ہے کہ اس کی لکڑی سے منہ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑوں کے لیے بھی مفید ہے جھاڑو کی تیلیاں بھی اس کام میں لا سکتے ہیں جب کہ وہ کوری ہوں مستعمل نہ ہوں۔

پانی پینے کا بیان

حدیث ۱.....صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانی پینے میں تین بار سانس لیتے تھے اور مسلم کی روایت یہ بھی ہے کہ فرماتے تھے کہ اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لیے مفید اور خوشگوار ہے۔

حدیث ۲.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک سانس میں پانی نہ پیو جیسے اونٹ پیتا ہے بلکہ دو اور تین مرتبہ میں پیو اور جب پیو تو بسم اللہ کہو اور جب برتن کو منہ سے ہٹاؤ تو الحمد للہ کی حمد کرو۔

حدیث ۳.....ابوداؤد ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع کیا ہے۔

حدیث ۴.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ برتن میں کبھی کوڑا کرکٹ دیکھا ہے فرمایا اسے گرا دو اس نے عرض کی کہ ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا ہوں فرمایا برتن کو منہ سے جدا کر کے سانس لو۔

حدیث ۵.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے پیالے میں جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے وہاں سے پینے کی اور پینے کی چیز میں ممانعت فرمائی۔

حدیث ۶.....صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے دہانے سے پینے کو منع فرمایا۔

حدیث ۷.....صحیح بخاری و مسلم و سنن ترمذی میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کو دہانے کو سوز کر اس سے پانی پینے کو منع فرمایا۔ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے منع فرمانے کے بعد ایک شخص راہ میں کھڑا ہوا اور مشک کا دہانہ پانی پینے کے لیے سوزا اس میں سے سانپ نکلا۔

حدیث ۸.....صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

حدیث ۹.....صحیح مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص پانی نہ پیے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے وہ قے کر دے۔

حدیث ۱۰.....صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں آبِ زم زم کا ایک ڈول نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر لایا حضور ﷺ نے کھڑے کھڑے اسے پیا۔

حدیث ۱۱.....صحیح بخاری میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظہر پڑھی اور لوگوں کی حاجات پوری کرنے کے لیے رحبہ کوفہ میں بیٹھ گئے جب عصر کا وقت آیا ان کے پاس پانی لایا گیا۔ انہوں نے پیا اور وضو کیا پھر وضو کیا پھر وضو کیا پھر پانی کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں حالانکہ وضو کے پانی کا یہ حکم نہیں بلکہ اس کو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ اسی طرح آبِ زم زم کو بھی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے یہ دونوں پانی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر جب پانی پیا جاتا ہے تو فوراً تمام اعضا کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مضر ہے

تکریہ دونوں برکت والے ہیں اور ان میں مخصوص تبرک ہے لہٰذا ان کا تمام اعضا میں پہنچنا بڑا فائدہ مند ہے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ مسلم کا جھوٹا پانی بھی کھڑے ہو کر پینا چاہئے۔ مگر میں نے کسی کتاب میں اس کو نہیں دیکھا صرف دو ہی پانیوں کا کتابوں میں استثناء کور پایا۔ واللہ اعلم عزوجل۔

حدیث ۱۲..... ترمذی نے کہا ﷺ سے روایت کی کہتی ہیں کہ میرے یہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے مشک لگی ہوئی تھی، اس کے دہانے سے کھڑے ہو کر پانی پیا (حضور ﷺ کے اس فعل کو علماء نے یوں جواز پر محمول کیا ہے) میں نے مشک کے دہانے کو کاٹ کر رکھ لیا۔ ان کا کاٹ کر رکھ لینا فخر تبرک تھا کہ چونکہ اس سے حضور ﷺ کا دہن اقدس لگا ہے یہ برکت کی چیز ہے اور اس سے بیماروں کو شفا ہوتی۔

حدیث ۱۳..... صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے وہ اپنے باغ میں بیٹھوں کو پانی دے رہے تھے ارشاد فرمایا کہ تمہارے یہاں باسی پانی پرانی مشک میں ہے (اگر ہو تو) اور نہ ہم مٹھا کر پانی پی لیں۔ انہوں نے کہا میرے یہاں باسی پانی پرانی مشک میں ہے پانی جھونپڑی میں ہے اور برتن میں پانی انڈیل کر اس میں بکری کا دودھ دوہا حضور نے پیا پھر دوبارہ انہوں نے پانی ڈالکر دودھ دوہا حضور ﷺ کے ساتھی نے پیا۔

حدیث ۱۴..... صحیح بخاری و مسلم میں انس ﷺ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری کا دودھ دوہا گیا اور انس کے گھر میں جو کنواں تھا اس کا پانی اس میں ملایا گیا یعنی لسی بنائی گئی پھر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا حضور ﷺ نے نوش فرمایا۔ حضور کے بائیں طرف ابوبکر ﷺ تھے اور داہنی طرف ایک اعرابی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوبکر کو دیجئے حضور ﷺ نے اس اعرابی کو کہ دیا کہ یہ داہنی جانب تھے، ارشاد فرمایا داہنا مستحق ہے پھر اس کے بعد جو داہنے ہو داہنے کو مقدم رکھا کرو۔

حدیث ۱۵..... بخاری و مسلم میں سہل بن سعد ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا حضور ﷺ نے نوش فرمایا حضور کی داہنی جانب سے سب سے چھوٹے ایک شخص تھے (عبداللہ بن عباس ﷺ) اور بڑے بڑے اصحاب بائیں جانب تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا لڑکے اگر تم اجازت دو تو بڑوں کو دے دوں انہوں نے عرض کیا حضور ﷺ! جھوٹے میں دوسروں کو اپنے پر ترجیح نہیں دوں گا حضور ﷺ نے ان کو دے دیا۔

حدیث ۱۶..... صحیح بخاری و مسلم میں حذیفہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں حریر اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیو اور نہ ان کے برتنوں میں کھانا کھاؤ کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہیں۔

حدیث ۱۷..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو پینے کی وہ چیز زیادہ پسند تھی جو شیریں اور ٹھنڈی ہو۔

حدیث ۱۸..... ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ کے بل جھک کر پانی میں منہ ڈال کر پینے سے منع فرمایا اور ایک ہاتھ سے چلو لے کر پیتے جیسے وہ لوگ پیتے ہیں جن پر فقر و فاقہ کا عارض ہے اور رات میں جب کسی برتن میں پانی پیئے تو اسے بلا لئے نگر جب کہ وہ برتن ڈھکا ہو تو بلا لینے کی ضرورت نہیں اور جو شخص برتن سے پینے پر قادر ہے اور تواضع کے طور پر ہاتھ سے پیتا ہے اللہ ﷻ اس کے لیے نیکیاں لکھتا ہے جتنی اس کے ہاتھ میں انگلیاں ہیں۔ ہاتھ حضرت عیسیٰ ﷺ کا برتن تھا کہ انہوں نے اپنا پیالہ بھی پھینک دیا اور کہا کہ یہ بھی دنیا کی چیز ہے۔

حدیث ۱۹..... ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاتھوں کو خوب دھوؤ اور ان میں پانی پیو کہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔

حدیث ۲۰..... مسلم و احمد ترمذی رحیم اللہ سے ابوقتادہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ساقی (لوگوں کو پانی پلانے والا)

پیالہ وسب کے آخر میں پئے گا۔

حدیث ۲۱.....دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضور ﷺ نے فرمایا پانی کو چھوکر یہ گوارا اور زود ہضم ہے اور بیماری سے بچاؤ ہے۔

حدیث ۲۲.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس چیز کا منع کرنا حلال نہیں فرمایا پانی اور نمک اور آگ۔ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس چیز کا منع کرنا حلال نہیں فرمایا اے حمیرا! جس نے آگ دی گویا اس نے پورے کا صدقہ کیا اور جو آگ سے پکا یا گیا اور جس نے نمک دے دیا اس نے گویا تمام اس کھانے کا صدقہ کیا جو اس نمک سے درست کیا گیا اور جس نے مسلمان کو اس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا اُس کو آزاد کیا اور جس نے مسلم کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں ملتا تو گویا اسے زندہ کر دیا۔

مسائل فقہیہ:

مسئلہ نمبر ۱.....پانی پیے بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے پئے اور تین سانس میں پئے ہر مرتبہ برتن کو منہ سے ہٹا کر سانس لے کر پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پئے اور تیسری مرتبہ سانس میں بھتا پیے پی ڈالے اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پئے غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پئے جب پی چکے الحمد للہ کہے۔ اس زمانے میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورا یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت داہنے ہاتھ سے پینے کو خلاف تہذیب جانتے ہیں، ان کی یہ تہذیب تہذیب نصاریٰ ہے۔ اسلامی تہذیب داہنے ہاتھ سے پینا ہے آج کل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جھوٹا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں مسلمان کے جھوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس صورت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے۔

مسئلہ نمبر ۲.....مشک کے دہانے میں منہ لگا کر پانی پینا منع ہے کیا معلوم کوئی مضر چیز اس کے حلق میں پہنچ جائے۔ (عالمگیری) یہی طرح لوٹے کی نوٹنی سے پانی پینا اگر جب کہ لوٹے کو دیکھ لیا ہو کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔ حرامی میں منہ لگا کر پانی پینے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ۳.....سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لے جا سکتا کیونکہ وہاں پینے کے لیے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لئے ہاں اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو لے جا سکتا ہے۔ (عالمگیری) جاڑوں میں اکثر مسجد کے حیاض میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں اس سے وضو غسل کریں یہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جا سکتا ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں اسی طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں گھر نہیں لے جا سکتے بعض لوگ نماز و پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے

مسئلہ نمبر ۴.....لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز و اسراف ہے

مسئلہ نمبر ۵.....وضو کا پانی اور آب زم زم کو کھڑے ہو کر پیا جائے پانی دوسرے پانی کو بیٹھ کر۔

ولیمہ اور ضیافت کا بیان

حدیث ۱.....صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا (یعنی خلوق کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا یہ کیا ہے۔ (یعنی ہمارے بدن پر اس رنگ کا ہونا چاہئے یہ کیا ہے) عرض کی میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ (اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ لگ گئی) فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مبارک کرے تم ولیمہ کرو اگر چہ ایک بکری سے یا ایک ہی بکری سے۔

حدیث ۲..... بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ثالم پر ولیمہ کیا اور اپنا ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکایا تھا۔ صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت انہی سے ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا لوگوں کو پیٹ بھر کر روٹی گوشت کھلایا تھا۔

حدیث ۳..... صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں خیبر سے واپس میں خیبر و مدینہ کے مابین صفیہ رضی اللہ عنہا کے زفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور ﷺ نے قیام فرمایا اس میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بلایا ولیمہ میں نہ گوشت تھا نہ روٹی تھی حضور ﷺ نے حکم دیا دسترخوان بچھا دئے گئے اس پر کھجوریں پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔

امام احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ رحمہم اللہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں ستو اور کھجوریں تھیں۔

حدیث ۴..... صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے آنا چاہئے۔

حدیث ۵..... صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہئے پھر اگر چاہے کھائے چاہے نہ کھائے۔

حدیث ۶..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مال دار لوگ بلائے جاتے ہیں اور فقراء چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور جس نے دعوت کو ترک کیا۔ (یعنی بلوجہ انکار کردیا) اس نے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے ولیمہ کا کھانا برا کھانا ہے کہ جو اس میں آنا چاہے اسے منع کرتا ہے اور اس کو بلایا جاتا ہے جو انکار کرتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

حدیث ۷..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی اس نے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی اور جو بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غارت گری کر کے نکلا۔

حدیث ۸..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شادیوں میں پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے اسے کرنا ہی چاہئے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سمعہ ہے۔ (یعنی ناموری و شہرت کے لیے ہے) جو سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا اللہ عزوجل اس کو سنائے گا یعنی اس کی سزا دے گا۔

حدیث ۹..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایسے دو شخص جو مقابلہ اور تفاخر کے طور پر دعوت کریں رسول اللہ ﷺ نے ان کے یہاں کھانے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۰..... امام احمد ابوداؤد رحمہما اللہ نے ایک صحابی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دو شخص دعوت دینے ایک وقت آئیں تو جس کا دروازہ تمہارے دروازے کے قریب ہو تو اس کی دعوت قبول کرو اور اگر ایک پہلے آیا تو جو پہلے آیا اس کو قبول کرو۔

حدیث ۱۱..... صحیح بخاری و مسلم میں ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ایک انصاری جن کی کنیت ابوشعیب تھی انہوں نے اپنے غلام سے کہا کو اتنا کھانا پکاؤ جو پانچ شخصوں کے لیے کفایت کرے۔ میں نبی کریم ﷺ مع چار اصحاب کی دعوت کروں گا۔ تھوڑا سا کھانا تیار کیا اور حضور ﷺ کو بلانے آئے ایک شخص حضور ﷺ کے ساتھ ہو لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوشعیب تمہارے ساتھ یہ شخص چلا آیا اگر تم چاہو اسے اجازت دو اور چاہو تو نہ اجازت دو۔ انہوں نے عرض کی میں نے ان کو اجازت دی یعنی اگر کسی کی دعوت ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بغیر بلائے چلا آئے تو ظاہر

کردے کہ میں نہیں لایا ہوں اور صاحب خانہ کو اختیار ہے اسے کھانے کی اجازت دے یا نہ دے کیونکہ ظاہر نہ کرے گا تو صاحب خانہ کو یہ گمان ہوگا کہ اپنے ساتھ دوسروں کو کیوں لایا۔

حدیث ۱۲.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں عمران حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۳.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ ﷻ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے اور جو شخص اللہ ﷻ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلی بات بولے ورنہ چپ رہے اور ایک روایت ہے کہ جو شخص اللہ ﷻ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔

حدیث ۱۴.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ ﷻ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے ایک رات اس کا جائز حق ہے یعنی ایک دن اس کی پوری خاطر داری کرے اپنے مقدور بھر اس کے لیے تکلف کا کھانا تیار کرائے ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد اصرار پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے مہمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے حرج میں ڈال دے۔

حدیث ۱۵.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابوالاحوص ثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم (فرمایئے) کہ میں ایک شخص کے یہاں گیا اس نے میری مہمانی کی اب وہ میرے یہاں آئے تو اس کی مہمانی کروں یا جدا ہوں اور ٹھہرنا نہ فرمایا بلکہ تم اس کی مہمانی کرو۔

حدیث ۱۶.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ مہمان کو دروازہ تک رخصت کرنے جائے۔

مسائل فقہیہ: دعوت ولیمہ سنت ہے۔ ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و اقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لیے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کروانا جائز ہے اور جو لوگ بلائے جائیں ان کو جانا چاہیے اور ان کا بلانا اس کے لیے مسرت کا باعث ہوگا۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کا جانا سنت ہے بلا وجہ علماء کے دونوں قول ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجابت سنت موکدہ ہے۔ ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے اور یہ افضل اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اس کا دل خوش کرنا ہے اور روزہ دار نہ ہو تو کھانے والے کے لیے دعا کرے۔ (عالمگیری و درمختار)

مسئلہ نمبر ۱.....دعوت ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے اس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود ادا سنت ہو اور اگر مقصود قطع ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہوگی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے کہ ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے خصوصاً اہل علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہیے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا لہو ولعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ لغویات وہاں ہیں تو نہ جائے اور جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس میں کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت نہ ہو تو صبر کرے یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مقتدی اور پیشوا ہو مثلاً علامہ مشائخ ہے اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں جنہیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدی ہو یا نہ ہو کسی کو بھی جانا جائز نہیں اگر چہ اس

حصہ۔کان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصہ میں ہوں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۳۔۔۔۔اگر وہاں لہو لعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جانے سے یہ چیزیں بند ہو جائیں گی تو اس کو اس نیت سے جانا چاہئے کہ اس کے جانے سے منکرات شرعیہ روک دیئے جائیں گے اور اگر مطلع ہے کہ وہاں نہ جانے سے ان لوگوں کو نصیحت ہوگی اور اپنے موقع پر یہ حرکتیں نہ کریں گے کیونکہ وہ لوگ اس کی شرکت کو ضروری جانتے ہیں اور جب یہ مطلع ہوگا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہوں تو وہ شخص شریک نہ ہوگا تو اس پر لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تاکہ لوگوں کو جرأت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۴۔۔۔۔دعوت ولیمہ صرف پہلے دن ہے اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔ (عالمگیری) ہندوستان کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے۔ سخت۔ سے آگے بڑھنا یا وسعت ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر۵۔۔۔۔ایک دسترخوان پر جو لوگ کھانا تناول کرتے ہیں ان میں سے ایک شخص کوئی چیز اٹھا کر دوسرے کو دے یہ جائز ہے جب کہ معلوم ہو کہ صاحب خانہ کو یہ ناگوار نہ ہوگا اور اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار ہوگا تو دینا جائز نہیں بلکہ اگر مشتبہ حال ہو معلوم نہ ہو کہ ناگوار ہوگا یا نہیں جب بھی نہ دے۔ (عالمگیری) بعض لوگ ایک ہی دسترخوان پر معززین کے سامنے عمدہ کھانے چنتے ہیں اور غریبوں کے لیے معمولی چیزیں رکھ دیتے ہیں۔ اگرچہ ایسا نہ کرنا چاہئے کہ غریبوں کی اس میں دل شکنی ہوتی ہے مگر اس صورت میں جس کے پاس کوئی اچھی چیز ہے اس نے اپنے کو دے دی جس کے پاس نہیں ہے تو ظاہر یہی ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار ہوگا کیونکہ اگر دینا ہوتا تو وہ خود ہی اس کے سامنے بھی چنتا۔ لہٰذا کم از کم یہ صورت مشتبہ کی ہے لہٰذا ایسی حالت میں چیز دینا جائز ہے اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا مثلاً روٹی، گوشت اور ایک کے پاس روٹی ختم ہو گئی دوسرے نے اپنے پاس سے اٹھا کر دے دی تو ظاہر یہ ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار نہ ہوگا

مسئلہ نمبر۶۔۔۔۔دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے سائل نے مانگا اس کو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دے دے کیونکہ اس نے اس کے کھانے کے لیے رکھا ہے اس کو مالک نہیں کر دیا کہ جس کو چاہے دے دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۷۔۔۔۔دو دسترخوان پر کھانا کھایا جا رہا ہے تو ایک دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اس پر سے اٹھا کر نہ دے مگر جب کہ یقین ہو کہ صاحب خانہ کو ایسا کرنا ناگوار نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۸۔۔۔۔کھانا تو وقت صاحب خانہ کا پکا آتا تو اس کو دیا صاحب خانہ کے خادم کو اس کھانے میں سے نہیں دے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۹۔۔۔۔کھانا ناپاک ہو گیا تو یہ جائز نہیں کہ کسی پالتی یا بچے کو کھلائے یا کسی ایسے جانور کو کھلائے جس کا کھانا حلال ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۰۔۔۔۔مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں (1) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے (2) جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو یہ نہ ہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا کسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل، کثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں۔ (3) بغیر اجازت صاحب خانہ وہاں سے نہ اٹھے اور جب (4) وہاں سے جانے تو اس کے لیے دعا کرے۔ میزبان کو چاہئے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے کہ کہیں اصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یا اس کے لئے مضر ہو میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہئے۔ اور یہ بھی نہ کرنا چاہئے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے بلکہ وہاں حاضر رہے اور مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو اور اگر صاحب وسعت ہو تو مہمان کی وجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے میزبان کو چاہئے کہ مہمان کی خاطر داری میں خود مشغول ہو خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت ہے اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے یہی

تقاضائے مروت ہے اور بہت سے مہمان ہوں تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ ان کی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا ان پر گراں ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... جب کھانا کر فارغ ہوں ان کے ہاتھ دھلائے جائیں اور یہ نہ کرے کہ ہر شخص کے ہاتھ دھونے کے بعد پانی پھینک کر دوسرے کے سامنے ہاتھ دھونے کے لیے طشت پیش کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... جس نے یہ سمجھا اگر اس کے پاس حلال و حرام دونوں قسم کے اموال ہوں مگر غالب مال حلال ہے تو اس کے قبول کرنے میں حرج نہیں یہی حکم اس کے یہاں دعوت کھانے کا ہے اور اگر اس کا غالب مال حرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے اور نہ اس کی دعوت کھائے جب تک یہ معلوم ہو کہ یہ چیز جو اسے پیش کی گئی ہے حلال ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... جس شخص پر اس کا دین ہے اگر اس نے دعوت کی اور قرض سے پہلے بھی وہ اسی طرح دعوت کرتا تھا تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور اگر پہلے بیس دن میں دعوت کرتا تھا اور اب دس دن میں کرتا ہے اب اس نے کھانے میں تکلفات بڑھا دیئے تو قبول نہ کرے کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے۔ (عالمگیری)

ظروف کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور ان کی سلائیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطر دان سے عطر لگانا یا ان کی انگیٹھی سے بخور کرنا منع ہے اور یہ ممانعت مرد و عورت کے لیے ہے۔ عورتوں کو ان کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔ زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد اور عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... سونے چاندی کے چمچے سے کھانا ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا ان کے آئینہ میں منہ دیکھنا ان کی قلم دوات سے لکھنا ان کے لونے یا طشت سے وضو کرنا یا ان کی کرسی پر بیٹھنا مرد و عورت دونوں کے لیے ممنوع ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... سونے چاندی کی آرسی پہنا عورت کے لیے جائز ہے مگر اسی آرسی میں منہ دیکھنا عورت کے لیے بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۴..... سونے چاندی کی چیزوں کے استعمال کی ممانعت اس صورت میں ہے کہ ان کو استعمال کرنا ہی مقصود ہو اور اگر یہ مقصود نہ ہو تو ممانعت نہیں مثلاً سونے چاندی کی پلیٹ یا کٹوری میں کھانا رکھا ہوا ہے اگر یہ کھانا اسی میں چھوڑ دیا جائے تو اضاعت مال ہے اس کو اس میں سے نکال کر دوسرے برتن میں یا ہاتھ پر تیل اس غرض سے لیا کہ اس سے استعمال نا جائز ہے لہٰذا تیل کو اس میں سے لے لیا جائے اور اب استعمال کیا جائے یہ جائز ہے اور اگر ہاتھ میں تیل کا لینا بغرض استعمال ہو جس طرح پیالی سے تیل لے کر سر یا ڈاڑھی میں لگاتے ہیں اس طرح کرنے سے ناجائز استعمال ہے پتا نہیں ہے کہ یہ بھی استعمال ہی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۵..... چائے کے برتن سونے چاندی کا استعمال کرنا ناجائز ہے اسی طرح سونے چاندی کی گھڑی ہاتھ میں باندھنا بلکہ اس میں وقت دیکھنا بھی ناجائز ہے کہ گھڑی کا استعمال یہی ہے کہ اس میں وقت دیکھا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... سونا چاندی کی چیزیں محض مکان کی آرائش و زینت کے لیے ہوں مثلاً قرینہ سے یہ برتن و قلم دوات لگا دینے کو مکان آراستہ ہو جائے اس میں حرج نہیں۔ یونہی سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے ان پر بیٹھنا نہیں تو حرج نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... بچوں کو ..... بسم اللہ ..... پڑھانے کے موقع پر چاندی کی دوات قلم تختی لا کر رکھتے ہیں یہ چیزیں استعمال میں

نہیں آتی بلکہ پڑھانے والے کو دے دیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر ۸.....سونے چاندی کے سوا ہر قسم کے برتن کا استعمال جائز ہے مثلاً لوہے پیتل، سیسہ، بلور وغیرہ مٹی کے برتنوں کا استعمال سب سے بہتر ہے کہ جس نے اپنے گھر کے برتن مٹی کے بنائے حدیث اس کی زیارت کو آئیں گے تانبے اور پیتل کے برتنوں پر قلعی ہونی چاہئے بغیر قلعی ان کے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار و غنیہ)

مسئلہ نمبر ۹.....جس برتن میں سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے اس کا استعمال جائز ہے جب کہ موضع استعمال میں سونا چاندی نہ ہو مثلاً کٹورے یا گلاس میں چاندی کا کام ہو تو پانی پینے میں اس جگہ منہ نہ لگے جہاں سونا چاندی ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہاں ہاتھ بھی نہ لگے، قول اول صحیح ہے۔ (درمختار و غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۰.....چھری کی موٹھ سونے چاندی کی ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔ کیونکہ استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ موٹھ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے لہٰذا موضع استعمال میں سونا چاندی ہوئی اور اگر اس کی نیام سونے چاندی کی ہو مگر سونے چاندی کا نہ ہو تو استعمال میں حرج نہیں کیونکہ ہاتھ رکھنے کی جگہ پر سونا چاندی نہیں ہے اس طرح قلم کی نب اگر سونے چاندی کی ہو تو اس سے لکھنا جائز ہے کہ وہی موضع استعمال ہے اور اگر قلم کے باقی حصہ میں ہو تو ناجائز نہیں

مسئلہ نمبر ۱۱.....چاندی سونے کا کرسی یا تخت میں کام بنا ہوا ہے یا زمین میں کام بنا ہوا ہے تو اس پر بیٹھنا جائز ہے جب کہ سونے چاندی کی جگہ سے بچ کر بیٹھے محمل یہ ہے کہ جو چیز خالص سونے چاندی کی ہے اس پر استعمال مطلقاً جائز ہے اور اگر اس میں جگہ جگہ سونا ہے تو اگر موضع استعمال میں ہے تو ناجائز ورنہ جائز مثلاً چاندی کا پیالہ جس سے بغیر کرنا مطلقاً جائز ہے اگرچہ دھونی لیتے وقت اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے اسی طرح اگر حقہ کی فرشی چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پیا جائز ہے اگرچہ یہ شخص فرشی پر ہاتھ نہ لگائے اس طرح حقہ کی مشال سونے چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پیا جائز ہے اگرچہ یہ شخص فرشی پر ہاتھ نہ لگائے اور اگر مچھ پر جگہ جگہ چاندی سونے کا کام ہو تو اس سے حقہ پی سکتا ہے جب کہ استعمال کی جگہ پرتا زہ ہو۔ کرسی میں استعمال کی جگہ بیٹھنے کی جگہ ہے اور اس کا تکیہ ہے جس سے پیٹھ لگاتے ہیں اور اس کے دستے ہیں جن پر ہاتھ رکھتے ہیں تخت میں موضع استعمال بیٹھنے کی جگہ ہے اسی طرح زین میں اور رکاب بھی سونے چاندی کی ناجائز ہے اور اسی کام بنا ہوا ہو تو موضع استعمال میں یہ وہی حکم لگام اور رکابی کا ہے۔ (ہدایہ و درمختار و غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۲.....ہر قسم پر سونے چاندی کا ملمع ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۳.....آئینہ کا حلقہ جو بوقت استعمال پکڑنے میں آتا ہو اس میں سونے چاندی کا کام ہو اس کا بھی وہی حکم ہے۔ (ہدایہ و درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴.....تلوار کے قبضے میں اور چھری پیش قبض کے دستے میں چاندی یا سونے کا کام ہے تو ان کا بھی وہی حکم ہے (ہدایہ و درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵.....کپڑے میں سونے چاندی کے حروف بنائے گئے اس کے استعمال کا بھی وہی حکم ہے (درمختار)

اس میں تفصیل ہے جو لباس کے بیان میں آئے گی۔

مسئلہ نمبر ۱۶.....ٹوٹے ہوئے برتن کو چاندی یا سونے کے تار سے جوڑنا جائز ہے اور اس کا استعمال بھی جائز ہے جب کہ اس جگہ سے استعمال نہ کرے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا کٹورا کہ یا پیالہ تھا وہ ٹوٹ گیا تو چاندی کے تار سے جوڑا گیا اور یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

خبر کہاں معتبر ہے؟

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ

(پ۲۶ الحجرات ۶)

اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے نادانستہ دے بیٹھو پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔ (ترجمہ کنزالایمان)

مسئلہ نمبر ۱..... اپنے نوکر یا غلام کو گوشت لانے کے لیے بھیجا اگرچہ یہ کہے کہ ہندو یا ہندو سے گوشت لایا ہوں اور کہتا ہے کہ مسلمان یا قصائی سے خرید کر لایا ہوں تو یہ گوشت کھایا جاسکتا ہے اور اگر اس نے یہ کہا کہ مشرک مثلاً مجوسی یا ہندو سے خرید کر لایا ہوں تو اس گوشت کا کھانا حرام ہے کہ خریدنا بیچنا معاملات میں ہے اور معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہے اگرچہ حلت و حرمت دیانات میں سے ہیں اور دیانات میں کافر کی خبر نا مقبول ہے مگر جبکہ اصل خبر خریدنے کی ہے اور حلت و حرمت اس مقام پر ضمنی چیز ہے لہٰذا جب وہ خبر معتبر ہوئی تو ضمناً یہ بھی ثابت ہو جائے گی اور اصل خبر حلت و حرمت کی ہوئی تو نامعتبر ہوئی۔ (ہدایہ و درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہو اس وقت ہے جب گمان غالب یہ ہو کہ سچ کہتا ہے اور اگر غالب گمان اس کا جھوٹا ہونا ہو تو اس پر عمل نہ کرے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... گوشت خرید کر لایا پھر یہ معلوم ہوا کہ جس سے خریدا ہے وہ مشرک ہے پھر نے کو لے گیا اس نے کہا کہ اس جانور کو مسلم نے ذبح کیا ہے اب بھی اس گوشت کا کھانا ممنوع ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... لونڈی غلام اور بچے کے ہدیہ کے متعلق خبر معتبر ہے مثلاً بچے نے کسی کے پاس کوئی چیز لا کر یہ کہا کہ میرے والد نے آپ کے پاس یہ ہدیہ بھیجا ہے تو قبض لے سکتا ہے اور اس میں تصرف کر سکتا ہے کھانے کی چیز ہو تو کھا سکتا ہے اسی طرح لونڈی غلام نے کوئی چیز دی اور یہ کہا کہ میرے مولیٰ نے یہ چیز ہدیہ بھیجی ہے بلکہ یہ دونوں خود اپنے متعلق اس کی خبر دیں کہ ہمارے مولیٰ نے خود ہمیں ہدیہ کیا ہے یہ خبر بھی مقبول ہے۔ فرض کرو لونڈی نے یہ خبر دی تو اس سے یہ شخص وطی بھی کر سکتا ہے۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۵..... ان لوگوں نے خبر دی کہ ہمارے مولیٰ یا مولیٰ نے ہمیں خریدنے کی اجازت دی ہے یہ خبر بھی معتبر ہے جب کے غالب گمان ان کی سچائی ہو لہٰذا بچے نے کوئی چیز خریدی مثلاً نمک 'مرچ' ہلدی' دھنیا اور کہتا ہے ہم کو اس کی اجازت ہے تو اس کے ہاتھ اس چیز کو بیچ سکتے ہیں اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے مثلاً اسے چند پیسوں کی مٹھائی یا چلم وغیرہ منگاتے ہیں اور یہ بتاتا ہے کہ مجھے اجازت ہے اس کا اعتبار نہ کیا جائے جب کہ اس صورت میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ اس کو پیسے اس لیے نہیں ملے ہیں کہ مٹھائی وغیرہ خرید کر کھا لے۔ (درمختار و ردالمحتار) یعنی جب کہ گمان غالب یہ ہو کہ اسے خریدنے کی اجازت نہیں ہے مثلاً یہ گمان ہے کہ چھپا کر لایا ہے مٹھائی خرید رہا ہے اس کے مُنہ کو لگے گا۔ لہٰذا یہ کہاں میں کہ مٹھائی کھانے کو پیسے دے دیں اس صورت میں اس کے ہاتھ مٹھائی کا بیچنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۶..... کافر یا فاسق نے کسی خبر دی کہ میں فلاں شخص کا اس چیز کے بیچنے میں وکیل ہوں اس کی خبر اعتبار کی جاسکتی ہے اور اس چیز کو خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح دیگر معاملات میں بھی ان کی خبریں مقبول ہیں جب کہ گمان غالب یہ ہو کہ سچ کہتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... دیانات میں خبر کا عادل ہونا ضروری ہے۔ دیانات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق بندہ اور رب کے مابین ہے

مثلاً حلت، حرمت، نجاست، طہارت اور اگر دیانت کے ساتھ زوالِ ملک بھی ہو مثلاً میاں بیوی کے متعلق کسی نے یہ ڈِگری کہ یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں تو اسکے ثبوت کے لیے فقط عدالت کافی نہیں بلکہ عدد اور عدالت دونوں چیزیں درکار ہیں یعنی دینے والے دو مرد یا ایک عورت دو گواہ تیں ہوں اور یہ سب عادل ہوں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... پانی کے متعلق کسی مسلم عادل نے یہ ڈِگری کہ پانی نجس ہے تو اس سے وضو نہ کرے بلکہ اگر دوسرا پانی نہ ہو تو تیمم کرے اور اگر فاسق یا مستور نے ڈِگری کہ پانی نجس ہے تو تحری (غور) کرے کہ اگر دل پر بات جمتی ہے تو پانی کو پھینک دے اور تیمم کرے وضو نہ کرے اور غالب گمان یہ ہے کہ جھوٹ کہتا ہے تو وضو کرے اور احتیاط یہ ہے کہ وضو کے بعد تیمم بھی کر لے اور اگر کافر نے نجاست کی ڈِگری اور غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے جب بھی بہتر یہی ہے کہ اسے پھینک دے پھر تیمم کرے (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... ایک عادل نے یہ ڈِگری کہ پاک ہے اور دوسرے عادل نے نجاست کی ڈِگری یا ایک نے ڈِگری کہ یہ مسلم کا بچہ ہے اور دوسرے نے یہ کہ مشرک کا بچہ ہے۔ اس میں بھی تحری کرے جدھر غالب گمان ہو اس پر عمل کرے۔ (ردالمحتار)

لباس کا بیان

حدیث ۱..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو جو چاہے کھا اور تو جو چاہے پہن جب تک دو باتیں نہ ہوں اسراف و تکبر۔

حدیث ۲..... امام احمد و نسائی و ابن ماجہ رحمہم اللہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور پہنو جب تک اسراف و تکبر کی آمیزش نہ ہو۔

حدیث ۳..... صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو حبرہ بہت پسند تھا۔ یہ ایک قسم کی دھاری دار چادر ہوتی تھی جو یمن میں بنتی تھی۔

حدیث ۴..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے چاند نی رات میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا حضور ﷺ سرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے یعنی اس میں سرخ دھاریاں تھیں میں کبھی حضور کو دیکھتا اور کبھی چاند کو حضور میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

حدیث ۵..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چند گی ہوئی کمبل اور موٹا تہبند نکالا اور کہا کہ حضور کی وفات انہی میں ہوئی (یعنی وفات کے وقت اسی قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے)

حدیث ۶..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تکبر کے طور پر تہبند گھسیٹے (یعنی ٹخنوں سے نیچے کر کے زمین سے لگ جائے) اس کی طرف اللہ ﷻ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جو ازار نے کے طور پر کپڑا گھسیٹے گا اس کی طرف اللہ ﷻ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ صحیح بخاری کی انہی سے روایت ہے کہ ایک شخص ازار نے کے طور پر تہبند گھسیٹ رہا تھا زمین میں دھنسا دیا گیا اب وہ قیامت تک زمین میں ہی دھنستا ہی چلا جائے گا۔

حدیث ۷..... صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے تہبند کا جو حصہ ہے وہ آگ میں ہے۔

حدیث ۸..... ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہما اللہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور اس کے اور ٹخنوں کے درمیان میں ہوا میں بھی حرج نہیں اور اس سے جو نیچے ہو آگ میں ہے اور اللہ ﷻ قیامت کے دن اس

کی طرف نظر نہیں فرمائے گا تہبند کو ازار یا پیجامہ سمجھیے۔

حدیث ۹.....ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسبال یعنی کپڑے کے نیچے کرنے کے ممانعت تہبند و پیشہ و غلام سب میں ہے حضرت ام سلمی رضی اللہ عنہا نے عرض کی عورتوں کے لیے کیا حکم ہے فرمایا ایک بالشت لٹکائیں (یعنی آدھی پنڈلی کے نیچے ایک بالشت لٹکا لیں) عرض کی اب تو عورتوں کے قدم کھل جائیں گے فرمایا فرمایا ایک ہاتھ لٹکائیں اس سے زیادہ نہیں۔

حدیث ۱۰.....صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور میرا تہبند کچھ لٹک رہا تھا فرمایا فرمایا عبداللہ اپنے تہبند کو اونچا کرو میں نے اونچا کر لیا پھر فرمایا زیادہ اونچا کرو میں نے زیادہ کر لیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا رہا۔ کسی نے عبداللہ سے پوچھا کہاں تک اونچا کیا جائے کہا نصف پنڈلی تک۔

حدیث ۱۱.....صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے نیچا کرے گا اللہ ﷻ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرا تہبند لٹک جاتا ہے مگر اس وقت کہ میں پرواہ خیال رکھوں (یعنی میں نے شکم پر تہبند کو اچھی طرح جما رکھا ہے) حضور نے فرمایا تم ان میں سے نہیں جو بطور تکبر ایسا کرتے ہیں (یعنی جو اتعمد تہبند لٹکا کر چلتے ہیں ان کے لیے وعید ہے)

حدیث ۱۲.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے تہبند کا حاشیہ پشت قدم پر تھا میں نے کہا آپ اس طرح کیوں تہبند باندھتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا۔

حدیث ۱۳.....ترمذی و ابوداؤد رحمہما اللہ نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی ممبلس کی آستین تنگ تھے۔

حدیث ۱۴.....امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاک اور صاف تھرے ہوتے ہیں اور انہی میں مردے کفناؤ۔

حدیث ۱۵.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب میں اچھے وہ کپڑے جنہیں پہن کر تم خدا کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو سفید ہیں یعنی سفید کپڑوں میں نماز پڑھنا اور مردے کفنانا اچھا ہے۔

حدیث ۱۶.....ترمذی و ابوداؤد رحمہما اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہتے ہیں ایک شخص سرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرے اور انہوں نے حضور ﷺ کو سلام کیا حضور ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

حدیث ۱۷.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اسماء رضی اللہ عنہا باریک کپڑے پہن کر حضور ﷺ کے سامنے آئیں تو حضور ﷺ نے منہ پھیر لیا۔ اور یہ فرمایا اے اسماء رضی اللہ عنہا! جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہیے سوائے منہ اور ہتھیلیوں کے۔

حدیث ۱۸.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عاتکہ بن ابی عاتکہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حفصہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ پہنا دیا۔

حدیث ۱۹.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔

حدیث ۲۰.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھا کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو۔

حدیث ۲۱.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے مابین فرق ہے کہ ہمارے عمامہ ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔

حدیث ۲۲.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور مال داروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جب تک پیوند نہ لگا لو۔

حدیث ۲۳.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کپڑا سنتے نہیں ہو کپڑا سنتے نہیں ہو روئی حالت میں ہوا ایمان سے ہے روئی حالت میں ہوا ایمان سے ہے۔

حدیث ۲۴.....امام احمد ابوداؤد ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص شہرت کا کپڑا اپنے قیامت کے دن اللہ ﷻ ذلت کا کپڑا پہنائے گا لباس شہرت سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص دروغ نہ ہو وہ ایسے کپڑے پہنے جس سے لوگ اسے دروغ گو سمجھیں یا عالم نہ ہو اور علماء سے کپڑے میں کر لوگوں کے سامنے اپنا عالم ہونا جتاتا ہے یعنی کپڑے سے مقصود کسی خوبی کا ظاہر ہو۔

حدیث ۲۵.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو باوجود قدرت اچھے کپڑے پہننا تواضع کے طور پر چھوڑ دے اللہ ﷻ اس کو کرامت کا حلہ پہنائے گا۔

حدیث ۲۶.....امام احمد و نسائی رحمہما اللہ جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے ایک شخص کو پراگندہ سر دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں فرمایا کہ اسے ایسی چیز نہیں ملتی جس سے بالوں کو سنوار لے اور دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا کیا اسے ایسی چیز نہیں ملتی جس سے کپڑے دھو لے۔

حدیث ۲۷.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ پر ظاہر ہو۔

حدیث ۲۸.....امام احمد نسائی رحمہما اللہ نے ابوالاحوص رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کپڑے گھٹیا تھے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے میں نے عرض کی ہاں ہے فرمایا کس قسم کا مال ہے میں نے عرض کی خدا کا دیا ہوا ہر قسم کا مال ہے اونٹ گائے بکریاں گھوڑے غلام فرمایا جب خدا نے تمہیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت و کرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہیے۔

حدیث ۲۹.....صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر و انس و ابن زبیر رضی اللہ عنہم ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﷺ نے فرمایا جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔

حدیث ۳۰.....صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو دنیا میں ریشم پہنے گا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

حدیث ۳۱.....صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے کی کی ممانعت فرمائی مگر اتنا اور رسول

اللہ ﷺ نے دو انگلیاں (بیچ والی اور کلمہ کی انگلیوں کو) ملا کر اشارہ کیا صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر ؓ نے خطبہ میں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ریشم کی ممانعت فرمائی ہے مگر دو یا تین یا چار انگلیوں کے برابر یعنی کسی کپڑے میں اتنی چوڑی ریشم کی گوٹ لگانی جائز ہے۔

حدیث ۳۲.....صحیح مسلم میں اسماء بنت ابی بکر ؓ سے مروی کہ انہوں نے ایک کسروانی جبہ نکالا جس کا گریبان دیباج کا تھا اور دونوں پلّوں میں دیباج کی گوٹ لگائی ہوئی تھی اور یہ کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جب عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا میں نے لے لیا۔ حضور ﷺ سے یہ کپڑا کرتے تھے اور ہم اسی کو دھو کر بیماروں کو بغرض شفا پلاتے ہیں۔

حدیث ۳۳.....ترمذی و نسائی رحمہما اللہ نے ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے اور مردوں پر حرام۔

حدیث ۳۴.....صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ کافروں کے کپڑے ہیں انہیں تم مت پہنو میں نے کہا انہیں دھو ڈالوں فرمایا کہ جلا دو۔

حدیث ۳۵.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابو شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشہ کی کمال بچانے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث ۳۶.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب کپڑا پہنتے تو داہنے ہاتھ سے شروع کرتے۔

حدیث ۳۷.....ترمذی و ابو داؤد رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے اس کا نام لیتے عمامہ یا قمیص یا چادر پھر یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ

حدیث ۳۸.....ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ بن جبل ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کپڑا پہنے اور یہ پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حدیث ۳۹.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو امامہ ؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت سہل ؓ نے تین درہم میں کپڑا خریدا اس کو پہنتے وقت یہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ فَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی النَّاسِ مَا وَارٰی بِہٖ فِی النَّاسِ وَ اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ پھر یہ کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی پڑھتے سنا

حدیث ۴۰.....امام احمد، ترمذی و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابو امامہ ؓ سے روایت کی کہ حضرت عمر ؓ سے نیا کپڑا پہنا اور یہ پڑھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ ﷻ کے کنف و حفظ و ستر میں رہے گا۔ تینوں لفظ کے ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی اللہ ﷻ اس کا نگہبان ہے۔

حدیث ۴۱.....امام احمد و ابو داؤد رحمہما اللہ نے ابن عمر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے وہ انہی میں سے ہے۔ یہ حدیث ایک اصل کلی ہے لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہئے کفار و فساق و فجار سے مشابہت بری اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انہیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں کفار و فساق سے تشبہ کلی و دائمی مرتبہ کفر ہے مسلمان اپنے کون لوگوں سے ممتاز رہے کہ پہچانا جا سکے اور غیر مسلم کا شبہ اس پر نہ ہو سکے۔

حدیث ۴۲.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔

حدیث ۴۳.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مرد کا لباس پہنتی ہے۔

حدیث ۴۴.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہ میں سرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں اور نہ کم کا رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ میثل پہنتا ہوں جس میں ریشم کا کف لگا ہوا ہو۔ (یعنی چار انگلی سے زائد) ان لومڑوں کی خوشبو وہ جس میں بو ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو بو نہ ہو یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہوتی ہے اس کا رنگ نمایاں نہ ہونا چاہیے کہ بدن یا کپڑے رنگین ہو جائیں اور عورتیں ایسی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے اور یہ رنگین خوشبو مثلاً غلوق سے حاصل ہوتی ہے تیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی۔

حدیث ۴۵.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابورمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور ﷺ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

حدیث ۴۶.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن خلیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ کی خدمت میں چند قبطی کپڑے لائے گئے حضور ﷺ نے ایک مجھے دیا اور فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کرلو ایک ٹکڑے کی قمیص بنالو اور ایک اپنی بیوی کو دے دینا اور حتی بنالے گی جب یہ چلے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہدینا کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا اتنا کہ بدن نہ جھلکے۔

حدیث ۴۷.....صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تکیہ جو اس پر آرام فرماتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

حدیث ۴۸.....صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بچھونا مرد کے لیے اور ایک اس کی زوجہ کے لیے اور تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے یعنی گھر کے آدمیوں اور مہمانوں کے لیے بچھونے جائز ہیں اور ضرورت سے زیادہ نہ چاہئے۔

مسائل فقہیہ: لباس جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جب اللہ ﷻ نے دیا ہے تو اس کی نعمت کا اظہار کیا جائے۔ یہ مستحب ہے خاص موقع پر مثلاً جمعہ یا عید کے دن عمدہ نظر کپڑے پہننا مباح ہے اس قسم کے کپڑے سے روز نہ بچنے کیونکہ ہو سکتا ہے اترانے لگے اور غریبوں کو جن کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظر حقارت سے دیکھے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہئے اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے تکبر کرنا کیا ہیں اس کی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کو پہننے سے پہلے اپنی جو حالت یا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آ گیا۔ لہٰذا ایسے کپڑے سے بچے تکبر بہت بری صفت ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱.....بہتر یہ ہے کہ اونی یا سوتی کتان کے کپڑے بنوائے جائیں جو سخت کے مواقع ہوں نہ نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوں نہ بہت گھٹیا۔ بلکہ متوسط قسم کے ہوں کہ جس طرح بہت اعلیٰ درجہ کے کپڑوں سے غرور ہوتا ہے بہت گھٹیا کپڑے پہننے سے بھی نمائش ہوتی ہے لوگوں کی نظریں اٹھتی ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی صاحب کمال اور تارک الدنیا شخص ہے۔ سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ کپڑے بھی بہتر ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن جب مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔ سبز کپڑوں کی بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۲.....سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔ (درمختار) اس زمانہ میں بہت سے مسلمان پاجامہ کی جگہ جانگیا پہننے لگے ہیں۔ اس کے جائز ہونے میں کیا کلام کہ کھلنے کا کھلا ہونا حرام ہے اور بہت ہیں اس چیز نے ان کی قباحت میں اور اضافہ کر دیا اللہ ﷻ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ وہ کفار کی تقلید اور ان کی وضع قطع سے بچیں۔ حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد جو اپنے لشکریوں کے لیے بھیجا تھا جن میں بیشمار حضرات صحابہ کرام تھے اس کو مسلمان پیش نظر رکھیں اور عمل کی کوشش کریں اور وہ ارشاد یہ ہے۔ اِیَّاکُمْ وَ زِیَّ الْاَعَاجِمِ تجمیوں کے بھیس سے بچو ان جیسی وضع قطع نہ بناؤ۔

مسئلہ نمبر۳.....ریشم کے کپڑے مرد کے لیے حرام ہیں جان اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی نرے ریشم کے کپڑے حرام ہیں ہاں اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو لڑائی کے موقع پر پہننا جائز ہے اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لئے ہر موقع پر جائز ہے۔ جہاد اور غیر جہاد دونوں میں پہن سکتے ہیں لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا بانا ریشم ہو اس وقت جائز ہے جب کہ کپڑا اعلیٰ اور باریک ہوتا بانا جائز ہے کہ اس کا جو فائدہ حقاً اس صورت میں حاصل نہ ہوگا (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر۴.....تانا ریشم ہو اور بانا سوت مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہے کہ ریشم ہی ریشم دکھائی دیتا ہے تو اس کا پہننا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) بعض قسم کی ٹوپی ایسی ہوتی ہے کہ اس کے رویں ریشم کے ہوتے ہیں اس کے پہننے کا بھی یہی حکم ہے اس کی ٹوپی اور صدری وغیرہ نہ بننی چاہئے۔

مسئلہ نمبر۵.....ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا اور لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا بھی ممنوع ہے۔ اگرچہ پہننے میں بہ نسبت اس کے زیادہ برائی ہے۔ (عالمگیری) مگر درمختار میں اسے مشہور کے خلاف بتایا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔

مسئلہ نمبر۶.....مُشَرْ کہ ایک قسم کا ریشم کا نام ہے بھاگلپوری کپڑے مُشَرْ کے کہلاتے ہیں وہ موا ریشم ہوتا ہے اس کا حکم بھی وہی ہے جو باریک ریشم کا ہے۔ کاشی سلک اور چیاسلک بھی ریشم ہے اس کے پہننے کا بھی وہی حکم ہے بن اور رام پانس کے کپڑے جو بظاہر بالکل ریشم معلوم ہوتے ہوں ان کا پہننا اگرچہ ریشم کا پہننا نہیں ہے مگر اس سے بچنا چاہیے خصوصاً ملا، کہ یہ قلعی کا موقع ملے گا یا دوسروں کو ریشم پہننے کا ذریعہ بنے گا۔ اس زمانہ میں کیلے کا ریشم چلا ہے یہ ریشم نہیں بلکہ کسی درخت کی چھال سے اس کو بناتے ہیں اور یہ بہت ظاہر طور پر شناخت میں آتا ہے اس کو پہننے میں حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر۷.....ریشم کا لحاف اوڑھنا جائز ہے کہ یہ بھی اس میں داخل ہے۔ ریشم کے پردے دروازوں پر لٹکانا مکروہ ہے۔ کپڑے بیچنے والے نے ریشم کے کپڑے کندھے پر ڈال لئے جیسا کہ پھیری کرنے والے کندھوں پر ڈال لیا کرتے ہیں یہ جائز نہیں کہ یہ پہننا نہیں ہے اور اگر جبہ یا کرتا ریشم کا ہو اور اس کی آستینوں میں ہاتھ ڈال لیے اگرچہ بیچنے کے لئے ہی لے جا رہا ہے یہ ممنوع ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۸.....عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو اس میں سوت کی بالکل آمیزش نہ ہو۔ (عامہ کتب)

مسئلہ نمبر۹.....مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل جائز ہے اس سے زیادہ جائز نہیں یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو لمبائی کا شمار نہیں اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم کا ہو جیسا کہ بعض ملاء یا چادروں یا تہبند کے کنارے اسی طرح کے ہوتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہے تو جائز ہے اور نہ ناجائز ہے۔ (درمختار) یعنی جب کہ اس کی کنارہ دوزی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے بھی زیادہ جائز ہے عمامہ یا چادر کے پلو ریشم کے بنے ہوئے ہوں تو بیچ کا بانا ریشم کا ہونا جائز ہے لہٰذا یہ پلو بھی چار انگل تک کا ہی ہونا چاہیے زیادہ نہ ہو

مسئلہ نمبر۱۰.....آستین یا گریبان دامن کے کنارے ریشم کا کام ہو تو وہ بھی چار انگل ہی تک ہو صدری یا جبہ کا ساز ریشم کا ہو تو چار انگل تک جائز ہے اور ریشم کی گھنڈیاں بھی جائز ہیں۔ ٹوپی کا طرہ بھی چار انگل تک جائز ہے۔ ہیا خانہ کا نیفہ بھی چار انگل تک کا جائز ہے۔ انگرکھا یا جبہ میں

ٹانکوں اور پیٹے پر ریشم کے پان یا کرن چار انگل تک کے جائز ہیں۔ (ردالمحتار) یہ حکم اس وقت ہے کہ پان وغیرہ مفرق ہو کہ کپڑا دکھائی نہ دے اور اگر مفرق نہ ہوں تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے

مسئلہ نمبر ۱۱..... ریشم کے کپڑے کا پیوند کسی کپڑے میں لگایا اگر یہ پیوند چار انگل تک کا ہو تو جائز ہے اور زیادہ ہو تو ناجائز ریشم کو روئی کی طرح کپڑے میں بھر دیا گیا مگر بھرے ہوئے استر دونوں سوتی ہوں تو اس کا پہننا جائز ہے اور اگر ایک استر دونوں سے کوئی بھی ریشم ہو تو ناجائز ہے اسی طرح توپی کا استر بھی ریشم کا ناجائز ہے اور توپی میں ریشم اور کنارہ چار انگل تک جائز ہے (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... توپی میں لیس لگانا یا عمامہ میں گوٹہ لگایا گیا اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے ورنہیں

مسئلہ نمبر ۱۳..... متفرق ٹکڑوں پر ریشم کا کام ہے تو اس کو جمع نہیں کیا جائے گا یعنی اگر یہ چار انگل سے زیادہ نہیں مگر جمع کریں تو زیادہ ہو جائے گا یا جائز نہیں۔ لہٰذا کپڑے کی بناوٹ میں جگہ جگہ ریشم کی دھاریاں ہوں تو جائز ہے جب کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ چوڑی کوئی دھاری نہ ہو۔ یہی حکم نقش و نگار کا ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ نہ ہونا چاہیے اور اگر پھول یا کام اسی طرح بنایا ہے کہ ریشم ہی ریشم نظر آتا ہو جس کو مفرق کہتے ہیں جس میں کپڑا نظر ہی نہیں آتا اس کام کو متفرق نہیں کہا جا سکتا اس قسم کا ریشم یا زری کا کام ٹوپی یا اچکن یا صدری یا کسی کپڑے پر ہو اور چار انگل سے زائد ہو تو ناجائز ہے (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... دھاریوں کے لئے چار انگل سے زیادہ نہ ہونا اس وقت ضروری ہے کہ بانے میں دھاریاں ہوں اُگرتانے میں ہوں یا بانا سوت ہو تو چار انگل سے زیادہ ہونے کی صورت میں بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۵..... کپڑا اس طرح بنایا گیا کہ ایک تاگا سوت ہے اور ایک ریشم مگر دیکھنے میں بالکل ریشم معلوم ہوتا ہے یعنی سوت نظر نہیں آتا یا جائز ہے (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... سونے چاندی سے کپڑا بنا جائے جیسا کہ تاری کپڑے میں زری بنی جاتی ہے کہ تاب اور پوت میں زری ہوتی ہے اسی طرح تاری عمامہ کے کنارے اور دونوں طرف کے حاشیے زری کے ہوتے ہیں ان کا حکم ہے اگر چار انگل سے زیادہ ہے تو ناجائز ہے ورنہ جائز مگر تاب اور پوت میں تو تاگا بانا دونوں ہوتا ہے لہٰذا زری اگر چار انگل سے کم ہو جب بھی ناجائز ہے ہاں اگر سوتی کپڑا ہو تانا یا بانا ریشم اور بانا سوت ہو اور اس میں زری بنی ہوتی تو چار انگل تک جائز ہوتا جیسا کہ عمامہ سوت کا ہوتا ہے اور اس میں زری بنی جاتی ہے اس کا یہی حکم ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ نہ ہونا جائز ہوتا ہے یہ حکم مردوں کیلئے ہے عورتوں کے لیے ریشم اور سونا چاندی پہننا جائز ہے اس کے لئے چار انگل کی تخصیص نہیں ہوتی اسی طرح عورتوں کے لیے گوٹے پٹے اگرچہ کتنے ہی چوڑے ہوں جائز ہیں اور مفرق اور غیر مفرق کا فرق بھی مردوں ہی کے لیے ہے عورتوں کے لیے مطلقاً جائز ہے۔ (المستفاد، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... زری کی بناوٹ کا جو حکم ہے وہی اس کے نقش و نگار کا بھی ہے اب بھی زری کی ٹوپیاں بعض لوگ پہنتے ہیں اگر کام کے درمیان سے کپڑا نظر آتا ہو تو چونکہ ایک جگہ چار انگل نہیں ہے جائز ہے اور مفرق ہو کر بالکل کام سا ہو تو چار انگل سے زیادہ ہا جائز ہے اسی طرح مدانی کا کپڑا زری کے کام سے چھپ گیا ہو تو چار انگل سے زیادہ جب ایک جگہ نہ ہو جائز ہے ورنہ جائز۔

مسئلہ نمبر ۱۸..... کمر کی پیٹی ریشم کی ہو تو ناجائز ہے اور اگر سوتی ہو اس میں ریشم کی دھاری ہو اور چار انگل ہو تو جائز ہے (عالمگیری) کلاوتو کی پیٹی ناجائز ہے بعض رؤسا اپنے چاپیوں اور چوبداروں کی پیٹیاں اس قسم کی بنواتے ہیں ان کو پہنا چاہیے

مسئلہ نمبر ۱۹..... ریشم کی مچھر دانی مردوں کے لئے بھی جائز ہے کہ یہ کپڑا اس کا استعمال پہننے میں داخل نہیں

مسئلہ نمبر ۲۰..... ریشم کے کپڑے میں تعویذ سی کر گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا ناجائز ہے کہ یہ پہننے میں داخل ہے۔ اسی طرح

سونے اور چاندی میں رکھ کر پہننا بھی ناجائز ہے اور چاندی یا سونے ہی پر تعویذ لکھا ہوا ہو جب بھی ناجائز ہے

مسئلہ نمبر ۲۱..... ریشم کی ٹوپی اگر چہ عمامہ کے نیچے ہو یہ بھی ناجائز ہے اسی طرح زری کی ٹوپی بھی ناجائز ہے اگر چہ عمامہ کے نیچے ہو (درمختار وغیرہ) زریں کلاہ جو افغانی اوٹ سرحدی اوٹ پنجابی عمامہ کے نیچے پہنتے ہیں اور وہ مغرق ہوتی ہے اور اس کا کام چار انگل سے زیادہ ہوتا ہے یا ناجائز ہے ہاں اگر چار انگل یا کم ہو تو جائز ہے

مسئلہ نمبر ۲۲..... ریشم کا سر بند ممنوع ہے ریشم کی ڈوری میں تسبیح گوندھی جائے تو اس کو گلے میں ڈالنا ممنوع ہے اس طرح گھڑی کا ڈورا ریشم کا ہو تو اس کو گلے میں یا رسیشم کی جیبن کاج میں ڈال کر لٹکانا بھی ممنوع ہے ریشم کا ڈورا یا فیتا کاٹنی پر باندھنا بھی منع ہے ان سب میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ یہ چیز چار انگل سے کم ہے کیونکہ یہ چیز پوری ریشم کی ہے۔ سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا یا کاٹنی پر باندھنا منع ہے (درمختار) بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبے پیتل لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ ان دھاتوں کا پہننا بھی ناجائز ہے اور اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کاٹنی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں تو ان کے پہننے سے ممانعت ہے جیب میں رکھنا منع نہیں۔ قرآن مجید کا جزدان ایسے کپڑے کا بنانا جس کا پہننا ممنوع ہے تو اس میں قرآن مجید رکھ سکتا ہے مگر اس میں فیتا لگا کر گلے میں ڈالنا منع ہے یعنی ممانعت اسی صورت میں ہے کہ جزدان ریشم یا زری کا ہو (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... ریشم کی تھیلی میں روپیہ رکھنا منع نہیں ہاں اس کو گلے میں لٹکانا منع ہے (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... ریشم کا بٹوہ گلے میں لٹکانا منع ہے اور اس میں چھالیا تمباکو رکھ کر اسے جیب میں رکھنا اور اس میں سے کھانا منع نہیں کہ اس کا پہننا منع ہے یہ کہ مطلقاً استعمال اور زری کے جوتے کا مطلقاً استعمال منع ہے کیونکہ سونے چاندی کا استعمال مطلقاً منع ہے اس میں سے چھالیا تمباکو کھانا بھی منع ہے

مسئلہ نمبر ۲۵..... نصف فصد لیتے وقت پٹی باندھنا جائز ہے کہ رگیں ظاہر ہو جائیں یہ پٹی ریشم کی ہو تو مرد کو باندھنا جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... ریشم کے مصلّی پر نماز پڑھنا حرام نہیں۔ (درمختار) مگر اس پر پڑھنا نہیں چاہیے

مسئلہ نمبر ۲۷..... کان کو ریشم چاندی سونے سے آراستہ کرنا مثلاً دیواروں دروازوں پر ریشمی پردے لٹکانے اور جگہ جگہ قرینہ سے سونے چاندی کے ظروف وآلات رکھنا جس سے مقصود چشم آرائش وزیبائش ہو تو کراہت ہے اور اگر تکبر وتفاخر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے (درمختار) غالباً کراہت کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ چیزیں اگر چہ بذاتہٖ تکبر سے نہ ہوں مگر بالآخر عموماً ان سے تکبر پیدا ہو جایا کرتا ہے

مسئلہ نمبر ۲۸..... فقہاء وعلماء کو ایسے کپڑے پہننے چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو۔ (درمختار) اور اس کو بڑا ذاتی تشخص وامتیاز مقصود ہو تو یہ مذموم ہے

مسئلہ نمبر ۲۹..... کھانے کے وقت بعض لوگ آستینوں پر کپڑا ڈال لیتے ہیں تاکہ اگر شوربا چلے تو کپڑے خراب نہ ہوں جو کپڑا آستینوں پر ڈالا گیا اگر ریشم بھی ہو تا جائز ہے۔ ریشم کا رومال تاکہ وغیرہ پونچھنے کے لیے جائز ہے یعنی جب کہ اس سے پونچھنے کا کام لے رومال کی طرح اسے نہ رکھے اور نہ تکبر بھی مقصود ہو (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے (درمختار) یعنی جب کہ بٹن بغیر زنجیروں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے

مسئلہ نمبر ۳۱..... آشوب چشم کی وجہ سے سر پر سیاہ ریشم کا لحاف ڈالنا جائز ہے کہ یہ ضرورتی صورت ہے (درمختار) اس زمانے میں رنگین چشمے نکلے ہیں جو دھوپ اور روشنی کے وقت لگائے جاتے ہیں ایسا چشمہ ہوتے ہوئے ریشم کے استعمال کی ضرورت نہیں رہتی

مسئلہ نمبر ۳۲.....نابالغ لڑکوں کو بھی ریشم کے کپڑے پہنانا حرام ہیں اور گناہ پہنانے والے پر ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳.....سُرخ یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے مگر اگر رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا بلکا ہو کہ زرد ہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، وہ اتی، بمبئی، چمپئی، نارنجی وغیرہ باہر دالوں کو بھی جائز ہیں اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مردا ان کو بالکل نہ پہنے۔ (درمختار، ردالمحتار) اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے مشابہ ہونا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے لہٰذا اگر یہ علت نہ ہو تو ممانعت بھی نہ ہوگی مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ غلہ رنگا جا سکتا ہے اور گرتا پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو غلہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ

مسئلہ نمبر ۳۴.....جس کے یہاں میت ہوئی اسے اظہارِ غم میں سیاہ کپڑا پہننا جائز ہے (عالمگیری) سیاہ بلے لگانا بھی ناجائز ہے کہ اہلِ وسوگ کی صورت ہے۔ جدوم یہ کہ نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ یا ہم محرم میں یعنی پہلی محرم سے تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں اظہارِ غم کا یہ رافضیوں کا طریقہ ہے اور سبز کہ یہ متدعین یعنی قمر یداروں کا طریقہ ہے اور سرخ یہ کہ یہ نارنجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ سعاذ اللہ اظہارِ مسرت کے لیے سرخ پہنتے ہیں۔

(اعلیٰ حضرت فاضل قدس سرہ)

مسئلہ نمبر ۳۵.....اون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے حدیث میں ہے کہ اون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے۔ (عالمگیری) اور صوف یعنی اون کے کپڑے اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے اگرچہ ان کے قسم پر کافی کمبل ہوتی مگر دل تو نورِ ایمانی اور معدنِ اسرارِ ربانی ہوتا مگر اس زمانے میں اون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ان کا شمار بالائے طاق میں ہوتا ہے۔ یہ چیز ہیں فقراء اور غربا کو کہاں ملتی نہیں تو امراء اور رؤسا استعمال کرتے ہیں فقراء وصدیہ کا مقصد غالباً ان بیش قیمت اونی کپڑوں سے پورا نہیں ہوگا بلکہ وہی معمولی دیسی کمبل جو کم وقعت سمجھے جاتے ہیں ان کے استعمال سے وہ بات پوری ہوگی

مسئلہ نمبر ۳۶.....پاجامہ پہننا سنت ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ ستر عورت ہے (عالمگیری) اس کو سنت ایس معنی کہا گیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اسے پسند فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پسند فرما کر حضور ﷺ تہبند پہنا کرتے تھے پاجامہ پہننا ثابت نہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۷.....مرد کو ایسا پاجامہ پہننا جس کے پائنچے کہ ٹخنے سے پشتِ قدم پر رہتے ہوں مکروہ ہے کپڑے میں اسبال یعنی اتنا نیچا کرنا جیسا پاجامہ تہبند پہننا کہ ٹخنے چھپ جائیں ممنوع ہے یہ کپڑے سے آدمی پنڈلی سے لے کر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے پائیں (عالمگیری) مگر پاجامہ یا تہبند بہت اونچا پہننا آج کل دیہاتیوں کا طریقہ ہے لہٰذا اتنا بھی نیچا پہننے کو دیکھنا دیہاتی سمجھے اس زمانے میں بعض لوگوں نے پاجامہ بہت نیچے پہننا شروع کر دیا ہے کہ ٹخنے تو کیا ایڑیاں بھی چھپ جاتی ہیں حدیث میں اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے یہاں تک کہ ارشاد فرمایا ٹخنے سے جو نیچا ہو وہ جہنم میں ہے اور بعض لوگ تناؤ نیچا پہنتے ہیں کہ ٹخنے بھی کھل جاتے ہیں جس کو نکر کہتے ہیں نصرانیوں سے سیکھا ہے اونچا پہننے میں تو ٹخنے کھول دیتے ہیں اور نیچا پہنتے ہیں تو ایڑیاں چھپا دیتے ہیں غرض اوقات فریب سے علیحدہ ہو کر مسنون طریقہ اختیار نہیں کرتے۔ بعض لوگ چوڑی دار پاجامہ پہنتے ہیں اس میں بھی ٹخنے چھپتے ہیں اور عضو کی پوری ہیئت نظر آتی ہے۔ عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہیے عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں اور پائنچوں کو قدم چھپ جائیں ان کے لیے جہاں تک پاؤں کا زیادہ حصہ چھپا چھپا ہے

مسئلہ نمبر ۳۸.....ہوئے کپڑے پہننا اور پرانا ہو جائے تو پیوند لگا کر پہننا سلفِ صالحین طریقہ ہے۔ (عالمگیری) حدیث میں فرمایا کہ جب تک پیوند لگا کر پہن نہ لو کپڑے کو پرانا نہ سمجھو اور بہت باریک کپڑے نہ پہنے جس سے بدن کی رنگت جھلکے خصوصاً تہبند پہنتے ہیں جس سے بالکل ستر

عورت نہیں ہوتا اور اسی کو بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور ان کی نماز بھی نہیں ہوتی کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے۔ بعض لوگ پاجامہ اور تہبند کی جگہ دھوتی باندھتے ہیں۔ دھوتی باندھنا بندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر عورت بھی نہیں ہوتا چلتے میں ران کا پھلا حصہ کھل جاتا ہے اور نظر آتا ہے

مسئلہ نمبر ۳۹.....سدل یعنی سر یا شانے پر کپڑا ڈال کر اس کے کنارے لٹکائے رکھنا نماز میں مکروہ ہے جس کا بیان گزر چکا ہے مگر نماز میں نہ ہو تو مکروہ نہیں اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کرتا یا جامہ یا تہبند پہنے ہوئے ہے اور چادر کو سر یا شانوں سے لٹکا دیا تو مکروہ نہیں اور اگر کرتا نہیں پہنے ہوئے ہے تو سدل مکروہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۰.....پوستین پہننا جائز ہے بزرگانِ دین علماء مشائخ نے پہنی ہے۔ جو جانور حلال نہیں اگر اس کو ذبح کر لیا ہو یا اس کے چمڑے کی دباغت کر لی ہو تو اس کی پوستین بھی پہنی جا سکتی ہے اور اس کی ٹوپی اور جی جا سکتی ہے مثلاً لومڑی کی پوستین یا سمور کی پوستین کر لی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے جس کی پوستین بنائی جاتی ہے اسی طرح سنجاب کی پوستین یہ گلہری کی شکل کا جانور ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۱.....درندہ جانور شیر یا چیتا وغیرہ کی پوستین میں بھی حرج نہیں اس کو پہن سکتے ہیں اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (عالمگیری)

اگرچہ افضل اس سے بچنا ہے۔ صحیح حدیث میں چیتے کی کھال پر سوار ہونے کی ممانعت آئی ہے

مسئلہ نمبر ۴۲.....ناک منہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا وضو کے بعد ہاتھ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا جائز ہے اسی طرح پسینہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا جائز ہے اور اگر یہ ہاتھ پونچھنا وضو ہو تو مستحب ہے۔ (عالمگیری)

عمامہ کا بیان

عمامہ باندھنا سنت ہے خاص کر نماز میں کہ جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے عمامہ کے متعلق چند حدیثیں اور ذکر کی جاتی ہیں

مسئلہ نمبر ۱.....عمامہ باندھنے کا شملہ بیچ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے شملہ کتنا ہونا چاہئے اس میں اختلاف ہے زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔ (عالمگیری) بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اوپر لا کر عمامہ میں گھونس دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے خصوصاً نماز میں ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۲.....عمامہ ہی کو جب پھیر سے باندھا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اسی طرح ادھیڑا جائے۔ (عالمگیری) ٹوپی پہننا خود حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے (عالمگیری) مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ ہم اور ان میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور یہ صرف عمامہ باندھتے ہیں اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے مگر یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ مشرکین عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے بعض لوگ بہت بڑے عمامے باندھتے ہیں ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے ہمارے ملک اور علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور پچاس گز لمبی ہوتی ہیں اس طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔

متفرق مسائل بزرگانِ دین اولیاء و صالحین کے مزارات طیبہ پر خلاف ڈالنا جائز ہے کہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت نظر عوام میں

پیدا ہو ان کا اب کریں ان کے برکات حاصل کریں۔ (ردالمحتار) یا اشت کے لیے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد رہے بعض لوگ رومال یا کمر بند میں گرہ لگا لیتے ہیں کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں یہ جائز ہے اور بازو پر ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے جب کہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا جائے اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کیے جاتے تھے اسی طرح تعویذ آیات و احادیث و ادعیہ کو رکابی میں لکھ کر سرخی کو پونچھ شفا پانا بھی جائز ہے ذب و ناخن و لٹھا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں بازو پر باندھ سکتے ہیں جب کہ خلاف ادب میں ہوں۔

مسئلہ نمبر ۴..... بچھو نے یا مسلے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا جائز ہے یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاغذ پر لکھی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی گئی ہو اگر چہ حروف مقطوعہ لکھے ہوں کیونکہ حروف مقطوعہ کا بھی احترام ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... کثرتِ دعوتوں پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا ان پر کھانا کھانا نہ چاہیے بعض لوگوں کو تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے

مسئلہ نمبر ۶..... بعض کاشت کار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی لگا دیتے ہیں اس سے مقصود نظر بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی ایسا کرنا جائز ہے نہیں کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے احادیث سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ یا اردو میں یہ کہدے کہ اللہ برکت کرے اسی طرح کہنے سے نظر نہیں لگتی۔ (ردالمحتار)

جوتا پہننے کا بیان

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جوتے بکثرت استعمال کرو کہ آدمی جب تک جوتے پہنے ہوئے ہے گویا وہ سوار ہے یعنی کم تکتا ہے۔

حدیث ۲..... صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے نعلین پہنے دیکھا جن میں بال نہ تھے۔

حدیث ۳..... صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کی نعلین میں دو قبال تھے یعنی انگلیوں کے بیچ دو تسمے تھے۔

حدیث ۴..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب جوتا پہنے پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے کہ داہنا پہننے میں پہلے ہو اور اتارنے میں پیچھے۔

حدیث ۵..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے دونوں اتار دے یا دونوں پہن لے۔

حدیث ۶..... صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو ایک جوتا پہن کر نہ چلے بلکہ تم کو درست کر لے اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔

حدیث ۷..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔ یہ حکم ان جوتوں کا ہے جن کو کھڑے ہو کر پہننے میں دقت ہوتی ہے جن میں تسمے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح جوتا

جوتا بھی بیٹھ کر پہنے کہ اس میں بھی نیفہ یا بند حصار پڑا ہے اور کھڑے ہو کر باندھنے میں دشواری ہوتی ہے اور جو اس قسم کے نہ ہوں جیسے سلیم شاہی یا پمپ یا وہ چپل جس میں تسمہ یا بند حصار نہیں ہوتا ان کو کھڑے ہو کر پہننے میں مضائقہ نہیں۔

حدیث ۸.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کبھی ایک نعل پہن کر بھی چلے ہیں یہ بیان جواز کے لیے ہوگا یا وہ ایک قدم چلنا ہوگا مثلاً حجرے کا دروازہ کھولنے کے لیے۔

حدیث ۹.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی ملیکہ ؓ سے روایت کی کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتی پہنتی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ یعنی عورتوں کو مردانہ جوتا نہیں پہننا چاہئے بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک کو دوسری کی وضع اختیار کرنے کی ممانعت ہے نہ مرد عورت کی وضع اختیار کرے نہ عورت مرد کی۔

حدیث ۱۰.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن بریدہ ؓ سے روایت کی کہ کسی نے فضالہ بن عبید ؓ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو پراگندہ سر دیکھتا ہوں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کثرت رفاہ یعنی بے سفر رہنے سے منع فرماتے تھے اس نے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو ننگے پاؤں دیکھتا ہوں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں

مسئلہ نمبر ۱۱.....بال کے چمڑے کی جوتیاں جائز ہیں بلکہ حضور اقدس ﷺ نے بعض مرتبہ اس قسم کی خلیق استعمال فرمائی ہیں لوہے کی کیلوں سے سلے ہوئے جو رستے جائز ہیں بلکہ اس زمانے میں ایسے بہت ہوتے ہیں جن کی سلائی کیلوں سے ہوتی ہے۔ (عالمگیری)

انگوٹھی اور زیور کا بیان

حدیث ۱.....صحیح مسلم میں انس ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ کسری و قیصر و نجاشی کو خطوط لکھے جائیں تو کسی نے یہ عرض کی کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے حضور ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں یہ نقش تھا "محمد رسول اللہ" اسی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں تھا ایک سطر میں محمد دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ۔

حدیث ۲.....صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو داہنے ہاتھ میں پہنا پھر اس کو پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں یہ نقش تھا "محمد رسول اللہ" اور فرمایا کوئی شخص میری انگوٹھی کے نقش کے موافق اپنی انگوٹھی میں نقش کھدوائے اور حضور ﷺ جب انگوٹھی پہنتے تو نگینہ ہتھیلی کی طرف ہوتا۔

حدیث ۳.....صحیح بخاری میں انس ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی تھا۔

حدیث ۴.....صحیح بخاری و مسلم میں ابنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا اور نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے۔

حدیث ۵.....مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ابنی سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی یعنی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں۔

حدیث ۶.....صحیح مسلم میں حضرت علی ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں یا اس میں یعنی بیچ والی میں یا کلمہ کی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے مجھے منع فرمایا۔

حدیث ۷.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن جعفر ؓ سے ابوداؤد نسائی حمیراللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ نبی ﷺ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے ان دونوں حدیثوں

سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی داہنے میں پہنی اور کبھی بائیں میں تحریر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا مستحب ہے۔

حدیث ۸.....ابوداؤد وغیرہما رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے داہنے ہاتھ میں ریشم یا بائیں ہاتھ میں سونا پھر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

حدیث ۹.....صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے قسی (ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے) اور گرم کے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۰.....صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ کیا کوئی اپنے ہاتھ میں انگارہ رکھتا ہے جب حضور ﷺ تشریف لے گئے کسی نے اس سے کہا اپنی انگوٹھی اٹھالو اور اور کسی کام میں لاؤ۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں اسے کبھی نہ پہنوں گا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پھینک دیا۔

حدیث ۱۱.....ابوداؤد وغیرہما رحمہم اللہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے پیتل کی کاٹھی پر سوار ہونے سے اور سونا پہننے سے ممانعت فرمائی تحریر زہری و عمر کے یعنی اگر پیتل سے سونے کے باریک باریک زیور بنا کے جائیں تو ممنوع نہیں۔

حدیث ۱۲.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ موطا میں فرماتے ہیں کہ بچوں کو سونا پہنانا برا جانتا ہوں کیونکہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کی ممانعت فرمائی فقہاء مردوں کے لیے برا ہے چھوٹے اور بڑے دونوں کے لیے۔

حدیث ۱۳.....ترمذی ابوداؤد وغیرہما رحمہم اللہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے تم سے بت کی بو آتی ہے انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم جنتیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو اسے بھی پھینکا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس چیز کی انگوٹھی بناؤں فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی ہو ترمذی کی روایت میں ہے کہ لوہے کے بعد سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم کو جنتیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں یعنی سونا تو اہل جنت جنت میں پہنیں گے۔

حدیث ۱۴.....ابوداؤد وغیرہما رحمہم اللہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ دس چیزوں کو برا جانتے تھے۔ (1) پیلا زردی یعنی مرد کو خلوق استعمال (2) خضیبا لوں میں سیاہ خضاب کرنا (3) تہبند لٹکانا (4) سونے کی انگوٹھی پہننا (5) پٹھل عورت کا زینت کو ظاہر کرنا یعنی شوہر اور محارم کے سوا دوسروں کے سامنے اظہار زینت (6) اپنا پھینکا یعنی چوسرا اور شطرنج وغیرہ کھیلنا (7) جہاز پھونک کر ہانکنا مراد ہے یعنی جس میں ما جائز اٹھائے ہوں ان سے جہاز پھونک منع ہے اور (8) تعویذ باندھنا یعنی وہ تعویذ باندھنا جس میں خلاف شرع الفاظ ہوں اور (9) پانی کو نیز گل میں گرنا یعنی وضو کے بعد حوض کو باہر گرنا کہ یہ آزاد عورت میں نظیر اجازت ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد واطاعت ہو (10) بچہ کو فاسد کر دینا کہ اس دسویں کو حرام نہیں کیا یعنی کہ دودھ پینے کے زمانے میں اس کی ماں سے وطی کرنا اگر وہ حاملہ ہو گئی تو ایک بچہ خراب ہو جائے گا۔

حدیث ۱۵.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں کی لونڈی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑکی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائی اور اس کے پاؤں میں گھنگرو تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کاٹ دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

حدیث ۱۶.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک لڑکی آئی جس کے پاؤں میں گھنگرو بج رہے تھے فرمایا کہ اسے میرے پاس نہ لاؤ جب تک اس کے گھنگرو کاٹ نہ لیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس گھر میں جرس یعنی گھنٹی یا

محقر ہوتے ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔

مسائل فقیہہ: مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے۔ یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پر تلے میں چاندی لگائی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱..... انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جا سکتی ہے اور دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں پیتل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوا فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوا فرمایا کیا بات ہے کہ تم پر جنتیوں کا زیور دیکھتا ہوں انہوں نے اس کو بھی اتار دیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم (آپ کی انگوٹھی بنانے) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں فرمایا کو چاندی کی اور اس کو ایک مثقال پورا نہ کرنا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... بعض علماء نے زبرجد اور عقیق کی انگوٹھی جائز بتائی اور بعض نے ہر قسم کے پتھر کی انگوٹھی کی اجازت دی اور بعض ان سب کی ممانعت کرتے ہیں لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چاندی کے سوا ہر قسم کی انگوٹھی سے بچا جائے خصوصاً جب کہ صاحب ہدایہ جیسے جلیل القدر کا میلان ان سب کے عدم جواز کی طرف ہے

مسئلہ نمبر ۳..... انگوٹھی سے مراد حلقہ ہے نگینہ نہیں نگینہ ہر قسم کے پتھر کا ہو سکتا ہے عقیق یا فیروزہ مرد و غیرہ سب کا نگینہ جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... جب ان چیزوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں تو ان کا بنانا اور بیچنا بھی ممنوع ہوا کہ یہ ناجائز کام پر اعانت ہے ہاں بیچ کی ممانعت ویسی نہیں جیسی پہننے کی کوئی ممانعت نہیں۔ (عالمگیری) اس سے معلوم ہوا کہ سونے کے زیوروں میں جو بہت لوگ اندنا نے یا لوہے کی سلاخ رکھتے ہیں اور اوپر سے سونے کا پترچڑھا دیتے ہیں اس کا پہننا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۵..... انگوٹھی کے نگینہ میں سوراخ کر کے اس میں سونے کی کیل ڈال دینا جائز ہے (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۶..... انگوٹھی انی کے لیے مسنون ہے۔ جن کو ہر کرنے کی حاجت ہوتی ہے جیسے سلطان و قاضی اور ملا، جو توئی پر ہر کرتے ہیں ان کے سوا دوسروں کے لیے جن کو ہر کرنے کی حاجت نہیں مسنون نہیں مگر پہننا جائز ہے

مسئلہ نمبر ۷..... مرد کو چاہیے کہ اگر انگوٹھی پہنے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھے اور عورتیں نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف رکھیں کہ ان کا پہنانا زینت کے لیے ہے اور زینت اسی صورت میں زیادہ ہے کہ نگینہ باہر کی جانب رہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۸..... دو انگوٹھیاں جس ہاتھ میں چاہیں انگوٹھی پہن سکتے ہیں اور چھنگلیا میں پہنی جائے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۹..... انگوٹھی پر اپنا نام کندہ کرا سکتا ہے اور اللہ ﷻ اور حضور ﷺ کا نام پاک بھی کندہ کرا سکتا ہے مگر "محمد رسول اللہ" یعنی یہ عبارت کندہ نہ کرائے کہ حضور ﷺ کی انگشتری پر تین سطروں میں کندہ تھی پہلی سطر محمد دوسری رسول تیسری اسم جلالت اور حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ کوئی دوسرا شخص اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے نگینہ پر انسان یا کسی جانور کی تصویر کندہ نہ کرائے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... انگوٹھی وہی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کی طرح ہو یعنی ایک نگینہ کی ہو اور اگر اس میں کئی نگینے ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو مرد کے لیے ناجائز ہے (درمختار) اسی طرح مردوں کے لیے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلے پہننا بھی ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہیں عورتیں چھلے پہن سکتی ہیں

مسئلہ نمبر ۱۱..... ہلتے ہوئے دانتوں کو سونے کے تار سے بندھوانا جائز ہے اور اگر کسی کی ناک کٹ گئی ہو تو سونے کی ناک لگوا سکتا ہے ان دونوں صورتوں میں ضرورت کی وجہ سے سونے کو جائز کہا گیا کیونکہ چاندی کے تار سے دانت باندھے جائیں یا چاندی کی ناک لگائی جائے تو اس میں تعفن پیدا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... دانت اگر جدا ہی دانت کو سونے کے تار سے بندھوا سکتا ہے۔ دوسرے شخص کا دانت اپنے میں نہیں لگا سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا وہ گنہگار ہوگا اسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں پر بلا ضرورت مہندی لگانا جائز ہے عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے مگر مرد کے لگانے کی تو گنہگار ہوئی۔ (درمختار، ردالمحتار)

برتن چھپانے اور سونے کے وقت کے آداب

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے یا فرمایا کہ جب شام ہو جائے تو بچوں کو سمیٹ لو کیونکہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے اب انہیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ کر دروازہ بند کرلو کیونکہ اس طرح جب دروازہ بند کیا جائے تو شیطان نہیں کھول سکتا اور بسم اللہ کہہ کر مشکوں کے دہانے باندھ دو اور بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانک دو خواہ کچھ نہیں تو یہ کرو کہ اس پر کوئی چیز آڑی کر کے رکھ دو اور چراغوں کو بجھا دو اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ برتن چھپا دو اور مشکوں کے منہ بند کر دو اور دروازے بھیڑ دو اور بچے کو سمیٹ لو شام کے وقت کیونکہ اس وقت جن منتشر ہوتے ہیں اور اچک لیتے ہیں اور سوتے وقت چراغ کو بجھا دو کہ کبھی چوہیا شمیٹ لے جائے اور گھر جل جائے۔ مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے برتن چھپا دو اور مشک کا منہ باندھ دو اور دروازے بند کر دو اور چراغ بجھا دو کہ شیطان مشک کو نہیں کھولے گا اور نہ دروازہ اور برتن کھولے گا اگر کچھ نہ ملے تو بسم اللہ کہہ کر ایک لکڑی آڑی کر کے رکھ دے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے کہ اس میں وبا اترتی ہے جو برتن چھپا ہوا نہیں یا مشک کا منہ باندھا ہوا نہیں ہے اگر وہاں سے وبا گزرتی ہے تو اس میں اتر جاتی ہے۔

حدیث ۲..... امام احمد و مسلم و ابوداؤد رحمہم اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آفتاب ڈوب جائے تو جب تک عشا کی سیاہی جاتی نہ رہے اپنے چوپایوں اور بچوں کو نہ چھوڑو کیونکہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں۔

حدیث ۳..... صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑا کرو۔

حدیث ۴..... صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مکان رات میں جل گیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ آگ تمہاری دشمن ہے جب سویا کرو بجھا دیا کرو۔

حدیث ۵..... شرح السنہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب رات میں کتے کے بھونکنے اور گدھے کی آواز سنو تو اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو کہ اس چیز کو دیکھتے ہیں جس کو تم نہیں دیکھتے اور جب بچوں (یا کم عقل) بند ہو جائے تو گھر سے کم نکلو کہ اللہ ﷻ رات میں اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے زمین پر منتشر کرتا ہے۔

بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے آداب

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝ (پ۲۱ لقمان ۱۸)

کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسار کج نہ کر اور زمین پر اترا تا نہ چل بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترا فخر کرتا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز پست کر بیشک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (پ۱۵ بنی اسرائیل ۳۷)

اور زمین میں اترا تا نہ چل بیشک تو ہرگز زمین کو چیر لے گا اور نہ بلندی میں پہاڑوں کو پہنچے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا (پ۱۹ الفرقان ۶۳-۶۴)

"اور رحمٰن کے وہ بندے ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام اور وہ رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ (پ۲۸ المجادلۃ ۱۱)

اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا اور جب کہا جائے اٹھو کھڑے ہو تو اٹھو کھڑے ہو اللہ تم میں ایمان والوں اور ان کے جن کو علم دیا درجے بلند فرمائے گا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرے کہ ایک شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھ جائے لیکن ہٹ جایا کرو اور جگہ کشادہ کر دیا کرو یعنی بیٹھنے والوں کو یہ چاہیے کہ آنے والے کے لیے سرک جائیں اور جگہ دے دیں کہ وہ بھی بیٹھ جائیں یا یہ کہ آنے والا کسی کو نہ اٹھائے بلکہ ان سے کہے سرک جاؤ مجھے بھی جگہ دے دو۔ صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اسے مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور دوسرا اس کی جگہ پر بیٹھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل کمال ورع سے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا جی نہ چاہتا ہو اور محض ان کی خاطر سے جگہ چھوڑ دی ہو۔

حدیث ۲..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن ابی الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہارے پاس ایک شہادت میں آئے۔ ایک شخص ان کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ گیا انہوں نے اس جگہ پر بیٹھنے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ میں نے اس سے نہیں سنا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور حضور نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے شخص کے کپڑے سے ہاتھ پونچھے جس کو یہ کپڑا پہنایا نہیں ہے اس حدیث میں ہی ہے اگرچہ یہ نہیں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اس کی جگہ سے اٹھایا ہو بلکہ وہ شخص خود اٹھ گیا تھا اور بظاہر یہ صورت ممانعت کی نہیں ہے مگر یہ کمال ورع تھا کہ انہوں نے اس صورت میں بیٹھنا گوارا نہ کیا کہ اگر چہ اٹھنے کو انہیں نہ کہا اٹھنا چونکہ ان کے لیے ہوا لہٰذا یہ خیال کیا کہ کہیں یہ بھی اٹھانے ہی کے حکم میں نہ ہو۔

حدیث ۳..... صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا پھر آ گیا تو اس جگہ کا وہی حق دار ہے یعنی جب کہ بلٹا جائے۔

حدیث ۴.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے اور ہم لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھتے اور اٹھ کر تشریف لے جاتے مگر ہمیں کاارادہ ہوتا تو تخلیں مبارک یا کوئی چیز وہاں چھوڑ جاتے اس سے صحابہ کو یہ پتا چلتا کہ حضور ﷺ تشریف لائیں گے اور سب لوگ ٹھہرے رہتے۔

حدیث ۵.....ترمذی وابوداؤد رحمہما اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو یہ حلال نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان جدائی کردے یعنی دونوں کے درمیان میں بیٹھ جائے مگر ان کی اجازت سے۔

حدیث ۶.....نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں حنظلہ بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اس کے لیے حضور ﷺ اپنی جگہ سے سرک گئے اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جگہ کشادہ موجود ہے (حضور کھسرکے اور تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں) ارشاد فرمایا مسلم کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے اس کے لیے سرک جائے۔

حدیث ۷.....زرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں بیٹھتے دونوں ہاتھوں سے اتہا کرتے اتہا کی صورت یہ ہے کہ آلتی پالتی کو زمین پر رکھ دے اور گھٹنے کھڑے کرکے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے اور ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لے اس قسم کا بیٹھنا تواضع اور انکسار میں شمار ہوتا ہے۔

حدیث ۸.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نمازِ فجر پڑھ لیتے چار زانو بیٹھے رہتے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔

حدیث ۹.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ سمٹ گیا کچھ سایہ میں ہو گیا کچھ دھوپ میں تو وہاں سے اٹھ جائے۔

حدیث ۱۰.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے شرید بن شرید رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ بائیں ہاتھ کو پیٹھ کے پیچھے کر لیا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ٹیک لگائی۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور یہ فرمایا کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر خدا کا غضب ہے۔

حدیث ۱۱.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہاں بیٹھ جاتے جہاں حلقہ ختم ہوتی یعنی مجلس کے کنارے پر بیٹھتے اسے چیر کر اندر نہیں گھستے۔

حدیث ۱۲.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کسی قوم کے پاس آئے اور اس کی خوشنودی کے لیے وہ لوگ جگہ میں وسعت کر دیں تو اللہ ﷻ پر حق ہے کہ ان کو راضی کرے۔

حدیث ۱۳.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چند کلمات ہیں کہ جو شخص مجلس سے فارغ ہو کر ان کو نہیں مرتبہ کہے گا اللہ ﷻ اس کے گناہ مٹا دے گا اور جو شخص مجلس خیر و مجلس ذکر میں ان کو کہے گا تو اللہ ﷻ ان کے لیے اس خیر پر مہر کر دے گا جس طرح کوئی شخص انگوٹھی سے مہر کرتا ہے۔ وہ یہ ہیں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ

حدیث ۱۴.....حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ دیر تک کسی جگہ بیٹھے اور بغیر ذکر اللہ اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے وہاں سے متفرق ہو گئے انہوں نے نقصان کیا اگر اللہ ﷻ چاہے عذاب دے اور چاہے بخش دے۔

حدیث ۱۵..... بزار رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جمعہ جوتے تمہارا تو تمہارے قدم آرام پائیں گے۔

حدیث ۱۶..... صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا ہے جب کہ چت لیٹا ہو۔

حدیث ۱۷..... صحیح بخاری و مسلم میں عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں لیٹے ہوئے میں نے دیکھا حضور ﷺ نے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا یہ بیان جواز کے لیے ہے اور اس صورت میں کہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو اور پہلی حدیث اس صورت میں ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً آدمی تہبند پہنے ہو اور چت لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کر کے اس پر دوسرے کو رکھے تو ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر پاؤں پھیلا کر ایک دوسرے پر رکھے تو اس صورت میں کھلنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

حدیث ۱۸..... شرح سنہ میں ہے کہ ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ جب رات میں منزل میں اترتے تو دہنی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے کچھ ہی پہلے اترتے تو داہنے ہاتھ کو کھڑا کرتے اور اس کی ہتھیلی پر سر رکھ کر لیٹتے۔

حدیث ۱۹..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بائیں کروٹ پر تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔

حدیث ۲۰..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا فرمایا اس طرح لیٹنے کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

حدیث ۲۱..... ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے طخفہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (کہ اصحاب صفہ میں سے تھے) کہتے ہیں میں پیٹ کی بیماری کی وجہ سے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ ایک کوئی شخص اپنے پاؤں سے مجھے حرکت دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ ﷻ مبغوض رکھتا ہے میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔

حدیث ۲۲..... ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا اے جندب (یہ حضرت ابوذر کا نام ہے) یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے یعنی اس طرح کافر لیٹتے ہیں یا یہ کہ جہنمی جہنم میں اس طرح لیٹیں گے۔

حدیث ۲۳..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے جس پر روک نہیں ہے یعنی دیوار یا منڈیر نہیں ہے اس سے ذمہ بری ہے یعنی اگر رات میں چھت پر سے گر جائے تو اس کا خون رائیگاں ہوگا۔

حدیث ۲۴..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا کہ جس پر روک نہ ہو۔

حدیث ۲۵..... ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اسکی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔

حدیث ۲۶..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے تنہائی سے منع فرمایا یعنی اس سے کہ آدمی تنہا سوئے۔

حدیث ۲۷..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اترا کر چل رہا تھا اور گھمنڈ میں تھا اور زمین میں دھنسایا گیا وہ قیامت تک دھنستا ہی جائے گا۔

حدیث ۲۸.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۲۹.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے سامنے عورتیں آجائیں تو ان کے درمیان سے نہ گزرو واپس جاؤ یا ئیں کا راستہ لے لو۔

مسائل فقہیہ: قیلولہ کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری) نگا بایان لوگوں کے لیے ہوگا جو شب بیداری کرتے ہیں رات میں نمازیں پڑھتے ذکر کرتے ہیں یا کسب علمی یا مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہو قیلولہ سے رفع ہو جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۱.....دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب و عشاء کے درمیان میں سونا مکروہ ہے۔ سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر داہنی کروٹ پر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر اور سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا سوا اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا سوتے وقت یاد خدا میں مشغول ہو تہلیل و تسبیح و تحمید پڑھے یہاں تک کہ سو جائے کہ جس حالت میں انسان سوتا ہے اسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت میں مرتا ہے قیامت کے دن اسی پر اٹھے گا۔ سو کر صبح سے پہلے ہی تو جاگے اور اٹھتے ہی یاد خدا کرے یہ پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ اسی وقت اس کا پکا ارادہ کرے کہ پرہیزگاری و تقویٰ کرے گا کسی کو ستائے گا نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....بعد نماز عشا باتیں کرنے کی تین صورتیں ہیں اول علمی گفتگو کسی سے مسئلہ پوچھا یا کسی کا جواب دیا یا اس کی تحقیق و تفتیش کرنا اس قسم کی گفتگو سونے سے افضل ہے دوم جھوٹے قصے کہانی کہنا مخرہ پن اور فضول مذاق کی باتیں کرنا یہ مکروہ ہے۔ سوم ضرورت کی بات نیت کرنا جیسے میاں بیوی میں یا مہمان سے اس کے انس کے لیے کلام کرنا یہ جائز ہے اس قسم کی باتیں کرنے تا آخر میں ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے اور تسبیح و استغفار پر کلام کا خاتمہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ نمبر ۳.....دھوپ بنا ایک کپڑے کو اوڑھ کر لیٹنا یا جائز ہے۔ اگر چہ بچھونے کے ایک کنارہ پر ایک لیٹا ہو اور دوسرے کنارہ پر دوسرا ہو اسی طرح دو عورتوں کا ایک بستر پر سو کر ایک کپڑے کے اوڑھ کر لیٹنا بھی جائز ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے

مسئلہ نمبر ۴.....جب لڑکے اور لڑکی کی عمریں سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سلانا چاہیے یعنی لڑکا جب تابندہ ہو جائے اپنی ماں یا بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے صرف اپنی زوجہ یا باندی کے ساتھ سو سکتا ہے بلکہ اس عمر کا لڑکا تو بڑے لڑکوں یا مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵.....میاں بیوی جب ایک چارپائی پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ سلائیں لڑکا جب حد شہوت کو پہنچ جائے تو وہ مرد کے حکم میں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶.....راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں اور اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے مگر جب کہ مالک زمین منع کرے تو اب نہیں چل سکتا یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جو بہت سے لوگ ہوں تو جب تک مالک زمین راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہیے راستہ میں پانی ہے اس کے کنارہ کسی کی زمین ہے ایسی صورت میں اس زمین پر چل سکتا ہے۔ (عالمگیری) بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشت کار کے نقصان کا سبب ہے ایسی صورت میں ہرگز اس میں چلنا نہ چاہیے بلکہ بعض مرتبہ کاشت کار کھیت کے کنارے پر جہاں سے چلنے کا احتمال ہوتا ہے کانٹے رکھ دیتے ہیں یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے۔ مگر اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے ان کو جاننا چاہیے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔

دیکھنے اور چھونے کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ۱۸ النور ۳۰۔۳۱)

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت نہ رکھے مرد ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ ماریں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پ۲۲ الاحزاب ۵۹)

اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو کوئی نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (پ۱۸ النور ۶۰)

بوڑھی خانہ نشین عورتیں جنہیں نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے بناؤ کی کپڑے اتار رکھیں جبکہ سنگار نہ دکھائیں اور اس سے بچنا ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱..... صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پیچھے جاتی ہے جب کسی نے کوئی عورت دیکھی اور وہ پسند آ گئی اور اس کے دل میں کچھ واقع ہو تو اپنی عورت سے جماع کرے اس سے وہ بات جاتی رہے گی جو دل میں پیدا ہو گئی ہے۔

حدیث ۲..... دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عورت کو دیکھا اور وہ

پسند آئی تو اپنی زوجہ کے پاس چلا جائے کہ اس کے پاس بھی ویسی ہی چیز ہے جو اس کے پاس ہے۔

حدیث ۳.....صحیح مسلم میں جریر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق دریافت کیا حضور ﷺ نے حکم دیا کہ اپنی نگاہ پھیر لو۔

حدیث ۴.....امام احمد وابوداؤد وترمذی ودارمی وحاکم نے بریدہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ﷺ سے فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو۔ (یعنی اگر اپانک بلاقصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹا لے اور دیدہ دانستہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری نظر جائز نہیں۔

حدیث ۵.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے۔

حدیث ۶.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف پہلی دفعہ دیکھے یعنی بلا قصد پھر آنکھ پھیر لے اللہ ﷻ اس کے لیے ایسی عبادت پیدا کر دے گا جس کا مزہ اس کو ملے گا۔

حدیث ۷.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہتے یہاں مجھے پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھنے والے پر اوس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ ﷻ کی لعنت یعنی دیکھنا حرام ہے جب بلا قصد دیکھے اور دوسرا اپنے کو بلا قصد دیکھے اور دوسرا اپنے کو بلا قصد دیکھا جانے۔

حدیث ۸.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں نے حضور ﷺ کی شرم گاہ کی طرف کبھی نہیں نظر کی۔

حدیث ۹.....ترمذی وابوداؤد وابن ماجہ رضی اللہ عنہم نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی عورت یعنی ستر کی جگہ کو محفوظ رکھو مگر بیوی سے یا اپنی باندی سے جس کے تم مالک ہو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فرمائیے کہ اگر مرد تنہائی میں ہو اور شاذ فرمایا اللہ ﷻ سے شرم کرنا زیادہ سزاوار ہے۔

حدیث ۱۰.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ستر ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

حدیث ۱۱.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر ﷺ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن عورتوں کے شوہر غائب ہیں ان کے پاس نہ جاؤ کہ شیطان تم میں خون کی طرح تیرتا ہے یعنی شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی ہم نے عرض کی حضور ﷺ سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فرمایا اور مجھ سے بھی مگر اللہ ﷻ نے میری اس کے مقابل میں مدد فرمائی وہ مسلمان ہو گیا یا میں سلامت رہتا ہوں حدیث کے لفظ میں دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔

حدیث ۱۲.....صحیح بخاری و مسلم میں عقبہ بن عامر ﷺ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! دیور کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ دیور موت ہے یعنی دیور کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا زیادہ احتمال ہے۔

حدیث ۱۳.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا برہنہ ہونے سے بچو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو جدا نہیں ہوتے مگر صرف پاخانہ کے وقت اور اس وقت جب مرد اپنی عورت کے پاس جاتا ہے لہٰذا ان سے حیا کرو اور ان کا اکرام کرو۔

حدیث ۱۴.....ترمذی وابوداؤد رحمہما اللہ نے جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے۔

حدیث ۱۵.....ابوداؤد وابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ تک ران کو نہ کھولو اور نہ زندہ کی ران کی طرف نظر کرو نہ مردہ کی۔

حدیث ۱۶.....صحیح مسلم میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرد دوسرے مرد کی ستر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کی جگہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں رہے نہ سوئے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں رہے نہ سوئے۔

حدیث ۱۷.....امام احمد وترمذی وابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ یا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضور کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ پردہ کرو کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ تو نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم دونوں اندھی ہو کیا تم انہیں نہیں دیکھتی۔

حدیث ۱۸.....صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ رہے پھر اپنے شوہر کے سامنے اس کا حال بیان کرے گویا اسے دیکھ رہا ہے۔

حدیث ۱۹.....صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار کوئی مرد غیر عورت کے یہاں رات کو نہ رہے مگر اس صورت میں کہ اس سے نکاح کرنے والا ہو یا ذی محرم ہو۔

حدیث ۲۰.....صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ انصاریہ عورت سے نکاح کا ارادہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے دیکھ لو کیونکہ انصاری کی آنکھوں میں کچھ ہے یعنی ان کی آنکھیں کچھ بھوری ہوتی ہیں۔

حدیث ۲۱.....امام احمد وترمذی ونسائی وابن ماجہ ودارمی رحمہم اللہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اسے دیکھ لیا ہے عرض کی نہیں۔ فرمایا اسے دیکھ لو کہ اس کی وجہ سے تم دونوں کے درمیان موافقت ہونے کا پہلو غالب ہے۔

مسائل فقہیہ: اس باب کے مسائل چار قسم کے ہیں۔ مرد کا مرد کو دیکھنا عورت کا عورت کو دیکھنا عورت کا مرد کو دیکھنا مرد کا عورت کو دیکھنا۔ مرد مرد کے اس حصہ بدن کی طرف نظر کر سکتا ہے جو مابین اعضاء کے جن کا ستر ضروری ہے وہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے کہ اس حصہ بدن کا چھپانا فرض ہے جس عضا کا چھپانا ضروری ہے جہاں کو عورت کہتے ہیں کہ کسی کو ننگا کھولے ہوئے دیکھے تو اسے منع کرے اور ران کھولے ہوئے دیکھے تو سختی سے منع کرے اور شرم گاہ کھولے ہوئے ہو تو اسے سزا دی جائے گی۔

(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱.....بہت چھوٹے بچے کے لیے عورت نہیں یعنی اس کے بدن کے کسی حصہ کا چھپانا فرض نہیں پھر جب کچھ بڑا ہو گیا تو اس کے آگے پیچھے کا مقام چھپانا ضروری ہے۔ پھر جب اور بڑا ہو جائے دس برس سے بڑا ہو جائے تو اس کے لیے بالغ کا سا حکم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....جس حصہ بدن کی طرف نظر کر سکتا ہے اس کو چھو بھی سکتا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۳.....بالغ کا جب مرد محل ہو جائے اور وہ خوب صورت نہ ہو تو نظر کے بارے میں اس کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے اور خوب صورت ہو تو عورت کا جو حکم ہے وہ اس کے لیے ہے یعنی شہوت کے ساتھ اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور شہوت نہ ہو تو اس کی طرف بھی نظر کر سکتا

ہے اور اس کے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے۔ شہوت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین ہو کہ نظر کرنے سے شہوت نہ ہوگی اس کی طرف بھی نظر کر سکتا ہے اور اس کے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے۔ شہوت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین ہو کہ نظر کرنے سے شہوت نہ ہوگی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے ہو سکتا ہے کہ شہوت کا پیدا ہونا بھی شہوت کی حد میں داخل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... عورت کا عورت کو دیکھنا۔ اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضا کی طرف نظر کر سکتی ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۵..... عورت صالح کو یہ چاہئے کہ اپنے کو ہر کار عورت کے دیکھنے سے بچائے یعنی اس کے سامنے دوپٹہ وغیرہ نہ اتارے کیونکہ وہ اسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اس کی شکل وصورت کا ذکر کرے گی مسلمان عورت کو یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے اپنا ستر کھولے۔ (عالمگیری) گھروں میں کافر عورتیں آتی ہیں اور وہیاں ان کے سامنے اسی طرح ہوا منع ستر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جس طرح مسلمہ کے سامنے رہتی ہیں ان کو اس سے اجتناب لازم ہے۔ اکثر جگہ دائیاں کافرہ ہوتی ہیں اور وہ بچہ جنانے کی خدمت انجام دیتی ہیں مگر مسلمان دائیاں مل سکیں تو کافرہ سے ہرگز یہ کام نہ کرایا جائے کہ کافرہ کے سامنے ان اعضاء کے کھولنے کی اجازت نہیں

مسئلہ نمبر ۶..... عورت کا مرد اجنبی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شہوت نہیں پیدا ہوئی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... عورت مرد اجنبی کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جب کہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو اس کو شہوت ہو سکتی ہو اگر چہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہوئی۔ (عالمگیری) بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدنی سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرانا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں

مسئلہ نمبر ۸..... مرد کا عورت کو دیکھنا اس کی کئی صورتیں ہیں مرد کا اپنی زوجہ یا باندی کو دیکھنا مرد کا اپنے محارم کی طرف نظر کرنا مرد کا آزاد عورت اجنبیہ کو دیکھنا مرد کا دوسرے کی باندی کو دیکھنا۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ عورت کی ابتدائی سے چوٹی تک ہر عضو کی طرف نظر کر سکتا ہے شہوت اور بلا شہوت دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے اسی طرح یہ دونوں قسم کی عورتیں اس مرد کے ہر عضو کو دیکھ سکتی ہیں ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص کی طرف نظر نہ کرے کیونکہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے اس مسئلہ میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۹..... جس باندی سے وطی نہ کر سکتا ہو مثلاً وہ شرک ہے یا مکاتبہ یا مشترکہ یا رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے اس سے وطی حرام ہو وہ اجنبیہ کے حکم میں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مرد اور اس باندی کے ہر عضو کو چھو سکتا ہے اور یہ بھی اس کے ہر عضو کو چھو سکتی ہے یہاں تک کہ ہر ایک دوسرے کی شرم گاہ کو بھی چھو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... جماع کے وقت دونوں بالکل برہنہ بھی ہو سکتے ہیں جب کہ وہ مکان بہت چھوٹا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... میاں بیوی جب پیخانہ نے پر ہوں مگر جماع میں مشغول نہ ہوں اس حالت میں ان کے محارم وہاں اجازت لے کر آ سکتے ہیں۔ بغیر اجازت نہیں آ سکتے۔ اسی طرح خادم یعنی غلام اور باندی بھی آ سکتی ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... باندی کا ہاتھ پکڑ کر مکان کے اندر لے گیا اور دروازہ بند کرلیا اور لوگوں کو علم ہو گیا کہ وطی کرنے کے لیے ایسا کیا ہے یہ مکروہ ہے۔ یونہی سوت کے سامنے بیوی سے وطی کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... جو عورت اس کے محارم میں ہو اس کے سر، سر، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن، قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے جب کہ دونوں میں سے کسی میں شہوت کا اندیشہ نہ ہو محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے (جدایہ) اسی طرح گھٹنے اور کروٹ کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... کان اور گردن اور سینہ اور چہرہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے خواہ نسب سے ہو یا سبب سے مثلاً رضاعت یا مصاہرت اگر نسا کی وجہ سے ہو جیسے مؤنثہ کے اصول و فروع ان کی طرف نظر کرنا بھی وہی حکم ہے۔ (جدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۷..... محارم کے جس عضو کی طرف نظر کر سکتا ہے ان کو چھو بھی سکتا ہے جب کہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو مرد اپنی والدہ کے پاؤں دبا سکتا ہے مگر ران اس وقت دبا سکتا ہے جب کپڑے سے تپسی ہوئی ہو یعنی کپڑے کے اوپر سے اور بغیر حائل چھونا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... والدہ کے محارم کو بوسہ بھی دے سکتا ہے۔ حدیث میں ہے جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما تو ایسا ہے جیسے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... محارم کے ساتھ سفر کرنا یا خلوت میں اس کے ساتھ ہونا یعنی مکان میں دونوں کا تنہا ہونا کوئی دوسرا وہاں نہ ہو جائز ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... دوسرے کی باندی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو محارم کا ہے مدبرہ اور مکاتبہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (جدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۱..... گواہ کو یہ نے کا ارادہ ہو تو اس کی کلائی اور بازو اور پنڈلی اور سینہ کی طرف نظر کر سکتا ہے کیونکہ اس حالت میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس کے ان اعضا کو چھو بھی سکتا ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ (جدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۲..... اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اس کا چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیونکہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کبھی اس کے مواجہ یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اسے نہ دیکھا ہو تو کیونکر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے اس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یہیں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں۔ فقہاء اس پر بھی متفق ہیں۔ بعض علماء نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... اجنبی عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا چھونا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اس لئے حضور ﷺ بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے۔ ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہوں کہ کچھ شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ میں کوئی حرج نہیں۔ اگر مرد زیادہ بوڑھا ہو کہ قطعاً اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے۔ (جدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۴..... بہت چھوٹی لڑکی کو جو مشتہاۃ نہ ہو اس کو دیکھنا بھی جائز ہے اور چھونا بھی جائز ہے۔ (جدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۵..... اجنبی عورت نے کسی کے یہاں کام کاج کر نے روٹی پانے کی نوکری کی ہے اس صورت میں اس کی کلائی کی طرف نظر جائز ہے۔ کہ وہ کام کاج کے لیے آستین چڑھائے گی کلائیاں اس کی کھلیں گی اور جب اس کے مکان میں ہے تو کیوں کر بچ سکے گا اسی طرح اس کے دانتوں کی طرف نظر کرنا بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... اجنبیہ عورت کے چہرہ کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اس زمانے میں

ویسے لوگ کہاں جیسا اگلے زمانے میں تھے لہٰذا اس زمانہ میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لیے کہ پہنچہ ورت ان کے لیے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا اسی طرح عورت اس مرد کو جس نے اس کے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے اگر چہ اندیشۂ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اگر اس کو دیکھنا ممکن ہو جیسا کہ اس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ اگر کسی نے نکاح کا پیغام دیا تو کسی طرح بھی اسے بڑی کو نہیں دیکھنے دیں گے یعنی اس سے اتنا زیادہ دست پر دہ کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے اتنا پردہ نہیں ہوتا اس صورت میں اس شخص کو چاہیے کسی عورت کو منتخب کر دکھا لے اور آ کر اس کے سامنے سارا حلیہ و نقشہ وغیرہ بیان کر دے تا کہ اسے اس کی شکل و صورت کے متعلق اطمینان ہو جائے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کی ایک لڑکی بھی ہے اور معلوم ہوا کہ یہ لڑکی بالکل اپنی ماں پر گئی ہے اس مقصد سے اس کی ماں سے نکاح کرنا ہے لڑکی کو دیکھنا جائز نہیں جب کہ یہ مقصد ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۹..... اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے میں ضرورت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت بیمار ہے اس کے علاج میں بعض اعضا کی طرف نظر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کے جسم کو چھونا پڑتا ہے۔ مثلاً نبض دیکھنے میں ہاتھ چھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں ورم کا خیال ہو تو ٹٹول کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ پھوڑا ہو تو اسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹٹولنا بھی پڑتا ہے اس صورت میں موضع مرض کی طرف نظر کرنا یا اس ضرورت میں بقدر ضرورت اس جگہ کو چھونا جائز ہے یا اس صورت میں ہے کہ کوئی عورت علاج کرنے والی نہ ہو مرد چاہتے کہ عورتوں کو بھی علاج کرنا سکھلا دیا جائے تا کہ ایسے موقع پر وہ کام کریں ان کو دیکھنے وغیرہ میں اتنی ضرورتیں نہیں جو مرد کو دیکھنے وغیرہ میں ہے۔ اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے ورم کو دیکھ سکتی ہیں جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ علاج کی ضرورت سے نظر کرنے میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ صرف اتنا ہی حصہ بدن کھولا جائے جس کے دیکھنے کی ضرورت ہے باقی حصہ بدن کو اچھی طرح چھپا دیا جائے کہ اس پر نظر نہ پڑے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۳۰..... عمل دینے کی ضرورت ہو تو مرد مرد کے موضع فتنہ کی طرف نظر کر سکتا ہے یہ بھی پہنچہ ورت جائز ہے اور فتنہ کرنے میں موقع فتنہ کی طرف نظر کرنا بلکہ اس کو چھونا بھی جائز ہے کہ یہ بھی پہنچہ ورت ہے۔ (جوہرہ نیرہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... عورت کو فصد کرانے کی ضرورت ہے اور کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو اچھی طرح فصد کھولتے مرد سے فصد کرانا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲..... دلہن عورت نے خوب سوتے کپڑے پہن رکھے ہیں کہ بدن کی رنگت وغیرہ نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اس کی طرف نظر کرنا جائز ہے کہ یہاں عورت کو دیکھنا نہیں ہوا بلکہ کپڑوں کو دیکھنا ہوا یہ اس وقت ہے کہ اس کے کپڑے چست نہ ہوں اور اگر چست کپڑے پہنے ہوں کہ جسم کا نقشہ کھنچ جاتا ہو مثلاً چست پاجامہ میں چوڑی اور ران کی پوری ہیئت نظر آتی ہو تو اس صورت میں نظر کرنا جائز ہے۔ اس کی طرح بعض عورتیں بھی بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں مثلاً آب رواں یا باریک ململ کا ڈوپٹہ جس کے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں اور بعض جز جب یا باریک جالی کے کرتے پہنتی ہیں کہ پیٹ یا پیٹھ بالکل نظر آتی ہے اس حالت میں نظر کرنا حرام ہے اور ایسے موقع پر ان کو اس کے کپڑے پہننا بھی ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... خصی یعنی جس کے انثیین نکال لیے گئے یا مجبوب جس کا عضو تناسل کاٹ لیا گیا جب ان کی عمر پندرہ سال کی ہو تو ان

کے لیے بھی دھنیہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے یہی حکم دونوں کا بھی ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۴.....جس عضو کی طرف نظر کرنا جائز ہے اگر وہ بدن سے جدا ہو جائے تو اب بھی اس کی طرف نظر کرنا جائز ہی رہے گا مثل بچہ کے بال کہ ان کو بوا کرنے کے بعد بھی دوسرا شخص نہیں دیکھ سکتا۔ عورت کے سر کے بال یا اس کے پاؤں یا کلائی کی ہڈی کو اس کے مرنے کے بعد بھی اجنبی شخص نہیں دیکھ سکتا۔ (درمختار) کثیر دیکھا گیا ہے کہ غسل خانہ یا پاخانہ میں موئے زیر ناف مونڈ کر بعض لوگ چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ ان کو ایسی جگہ ڈال دیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے یا زمین میں دفن کر دیں عورتوں کو بھی لازم ہے کہ گھسا کرنے میں یا سر دھونے میں جو بال نکلیں انہیں ایسی جگہ ڈال دیں کہ کسی اجنبی کی ان پر نظر نہ پڑے۔

مسئلہ نمبر ۳۵.....عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۶.....اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا ہونا حرام ہے ہاں اگر وہ بالکل بوڑھی ہے کہ شہوت کے کامل نہ ہو تو خلوت ہو سکتی ہے۔ عورت کو طلاق بائن دے دی تو اس کے ساتھ تنہا رہنا جائز ہے اور اگر دوسرا مکان نہ ہو تو دونوں کے مابین پردہ لگا دیا جائے تاکہ دونوں اپنے اپنے حصے میں رہیں یہاں وقت ہے کہ شوہر فاسق نہ ہو اور اگر فاسق ہو تو ضروری ہے کہ وہاں کوئی ایسی عورت بھی رہے جو شوہر کو عورت سے روکنے پر قادر ہو۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۷.....محارم کے ساتھ خلوت جائز ہے۔ یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہو سکتے ہیں۔ مگر رضاعی بہن اور ساس کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جب کہ یہ جوان ہوں یہی حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مکان میں جانے کے لیے اجازت لینا

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝ (پ۱۸، ۲۴، ۲۵، ۲۷)

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو دھیان کرو پھر تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو واپس ہو تمہارے لیے بہت ستھرا ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔ اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤں جو خاص کسی کی سکونت نہیں اور ان میں تمہارا سامان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

الْاٰیٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ (پ۱۸، النور: ۵۸-۵۹)

"اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال (غلام) اور جو تم میں بھی جوانی کو پہنچے تین وقت نماز صبح سے پہلے اور جب تم کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ان تین کے علاوہ کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر آمد و رفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس یونہی اللہ تمہارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسا ان کے اگلوں نے اذن مانگا۔ اللہ یونہی تمہارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تمہارے پاس آئے اور کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا تھا میں نے ان کے دروازہ پر جا کر تین بار سلام کیا جب جواب نہیں ملا تو واپس چلا آیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم کیوں نہیں آئے میں نے کہا کہ میں آیا تھا اور دروازہ پر تین بار سلام کیا جب جواب نہیں ملا تو واپس آ گیا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور جواب نہ ملے تو واپس آ جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گواہ لاؤ کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جا کر گواہی دی۔

حدیث ۲..... صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں گیا حضور ﷺ کو یا کسی نے دودھ پلایا اور فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے پاس جاؤ انہیں بلا لاؤ۔ (اکثر دن کو وعدہ دیا جائے) میں انہیں بلا لایا وہ آئے اور اجازت طلب کی حضور ﷺ نے اجازت دی تب وہ مکان کے اندر داخل ہوئے۔

حدیث ۳..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص بلایا جائے اسی بلانے والے کے ساتھ ہی آئے تو یہی (بلانا) اس کی اجازت ہے یعنی اس صورت میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی بھیجنا ہی اجازت ہے یہ حکم اس وقت ہے کہ فوراً آئے اور قرائن سے معلوم ہو کہ صاحب خانہ انتظار میں ہے۔ مکان میں پردہ ہو چکا ہے تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں اور اگر دیر میں آئے تو اجازت حاصل کرے جیسا کہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم نے کیا تھا۔

حدیث ۴..... ترمذی و ابوداؤد رحمہما اللہ نے کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا تھا میں بغیر سلام کیا اور بغیر اجازت اندر چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا باہر آ جاؤ اور یہ کہو السلام علیکم، اَدَخُل (کیا اندر آ جاؤں)

حدیث ۵..... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لوں۔ حضور نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا میں تو اس کے ساتھ ہی مکان میں رہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ انہوں نے کہا میں اس کی خدمت کرتا ہوں یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے۔ پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اجازت لے کر جاؤ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اسے برہنہ دیکھو عرض کی نہیں فرمایا تو اجازت حاصل کرو۔

حدیث ۶..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام نہ کرے اسے اجازت نہ دو۔

حدیث ۷..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کسی کے دروازہ پر تشریف لے

جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ داہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑے ہوتے اور یہ فرماتے السلام علیکم اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

حدیث ۸.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کو حلال نہیں کہ دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت داخل کیے نظر کرے اور اگر نظر کرلی تو داخل ہی ہو گیا اور یہ نہ کرے کہ کسی قوم کی امامت کرے اور خاص اپنے لیے دعا کرے ان کے لیے نہ کرے اور ایسا کیا تو ان سے خیانت کی۔

حدیث ۹.....امام احمد و بخاری رحمہما اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت لیے جھانکے اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو ان پر دیت نہیں ہے۔ (تقاص)

حدیث ۱۰.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اجازت سے قبل پردہ اٹھا کر مکان کے اندر نظر کی اس نے ایسا کام کیا جو اس کے لیے حلال نہیں تھا اور اگر کسی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر کچھ نہیں اور اگر کوئی شخص ایسے دروازے پر گیا جس پر پردہ نہیں اور اس کی نظر گھر والے کی عورت پر پڑ گئی (یعنی بالقصد) تو اس کی خطا گھر والوں کی ہے (کہ انہوں نے دروازہ پر پردہ کیوں نہیں لٹکایا)

مسائل فقہیہ:

مسئلہ نمبر ۱.....جب کوئی شخص دوسرے کے مکان میں جائے تو پہلے آنے کی اجازت حاصل کرے پھر جب اندر آجائے تو پہلے سلام کرے اس کے بعد بات چیت شروع کرے اور اگر جس کے پاس گیا ہے وہ جاہر ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں سلام کرے اس کے بعد کلام شروع کرے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲.....کسی کے دروازے پر جا کر آواز دی اس نے کہا کون تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے "میں" جیسا کہ بہت لوگ "میں" کہہ کر جواب دیتے ہیں اس جواب کو حضور اقدس ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے۔ بلکہ جواب میں اپنا نام ذکر کرے کیونکہ "میں" کا لفظ تو ہر شخص اپنے کو کہہ سکتا ہے جواب ہی کب ہوا۔

مسئلہ نمبر ۳.....اگر تم نے اجازت مانگی اور صاحب خانہ نے اجازت نہ دی تو اس سے ناراض نہ ہو اپنے دل میں کدورت نہ لاؤ خوشی خوشی وہاں سے واپس آؤ ہو سکتا ہے اس کو اس وقت تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو کوئی ضروری کام میں مشغول ہو

مسئلہ نمبر ۴.....اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے (درمختار) یا اس طرح کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کیونکہ حضور اقدس ﷺ کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔

مسئلہ نمبر ۵.....آنے والے نے سلام نہیں کیا اور بات چیت شروع کر دی تو اسے اختیار ہے کہ اس کی بات کا جواب نہ دے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سلام سے قبل کلام کیا اس کی بات کا جواب نہ دو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶.....آنے کے وقت بھی سلام کرے اور جاتے وقت بھی یہاں تک کہ دونوں کے درمیان میں گر دیوار یا درخت حائل ہو جائے جب بھی سلام کرے۔ (درمختار)

سلام کا بیان

اللہ ﷻ فرماتا ہے

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا (پ۵، النساء ۸۶)

جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً (پ۱۸، النور ۶۱)

پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو مدح وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے بہت بابرکت پاکیزہ۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا فرمایا ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا جب پیدا کیا یہ فرمایا کہ ان فرشتوں کے پاس جاؤ اور سلام کرو اور سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں جو کچھ تحیت کریں وہی تمہاری اور تمہاری ذریت کی تحیت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ان کے پاس جا کر السلام علیکم کہا انہوں نے جواب میں کہا السلام علیک و رحمۃ اللہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جواب میں فرشتے نے زیادہ کہا حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص جنت میں جائے گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔ آدم علیہ السلام کے بعد لوگوں کی خلقت کم ہوتی گئی یہاں تک کہ اب بہت چھوٹے قد کا انسان ہوتا ہے۔

حدیث ۲..... صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی چیز سب سے اچھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانتے ہو اور نہیں پہچانتے سب کو سلام کرو۔

حدیث ۳..... نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ حق ہیں (1) جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے اور (2) جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو اور (3) جب وہ بلائے تو اجابت کرے یعنی حاضر ہو اور (4) اس سے ملے تو سلام کرے (5) چھینکے تو جواب دے اور (6) حاضر و غائب اس کی خیر خواہی کرے۔

حدیث ۴..... ترمذی و دارمی و بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلم کے مسلم پر چھ حق ہیں (1) معروف کے ساتھ جب اس سے ملے تو سلام کرے اور (2) جب وہ بلائے اجابت کرے اور (3) جب چھینکے یہ جواب دے اور (4) جب بیمار ہو عیادت کرے اور (5) جب وہ مر جائے اس کے جنازے کے ساتھ جائے (6) جو وہ اپنے لیے پسند کرے اس کے لیے بھی پسند کرے۔

حدیث ۵..... صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جنت میں تم نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

حدیث ۶..... امام احمد و ترمذی و ابوداؤد و حاکم رضی اللہ عنہم ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص پہلے سلام کرے وہ رحمت الٰہی کا زیادہ مستحق ہے۔

حدیث ۷..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص پہلے سلام کرتا ہے وہ تکبر سے بری ہے۔

حدیث ۸..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے پھر ان دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔

حدیث ۹.....ترمذی نے انس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹے جب گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو تم پر تمہارے گھر والوں پر اس کی برکت ہوگی۔

حدیث ۱۰.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلام بات چیت کرنے سے پہلے ہے۔

حدیث ۱۱.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلام کو کلام سے پہلے ہونا چاہیے اور کسی کو کھانا کے لیے نہ بلا لے جب تک وہ سلام نہ کر لے۔

حدیث ۱۲.....ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوال سے پہلے سلام ہے جو شخص سلام سے پہلے سوال کرے اسے جواب نہ دو۔

حدیث ۱۳.....ترمذی وابوداؤد رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مجلس تک کوئی پہنچے تو سلام کرے پھر اگر وہاں بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے پھر جب وہاں سے اٹھے سلام کرے کیونکہ پہلی مرتبہ کا سلام پچھلی مرتبہ کے سلام سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔ یعنی جیسے سنت وہ ہے یہ بھی سنت ہے۔

حدیث ۱۴.....امام مالک وبیہقی رحمہما اللہ نے "شعب الایمان" میں طفیل بن ابی کعب سے روایت کی کہ یہ صحیح کو ابن عمر ؓ کے پاس جاتے تو وہ ان کو اپنے ساتھ بازار لے جاتے وہ خریدنے والے اور کسی بیچنے والے اور مسکین یا کسی کے سامنے سے گزرتے تو سب کو سلام کرتے طفیل ؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں عبداللہ بن عمر ؓ سے کے پاس آیا انہوں نے بازار چلنے کو کہا میں نے کہا آپ بازار جا کر کیا کریں گے نہ تو آپ وہاں کھڑے ہوتے ہیں نہ سودے کے متعلق کچھ دریافت کرتے ہیں نہ کسی چیز کا بھاؤ پوچھتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں یہیں بیٹھے باتیں کیجئے یعنی صدیثیں سنائیے انہوں نے فرمایا ہم سلام کرنے کے لیے بازار جاتے ہیں کہ جو ملے گا اسے سلام کریں گے۔

حدیث ۱۵.....امام احمد وبیہقی رحمہما اللہ نے "شعب الایمان" میں جابر ؓ سے روایت کی کہ ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور یہ عرض کی کہ فلاں شخص کے میرے ہاں کچھ بال ہیں کچھ بچل ہیں ان سے مجھے تکلیف ہے۔ حضور ﷺ نے آدمی بھیج کر اسے بلایا اور یہ فرمایا کہ اپنے پھلوں کو بیچ ڈالو اس نے کہا نہیں بچوں گا حضور ﷺ نے فرمایا بہ کر دو۔ اس نے کہا نہیں حضور ﷺ نے فرمایا اس کو جنت کے بچل کے عوض بیچ دو۔ اس نے کہا نہیں فرمایا تجھ سے بڑھ کر بخیل میں نے نہیں دیکھا مگر وہ شخص جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔

حدیث ۱۶.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی ؓ سے روایت کی کہ فرمایا جماعت کہیں سے گزری اور اس میں سے ایک نے سلام کر لیا یہ کافی ہے اور جو لوگ بیٹھے ہیں ان میں سے ایک نے جواب دے دیا یہ کافی ہے یعنی سب پر جواب دینا ضروری نہیں۔

حدیث ۱۷.....صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہ ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوار پیدل کو سلام کرے اور پہلے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں یعنی ایک طرف زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم تو سلام دو لوگ کریں جو کم ہیں بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت انہی سے یہ ہے کہ چھوٹے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو۔

حدیث ۱۸.....صحیح بخاری ومسلم میں انس ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے سامنے سے گزرے اور بچوں کو سلام کیا۔

حدیث ۱۹.....صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہ ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ کو سلام نہ کرو اور جب تم ان سے راستہ میں ملو تو ان کو تنگ راستہ کی طرف متوجہ کرو۔

حدیث ۲۰.....صحیح بخاری ومسلم میں اسامہ بن زید ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس پر گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین بت پرست اور یہود سب ہی تھے حضور ﷺ نے سلام کیا یعنی مسلمانوں کی نیت سے۔

حدیث ۲۱.....صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب یہودیں تم کو سلام کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں السام علیک، تو تم اس کے جواب میں وعلیک السلام نہ کہو۔ سام کے معنی موت کے ہیں اور وہ لوگ حقیقۃً سلام نہیں کرتے بلکہ مسلم کے بلد مر جانے کی دعا کرتے ہیں اس کی مثل انس ؓ سے بھی مروی ہے کہ اہل کتاب السام کہیں تو جواب میں وعلیکم کہہ دو۔

حدیث ۲۲.....صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمیں راستہ میں بیٹھنے سے چارہ نہیں ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں فرمایا جب تم نہیں مانتے اور بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کی راستہ کا حق کیا ہے؟ فرمایا نظر نیچی رکھنا اور اذیت کو دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا۔ دوسری روایت میں ہے اور راستہ بتانا ایک اور روایت میں ہے فریاد کرنے والے کی فریاد سننا اور بھولے ہوئے کی ہدایت کرنا۔

حدیث ۲۳.....شرح سنہ میں ابو ہریرہ ؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راستوں کے بیٹھنے میں بھلائی نہیں ہے مگر اس کے لیے جو راستہ بتائے اور سلام کا جواب دے اور نظر نیچی رکھے اور بوجھ اٹھانے میں مدد دے۔

حدیث ۲۴.....ترمذی ابوداؤد و بخاری فی ادب المفرد نے عمران بن حصین ؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور السلام علیکم کہا حضور ﷺ نے جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا، ارشاد فرمایا اس کے لیے دس نیکیاں ہیں پھر دوسرے آدمی نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اس کو جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا فرمایا اس کے لیے بیس نیکیاں ہیں پھر تیسرا شخص آیا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اس کو جواب دیا اور یہ بھی بیٹھ گیا حضور ﷺ نے فرمایا اس کے لیے تیس اور معاذ بن انس ؓ کی روایت میں ہے پھر ایک شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ حضور ﷺ نے فرمایا اس کے لئے چالیس نیکیاں اور فضائل اسی طرح ہوتے ہیں یعنی جتنا کام زیادہ ہوگا ثواب بھی زیادہ ہوتا جائے گا۔

حدیث ۲۵.....ترمذی میں روایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہمارے غیر کے ساتھ تشبہ کرے وہ ہم میں سے نہیں یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبہ نہ کرو یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔

حدیث ۲۶.....ابوداؤد و ترمذی رحمہما اللہ نے ابو جری ؓ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا علیک السلام یا رسول اللہ میں نے وہ مرتبہ کہا حضور ﷺ نے فرمایا علیک السلام نہ کہو علیک السلام مردہ کی تحیت ہے السلام کہا کرو۔

مسائل فقہیہ: سلام کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس میں عزت آبرو اور مال سب کچھ اس کی حفاظت میں ہے ان چیزوں سے تعرض کرنا حرام ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱.....صرف اسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ارادہ سے بازار جاتے تھے کہ کثرت سے لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقع ملے گا۔

مسئلہ نمبر ۲.....اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے سلام کرنا یا جواب دینا کسی نے کہا جواب دینا افضل ہے کیونکہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تواضع ہے جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ لوگ کسر شان سمجھتے ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....ایک شخص کو سلام کرے تو اس کے لیے بھی لفظ جمع بولنا چاہئے یعنی السلام علیکم کہے اور جواب دینے والا وعلیکم السلام کہے بجائے علیکم یا علیک نہ کہے اور دو یا دو سے زیادہ کو سلام کرے جب بھی علیکم کہے اور بہتر یہ ہے کہ سلام میں رحمت و برکت کا بھی ذکر کرے یعنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور جواب دینے والا بھی وہی کہے برکاتہ پر سلام کا خاتمہ ہوتا ہے اس کے بعد اور الفاظ زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

(عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... جواب میں واؤ ہو یا نہ ہو یعنی وعلیکم السلام کہنا بہتر ہے اور اگر صرف علیکم السلام یا وعلیکم السلام پر اکتفا کیا یہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر جواب میں اس نے بھی وہی السلام علیکم کہہ دیا تو اس سے بھی جواب ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... اگرچہ سلام علیکم بھی سلام ہے مگر یہ لفظ شیعوں میں اس طرح جاری ہے کہ اس کے کہنے سے سننے والے کا ذہن فوراً اس کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص شیعی ہے لہٰذا اس سے پرہیز ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر ۶..... سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے اور بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷..... جن لوگوں کو اس نے سلام کیا ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا بلکہ کسی اور نے جو اس مجلس سے خارج تھا جواب دیا تو یہ جواب اہل مجلس کی طرف سے نہیں ہوا یعنی وہ لوگ بری الذمہ نہ ہوئے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سخت گنہگار کیا سب پر الزام ہے اور اگر ان میں سے ایک نے سلام کیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یونہی اگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوئے اور اگر ایک نے جواب دے دیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... ایک شخص مجلس میں آیا اور اس نے سلام کیا اہل مجلس پر جواب دینا واجب ہے اور دوبارہ پھر سلام کیا تو جواب دینا واجب نہیں۔ مجلس میں آ کر کسی نے السلام علیک کہا یعنی صیغہ واحد بولا اور کسی ایک نے جواب دے دیا تو جواب ہو گیا خاص اس کو جواب دینا واجب نہیں جس کی طرف سے اشارہ کیا ہے ہاں اگر اس نے کسی شخص کا نام لے کر سلام کیا کہ فلاں صاحب السلام علیک۔ تو خاص اس شخص کو جواب دینا ہوگا دوسرے کا جواب اس کے جواب کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ (خلاصہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... اہل مجلس پر سلام کیا ان میں سے کسی نابالغ عاقل نے جواب دے دیا تو یہ جواب کافی ہے اور بڑھیا نے جواب دیا یہ جوان کا بھی ہو گیا جوان عورت یا مجنون یا گونگے نے جواب دیا یا کافی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... سائل نے دروازہ پر آ کر سلام کیا اس کا جواب دینا واجب نہیں کچہری میں جب قاضی اجلاس کر رہا ہو اس کو سلام کیا گیا قاضی پر جواب دینا واجب نہیں لوگ کھانا کھا رہے ہوں اس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے ہاں اگر یہ سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ اسے وہ لوگ کھانے میں شریک کر لیں گے تو سلام کر لے (خلاصہ، بزازیہ) یا اس وقت ہے کہ کھانے والے کے منہ میں لقمہ ہے اور وہ چبا رہا ہے کہ اس وقت وہ جواب دینے سے عاجز ہے اور یا بھی کھانے کے لیے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کر سکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... ایک شخص شہر سے آ رہا ہے دوسرا دیہات سے دونوں میں سے کون سلام کرے بعض نے کہا شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ دیہاتی شہری کو سلام کرے۔ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے دوسرا یہاں سے گزرا تو یہ گزرنے والا بیٹھنے ہوئے کو سلام کرے اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور سوار پیدل کو سلام کرے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔ ایک شخص پیچھے سے آیا یا آگے والے کو سلام کرے

(ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس

طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور جو ان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... کافر کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے اگر ایسی جگہ گزرتا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی کہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور قصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز نہ سلام کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... سلام اس لیے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ حیثیت ہے لہٰذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا انتظار نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں اسی واسطے فقہاء فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں ہاں اگر کوئی شخص مسجد اس لئے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸..... کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اس کو سلام نہ کرے اسی طرح اذان و اقامت و خطبہ جمعہ و عیدین کے وقت سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سن رہے ہوں دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا فقہی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں آنے والا شخص چپکے سے آ کر بیٹھ جائے سلام نہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... عالم دین تعلیم علم دین میں مشغول ہے طالب علم آیا تو سلام نہ کرے اور سلام کیا تو اس پر جواب دینا واجب نہیں۔ (عالمگیری) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگرچہ وہ پڑھا نہ رہا ہو مگر ہو سکتا ہے کہ جواب دینا واجب نہیں کیونکہ یہ اس کی ملاقات کو نہیں آیا ہے کہ اس کے لیے سلام کرنا مسنون ہو بلکہ پڑھنے کے لیے آیا ہے جس طرح قاضی کے پاس جو لوگ بلا اس میں جاتے ہیں وہ سنے کو نہیں جاتے بلکہ اپنے مقدمہ کے لیے جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۰..... جو شخص ذکر میں مشغول ہو اس کے پاس کوئی شخص آیا تو سلام نہ کرے اور کیا تو اگر پھر جواب واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱..... جو شخص پیشاب یا ناپاکی کر رہا ہے یا کپڑا اتار رہا ہے یا کھا رہا ہے یا حمام یا غسل خانہ میں نہا رہا ہے اس کو سلام نہ کیا جائے اور اس پر جواب دینا واجب نہیں۔ (عالمگیری) پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر استنجا کرنے کے لیے چلتے ہیں یہ بھی اسی حکم میں ہے کہ پیشاب کر رہا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۲..... جو شخص بلا پیغام کہلوائے سلام نہ کرے کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہیں عمران سے یہ اگر کہتا ہے تو وہ اس کو زیادہ پریشان کریں گے اور ڈرتا ہے ان سے سلام کلام جاری رکھتا ہے تو ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہیں تو ان کے ساتھ ظاہری طور پر میل جول رکھنے میں یہ معذور ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۳..... جو لوگ شطرنج کھیل رہے ہوں ان کو سلام کیا جائے یا نہ کیا جائے جو ملا، سلام کرنے کو جائز فرماتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ سلام اس مقصد سے کرے کہ جتنی دیر تک وہ جواب دیں گے کھیل سے باز رہیں گے یہ سلام ان کو معصیت سے بچانے کے لیے ہے اگر چہ اتنی

بھی دیر تک سبھی جوڑ ملاتے ہیں کہ سلام کرنا جائز ہے بیان کا مقصد زجر و توبیخ ہے کہ اس میں ان کی تذلیل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... کسی نے کہدیا کہ فلاں کو میرا سلام کہدینا اس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اس نے سلام پہنچایا تو جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانے والے کو اس کے بعد اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یہ کہے علیک وعلیہ السلام۔ (عالمگیری)

یہ سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے جب اس نے اس کا التزام کر لیا ہو یعنی کہدیا ہو کہ ہاں تمہارا سلام کہدوں گا کہ اس وقت یہ سلام اس کے پاس امانت ہے جو اس کا حق دار ہے اس کو دینا ہوگا ورنہ یہ محض وعدہ و وعیدت ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں کہ سلام پہنچانے وہاں جائے اسی طرح حاجیوں سے لوگ یہ کہدیتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے دربار میں میرا سلام عرض کر دینا یہ سلام بھی پہنچانا واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... خط میں سلام لکھا ہوا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب دو طرح ہوتا ہے کہ ایک یہ کہ زبان سے جواب دے دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے (ردالمحتار) مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ عموماً ایسی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی لکھا جاتا خواہ اتفاقاً کچھ دیر ہو جاتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دینا کہ تاخیر سے گناہ نہ ہو اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ فرمایا وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو السلام علیکم لکھا ہوتا ہے اس کا جواب زبان سے دے کر بعد کا مضمون پڑھتے۔

مسئلہ نمبر ۲۶..... سلام کی میم کو ساکن کہا۔ سلام علیکم جیسا کہ اکثر جاہل اسی طرح کہتے ہیں کہ یا سلام علیکم میم کے پیش کے ساتھ کہا ان دونوں صورتوں میں جواب واجب نہیں کہ یہ مسنون سلام نہیں۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... ابتدا کسی نے یہ کہا علیک السلام یا علیکم السلام تو اس کا جواب نہیں حدیث میں فرمایا کہ یہ مردوں کی تحیت ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۸..... سلام اتنی آواز سے کیے کہ جس کو سلام کیا ہے وہ سن لے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو جواب واجب نہیں جواب سلام بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا سن لے اور اتنا آہستہ کہا کہ وہ سن نہ سکا تو واجب ساقط نہ ہوا۔ اور اگر وہ بہرا ہے تو اس کے سامنے ہونٹ کو جنبش دے کہ اس کی سمجھ میں آجائے کہ جواب دے دیا۔ چھینک کے جواب کا بھی یہی حکم ہے۔ (بزازیہ)

مسئلہ نمبر ۲۹..... انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے حدیث میں فرمایا کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا۔

مسئلہ نمبر ۳۰..... بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں بلکہ بعض صرف آنکھوں کے اشارے سے جواب دیتے ہیں جواب نہیں ہوا کہ ان کو منہ سے جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۱..... بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک بھی جاتے ہیں یہ جھکنا اگر حد رکوع تک ہو تو حرام ہے اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۲..... اس زمانہ میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں ان میں سب سے برا یہ ہے کہ جو بعض لوگ کہتے ہیں "بندگی عرض" یہ لفظ ہرگز نہ کہا جائے بعض لوگ "آداب عرض" کہتے ہیں اگرچہ اس میں اتنی برائی نہیں مگر سنت کے خلاف ہے بعض لوگ "تسلیم یا تسلیمات" عرض کہتے ہیں کہ "اس کو سلام" کہا جاتا ہے کہ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے۔ بعض کہتے ہیں یا سلام۔ اس کو بھی سلام کہا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ فرشتے جب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قَالُوْا سَلٰمًا (پ۲۶ ھود ۶۹) انہوں نے آ کر سلام کہا اس کے جواب میں حضرت ابراہیم ﷺ نے بھی سلام کہا۔ یعنی اگر کسی نے کہا سلام کہدینے سے جواب ہو جائے گا۔ بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ خود تو کیا سلام کریں گے اگر ان کو سلام کیا جاتا ہے تو گڑ جاتے ہیں کہتے ہیں کہ کیا ہمیں برہمن کا سمجھا ہے یعنی غریب آدمی سلام مسنون کرے تو وہ اپنی کسر شان سمجھتے

ہیں اور بعض یہ چاہتے ہیں کہ انہیں آداب عرض کہا جائے یا جھک کر ہاتھ سے اشارہ کیا جائے اور بعض یہاں تک بڑھے ہیں کہ کیا ہمیں دعا جوڑنا مقرر کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور ان کی آنکھیں کھولے۔

مسئلہ نمبر ۳۳..... کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا یا انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام جبرئیل علیہ السلام نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں نہ کہا جائے۔

مسئلہ نمبر ۳۴..... اکثر جگہ یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو بڑا جواب میں کہتا ہے کہ جیتے رہو یہ سلام کا جواب نہیں ہے بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے وہ کہتے تھے حیاک اللہ۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں وعلیکم السلام کہا جائے۔

مصافحہ و معانقہ و بوسہ و قیام

حدیث ۱..... امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت ہو جاتی ہے اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ عزوجل کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہو جائے گی۔

حدیث ۲..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دوپہر سے پہلے چار رکعتیں (نماز چاشت) پڑھ تو گویا اس نے شب قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان مصافحہ کریں تو کوئی گناہ باقی نہ رہے گا مگر جھڑ جائے گا۔

حدیث ۳..... صحیح بخاری میں قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں مصافحہ کا دستور تھا کہا ہاں۔

حدیث ۴..... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں مصافحہ کرو دل کی کپٹ جاتی رہے گی اور باہم ہدیہ کرو محبت پیدا ہوگی اور عداوت نکل جائے گی۔

حدیث ۵..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑا (مصافحہ کیا) تو اللہ ﷻ کے ذمہ میں حق ہے کہ ان کی دعا کو ساقط نہ کرے اور جدا نہ ہونے پائیں گے کہ ان کی مغفرت ہو جائے گی اور جو لوگ جمع ہو کر اللہ ﷻ کا ذکر کرتے ہیں اور سوا رضاء الٰہی کے ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ تمہاری مغفرت ہو گئی تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔

حدیث ۶..... طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور ہاتھ پکڑے (مصافحہ کرے) تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے تیز آندھی کے دن خشک درخت کے پتے اور ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

حدیث ۷..... ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کرے اور کسی کے دل میں دوسرے سے عداوت نہ ہو تو ہاتھ جدا ہونے سے پہلے اللہ ﷻ دونوں کے گزشتہ گناہوں کو بخش دے گا اور جو شخص اپنے بھائی کی طرف نظر محبت سے دیکھے گا اس کے دل یا جسم سے عداوت نہ ہو تو ٹوٹنے سے پہلے دونوں کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حدیث ۸..... امام احمد و ترمذی رحمہما اللہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے

کہ اس کی ہتھیلی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ دیکھ کر مزاج کیسا ہے اور پوری تیت یہ کہ مصافحہ کیا جائے۔

حدیث ۹.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے لیے جھک جائے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا تو کیا اس سے چمٹ جائے اور بوسہ لے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا تو کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے۔ فرمایا ہاں۔

حدیث ۱۰.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ ایک شخص نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم لوگ جب حضور ﷺ سے ملتے تھے حضور ﷺ تم سے مصافحہ کرتے تھا نہوں نے کہا میں نے جب کبھی ملاقات کی حضور ﷺ نے مصافحہ کیا۔ ایک دن حضور ﷺ نے آدمی بھیجا میں گھر پر موجود نہ تھا جب آیا تو مطلع کیا گیا میں حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ تخت پر تھے مجھے چمٹا لیا تو یہ خوب ہی اچھا تھا خوب اچھا۔

حدیث ۱۱.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا حضور ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں تھوڑی دیر بعد وہ روتے ہوئے آئے اور حضور ﷺ نے انہیں گلے لگایا اور وہ بھی چیت گئے پھر فرمایا اے اللہ ﷻ میں یہ محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور اسے محبوب بنا لے جو اسے محبوب رکھے۔

حدیث ۱۲.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہتے ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے انہیں چمٹا لیا اور فرمایا اولاد بخل اور بزدلی کا سبب ہوتی ہے۔

حدیث ۱۳.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ میں آئے حضور ﷺ میرے مکان میں تشریف فرما تھے انہوں نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا حضور ﷺ کپڑا اٹھسیٹے ہوئے برہنہ یعنی بغیر چادر لیے ہوئے چل دیئے اور واللہ میں نے کبھی حضور ﷺ کو برہنہ یعنی بغیر چادر لیے کسی کے پاس جاتے نہیں دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی اس طرح دیکھا حضور ﷺ نے انہیں گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

حدیث ۱۴.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری شخص جس کی طبیعت میں مزاح تھا وہ باتیں کر رہے تھے اور لوگوں کو ہنسا رہے تھے نبی کریم ﷺ نے ایک لکڑی سے ان کی کمر میں کوچا دیا انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی مجھے اس کا بدلہ دیجئے حضور ﷺ نے فرمایا لے لو انہوں نے کہا حضور ﷺ قمیص پہنے ہوئے ہیں میرے بدن پر قمیص نہیں ہے حضور ﷺ نے قمیص ہٹا دی وہ چمٹ گئے اور پہلو کو بوسہ دیا اور یہ کہا کہ میرا مقصد یہی تھا (یا رسول اللہ ﷺ میرا مقصود تھا)۔

حدیث ۱۵.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور ان سے معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا۔

حدیث ۱۶.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے زارع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تھا یہ بھی اس وفد میں تھے یہ کہتے ہیں جب ہم مدینہ میں پہنچے اپنی منزلوں سے جلدی جلدی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور ﷺ کے دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیتے

حدیث ۱۷.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور ﷺ ان کی طرف کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے اور ان کو بوسہ دیتے پھر اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور ﷺ ان کے یہاں تشریف لے جاتے وہ کھڑی ہو جاتیں اور حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتیں اور بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

حدیث ۱۸.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شروع شروع مدینہ میں آئے تھے میں ان

کے یہاں گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بخار میں مبتلا ہوئی تھیں حضرت ابوبکر ؓ ان کے پاس گئے اور پوچھا کیسی ہو اور ان کے رخسار پر بوسہ دیا۔

حدیث ۱۹.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صفوان بن عسال ؓ سے روایت کی کہ وہ یہودی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ کھلی ہوئی نو نشانیاں کیا ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا (1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور (2) چوری نہ کرو اور (3) زنا نہ کرو اور (4) جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق قتل نہ کرو اور جو (5) جرم سے بری ہو اسے بادشاہ کے پاس قتل کے لیے نہ لیجاؤ اور (6) جادو نہ کرو اور (7) سود نہ کھاؤ (8) عفیفہ پر زنا کی تہمت نہ دھرو اور (9) لڑائی کے دن پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اور (10) خاص کر تم یہودی بفتہ کے متعلق حد سے تجاوز نہ کرو جب حضور ﷺ نے فرمایا تو انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا۔

حدیث ۲۰.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے قریب گئے اور ہاتھ کو بوسہ دیا۔

حدیث ۲۱.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری ؓ سے مروی کہ جب بنی قریظہ اپنے قلعہ سے سعد بن معاذ ؓ کے حکم پر اترے حضور نے سعد ؓ کے پاس آدمی بھیجا اور وہ یہاں سے قریب میں تھے جب مسجد کے قریب گئے حضور ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کے پاس اٹھ کر جاؤ۔

حدیث ۲۲.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھ کر ہم سے باتیں کرتے جب حضور ﷺ کھڑے ہو جاتے اور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ حضور ﷺ کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواج مطہرات ؓ کے مکان میں تشریف لے گئے۔

حدیث ۲۳.....ترمذی و ابوداؤد رحمہما اللہ نے معاویہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی یہ خوشی ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لیے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

حدیث ۲۴.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ ؓ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصا پر ٹیک لگا کر باہر تشریف لائے ہم حضور ﷺ کے لیے کھڑے ہو گئے، ارشاد فرمایا اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی کھڑے ہوا کرتے ہیں کہ ان میں کا بعض بعض دوسرے کی تعظیم کیا کرتا ہے یعنی تمہیں کا کھڑے ہونے میں جو طریقہ ہے وہ قبیح و مذموم ہے اس طرح کھڑے ہونے کی ممانعت ہے وہ یہ کہ امراء بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ پوبہ تعظیم ان کے قریب کھڑے رہتے ہیں۔ دوسری صورت عدم جواز کی وہ ہے کہ وہ خود پسند کرتا ہو کہ میرے لیے لوگ کھڑے ہا کریں اور کوئی کھڑا نہ ہو تو برا مانے جیسا کہ ہندوستان میں اب بھی بہت رواج ہے کہ امیروں رئیسوں زمینداروں کے لیے ان کی خلا کھڑی ہوتی ہے نہ کھڑے ہو تو زدوکوب تک نوبت آتی ہے ایسے ہی متکبرین و متجبرین کے متعلق معاویہ ؓ والی حدیث میں وعید آئی ہے اور اگر ان کی طرف سے یہ نہ ہو بلکہ یہ کھڑا ہونے والا اسی کو مستحق تعظیم سمجھ کر ثواب کے لیے کھڑا ہوا ہے یا تواضع کے طور پر کسی کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ ناجائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسائل متفرقہ: مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت تواتر سے ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے ایک حدیث یہ ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی اس کے تمام گناہ گر جائیں گے جتنی بار ملاقات کی ہو بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ مطلقاً مصافحہ کا جواز یہ تاتا ہے کہ نماز فجر و عصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا اس سے مراد بدعت حسنہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱..... جس طرح فجر و عصر کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے کیونکہ اصل مصافحہ کا جائز ہے جو کسی وقت بھی کیا جائے جائز ہی ہے جب تک شرع مطہر سے ممانعت ثابت نہ ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲.....مصافحہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی سے ملائے، انگلیوں کو چومنے کا عام مصافحہ نہیں ہے۔ سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے مابین کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا دست مبارک ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔ یعنی ہر ایک کا ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو۔ دوسرا طریقہ ہے جس کو بعض فقہا نے بیان کیا ہے اور اس کی نسبت بھی وہ کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے وہ یہ کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے داہنے سے اور بایاں بائیں سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴.....مصافحہ مسنون ہے کہ جب دو مسلمان باہم ملیں تو پہلے سلام کیا جائے، اس کے بعد مصافحہ کریں۔ رخصت کے وقت بھی عموماً مصافحہ کرتے ہیں، اس کے مسنون ہونے کی تصریح نظر فقیر سے نہیں گزری، اصل مصافحہ کا جواز حدیث سے ثابت ہوتا ہے تو اس کو بھی جائز ہی سمجھا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۵.....معانقہ کرنا بھی جائز ہے جب کہ خوف فتنہ اور اندیشہ شہوت نہ ہو۔ چاہیے کہ جس سے معانقہ کیا جائے وہ صرف تہبند یا فقط پاجامہ پہنے ہوئے نہ ہو بلکہ کرتا یا انگرکھا بھی پہنے ہو یا چادر اوڑھے ہوئے ہو یعنی کپڑا حائل ہو۔ (زیلعی) حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معانقہ کیا۔

مسئلہ نمبر ۶.....بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے یہ معانقہ بھی جائز ہے جب کہ کوئی فتنہ نہ ہو بشرطیکہ خوب صورت سے معانقہ کرنا کہ جیل فتنہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۷.....بوسہ دینا اگر شہوت ہو تو ناجائز ہے اور اکرام و تعظیم کے لیے ہو تو ہو سکتا ہے بیشانی پر بوسہ بھی انہیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان کا بوسہ دیا اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔

مسئلہ نمبر ۸.....بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد ٹوپی یا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۹.....عالم دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ اس کے قدم چومنا بھی جائز ہے بلکہ اگر کسی عالم دین سے یہ خواہش کی آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجئے کہ میں بوسہ دوں تو اس کے کہنے کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ یا پاؤں بوسہ کے لیے اس کی طرف بڑھا سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....عورت نے عورت کے بوسہ یا رخسار کو وقت ملاقات یا وقت رخصت بوسہ دیا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....عالم یا کسی بڑے کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام ہے جس نے ایسا کیا اور جو اس پر راضی ہو دونوں گنہگار ہوئے۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۱۲.....بوسہ کی چھ قسمیں ہیں (1) بوسہ رحمت جیسے والدین کو بوسہ دینا (2) بوسہ شفقت جیسے اولاد کا والدین کو بوسہ دینا (3) بوسہ محبت جیسے ایک شخص اپنے بھائی کی پیشانی کو بوسہ دے (4) بوسہ تحیت جیسے بوقت ملاقات ایک مسلم دوسرے مسلم کو بوسہ دے (5) بوسہ شہوت جیسے مرد عورت کو بوسہ دے اور ایک قسم (6) بوسہ دیانت ہے جیسے حجر اسود کا بوسہ۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۱۳.....مصحف یعنی قرآن مجید کو بوسہ دینا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فعل سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزانہ بوسہ دیتے تھے اور کہتے یہ میرے رب کا عہد اور اس کی کتاب ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی مصحف کو بوسہ دیتے اور چہرے سے مس کرتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... سجدہ تحیت یعنی ملاقات کے وقت بطور اکرام کسی کو سجدہ کرنا اور اگر قصد عبادت ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کو غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... بادشاہ کو بوسہ تحیت سجدہ کرنا یا اس کے سامنے زمین کو بوسہ دینا کفر نہیں مگر یہ شخص تنہا کرے اور اگر عبادت کے طور پر سجدہ دیا تو کفر ہے۔ عالم کے پاس آنے والا اگر زمین کو بوسہ دے یہ بھی ناجائز و گناہ ہے کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں تنہا کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... ملاقات کے وقت جھکنا منع ہے۔ (عالمگیری) یعنی اتنا جھکنا کہ حد رکوع تک ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۱۷..... آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز بلکہ مندوب ہے جب کوئی ایسی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جو مستحق ہے مثلاً عالم دین کی تعظیم کو کھڑا ہوا۔ کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے یا قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور ایسا شخص آ گیا جس کی تعظیم کرنی چاہئے تو اس حالت میں بھی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ میرے لیے کھڑے ہوں اس کی یہ بات پسندیدہ مذموم ہے۔ (ردالمحتار) احادیث میں اسی قیام کی مذمت ہے جو اس قیام کو بہ اتنا یا گیا ہے۔ جو ظالم تخت پر متوجہ ہے کہ سلاطین بیٹھتے ہوتے ہیں اور ان کے آس پاس تعظیم کے طور پر لوگ کھڑے رہتے ہیں آنے والے کے لیے کھڑا ہونا اس قیام ممنوع میں داخل نہیں۔ قیام میلاد شریف کی ممانعت پر ان احادیث سے دلیل لانا جہالت ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۹..... جہاں یہ اندیشہ ہو کہ تعظیم کے لیے اگر کھڑا نہ ہوگا تو اس کے دل میں بغض و عداوت پیدا ہوگا خصوصاً ایسی جگہ قیام کا رواج ہے تو قیام کرنا چاہئے تاکہ مسلم کو بغض اور عداوت سے بچایا جائے۔ (ردالمحتار)

چھینک اور جماہی کا بیان

حدیث ۱..... صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جماہی ناپسند ہے جب کوئی شخص چھینکے اور ..... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ..... کہے جو مسلمان اس کو سنے اس پر حق ہے کہ ..... یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ..... کہے اور جماہی شیطان کی طرف سے ہے جس کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو دفع کرے کیونکہ جب جماہی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ کسل اور غفلت دلیل ہے ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ (ہا) کہتا ہے شیطان ہنستا ہے۔

حدیث ۲..... صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے تو ..... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ..... کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا ..... یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ..... کہے۔ پھر چھینکنے والا اس کے جواب میں ..... یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ ..... کہے۔ ترمذی و داری کی روایت میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب چھینک آئے تو یہ کہے ..... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ .....

حدیث ۳..... طبرانی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے تو ..... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ..... کہے

حدیث ۴..... طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے اور وہ ..... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ..... کہے تو فرشتے کہتے ہیں ..... رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ..... اور وہ اگر ..... رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ..... کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ..... یَرْحَمُکَ اللّٰہُ .....

حدیث ۵..... ترمذی نے ناقع سے روایت کی کہ ایک شخص کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک آئی اس نے کہا ..... الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ..... ابن عمر نے فرمایا یہ تو میں بھی کہتا ہوں کہ ..... الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ..... مگر اس کے کہنے کی یہ جگہ نہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اس موقع پر ..... الحمد للہ علی کل حال ..... کہیں۔

حدیث ۶.....ترمذی وابوداؤد نے بال بنی ساف سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہم سالم بن عبید کے پاس تھے ایک شخص کو چھینک آئی اس نے کہا ..... السلام علیکم ..... سالم نے کہا ..... وعلیکم وعلی امک ..... اسے اس کا رنج ہوا (کہ مجھے ایسا جواب کیوں دیا) ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا میری ماں کا آپ نے ذکر کیا ہوتا تو اچھا ہوتا سالم نے کہا میں نے دیکھا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی اس نے کہا "السلام علیکم" حضور نے فرمایا "وعلیک وعلی امک" جب کسی کو چھینک آئے تو کہے ..... الحمد للہ رب العالمین ..... اور جواب دینے والا کہے ..... یرحمک اللہ ..... اور وہ کہے ..... یغفر اللہ لی ولکم .....

حدیث ۷.....صحیح بخاری ومسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو شخصوں کو چھینک آئی آپ نے ایک کو جواب دیا دوسرے کو نہیں دیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ حضور نے اس کا جواب دیا اور مجھے نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا فرمایا اس نے الحمد للہ کہا اور تو نے نہیں کہا۔

حدیث ۸.....صحیح مسلم میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے اسے جواب دو اور الحمد للہ نہ کہے تو اسے جواب مت دو۔

حدیث ۹.....صحیح مسلم میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی حضور ﷺ نے اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہا پھر دوبارہ چھینک آئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اسے زکام ہو گیا ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ تیسری مرتبہ چھینک آئی تب حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا یعنی جب بار بار چھینک آئے تو جواب کی حاجت نہیں۔

حدیث ۱۰.....ترمذی وابوداؤد رحمہما اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو چھینک آئی تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست کرتے۔

حدیث ۱۱.....صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جب کسی کو جماہی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔

حدیث ۱۲.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھی بات وہ ہے کہ اس وقت چھینک آئے اور نکبیم کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہ جب کوئی بات کی جائے اور چھینک آجائے تو یہ حق ہے اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت انس سے ہے کہ دعا کے وقت چھینک آنا سچا گواہ ہے۔

حدیث ۱۳.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں عبادہ بن صامت وشداد بن اوس وعائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز کو بند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بند کی جائے۔

مسائل فقہیہ: چھینک کا جواب واجب ہے جب کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اور اس کا جواب بھی فوراً اور اس طرح جواب دیا کہ وہ سن لے واجب ہے جس طرح سلام کے جواب میں ہے یہاں بھی ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱.....چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے دوبارہ چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو دوبارہ جواب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....جس کو چھینک آئے اسے الحمد للہ کہنا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین کہے جب اس نے الحمد للہ کہا تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہو گیا اور حمد نہ کرے تو جواب نہیں۔ ایک مجلس میں کئی مرتبہ کسی کو چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا چاہئے اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔ (بزازیہ)

مسئلہ نمبر ۳.....جس کو چھینک آئے وہ یہ کہے الحمد للہ رب العالمین یا الحمد للہ علی کل حال اور اس کے جواب

میں دوسرا شخص یوں کہے یھدیکم اللہ پھر چھینکنے والا کہے یغفراللہ لنا ولکم یا یہ کہے یھدیکم اللہ ویصلح بالکم کے سوا دوسری بات نہ کہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... عورت کو چھینک آئی اگر وہ بوڑھی ہے تو مرد اس کا جواب دے اگر جوان ہے تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے مرد کو چھینک آئے اور عورت نے جواب دیا اگر جوان ہے تو مرد اس کا جواب اپنے دل میں دے اور بوڑھی ہے تو زور سے جواب دے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... خطبہ کے وقت کسی کو چھینک آئی تو سننے والا اس کو جواب نہ دے۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۶..... بیمار کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو جواب میں یَھْدِیْکُمُ اللّٰہ کہا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... چھینکنے والے کو چاہئے کہ زور سے حمد کہنا کہ کوئی سنے اور جواب دے۔ چھینک کا جواب بعض حاضرین نے دے دیا تو سب کی طرف سے ہو گیا اور بہتر یہ ہے کہ سب حاضرین جواب دیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... دیوار کے پیچھے کسی کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو سننے والا اس کا جواب دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... چھینکنے والے سے پہلے ہی سننے والے نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو ایک حدیث میں آئی ہے کہ یہ شخص دانتوں اور کانوں کے درد اور قولنج سے محفوظ رہے گا اور حدیث میں ہے کہ کمر کے درد سے محفوظ رہے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... چھینک کے وقت سر جھکانے اور منہ چھپا لے اور آواز کو پست کرے چھینک کی آواز بلند کرنا حماقت ہے۔ (درمختار)

فائدہ: حدیث میں ہے کہ بات کے وقت چھینک آجانا شاہد عادل ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۱..... بہت لوگ چھینک کو بھ فالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لیے جا رہا ہے اور کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام انجام نہیں پائے گا یہ جہالت ہے کہ بھ فالی کی کوئی چیز نہیں اور ایسی چیز کو بھ فالی کہنا جس کو حدیث میں شاہد عدل فرمایا سخت غلطی ہے۔

خرید و فروخت کا بیان[1]

مسئلہ نمبر ۱..... جب تک خرید و فروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع جائز ہے اور کون سی ناجائز اس وقت تک تجارت نہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... انسان کے پاخانہ کا بیع کرنا ممنوع ہے کوبر بیچنا ممنوع نہیں۔ انسان کے پاخانہ میں مٹی یا راکھ مل کر غالب ہو جائے جیسے کھاد میں مٹی کا غلبہ ہو جاتا ہے بیع جائز ہے اور اس کو بام میں لانا مثلاً کھیت میں ڈالنا بھی جائز ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... یہ معلوم ہے کہ یہ فلاں شخص کی کنیز ہے اور دوسرا شخص اسے بیع کر رہا ہے یہ بائع کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیع کا وکیل کیا ہے اور میں نے خرید لیا ہے اس نے مجھ سے خرید کر دی ہے تو اس کو خریدنا اور اس سے وطی کرنا جائز ہے جب کہ وہ شخص ثقہ ہو یا غالب گمان یہ ہو کہ بیع کہتا ہے اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ وہ اس میں جھوٹا ہے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں اور اگر اس کو خود اس کا علم نہیں کہ یہ فلاں کی ہے مگر اس بائع ہی نے بتایا کہ یہ فلاں کی ہے اور مجھے اس نے بیع کا وکیل کیا اور بائع ثقہ ہے یا غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے تو اس کو خریدنا وغیرہ جائز ہے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۴..... اسی طرح دوسری اشیاء کے متعلق یہ علم ہے کہ فلاں کی ہے اور بیچنے والا کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیع کا وکیل کیا ہے میں نے خرید لی ہے اس نے ہبہ کر دی ہے تو اس کو خریدنا اس چیز سے نفع اٹھانا انہی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

---

[1] خرید و فروخت کا مفصل بیان حصہ یازدہم (گیارہ) میں گزر چکا ہے وہاں سے معلوم کریں۔ ۱۲ منہ

مسئلہ نمبر۵..... جو شخص چیز کو بیچ کر رہا ہے اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ چیز میرے پاس اس طرح آئی اور مشتری کو معلوم ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے تو جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ چیز اس کو یوں ملی ہے اسے نہ خریدے مشتری کو یہ نہیں معلوم ہے کہ چیز کسی دوسرے شخص کی ہے تو بیچنے والے سے خرید سکتا ہے کہ اس کے قبضہ میں ہونا اس کی ملک کی دلیل ہے اور اس کا معارض پایا نہیں گیا پھر اس کی کوئی وجہ نہیں کہ خواہ تو وہ دوسرے کی ملک کا توہم کیا جائے ہاں اگر وہ چیز ایسی ہے کہ اس جیسے شخص کی نہیں ہو سکتی مثلاً بیش قیمت ہے اور یہ شخص ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس کی ہوئی یا جاہل کے پاس کتاب ہے اور اس کے باپ دادا بھی عالم نہ تھے کہ اسے میراث میں ملی ہو تو اس صورت میں اس کی خریداری سے بچنا چاہئے اور اس کے باوجود اس نے خرید لی تو خرید سکتا ہے کہ یہ کاریگر اور ذلیل شرع پر اعتماد کر کے خریدی ہے یعنی قبضہ کو ملک کی دلیل قرار دیا ہے۔ (بدائع)

مسئلہ نمبر۶..... مشترک چیز میں جو اس کا حصہ ہے اسے نہ بیچے جب تک شریک کو مطلع نہ کر دے اگر وہ شریک خریدنے پر راضی ہو تو جس کے ہاتھ چاہے بیچ ڈالے اس کا مطلب یہ ہے کہ شریک کو مطلع کرنا مستحب ہے اور بغیر مطلع کیے بیچنا مکروہ ہے یہ مطلب نہیں کہ بغیر اطلاع بیچنا ہی ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۷..... اگر بازار والے ایسے لوگوں سے مال خریدتے ہیں جن کا غالب مال حرام ہے اور ان میں سوداور عقود فاسدہ جاری ہیں ان سے خریدنے میں تین صورتیں ہیں۔ جس چیز کے متعلق گمان غالب یہ ہے کہ ظلم کے طور پر کسی کی چیز بازار میں لا کر بیچ گیا ایسی چیز خریدی نہ جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مال حرام عین موجود ہے مگر مال مالک معلوم ہے اس طرح مل گیا کہ جدا کرنا ناممکن ہے اس طرح مل جانے سے اس کی ملک ہو گئی مگر اس کو بھی خریدنا چاہے جب تک مالک کو عوض دے کر راضی نہ کر لے اور اگر وہ خریدی ہی تو مشتری کی ملک ہو جائے گی اور گرابت رہے گی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ معلوم ہے کہ جس کو غصب کیا تھا یا چوری وغیرہ کا مال تھا وہ عین باقی نہ رہا تو دکان دار سے چیز خریدنی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۸..... تاجر اپنی تجارت میں اس طرح مشغول نہ ہو کہ فرائض فوت ہو جائیں بلکہ جب نماز کا وقت آ جائے تو تجارت چھوڑ کر نماز کو چلا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۹..... نجس کپڑے کو بیچ سکتا ہے مگر یہ گمان ہو کہ خریدار اس میں نماز پڑھے گا تو اس کو ظاہر کر دے کہ یہ کپڑا ناپاک ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۰..... بیعِ تعین میں چیز خریدی بائع کو اس سے کچھ زیادہ دیا تو جب تک یہ نہ کہدے کہ زیادتی تمہارے لیے حلال ہے یہ کہ میں نے تمہیں مالک کر دیا اس زیادتی کو لینا جائز نہیں۔ (عالمگیری) خرید نے کے بعد بہت سے لوگ روکھی لیتے ہیں کہ جس جتنی ملے ہوئی ہے کہ اس سے کچھ زیادہ لیتے ہیں بغیر بائع کی رضامندی کے یہ جائز ہے اور روکھی مانگنا بھی نہ چاہئے کہ یہ ایک قسم کا سوال ہے اور بغیر حاجت سوال کی اجازت نہیں۔

مسئلہ نمبر۱۱..... گوشت یا مچھلی چل وغیرہ ایسی چیز جو جلد خراب ہو جانے والی ہے کسی کے ہاتھ بیچی اور مشتری غائب ہو گیا اور بائع کو اندیشہ ہے کہ اس کے انتظار میں چیز خراب ہو جائے گی ایسی صورت میں اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے اور جس کو ایسا معلوم ہے وہ خرید سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۲..... جو شخص بیمار ہے اس کا باپ یا بیٹا بغیر اس کی اجازت کے ایسی چیز یں خرید سکتا ہے جس کی مریض کو حاجت ہے مثلاً دوا وغیرہ۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۳..... بھٹے صاف گیہوں میں ناک دھول ملا کر بیچنا جائز ہے اگرچہ وہاں ملانے کی عادت ہو۔ (عالمگیری) اسی طرح

دودھ میں پانی ملا کر بیچنا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۴..... جس جگہ بازار میں روٹی گوشت کا نرخ مقرر ہے کہ اس حساب سے فروخت ہوتی ہے کسی نے زیادہ کی بائع نے کم کر دی مگر خریدار کو اس وقت یہ نہیں معلوم ہوا کہ کم ہے بعد کو معلوم ہوا تو جو کچھ کی ہے وصول کر سکتا ہے جب کہ مشتری کو بھی نرخ معلوم ہے اور اگر خریدار پردیسی ہے وہاں کا نہیں ہے تو روٹی میں جو کمی ہے وصول کر سکتا ہے گوشت میں جو کمی ہے وصول نہیں کر سکتا کیونکہ روٹی کا نرخ قریب قریب سب شہروں میں یکساں ہوتا ہے اور گوشت میں یہ بات نہیں۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۱۵..... تو بے، ٹینگ وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پتہ نامرد اور عورت دونوں کے لیے ساجائز ہے اس کا بیچنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) اس طرح لیمن وغیرہ جس کا کھانا ناجائز ہے ایسوں کے ہاتھ فروخت کرنا جو کھاتے ہوں ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر اعانت ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۶..... مسلمان کا کافر پر دین ہے اس نے شراب بیچ کر اس کے ثمن سے دین ادا کیا مسلم کے حکم میں ہے کہ یہ روپیہ شراب کا ثمن ہے اس کا لینا جائز ہے کیونکہ کافر کا کافر کے ہاتھ شراب بیچنا جائز ہے اور ثمن میں جو روپیہ اسے ملا وہ جائز ہے لہٰذا مسلم اپنے دین میں لے سکتا ہے اور مسلم نے شراب بیچی تو بیچ کا ناجائز ہے اس کا ثمن بھی ناجائز ہے اس روپیہ کو دین میں لینا ناجائز ہے۔ (درمختار) یہی حکم ہر اس صورت میں ہے جہاں یہ معلوم ہے کہ یہ مال عین خبیث وحرام ہے تو اس کو لینا جائز ہے مثلاً معلوم ہے کہ چوری کا مال غصب کا مال ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۷..... رنڈیوں کو گانے کی اجرت لینی بھی یہی خبیث ہے جس کسی کو دین یا کسی معاملہ میں دے اس کا لینا جائز ہے جس شخص نے ظلم یا رشوت کے طور پر مال حاصل کیا ہو مرنے کے بعد اس کا مال ورثا کو نہ لینا چاہئے کہ یہ مال حرام ہے بلکہ ورثا یہ کریں کہ اگر معلوم ہے کہ مال فلاں کا ہے تو جس سے مورث نے حاصل کیا ہے اسے واپس دے دیں اور معلوم نہ ہو کہ کس سے لیا ہے تو فقرا پر تصدق کر دیں کہ ایسے مال کا یہی حکم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... پنساری کو روپیہ دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ روپیہ سودے میں سے کٹا رہے گا یا دیتے وقت یہ شرط نہ ہو کہ سودے میں کٹ جائے گا مگر معلوم ہے کہ یونہی لیا جائے گا تو اس طرح روپیہ دینا ممنوع ہے کہ اس قرض سے یہ نفع ہوا کہ اس کے پاس رہنے میں اس کے ضائع ہونے کا احتمال تھا یہ احتمال جاتا رہا اور قرض سے نفع اٹھانا ناجائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... انکار ممنوع ہے انکار کے یہ معنی ہیں کہ کھانے کی چیز کو سلنے روکنا کہ گراں ہو نے پر فروخت کرے گا۔ احادیث[1] میں اس بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ چالیس روز تک انکار کرے گا اللہ ﷻ اس کو جذام و افلاس میں مبتلا کرے گا۔ دوسری حدیث میں یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ سے بری اور اللہ ﷻ اس سے بری۔ تیسری حدیث میں ہے کہ اس پر اللہ ﷻ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اللہ ﷻ اس کی نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ انکار انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے مثلاً اناج اور گیہوں وغیرہ یا دوا وغیرہ یا جانوروں کے چارہ میں بھی ہوتا ہے جیسے کھاس بھوسہ۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... انکار روکی کہلائے گا جب کہ اس کا غلہ روکنا وہاں والوں کے لئے مضر ہو یعنی اس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اسی کے قبضہ میں ہے اس کے روکنے سے قحط پڑنے کا اندیشہ ہے دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۱..... انکار کرنے والے کو قاضی یہ حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلہ کو لے لو اور باقی فروخت کر ڈالے اگر وہ شخص قاضی کے اس حکم کے خلاف کرے یعنی زائد غلہ نہ بیچے تو قاضی اس کو مناسب سزا دے گا اور اس کی حاجت سے زیادہ جتنا غلہ ہے قاضی خود بیچ کر دے گا کیونکہ یہ زجر رعام سے بچنے کی یہی صورت ہے۔ (ہدایہ)

---

[1] انکار کے متعلق جلد سوئم حصہ اول دوم (گیارہ) کتاب مکروہ کے بیان میں لکھی جا چکی ہیں ۱۲ منہ

مسئلہ نمبر ۲۲..... بادشاہ کو رعایا کی بلا کت کا اندیشہ ہو تو انکار کرنے والوں سے غلہ لے کر رعایا پر تقسیم کر دے پھر جب اس کے پاس غلہ ہو جائے تو جتنا جتنا لیا ہے واپس دے دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... اپنی زمین کا غلہ روک لیا انکار نہیں ہاں اگر یہ شخص گرانی یا قحط کا منتظر ہے تو اس بری نیت کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور اس صورت میں بھی اگر عام لوگوں کو غلہ کی حاجت ہو اور غلہ دستیاب نہ ہوتا ہو تو قاضی اسے بیچ کرنے پر مجبور کرے گا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... دوسری جگہ سے غلہ ٹریدکر لایا اگر وہاں سے عموماً یہاں غلہ آتا ہے تو اس کو روکنا بھی انکار ہے اور اگر وہاں سے یہاں غلہ لانے کی عادت جاری نہ ہو تو روکنا انکار نہیں مگر اس صورت میں بیچ (لانا) مستحب ہے کہ روکنے میں یہاں بھی ایک قسم کی کراہت ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... حاکم کو یہ نہ چاہئے کہ اشیاء بکنے کا نرخ مقرر کر دے۔ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نرخ گراں ہو گیا حضور ﷺ نرخ مقرر فرما دیں (رشاد فرمایا) نرخ مقرر کرنے والا تنگی کشادگی کرنے والا روزی دینے والا اللہ ﷻ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حالت میں ملوں کہ کوئی شخص خون یا مال کے معاملہ میں مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے۔

مسئلہ نمبر ۲۶..... تاجروں نے اگر چیزوں کا نرخ بہت زیادہ کر دیا ہے اور بغیر نرخ مقرر کیے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو اہل الرائے سے مشورہ لے کر قاضی نرخ مقرر کر سکتا ہے اور مقرر شدہ نرخ کے موافق جو بیچ ہوئی یہ بیع جائز ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بیع مکروہ ہے کیونکہ یہاں بیع پر اکراہ نہیں قاضی نے دوسرے بیچنے پر مجبور نہیں کیا، اختیار ہے کہ اپنی چیز بیچے یا نہ بیچے صرف یہ کہا کہ اگر بیچو تو جو نرخ مقرر ہوا اس سے گراں نہ بیچے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... انسان کے کھانے اور جانوروں کے چارہ میں نرخ مقرر کرنا صورت مذکورہ میں جائز ہے اور دوسری چیزوں میں بھی حکم یہ ہے کہ اگر تاجروں نے بہت زیادہ گراں کر دی ہو تو ان میں بھی نرخ مقرر کیا جا سکتا ہے (درمختار)

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل

قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے کے بہت فضائل ہیں اجمالی طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ اللہ ﷻ کا کلام ہے اس پر اسلام اور احکام اسلام کا مدار ہے۔ اسکی تلاوت کرنا اس میں تدبر آبدی کو خدا تک پہنچانا ہے اس موقع پر اس کے متعلق چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱..... صحیح بخاری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حدیث ۲..... صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں کوئی شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ بطحان یا عقیق میں صبح کو جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں کوہان والے لائے اس طرح کہ گناہ اور قطع رحم نہ ہو یعنی جائز طور پر۔ ہم نے عرض کی کہ یا رسول ہم سب کو پسند ہے فرمایا پھر کیوں نہیں صبح کو مسجد میں جا کر کتاب اللہ ﷻ کی دو آیتوں کو سیکھتا کہ یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین تین سے بہتر اور چار چار سے بہتر ہیں اور اونٹوں کی یہ تعداد بطور قیاس ہے۔

حدیث ۳..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے۔ کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا وہ کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہے اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا وہ اندرائن کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہے اور مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ

پھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا ہے۔

حدیث ۴.....صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ اس کتاب سے بہت لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو پست کرتا ہے یعنی جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور عمل کرتے ہیں ان کی بلندی ہے اور دوسروں کے لیے پستی ہے۔

حدیث ۵.....صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ کراماً کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس پر شاق ہے یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے لیے دوا جر ہیں۔

حدیث ۶.....شرح السنہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی ایک (1) قرآن کہ یہ بندوں کے لیے حجت ہوگا کہ اس کے لیے ظاہر و باطن ہے اور (2) امانت اور (3) رشتہ پکارے گا کہ جس نے مجھے ملایا اسے اللہ ملائے گا اور جس نے مجھے کاٹا اللہ ﷻ اسے کاٹے گا۔

حدیث ۷.....امام احمد و ترمذی و ابوداؤد و نسائی رحمہم اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھ اور چڑھ اور ترتیل کے ساتھ پڑھ جس طرح دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا تیری منزل آخری آیت جو تو پڑھے گا وہاں ہے۔

حدیث ۸.....ترمذی و دارمی رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے جوف میں کچھ قرآن نہیں ہے وہ ویران مکان کی مثل ہے۔

حدیث ۹.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ فرماتا ہے جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا میں اس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں اور کلام اللہ ﷻ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ویسی ہی ہے جیسی اللہ ﷻ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے۔

حدیث ۱۰.....ترمذی و دارمی رحمہما اللہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کتاب اللہ ﷻ کا ایک حرف پڑھے اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی میں نہیں کہتا الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام دوسرا حرف ہے میم تیسرا حرف۔

حدیث ۱۱.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہوگی اگر وہ تمہارے گھروں میں ہوتا تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔

حدیث ۱۲.....امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا اس کے گھر والوں سے دس شخصوں کے بارے میں اللہ ﷻ اس کی شفاعت کو قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔

حدیث ۱۳.....ترمذی حسانی و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن سیکھو اور پڑھو کہ جس نے قرآن سیکھا اور پڑھا اور اس کے ساتھ قیام کیا اس کی مثال تھیلی جیسے مشک سے تھیلی بھری ہوئی ہے جس کی خوشبو ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اور جس نے سیکھا اور سو گیا یعنی قیام نہیں کیا اس کی مثال وہ تھیلی ہے جس میں مشک بھری ہوئی ہے اور اس کا منہ باندھ دیا گیا ہے۔

حدیث ۱۴..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان دلوں میں بھی زنگ لگ جاتی ہے جس طرح لوہے میں پانی لگنے سے زنگ لگتی ہے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس کی جلا کس چیز سے ہوگی فرمایا کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے۔

حدیث ۱۵..... صحیح بخاری و مسلم میں جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن کو اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل کو الفت اور لگاؤ ہو اور جب دل پھٹ جائے کھڑے ہو جاؤ یعنی تلاوت بند کر دو۔

حدیث ۱۶..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی جتنی توجہ اس نبی کی طرف ہے جو خوش آواز سے قرآن پڑھتا ہے کسی کی طرف اتنی توجہ نہیں۔

حدیث ۱۷..... صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کو تغنی یعنی خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں اس حدیث کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تغنی سے مراد استغنا ہے یعنی قرآن پڑھنے کے عوض میں کسی سے کچھ لینا نہ چاہئے۔

حدیث ۱۸..... امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ و دارمی رحمہم اللہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ اپنی آوازوں سے قرآن کو خوب صورت کرو کیونکہ اچھی آواز قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے۔

حدیث ۱۹..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے قرآن والو قرآن کو تکیہ نہ بناؤ یعنی سستی اور تغافل نہ برتو دن رات اور دن میں اس کی تلاوت کا حق ادا کرو اس کو پھیلاؤ اور تغنی کرو یعنی اچھی آواز سے پڑھو اس کا معاوضہ نہ لو اور جو کچھ اس میں ہے اس میں غور کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اس کے ثواب میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس کا ثواب بہت بڑا ہے۔ (جو عالمت میں ملے گا ہے)

حدیث ۲۰..... ابوداؤد و بیہقی رحمہما اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہم قرآن پڑھا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ اعرابی اور عجمی بھی تھے تو آپ نے فرمایا قرآن پڑھو تم سب اچھے ہو بعد میں قومیں آئیں گی جو قرآن کو اس طرح سیدھا کریں گی جیسا تیر سیدھا ہوتا ہے اس کا بدلہ جلدی لینا چاہیں گے دیر میں نہیں لینا چاہیں گے یعنی دنیا میں بدلہ لینا چاہیں گے۔

حدیث ۲۱..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن کو عرب کے لحن اور آواز سے پڑھو اہل عشق اور یہود و نصاریٰ کے لحن سے بچو یعنی قواعد موسیقی کے مطابق گانے سے بچو اور میرے بعد ایک قوم آئے گی جو قرآن کو ترجیع کے ساتھ پڑھے گی جیسے گانے والے اور نوحہ میں ترجیع ہوتی ہے قرآن ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا ان کے دل فتنہ میں مبتلا ہیں اور ان کے بھی جن کو ان کی یہ بات پسند ہے۔

حدیث ۲۲..... ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہتے ہیں کہ نماز پڑھ رہا تھا اور نبی ﷺ نے مجھے بلایا میں نے جواب نہیں دیا (جب فارغ ہوا) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نماز پڑھ رہا تھا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے نہیں فرمایا ہے۔ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (پ۹، الانفال ۲۴) اللہ و رسول کے پاس حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں پکاریں پھر فرمایا مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن میں جو سب سے بڑی سورت ہے دوں گا اور حضور نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب تغنی کا ارادہ ہوا تو میں نے عرض کی حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت کی تعلیم کروں گا فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا ہے۔

حدیث ۲۳.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ نماز میں تم کس طرح پڑھتے ہو انہوں نے ام القرآن یعنی سورت فاتحہ کو پڑھا حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ اس کی مثل توراۃ میں کوئی سورت اتاری گئی نہ انجیل میں نہ زبور میں بقرآن میں۔ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا۔

حدیث ۲۴.....سورۂ فاتحہ ہر بیماری سے شفا ہے (داری، بیہقی)

حدیث ۲۵.....صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ کہتے ہیں جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اوپر سے ایک آواز آئی انہوں نے سر اٹھایا اور کہا آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا ایک فرشتہ اترا جبریل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا تھا اس نے سلام کیا اور یہ کہا کہ حضور ﷺ کو بشارت ہو کہ دو نور حضور ﷺ کو دیئے گئے اور حضور ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے وہ دو نور یہ ہیں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا خاتمہ جو حرف آپ پڑھیں گے وہ دیا جائے گا۔

حدیث ۲۶.....صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں کو مقابر نہ بناؤ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

حدیث ۲۷.....صحیح مسلم میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے اصحاب کے لیے شفیع ہو کر آئے گا۔ دو چمک دار سورتیں بقرہ و آل عمران کو پڑھو کہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو ابر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں وہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی ان کی شفاعت کریں گی۔ سورۂ بقرہ کو پڑھو اس کا یاد کرنا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہل باطل اس کی استطاعت نہیں رکھتے

حدیث ۲۸.....صحیح مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوالمنذر رضی اللہ عنہ (یہ ابی بن کعب کی کنیت ہے) تمہیں معلوم ہے قرآن کی کون سی آیت تمہارے پاس سب میں بڑی ہے میں نے عرض کی اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم (یعنی آیۃ الکرسی) حضور ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا ابوالمنذر رضی اللہ عنہ! تم کو علم مبارک ہو۔

حدیث ۲۹.....صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ رمضان یعنی صدقۂ فطر کی حفاظت مجھے سپرد فرمائی تھی، ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس نے شدید حاجت اور عیال کی شکایت مجھے رحم آگیا چھوڑ دیا۔ فرمایا فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا میں نے سمجھ لیا وہ پھر آئے گا کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے میں اس کے انتظار میں قماد پر آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں عیال دار ہوں اب نہیں آؤں گا مجھے رحم آگیا۔ اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی اس نے حاجت شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی مجھے رحم آیا اسے چھوڑ دیا حضور ﷺ نے فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا میں اس کے انتظار میں قماد پر آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے پکڑا اور کہا تجھے حضور ﷺ کے پاس پیش کروں گا تین مرتبہ یہ ہو چکا تو کہتا ہے نہیں آؤں گا پھر آتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ عزوجل تم کو نفع دے گا جب تم بچھونے پر جاؤ آیۃ الکرسی اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم آخر آیۃ تک پڑھ لو صبح تک اللہ عزوجل کی طرف سے تم پر نگہبان ہو گا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا میں نے اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا قیدی کیا ہوا میں نے عرض کی اس نے کہا چند کلمات تم کو سکھاتا ہوں اللہ عزوجل تمہیں ان سے نفع دیگا حضور ﷺ نے فرمایا یہ بات اس نے سچ کہی اور وہ بڑا جھوٹا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے میں نے عرض کی نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔

حدیث ۳۰.....صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص رات میں پڑھ لے وہ اس کے لیے کافی ہیں۔

حدیث ۳۱.....اللہ ﷻ نے آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس میں سے دو آیتیں جو سورہ بقرہ کے ختم پر ہیں نازل فرمائیں جس گھر میں تین راتوں تک پڑھی جائیں شیطان اس کے قریب نہیں جائے گا۔ (ترمذی و داری)

حدیث ۳۲.....سورہ بقرہ کے خاتمہ کی دو آیتیں اللہ تعالیٰ کے اس خزانہ میں سے ہیں جو عرش معلیٰ کے نیچے ہیں اللہ ﷻ نے مجھے وہ آیتیں دیں انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہیں اور اللہ ﷻ سے نزدیکی اور دعا ہیں۔ (داری)

حدیث ۳۳.....صحیح مسلم میں ابو درداء ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں جو شخص یاد کرے وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

حدیث ۳۴.....جو شخص سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے لیے دو جمعہ کے مابین نور روشن ہوگا۔ (بیہقی)

حدیث ۳۵.....ہر چیز کے لیے دل ہے اور قرآن کا دل یٰسین ہے جس نے یٰسین پڑھی دس مرتبہ قرآن پڑھا اللہ ﷻ اس کے لیے لکھے گا۔ (ترمذی و داری)

حدیث ۳۶.....اللہ ﷻ نے زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے طٰہٰ و یٰسین پڑھی جب فرشتوں نے سنا کہا مبارک ہو اس امت کے لیے جس پر یہ اتارا جائے اور مبارک ہو ان جنوں کے لیے جو اس کے حامل ہوں۔ اور مبارک ہو ان زبانوں کے لیے جو اس کو پڑھیں۔ (داری)

حدیث ۳۷.....جو شخص اللہ ﷻ کی رضا کے لیے یٰسین پڑھے گا اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہٰذا اس کو اپنے مردوں کے پاس پڑھو۔ (بیہقی)

حدیث ۳۸.....جو شخص حٰمٓ المؤمن کو الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی صبح کو پڑھ لے گا شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے گا صبح تک محفوظ رہے گا۔ (ترمذی و داری)

حدیث ۳۹.....جو شخص حٰمٓ الدخان شب جمعہ میں پڑھے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (ترمذی)

حدیث ۴۰.....نبی کریم ﷺ جب تک الٓمٓ تَنْزِیْل اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ نہ پڑھ لیتے سوتے نہ تھے۔ (احمد ترمذی و داری)

حدیث ۴۱.....خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نجات دینے والی سورت کو پڑھو والم تنزیل ہے مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص اس کو پڑھتا تھا اس کے سوا کچھ نہیں پڑھتا تھا اور وہ بہت گنہگار تھا اس سورت نے اپنا بازو اس پر بچھا دیا اور کہا اے رب! اس کی مغفرت فرما دے کہ یہ مجھ کو کثرت سے پڑھتا تھا۔ رب تعالیٰ نے اس کی شفاعت قبول فرمائی اور فرشتوں سے فرمایا کہ اس کی ہر خطا کے بدلے میں ایک نیکی لکھو اور ایک درجہ بلند کرو اور خالد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑا کرے گی کہے گی الٰہی اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو میری شفاعت قبول فرما اور تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو اس میں سے مجھے مٹا دے اور پرند کی طرح اپنے بازو اس پر بچھا دے گی اور شفاعت کرے گی اور مثل اب قبر سے بچائے گی اور خالد رحمۃ اللہ علیہ نے تبارک کے متعلق بھی ایسا ہی کہا اور جب تک ان دونوں کو پڑھ نہ لیتے خالد رحمۃ اللہ علیہ سوتے نہ تھے اور علاؤ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر ایک سورت پر ساٹھ حسنہ کے ساتھ فضیلت رکھتی ہیں۔ (داری)

حدیث ۴۲.....قرآن میں تیس آیت کی ایک سورت ہے آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی

وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر)

حدیث ۴۳..... بعض صحابہ ؓ نے قبر پر خیمہ گاڑ دیا انہیں یہ علم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے اس میں سے کسی شخص نے تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ختم سورۃ تک پڑھا جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بتایا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ مانع ہے وہ بچہ عذاب الٰہی سے نجات دیتی ہے۔ (ترمذی)

حدیث ۴۴..... جو شخص سورۃ واقعہ ہر رات میں پڑھ لے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔ ابن مسعود ؓ اپنی صاحب زادیوں کو حکم فرماتے تھے کہ رات میں اس کو پڑھا کرو۔

حدیث ۴۵..... کیا تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے کہ ہر روز ایک ہزار آیتیں پڑھا کرو لوگوں نے عرض کی اس کو کون استطاعت رکھتا ہے کہ ہر روز ایک ہزار آیتیں پڑھا کرے فرمایا کیا اس کی استطاعت نہیں کہ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لیا کرو۔ (بیہقی)

حدیث ۴۶..... کیا تم اس سے عاجز ہو کہ رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرو لوگوں نے عرض کی کہ تہائی قرآن کیونکر کوئی پڑھ لے گا فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے (بخاری و مسلم)

حدیث ۴۷..... اِذَا زُلْزِلَتْ نصف قرآن کے برابر ہے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی کے برابر۔ (ترمذی)

حدیث ۴۸..... جو ایک دن میں دو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرے پچاس برس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر دین ہو۔ (ترمذی)

حدیث ۴۹..... جو شخص سوتے وقت بچھونے پر داہنی کروٹ لیٹ کر سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے قیامت کے دن رب تبارک و تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ میرے بندے اپنی داہنی جانب جنت میں چلا جا۔ (ترمذی)

حدیث ۵۰..... نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے سن فرمایا کہ جنت واجب ہو گئی۔

(امام مالک، ترمذی، نسائی)

حدیث ۵۱..... کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! قرآن میں سب سے بڑی سورت کون سی ہے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اس نے عرض کی قرآن میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے فرمایا آیت الکرسی اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کون سی آیت آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچا محبوب ہے یعنی اس کا فائدہ وثواب فرمایا سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیت کہ وہ رحمت الٰہی کے خزانہ سے عرش الٰہی کے نیچے سے جاملتے ہیں وہ آیت اس امت کو دی دنیا و آخرت کی کوئی خیر نہیں مگر یہ اس پر مشتمل ہے (دارمی)

حدیث ۵۲..... جو شخص اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین مرتبہ پڑھ کر سورہ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھی اللہ ﷻ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا وہ شام تک اس کے لیے دعا کریں گے اور اگر وہ شخص اس روز مر جائے تو شہید مرے گا اور شام کو پڑھے تو اس کے لیے بھی یہی ہے۔ (ترمذی)

حدیث ۵۳..... جو قرآن پڑھا کرے اس کو اللہ ﷻ سے سوال کرنا چاہئے عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے سوال کریں گے۔ (احمد، ترمذی)

حدیث ۵۴..... جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے کھاتا مانگے تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا ہڈیاں ہوں گی۔ (بیہقی)

حدیث ۵۵.....ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مصحف لکھنے کی اجرت کا سوال ہوا انہوں نے فرمایا اس میں حرج نہیں وہ لوگ نخش بناتے ہیں اور اپنی دست کاری سے کھاتے ہیں یعنی یہ ایک قسم کی دست کاری ہے اس کا معاوضہ لینا جائز ہے۔ (درمختار) قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے مسائل حصہ سوم میں مذکور ہو چکے ہیں وہاں سے معلوم کیے جائیں مصحف شریف کے متعلق بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

مسئلہ نمبر ۱.....قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اس سے نظر عوام میں عظمت پیدا ہوتی ہے اس میں اعراب نقطے لگانا بھی مستحسن ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اکثر لوگ اسے صحیح نہ پڑھ سکیں گے اسی طرح آیت سجدہ پر سجدہ لکھنا اور وقف کی علامتیں لکھنا اور رکوع کی علامت لکھنا اور تعشیر یعنی دس دس آیتوں پر نشان لگانا جائز ہے اور یہ لکھنا کہ اس میں اتنی آیتیں ہیں یہ بھی جائز ہے۔ (درمختار و ردالمحتار) اس زمانہ میں قرآن مجید کے ترجمے بھی چھاپنے کا رواج ہے اگر ترجمہ صحیح ہو تو قرآن مجید کے ساتھ طبع کرنے میں حرج نہیں اس لیے کہ اس سے آیت کا ترجمہ جاننے میں سہولت ہوتی ہے مگر تنہا ترجمہ طبع نہ کیا جائے۔

مسئلہ نمبر ۲.....تاریخ کے اوراق قرآن مجید کی جلد یا تفسیر وفقہ کی کتابوں پر بطور خلاف چڑھانا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....قرآن مجید کی کتابت نہایت خوش خط اور واضح حرفوں میں کی جائے کاغذ بھی بہت اچھا اور روشنائی بھی خوب اچھی ہو کہ دیکھنے والے کو بھلا معلوم ہو۔ (درمختار و ردالمحتار) بعض اہل مطابع نہایت معمولی کاغذ پر بہت خراب کتابت اور روشنائی سے چھپواتے ہیں یہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

مسئلہ نمبر ۴.....قرآن مجید کا حجم چھوٹا کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار) مثلاً آج کل بعض اہل مطابع نے تعویذی قرآن مجید چھپوائے ہیں جن کا قلم نہایت باریک ہے کہ پڑھنے میں بھی نہیں آتا بلکہ حمائل بھی نہ چھپوائی جائے کہ اس کا حجم بھی بہت کم ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵.....قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو گیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لیے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے مصحف شریف بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....لغت و نحو صرف کا ایک مرتبہ بیان میں ہر ایک کی کتاب کو دوسری کتاب پر رکھ سکتے ہیں اور ان سے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں ان کے اوپر فقہ اور احادیث و مواعظ و مجلدات ماثورہ فقہ سے اوپر اور تفسیر کو ان کے اوپر اور قرآن مجید کو سب کے اوپر رکھیں۔ قرآن مجید جس صندوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے مکان میں قرآن مجید چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اس کی نیت باعث ثواب ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ نمبر ۸.....قرآن مجید پر اگر غصہ تو جین یا ناس رکھا تو کافر ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....جس گھر میں قرآن مجید رکھا ہے اس میں بی بی سے صحبت کرنا جائز ہے جب کہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے کہ اسی طرح اذان کہنے میں خوش گلوئی سے کام لے یعنی آواز اچھی نہ ہو تو اچھی آواز بنانے کی کوشش کرے لحن کے ساتھ پڑھنا کہ حروف میں کمی بیشی ہو جائے جیسی گانے والے کیا کرتے ہیں یا جائز ہے بلکہ پڑھنے میں قواعد تجوید کی رعایت کرے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... قرآن مجید کو حروف وشاذ دونوں قرأتوں کے ساتھ ایک ساتھ پڑھنا مکروہ ہے جو قرأت شاذہ کے ساتھ پڑھنا بدرجہا اولیٰ مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہا) بلکہ عوام کے سامنے وہی قرأت پڑھی جائے جو وہاں رائج ہے کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی ناواقفی کی وجہ سے انکار کر بیٹھیں۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اگر غلط کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں کھلا ہوا چھوڑ نہیں جاتے یہ ادب کی بات ہے مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے تو شیطان پڑھے گا اس کی اصل نہیں ممکن ہے کہ بچوں کو اس کے ادب کی طرف توجہ دلانے کے لیے ایسا اختراع کیا ہو۔

مسئلہ نمبر ۱۳..... قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ پاؤں پھیلائے جائیں نہ پاؤں کو اس سے اونچا کیا جائے نہ یہ کہ خود اونچی چوکی پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔

مسئلہ نمبر ۱۴..... قرآن مجید کو جزدان وغلاف میں رکھنا ادب ہے صحابہ وتابعین ؓ کے زمانہ سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۵..... نئے قلم کا تراشا ادھر ادھر پھینک سکتے ہیں مگر مستعمل قلم کا تراشا دوات کی جگہ میں رکھا جائے پھینکا نہ جائے اسی طرح مسجد کا گھاس کوڑا موضع احتیاط میں ڈالا جائے ایسی جگہ نہ پھینکا جائے کہ احترام کے خلاف ہو۔ (عالمگیری) جس بقعہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو اس میں کوئی چیز رکھنا مکروہ ہے اور تعویل پر سادے کاغذ کھنے ہوں اس میں روپیہ پیسہ رکھنا مکروہ نہیں۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو کاغذ سے پونچھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

آداب مسجد وقبلہ[1]

مسجد کو چونے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے سونے چاندی کے پانی سے نقش نگار کرنا بھی جائز ہے جب کہ کوئی شخص اپنے مال سے ایسا کرے مال وقف سے ایسا نہیں کر سکتا بلکہ متولی مسجد نے اگر مال وقف سے سونے چاندی کا نقش کرایا تو اسے تاوان دینا ہوگا ہاں اگر بانی مسجد نے نقش کرایا تھا جو خراب ہو گیا تو متولی مسجد سے بھی نقش ونگار کرا سکتا ہے۔ بعض مشائخ دیوار قبلہ میں نقش ونگار کرنے کو مکروہ بتاتے ہیں کہ نمازی کا دل ادھر منقلب ہوگا۔ (درمختار وغیرہا)

مسئلہ نمبر ۱..... مسجد کی دیواروں میں گچ امر پلستر کرانا جائز ہے کہ اس کی وجہ سے عمارت محفوظ رہے گی مسجد میں پلستر کرانے یا گلی کھدوانے میں ناپاک پانی استعمال نہ کیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... مسجد میں درس دینا جائز ہے اگرچہ بوقت درس مسجد کی جانمازوں اور چٹائیوں کو استعمال کرتا ہو مسجد میں کھانا کھانا اور سونا معتکف کو جائز غیر معتکف کے لیے مکروہ ہے اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا سونا چاہتا ہو تو وہ بہ نیت اعتکاف مسجد میں داخل ہو اور ذکر کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد وہ کام کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

ہندوستان میں تقریباً ہر جگہ یہ رواج ہے کہ ماہ رمضان میں عام طور پر مسجد میں روزہ افطار کرتے ہیں اگر خارج مسجد کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں افطار کریں جب تو مسجد میں افطار نہ کریں ورنہ داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیا کریں اب افطار کرنے میں حرج نہیں مگر اس بات کا اب بھی لحاظ کرنا ہوگا کہ مسجد کا فرش پامال نہ ہونے پائے آلودہ نہ ہونے پائے۔

مسئلہ نمبر ۳..... مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے مثلاً مسجد کے دو دروازے ہیں اور اس کو نہیں چاہتا ہے آسانی اس میں ہے کہ ایک دروازہ

---

[1] مسجد کے متعلق مسائل حصہ ہفتم میں مفصل ذکر کیے گئے ہیں۔ دیکھ لیجئے یہاں ذکر کی جانی ہیں۔ ۱۲ منہ

سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے ایسا نہ کرے اگر کوئی شخص اس نیت سے گیا کہ اس دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے گا اندر جانے کے بعد اپنے اس فعل پر نادم ہوا تو جس دروازے سے نکلنے کا ارادہ کیا تھا اس کے سوا دوسرے دروازے سے نکلے۔ ملا نے فرمایا ہے کہ یہ شخص پہلے نماز پڑھے پھر نکلے اور بعض نے فرمایا کہ اگر بے وضو ہو تو جس دروازہ سے گیا ہے اسی سے نکلے مسجد میں جوتے پہن کر جانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... جامع مسجد میں تعویذ بیچنا جائز ہے جیسا کہ تعویذ والے کیا کرتے ہیں کہ اس تعویذ کا یہ یہ ہے تاکہ وہ اور تعویذ لے جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... مگر یہ ضروری ہے کہ بوقت نکاح شور وغل اور ایسی باتیں جو احترام مسجد کے خلاف ہیں نہ ہونے پائیں۔ لہٰذا اگر معلوم ہو کہ مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رہے گا تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں۔

مسئلہ نمبر ۷..... جس کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو وہ مسجد میں نہ جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... مسجد میں ان آداب کا لحاظ رکھے (1) جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہیں ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں اور اگر وہاں کوئی نہ ہو یا جو لوگ ہیں وہ مشغول ہیں تو یوں کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَبِّنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ (2) وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے (3) خرید و فروخت نہ کرے (4) گمشدہ تلوار مسجد میں نہ لے جائے (5) گمی ہوئی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈے (6) ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرے (7) دنیا کی باتیں نہ کرے لوگوں (8) کی گردنیں نہ پھلانگے (9) حلقہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے (10) اس طرح نہ بیٹھے کہ دوسروں کے لیے جگہ نہ تنگ ہو۔ (11) نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔ (12) مسجد میں تھوک کھنکار نہ ڈالے۔ (13) انگلیاں نہ چٹخائے (14) نجاست اور بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو بچائے (15) ذکر فقہی کی کثرت کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... مسجد میں جگہ تنگ ہو گئی تو جو نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ بیٹھے ہوئے کو نہ کہہ سکتا ہے کہ سرک جاؤ نماز پڑھنے کی جگہ دے دو اگرچہ وہ شخص ذکر و درس میں یا تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو یا معتکف ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مسجد کے سائل کو دینا منع ہے مسجد میں دنیا کی باتیں کرنی مکروہ ہیں۔ مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے یہ جائز کلام کے متعلق ہے۔ ناجائز کلام کے کھانا کیا چھپنا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... نماز پڑھنے کے بعد مصلی کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے مگر بعض لوگ جانماز کا صرف کنارہ لپیٹ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ باطل ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... مسجد کی چھت پر قضا مکروہ ہے ہاں اگر مسجد میں تنگی ہو نمازیوں کی کثرت ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ میں مسجد کی تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... عالب علم نے مسجد کی چٹائی کا تکیہ ثانی کے لیے کتاب میں رکھا یہ معاف ہے۔ (عالمگیری)

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چٹائی سے تکیہ تو کر نکالی بنائے کہ اس طرح بار بار کرنے سے چٹائی خراب ہو جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۱۴..... قبلہ کی جانب ہدف یعنی نشانہ بنا کر اس پر تیر مارنا اس پر کوئی مارنا مکروہ ہے یعنی قبلہ کی طرف چاند ماری کرنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار)

عیادت وعلاج کا بیان

عیادت کے فضائل کے متعلق چند احادیث ''حصہ چہارم کتاب الجنائز'' میں ذکر کی گئی ہیں۔ علاج کے متعلق کچھ حصہ یہاں لکھی جاتی ہیں۔

حدیث ۱.....صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے لیے شفا بھی اتاری۔

حدیث ۲.....صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بیماری کے لیے دوا ہے جب بیماری کو دوا پہنچ جائے تو اللہ عزوجل کے حکم سے اچھا ہو جائے گا۔

حدیث ۳.....امام احمد و ترمذی ابوداؤد رحمہم اللہ نے اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم دوا کریں فرمایا ہاں اے اللہ عزوجل کے بندو دوا کرو کیونکہ اللہ عزوجل نے بیماری نہیں رکھی مگر اس کے لیے شفا بھی رکھی ہے سوا ایک بیماری کے وہ بڑھاپا ہے۔

حدیث ۴.....ابوداؤد نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیماری اور دوا دونوں کو اللہ عزوجل نے اتارا ہے اس نے ہر بیماری کے لیے دوا مقرر کی پس تم دوا کرو مگر حرام سے دوا مت کرو۔

حدیث ۵.....امام احمد ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دوا خبیث سے ممانعت فرمائی۔

حدیث ۶.....ترمذی و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو کہ ان کو اللہ عزوجل کھلاتا پلاتا ہے۔

حدیث ۷.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھلا دو یہ حکم اس وقت ہے کہ کھانے کا اشتہائے صادق ہو۔

حدیث ۸.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ام منذر بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ مع حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میرے یہاں تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نقاہت تھی یعنی بیماری سے اٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ مکان میں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے حضور ﷺ نے ان میں سے کھجوریں تناول فرمائیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھانا چاہا حضور ﷺ نے ان کو منع کیا اور فرمایا تم نقیہ ہو کچی ہیں کو جو اور چقندر پکا کر حاضر کیا حضور ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان میں سے لو کہ یہ تمہارے لیے نافع ہے اور حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کو پرہیز کرنا چاہیے جو اس کے لیے مضر ہیں ان سے بچنا چاہیے۔

حدیث ۹.....امام ترمذی ابوداؤد رحمہما اللہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جھاڑ پھونک نہیں مگر نظر یا زہریلے جانور کے کاٹنے سے یعنی ان دونوں میں تنبیہ دنفیہ ہے۔

حدیث ۱۰.....امام احمد ترمذی و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! والد جعفر کو جلد نظر لگ جایا کرتی ہے کیا جھاڑ پھونک کراؤں فرمایا ہاں کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر بد سبقت لے جاتی۔

حدیث ۱۱.....صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نظر بد سے جھاڑ پھونک کرنے کا حکم دیا ہے۔

حدیث ۱۲.....صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے گھر میں ایک لونڈی تھی جس کے چہرہ پر زردی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے جھاڑ پھونک کراؤ کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے۔

حدیث ۱۳.....صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا عمر بن حزم کے گھر والوں نے حاضر ہو کر یہ کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور نے جھاڑ نے کو منع فرمایا اور ہمارے پاس بچھو کا جھاڑ ہے اور اس کو حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا ارشاد فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے نفع پہنچائے۔

حدیث ۱۴.....صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں ہم جاہلیت میں جھاڑ کرتے تھے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق کیا ارشاد ہے فرمایا کہ میرے سامنے پیش کرو جھاڑ پھونک میں حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

حدیث ۱۵.....صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عدوٰی نہیں یعنی مرض کا چھوت اور متعدی ہونا نہیں ہے۔ اور نہ ہامہ[1] ہے نہ صفر[2] اور مجذوم سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو دوسری روایت میں ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا وجہ ہے کہ ریگستان میں اونٹ ہرن کی طرح (صاف ستھرا) ہوتا ہے اور خارشی اونٹ جب اس کے ساتھ مل جاتا ہے تو اسے بھی خارش کر دیتا ہے حضور نے فرمایا پہلے کو کس نے مرض لگایا یعنی جس طرح پہلا اونٹ خارشی ہو گیا دوسرا بھی ہو گیا مرض کا متعدی ہونا غلط ہے اور مجذوم سے بھاگنے کا حکم سد ذرائع کے قبیل سے ہے کہ اگر اس میں میل جول میں دوسرے کو جذام پیدا ہو جائے تو یہ خیال ہوگا کہ میل جول سے پیدا ہوا اس خیال فاسد سے بچنے کے لیے یہ حکم ہوا کہ اس سے علیحدہ رہو۔

حدیث ۱۶.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر فالی کوئی چیز نہیں اور فال بھی چیز ہے لوگوں نے عرض کی فال کیا چیز ہے فرمایا اچھا کلمہ جو کسی سے سنے یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اچھا کلمہ نکل آیا یہ فال حسن ہے۔

حدیث ۱۷.....ابوداؤد ترمذی رحمہما اللہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طیرہ (بدفالی) شرک ہے اس کو تین مرتبہ فرمایا (یعنی شرکیں کا طریقہ ہے) جو کوئی ہم میں سے ہو یعنی مسلمان ہو وہ اللہ عزوجل پر توکل کر کے چلا جائے۔

حدیث ۱۸.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب کسی کام کے لیے نکلتے تو یہ بات حضور ﷺ کو پسند تھی کہ یا راشد یا نجیح سنیں یعنی اس وقت اگر کوئی شخص ان ناموں کے ساتھ کسی کو پکارتا یہ حضور ﷺ کو اچھا معلوم ہوتا کہ یہ کامیابی اور فلاح کی فال نیک ہے۔

حدیث ۱۹.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کسی چیز سے بدفالی نہیں لیتے جب کسی عامل کو بھیجتے اس کا نام دریافت کرتے اگر اس کا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں ظاہر ہوتے اور اگر اس کا نام ناپسند ہوتا تو اس کے آثار

---

[1] ہامہ سے مراد الو ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس کے متعلق مختلف قسم کے خیالات رکھتے تھے اور اب بھی لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں۔ جو کچھ اس حدیث نے اس کے متعلق بیان فرمایا ہے اس کا اعتبار کیا جائے۔ ۱۲ منہ

[2] صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں۔ حدیث نے فرمایا کہ کوئی چیز نہیں۔ ۱۲ منہ

حضور ﷺ کے چہرہ میں دکھائی دیتے اور جب کسی کُشتی میں جاتے اس کا نام پوچھتے اگر اس کا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے اور ناپسند ہوتا تو کراہیت کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ناموں سے آپ بدشگونی لیتے بلکہ یہ کہ اچھا نام حضور ﷺ کو پسند تھا اور برا نام ناپسند تھا۔

حدیث ۲۰.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا حضور ﷺ نے فرمایا فال اچھی چیز ہے اور بدشگونی کسی مسلم کو واپس نہ کرے یعنی کہیں جا رہا تھا اور برا شگون ہوا تو واپس نہ آئے چلا جائے جب کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو ناپسند ہے یعنی برا شگون پائے تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّاٰتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

حدیث ۲۱.....صحیح بخاری و مسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب سنو کہ فلاں جگہ طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے جہاں تم ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔

حدیث ۲۲.....صحیح مسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاعون عذاب کی نشانی ہے اللہ ﷻ نے اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس میں مبتلا کیا جب سنو کہ کہیں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے جہاں تم ہو تو بھاگو مت۔

حدیث ۲۳.....امام احمد بخاری و مسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاعون عذاب تھا اللہ ﷻ جس پر چاہتا ہے اس کو بھیجتا ہے۔ اللہ ﷻ نے مومنین کے لیے رحمت کر دیا جہاں طاعون واقع ہو اور اس شہر میں جو شخص صبر کرے اور طلب ثواب کے لیے انتظار رہے اور یقین رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ ﷻ نے لکھ دیا ہے اس کے لیے شہید کا ثواب ہے۔

حدیث ۲۴.....امام احمد بخاری و مسلم و احمد نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے۔

مسائل فقہیہ:

مسئلہ نمبر ۱.....مریض کی عیادت کرنا سنت ہے اگر معلوم ہے کہ عیادت کو جائے گا تو اس بیمار پر گراں گزرے گا ایسی حالت میں عیادت نہ کرے عیادت کو جائے اور مرض کی سختی دیکھے تو مریض کے سامنے یہ ظاہر نہ کرے کہ تمہاری حالت خراب ہے اور نہ سرہانے جس سے حالت کا خراب ہونا سمجھا جاتا ہے اس کے سامنے ایسی باتیں کرنی چاہیں جو اس کے دل کو بھلی معلوم ہوں اس کی مزاج پرسی کرے اس کے سر پر ہاتھ نہ رکھے مگر جب کہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔ فاسق کی عیادت بھی جائز ہے کیونکہ عیادت حقوق اسلام سے ہے اور فاسق بھی مسلم ہے۔ یہودی یا نصرانی اگر ذمی ہو تو اس کی عیادت بھی جائز ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مجوسی کی عیادت کو جائے یا نہ جائے اس میں ملا بکا اختلاف ہے یعنی جب کہ یہ ذمی ہو۔ (حلبیہ) ہندو مجوس کے حکم میں ہیں ان کے احکام وہی ہیں جو مجوسیوں کے ہیں اہل کتاب جیسا ان کے احکام نہیں ہندوستان کے یہودی نصرانی مجوسی بت پرست ان میں سے کوئی بھی ذمی نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲.....دوا علاج کرنا جائز ہے جب کہ یہ اعتقاد ہو کہ شافی اللہ ﷻ ہے اس نے دوا کو زالِ مرض کے لیے سبب بنا دیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہو تو ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....انسان کے کسی جزو کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے۔ خنزیر کے بال یا ہڈی یا کسی جزو کو بطور دوا استعمال کرنا حرام ہے دوسرے جانوروں کی ہڈیاں دوا میں استعمال کی جا سکتی ہیں بشرطیکہ ذبیحہ کی ہڈیاں ہوں یا مُردار کی ہوں کہ ان میں رطوبت باقی نہ رہی ہو۔ ہڈیاں اگر ایسی دوا میں ڈالی گئی ہوں جو کھائی جائے گی تو پیچیدگی ہے کہ ایسے جانور کی ہڈی ہو جس کا کھانا حلال ہے اور ذبح بھی کر دیا ہو مردار

کی ہڈی کھانے میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا جائز ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ عزوجل نے شفا نہیں رکھی ہے بعض کتب میں یہ مذکور ہے کہ اگر اس چیز کے متعلق یہ علم ہو کہ اسی میں شفا ہے تو اس صورت میں وہ چیز حرام نہیں اس کا حاصل بھی وہی ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی نسبت ہرگز یہ یقین نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس سے مرض زائل ہی ہو جائے گا زیادہ سے زیادہ یہ گمان ہو سکتا ہے نہ کہ علم و یقین۔ خود علم طب کے قواعد و اصول ہی ظنی ہیں لہٰذا یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں یہاں ویسا یقین بھی نہیں ہو سکتا جیسا بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے یا پیاسے کو شراب پینے سے جان بچ جانے میں ہوتا ہے۔ (درمختار و غنیہ)

اگر بڑی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔

مسئلہ نمبر ۵.....بیماری کے متعلق طبیب نے یہ کہا کہ خون کا غلبہ ہے فصد وغیرہ کے ذریعہ سے خون نکالا جائے مریض نے ایسا نہ کیا اور مر گیا تو اس علاج کے نہ کرنے سے گنہگار نہیں ہوا کیونکہ یقین نہیں ہے کہ اس علاج سے شفا ہوگی۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۶.....دست آتے ہیں یا آنکھیں دکھتی ہیں یا کوئی دوسری بیماری ہے اس میں علاج نہیں کیا اور مر گیا گنہگار نہیں ہے۔ (عالمگیری) یعنی علاج کرنا ضروری نہیں کہ اگر دوا نہ کرے اور مر جائے گا تو گنہگار ہے۔ اور بھوک پیاس میں کھانے پینے کی چیز دستیاب ہو اور نہ کھائے پیئے یہاں تک کہ مر جائے تو گنہگار ہے کہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے وہ بات جاتی رہے گی۔

مسئلہ نمبر ۷.....عورت کو حمل ہے تو جب تک حکم میں بچہ حرکت نہ کرے یہ فصد کھلوائے اور پچھنے لگوائے اور بچہ حرکت کرنے لگے تو فصد وغیرہ کرا سکتی ہے مگر جب ولادت کا زمانہ قریب آجائے تو نہ کرائے کیونکہ بچہ کو ضرر پہنچ جانے کا اندیشہ ہے اگر فصد نہ کرانے میں خود عورت ہی کو سخت نقصان پہنچے گا تو کرا سکتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....مہینہ کی پہلی سے پندرہ تاریخوں میں پچھنے نہ لگوائے جائیں پندرھویں کے بعد پچھنے کرائیں خصوصاً بدھ کا دن اس کے لیے زیادہ اچھا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....شراب سے خارجی علاج بھی جائز ہے مثلاً زخم میں شراب لگانی یا کسی جانور کو زخم ہے اس پر شراب لگانی یا بچے کے علاج میں شراب کا استعمال ان سب میں وہ گنہگار ہوگا جس نے اس کو استعمال کرایا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....انگلی میں ایک قسم کا پھوڑا نکلتا ہے اور اس کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ جانور کا پتہ اس انگلی میں باندھ دیا جاتا ہے تو ٹھیک ہو جاتی ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....بعض اوراد میں آٹا گوندھ کر باندھا جاتا ہے یا گھی پکا کر باندھتے ہیں یا کچی پکی روٹی باندھتے ہیں یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲.....علاج کے لیے مقرر کر نے یعنی عمل دینے میں حرج نہیں جب کہ مقرر کی ہوئی چیز کا ہونا جو حرام ہے مثلاً شراب (جلابی)

مسئلہ نمبر ۱۳.....بعض امراض میں مریض کو بے ہوش کرنا پڑتا ہے تاکہ گوشت کاٹا جاسکے یا ہڈی وغیرہ کو جوڑا جاسکے یا زخم میں ٹانکے لگائے جائیں اس قسم کے علاج کے لیے بے ہوش کرنا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴.....عقد دینے میں بعض مرتبہ اس چکی کی طرف نظر کرنے یا چھونے کی نوبت آتی ہے بوجہ ضروری ایسا کرنا جائز ہے۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۱۵.....اسقاط حمل کے لیے دوا استعمال کرنا یا دائی سے حمل ساقط کرانا منع ہے۔ بچہ کی صورت بنی ہو یا بنی ہو دونوں کا ایک

حکم ہے ہاں اگر مذبوحہ عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا نہیں کہ یہ دایہ مقرر کرے یا دایہ دستیاب نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا قوی اندیشہ تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس کے اعضا نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے۔ (درمختار)

لہو ولعب کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (پ۲۱ لقمٰن ۶)

اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنائیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱..... ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جتنی چیزوں سے آدمی کھیلتا ہے سب باطل ہے مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو دوڑ دینا اور زوجہ کے ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔

حدیث ۲..... امام احمد و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نرد شیر کھیلا گویا سور کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا دوسری روایت میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس نے اللہ و رسول ﷻ کی نافرمانی کی۔

حدیث ۳..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعبدالرحمٰن صنعانی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نرد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سور کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔

حدیث ۴..... دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اصحاب شاہ جہنم میں سے ہیں جو یہ کہتے ہیں میں نے تیر سے ہاتھ کا مارا اس سے مراد شطرنج کھیلنے والے ہیں جو ہاتھ سے شطرنج کی گوٹیاں چلا کرتے ہیں اور مات کرتے ہیں۔

حدیث ۵..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں شطرنج گوٹیوں کا جوا ہے اور ابن شہاب نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ شطرنج گوٹیں کھیلنا مگر خطا کار اور انہی سے دوسری روایت یہ ہے کہ وہ باطل ہے اور اللہ عزوجل باطل کو دوست نہیں رکھتا۔

حدیث ۶..... ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بوزی کے پیچھے بھاگتے دیکھا فرمایا شیطانہ کے پیچھے پیچھے شیطان جا رہا ہے۔

حدیث ۷..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے چوپایوں کو لڑانے سے منع فرمایا۔

حدیث ۸..... بزار رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں۔ فقر کے وقت باجے کی آواز و مصیبت کے وقت رونے کی آواز۔

حدیث ۹..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گانے سے دل میں نفاق اگتا ہے جس طرح پانی سے سبزی اگتی ہے۔

حدیث ۱۰..... طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے گانے سے اور گانا سننے سے اور غیبت اور

غیبت سننے سے اور چغلی کرنے اور چغلی سننے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۱.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوا اور کوبہ ڈھول حرام کیا اور فرمایا ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

حدیث ۱۲.....ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور کبھی رسول اللہ ﷺ ایسے وقت تشریف لاتے کہ لڑکیاں میرے پاس ہوتیں جب حضور ﷺ تشریف لاتے لڑکیاں چلی جاتیں اور جب حضور ﷺ چلے جاتے لڑکیاں آجاتیں۔

حدیث ۱۳.....صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہتی ہیں نبی کریم ﷺ کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ چند دوسری لڑکیاں بھی کھیلتیں جب حضور ﷺ تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں حضور ﷺ ان کو میرے پاس بھیج دیتے وہ میرے پاس آ کر کھیلنے لگتیں۔

حدیث ۱۴.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے اور ان کی طاق پر گڑیاں تھیں اور پردہ پڑا ہوا تھا ہوا چلی اور پردہ کا کنارا ہٹ گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں دکھائی دیں حضور ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا میں عرض کی میری گڑیاں ہیں اور ان گڑیوں کے درمیان کپڑے کا ایک گھوڑا تھا جس کے دو بازو تھے حضور ﷺ نے اس گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ گڑیوں کے بیچ میں کیا ہے عرض کی گھوڑا ہے ارشاد فرمایا گھوڑے کے یہ کیا ہیں عرض کی یہ گھوڑے کے بازو ہیں ارشاد فرمایا گھوڑے کے لیے دو بازو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے بازو تھے حضور ﷺ نے من کر تبسم فرمایا۔

مسائل تقسیم: نوبت بجانا اگر نقارہ کے لیے ہو تو ناجائز ہے اور اگر لوگوں کو اس سے متنبہ کرنا مقصود ہو اور نجات صوریا دلانا نے کے لیے ہو تو تین وقتوں میں نوبت بجانے کی اجازت ہے بعد صبر اور بعد عشا اور بعد نصف شب کہ ان اوقات میں نوبت کو تفخیم صور سے مشابہت ہے (درمختار)

یہ نیت بہت اچھی ہے اگر نوبت بجوانے والے کو بھی اس کا دھیان ہو اور کاش سننے والے کو بھی نوبت کی آواز سن کر نجات صور یاد آئیں مگر اس زمانہ میں ایسے لوگ کہاں یہاں تو نوبت سے مقصود عوام اعلام اور شادی بیاہ کی رونق وزینت ہے۔

مسئلہ نمبر ۱.....عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جب کہ سادہ دف ہو اس میں مجیرا نہ ہوں اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی نصف ڈھب کی پہلی آواز سے ایقاع کا گمان مقصود ہو۔ (درمختار و غنیہ)

مسئلہ نمبر ۲.....لوگوں کو بیدار کرنے اور خبردار کرنے کے ارادہ سے بگل بجانا جائز ہے جہاں میں بگل اس لیے بجاتے ہیں کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے کہ حمام کھل گیا۔ رمضان شریف میں سحری کھانے کے وقت بعض شہروں میں نقارے بجتے ہیں جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ سحری کھانے کے لیے بیدار ہو جائیں اور نہیں مطلوم ہو جائے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے یہ جائز ہے کہ صورت لہو و لعب میں داخل نہیں۔ (درمختار)

اس طرح کارخانوں میں کام شروع ہونے کے وقت اور ختم کے وقت سیٹی بجا کرتی ہے یہ جائز ہے کیونکہ مقصود نہیں کھیل اطلاع دینے کے لیے یہ سیٹی بجائی جاتی ہے اس طرح ریل گاڑی کی سیٹی سے بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو مطلوم ہو جائے کہ گاڑی چھوٹ رہی ہے یا اسی قسم کے دوسرے صحیح مقصد کے لیے سیٹی بجائی جاتی ہے یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۳.....گھنٹہ چوسر کھیلنا جائز ہے شطرنج کا بھی یہی حکم ہے اس طرح لہو و لعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے بیوی سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی کرنا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴.....ناچنا، تالی بجانا، ستار، ایک تار، دوتارہ، نوتارہ، نیگ، بھیرو، نیگ بجانا اسی طرح دوسرے قسم کے باجے سب ناجائز ہیں۔

(درمختار) مخصوصۂ زنانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں اور کبھی اچھلتے کودتے اور ناچنے گنتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا جائز ہے۔ یعنی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا جائز ہے مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ مختلف ہے کہ اگر کبھی کسی نے خان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جو ان کے حال و کیف کے موافق ہے تو ان پر کیف و رقت طاری ہوگئی۔ اور بے خود ہو کر کھڑے ہو گئے اور اس حال و بے خودی میں ان سے حرکات کا فی اختیار یہ صادر ہوئے ان میں کوئی حرج نہیں مشائخ و بزرگان دین کے احوال اور ان مخصوصۂ کے حال و قال میں زمین و آسمان کا فرق ہے یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں جن میں فساق و فجار کا اجتماع ہوتا ہے اہلوں کا مجمع ہوتا ہے گانے والوں میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں اس میں شوق اچھلنے کودنے ناچنے قہقہ کرتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں۔ ان حرکات کو صوفیہ کرام احوال سے کیا نسبت یہاں سب چیزیں اختیار ہیں وہاں بے اختیاری نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... کبوتر پالنا اگر لڑانے کے لیے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو لڑانا چاہتا ہو تو جائز کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتر لڑانے کے لیے چھت پر چڑھتا ہے جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا لڑانے میں کنکریاں پھینکتا ہے جن سے لوگوں کے برتن ٹوٹنے کا اندیشہ ہے تو اس کو بیچنے سے منع کیا جائے گا اور سزا دی جائے گی اور اس پر بھی نہ مانے تو حکومت کی جانب سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اس کو دے دیئے جائیں تا کہ لڑانے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ بٹیر تیتر مینڈھے مخنیہ وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۷..... آم کے زمانے میں نوروز کرنے نوجوان لڑکے باغ میں جاتے ہیں اور بعد میں چھلکے تھلکے سے کھیلتے ہیں اس میں حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... کشتی لڑنا اگر لہو و لعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لیے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار میں لڑنے سے کام دے یہ جائز بلکہ مستحسن و کار ثواب ہے بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو آج کل یہ دیکھا ہو کر صرف ایک لنگوٹ یا جانگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری ہی رانیں کھل جاتی ہیں یہ ناجائز ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے زمانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا کیونکہ کافر نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو ایمان لاؤں گا پھر یہ مسلمان ہو گئے۔

مسئلہ نمبر ۹..... ہنسی مذاق میں اگر بیہودہ باتیں گالی گلوچ اور کسی مسلم کی ایذا رسانی نہ ہو محض پر لطف اور دل خوش کن باتیں ہوں جن سے اہل مجلس کو ہنسی آئے اور خوش ہوں اس میں حرج نہیں۔ (عالمگیری)

اشعار کا بیان

اللہ ﷻ فرماتا ہے:

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۝ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا (پ۱۹، الشعرا، ۲۲۴ تا ۲۲۷)

اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جو نہیں کرتے تھکروہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا اس کے بعد کہ ان پر ظلم ہو (یعنی ان کے لیے وہ حکم نہیں)۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱.....صحیح بخاری میں ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بعض اشعار حکمت ہیں۔

حدیث ۲.....صحیح بخاری و مسلم میں براء ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت ؓ سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرو جبریل ؑ تمہارے ساتھ ہیں اور رسول اللہ ﷺ حسان سے فرماتے ہیں تم میری طرف سے جواب دو۔ الٰہی تو روح القدس سے حسان ؓ کی تائید فرما۔

حدیث ۳.....صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو حسان سے یہ فرماتے سنا کہ روح القدس ہمیشہ تمہاری تائید میں ہے جب تک تم اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتے رہو گے۔

حدیث ۴.....دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شعر کا ذکر آیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ ایک کلام ہے اچھا ہے تو اچھا ہے اور برا ہے تو برا ہے۔

حدیث ۵.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جو اسے فاسد کردے یہ بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہو۔

حدیث ۶.....صحیح مسلم میں ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عرج میں جا رہے تھے کہ ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا سامنے آیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کو پکڑو آدمی کا جوف پیپ سے بھرا ہوا ہو یہ اس سے بہتر ہے شعر سے بھرا ہوا ہو۔

حدیث ۷.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن وقاص ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ایسے لوگ ظاہر نہ ہوں جو اپنی زبانوں کے ذریعے کھائیں گے جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے یعنی ان کا ذریعہ رزق لوگوں کی تعریف و مذمت کرنا ہے اور اس میں حق و باطل کا بالکل خیال نہ رکھا کریں گے جس طرح گائے اس کا خیال نہیں کرتی کہ چیز مفید ہے یا مضر ہے جو چیز اپنا ان کے سامنے آئے کھا گائی ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ اشعار اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی اگر اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی تعریف کے اشعار ہوں یا ان میں حکمت کی باتیں ہوں اچھے اخلاق کی تعلیم ہو تو اچھے ہیں اور اگر لغو و باطل پر مشتمل ہوں تو وہ برے ہیں اور چونکہ اکثر شعراء ایسے ہی بے تکی ہانکتے ہیں اس وجہ سے ان کی مذمت کی جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۱.....جو اشعار مباح ہوں ان کے پڑھنے میں حرج نہیں۔ اشعار میں اگر کسی مخصوص عورت کے اوصاف کا ذکر ہو اور وہ زندہ ہو تو پڑھنا مکروہ ہے اور مر چکی ہو یا خاص عورت کا ذکر نہ ہو تو پڑھنا جائز ہے شعر میں لڑکی کا ذکر ہو تو وہی حکم ہے جو عورت کے متعلق اشعار کا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....اشعار کے پڑھنے سے اگر یہ مقصود ہو کہ ان کے ذریعہ سے تفہیم و حدیث میں مدد ملے یعنی عرب کے محاورات اور اسلوب کلام پر مطلع ہو جیسا کہ شعراء جاہلیت کے کلام سے استدلال کیا جاتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

جھوٹ کا بیان

جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی ہے قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی مذمت فرمائی جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی حدیثوں میں بھی اس کی برائی ذکر کی گئی اس کے متعلق بعض احادیث ذکر کیجاتی ہیں۔

حدیث ۱.....صحیح بخاری و مسلم میں ابن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں صدق کو لازم کرو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ ﷻ کے

نزدیک صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچے کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ ﷻ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

حدیث ۲.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ باطل ہے (یعنی جھوٹ چھوڑنے کی چیز ہے) اس کے لیے جنت کے کنارے میں، مکان بنایا جائے گا اور جس نے جھگڑا کرنا چھوڑا اور وہ حق پر ہے یعنی باوجود حق پر ہونے کے جھگڑا نہیں کرتا اس کے لیے وسط جنت میں، مکان بنایا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کیے اس کے لیے جنت کے اعلیٰ درجہ کا مکان بنایا جائے گا۔

حدیث ۳.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اس کی بو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔

حدیث ۴.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان بن اسد حضرمی ؓ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہے اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔

حدیث ۵.....امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے ابوامامہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی طبع میں تمام خصلتیں ہو سکتی ہیں، مگر خیانت اور جھوٹ یہ دونوں چیزیں ایمان کے خلاف ہیں مومن کو ان سے دور رہنے کی بہت ضرورت ہے۔

حدیث ۶.....امام مالک و بیہقی رحمہما اللہ نے صفوان بن سلیم ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ مومن بزدل ہو سکتا ہے فرمایا ہاں پھر عرض کی گئی کہ مومن بخیل ہو سکتا ہے فرمایا ہاں پھر کہا گیا مومن کذاب ہو سکتا ہے فرمایا نہیں۔

حدیث ۷.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان سے مخالف ہے۔

حدیث ۸.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ پورا مومن نہیں ہوتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ کو چھوڑ نہیں دیتا اور جھگڑا کرنا چھوڑ دے اگرچہ سچا ہو۔

حدیث ۹.....امام احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن حبان رحمہم اللہ نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہے اس کے لیے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔

حدیث ۱۰.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لیے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس کی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلہ سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جتنی لغزش ہوتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے۔

حدیث ۱۱.....ابوداؤد و بیہقی رحمہما اللہ نے عبداللہ بن عامر ؓ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے اور مجھے میری والدہ نے بلایا کہ آؤ تمہیں دوں گی حضور ﷺ نے فرمایا کیا چیز دینے کا ارادہ ہے انہوں نے کہا کھجور دوں گی۔ ارشاد فرمایا اگر تو کچھ نہ دیتی تو تیرے نامہ میں جھوٹ لکھا جاتا۔

حدیث ۱۲.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ سے منہ کالا ہو جاتا ہے اور چغلی سے قبر کا عذاب ہے۔

حدیث ۱۳.....صحیح بخاری و مسلم میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے

درمیان اصلاح کرنا ہے اچھی بات پہنچانا ہے یعنی ایک کی طرف سے دوسرے کے پاس اچھی بات کہنا ہے جو بات اس نے نہیں کہی وہ کہنا ہے مثلاً اس نے تمہیں سلام کیا اور تمہاری تعریف کی تھا۔

حدیث ۱۴..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ ٹھیک نہیں مگر تین جگہوں میں (1) مرد اپنی عورت کو راضی کرنے کے لیے بات کرے (2) لڑائی میں جھوٹ بولنا (3) اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا۔

مسائل تجنیس:

مسئلہ نمبر ۱..... تین صورتوں میں جھوٹ بولنا یعنی اس میں گناہ نہیں ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکہ دینا جائز ہے اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہے اور اس کے ظلم سے بچنے کے لیے بھی جائز ہے دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے مثلاً ایک کے سامنے یہ کہتا ہے کہ وہ تمہیں اچھا جانتا ہے اور تمہاری تعریف کرتا تھا اس نے تمہیں سلام کہلا بھیجا ہے اور دوسرے کے پاس بھی اسی قسم کی باتیں کرے یا کہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے تیسری صورت یہ ہے کہ بیوی کو خوش کرنے کے لیے کوئی بات خلاف واقع کہدے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... توریہ یعنی لفظ کے جو خلاہری معنی ہیں وہ لفظ ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لیے جو صحیح ہیں ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لیے بلایا وہ کہتا ہے کہ میں نے کھانا کھایا ہے اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھایا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھانا کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... دباؤ حق کے لیے تو یہ جائز ہے مثلاً شیخ کو رات میں جانبہ اور مشغولہ کی بیخ کا علم ہوا اور اس وقت لوگوں کو گواہ نہ بنا سکتا ہو تو صبح کو گواہوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے بیخ کا علم ہوا دوسری مثال یہ ہے کہ لڑکی کو رات میں حیض آیا اور اس نے خیار بلوغ کے طور اپنے نفس کو اختیار کیا مگر کوئی نہیں ہے تو صبح کو لوگوں کے سامنے یہ کہہ سکتی ہے کہ میں نے اس وقت خون دیکھا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... جس جس جگہ مقصد کو سچ بول کر بھی حاصل کیا جا سکتا ہو اور جھوٹ بول کر بھی حاصل کر سکتا ہو اس کے حاصل کرنے کے لیے جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ سے حاصل کر سکتا ہو سچ بولنے میں حاصل نہ ہو سکتا ہو تو بعض صورتوں میں کذب بھی مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے جیسے کسی نے کسی کو ظالم قتل کرنا چاہتا ہے یا مال اڑانا چاہتا ہے وہ ڈر سے چھپا ہوا ہے ظالم نے کسی سے دریافت کیا وہ کہاں ہے یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں اگر چہ جانتا ہو یا کسی کی امانت اس کے پاس ہے کوئی اسے چھیننا چاہتا ہے پوچھتا ہے کہ امانت کہاں ہے یہ انکار کر سکتا ہے کہ کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس کسی کی امانت نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... کسی نے چھپ کر بے حیائی کا کام کیا اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ کام کیا وہ انکار کر سکتا ہے کیونکہ ایسے کام کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دینا دوسرا گناہ ہوگا اس طرح اگر اپنے مسلم بھائی کے عیب پر مطلع ہو تو اس کے بیان کرنے سے بھی انکار کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... اگر سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہے تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اگر جھوٹ بولنے میں فساد ہوتا ہو تو حرام ہے اور شک ہو علم نہیں کہ سچ بولنے میں فساد ہو گا جھوٹ بولنے میں ہو گا جب بھی جھوٹ بولنا حرام ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷..... جس قسم کے مبالغہ کا رواج ہے لوگ اسے مبالغہ ہی پر محمول کرتے ہیں اس کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے وہ جھوٹ میں داخل نہیں مثلاً کہا کہ تمہارے پاس ہزار مرتبہ آیا ہزار مرتبہ میں نے تم سے کہا۔ یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے لفظاً ایسے

موقع پر نہیں بولا جائے گا کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہوا یک ہی مرتبہ کیا ہوا اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہدیا کہ میں ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹ ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... تعریض کی بعض صورتیں جن میں لوگوں کا دل خوش کرنا اور مزاح مقصود ہو جائز ہے جیسا کہ حدیث میں آیا کہ جنت میں بوڑھیاں نہیں جائیں گی۔ یا بچے کے بچے پر سوار کروں گا۔ (ردالمحتار)

زبان کو روکنا اور گالی گلوچ غیبت اور چغلی سے پرہیز کرنا

حدیث ۱..... صحیح بخاری میں سہل بن سعد ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص میرے لیے اس چیز کا ضامن ہو جائے جو اس کے جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان کا اور اس کا جو اسکے دونوں پاؤں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ کا میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں یعنی زبان اور شرمگاہ کو محرمات سے بچانے پر جنت کا وعدہ ہے

حدیث ۲..... صحیح بخاری میں ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اللہ ﷻ کی خوشنودی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا یعنی خیال بھی نہیں کرتا کہ اللہ ﷻ اتنا خوش ہوتا ہے اللہ ﷻ اس کو درجوں بلند کرتا ہے اور بندہ اللہ ﷻ کی ناخوشی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف دھیان نہیں دھرتا یعنی اس کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی کہ اللہ ﷻ اس سے اتنا ناراض ہوگا اس کی وجہ سے جہنم میں گرتا ہے اور بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو شرق و غرب کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہے۔

حدیث ۳..... ترمذی و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہے وہ تقویٰ اور حسن خلق ہے جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جہنم کی طرف لے جانے والی ہے وہ دو جوف دار (خلل) چیزیں ہیں منہ اور شرمگاہ۔

حدیث ۴..... امام احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی رحمہم اللہ نے عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چپ رہا اسے نجات ہے۔

حدیث ۵..... امام احمد و ترمذی رحمہما اللہ نے عقبہ بن عامر ؓ سے روایت کی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ نجات کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اپنی زبان پر قابو رکھو تمہارا گھر تمہارے لیے گنجائش رکھے یعنی (بیکار اور بے ہودہ باتوں) اور اپنی خطاؤں پر گریہ کرو

حدیث ۶..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری ؓ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم جب صبح کرتا ہے تمام اعضاء زبان کے سامنے عاجزانہ یہ کہتے ہیں کہ تو خدا سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے

حدیث ۷..... امام مالک و احمد رحمہما اللہ نے حضرت ہلال بن حسین ؓ سے اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ اور ترمذی و بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی چھاتی میں سے یہ ہے کہ وہ یعنی چیز چھوڑ دے یعنی جو چیز کارآمد نہ ہو اس میں نہ پڑے زبان دل و اجوارح کو بیکار باتوں کی طرف متوجہ نہ کرے۔

حدیث ۸..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان بن عبداللہ ثقفی ؓ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سب سے زیادہ کس چیز کا مجھ پر خوف ہے یعنی کس چیز کے متعلق زیادہ اندیشہ ہے حضور ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا یہ ہے۔

حدیث ۹..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہتے ہیں میں ابوذر ؓ کے پاس گیا انہیں کالی کملی اوڑھے ہوئے مسجد میں تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا میں نے کہا ابوذر یہ تنہائی کیسی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

ہے کہ تنہائی اچھی ہے برے ہم نشین اور ہم نشین صالح تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات بولنا کر خاموشی سے بہتر ہے اور بری بات بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔

حدیث ۱۰.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سکوت پر قائم رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

حدیث ۱۱.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وصیت فرمائیں مجھے ارشاد فرمایا میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ اس سے تمہارے سب کام آسان ہو جائیں گے میں نے عرض کی اور وصیت فرمایئے فرمایا کہ تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم کرلو کہ اس کی وجہ سے تمہارا ذکر آسمان میں ہوگا اور زمین میں تمہارے لیے نور ہوگا میں نے کہا اور وصیت فرمایئے ارشاد فرمایا زیادتی خاموشی کو لازم کرلو اس سے شیطان دفع ہوگا اور تمہیں دین کے کاموں میں مدد دے گی میں نے عرض کی اور وصیت کیجئے فرمایا کہ زیادہ ہنسنے سے بچو کہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرہ کے نور کو دور کرتا ہے میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا حق بولو اگرچہ کڑوا ہو میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا کہ تم دوسرے لوگوں سے روکے وہ چیز جو تم اپنے نفس سے جانتے ہو یعنی جو اپنے عیوب کی طرف نظر کرے گا اور دوسروں کے عیوب میں نہ پڑے گا اور کام کی بات ہے کہ اپنے عیب پر نظر کی جا سکتا کہ اس کے زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔

حدیث ۱۲.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر میں تم کو ایسی دو باتیں نہ بتاؤں جو پیٹھ پر ہلکی ہیں اور میزان میں بھاری ہیں انہوں نے کہا ہاں ارشاد فرمایا وہ خاموش رہنا اور خوبی اخلاق قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمام مخلوقات نے اس کی مثل عمل نہیں کیا یعنی ان کی مثل کوئی چیز نہیں جس پر عمل کیا جائے۔

حدیث ۱۳.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی زبان پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا بات ہے اللہ عزوجل آپ کی مغفرت کرے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے مجھے مہالک میں ڈالا ہے۔

حدیث ۱۴.....امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے چھ چیزوں کے ضامن ہو جاؤ میں تمہارے لیے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔ (1) جب بات کرو سچ بولو اور (2) جب وعدہ کرو اسے پورا کرو اور (3) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے اسے ادا کرو (4) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (5) اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور (6) اپنے ہاتھوں کو روکو یعنی ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

حدیث ۱۵.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن طعن کرنے والا اور لعنت کرنے والا فحش بکنے والا بیہودہ نہیں ہوتا ہے۔

حدیث ۱۶.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو یہ نہیں چاہیے کہ لعنت کرنے والا ہو۔

حدیث ۱۷.....صحیح مسلم میں ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو لوگ لعنت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے نہ کسی کے سفارشی۔

حدیث ۱۸.....ترمذی و ابوداؤد رحمہما اللہ نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کی لعنت و غضب

اور جہنم کے ساتھ آپس میں لعنت نہ کرو۔

حدیث ۱۹.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ یہ بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کو جاتی ہے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر زمین پر اتاری جاتی ہے اس کے بھی دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر دہنے بائیں جاتی ہے جب کہیں راستہ نہیں پاتی تو پھر اس کی طرف آتی ہیں جس پر لعنت بھیجی گئی اگر اس کا اہل پاتی ہے تو اس پر پڑتی ہے ورنہ بھیجنے والے پر آجاتی ہے۔

حدیث ۲۰.....ترمذی ابوداؤد رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص کی چادر کو تیز ہوا کے جھونکے لگے اس نے ہوا پر لعنت کی حضور ﷺ نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہے اور جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرتا ہو جو اس پر اہل نہ ہو تو لعنت اس پر لوٹ آتی ہے۔

حدیث ۲۱.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابی رضی اللہ عنہ روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہوا کو بھلا نہ دو اور جب دیکھو کہ تمہیں بری لگتی ہے تو یہ کہو اے اللہ اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں خیر ہے اور جس خیر کا اسے حکم ہوا اور میں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جو کچھ اس کے شر میں ہے اس کے شر سے جس کا اسے حکم ہوا۔

حدیث ۲۲.....صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی سواری کے جانور پر لعنت کی حضور ﷺ نے فرمایا اس سے اتر جاؤ تمہارے ساتھ ملعون چیز کو لے کر نہ چلو اپنے اوپر اور اپنی اولاد اور اموال پر بددعا نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اس ساعت میں ہو جس میں جو دعا مانگے اس کی جائے قبول ہوتی ہے۔

حدیث ۲۳.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کی مثل ہے اور جو شخص مومن مرد یا عورت پر کفر کی تہمت لگائے یہ اس کے قتل کی مثال ہے۔

حدیث ۲۴.....صحیح بخاری و مسلم میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو اس سے کلمہ کے ساتھ دونوں میں سے ایک لوٹے گا یعنی یہ کلمہ دونوں میں سے ایک پر پڑے گا۔

حدیث ۲۵.....صحیح بخاری نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دوسرے کو فسق اور کفر کی تہمت لگائے وہ ایسا نہ ہو تو اسے کہنے والے پر لوٹتا ہے۔

حدیث ۲۶.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا دشمن خدا کہے وہ ایسا نہیں ہے تو اسی کہنے والے پر لوٹے گا۔

حدیث ۲۷.....بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ رحمہم اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلم سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے۔

حدیث ۲۸.....صحیح مسلم میں انس و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص گالی گلوچ کرنے والے انہیں نے جو کچھ کہا سب کا وبال اس کے ذمہ ہے جس نے شروع کیا جب تک مظلوم تجاوز نہ کرے یعنی جتنا پہلے نے کہا اس سے زیادہ نہ کہے۔

حدیث ۲۹.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی کسی کو برا بھلا کہنا چاہتا ہے تو نہ اس پر افترا کرے نہ اس کے والدین کو گالی دے نہ اس کی قوم کو گالی دے ہاں اگر اس میں ایسی بات ہے جو اس کے علم میں ہے تو یوں کہے کہ تو نکمی ہے یا تو بزدل ہے یا بہت سونے والا ہے۔

حدیث ۳۰..... امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ رضی اللہ عنہم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فحش جس چیز میں ہوگا اسے عیب دار کردے گا اور حیا جس میں ہوگی اسے آراستہ کردے گی۔

حدیث ۳۱..... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے نزدیک قیامت کے دن سب لوگوں میں بدتر مرتبہ اس کا ہے اس کے شر سے بچنے کے لیے لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس فحش سے بچنے کے لیے چھوڑا ہو۔

حدیث ۳۲..... بخاری و مسلم و احمد ابوداؤد رضی اللہ عنہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے فرمایا بندہ مجھے ایذا دیتا ہے کہ دہر کو برا کہتا ہے دہر تو میں ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہیں رات اور دن کو میں بدلتا ہوں یعنی زمانہ کو برا کہنا کہ زمانہ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ ﷻ کی طرف سے ہوتا ہے۔

حدیث ۳۳..... صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص تمام لوگوں کو تنہا کر اور مستقی مار بتائے تو سب سے بڑھ کر تنہا کر وہ خود ہے۔

حدیث ۳۴..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے برا قیامت کے دن اس کو پاؤ گے جو دو منہ والا ہے یعنی دو رخا آدمی کہ ان کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اور ان کے پاس دوسرے منہ سے آتا ہے یعنی مختلف لوگوں کی طرح کہیں کچھ کہتا ہے اور کہیں کچھ کہتا ہے یہیں کہ ایک طرح کی بات سب جگہ کہے۔

حدیث ۳۵..... دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں دو رخا ہوگا قیامت کے دن آگ کی زبان اس کے لیے ہوگی۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ اس کے لیے دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

حدیث ۳۶..... صحیح بخاری و مسلم میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔

حدیث ۳۷..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں عبدالرحمن بن غنم و اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ کے نیک بندے وہ ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اللہ ﷻ کے برے بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص بے گناہ ہے اس کو تکلیف میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

حدیث ۳۸..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ ﷻ اور رسول ﷺ خوب جانتے ہیں ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اس کو بری لگے کسی نے عرض کی اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو جو میں کہتا ہوں (جب تو غیبت نہیں ہوگی) فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں نہیں یہ بہتان ہے۔

حدیث ۳۹..... امام احمد و ترمذی و ابوداؤد رضی اللہ عنہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہیں ایسی یعنی پستہ قد ہیں حضور ﷺ نے فرمایا فرمایا کہ تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر سمندر میں ملایا جائے تو اس پر غالب آجائے یعنی کسی کو پستہ کہنا "لفظاً" کہنا غیبت میں داخل ہے جب کہ بالفرض ہو۔

حدیث ۴۰..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزہ دار تھے جب نماز پڑھ چکے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم دونوں وضو کر لو اور نماز کا اعادہ کر لو اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اس روزہ کی قضا کرنا۔ انہیں

نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اعلم کس لیے ارشاد فرمایا تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔

حدیث ۴۱..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں اگر چہ اتنا اتنا ہو یعنی نقل کرنا دنیا کی کسی چیز کے مقابل میں درست نہیں ہو سکتا۔

حدیث ۴۲..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں ابو سعید و جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم زنا سے زیادہ سخت غیبت کیونکر ہے فرمایا مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اللہ ﷻ اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ معاف نہ کر دے گا۔ جسکی غیبت کی ہے اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں ہے۔

حدیث ۴۳..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دعوات کبیر میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیبت کے کفارہ میں یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لیے استغفار کرے یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ۔ الٰہی ہمیں اور اسے بخش دے۔

حدیث ۴۴..... ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کو جب رجم کیا گیا تھا دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے ایک نے دوسرے سے کہا اسے تو دیکھو کہ اللہ ﷻ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا کتے کی طرح رجم کیا گیا حضور ﷺ نے سن کر منہ پھیر لیا فرمایا کچھ دیر تک چلتے رہے ہاں مردار گدھا جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا حضور ﷺ نے ان دونوں شخصوں سے فرمایا جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم اسے کون کھائے گا ارشاد فرمایا وہ جو تم نے اپنے بھائی کی آبروریزی کی وہ اس گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ (ماعز) اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

حدیث ۴۵..... امام احمد و نسائی و ابن ماجہ و حاکم رحمہم اللہ نے اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ﷻ کے بندو اللہ نے حرج اٹھا لیا مگر جو شخص کسی مرد مسلم کی بطور ظلم آبروریزی کرے وہ حرج میں ہے اور ہلاک ہوا۔

حدیث ۴۶..... امام احمد و ابو داؤد و حاکم رحمہم اللہ نے مسعود بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو کسی مرد مسلم کی برائی کرنے کی پیچ سے کھانے کو اللہ ﷻ اس کو اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو مرد مسلم کی برائی کی پیچ سے کپڑا پہننے کو اللہ ﷻ اس کو جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا۔

حدیث ۴۷..... امام احمد و ابو داؤد رحمہما اللہ نے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کو چھپی ہوئی باتوں کی ٹوہ نہ کرو اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹوہ کرے گا اللہ ﷻ اس کی چھپی ہوئی چیز کی ٹوہ کرے گا اور جس کی اللہ ﷻ ٹوہ کرے گا اس کو رسوا کر دے گا اگر چہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔

حدیث ۴۸..... امام احمد و ابو داؤد رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور اپنے منہ اور سینے کو نوچتے تھے میں نے کہا جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔

حدیث ۴۹..... ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اس کا مال اور اس کی آبرو اس کا خون آدمی کی برائی سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

حدیث ۵۰.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسلمان پر کوئی بات کہے اس سے مقصد عیب لگانا ہو اللہ ﷻ اس کو پل صراط پر روکے گا جب تک اس بات سے نہ نکل جائے اس نے کہی۔

حدیث ۵۱.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ اور ابوطلحہ بن سہل رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہاں مرد مسلم کی ہتک حرمت کی جاتی ہو اور اس کی آبرو ریزی کی جاتی ہو ایسی جگہ جس نے اس کی مدد نہ کی یعنی یہ خاموش تماشا بنا اور ان کو منع نہ کیا تو اللہ ﷻ اس کی مدد نہیں کرے گا جہاں اسے پسند ہو کہ مدد کی جائے اور جو شخص مرد مسلم کی مدد کرے گا ایسے موقع پر جہاں اس کی ہتک حرمت اور آبرو ریزی کی جارہی ہو اللہ ﷻ اس کی مدد فرمائے گا ایسے موقع پر جہاں اسے محبوب ہے کہ مدد کی جائے۔

حدیث ۵۲.....شرح سنہ میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر قادر ہو اور مدد کی اللہ ﷻ دنیا و آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور اگر باوجود قدرت اس کی مدد نہیں کی تو اللہ ﷻ دنیا و آخرت میں اسے پکڑے گا۔

حدیث ۵۳.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کے گوشت سے اس کی غیبت میں روکے یعنی مسلمان کی غیبت کی جارہی تھی اس نے روکا تو اللہ ﷻ پر حق ہے کہ اس کو جہنم سے آزاد کردے۔

حدیث ۵۴.....شرح سنہ میں ابوداؤد سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اپنے بھائی کو آبرو سے روکے یعنی کسی مسلم کی آبرو ریزی ہوتی تھی اس نے منع کیا تو اللہ ﷻ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ سے بچائے اس کے اعداء اس آیت کی ہوا ہوتے کی۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۲۱ ۷۴۸۴) ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۵۵.....ترمذی و ابوداؤد رحمہما اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے اس کی چیزوں کو ہلاک ہونے سے بچائے اور غیبت میں اس کی حفاظت کرے۔

حدیث ۵۶.....امام احمد ترمذی رحمہما اللہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہئے اور اس نے پردہ ڈال دیا یعنی چھپا لیا تو ایسا ہے جیسے موؤدہ (جس کو زندہ درگور کیا) کو زندہ کیا۔

حدیث ۵۷.....ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے معرفہ میں شعیب بن سعد بلوی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ کو قیامت کے دن اس کا دفتر کھلا ہوا ملے گا وہ اس میں اپنی نیکیاں دیکھے گا جن کو کیا نہیں ہے۔ عرض کرے گا اے رب یہ میرے لیے کہاں سے آئیں اس نے تو انہیں نہیں کیا اس سے کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جو تیری لاعلمی میں لوگوں نے تیری غیبت کی تھی۔

حدیث ۵۸.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔

حدیث ۵۹.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے وثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی شماتت نہ کر یعنی اس کی بری حالت پر اظہار مسرت نہ کر کہ اللہ ﷻ اس پر رحم کرے گا اور تجھے اس میں مبتلا کردے گا۔

حدیث ۶۰.....صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری ساری امت عافیت میں ہے مگر مجاہرین یعنی جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں یہ عافیت میں نہیں ان کی غیبت اور برائی کی جائے گی اور آدمی کی یہ بات کی یہ ہے کہ رات میں اس نے کوئی کام کیا یعنی گناہ کا کام اور خدا نے اس کو چھپایا اور صبح کو خود بکتا ہے آج رات میں نے یہ کیا خدا نے اس پر پردہ ڈالا تھا اور یہ شخص پردہ الٰہی کو بتا دیتا ہے۔

حدیث ۶۱ .....طبرانی و بیہقی رحمہما اللہ نے بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ مرویت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاجر کے ذکر سے بچو، ہوا اس کو لوگ کب پہچانیں گے فاجر کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اس میں ہے تاکہ لوگ اس سے بچیں۔

حدیث ۶۲ .....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حیا کی چادر ڈال دی اس کی غیبت نہیں یعنی ایسوں کی برائی بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔

حدیث ۶۳ .....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معاویہ بن جندہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاسق غیبت کی نہیں ہے۔

حدیث ۶۴ .....صحیح مسلم میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مبالغہ کے ساتھ مدح کرنے والوں کو جب تم دیکھو تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔

حدیث ۶۵ .....صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور تعریف میں مبالغہ کرتا ہے، ارشاد فرمایا کہ تم نے اسے ہلاک کر دیا اس کی پیٹھ توڑ دی۔

حدیث ۶۶ .....صحیح بخاری و مسلم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی حضور ﷺ نے فرمایا تجھے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی اس کو تین مرتبہ فرمایا جس شخص کو کسی کی تعریف کرنی ضروری ہو تو یہ کہے کہ میرے گمان میں فلاں ایسا ہے اگر اس کے علم میں یہ ہو کہ وہ ایسا ہے اور اللہ عزوجل اس کو خوب جانتا ہے اور نہ یہ کسی کا تزکیہ ہے یعنی جزم اور یقین کے ساتھ کسی کی تعریف نہ کرے۔

حدیث ۶۷ .....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی جنبش کرنے لگتا ہے۔

مسائل فقہیہ: غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان۔ بہتر آن مجید میں فرمایا لَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِہْتُمُوْہُ ؕ (پ۲۶ الحجرات ۱۲) تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم ناپسند سمجھتے ہو۔ احادیث میں بھی غیبت کی بہت برائی آئی ہے چند احادیث ذکر کی گئیں، انہیں غور سے پڑھو اس حرام سے بچنے کی بہت ضرورت ہے آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو نقل اور غیبت سے محفوظ ہوں۔

مسئلہ نمبر ۱ .....ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو خوش رکھتا ہے اس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں کیونکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس سے بچتے رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نماز اور روزے سے دھوکا کھا لیں اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو جو برائی کی بات اس میں بیان کر دو تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲ .....ایسے شخص کا حال جس کا ذکر ہو بگڑ رہا ہو اگر بتانا یا کاٹنے سے کہا تاکہ اسے سزا ملے اور اپنی حرکت سے باز آ جائے یہ نقل اور غیبت میں داخل نہیں۔ (درمختار)

یہ حکم فاسق و فاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لیے لوگوں پر اس کی برائی کھول دینا جائز ہے اور غیبت نہیں اب سمجھنا چاہئے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے فاسق سے جو ضرر پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے فاسق سے

اکثر دنیا کا ضرر رہتا ہے اور بد مذہب سے تو دین و ایمان کی بربادی کا ضرر ہے اور بد مذہب اپنی بد مذہبی پھیلانے کے لیے نماز روزہ کی بظاہر خوب پابندی کرتے ہیں تاکہ ان کا وہ کردار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں ان کا پورا اثر ہو گا لہٰذا ایسوں کی بد مذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے اس کے بیان کرنے میں ہرگز دریغ نہ کریں آج کل کے بعض صوفی اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی برائی نہیں کرنی چاہیے یہ شیطانی دھوکا ہے حقوق خدا تو کم از کم ہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے جس کو تکرار نا ولایت سے چھوڑنا چاہتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں ہر دل عزیز بنوں کیوں کسی کو ناراض کروں۔

مسئلہ نمبر ۳..... یہ معلوم ہے کہ جس میں برائی پائی جاتی ہے اگر اس کے والد کو خبر ہو جائے تو وہ اس حرکت سے روک دے گا تو اس کے باپ کو خبر کر دے زنا کی کہہ سکتا ہو تو زنا کی کہے یا تحریر کے ذریعہ مطلع کر دے اور اگر معلوم ہے کہ اپنے باپ کا کہا بھی نہیں مانے گا اور بار بار نہیں آئے تو نہ کہے کہ بلا وجہ عداوت پیدا ہوگی اسی طرح بیوی کی شکایت اس کے شوہر سے کی جا سکتی ہے اور رعایا کی بادشاہ سے کی جا سکتی ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مگر یہ ضروری ہے کہ ظاہر کرنے سے اس کی برائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ اصل مقصد یہ ہو کہ وہ لوگ اس برائی کا اندیشہ کریں اور اس کی یہ عادت چھوٹ جائے۔

مسئلہ نمبر ۴..... کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی برائی افسوس کے طور پر کی کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے یہ غیبت نہیں کیونکہ جس کی برائی کی اگر اس پر جو گزری تو اس صورت میں وہ برا ماننے کا حق ہے اور جب برا مانے گا تو اس کو معلوم ہو گا اس کہنے والے کا مقصود ہی برائی کرنا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس چیز کا اظہار اس نے حسرت و افسوس ہی کی وجہ سے کیا ہو ورنہ یہ غیبت ہے بلکہ ایک قسم کا نفاق اور ریا اور اپنی مدح سرائی ہے کیونکہ اس نے اپنے مسلمان بھائی کی برائی کی اور ظاہر یہ کیا کہ یہ برائی نہیں یہ نفاق ہوا اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ یہ کام میں اپنے لیے اور دوسرے کے لیے برا جانتا ہوں یہ ریا ہے اور چونکہ غیبت کو غیبت کے طور پر نہیں کیا لہٰذا اپنے کو سلما میں سے ہونا بتایا یہ تزکیۂ نفس اور خود ستائی ہوئی۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵..... کسی بھتی یا شہر والوں کی برائی مثلاً یہ کہا کہ وہاں کے لوگ ایسے ہیں یہ غیبت نہیں کیونکہ ایسے کلام کا یہ مقصود نہیں ہوتا کہ وہاں کے سب ہی لوگ ایسے ہیں بلکہ بعض مراد ہوتے ہیں اور جس بعض کو کہا گیا وہ معلوم نہیں۔ غیبت اس صورت میں ہوتی ہے جب معین و معلوم شخص کی برائی ذکر کی جائے اور اگر اس کا مقصود وہاں کے تمام لوگوں کی برائی کرنا ہے تو یہ غیبت ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غیبت چار قسم کی ہوتی ہے ایک کفر اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کر رہا ہے اس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو کہنے لگا یہ غیبت نہیں میں سچا ہوں اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔ دوسری صورت فاسق ہے کہ ایک شخص کی برائی کرتا ہے اور اس کا نام نہیں لیتا مگر جس کے سامنے برائی کرتا ہے یہ اس کو جانتا پہچانتا ہے لہٰذا یہ غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیزگار ظاہر کرتا ہے یا ایک قسم کا نفاق ہے تیسری صورت معصیت ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے پھر بھی صورت مباح ہے وہ یہ کہ فاسق معلن یا بد مذہب کی برائی بیان کرے بلکہ جب کہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہے اور اس کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے اس کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ان کو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے حدیث میں ہے یہ کہ جس نے حیا کا نقاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا اس کی غیبت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... جس سے کسی بات کا مشورہ لیا گیا وہ اگر اس شخص کا عیب و برائی ظاہر کرے جس کے متعلق مشورہ ہے غیبت و برائی نہیں حدیث میں ہے جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے لہٰذا اس کی برائی ظاہر نہ کرنا خیانت ہے مثلاً کسی کے یہاں اپنا لڑکا یا لڑکی یا بھائی وغیرہ کا نکاح

کرنا چاہتا ہے دوسرے سے اس کے متعلق تذکرہ کیا کہ میرا ارادہ ایسا ہے تمہاری کیا رائے ہے اس شخص کو جو کچھ معلومات ہیں بیان کر دینا غیبت نہیں اسی طرح کسی کے ساتھ تجارت وغیرہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے یا اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھنا چاہتا ہے یا کسی کے پڑوس میں سکونت کرنا چاہتا ہے اور اس کے متعلق دوسرے سے مشورہ لیتا ہے یہ شخص اس کی برائی بیان کرے غیبت نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹..... جو بدمذہب اپنی بدمذہبی چھپائے ہوئے ہے جیسا کہ رافضی کے یہاں تقیہ ہے یا آج کل کے بہت سے وہابی بھی اپنی وہابیت چھپاتے ہیں اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں ان کی بدمذہبی کا اظہار غیبت نہیں کہ لوگوں کو ان کے مکر و شر سے بچایا ہے اور اگر اپنی بدمذہبی کو چھپاتا نہیں بلکہ اعلانیہ ظاہر کرتا ہے جب بھی غیبت نہیں کہ وہ اعلانیہ برائی کرنے والوں میں شامل ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... کسی کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا ظلم نہیں مثلاً یہ کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم و زیادتی کی ہے تاکہ حاکم اس کی انصاف و دادرسی کرے اسی طرح مفتی کے سامنے استفتا پیش کرنے میں کسی کی برائی کی فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اس سے بچنے کی کیا صورت ہے مگر اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ نام نہ لے بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید و عمرو سے تعبیر کرے جیسا کہ اس زمانہ میں استفتا کی عموماً یہی صورت ہوتی ہے پھر بھی اگر نام لے دیا جب بھی جائز ہے اس میں بھی قباحت نہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ہند نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ بخیل ہیں اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو مگر جب کہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں ارشاد فرمایا کہ تم اتنا لے سکتی ہو جو معروف کے ساتھ تمہارے اور بچوں کے لیے کافی ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... ایک صورت اس کی جواز کی یہ ہے کہ اس سے مقصود صحیح کا عیب بیان کرنا مثلاً غلام کو بیچنا چاہتا ہے اور اس غلام میں کوئی عیب ہے چور یا زانی ہے اس کا عیب مشتری کے سامنے بیان کر دیا جائے۔ یونہی کسی نے دیکھا کہ مشتری بائع کو زہر دے رہا ہے اس سے اس کی حرکت کو ظاہر کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... ایک صورت جواز کی یہ بھی ہے کہ اس عیب کے ذکر سے مقصود اس کی برائی نہیں ہے بلکہ اس شخص کی معرفت و شناخت مقصود ہے مثلاً جو شخص ان عیوب کے ساتھ ملقب ہے تو مقصود صرف یہ ہے کہ بیان عیب جیسا کہ اعمش اعرج احول صحابہ کرام میں عبداللہ بن ام مکتوم ابجا تھا اور راویوں میں ان کے نام کے ساتھ آتا ہے۔ محدثین میں بڑے بڑے دست پایہ کے سلیمان اعمش ہیں اعمش کے معنی چندھے کے ہیں یہ القاب ان کے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہاں بھی بعض مرتبہ محض پہچاننے کے لیے کسی کو مدلعا کا لنگڑا لمبا کہا جاتا ہے یہ غیبت میں داخل نہیں ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... حدیث کے راویوں اور مقدمہ کے گواہوں اور مصنفین پر جرح کرنا اور ان کے عیب بیان کرنا جائز ہے۔ اگر راویوں کی برائیاں بیان نہ کی جائیں تو حدیث صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز نہ ہو سکے گا اسی طرح مصنفین کے حالات نہ بیان کیے جائیں تو کتب معتمدہ و غیر معتمدہ میں فرق نہیں رہے گا گواہوں پر جرح نہ کی جائے تو حقوق مسلمین کی مجہداشت نہ ہو سکے گی بول سے آخر تک سیاہ رو عورتیں وہ ہیں جو بکثیر غیبت میں اور حقیقت میں غیبت نہیں اور ان عیوب کا بیان کرنا جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے عمل سے بھی ہوتی ہے اور صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض و کنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں۔ برائی کو جس نوعیت سے سمجھا جائے گا سب غیبت میں داخل ہیں۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کا ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ **الحمد للہ** میں ایسا نہیں جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے کسی کی برائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے ہر وہ فعل جس کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ برائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں۔ ہونٹوں اور آنکھوں

اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارے سے بھی غیبت ہو سکتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت ہمارے پاس آئی جب وہ چلی گئی تو میں نے ہاتھ سے اشارہ سے بتایا کہ وہ ٹھگنی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً لنگڑا کر چلے یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے بلکہ زبان سے کہہ دینے سے زیادہ برا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھا یا جاتا ہے کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... غیبت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا کہ ایک شخص تمہارے پاس تم کو آیا تھا یا میں ایک شخص کے پاس گیا جو ایسا ہے اور مخاطب کو معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص کا ذکر کرتا ہے اگرچہ نام نہ لیا مگر جب مخاطب کو ان نشانوں سے سمجھا دیا تو غیبت ہو گئی کیونکہ جب مخاطب کو یہ معلوم ہے کہ اس کے پاس فلاں آیا تھا یا فلاں کے پاس گیا تھا تو اب نام لینا نہ لینا دونوں کا ایک حکم ہے کہ ہاں اگر مخاطب نے شخص معین کو نہیں سمجھا مثلاً اس کے پاس بہت سے لوگ آتے یا یہ بہتوں کے یہاں گیا تھا مخاطب کو یہ پتہ نہ چلا کہ یہ کس کے متعلق کہہ رہا ہے تو غیبت نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہو سکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو برائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے جب کہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں کافر حربی کی برائی کرنا غیبت ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... کسی کی برائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جب کہ غیبت میں پیٹھ پیچھے برائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو عیب ہے وہ یہ ہے کہ اپنا مسلم ہے وہ یہاں بدرجہا ولی پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ احتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے نہ ملے اگر اسے اطلاع ہو ہوئی تو اپنا بھی برا ہوئی مگر احتمال اپنا ہے یہاں اپنا اقرار ہے کر شرع مطہر نے حرام کیا اور منہ پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقتاً اپنا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو (ردالمحتار) بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کا ڈر پڑا ہے پتلوں کے منہ پر یہ باتیں کہہ دوں گا ان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت و حرام ہے اور منہ پر کہو گے تو یہ دوسرا جرم ہے اگر تم اس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوتی۔

مسئلہ نمبر ۱۹..... غیبت کے طور پر جو عیوب بیان کیے جائیں وہ کئی قسم کے ہیں اس کے بدن میں عیب ہو مثلاً اندھا، کانا، لنگڑا، لولا، کوبڑ کتا، نکٹا وغیرہا یا نسب کے اعتبار سے وہ عیب سمجھا جاتا ہو مثلاً اس کے نسب میں برائی ہے اس کی دادی نانی چمارن تھی۔ ہندوستان والوں نے پیشہ کو بھی نسب ہی کا حکم دے رکھا ہے لہٰذا بطور عیب کسی کو دھوبا جولاہا کہنا بھی غیبت و حرام ہے۔ اخلاق و خصال کی برائی یا اس کے بات چیت میں برائی مثلاً بتایا تو بتایا دین داری میں ٹھیک نہ ہو یہ سب صورتیں غیبت میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے کپڑے یا بیٹھنے ہونے یا مکان اچھا نہ ہونے چیزوں کو بھی اس طرح ذکر کرنا ہو جسے برا "معلوم ہونا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۰..... جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کر دے مثلاً کہہ دے کہ میرے سامنے اس کی برائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کا خوف واندیشہ ہے تو دل سے برا جانے اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جا رہی ہے وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کر دے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ حدیث میں ہے جس نے اپنے مسلم بھائی کی آبرو غیبت سے بچائی اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر یہ ہے کہ وہ اسے جہنم سے آزاد کر دے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... جس کی غیبت کی اگر اس کو اس کی خبر ہو گئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے سامنے

یہ کہے کہ میں نے تمہاری اس طرح غیبت یا برائی کی تم معاف کردو اس سے معاف کرانے اور توبہ کرنے میں اس سے بری الذمہ ہوگیا، اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو یا وہ اقامت کافی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... جس کی غیبت کی ہے اسے خبر ہوئی اور اس نے توبہ کی اس کے بعد اسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے تو یا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں۔ اس میں علماء کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے بشرطیکہ پہلے دونوں کی مغفرت فرمادے گا جس نے غیبت کی اس کی مغفرت تو بے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے درگزر کیا اس وجہ سے اس کی مغفرت ہو جائے گی اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ مطلق ہے اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مرگیا تو توبہ صحیح ہے۔ اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچی گئی تو صحیح نہیں جب تک اس سے معاف نہ کرائے بہتان کی صورت میں تو یہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جاکر یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو لوگوں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... معافی مانگنے میں یہ ضروری ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی ثنا حسن کرے اور اس کے ساتھ اظہار محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کردیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہار محبت کرنا غیبت کی برائی کے مقابل ہو جائے گا اور آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۴..... اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کردیا مگر اس نے سچائی اور خلوص دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی تو ہو سکتا ہے کہ آخرت میں مواخذہ ہو کیونکہ اس نے یہ کہہ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۵..... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے غیبت کی وہ مرگیا یا کہیں غائب ہوگیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہوگیا اس کو چاہئے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... اگر اس کی ایسی برائیاں بیان کی ہیں جن کو وہ چھپانا تھا یعنی یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ ان پر مطلع ہوں تو معافی مانگنے میں ان عیوب کی تفصیل نہ کرے بلکہ مبہم طور پر یہ کہہ دے کہ میں نے تمہارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کیے ہیں معاف کردو اور اگر ایسے عیوب نہ ہوں تو تفصیل کے ساتھ بیان کرے اسی طرح اگر وہ باتیں ایسی ہوں جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو ظاہر نہ کرے بعض علماء کا یہ قول ہے کہ حقوق العباد کو معاف کردینا بھی صحیح ہے اور اس طرح معافی ہو سکتی ہے لہٰذا اس قول پر بنا کی جائے اور ایسی خاص صورتوں میں تفصیل نہ کی جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... دو شخصوں میں جھگڑا تھا دونوں نے معذرت کے ساتھ مصالحہ کیا یہ بھی معافی کا ایک طریقہ ہے۔ جس کی غیبت کی ہے وہ مرگیا تو وہ یا کہ جن شخص کو معاف کریں ان کے معاف کرنے کا اعتبار نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... کسی کے منہ پر اس کی تعریف کرنا منع ہے اور پیٹھ پیچھے تعریف کی مگر یہ جاننا ہے کہ میری اس تعریف کرنے کی خبر اس کو پہنچ جائے گی یہ بھی منع ہے تیسری صورت یہ ہے کہ پس پشت تعریف کرتا ہے اس کا خیال بھی نہیں کرتا کہ اسے خبر پہنچ جائے گی یہ پہنچ گی یہ جائز ہے مگر یہ ضروری ہے کہ تعریف میں جو خوبیاں بیان کرے وہ اس میں ہوں۔ شعراء کی طرح ان ہوئی باتوں کے ساتھ تعریف نہ کرے کہ یہ نہایت درجہ قبیح ہے۔ (عالمگیری)

بغض وحسد کا بیان

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (پ۵، النسآء ۳۲)

اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم کو ایک دوسرے پر بڑائی دی مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (پ۳۰، الفلق ۵)

(تم کہو) اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اور صدقہ خطا کو بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے اس کی مثل ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲.....دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسد ایمان کو ایسا کھاتا ہے جس طرح الو شہد کو کھاتا ہے۔

حدیث ۳.....امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگلی امت کی بیماری تمہاری طرف بھی آئی وہ بیماری حسد بغض ہے۔ وہ مونڈ نے والا ہے میں نہیں کہتا کہ بالوں کو نہیں مونڈتا بلکہ دین کو مونڈتا ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور مومن نہ ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب اسے کرو گے آپس میں محبت کرنے لگو گے آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

حدیث ۴.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسد اور چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں یعنی مسلمانوں کو ان چیزوں سے بالکل تعلق نہ ہونا چاہئے۔

حدیث ۵.....صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو اور اللہ عزوجل کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو۔

حدیث ۶.....صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ حسد نہیں ہے مگر دو پر ایک وہ شخص جسے خدا نے کتاب دی یعنی قرآن کا علم عطا فرمایا وہ اس کے ساتھ رات میں قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ کہ خدا نے اسے مال دیا وہ دن اور رات کے اوقات میں صدقہ کرتا ہے۔

حدیث ۷.....صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسد نہیں ہے مگر دو شخصوں پر ایک وہ شخص جسے خدا نے قرآن سکھایا وہ رات اور دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہے اس کے پڑوسی نے سنا تو کہنے لگا کہ کاش مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جو فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا دوسرا وہ شخص کہ خدا نے اسے مال دیا اور حق کی راہ میں مال کو خرچ کرتا ہے کسی نے کہا کاش مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جیسا فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا۔ ان دونوں حدیثوں میں حسد سے مراد غبطہ ہے جس کو لوگ رشک کہتے ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کو جو نعمت ملی ویسی مجھے بھی مل جائے اور یہ آرزو برا ہو کہ اسے ملتی یا اس سے جاتی رہے اور حسد میں یہ آرزو ہوتی ہے۔ اسی

وجہ سے حسد مذموم ہے اور غبطہ مذموم نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمۃ الباب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان حدیثوں میں غبطہ مراد ہے لہٰذا ان حدیثوں کے یہ معنی ہوئے کہ یہی دو چیزیں غبطہ کرنے کی ہیں کہ یہ دونوں خدا کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ غبطہ ان پر کرنا چاہئے نہ کہ دوسری نعمتوں پر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حدیث ۸..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل شعبان کی پندرھویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلی فرماتا ہے جو استغفار کرتے ہیں ان کی مغفرت کرتا ہے اور جو رحم کی درخواست کرتے ہیں ان پر رحم کرتا ہے اور عداوت والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

حدیث ۹..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ہفتہ میں دو بار دوشنبہ اور پنج شنبہ کو لوگوں کے اعمال اللہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو اس کے متعلق یہ فرماتا ہے انہیں چھوڑ دو اس وقت تک کہ باز آجائیں۔

حدیث ۱۰..... طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں سب کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر جو دو شخص باہم عداوت رکھتے ہیں اور وہ شخص جو قطع رحم کرتا ہے۔

حدیث ۱۱..... امام احمد و ابوداؤد و ترمذی رحمہم اللہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں جس بندے نے شرک نہیں کیا ہے اس کی مغفرت کی جاتی ہے مگر جو شخص ایسا ہے کہ اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہے ان کے متعلق کہا جاتا ہے انہیں مہلت دو یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں۔

مسائل تفہیم: حسد حرام ہے احادیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی۔ حسد کے معنی ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی اس کو بھی حالت میں پایا اس کے دل میں یہ آرزو ہے۔ کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے اور اگر یہ تمنا ہے کہ میں بھی ویسا ہو جاؤں مجھے بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں اس کو غبطہ کہتے ہیں جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱..... یہ آرزو کہ جو نعمت فلاں کے پاس ہے وہ مجھے مل جائے یہ حسد ہے کیونکہ وہی چیز جب اس کو ملے گی اس سے جاتی رہے اور اگر یہ آرزو ہے کہ اس کی مثل مجھے ملے یہ غبطہ ہے کیونکہ اس سے زائل ہونے کی آرزو نہیں پائی گئی (عالمگیری)

حدیث میں فرمایا کہ حسد نہیں ہے مگر دو چیزوں میں ایک وہ شخص جس کو خدا نے مال دیا ہے اور وہ راہِ حق میں صرف کرتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو خدا نے علم دیا ہے وہ لوگوں کو سکھاتا ہے اور علم کے موافق فیصلہ کرتا ہے اس حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چیزوں میں حسد جائز ہے مگر بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی حسد حرام ہے بعض علماء نے یہ کہا کہ اس حدیث میں حسد بمعنی غبطہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمۃ الباب سے بھی یہی پتہ چلتا ہے اور بعض نے یہ کہا حدیث کا یہ مطلب ہے اگر حسد جائز ہوتا تو ان میں جائز ہوتا مگر ان میں بھی ناجائز ہے جیسا کہ حدیث میں اسی قسم کی تاویل کی جاتی ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ معنی حدیث یہ ہیں کہ حسد نہیں دونوں میں ہو سکتا ہے اور چیز تو اس قابل ہی نہیں کہ ان میں حسد پایا جائے کہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے میں کوئی نعمت دیکھے اور یہ آرزو کرے کہ وہ مجھے مل جائے اور دنیا کی چیزیں نعمت نہیں کہ جن کی تحصیل کی فکر ہو دنیا کی چیزوں کا مال اللہ عزوجل کی ناراضی ہے اور یہ چیزیں وہ ہیں کہ ان کا مال اللہ عزوجل کی خوشنودی و رضا ہے۔ لہٰذا نعمت جس کا نام ہے وہ یہی ہیں ان میں حسد ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

ظلم کی مذمت

قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اسکی برائی ذکر کی گئی اور احادیث اس کے متعلق بہت ہیں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱..... ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہیں یعنی ظلم کرنے والا قیامت کے دن سخت مصیبتوں اور تاریکیوں میں گرفتار ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حدیث ۲..... اللہ ﷻ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے مگر جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ (پ۱۲ سورہ ہود)

ایسی ہی ہے تیرے رب کی پکڑ جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۳..... جس کے ذمہ اس کے بھائی کا کوئی حق ہو وہ آج اس سے معاف کرالے اس سے پہلے کہ نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ پیسہ اس کے عمل صالح کو بقدر حق لے کر دوسرے کو دے دیئے جائیں گے اور اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو دوسرے کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

حدیث ۴..... تمہیں معلوم ہے مفلس کون ہے لوگوں نے عرض کی ہم میں مفلس وہ ہے کہ نہ اس کے پاس روپیہ ہے نہ متاع فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہے کسی پر تہمت لگائی ہے کسی کا مال کھایا ہے کسی کا خون بہایا ہے کسی کو مارا ہے پھر اس کی نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی اگر لوگوں کے حقوق پورے ہونے سے پہلے نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کو خطائیں اس پر ڈال دی جائیں گی پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا (مسلم شریف)

حدیث ۵..... اللہ تعالیٰ یہ کہے گا کہ لوگ اگر تمہارے ساتھ احسان کریں گے تو تم بھی احسان کریں گے اور اگر تم پر ظلم کریں گے تو تم بھی ان پر ظلم کریں گے بلکہ اپنے نفس کو اس پر عادی کرو کہ لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔ (ترمذی)

حدیث ۶..... جو شخص اللہ ﷻ کی خوشنودی کا طالب ہو لوگوں کی ناراضی کے ساتھ یعنی اللہ ﷻ راضی ہو چاہے لوگ ناراض ہوا کریں اس کی کوئی پروا نہ کرے اللہ ﷻ لوگوں کے سر سے اس کی کفایت کرے گا اور جو شخص لوگوں کو خوش رکھے چاہے اللہ ﷻ کی ناراضی کے ساتھ اللہ ﷻ اس کو آدمیوں کے سپرد کر دے گا۔ (ترمذی)

حدیث ۷..... سب سے برا قیامت کے دن بندہ ہے جس نے دوسرے کی دنیا کے بدلے میں اپنی آخرت برباد کر دی۔ (ابن ماجہ)

حدیث ۸..... مظلوم کی بددعا سے بچ کہ وہ اللہ ﷻ سے اپنا حق مانگتا ہے اور کسی حق والے کو اللہ ﷻ حق سے نہیں منع کرے گا۔ (بیہقی)

غصہ اور تکبر کا بیان

حدیث ۱..... ایک شخص نے عرض کی مجھے وصیت کیجئے فرمایا غصہ نہ کرو اس نے بار بار وہی سوال کیا جواب یہی ملا کہ غصہ نہ کرو۔ (بخاری)

حدیث ۲..... قوی وہ نہیں جو پہلوان ہو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے۔ (بخاری و مسلم)

حدیث ۳..... اللہ ﷻ کی خوشنودی کے لیے بندے نے غصہ کا گھونٹ پیا اس سے بڑھ کر اللہ ﷻ کے نزدیک کوئی گھونٹ نہیں۔ (احمد)

حدیث ۴..... قرآن مجید کی آیت ہے۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ (پ۲۴ حم السجدۃ ۳۴)

اے سننے والے برائی کو بھلائی سے دفع کر جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غصہ کے وقت صبر کرے اور دوسرا اس کے ساتھ برائی کرے تو یہ معاف کردے جب ایسا کریں گے اللہ عزوجل ان کو محفوظ رکھے گا اور ان کا دشمن جھک جائے گا گویا وہ مخلص دوست قریب ہے۔ (بخاری)

حدیث ۵..... غصہ ایمان کو ایسے خراب کرتا ہے جس طرح پتلا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (بیہقی)

حدیث ۶..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب! کون بندہ تیرے نزدیک عزت والا ہے فرمایا جو باوجود قدرت معاف کرے۔ (بیہقی)

حدیث ۷..... جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا اللہ عزوجل اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے غصہ کو روکے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک دے گا اور جو اللہ عزوجل سے عذر کرے گا اللہ عزوجل اس کے عذر کو قبول فرمائے گا۔ (بیہقی)

حدیث ۸..... غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے لہٰذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرلے۔ (ابوداؤد)

حدیث ۹..... جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو وہ بیٹھ جائے اگر غصہ چلا جائے (تو بہتر) ورنہ لیٹ جائے۔ (احمد، ترمذی)

حدیث ۱۰..... بعض لوگوں کو غصہ جلد آجاتا ہے اور جلد جاتا رہتا ہے جیسا ایک کے جلنے میں دوسرا جلتا ہے اور بعض کو دیر میں آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے یہاں بھی ایک کے جلنے میں دوسرا یعنی ایک بات بھی ہے اور ایک بری والا بھلا ہو گیا اور تم میں بہتر وہ ہیں کہ دیر میں انہیں غصہ آئے اور جلد چلا جائے اور بدتر وہ ہیں جنہیں جلد آئے اور دیر میں جائے غصہ سے بچو کہ وہ آدمی کے دل پر ایک انگارا ہے دیکھتے نہیں ہو کہ گلے کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں جو شخص غصہ محسوس کرے لیٹ جائے اور زمین سے چپٹ جائے۔

حدیث ۱۱..... میں تم کو جنتی لوگوں کی خبر دوں وہ ہر کمزور ضعیف ہیں جن کو لوگ ضعیف و فقیر جانتے ہیں۔ (مگر یہ بھی) اگر اللہ عزوجل پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ عزوجل اس کو سچا کر دے اور کیا جہنم والوں کی خبر دوں وہ سخت گو اور سخت تکبر کرنے والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حدیث ۱۲..... جس کسی کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس کسی کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (مسلم) دونوں جملوں کی وہی تاویل ہے جو اس مقام میں مشہور ہے۔

حدیث ۱۳..... تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن نہ تو اللہ عزوجل کلام کرے گا نہ ان کو پاک کرے گا نہ اس کی طرف نظر فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (1) بوڑھا زانی، (2) بادشاہ کذاب اور (3) محتاج متکبر۔ (مسلم)

حدیث ۱۴..... اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ کبر اور عظمت میری سنگتیں ہیں جو شخص ان میں سے کسی ایک میں مجھ سے منازعت کرے گا اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔ (مسلم)

حدیث ۱۵..... آدمی اپنے کو (اپنے مرتبہ سے اونچے مرتبہ کی طرف) لے جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ جبار ین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر جو انہیں پہنچے گا اسے بھی پہنچے گا۔ (ترمذی)

حدیث ۱۶..... متکبرین کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کے برابر جسموں میں ہوگا اور ان کی صورتیں آدمیوں کی ہوں گی ہر طرف سے ان پر ذلت چھائے ہوئے ہوگی ان کو ہنکا کر جہنم کے قید خانہ کی طرف لے جائیں گے جس کا نام بولس ہے ان کے اوپر آگوں کی آگ ہوگی جنہیوں کا لہو پیپ انہیں پلایا جائے گا جس کو طینۃ الخبال کہتے ہیں۔ (ترمذی)

حدیث ۱۷..... جو اللہ عزوجل کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ عزوجل اس کو بلند کرتا ہے وہ اپنے نفس میں چھوٹا مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا ہے اور جو بڑائی کرتا ہے اللہ عزوجل اس کو پست کرتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہے اور اپنے نفس میں بلند ہے وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سور سے بھی

زیادہ تعجب ہے۔ (تعلق)

حدیث ۱۸..... تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں نجات والی چیزیں یہ ہیں (1) پوشیدہ اور ظاہر میں اللہ ﷻ سے تقویٰ (2) خوشی اور ناخوشی میں حق بات بولنا (3) مالداری اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔ ہلاک کرنے والی یہ ہیں۔ (1) خواہش نفسانی کی پیروی کرنا اور (2) بخل کی اطاعت اور (3) اپنے نفس کیساتھ گھمنڈ کرنا یہ سب میں سخت ہے۔ (تعلق)

ہجر اور قطع تعلق کی ممانعت

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوایوب انصاری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے لیے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے دونوں ملتے ہیں ایک ادھر منہ پھیر لیتا ہے اور دوسرا ادھر منہ پھیر لیتا ہے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو ابتدا سلام کرے۔

حدیث ۲..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلم کے لیے یہ نہیں ہے کہ دوسرے مسلم کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ سلام کرے اگر اس نے جواب نہیں دیا تو اس کا گناہ بھی اس کے ذمہ ہے۔

حدیث ۳..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کے لیے یہ حلال نہیں کہ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے اگر تین دن گزر گئے تو ملاقات کرلے اور سلام کرے اگر دوسرے نے سلام کا جواب دیا تو اجر میں دونوں شریک ہو گئے اور اگر جواب نہیں دیا تو گناہ اس کے ذمے ہے اور یہ شخص چھوڑنے کے گناہ سے نکل گیا۔

حدیث ۴..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوخراش سلمی ؓ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑ دے تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔

حدیث ۵..... امام احمد و ابوداؤد رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلم کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے جس نے ایسا کیا اور مر گیا تو جہنم میں گیا۔

سلوک کرنے کا بیان

اللہ ﷻ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (پ۱ البقرہ ۸۳)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد کرایا کہ کسی کو نہ پوجو اللہ کے سوا اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو (ترجمہ کنزالایمان)

قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ (پ۲ البقرہ ۲۱۵)

تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور راہ گیر کے لیے ہو اور جو کچھ بھلائی کرو گے بے شک اللہ اس کو جانتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝ (پ۱۵، بنی اسرائیل ۲۳)

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کیساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں یا تیں تو ان سے ہوں نہ کہنا انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا اور رحم دلی سے عرض کر اے میرے رب ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ (پ۲۱، العنکبوت ۸)

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرا جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان (ترجمہ کنزالایمان)

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۝ (پ۲۱، لقمٰن ۱۴،۱۵)

اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا بھی (میری) ہی طرف تجھے آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا کہ جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں انہی چیز میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ (پ۲۶، الاحقاف ۱۵)

اور ہم نے آدمی کو حکم کیا ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے۔ اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے

اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ (پ۱۳، الرعد ۱۹تا۲۱)

"نصیحت وہی مانتے ہیں جنہیں عقل ہے وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور قول باندھ کر پھرتے نہیں اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔

(ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (پ۱۳ الرعد۲۵)

اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا ٹھکانہ برا گھر۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (پ۴ النساء۱)

اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سب سے زیادہ حسن صحبت یعنی احسان کا مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا کہ تمہاری ماں یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ انہوں نے پوچھا پھر کون؟ حضور ﷺ نے پھر ماں کو بتایا انہوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون؟ ارشاد فرمایا والد اور ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ ماں پھر ماں پھر باپ پھر وہ جو زیادہ قریب پھر وہ ہے جو زیادہ قریب ہے۔ یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجہ بلند ہے۔

حدیث ۲..... ابوداؤد ترمذی و احمد بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کس کے ساتھ احسان کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ پھر اس کے ساتھ جو سب سے زیادہ قریب ہو پھر جو اس کے بعد زیادہ قریب ہو۔

حدیث ۳..... مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیز دہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ نہ ہونے کی صورت میں احسان کرے یعنی جب باپ مر گیا یا کہیں چلا گیا ہو۔

حدیث ۴..... صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ناک خاک میں ملے۔ (اس کو تین مرتبہ فرمایا) یعنی ذلیل ہو گئی۔ کہا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کون یعنی کس کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کے وقت پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا یعنی ان کی خدمت نہ کی کہ جنت میں جاتا۔

حدیث ۵..... صحیح بخاری و مسلم میں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش نے حضور ﷺ سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اعراض کیے ہوئے ہے کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا اس کیساتھ حسن سلوک کرو یعنی کافر ماں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا جائے گا۔

حدیث ۶..... صحیح مسلم و بخاری میں مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے تین چیزیں تم پر حرام کر دیں۔ (1) ماؤں کی نافرمانی کرنا (2) اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا (3) دوسروں کا جو اپنے اوپر آتا ہوا سے نہ دینا اور اپنا نہ مانگنا کہ لاؤ۔ اور یہ باتیں تمہارے لیے مکروہ ہیں۔ (1) بحث و قال یعنی فضول باتیں۔ (2) اور کثرت سوال اور۔ (3) ضائع مال۔

حدیث ۷..... صحیح مسلم و بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بات کہ بڑے گناہوں میں سے کہ آدمی

اپنے والدین کو گالی دے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے فرمایا اسکی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے صحابہ کرام جنہوں نے عرب کا جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا ان کی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیوں گالی دے گا یعنی یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی حضور ﷺ نے تعلیم کے طور پر دوسرے سے گالی دلوائی ہے اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے۔

حدیث ۸.....شرح سنہ میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جنت میں گیا اس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی میں نے پوچھا یہ کون پڑھتا ہے فرشتوں نے کہا حارثہ بن نعمان۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہی حال ہے احسان کا یہی حال ہے۔ حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بھلائی کرتے تھے۔

حدیث ۹.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے۔

حدیث ۱۰.....ترمذی وابن ماجہ رحمہما اللہ نے روایت کی کہ ایک شخص ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ والد جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تیری خوشی ہے کہ اس دروازہ کی حفاظت کرے یا ضائع کر دے۔

حدیث ۱۱.....ترمذی وابوداؤد رحمہما اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی سے محبت رکھتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس عورت سے کراہت رکھتے تھے انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو میں نے نہیں دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقع بیان کیا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو ملا فرماتے ہیں اگر والدین حق پر ہوں تو طلاق دینا واجب ہی ہے اور اگر بیوی حق پر ہو جب بھی والدین کی رضامندی کے لیے طلاق دینا جائز ہے۔

حدیث ۱۲.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدین کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں یعنی ان کو راضی رکھنے میں جنت ملے گی اور ناراض رکھنے سے دوزخ کے مستحق ہو گے۔

حدیث ۱۳.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنے والدین کا فرماں بردار ہے اس کے لیے صبح ہی کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہے تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے متعلق خدا کی نافرمانی کرتا ہے اس کے لیے صبح ہی کو جہنم کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے ایک شخص نے کہا اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں فرمایا اگر چہ ظلم کریں اگر چہ ظلم کریں اگر چہ ظلم کریں۔

حدیث ۱۴.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب والد اپنے والد کی طرف رحمت کی نظر کرے تو اللہ ﷻ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے لوگوں نے کہا اگر چہ دن میں ستر مرتبہ نظر کرے فرمایا ہاں اللہ ﷻ بڑا ہے اور طیب ہے یعنی اسے سب کچھ قدرت ہے اس سے پاک ہے کہ اس کو اس کے دینے سے عاجز کہا جائے۔

حدیث ۱۵.....امام احمد ونسائی وبیہقی رحمہم اللہ نے معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ان کے والد جاہمہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور ﷺ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں ارشاد فرمایا تیری ماں ہے عرض کی ہاں فرمایا اس کی خدمت لازم کر لے کہ جنت اس کے قدم کے پاس ہے

حدیث ۱۶.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کا ماں باپ دونوں یا ایک کا انتقال ہو

گیا اور یاس کی نافرمانی کرنا تھا اب ان کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک اللہ ﷻ اس کو تیاگ کا لکھ دیتا ہے۔

حدیث ۱۷..... نسائی و داری رحمہما اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سخاوت یعنی احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خوری کی مداومت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

حدیث ۱۸..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے آیا میری توبہ قبول ہوگی فرمایا کہ تیری ماں زندہ ہے عرض کی نہیں فرمایا تیری کوئی خالہ زندہ ہے عرض کی ہاں۔ فرمایا اس کے ساتھ احسان کر۔

حدیث ۱۹..... ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابی اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے والدین مر چکے ہیں اب بھی ان کے ساتھ احسان کا کوئی طریقہ باقی ہے؟ فرمایا ہاں۔ ان کے لیے دعا و استغفار کرنا اور جو انہوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا اور جس رشتہ والے کے ساتھ انہیں کی وجہ سے سلوک کیا جاتا ہے اس کے ساتھ سلوک کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔

حدیث ۲۰..... حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ ہم سب حاضر ہوئے جب حضور ﷺ منبر کے پہلے درجے پر چڑھے فرمایا آمین جب دوسرے پر چڑھے فرمایا آمین جب تیسرے درجہ پر چڑھے فرمایا آمین۔ جب حضور ﷺ منبر سے اترے ہم نے عرض کی۔ حضور ﷺ سے آج ایسی بات سنی کہ کبھی ایسی نہیں سنا کرتے تھے فرمایا کہ جبریل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اے رحمت الٰہی سے دوری ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی اس پر میں نے آمین کہی۔ جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا انہوں نے کہا اس شخص کے لیے رحمت الٰہی سے دوری ہو جس کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر ہو اور وہ حضور ﷺ پر درود نہ پڑھے اس پر میں نے کہا آمین۔ جب تیسرا زینہ پر چڑھا انہوں نے اس کے لیے دوری ہو جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آیا اور انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا میں نے کہا آمین۔

حدیث ۲۱..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے جیسا کہ باپ کا حق اولاد پر۔

حدیث ۲۲..... صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ ﷻ خلق کو پیدا فرما چکا رشتہ (کہ یہ بھی ایک خلق ہے) کمر ہوا اور پروردگار الوہیت میں اضافہ کیا ارشاد ہوا کیا ہے رشتہ نے کہا میں تیری پناہ مانگتا ہوں کاٹنے والوں سے ارشاد ہوا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے میں اسے کاٹ دوں گا اس نے کہا ہاں میں راضی ہوں تو فرمایا تو بس یہی ہے۔

حدیث ۲۳..... صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحم (رشتہ) رحمٰن سے مشتق ہے اللہ ﷻ نے فرمایا جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔

حدیث ۲۴..... صحیح بخاری و مسلم میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رشتہ عرش الٰہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے کہ جو مجھے ملائے گا اللہ ﷻ اس کو ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ ﷻ اسے کاٹے گا۔

حدیث ۲۵..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا میں اللہ ہوں اور میں ہوں رحمٰن (یعنی رشتہ) کو میں نے پیدا کیا اور اس کا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا لہٰذا جو اسے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔

حدیث ۲۶..... صحیح بخاری و مسلم میں انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کے اثر (نشانِ قدم) کا تاخیر کی جائے تو اپنے رشتہ والوں کے ساتھ سلوک کرے۔

حدیث ۲۷..... ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تقدیر کو کوئی چیز نہیں کرتی عمر دعا اور بہ یعنی احسان کرنے سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے اور آدمی گناہ کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دعا سے بلائیں دفع ہو جاتی ہیں۔ یہاں تقدیر سے مراد تقدیر معلق ہے اور زیادتی عمر کا بھی یہی مطلب ہے کہ احسان کرنا درازی عمر کا سبب ہے اور رزق سے ثواب اخروی مراد ہے کہ گناہ اس کی محرومی کا سبب ہے اور ہو سکتا ہے بعض صورتوں میں دنیوی رزق سے بھی محروم ہو جائے۔

حدیث ۲۸..... حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے نسب کو پہچانو کہ صلہ رحم کرو کیونکہ اگر رشتہ کا پتا چلے تو اگر چہ قریب ہو وہ قریب نہیں اور اگر جوڑا جائے تو دور نہیں اگر چہ دور ہو۔

حدیث ۲۹..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے نسب کو جانو جس سے صلہ رحم کرسکو کیونکہ صلہ رحم اپنے لوگوں میں محبت کا سبب ہے اس سے مال میں زیادتی اور اثر (نشانِ قدم) میں تاخیر ہوتی ہے۔

حدیث ۳۰..... حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں حاکم ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ ﷻ سے ڈرتا رہے اور رشتہ والوں سے سلوک کرے۔

حدیث ۳۱..... صحیح بخاری و مسلم میں جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

حدیث ۳۲..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ جس قوم میں قاطع رحم ہوتا ہے اس پر رحمت الٰہی نہیں اترتی۔

حدیث ۳۳..... ترمذی و ابوداؤد رحمہما اللہ نے ابوبکر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو گناہ کی سزا دینے میں بھی جلدی دی جائے اور اس کے لیے آخرت میں بھی عذاب کا ذخیرہ ہے سوا بغاوت اور قطع رحم سے بڑھ کر نہیں

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت شعب الایمان میں انس سے یوں ہے کہ جتنے گناہ ہیں ان میں سے جس کو اللہ ﷻ چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے سوا والدین کی نافرمانی کے اس کی سزا زندگی میں موت سے پہلے دی جاتی ہے۔

حدیث ۳۴..... صحیح بخاری میں ابن عمر ؓ سے روایت ہے فرمایا صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ جڑ دیا جائے یعنی اس نے اس کے ساتھ احسان کیا اس نے اس کے ساتھ کر دیا بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ ادھر سے کاٹا جاتا ہے اور یہ جوڑتا ہے۔

حدیث ۳۵..... صحیح مسلم میں ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری قرابت والے ایسے ہیں کہ میں انہیں ملاتا ہوں اور وہ مجھے کاٹتے ہیں میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بدی کرتے ہیں اور میں ان کے ساتھ حلم سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ پر جہالت کرتے ہیں ارشاد فرمایا اگر ایسا ہی ہے جیسا تم نے بیان کیا تو تم ان کو گرم راکھ چٹاتے ہو اور ہمیشہ اللہ ﷻ کی طرف سے تمہارے ساتھ ایک مددگار رہے گا۔ جب تک تمہاری یہی حالت رہے۔

حدیث ۳۶..... حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں عقبہ بن عامر ؓ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کو گیا میں نے جلدی سے حضور ﷺ کا دست مبارک پکڑ لیا اور حضور ﷺ نے میرے ہاتھ کو جلدی سے پکڑ لیا۔ پھر فرمایا اے عقبہ دنیا و آخرت کے افضل اخلاق یہ ہیں کہ تم اس کو ملاؤ جو تمہیں جدا کرے اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو اور جو یہ چاہے کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو وہ

اپنے رشتہ والوں کے ساتھ صلہ رحم کرے۔

مسائل تفصیم: صلہ رحم کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام جن لوگوں سے صلہ رحم واجب ہے وہ کون ہیں بعض نے فرمایا وہ ذی رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا اس سے مراد ذی رحم ہیں محرم ہوں یا نہ ہوں اور ظاہر یہی قول رحم ہے احادیث میں مطلقاً رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے قرآن مجید میں مطلقاً ذی القربیٰ فرمایا گیا ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں صلہ رحم کے درجات میں بھی تفاوت ہوتا ہے والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے ان کے بعد ذی رحم محرم کا ان کے بعد غیر رشتہ والوں کا اعلیٰ قدر رمراتب۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱.....صلہ رحم کی مختلف صورتیں ہیں ان کو بہ یک تجدد دینا اور نگران کو کسی بات میں تمہاری اعانت درکار ہو تو اس کام میں ان کی مدد کرنا انہیں سلام کرنا ان کی ملاقات کو جانا ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ان سے بات چیت کرنا ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۲.....اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتہ والوں کے پاس خط بھیجا کرے ان سے خط و کتابت جاری رکھے کہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہو سکے تو وطن آئے اور رشتہ داروں سے تعلقات تازہ کرلے اس طرح کرنے سے محبت میں اضافہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....یہ پردیس میں ہے والدین اسے بلاتے ہیں تو آنا ہی ہوگا خط لکھنا کافی نہیں ہے۔ یونہی والدین کو اس کی خدمت کی حاجت ہو تو آئے اور ان کی خدمت کرے۔ باپ کے بعد دادا اور بڑے بھائی کا مرتبہ ہے کہ بڑا بھائی بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے بڑی بہن اور خالہ ماں کی جگہ پر ہیں بعض علماء نے چچا کو باپ کی مثل بتایا اور حدیث "عم الرجل صنو ابیہ" سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے چچا کے علاوہ اوروں کے پاس خط بھیجنا یا ہدیہ بھی بھیجنا کفایت کرتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....رشتہ داروں سے ملنا دورے کرتا رہے یعنی ایک دن جائے کو جائے دوسرے دن نہ جائے بلکہ القیاس کر اس سے محبت و الفت زیادتی ہوتی ہے بلکہ قریب سے جو ہفتہ میں ایک بار یا مہینہ میں ایک بار اور تمام قبیلہ اور خاندان کو ایک ہونا چاہئے جب ان کے ساتھ ہو تو دوسروں سے مقابلہ اور اظہار حق میں سب متحد ہو کر کام کریں جب پتا کوئی رشتہ دار کوئی حاجت پیش کرے تو اسکی حاجت روائی کرے اسکو رد کر دینا قطع رحم ہے (ت)

مسئلہ نمبر ۵.....صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو یہ تو حقیقت میں مکافاۃ یعنی دو بدلا کرنا ہے کہ اس نے تمہارے پاس تحفہ بھیجا تو اس کے پاس بھیجنا وہ تمہارے یہاں آیا تم اس کے پاس چلے گئے حقیقتاً صلہ رحم یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے یہ اعتنا فی کرتا ہے اور تم اس کے ساتھ رشتہ کے حقوق کی مراعات کرو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶.....حدیث میں آیا کہ صلہ رحمی سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور رزق میں وسعت ہوتی ہے بعض علماء نے اس حدیث کو ظاہر پر حمل کیا ہے یعنی یہاں قضاء معلق مراد ہے کہ یہ کہا تھا ہر مرد نہیں ٹلتی جب آجائے اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (پ۸ ع۲۹) جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور بعض نے فرمایا کہ زیادتی عمر کا یہ مطلب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب لکھا جاتا ہے گویا وہ اب بھی زندہ ہے یا یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی رہتا ہے۔ (درمختار)

اولاد پر شفقت اور یتیموں پر رحمت

حدیث ۱.....صحیح بخاری و مسلم میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی

کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم انہیں بوسہ نہیں دیتے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی جنّت میں کیا کروں۔

حدیث ۲.....صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہتی ہیں ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی جب وہ چلی گئی حضور ﷺ نبی کریم ﷺ تشریف لائے میں نے یہ واقعہ بیان کیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو خدا نے لڑکیاں دی ہوں اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرتے یہ جہنم کی آگ سے اس کے لیے روک ہو جائیں گی۔

حدیث ۳.....امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں ایک مسکین عورت دو لڑکیوں کو لے کر میرے پاس آئی میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ ایک ایک لڑکی کو دے دی اور ایک کو منہ تک کھانے کے لیے لے گئی لڑکیوں نے اس سے شے مانگی اس نے دونوں کو دے دی جب یہ واقعہ حضور ﷺ کو سنایا ارشاد فرمایا اللہ ﷻ نے اس کے لیے جنت واجب کر دی اور جہنم سے آزاد کر دیا۔

حدیث ۴.....صحیح مسلم میں انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی عیال (یعنی متعلق) میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ پاس پاس ہوں گے اور حضور ﷺ نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح۔

حدیث ۵.....شرح سنہ میں ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے اللہ ﷻ اس کے لیے ضرور جنت واجب کر دے گا مگر جب کہ ایسا گناہ کیا ہو جس کی مغفرت نہ ہو اور جو شخص تین لڑکیوں یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کر سان کو ادب سکھائے ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے نیاز کر دے (یعنی اب ان کو ضرورت باقی نہ رہے) اللہ ﷻ اس کے لیے جنت واجب کر دے گا کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یا دو؟ فرمایا یہ (یعنی ہمیں بھی یہی ثواب ہے) اور اگر لوگوں نے ایک کے متعلق کہا ہوتا تو حضور ایک کو بھی فرما دیتے اور جس کی کر بھیں کو اللہ ﷻ نے دور کر دیا اس کے لیے جنت واجب ہے دریافت کیا گیا کہ بھیں کیا ہیں فرمایا آنکھیں۔

حدیث ۶.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عوف بن مالک اشجعی ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جس کے رخسار میلے ہیں دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے یعنی جس طرح کلمہ اور بیچ کی انگلیاں پاس پاس ہیں اس سے مراد وہ عورت ہے جو منصب و جمال والی تھی اور بیوہ ہو گئی اور اس نے قیموں کی خدمت کی یہاں تک وہ جدا ہو جائیں (یعنی بڑے ہو جائیں یا مر جائیں)

حدیث ۷.....امام احمد و حاکم و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے سراقہ بن مالک ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ افضل صدقہ کیا ہے وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے جو تمہاری طرف واپس ہوئی (یعنی اس کا شوہر مر گیا یا اس کو طلاق دے دی بے باپ کے یہاں چلی آئی) تمہارے سوا اس کا کمانے والا کوئی نہیں ہے۔

حدیث ۸.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور اس کی اور اس کی توہین نہ کرے اور اولاد نرکو اس پر ترجیح نہ دے اللہ ﷻ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

حدیث ۹.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن سمرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب دے وہ اس کے لیے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

حدیث ۱۰.....ترمذی و بیہقی رحمہما اللہ نے بروایت ایوب بن موسیٰ عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باپ کا اولاد کو کوئی عطیہ ادب حسن سے بہتر نہیں۔

حدیث ۱۱.....ترمذی و حاکم رحمہما اللہ نے عمرو بن سعد بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا والد کا اپنی اولاد کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔

حدیث ۱۲.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کا اکرام کرو انہیں اچھے آداب سکھاؤ

حدیث ۱۳.....ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **باپ** کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں جس طرح اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں۔

حدیث ۱۴.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو برابر دو اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔

حدیث ۱۵.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمہارے ساتھ احسان و مہربانی میں عدل کریں۔

حدیث ۱۶.....ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ اس کو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو یہاں تک کہ بوسہ لینے میں۔

حدیث ۱۷.....صحیح بخاری میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے وہ یتیم اس کے محرم کا ہو یا غیر کا میں اور وہ دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے منصور ﷺ نے بکلہ کی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا۔

حدیث ۱۸.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برائی کی جاتی ہو۔

حدیث ۱۹.....امام احمد ترمذی رحمہما اللہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر محض اللہ ﷻ کیلئے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرے ہر بال کے مقابل میں اس کے لئے نیکیاں ہیں اور جو شخص لڑکی یا لڑکے پر احسان کرے میں اور وہ جنت میں (یہ انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہوں گے۔

حدیث ۲۰.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔

حدیث ۲۲.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا یتیم ہو تو اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے میں آگے کو لائے اور بچی کا باپ ہو تو ہاتھ پھیرنے میں گردن کی طرف لے جائے۔

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ ﷻ فرماتا ہے

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝ (پ۵ النساء ۳۶)

اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں

اور پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ اور گروہ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے۔ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا یا بڑائی مارنے والا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں عرض کی گئی کون یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فرمایا وہ شخص کہ اس کے پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہوں یعنی جو اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتا ہے۔

حدیث ۲.....صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے امن میں نہیں ہے۔

حدیث ۳.....صحیح بخاری و مسلم حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے متعلق برابر وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے۔

حدیث ۴.....ترمذی و بخاری و حاکم رحمہم اللہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھی کا اچھا خواہ ہو اور پڑوسیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہتر ہے جو اپنے پڑوسی کا اچھا خواہ ہو۔

حدیث ۵.....حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔

حدیث ۶.....ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے یہ کیونکر معلوم ہو کہ میں نے اچھا کیا یا برا کیا فرمایا جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کیا بے شک تم نے اچھا کیا اور جب یہ کہتے سنو کہ تم نے برا کیا تو بے شک تم نے برا کیا۔

حدیث ۷.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں عبدالرحمن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے وضو کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کا پانی لے کر منہ پر ملنا شروع کر دیا حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں اس کام پر آمادہ کرتی ہے عرض کی اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت حضور ﷺ نے فرمایا جس کی خوشی یہ ہو کہ اللہ ﷻ و رسول ﷺ سے محبت کرے یا اللہ اور رسول ﷺ اس سے محبت کریں وہ جب بات کرے سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کرے اور جوار میں ہو اس کے جوار میں ہو اس کے ساتھ احسان کرے۔

حدیث ۸.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا مومن وہ نہیں جو خود پیٹ بھر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے یعنی مومن کامل نہیں۔

حدیث ۹.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص ہانڈی پکائے تو شوربا زیادہ کرے اور پڑوسی کو بھی اس میں سے کچھ دے۔

حدیث ۱۰.....دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا پڑوسی کا بچہ آجائے تو اس کے ہاتھ میں کچھ رکھ دو کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔

حدیث ۱۱.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی تمہاری دیوار پر گز یاں رکھنا چاہے تو اسے منع نہ کرو یہ حکم دیانت کا ہے قضا اس کو منع کر سکتا ہے۔

حدیث ۱۲.....امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز روزہ صدقہ کرتی ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے فرمایا وہ جہنم میں ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ فلانی عورت کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے روزہ صدقہ ونماز میں کمی ہے (مختصر قوتِ دل) وہ بغیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنی زبان سے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتی فرمایا وہ جنت میں ہے۔

حدیث ۱۳..... امام احمد بیہقی محمد اللہ نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے تمہارے مابین اخلاق کی اسی طرح تقسیم فرمائی جس طرح رزق کی تقسیم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ دنیا سے اسے بھی دیتا ہے جو اسے محبوب ہو اور اسے بھی جو محبوب نہیں اور دین صرف اسی کو دیتا ہے جو اسکے نزدیک پیارا ہے لہٰذا جس کو خدا نے دین دیا اسے محبوب بنالیا قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہو یعنی جب تک دل میں تصدیق اور زبان سے اقرار نہ ہو اور مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے امن میں نہ ہو اسی کی مثل حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں روایت کی۔

حدیث ۱۴..... حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں مانع بن عبدالحارث ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد مسلم کے لیے دنیا میں یہ بات سعادت میں ہے کہ اس کا پڑوسی صالح ہو اور مکان کشادہ ہو اور سواری اچھی ہو۔

حدیث ۱۵..... حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دو پڑوسی ہیں ان میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں فرمایا جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ نزدیک ہو۔

حدیث ۱۶..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عقبہ بن عامر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو دو شخص اپنا جھگڑا پیش کریں گے وہ دونوں پڑوسی ہوں گے۔

حدیث ۱۷..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمرو ؓ سے بسند ضعیف روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا حق ہے یہ کہ جب وہ تم سے مدد مانگے مدد کرو اور جب قرض مانگے قرض دو اور جب محتاج ہو تو اسے دو اور جب بیمار ہو عیادت کرو اور جب اسے خیر پہنچے تو مبارک باد دو اور جب مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔ اور مر جائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ اور بغیر اجازت اپنی عمارت بلند نہ کرو کہ اس کی ہوا روک دو اور اپنی ہانڈی سے اس کو ایذا نہ دو۔ مگر اس میں سے کچھ اسے بھی دو اور میوے خرید و تو اس کے پاس بھی ہدیہ کرو اور اگر ہدیہ نہ کرنا ہو تو چھپا کر۔ مکان میں لا و اور تمہارے بچے اسے لے کر باہر نہ نکلیں کہ پڑوسی کے بچوں کو رنج ہوگا تمہیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا یہ حق ہے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے پورے طور پر پڑوسی کا حق ادا کرنے والے تھوڑے ہیں وہی ہیں جن پر اللہ ﷻ کی مہربانی ہے۔

برابر پڑوسی کے متعلق حضور ﷺ وصیت فرماتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ پڑوسی کو وارث کر دیں گے پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں بعض کے تین حق ہیں بعض کے دو اور بعض کا ایک حق ہے جو پڑوسی مسلم ہو اور رشتہ دار بھی ہو اس کے تین حق ہیں۔ حق جوار اور حق اسلام اور حق قرابت۔ پڑوسی مسلم کے دو حق ہیں جوار اور حق اسلام اور پڑوسی کافر کا صرف ایک حق جوار ہے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں فرمایا کہ شرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔

مسئلہ نمبر ۱..... چھت پر چڑھنے میں دوسروں کے گھروں میں نگاہ پہنچتی ہے تو لوگ چھت پر چڑھنے سے منع کر سکتے ہیں جب تک پردہ کی دیوار نہ بنوا لیا کوئی ایسی چیز نہ لگا لے جس سے بے پردگی نہ ہو اور اگر دوسرے لوگوں کے گھروں میں نظر نہیں پڑتی مگر وہ لوگ جب چھت پر چڑھتے ہیں تو سامنا ہوتا ہے تو اس کو چڑھنے سے منع نہیں کر سکتے بلکہ ان کی مستورات کو یہ چاہئے کہ وہ خود چھتوں پر نہ چڑھیں تاکہ بے پردگی نہ ہو (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... لگ۔ مکان کی بالچیت دوسرے کے۔ مکان میں ہے۔ اپنی دیوار میں مٹی لگانا چاہتا ہے مالک۔ مکان اپنے گھر میں

جانے سے روکتا ہے اب مٹی کیوں کر لگائی جائے مالک۔ مکان سے کہا جائے گا کہ اسے۔ مکان میں جانے کی اجازت دے اور نہ خود مٹی لگوا دے اس کے پیسے اس سے دلوا دیئے جائیں گے۔ اسی طرح اس کی دیوار دوسرے کے۔ مکان میں گر گئی ہے وہاں سے مٹی اٹھوانے کی ضرورت ہے مالک مکان اس کو اجازت دے دے کہ یہ وہاں سے مٹی اٹھائے اور اجازت نہیں دیتا تو خود اٹھائے (عالمگیری)

مخلوق خدا پر مہربانی کرنا

اللہ ﷻ فرماتا ہے

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ ۶ المائدہ ۲)

نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں جریر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

حدیث ۲..... امام احمد و ترمذی رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی ہے کہ کہتے ہیں میں نے ابوالقاسم صادق و مصدوق کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت نہیں نکالی جاتی مگر بدبخت سے۔

حدیث ۳..... ابوداؤد و ترمذی رحمہما اللہ نے عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ رحم فرمائے گا جس کی حکومت آسمان میں ہے۔

حدیث ۴..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بری بات سے منع نہ کرے۔

حدیث ۵..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس ؓ سے روایت کی کہ جو ان اگر بوڑھے کا اکرام اس کی عمر کی وجہ سے کرے گا تو اس کی عمر کے وقت اللہ ﷻ ایسے کو مقرر کر دے گا جو اس کا اکرام کرے۔

حدیث ۶..... ابوداؤد نے ابوموسیٰ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بات اللہ ﷻ کی تعظیم میں ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اکرام کیا جائے اور اس حامل قرآن کا اکرام کیا جائے جو نہ غالی ہو نہ جافی یعنی جو افراط کرتے ہیں کہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں کہ پڑھنے میں الفاظ کی تبدیلی کرے نہ اس کے احکام پر عمل کرے اور بادشاہ عادل کا اکرام کیا۔

حدیث ۷..... امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن الفت کی جگہ ہے اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ الفت کرے نہ اس سے الفت کی جائے۔

حدیث ۸..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان میں کسی کی حاجت پوری کر دے جس سے مقصود اس کو خوش کرنا ہے اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ ﷻ کو خوش کیا اور جس نے اللہ ﷻ کو خوش کیا اللہ ﷻ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

حدیث ۹..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے اللہ ﷻ اس کے لیے تہتر (73) مغفرتیں لکھے گا ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائے گی اور بہتر (72) سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں گے۔

حدیث ۱۰.....صحیح مسلم میں نعمان بن بشیر ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام مومنین شخص واحد کی مثل ہیں اگر اس کی آنکھ بیمار ہوئی تو وہ کل بیمار ہے اور سر میں بیماری ہوئی تو کل بیمار ہے۔

حدیث ۱۱.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوموسیٰ ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن مومن کے لیے عمارت کی مثل ہے کہ اس کا بعض بعض کو قوت پہنچاتا ہے پھر حضور ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں یعنی جس طرح یہ ملی ہوئی ہیں مسلمانوں کو بھی اسی طرح ہونا چاہئے۔

حدیث ۱۲.....صحیح بخاری و مسلم میں انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر خواہ ہو یا مظلوم ہو۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مظلوم ہو تو مدد کروں گا خواہ ہو؟ کیونکر مدد کروں فرمایا کہ اس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی مدد کرنا ہے۔

حدیث ۱۳.....صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلم مسلم کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کی مدد چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہو اللہ ﷻ اس کی حاجت میں ہے اور جو شخص مسلم سے کسی ایک تکلیف کو دور کرے اللہ ﷻ قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اس کی دور کردے گا اور جو شخص مسلم کی پردہ پوشی کرے گا اللہ ﷻ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

حدیث ۱۴.....صحیح بخاری و مسلم میں انس ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کسی کے ہاتھ میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

حدیث ۱۵.....صحیح مسلم میں تمیم داری ؓ سے مروی کہ نبی ﷺ نے فرمایا دین خیر خواہی کا نام ہے اس کو تین مرتبہ فرمایا ہم نے عرض کی کس کی خیر خواہی فرمایا اللہ ﷻ و رسول ﷺ اور اس کی کتاب اور ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کی۔

حدیث ۱۶.....صحیح بخاری و مسلم میں جریر بن عبداللہ ؓ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔

حدیث ۱۷.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ میں اتارو یعنی ہر شخص کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہو سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ ہو مگر اس میں یہ اثر ظاہر کرنا ہو گا کہ دوسرے کی تحقیر و تذلیل نہ ہو۔

حدیث ۱۸.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں اچھا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید ہو اور جس کی شرارت سے امن ہو اور تم میں برا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید نہ ہو اور جس کی شرارت سے امن نہ ہو۔

حدیث ۱۹.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام مخلوق اللہ ﷻ کی عیال ہے اور اللہ ﷻ کے نزدیک سب سے پیارا وہ ہے جو اس کے عیال کے ساتھ احسان کرے۔

حدیث ۲۰.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو یہ نیکی اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

نرمی و حیا و خوبیٔ اخلاق کا بیان

حدیث ۱.....اللہ ﷻ مہربان ہے مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا۔ (مسلم)

حدیث ۲.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا نرمی کو لازم کرلو اور سختی و فحش سے بچو جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اس کو زینت دیتی ہے

اور جس چیز سے جدا کر دی جاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔ (مسلم)

حدیث ۳..... جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا۔ (مسلم)

حدیث ۴..... جس کو نرمی سے حصہ ملا اسے دنیا و آخرت کی خیر کا حصہ ملا اور جو شخص نرمی کے حصہ سے محروم ہوا وہ دنیا و آخرت سے محروم ہوا۔ (شرح سنہ)

حدیث ۵..... کیا میں تم کو نہ بتادوں کہ کون شخص جہنم پر حرام ہے اور جہنم اس پر حرام ہے وہ شخص کہ آسانی کرنے والا نرم قریب سہل ہے۔ (احمد، ترمذی)

حدیث ۶..... مومن آسانی کرنے والے نرم ہوتے ہیں جیسے نکیل والا اونٹ کہ کھینچا جائے تو کھنچتا جاتا ہے اور چٹان پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے۔ (ترمذی)

حدیث ۷..... ایک شخص اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کر رہا تھا کہ اتنی حیا کیوں کرتے ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو یعنی نصیحت نہ کرو کیونکہ حیا ایمان سے ہے۔ (بخاری و مسلم)

حدیث ۸..... حیا نہیں لاتی ہے مگر خیر کو حیا کل ہی خیر ہے۔ (بخاری مسلم)

حدیث ۹..... یہ گئے انبیاء علیہم السلام کا کلام ہے جو لوگوں میں مشہور ہے جب تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کر۔ (بخاری)

حدیث ۱۰..... حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے حیا وہ کوئی جفا ہے اور جفا جہنم میں ہے (احمد، ترمذی)

حدیث ۱۱..... ہر دین کے لیے ایک خلق ہوتا ہے یعنی عادت و خصلت اور اسلام کا خلق حیا ہے۔ (امام مالک)

حدیث ۱۲..... ایمان و حیا دونوں ساتھی ہیں ایک کو اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔ (بیہقی)

حدیث ۱۳..... نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے یہ ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس پر اطلاع ہو جائے۔ (مسلم) یہ حکم اس کا ہے جس کے سینے کو خدا نے منور فرمایا ہے اور قلب بیدار روشن ہے پھر بھی یہ وہاں ہے کہ دلائل شرعیہ سے اس کی حرمت ثابت نہ ہو اور اگر دلائل حرمت پر ہوں تو نہ کھٹکنے کا لحاظ نہ ہوگا۔

حدیث ۱۴..... تم میں سب سے زیادہ پیارا محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (بخاری)

حدیث ۱۵..... تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ (بخاری مسلم)

حدیث ۱۶..... ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ (ابوداؤد)

حدیث ۱۷..... خلق حسن سے بہتر انسان کو کوئی چیز نہیں دی گئی۔ (بیہقی)

حدیث ۱۸..... قیامت کے دن مومن کی میزان میں سب سے بھاری جو چیز رکھی جائے گی وہ خلق حسن ہے اور اللہ ﷻ اس کو دوست نہیں رکھتا جو فحش گو بیہودہ زبان ہو۔ (ترمذی)

حدیث ۱۹..... مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ پا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث ۲۰..... مومن وہ ہوتا ہے جس کا کھا جانے والا ہوتا ہے (یعنی اپنے کرم کی وجہ سے دھوکا کھا جاتا ہے کہ بے عقل ہے) اور وہ تیز دھوکا دینے والا لئیم یعنی بد خلق ہوتا ہے۔ (امام احمد، ترمذی، ابوداؤد)

حدیث ۲۱..... اللہ ﷻ سے ڈر جہاں بھی تو ہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر کہ اس کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کر۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

حدیث ۲۲..... جو شخص فحش کو پی جاتا ہے حالانکہ کرڈالنے پر اسے قدرت ہے قیامت کے دن اللہ ﷻ اسے سب کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے گا کہ جن حوروں میں تو چاہے چلا جائے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حدیث ۲۳..... میں اس لیے بھیجا گیا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کردوں۔ (نام ما لکہ واحمد)

اچھوں کے پاس بیٹھنا بروں سے بچنا

حدیث ۱..... اچھے اور برے ہم نشین کی مثال ایسے ہے جیسے مشک کا اٹھانے والا اور پھٹے پھونکنے والا جو مشک لیے ہوئے یا وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تجھے خوشبو پہنچے گی اور پھٹے پھونکنے والا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے بدبو پہنچے گی۔

حدیث ۲..... مصاحبت نہ کر مگر مومن کی یعنی صرف مومن کامل کے پاس بیٹھا کرو۔

حدیث ۳..... نیکوں کے پاس بیٹھا کرو اور علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکماء سے میل جول رکھو۔

حدیث ۴..... جو مسلمان لوگوں سے ملا جلتا ہے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو نہیں ملا جلتا اور ان کی تکلیف دہی پر صبر نہیں کرتا۔

حدیث ۵..... اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔

حدیث ۶..... اچھا ہم نشین وہ ہے کہ اس کو دیکھنے سے تمہیں خدا کی یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

حدیث ۷..... ایسے کے ساتھ نہ رہو جو تمہاری فضیلت کا قائل نہ ہو جیسے تم اس کی فضیلت کے قائل ہو یعنی جو تمہیں نظر حقارت سے دیکھتا ہو اس کے ساتھ نہ رہو یا یہ کہ اپنا حق تمہارے ذمہ جانتا ہو اور تمہارے حق کا قائل نہ ہو۔

حدیث ۸..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فخر مایا کہ میں چار چیز میں سے پہلا ہوں جو تمہارے لیے مفید نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو مگر جب کہ وہ امین ہو کہ امین کے برابر کوئی نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ عزوجل سے ڈرے اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمہیں فجور سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو اور اپنے کام میں ان سے مشورہ لو جو اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں۔

حدیث ۹..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فخر مایا کہ مجھ سے بھائی بندی نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لیے مزین کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچادے گا اس کی خاموشی بولنے سے بہتر اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور اس کی موت زندگی سے بہتر ہے اور کذاب سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اس کے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہ دے گی تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کو تیرے پاس لائے گا اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔

اللہ عزوجل کے لیے دشمنی و دوستی کا بیان

حدیث ۱..... روحوں کا لشکر مجتمع تھا جس میں وہاں تعارف قائم ہوا تھا یعنی الفت ہوئی اور وہاں آشنائی رہی تو یہاں اختلاف ہوا۔

حدیث ۲..... اللہ ﷻ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں جو میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے آج میں ان کو اپنے

سایہ میں رکھوں گا آج میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔

حدیث ۳.....ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے دوسرے قریہ میں گیا اللہ ﷻ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ بٹھادیا جب وہ فرشتہ کے پاس آیا اس نے دریافت کیا کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا اس قریہ میں میرا بھائی اس سے ملنے جاتا ہوں فرشتہ نے کہا کیا اس پر تیرا کوئی احسان ہے جسے لینے کو جاتا ہے اس نے کہا نہیں صرف یہ بات ہے کہ میں اسے اللہ ﷻ کے لیے دوست رکھتا ہوں فرشتہ نے کہا مجھے اللہ ﷻ نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ تجھے بشارت دوں کہ اللہ ﷻ نے تجھے دوست رکھا کہ تو نے اللہ ﷻ کے لیے اس سے محبت کی۔

حدیث ۴.....ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے۔ اور ان کے ساتھ ملا نہیں یعنی ان کی محبت حاصل نہ ہوئی یا ان جیسے اعمال نہیں کیے ارشاد فرمایا آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اسے محبت ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں سے محبت اچھا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر اچھوں کے ساتھ ہوگا اور بروں کی محبت برا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر ان کے ساتھ ہوگا۔

حدیث ۵.....ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قیامت کب ہوگی فرمایا تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے اس نے عرض کی اس کے لیے میں نے کوئی تیاری نہیں کی صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ ﷻ و رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں ارشاد فرمایا تو ان کے ساتھ ہے جن سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام کے بعد مسلمانوں کو جتنی اس کلمہ سے خوشی ہوئی ایسی خوشی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

حدیث ۶.....اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے لوگ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں آپس میں ملتے جلتے ہیں مال خرچ کرتے ان سے میری محبت واجب ہوگئی۔

حدیث ۷.....اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا جو لوگ میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لیے نور کے منبر ہوں گے انبیاء و شہداء ان پر غبطہ کریں گے۔

حدیث ۸.....اللہ ﷻ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ وہ نہ انبیاء ہیں نہ شہداء مگر خدا کے نزدیک ان کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ قیامت کے دن انبیاء و شہداء ان پر غبطہ کریں گے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ارشاد فرمائیے یہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو محض رحمت الٰہی کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں نہ ان کے آپس میں رشتہ ہے نہ مال کا لینا دینا ہے خدا کی قسم ان کے چہرے نور ہیں اور وہ خود نور پر ہیں ان کو خوف نہیں جب کہ لوگ خوف میں ہوں گے اور نہ وہ غمگین ہوں گے جب دوسرے غم میں ہوں گے اور حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱ الاعراف ۳۵) سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۹.....ایمان کی جڑوں میں سب سے مضبوط اللہ ﷻ کے لیے محبت کرنا اور اللہ ﷻ کے لیے بغض رکھنا۔

حدیث ۱۰.....رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اللہ ﷻ کے نزدیک سب سے زیادہ پسند کون سا عمل ہے؟ کسی نے کہا نماز و زکوٰۃ اور کسی نے کہا جہاد، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ اللہ ﷻ کو یاد اللہ ﷻ کے لیے دوستی اور بغض رکھنا ہے۔

حدیث ۱۱.....جب کسی نے کسی سے اللہ ﷻ کے لیے محبت کی تو اس نے رب ﷻ کا اکرام کیا۔

حدیث ۱۲.....دو شخصوں نے اللہ کے لیے باہم محبت کی اور ایک مشرق میں ہے دوسرا مغرب میں قیامت کے دن اللہ ﷻ دونوں کو جمع کردے گا اور فرمائے گا یہی وہ ہے جس سے تو نے میرے لئے محبت کی تھی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث ۱۳..... جنت میں یاقوت کے ستون ہیں ان پر زبرجد کے بالاخانے ہیں وہ ایسے روشن ہیں جیسے چمکدار ستارے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان میں کون رہے گا فرمایا وہ لوگ جو اللہ ﷻ کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں ایک جگہ بیٹھتے ہیں آپس میں ملتے ہیں۔

حدیث ۱۴..... اللہ ﷻ کے لیے محبت رکھنے والے عرش کے گرد یاقوت کی کرسی پر ہوں گے۔

حدیث ۱۵..... جو کسی سے اللہ ﷻ کے لیے محبت رکھے اللہ ﷻ کے لیے دشمنی رکھے اور اللہ ﷻ کے لیے دے اور اللہ ﷻ کے لیے منع کرے اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔

حدیث ۱۶..... دو شخص جب اللہ ﷻ کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں ان کے درمیان میں جدائی اس وقت ہوتی ہے کہ ان میں سے ایک نے گناہ کیا یعنی اللہ ﷻ کے لیے جو محبت ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر ایک نے گناہ کیا تو دوسرا اس سے جدا ہو جائے۔

حدیث ۱۷..... اللہ ﷻ نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں زاہد سے کہدو کہ تمہارا زہد اور دنیا میں بے رغبتی اپنے نفس کی راحت ہے اور سب جدا ہو کر مجھ سے تعلق رکھنا یہ تمہاری عزت ہے جو کچھ تم پر امر حق ہے اس کے مقابل کیا عمل کیا۔ عرض کرے گا اے رب وہ کون سا عمل ہے ارشاد ہوگا کیا تم نے میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی اور میرے سوا رے میں کسی ولی سے دوستی کی۔

حدیث ۱۸..... آدمی اپنے دوست کے دین پر رہتا ہے اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے

حدیث ۱۹..... جب ایک شخص دوسرے شخص سے بھائی چارہ کرے تو اس کا نام اور اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلے سے ہے کہ اس کی محبت زیادہ پائیدار ہوگی۔

حدیث ۲۰..... جب ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے تو اسے چاہیے کہ دے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔

حدیث ۲۱..... ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میں اس شخص سے اللہ ﷻ کے واسطے محبت رکھتا ہوں ارشاد فرمایا تم نے اس کو اطلاع دے دی ہے عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا اطلاع دے دو اس نے جا کر خبر دار کیا اس نے کہا جس کے لیے تو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ تجھے محبوب بنالے واپس آ کر حضور ﷺ سے کہا۔ ارشاد فرمایا اس نے کیا کہا جواب دیا اس نے کہا تھا کہ۔ ارشاد فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو نے محبت کی اور تیرے لیے وہ ہے جو تو نے قصد کیا

حدیث ۲۲..... دوست سے تھوڑی سی دوستی کر جب تجھے کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جائے اور دشمن سے دشمنی تھوڑی کر دو تجھے کسی دن وہ تیرا دوست ہو جائے۔

حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا

حدیث ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کی سنت سے ہیں ختنہ کرانا اور زیر ناف مونڈنا اور مونچھیں کم کرانا اور ناخن ترشوانا اور بغل کے بال کھینچنا۔

حدیث ۲..... مسلم میں ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

حدیث ۳..... صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو زیادہ کرو اور مونچھوں کو خوب کم کرو۔

حدیث ۴.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مونچھ کو کم کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام بھی یہی کرتے تھے۔

حدیث ۵.....امام احمد ترمذی ونسائی رحمہم اللہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مونچھ سے نہیں لیتا وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقہ کے خلاف ہے۔

حدیث ۶.....صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مونچھ زیر ناف کو نہ مونڈھے اور ناخن نہ تراشے اور جو مونچھ نکالنے کو ہم میں سے نہیں۔

حدیث ۷.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ داڑھی کی لمبائی چوڑائی سے کچھ لیا کرتے تھے۔

حدیث ۸.....صحیح مسلم میں انس سے مروی ہے کہ کہتے ہیں کہ مونچھیں اور ناخن تراشوانے اور بغل کے بال اکھاڑنے اور مونچھ زیر ناف مونڈھنے میں ہمارے لیے وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی چالیس دن کے اندر ان کاموں کو ضرور کریں۔

حدیث ۹.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفید بال نہ اکھاڑو وہ مسلم کا نور ہے جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو اللہ ﷻ اس کی وجہ سے اس کے لیے نیکی لکھے گا اور خطا مٹادے گا اور درجہ بلند کردے گا۔

حدیث ۱۰.....ترمذی ونسائی رحمہما اللہ نے کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اسلام میں بوڑھا ہوا یہ بڑھاپا اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔

حدیث ۱۱.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے سب سے پہلے مسلمانوں کی ضیافت کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے مونچھ کے بال تراشے اور سب سے پہلے سفید بال دیکھا۔ عرض کی اے رب یہ کیا ہے پروردگار تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم ایہ وقار ہے عرض کی اے میرے رب میرے وقار زیادہ کر۔

حدیث ۱۲.....دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قصداً سفید بال اکھاڑے گا قیامت کے دن نیکی نہ ہوجائے گا۔ جس سے اس کو بھونا جائے گا۔

حدیث ۱۳.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے سوا گردن کے بال مونڈھانے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۴.....صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا قزع کیا ہے مانع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بچہ کا سر مونڈ دیا جائے اور کچھ حصہ جگہ چھوڑ دیا جائے۔

حدیث ۱۵.....صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بچہ کو دیکھا اس کا سر کچھ مونڈا ہوا ہے اور کچھ جگہ چھوڑ دیا گیا ہے حضور ﷺ نے لوگوں کو اس سے منع کیا اور یہ فرمایا کہ کل مونڈ دو یا کل چھوڑ دو۔

حدیث ۱۶.....ابوداؤد ونسائی رحمہما اللہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو تین دن تک حضور ﷺ نے ان کی آل سے کچھ نہیں فرمایا پھر تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ آج کے بعد سے میرے بھائی (جعفر) پر نہ رویا جائے پھر فرمایا کہ میرے بھائی کے بچوں کو بلاؤ کہتے ہیں ہم حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے فرمایا حجام کو بلاؤ حضور ﷺ نے ہمارے سر مونڈ دیے۔

حدیث ۱۷.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریم اسدی بہت اچھا شخص ہے

اگر اس کے سر کے بال بڑے نہ ہوتے اور جعد نہ پیدا ہوتا۔ جب یہ خبر مریم ؑ کو پہنچی تو چھری لے کر بال کاٹ ڈالے اور کانوں تک کر لیے اور جعد کو آدھی پنڈلی تک نیچا کر لیا۔

حدیث ۱۸..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے انس ؓ سے روایت کی کہتے ہیں میرے گیسو تھے میری ماں نے کہا ان کو نہیں کٹواؤں گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ انہیں پکڑتے اور کھینچتے تھے یعنی حضور ﷺ کا دست اقدس ان بالوں کو لگا ہے اس وجہ سے قصداً تو کبھی گیسو رکھنے تھے کبھی کٹوا دیتے تھے۔

حدیث ۱۹..... نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث ۲۰..... صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جس چیز کے متعلق کوئی حکم نہ ہوتا اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند تھی (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ حق کرتے ہوں وہ دنیا پیشہ اسلام کا طریقہ ہو) اور اہل کتاب بال سیدھے رکھتے تھے اور مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے لہٰذا نبی ﷺ نے بال سیدھے رکھے یعنی مانگ نہیں نکالی پھر بعد میں حضور ﷺ نے مانگ نکال لی (اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو اس معاملہ میں اہل کتاب کی موافقت کا حکم ہوا)

مسائل تعمیم: جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑا ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخن کا بڑا ہونا مکھی رزق کا سبب ہے۔ ایک حدیث ضعیف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ جمعہ کے دن نماز کے لیے جانے سے پہلے مونچھیں کتروا لیتے اور ناخن ترشوا لیتے ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو جمعہ کے دن نماز کے لیے جانے سے پہلے مونچھیں کتروائے اور ناخن ترشوائے اللہ ﷻ اس کو دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور تین دن زائد یعنی دس دن تک۔ ایک حدیث میں ہے جو بشتہ کے دن ترشوائے وہ اس جنون جائے گا اور صحت آئے گی اور جو شنبہ کے دن ترشوائے برص جائے گا اور شفا آئے گی اور جو جمعہ کے دن ترشوائے وہ اس وسوسہ شیطان نکلے گا اور امن و شفا آئے گی اور جو جمعرات کے دن ترشوائے جذام جائے اور عافیت آئے اور جو جمعہ کے دن ترشوائے راحت آئے گی اور گناہ جائیں گے یہ حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر فضائل میں قابل اعتبار ہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱..... حضرت علی ؓ سے یہ منقول ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کو اس طرح ترشوائے سب سے پہلے چھنگلیا پھر بیچ والی پھر انگوٹھا پھر کلمہ کی انگلی اور بائیں ہاتھ میں پہلے انگوٹھا پھر بیچ والی پھر چھنگلیا پھر کلمہ کی انگلی پھر منجھلی یعنی داہنے ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھے سے اور ایک انگلی چھوڑ کر اور بعض وہ چھوڑ کر کٹوائے ایک روایت میں آیا ہے کہ اس طرح کرنے سے کبھی آشوب چشم نہیں ہوگا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... ناخن ترشوانے کی یہ ترتیب جو مذکور ہوئی ہے اس میں کچھ پیچیدگی ہے خصوصاً عوام کو اس کی نگہداشت دشوار ہے لہٰذا ایک دوسرا طریقہ جو آسان ہے اور وہ بھی حضور اقدس ﷺ سے مروی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا پر ختم کرے پھر بائیں کی چھنگلیا سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے اس کے بعد اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن ترشوائے اس صورت میں داہنے ہاتھ سے شروع ہوا اور داہنے ہی پر ختم بھی ہوا۔ (درمختار) علی حضرت قدس سرہ کا بھی یہی معمول تھا اور یہ فقیر بھی اسی پر عمل کرتا ہے

مسئلہ نمبر ۳..... پاؤں کے ناخن ترشوانے میں کوئی ترتیب منقول نہیں بہتر یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اس ترتیب سے ناخن ترشوائے یعنی داہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کرے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع ہو کر چھنگلیا پر ختم کرے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... دانت سے ناخن نہ کاٹنا چاہیے کہ مکروہ ہے اور اس میں مرض برص ہونے کا اندیشہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... مجاہد دارالحرب میں ہوں تو ان کے لیے مستحب یہ ہے کہ ناخن اور مونچھیں بڑی رکھیں کہ ان کی یہ شکل مہیب دیکھ کر

کفار پر رعب طاری ہو (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶.....جمعہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے اور چند ضروریں دن نہ ترشوائے اور اس کی انتہائی مدت چالیس دن ہے اس کے بعد نہ ترشوانا ممنوع ہے۔ یہی حکم مونچھیں نہ ترشوانے اور موئے زیر ناف دور کرنے اور بغل کے بال صاف کرنے کا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ ممنوع ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہتے ہیں کہ ناخن ترشوانے اور مونچھ کٹانے اور بغل کے بال لینے میں ہمارے لیے یہ میعاد مقرر کی گئی تھی کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑ رکھیں۔

مسئلہ نمبر ۶.....موئے زیر ناف دور کرنا سنت ہے ہر ہفتہ میں نہانا اور بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیر ناف دور کرنا مستحب ہے اور بہتر جمعہ کا دن ہے اور چند ضروریں دن کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زائد قرار دینا مکروہ و ممنوع ہے۔ موئے زیر ناف استرے سے مونڈنا چاہئے اور اس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہئے اور اگر مونڈنے کی جگہ بڑا بال چنا یا اس زمانے میں بال زائے کا صابن پیا ہے اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے عورت کو یہ بال کھینچ ڈالنا سنت ہے۔ (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....بغل کے بالوں کا کھانا سنت ہے اور مونڈنا بھی جائز ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸.....بہتر یہ ہے کہ گلے کے بال نہ مونڈے انہیں چھوڑ رکھے (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۹.....ناک کے بال نہ کھانے کہ اس سے مرض آنکھ پیدا ہونے کا ڈر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....جنابت کی حالت میں نہ بال مونڈے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....بھوؤں کے بال اگر بڑھ گئے ہوں تو کتر سکتے ہیں چہرہ کے بال لینا بھی جائز ہے جس کو خط بنانا کہتے ہیں سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اچھا نہیں ہاتھ پاؤں پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....بچی کے نخل بغل کے بال مونڈنا یا کھینچنا ماموعت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳.....مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ہونٹ کی مثل ہو جائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ سے نہ لگیں اور ایک روایت میں مونڈنا آیا ہے۔ (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴.....مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں بعض سلف کی مونچھیں اس قسم کی تھیں۔

مسئلہ نمبر ۱۵.....داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سے ہے مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ہاں اگر مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....داڑھی چڑھانا اس میں گیرو لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے اس زمانہ میں داڑھی مونچھ میں طرح طرح کے تراش خراش کی جاتی ہے بعض داڑھی مونچھ کا بالکل صفایا کرا دیتے ہیں بعض لوگ مونچھوں کی دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ڈاڑھی باقی رکھتے ہیں جیسے علوم ہوتا ہے کہ ناک کے نیچے دو کھیاں بیٹھی ہیں۔ کسی کی ڈاڑھی فرنچ کٹ اور کسی کی کرزن فیشن ہوتی ہے یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب نصاریٰ کی اتباع و تقلید میں ہو رہا ہے مسلمانوں کے جذبات ایمانی اتنے زیادہ کمزور ہو گئے کہ وہ اپنے وقار و شعار کو کھوتے ہوئے چلے جاتے ہیں ان کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے جب ان کی بے حسی اس درجہ بڑھ گئی اور حمیت و غیرت ایمانی یہاں تک گم ہو گئی کہ دوسری قوموں میں جذب ہوتے جاتے ہیں۔ پامردی اور استقلال کے ساتھ اسلامی روایت و احکام کی پابندی نہیں کرتے تو ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ اسلامی احکام کا احترام کرائیں گے اور حقوق مسلمین کی حفاظت کریں گے۔ مسلم کے ہر فرد کو تعلیمات اسلام کا نمونہ ہونا چاہئے اخلاق سلف صالحین کا

نمونہ ہونا چاہئے اسلامی شعار کی حفاظت کرنی چاہئے تاکہ دوسری قوموں پر اس کا اثر پڑے۔

مسئلہ نمبر ۱۷.....بعض داڑھی منڈے یہاں تک بے باک ہوتے ہیں کہ وہ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں شریعت کے مطابق داڑھی رکھنے پر پھبتیاں کستے ہیں۔ داڑھی منڈانا حرام تھا مگر یہ سوچو تم نے کس چیز کا مذاق اڑایا کس کی توہین ہوئی۔ اسلام کی ہر بات اعلیٰ ہے اور اس کے تمام اصول وفروع مضبوط ہیں ان میں کسی بات کو برا بتانا اسلام کو عیب لگانا ہے تم خود سوچو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے وہ تم پر واضح ہو جائے گا کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

مسئلہ نمبر ۱۸.....مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال منڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے۔ (درمختار)

حضور اقدس ﷺ سے دونوں چیزیں ثابت ہیں اگر چہ منڈانا صرف حرام سے باہر ہونے کے وقت ثابت ہے دیگر اوقات میں منڈانا ثابت نہیں ہاں بعض صحابہ سے منڈانا ثابت ہے مثلاً حضرت مولیٰ علی ؓ بطور عادت منڈایا کرتے تھے حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک کبھی نصف کان تک کبھی کان کی لو تک ہوتے اور جب بڑھ جاتے تو شانہ مبارک سے چھو جاتے اور حضور ﷺ سر میں مانگ نکالتے

مسئلہ نمبر ۱۹.....مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے یعنی صوفی چنے والے لمبی لمبی چٹیاں بڑھا لیتے ہیں جوان کے سینہ پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جوڑا بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلاف شرع ہیں۔ تصوف والوں کو بڑھانے اور رنگنے ہوئے کپڑے پہننے کا حکم نہیں بلکہ حضور اقدس ﷺ کی پوری پیروی کرنے اور خواہشات نفس کو مٹانے کا حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۰.....سفید بالوں کو کھسوٹنا یا قینچی سے چن کر نکالنا مکروہ ہے ہاں مجاہد اگر اس نیت سے ایسا کرے کہ کفار پر اس کا رعب طاری ہو تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۱.....حج کر کے منڈانا ویسا ہی ہے کہ ایک زمانہ میں پان بنوانے کا رواج تھا یہ جائز ہے اور حدیث میں جو ترغیب آئی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ متعدد جگہ سر کے بال منڈانا اور جگہ جگہ باقی چھوڑنا جس کو گل بنانا کہتے ہیں۔ (عالمگیری، درمختار)

بخاری شریف سے بھی یہی ظاہر ہے پان بنوانے کو ترغیب سمجھنا غلطی ہے ہاں بہتر یہی ہے کہ سر کے بال منڈائے تو کل منڈائے یہ نہیں کہ کچھ منڈے جائیں اور کچھ چھوڑ دیئے جائیں۔

مسئلہ نمبر ۲۲.....بعض دیہاتیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ پیشانی کو خط کی طرح بنواتے ہیں اور دونوں جانب نوکیں نکلواتے ہیں یا اور طرح سے بنواتے ہیں یہ سنت اور سلف کے طریقہ کے خلاف ہے ایسا نہ کریں۔

مسئلہ نمبر ۲۳.....گردن کے بال منڈانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

یعنی جب سر کے بال نہ منڈائیں صرف گردن ہی منڈائیں جیسا کہ بہت سے لوگ کٹوانے میں گردن کے بال بھی منڈاتے ہیں اور اگر پورے سر کے بال منڈوا دیئے تو اس کے ساتھ گردن کے بال بھی منڈوا دیئے جائیں۔

مسئلہ نمبر ۲۴.....آج کل سر پر گھنگھریالے کارواج بہت زیادہ ہو گیا ہے کہ سب طرف سے بال نہایت چھوٹے چھوٹے اور بیچ میں بڑے بال ہوتے ہیں یہ بھی فساق کی تقلید میں ہے ویسا ہی جائز ہے جیسا ان بالوں میں بعض داہنے یا بائیں جانب مانگ نکالتے ہیں یہ بھی سنت کے خلاف ہے سنت یہ ہے کہ بال یوں ہی بیچ میں مانگ نکالی جائے اور بعض مانگ نہیں نکالتے سیدھے رکھتے ہیں یہ بھی سنت منسوخہ اور یہود و فساق کا طریقہ ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے

مسئلہ نمبر ۲۵.....ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نہ پورے بال رکھتے ہیں نہ منڈاتے ہیں بلکہ قینچی یا مشین سے بال کترواتے ہیں یا جائز نہیں مگر افضل و بہتر وہی ہے کہ منڈائے یا بال رکھے۔

مسئلہ نمبر ۲۶..... عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کر دیئے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہوگی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔ (درمختار) مثلاً ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی وبا آ گئی ہے۔ ایسی پر فیشن عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں۔ اور حدیث میں فرمایا کہ جو عورت مردانہ ہیئت میں ہو اس پر اللہ ﷻ کی لعنت ہے جب بال کٹوانا عورت کے لیے ناجائز ہے تو مونڈا جانا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہیں کہ یہ بھی ہندوستان کے شرفین کا طریقہ ہے کہ جب ان کے یہاں کوئی مرجاتا ہے تو حیا تیچھ کی جاتی ہیں تو بال مونڈ دیتی ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۷..... تر شوا نے یا موئڈا نے میں جو بال نکلے نہیں دفن کر دے اسی طرح ناخن کاٹنے یا خانہ یا غسل خانے میں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ سوئے ژیرہ اف کا ایسی جگہ ڈال دینا کہ دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... چارپائیوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کر دی جائیں بال ناخن حیض کا خون۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... سر میں جوئیں بھری ہیں وہ بال مونڈ دیئے ہیں نہیں دفن کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰..... مجنونہ کے سر میں بیماری ہوگئی مثلاً کثرت سے جوئیں پڑ گئیں اور اس کا کوئی والی نہیں تو اگر کسی نے اس کا سر منڈا دیا اس نے احسان کیا مگر اس کے سر میں کچھ بال چھوڑ دیتا کہ معلوم ہو سکے کہ عورت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... غیر بال کٹوانے میں حرج نہیں جبکہ بقصد زینت ایسا نہ کرے۔ (ردالمحتار ذوالمختار)

اور ظاہر یہی ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ زینت ہی کے ارادے سے کرتے ہیں تاکہ یہ غیروں پر ظاہر ہو اور جوان معلوم ہوں اسی وجہ سے حدیث میں اس سے ممانعت آئی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ دراز ہی میں اس قسم کا تصرف زیادہ ممنوع ہوگا۔

ختنہ کا بیان

ختنہ سنت ہے اور یہ شعارِ اسلام میں ہے کہ مسلم و غیر وہ میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لیے عرفِ عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنا ختنہ کیا اس وقت ان کی عمر شریف اسی برس کی تھی۔

مسئلہ نمبر ۱..... ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علماء نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... لڑکے کے ختنہ کرائی گئی مگر پوری کھال نہیں کٹی اگر نصف سے زائد کٹی ہے تو ختنہ ہوگئی باقی کو کٹانا ضروری نہیں اور نصف یا نصف سے زائد رہ گئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہیے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳..... بچہ پیدا ہی ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھنچا جا سکتا ہے مگر اسے بہت تکلیف ہوگی اور ختنہ (جاری) ظاہر ہے تو جاسوں کو کھلا جائے اگر وہ کہہ دیں کہ نہیں ہو سکتی تو چھوڑ دیا جائے بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... سنا جاتا ہے کہ جس بچہ میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی اس کے باپ وغیرہ ولیا اس رسم کی ادائیگی کے لیے اعزہ اقربا کو بلاتے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گلوری کھائی جاتی ہے گویا اس سے ختنہ کی رسم ادا کی گئی۔ یہ ایک لغو حرکت ہے جس کا کچھ حاصل و فائدہ نہیں۔

مسئلہ نمبر۵..... بڑھا آدمی مشرف بہ اسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرنے کی حاجت نہیں بالغ شخص مشرف بہ اسلام ہوا اگر وہ خود ہی بے مسلمانی بے ختنہ رہنا چاہے تو اپنے ہاتھ سے کرلے اور نہیں ہاں اگر ممکن ہو کہ عورت جو کہ ختنہ کرنا جانتی ہو اس سے نکاح کرے تو نکاح کر کے اس سے ختنہ کرالے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۶..... ختنہ ہو چکی ہے مگر وہ کھال پھر بڑھ گئی اور سنت کو چھپا لیا تو دوبارہ ختنہ کی جائے اور اتنی زیادہ نہ بھی ہو تو نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۷..... ختنہ کرنا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اس کا وصی اس کے بعد دادا پھر اس کے وصی کا مرتبہ ہے۔ ماموں اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں ہاں اگر بچہ ان کی تربیت و عیال میں ہو تو کر سکتے ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۸..... عورتوں کے کان چھدانے میں حرج نہیں اور لڑکیوں کے کان چھدانے میں بھی حرج نہیں۔ اسی لیے کہ زمانہ رسالت میں کان چھدتے تھے اور اس پر انکار نہیں ہوا۔ (عالمگیری)

بلکہ کان چھدانے کا سلسلہ اب تک برابر جاری ہے صرف بعض لوگوں نے ضرر بتا کر عورتوں کی خلقت میں موقوف کر دیا جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

مسئلہ نمبر۹..... انسان کو خصی کرنا حرام ہے اسی طرح بیل کا بھی۔ گھوڑے کو خصی کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے دوسرے جانوروں کو خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اس کا گوشت اچھا ہو گا یا خصی نہ کرنے میں شرارت کرے گا لوگوں کو ایذا پہنچائے گا، نیز مصالح کی بنا پر مگر بے دلیل وغیرہ کو خصی کیا جانا ہے یہ جائز ہے اور اگر خصیتین دفع نہ ہوں بلکہ ایک ہی باقی رہے یوں تو خصی کرنا حرام ہے۔ (جوہرۂ نیرہ، عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۰..... جس غلام کو خصی کیا گیا ہو اس سے خدمت لینا ممنوع ہے جیسا کہ امراءِ سلاطین کے یہاں اس قسم کے لوگوں سے خدمت لی جاتی ہے جن کو خود ہی برا کہتے ہیں ان سے خدمت لینے میں جو قباحت ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ اس کی وجہ سے خصی کرنے کی جرأت کرتے ہیں اور اس حرام فعل کا ارتکاب کرتے ہیں اور اگر ایسے غلام سے کام ہی نہ لیا جائے تو خصی کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے گا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر۱۱..... گھوڑی کو داغنے سے گابھن کرنا جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے اس میں حرج نہیں حدیث صحیح ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی سواری کا جانور بقاقا تھا اور اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو حضور ﷺ ایسے جانور کو اپنی سواری میں نہ رکھتے (جوہرہ)

زینت کا بیان

حدیث۱..... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہتی ہیں کہ حضور ﷺ کو میں نہایت عمدہ خوشبو لگاتی تھی یہاں تک کہ اس کی چمک حضور ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی میں پائی تھی۔

حدیث۲..... صحیح مسلم میں نافع رحمۃ اللہ علیہ سے مروی کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کبھی خالص عود (اگر) کی دھونی لیتے یعنی اس کے ساتھ کسی دوسری چیز کو آمیزش نہیں کرتے اور کبھی عود کے ساتھ کافور ملا کر دھونی لیتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔

حدیث۳..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک قسم کی خوشبو تھی جس کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔

حدیث۴..... شرح سنہ میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی میں کنگھا کرتے۔

حدیث۵..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے بال ہوں ان کا اکرام کرے یعنی ان کو دھوئے تیل لگائے کنگھا کرے۔

حدیث ۶.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقتادہ ؓ سے روایت کی کہتے ہیں میرے سر پر پورے بال تھے اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی ان کو کنگھا کیا کروں حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اور ان کا اکرام کرو پھر ابوقتادہ ؓ حضور ﷺ کے فرمانے کی وجہ سے کبھی دن میں دو مرتبہ تیل لگایا کرتے۔

حدیث ۷.....ترمذی و ابوداؤد و نسائی رحمہم اللہ نے عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے روز روز کنگھا کرنے سے منع فرمایا (یہ نہی تنزیہی ہے جو دو حصہ یہ ہے کہ سر کھجانے میں مشغول نہ رہنا چاہئے)

حدیث ۸.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن یسار ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے حضور ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا گویا بالوں کے درست کرنے کا حکم دیتے ہیں وہ شخص درست کر کے واپس آیا حضور ﷺ نے فرمایا کیا اس سے بہتر نہیں ہے کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا شیطان ہے۔

حدیث ۹.....ترمذی نے ابن عباس ؓ سے روایت کی نبی ﷺ نے فرمایا کوا شد چتر کا سرمہ لگاؤ کہ وہ نگاہ کو بڑھا دیتا ہے اور پلک کے بال اگاتا ہے اور حضور ﷺ کے یہاں سرمہ دانی تھی جس سے ہر شب میں سرمہ لگاتے تھے تین سلائیاں اس آنکھ میں اور تین اس میں۔

حدیث ۱۰.....ابوداؤد و نسائی رحمہما اللہ نے کریمہ بنت ہمام ؓ سے روایت کی کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مہندی لگانے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں لیکن میں خود مہندی لگانے کو ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے حبیب ﷺ کو اس کی بو ناپسند تھی۔

حدیث ۱۱.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے بیعت کر لیجئے فرمایا میں بھی بیعت نہ کروں گا جب تک تو اپنی ہتھیلیوں کو نہ بدل لے۔ (یعنی مہندی لگا کر رنگ نہ ڈال لے) تیرے ہاتھ گویا درندہ کے ہاتھ معلوم ہو رہے ہیں (یعنی ناخنوں کو چاہے کاٹ کر یا گھس کر نکیلے کیا کریں)

حدیث ۱۲.....ابوداؤد و نسائی رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کتاب تھی اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور ﷺ کو دینا چاہا حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا کہ معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے اس نے کہا عورت کا ہاتھ ہے فرمایا کہ اگر عورت ہوتی تو ناخنوں کو مہندی سے رنگے ہوتی۔

حدیث ۱۳.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگے تھے، ارشاد فرمایا اس کا کیا حال ہے (یعنی اس نے کیوں مہندی لگائی ہے) لوگوں نے عرض کی یہ عورتوں کی یہ عورتوں سے تعبہ کرتا ہے حضور ﷺ نے حکم فرمایا اس کو شہر بدر کر دیا گیا مدینہ سے نکال کر نخیع کو بھیج دیا گیا۔

حدیث ۱۴.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن المسیب ؓ سے روایت کی کہ اللہ ﷻ طیب ہے طیب یعنی خوشبو کو دوست رکھتا ہے۔ ستھرا ہے ستھرائی کو دوست رکھتا ہے کریم ہے کرم کو دوست رکھتا ہے جواد ہے جود کو دوست رکھتا ہے لہٰذا اپنے صحن کو ستھرا رکھو یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔

حدیث ۱۵.....صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا جنت میں نہیں جائے گا ایک شخص نے عرض کی کہ کسی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ کپڑے اچھے ہوں جوتا اچھا ہو (یعنی یہ بات بھی تکبر ہے) فرمایا اللہ جمیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے تکبر یہ ہے حق سے سرکشی کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا۔

حدیث ۱۶.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ ؓ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کی

مخالفت کرو یعنی خضاب کرو۔

حدیث ۱۷.....صحیح مسلم میں جابر ؓ سے مروی کہ فتح مکہ کے دن ابوقحافہ (حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے والد) لائے گئے اور ان کا سر اور داڑھی شامہ (یا ایک گھاس ہے) کی طرح سفید تھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کو کسی چیز سے بدل دو (یعنی خضاب لگاؤ) اور سیاہی سے بچو یعنی سیاہ خضاب نہ لگاؤ۔

حدیث ۱۸.....ابوداؤد نسائی رحمہما اللہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔

حدیث ۱۹.....ترمذی وابوداؤد ونسائی رحمہم اللہ نے ابوذر ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی یا کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم۔

حدیث ۲۰.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص گزرا جس نے مہندی کا خضاب کیا تھا اور ارشاد فرمایا یہ خوب اچھا ہے پھر ایک دوسرا شخص گزرا جس نے مہندی اور کتم کا خضاب کیا تھا فرمایا یہ اس سے بھی اچھا ہے پھر ایک تیسرا شخص گزرا جس نے زرد خضاب کیا تھا فرمایا یہ ان سب سے اچھا ہے۔

حدیث ۲۱.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے انس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے مہندی اور کتم کا خضاب ابراہیم ؑ نے کیا اور سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے کیا۔

حدیث ۲۲.....طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کبیر میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں ابن عمر ؓ سے روایت کی کہ مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلم کا خضاب سرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے۔

حدیث ۲۳.....صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ کی لعنت اس عورت پر جو بال ملائے یا دوسری سے بال ملوائے اور گودنے والی پر اور گودوانے والی پر۔

حدیث ۲۴.....صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی انہوں نے فرمایا کہ اللہ ﷻ کی لعنت گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور بال نوچنے والیوں پر یعنی جو عورت بھوؤں کے بال نوچ کر اپنی بھوؤں کو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت اور خوبصورتی کے لئے دانت ریتنے والیوں پر یعنی جو عورت دانتوں کو ریت کر خوبصورت بناتی ہیں اور اللہ ﷻ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدل ڈالتی ہیں ایک عورت نے عبداللہ بن مسعود ؓ کے پاس حاضر ہو کر یہ کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے فلاں فلاں قسم کی عورتوں پر لعنت کی ہے انہوں نے فرمایا میں کیوں نہ لعنت کروں ان پر جن عورتوں پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر جو کتاب اللہ میں (ملعون) ہے اس نے کہا میں نے کتاب اللہ پڑھی ہے مجھے تو اس میں یہ چیز نہیں ملی فرمایا تو نے (غور سے) پڑھا ہوتا تو ضرور اس کو پایا ہوتا کیا تو نے نہیں پڑھا ..... مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (پ۲۸ الحشر ۷) اور جو کچھ رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (ترجمہ کنزالایمان) اس عورت نے کہا کہ ان میں کی بعض باتیں تو آپ کی بیوی میں بھی ہیں عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا اندر جا کر دیکھو وہ مکان میں گئی پھر آئی تو آپ نے فرمایا کیا دیکھا اس نے کہا کچھ نہیں دیکھا۔ عبداللہ نے فرمایا اگر اس میں یہ بات ہوتی تو میرے ساتھ نہیں رہتی یعنی ایسی عورت میرے گھر میں نہیں رہ سکتی۔

حدیث ۲۵.....صحیح بخاری میں ابوہریرہ ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نظر بد حق ہے یعنی نظر لگنا صحیح ہے ایسا ہوتا ہے اور گودنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا۔

حدیث ۲۶.....سنن ابوداؤد میں ابن عباس ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا بال ملانے والی اور ملوانے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی

نوچنے والی اور نچوانے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہے جبکہ بیماری سے نہ کیا ہو۔

حدیث ۲۷.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ جس سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حج کیا (مدینہ میں آئے) اور منبر پر چڑھ کر بالوں کا گچھا جو سیاہی کے ہاتھ میں تھا لے کر کہا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرماتے تھے یعنی چوٹی کے بال جوڑنے سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کر دیا۔

مسائل فقہیہ: انسان کے بالوں کی چوٹی (لوگ) بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں لمبی چوٹی گوندھی اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جس کے سر پر جوڑی گئی جب بھی ناجائز اور اگر اون یا سیاہ دھاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں سیاہ پٹڑے کا سوباف بنانا جائز ہے اور کپڑوں میں تو اصلاً حرج نہیں کہ یہ بالکل ممتاز ہوتا ہے اس طرح گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہے دانت ریت کر خوبصورت کرنے والی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا موچنے سے ابرو کے بال کوٹ کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (بہار)

مسئلہ نمبر ۱.....لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھیدواتے ہیں اور بالیاں پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی کان چھیدنا بھی ناجائز ہے اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے بالغ عورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہئے۔ (عالمگیری) لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں۔ جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳.....عورتیں اپنی چوٹیوں میں پھول اور چاندی سونے کے دانے لگا سکتی ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....پتھر کا سرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سرمہ یا کاجل قصد زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور اگر زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....مکان میں ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں اور غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسا کہ طغرے اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....گرمی سے بچنے کیلئے خس یا جوڑے (خاردار گھاس) کی ٹٹیاں لگانا جائز ہے اور اگر تکبر کے طور پر ہو تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....یہ شخص سواری پر ہے اور اس کے ساتھ اور لوگ پیدل چل رہے ہیں اگر محض اپنی شان دکھانے اور تکبر کے لئے ایسا کرتا ہے تو منع ہے۔ (عالمگیری) اور ضرورت سے ہو تو حرج نہیں مثلاً یہ بوڑھا کمزور ہے کہ چل نہ سکے گا یا ساتھ والے کسی طرح پیدل چلنے کو گوارا نہیں کرتے جیسا کہ بعض مرتبہ پہلوٹھا، مشائخ کے ساتھ دوسرے لوگ خود پیدل چلتے ہیں اور ان کو پیدل چلنے نہیں دیتے اس میں کراہت نہیں جبکہ اپنے دل کو اچھا نہ سمجھیں اور تکبر نہ آنے دیں اور محض ان لوگوں کی دلجوئی مقصود ہو۔

نام رکھنے کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ

خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (پ۲۶ الحجرات۱۱)

اے ایمان والو نہ مرد دوسرے مردوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔

حدیث ۲.....اصحاب سنن اربعہ نے عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائیوں کو ان کے اچھے ناموں سے پکارو برے القاب سے نہ پکارو۔

حدیث ۳.....صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ناموں میں اللہ ﷻ کے نزدیک زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمن ہیں۔

حدیث ۴.....امام احمد و ابوداؤد و ترمذی نے ابولدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا لہٰذا اچھے نام رکھو۔

حدیث ۵.....ابوداؤد و ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابی وہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کے نام پر نام رکھو اور اللہ ﷻ کے نزدیک ناموں میں زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمن ہیں اور سچے نام حارث و ہمام ہیں اور حرب و مرہ برے نام ہیں۔

حدیث ۶.....دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچوں کے نام پر اچھے نام رکھو اور اپنی مجلسیں اچھے چہرہ والوں سے طلب کرو۔

حدیث ۷.....صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو کیونکہ (میری کنیت ابوالقاسم محض اس وجہ سے ہے کہ میرے صاحبزادے کا نام قاسم تھا لہٰذا) میں قاسم بنایا گیا ہوں کہ تمہارے مابین تقسیم کرتا ہوں۔

حدیث ۸.....صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ بازار میں تھے ایک شخص نے یا ابالقاسم کہہ کر پکارا حضور ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اس نے کہا میں نے اس شخص کو پکارا اور نہ کہا تھا فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو۔

حدیث ۹.....ابوداؤد و ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر حضور ﷺ کے بعد میرے لڑکا پیدا ہو تو آپ کے نام پر اس کا نام رکھوں اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت کروں فرمایا ہاں۔

حدیث ۱۰.....ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔

حدیث ۱۱.....حافظ ابوطاہر سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص رب العزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ عرض کریں گے الٰہی ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو جنت والا کوئی کام نہیں کیا فرمائے گا جنت میں جاؤ میں نے طے کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔

حدیث ۱۲.....ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں ہریدہ بن شریف رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے عذاب نہ دوں گا۔

حدیث ۱۳..... ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ طبقات میں ثمان تمری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

حدیث ۱۴..... طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے وہ جاہل ہے۔

حدیث ۱۵..... حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔

حدیث ۱۶..... بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ابورافع ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔

حدیث ۱۷..... صحیح مسلم میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ ان کا نام برہ تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنا تزکیہ نہ کرو۔ (یعنی اپنی بڑائی اور تعریف نہ کرو) اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں نیک اور نیکی والا کون ہے اس کا نام زینب رکھ دو۔

حدیث ۱۸..... صحیح مسلم میں ابن عباس ؓ سے مروی کہتے ہیں جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا حضور ﷺ نے یہ نام بدل کر جویریہ رکھا اور یہ بات حضور ﷺ کو ناپسند تھی کہ یوں کہا جائے کہ وہ گھر کے پاس سے چلے گئے۔

حدیث ۱۹..... صحیح مسلم میں ابن عمر ؓ مروی کہتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ کی ایک لڑکی کا نام عاصیہ تھا حضور ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔

حدیث ۲۰..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ یہ نام کو پسند کرتے تھے۔

حدیث ۲۱..... صحیح بخاری میں سعید بن المسیب ؓ مروی کہتے ہیں میرے دادا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے انہوں نے کہا حزن فرمایا تم سہل ہو یعنی اپنا نام سہل رکھو کہا اس کے معنی ہیں نرم اور حزن سخت کو کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو نام میرے باپ نے رکھا ہے اسے نہیں بدلوں گا سعید ابن المسیب ؓ کہتے ہیں اس کے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم میں اب تک سختی پائی جاتی ہے۔

تنبیہ: نام کہنے کے متعلق بعض مسائل متفرقہ کے بیان میں ذکر کئے گئے ہیں وہاں سے معلوم کریں بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

مسائل فقہیہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت سے پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ان دونوں میں زیادہ افضل عبداللہ ہے کہ عبودیت کی اضافت علم ذات کی طرف ہے اور یہی کے حکم میں وہ اسما ہیں جن میں عبودیت کی اضافت دیگر اسماء صفاتیہ کی طرف ہو مثلاً عبدالرحیم عبدالخالق وغیرہ۔ حدیث میں جو ان دونوں ناموں کو تمام ناموں میں خدا تعالیٰ کے نزدیک پیارا فرمایا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا نام عبد کے ساتھ رکھنا چاہتا ہو تو سب سے بہتر عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں وہ نام نہ رکھی جائیں جو جاہلیت میں رکھے جاتے تھے کہ کسی کا نام عبدالشمس اور کسی کا عبدالدار رہا تو بہتر یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ دونوں نام محمد واحمد سے بھی افضل ہیں کیونکہ حضور ﷺ کے اسم پاک محمد واحمد ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں نام خود اللہ ﷻ نے اپنے محبوب ﷺ کے لئے منتخب فرمائے اگر یہ دونوں نام خدا کے نزدیک بہت پیارے نہ ہوتے تو اپنے محبوب کے لئے پسند نہ فرماتا۔ احادیث میں محمد نام رکھنے کے بہت فضائل مذکور ہیں ان میں سے بعض ذکر کی گئیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... جس کا نام محمد ہو وہ اپنی کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہے اور حدیث میں جو ممانعت آئی ہے وہ حضور اقدس ﷺ کی حیات ظاہری کے ساتھ مخصوص تھی کیونکہ اگر کسی کی یہ کنیت ہوتی اور اس کے ساتھ پکارا جاتا تو دھوکا لگتا کہ شاید حضور ﷺ کو پکارا ہو تو خود ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ کسی نے دوسرے کو پکارا تھا کہ کہ آواز دی حضور ﷺ نے اس کی طرف توجہ فرمائی تو اس نے کہا میں نے حضور کا نہیں ارادہ کیا یعنی نہیں پکارا اس موقع

پر اشارۃً فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اپنی کنیت نہ کرو۔ اگر یہ شبہ کیا جائے کہ نام رکھنے میں بھی اس قسم کا دھوکہ ہو سکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کا نام کے ساتھ پکارنا قرآن نے منع فرمایا۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (پ۱۸ النور ۶۳) لہٰذا صحابۂ کرام جو حاضرِ خدمت قدس ہوا کرتے تھے وہ کبھی نام کے ساتھ نہ پکارتے تھے بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ وغیرہ القاب سے ندا کرتے وہ استعمال ہی یہاں پیدا نہ ہوتا کہ محمد کہہ کر کوئی پکارے اور حضور ﷺ سمجھ لیں۔ اعراب وغیرہا مواقف لوگوں نے اس شرح پکارا تو یہ دوسری بات ہے کیونکہ وہ واقعی میں ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے محمد بن الحنفیہ کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی اور یہ حضور اقدس ﷺ کی اجازت سے ہوا لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے۔

مسئلہ نمبر ۳..... بعض اسماء مالیہ جن کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے علی، رشید، کہ یہ بھی بندوں کے نام میں وہ معنی ہیں جن کا ارادہ اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنے میں ہوتا ہے اور ان ناموں میں الف۔ لام کا فرق رکھنا جائز ہے مثلاً العلی، الرشید بھی اس زمانے میں چونکہ عوام میں ناموں کی تعظیم کرنے کا بکثرت رواج ہو گیا ہے لہٰذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام سے بچنا ہی مناسب ہے۔ خصوصاً جب اسمائے الٰہیہ کے ساتھ عبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا مثلاً عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز کو یہاں مضاف الیہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور ایسی صورت میں تعظیم اگر قصداً ہوتی تو صاف اللہ کفر ہوتی کیونکہ یہاں شخص کی تعظیم نہیں بلکہ معبودِ برحق کی تعظیم ہے مگر عوام اور ماتحتوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے ہی لئے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ ان کو سمجھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ احتمال ہو۔ (ردالمحتار، ذوالفقار)

مسئلہ نمبر ۳..... ایسا نام رکھنا جس کا ذکر نہ قرآن مجید میں آیا ہو اور نہ حدیثوں میں ہو مسلمانوں میں ایسا نام مستعمل ہو اس میں علما کو اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ نہ رکھے۔

مسئلہ نمبر ۴..... مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام رکھنے کی ممانعت نہیں بغیر نام رکھے دفن کر دیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو دفن سے پہلے اس کا نام رکھا جائے لڑکا ہو تو لڑکوں کا سا اور لڑکی ہو تو لڑکیوں کا سا نام رکھا جائے اور علوم نہ ہو کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو ایسا نام رکھا جائے جو مرد و عورت دونوں کے لئے ہو سکتا ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... بچہ کی کنیت ہو سکتی ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ ہو سکتی ہے حدیث اپنی نکیر اس کی دلیل ہے۔

مسئلہ نمبر ۷..... بچہ کی کنیت ابوبکر، ابوتراب، ابوالحسن وغیرہا رکھنا جائز ہے ان کنیتوں سے تبرک مقصود ہوتا ہے کہ ان حضرات کی برکت بچہ کے شاملِ حال ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸..... جو نام برے ہوں ان کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو حضور اقدس ﷺ نے برے ناموں کو بدل دیا ایک شخص کا نام اصرم تھا اس کو بدل کر زرعہ رکھا اور عاصیہ کو بدل کر جمیلہ رکھا۔ یسار، رباح، افلح، برکت نام رکھنے سے بھی منع فرمایا۔

مسئلہ نمبر ۹..... عبدالمطلب، عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے کہ اس نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں، رہی عبدی کی اضافت غیر اللہ کی طرف قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰..... ایسے نام جن میں بڑائی اور خود ستائی جھلکتی ہے ان کو بھی حضور اقدس ﷺ نے بدل ڈالا، برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا کہ اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔ شمس الدین، زین الدین، ضیاء الدین، سراج الدین، نظام الدین، قطب الدین وغیرہا اسامی جن کے اندر خود ستائی اور بڑی زبردست تعریف کی جاتی ہے نہیں رکھنے چاہئے۔ رہا یہ کہ بزرگانِ دین و ائمہ سابقین کو ان ناموں سے یاد کیا جاتا ہے تو یہ جاننا چاہئے کہ ان حضرات کے نام یہ نہ تھے بلکہ یہ ان کے القاب ہیں کہ جب وہ حضرات مراتب علیہ اور مناصب جلیلہ پر فائز ہوئے تو مسلمانوں نے ان کو اس طرح کہا اور

یہاں ایک جاہل اور ان پڑھ جو ابھی پیدا ہوا اور اس نے دین کی ابھی کوئی خدمت نہیں کی اتنے بڑے بڑے القاب سے یاد کیا جائے لگا امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس جلالت شان کے ان کو محی الدین کہا جاتا تو انکار فرماتے اور کہتے کہ جو مجھے محی الدین امام سے یاد کرے میری طرف سے اجازت نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....غلام محمد، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسین، غلام حسن، وغیرہا سا، جن میں انبیاء، صحابہ ﷺ اولیاء کے ناموں کی طرف غلام کا اضافہ کر کے نام رکھا جائے یہ جائز ہے اس کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔ بعض وہابیہ کا ان ناموں کو ناجائز بلکہ شرک بتانا ان کی بے بضاعتی کی دلیل ہے ایسا بھی سنا گیا ہے کہ بعض وہابیوں نے غلام علی نام بدل کر غلام اللہ نام رکھا ہے۔ یہ ان کی جہالت ہے کہ جائز نام کو بدل کر ناجائز نام رکھا غلام کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور کسی کو غلام اللہ کہنا ناجائز ہے کیونکہ غلام کے حقیقی معنی پسر اور لڑکا ہیں اللہ عزوجل اس سے پاک ہے اس کے لیے کوئی لڑکا ہو۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا: ..... یقال عبدالله وامته الله و لا یقال غلام الله وجاریة الله.....

مسئلہ نمبر ۱۲.....محمد بخش، احمد بخش، پیر بخش، علی بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام جن میں نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا ہو جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳.....نصیر الدین، نصیر اللہ نام رکھنا جائز ہے۔ کیونکہ نصیر کے معنی ہیں مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ نصیر ہے کہ وہ بندوں کے گناہ مٹا دیتا ہے لہٰذا نصیر الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔

مسئلہ نمبر ۱۴.....طٰہٰ، یٰسین نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ اسمائے نبی ﷺ سے ہیں اور بعض علماء نے اسمائے الٰہیہ سے کیا بہر حال جب معنی معلوم نہیں تو ہو سکتا ہے کہ اس کے ایسے معنی ہوں جو حضور ﷺ یا اللہ ﷻ کے ساتھ خاص ہوں اور ان ناموں کے ساتھ ملا کر محمد، طٰہٰ، یٰسین کہنا بھی ممانعت کی دفع نہ کرے گا۔

مسئلہ نمبر ۱۵.....محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، احمد رسول نبی الرحمان نام رکھنا بھی ناجائز ہیں بلکہ بعض کا نام نبی اللہ بھی سنا گیا ہے۔ غیر نبی کو نبی کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہو سکتا۔

تنبیہ: اگر کوئی یہ کہے کہ ناموں میں اصلی معنی کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ یہاں تو یہ محض مراد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو شیطان ابلیس وغیرہ اس قسم کے ناموں سے لوگ گریز نہ کرتے اور ناموں میں دیکھے اور برے ناموں کی دو قسمیں نہ ہوتیں اور حدیث میں نہ فرمایا جاتا کہ اچھے نام رکھو نیز حضور ﷺ نے برے ناموں کو بدلا نہ ہوتا کہ جب اس اصلی معنی کا بالکل لحاظ نہیں تو بدلنے کی کیا وجہ۔

مسابقت کا بیان

حدیث ۱.....صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع ؓ سے مروی کہتے ہیں کچھ بیوں تیر اندازی کر رہے تھے یعنی مسابقت کے طور پر ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے بنی اسماعیل (یعنی اہل عرب کیونکہ عرب والے حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد ہیں) تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارے باپ یعنی اسماعیل ؑ تیر انداز تھے اور دونوں فریقوں میں سے ایک کے متعلق فرمایا کہ میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ دوسرے فریق نے ہاتھ روک لیا حضور ﷺ نے فرمایا کیوں تم لوگوں نے ہاتھ روکا۔ انہوں نے کہا جب حضور ﷺ بنی فلاں یعنی ہمارے فریق کے ساتھ ہو گئے تو اب ہم کیونکر تیر چلائیں یعنی اب ہمارے جیتنے کی صورت باقی نہیں رہی ارشاد فرمایا تم تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

حدیث ۲.....صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے مضمر گھوڑوں میں سے دوڑ کرائی اور اس

کی انتہائی مسافت ثنیۃ الوداع تھی اور دونوں کے مابین چھ میل مسافت تھی اور جو گھوڑے منضمر نہ تھے ان کی دوڑ ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک ہوئی ان دونوں میں ایک میل کا فاصلہ تھا۔

حدیث ۳.....ترمذی وابوداؤد ونسائی رحمہم اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسابقت نہیں مگر تیر اور اونٹ اور گھوڑے میں۔

حدیث ۴.....شرح سنہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کرلیا اور معلوم ہے کہ یہ پیچھے رہ جائے گا تو اس میں ضرر نہیں اور اگر اندیشہ ہے کہ یہ آگے جاسکتا ہے تو مضائکہ نہیں یعنی پہلی صورت میں ناجائز ہے اور دوسری صورت میں جائز ہے۔

حدیث ۵.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کیا اور اس کے پیچھے رہ جانے کا علم نہیں ہے تو قمار (جوا) نہیں اور معلوم ہے کہ پیچھے رہ جائے گا تو جوا ہے۔

حدیث ۶.....ابوداؤد ونسائی رحمہما اللہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جلب وجنب نہیں ہیں یعنی گھوڑ دوڑ میں یہ جائز نہیں کہ کوئی دوسرا شخص اس کے گھوڑے کو ڈانٹے یا مارے کہ تیز دوڑنے لگے اور نہ یہ کہ سوار اپنے ساتھ کوتل گھوڑا رکھے کہ جب پہلا گھوڑا تھک جائے تو دوسرے پر سوار ہو جائے۔

حدیث ۷.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ یہ سفر میں تھیں کہتی ہیں میں نے حضور ﷺ پیدل مسابقت کی اور میں آگے ہوگئی پھر جب میرے جسم میں گوشت زیادہ ہوگیا یعنی پہلے سے کچھ موٹی ہوگئی میں نے حضور ﷺ کے ساتھ دوڑی اس مرتبہ حضور آگے ہوگئے اور یہ فرمایا کہ یہ اس کا بدلہ ہوگیا۔

مسائل فقہیہ: مسابقت کا مطلب یہ ہے کہ چند شخص آپس میں یہ طے کریں کہ کون آگے بڑھ جاتا ہے جو سبقت لے جائے اس کو یہ دیا جائے گا یہ مسابقت صرف تیر اندازی میں ہوسکتی ہے یا گھوڑے[1] گدھے[2] خچر میں جس طرح گھوڑ دوڑ میں ہوا کرتا ہے کہ چند گھوڑے ایک ساتھ بھگائے جاتے ہیں جو آگے نکل جاتا ہے اس کو ایک رقم یا کوئی چیز دی جاتی ہے اونٹ اور آدمیوں کی دوڑ بھی جائز ہے کیونکہ اونٹ بھی اسباب جہاد میں ہے یعنی یہ جہاد کے لیے کارآمد چیز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دوڑوں سے مقصود جہاد کی تیاری ہے یہ وصف مقصود نہیں اگر محض تماشا کے لیے ایسا کرتا ہے تو مکروہ ہے اسی طرح اگر شوق اور اپنی بڑائی مقصود ہو یا اپنی شجاعت و بہادری کا اظہار مقصود ہو تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱.....سبقت لے جانے والے کے لیے کوئی چیز مشروط نہ ہو تو ان مذکور اشیاء کے ساتھ اس کا جواز خاص نہیں بلکہ ہر چیز میں مسابقت ہوسکتی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....سابق کے لیے جو کچھ ملتا ہے یا ہے وہ اس کے لیے حلال طیب ہے مگر وہ اس کا مستحق نہیں یعنی اگر دوسرا اس کو نہ دے تو قاضی کے یہاں دعویٰ کر کے جبراً وصول نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....مسابقت جائز ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ صرف ایک جانب سے مال مشروط ہو یعنی دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم آگے نکل گئے تو تم کو اتنا سو روپے دوں گا اور میں آگے نکل گیا تو تم سے کچھ نہیں لوں گا دوسری صورت جوازکی یہ ہے کہ شخص ثالث نے ان

---

[1] مضمر گھوڑے وہ کہلاتے ہیں جن کو خوب کھلا کر فربہ کرلیا جائے اس کے بعد خوراک کم کریں اور ایک مکان میں بند کردیں اور جھول اڑھا دیں کہ خوب پسینا آئے اور چربی گوشت چھٹ کر دبلے ہو جائیں ایسے گھوڑے بہت تیز رفتار ہوتے ہیں۔ ۱۲ منہ

[2] یہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۱۲ منہ

دونوں سے یہ کہا کہ تم میں جو آگے نکل جائے گا اس کو اتنا دوں گا جیسا کہ کشتی حکومت کی جانب سے دوڑ ہوتی ہے اور اس میں آگے نکل جانے والے کے لیے جو انعام مقرر ہوتا ہے۔ یہاں لوگوں میں باہم کچھ لیا دیا نہیں ہوتا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۴..... اگر دونوں جانب سے مال کی شرط ہو مثلاً تم آگے ہو گئے تو میں اتنا دوں گا اور میں آگے ہو گیا تو میں اتنا لوں گا یہ صورت جوا اور حرام ہے ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کر لیا جس کو محلل کہتے ہیں اور ظہر یہ کہ آگے نکل گیا تو رقم مذکورہ لے لگا اور پیچھے رہ گیا تو دینے کا کچھ نہیں اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے۔ (عالمگیری درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... محلل کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا گھوڑا بھی انہی دونوں جیسا ہو سکتا ہے کہ اس کا گھوڑا آگے نکل جائے یا پیچھے رہ جائے دونوں باتوں میں سے ایک کا یقین نہ ہو اور اگر اس کا گھوڑا ان جیسا نہ ہو مثلاً ہو کو وہ پیچھے رہ جائے گا یا مثلاً ہو کو جیتنے آگے نکل جائے گا تو اس کے شامل کرنے سے شرط جائز نہ ہوئی (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... محلل یعنی شخص ثالث کا گھوڑا اگر دونوں سے آگے نکل گیا دونوں نے کچھ دینے کو کہا تھا یا محلل دونوں سے لے گا اور اگر دونوں سے پیچھے رہ گیا تو یا ان دونوں کو کچھ نہیں دے گا بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہو گیا وہ دوسرے سے وہ لے گا جس کا برتا شرط ظہر ہے اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخصوں نے پانچ سو کی بازی لگائی اور محلل کو شامل کر لیا اگر محلل آگے ہو گا وہ دونوں سے پانچ سو لے گا اور اگر دونوں کے گھوڑے ایک ساتھ پہنچے تو ان دونوں میں کوئی بھی دوسرے کو کچھ نہ دے گا بلکہ ان دونوں میں سے جو آگے ہو گا دوسرے سے پانچ سو لے گا اور اگر دونوں کے گھوڑے ایک ساتھ پہنچے تو ان دونوں میں کوئی بھی دوسرے کو کچھ نہ دے گا۔ محلل سے کچھ لے گا اور اگر دونوں میں ایک گھوڑا اور محلل کا گھوڑا دونوں ایک ساتھ پہنچے تو محلل اس سے کچھ نہیں لے سکتا بلکہ اس سے لے گا جس کا گھوڑا پیچھے رہ گیا اور دوسرا بھی اس سے پیچھے رہ جانے والے سے لے گا۔ (درمختار و الکتاب)

مسئلہ نمبر ۷..... مسابقت میں شرط یہ ہے کہ مسافت اتنی ہو جس کو گھوڑے طے کر سکتے ہوں اور جتنے گھوڑے لیے جائیں وہ سب ایسے ہوں جن میں یہ احتمال ہو کہ آگے نکل جائیں گے اسی طرح تیر اندازی اور آدمیوں کی دوڑ بھی یہی شرطیں ہیں (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... دوڑوں کی دوڑ میں آگے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شانہ آگے ہو جائے گردن کا اعتبار نہیں اور گھوڑوں کی دوڑ میں جس کی گردن آگے ہو جائے وہ آگے ہو نے والا مانا جائے گا۔ (درمختار) مگر اس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ گھوڑوں میں کوتی کا اعتبار کیا جاتا ہے اور کوتی بھی جب ہی آگے ہوئی کہ گردن آگے ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۹..... طلبہ نے کسی مسئلہ کے متعلق شرط لگائی کہ جس کی بات صحیح ہوئی اسکو دیا جائے گا اس میں بھی دو ساری تفصیل ہے جو مسابقت میں مذکور ہوئی یعنی اگر ایک طرف شرط ہو تو جائز ہے دونوں طرف سے ہو تو ناجائز مثلاً ایک طالب نے دوسرے سے کہا چلو استاد سے چل کر پوچھیں اگر تمہاری بات صحیح ہو تو میں تم کو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو تم سے کچھ نہیں لوں گا کہ یا ایک جانب سے شرط ہوئی یا ایک نے دوسرے سے کہا آؤ میں اور تم مسائل پر گفتگو کریں اگر تمہاری بات صحیح ہوئی تو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو کچھ نہ لوں گا یہ جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... طلبہ میں ظہر اکو جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہو گا اس صورت میں جو درس گاہ میں پہلے آیا اس کا حق مقدم ہے اور اگر ہر ایک پہلے آنے کا مدعی ہے تو جو گواہوں سے پہلے آنا ثابت کر دے وہ مقدم ہے اور اگر گواہ نہ ہوں تو قرعہ ڈالا جائے جس کا نام پہلے نکلے وہ مقدم ہے۔ (غنیہ)

کسب کا بیان[1]

اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لیے اور اہل و عیال کے لیے اور جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہو جب یہ ان کے نفقہ کے لیے اور ادائے دین کے لیے کفایت کرے اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اسی پر بس کرے یا اپنے اہل و عیال کے لیے کچھ پس انداز کرنے کی بھی سعی و کوشش کرے۔ (عالمگیری)

ماں باپ محتاج و تنگ دست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انہیں بقدر کفایت دے۔

مسئلہ نمبر ۱..... قدر کفایت سے زائد اس لیے کمانا ہے کہ فقراء و مساکین کی دستگیری کر سکے یا اپنے قریبی رشتہ داروں کی مدد کرے تو یہ مستحب ہے اور مقصود نہ ہو تو یہ مباح ہے اور اگر شخص مال کی کثرت یا تفاخر مقصود ہے تو منع ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کے لیے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نیتیں اس کی خبر دیتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے وہ متوکل نہیں اس سے اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے اس سے بسر اوقات کرتے۔ (عالمگیری) اس طرح آج کل بہت سے لوگوں نے بیوی مریدی کو پیشہ بنا لیا ہے۔ لاکھوں مریدوں میں دورہ کرتے ہیں اور مریدوں سے طرح طرح سے رقمیں گھسوٹتے ہیں جن کو خدا رانہ وغیرہا ماموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان میں سے بہت سے اپنے بھی ہیں جو بموجب اور فریب سے بھی کام لیتے ہیں یا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۳..... سب سے افضل کسب جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مال غنیمت حاصل ہو اگر پیشہ وری ہے کہ اس نے اپنے مال کے لیے جہاد نہ کیا ہو بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ مقصود اصلی ہو جہاد کے بعد تجارت پھر زراعت پھر صنعت و حرفت کا مرتبہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... چوری کا کمانا حرتوں کا نہایت کام ہے مرد کو چور کا کمانا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... جس کے پاس اس دن کے کھانے کے لیے موجود ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔ سائلوں اور گداگروں نے اس طرح پر جو مال حاصل کیا اور جمع کیا وہ خبیث مال ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... جو شخص علم دین قرآن پڑھ کر کسب چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے دین کو کھاتا ہے۔ (عالمگیری) یعنی عالم یا قاری ہو کر بیٹھ گیا اور کمانا چھوڑ دیا یہ خیال کیے ہوئے ہے کہ لوگ مجھے عالم یا قاری سمجھ کر خود ہی کھانے کو دیں گے کمانے کی کیا ضرورت ہے یہ جائز ہے رہا یہ امر کہ قرآن مجید و علم دین کی تعلیم پر اجرت لینا اور اس کے پڑھانے کی نوکری کرنا اس کو فقہائے متاخرین نے جائز بتایا ہے جس کو ہم اجارہ کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں یہ دین فروشی میں داخل نہیں۔

مسئلہ نمبر ۷..... جس شخص نے حرام طریقہ سے مال جمع کیا اور مر گیا اور ورثا کو اگر معلوم ہو کہ فلاں فلاں کے یہ اموال ہیں تو ان کو واپس کر دیں اور معلوم نہ ہو تو صدقہ کر دیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... اگر مال میں شبہ ہو تو ایسے مال کو اپنے قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کر سکتا ہے یہاں تک کہ اپنے باپ یا بیٹے کو دے سکتا ہے اس صورت میں بھی ضروری نہیں کہ اتنی ہی دے۔ (عالمگیری)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان

---

[1] کسب حلال کی فضیلت حصہ یازدہم (گیارہ) میں احادیث سے لکھ دی گئی ہیں۔ ۱۲ منہ

اللہ ﷻ فرماتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ۴ آل عمران ۱۰۴)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دے اور بری سے منع کرے اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (پ۴ آل عمران ۱۱۰)

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (پ۲۱ لقمٰن ۱۷)

"(لقمان نے اپنے بچے سے کہا) اے میرے بچے نماز پڑھا کر اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو تکلیف تجھ پر پڑے اس پر صبر کر کہ بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱..... تم میں جو شخص بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے بدلے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے (مسلم)

حدیث ۲..... حدود اللہ میں مداہنت کرنے والا (یعنی خلافِ شرع چیز دیکھے اور باوجود قدرت منع نہ کرے اس کی) اور حدود اللہ میں واقع ہونے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک قوم نے جہاز کے بارے میں قرعہ ڈالا بعض اوپر کے حصہ میں رہے بعض نیچے کے حصہ میں۔ نیچے والے پانی لینے اوپر جاتے اور پانی لے کر ان کے پاس سے گزرتے ان کو تکلیف ہوتی (انہوں نے اس کی شکایت کی) نیچے والے نے کلہاڑی لے کر نیچے کا تختہ کاٹنا شروع کیا اوپر والوں نے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے تختہ توڑ رہے ہو اس نے کہا میں پانی لینے جاتا ہوں تو تم کو تکلیف ہوتی ہے اور پانی لینا مجھے ضروری ہے۔ (چلو میں تختہ ڈال کر بھی سے پانی لے لوں گا اور تم کو تکلیف نہ ہوگی) پس اس صورت میں اوپر والوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور خود نے روک دیا تو اسے بھی نجات دیں گے اور اپنے کو بھی اور اگر چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کیا اور اپنے کو بھی۔ (بخاری)

حدیث ۳..... قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری بات سے منع کرو گے یا اللہ ﷻ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا پھر دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔ (ترمذی)

حدیث ۴..... جب زمین میں گناہ کیا جائے تو جو وہاں موجود ہے مگر اسے برا جانتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو وہاں نہیں ہے اور وہاں نہیں ہے مگر اس پر راضی ہے وہ اس کی مثل ہے جو وہاں حاضر ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث ۵..... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا اے لوگو تم اس آیت کو پڑھتے ہو یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (پ۷ المائدہ ۱۰۵) اے ایمان والو تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جب کہ تم راہ پر ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان) (یعنی تم اس آیت سے یہ سمجھے ہو گے کہ جب ہم خود ہدایت پر ہیں تو گمراہوں کی گمراہی ہمارے لیے مضر نہیں ہم کو منع کرنے کی ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ بُری بات دیکھیں اور اس کو نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ ﷻ ان پر اپنا عذاب بھیجے گا جو سب کو گھیر لے گا۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

حدیث ۶.....جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہ لوگ جو لڑنے پر قادر ہوں پھر نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ ﷻ سب پر عذاب بھیجے (ابوداؤد)

حدیث ۷.....اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش نفسانی کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر گھمنڈ کرتا ہے اور ایسا امر دیکھو کہ تمہیں اس سے چارہ نہ ہو تو اپنے نفس کو لازم کر لو یعنی خود کو بری چیز وں سے بچاؤ اور عوام کے معاملہ کو چھوڑ دو (یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ضروری نہیں) تمہارے آگے صبر کے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے مٹھی میں انگارا رکھنا عمل کرنے والے کے لیے اس زمانہ میں پچاس شخص عمل کرنے والوں کا اجر ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان میں سے پچاس کا اجر، اس ایک کو ملے گا فرمایا کہ تم میں سے پچاس کے برابر اجر ملے گا۔ (ترمذی) (ابن ماجہ) پانچویں حدیث میں جو آیت ذکر کی گئی وہ اسی موقع اور وقت کے لیے ہے۔

حدیث ۸.....لوگوں کی ہیبت حق بولنے سے نہ روکے جب معلوم ہو تو کہدے۔ (ترمذی)

حدیث ۹.....چند خصوصی لوگوں کے عمل کی وجہ سے اللہ ﷻ سب لوگوں کو عذاب نہیں کرے گا مگر جب کہ وہاں بری بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام و خاص سب کو عذاب ہوگا۔ (شرح سنہ)

حدیث ۱۰.....بنی اسرائیل نے جب گناہ کیے ان کے علماء نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر علماء ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانا پینے لگے خدا نے علماء کے دل بھی ایسے کر دیے اور داؤد و عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان سے ان سب پر لعنت کی یہاں تک کہ انہوں نے فرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم تمہیں تو اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے روکو گے اور ظالم کے ہاتھ پکڑ لو گے اور ان کو حق پر روکو گے اور حق پر ٹھہراؤ گے یا اللہ ﷻ تم سب کے دل ایک طرف کر دے گا پھر تم سب پر لعنت کر دے گا جس طرح ان سب پر لعنت کی۔ (ابوداؤد)

حدیث ۱۱.....میں نے شب معراج میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں میں نے پوچھا جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں کہا یہ آپ کی امت کے واعظ ہیں جو لوگوں کو اچھی بات کرتے تھے اور اپنے کو بھولے ہوئے تھے۔ (شرح سنہ)

حدیث ۱۲.....بادشاہ ظالم کے پاس حق بات بولنا افضل جہاد ہے۔ (ابن ماجہ)

حدیث ۱۳.....میرے بعد میں امراء ہوں گے جن کی بعض باتیں اچھی ہوں گی اور بعض بری جس نے بری بات سے کراہت کی وہ بری سے اور جس نے انکار کیا وہ سلامت رہا لیکن جو راضی ہوگیا اور پیروی کی وہ ہلاک ہوا۔ (مسلم ابوداؤد)

حدیث ۱۴.....مجھ سے پہلے جس نبی کو خدا نے کسی امت میں مبعوث کیا اس کے لیے امت سے حواریں اور اصحاب ہوئے جو نبی کی سنت لیتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے پھر ان کے بعد خلف لوگ پیدا ہوئے کہ کہتے وہ جو کرتے نہیں اور کرتے وہ جس کا دوسروں کو حکم نہ دیتے جس نے ہاتھ کے ساتھ ان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہے۔ (مسلم)

مسائل فقہیہ:

امر بالمعروف یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہنا نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ بری باتوں سے منع کرنا یہ دونوں چیزیں فرض ہیں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ۴ آل عمران ۱۱۰) احادیث میں ان کی بہت تاکید آئی اور اس کے خلاف کرنے کی مذمت فرمائی۔

مسئلہ نمبر ۱.....معصیت کا ارادہ کیا مگر اس کو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس میں بھی ایک قسم کا ثواب ہے جب کہ یہ سمجھ کر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام نہیں کرنا چاہئے احادیث سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کر لیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تقاضے نہ کیا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت متانت اور نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا وہ شخص باز نہ آیا تو اب سختی سے پیش آئے اس کی سخت الفاظ کہے مگر گالی نہ دے بے تحاشہ زبان سے نکالے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کر سکتا ہے کرے مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہا دے، بتن توڑ پھوڑ ڈالے کانا بجاتا ہے توڑ ڈالے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں۔ (1) اگر غالب گمان یہ ہے کہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں اور بری بات سے باز آ جائیں گے امر بالمعروف واجب ہے اس کو باز رہنا جائز نہیں اور اگر (2) گمان غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے اور اگر (3) یہ معلوم ہے کہ وہ ہاتھ مارے گا اور یہ صبر نہ کر سکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ و فساد پیدا ہوگا آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی جب بھی چھوڑنا افضل ہے اور اگر (4) معلوم ہو کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کرے گا تو ان لوگوں کو یہ کام سے منع کرے اور یہ شخص جاہد ہے اور اگر (5) معلوم ہے کہ وہ ہاتھ نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴.....اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کرے گا تو قتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور ان لوگوں نے ماری ڈالا تو یہ شہید ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵.....امرا کے ذمہ امر بالمعروف ہاتھ سے ہے کہ اپنی قوت و سطوت سے اس کام کو روک دیں اور علماء کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے اور بری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہہ دیں اور عوام الناس کے ذمہ دل سے برا جاننا ہے۔ (عالمگیری)

اس کا مقصد وہی ہے جو حدیث میں فرمایا کہ جو بری بات دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے بدل دے یعنی زبان سے اس کا برا ہونا ظاہر کر دے اور منع کر دے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور مرتبہ ہے یہاں عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان میں نہ ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے اور نہ زبان سے منع کرنے کی جرأت جس قوم کے چودھری اور زمین دار وغیرہ بہت سے عوام الی حیثیت رکھتے ہیں کہ ہاتھ سے روک سکتے ہیں ان پر لازم ہے کہ روکیں ایسوں کے لیے فقط دل سے برا جاننا کافی نہیں۔

مسئلہ نمبر ۶.....امر بالمعروف کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے[1] اول علم کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا دوم اس سے مقصود رضائے الٰہی اور اعلاء کلمۃ اللہ ہو سوم جس کو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرے نرمی کے ساتھ کہے چہارم امر کرنے والا صابر اور ثابت قدم ہو[2] پنجم یہ شخص خود اس بات پر عامل ہو ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے اللہ کے نزدیک ناخوشی کی بات ہے یہ کہ ایسی بات کہو جس کو خود نہ کرو۔ (پ۲۸ الصف ۲،۳) اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا کہ لوگوں کو تم اچھی بات کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے کو بھولے رہتے ہو۔ (پ۱ البقرۃ ۴۴) (عالمگیری)

---

[1] علم سے یہ مراد نہیں کہ ہر عالم ہر بگڑے ہوئے کا اچھا بنا دے کہ ہر گناہ ہر ہر دوسرے کو بری بات سمجھانے کا طریقہ معلوم ہو کہ ہر بگڑے ہوئے کو سنوار سکے ۱۲ منہ

[2] اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص خود عامل نہ ہو دوسروں کو اچھی بات کا حکم ہی نہ دے بلکہ مقصد یہ ہے وہ خود بھی کرے اور دوسروں کو بھی کرنے کو کہے ۱۲ منہ

مسئلہ نمبر ۷.....عامی شخص کو یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا مفتی یا مشہور و معروف عالم کو امر بالمعروف کرے کہ یہ بے ادبی ہے مثل مشہور ہے "خطائے بزرگان گرفتن خطاست" اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مصلحت خاص سے ایک فعل کرتے ہیں جس تک عوام کی نظر نہیں پہنچتی اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ جیسے ہم نے کیا۔ انہوں نے بھی کیا حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

یہ علم ان علماء کے متعلق ہے جو احکام کے متعلق ہے جو احکام شرع کے پابند ہیں اور اغا کا بھی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو نظر عوام میں بری معلوم ہوتی ہے جو لوگ مراد نہیں جو اوائل وہ رام کی پروا نہیں کرتے اور عام علم کو بدنام کرتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۸.....جس نے کسی کو برا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس برے کام کو کرتا ہے تو اس برے کام سے منع کرے کیونکہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں برے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو برے کام سے منع کرنا اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا کیوں تارک ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....ایک شخص برا کام کرتا ہے اس کے باپ کے پاس شکایت لکھ کر بھیجی جائے یا نہیں اگر علم ہے کہ اس کا باپ منع کرنے پر قادر ہے اور منع بھی کرے گا تو لکھ کر بھیج دے ورنہ کیا فائدہ باسی طرح زمینوں اور بادشاہ اور رعیت یا آقا و ملازمین کے بارے میں اگر لکھنا مفید ہو تو لکھے۔ (غایہ)

مسئلہ نمبر ۱۰.....باپ کو اندیشہ ہے کہ اگر لڑکے سے کہے گا تو اس کا حکم نہ مانے گا اور اس کا ہی بھی کہنے کو چاہتا ہے تو یوں کہے اگر یہ کرتے تو خوب ہوتا اسے حکم بدوے کہ اس صورت میں اگر اس نے نہ کیا تو عاق ہوگا جو ایک سخت گیر تادیب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....کسی نے تادیباً کچھ چیز دل سے تائب ہو گیا تو اسے یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا حکام کے پاس اپنے جرم کو اس لیے پیش کرے کہ حد شرع قائم کی جائے کیونکہ یہ دو پشتی بہتر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲.....ایک شخص کو دوسرے کا مال چراتے دیکھا ہے مگر مالک کو خبر دیتا ہے تو چور اس پر ظلم کرے گا تو ناموش ہو جائے اور یہ اندیشہ نہ ہو تو خبر کر دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳.....شریکین پر تنہا حملہ کرنے میں غالب گمان یہ ہے کہ قتل ہو جائے مگر یہ بھی غالب گمان ہے کہ یہ بھی ان کے آدمی کو قتل کرے یا زخمی کر دے یا شکست دے دیگا تو تنہا حملہ کرنے میں حرج نہیں اور غالب گمان ہو کہ ان کا کچھ نہیں بگڑے گا اور یہ مارا جائے گا تو حملہ نہ کرے اور اگر فساق مسلمین کو گناہ سے روکے گا تو یہ خود قتل ہو جائے گا اور ان کا کچھ نہ بگڑے گا جب بھی اس کو منع کرے عزیمت یہی ہے اگر چہ منع نہ کرنے کی بھی رخصت ہے۔ (عالمگیری) کیونکہ اس صورت میں قتل ہو جانا فائدہ دے خالی نہیں اس وقت اگر چہ بظاہر فائدہ نہیں معلوم ہوتا مگر آئندہ اس کے نتائج بہتر نکلیں گے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

علم و تعلیم کا بیان

علم ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے اس کا حاصل کرنا ظفر و امتیاز ہے یہی وجہ ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا و آخرت سدھرتی ہے مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہو اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو ایسے علم کی قرآن مجید نے مذمت کی بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن و حدیث سے حاصل ہو کہ یہی علم وہ ہے جس سے دنیا و آخرت سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعہ نجات ہے اور اسی کو قرآن حدیث سے حاصل کرنے میں ترغیبیں آئی ہیں اور اسی کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی خوبیاں سمجھائی

اشارۃً بیان فرمائی گئیں اللہ ﷻ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ۲۲ فاطر ۲۸)

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پ۲۸ المجادلۃ ۱۱)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا درجے بلند فرمائے گا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ (پ۱۱ التوبۃ ۱۲۲)

کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ بچیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (پ۲۳ الزمر ۹)

تم فرماؤ کیا جاننے والے اور انجان برابر ہیں نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

احادیث علم کے فضائل میں بہت آئیں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱..... جس شخص کے ساتھ اللہ ﷻ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ ﷻ دیتا ہے (بخاری و مسلم)

حدیث ۲..... سونے چاندی کی طرح آدمیوں کی کانیں ہیں جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے اسلام میں بھی اچھے ہیں جب کہ علم حاصل کریں (مسلم)

حدیث ۳..... انسان جب مر جاتا ہے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ مرنے کے بعد بھی عمل ختم نہیں ہوتے) اس حدیث کا مدلل میں گفتگو ہو چکی ہے (1) صدقہ جاریہ (2) علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے اور (3) ولد صالح جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے (مسلم)

حدیث ۴..... جو شخص کسی راستہ پر علم کی طلب میں چلے اللہ ﷻ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا اور جب کوئی قوم نماز خدا میں مجتمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور اس کو پڑھے پڑھائے تو اس پر سکینہ اترتا ہے اور رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور اللہ ﷻ ان کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے مقرب ہیں اور جس کے عمل نے سستی کی تو اس کا نسب اسے تیز رفتار نہیں کرے گا۔ (مسلم)

حدیث ۵..... مسجد دمشق میں ایک شخص ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں مدینہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کے پاس ایک حدیث سننے کو آیا ہوں مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ کو چلے اللہ ﷻ اس کو جنت کے راستے پر لے جاتا ہے اور طالب علم کی خوشنودی کے لیے فرشتہ اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور عالم کے لیے آسمان والے اور زمین کے بسنے اور پانی کے اندر مچھلیاں یہ سب استغفار کرتے ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور بے شک علما وارث انبیاء ہیں انبیاء نے نہ اشرفی اور روپیہ کا وارث نہیں کیا

انہوں نے علم کا وارث کیا ہے پس جس نے علم کو لیا اس نے پورا حصہ لیا۔ (احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ دارمی)

حدیث ۶ ..... عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر اس کے بعد پھر فرمایا کہ اللہ ﷻ اور اس کے فرشتے اور تمام زمین و آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی پانی میں اس کی بھلائی کے خواہاں ہیں جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے۔ (ترمذی)

حدیث ۷ ..... ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

حدیث ۸ ..... علم کی طلب ہر مسلم پر فرض ہے اور علم کو نااہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے جیسے سور کے گلے میں جواہر اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا۔ (ابن ماجہ)

حدیث ۹ ..... جو شخص علم طلب کے لیے گھر سے نکلا تو جب تک واپس نہ ہو اللہ ﷻ کی راہ میں ہے (ترمذی دارمی)

حدیث ۱۰ ..... مومن کبھی خیر (یعنی علم) سے آسودہ نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کا منتہی جنت ہوتا ہے۔ (ترمذی)

حدیث ۱۱ ..... اللہ ﷻ اس بندے کو خوش رکھے جس نے میری بات سنی اور یاد کرلی اور محفوظ رکھی اور دوسرے تک پہنچا دی کیونکہ بہت سے علم کے حامل فقیہ نہیں اور بہت سے علم کے حامل اس تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہے۔ (احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ دارمی)

حدیث ۱۲ ..... مومن کو اس کے عمل اور نیکیوں سے مرنے کے بعد بھی پہنچنے والی چیزوں میں علم جس کی اس نے تعلیم دی اور اشاعت کی اور اولاد صالح جسے چھوڑ مرا ہے یا مصحف جسے میراث میں چھوڑا یا مسجد بنائی یا مسافر کے لیے مکان بنا دیا نہر جاری کر دی یا اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال میں سے صدقہ نکال دیا جو مرنے کے بعد اسکو ملے گا۔ (ابن ماجہ)

حدیث ۱۳ ..... حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھانا رات بھر عبادت سے افضل ہے۔ (دارمی)

حدیث ۱۴ ..... رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے وہاں دو مجلسیں تھیں فرمایا کہ دونوں مجلس اچھی ہیں اور ایک دوسری سے افضل ہیں یہ لوگ اللہ ﷻ سے دعا کرتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو منع کر دے اور یہ دوسری مجلس والے علم سیکھتے ہیں اور جاہل کو سکھاتے ہیں یہ افضل ہیں میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور اسی مجلس میں حضور ﷺ بیٹھ گئے (دارمی)

حدیث ۱۵ ..... جس نے میری امت کے دین کے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کیں اس کو اللہ ﷻ فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کا شافع و شہید ہوں گا۔ (بیہقی)

حدیث ۱۶ ..... دو حریص آسودہ نہیں ہوتے ایک علم کا حریص کہ علم سے کبھی ان کا پیٹ نہ بھرے گا اور ایک دنیا کا لالچی کہ یہ کبھی آسودہ نہیں ہوگا۔

حدیث ۱۷ ..... عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا دو حریص آسودہ نہیں ہوتے ایک صاحب علم دوسرا صاحب دنیا مگر یہ دونوں برابر نہیں۔ صاحب علم کی خوشنودی زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور صاحب دنیا سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے اس کے بعد حضرت عبداللہ ؓ نے یہ آیات پڑھیں۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى O اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ (پ۳۰، العلق ع۱)

ہاں ہاں بیشک آدمی سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور دوسرے کے لیے فرمایا:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ۲۲، فاطر ع۳)

اللہ سے اُس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث ۱۸..... جس علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے وہ اس خزانہ کی مثل ہے جس میں سے راہِ خدا میں خرچ نہیں کیا جاتا۔ (احمد)

حدیث ۱۹..... سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اس کو ہوگی جسے دنیا میں طلب کا موقع ملا مگر اس نے طلب نہیں کیا اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور اس سے سن کر دوسروں نے نفع تو اٹھایا مگر اس نے نفع نہیں اٹھایا۔ (ابن عساکر)

حدیث ۲۰..... علماء کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی۔ (خطیب)

حدیث ۲۱..... علماء کی مثل یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتہ چلتا ہے اور اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے۔

حدیث ۲۲..... علم تین ہیں آیتِ محکمہ یا سنتِ قائمہ یا فریضۂ عادلہ اور ان کے سوا جو کچھ ہے وہ زائد ہے (ابن ماجہ، ابوداؤد)

حدیث ۲۳..... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا علم دو ہیں ایک وہ کہ قلب میں ہو یہ علم نافع ہے دوسرا وہ کہ زبان پر ہو یہ ابن آدم پر اللہ عزوجل کی حجت ہے۔ (دارمی)

حدیث ۲۴..... جس نے علم طلب کیا اور حاصل کر لیا اس کے لیے دو چند اجر ہے اور حاصل نہ ہوا تو ایک اجر (دارمی)

حدیث ۲۵..... جس کو موت آئی اور علم کو اس لیے طلب کر رہا تھا کہ اسلام کا احیا کرے اس کے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ (دارمی)

حدیث ۲۶..... اچھا شخص وہ عالم دین ہے کہ اگر اس کی طرف حاجت لائی جائے تو نفع پہنچاتا ہے اور اس سے بے پروائی کی جائے تو وہ اپنے کو بے پروا رکھتا ہے۔ (دیلمی)

حدیث ۲۷..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کو کوئی بات معلوم ہے وہ کہے اور جو معلوم نہ ہو تو یہ کہدے کہ اللہ اعلم کیونکہ علم کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اس کے متعلق یہ کہدے واللہ اعلم اللہ عزوجل نے اپنے نبی سے فرمایا قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (پ۲۳ ص۸۶) میں تم سے اس پر اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں یعنی جو بات معلوم نہ ہو اس کے متعلق بولنا تکلف ہے۔ (بخاری، مسلم)

حدیث ۲۸..... قیامت کے دن اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بدتر حیثیت اس عالم کی ہے جو علم سے منتفع نہ ہو۔ (دارمی)

حدیث ۲۹..... زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک چیز کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگی جب علم جاتا رہے گا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیونکر جائے گا ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں وہ اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اسی طرح قیامت تک سلسلہ جاری رہے گا حضور ﷺ نے فرمایا زیاد تجھے تیری ماں روئے میں خیال کرتا تھا کہ تو مدینہ میں فقیہ شخص ہے کیا یہ یہود و نصاریٰ توریت و انجیل نہیں پڑھتے مگر ہے یہ کہ جو کچھ ان میں ہے اس پر عمل نہیں کرتے۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث ۳۰..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا ارباب علم کون ہیں؟ کہا وہ جو جانتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں فرمایا کس چیز نے علماء کے قلوب سے علم کو نکال دیا کہا طمع نے۔ (دارمی)

حدیث ۳۱..... میری امت میں کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم امراء کے پاس جا کر وہاں سے دنیا حاصل کریں اور اپنے دین کو ان سے بچائے رکھیں گے مگر ایسا نہیں ہوگا۔ جس طرح خار (ایک کانٹے والا درخت ہے) سے نہیں لیا جاتا مگر کانٹا اسی طرح امراء کے قریب سے سوا خطار کے کچھ حاصل نہیں۔ (ابن ماجہ)

حدیث ۳۲.....خدا کے نزدیک بہت مبغوض قراء (علماء) وہیں جو امرا کی ملاقات کو جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

حدیث ۳۳.....عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اہلِ علم علم کی حفاظت کریں اور اس کو اہل کے پاس رکھیں تو اس کی وجہ سے اہلِ زمانہ کے سردار ہو جائیں مگر انہوں نے علم کو دنیا والوں کے لیے خرچ کیا تا کہ ان سے دنیا حاصل کریں لہٰذا ان کے سامنے ذلیل ہو گئے میں نے تمہارے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس نے تمام فکروں کو یکسو فکرِ آخرت کی فکر کر دیا اللہ ﷻ فکرِ دنیا سے اس کی کفایت فرمائے گا۔ اور جس کے لیے احوالِ دنیا کی فکریں متفرق رہیں اللہ ﷻ کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا۔ (ابن ماجہ)

حدیث ۳۴.....جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں بتائی اس کے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث ۳۵.....جس نے علم کو اس لیے طلب کیا کہ علماء سے مقابلہ کرے یا بیوقوفوں سے جھگڑا کرے یا اس لیے کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے اللہ ﷻ اسے جہنم میں داخل کر دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث ۳۶.....جو اللہ ﷻ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے (علمِ دین) اس کو جو شخص اس لیے حاصل کرے کہ متاعِ دنیا حاصل جائے اس کو قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ ملے گی۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حدیث ۳۷.....وعظ نہیں کہتا مگر امیر یا مامور یا متکبر یعنی وعظ کہنا امرا کا کام ہے یا وہ کسی کو حکم کرے کہ وہ کہے اور ان کے سوا جو کوئی کہتا ہے وہ طلبِ جاہ و طلبِ دنیا کے لیے ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث ۳۸.....جس کو بغیر علم فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ اس فتویٰ دینے والے پر ہے اور جس نے اپنے بھائی کو مشورہ دیا اور یہ جانتا ہے کہ بھلائی اس کے غیر میں ہے اس نے خیانت کی۔ (ابوداؤد)

حدیث ۳۹.....رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی پھر یہ فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ لوگوں سے علم جدا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ علم کی کسی بات پر قادر نہیں ہوں گے۔ (ترمذی)

حدیث ۴۰.....اللہ ﷻ علم کو اس طرح نہیں قبض کرے گا کہ لوگوں کے سینوں سے جدا کر لے گا بلکہ علم کا قبض کرنا علماء کے قبض کرنے سے ہوگا جب عالم نہ رہیں گے جاہلوں کو لوگ سردار بنائیں گے وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری، مسلم)

حدیث ۴۱.....بدترین علماء میں اور بہتر سے بہتر اچھے علماء ہیں۔ (دارمی)

حدیث ۴۲.....علم کی آفت نسیان ہے اور نااہل سے علم کی بات کہنا علم کو ضائع کرنا ہے۔ (دارمی)

حدیث ۴۳.....ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ علم دین ہے تمہیں دیکھنا چاہیے کہ کس سے اپنا دین لیتے ہو۔

مسائل فقہیہ:

اپنے بچے کو قرآن و علم پڑھنے پر مجبور کر سکتا ہے یتیم بچے کو اس چیز پر مار سکتا ہے جس پر اپنے بچے کو مارتا ہے۔ (درمختار)

کیونکہ اگر یتیم بچے کو مطلق اعلان چھوڑ دیا جائے تو علم و ادب سے بالکل کورا رہ جائے گا اور عموماً بے فکرے بے تمیز ہوا کرتے ہیں نہیں آتے اور جب تک انہیں خوف نہ ہو کہنا نہیں مانتے تکرار کے متعلق صحیح ہونا ضروری ہے جیسے ہی موقع پر فرمایا گیا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ (پ۲ البقرہ ۲۲۰) اللہ تو علم ہے کہ کون مفسد ہے اور کون مصلح اسی طرح سامنہ بھی بچوں کو نہ پڑھنے یا شرارت کرنے پر سزائیں دے سکتے ہیں گروہ کلیہ ان کے پیشِ نظر بھی ہونا چاہئے کہ اپنا بچہ ہوتا تو اسے بھی اتنی ہی سزا دیتے بلکہ ظاہر تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے بچے کی تربیت و تعلیم کا جتنا

خیال ہوتا ہے دوسرے کا اتنا خیال نہیں ہوتا تو اگر اس کام پر اپنے بچہ کو نہ مارا یا کم مارا اور دوسرے بچہ کو زیادہ مارا تو معلوم ہوا کہ یہ مارا محض غصہ اتارنے کے لیے ہے مدعا مارا مقصود نہیں ورنہ اپنے بچہ کو مدعا مارنے کا زیادہ خیال ہوتا۔

مسئلہ نمبر۱.....عالم اگر چہ جوان ہو بوڑھے جاہل پر فضیلت رکھتا ہے لہٰذا چلنے اور بیٹھنے میں گفتگو کرنے میں بوڑھے جاہل کو عالم پر تقدم نہ کرنا چاہیے یعنی بات کرنے کا موقعہ ہو تو اس سے پہلے بھی نہ شروع کرے نہ عالم سے آگے آگے چلے نہ مسند جگہ پر بیٹھنے عالم غیر قرشی قرشی غیر عالم پر فضیلت رکھتا ہے۔ عالم کا حق غیر عالم پر ویسا ہے جیسا کہ ستائے کا حق ستاگر پر ہے عالم اگر کہیں چلا بھی جائے تو اس کی جگہ پر غیر عالم کو بیٹھنا نہ چاہیے۔ شوہر کا حق عورت پر اس سے بھی زیادہ ہے کہ عورت کو شوہر کی ہر دنیوی چیز میں جو مباح ہو اطاعت کرنی پڑتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۲.....دین حق کی حمایت کے لیے مناظرہ کرنا جائز ہے بلکہ عبادت ہے اور اگر اس لیے مناظرہ کرتا ہے کہ کسی مسلم کو مغلوب کردے اس لیے کہ اس کا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر ہو جائے یا دنیا حاصل کرنا مقصود ہے مال لے کلا لوگوں میں مقبولیت حاصل ہوتی یا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۳.....مناظرہ میں اگر مناظر جب حق کے لیے مناظرہ کرتا ہے یا اس کا یہ مقصود ہی ہے کہ اپنے مقابل کو مغلوب کردے اور بردے جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر جہلہ مذہب اسی قسم کا مناظرہ کرتے ہیں تو اس کے کفر اور اداؤں سے اپنے کو بچانا ہی چاہیے ایسے موقع پر اس کے کید سے بچنے کی تدبیریں کر سکتے ہیں۔

مسئلہ نمبر۴.....منبر پر چڑھ کر وعظ و نصیحت کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور اگر تذکیر و وعظ سے مال و جاہ مقصود ہو تو یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۵.....وعظ کہنے میں بے اصل باتیں بیان کر دینا مثلاً احادیث میں اپنی طرف سے کچھ جملے لا کر بیان میں کچھ ایسی کمی کر دینا جس سے حدیث کے معنی بگڑ جائیں جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر مقررین کی تقریروں میں ایسی باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ مجمع پر رعب ڈالنے کے لیے ایسی حرکتیں کر ڈالتے ہیں ایسی وعظ گوئی ممنوع ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممنوع ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود ایسی باتوں میں آلودہ ہے اس کو سب سے پہلے اپنی ذات کو نصیحت کرنی چاہیے اور اگر وعظ کے الفاظ باتیں بیان نہیں کرتا اور نہ اس قسم کی کمی بیشی کرتا ہے بلکہ الفاظ و تقریر میں لطافت اور شستگی کا خیال رکھتا ہے تاکہ اچھا پڑھے لوگوں پر رقت طاری ہو اور قرآن و حدیث کے فوائد اور نکات کی شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتا ہے تو یہ اچھی چیز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶.....معلم نے بچوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں سے بنائی کے لیے پیسے لاؤ پیسے لیکے ہوئے کچھ پیسوں کی بنائی لیا اور کچھ خود رکھ لیے جو اپنے کام میں صرف کرے کہا ایسا کر سکتا ہے کیونکہ بچوں کے باپ وغیرہ اس قسم کے پیسے اس غرض سے دیتے ہیں کہ بچ رہے گا تو وہ میاں جی کا ہو گا اور ہرگز اس کے امیدوار نہیں رہتے کہ جو کچھ بچے گا واپس ملے گا اور جان بوجھ کر اس سے زیادہ دیا کرتے ہیں جتنے کی ضرورت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا معمول رقم زائد کی تملیک ہے۔ (درمختار و غنیہ)

مسئلہ نمبر۷.....عالم اگر ایسا عالم ہو لوگوں پر ظاہر کرے تو اس میں حرج نہیں مگر یہ ضروری ہے کہ تفاخر کے طور پر یا اظہار نہ ہو کہ تفاخر حرام ہے بلکہ محض تحدیث نعمت الٰہی کے لیے یہ ظاہر ہو اور یہ مقصد ہو کہ جب لوگوں کو یہ معلوم ہو گا تو استفادہ کریں گے کوئی دین کی بات پوچھے گا اور کوئی پڑھے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۸.....طلب علم اگر اچھی نیت سے ہو تو بہتر عمل خیر سے یہ بہتر ہے کیونکہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے مگر یہ ضروری ہے کہ فرائض کی انجام دہی میں خلل و نقصان نہ ہو اچھی نیت کا یہ طلب ہے کہ رضائے الٰہی اور آخرت کے لیے علم سیکھے طلب دنیا و طلب جاہ نہ ہو اور طلب

کا اگر مقصد یہ ہو کہ میں اپنے سے جہالت کو دور کروں اور تحقیق کو نفع پہنچاؤں یا پڑھنے سے مقصود علم کی احیاء ہے مثلاً لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے میں بھی نہ پڑھوں تو علم مٹ جائے گا یہ نیتیں بھی اچھی ہیں اور اگر صحیح نیت پر قادر نہ ہو جب بھی نہ پڑھنے سے پڑھنا اچھا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... عالم و متعلم کو علم میں بخل نہ کرنا چاہیے مثلاً اس سے روایت کے طور پر کوئی کتاب مانگے یا اس سے کوئی مسئلہ سمجھنا چاہے تو انکار نہ کرے کتاب دے دے مسئلہ سمجھا دے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص علم میں بخل کرے گا تین باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہوگا یا وہ مر جائے گا اور اس کا علم جاتا رہے گا یا بادشاہ کی طرف سے کسی بلا میں مبتلا ہوگا یا علم بھول جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰..... عالم و متعلم کو علم کی توقیر کرنی چاہیے یہ نہ ہو کہ زمین پر کتابیں رکھے یا خانہ پیشاب کے بعد کتابیں چھوا چاہے تو وضو کر لیا مستحب ہے وضو نہ کرے تو ہاتھ ہی دھو لے اب کتابیں چھوئے اور یہ بھی چاہیے کہ ایسی چوکی میں نہ پڑھے کہ کھانے پینے رہنے سہنے میں معمولی حالت اختیار کرے مجرموں کی طرف توجہ نہ دے تکبر یہ بھی نہ ہو کہ اتنی بھی نہ کرے کہ تکمیل غذا اور کم خوابی میں اپنی جسمانی حالت خراب کر دے اور اپنے کو کمزور کر دے کہ خود اپنے نفس کا بھی حق ہے اور بیوی بچوں کا بھی حق ہے سب کا حق پورا کرنا چاہئے۔ عالم و متعلم کو یہ بھی چاہیے کہ لوگوں سے میل جول کم رکھیں اور فضول باتوں میں نہ پڑیں اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ برابر جاری رکھیں دینی مسائل میں مذاکرہ کرتے رہیں کب بھی کرتے رہیں کسی سے جھگڑا ہو جائے تو نرمی اور انصاف سے کام لیں جاہل اور اس میں اس وقت بھی فرق ہونا چاہیے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... استاد کا ادب کرے اس کے حقوق کی محافظت کرے اور مال سے اس کی خدمت کرے اور استاد سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس میں بیرونی نہ کرے استاد کا حق ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے اس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے جب استاد کے مکان پر جائے تو دروازہ پر دستک نہ دے بلکہ اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... نااہلوں کو علم نہ پڑھائے اور جو اس کے اہل ہوں ان کی تعلیم سے انکار نہ کرے کہ نااہلوں کو پڑھانا علم کو ضائع کرنا ہے اور اہل کو نہ پڑھانا ظلم و جور ہے۔ (عالمگیری) نااہل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نسبت معلوم ہے کہ علم کے حقوق کو ملحوظ نہ رکھیں گے پڑھ کر چھوڑ دیں گے جاہلوں کے سے استعمال کریں گے یا لوگوں کو گمراہ کریں گے یا ملاکو جہام کریں گے۔

مسئلہ نمبر ۱۳..... معلم اگر ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو پانچ باتیں اس پر لازم ہیں (1) تعلیم پر اجرت لینا شرط نہ کرے اگر کوئی خود دے دے تو لے لے ورنہ کچھ نہ کہے (2) یا دشوار ہے (3) خیر خواہانہ تعلیم دے توجہ کے ساتھ پڑھائے (4) لڑکوں میں جھگڑا ہو تو عدل و انصاف سے کام لے یہ نہ ہو کہ مال داروں کے بچوں کی طرف زیادہ توجہ کرے اور غریبوں کے بچوں کی طرف کم (5) بچوں کو زیادہ نہ مارے مار نے میں حد سے تجاوز کرے گا تو قیامت کے روز مجھا سہنا پڑے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... ایک شخص نماز وغیرہ کے مسائل اس لیے سیکھے کہ دوسرے لوگوں کو سکھائے تا کہ اور دوسرے نے اس لیے سیکھے کہ ان پر خود عمل کرے گا یہ دوسرا شخص اس دوسرے سے افضل ہے۔ (درمختار) یعنی جب کہ پہلے کا یہ مقصد ہو کہ عمل بھی کرے گا اور تعلیم بھی دے گا یہ کہ محض تحصیل علم میں لگ جائے دوسرے پر فضیلت ہے کیونکہ پہلے کا مقصد دوسروں کو فائدہ پہنچانا اور دوسرے کا مقصد صرف اپنے کو فائدہ پہنچانا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۵..... گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... کچھ قرآن مجید یاد کر لینا ہے اور اسے فرصت ہے تو افضل یہ ہے کہ علم فقہ سیکھے کہ قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کی ضروری باتوں کا جاننا فرض عین ہے۔ (درمختار)

ریا و سمعہ کا بیان

ریا یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا اور سمعہ یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے یہ دونوں چیزیں بہت بری ہیں ان کی وجہ سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور یہ شخص مستحق عذاب ہوتا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ (پ۳ البقرہ ۲۶۴)

اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کرو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر کہ تو اس کی طرح جو اپنا مال دکھاوے کے لیے خرچ کرے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور ارشاد ہوا۔

فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا (پ۱۶ الکہف ۱۱۰)

جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس کی تفسیر میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ریا نہ کرے کہ وہ ایک قسم کا شرک ہے۔ اور فرمایا ہے۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (پ۳۰ الماعون ۴ تا ۷)

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں اور وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (پ۲۳ الزمر ۲)

تو اللہ کو پوجو اس کے بندے ہو کر اور یہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا (پ۵ النسآء ۳۸)

اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللہ اور قیامت پر اور جس کا ساتھی شیطان ہو تو کتنا برا ساتھی ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

احادیث اس کی مذمت میں بہت ہیں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱..... ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں جس کا مسیح دجال سے بھی زیادہ ڈر ہے تم سے خوف ہے ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، ارشاد فرمایا وہ شرک خفی ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور اس وجہ سے زیادہ کرتا ہے کہ دیکھتا ہے کہ وہ شخص اسے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔

حدیث ۲..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے وہ شرک اصغر ہے۔ لوگوں نے عرض کی شرک اصغر کیا چیز ہے ارشاد فرمایا ریا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں کا زیادہ کیا کہ جس دن بندوں کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا یا کرے گا خداوں سے اللہ ﷻ فرمائے

گمان کے پاس جاؤ جن کے دکھاوے کے لیے کام کرتے تھے جا کر دیکھو کہ وہاں تمہیں کوئی بدلا اور ثواب ملتا ہے۔

حدیث ۳.....امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابو سعید ابن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ عزوجل تمام اولین و آخرین کو اس دن جمع فرمائے گا جس میں شک نہیں تو ایک منادی ندا کرے گا جس نے کوئی عمل اللہ کے لیے کیا اور اس میں کسی کو شریک کرلیا وہ اپنے عمل کا ثواب اسی شریک سے طلب کرے کیونکہ اللہ عزوجل شرک سے بالکل بے نیاز ہے۔

حدیث ۴.....صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا میں تمام شرکا میں شرکت سے بے نیاز ہوں جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کیا میں اس کو شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا یعنی اس کا کچھ ثواب نہ دوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ہے میں اس سے بری ہوں وہ اسی کے لیے ہے جس کے لیے عمل کیا۔

حدیث ۵.....صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔

حدیث ۶.....صحیح بخاری و مسلم میں جندب یعنی ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو سنانے کے لیے کام کرے گا اللہ عزوجل اس کو سنائے گا یعنی اس کی سزا دے گا اور جو ریا کرے گا اللہ عزوجل اسی ریا کی سزا دے گا۔

حدیث ۷.....طبرانی و حاکم رحمہما اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ریا کا ادنیٰ مرتبہ بھی شرک ہے اور تمام بندوں میں خدا کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جو پرہیزگار ہیں جو چھپے ہوئے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو انہیں کوئی تلاش نہ کرے اور گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں وہ لوگ ہدایت کے امام ہیں اور علم کے چراغ ہیں۔

حدیث ۸.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے۔ معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر نبی ﷺ کے پاس روتا ہوا پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں روتے ہو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی وہ مجھے رلاتی ہے میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کے ولی سے دشمنی کرے وہ اللہ عزوجل سے لڑائی کرتا ہے۔ اللہ عزوجل نیکوں پرہیزگاروں چھپے ہوؤں کو دوست رکھتا ہے وہ کہ غائب ہوں تو ڈھونڈیں نہ جائیں حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں اور ان کو نہ دیکھ کر پہچانا جائے ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں ہر غبار آلود تاریکی سے نکل جاتے ہیں۔ یعنی مشکلات اور بلاؤں سے الگ ہوتے ہیں۔

حدیث ۹.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جمیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ صفوان اور ان کے ساتھیوں کے پاس میں حاضر تھا جندب رضی اللہ عنہ ان کو نصیحت کر رہے تھے انہوں نے کہا تم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہو تو بیان کرو۔ جندب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو سنانے کے لیے عمل کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے سنائے گا یعنی سزا دے گا اور جو مشقت ڈالے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا۔ انہوں نے کہا ہمیں وصیت کیجئے فرمایا سب سے پہلے انسان کا پیٹ سزا سے گا لہٰذا جس سے ہو سکے کہ پاکیزہ حلال کے سوا کچھ نہ کھائے اور وہ بھی کرے اور جس سے ہو سکے کہ اس کے اور جنت کے درمیان بلوخون حائل نہ ہو وہ یہ کرے یعنی کسی کو ناحق قتل نہ کرے۔

حدیث ۱۰.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے ریا کے ساتھ نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔

حدیث ۱۱.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ رونے کسی نے پوچھا کیوں روتے ہیں؟ کہا کہ ایک بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی وہ یاد آ گئی اس نے مجھے رلا دیا۔ حضور ﷺ کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ میں اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا اندیشہ کرتا ہوں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی فرمایا ہاں مگر وہ لوگ آفتاب و ماہتاب

اور چھر اور بہت کو نہیں پہچھے بلکہ اپنے اعمال میں دیا کریں گے اور شہوت خفیہ یہ کہ صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا۔

حدیث ۱۲..... امام احمد و مسلم و نسائی رحمہم اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کا فیصلہ ہوگا جو شہید و حاضر کیا جائے گا اللہ ﷻ اپنی نعمتیں دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا یعنی اقرار کرے گا پھر فرمائے گا کہ ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ میں شہید ہوا اللہ ﷻ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں سو کہہ لیا گیا حکم ہوگا اس کو منہ کے بل کھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک وہ شخص جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا وہ حاضر کیا جائے گا اس سے نعمتوں کو دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا فرمائے گا ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا کیا کہے گا میں نے تیرے لیے علم سیکھا سکھایا اور قرآن پڑھا وفرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے علم اس لیے پڑھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے کہہ لیا گیا حکم ہوگا منہ کے بل کھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا پھر ایک تیسرا شخص لایا جائے گا جس کو خدا نے وسعت دی ہے اور ہر قسم کا مال دیا ہے اس سے اپنی نعمتیں دریافت فرمائے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا فرمائے گا تو نے ان کے مقابل کیا کیا عرض کرے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے محبوب ہے مگر میں نے اس میں تیرے لیے خرچ کیا فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے خرچ کیا کہ تی کہا جائے سو کہہ لیا گیا اس کے متعلق بھی حکم ہوگا منہ کے بل کھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حدیث ۱۳..... بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ کی پناہ مانگو جُبُّ الْحُزْنِ سے۔ یہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتی ہے اس میں قاری داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریا کرتے ہیں اور خدا کے بہت زیادہ مبغوض وہ قاری ہیں جو امراء کی ملاقات کو جاتے ہیں۔

حدیث ۱۴..... طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص آخرت کے عمل سے آراستہ ہو اور وہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے تو آخرت کا طالب ہے اس پر آسمان و زمین میں لعنت ہے۔

حدیث ۱۵..... حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے جو چکنے پتھر پر چلتی ہے۔

حدیث ۱۶..... امام احمد و طبرانی رحمہما اللہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو شرک سے بچو کیونکہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس طرح شرک سے بھی رہنا فرمایا کہ یہ کہا جائے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ اَنْ نُّشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ۔ الٰہی ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ جان کر ہم تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور ہم اس سے استغفار کرتے ہیں جس کو نہیں جانتے۔"

حدیث ۱۷..... طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگوں کو جنت کا حکم ہوگا جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ ﷻ نے جنتیوں کیلئے سامان تیار کر رکھا ہے دیکھیں گے۔ پکارا جائے گا کہ انہیں واپس کر دو جنت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کوئی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیاء کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا ارشاد فرمائے گا کہ ہمارا مقصد یہی تھا اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے میرے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے فبذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا

اور ثواب سے محروم کروں گا۔

حدیث ۱۸..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کی نیت طلب آخرت ہے اللہ ﷻ اس کے دل میں غنا پیدا کردے گا اور اس کی جانچیں جمع کردے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی اور طلب دنیا جس کی نیت ہو اللہ ﷻ فقر و محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کردے گا اس کے کاموں کو متفرق کردے گا۔ اور لے گا وہی جو اس کے لیے لکھا جا چکا ہے۔

حدیث ۱۹..... صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ فرمائیے کہ آدمی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ (یہ بھی اچھی) فرمایا یہ مومن کے لیے عاجلہ یعنی دنیا میں بشارت ہے۔

حدیث ۲۰..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا ایک شخص آ گیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حال میں دیکھا (یہ بھی تو ہوا) فرمایا فرمایا ابوہریرہ تمہارے لیے دو ثواب ہیں پوشیدہ عبادت کرنے کا اور علانیہ کا بھی یہ اس صورت میں ہے کہ عبادت اس لیے نہیں کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ عابد سمجھیں عبادت خالصتاً اللہ ﷻ کے لیے ہے عبادت کے بعد اگر لوگوں پر ظاہر ہو گئی اور بھلا یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے نے اچھی حالت میں پایا اس طبعی مسرت سے ریا نہیں۔

حدیث ۲۱..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کی رہائی کے لیے یہ کافی ہے کہ دین و دنیا میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے یعنی جسے لوگ اچھا سمجھتے ہوں اور اس کو ریا و عجب سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے مگر خدا کی خاص مہربانی جس پر ہو وہی بچتا ہے۔

مسائل فقہیہ روزہ دار سے پوچھا گیا تمہارا روزہ کیسا ہے کہہ دینا چاہئے کہ میرا روزہ میں ریا کو دخل نہیں یہ نہ کہے کہ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے یعنی ایسا لفظ نہ کہے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ یا اپنے روزہ کو چھپاتا ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات ہے کہ چھپاتا ہے مگر اس طرح جس سے اخبار ہو جاتا ہے منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتا ہے کہ اپنے عمل کو چھپاتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱..... عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ضروری ہے دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے بلکہ حدیث میں ریا کو شرک اصغر فرمایا اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مرتب ہو مثلاً اعلانیہ میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھی اگر چہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پانی نجس مگر اس نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو ثواب کا مرتب ہے یعنی اس نماز پر ثواب پائے گا مگر جب کہ بعد میں معلوم ہوا کہ پانی پاک تھا تو وہ مطالبہ جو اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوگا وہ بدستور قائم رہے گا اس کو ادا کرنا ہو گا اور کبھی شرائط صحت پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی تمام ارکان آداب اور شرائط بھی پائے گئے مگر ریا کے ساتھ پڑھی تو اگر چہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے گا مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے ثواب نہیں۔

ریا کی دو صورتیں ہیں کبھی تو اصل عبادت ہی ریا کے ساتھ کرتا ہے کہ مثلاً لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں یہ ریا کے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں کوئی نہ ہوتا ہر حال نماز پڑھتا مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب بھی پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا یہ دوسری قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے اس میں اصل نماز کا ثواب ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا ہے یہ اخلاص سے نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ شروع کیا گیا مگر اثنائے عمل میں ریا کی مداخلت ہو گئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے

عبادت کی بلکہ یہ عبادت اخلاص سے ہوئی ہاں اس کے بعد جو کچھ عبادت میں حسن وخوبی پیدا ہوگئی وہ ریا سے ہوئی اور یہ ریا کی قسم دوم میں شمار ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... روزہ کے متعلق بعض علماء کا یہ قول ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ ریا سے کیا اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو جتانے کیلئے یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں یا لوگوں کے سامنے مرجھائے رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے اس طور پر روزہ میں بھی ریا کی مداخلت ہوسکتی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴..... ریا کی طرح اجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لیے بخش ایصال ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں پھر میت کے لیے ایصال ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب نہ میت کو بلکہ اجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار۔ (ردالمحتار)

ہاں اگر اخلاص کے ساتھ کسی نے تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی ہے اور اس کا ایصال بھی ہوسکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیئے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی جاتی ہے یہ بھی ایک قسم کی اجرت ہی ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہوجاتی ہے تو اسے بھی شروط ہی کا حکم دیا جاتا ہے اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہوا ہاں بعض لوگ یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا ہوں اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کرسکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لیے ہے یا اللہ تعالیٰ کے لیے ختم آیت پڑھنے والا اپنا دو یا حصہ لیتا ہے یعنی ایک حصہ خاص ختم آیت پڑھنے کا ہوتا ہے اور نہ ملے تو جھگڑتا ہے گویا زائد حصہ ختم آیت کا معاوضہ ہے اس سے بھی یہ لگتا ہے کہ جس طرح اجیر کو اجرت نہ ملے تو جھگڑا کرلیتا ہے اسی طرح یہ بھی لیتا ہے لہٰذا بالظاہر اخلاص نظر نہیں آتا واللہ اعلم بالصواب۔

میلاد خوان اور وعظ بھی دو حصے لیتے ہیں جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ایک حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے لیتے ہیں اور اگر وہ بھی یہی حصہ لیتے جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ ذبح مٹھائی کے بعد لے لیتے تقسیم کے ضائع ہونے کا شبہ نہ ہوتا بعض جگہ خصوصیات کے ساتھ ان کی دعوتیں بھی اسی اجرت ہی کی حد میں آتی ہیں ہاں اگر اور لوگوں کی دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعظ وتقریر کا معاوضہ ہے اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل چنداں ضروری نہیں یہ مختصر بیان دین دار طبع شریعت کے لیے کافی وافی ہے وہ خود اپنے دل میں انصاف کرسکتا ہے کہ کہاں عمل خیر کی اجرت ہے اور کہاں نہیں۔

مسئلہ نمبر ۵..... جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں سوال تجارت بھی ہے (یعنی اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں بیچ جاؤں گا حج بھی کرلوں گا یا دونوں برابر یعنی سفر ہی دونوں مقصد سے کیا تو ان دونوں صورتوں میں ثواب نہیں یعنی جانے کا ثواب نہیں اور اگر مقصود حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا تو حج کا ثواب ہے اسی طرح اگر حج پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کا بھی خیال ہے اگر اصلی مقصود حج ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال غالب ہے یا دونوں برابر تو جانے کا ثواب نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... فرائض میں ریا کو دخل نہیں۔ (ردالمحتار) اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرائض میں ریا یا ہی نہیں جاتا اس لیے کہ جس طرح نوافل کو ریا کے ساتھ ادا کرسکتا ہے یہ ہوسکتا ہے کہ فرائض کو بھی ریا کے طور پر ادا کرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرض اگر ریا کے ساتھ ادا کیا جب بھی اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا اگرچہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریا کی مداخلت

کا اندیشہ ہو تو اس مداخلت کو اختیار کر کے فرض کو ترک نہ کرے بلکہ فرض ادا کرے اور ریا کو دور کرنے کی اور اخلاص حاصل ہونے کی کوشش کرے۔

زیارتِ قبور کا بیان[1]

حدیث ۱.....صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو اور میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی تھی اب جب تک تمہاری سمجھ میں آئے رکھ سکتے ہو۔

حدیث ۲.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو کہ وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔

حدیث ۳.....صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کے پاس جائیں یہ کہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا حِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

حدیث ۴.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں قبور کے پاس سے گزرے تو ادھر کو منہ کر کے اور یہ فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

حدیث ۵.....صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہتی ہیں کہ جب میری باری کی رات ہوتی حضور ﷺ آخر شب میں بقیع کو جاتے اور یہ فرماتے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ

حدیث ۶.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں محمد بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے والدین کی دونوں یا ایک کی ہر جمعہ میں زیارت کرے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی اور نیکوکار لکھا جائے گا۔

حدیث ۷.....خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے کی قبر پر گزرے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مردہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

حدیث ۸.....امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں (یعنی روضہ مطہر میں) داخل ہوتی تو اپنے کپڑے اتار دیتی (یعنی ذکر کپڑے جو عورتوں کے سامنے ہونے میں حرج تھی کہ لیے ضروری ہیں) اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد ہیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیا کی وجہ سے خدا کی قسم میں وہاں نہیں گئی مگر اچھی طرح پنے اوپر کپڑوں کو لپیٹ کر۔

مسائل فقہیہ:

زیارت قبور جائز و مسنون ہے حضور اقدس ﷺ شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا کرتے اور یہ فرمایا بھی ہے کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کرو۔

مسئلہ نمبر ۱.....جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اس کی زندگی میں اگر اس پاس ملاقات کو آتا تو جتنا نزدیک یا دور ہوتا اب بھی قبر کی

---

[1] زیارت کے متعلق مسائل حصہ چہارم میں ذکر کیے گئے ہیں وہاں سے معلوم کریں۔ ۱۲ منہ

زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۲.....قبر کی زیارت کو جانا چاہیے تو مستحب ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ اور آیۃ الکرسی ایک بار اور قل ھو اللہ تین بار پڑھے اور اس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے اللہ ﷻ میت کی قبر میں نور پیدا کرے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا اب قبرستان کو جائے راستہ میں لایعنی باتوں میں مشغول نہ ہو جب قبرستان پہنچے جوتیاں اتار دے اور قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کر قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرہ کی طرف منہ اور اس کے بعد یہ کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

اور سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی و سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ اور لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ اور سورۂ فلق اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۳.....چار دن زیارت کے لیے بہتر ہیں دو شنبہ پنج شنبہ جمعہ کے دن نماز جمعہ افضل ہے اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور پنج شنبہ کو دن کے اول وقت میں اور بعض علماء نے فرمایا کہ پچھلے وقت میں افضل ہے متبرک راتوں میں زیارت قبور افضل ہے مثلاً شب برأت شب قدر اسی طرح عیدین کے دن اور عشرۂ ذی الحجہ میں بہتر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۴.....قبرستان کے درخت کا حکم یہ ہے کہ وہ جو درخت قبرستان سے پہلے کا ہے یعنی زمین کو جب قبرستان بنایا گیا اس وقت وہ درخت وہاں موجود تھا تو جس کی زمین ہے اسی کا درخت ہے وہ جو چاہے کرے اور اگر وہ زمین جس قبرستان کی ملکیت نہ تھی تو درخت اور زمین کا وہ حصہ جس میں درخت ہے اسی پہلی حالت پر ہے کہ کسی کی ملکیت نہیں اور اگر قبرستان ہونے کے بعد کا درخت ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص نے لگایا تھا جس نے لگایا ہے اس کا ہے مگر اسے یہ چاہئے کہ صدقہ کر دے اور معلوم نہ ہو کہ کس نے لگایا ہے بلکہ وہ خود ہی وہاں جم گیا ہے تو قاضی کو اس کے متعلق اختیار ہے اگر قاضی کی بہتری اسی میں ہے کہ درخت کٹوا کر قبرستان پر خرچ کر دے تو کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۵.....بزرگان دین اولیاء صالحین کے مزار علیہ پر خلاف ذوالحاجیز ہے جب کہ یہ معلوم ہو کہ صاحب مزار کی وقت نظر عوام میں پھیلا ہوا ان کا ادب کریں ان کے برکات حاصل کریں۔ (ردالمحتار)

ایصالِ ثواب

مسئلہ نمبر۱.....ایصال ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادت مالیہ یا بدنیہ فرض نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے بندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ و عقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے۔ ہدایہ اور شرح عقائد نسفی میں اس کا بیان موجود ہے اس کو جمہور کہنا بہت دھری ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا پانی۔ انہوں نے کنواں کھودا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب پہنچتا ہے

اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن چالیسویں دن یہ تخصیصات محض شرعی تخصیصات ہیں ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے کوئی بھی نہیں کہتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے تو نہیں پہنچے گا یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں یہ محض افتراء ہے جو

مسلمانوں کے سر پاتہ ھا جاتا ہے اور زندوں اور مردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی یکا کوشش ہے پس جب کہ ہم اصل کلیہ بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اس کلیہ سے معلوم ہو گئے۔

سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کو قرآن مجید پڑھوا کر یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصال ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہل حاجت کو چنے تاشے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقرا، و مساکین کو کھلاتے ہیں یا ان کے گھروں پر بھیجتے ہیں جائز و بہتر ہے پھر بریلچ شدہ کو حسب حیثیت کھانا پکا کر فریا کو دیتے یا کھلاتے ہیں پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں پھر چھ مہینے پر ایصال ثواب کرتے ہیں اس کے بعد بری ہوتی ہے یہ سب اسی ایصال ثواب کی فروع میں سے ہیں داخل ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کئے جائیں نمائشی نہ ہوں نمود مقصود نہ ہو ورنہ یہ ثواب ہے بنا ایصال ثواب۔

بعض لوگ اس موقع پر عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ اسی طرح شب برأت میں حلوا پکتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے حلوا پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل۔ ماہ رجب میں بعض جگہ سورہ ملک پانچسو مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ اسی ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کھنڈے ہوتے ہیں کہ چاول یا گیہوں کھچڑا کر کھنڈوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کھنڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے یہ ایک قسم کی جبر ہے جاہلوں کا طریق عمل ہے پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔ اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کے لیے پوریوں کے کھنڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز مگر اس میں اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔ اس کھنڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستان عجیب ہے اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کریں۔ ماہ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصال ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے کوئی شیرینی (شکر) پر کوئی مٹھائی کوئی روٹی گوشت پر جس پر چاہو فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کرو ضرور ہے۔ بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کی دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے۔

ماہ ربیع الاخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی گیارہویں کو حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے یہ بھی ایصال ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی جب بھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔ ماہ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل ہے۔ اصحاب کہف کا توشہ یا حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہ العزیز کا توشہ بھی جائز ہے اور ایصال ثواب میں داخل ہے۔

مسئلہ نمبر ۲..... عرس بزرگان دین رضی اللہ عنہم جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب ان بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا کھانا کھایا جاتا ہے بلکہ ایسے امور جو باعث ثواب و خیر و برکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔ حضور اقدس ﷺ ہر سال کے اول آخر میں شہدائے احد رضی اللہ عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے ہاں پیشہ وری یہ کہ عرس کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے۔ جاہلوں کو ہاشر و رنج حرکات سے روکا جائے اگر منع کرنے سے باز نہ

آئیں تو ان اعمال کا آسمان کے ذمہ۔

مجالسِ خیر

مسئلہ نمبر ۱..... میلاد شریف یعنی حضور اقدس ﷺ کی ولادت اقدس کا بیان جائز ہے اسی کے ضمن میں اسی مجلس پاک میں حضور ﷺ کے فضائل و معجزات و سیر و حالات حیات و رضاعت و بعثت کے واقعات بھی بیان ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کا ذکر احادیث میں بھی ہے اور قرآن مجید میں بھی۔ اگر مسلمان اپنی محفل میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لیے محفل منعقد کریں تو اس کے جائز ہونے کی وجہ نہیں۔ اس مجلس کے لیے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا خیر کی طرف بلانا ہے جس طرح وعظ اور مجلسوں کے اعلان کیے جاتے ہیں اشتہارات چھپوا کر تقسیم کیے جاتے ہیں اخبارات میں اس کے متعلق مضامین شائع کیے جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہو جاتے اس طرح ذکر پاک کے لئے بلانا درست ہے اس مجلس کو ناجائز و بدعت نہیں کہا جا سکتا، اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے مٹھائی بانٹنا بدعت ہے جب یہ محفل جائز ہے تو شیرینی تقسیم کرنا جو ایک جائز فعل تھا اس مجلس کو ناجائز نہیں کر دے گا۔

یہ کہنا کہ لوگ اسے ضروری سمجھتے ہیں، اس وجہ سے ناجائز ہے یہ بھی غلط ہے کوئی بھی واجب یا فرض نہیں جانتا۔ بہت مرتبہ میں نے خود دیکھا ہے کہ میلاد شریف ہوا اور مٹھائی نہیں تقسیم ہوئی اور یا فرض اسے کوئی ضروری سمجھتا بھی ہو تو عرفی ضروری کہتا ہو گا نہ کہ شرعاً اس کو ضروری جانتا ہو گا اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں علماء کرام نے اس قیام کو مستحسن فرمایا ہے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا بھی جائز ہے بعض اکابر کو اس مجلس پاک میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور ﷺ موقع پر تشریف لاتے ہیں مگر کسی غلام پر اپنا کرم خاص فرمائیں اور تشریف لائیں تو مستبعد بھی نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲..... مجلس میلاد شریف میں بالکل مجالس میں وہی روایت بیان کی جائیں جو ثابت ہوں موضوعات اور گھڑے ہوئے قصے ہرگز ہرگز بیان نہ کیے جائیں کہ بجائے خیر و برکت ایسی باتوں کے بیان کرنے میں گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳..... معراج شریف کے بیان کے لیے مجلس منعقد کرنا، اس میں واقعہ معراج بیان کرنا جس کو رجبی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۴..... یہ مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس ﷺ خلعت مبارک پہنے ہوئے عرش پر گئے اور وہ عظیمی اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ یہ بند پاجامے فیتہ اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔

مسئلہ نمبر ۵..... خلفائے راشدین ؓ کی وفات کی تاریخوں میں مجلس منعقد کرنا اور ان کے حالات و فضائل و کمالات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی جائز ہے کہ وہ حضرات مقتدایان اہل اسلام ہیں ان کی زندگی کے کارنامے مسلمانوں کے لیے مشعل ہدایت ہیں اور ان کا ذکر باعث خیر و برکت اور سبب نزول رحمت ہے۔

مسئلہ نمبر ۶..... رجب کی ۲۶ و ۲۷ کو روزے رکھتے ہیں پہلے کو "ہزاری" دوسرے کو "انگھی" کہتے ہیں یعنی پہلے میں ہزار روزے کا ثواب اور دوسرے میں ایک لاکھ کا ثواب بتاتے ہیں۔ ان روزوں کے رکھنے میں مضائقہ نہیں مگر یہ جو ثواب کے متعلق مشہور ہے اس کا ثبوت نہیں۔

مسئلہ نمبر ۷..... عشر محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا بیان کرنا جائز ہے جب کہ روایات صحیحہ بیان کی جائیں ان واقعات میں صبر و تحمل رضا و تسلیم کا بہت عمدہ درس ہے اور پابندی احکام شریعت و اتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حفاظت میں تمام اعزہ و اقربا اور فدا اور خود اپنے کو راہ خدا میں قربان کیا اور جرح و نزع کا کام بھی نہ آنے دیا مگر اس مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی ذکر خیر ہونا چاہئے

نا کہ اہلِ سنت اور شیعوں کی مجالس میں فرق و امتیاز ہے۔

مسئلہ نمبر ۸..... "تعزیہ داری" کہ واقعاتِ کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں کہیں تخت بنائے جاتے ہیں، کہیں ضریح مختصر سے اور علم اور شدے نکالے جاتے ہیں، ڈھول باشے اور تم تم کے باجے بجائے جاتے ہیں تعزیوں کا بہت زیادہ دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں، پتھر تی لگانے کو بہت برا جانتے ہیں تعزیوں کے اندر روضہ مصنوعی قبریں بناتے ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسرے پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر یا ضریہ قبر بناتے ہیں اور وہاں شربت مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں یہ تصور کر کے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور موجہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں پھر یہ تعزیے دسویں تاریخوں کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں گویا یہ بتانا وہ تقاضے دفن کر آئے پھر تیجہ دسواں چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک شرافات پر مشتمل ہوتا ہے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی مہندی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے اور مہندی رچائی جائے گی اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک بناتا ہے جس کے کمر سے گھنگھرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا گھوڑا اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے

کسی پیڑ کو کفنایا جاتا ہے اس کے گلے میں جھولی ڈالتے اور کفر اس سے بھیک منگواتے ہیں، کوئی عقد بنایا جاتا ہے۔ چھوٹے سے مٹکے اس کے کہ ہاتھ بھر لگتی ہے لوہا یا ٹین کے ٹکڑات سے پانی بھر کر لائے گا، کسی علم پر مٹکے لگتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے گویا یہ حضرت عباس علمدار ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدوں نے مٹکے کو تیر سے چھید دیا ہے، ایسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں یہ سب لغو و خرافات ہیں ان سے ہرگز سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ خوش نہیں یہ تم خود غور کرو کہ انہوں نے احیائے دینِ سنت کے لیے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو ہنسی مذاق کا ذریعہ بنا لیا۔

بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں براق بنایا جاتا ہے جو عجیب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا۔ شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لیے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دلدل بنتا ہے کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں بعض جگہ آدمی رسّے بندھے گلور پتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی ایسی بری حرکت کو اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا افسوس کہ محبت اہلِ بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں یہ واقعہ تمہارے لیے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنا لیا اس سلسلہ میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہو جاتا ہے سینہ سرخ ہو جاتا ہے بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے مرثیہ میں فقط واقعات نظم کیے جاتے ہیں اہلبیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور پڑھا، کہ مرثیہ والے ہی کے ہیں بعض میں تو ہوا بھی ہوتا ہے مگر اس رو میں کبھی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انہیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

مسئلہ نمبر ۹..... اظہارِ غم کے لیے سر کے بال کھولتے ہیں، کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور جھلاتے ہیں یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں ان سے بچنا نہایت ضروری ہے احادیث میں ان کی سخت مذمت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰..... تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ نذر مانتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں یہ ناجائز

ہے کہ رزق کی تنگ ہے بے رحمی ہوتی ہے بیتیں کبھی مایوں میں بھی گرتی ہیں اور اکثر لونے والوں کے پاؤں کے نیچے بھی آتی ہیں اور بہت کچھ کچل کر ضائع ہوتی ہیں اگر بیتیں انسانیت کے طریق پر فقرا کو تقسیم کی جائیں تو بے رحمی بھی نہ ہو اور جن کو دیا جائے انہیں فائدہ بھی پہنچے مگر وہ لوگ اس طرح کھانے ہی کو اپنی ٹیک سامی تصور کرتے ہیں۔

آدابِ سفر کا بیان[1]

حدیث ۱.....صحیح بخاری میں کعب بن مالک ؓ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کو جمعہ شنبہ کے روز روانہ ہوئے اور جمعہ شنبہ کے دن روانہ ہونا حضور ﷺ کو پسند تھا۔

حدیث ۲.....ترمذی و ابوداؤد رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی تجارت میں برکت دینے اور جب سریہ لشکر بھیجے تو صبح کے وقت میں بھیجے اور عمر ؓ تاجر تھے یا اپنی تجارت کامال صبح کو بھیجتے یہ صاحب ثروت ہو گئے اور ان کامال زیادہ ہو گیا۔

حدیث ۳.....صحیح بخاری میں ابن عمر ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تنہائی کی برائیوں کو جو کچھ میں جانتا ہوں اگر دوسرے لوگ جانتے تو کوئی سوار رات میں تنہا نہ جاتا۔

حدیث ۴.....امام مالک و ترمذی و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ رحمہم اللہ برواہت ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے۔

حدیث ۵.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری ؓ سے روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب سفر میں تین ہوں تو ایک کو امیر یعنی اپنا سردار بنالیں۔

حدیث ۶.....بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سہل بن سعد ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں قوم کا سردار وہ ہے جو ان کی خدمت کرے جو شخص خدمت میں سوقت لے جائے گا تو شہادت کے سوا کسی عمل سے دوسرے لوگ اس پر سوقت نہیں لے جا سکتے۔

حدیث ۷.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفر عذاب کا ٹکڑا ہے سونا اور کھانا پینا سب کو روک دیتا ہے لہٰذا جب کام پورا کرے جلدی گھر واپس ہو۔

حدیث ۸.....صحیح مسلم میں ابوہریرہ ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات میں منزل پر اترو تو راستہ سے بچ کر ٹھہرو کہ وحشی جانوروں کا راستہ ہے اور زہریلے جانوروں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

حدیث ۹.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانوروں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ یعنی جب سواری کی ہو تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر باتیں نہ کرو کیونکہ اللہ ﷻ نے سواریوں کو تمہارے لیے اس واسطے مسخر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ سے اپنے شہروں کو پہنچو جہاں بغیر مشقت نفس نہیں پہنچ سکتے جتنا بار تمہارے لیے زمین کھا لیتی ہے اتنا ہی اس پر اپنی ماحتمی پوری کرو یعنی باتیں کرنی ہوں تو زمین پر اتر کر کرو۔

حدیث ۱۰.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت کی کہ لوگ جب منزل پر اترتے تو متفرق ٹھہرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا متفرق ہو کر ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے اس کے بعد سمٹ کر جب کسی منزل پر اترتے تو قریب قریب ٹھہرتے۔

---

[1] سفر کے متعلق بہت سی باتیں حصہ ششم (چھٹا حصہ) میں ذکر کیے گئے ہیں وہاں سے معلوم کریں ۱۲ منہ

حدیث ۱۱.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے انس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات میں چلنے کو لازم کرو (یعنی کچھ دن بھی تھوڑے سے حصے میں بھی چلا کرو) کیونکہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے یعنی رات میں چلنے سے راستہ جلدی طے ہو جاتا ہے۔

حدیث ۱۲.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے انس ؓ سے روایت کی کہ کہتے ہیں جب ہم منزل پر اترتے تو جب تک کجاوے کھول نہ لیتے نماز نہ پڑھتے۔

حدیث ۱۳.....ترمذی ابوداؤد نسائی نے بریدہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ پیدل تشریف لے جا رہے تھے ایک شخص گدھے پر سوار آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! سوار ہو جایئے اور خود پیچھے سوار ہو گیا سرکار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں جانوروں کی صدر بگ میں بیٹھنے میں تمہارا راج ہے مگر جب کہ یہ حق تم مجھ سے دوانیوں نے تمہارا میں نے حضور ﷺ کو دیا حضور ﷺ سوار ہو گئے۔

حدیث ۱۴.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو گھر والوں کے لیے کچھ ہدیہ لاتے اگر پانی جھولی میں پتھر ڈال لاتے۔

حدیث ۱۵.....صحیح و بخاری مسلم میں انس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کے پاس سفر سے رات میں نہیں تشریف لاتے حضور ﷺ صبح کو آتے یا شام کو۔

حدیث ۱۶.....صحیح بخاری و مسلم میں جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی کے غائب ہونے کا زمانہ طویل ہو یعنی بہت دنوں کے بعد مکان پر آئے تو زوجہ کے پاس رات میں نہ آئے دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اگر رات میں داخل ہو تو بیوی کے پاس نہ جاؤ جب تک وہ بناؤ سنگار کر کے آرام نہ جائے۔

حدیث ۱۷.....صحیح بخاری و مسلم میں کعب بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر لوگوں کے لیے مسجد ہی میں بیٹھ جاتے۔

حدیث ۱۸.....صحیح بخاری میں جابر ؓ سے مروی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا جب ہم مدینہ میں آ گئے تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ نمبر ۱.....عورت کے بغیر شوہر یا محرم کے تین دن یا زیادہ سفر کرنا ناجائز ہے اور تین دن سے کم کا سفر اگر کسی صالح مرد یا بچے کے ساتھ کرے تو جائز ہے جہاد کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار و عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲.....جہاد کے سوا کسی کام کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے مثلاً تجارت حج یا عمرہ کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے لیے والدین سے اجازت حاصل کرے اگر والدین اس سفر کو منع کریں اور اس کو اندیشہ ہو کہ میرے جانے کے بعد ان کی کوئی خبر گیری نہ کرے گا اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں کہ والدین کو بھی دے اور سفر کے مصارف بھی پورے کرے ایسی صورت میں بغیر اجازت والدین کے سفر کو نہ جائے اور اگر والدین محتاج نہیں ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ نہ ہو مگر وہ سفر خطرناک ہے یا اکثر کا اندیشہ ہے جب بھی بغیر اجازت کے سفر نہ کرے اور یا اکثر کا اندیشہ نہیں تو بغیر اجازت کے سفر کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳.....بغیر اجازت والدین علم دین پڑھنے کے لیے سفر کیا اس میں حرج نہیں اور اس کو والدین کی نافرمانی نہیں کہا جائے گا۔ (عالمگیری)

متفرقات

مسئلہ نمبر ۱..... یا داشت کے لیے یعنی اس غرض سے کہ یاد رہے بعض لوگ رومال یا کمر بند میں گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں یہ جائز ہے اور یہ ڈورا باندھنا سنّت ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... تعویذ لٹکانا جائز ہے جب کہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا گیا ہو اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کیے جاتے تھے اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیث و ادعیہ کا بنی میں لکھ کر مریض کو پہنانا شفا پانا جائز ہے۔ سب دعائیں و خواص (والی) بھی تعویذ ہے تو لٹکنے میں پہن سکتے ہیں جب کہ تعویذ خلاف میں ہوں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... کچھ نے مصلّی پر کچھ لکھا ہو تو اس کو استعمال میں کرنا جائز ہے یہ عبارتیں اس کی بناوٹ میں ہو یا کڑھی کی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو اگر چہ حروف مقروء لکھے ہوں کیونکہ حروف مقروء کا بھی احترام ہے۔ (ردالمحتار) دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا ان پر کھانا نہ چاہیے بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ نمبر ۴..... وعدہ کیا مگر اس کو پورا کرنے میں کوئی شرعی قباحت تھی اس وجہ سے پورا نہیں کیا تو اس کو وعدہ خلافی نہیں کہا جائے گا اور وعدہ خلاف کرنے کا جو گناہ ہے اس صورت میں نہیں ہوگا اگر چہ وعدہ کرنے کے وقت اس نے استثناء نہ کیا ہو کہ یہاں شریعت کی جانب سے استثناء موجود ہے اس کو زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں مثلاً وعدہ کیا تھا کہ میں فلاں جگہ پر آؤں گا اور وہاں پہنچ کر تمہارا انتظار کروں گا مگر جب وہاں گیا تو دیکھتا ہے کہ گانے رنگ اور شراب خوری وغیرہ میں لوگ مشغول ہیں وہاں سے چلا آیا تو یہ وعدہ خلافی نہیں یا اس کے انتظار کرنے کا وعدہ کیا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا یہ چلا آیا وعدہ کے خلاف نہیں ہوا۔ (مشکل الآثار، امام طحاوی)

مسئلہ نمبر ۵..... بعض کاشت کار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لٹکا دیتے ہیں اس سے مقصود نظر بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی ایسا کرنا جائز ہے نہیں کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے احادیث سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہہ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ یا اردو میں کہدے کہ اللہ برکت کرے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... مشرکین کے برتنوں میں بغیر دھوئے کھانا پکانا مکروہ ہے یہ اس وقت ہے کہ برتن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو اور معلوم ہو تو اس میں کھانا پکانا حرام ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷..... غیب و غریب قصے کہانیاں تفریح کے طور پر سننا جائز ہے جب کہ ان کا جھوٹا ہونا یقینی نہ ہو بلکہ جو یقیناً جھوٹ ہوں ان کو بھی سنا جا سکتا ہے جب کہ ظاہر سبب حمل ہوں یا ان سے نصیحت مقصود ہو جیسا کہ مثنوی شریف وغیرہ میں بہت سے فرضی قصے و عنقا و بند کے لیے درج کیے گئے ہیں اسی طرح جانوروں اور کنکر پتھر وغیرہ کی باتیں فرضی ہیں۔ فرضی طور پر بیان کرنا یا سننا بھی جائز ہے مثلاً گلستان میں حضرت شیخ سعدی نے لکھا "مجھے خوشبو کے درختوں سے ہم سائگی ہے۔" (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۸..... تمام زبانوں میں عربی زبان افضل ہے ہمارے آقا مولا سرکار دو عالم ﷺ کی یہی زبان ہے قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا، اہل جنت کی جنت میں عربی ہی زبان ہوگی جو اس زبان کو خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے یا سنے ثواب ملے گا۔ (ردالمحتار)

یہ جو کہا گیا صرف زبان کے لحاظ سے کہا گیا ورنہ ایک مسلم کو خود سوچنے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان کا جاننا مسلمانوں کے لیے کتنا ضروری ہے قرآن و حدیث اور دین کے تمام اصول و فروع اسی زبان میں ہیں اس زبان سے ناواقفی کتنی بڑی نقصان کی چیز ہے۔

مسئلہ نمبر ۹.....عورت رخصت ہو کر آئی اور عورتوں نے کہہ دیا کہ یہ تمہاری عورت ہے اس سے وطی جائز ہے اگر چہ یہ خود اسے پہچانتا ہو۔ (درمختار) اسی طرح عورتوں نے شبِ زفاف میں اس کے کمرہ میں جس عورت کو لبنی بنا کر بھیج دیا اگر چہ یہ نہیں کہا کہ یہ تمہاری عورت ہے اس سے وطی جائز ہے کہ اس کو بہت تصور کے ساتھ یہاں پہنچانا ہی اس کی دلیل ہے کہ یہ نئی دوسری عورت کو اس طرح ہرگز نہیں بھیجا جاتا۔

مسئلہ نمبر ۱۰.....جس کے ذمہ اپنا حق ہو اور وہ نہ دیتا ہو۔ تو اگر اس کی اپنی چیز مل جائے جو اسی جنس کی ہے جس جنس کا حق ہے تو لے سکتا ہے اس معاملہ میں روپیہ اور اشرفی ایک جنس کی چیزیں ہیں یعنی اس کے ذمہ روپیہ تھا اور اشرفی مل گئی تو بقدر اپنے حق کے لے لے سکتا ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آنا مزاحاً تیوری چڑھا کر کشادہ روئی سے کلام کرنا مستحب ہے مگر یہ ضروری ہے کہ مداہنت نہ ہو یعنی جو مذہب سے متعلق کرے تو اس طرح نہ کرے کہ وہ سمجھے میرے مذہب کو اچھا سمجھتا اگر ایسا نہیں جانتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲.....کسان کرایہ پر دیا اور کرایہ دار اس میں رہنے لگا اگر کسان دیکھنے کو جانا چاہتا ہے کہ دیکھیں کس حالت میں ہے اور مرمت کی ضرورت ہو تو مرمت کرا دی جائے تو کرایہ دار سے اجازت لے کر اندر جائے یہ خیال نہ کرے کہ کسان میرا ہے مجھے اجازت کی کیا ضرورت کہ کسان اگر چہ اس کا ہے مگر حکومت دوسرے کی ہے اور اجازت لینے کا حکم اسی حکومت کی وجہ سے ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳.....حمام میں جائے تو تہبند باندھ کر نہائے لوگوں کے سامنے برہنہ ہونا جائز ہے تنہائی میں جہاں کسی کی نظر پڑنے کا احتمال نہ ہو برہنہ ہو کر بھی غسل کر سکتا ہے اسی طرح تالاب یا دریا میں جب کہ صاف ہے اونچا پانی ہو برہنہ نہا سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴.....مگر جب کہ پانی صاف ہو اور دوسرا کوئی شخص نزدیک ہو کہ اس کی نظر موضع ستر پر پڑے گی تو ایسے موقع پر پانی میں برہنہ ہونا جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۵.....اہل محلہ نے امام مسجد کے لیے کچھ چندہ جمع کر کے دے دیا اسے کھانے پینے کے لیے سامان کر دیا۔ یہ ان لوگوں کے نزدیک بھی جائز ہے جو اجرت پر امامت کو جائز فرماتے ہیں کہ یہ اجرت نہیں بلکہ احسان ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کرنا ہی چاہیے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....جو شخص متقدی اور مذہبی پیشوا ہو اس کے لیے اہل باطل اور برے لوگوں سے میل جول رکھنا منع ہے اور اگر اس وجہ سے مدارات کرتا ہے کہ ایسا نہ کرنے میں وہ ظلم کرے گا تو مضائقہ نہیں جب کہ یہ غیر معروف شخص ہو (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷.....کسی نے مچھلی سکھانے کو ڈال رکھا ہے جو راہ گیروں کو کاٹ کھاتا ہے تو بہتر ہے کہ ایسے کیکڑے کو قتل کر ڈالیں بلی اگر اپنے اپنچانی ہتھوڑے سے تیز چھری سے ذبح کر ڈالیں ایسے جانور دے کر نہ ماریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۸.....بڑی عادل چاقو رہا ہے کھانے کے لیے مار سکتے ہیں اور شر سے بچنے کے لیے بھی اسے مار سکتے ہیں۔ چیونٹی نے اپنچانی اور مار ڈالی تو حرج نہیں اور یہ مکروہ ہے جوں کو مار سکتے ہیں اگر چہ اس نے کاٹا نہ ہو اور آگ میں ڈالنا مکروہ ہے جوں کو بدن یا کپڑے سے نکال کر زندہ پھینک دیا طریق ادب کے خلاف ہے۔ (عالمگیری) کھٹمل کو مارنا جائز ہے کہ یہ تکلیف دہ جانور ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۹.....جس کے پاس مال کی قلت ہے اور اولاد کی کثرت اسے وصیت نہ کرنا ہی افضل ہے اور اگر ورثا محتاج ہوں یا مال کی دعوتیاں بھی ان کے لیے بہت ہوں تو تہائی کی وصیت کر جانا بہتر ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۰.....مرد کو اجنبی عورت کا جوٹھا اور عورت کو مرد کا جوٹھا مکروہ ہے زوجہ محارم کے جوٹھے میں حرج نہیں (درمختار و ردالمحتار)

کرایا ہے اس صورت میں ہے جب کہ تلفہ کے طور پر ہو اور اگر تلفہ نہ ہو بلکہ ترک کے طور پر ہو جیسا کہ عالم یا عمل اور باشرع پیر کا سمجھ کر اسے تبرک سمجھ کر لوگ کھانے پیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۱..... بیوی نماز نہ پڑھے تو شوہر اس کو مار سکتا ہے اسی طرح ترک زینت پر بھی مار سکتا ہے اور گھر سے باہر نکل جانے پر بھی مار سکتا ہے (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... بیوی بیوہ بلکہ فاجر ہو تو شوہر پر واجب نہیں کہ اسے طلاق ہی دے ڈالے یونہی اگر مرد فاجر ہو تو عورت پر واجب نہیں کہ اس سے پیچھا چھڑائے ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ وہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے حکم شرع کی پابندی نہ کریں گے تو جدائی میں حرج نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... حاجت کے موقع پر قرض لینے میں حرج نہیں جب کہ ادا کرنے کا ارادہ ہو اور اگر یہ ارادہ ہو کہ ادا نہ کرے گا تو حرام کھاتا ہے اور اگر بغیر ادا کیے مر گیا مگر نیت یہ تھی کہ ادا کرے گا تو امید ہے کہ آخرت میں اس سے مواخذہ نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... جس کا حق اس کے ذمہ تھا وہ غائب ہو گیا پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے نہ یہ معلوم کہ زندہ ہے یا مر گیا تو اس پر یہ واجب نہیں کہ شہروں میں اسے تلاش کرتا پھرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... جس کا دین تھا وہ مر گیا اور مدیون دین سے انکار کرتا ہے ورثا اس سے وصول نہ کر سکے تو اس کا ثواب دائن کو ملے گا اس کے ورثا کو نہیں اور اگر مدیون نے اس کے ورثا کو دین ادا کر دیا تو بری ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... جس کے ذمہ دین تھا وہ مر گیا اور وارث کو معلوم نہ تھا کہ اس کے ذمہ دین ہے تو کوئی حرج نہیں اسے ادا کرے اس نیت کو کوئی گناہ تو وارث سے دین کا مواخذہ نہیں ہوگا اور اگر وارث کو معلوم ہے کہ میت کے ذمہ دین ہے تو اس پر ادا کرنا واجب ہے اور اگر وارث کو معلوم تھا مگر بھول گیا اس وجہ سے ادا نہ کیا جب بھی آخرت میں مواخذہ نہیں۔ وصیت کا بھی یہی حکم ہے کہ بھول گیا اور جس کی چیز تھی اسے نہیں دی تو مواخذہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷..... مدیون اور دائن جا رہے تھے راستہ میں ڈاکوؤں نے گھیر لیا مدیون یہ چاہتا ہے کہ اسی وقت میں دین ادا کر دوں تا کہ ڈاکو اس کا مال چھینیں اور میں بچ جاؤں آیا اس حالت میں دائن لینے سے انکار کر سکتا ہے یا اس کو لینا ہی ہوگا۔ فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دائن لینے سے انکار کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸..... کسی نے کہا فلاں شخص کی کچھ چیزیں میں نے کھائی ہیں اسے پانچ روپے دے دینا وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو دینا وارث نہ ہو تو خیرات کر دینا۔ اس شخص کی صرف بیوی ہے کوئی وارث نہیں ہے اگر عورت یہ کہتی ہے کہ میرا دین مہر اس کے ذمہ ہے جب تو وہ پانچ روپے کا دینے جائیں اور نہ صرف اسے چہارم دیا جائے یعنی سارا روپیہ جب کہ عورت یہ کہے کہ اس کی کوئی دعوا نہ تھی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۹..... مگر جان مال آبرو کا اندیشہ ہے ان کے بچانے کے لیے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمہ اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دیئے وصول نہیں ہو گا اور اس لیے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے یہ دینا جائز ہے یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے اس کو لینا جائز نہیں اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو جیسے بعض لچے شہدے ایسے ہوتے ہیں کہ سر بازار کسی کو گالی دے دیتا ہے آبرو کر دیتا ان کے نزدیک معمولی بات ہے ایسوں کو اسی لیے کچھ دے دینا تا کہ ایسی حرکتیں نہ کریں یا بعض شعرا ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں اگر دیا

جائے تو مذمت میں قصیدے کہہ ڈالتے ہیں ان کو اپنی آبرو بچانے اور زبان بندی کے لیے کچھ دے دینا جائز ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۰..... بھیڑ بکریوں کے چرانے کے لیے کچھ دینا کہ وہ جانوروں کو رات میں اس کے کھیت میں رکھے گا کہ اس سے کھیت درست ہو جاتا ہے یا جائز و رشوت ہے اگر چہ یہ جانور خود چرا ہے کے ہوں اور اگر کچھ دینا نہیں ٹھہرا ہے جب بھی ناجائز ہے کیونکہ اس موقع پر عرفاً دیا ہی گرتے ہیں تو اگر چہ دینا شرط نہیں مگر شرط ہی کے حکم میں ہے اس کے جواز کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مالک سے ان جانوروں کی عاریت لے لے اور مالک چرا ہے سے یہ کہدے کہ تو اس کے کھیت میں جانوروں کو رات میں ٹھہرا اب اگر چرا ہے کو احسان کے طور پر دینا چاہے تو دے سکتا ہے ناجائز نہیں اور اگر مالک کے کہنے کے بعد بھی چرواہا نکالتا ہے اور جب تک اسے کچھ نہ دیا جائے ٹھہرانے پر راضی نہ ہو تو یہ پھر ناجائز و رشوت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱..... باپ کو اس کا امام لے کر پکانا مکروہ ہے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اسی طرح عورت کو یہ مکروہ ہے کہ شوہر کا امام لے کر پکارے۔ (درمختار) بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لے لے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ غلط ہے یہ ملعون اسے اس لیے کفر ہو کہ اس ذریعے کہ طلاق ہو جائے گی شوہر کا نام نہ لے گی۔

مسئلہ نمبر ۳۲..... مرنے کی آرزو کرنا اور اسکی دعا مانگنا مکروہ ہے جب کہ کسی دنیاوی تکلیف کی وجہ سے ہو مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو آرزو ہے سوت مکروہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳..... ڈوبتے کے وقت مکان سے نکل کر باہر آ جانا جائز ہے۔ اسی طرح اگر دیوار جھکی ہوئی ہے گرنا چاہتی ہے اس کے پاس سے بھاگنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴..... طاعون جہاں ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور دوسری جگہ سے وہاں جانا بھی نہ چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کمزور اعتقاد کے ہوں اور اسی جگہ گئے اور جتلا ہو گئے ان کے دل میں بات آئی کہ یہاں آنے سے ایسا ہوا ہے تو کہا ہے کہ اس بلا میں پڑتے اور بھاگنے میں بچ گیا تو یہ خیال کیا کہ وہاں ہوتا تو نہ بچتا بھاگنے کی وجہ سے بچا ایسی صورت میں بھاگنا اور جانا دونوں ممنوع۔ طاعون کے زمانہ میں عوام سے اکثر اسی قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں اور اگر اس کا عقیدہ پکا ہے جانتا ہے کہ جو کچھ مقدر میں ہوتا ہے نہ وہاں جانے سے کچھ ہوتا ہے نہ بھاگنے میں فائدہ پہنچتا ہے تو ایسے کو وہاں جانا بھی جائز ہے بھاگنے میں بھی حرج نہیں کہ اس کو بھاگنا نہیں کہا جائے گا اور حدیث میں مطلقاً بھاگنے کی ممانعت نہیں بلکہ بھاگنے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۵..... کافر کے لیے مغفرت کی دعا ہرگز ہرگز نہ کرے ہدایت کی دعا کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶..... ایک شخص مرا، جس کا کافر ہونا علم قطعی کے اعتبار سے ایک مسلمان اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتا ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اور مسلمان مرا اور ایک شخص اس کے مرتد ہونے کی شہادت دیتا ہے تو محض اس کے کہنے سے اسے مرتد نہیں قرار دیا جائے گا اور جنازہ کی نماز ترک نہیں کی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۷..... کان میں پرندے نے گھونسلہ لگایا اور بچے بھی کیے بچوں نے اور کپڑوں پر بیٹ کرتی ہے ایسی حالت میں گھونسلہ بگاڑنا اور پرند کو بھگا دینا نہیں چاہیے بلکہ اس وقت تک انتظار کرے کہ بچے پرند سے ہو کر اڑ جائیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸..... جماع کرنے کے وقت کلام کرنا مکروہ ہے اور طلوع فجر سے نماز فجر تک بلکہ طلوع آفتاب تک فجر کے سوا دوسری

بات نہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۹..... ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی یا نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اسی قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں خصوصاً ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ منحوس مانی جاتی ہیں اور ان کو "تیرہ تیزی" کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں حدیث میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کو اسے منحوس سمجھنا غلط ہے اسی طرح یکتھدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو نحائی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور یہ ماہ میں ۳، ۱۳، ۲۳، ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغو بات ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۰..... قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب اس برج میں ہوتا ہے جو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو برا جانتے ہیں ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے یہ باتیں خلافِ شرع اور نجومیوں کے دھکوسلے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۱..... نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی یہ بھی خلافِ شرع ہے اسی طرح پنچتوں کا حساب کہ فلاں پنچتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے حدیث میں اس پر سخت سے انکار فرمایا۔

مسئلہ نمبر ۴۲..... ماہِ صفر کا "آخری چہار شنبہ" ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس روز غسلِ صحت فرمایا تھا اور یہ دن مدینہ طیبہ سیر کے لیے تخریف لے گئے تھے یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ قائم و جاری تھا خلافِ واقع ہیں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ سب بے ثبوت ہیں بلکہ حدیث کا یہ ارشاد لا صفر یعنی صفر کوئی چیز نہیں اس تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۳..... ایک شخص نے کسی کو اذیت پہنچائی اس سے معافی مانگنا چاہتا ہے مگر جانتا ہے کہ ابھی اسے غصہ ہے معاف نہیں کرے گا لہٰذا معافی مانگنے میں تاخیر کی اس تاخیر میں مظلوم نے ظالم سے بطورِ سلام کیا اور وہ جواب بھی دینا رہا اور اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا یہاں تک کہ ظالم نے سمجھ لیا کہ اب وہ مجھ سے راضی ہو گیا یہ کافی نہیں بلکہ معافی مانگنی چاہیے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴۴..... عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے جس سے اس کا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۵..... کپڑا پہننے تو داہنے سے شروع کرے یعنی پہلے داہنی آستین یا داہنے پائنچے میں ڈالے پھر بائیں میں۔

مسئلہ نمبر ۴۶..... پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔ (ابی حضرت)

مسئلہ نمبر ۴۷..... بیل پر سوار ہونا اور اس پر بوجھ لادنا اور گدھے سے مل جوتنا جائز ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ بیل سے صرف ہل جوتنے کا کام لیا جائے اس پر بوجھ لادا جائے اور گدھے پر صرف بوجھ ہی لادا جائے ہل نہ جوتا جائے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۴۸..... جانور سے کام لینے میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے یہ نہ لیا جائے کہ وہ مصیبت میں پڑ جائے بقدرِ بوجھ لاد سکتا ہے اتنا ہی اس پر لادا جائے یا جتنی دور جا سکے وہیں تک لے جایا جائے یا جتنی دیر تک کام کرنے کا تحمل ہو سکے اتنا ہی لیا جائے۔ بعض یکہ، تانگہ والے اتنی زیادہ سواریاں بٹھا لیتے ہیں کہ گھوڑا مصیبت میں پڑ جاتا ہے یہ ناجائز ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ بلا وجہ جانور کو نہ مارے اور سر یا چہرہ پر کسی حالت میں ہرگز نہ مارے کہ یہ بلا وجہ مارنا جائز ہے جانور پر ظلم کرنے سے بھی برا کیونکہ جانور کا کوئی معین و مددگار اللہ ﷻ

کے سوا نہیں اس غریب کو اس ظلم سے کون بچائے۔ (ردالمحتار)

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ قُلْتُہٗ ھٰذَا الْجُزْءُ بِحَمْدِ اللّٰہِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی اَفْضَلِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ اَبْنَہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَنَا الْفَقِیْرُ اَبُوالْعُلَا مُحَمَّدٌ اَمْجَدٌ عَلٰی اَلَمٍ عُظْمٰی عُفِیَ عَنْہُ

WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

تحری کا بیان

جب کسی موقع پر حقیقت معلوم کرنا دشوار ہو جائے تو سوچے اور جس جانب گمان غالب ہو عمل کرے، اس سوچنے کا نام تحری ہے۔ تحری پر عمل کرنا اس وقت جائز ہے جب وکیل سے پتہ نہ چلے اور سکل کے ہوتے ہوئے تحری پر عمل کرنے کی اجازت نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... وہ شخص نے تحری کی ایک کا غالب گمان نفس الامر کے موافق ہوا اور دوسرے کا گمان غلط ہوا تو اگرچہ دونوں بری الذمہ ہو گئے مگر جس کی رائے صحیح ہوئی اس کو ثواب زیادہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲..... نماز کے وقت میں شبہ ہے اگر یہ شبہ ہے کہ وقت ہوا یا نہیں تو ظہر جائے جب وقت ہو جانے کا یقین ہو جائے اس وقت نماز پڑھے اور اگر یہ شبہ ہے کہ وقت باقی ہے یا ختم ہو گیا تو نماز پڑھے اور نیت یہ کرے کہ آج کی فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ (عالمگیری)

نماز کے متعلق تحری کے مسائل کتاب الصلوٰۃ میں مذکور ہو چکے ہیں وہاں سے معلوم کریں۔

مسئلہ نمبر ۳..... جس کو کوئی زکوٰۃ دینا چاہتا ہے اس کی نسبت غالب گمان یہ ہے کہ وہ فقیر ہے یا خود اس نے اپنا فقیر ہونا ظاہر کیا یا کسی عادل نے اس کا فقیر ہونا بیان کیا یا اس فقیروں کے بھیس میں پایا یا اسے صف فقراء میں بیٹھا ہوا پایا یا اسے مانگتا ہوا دیکھا اور دل میں یہ بات آئی کہ فقیر ہے ان سب صورتوں میں اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۴..... بعض کپڑے پاک ہیں اور بعض ناپاک اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ کون سا پاک ہے اگر مجبوری کی حالت ہو کہ دوسرا کپڑا نہیں ہے جس کا پاک ہونا یقیناً معلوم ہو اور وہاں پانی بھی نہیں ہے کہ ان میں سے ایک کو پاک کر سکے اور نماز پڑھنی ہے تو اس صورت میں تحری کرے جس کی نسبت پاک ہونے کا غالب گمان ہو اس میں نماز پڑھے اور مجبوری کی حالت نہ ہو تو تحری نہ کرے مگر جبکہ پاک کپڑے سے ناپاک سے زیادہ ہوں تو تحری کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... وہ کپڑوں میں ایک ناپاک تھا تحری کر کے اس نے ایک میں ظہر کی نماز پڑھ لی پھر اس کا غالب گمان دوسرے کے پاک ہونے کے متعلق ہوا اور اس میں عصر کی نماز پڑھی یہ نماز نہیں ہوئی کیونکہ جب ظہر کی نماز جائز ہونے کا حکم دیا جا چکا تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ دوسرا ناپاک ہے تو اس کے پاک ہونے کا اب کیونکر حکم ہو سکتا ہے ہاں اگر اس پہلے کپڑے کے متعلق یقین ہے کہ پاک ہے تو ظہر کی نماز کا اعادہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... وہ کپڑوں میں ایک ناپاک تھا۔ اس نے بلا تحری ایک میں ظہر پڑھ لی اور دوسرے میں عصر پڑھی پھر معلوم ہوا کہ پہلا کپڑا پاک ہے دونوں نمازیں نہ ہوئیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... دو کپڑوں میں ایک ناپاک تھا۔ اس نے بلا تحری ایک میں ظہر کی نماز پڑھی اور دوسرے نے تحری کر کے دوسرے میں پڑھی اگر دونوں نے الگ الگ پڑھی تو نمازیں ہو گئیں اور اگر ایک امام ہو دوسرا مقتدی تو امام کی ہو گئی مقتدی کی نہیں ہوئی۔ کھیل کود میں کسی کے خون

کا نظر دلانا مگر ہر ایک یہ کہتا ہے کہ میرے سوا ن سے نہیں بلکہ اس کا بھی وہی حکم ہے کہ تنہا تنہا پڑھی تو دونوں کی نمازیں ہو گئیں اور اگر ایک امام ہو دوسرا مقتدی تو امام کی ہوگئی مقتدی کی نہیں ہوئی۔

مسئلہ نمبر ۶..... چند شخص سفر میں ہیں سب کے برتن جھوٹا ہو گئے اس کے شرکا اس وقت کہیں چلے گئے اور اسے شبہ ہے اپنے برتن کی شناخت نہیں ہے تو ان کے آنے کا انتظار کرے تحری کر کے برتن کو استعمال میں نہ لائے ہاں اگر استعمال کی ضرورت ہے تو دھو کر استعمال کرلے یا پانی پیا ہے اور معلوم نہیں ساتھی کب آئیں تو تحری کر کے استعمال کرے۔ یونہی اگر کھانا شرکت میں ہے اور شرکا غائب ہیں اور اسے بھوک لگی ہے تو اپنے حصہ کے قدر اس میں سے لے لے۔ (عالمگیری)

احیاءِ موات کا بیان

حدیث نمبر ۱..... صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس زمین کو آباد کیا جو کسی کی ملک نہ ہو تو وہی حق دار ہے عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہی فیصلہ کیا تھا۔

حدیث نمبر ۲..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے زمین پر دیوار بنالی یعنی احاطہ کرلیا وہ اسی کی ہے۔

حدیث نمبر ۳..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جاگیر دی جہاں تک ان کا گھوڑا دوڑ کر جائے زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا دوڑایا۔ جب وہ دوڑ کر ہو گیا تو انہوں نے اپنا کوڑا پھینکا حضور ﷺ نے فرمایا جہاں ان کا کوڑا گرا ہے وہاں تک جاگیر دے دو۔

حدیث نمبر ۴..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حضر موت میں زمین جاگیر دی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا کہ ان کو دے آؤ۔

حدیث نمبر ۵..... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حاسوس رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مردہ زمین زندہ کی وہ اسی کے لئے ہے اور پرانی زمین (یعنی جس کا مالک معلوم نہ ہو) اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کی ہے، پھر میری جانب سے تمہارے لئے ہے۔

حدیث نمبر ۶..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسمر بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی پھر حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اس چیز کی طرف سبقت کرے جس کی طرف کسی مسلم نے سبقت نہیں کی ہے تو وہ اسی کی ہے اس کو سن کر لوگ دوڑے کہ خط کھینچ کر نشان بنالیں۔

مسائلِ فقہیہ: موات اس زمین کو کہتے ہیں جو آبادی سے خاصلے پر ہو اور نہ کسی کی ملک ہو اور نہ کسی کو حق خاص ہو اندرون آبادی افتادہ زمین کو موات نہیں کہا جائے گا اور شہر سے باہر کی وہ زمین جس میں لوگوں کے جانور چرتے ہیں یا اس میں بلانے کے لئے کنواں کھود لاتے ہیں یہ موات نہیں اسی طرح جس زمین میں نمک پیدا ہوتا ہے وہ بھی موات نہیں یعنی موات وہی کہلائے گی جو منتفع بہا نہ ہو۔ فاصلہ سے مراد یہ ہے کہ آبادی کے کنارے کوئی شخص جس کی آواز بلند ہو زور سے چلائے تو وہاں تک اس کی آواز نہ پہنچے نزدیک و دور کا لحاظ نہ اس میں ہے کہ نزدیک والی زمین عموماً منتفع بہا ہوتی ہے بلکہ ظاہر الروایہ یہی ہے کہ نزدیک و دور کا لحاظ نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ منتفع بہا ہے یا نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱..... ایسی زمین جس کا ذکر کیا گیا اگر کسی امام کی اجازت حاصل کر کے اسے آباد کیا تو یہ شخص اس کا مالک ہو گیا دوسرا شخص نہیں لے سکتا۔ (مختار)

مسئلہ نمبر۲.....ایک شخص نے دوسرے کو احیاء موات کے لئے وکیل کیا اگر موکل نے بادشاہِ اسلام سے اجازت حاصل کرلی ہے تو یہ توکیل صحیح ہے اور زمین موکل کی ہوگی ورنہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۳.....امام نے ایسی زمین کسی کو جاگیر دی اور جاگیردار نے اس زمین کو ویسے ہی چھوڑ رکھا تو تین سال تک کچھ تعرض نہیں کیا جائے گا۔ تین سال کے بعد وہ جاگیر دوسرے کو دی جاسکتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۴.....ایک شخص نے زمین کو احیاء کیا پھر چھوڑ رکھا دوسرے نے اس میں کاشت کرلی تو پہلا ہی شخص اس کا حق دار ہے کیونکہ وہ مالک ہو چکا دوسرے کو اس میں تصرف کی اجازت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۵.....ایک شخص نے زمین کو آباد کیا اس کے بعد چار شخصوں نے آگے پیچھے چاروں جانب زمینیں آباد کیں تو پہلے شخص کا راستہ پچھلے شخص کی زمین میں رہے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶.....زمین موات میں کسی نے چاروں طرف پتھر رکھ دیئے یا نشانیں گاڑ دیں یا زمین کا گھاس کوڑا صاف کیا اس میں کانٹے تھے اس نے جلا دیئے یا کنواں بنانے کے خیال سے دو ایک ہاتھ زمین کھودی یہ سب کام اس مقصد کے لئے کئے کہ دوسرا اس کو آباد نہ کرے تو تین سال تک امام اس کا انتظار کرے گا اگر اس نے آباد کرنا نہ چاہا ورنہ کسی دوسرے کو دے دے گا جو آباد کرے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر۷.....زمین موات میں کسی نے کنواں کھودا ایک ہاتھ پانی نکلنے کو باقی تھا کہ دوسرے نے اسے کھودا تو پہلا شخص حق دار ہے ہاں اگر معلوم ہے کہ پہلے نے اسے چھوڑ دیا یعنی ایک ماہ کا زمانہ گزر گیا اور باقی کنواں نہیں کھودتا تو اس صورت میں کنواں دوسرے شخص کا ہوگا۔ (عالمگیری)

شرب کا بیان

حدیث نمبر۱.....صحیح بخاری میں عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اور ایک انصاری سے حرہ کی نالیوں کے متعلق جھگڑا ہوگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا بقدرِ ضرورت پانی لے لو پھر اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑ دو اس انصاری نے کہا یہ فیصلہ اس لئے کیا کہ وہ آپ کے پھوپھی کے بیٹے ہیں یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوگیا اور فرمایا اے زبیر رضی اللہ عنہ اپنے باغ کو پانی دو پھر روک لو یہاں تک کہ مینڈھ تک پانی پہنچ جائے پھر اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑ دو اس انصاری نے اپنا رائے ظاہر کردیا جذبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف حکم میں زبیر کا پورا حق دلوایا اور پہلے ایسی بات فرمادی تھی جس میں دونوں کے لئے گنجائش تھی۔

حدیث نمبر۲.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن ان سے کلام نہ کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا۔ ایک وہ شخص جس نے کسی بیچنے کی چیز کے متعلق یہ قسم کھائی کہ جو کچھ اس کو دام مل رہے ہیں اس سے زیادہ ملتے تھے (حالانکہ یہ جھوٹی بات) حالانکہ یہ اپنی قسم میں جھوٹا ہے دوسرا وہ شخص کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تاکہ کسی مرد مسلم کا مال لے لے اور تیسرا وہ شخص جس نے بچے ہوئے پانی کو روکا۔ اللہ عزوجل فرمائے گا آج میں اپنا فضل تجھ سے روکتا ہوں جس طرح تو نے بچے ہوئے پانی کو روکا جس کو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔

حدیث نمبر۳.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچے ہوئے پانی سے منع نہ کرو کہ اس کی وجہ سے بچی ہوئی گھاس کو منع کرو گے۔

حدیث نمبر۴.....ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں پانی گھاس اور آگ۔

حدیث نمبر۵.....صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے پیے ہوئے پانی کو بیچنے سے منع فرمایا۔

حدیث نمبر۶.....صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچا ہوا پانی نہ بیچا جائے کہ اس کی وجہ سے گھاس کی بیع ہو جائے گی۔

مسائل فقہیہ: کھیت کی آبپاشی یا جانوروں کو پانی پلانے کے لئے جو باری مقرر کر لی جاتی ہے اس کو شرب کہتے ہیں اس بحث میں شرب کو زیر ہے۔

مسئلہ نمبر۱.....جس پانی کو برتن میں محفوظ نہ کر لیا ہو اس کو ہر شخص پی سکتا ہے اور اپنے جانوروں کو پلا سکتا ہے۔ کوئی شخص پینے یا پلانے سے نہیں روک سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۲.....پانی کی چار قسمیں ہیں۔ اول سمندر کا پانی اس سے ہر شخص نفع اٹھا سکتا ہے خود پیئے جانوروں کو پلائے کھیت میں آبپاشی کرے اس میں سے نہر نکال کر اپنے کھیتوں کو لے جائے جس طرح چاہے کام میں لائے کوئی منع نہیں کر سکتا دوم بڑے دریا کا پانی جیسے نیل جیحون دجلہ فرات نیل ہندوستان میں گنگا گھاگرا اس کو ہر شخص پی سکتا ہے اپنے جانوروں کو پلا سکتا ہے مگر زمین کو سیراب کرنے اور اس سے نہر نکالنے میں یہ شرط ہے کہ عام لوگوں کو ضرر نہ پہنچے۔ سوم وہ ندی نالے جو کسی خاص جماعت کی ملک ہوں پینے پلانے کی اس میں بھی اجازت ہے مگر دوسرے لوگ اپنے کھیت کی اس سے آبپاشی نہیں کر سکتے۔ چہارم وہ پانی جس کو گھڑوں مشکوں یا برتنوں میں محفوظ کر لیا گیا ہو اس کو بغیر اجازت مالک کوئی شخص صرف میں نہیں لا سکتا اور اس پانی کو اس کا مالک بیچ بھی کر سکتا ہے۔ (ہدایہ عالمگیری)

مسئلہ نمبر۳.....کنواں اگرچہ مملوک ہو مگر اس کا پانی مملوک نہیں دوسرا شخص اس پانی کو پی سکتا ہے۔ اپنے جانوروں کو پلا سکتا ہے جس کا کنواں ہے وہ روک نہیں سکتا اور نہ اس بھرے ہوئے پانی کو بیچ سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر۴.....کنواں یا چشمہ جس کی ملک میں ہے دوسرا شخص وہاں جا کر پانی پیا جا سکتا ہے وہ مالک اپنی ملک مثلاً مکان یا باغ میں اس کو جانے سے روک سکتا ہے نشر طیکہ وہاں دوسری جگہ پانی ہو جو کسی کی ملک میں نہیں ہے اور اگر پانی نہ ہو تو مالک سے کہا جائے گا کہ خود پی کر اپنے باغ یا مکان سے پینے کے لئے پانی لا دے یا اسے اجازت دے کہ یہ خود بھر کر پی لے۔ (جامع)

مسئلہ نمبر۵.....کنواں سے پانی بھرا ڈول منہ تک آ گیا ابھی باہر نہیں نکلا ہے پھرنے والا اس پانی کا ابھی مالک نہیں ہوا جب باہر نکال لے گا اس وقت مالک ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶.....حمام میں یا اور حوض میں سے پانی باہر نکالا مگر جس برتن میں پانی لیا وہ حمام والے کا ہے تو یہ شخص پانی کا مالک نہیں ہوا بلکہ وہ پانی حمام والے کی ہے۔ ہمگر دوسرا شخص اس سے نہیں لے سکتا کہ زیادہ حق دار یہی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۷.....دوسرے کے کنوئیں سے بغیر اجازت مالک نہ اپنے کھیت سینچ سکتا ہے نہ درختوں کو پی سکتا ہے نہ اس میں رہٹ یا چرسا وغیرہ لگا سکتا ہے۔ ہمگر گھڑے وغیرہ میں بھر کر لایا ہو تو اس سے گھر میں جو درخت ہے یا گھر میں جو ترکاریاں بوئی ہیں ان کو سیراب کر سکتا ہے کنوئیں والے سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۸.....نہر خاص یا کسی مملوک حوض یا کنوئیں سے وضو کرنے یا کپڑے دھونے کے لئے گھڑے میں پانی بھر کر لا سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۹.....حوض میں اگر پانی تھوڑی جمع ہوگیا مالک حوض نے پانی جمع کرنے کی کوئی ترکیب نہیں کی ہے یہ حوض نہر خاص کے حکم میں ہے۔ (درمختار) بیماتوں میں نالیاں اور گڑھے ہوتے ہیں برسات میں ادھر ادھر سے پانی بہہ کر آتا ہے اور ان میں جمع ہو جاتا ہے یہاں کا بھی

یہی حکم ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے لوگ جو اپنے مویشیوں کی اس سے آب پاشی نہیں کر سکتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۰.....بعض جگہ۔ کنوؤں میں حوض بنا رکھتے ہیں۔ برسانی پانی اس میں جمع کر لیتے ہیں اور اپنے استعمال میں لاتے ہیں عربی میں ایسے حوض کو مسجد کہتے ہیں۔ (بلادِ حجاز میں بعض علاقوں میں پانی کی کثرت ہے مسجد بنانے کی ضرورت نہیں مگر جہاں پانی کی کمی ہے بنانا پڑتا ہے جیسا کہ ہندوستان کے بعض علاقوں میں بکثرت ہیں) یہ پانی خاص شخص کی ملک ہے جس کے گھر میں ہے اور یہ پانی ویسا ہے جیسا مکان وغیرہ میں بھر لیا جاتا ہے کہ بغیر اجازت مالک کوئی شخص اپنے کسی مصرف میں نہیں لا سکتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....بارش کے وقت آنگن یا چھت پر پانی جمع کرنے کے لئے طشت یا کونڈا وغیرہ رکھ دیا ہے تو جو کچھ جمع ہوگا اس کا ہے جس نے طشت وغیرہ رکھا ہے دوسرا شخص اس پانی کو نہیں لے سکتا اور اگر پانی جمع کرنے کے لئے طشت نہیں رکھا ہے تو جو چاہے لے لے اس کو منع نہیں کیا جا سکتا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....زمین غیر مملوکہ کی گھاس کسی کی ملک نہیں جو چاہے کاٹ لے یا اپنے جانوروں کو چرائے دوسرا شخص اس کو منع نہیں کر سکتا یہ گھاس دریا کے پانی کی طرح سب کے لئے مباح ہے۔ زمین مملوکہ میں گھاس خودرو بھی ہے بوئی نہیں گئی ہے یہ گھاس بھی مالک زمین کی ملک نہیں جب تک اسے گھونٹ نہ لے جو چاہے اس کو لے سکتا ہے مگر مالک زمین دوسرے لوگوں کو اپنی زمین میں آنے سے روک سکتا ہے اس صورت میں اگر مالک زمین لوگوں کو اور ان کے جانوروں کو اپنی زمین میں آنے سے منع کرتا ہے اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم گھاس کاٹیں گے یا اپنے جانور چرائیں گے اگر قریب میں زمین غیر مملوکہ ہے جس میں گھاس موجود ہے تو لوگوں سے کہا جائے گا کہ اپنے جانوروں کو وہاں چرا لو وہاں سے گھاس کاٹ لو اور اگر زمین قریب میں نہ ہو تو مالک زمین سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو بھی اجازت دو یا تم خود اپنی زمین سے گھاس کاٹ کر ان کو دے دو۔ اور اگر مالک زمین نے گھاس کاٹ کر محفوظ کر لی تو دوسرا شخص اس کو لے نہیں سکتا کہ یہ مملوک ہو گئی اگر مالک زمین نے گھاس بو رکھی ہے یا اپنی زمین جوت کر اس میں پانی دیا ہے اور اسی لئے چھوڑ رکھا ہے کہ اس میں گھاس جمے تو یہ گھاس مالک زمین کی ہے۔ دوسرا شخص نہ اسے لے سکتا ہے نہ اپنے جانوروں کو چرا سکتا ہے۔ کسی دوسرے نے یہ گھاس کاٹ لی تو مالک زمین اس کو واپس لے سکتا ہے اور اس گھاس کو بیچ سکتا ہے۔ (عالمگیری وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳.....آگ میں بھی سب لوگ شریک ہیں دوسروں کو منع نہیں کر سکتا یعنی اگر کسی نے میدان میں آگ جلائی ہے تو جس کا جی چاہے تاپ سکتا ہے اپنے کپڑے اس سے سکھا سکتا ہے اس کی روشنی میں کام کر سکتا ہے مگر بغیر اجازت اس میں سے انگارا نہیں لے سکتا۔ اگر کسی نے اس میں سے تھوڑی سی آگ لے لی کہ بجھا نے کو نہیں ہوں گے جن کی کچھ قیمت ہو تو اس سے واپس نہیں لے سکتا اور اتنی آگ بغیر اجازت بھی لے سکتا ہے کہ عادۃً اس کو کوئی منع بھی نہیں کرتا۔ اور اگر اتنی زیادہ ہے کہ بجھنے کے بعد کوئلوں کی قیمت ہوئی تو واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴.....کنواں یا حوض یا نہر خاص کے پانی کو روکنا ہے اور اس شخص کو پتا گیا پاس سے ہلاکت کا اندیشہ ہے یا اس کے جانور کے ہلاک ہونے کا ڈر ہے تو زبردستی پانی وصول کرنے کا نہ دے تو لڑ کر لے اگر چہ ہتھیار سے لڑنا پڑے اور برتن میں جمع کر رکھا ہے تو اس میں بھی لڑ کر وصول کرنے کی اجازت ہے مگر یہاں ہتھیار سے لڑنے کی اجازت نہیں اور یہ حکم اس وقت ہے کہ پانی اس کی حاجت سے زائد ہے یہی حکم تخم کا بھی ہے کہ کسی کو بھوک سے ہلاکت کا اندیشہ ہے اور دوسرے کے پاس حاجت سے زائد کھانا ہے اور اس کو نہیں دیتا تو لوٹ سکتا ہے مگر ہتھیار سے لڑنے کی اجازت نہیں۔ (ردالمحتار)

اشربہ کا بیان

حدیث نمبر ۱.....صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے مکہ میں ہم نبیذ بناتے صبح

کو بناتے تو عشا تک پیتے اور عشا کو بناتے تو صبح تک پیتے (یہ گرمی کے زمانہ میں ہوتا)

حدیث نمبر۲..... صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اول شب نبیذ بنائی جاتی، صبح کے وقت اسے پیتے دن میں رات میں پھر دوسرے روز دن اور رات میں اور تیسرے دن عصر تک پھر اگر بچ رہتی تو خادم کو پلا دیتے یا اگر ادی جاتی۔ (یہ جاڑے کے زمانہ میں ہوتا)

حدیث نمبر۳..... صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے مشک میں نبیذ بنائی جاتی مشک نہ ہوتی تو پتھر کے برتن میں بنائی جاتی۔

حدیث نمبر۴..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کو اپنی شادی کی دعوت دی (جب حضور ﷺ تشریف لائے) تو ان کی زوجہ جو لڑکی تھیں وہی خادمہ کا کام انجام دے رہی تھیں انہوں نے حضور ﷺ کے پانی میں کھجوریں رات میں ڈال دی تھیں وہی پانی حضور ﷺ کو پلایا۔

حدیث نمبر۵..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر اور ابوعبید و ابوطلحہ رضی اللہ عنہم نے مثلث کے پینے کو جائز فرمایا اور ابن عازب و ابوقتیبہ رضی اللہ عنہما نے نصف پکا دینے کے بعد انگور کا شیرہ دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انگور کا رس جب تک تازہ ہے۔

حدیث نمبر۶..... بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے باذق (ایک قسم کی شراب ہے) کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ تم باذق سے پہلے گزر چکے ہیں۔ لہٰذا جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے اور فرمایا کہ پینے کی چیزیں حلال و طیب ہیں اور حلال و طیب کے علاوہ حرام و خبیث ہیں۔

حدیث نمبر۷..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب معراج شریف کی رات ایلیا (بیت المقدس) میں حضور ﷺ کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے، ایک شراب کا، دوسرا دودھ کا، حضور ﷺ نے دونوں کو دیکھ کر دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فطرت کی ہدایت کی۔ اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

حدیث نمبر۸..... ابوداؤد و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ خمر (شراب) پئیں گے اور اس کا نام کچھ دوسرا رکھ لیں گے۔

مسائل فقہیہ: لغت میں پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں اور اصطلاح فقہ میں شراب اسے کہتے ہیں جس سے نشہ ہوتا ہے اس کی بہت قسمیں ہیں۔ خمر انگور کی شراب کو کہتے ہیں یعنی انگور کا کچا پانی جس میں جوش آ جائے اور شدت پیدا ہو جائے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں جھاگ پیدا ہو اور بھی مکروہ شراب کو بھی جائز خمر کہہ دیتے ہیں۔

مسئلہ نمبر۱..... خمر حرام قطعی ہے اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اس کا قلیل و کثیر سب حرام ہے اور یہ پیشاب کی طرح نجس ہے اور اس کی نجاست خفیفہ ہے جو اس کو حلال بتائے وہ کافر ہے کہ نص قرآنی کا منکر ہے مسلم کے حق میں یہ متقوم نہیں یعنی اگر کسی نے مسلمان کی یہ شراب تلف کر دی تو اس پر ضمان نہیں اور اس کو فریقا صحیح نہیں۔ اس سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہیں نہ دوا کے طور پر استعمال کر سکتے ہے نہ جانور کو پلا سکتے ہے نہ اس سے مٹی بھگو سکتے ہے نہ حقہ کے کام لا سکتی ہے اس کے چھونے والے کو حد ماری جائے گی اگرچہ نشہ نہ ہوا ہو۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر۲.....جانوروں کے زخم میں بھی بطور علاج اس کو نہیں لگا سکتے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۳.....رطب یعنی تر کھجور کا پانی اور منقے کو پانی میں بھگویا گیا جب یہ پانی تیز ہو جائے اور جھاگ چھینکے یہ بھی حرام نجس ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۴.....شیرہ انگور کو پکایا یہاں تک کہ دو تہائی سے کم جل گیا یعنی ایک تہائی سے زیادہ باقی ہے اس میں نشہ ہو یہ بھی حرام اور نجس ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۵.....شہد، نبیذ، گیہوں جو وغیرہ کی شراب ہیں بھی حرام ہیں مثلاً یہاں ہندوستان میں مہوے کی شراب بنائی جاتی ہے۔ جب ان میں نشہ ہو حرام ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶.....بچہ کو یا بچے کو شراب پلانا بھی حرام ہے اگرچہ بطور علاج پلائے اور گناہ والی پلانے والے کے ذمہ ہے۔ (ہدایہ)

بعض مسلمان انگریزوں کی دعوت کرتے ہیں اور شراب بھی پلاتے ہیں وہ گنہگار ہیں اور شراب نوشی کا وبال انہی پر ہے۔

مسئلہ نمبر۷.....نبیذ یعنی کھجور یا منقے کو پانی میں بھگویا جائے وہ پانی نشہ پیدا ہونے سے پہلے پیا جائے یہ جائز ہے حالانکہ حدیث میں اس کا جواز آیا ہے۔

مسئلہ نمبر۸.....تانبے اور ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا جائز ہے بعض خاص برتنوں میں نبیذ بنانے کی ابتداء میں ممانعت آئی تھی مگر بعد میں یہ ممانعت منسوخ ہو گئی۔

مسئلہ نمبر۹.....گھوڑی کے دودھ میں بھی نشہ ہوتا ہے اس کا پینا بھی ناجائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۰.....بھنگ اور افیون اتنی استعمال کرنا کہ عقل فاسد ہو جائے ناجائز ہے جیسا کہ افیونی اور بھنگیے استعمال کرتے ہیں اور اگر کمی کے ساتھ اتنی استعمال کی گئی کہ عقل میں فتور نہیں آیا جیسا کہ بعض لوگوں میں افیون کا تعمل جز ہوتا ہے کہ فی خوراک اس کا اتنا خفیف جز ہوتا ہے کہ استعمال کرنے والے کو پتا بھی نہیں چلتا کہ افیون کھائی ہے اس میں حرج نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۱۱.....بعض عورتیں بچوں کو افیون کھلایا کرتی ہیں اور ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کے نشہ میں پڑا رہے گا اور پریشان نہیں کرے گا یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ بچہ کو اگرچہ تھوڑی مقدار دی جاتی ہے مگر وہ اتنی زہر ہوتی ہے کہ اس کی عقل میں فتور آ جائے۔

مسئلہ نمبر۱۲.....چائے اور مدک بھی افیون کے استعمال کے طریقے ہیں کہ اس کا دھواں پیا جاتا ہے جیسے کہ تمباکو کو پیتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے بلکہ نا بالغ افیون استعمال کرنے کی سب صورتوں میں یہ صورت زیادہ قبیح و مضر ہے۔

مسئلہ نمبر۱۳.....چرس گانجا یہ بھی ایسی چیز ہے کہ اس سے عقل میں فتور آ جاتا ہے اس کا پینا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ نمبر۱۴.....جوزالطیب میں نشہ ہوتا ہے اس کا استعمال بھی اتنی مقدار میں ناجائز ہے کہ نشہ پیدا ہو جائے اگرچہ اس کا حکم بھنگ سے کم درجہ کا ہے۔

مسئلہ نمبر۱۵.....بھنگ چیزیں جو نشہ لاتی ہیں۔ جیسے بھنگ وغیرہ یہ نجس نہیں ہیں۔ لہٰذا دھلا وغیرہ میں خارجی طور پر ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ اس طرح استعمال سے نشہ پیدا نہیں ہوگا پھر ناجائز کیوں ہو۔

مسئلہ نمبر۱۶.....حقہ کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں مگر قولِ فیصل یہ ہے کہ اس کی متعدد صورتیں ہیں ایک یہ کہ حقہ پی کر عقل جاتی رہتی ہے جیسا کہ رام پور، نرسنگھ پور، شاہجہانپور میں بعض لوگ رمضان شریف میں افطار کے بعد خاص اہتمام سے حقہ بھرتے ہیں اور اس زور سے دم لگاتے ہیں کہ حلق سے اونچی اونچی قلقلی جیسا دم پینے والے بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں اور بہت دیر تک بے ہوش پڑے رہتے ہیں۔ پانی کے چھینٹے

دینے اور پانی پلانے سے ہوش میں آتا ہے۔ اس طرح حقہ پینا حرام ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نہ بے ہوش ہو نہ مست میں تو رہے ہوش ہو نہ مست میں تو رہے ہوش ہو نہ مست میں تو رہ

حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے لئے اور مسافروں کے فائدے کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم حرام میں ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث نمبر ۱..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شکار کو حلال جانو اس لئے کہ اللہ ﷻ نے اس کو حلال فرمایا مجھ سے پہلے اللہ ﷻ کے بہت سے رسول علیہم السلام تھے وہ سب شکار کیا کرتے تھے اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے رزق تلاش کرو۔ اس لئے کہ یہ بھی جہاد کی قسم اللہ کی طرح ہے اور جان لو کہ اللہ ﷻ صالح تجارکا مددگار ہے۔

حدیث نمبر ۲..... صحیح بخاری و مسلم میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اپنا کتا چھوڑو تو بسم اللہ کہہ لو اگر اس نے پکڑ لیا اور تم نے جانور کو زندہ پایا تو ذبح کر لو اور اگر مار ڈالا ہے اور اس میں سے کھچ کھایا نہیں تو کھاؤ اور اگر کھا لیا تو نہ کھاؤ کیونکہ اس نے اپنے لئے شکار کو پکڑا اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہو گیا اور جانور مر گیا تو نہ کھاؤ۔ کیونکہ تمہیں یہ نہیں معلوم کہ کس نے قتل کیا اور جب شکار پر تیر چھوڑو تو بسم اللہ کہہ لو اور اگر شکار غائب ہو گیا اور ایک دن تک نہ ملا اور اس میں تمہارے تیر کے سوا کوئی نشان نہیں ہے تو اگر چاہو کھا سکتے ہو اور اگر شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملا تو نہ کھاؤ۔

حدیث نمبر ۳..... صحیح بخاری و مسلم میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم کو سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑتے ہیں فرمایا جو تمہارے لئے اس نے پکڑا ہے اسے کھاؤ میں نے عرض کی اگر چہ مار ڈالیں فرمایا اگر چہ مار ڈالیں میں نے عرض کی ہم تیر سے شکار کرتے ہیں۔ فرمایا تیر نے جس چوپہ دیا اسے کھاؤ اور تیر شکار کو گھائل کر کے اور مر جائے تو نہ کھاؤ کیونکہ وہ تیر کا مردار ہے۔

حدیث نمبر ۴..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی اگر کتے نے شکار کا خون پی لیا اور گوشت نہ کھایا تو اس جانور کو کھا سکتے ہو۔

حدیث نمبر ۵..... صحیح بخاری و مسلم میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں کیا ان کے برتن میں کھا سکتے ہیں اور شکار کی زمین میں رہتے ہیں اور میں کمان سے شکار کرتا ہوں اور ایسے کتے سے شکار کرتا ہوں جو معلم نہیں ہے اور معلم کتے سے بھی شکار کرتا ہوں اس میں کیا چیز میرے لئے درست ہے۔ فرمایا فرمایا وہ جو تم نے اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا (اس کا حکم یہ ہے) کہ اگر تمہیں دوسرا برتن نہ ملے تو اس میں نہ کھاؤ اور دوسرا برتن نہ ملے تو اسے دھو لو پھر کھاؤ، اور کمان سے جو تم نے شکار کیا اور بسم اللہ کہی تو کھاؤ اور معلم کتے سے جو شکار کیا اور بسم اللہ کہی تو کھاؤ اور غیر معلم سے جو شکار کیا ہے اسے ذبح کر لیا تو کھاؤ۔

حدیث نمبر ۶..... صحیح مسلم میں انہی سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تیر سے شکار مارو شکار غائب ہو جائے پھر مل جائے تو کھا لو جبکہ بدبودار نہ ہو۔

حدیث نمبر ۷..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کتے یا زکو اگر تم نے سکھایا ہے پھر اسے شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ کہی ہے تو کھاؤ جو تمہارے لئے پکڑے میں نے کہا اگر چہ مار ڈالے فرمایا اگر چہ مار ڈالے اور اس میں سے نہ کھائے تو تمہارے لئے پکڑا ہے۔

حدیث نمبر ۸..... کتاب الآثار[1] میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ تمہارے کتے نے جس چیز کو تمہارے لئے پکڑا ہے اسے کھاؤ اگر وہ سکھایا ہوا ہو خبر اگر اس کتے نے اس میں سے کچھ کھا لیا تو نہ کھاؤ اس لئے کہ اس نے اپنے ہی لئے پکڑا ہے نیز اگر شکرہ اور باز نے کھایا بھی ہو جب بھی کھا سکتے ہو اس واسطے کہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ جب تم سے بلاؤ تو آجاوے اور وہ تمہاری مار کی برداشت نہیں کر سکتا کہ مار

---

[1] اس کتاب کا ترجمہ اہل حضرت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ (ہدیہ)

کھانا چھوڑ دو۔

حدیث نمبر ۹.....ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سے ایک روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں شکار کو تیر مارتا ہوں اور دوسرے دن اپنا تیر اس کے پاس پاتا ہوں۔ فرمایا کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ تمہارے تیر نے اسے مارا ہے اور اس میں کسی درندہ کا نشان نہ دیکھو تو کھالو۔

حدیث نمبر ۱۰.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس چیز کو کھاؤ جس کو تمہاری کمان یا تمہارے ہاتھ نے شکار کیا ہو ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو اگرچہ وہ آنکھوں سے غائب ہو جائے جب تک اس میں تمہارے تیر کے سوا دوسرا نشان نہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۱.....ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجوسی کے کتے نے جو شکار کیا اس کی ہمیں ممانعت ہے۔

حدیث نمبر ۱۲.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ نشانہ مارنے سے جو جانور مر گیا وہ موقوذہ ہے۔ (یعنی اس کا کھانا حرام ہے)

حدیث نمبر ۱۳.....صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حسن بصری اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ نے فرمایا کہ جب شکار کو مارا جائے اور اس کا ہاتھ یا پیر کٹ کر الگ ہو جائے تو الگ ہونے والے حصے کو نہ کھایا جائے۔ اور باقی کو کھا سکتا ہے۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب گردن یا وسط جسم میں مارا وہ کھا سکتے ہو۔ (یعنی اگر دن بھر یا رات بھر سے کٹ جائے تو اس کو بھی کھا سکتے ہیں)

حدیث نمبر ۱۴.....طبرانی اور حاکم اور بیہقی وابن عساکر وجہم اللہ نے زرارہ بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ تم کوئوں کو کنکری یا پتھر سے مارکر (بغیر ذبح کئے) نہ کھاؤ لیکن بھالے اور برچھی اور تیر سے مارکر کھاؤ۔

حدیث نمبر ۱۵.....صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانوروں کی خباثت اور شکاری کتے کے سوا جس نے اور کتا پالا اس کے عمل سے ہر دن وقیراط کم ہو جائے گا۔

مسائل فقہیہ: شکار اس وحشی جانور کو کہتے ہیں جو آدمیوں سے بھاگتا ہو اور بغیر حیلہ نہ پکڑا جا سکتا ہو اور کبھی نسل یعنی اس جانور کے پکڑنے کو بھی شکار کہتے ہیں حرام وحلال دونوں قسم کے جانور کو شکار کہتے ہیں۔ شکار کے جانور حلال ہونے کے لئے چند چیزیں ہیں۔ پانچ شکار کرنے والے میں اور پانچ شکار میں۔ (1) شکاری ان میں سے ہو جن کا ذبیحہ جائز ہوتا ہے۔ (2) اس نے کتے وغیرہ کو شکار پر چھوڑا ہو۔ (3) چھوڑنے میں ایسے شخص کی شرکت نہ ہو جس کا شکار حرام ہے۔ (4) ــــــ اللہ قصداً ترک بسم اللہ کی ہو۔ (5) چھوڑنے اور پکڑنے کے درمیان کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوا ہو۔ (6) کتا معلم (سکھلایا ہوا) ہو۔ (7) بعد حرکت چھوڑا گیا ہو ادھر ہی جائے۔ (8) شکار پکڑنے میں ایسا کتا شریک نہ ہوا ہو جس کا شکار حرام ہے۔ (9) شکار کو زخمی کر کے قتل کرے۔ (10) اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ (11) شکار دشوار الارض میں سے نہ ہو۔ (12) پانی کا جانور ہو تو پھٹلی ہی ہو۔ (13) بازوؤں یا پاؤں سے اپنے آپ کو شکار سے بچائے۔ (14) کیلے یا پنجہ والا جانور نہ ہو۔ (15) شکاری کے وہاں پہنچنے سے پہلے مر نہ جائے یعنی ذبح کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو۔ یہ شرائط اس جانور کے متعلق ہیں جو مر گیا ہو اور اس کا کھانا حلال ہو۔

مسئلہ نمبر ۱.....شکار کرنا ایک مباح فعل ہے مگر حرم یا احرام میں خشکی کا جانور شکار کرنا حرام ہے۔ اسی طرح اگر شکار نفس ہو کے طور پر ہو تو وہ مباح نہیں۔ (درمختار) کنڈا اس فعل سے مقصود حیل اور تفریح ہوتی ہے اسی لئے عرف عام میں شکار کھیلنا بولا جاتا ہے۔ جتنا وقت اور پیسہ شکار میں خرچ کیا جاتا ہے اگر اس سے بہت کم داموں میں فربہ جنسے ان لوگوں کو وہ جانور مل جایا کرے تو ہرگز راضی نہ ہوں گے پس وہ چاہیں گے جو کچھ بھی ہو ہم تو خود اپنے ہاتھ سے شکار کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد تحیل اور لہو ہی ہے۔ شکار کرنا جائز و مباح اس وقت ہے کہ اس کا صحیح مقصد ہو مثلاً کھانا یا بچانا دوست احباب کو ہدیہ کرنا یا اس کے چمڑے کو کام میں لانا یا اس جانور سے اذیت کا اندیشہ ہے اس لئے قتل کرنا وغیرہ وغیرہ تک۔

مسئلہ نمبر ۲.....جس جانور کا گوشت حلال ہے اس کے شکار سے یہ مقصود کھانا ہے اور حرام جانور کو بھی کسی غرض سے شکار کرنا جائز ہے مثلاً اس کی کھال یا بال کو کام میں لانا مقصود ہے یا وہ موذی جانور ہے اس کے ایذا سے بچنا مقصود ہے۔ (عیلیہ) بعض آدمی جنگلی خنزیر کا شکار کرتے ہیں یا شیر وغیرہ کا جنگلوں میں جا کر شکار کرتے ہیں اس غرض سے نہیں کہ لوگوں کو اس کی اذیت سے بچائیں بلکہ محض تفریح کی خاطر اور اپنی بہادری کے لئے اس قسم کے شکار کھیلے جاتے ہیں یہ شکار رباح نہیں۔

مسئلہ نمبر ۳.....شکار کو پیشہ بنالینا اور کسب کا ذریعہ کرلینا جائز ہے۔ بعض فقہا نے اس کو ناجائز یا مکروہ کہا صحیح نہیں کیونکہ اس سے مجبی گزارہ ثابت ہو سکتی ہے کہ اس کے لئے وسیلہ شرعی ہو اور وسیلہ میں یہ کہنا کہ جان مارنے کا پیشہ کرلینا قساوت قلب کا سبب ہوتا ہے اس سے بھی گزارہ ثابت نہیں صرف اتنا ثابت ہوگا کہ دوسرے جائز پیشوں سے بہتر ہے ورنہ لازم آئے گا کہ تصاب کا پیشہ بھی مکروہ ہو حالانکہ اس کی کراہت کا قول کسی سے منقول نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴.....جنگلی جانور کو جو شخص پکڑ لے اس کی ملک ہو جاتا ہے پکڑنا حقیقتاً ہو یا حکماً۔ حکماً کی یہ صورت ہے کہ جو چیز شکار کے لئے موضوع ہو اس کا استعمال کرے اور استعمال سے مقصود شکار کرنا ہو لہٰذا اگر جال تانا گیا اور اس میں جانور پھنس گیا تو جال والے کا ہو گیا۔ جال سی مقصد سے تانا ہو یا کچھ مقصد نہ ہو ہاں اگر کھانے کے لئے تانا تو اس کی ملک نہیں جب تک پکڑ نہ لے حکماً پکڑنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ جو چیز شکار کے لئے موضوع نہ ہو اس کو یہ قصد شکار استعمال کرے مثلاً شکار پکڑنے کے لئے دیوہ (خیمہ) نصب کیا اور اس میں شکار آگیا اور بند ہو گیا تو دیوہ والا مالک ہو گیا یا مکان کا دروازہ اس غرض سے کھول رکھا تھا اس میں ہرن آگیا اور دروازہ بند کرلیا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵.....جال تانا تھا اس میں شکار پھنسا کسی دوسرے نے اس کو پکڑ لیا تو شکار والے کا ہے اس کا نہیں جس نے پکڑ لیا۔ ہاں اگر وہ جال سے نکل کر بھاگ گیا یا اڑ گیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو اسی کا پکڑنے والے کا ہے جال والے کا نہیں اور اگر جال میں پھنسا اور جال والے نے پکڑ لیا پھر اس سے چھوٹ کر بھاگا اور دوسرے نے پکڑا تو جال والے ہی کا ہے کہ پکڑنے سے اس کی ملک ہو گیا اور بھاگنے سے ملک نہیں جاتی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶.....پانی کاٹ کر اپنی زمین میں لایا اس غرض سے کہ پانی کے ساتھ مچھلیاں آئیں گی اور ان کو شکار کرے گا پانی کے ساتھ مچھلیاں آئیں اور پانی جانا رہا مچھلیاں زمین پر پڑی رہیں یا تھوڑا سا پانی جاتا ہے کہ بغیر شکار کے مچھلیاں ویسے ہی پکڑی جا سکتی ہیں یہ مچھلیاں زمین والے کی ہیں دوسرا شخص ان کو نہیں پکڑ سکتا جو پکڑے گا اسے تاوان دینا ہوگا اور اگر پانی زیادہ ہے کہ بغیر شکار کے مچھلیاں ہاتھ میں نہیں آتیں تو جو چاہے پکڑ لے یہی پکڑنے والا مالک ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....ایک شخص نے پانی میں جال ڈالا دوسرے نے شست چھینکی مچھلی جال میں آئی اور اس نے شست کو بھی پکڑ لیا اگر جال کے باریک حصہ میں آ کر پھنسی ہے تو جال والے کی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....پانی میں کانٹا ڈالا مچھلی پھنسی اس نے باہر پھینکی خشکی پر گری اور ایسی جگہ گری کہ یہ اس کے پکڑنے پر قادر ہے پھر تڑپ کر پانی میں چلی گئی تو یہ شخص اس کا مالک ہو گیا اگر باہر نکالنے سے پہلے ڈور ٹوٹ گیا تو مالک نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....کسی شخص نے تڑ حاکھو دا تھا اس میں شکار آ کر گرا وہ جو شخص پکڑ لے اسی کا ہے اور اگر تڑ حا کھودنے سے مقصود یہ تھا کہ اس میں شکار کرے گا اور پکڑوں گا تو شکار اس کا ہے دوسرے کو اس کا پکڑنا جائز نہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ نمبر ۱۰.....کنواں کھودا تھا اور یہ مقصد نہ تھا کہ اس کے ذریعے سے شکار پکڑے گا اس میں شکار گرا، اگر کنواں والا وہاں سے قریب ہے کہ ہاتھ بڑھا کر پکڑ سکتا ہے اسی کا ہے دوسرا شخص نہیں پکڑ سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱.....پھندے میں شکار پھنسا، لکڑی مڑا کر بھاگا دوسرے نے پکڑ لیا تو اسی کا ہے اگر پھندے والا اتنا قریب آ چکا تھا کہ

ہاتھ بڑھا کر پکڑ سکتا ہے اتنے میں شکار نے زخمی کر دیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو جتنے سے والے کا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲..... کسی کے مکان میں دوسرے لوگوں کے کبوتروں نے انڈے بچے کئے تو یہ انڈے بچے اسی کے ہیں جس کے کبوتر ہیں دوسرے لوگوں کو یا مالک مکان کو پکڑنا اور رکھنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... شکار کو مارا وہ زخمی نہیں ہوا مگر چوٹ سے بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر بھاگا اب دوسرے شخص نے مارا اور پکڑ لیا تو اسی دوسرے کا ہے اور اگر بے ہوشی میں پہلے شخص نے پکڑ لیا تھا تو پہلے کا ہے اور اگر شکار زخمی ہو گیا تھا۔ مگر پہلے نے پکڑا نہیں کچھ دنوں کے بعد اچھا ہو گیا پھر دوسرے نے مارا اور پکڑا، تو اس کا نہیں پہلے ہی شخص کا ہے۔ (عالمگیری)

شکار کی ملک کے متعلق یہ چند جزئیات اس لئے ذکر کئے کہ شکاریوں کو شکار لینے میں اس قدر تساہل ہوتا ہے کہ وہ بالکل اس بات کا لحاظ نہیں رکھتے کہ یہ چیز ہمیں لینی جائز بھی ہے یا نہیں ان مسائل سے ان کو یہ کرنا چاہئے کہ کس صورت میں ہماری ملک ہے اور کس صورت میں دوسرے کی تا کہ اپنی ملک نہ ہو تو لینے سے بچیں۔

جانوروں سے شکار کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... ہر درندہ جانور سے شکار کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ تعلیم یافتہ نہ ہو اور اس میں تعلیم کی قابلیت ہو اور اسے سکھا بھی لیا ہو۔ درندہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) چوپایہ جیسے شیر وغیرہ جس میں کیلا ہوتا ہے۔ (۲) پنجہ والا پرندہ جیسے باز شکرا وغیرہ۔ جس درندہ میں قابلیت تعلیم نہ ہو اس کا شکار حلال نہیں مگر اس صورت میں کہ شکار پکڑ کر ذبح کر دیا جائے لہٰذا شیر اور بچھو سے شکار حلال نہیں کہ ان دونوں میں تعلیم کی قابلیت ہی نہیں شیر اپنی طبیعت اور بچھو اپنی دنایت و خساست کی وجہ سے تعلیم کی قابلیت نہیں رکھتے بعض فقہا نے ذیل کو بھی قابل تعلیم نہیں مانا ہے کہ یہ بھی اپنی خساست کی وجہ سے تعلیم نہیں حاصل کرتی۔ (جوہرۂ نیرہ، درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... سکھایا ہوا وغیرہ چوپایہ کے معلم ہونے کی علامت یہ ہے کہ یہ پورے تین مرتبہ ایسا ہو کہ شکار کو پکڑے اور اس میں سے نہ کھائے تو معلم ہو گیا کہ یہ سیکھ گیا ہے اب اس کے بعد جو شکار کرے گا وہ مرا بھی جائے تو اس کا کھانا حلال ہے بشرطیکہ دیگر شرائط بھی پائے جائیں کہ اس کا بھیجنا ذبح کے قائم مقام ہے اور شکرا، باز وغیرہ شکاری پرندہ کے معلم ہونے کی پہچان یہ ہے کہ اسے شکار پر چھوڑا اس کے بعد وہ پس بلا لیا تو واپس آ جائے اگر واپس نہ آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی تمہارے قابو میں نہیں ہے معلم نہیں ہوا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳..... کتے نے شکار پکڑنے کے بعد اس کا گوشت نہیں کھایا مگر خون پی لیا تو کوئی حرج نہیں۔ شکرے باز وغیرہ پرندہ شکاریں نے اگر گوشت میں سے کچھ کھا لیا تو جانور حلال ہے کہ یہ بات اس کے معلم ہونے کے خلاف نہیں اور اگر مالک نے شکار میں سے کلوا کاٹ کر کتے کو دیا اور اس نے کھا لیا تو باقی گوشت کھایا جائے گا کہ اس صورت میں اس نے خود نہیں کھایا مالک نے کھلایا اب کھایا اسی طرح اگر مالک نے شکار کو محفوظ کر لیا اس کے بعد کتے نے اس میں سے کچھ کھا لیا تو باقی گوشت جائز ہے کہ یہ بات اس کے معلم ہونے کے خلاف نہیں۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۴..... کتے کو شکار پر چھوڑا اس نے شکار کی بوٹی کاٹ لی اور اسے کھا لیا اس کے بعد شکار کو پکڑا اور مار ڈالا تو یہ شکار حرام ہے کہ جب کتے نے کھایا تو معلم نہ رہا اور اس کا مارا ہوا شکار حلال نہیں اور اگر کتے نے بوٹی کاٹ لی مگر اس کو کھایا نہیں چھوڑ دیا اور شکار کا پیچھا کیا شکار پکڑنے کے بعد جب مالک نے شکار پر قبضہ کر لیا اب کتے نے وہ بوٹی کھائی تو جانور حلال ہے۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۵..... یہ ضروری ہے کہ شکاری جانور نے شکار کو زخمی کر کے مارا ہو محض دبوچنے سے مر گیا تو کھانا حلال نہیں۔ کسی خاص جگہ پر زخم کا ضرور ہونا نہیں بلکہ جس مقام پر گھائل کر دیا ہو حلال ہونے کے لئے کافی ہے۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۶..... شکرا اپنے مالک کے پاس آگیا ایک مدت کے بعد پھر آ گیا۔ مالک نے اس سے شکار کیا تو بغیر ذبح یہ شکار حلال نہیں کہ بھاگ جانے سے وہ معلم نہ رہا جب پھر جب تک اس کا معلم ہونا ثابت نہ ہو جائے اس کا مارا ہوا شکار حلال قرار نہیں پائے گا۔ (زبدہ)

مسئلہ نمبر ۷..... جو کتا معلم ہو چکا تھا جب کبھی شکار میں سے کچھ کھا لے گا تو شکار حرام ہے بلکہ اس کے بعد کے شکار بھی حرام ہیں بلکہ اس سے پہلے شکار بھی جو ابھی محفوظ ہے وہ بھی حرام۔ ہاں جو کچھ کھایا جا چکا ہے اس کو حرام نہیں کہا جا سکتا۔ اس کتے کو پھر سے سکھایا ہوگا کیونکہ شکار میں سے کھانے کی وجہ سے معلم نہ رہا جاہل ہو گیا اب اس کا شکار اس وقت حلال ہوگا کہ سکھایا جائے۔ (بدائع)

مسئلہ نمبر ۸..... مسلم یا کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور کو چھوڑا نہیں بلکہ خود ہی اپنے آپ شکار پر دوڑ پڑا اور پکڑ کر مار ڈالا یہ شکار حرام نہیں۔ یونہی اگر یہ معلوم ہو کہ کسی نے چھوڑا یا خود ہی جا کر پکڑ لایا یہ معلوم نہیں کہ کس نے مسلم نے یا مجوسی نے تو جانور حلال نہیں۔ (درمختار و الدر المختار)

مسئلہ نمبر ۹..... شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو جانور حلال ہے جس طرح ذبح کرتے وقت اگر بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو حلال ہے۔ حرام اس وقت ہے جب قصداً نہ پڑھے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰..... شکار پر چھوڑتے وقت قصداً بسم اللہ نہیں پڑھی بلکہ جب کتے نے جانور پکڑا اس وقت بسم اللہ پڑھی جانور حلال نہ ہوا کہ بسم اللہ پڑھنا اس وقت مفید ہوتا ہے جب قابو سے کچھ نہیں ہوتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱..... مسلم نے شکار پر کتا چھوڑا مجوسی یا بندو نے کتے کو شدی جیسا کہ شکار کرتے وقت کتے کو جوش دلاتے ہیں اس کے غیر دیئے پر جوش میں آیا اور شکار مارا یہ حلال ہے اور اگر مجوسی نے چھوڑا اور مسلم نے غیر دی تو حرام ہے یعنی کتا چھوڑنے کا اعتبار ہے اس کا اعتبار نہیں کہ کس نے جوش دلایا اسی طرح اگر محرم نے شدی اور شکار پر جانور اس نے چھوڑا جو حرام نہیں باندھے ہوئے ہے تو جانور حلال ہے مگر محرم کو اس صورت میں شکار کا فدیہ دینا ہوگا کہ اس کے شکار میں معاونت جائز نہیں۔ (زبدہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... کتا چھوڑا نہیں بلکہ خود چھوٹ گیا اور اپنے آپ شکار پر دوڑ پڑا کسی مسلم نے اس کو شدی اس سے جوش میں آیا اور شکار کو مارا یہ شکار حلال ہے اس صورت میں شدی بھی چھوڑنے کے قائم مقام ہے۔ ان باتوں میں شکرے اور باز کا بھی وہی حکم ہے جو کتے کا ہے۔ (زبدہ)

مسئلہ نمبر ۱۳..... کتے کو شکار پر چھوڑا اس نے کئی پکڑ لئے سب حلال ہیں اور جس شکار پر چھوڑا اس کو نہیں پکڑا دوسرے کو پکڑا یہ بھی حلال ہے اور اگر کتے کو شکار پر نہ چھوڑا بلکہ کسی اور چیز پر چھوڑا جو اس نے شکار مارا یہ حلال نہیں کہ یہاں شکار کرنا ہی نہیں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... شکاری جانور کو وحشی جانور پر چھوڑنا شکار بھاگ کر پالتو جانوروں یا آدمیوں پر کتا چھوڑ دیا اور وہ مار ڈالتے یہ جانور حلال نہیں ہوگا کہ ایسے جانوروں کے حلال ہونے کے لئے ذبح کرنا ضروری ہے۔ ذکاۃ اضطراری یہاں کافی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... کتے کے ساتھ اگر شکار کرنے میں دوسرا کتا جس کا شکار حلال ہے شریک ہو گیا تو یہ شکار حلال ہوگا مثلاً دوسرا کتا جو معلم نہ تھا اس کی شرکت میں شکار ہوا یا مجوسی کے کتے کی شرکت میں شکار یا دوسرے کو کسی نے چھوڑا ہی نہیں اپنے آپ شریک ہو گیا اس دوسرے کے چھوڑنے کے وقت قصداً بسم اللہ چھوڑ دی ان سب صورتوں میں وہ جانور مردار ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... یہ بھی ضروری ہے کہ کتے کو جب شکار پر چھوڑا جائے فوراً دوڑ پڑے طویل وقفہ نہ ہو نہ پائے ورنہ جانور حلال نہ ہوگا۔ طویل وقفہ کا یہ طلب ہے کہ دوسرے کام میں مشغول نہ ہو مثلاً چھوڑنے کے بعد پیشاب کرنے لگا یا کچھ کھانے لگا اس صورت میں شکار حلال نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷.....چھوڑنے کے بعد کتا شکار پر دوڑا مگر بعد شکار روک لیا یا کسی کو مڑتے یا شکار کی طلب کے سوا کسی دوسرے کام میں لگ گیا یا سست پڑ گیا پھر کچھ دیر بعد شکار کا پیچھا کیا اور جانور کو مارا اس کا کھانا حلال نہیں ہاں ان صورتوں میں اگر کتے کو پھر سے چھوڑا جانا تو جانور حلال ہوتا یا مالک کے للکارنے سے شکار پر بیٹھنا اور لانا تو کھایا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸.....اگر کتے کا رک جانا یا چھپ جانا آرام طلبی کے لئے نہ ہو بلکہ شکار کرنے کا پیلہ دا ؤں ہو جس طرح پہنچا شکار کو گھات سے پکڑنا ہے اس میں حرج نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹.....شکار اگر زندہ مل گیا اور ذبح کرنے پر قدرت ہے تو ذبح کرنا ضروری ہے کہ ذکاۃ اضطراری مجبوری کی صورت میں ہے اور یہاں مجبوری نہیں ہے اور اگر جانور اس کو زندہ ملا مگر یہ اس کے ذبح پر قدرت نہیں رکھتا کہ وقت تنگ ہے یا ذبح کرنے کا آلہ موجود نہیں، اس کی دو صورتیں ہیں اگر جانور میں حیات اتنی باقی ہے جو ذبح سے زیادہ ہے تو حرام ہے ورنہ جائز ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۰.....شکار کتے چیتے یا عقاب سے پکڑا نہیں اگر اتنا وقت ہے کہ پکڑ کر ذبح کر سکتا ہے مگر کچھ نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو جانور نہ کھایا جائے اور وقت اتنا نہیں کہ ذبح کر سکے تو یہ حلال ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۱.....کتے کو شکار پر چھوڑا اس نے ایک شکار مارا پھر دوسرا مارا دونوں حلال ہیں اور اگر پہلا شکار کرنے کے بعد دیر تک کھا رہا پھر دوسرا مارا تو دوسرا حرام ہے کہ پہلے شکار کے بعد جب وقفہ ہوا تو شکار پر چھوڑنا دوسرے کے بارے میں نہیں پایا گیا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۲.....علم کتے کے ساتھ دوسرے کتے نے شرکت کی جس کا شکار حرام ہے مگر اس نے شکار کرنے میں شرکت نہیں کی ہے بلکہ یہ سمجھ کر شکار کو ادھر لایا اور پہلے ہی کتے نے شکار کو زخمی کیا اور مر ا ہو تو اس کا کھانا مکروہ ہے اور اگر دوسرا کتا گھیر کر ادھر نہیں لایا بلکہ اس نے پہلے کتے کو دوڑایا، اس نے شکار کو دوڑا کر زخمی کیا اور مارا تو یہ شکار حلال ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۳.....مسلم نے کتے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا اس نے شکار کو بھنبھوڑ (یعنی اچھی طرح زخمی کیا) اس کے بعد پھر حملہ کیا اور مار ڈالا یہ شکار حلال ہے یہی طرح اگر دو کتے چھوڑے ایک نے اسے بھنبھوڑا اور دوسرے کتے نے مار ڈالا یہ شکار بھی حلال ہے کھایا جائے گا۔ مگر ملک پہلے شخص کی ہے دوسرے شخص کی نہیں کیونکہ پہلے نے اسے قابل کر دیا بھانے کے قابل نہ رہا اس وقت اس کی ملک ہو چکی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۴.....ایک کتے نے شکار کو پچھاڑا یا اور شکار کی حد سے خارج ہو گیا اب اس کے بعد دوسرے شخص نے اسی جانور پر اپنا کتا چھوڑا اور اس نے مار ڈالا تو حرام ہے کھایا نہ جائے کہ جب وہ جانور بچ کر نہیں سکتا تو اگر موقع ملتا ذبح کیا جاتا تو یہی حالت میں ذکاۃ اضطراری نہیں ہے لہٰذا حرام ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۵.....شکار کی دوسری نوع تیر وغیرہ سے جانور مارنا ہے اس میں بھی شرط یہ ہے کہ تیر چلاتے وقت بسم اللہ پڑھا اور تیر سے جانور زخمی ہو جائے ایسا نہ ہو کہ تیر کی کنڑی جانور کو لگی اور اس سے دب کر مر گیا تو اس صورت میں وہ جانور حرام ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۶.....شکار اگر غائب ہو گیا کتے کا ہو یا تیر کا تو یہ اس وقت حلال ہوگا کہ شکاری برابر اس کی جستجو جاری رکھے بیٹھ نہ رہے اور اگر بیٹھ رہا پھر شکار مرا ہوا ملا تو حلال نہیں اور پہلی صورت میں بھی یہ ضروری ہے کہ شکار میں تمہارے تیر کے سوا کوئی دوسرا زخم نہ ہو ورنہ حرام ہو جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷.....شکار کے حلال ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کتا چھوڑنے یا تیر چلانے کے بعد کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو بلکہ شکار اور کتے کی تلاش میں رہے۔ اگر نظر سے شکار غائب ہو گیا پھر دیر کے بعد ملا اور اس کی دو صورتیں ہیں اگر جستجو جاری رکھی اور شکار کو مرا ہوا پایا اور کتا بھی شکار کے پاس ہی تھا تو کھایا جا سکتا ہے اور اگر کتا وہاں سے چلا آیا ہے تو نہ کھایا جائے اور اگر شکار کی تلاش میں نہ رہا کسی دوسرے کام

میں مشغول ہوگیا پھر شکار کو پایا مگر معلوم نہیں کہ کتے نے زخمی کیا ہے یا کسی دوسری چیز نے تو نہ کھایا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸.....شکار کی آہٹ محسوس ہوئی اور اس شخص کو یہی گمان ہے کہ یہ شکار کی آہٹ ہے اس نے تمایا چھوڑ دیا تیر چلا دیا اور شکار کو مارا یہ جانور حلال ہے چند قدم بعد میں یہی ثابت ہوا کہ یہ آہٹ شکار ہی کی تھی کہ اس کا یہ فعل شکار کرنا قرار پائے گا۔ اگر چہ شکار کو آنکھ سے دیکھا نہ ہو اور اگر بعد میں یہ پتہ چلا کہ وہ شکار کی آہٹ نہ تھی کسی آدمی کی چہل پہل تھی۔ یا گھریلو جانور کی تھی تو وہ شکار حلال نہیں کہ جس چیز پر تمایا چھوڑا یا تیر چلایا وہ شکار نہ تھا۔ لہٰذا شکار کیا نہ پایا گیا۔ (بدائع)

مسئلہ نمبر ۲۹.....یہ نہ پتہ چلا دیا وہ تو آواز سنی یا دوسرے شکار کے لگا یہ حلال ہے اگر چہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ بے جس پر تیر چلایا قتا وحشی ہے یا نہیں چونکہ غالب گمان یہی ہے کہ وحشی ہو اور اگر اوٹ پر تیر چلایا وہ جانور کے نہیں لگا بلکہ کسی شکار کو لگا اس کی وہ صورتیں ہیں اگر معلوم ہے کہ اوٹ بھاگ گیا ہے کسی طرح قابو میں نہیں آ سکتا یعنی وہ اس حالت میں کہ اس کا ذبح اضطراری ہو سکتا ہے تو وہ شکار حلال ہے اور اگر یہ پتا نہ ہو تو شکار حلال نہیں کہ اس کا یہ فعل شکار کرنا نہیں ہے۔ (بدائع)

مسئلہ نمبر ۳۰.....جس جانور کو تیر سے مارا اگر زندہ مل گیا تو ذبح کرے۔ بغیر ذبح کے حلال نہیں یہی حکم کتے کے شکار کا بھی ہے یہاں حیات سے مراد یہ ہے کہ اس کی زندگی مذبوح سے کچھ زیادہ ہو اور متردیہ نطیحہ وموقوذہ وغیرہ میں مستقر زندگی مراد ہے یعنی اگر ان جانوروں میں کچھ بھی زندگی پائی ہے اور ذبح کر لیا تو حلال ہے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۳۱ بسم اللہ پڑھ کر تیر چھوڑا ایک شکار کو پھینکا ہوا دوسرے کو لگا دونوں حلال ہیں اور اگر ہوا نے تیر کا رخ پھیر دیا جنہیں بائیں کو موڑ دیا اور اس صورت میں شکار کو لگا تو نہیں کھایا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲.....تیر شکار پر چلایا درخت یا دیوار میں لگا اور لوٹا پھر شکار کو لگا یہ جانور حلال نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۳.....مسلم کے ساتھ مجوسی نے بھی کمان پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے ساتھ اس نے بھی کھینچا تو شکار حرام ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے ذبح کرتے وقت مجوسی نے چھری کو چلایا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۴.....شکار حلال ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کی موت دوسرے سبب سے نہ ہو یعنی کتے یا تمایا تیر وغیرہ جس سے شکار کیا اس سے مرا ہو اور اگر یہ شبہ ہو کہ دوسرے سبب سے اس کی موت ہوئی تو حلال نہیں مثلاً زخمی ہو کر جانور پانی میں گرا یا اونچی جگہ پہاڑ یا ٹیلے سے لڑھکا اور یہ احتمال ہے کہ پانی کی وجہ سے یا لڑھکنے سے مرا ہے تو نہ کھائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۵.....تیر سے شکار کو مارا اور وہ اوپر سے زمین پر گرا وہاں ہڈیاں بچھی ہوئی تھیں ان پر گرا اور مر گیا یہ شکار حلال ہے اگر چہ یہ احتمال ہے کہ گرنے سے چوٹ لگی اور مر گیا ہو اس احتمال کا اعتبار نہیں کہ اس احتمال سے نیچے کی صورت نہیں اور اگر پہاڑ یا پتھر کی چٹان پر گرا پھر لڑھک کر زمین پر آیا اور مرا یا درخت پر گرا پھر وہ لڑھکا ہوا تھا اس کی انی پر گرا یا کچی اینٹ کی کور پر گرا ان سب کے بعد پھر زمین پر گرا اور مر گیا تو نہ کھایا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں پر گرنے کی وجہ سے مرا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۶.....مرغابی کو تیر مارا وہ پانی میں گری اور مر گئی اگر اس کا زخم پانی میں ڈوب گیا ہے تو نہ کھائی جائے اور نہیں ڈوبا ہے تو کھائی جائے۔ (مختار)

مسئلہ نمبر ۳۷.....پانی وغیرہ میں گرنے سے مرا یا اس وقت معتبر ہے جب کہ شکار کو ایسا زخم پہنچا ہے کہ ہو سکتا تھا بھی نہ مرتا تو کہا جا سکتا ہے کہ شاید اس کی وجہ سے مرا ہو اور اگر کاری زخم لگا ہے کہ بچنے کی امید ہی نہیں ہے اس میں زندگی کا اتنا سا حصہ ہے جتنا مذبوح میں ہوتا ہے تو اس کا کھانا جائز ہے شکار مر چکا اور اسی زندہ ہے اور پانی میں گرا اور مرا اس صورت میں نہیں کہا جا سکتا پانی میں گرنے سے مرا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۸.....شکار اگر زمین کے سوا کسی اور چیز پر گر کر مرا مگر وہ چیز مصطح ہے مثلاً چھت یا پہاڑ پر گر کر مرگیا تو حلال ہے کہ اس پر گرا ویسا ہے جیسے زمین پر گرا اور اگر مصطح نہ ہو مثلاً درخت یا لاٹھی کی نوک پر تو حرام ہے۔ (عالمگیری)

غلیل کا شکار:

مسئلہ نمبر ۱.....غلیل سے شکار کیا اور جانور مرگیا تو کھایا نہ جائے اگرچہ جانور مجروح ہوگیا کہ نکلا تا نہیں بلکہ توڑتا ہے یہ موقوذہ ہے جس طرح تیر مارا اور اس کی نوک نہیں لگی بلکہ پہنٹ ہو کر شکار پر لگا اور مرگیا جس کی حدیث میں حرمت مذکور ہے۔ (ہدایہ)

بندوق کا شکار: بندوق کا شکار مرجائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھرا بھی آلہ جارحہ نہیں بلکہ اپنی قوت دافعہ کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲.....دھاری دار پتھر سے مارا اگر پتھر بھاری ہے تو کھایا نہ جائے کیوں کہ اس میں اگر یہ احتمال ہے کہ زخمی کرنے سے مرا تو یہ احتمال بھی ہے کہ پتھر کے بوجھ سے مرا ہو اور اگر وہ ہلکا ہے تو کھایا جائے کہ یہاں مرنا جراحت کی وجہ سے ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۳.....لاٹھی یا لکڑی سے شکار کو مار ڈالا تو کھایا نہ جائے کہ یہ آلہ جارحہ نہیں بلکہ اس کی چوٹ سے مرا ہے اس باب میں ناقدہ کلیہ یہ ہے کہ جانور کا مرنا اگر جراحت سے مرنا یقیناً معلوم ہو تو حلال ہے اور اگر ثقل اور دبنے سے ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہے کہ جراحت سے ہے یا نہیں تو احتیاطاً یہاں بھی حرمت ہی کا حکم دیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۴.....چھری یا تلوار سے مارا گیا اس کی دھار سے زخمی ہو کر مرگیا تو حلال ہے اور اگر الٹی طرف سے لگی یا تلوار کا تبضہ یا چھری کا دستہ لگا تو حرام ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۵.....شکار کو مارا اس کا کوئی عضو کٹ کر جدا ہو گیا شکار کھایا جائے اور وہ عضو نہ کھایا جائے جب کہ اس عضو کے کٹ جانے سے جانور کا زندہ رہنا ممکن نہ ہو اور اگر ممکن ہو تو وہ عضو بھی کھایا جا سکتا ہے اور اگر جانور کو مارا اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور دونوں برابر نہیں دونوں کھائے جائیں اور ایک ٹکڑا ایک تہائی سے اور دوسرا دو تہائی اور یہ بڑا ٹکڑا دم کی جانب کا ہے جب بھی دونوں کھائے جائیں اور اگر بڑا ٹکڑا سر کی طرف کا ہے تو صرف یہ بڑا ٹکڑا کھایا جائے دوسرا نہ کھایا جائے۔ اور اگر سر آدھے سے زیادہ کٹ کر جدا ہو گیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جا سکتا ہے۔ (ہدایہ ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۶.....شکار کا ہاتھ یا پاؤں کٹ گیا یا ٹکڑے اڑ گئے اور اتنا کاٹ کے کہ جڑ جانا ممکن ہے اور وہ شکار مرگیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جا سکتا ہے اور اگر جڑ جانا ممکن ہے کہ پورا کٹ گیا ہے صرف چمڑا اور باقی رہ گیا ہے تو شکار کھایا جائے یہ کٹا ہوا ہاتھ یا پاؤں نہ کھایا جائے۔

مسئلہ نمبر ۷.....ایک شخص نے شکار کو تیر مارا مگر ایسا نہیں لگا ہے کہ بھاگ نہ سکے بلکہ بھاگ سکتا ہے اور پکڑنے میں نہیں آ سکتا اس کے بعد دوسرے شخص نے تیر مار دیا اور مرگیا یہ کھایا جائے گا اور دوسرے کی ملک ہو گا اور اگر پہلے نے کاری زخم لگایا ہے کہ بھاگ نہیں سکتا پھر دوسرے نے تیر مارا اور مرگیا تو پہلے شخص کی ملک ہے اور کھایا نہ جائے کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کو ذبح کر سکتے تھے پیسے کو تیر مار کر ہلاک کرنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے یعنی یہ حکم اس وقت ہے کہ پہلے کے تیر مارنے کے بعد اس میں اتنی جان تھی کہ ذبح اختیاری ہو سکے اور اگر اتنی ہی جان باقی تھی جتنی مذبوح میں ہوتی ہے تو دوسرے کے تیر مارنے سے حرام نہیں ہوا اور دوسرے کے مارنے سے تین صورت میں شکار حرام ہو گیا۔ یہ دوسرا شخص پہلے شخص کو اس زخم خوردہ جانور کی قیمت تاوان دے کہ اس کی ملک کو ضائع کیا ہے اور اگر یہ ظلم ہے کہ جانور کی موت دونوں زخموں سے ہوئی یا ظلم نہ ہو دوسرا شخص جانور کو زخمی کرنے کا تاوان دے پھر جس جانور کو دو زخم لگے ہیں۔ اس کے نصف قیمت کا جو ہو وہ تاوان دے پھر گوشت کی نصف قیمت تاوان دے۔ یعنی اس صورت میں یہ تاوان دینے ہوں گے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۸.....شکار کو تیر مارا پھر اس شخص نے دوسرا تیر مارا اور مرگیا اس جانور کے حلال یا حرام ہونے میں وہی حکم ہے جو دوسرے

شخص کے تیر مارنے کی صورت میں ہے یہاں طغیان کی صورت نہیں ہے کہ دونوں تیر خود اسی نے مارے ہیں۔ (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۹..... پہاڑ کی چوٹی پر شکار مارا اور وہ پورا گھائل ہو گیا ہے کہ بھاگ نہیں سکتا اس نے پھر دوسرا تیر مار کر مارا یعنی دوسرا تیر لگنے سے مرگیا اور مُردار تو حلال نہیں۔ (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... پرند کو رات میں پکڑنا مباح ہے مگر بہتر یہ ہے کہ رات کو نہ پکڑے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۱..... باز اور شکرے وغیرہ کو زندہ پرند پر سکھانا ممنوع ہے کہ اس پرند کو ایذا دیتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۲..... بلکہ ذبح کئے ہوئے جانور پر سکھائے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۳..... معلم باز نے کسی جانور کو پکڑا اور مار ڈالا اور یہ معلوم نہیں کہ کسی نے چھوڑا ہے یا نہیں ایسی حالت میں جانور حلال نہیں کہ شک سے حلت ثابت نہیں ہوتی اور اگر معلوم ہے کہ خلاں نے چھوڑا ہے تو پر یا مال ہے بہر طور اجازت مالک کا لینا حلال نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴..... کسی دوسرے شخص کا معلم کتا یا باز مار ڈالا یا کسی کی بلی مار ڈالی اس کی قیمت کا تاوان دینا ہوگا اسی طرح دوسرے کی ہر وہ چیز جس کی تلف جائز ہے تلف کر دینے سے تاوان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵..... معلم کتے کا بیچنا اور وصیت جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶..... بعض جگہ رؤسا اور زمیندار اپنے علاقے میں دوسرے لوگوں کے لئے شکار کرنے کی ممانعت کر دیتے ہیں ان کا مقصد ان جنگلوں میں خود شکار رکھنا ہوتا ہے کہ جب دوسرے نہیں کھیلیں تو بافراط شکار ملے گا ایسی جگہ اگر کسی نے شکار کیا تو یہی مالک ہو گیا ان کی ممانعت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں کہ شکار ان کی ملک نہیں کہ منع کرنے سے ممنوع ہو جائے بلکہ جو پکڑے اسی کی ملک ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷..... بہت جگہ زمیندار تالابوں سے مچھلیاں نہیں مارنے دیتے اور جانا ہے پھینک لیتے ہیں ان کا فعل اجازت و حرام ہے جو مارے اسی کی ہیں اور چھپ کر مارنا چوری میں داخل نہیں اگرچہ بعض لوگ اسے چوری کہتے ہیں کہ مال مباح میں چوری کیسی۔

مسئلہ نمبر ۱۸..... بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈکی کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے کہ اس جانور کو ایذا دینا ہے اسی طرح وہ زندہ گھونس (ایک کیڑا) کانٹے میں پرو کر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔

رہن کا بیان

رہن کا جواز کتاب و سنت سے ثابت ہے اور اس کے جائز ہونے پر اجماع منعقد۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ (پ۳ البقرہ ۲۸۳)

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی ہو قبضہ میں دیا ہوا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت میں سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے مگر حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے مدینہ میں اپنی زرہ گروی رکھی تھی۔

حدیث نمبر ۱..... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ و اناج خریدا تھا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی تھی۔

حدیث نمبر ۲..... صحیح بخاری میں انس سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوئی اس وقت حضور ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع کے مقابل میں گروی تھی۔

حدیث نمبر ۳..... صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو کے مقابل میں اپنی زرہ گروی رکھوائی تھی۔

حدیث نمبر۴.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانور جب مرہون ہو تو اس پر خرچ کے عوض سوار ہو سکتے ہیں اور دودھ والے جانور کا دودھ بھی نفقہ کے عوض میں پیا جائے گا۔ اور سوار ہونے والے اور دودھ پینے کا خرچ سوار ہونے والے اور پینے والے پر ہے۔

حدیث نمبر۵.....ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رہن بند نہیں کیا جائے گا (یعنی مرتہن اس کو اپنا کرنے پر نہیں ہو سکتا)۔

حدیث نمبر۶.....امام شافعی و حاکم رحمہما اللہ نے مستدرک اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رہن مغلق یعنی مرتہن اپنا کر لے نہیں ہوتا جس نے رہن رکھا ہے اس کے لئے رہن کا فائدہ اور اسی پر اس کا نقصان ہے۔

مسائل فقہیہ: لغت میں رہن کے معنی روکنا ہیں اس کا سبب کچھ بھی ہو اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حق کو کلا یا جز و یا حصول کرانا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دین ہے اس سے دین نہ اپنی کوئی چیز دائن کے پاس اس لئے رکھ دی ہے کہ اس کو اپنے دین کی وصولی پانے کے لئے ذریعہ بنے۔ رہن کو اردو زبان میں گروی رکھنا بولتے ہیں کبھی اس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو رکھی گئی ہے اور اس کا دوسرا نام مرہون ہے۔ چیز کے رکھنے والے کو راہن اور جس کے پاس رکھی گئی اس کو مرتہن کہتے ہیں۔ مقدار رہن بالاتفاق جائز۔ بقدر آن مجید اور حدیث شریف سے اس کا جواز ثابت ہے۔ رہن میں خوبی یہ ہے کہ دائن و مدیون دونوں کا اس میں بھلا ہے کہ بعض مرتبہ بغیر رہن رکھے کوئی دیتا نہیں مدیون کا بھلا یوں ہوا کہ دین مل گیا اور دائن کا بھلا ظاہر ہے کہ اس کو اطمینان ہوتا ہے کہ اب میرا روپیہ مارا نہ جائے گا۔ (بداية مجابی)

مسئلہ نمبر۱.....رہن جس کے حق کے مقابلہ میں رکھا جاتا ہے وہ دین (یعنی وصف ثابی الذمہ) ہو عین کے مقابل میں رہن رکھنا صحیح نہیں۔ ظاہر آ یا باطناً دونوں طرح واجب ہو جیسے مبیع کا ثمن اور قرض یا ظاہر آ واجب ہو جیسے غلام کو بیاع اور وہ حقیقت میں آزاد تھا یا سرکہ بیاع اور وہ شراب تھی اور ان کے ثمن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھی۔ یہ ثمن بظاہر واجب ہے مگر واقع میں نہ تھا۔ یہ ثمن اگر حقیقتاً دین ہو تو اس کے مقابل بھی رہن صحیح ہے جیسے اعیان مضمونہ بنفسہا یعنی جہاں مثل یا قیمت سے تاوان دینا پڑے جیسے مغصوب پر واجب ہے کہ جو چیز غصب کی ہے بعینہ وہی چیز مالک کو دے اور نہ ہو تو مثل قیمت سے تاوان دے۔ جہاں ضمان واجب نہ ہو جیسے ودیعت اور امانت کی دوسری صورتیں ان میں رہن درست نہیں اسی طرح اعیان مضمونہ بغیر بالک کے مقابل میں رہن صحیح نہیں۔ جیسے مبیع کہ جب تک یہ بائع کے قبضہ میں ہے اگر ہلاک ہو گئی تو اس کے مقابل میں مشتری سے بائع کا ثمن ساقط ہو جائے گا مشتری کے پاس بائع کی کوئی چیز رہن رکھے صحیح نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۲.....مقدار رہن ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے مثلاً مدیون نے کہا کہ تمہارا جو کچھ میرے ذمہ ہے اس کے مقابلہ میں یہ چیز تمہارے پاس رہن رکھی یا یہ کہا اس چیز کو رہن رکھو دوسرا کہے میں نے قبول کیا بغیر ایجاب و قبول کے الفاظ بولنے کے بھی بطور تعاطی رہن ہو سکتا ہے جس طرح بیع تعاطی سے ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۳.....لفظ رہن بولنا ضروری نہیں بلکہ کوئی دوسرا لفظ جس کے معنی رہن سمجھے جاتے ہوں تو رہن ہو گیا۔ مثلاً ایک روپیہ کی کوئی چیز طریدی اور بائع کو بتا کپڑا ایا کوئی چیز دے دی اور کہدیا کہ اسے رکھے رہو جب تک میں دام نہ دے دوں یہ رہن ہو گیا یونہی ایک شخص پر لین ہے اس نے دائن کو اپنا کپڑا دکھا کر کہا کہ اس کو رکھے رہو جب تک دین ادا نہ کروں یہ رہن بھی صحیح ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۴.....ایجاب و قبول سے مقدار رہن ہو جاتا ہے مگر لازم نہیں جب تک مرتہن شے مرہون پر قبضہ نہ کر لے قبضہ سے پہلے راہن کو اختیار رہتا ہے کہ چیز دے یا نہ دے اور جب مرتہن نے قبضہ کر لیا تو یہ معاملہ ہو گیا اب راہن کو بغیر اس کی اجازت ادا کے چیز واپس لینے کا حق نہیں رہتا۔ (ہدایہ) مگر عنایہ میں فرمایا کہ یہ نامہ کتب کے مخالف ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح یہ ہے کہ بغیر قبضہ رہن جائز ہی نہیں امام حاکم شہید نے

کافی میں امام جعفر طحاوی و امام کرخی رحمہم اللہ نے اپنے اپنے مختصر میں اسی کی تصریح کی اور درختار میں تبعیتی ہے ہے کہ قبضہ شرط جواز ہے نہ کہ شرط لزوم۔

مسئلہ نمبر ۵.....قبضہ کے لئے اجازت راہن ضروری ہے۔ صراحۃً قبضہ کی اجازت دے یا دلالۃً دونوں صورتوں میں قبضہ ہو جائے گا۔ اسی مجلس میں قبضہ ہو جس میں ایجاب وقبول ہوا ہے یا بعد میں خود قبضہ کرے یا اس کا نائب قبضہ کرے یہ سب صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶.....مرہون شے پر قبضہ اس طرح ہو کہ وہ کھٹی ہوں متفرق نہ ہوں مثلاً درخت پر پھل ہیں یا کھیت میں زراعت ہے صرف پھلوں یا زراعت کو راہن رکھا اور درخت کو نہیں رکھا یہ قبضہ صحیح نہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ مرہون شے حق راہن کے ساتھ مشغول نہ ہو مثلاً درخت پر پھل ہیں اور صرف درخت کو راہن رکھا اور یہ بھی ضروری ہے کہ تمیز ہو یعنی مشاع نہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷.....ایسی چیز راہن رکھی جو دوسری چیز کے ساتھ متصل ہے مثلاً درخت میں پھل لگے ہیں صرف پھلوں کو راہن رکھا اور مرتہن نے جدا کر کے مثلاً پھلوں کو توڑ کر قبضہ کر لیا اگر یہ قبضہ بغیر اجازت راہن ہے تو ناجائز ہے جو وہ اسی مجلس میں قبضہ کیا ہو یا بعد میں اور اگر اجازت راہن سے ہے تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....مرہون و مرتہن کے درمیان تخلیہ کر دیا کہ مرتہن اگر قبضہ کرنا چاہے کر سکتا ہے یہ بھی قبضہ ہی کے حکم میں ہے۔ جس طرح بیع میں بائع مبیع اور مشتری کے درمیان تخلیہ کر دینا قبضہ ہی کے حکم میں ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۹.....راہن کے شرائط حسب ذیل ہیں۔ (1) راہن و مرتہن عاقل ہوں یعنی نا سمجھ بچے اور مجنون کا راہن رکھنا صحیح نہیں بلوغ اس کے لئے شرط نہیں نابالغ بچہ جو عاقل ہو اس کا راہن رکھنا صحیح ہے۔ (2) راہن کسی شرعاً ممنوع نہ ہو، اس کی اضافت وقت کی طرف ہو۔ (3) جس چیز کو راہن رکھا وہ کامل بالغ ہو یعنی وقت عقد موجود ہو یا مال متقوم متقوم مملوک معلوم عقد و ارتقسلم ہو لہٰذا جو چیز وقت عقد موجود ہی نہ ہو یا اس کے وجود و عدم دونوں کا احتمال ہو۔ اس کا راہن جائز نہیں مثلاً درخت میں جو پھل اس سال آئیں گے یا کھیریوں کے اس سال جو بچے پیدا ہوں گے یا اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے ان سب کا راہن نہیں ہو سکتا۔ مردار اور خون کو راہن نہیں رکھ سکتے کہ یہ مال نہیں حرام و حرام کے شکار بھی مردار ہیں مال نہیں۔ آزاد کو رہن نہیں رکھ سکتا کہ مال نہیں۔ مدبر و ام ولد کا رہن جائز نہیں دونوں راہن و مرتہن میں اگر کوئی مسلم ہو تو شراب و خنزیر کو رہن نہیں رکھ سکتے۔ اموال مباحہ مثلاً شکار اور جنگل کی لکڑی اور گھاس چونکہ یہ مملوک نہیں ان کا رہن بھی جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....مرہون چیز مرتہن کے خلیان میں ہوتی ہے یعنی مرہون کی مالیت اس کے خلیان میں ہوتی ہے اور خود عین بطور امانت ہے۔ اس کا طریق یوں خلیہ ہوگا کہ اگر مرہون کو مرتہن نے راہن سے خرید لیا تو یہ قبضہ جو مرتہن کا ہے قبضہ خریداری کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ کہ یہ قبضہ امانت ہے اور استیفاء کے لئے قبضہ خلیان درکار ہے اور خود وہ چیز امانت ہے۔ لہٰذا مرہون کا نفقہ راہن کے ذمہ ہے مرتہن کے ذمہ نہیں اور غلام مرہون قاتل ہو گیا تو کفن راہن کے ذمہ ہے۔ (ہدایہ و درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....مرتہن کے پاس اگر مرہون ہلاک ہو جائے تو دین اور اس کی قیمت میں جو کم ہے اس کے مقابلہ میں ہلاک ہوگا۔ مثلاً سو روپے دین ہیں اور مرہون کی قیمت دو سو ہے تو سو کے مقابل میں ہلاک ہوا یعنی اس کا دین ساقط ہو گیا۔ اور مرتہن راہن کو کچھ نہیں دے گا اور اگر صورت مفروضہ میں مرہون کی قیمت پچاس روپے ہیں تو دین میں سے پچاس ساقط ہو گئے اور پچاس باقی ہیں اور اگر دونوں برابر ہیں تو نہ دینا ہے نہ لینا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....مرہون کی قیمت اس روز کی قیمت معتبر ہے جس دن راہن رکھا ہے یعنی جس دن مرتہن کا قبضہ ہوا، جس دن ہلاک ہوا اس دن کی قیمت کا اعتبار نہیں یعنی رکھنے کے بعد چیز کی قیمت گھٹ بڑھ گئی ہے اس کا اعتبار نہیں مگر اگر دوسرے شخص نے مرہون کو ہلاک کر دیا تو اس سے تاوان میں وہ قیمت لی جائے گی جو ہلاک کرنے کے دن ہے اور یہ قیمت مرتہن کے پاس اس مرہون کی جگہ رہن ہے یعنی اب یہ مرہون ہے۔

(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۳.....مرتہن نے رہن رکھتے وقت یہ شرط کرلی ہے کہ اگر چیز ہلاک ہوگئی تو میں ضامن نہیں، اس صورت میں بھی وہ ضامن ہے اور یہ شرط باطل ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴.....دو چیزیں رہن رکھی ہیں ان میں سے ایک ہلاک ہوگئی اور ایک باقی ہے اور جو ہلاک ہوگئی اس کی تنہا قیمت دین سے زائد ہے تو یہ نہیں ہوگا کہ دین ساقط ہو جائے بلکہ دین کو ان دونوں کی قیمتوں پر تقسیم کیا جائے۔ جو حصہ اس ہلاک شدہ کے مقابل آئے وہ ساقط اور جو باقی کے مقابل ہے وہ باقی۔ یونہی مکان رہن رکھا اور وہ گر گیا تو دین کو عمارت و زمین کی قیمت پر تقسیم کیا جائے جو حصہ عمارت کے مقابل ہے وہ ساقط اور جو زمین کے مقابل ہے باقی ہے۔ یونہی اگر دس روپے دین کے ہیں چالیس روپے کی چونسی رہن رکھ دی اس کو کیڑوں نے کھایا اب اس کی قیمت دس روپے رہ گئی تو ڈھائی روپے دے کر رہن سے چھڑا لے گا کہ چونسی کی تین چوتھائیاں گم ہوگئیں لہٰذا دین کی بھی تین چوتھائیاں یعنی ساڑھے سات روپے گم ہو گئے ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ جو چیز میں اگر نقصان ہو جائے تو اس کا دین پر اثر پڑے گا اور زخ گم ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵.....مرتہن نے اگر مرہون میں کوئی ایسا فعل کیا جس کی وجہ سے وہ چیز ہلاک ہوگئی یا اس میں نقصان پیدا ہوگیا تو ضامن ہے یعنی اس کا تاوان دینا ہوگا۔ مثلاً ایک کپڑا بیس روپے کی قیمت کا دس روپے میں رہن رکھا گیا مرتہن نے بلا اجازت راہن اسے مرتہنا سے پہنا اس کے پہننے سے چھ روپے قیمت گھٹ گئی اب وہ چیز دو روپے کا ہوگیا، اس کے بعد اس کو بغیر اجازت استعمال کیا، استعمال سے چار روپے اور گم ہو گئے اب اس کی قیمت گھٹ گئی اب اس کی قیمت دس روپے ہوگئی اس کے بعد وہ کپڑا ضائع ہوگیا، اس صورت میں مرتہن راہن سے صرف ایک روپیہ وصول کرسکتا ہے اور نو روپے ساقط ہو گئے کیونکہ رہن کے دن جب اس کی قیمت بیس روپے تھی اور قرض کے دن بھی روپے تھے تو نصف کا ضمان ہے اور نصف امانت ہے پھر جب اس کو اجازت سے پہنا جس سے چھ روپے کی ہوگئی ہے اس کا تاوان نہیں کہ یہ بلا اجازت مالک ہے مگر دو بار وہ جو پہنا تو اس کی کمی کے چار روپے اس پر تاوان ہوئے باقی میں سے چار وصول ہو گئے چھ باقی ہیں پھر جس دن وہ کپڑا ضائع ہوا چونکہ دس کا تھا لہٰذا نصف قیمت کے پانچ روپے ہیں امانت ہے اور نصف دوم کہ یہ بھی پانچ ہے اس کا ضمان ہے ہلاک ہونے سے نصف دوم بھی وصول نہ ہوئے اور چار پہلے کے کل نو وصول ہو گئے۔ ایک باقی رہا یہ اور راہن سے لے سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....ایک شخص کچھ دین لینا چاہتا ہے بات چیت ہوگئی اور یہ بھی ظہور پا گیا کہ اس کے مقابلہ میں فلاں چیز راہن رکھوں گا چنانچہ اس چیز پر مرتہن کا قبضہ ہوگیا اور ابھی دین دیا نہیں ہے اب قرض کروکہ قرض دینے سے پہلے مرتہن کے پاس وہ چیز ہلاک ہوگئی اس کی وہ صورتیں ہیں اگر قرض کی کوئی مقدار نہیں بیان کی گئی ہے جتنا اتنی بات ہوئی کم سے کچھ روپے قرض لوں گا۔ اس صورت میں وہ چیز مرتہن کے ضمان میں نہیں ہے ہلاک ہونے سے اس کو کچھ نہ دینا پڑے گا جب نہیں۔ اور اگر قرض کی مقدار بیان کردی ہے مثلاً سو روپے لوں گا اور یہ زیور گھو یہ رہن ہوگئی اس صورت میں ضمان ہے اس کا وہی حکم ہے کہ سو روپے لے کر رکھ دیتا یعنی دین اور اس چیز کی قیمت دونوں میں سے جو کم ہے اس کے مقابل میں اس کو ہلاک ہوا سمجھا جائے گا۔ مثلاً اس کی قیمت سو روپے یا زیادہ ہے تو مرتہن راہن کو سو روپے پہلے دے اور جو سونے کم ہے تو جو کچھ قیمت ہے وہ دے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۷.....قرض دینے کا وعدہ کیا تھا اور قرض مانگنے والے نے قرض لینے سے پہلے کوئی چیز رہن رکھ دی اور مرتہن نے کچھ قرض دیا اور کچھ باقی کا بجز اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا یہ حکم اس وقت ہے کہ مرہون موجود ہو اور ہلاک ہوگیا تو اس کا حکم وہ ہے جو پہلے بیان ہوا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۸.....دائن نے مدیون سے اپنے دین کے مقابل جب کوئی چیز رہن رکھوائی تو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اب وہ دین کا مطالبہ ہی

نہیں کرسکتا ناموش بیٹھا رہے بلکہ اب بھی مطالبہ کرسکتا ہے قاضی کے پاس دین کا دعویٰ کرسکتا ہے اور قاضی کو اگر ثابت ہو جائے کہ مدیون ادائے دین میں ٹال ٹال، بہانہ سے قید کرسکتا ہے کہ ایسے کی یہی سزا ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۹..... رہن صحیح ہونے کے بعد بھی مرتہن کو یہ اختیار ہے کہ جب تک اپنا مطالبہ وصول نہ کرلے یا معاف نہ کردے مرہون شے اور اپنے قبضہ میں رکھے راہن کو واپس نہ دے یعنی محض زبان سے کہہ دینے سے کہ راہن صحیح ہوگیا راہن صحیح نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے جب تک مرہون کو واپس نہ کردے۔ جب راہن صحیح نہیں ہوا تو اب بھی چیز کو روک سکتا ہے۔ ہاں دین یا قبضہ دونوں میں سے ایک جاتا رہے مثلاً دین وصول پالیا معاف کردیا کہ اب دین باقی نہ رہا یا راہن کے قبضہ میں دے دیا تو اب رہن جاتا رہے گا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... صحیح رہن کے بعد لے چیز مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی اب بھی وہی احکام ہیں جو صحیح نہ ہونے کی صورت میں تھے کہ دین اور قیمت مرہون میں جو کم ہے اس کے مقابل میں چیز ہلاک ہوگئی۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۱..... اگر مرتہن نے راہن کو وہ چیز دے دی مگر بطور صحیح رہن نہیں بلکہ بطور عاریت تو اب بھی رہن باقی ہے یعنی اس سے واپس نہیں لے سکتا۔ (عنایہ)

مسئلہ نمبر ۲۲..... مرہون شے جب تک مرتہن کے ہاتھ میں ہے راہن سے بیع نہیں کرسکتا۔ مرتہن جب تک دین وصول نہ کرلے اس کو اختیار ہے کہ بیچنے نہ دے اور اگر مدیون نے کچھ دین ادا کیا ہے۔ اب بھی راہن مرتہن سے چیز واپس نہیں لے سکتا جب تک کل دین ادا نہ کردے اور جب دین باقی کر دیا تو مرتہن سے کہا جائے گا کہ رہن واپس دو کیونکہ اب روکنے کا حق نہ رہا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۳..... مدیون نے دین ادا کر دیا اور ابھی تک شے مرہون مرتہن کے پاس ہے واپسی نہیں ہوئی ہے اور چیز ہلاک ہوگئی تو جو کچھ مدیون نے ادا کیا ہے مرتہن سے واپس لے گا کیونکہ مرتہن کا وہ قبضہ اب بھی قبضہ ضمان ہے۔ اور یہ ہلاک دین کے مقابل میں متصور ہوگا لہٰذا واپس کرنا ہوگا۔ (جوہرہ) یا اس وقت ہے کہ مرہون کی قیمت دین سے زائد یا دین کے برابر ہے اگر دین سے کم ہے تو بقدر مرہون کی قیمت تھی، اتنا ہی واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۴..... مرتہن نے راہن سے دین معاف کر دیا یا بری کر دیا اور ابھی مرہون کو واپس نہیں دیا تھا اسی کے پاس ہلاک ہوگیا۔ اس صورت میں راہن مرتہن سے اس چیز کا ثاون نہیں لے سکتا کہ یہاں مرتہن نے دین کے مقابل میں کوئی چیز وصول نہیں کی ہے جس کو واپس دے بلکہ دین کو ساقط کیا ہے۔ (عنایہ)

مسئلہ نمبر ۲۵..... مرہون چیز سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں مثلاً لونڈی غلام ہو تو اس سے خدمت لینا یا جانور پر دینا۔ مکان میں سکونت کرنا یا کرایہ پر اٹھانا جائز ہے۔ یہ راہن کو بھی ناجائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۶..... مرتہن کے لئے راہن نے انتفاع کی اجازت دے دی ہے اس کی دو صورتیں ہیں یہ اجازت رہن میں شرط ہے یعنی قرض ہی اس طرح دیا ہے کہ وہ اپنی چیز اس کے پاس رہن رکھے اور یہ اس سے نفع اٹھائے جیسا کہ عموماً اس زمانہ میں، مکان یا زمین اسی طور پر رکھتے ہیں یہ ناجائز ہے اور سود ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ شرط نہ ہو یعنی عقد رہن ہو جانے کے بعد راہن نے اجازت دی ہے کہ مرتہن نفع اٹھائے یہ صورت جائز ہے اصل حکم یہی ہے جس کا ذکر ہوا مگر آج کل عام حالت یہ ہے کہ روپیہ قرض دے کر اپنے پاس چیز اسی مقصد سے رہن رکھتے ہیں کہ نفع اٹھائیں اور یہ اس درجہ معروف و مشہور ہے کہ شرط کی حد میں داخل ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہئے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲۷..... جس طرح مرہون سے مرتہن نفع نہیں اٹھا سکتا راہن کے لئے بھی اس سے انتفاع جائز نہیں مگر اس صورت میں کہ مرتہن اسے اجازت دے دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸.....راہن نے مرتہن کو استعمال کی اجازت دے دی تھی۔ اس نے استعمال کیا تو مرتہن پر ضمان نہیں یعنی۔ کان میں سکونت یا بیع کے پھل کھانے یا جانور کے دودھ استعمال کرنے کے مقابل میں دین کا کچھ حصہ ساقط نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹.....مرتہن نے بااجازت راہن چیز کو استعمال کیا اور بوقت استعمال ہلاک ہوئی تو یہاں امانت کا حکم دیا جائے گا یعنی مرتہن پر اس کا تاوان نہ ہوگا۔ دین کا کوئی جز ساقط نہ ہوگا اور اس سے پہلے یا بعد میں ہلاک ہو تو ضمان ہے جس کا حکم پہلے بتلایا گیا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰.....مرتہن سے مرہون کو نہ اجارہ پر دے سکتا ہے نہ عاریت کے طور پر کہ جب وہ خود نفع نہیں اٹھا سکتا تو دوسرے کو نفع اٹھانے کی کب اجازت دے سکتا ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۱.....ایک شخص سے روپیہ قرض لیا اور اسے اپنا مکان رہنے کو دے دیا کہ جب تک قرض ادا نہ کروں تم اس میں رہو یا کھیت اسی طرح دیا مثلاً سو روپے قرض لے کر کھیت دے دیا کو قرض دینے والا کھیت جوتے بوئے گا اور نفع اٹھائے گا یہ صورت رہن میں داخل نہیں بلکہ بطور اجارہ فاسدہ ہے اس شخص پر اجرت مثل لازم ہے کیونکہ۔ مکان یا کھیت اسے مفت نہیں دے رہا بلکہ قرض کی وجہ سے دے رہا ہے اور چونکہ قرض سے انتفاع حرام ہے لہٰذا "اجرت مثل دینی ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲.....بعض لوگ قرض لے کر۔ مکان یا کھیت راہن رکھ دیتے ہیں کہ مرتہن۔ مکان میں رہے اور کھیت جوتے بوئے اور مکان یا کھیت کی کچھ اجرت مقرر کر دیتے ہیں مثلاً۔ مکان کا کرایہ پانچ روپے ہوا اور یا کھیت کا پندرہ روپے سالانہ ہوتا ہے اور طے یہ پاتا ہے کہ یہ رقم زر قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی اس وقت۔ مکان یا کھیت واپس ہو جائے گا اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ یا اجرتِ مثل سے کم طے پایا ہو اور یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لئے۔ مکان یا کھیت اجرت پر دیا اور زر اجرت پیشگی لے لیا۔

مسئلہ نمبر ۳۳.....بکری رہن رکھی تھی اور راہن نے مرتہن کو دودھ پینے کی اجازت دے دی وہ دودھ پیتا رہا۔ پھر بکری مر گئی اس صورت میں دین کو بکری اور دودھ کی قیمت پر تقسیم کر لیا جائے گا جو حصہ دین بکری کے مقابل میں آئے گا وہ ساقط اور دودھ کی قیمت کے مقابل میں جو حصہ آئے وہ راہن سے وصول کرے کیونکہ حکم یہ ہے کہ راہن سے جو پیداوار ہوئی وہ بھی رہن کی ہوئی اور چونکہ مرتہن نے بااجازت راہن اس کو خرچ کیا لہٰذا اس کے مقابل کا دین ساقط نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴.....مرتہن نے زائد بغیر اجازت راہن مرہون سے نفع اٹھایا تو یہ تعدی اور زیادتی ہے یعنی اس صورت میں اگر چیز ہلاک ہو گئی تو پوری چیز کا تاوان دینا ہوگا یہ نہیں کہ دین ساقط ہو جائے اور باقی کا مرتہن سے مطالبہ نہ ہو مگر اس کی وجہ سے رہن باطل نہیں ہوا یعنی اگر اپنی اس حرکت سے باز آ گیا تو چیز رہن بدستور رہن کے احکام جاری ہوں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵.....مرتہن نے راہن سے دین طلب کیا تو اسے کہا جائے گا کہ پہلے مرہون چیز کو حاضر کرو جب وہ حاضر کر دے تو راہن سے کہا جائے گا کہ دین ادا کرو جب یہ پہلے دین ادا کر دے اب مرتہن سے کہا جائے گا اس کی چیز دے دو۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۶.....مرتہن نے راہن سے دین کا مطالبہ دوسرے شہر میں کیا اگر وہ چیز ایسی ہے کہ وہاں تک لے جانے میں بار برداری صرف کرنی پڑے تو وہاں لانے کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ اسی جگہ چیز لائے بغیر بھی دین ادا کر دے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۷.....یہ حکم کہ مرتہن کو مرہون کے حاضر لانے کو کہا جائے گا اس وقت ہے کہ راہن یہ کہتا ہو کہ مرہون مرتہن کے پاس ہلاک ہو چکا ہے لہٰذا میں دین کیوں ادا کروں اور مرتہن کہتا ہے کہ مرہون موجود ہے۔ اور اگر راہن بھی مرہون کو موجود ہونا کہتا ہو تو اس کی کیا ضرورت ہے کہ یہاں حاضر لائے جب دین ہی ادا کرنے کو کہا جائے گا کہ وہ چیز ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوگی اس وجہ سے حاضر ہونے

کو نہیں کہا مگر راہن اس کے تلف ہو جانے کا مدعی ہے تو راہن سے کہا جائے گا اگر مرتہن کی بات کا تمہیں اطمینان نہیں ہے تو اس سے قسم لے لو کہ مرہون ہلاک نہیں ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۸.....اگر دین ایسا ہے کہ قضا وادا کیا جائے گا تقاضا کرنے کا وقت آگیا اس کا بھی وہی حکم ہے کہ اگر راہن مرہون کا ہلاک ہونا کہتا ہے اور مرتہن اس سے انکاری ہے تو مرتہن سے کہا جائے گا قیمت لائے اور بار بہ داری والی چیز ہو تو مرتہن سے قسم لی جائے گی کہ ہلاک نہیں ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۹.....مرتہن نے دین وصول پالیا اور ابھی چیز واپس نہیں دی اور یہ چیز اس کے پاس ہلاک ہو گئی تو راہن اس سے دین واپس لے لے گا کیونکہ مرہون پر اب بھی مرتہن کا قبضہ قبضۂ ضمان ہے اور ہلاک ہونا دین وصول ہونے کے قائم مقام ہے قبضہ جو لے چکا ہے واپس دے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۴۰.....راہن نے مرتہن سے کہہ دیا کہ مرہون کو فلاں شخص کے پاس رکھ دو اس نے اس کے کہنے کی وجہ سے اس کے پاس رکھ دیا اب اگر مرتہن نے دین کا مطالبہ کیا اور راہنہ نہیں کہہ سکتا کہ شخص مرہون مستودع مرہون ہے قبضہ اسے حاضر لاؤ کیونکہ جب شخص پر قبضہ ہی نہیں ہوا تو کیونکر حاضر کرے ہاں شخص پر قبضہ کر لیا تو اب بیشک شخص کو حاضر کرنا ہوگا کہ یہ شخص مرہون کے قائم مقام ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۴۱.....راہن یہ کہتا ہے کہ مرہون چیز مجھے دو میں اسے بیچ کر تمہارا دین ادا کروں گا مرتہن کو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ مرہون کو دے دے۔ یعنی اگر کچھ حصہ دین کا ادا کر دیا ہے کچھ باقی ہے یا مرتہن نے کچھ دین معاف کر دیا ہے کچھ باقی ہے راہن یہ کہتا ہے کہ مرہون کا ایک جز مجھے دے دیا جائے کیونکہ میرے ذمہ کل دین باقی نہ رہا اس صورت میں بھی مرتہن کو یہ مجبوری نہیں کہ مرہون کا جز واپس کرے جب تک پورا دین ادا نہ ہو جائے یا مرتہن معاف نہ کر دے واپس کرنے پر مجبور نہیں ہاں اگر دو چیزیں رہن رکھی ہیں اور ہر ایک کے مقابل میں دین کا حصہ مقرر کر دیا مثلاً سو روپے قرض لئے اور دو چیزیں رہن کیں کہہ دیا کہ ساٹھ روپے کے مقابل میں یہ ہے اور چالیس کے مقابل میں یہ تو اس صورت میں جس کے مقابل کا دین ادا کیا اسے چھڑا سکتا ہے کہ یہاں حقیقتاً دو صفقہ ہیں۔ (درمختار وشامی)

مسئلہ نمبر ۴۲.....مرتہن کے ذمہ مرہون کی حفاظت لازم ہے اور یہاں حفاظت کا وہی حکم ہے جس کا بیان ودیعت میں گزر چکا ہے کہ خود حفاظت کرے یا اپنے اہل وعیال کی حفاظت میں دے دے یہاں عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتے سہتے ہوں جیسے بیوی بچے خادم اور اجیر خاص یعنی نوکر جس کی ماہوار یا ششماہی یا سالانہ تنخواہ دی جاتی ہو۔ مزدور جو روزانہ پر کام کرتا ہو مثلاً ایک دن کی دے اتنی اجرت دی جائے گی اس کی حفاظت میں نہیں دے سکتا۔ عورت مرتہن بنے تو شوہر کی حفاظت میں دے سکتی ہے۔ بیوی اور وہ لوگ جو عیال میں نہ ہوں جب بھی ان کی حفاظت میں دے سکتا ہے جن دو شخصوں کے مابین شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان ہے ان میں ایک کے پاس کوئی چیز رکھی گئی تو شریک کی حفاظت میں دے سکتا ہے۔ (درمختار وشامی)

مسئلہ نمبر ۴۳.....ان لوگوں کے سوا کسی اور کی حفاظت میں چیز دے دی یا کسی کے پاس ودیعت رکھی یا اجارہ یا عاریت کے طور پر دے دی یا کسی اور طرح اس میں تعدی کی مثلاً کتاب رہن تھی اس کو پڑھا یا جانور پر سوار ہوا غرض یہ کہ کسی اور صورت سے بلا اجازت راہن استعمال میں لایا بہر صورت پوری قیمت کا تاوان اس کے ذمہ واجب ہے اور مرتہن ان سب صورتوں میں غاصب کے حکم میں ہے اسی وجہ سے پوری قیمت کا تاوان واجب ہوتا ہے۔ (درمختار وشامی)

مسئلہ نمبر ۴۴.....انگوٹھی رہن رکھی مرتہن نے چھنگلیا میں پہن لی پوری قیمت کا ضامن ہو گیا کہ یہ مرہون کو بلا اجازت استعمال کرنا ہے داہنے ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنے یا بائیں ہاتھ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ انگوٹھی دونوں طرح عادتاً پہنی جاتی ہے اور چھنگلیا کے سوا کسی دوسری انگلی میں

ڈالی تو ضامن نہیں کہ عادۃً اس طرح پہنی نہیں جاتی لہٰذا اس کو پہنا نہ کہیں گے بلکہ حفاظت کے لئے انگلی میں ڈال لیا ہے۔ (جوہرہ)

یہ حکم اس وقت ہے کہ مرتہن مرد ہو اور اگر عورت کے پاس انگوٹھی رہن رکھی تو جس کسی انگلی میں ڈالے پہنا ہی کہا جائے گا کہ عورتیں سب میں پہنا کرتی ہیں۔ (صغیر و ذوی الاحکام) کرنے کو کندھے پر ڈال لیا یعنی جو چیز اس طرح استعمال کی جاتی ہے اس کے سوا دوسرے طریق پر بدن پر ڈال لی۔ اس میں کل قیمت کا تاوان نہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۵..... مرتہن خود انگوٹھی پہنے ہوئے تھا اس کے پاس انگوٹھی رہن رکھی گئی اپنی انگوٹھی پر رہن والی انگوٹھی کو بھی پہن لیا یا ایک شخص کے پاس دو انگوٹھیاں رہن رکھی گئیں اس نے دونوں ایک ساتھ پہن لیں یہاں یہ دیکھا جائے گا کہ یہ شخص اگر ان لوگوں میں سے ہے جو بقصد زینت دو انگوٹھیاں پہنتے ہیں (اگرچہ یہ شرعاً ناجائز ہے) تو پورا تاوان واجب ہے اور اگر دونوں انگوٹھیاں پہننے والوں میں نہیں تو اس کو پہنا نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ یہ حفاظت کرنا کہا جائے گا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۶..... دو تلواریں رہن رکھیں مرتہن نے دونوں کو ایک ساتھ باندھ لیا ضامن ہے کہ بیان کرے دو تلواریں ایک ساتھ لٹکایا کرتے ہیں اور تین تلواریں رہن رکھیں اور تینوں کو لٹکا لیا تو ضامن نہیں کہ تلوار کے استعمال کا یہ طریقہ نہیں۔ (ہدایہ)

پہلی صورت میں اس وقت ضامن ہے کہ خود مرتہن بھی دو تلواریں ایک ساتھ لٹکانے والوں میں ہو۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۷..... مرتہن نے چیز استعمال کی اور ہلاک ہو گئی اور اس پر پوری قیمت کا تاوان لازم آیا اگر یہ قیمت اتنی ہی ہے جتنا اس کا دین تھا اور کاٹتی ہے اسی جنس کی قیمت کا فیصلہ کیا جس جنس کا دین ہے مثلاً سو روپے کا دین ہے اور قیمت بھی سو روپے ہے تو اداروں تو فیصلہ کرنے ہی سے ادا واقع ہو گیا یعنی نہ لینا نہ دینا اور اگر دین کی مقدار زیادہ ہے تو مرتہن راہن سے جتنے دین کا مطالبہ کرے گا اور اگر قیمت زیادہ ہے تو راہن مرتہن سے یہ زیادتی وصول کرے گا اور اگر دین ایک جنس کا ہے اور کاٹتی ہے قیمت دوسری جنس سے لگائی مثلاً دین روپیہ ہے اور مرہون کی قیمت اشرفیوں سے لگائی یا اس کا عکس تو یہ قیمت مرتہن کے پاس بجائے اس ہلاک شدہ چیز کے رہن ہے یعنی راہن جب دین ادا کرے گا تب اس قیمت کے وصول کرنے کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح اگر دین میعادی ہو اور ابھی میعاد باقی ہے تو اگرچہ قیمت اسی جنس سے لگائی ہو مرتہن کے پاس یہ قیمت رہن ہوگی جب میعاد پوری ہو جائے گی اس قیمت کو دین میں وصول کرے گا۔ (درمختار)

شے مرہون کے مصارف کا بیان

مسئلہ نمبر ۱..... مرہون کی حفاظت میں جو کچھ صرف ہو گا وہ سب مرتہن کے ذمہ ہے کہ حفاظت خود ہی کے ذمہ ہے لہٰذا جس، مکان میں مرہون کو رکھے اس کا کرایہ اور حفاظت کرنے والے کی تنخواہ مرتہن اپنے پاس سے خرچ کرے اور اگر جانور کو رہن رکھا ہے تو اس کے چرانے کی اجرت اور مرہون کا نفقہ مثلاً اس کا کھانا پینا اور لونڈی غلام کو رہن رکھا ہے تو ان کا لباس بھی اور بالغ رہن رکھا ہے تو درختوں کو پانی دینے، پھل توڑنے اور دوسرے کاموں کی اجرت راہن کے ذمہ ہے اسی طرح زمین کا اشرفی خراج بھی راہن ہی کے ذمہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ مرہون کی بقا اس کے مصالح میں جو خرچ ہو وہ راہن کے ذمہ ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... جو مصارف مرتہن کے ذمہ ہیں اگر یہ شرط کر لی جائے کہ یہ بھی راہن ہی کے ذمہ ہوں گے تو باوجود شرط بھی راہن کے ذمہ نہیں ہوں گے بلکہ مرتہن ہی کو دینے ہوں گے بخلاف ودیعت کہ اس میں اگر مودع نے یہ شرط کر لی ہے کہ حفاظت کے مصارف مودع کے ذمہ ہوں گے تو شرط صحیح ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... مرہون کو مرتہن کے پاس واپس لانے میں جو صرفہ ہو مثلاً وہ بھاگ گیا اس کو پکڑ لانے میں کچھ خرچ کرنا ہوا یا مرہون

کے کسی عضو میں زخم ہو گیا یا اس کی آنکھ سفید پڑ گئی یا کسی قسم کی بیماری ہے ان کے علاج میں جو کچھ صرف ہو وہ مضمون و امانت پر تقسیم کیا جائے یعنی اگر مرہون کی قیمت دین سے زائد ہو تو اس صورت میں بتلایا جاچکا ہے کہ بقدر دین مرتہن کے خان میں ہے اور جو کچھ دین سے زائد ہے وہ امانت ہے لہٰذا یہ صرفہ دونوں پر تقسیم ہو جو حصہ مرتہن کے خان کے مقابل میں آئے وہ مرتہن کے ذمہ ہے اور جو امانت کے مقابل میں ہو وہ راہن کے ذمہ ہے اور اگر مرہون کی قیمت دین سے زائد نہ ہو تو یہ سارے مصارف مرتہن کے ذمہ ہوں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... جو مصارف ایک کے ذمہ واجب تھے انہیں دوسرے نے اپنے پاس سے کر دیا اس کی دو صورتیں ہیں اگر اس نے خود ایسا کیا جب تو متبرع ہے وصول نہیں کر سکتا اور اگر قاضی کے حکم سے ایسا کیا ہے اور قاضی نے کہہ دیا ہے کہ جو کچھ خرچ کرو گے دوسرے کے ذمہ دین ہوگا اس صورت میں وصول کر سکتا ہے اور اگر قاضی نے خرچ کرنے کا حکم دے دیا مگر یہ نہیں کہا کہ دوسرے کے ذمہ دین ہوگا تو اس صورت میں بھی وصول نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... مرہون پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں قاضی نہیں ہے کہ اس سے اجازت حاصل کرتا یہاں محض مرتہن کا یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ ضرورت کی وجہ سے خرچ کیا بلکہ گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ ضرورت تھی اس لئے خرچ کیا تھا کہ وصول کر لے۔ (ردالمحتار)

کس چیز کو رہن رکھ سکتے ہیں؟

مسئلہ نمبر ۱..... مشاع کو طلقاً رہن رکھنا جائز ہے وہ چیز رہن رکھتے وقت ہی مشاع تھی یا بعد رہن شیوع آیا۔ وہ چیز قابل قسمت ہو یا قابل تقسیم ہو اجنبی کے پاس رہن رکھے یا شریک کے پاس سب صورتیں جائز ہیں پہلی کی مثال یہ ہے کہ کسی نے اپنا نصف مکان رہن رکھ دیا۔ اس نصف کو مہاز نہیں کیا۔ بعد میں شیوع پیدا ہوا اس کی مثال یہ ہے کہ پوری چیز رہن رکھی پھر دونوں نے نصف میں رہن فسخ کر دیا۔ مثلاً راہن نے کسی کو حکم کر دیا کہ مرہون کو جس طرح چاہے فسخ کر دے اس نے نصف کو فسخ کر دیا باقی صورتوں میں مثالیں ظاہر ہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۲..... مشاع کو رہن رکھنا فاسد ہے یا باطل گنج یہ ہے کہ باطل نہیں بلکہ فاسد ہے لہٰذا مرہون پر مرتہن کا اگر قبضہ ہو گیا تو یہ قبضہ خان ہے کہ مرہون اگر ہلاک ہو جائے تو وہی حکم ہے جو رہن صحیح کا تھا۔ (درمختار)

فائدہ: رہن فاسد و باطل میں یہ فرق ہے کہ باطل وہ ہے جس میں رہن کی حقیقت ہی نہ پائی جائے کہ جس چیز کو رہن رکھا وہ مال ہی نہ ہو یا جس کے مقابل میں رکھا وہ مال مضمون نہ ہو اور فاسد وہ ہے کہ رہن کی حقیقت پائی جائے مگر جواز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو جس طرح بیع میں فاسد و باطل کا فرق ہے یہاں بھی ہے۔ (شرنبلالی)

مسئلہ نمبر ۳..... ایسی چیز رہن رکھی جو دوسری چیز کے ساتھ متصل ہے یعنی اس کے تابع ہے یہ رہن بھی جائز ہے جیسے درخت پر پھل ہیں اور صرف پھلوں کو رہن رکھا یا صرف زراعت یا صرف درخت کو رہن رکھا تو زمین کو نہیں یا ان کا محل یعنی درخت کو رہن رکھا پھل کو نہیں یا زمین کو رہن رکھا زراعت اور درخت کو نہیں رکھا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۴..... درخت کو صرف اتنی زمین کے ساتھ رہن رکھا جتنی زمین میں وہ درخت ہے باقی آس پاس کی زمین نہیں رکھی یہ جائز ہے اور اس صورت میں درخت کے پھل بھی بمقابلہ رہن میں داخل ہو جائیں گے اسی طرح زمین رہن رکھی یا کھیت کو رہن رکھا تو جو کچھ درخت ہیں یہ بھی بمقابلہ رہن ہو جائیں گے۔ (ہدایہ) اس میں اور پہلی صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورتوں میں متصل چیز کے رہن کرنے کی نفی کر دی لہٰذا صحیح نہیں اور یہاں تو تابع کے متعلق حکم ہے لہٰذا یہ بمقابلہ داخل ہیں۔

مسئلہ نمبر ۵..... جو چیز کسی برتن یا مکان میں ہے فقط اس چیز کو رہن رکھا یا برتن یا مکان کو رہن نہیں رکھا یہ جائز ہے کہ اس صورت میں

اتصال نہیں ہے۔ (بدائع)

کاٹھی اور لگام رہن رکھی اور گھوڑا کسی اور کا تھا مرتہن کو دے دیا یہ رہن ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ ان چیزوں کو گھوڑے سے اتار کر مرتہن کو دے اور گھوڑا رہن رکھا اور کاٹھی لگام سمیت مرتہن کو دے دیا یہ جائز ہے یہ سامان بھی بمقدار رہن میں داخل ہو جائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۶..... آزاد کو رہن نہیں رکھ سکتے کہ یہ مال نہیں اور شراب کو رہن رکھنا بھی جائز نہیں کہ اس کی بیع نہیں ہو سکتی اور جائیداد موقوفہ کو بھی رہن نہیں رکھا جا سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... تین روپے قرض لئے اور دو کتابیں رہن رکھیں ایک کو دس کے مقابل دوسری کو تیس کے مقابل۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ کون سی دس کے مقابل ہے اور کون سی تیس کے مقابل یہ جائز ہے کیونکہ اگر ایک ہلاک ہو گئی تو یہ جھگڑا ہوگا کہ یہ کس کے مقابل تھی تاکہ اس کے مقابل کا دین ساقط ہونا قرار پائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸..... کتاب کو رہن رکھا اور راہن و مرتہن دونوں اس کتاب کے اندر تھے راہن نے کہا میں نے یہ کتاب تمہارے قبضہ میں دیا اور مرتہن نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔ رہن تمام نہ ہوا جب تک راہن کتاب سے باہر ہو کر مرتہن کو قبضہ نہ دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹..... امانتوں کے مقابل میں کوئی چیز رہن نہیں رکھی جا سکتی مثلاً وکیل یا مضارب کو جو مال دیا جاتا ہے وہ امانت ہے یا مودع کے پاس ودیعت امانت ہے ان لوگوں سے مال والا کوئی چیز رہن کے طور پر لے لیں ہو سکتا اگر لے لیا تو یہ رہن نہیں نہ اس پر رہن کے احکام جاری ہوں گے لہٰذا اگر کسی نے تنائی میں وتحت کی میں اور یہ شرط کر دی ہے کہ جو فلاں کتب خانہ سے کوئی کتاب لے جائے تو اس کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ جائے یہ شرط باطل ہے کہ معتبر کے پاس عاریت امانت ہے اس کے تلف ہونے پر ضمان نہیں پھر اس کے مقابل میں رہن رکھنا کیونکر صحیح ہوگا۔ (درمختار) بعض کتابوں کا نام اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہاں یہ تلف کی شرط کا بھی اعتبار نہیں ورنہ حکم یہ ہے کہ کوئی چیز عاریت دی جائے اس کے مقابل میں رہن نہیں ہو سکتا

مسئلہ نمبر ۱۰..... شرکت کی چیز شریک کے پاس ہے دوسرا شریک اس سے کوئی چیز رہن رکھوا لے یہ صحیح نہیں کہ یہ بھی امانت ہے۔ صحیح بائع کے پاس ہے بھی اس نے مشتری کی کوئی نہیں۔ مشتری اس سے رہن نہیں رکھوا سکتا کہ صحیح اگرچہ امانت نہیں مگر بائع کے پاس اگر ہلاک ہو جائے تو ثمن کے مقابل میں ہلاک ہو گئی یعنی بائع مشتری سے ثمن نہیں لے سکتا لے چکا ہے تو واپس کرے لہٰذا رہن کا حکم یہاں بھی جاری نہ ہوا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... دَرک کے مقابل میں رہن نہیں ہو سکتا۔ یعنی ایک چیز خریدی ثمن ادا کر دیا اور صحیح پر قبضہ کر لیا مگر مشتری کو ڈر ہے کہ یہ چیز اگر کسی دوسرے کی ہوئی اور اس نے مجھ سے لے لی تو بائع سے ثمن کی واپسی کیونکر ہوگی اس اطمینان کی خاطر بائع کی کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھنا چاہتا ہے یہ رہن صحیح نہیں مشتری سے چیز لے لینے کا توسع نہیں کر سکتا دیا ہوگا۔ (درمختار) اور چیز کا۔ یہ چیز مشتری کے پاس امانت ہے اور اس کو روکنے کا حق نہیں لہٰذا بائع کی طلب کے بعد اگر زندہ گیا اور ہلاک ہو گئی تو اب تاوان دینا ہوگا۔ اب وہ ثمن واپس ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... کسی چیز کا بیع فاسد کر کے بائع کے یہاں سے لے لیا اور ابھی خریدی نہیں بلکہ خریدنے کا ارادہ ہے اور بائع ہے اس سے کوئی چیز رہن رکھوانی یہ جائز ہے۔ اس بارے میں یہ بیع صحیح کے حکم میں نہیں۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۱۳..... دین موعود کے مقابل میں رہن رکھنا جائز ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا کہ مثلاً کسی سے قرض مانگا اور اس نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے مگر ابھی دیا نہیں قرض لینے والا اس کے پاس کوئی چیز رہن رکھ آیا ہے رہن صحیح ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۴..... جس صورت میں قصاص واجب ہے وہاں رہن صحیح نہیں اور خطا کے طور پر جنایت ہوئی کہ اس میں دیت واجب ہوئی یہاں رہن صحیح ہے کہ مرہون سے ایفاحق وصول کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵..... شریعت پر شفعہ ہوا اور شفیع کے حق میں فیصلہ ہوا کہ تسلیم مبیع مشتری پر واجب ہوئی مشتری یہ چاہے کہ شفیع کی کوئی چیز رہن رکھوں نہیں ہو سکتا جس طرح بائع سے مشتری مبیع کے مقابل میں رہن نہیں لے سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶..... جن صورتوں میں اجارہ باطل ہے ایسے اجارہ میں اجرت کے مقابل کوئی چیز رہن نہیں ہو سکتی کہ شرائیاں اجرت واجب ہی نہیں کہ رہن صحیح ہو مثلاً نوحہ کرنے والی، اجرت پر گانے والے کی، اجرت نہیں دی ہے۔ اس کے مقابل میں رہن نہیں ہو سکتا۔ (درمختار)

جن صورتوں میں رہن صحیح نہ ہو ان میں مرہون امانت ہوتا ہے کہ بلاک ہونے سے ضمان نہیں اور راہن کے طلب کرنے پر مرہون کو دے دینا ہوگا اگر روکے گا تو غاصب قرار پائے گا اور تاوان واجب ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۱۷..... غاصب سے مغصوب کے مقابل میں کوئی چیز رہن لی جا سکتی ہے یہ رہن صحیح ہے اسی طرح جو مال صلح کے مقابل میں رہن ہو سکتا ہے۔ مثلاً عورت نے ہزار روپے پر خلع کرایا اور روپیہ اس وقت نہیں دیا روپے کے مقابل میں شوہر کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ رہن صحیح ہے یا تقاص واجب تھا مگر کسی قسم پر صلح ہوگئی اس کے مقابل میں رہن رکھنا صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... کان یا کوئی چیز کرایہ پر لی تھی اور کرایہ کے مقابل مالک کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ رہن جائز ہے۔ پھر اگر مدت اجارہ پوری ہونے کے بعد وہ چیز بلاک ہوئی تو گویا مالک نے کرایہ وصول پا لیا اب مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر مستاجر کے منفعت حاصل کرنے سے پہلے چیز بلاک ہوئی تو رہن باطل ہے مرتہن پر واجب ہے کہ مرہون کی قیمت راہن کو دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹..... درزی کو سینے کے لئے کپڑا دیا اور سینے کے مقابل میں اس سے کوئی چیز رہن رکھوائی یہ جائز ہے اور اگر مقابل میں رہن ہے کہ تم کو خود سینا ہوگا یہ رہن ناجائز ہے۔ یونہی کوئی چیز عاریت دی اور اس چیز کی واپسی میں بار برداری صرف ہوتی۔ لہٰذا صغیر سے صغیر سے کوئی چیز واپس کے مقابل میں رہن رکھوانی یہ جائز ہے اور اگر یوں رہن رکھوائی کہ تم کو خود پہنچانی ہوگی تو ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۰..... بیع سلم کے راس المال کے مقابل میں رہن صحیح ہے اور مسلم فیہ کے مقابل میں بھی صحیح ہے اسی طرح بیع صرف کے ثمن کے مقابل میں رہن صحیح ہے پہلے کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص سے مثلاً سو روپے میں سلم لیا اور ان روپوں کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی دوسرے کی یہ صورت ہے کہ دس من گیہوں میں سلم لیا اور روپے پر دے دیئے اور مسلم الیہ سے کوئی چیز رہن لے لی۔ تیسرے کی یہ صورت ہے کہ روپے سے سونا خریدا اور روپے کی جگہ کوئی چیز سونے والے کو دے دی پہلی اور تیسری صورت میں اگر مرہون اسی مجلس میں بلاک ہو جائے تو عقد وصرف تمام ہو گئے اور اگر مرتہن نے اپنا مال وصول پا لیا۔ یعنی بیع سلم میں راس المال مسلم الیہ کو مل گیا اور بیع صرف میں زر ثمن وصول ہو گیا مگر یہ اس وقت ہے کہ مرہون کی قیمت راس المال اور ثمن صرف سے کم نہ ہو اور اگر قیمت کم ہو تو بقدر قیمت صحیح ہے باقی کو اگر اسی مجلس میں نہ دیا تو اس کے مقابل میں صحیح نہ رہا اور اگر مرہون اسی مجلس میں بلاک نہ ہوا اور عاقدین جدا ہو گئے اور راس المال وثمن صرف اسی مجلس میں نہ دیا تو عقد سلم وصرف باطل ہو گئے کہ ان دونوں عقدوں میں اسی مجلس میں دینا ضروری تھا جو پایا نہ گیا۔ اور اس صورت میں چونکہ عقد باطل ہو گئے لہٰذا مرتہن کو مرہون واپس دے اور فرض کرو مرتہن نے ابھی واپس نہیں دیا تھا اور مرہون بلاک ہو گیا تو راس المال وثمن صرف کے مقابل میں بلاک ہوا مانا جائے گا۔ یعنی وصول پایا قرار دیا جائے گا مگر وہ دونوں عقد اب بھی باطل ہی رہیں گے اب جائز نہیں ہوں گے۔ دوسری صورت یعنی سلم فیہ کے مقابل میں رب السلم نے اپنے پاس کوئی چیز رہن رکھی اس میں عقد سلم مطلقاً صحیح ہے مرہون اسی مجلس میں بلاک ہوا یا وہ دونوں کے جدا ہونے کے بعد ہوا یہ تو کہ راس المال پر قبضہ جو مجلس عقد میں ضروری تھا وہ ہو چکا اور مسلم فیہ کے قبضہ کی ضرورت تھی ہی نہیں لہٰذا اس صورت میں اگر مرہون بلاک ہو جائے مجلس میں یا بعد مجلس بہر صورت عقد سلم تمام ہے اور رب السلم کو گویا مسلم فیہ وصول ہو گیا یعنی مرہون کے بلاک ہونے کے بعد اب مسلم فیہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہاں اگر مرہون کی قیمت کم ہو تو بقدر قیمت وصول سمجھا جائے باقی باقی ہے۔ (جدہ درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....رب السلم نے مسلم فیہ کے مقابل میں اپنے پاس چیز رہن رکھوائی تھی اور دونوں نے مقدِ سلم کو فسخ کر دیا تو جب تک راس المال وصول نہ ہو جائے یہ چیز راس المال کے مقابل ہے یعنی مسلم الیہ نہیں کہہ سکتا کہ سلم فسخ ہو گیا لہٰذا مرہون واپس دو۔ ہاں جب سلم راس المال واپس کر دے تو مرہون کو واپس لے سکتا ہے اور قرض کہ کو راس المال واپس نہیں دیا اور رب السلم کے پس و پیش ہلاک ہو گئی تو مسلم فیہ کے مقابل میں اس کا ہلاک ہونا سمجھا جائے گا یعنی رب المال کی مثل سلم الیہ کو دے اور اپنا راس المال واپس لے نہیں کہ اس کو راس المال کے قائم مقام قرض کر کے راس المال کو وصول قرار دیں۔ (بدائع)

مسئلہ نمبر ۲۲.....سونا چاندی روپیہ اشرفی اور مکیل و موزون کو رہن رکھنا جائز ہے بشرطیکہ رہن کو رہن رکھنے کی دو صورتیں ہیں۔ دوسری جنس کے مقابل میں رہن رکھا یا خود اپنی ہی جنس کے مقابل میں رکھا پہلی صورت یعنی غیر جنس کے مقابل میں اگر ہو مثلاً کپڑے کے مقابل میں روپیہ اشرفی یا جو گیہوں کو رہن رکھا اور یہ مرہون ہلاک ہو جائے تو اس کی قیمت کا اعتبار ہوگا اور اس صورت میں کھرے کھوٹے کا ناظا ہوگا یعنی اگر اس کی قیمت دین کے برابر یا زائد ہے تو دین وصول سمجھا جائے گا اور اگر کچھ کمی ہے تو جتنی ہے اتنی رہن سے لے سکتا ہے اور اگر دوسری صورت ہے یعنی اپنی ہی جنس کے مقابل میں رہن ہے مثلاً چاندی کو روپے کے مقابل میں یا سونے کو اشرفی کے مقابل میں یا گیہوں کو گیہوں کے مقابل میں رہن رکھا اور مرہون ہلاک ہو گیا تو وزن و کیل (ناپ) کا اعتبار ہوگا اور اس صورت میں کھرے کھوٹے کا اعتبار نہیں ہوگا مثلاً سو روپے قرض لئے اور چاندی رہن رکھی اور یہ ضائع ہو گئی اور یہ چاندی سو روپے بھر یا زائد تھی تو دین وصول سمجھا جائے نہیں کہا جا سکتا کہ سو روپے بھر چاندی کی مالیت سو روپے سے کم ہے اور سو روپے بھر سے کچھ کمی ہے تو اتنی کی وصول کر سکتا ہے۔ (بدائع و مختار)

مسئلہ نمبر ۲۳.....سونے چاندی کی کوئی چیز مثلاً برتن یا زیور کو اپنی ہم جنس کے مقابل میں رہن رکھا اور چیز ٹوٹ گئی اگر اس کی قیمت وزن کی بہ نسبت کم ہے تو خلاف جنس سے اس کی قیمت لگا کر اس کی قیمت کو رہن قرار دیا جائے اور ٹوٹی ہوئی چیز کا مرتہن مالک ہو گیا اور راہن کو یہ اختیار ہے کہ دین ادا کر کے چیز لے لے اور اگر اس کی قیمت وزن کی بہ نسبت زیادہ ہے تو دوسری جنس سے قیمت لگائی جائے گی اور مرتہن پوری قیمت کا ضامن ہے اور یہ قیمت اس کے پاس رہن ہوگی اور مرتہن اپنی اس ٹوٹی ہوئی چیز کا مالک ہو جائے گا مگر راہن کو یہ اختیار ہوگا کہ پورا دین ادا کر کے مالک رہن کر لے۔ (تبیین)

مسئلہ نمبر ۲۴.....ایک شخص سے دس درہم قرض لئے اور انگوٹھی رہن رکھ دی جس میں ایک درہم چاندی ہے اور نو درہم کا نگینہ ہے اور مرتہن کے پاس سے انگوٹھی ضائع ہو گئی تو گویا دین وصول ہو گیا اور اگر نگینہ ٹوٹ گیا تو اس کی وجہ سے انگوٹھی کی قیمت میں جو کچھ کمی ہوئی اتنا دین ساقط۔ اور اگر انگوٹھی ٹوٹ گئی اور اس کی قیمت ایک درہم سے زیادہ ہے تو پوری قیمت کا ضمان ہے مگر یہ ضمان دوسری جنس مثلاً سونے سے لیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵.....پیسے رہن رکھے تھے اور ان کا چلن بند ہو گیا۔ یہ بطور ہلاک ہے اور اگر پیسوں کا رَنج سستا ہو گیا اس کا اعتبار نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶.....مشتری نے بائع کوئی اور برتن رہن رکھا اور وہ ٹوٹ گیا اگر وہ وزن سے بکنے کی چیز نہ ہو تو جو کچھ نقصان ہوا اتنا دین ساقط اور اگر وہ وزن سے بکنے تو راہن کو اختیار ہے کہ دین ادا کر کے اپنی چیز واپس لے لیا اس کی جو کچھ قیمت ہو اتنے میں مرتہن کے پاس چھوڑ دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۷.....پرانی چیز جیسے ڈالی اور ٹمن کے مقابل میں مشتری کی کوئی چیز رہن رکھوالی مالک نے دونوں باتوں کو جائز کر دیا یہ بیع جائز ہے مگر رہن جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۸.....کوئی چیز بیچ کی اور مشتری سے یہ شرط کرلی کہ فلاں چیز ثمن کے مقابل میں رہن رکھے یہ جائز ہے اور اگر بائع نے یہ شرط کی کہ فلاں شخص ثمن کا کفیل ہو جائے اور وہ شخص وہاں حاضر ہے اور اس نے قبول کرلیا یہ بھی جائز ہے اور اگر بائع نے تکفیل کو معین نہیں کیا ہے یا معین کر دیا ہے مگر وہ وہاں موجود نہیں ہے اور اس کے آنے اور قبول کرنے سے پہلے بائع و مشتری جدا ہو گئے تو بیع فاسد ہو گئی اسی طرح اگر رہن کے لئے کوئی چیز معین نہیں کی جتنے بیع فاسد ہو گئی مگر جب اسی مجلس میں دونوں نے رہن کو معین کر لیا یا اسی مجلس میں مشتری نے ثمن ادا کر دیا تو بیع صحیح ہو گئی مجلس بدل جانے کے بعد معین رہن یا ادائے ثمن سے بیع کا فسخ اور رفع نہیں ہوگا۔ (بدائع و درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹.....بائع نے معین چیز رہن رکھنے کی شرط کی تھی اور مشتری نے یہ شرط منظور بھی کر لی تھی اس صورت میں مشتری مجبور نہیں ہے کہ اس شرط کو منظوری کر دے کہ محض ایجاب وقبول سے عقد رہن لازم نہیں ہوگا مگر مشتری نے اگر وہ چیز رہن نہ بھی قبض کرلی تب بھی بائع کو بیع فسخ کر دینے کا اختیار ہے کہ بیع کو فسخ کر دے مگر جبکہ مشتری ثمن ادا کر دے یا جو چیز رہن رکھنے کے لئے معین ہوئی تھی اسی قیمت کی دوسری چیز رہن رکھ دے تو اب بیع کو فسخ نہیں کر سکتا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰.....کوئی چیز خریدی اور مشتری نے بائع کو کوئی چیز دے دی کہ اسے رکھے جب تک میں دام نہ دے دوں تو یہ چیز رہن ہو گئی اور اگر جو چیز خریدی ہے اسی کے متعلق کہا کہ اسے رکھے رہو جب تک دام نہ دوں تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر مشتری نے اس پر قبضہ کرلیا تھا پھر بائع کو یہ کہہ کر دے دی کہ اسے رکھے تو پھر رہن بھی صحیح ہے اور اگر مشتری نے قبضہ نہیں کیا تھا اور بیع کے متعلق وہ الفاظ کہے تو رہن صحیح نہیں کہ بغیر کہے بھی ثمن کے مقابل میں محبوس ہے بائع بغیر ثمن لئے دیدینے سے انکار کر سکتا ہے۔ (بدائع و درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۱.....مشتری نے جو چیز خریدی کر بائع کے پاس چھوڑ دی کہ اسے رکھے رہو۔ دام دے کر لے جاؤں گا اور مشتری چیز لینے نہیں گیا اور چیز ایسی ہے کہ خراب ہو جائے گی مثلاً گوشت ہے کہ مکھیاں بیٹھے گی یا برف ہے کہ گل جائے گی بائع کو یہی چیز دوسرے کے ہاتھ بیع کر دینا جائز ہے اور جسے معلوم ہے کہ یہ چیز دوسرے کی خریدی ہوئی ہے اس کو خریدنا بھی جائز ہے مگر بائع نے اگر زائد داموں سے بیچا تو جو کچھ ثمن زائد ہے اسے صدقہ کر دے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۲.....دائن نے مدین کی پگڑی لے لی کہ میرا دین دے دو گے اس وقت پگڑی دوں گا اگر مدین بھی راضی ہو گیا اور چھوڑ آیا تو رہن ہے ضائع ہو گئی تو رہن کے احکام جاری ہوں گے اور اگر راضی نہیں ہے مثلاً یہ کہہ رہا ہے اس سے بھیجیں نہیں سکتا تھا تو رہن نہیں بلکہ غصب ہے۔ (درمختار)

باپ یا وصی کا نابالغ کی چیز کو رہن رکھنا

مسئلہ نمبر ۱.....باپ کے ذمہ دین ہے وہ اپنے نابالغ لڑکے کی چیز دائن کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اسی طرح وصی بھی نابالغ کی چیز کو اپنے دین کے مقابل میں رہن رکھ سکتا ہے پھر اگر پھر مرتہن کے پاس ہلاک ہو گئی تو یہ دونوں بقدر دین نابالغ کا دین اور مقدار دین سے مرہون کی قیمت زائد ہو تو زیادتی کا تاوان نہیں کہ یہ امانت تھی جو ہلاک ہو گئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....باپ بھی نے نابالغ کی چیز اپنے دائن کے پاس رکھی تھی پھر اس دائن کو انہیں نے چیز ڈالنے کے لئے کہہ دیا اس نے بیچ کر اپنا دین وصول کر لیا یہ بھی جائز ہے مگر بقدر ثمن نابالغ کو دینا ہوگا۔ اسی طرح اگر ان دونوں نے نابالغ کی چیز اپنے دین کے بدلے میں خود بیچ کر دی یہ بھی جائز ہے اور اس ثمن اور دین میں مقاصہ (لین دین) ہو جائے گا۔ پھر نابالغ کو اپنے پاس سے بقدر ثمن ادا کریں۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۳.....خود نابالغ لڑکے کا باپ کے ذمہ دین ہے اس کے مقابل میں باپ نے اس کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ بھی جائز

ہے اس صورت میں اس چیز پر اس کا قبضہ بالغ کی طرف سے ہوگا اور اس کا عکس بھی جائز ہے یعنی باپ کا بیٹے پر دین تھا اور اس کی چیز اپنے پاس رہن رکھی یہ دونوں صورتیں وصی کے حق میں ناجائز ہیں کہ نابالغ کی چیز اس کے پاس رکھ سکتا ہے نہ اس کی اپنے پاس۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۴.....ایک شخص کے دو نابالغ لڑکے ہیں اور ایک کا دوسرے پر دین ہے جان کا باپ مدیون کی چیز دائن کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اور دو نابالغوں کا وصی یہ نہیں کر سکتا کہ ایک کی چیز کو دوسرے کی طرف رہن رکھ لے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۵.....باپ اور نابالغ لڑکے پر دین ہے اور باپ نے نابالغ کی چیز دونوں کے مقابل میں رہن رکھ دی یہ جائز ہے اور اس صورت میں اگر مرہون چیز مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی تو باپ کے دین کے مقابل میں مرہون کا جتنا حصہ تھا۔ اتنے کا لڑکے کو تاوان دے۔ وصی اور دادا کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ۶.....باپ پر دین ہے وہ نابالغ لڑکے کی چیز اس دین کے مقابل میں رہن نہیں رکھ سکتا کہ بالغ پر اس کی ولایت نہیں۔ اسی طرح نابالغ کے دین میں بالغ کی چیز گروی نہیں رکھ سکتا اور اگر بالغ و نابالغ دونوں کی مشترک چیز ہے اس کو بھی رہن نہیں رکھ سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....باپ پر دین ہے اس نے نابالغ و بالغ لڑکوں کی مشترک چیز کو رہن رکھ دیا یا جائز ہے جب تک بالغ سے اجازت حاصل نہ کر لے اور مرہون ہلاک ہو جائے تو بالغ کے حصہ کا ضامن ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۸.....باپ نے نابالغ لڑکے کی چیز رہن رکھ دی تھی پھر باپ مر گیا اور وہ بالغ ہو کر یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی چیز مرتہن سے لے لوں اور جب تک دین ادا نہ کر دے چیز نہیں لے سکتا پھر اگر خود باپ پر دین تھا جس کے مقابل میں گروی رکھی تھی اور لڑکے نے اپنے مال سے دین ادا کر کے چیز لے لی تو بقدر دین باپ کے ترکہ سے وصول کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۹.....ماں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے نابالغ لڑکے کی چیز رہن رکھ دے ہاں اگر وہ وصیہ ہے یا جو شخص نابالغ کے مال کا ولی ہے اس کی طرف سے اجازت ہو تو رکھ سکتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۰.....وصی نے یتیم کے کھانے اور لباس کے لئے اوصاد ضریہ اور اس کے مقابل میں یتیم کی چیز رہن رکھ دی یہ جائز ہے اسی طرح اگر یتیم کے مال کو تجارت میں لگایا اور اس کی چیز دوسرے کے پاس رکھ دی یا دوسرے کی چیز اس کے لئے رہن میں لی یہ بھی جائز ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۱.....وصی نے بچہ کے لئے کوئی چیز اوصاد کی تھی اور اس کی چیز رہن میں رکھ دی تھی پھر مرتہن کے پاس سے بچہ ہی کی ضرورت کے لئے مانگ لایا اور چیز ضائع ہوگئی چیز رہن سے نکل گئی اور بچے ہی کا نقصان ہوا اس صورت میں دین کا کوئی جز اس کے مقابل میں ساقط نہیں ہوگا اور اگر اپنے کام کے لئے وصی مرتہن سے مانگ لایا اور چیز ہلاک ہوگئی تو وصی کے ذمہ تاوان ہے کہ یتیم کی چیز کو اپنے استعمال کرنے کا حق نہ تھا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۲.....وصی نے یتیم کی چیز رہن رکھ دی پھر مرتہن کے پاس سے غصب کر لایا اور اپنے کام میں استعمال کی اور چیز ہلاک ہو گئی۔ اگر اس چیز کی قیمت بقدر دین ہے تو اپنے پاس سے دین ادا کرے اور یتیم کے مال سے وصول نہیں کر سکتا اور اگر دین سے اس کی قیمت کم ہے تو بقدر قیمت اپنے پاس سے مرتہن کو دے اور باقی یتیم کے مال سے ادا کرے اور اگر قیمت دین سے زیادہ ہے تو دین اپنے پاس سے ادا کرے اور جو کچھ چیز کی قیمت دین سے زائد ہے یہ زیادتی یتیم کو دے کیونکہ اس نے دونوں کے حق میں تعدی (زیادتی) کی اور اگر غصب کر کے یتیم کے استعمال میں لایا اور ہلاک ہوئی تو مرتہن کے مقابل میں ضامن ہے یتیم کے مقابل میں نہیں یعنی اگر چیز کی قیمت دین سے زائد ہو تو اس زیادتی کا تاوان اس کے ذمہ نہیں ہوگا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۳.....وصی نے یتیم کی کوئی چیز اپنے نابالغ لڑکے کے پاس رہن رکھ دی یا جائز ہے اور بالغ لڑکے یا اپنے باپ کے پاس

رکھوں یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴.....بھی نے وقف کے طریق اور حاجت کے لئے بیع جائداد اور ان کی بیع رہن رکھ دی اگر یہ سب وقف بالغ ہیں تو ناجائز ہے اور سب نابالغ ہیں تو جائز ہے اور بعض بالغ اور بعض نابالغ تو بالغ کے حق میں ناجائز اور نابالغ کے حق میں جائز۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۵.....میت پر دین ہے بھی نے ترکہ کو ایک دائن کے پاس رہن رکھ دیا یا جائز ہے۔ دوسرے دائن اس رہن کو واپس لے سکتے ہیں اور اگر صرف ایک ہی شخص کا دین ہے تو اس کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اور میت کا دوسرے پر دین ہے تو بھی مدیون کی بیع اپنے پاس رہن رکھ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶.....راہن مر گیا تو اس کا بھی رہن کو بیع کر دین ادا کر سکتا ہے اور راہن کا بھی کوئی نہیں ہے تو کسی کو اس کا بھی مقرر کرے اور اسے حکم دے گا کہ بیع کر دین ادا کرے۔ (عالمگیری)

رہن یا راہن یا مرتہن کئی ہوں اس کا بیان

مسئلہ نمبر ۱.....ہزار روپے قرض لئے اور دو بیع یں رہن رکھیں تو دونوں بیع یں پورے دین کے مقابل میں رہن ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک کے حصہ کا دین ادا کر کے فک رہن کرا لے جب تک پورا دین ادا نہ کرا لے ایک کو بھی نہیں چھڑا سکتا۔ ہاں اگر رہن رکھتے وقت ہر ایک کے مقابل میں دین کا حصہ معین کر دیا ہو۔ مثلاً یہ کہہ دیا ہو کہ بیع سو کے مقابل میں یہ ہے اور بیع سو کے مقابل میں یہ ہے اور ادا کرتے وقت کہہ دیا کہ اس کے مقابل کا دین ادا کرتا ہوں تو ایک کا فک رہن ہو سکتا ہے کہ یا ایک رہن نہیں بلکہ دو معتد ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲.....اور اگر دو بیع یں رہن رکھیں اور یہ کہہ دیا کہ اتنے دین کے مقابل میں ایک اور اتنے کے مقابل میں دوسری مگر یہ معین نہیں کیا کہ کس کے مقابل میں کون ہے تو رہن صحیح نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳.....دو شخصوں کے پاس ایک بیع رہن رکھی اس کی کئی صورتیں ہیں اگر یہ کہہ دیا کہ آدھی اس کے پاس رہن ہے اور آدھی اس کے پاس یا جائز کہ مشاع کا رہن ناجائز ہے اور اگر اس قسم کی تفصیل نہیں کی ہے اور ایک نے قبول کیا دوسرے نے منظور کیا جب بھی صحیح نہیں اور دونوں نے قبول کر لیا تو دو بیع پوری پوری دونوں کے پاس رہن ہے اس کی ضرورت نہیں کہ دونوں نے اس شخص کو مشترک طور پر دین دیا ہو دونوں میں شرکت ہو یا نہ ہو بہرحال دو بیع یں دونوں کے پاس رہن ہے۔ راہن اپنی بیع اس وقت لے سکتا ہے کہ دونوں کا پورا پورا دین ادا کر دے اور ایک نے پورا دین ادا کر دیا تو پوری بیع اسی کے پاس رہن ہے جس کا دین باقی ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴.....دو شخصوں کے پاس ایک بیع رہن رکھی اور وہ بیع قابل تقسیم ہے۔ دونوں تقسیم کر کے آدھی آدھی اپنے قبضہ میں کر لیں اور اس صورت میں اگر پوری بیع ایک ہی کے قبضہ میں دے دی تو جس نے دی وہ ضامن ہے اور اگر بیع قابل تقسیم ہے تو دونوں باریاں مقرر کر لیں اپنی اپنی باری میں ہر ایک پوری بیع اپنے قبضہ میں رکھے اس صورت میں وہ بیع جس کے پاس کی باری میں ہے تو دوسرے کی طرف سے اس کا حکم یہ ہے کہ جیسے کسی امین آدمی کے پاس شے مرہون ہوتی ہے۔ (جس کا بیان آئے گا) (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۵.....دو شخصوں کے پاس بیع رہن رکھی وہ ہلاک ہو گئی تو ہر ایک اپنے حصہ کے مطابق ضامن ہے۔ مثلاً ایک شخص کے دس روپے تھے۔ دوسرے کے پانچ تھے اور دونوں کے پاس ایک بیع تھی تیس روپے کی رہن رکھ دی اس بیع کے دو حصے ضائع ہو گئے ایک حصہ باقی ہے تو یہ حصہ جو باقی رہا ہے دونوں پر تقسیم ہوگا۔ یعنی دو تہائیاں دس والے کی اور ایک تہائی پانچ والے کی یعنی دس والے کی دو تہائیاں ساقط ہو گئیں ایک تہائی باقی ہے یعنی تین روپے پانچ آنے چار پائی اور پانچ والے کی دو تہائیاں ساقط ہو گئیں ایک تہائی باقی ہے یعنی ایک روپیہ دس آنے آٹھ پائی۔

(درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۶..... دو شخصوں پر ایک شخص کا دین ہے دونوں نے ایک چیز دائن کے پاس رہن رکھی یہ رہن صحیح ہے اور پورے دین کے مقابل میں چیز گروی ہے دونوں نے ایک ساتھ اس سے دین لیا ہو یا الگ الگ دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے پھر اگر ایک نے اپنا دین ادا کر دیا تو چیز کو واپس نہیں لے سکتا جب تک دوسرا بھی اپنے ذمہ کا دین ادا نہ کر دے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... مدیون نے دائن کو دو کپڑے دیئے اور یہ کہا کہ ان میں سے جس کو چاہو رہن رکھ لو اس نے دونوں رکھ لئے کوئی بھی رہن نہ ہوا جب تک ایک کو معین نہ کر لے اور وہ ضامن نہیں ہوگا اور ضائع ہونے سے دین ساقط نہیں ہوگا اسی طرح میں روپے باقی تھے دائن نے مانگے مدیون نے اس کے پاس سو روپے ڈال دیئے کہ تم ان میں سے اپنے دین لے لو اور ابھی اس نے لئے نہیں کہ یہ سب روپے ضائع ہو گئے تو مدیون کے گئے دائن کا دین حسابا باقی ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

متفرقات

مسئلہ نمبر ۱..... شے مرہون کو کسی نے غصب کر لیا تو اس کا وہی حکم ہے جو ہلاک ہونے کا ہے کہ قیمت اور دین میں جو کم ہے اس کا ضامن ہے یعنی اگر دین اس کی قیمت کے برابر یا کم ہے تو دین ساقط ہو گیا اور قیمت کم ہے تو بقدر قیمت ساقط باقی دین مدیون سے وصول کرے۔ اور اگر شوہر متمن ہی نے غصب کیا یعنی بلا اجازت راہن چیز کو استعمال کیا اور ہلاک ہوئی تو پوری قیمت کا ضامن ہے اگرچہ قیمت دین سے زیادہ ہو۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... مرتہن راہن کی اجازت سے چیز کو استعمال کر رہا تھا اس حالت میں کوئی تیسرا نے آیا تو یہ غصب ہلاک کے حکم میں نہیں یعنی اس صورت میں دین بالکل ساقط نہیں ہوگا۔ بلکہ اس حالت میں ہلاک ہو جائے جب بھی دین بدستور باقی رہے گا۔ کہ اب وہ رہن نہ رہا بلکہ عاریت وامانت ہے ہاں استعمال سے خارج ہونے پر پھر رہن ہو جائے گا اور رہن کے احکام جاری ہوں گے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... راہن نے مرتہن سے کہا کہ چیز دلال کو دے دو اس نے دے دی اور ضائع ہو گئی تو مرتہن اس کا ضامن نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... رہن میں کوئی میعاد نہیں ہو سکتی مثلاً اتنے دنوں کے لئے رہن رکھتا ہوں میعاد مقرر کرنے سے عقد رہن فاسد ہو جائے گا اور اس صورت میں چیز ہلاک ہو جائے تو ضامن ہے اور وہی احکام ہیں جو رہن صحیح کے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... راہن نے مرتہن سے کہا چیز کو بیچ ڈالو اور راہن مر گیا مرتہن اس کو بیچ کر سکتا ہے ہو سکتا کہ بیچنے کرنے کا حق نہیں ہو رہتا۔ اس بیع کو توڑ بھی سکتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... راہن غائب ہو گیا پتہ نہیں کہ کہاں ہے مرتہن اس معاملہ کو قاضی کے پاس پیش کرے قاضی اس کو بیچ کر دین ادا کر سکتا ہے اور راہن موجود ہے اور دین ادا نہیں کرتا اس کو مجبور کیا جائے گا کہ مرہون کو بیچ کر دین ادا کرے اور نہ مانے تو قاضی یا امین قاضی بیچ کر دین ادا کر دے اور دین کا کچھ جز باقی رہ جائے تو راہن ہی اس کا ذمہ دار ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۷..... درخت کو رہن رکھا اس میں پھل آئے مرتہن پھلوں کو بیچ نہیں کر سکتا اگرچہ یہ اندیشہ ہو کہ درخت خراب ہو جائیں گے البتہ اس معاملہ کو قاضی کے پاس پیش کر سکتا ہے اور اگر وہاں قاضی ہی نہ ہو یا اتنا موقع نہیں کہ قاضی کے پاس معاملہ پیش کیا جائے یعنی وہ چیز جلد خراب ہو جائے گی تو خود مرتہن بھی بیچ کر سکتا ہے۔ (درمختار)

کسی معتبر شخص کے پاس شے مرہون کو رکھنا

مسئلہ نمبر۱..... عقد رہن میں راہن و مرتہن دونوں نے یہ شرط کر دی کہ مرہون شے فلاں شخص کے پاس رکھ دی جائے تو یہ صحیح ہے اور اس کے قبضہ کر لینے سے رہن مکمل ہو گیا۔ یہ شخص مرتہن کا قائم مقام تصور کیا جائے گا۔ اس کے پاس سے چیز ضائع ہو گئی تو وہی احکام ہیں جو مرتہن کے پاس ہلاک ہونے میں ہوتے ہیں۔ ایسے معتبر شخص کو عادل کہتے ہیں کیونکہ راہن و مرتہن نے اسے عادل و معتبر سمجھ کر رکھا ہے۔ (درمختار و الکتاب)

مسئلہ نمبر۲..... رہن میں یہ شرط تھی کہ مرتہن کا قبضہ ہوگا۔ پھر دونوں نے باتفاق رائے عادل کے پاس رکھ دیا یہ صورت بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر۳..... دین میعادی تھا اور معتبر شخص کو یہ کہہ دیا تھا کہ جب معیاد پوری ہو جائے رہن کو بیچ کر ڈالے اور معیاد پوری ہو گئی مگر ابھی تک چیز اس کا قبضہ ہی نہیں تو رہن باطل ہو گیا مگر بیع کی وکالت اس کے لئے بدستور باقی ہے اب بھی بیع کر سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۴..... جب ایسے شخص کے پاس چیز رکھ دی گئی تو چیز کو نہ راہن لے سکتا ہے نہ مرتہن اور اگر اس نے ان میں سے کسی کو دے دی تو اس سے واپس لے کر اپنے پاس رکھے اور اگر اس کے پاس تلف ہو گئی تو وہ خود ضامن ہو گیا یعنی چیز کی قیمت اس سے تاوان میں لی جائے گی یعنی راہن و مرتہن دونوں مل کر اس سے تاوان وصول کریں اور اس کو اسی کے پاس یا کسی دوسرے کے پاس بطور رہن رکھ دیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ شخص بطور خود قیمت کو اپنے پاس بطور رہن رکھ لے۔ (ہدایہ) اور اگر عقد رہن میں اس کے پاس رکھنے کی شرط نہ تھی اور رکھ دیا گیا۔ اس صورت میں راہن یا مرتہن اس سے لے لے اور وہ ضامن نہیں ہوگا (درمختار)

مسئلہ نمبر۵..... عادل سے قیمت کا تاوان لے کر پھر اسی کے پاس یا دوسرے کے پاس رہن رکھا گیا اور فرض کرو کہ اس نے مرہون راہن کو دے دیا تھا اور اس کے پاس ہلاک ہوا اس صورت میں راہن جب دین ادا کر دے گا تو وہ تاوان عادل کو واپس مل جائے گا کہ مرتہن کو دین وصول ہو گیا لہٰذا یہ تاوان لینے کا مستحق نہیں اور راہن کو خود اس کی مرہون شے وصول ہو چکی تھی پھر اس تاوان کو کیونکر لے سکتا ہے اور اگر عادل سے مرتہن نے لے لیا تھا تو دین ادا کرنے کے بعد یہ تاوان کی رقم راہن کو ملے گی کیونکہ راہن کی چیز کا یہ بدلہ ہے چیز نہیں ملی اور ہلاک ہو گئی تو تاوان جو اس کے قائم مقام ہے اسے ملے گا۔ رہی یہ بات کہ عادل نے مرتہن کو دیا تھا اور اس کے پاس ہلاک ہوا تو مرتہن سے اس طرح کا رجوع کر سکتا ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے اگر مرتہن کو بطور عاریت یا ودیعت دیا ہے تو رجوع نہیں کر سکتا بلکہ مرتہن کے پاس ہلاک ہو گیا ہوا اس نے خود ہلاک نہ کیا ہو اور اگر مرتہن نے خود ہلاک کر دیا ہو تو رجوع کر سکتا ہے اور اگر مرتہن کو بطور رہن دیا ہو یہ کہہ دیا ہو کہ تمہارا حق ہے اس میں سے لے جاؤ تو اس صورت میں بہر حال مرتہن سے ضمان واپس لے گا۔ (ہدایہ، عنایہ)

مسئلہ نمبر۶..... راہن نے مرتہن کو یا عادل کو یا کسی اور شخص کو بیع کا وکیل کر دیا تھا۔ کہہ دیا تھا کہ جب دین کی معیاد پوری ہو جائے تو تم اس کو بیع ڈالنا یا مطلقاً وکیل کر دیا ہے۔ معیاد پوری ہونے کی قید نہیں لگائی ہے تو یہ توکیل صحیح ہے اس وکیل کا بیچنا جائز ہے بشرطیکہ جس وقت اسے وکیل کیا ہے اس وقت اس میں بیع کی اہلیت ہو اور اگر اہلیت نہ ہو تو یہ توکیل صحیح نہیں مثلاً ایک چھوٹے نے بچے کو بیع مرہون کا وکیل کیا وہ بچہ بالغ ہو گیا اور بیچنا چاہتا ہے بیع نہیں کر سکتا کہ وہ بیع وکیل ہی نہیں ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۷..... عقد رہن میں بیع مرہون کی وکالت شرط تھی کہ مرتہن یا فلاں شخص اس چیز کو بیع کر دے گا اس وکیل کو راہن اگر معزول کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا یعنی معزول کرے تو بھی معزول نہیں ہو گا یہ وکالت ایسی ہے کہ نہ راہن کے مرنے سے ختم ہو نہ مرتہن کے مرنے سے اور اس وکیل کے لئے یہ ضروری نہیں کہ راہن یا مرتہن کی موجودگی ہی میں بیع کرے نہ یہ ضروری کہ وہ مر گئے ہوں تو ان کے ورثاء کی موجودگی میں بیع

کرے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۸.....وکیل کے مرجانے سے وکالت باطل ہوجائے گی اس کا وارث یا وصی اس کا قائم مقام نہیں ہوگا کہ وکالت اسی کے دم کے ساتھ وابستہ تھی۔ یہ وکیل دوسرے شخص کو بیچ کرنے کا بھی نہیں بنا سکتا مگر جبکہ وکالت میں اس کی شرط ہو تو بھی بنا سکتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹.....وکالت معلق تھی تو غلط اور اوھار دونوں طرح بیچنے کا اسے اختیار حاصل ہے اور اس کے بعد اگر اوھار بیچنے سے منع کر دے تو اس کا کچھ اثر نہیں یعنی ممانعت کے بعد بھی اوھار بیچ سکتا ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰.....راہن غائب ہے اور معیاد پوری ہوگئی وکیل بیچنے سے انکار کرتا ہے تو اس کو مجبور کیا جائے بلکہ حتمہ راہن میں بیچ کی شرط تھی بعد میں راہن نے کسی کو بیچ کا وکیل کر دیا یہ بھی بیچ سے انکار نہیں کر سکتا اسے بھی بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۱.....رہن میں وکالت بیع شرط تھی اور فرض کر مرہون کے بچہ پیدا ہوا تو بچہ کو بھی یہ وکیل بیچ کر سکتا ہے دوسرے وکیلوں کو اس قسم کا اختیار نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....جس جنس کا دین تھا اسی کے خلاف دوسری جنس سے اس وکیل نے بیچ کی اور دین روپیہ تھا اس نے اشرفی کے بدلے میں بیچ کی تو اس رہن کو جس دین سے بیچ صرف کر سکتا ہے یعنی اشرفیاں روپے سے بھنا سکتا ہے دوسرے وکیل کو یہ اختیار حاصل نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳.....راہن نے بیچ کا کسی کو وکیل کر دیا ہے تو نہ راہن بیچ کر سکتا ہے نہ مرتہن بلکہ دوسرے کی رضامندی حاصل کر کے یہ دونوں بیچ کر سکتے ہیں یعنی راہن مرتہن سے رضامندی حاصل کرے یا مرتہن راہن سے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۴.....عادل نے مرہون کو بیچ کر دیا تو مرہون بیع سے خارج ہوگئی اور یہ ثمن اس کے قائم مقام ہوگیا اگر چہ ابھی ثمن پر قبضہ نہ ہوا ہو فوراً ثمن ہلاک ہوگیا مثلاً مشتری سے وصول ہی نہ ہوا یا عادل کے پاس ضائع ہوگیا تو مرتہن کا بالاک ہوا یعنی دین ساقط ہوگیا اور اس صورت میں مرہون کی واجبی قیمت کا لحاظ نہیں ہوگا بلکہ خود زرِ ثمن کو دیکھا جائے گا یعنی جتنا ثمن ہے اتنا دین ساقط اگر چہ واجبی قیمت سے کم ہو یا زائد۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۵.....عادل نے مرہون کو بیچ کر زرِ ثمن مرتہن کو دے دیا اور اس مرہون شے میں استحقاق ہوا یعنی کسی اور شخص نے ثابت کر دیا کہ یہ چیز میری ہے اگر مبیع مشتری کے پاس موجود ہے تو مستحق اس مبیع کو مشتری سے لے لے گا اور مشتری اپنا زرِ ثمن عادل سے وصول کرے گا اور عادل اس راہن سے وصول کرے گا اور اس صورت میں مرتہن کا زرِ ثمن پر قبضہ صحیح ہوگیا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عادل مرتہن سے ثمن واپس لے اور مرتہن راہن سے اپنا دین وصول کرے اور اگر وہ چیز مشتری کے پاس ہلاک ہو چکی ہے تو مستحق راہن سے مرہون کی قیمت کا تاوان لے کیونکہ راہن غاصب ہے اور اس صورت میں بیع بھی صحیح ہوگئی اور مرتہن کا زرِ ثمن پر قبضہ بھی صحیح ہوگیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مستحق اس عادل سے تاوان لے پھر عادل مرتہن سے اور اب بھی بیع اور ثمن پر قبضہ ہو گیا یا مستحق عادل سے تاوان لے اور عادل مرتہن سے زرِ ثمن واپس لے پھر مرتہن راہن سے اپنا دین بھی وصول کرے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....مرتہن کے پاس مرہون ہلاک ہوگیا اس کے بعد اس میں استحقاق ہوا اور مستحق نے راہن سے ضمان لیا تو دین ساقط ہوگیا اور اگر مرتہن سے قیمت کا ضمان لیا تو جو کچھ تاوان دیا ہے راہن سے واپس لے گا اور اپنا دین بھی حاصل کرے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۷.....ایک شخص نے دوسرے کی کوئی چیز خریدی۔ بائع کہتا ہے کہ جب تک ثمن نہیں دو گے مبیع پر قبضہ نہیں دوں گا اور مشتری یہ کہتا ہے جب تک مبیع نہ دو گے ثمن نہیں دوں گا۔ دونوں میں اس طرح مصالحت ہوئی کہ مشتری کسی تیسرے کے پاس ثمن جمع کر دے اور مبیع پر قبضہ کر لے اس نے ثمن جمع کر دیا مگر تیسرے کے پاس سے ضائع ہوگیا تو مشتری کا ضائع ہوا اور اگر یہ طے پایا کہ تیسرے کے پاس ثمن کے مقابل

میں کوئی چیز رہن رکھ دے اس وقت مرتہن پر قبضہ دونوں گواہ اس نے رہن رکھ دی وہ ضائع ہوگئی قیمت کی چیز ہلاک ہوئی بھی ثمن ساقط ہوگیا۔ (عالمگیری)

مرہون میں تصرف کا بیان

مسئلہ نمبر۱.....راہن نے مرہون کو بغیر اجازت مرتہن بیع کردیا تو یہ بیع موقوف ہے اگر مرتہن نے اجازت دے دی یا راہن نے مرتہن کا دین ادا کردیا تو بیع جائز نافذ ہوگئی اور پہلی صورت میں کہ مرتہن نے اجازت دے دی وہ ثمن راہن ہو جائے گا۔ ثمن مشتری سے وصول ہو یا نہ ہو اب دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر مرتہن نے اجازت نہیں دی تو اب بھی وہ بیع نہ باطل ہوئی نہ مرتہن کے فسخ کرنے سے فسخ ہوئی لہٰذا مشتری کو اختیار ہے کہ لے کر راہن کا انتظار کرے جب راہن چھوٹ جائے اپنی چیز لے لے اور اگر انتظار نہ کرنا چاہے تو قاضی کے پاس معاملہ پیش کرے وہ بیع کو فسخ کردے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۲.....مرتہن اگر شے مرہون کو فسخ کرے تو یہ بیع بھی اجازت راہن پر موقوف ہے وہ چاہے تو جائز کردے ورنہ جائز نہیں اور راہن اس بیع کو باطل کرسکتا ہے۔ مرتہن نے بیع کردی اور چیز مشتری کے پاس رہن کی اجازت سے پہلے ہی ہلاک ہوگئی تو راہن اب اجازت بھی نہیں دے سکتا اور راہن کو اختیار ہے دونوں میں سے جس سے چاہے اپنی چیز کا ضمان لے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۳.....مرتہن نے راہن سے کہا کہ مرہون کو فلاں کے ہاتھ بیع کردو اس نے دوسرے کے ہاتھ بیچا یہ جائز نہیں مستاجر نے موجر سے کہا کہ فلاں کے ہاتھ یہ مکان بیچ دو اس نے دوسرے کے ہاتھ بیچ دیا بیع جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۴.....راہن نے ایک شخص کے ہاتھ بیع کی اور مرتہن کی اجازت سے قبل دوسرے کے ہاتھ بیع کردی یہ دوسری بیع بھی اجازت مرتہن پر موقوف ہے مرتہن جس ایک کو جائز کردے گا وہ جائز ہو جائے گی دوسری باطل ہو جائے گی۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۵.....راہن نے مرہون کو بیع کیا پھر اس کو اجارہ پر دیا یا کسی اور کے پاس رہن رکھ دیا یا کسی اور کو ہبہ کردیا اور ان دونوں صورتوں میں مرتہن ثانی یا موہوب لہ کو قبضہ بھی دے دیا اس کے بعد مرتہن اول نے اجارہ یا رہن یا ہبہ کو جائز کردیا تو وہ پہلی بیع جو موقوف تھی جائز ہو گئی اور یہ قبضہ کافی جائز ہو گیے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۶.....راہن نے مرہون کو ایک شخص کے ہاتھ بیع کردیا اس کے بعد پھر مرتہن کے ہاتھ بیچا تو دوسری بیع جائز ہوگئی پہلی باطل ہوگئی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۷.....مرہون کو راہن نے ہلاک کردیا اور دین غیر معیادی ہے یا معیادی تھا مگر معیاد پوری ہو چکی ہے تو مرتہن راہن سے اپنا دین وصول کرلے اور اگر معیاد ابھی پوری نہیں ہوئی ہے تو راہن سے اس کی قیمت کا تاوان لے اور یہ قیمت بجائے مرہون رہن میں رہے جب معیاد پوری ہو جائے تو بقدر دین اپنے حق میں وصول کرلے بچہ تو واپس کردے اور کم ہو تو بقیہ راہن سے وصول کرے یہ حکم اس وقت ہے کہ قیمت اسی جنس کی ہو جس جنس کا دین ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر۸.....کسی اجنبی نے مرہون کو تلف کردیا تو اس ہلاک کرنے والے سے تاوان لینا مرتہن کا کام ہے ہلاک کرنے کے بعد جو اس کی قیمت تھی وہ قیمت تاوان میں لے لے اور اس میں وہی تفصیل ہے کہ معیاد پوری ہوئی تو دین میں وصول کرے اور معیاد باقی ہے تو یہ قیمت راہن میں رہے یہاں ایک صورت یہ بھی ہے کہ جس روز چیز رہن رکھی گئی تھی اس روز قیمت زیادہ تھی اور جس دن ہلاک ہوئی اس کی قیمت کم ہوگئی تو اجنبی سے اگر پہ آج کی قیمت لے گا مگر مرتہن کے حق میں اسی پہلی کا اعتبار ہوگا مثلاً فرض کرو ایک ہزار روپیہ دین تھا اور چیز رہن رکھی گئی اس کی قیمت بھی ایک ہزار تھی مگر جس روز اجنبی نے ہلاک کی اس کی قیمت پانچ سو ہے تو اجنبی سے پانچ سو تاوان لے گا اور پانچ سو روپے دین کے ساقط ہو گئے جس

طرح آفت سماویہ سے ہلاک ہونے میں دین ساقط ہوتا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۹.....خود مرتہن نے مرہون کو ہلاک کر دیا تو اس پر بھی تاوان واجب ہے پھر اگر دین معیاد پوری ہو چکی ہے اور یہ قیمت جنس دین سے ہے تو دین وصول کر لے اور کچھ بچے تو راہن کو واپس دے اور یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو یہ قیمت بجائے مرہون راہن میں رہے گی اس چیز کی قیمت نرخ سستا ہونے کی وجہ سے کم ہو گئی ہے تو جتنی کمی ہوئی اتنا دین ساقط ہو گیا۔ کہ مرتہن کے حق میں اسی قیمت کا اعتبار ہوگا جو رہن رکھنے کے دن تھی۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۰.....مرتہن نے راہن کو مرہون سے بطور عاریت دے دی مرتہن کے خان سے نکل گئی یعنی اب اگر راہن کے یہاں ہلاک ہو گئی تو مرتہن پر اس کا کچھ تاوان نہیں اور دیتے وقت مرتہن نے راہن سے کفیل لیا تھا کہ اسے واپس کر دے گا تو کفیل سے بھی مرتہن کوئی مطالبہ نہیں کر سکتا کہ اس چیز میں رہن کا حکم باقی ہی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....مرتہن نے راہن کو بطور عاریت مرہون دے دیا تھا اس نے پھر واپس کر دیا۔ تو پھر وہ چیز مرتہن کے خان میں آ گئی اور راہن کا حکم حسب سابق اس میں جاری ہوگا۔ مرتہن کو راہن سے واپس لینے کا حق باقی رہتا ہے کیونکہ عاریت دینے سے رہن باطل نہیں ہوتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۲.....عاریت کی صورت میں مرتہن کے واپس لینے سے قبل اگر راہن مر گیا تو دوسرے قرض خواہوں سے مرتہن زیادہ حق دار ہے یعنی دوسرے اس مرتہن سے اپنا دین وصول نہیں کر سکتے جب تک مرتہن اپنا دین وصول نہ کر لے اس کے وصول کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو دوسرے لوگ لے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳.....راہن مرتہن میں سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے مرہون شے کسی اجنبی کو بطور عاریت دے دی یا اجنبی کے پاس ودیعت رکھ دی تو مرہون خان سے نکل گیا اور یہ دونوں میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہے کہ اسے پھر خان میں لائے یعنی اسے رہن بنا دے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۴.....مرتہن نے راہن سے مرہون کو استعمال کرنے کے لئے عاریت لیا یہ عاریت صحیح ہے۔ مگر استعمال سے پہلے یا استعمال کے بعد مرہون ہلاک ہوا تو مرتہن ضامن ہے یعنی وہی حکم ہے جو مرتہن کے پاس مرہون کے ہلاک ہونے میں ہوتا ہے اور اگر حالت استعمال میں ہوا تو مرتہن کے ذمہ کچھ ضمان نہیں ہے اور قبل یا بعد میں ہلاک ہوا تو ضمان ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۵.....قرآن مجید یا کتاب رہن رکھی تو مرتہن کو اس میں پڑھنا جائز ہے ہاں اگر راہن سے اجازت لے کر پڑھے تو پڑھ سکتا ہے مگر جتنی دیر تک پڑھنا اتنی دیر تک عاریت ہے عاریت ہونے کے بعد رہن ہے یعنی پڑھتے وقت ہلاک ہو جائے تو دین ساقط نہیں ہوگا اس کے بعد ہلاک ہو جائے تو ساقط ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۶.....راہن اور مرتہن میں سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے مرہون کو بیچ کر دیا یا ہبہ کر دیا یا رہن رکھ دیا ان سب صورتوں میں مرہون رہن سے خارج ہو گیا اب وہ رہن میں واپس نہیں لیا جا سکتا جب تک پھر نیا عقد رہن نہ ہو اور ان صورتوں میں اگر راہن نے مرتہن کے پاس پھر سے رہن نہ رکھا اور مر گیا تو تمام مرتہن اس کا مستحق نہیں بلکہ جیسے دوسرے قرض خواہ ہیں ایک یہ بھی ہے اپنا حصہ رسدیہ بھی لے سکتا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۷.....بیع واجارہ وہبہ خود مرتہن کے ہاتھ ہو یا اجنبی کے دونوں کا ایک حکم ہے اور خود راہن کے ہاتھ مرہون کو بیچ کیا تو اس سے رہن باطل نہ ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸.....مرتہن کی اجازت سے اجنبی کو کرایہ پر دے دیا تو اجرت راہن کی ہے اور بغیر اجازت دیا تو اجرت مرتہن کی ہے مگر اس کو صدقہ کرنا ہوگا اور اس صورت میں رہن باطل نہیں ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۹.....مرتہن نے بغیر اجازت راہن کو اجارہ پر سال بھر کے لئے دیا اور سال پورا ہونے کے بعد راہن نے اجازت دی یہ اجازت صحیح نہیں لہٰذا مرتہن کو واپس لے سکتا ہے اور جو مالگزاری دینے کے بعد اجازت دی تو اجازت صحیح ہے پہلی صورت میں پوری اجرت مرتہن کی ہے جس کو صدقہ کرے اور دوسری صورت میں نصف اجرت راہن کی ہے اور نصف مرتہن کی۔ مرتہن کو جو بلی صدقہ کردے اور اس دوسری صورت میں جو کو مرتہن راہن میں واپس نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری) اس زمانہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھیت یا مکان راہن رکھ لیتے ہیں پھر مرتہن، مکان کو کرایہ پر اٹھا دیتا ہے اور کھیت کو لگان اور پٹے پر دے دیا کرتا ہے اور اس کرایہ یا لگان کو خود کھاتا ہے اس کا سود ہونا تو ظاہر ہے کہ قرض کے ذریعے سے نفع اٹھانا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بتانا بھی گناہ ہے کہ اگر راہن سے اجازت حاصل نہیں کی ہے تو اس کی ملک میں ایک ناجائز تصرف ہے اور یہ بھی گناہ ہے اور اگر اجازت لے لی ہے تو رہن ہی ختم ہو گیا اس کے بعد مرتہن کا اس چیز پر قبضہ ناجائز قبضہ اور غاصبانہ قبضہ ہے یہ بھی حرام ہے۔ مرتہن پر لازم ہے کہ ایسے گناہ کے کاموں سے پرہیز کرے۔ نہ یہ دیکھے کہ انگریزی قانون ہمیں اس قسم کی اجازت دے رہا ہے بلکہ مسلمان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ شریعت کا قانون ہمیں اجازت دیتا ہے یا نہیں قانون شریعت تمہارے لئے دنیا و آخرت دونوں جگہ نافع ہے انگریزی قانون سے اگر تمہیں کچھ نفع پہنچ سکتا ہے تو صرف دنیا ہی میں اور اگر دونوں اور رسول ﷺ کے خلاف ہے تو سخت نقصان اور نقصان ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۰.....دوسرے کی کوئی چیز رکھنے کے لئے عاریت مانگی اس نے دے دی اس چیز کو رہن رکھنا جائز ہے پھر اگر مالک نے کوئی قید نہیں لگائی تو مستعیر کو اختیار ہے کہ جس کے پاس چاہے جتنے میں چاہے جس شہر میں چاہے رہن رکھے اس کے ذمہ کوئی پابندی نہیں ہے اور اگر مالک نے تعیین کر دیا ہے کہ فلاں کے پاس رکھنا یا فلاں شہر میں رکھنا تو اس کو پابندی کرنی ضروری ہے خلاف کرنے کی اجازت نہیں اور اگر اس نے مالک کے کہنے کے خلاف کیا تو مالک کو اختیار ہے کہ اپنی چیز مرتہن سے لے لے اور رہن کو فسخ کردے اور چیز ہلاک ہو گئی تو اس کی پوری قیمت کا تاوان لے۔ تاوان لینے میں اختیار ہے کہ راہن سے تاوان لے یا مرتہن سے اگر مستعیر سے تاوان لیا رہن صحیح ہو گیا اور مرتہن سے تاوان لیا تو مرتہن اپنا دین اور یہ تاوان دونوں راہن سے وصول کرے گا۔ (بدائع و بنکار)

مسئلہ نمبر ۲۱.....مالک نے جو قید لگائی ہے اس کی مخالفت اس وجہ سے نہیں کی جا سکتی کہ مالک کے نقصان کا اندیشہ ہے کیونکہ مالک کو اگر ضرورت پیش آتی اور یہ چاہتا ہے کہ رہن چھڑا لوں اور جس رقم کے مقابل میں اس نے رہن رکھنے کو کہا تھا۔ اس سے زیادہ رقم کے مقابل میں رہن ہے تو بسا اوقات مالک کو اس رقم کے فراہم کرنے میں دشواری ہوتی اسی طرح اگر مالک کی بتائی ہوئی رقم سے کم میں رکھی اور چیز تلف ہو گئی تو قیمتی چیز تھوڑے سے داموں کے مقابل میں ہلاک ہو گئی اس میں بھی مالک کا نقصان ہے اسی طرح مرتہن اور جگہ کی قید لگانے میں فوائد ہیں لہٰذا یہ قیدیں بیکار نہیں ہیں ان کا لحاظ کیا جائے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۲.....مستعیر نے جو قید لگائی تھی مستعیر نے اس کی مخالفت کی مگر یہ مخالفت مستعیر کے لئے مضر نہیں بلکہ مفید ہے اس صورت میں نہ مرتہن پر ضمان ہے نہ راہن پر مثلاً اس نے جتنے پر رہن رکھنے کو کہا تھا اس سے کم کے مقابل میں رکھ دیا مگر یہ کمی چیز کی واجبی قیمت کے برابر یا واجبی قیمت سے زائد ہے مثلاً اس نے ایک ہزار میں رہن رکھنے کو کہا تھا اور پانچ سو کی ہے مستعیر نے پانچ پانچ سو عوض ہزار سے کم میں رہن رکھ دی یہ مخالفت جائز ہے کہ اس میں مستعیر کا کچھ نقصان نہیں کیونکہ ہلاک ہونے کی صورت میں واجبی قیمت یعنی دس ہزار پانچ سو ہزار تو ملیں گے نہیں پھر کیا نقصان ہوا بلکہ فائدہ یہ ہے کہ اگر اپنی چیز چھڑانا چاہے گا تو ہزار روپے ادا نہیں کرنے پڑیں گے جتنے میں رہن ہے اتنے ہی دے کر چھڑا سکے گا۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۲۳.....مستعیر نے جو کچھ مستعیر سے کہہ دیا تھا مستعیر نے اسی کے موافق کیا مثلاً جتنے میں رہن رکھنے کو کہا تھا اتنے ہی میں رکھا اور قرض کردہ مرتہن کے پاس وہ چیز ہلاک ہو گئی اس کی کئی صورتیں ہیں اس چیز کی قیمت دین کے برابر ہے یا زیادہ یا دین سے کم ہے پہلی دو

صورتوں میں مرتہن کا دین ساقط ہو گیا اور راہن یعنی مستعیر کو یعنی مالک کو بقدر دین ادا کرے اور دوسری صورت میں کہ دین سے زیادہ قیمت ہے اس زیادتی کا کچھ معاوضہ نہیں اور تیسری صورت میں کہ چیز کی قیمت دین سے کم ہے بقدر قیمت دین ساقط ہو گیا اور باقی دین مرتہن سے وصول کرے گا اور راہن کو مستعیر کی قیمت ادا کرے گا اور مثلی چیز ہے تو مثل دے دے۔ (جدید)

مسئلہ نمبر ۲۴.....مستعیر نے عاریت کی چیز رہن رکھی اور اس میں مرتہن کے پاس کچھ عیب پیدا ہو گیا۔ اس عیب کی وجہ سے چیز کی قیمت میں کمی ہوئی وہ مرتہن کے ذمہ ہے یعنی اتنی دین میں کمی ہو گئی اور اسی کے برابر مستعیر مالک کو دے (جدید)

مسئلہ نمبر ۲۵.....مستعیر یہ چاہتا ہے کہ میں دین ادا کر کے اپنی چیز چھڑا لوں تو مرتہن فک رہن پر مجبور ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں چیز ابھی نہیں دوں گا۔ فک رہن کے بعد مستعیر یعنی راہن سے دین کی رقم وصول کرے گا اس لئے کہ راہن کتفرع نہیں کہا جا سکتا کہ مستعیر سے رقم وصول نہ کر نے پائے اور اگر کوئی اجنبی شخص دین ادا کر کے فک رہن کرائے تو راہن سے وصول نہیں کر سکتا کہ یہ متبرع ہے یہ حکم کہ مستعیر راہن سے دین کی رقم وصول کرے گا۔ اس وقت ہے کہ دین اتنا ہی ہے جتنی اس چیز کی قیمت ہے اور اگر دین کی مقدار اس چیز سے زائد ہے تو راہن سے صرف قیمت کے برابر وصول کر سکتا ہے۔ قیمت سے زیادہ جو کچھ دیا ہے وہ متبرع ہے اسے نہیں وصول کر سکتا اور اگر جو چیز کی قیمت دین سے زائد ہے اور مستعیر دین ادا کر کے چھڑانا چاہتا ہے تو مرتہن اس صورت میں فک رہن پر مجبور نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۶.....رہن رکھنے کے لئے کوئی چیز عاریت لی تھی مرتہن نے ابھی دین کا وعدہ ہی کیا تھا دیا نہیں تھا اور اس نے وہ چیز رہن رکھ دی اور مرتہن کے پاس ہلاک ہو گئی تو مرتہن نے جتنے دین کا وعدہ کیا تھا اتنا وان دے اور مستعیر یعنی راہن سے اتنا وصول کرے۔ (جدید)

مسئلہ نمبر ۲۷.....رہن رکھنے کے لئے چیز عاریت لی تھی اور رہن رکھنے سے پہلے ہی مستعیر کے یہاں وہ چیز ہلاک ہو گئی یا فک رہن کے بعد ابھی مستعیر کے یہاں نہیں لی تھی اور ہلاک ہو گئی ان دونوں صورتوں میں مستعیر پر تاوان واجب نہیں کہ وہ چیز اس کے پاس امانت تھی اور اگر مستعیر نے قبل رہن یا بعد فک رہن چیز کو استعمال کیا مثلاً گھوڑے پر تھا اس پر سوار ہوا، کپڑا پہنا زیور تھا اسے پہنا مگر پھر اپنی اس حرکت سے باز آیا اور اس استعمال ترک کر دیا اور چیز ہلاک ہو گئی اس صورت میں بھی اس کے ذمہ تاوان نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۸.....مستعیر و مستعیر میں اختلاف ہے مستعیر کہتا ہے کہ چیز مرتہن کے یہاں ہلاک ہوئی تھی اور دین ساقط ہو گیا تھا اور مستعیر کہتا ہے میں نے چھڑا لی تھی میرے یہاں چیز ہلاک ہوئی تھی اور مجھ پر تاوان نہیں، اس صورت میں راہن کی بات مانی جائے گی یعنی قسم کے ساتھ اور جتنے میں مستعیر نے رہن رکھنے کو کہا تھا اس میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے سو روپے میں رہن رکھنے کو کہا تھا۔ دوسرا پچاس روپے بتاتا ہے تو مستعیر کا قول معتبر ہے یعنی قسم کے ساتھ۔ (جدید)

مسئلہ نمبر ۲۹.....مستعیر مفلس ہو گیا اور اسی حالت افلاس ہی میں مر گیا تو عاریت کی چیز جو مرتہن کے پاس رہن ہے وہ بدستور رہن ہے اگر مرتہن یہ چاہے کہ اسے بیچ دیا جائے تو جب تک معیر سے رضامندی حاصل نہ کر لی جائے بیچ نہیں جا سکتی کہ وہی مالک ہے اور اگر معیر بیچنا چاہتا ہے تو دو صورتیں ہیں اگر اتنے میں فروخت ہو گئی کہ دین کے لئے پورا ہو جائے تو مرتہن سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ مرتہن سے اجازت لینی ہوگی۔ (بحار)

مسئلہ نمبر ۳۰.....مستعیر مفلس ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا اور اس کے ذمہ دوسروں کا دین ہے راہن کو حکم دیا جائے گا کہ اپنا دین ادا کر کے رہن کو چھڑائے پھر اس رہن سے معیر کا دین ادا کیا جائے اور اگر راہن بھی مفلس ہے کہ ادا دین نہیں ادا کر سکتا تو یہ چیز بدستور رہن رہے گی' ہاں اگر وہ یا معیر یہ چاہیں کہ مرتہن کا دین ادا کر کے فک رہن کرا لیں تو ان کو اختیار ہے۔ معیر کے قرض خواہوں یا معیر سے یہ کہتے ہیں کہ چیز بیچ کر دی جائے اگر بچتے سے مرتہن کا دین ادا ہو سکتا ہے تو بیچ کی جائے گی ورنہ بغیر اجازت مرتہن بیچ نہیں ہو سکتی جیسا کہ خود معیر کی زندگی میں بغیر مرتہن کی

رضامندی کے بیچ نہیں ہو سکتی تھی اور اگر بیچنے کی صورت میں مرتہن کا دین ادا ہو کر کچھ بچ رہے گا مگر اتنا نہیں بچے گا کہ مصیر کے قرض خواہوں کا پورا پورا دین ادا ہو جائے تو اس صورت میں قرض خواہوں کی اجازت سے بیچ کی جائے بغیر اجازت بیچ نہیں ہو سکتی اور ان کا بھی پورا دین ادا ہوتا اجازت کی کچھ ضرورت نہیں۔

رہن میں جنایت کا بیان

جنایت کی کئی صورتیں ہیں مرتہن مرہون پر جنایت کرے یعنی اسے نقصان پہنچائے یا تلف کر دے یا راہن مرہون پر جنایت کرے یا شے مرہون راہن پر یا مرتہن پر جنایت کرے۔ مرہون جنایت کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ بلونڈی یا غلام ہے اور وہ راہن یا مرتہن کے جان یا مال میں نقصان پہنچائے یا ہلاک کرے اس کو ہم بیان کرنا نہیں چاہتے صرف راہن یا مرتہن کی جنایت کو مختصر طور پر لکھنا چاہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... راہن نے مرہون پر جنایت کی یعنی اس کو تلف کر دیا اس میں نقصان پہنچایا اس کا وہی حکم ہے جو اجنبی کی جنایت کا ہے یعنی اس کو تاوان دینا ہوگا یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ وہ خود ہی مرہون کا مالک ہے اس پر تاوان کیسا کیونکہ مرہون کے ساتھ مرتہن کا حق متعلق ہے اور یہ تاوان مرتہن کے پاس مرہون رہے گا اور اس جنس کا دین ہے جس جنس کا دین ہے اور دین کی میعاد نہ ہو تو ادا دین اس سے وصول کرے گا۔ (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲..... مرتہن نے راہن پر جنایت کی اس کا بھی نقصان ہے اور یہ نقصان اگر جنس دین سے ہے اور میعاد پوری ہو چکی ہے تو بقدر نقصان دین ساقط ہو جائے گا اور اس میں سے کچھ بچا تو راہن کو واپس کرے کہ اس کی ملک کا معاوضہ ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۳..... مرہون چیز میں اگر نرخ کم ہو جانے سے نقصان پیدا ہوا تو ہلاک ہونے کی صورت میں اس کی کاٹا نہیں ہوگا اور اس کے اجزاء میں کمی ہوئی تو اس کا اعتبار ہوگا مثلاً ایک چیز جس کی قیمت سو روپے تھی سو روپے میں راہن رکھی اور اب اس کی قیمت پچاس روپے ہو گئی کہ نرخ سستا ہو گیا اور قرض کو کمی نے اس کو ہلاک کر دیا تو پچاس روپے تاوان لیا جائے گا کہ اس وقت یہی اس کی قیمت ہے تو مرتہن کو صرف پچاس روپے ملیں گے اور راہن سے بقیہ رقم وصول نہیں کر سکتا اور اگر راہن کے کہنے سے مرتہن اس کو پچاس روپے میں بیچے تو بقیہ پچاس روپے راہن سے وصول کرے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۵..... جانور مرہون ہے اس نے مرتہن کو یا اس کے مال کو ہلاک کر دیا اس کا کچھ اعتبار نہیں یہ دیا ہی جیسا آفت سماویہ سے ہلاک ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۶..... راہن یا مرتہن کے مرنے سے رہن باطل نہیں ہوتا بلکہ دونوں مر جائیں جب بھی باطل نہیں ہوگا بلکہ ورثا ویسا ہی اس مرے ہوئے کے قائم مقام ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... مرتہن اگر چاہتے خود ہی تباہ رہن فسخ کر سکتا ہے اور راہن فسخ رہن نہیں کر سکتا جب تک مرتہن راضی نہ ہو فقط راہن نے فسخ رہن کر دیا اور راہن راضی نہ ہو اور اس کے بعد مرہون ہلاک ہو گیا تو رہن ساقط نہ ہوا کہ رہن فسخ ہو چکا ہے اور اس کے عمل میں یعنی راہن نے فسخ کر دیا اور مرتہن راضی نہیں اور چیز ہلاک ہو گئی تو دین ساقط کہ رہن فسخ نہیں ہوا۔ (درمختار) پہلی صورت میں دین ساقط نہ ہوا اس وقت ہے کہ مرتہن کے نقصان سے نکل چکی ہو اور نہ صرف رہن فسخ ہونے سے نقصان سے خارج نہیں ہوتی جب تک راہن کو واپس نہ دے دے۔

متفرقات

مسئلہ نمبر ۱..... دس روپے میں بکری رہن رکھی اور یہ بکری بھی دس روپے قیمت کی ہے پھر یہ بکری بارہ کے مرگئی اور اس کی کھال

ایسی چیز سے دیانت کی جس کی کوئی قیمت نہیں اور رہن کے دن کھال کی ایک روپیہ قیمت تھی تو ایک روپیہ میں رہن ہے اور دورہ پے تھی تو دو میں رہن ہے اور بچ میں یہ بات نہیں یعنی بکری مچ ہوئی اور قبل قبضہ مرجانی تو کھال یا لینے کے بعد بھی اس کی بیع صحیح نہیں رہتی۔ (جوہرہ)

اور اگر بکری کی قیمت دین سے زیادہ ہے مثلاً بیس روپے قیمت کی ہے تو کھال آنے میں رہن ہے اور اگر قیمت کم ہے مثلاً دین دس روپے ہیں اور بکری پانچ ہی کی ہے تو کھال چھ روپے میں رہن ہے مگر کھال تلف ہو جائے تو چونکہ وہ ایک روپیہ کی ہے ایک سانتو ہوگا اور پانچ روپے راہن سے وصول کرے گا۔ اور اگر کھال کوئی چیز سے پکایا ہے جس کی کوئی قیمت ہے تو مرتہن کو اس کھال کے روکنے کا حق حاصل ہے کہ جو کچھ دیانت سے زیادتی ہوئی ہے اسے جب تک وصول نہ کرے راہن کو دینے سے انکار کر سکتا ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲..... مرہون میں جو کچھ زیادتی ہوئی مثلاً جانور رہن تھا اس کے بچہ پیدا ہوا، بھیڑ، دنبہ کی اون درخت کے پھل جانور کا دودھ یہ سب چیزیں راہن کی ملک ہیں اور یہ چیزیں بھی رہن میں داخل ہیں یعنی جب تک دین ادا نہ کرے لے راہن ان چیزوں کو مرتہن سے نہیں لے سکتا مگر یہ چیزیں ملک راہن تک باقی رہ جائیں تو دین کو اصل اور اس زیادتی کی قیمت پر تقسیم کیا جائے گا اور یہ چیزیں پہلے ہی ہلاک ہو جائیں تو ان کے مقابل میں دین ساقط نہیں ہوگا۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳..... مرہون کے منافع مثلاً۔ کان مرہون کی اجرت یہ بھی راہن کی ہیں اور یہ رہن میں داخل نہیں اگر ہلاک ہو جائے تو اس کے مقابل میں دین کا کوئی جز ساقط نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... مرہون سے جو چیزیں پیدا ہوئیں مثلاً بچہ، دودھ وغیرہ یا اگرچہ رہن میں داخل ہیں مگر ملک راہن سے قبل ہلاک ہو جائیں تو دین کا کوئی حصہ اس کے مقابل میں ساقط نہیں ہوگا اور اگر خود رہن ہلاک ہو گیا مگر یہ پیدا ہوا باقی ہے تو اس کے مقابل جتنا حصہ دین پڑے اس کو ادا کر کے راہن اس کو حاصل کر سکتا ہے مثلاً قیمت نہیں لے سکتا یعنی اصل رہن کی جو کچھ قیمت رہن رکھتے کے دن تھی اور اس کی جو قیمت ملک راہن کے دن ہے دونوں پر تقسیم کیا جاوے، اصل کے مقابل میں جو حصہ آئے وہ ساقط اور اس کے مقابل میں جتنا حصہ ہوا ادا کر کے ملک راہن کر لے مثلاً دس روپے دین ہیں اور مرہون بھی دس روپے کی چیز ہے اور اس کا بچہ پانچ روپے کا ہے اور مرہون ہلاک ہو گیا تو وہ تہائی دین ساقط ہو گیا ایک تہائی باقی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۵..... راہن نے مرتہن کو زوائد کے کھا لینے کی اجازت دے دی مثلاً کہہ دیا کہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لیا تمہارے لئے حلال ہے یا درخت کے پھل کھا لیا مرتہن نے کھا لئے اس صورت میں مرتہن پر ضمان نہیں کہ مالک کی اجازت سے چیز کھائی ہے اور دین بھی اس کے مقابل میں کچھ ساقط نہیں اور اس صورت میں کہ مرتہن نے زوائد کو کھا لیا اور راہن نے فک رہن نہیں کرایا اور یہ رہن ہلاک ہو گیا تو دین کو اصل رہن اور ان زوائد پر تقسیم کیا جائے گا جو کچھ اصل کے مقابل میں ہے وہ ساقط اور جو کچھ زوائد کے مقابل میں ہے راہن سے وصول کرے کہ اس کے علم سے اس کا کھانا گویا خود اسی کا کھانا ہے لہٰذا راہن معاوضہ دے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۶..... باغ رہن رکھا اور مرتہن نے قبضہ کر لیا پھر راہن کو دے دیا کہ درختوں کو پانی دے اور باغ کی نگہداشت کرے اس سے رہن باطل نہیں ہوا (درمختار)

مسئلہ نمبر ۷..... باغ رہن رکھا اور مرتہن کو پھل کھانے کی اجازت دے دی اس کے بعد راہن نے بغیر اجازت مرتہن باغ کو بیچ کر دیا اس صورت میں باغ کی نگہ پر اس کا ثمن رہن ہے اور باغ میں پھل اگر بیع کے بعد پیدا ہوئے تو مشتری کے ہیں یعنی جبکہ راہن نے دین ادا کر دیا ہو اور اگر ادا نہ کیا ہو تو جس طرح باغ کا ثمن رہن ہے یہ پھل بھی رہن ہیں اس صورت میں مرتہن پھل کو نہیں کھا سکتا کہ راہن نے اگرچہ پھل کھانے کی

اجازت دے دی تھی مگر مباح کو جب تک کہ وہ اٹھا لو تو باقی رہتی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸.....زمین رہن رکھی اور مرتہن کے لئے اس کے منافع کو مباح کر دے مرتہن نے زمین میں کاشت کی اس صورت میں مرتہن کے ذمہ کاشت کے مقابل میں کچھ دینا نہیں اور بغیر اجازت راہن مرتہن نے کاشت کی ہو تو زمین میں جو کچھ نقصان پیدا ہوا ہو اس کا ضمان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹.....زمین رہن رکھی راہن نے بااجازت مرتہن اس میں کاشت کی یا درخت لگائے اس سے رہن باطل نہیں ہوا مرتہن جب چاہے واپس لے سکتا ہے اور راہن کے قبضہ میں جب تک ہے مرتہن کے ضمان میں نہیں یعنی ہلاک ہونے سے دین ساقط نہیں ہوگا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....مرہون چیز پر استحقاق ہوا یعنی کسی شخص نے اپنی ملک ثابت کر کے چیز لے لی مرتہن راہن کو اس پر مجبور نہیں کر سکتا کہ اس کی جگہ پر دوسری چیز رہن رکھے اور اگر مرہون کے جز میں استحقاق ہوا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ جز وشائع کا استحقاق ہو مثلاً نصف یا ربع تو استحقاق کے بعد جو حصہ باقی ہے اس میں بھی رہن باطل ہے اور اتنا ہی حصہ پورے دین کے مقابل میں مرہون رہے مگر یہ چیز ہلاک ہو جائے تو اگر چہ پورے دین کی قیمت کے برابر ہو پورا دین ساقط نہیں ہوگا۔ بلکہ دین کا اتنا ہی جز ساقط ہوگا جو اس کے مقابل میں پڑے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....مکان کرایہ پر دیا پھر اسی مکان کو کرایہ دار کے پاس رہن رکھا یہ رہن صحیح ہے اور بار دباطل ہو گیا یعنی جبکہ راہن کے لئے مرتہن کا قبضہ جدید ہو گیا تو۔ پہلا قبضہ اس کے قائم مقام نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....رہن میں زیادتی جائز ہے یعنی مثلاً کسی نے قرض لیا اور اس کے پاس ایک چیز رہن رکھ دی اس کے بعد راہن نے دوسری چیز بھی اسی قرض کے مقابل میں رکھی یہ دونوں چیزیں رہن ہو گئیں یعنی جب تک قرض ادا نہ کرے دونوں میں سے کسی کو نہیں لے سکتا اور ان میں سے ایک ہلاک ہو گئی تو اگر چہ اس کی قیمت دین کے برابر ہو پورا دین ساقط نہیں ہوگا بلکہ دین کو دونوں پر تقسیم کیا جائے گا اس کے مقابل میں ہو صرف وہی ساقط ہوگا اور یہ دوسری چیز جو بعد میں رہن رکھی قبضہ کے دن جو اس کی قیمت تھی اس کا اعتبار ہوگا جس طرح پہلی کی قیمت میں بھی قبضہ کے دن کا اعتبار تھا یعنی ہلاک ہونے کی صورت میں انہی قیمتوں پر دین کی تقسیم ہوگی مثلاً ہزار روپے قرض لئے اور ایک چیز رہن رکھی جس کی قیمت ہزار روپے ہے پھر دوسری چیز رہن رکھی جس کی قیمت پانچ سو روپے ہے اور ایک ہلاک ہو گئی تو دین کے تین حصے کے بائیس دو حصے پہلے کے مقابل میں اور ایک حصہ دوسری کے مقابل میں۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۱۳.....دین کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھی پھر دین کا کچھ حصہ ادا کر دیا کچھ باقی ہے اسی سے ہے یعنی ہلاک ہونے کی صورت میں دین کے صرف اتنے ہی حصہ کو دونوں پر تقسیم کریں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴.....دین میں زیادتی جائز ہے یعنی دین کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی اس کے بعد راہن یہ چاہے کہ پھر قرض لوں اور اس قرض کے مقابل میں بھی وہی چیز رہن رہے۔ یہ نہیں ہو سکتا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہو گئی تو دوسرے دین پر اس کا اثر نہیں پڑے گا یہ ساقط نہیں ہوگا اور پہلا دین ادا کر دیا دوسرا باقی ہے تو مرتہن اس چیز کو روک نہیں سکتا کہ دوسرے دین سے رہن کو متعلق نہیں۔ (جامع)

مسئلہ نمبر ۱۵.....ہزار روپے میں دو غلام رہن رکھے پھر مرتہن سے کہا مجھے ایک کی ضرورت ہے واپس دو اس نے ایک غلام واپس کر دیا یہ دوسرا جو باقی ہے پانچ سو کے مقابل میں رہن ہے یعنی اگر ہلاک ہوا تو صرف پانچ سو ساقط ہوں گے اگر چہ اس کی قیمت ایک ہزار ہو مگر تک رہن اس وقت کرا سکتا ہے جب پورے ہزار ادا کر دے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....ہزار روپے کے مقابل میں غلام کو رہن رکھا اس کے بعد راہن نے مرتہن کو ایک دوسرا غلام دیا کہ اس کی جگہ پر اسے

رہن رکھا جب تک مرتہن پہلے غلام کو واپس نہ دے وہ رہن سے خارج نہیں ہوگا اور دوسرا غلام مرتہن کے پاس بطور امانت ہے جب پہلا غلام واپس کر دے اب یہ دوسرا غلام رہن ہو جائے گا اور مرتہن کے ضمان میں آجائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۷..... مرتہن نے راہن سے دین معاف کر دیا اور سپرد کر دیا اور ابھی مرہون کو واپس نہیں کیا ہے اور مرہون ہلاک ہو گیا تو مرتہن سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا ہاں اگر راہن نے مرتہن سے معافی یا سپرد کے بعد مرہون کو مانگا اور اس نے نہیں دیا اس کے بعد ہلاک ہوا تو مرتہن کے ذمہ ضمان ہے کہ روکنے سے غاصب ہو گیا اور اگر مرتہن نے دین وصول پایا راہن نے اسے دیا ہو یا کسی دوسرے نے بطور تبرع دین ادا کر دیا مرتہن نے راہن سے دین کے عوض میں کوئی چیز خریدی یا راہن سے کسی چیز پر مصالحت کی یا راہن نے دین کا کسی دوسرے شخص پر حوالہ کر دیا ان صورتوں میں مرہون مرتہن کے پاس ہلاک ہو تو دین کے مقابل میں ہلاک ہو گا یعنی دین ساقط ہو جائے گا اور جو کچھ راہن متبرع سے وصول پایا ہے اسے واپس کرے اور حوالہ والی صورت میں حوالہ باطل ہو گیا۔ (جوہرۂ ونقار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... یہ سمجھ کر کہ فلاں کا میرے ذمہ دین ہے ایک چیز راہن کو دی اس کے بعد راہن و مرتہن نے اس پر اتفاق کیا کہ دین تمام نہیں اور مرہون ہلاک ہو گیا تو دین کے مقابلہ میں ہلاک ہوا یعنی مرہون راہن کو اتنی رقم ادا کرے جس کے مقابل میں ہلاک ہوا یعنی مرہون راہن کو اتنی رقم ادا کرے جس کے مقابل میں رہن رکھا گیا۔ (جوہرہ) اور بعض آئمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ مرہون کے ہلاک ہونے کے بعد دونوں نے دین نہ ہونے پر اتفاق کیا ہو اور اگر اتفاق کرنے کے بعد ہلاک ہوا تو ضمان نہیں کما ہو حق مرتہن کے پاس امانت ہے مگر صاحب ہدایہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں ایک حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۹..... عورت کے پاس شوہر نے مہر کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی پھر عورت نے مہر معاف کر دیا یا شوہر کو ہبہ کر دیا مہر کے مقابل میں شوہر سے خلع کر لیا ان سب کے بعد وہ مرہون چیز عورت کے پاس ہلاک ہو گئی تو اس کے مقابل میں عورت سے کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۲۰..... ایک شخص نے دوسرے کا مہر بطور تبرع ادا کر دیا۔ پھر شوہر نے عورت کو قبل دخول طلاق دے دی تو وہ شخص عورت سے نصف مہر واپس لے سکتا ہے کیونکہ دخول سے قبل طلاق ہونے میں عورت آدھے مہر کی مستحق ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے کوئی چیز خریدی دوسرے نے بطور تبرع اس کا ثمن بائع کو دے دیا پھر مشتری نے عیب کی وجہ سے مبیع کو واپس کر دیا تو ثمن اس کو ملے گا جس نے دیا ہے مشتری کو نہیں ملے گا۔ (زیلعی)

مسئلہ نمبر ۲۱..... رہن فاسد کے وہی احکام ہیں جو رہن صحیح کے ہیں یعنی مثلاً راہن نے مقدار رہن کو توڑ دیا اور یہ چاہے کہ مرہون کو واپس لے لے تو جب تک وہ چیز ادا نہ کر دے جس کے مقابل میں رہن رکھا ہے مرہون کو واپس نہیں لے سکتا یا راہن مر گیا اور اس کے ذمہ دوسروں کے بھی دین ہیں وہ لوگ یہ چاہیں کہ مرہون سے ہم بھی بحصہ رسد وصول کریں ایسا نہیں کر سکتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... مرہون چیز مال ہو اور جس کے مقابل میں رہن رکھا ہو وہ مضمون ہو یعنی اس کا ضمان واجب ہو مگر جواز رہن کے شرائط میں کوئی شرط معدوم ہو مثلاً مشاع کو رہن رکھا اس صورت میں رہن فاسد ہے اور اگر مرہون مال ہی نہ ہو یا جس کے مقابل میں رکھا ہو اس کا ضمان واجب نہ ہوتا ہو تو یہ رہن باطل ہے۔ رہن باطل میں مرہون ہلاک ہو جائے تو امانت بھی جو ضائع ہو گئی۔ اس کا کچھ معاوضہ راہن کو نہیں ملے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... غلام قبضہ اور اس پر قبضہ بھی کر لیا اور ثمن کے مقابل میں بائع کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی اور یہ چیز مرتہن کے پاس ہلاک ہو گئی اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ غلام بحقابلہ حر قبایا بائع کا نہ تھا کسی اور کا تھا جس نے لیا تو مرتہن کو ضمان دینا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴.....بیع سلم میں مسلم فیہ کے مقابل میں رب السلم کے پاس کوئی چیز رہن رکھی اس کے بعد دونوں نے بیع سلم کو فسخ کر دیا تو اب یہ چیز راس المال کے مقابل میں رہن ہے یعنی رب السلم جب تک راس المال وصول نہ کر لے اس چیز کو روک سکتا ہے مگر یہ مرہون اگر ہلاک ہو جائے تو سلم فیہ کے مقابل میں اس کا ہلاک ہونا مقصور ہوگا کہ حقیقتاً اسی کے مقابل میں رہن ہے۔ یونہی اگر بیع میں ثمن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی پھر بیع کا اقالہ ہو تو جب تک مبیع کو واپس نہ لے رہن کو روک سکتا ہے مگر یہ مرہون اگر ہلاک ہو جائے تو مسلم فیہ کے مقابل میں ہلاک ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵.....ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ کچھ روپے تھے مدیون نے دائن کے دو کپڑے یہ کہہ کر دیئے کہ اپنے روپے کے عوض ان میں سے ایک کپڑا لے لو اس نے دونوں رکھ لئے اور دونوں ضائع ہو گئے۔ تو مدیون کے کپڑے ضائع ہوئے دائن کا دین بدستور باقی ہے جب تک وہ ایک کو اپنے روپے کے عوض متعین نہ کر لے یہ پیاسی ہے کہ ایک شخص پر دوسرے کے بیس روپے باقی ہے۔ مدیون نے اسے سو روپے دیئے کہ ان میں سے اپنے بیس لے لو اس نے نکال رکھ لئے۔ ان میں اپنے بیس نہیں نکالے اور کل روپے ضائع ہو گئے تو مدیون کے ضائع ہوئے دائن کا دین بدستور باقی ہے اور اگر کپڑے دیتے وقت یہ کہے کہ ان میں سے ایک کو اپنے دین کے مقابل میں رہن رکھ لو اور اس نے رکھ لئے پھر دونوں ضائع ہو گئے اور دونوں ایک قیمت کے ہوں تو ہر ایک کی نصف قیمت دین کے مقابل میں ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶.....جس دین کے مقابل میں چیز رہن ہے جب تک وہ پورا وصول نہ ہو جائے مرتہن مرہون کو روک سکتا ہے اور مرتہن کے اگر دیگر دین بھی راہن کے ذمے ہوں رہن سے پہلے ہوں یا بعد کے مگر ان کے مقابل میں یہ چیز رہن نہ ہو تو ان کے وصول کرنے کے لئے رہن کو روک نہیں سکتا ہے۔ (عالمگیری)

جنایات کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلَى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَ لَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(پ۲ البقرۃ ۱۷۸ تا ۱۷۹)

اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہو تو بھلائی سے تقاضا کرے اور اچھی طرح سے اس کو ادا کرو یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اب اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرماتا ہے۔

وَ كَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ الْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(پ۶ المائدۃ ۴۵)

اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں برابر بدلہ ہے پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کر دے تو وہ اس کا گناہ اُتار دے گا اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ ظالم ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا بنی اسرائیل میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت نہیں تو اللہ عزوجل نے اس امت کے لئے فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى (پ۲، البقرۃ۱۷۸)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عفو یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کرے اور اتباع بالمعروف یہ ہے کہ بھلائی سے طلب کرے اور قاتل اچھی طرح ادا کرے اور فرمایا ہے۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (پ۶، المائدۃ۳۲)

اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔ اور جس نے ایک جان کو زندہ بچالیا تو گویا اس نے سب انسانوں کو زندہ بچالیا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ (پ۵، النسآء۹۲،۹۳)

اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر اور جو کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کے سپرد کی جائے مگر یہ کہ وہ معاف کردیں پھر وہ اگر اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور اگر وہ اس قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خون بہا سپرد کی جائے اور ایک مسلمان مملوک کو آزاد کیا جائے پھر جو نہ پائے وہ لگاتار دو مہینے کے روزے کرے یہ اللہ سے اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور لعنت کی اس پر بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث نمبر۱.....امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان مرد کا جو لا الٰہ الا اللہ کی گواہی اور میری رسالت کی شہادت دیتا ہے خون صرف تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہے۔ (1) نفس بدلے میں نفس کے اور (2) ثیب زانی اور (3) اپنے مذہب سے نکل کر جماعت اہل اسلام کو چھوڑ دے۔ (مرقاۃ جلد ۷ فی)

حدیث نمبر۲.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنے

دین کے سبب کشادگی میں رہتا ہے جب تک کوئی حرام خون نہ کرلے۔

حدیث نمبر۳.....صحیحین میں عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے خون ناحق کے بارے میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔

حدیث نمبر۴.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے معاہد (ذمی) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا اور بے شک جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پہنچتی ہے۔

حدیث نمبر۵ و۶.....امام ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ.....اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ براء ابن عازب ؓ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک دنیا کا زوال اللہ پر آسان ہے ایک مرد مسلم کے قتل سے۔

حدیث نمبر۷ و۸.....امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابوسعید ؓ اور ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین والے ایک مرد مومن کے خون میں شریک ہو جائیں تو سب کو اللہ ﷻ جہنم میں اوندھا ڈال دے گا۔

حدیث نمبر۹.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن مسیب ؓ سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب ؓ نے پانچ سے سات نفر کو ایک شخص کو دھوکا دے کر قتل کرنے کی وجہ سے قتل کردلا اور فرمایا اگر صنعاء کے سب لوگ اس خون میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اسی کے مثل ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے۔

حدیث نمبر۱۰.....دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر ؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ایک مرد دوسرے کو پکڑ لے اور کوئی آکر قتل کردے تو قاتل قتل کیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔

حدیث نمبر۱۱.....امام ترمذی و امام شافعی رحمہما اللہ حضرت ابی شریح کعبی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تم نے اس قتیل خزاعہ ہذیل کے آدمی کو قتل کردیا اب میں اس کی دیت خود دیتا ہوں اس کے بعد جو کوئی کسی کو قتل کرے گا تو مقتول کے ورثہ لے دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کریں اگر پسند کریں تو قتل کریں اور اگر چاہیں تو خون بہالیں۔

حدیث نمبر۱۲.....صحیحین میں انس ؓ سے مروی ہے کہ حضرت ربیع ؓ نے جو انس بن مالک ؓ کی پھوپھی تھیں ایک انصاریہ عورت کے دانت توڑ دیئے تو وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے حضور ﷺ نے قصاص کا حکم فرمایا حضرت انس ؓ کے چچا ابن النضر نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اسم اللہ کی ان کے دانت نہیں توڑے جائیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے انس ؓ اللہ ﷻ کا حکم قصاص کا ہے اس کے بعد وہ لوگ راضی ہو گئے اور دیت قبول کرلی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ ﷻ پر قسم کھا جائیں تو اللہ ﷻ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر۱۳.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں ابوجحیفہ ؓ سے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ؓ سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو قرآن میں نہیں تو انہوں نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا فرمایا ہمارے پاس وہی ہے جو قرآن میں ہے مگر اللہ ﷻ نے جو قرآن کی سمجھ کسی کو دے دی اور ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے میں نے کہا اس صحیفہ میں کیا ہے تو فرمایا کہ دیت اور اس کے احکام اور قیدی کا چھڑانا اور یہ کہ کوئی مسلم کسی کافر (حربی) کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے

حدیث نمبر۱۴.....ابوداؤد و نسائی رحمہما اللہ حضرت علی ؓ سے اور ابن ماجہ ابن عباس ؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور ان کے ادنیٰ کے ذمہ کو پورا کیا جائے گا اور جو دوسروں والوں نے غنیمت حاصل کی ہو وہ سب لشکریوں کو ملے گی اور وہ

---

(۱) کذا فی الخلاصۃ کتاب القصاص ۱۲ منہ

دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں ایک ہیں۔ اگر کوئی مسلمان کسی کافر (حربی) کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے اور نہ کوئی ذمی جب تک وہ ذمہ میں باقی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵..... ترمذی اور دارمی رحمہما اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حدیں مسجد میں قائم نہ کی جائیں اور باپ نے اپنی اولاد کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۶..... ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور ﷺ باپ کے قصاص میں بیٹے کو قتل کرتے اور بیٹے کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کرتے یعنی اگر بیٹے نے باپ کو قتل کیا تو بیٹے سے قصاص لیتے اور باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہ لیتے۔

حدیث نمبر ۱۷..... ابوداؤد نسائی رحمہما اللہ ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہتے ہیں میں اپنے والد کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میرے والد نے کہا یہ میرا لڑکا ہے آپ اس کے گواہ رہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم ذمہ یہ تمہارے اوپر جنایت کرسکتا ہے اور نہ تم اس پر جنایت کرسکتے ہو۔ (یعنی جو جنایت کرے گا وہی ماخوذ ہوگا)

حدیث نمبر ۱۸..... امام ترمذی نسائی وابن ماجہ ودارمی رحمہم اللہ ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا جب باغیوں نے محاصرہ کیا تو کمزوری سے بھاگ کر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی مرد مسلم کا خون حلال نہیں ہے مگر تین وجہوں سے۔ احصان کے بعد زنا سے یا اسلام کے بعد کفر سے یا کسی نفس کو بغیر کسی نفس کے قتل کرنے سے انہیں وجوہ سے قتل کیا جائے گا قسم خدا کی میں نے زمانہ کفر میں زنا کیا اور نہ زمانہ اسلام میں اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی مرتد نہیں ہوا اور کسی اپنی جان کو جسے اللہ ﷻ نے حرام فرمایا قتل نہیں کیا پھر تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو۔

حدیث نمبر ۱۹..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن تیز رو اور صالح رہتا ہے جب تک حرام خون نہ کرلے اور جب حرام خون کرلیتا ہے تو ٹھک جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۰..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ انس سے اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امید ہے کہ گناہ کو اللہ ﷻ بخش دے گا مگر اس شخص کو نہ بخشے گا جو شرک ہی مرجائے یا جس نے کسی مرد مومن کو قصداً قتل کیا (اس کی تاویل آگے آئے گی)

حدیث نمبر ۲۱..... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماحی جان کو بوجہ قتل کیا ہو یا دیا جائے مقتول کو دے دیا جائے گا پس اگر وہ چاہیں قتل کریں اور اگر چاہیں دیت لیں۔

حدیث نمبر ۲۲..... دارمی رحمۃ اللہ علیہ ابن شریح غزوانی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو اس بات کے ساتھ بھگا دیا گیا اس کے یہاں کوئی قتل ہوگیا یا زخمی ہوگیا تو تین چیزوں میں سے ایک اختیار کرے اگر چوتھی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے ہاتھ پکڑلو۔ (یعنی روک دو) یا اختیار ہے کہ قصاص لے لے معاف کردے یا دیت لے پھر ان تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے بعد اگر کوئی زیادتی کرے تو اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

حدیث نمبر ۲۳..... ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو معاف نہیں کروں گا جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا۔

حدیث نمبر ۲۴..... امام ترمذی وابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس کے جسم میں کوئی ایسا زخم لگ جائے پھر وہ اس کا صدقہ کردے (معاف کردے) تو اللہ اس کا ایک درجہ بڑھاتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا

ہے۔

حدیث نمبر ۲۵.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا گناہ اللہ ﷻ کے نزدیک بڑا ہے؟ فرمایا کہ اللہ ﷻ کا کوئی شریک بنانے حالانکہ اللہ ﷻ ہی نے تم کو پیدا کیا۔ عرض کی پھر کون سا گناہ؟ فرمایا پھر یہ کہ اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔ پھر کہا کون؟ فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو پس اللہ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پ۱۹ الفرقان ۶۸۔۷۰)

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ ﷻ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے اللہ ایسوں کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث نمبر ۲۶.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نقباء سے ہوں جنہوں نے (لیلۃ العقبہ) رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور زنا نہ کریں گے اور چوری نہیں کریں گے اور ایسی جان کو قتل نہیں کریں گے جس کو اللہ ﷻ نے حرام فرمایا اور لوٹ نہ کریں گے اور رضا کی نافرمانی نہ کریں گے اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم کو بہشت دی جائے گی اور اگر ان میں سے کوئی کام ہم نے کیا تو اس کا فیصلہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے۔

حدیث نمبر ۲۷.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں (1) حرم میں الحاد کرنے والا اور (2) اسلام میں طریقہ جاہلیت کا طلب کرنے والا اور (3) کسی مسلمان شخص کا ناحق خون طلب کرنے والا کہ اسے بہائے۔

حدیث نمبر ۲۸.....امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قصاص میں قتل تلوار ہی سے ہوگا۔

مسائل فقہیہ: یہاں جنایت سے مراد وہ فعل ہے جس میں جان یا اعضا کو نقصان پہنچایا جائے اس کے احکام کا تعلق حکومت سے ہے کہ وہ ہی ان کا نفاذ کرتی ہے یہاں ہمیں اسلامی حکومت سے بحث شریعت کے مطابق احکام جاری ہیں لہٰذا اس کے مسائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہ تھی مگر پھر مسلمانوں کو شرعی احکام معلوم کرنا بے سود نہیں اس لحاظ سے کچھ مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱.....قتل ناحق کی پانچ صورتیں ہیں۔ (1) قتل عمد (2) قتل شبہ عمد (3) قتل خطا (4) قائم مقام خطا (5) قتل بالسبب۔ قتل عمد یہ ہے کہ کسی دھاردار آلہ سے قصداً قتل کرے۔ آگ سے جلا دینا بھی قتل عمدی ہے دھاردار آلہ مثلاً کٹار چھری یا کلہاڑی اور پانس کی پھینی میں دھار نکال کر قتل کیا یا دھاردار پتھر سے قتل کیا۔ لوہے اور ناخا پتھل وغیرہ کی کسی چیز سے قتل کرے گا اگر اس سے ترچھ یعنی زخم ہوا تو قتل عمد ہے مثلاً چھری، خنجر، تیر، بلم وغیرہ کہ یہ سب آلہ جارحہ ہیں کوئی اور چھرے سے قتل ہوا یہ بھی اسی میں داخل ہیں۔ (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۲.....قتل عمد کا حکم یہ ہے کہ ایسا شخص نہایت سخت گنہگار ہے۔ کفر کے بعد تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ قتل ہے قرآن مجید

میں فرمایا مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا (پ۵ ۱۸ ۹۳) تو جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے۔ (ترجمہ کنزالایمان) ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اس کے متعلق صحابہ میں اختلاف ہے جیسا کہ حدیث میں یہ بات مذکور ہے صحیح یہ ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسے قاتل کی بھی مغفرت ہو سکتی ہے اللہ عزوجل کی مشیت میں ہے اگر وہ چاہے بخش دے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ (پ۵ ۱۸ ۴۸) بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان) اور پہلی آیت کا مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ مومن کو بحیثیت مومن قتل کرے گا۔ یا اس کے قتل کو حلال سمجھے گا وہ بے شک ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا ظلم و عدوان مراد ہے تو دونوں کو مدت تک رہنا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳..... قتل عمد کی سزا دنیا میں نفسِ قصاص ہے یعنی یہی متعین ہے ہاں اگر اولیائے مقتول معاف کر دیں یا قاتل سے مال لے کر مصالحت کر لیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے مگر بغیر مرضی قاتل اگر مال لینا چاہیں تو نہیں ہو سکتا۔ یعنی قاتل اگر قصاص کو کہے اولیائے مقتول اس سے مال نہیں لے سکتے۔ مال پر مصالحت کی صورت میں دیت کے برابر یا کم یا زیادہ تینوں ہی صورتیں جائز ہیں یعنی مال لینے کی صورت میں یہ ضروری نہیں کہ دیت سے زیادہ نہ ہو اور جس مال پر صلح ہوئی وہ دیت کی قسم سے ہو یا دوسری جنس سے ہو دونوں صورتوں میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... قتل عمد میں قاتل کے ذمہ کفارہ واجب نہیں۔ (عنوان)

مسئلہ نمبر ۵..... اولیائے مقتول نے اگر نصف قصاص معاف کر دیا تو کل ہی معاف ہو گیا یعنی اس میں تجزی نہیں ہو سکتی اب اگر یہ چاہیں کہ باقی نصف کے مقابل میں مال لیں نہیں ہو سکتا۔ (شامی)

مسئلہ نمبر ۶..... قتل کی دوسری قسم شبہ عمد ہے وہ یہ ہے کہ قصداً قتل کرے مگر اسلحہ سے یا جو چیز اسلحہ کے قائم مقام ہو اس سے قتل نہ کرے مثلاً کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مارڈالا یہ شبہ عمد ہے اس صورت میں بھی قاتل گنہگار ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے اور قاتل کے عصبہ پر دیت مغلظہ واجب ہے جو تین سال میں ادا کریں گے۔ دیت کی مقدار کیا ہوتی اس کو آگے بیان کیا جائے گا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۷..... شبہ عمد مارڈالنے ہی کی صورت میں ہے اور اگر وہ جان سے نہیں مارا گیا بلکہ اس کا کوئی عضو تلف ہو گیا مثلاً لاٹھی سے مارا اور اس کا ہاتھ یا انگلی توڑ کر بیکار ہو گئی تو اس کو شبہ عمد نہیں کہیں گے بلکہ یہ عمد ہے اور اس صورت میں قصاص ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۸..... تیسری قسم قتل خطا ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے گمان میں غلطی ہوئی مثلاً اس کو شکار سمجھ کر قتل کیا اور یہ شکار نہ تھا بلکہ انسان ہے یا حربی مرتد سمجھ کر قتل کیا حالانکہ وہ مسلم تھا دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں غلطی ہوئی۔ مثلاً کہا چاند ماری پر گولی چلائی اور لگ گئی آدمی کو یہاں انسان کو شکار نہیں سمجھا بلکہ شکاری کو شکار سمجھا اور شکاری پر گولی چلائی مگر ہاتھ بہک گیا گولی شکار کے نہیں لگی آدمی کے لگی ہی یہ صورتیں بھی ہیں کہ نشانہ پر گولی لگ کر لوٹ آئی اور کسی آدمی کے لگی یا نشانہ سے ہٹ کر کسی آدمی کو لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا دوسرے کے لگی یا اس شخص کے ہاتھ میں مارنا چاہتا تھا دوسرے کی گردن میں لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا مگر گولی دیوار پر لگی پھر کر لوٹی اور اس شخص کو لگی یا اس کے ہاتھ سے لکڑی یا پتھر چھوٹ کر کسی آدمی پر گری اور مر گیا یہ سب صورتیں قتل خطا کی ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹..... قتل خطا کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت واجب جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔ قتل خطا کی دونوں صورتوں میں اس کے ذمہ قتل کا گناہ نہیں۔ یہ تو ذمہ گناہ ہے کہ ایسے آلہ کے استعمال میں اس نے یہ احتیاط نہ کی شریعت کا حکم ہے کہ ایسے موقعوں پر احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۱۰..... مقتول کے قسم کے جس حصہ پر وار کرنا چاہتا تھا وہاں نہیں لگا دوسری جگہ لگا یہ خطا نہیں بلکہ عمد ہے اور اس میں قصاص

واجب ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۱..... قتل کی ان تینوں قسموں میں قاتل میراث سے محروم ہوتا ہے یعنی اگر کسی نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس کا اس کو نہیں ملے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر ۱۲..... بشرطیکہ جس نے قتل ہوا وہ مکلف ہو اور اگر مجنون یا بچہ ہے تو میراث سے محروم نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳..... چوتھی قسم قائم مقام خطا جیسے کوئی شخص سوتے میں کسی پر گر پڑا اور پیر گیا اسی طرح چھت سے کسی انسان پر گرا اور مر گیا۔ قتل کی اس صورت میں بھی وہی احکام ہیں جو خطا میں ہیں۔ یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت اور قاتل میراث سے محروم ہوگا اور اس میں بھی قتل کرنے کا گناہ نہیں مگر یہ گناہ ہے کہ ایسی بے احتیاطی کی جس سے ایک انسان کی جان ضائع ہوئی۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۱۴..... پانچویں قسم قتل بالسبب۔ جیسے کسی شخص نے دوسرے کی ملک میں کنواں کھودا یا پتھر رکھ دیا یا راستہ میں لکڑی رکھ دی اور کوئی شخص کنوئیں میں گر کر یا پتھر وغیرہ یا لکڑی سے ٹھوکر کھا کر مر گیا۔ اس قتل کا سبب وہ شخص ہے جس نے کنواں کھودا تھا اور پتھر وغیرہ رکھ دیا تھا۔ اس صورت میں اس کے عصبہ کے ذمہ دیت ہے قاتل پر نہ کفارہ ہے نہ قتل کا گناہ اس کا گناہ یہ ضرور ہے کہ دوسرے کی ملک میں کنواں کھودا یا وہاں پتھر رکھ دیا۔ (درمختار)

کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں؟

مسئلہ نمبر ۱..... قتل عمد میں قصاص واجب ہوتا ہے کہ ایسے کو قتل کیا جس کے خون کی محافظت ہمیشہ کے لئے ہو جیسے مسلم یا ذمی کہ اسلام نے ان کی محافظت کا حکم دیا ہے بشرطیکہ قاتل مکلف ہو یعنی عاقل بالغ ہو مجنون یا نابالغ سے قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اگر قتل کے وقت عاقل تھا اور بعد میں مجنون ہو گیا۔ اگر قتل کے لئے ابھی تک حوالہ نہیں کیا گیا ہے قصاص ساقط ہو جائے گا اور اگر قصاص کا حکم ہو چکا ہے اور قتل کرنے کے لئے دیا جا چکا ہے اس کے بعد مجنون ہوا تو قصاص ساقط نہیں ہوگا اور ان صورتوں میں بجائے قصاص اس پر دیت واجب ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲..... جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی ہوش میں آ جاتا ہے اگر اس نے حالت افاقہ میں کسی کو قتل کیا ہے تو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا یہاں اگر قتل کے بعد اسے جنون متطبق ہو گیا تو قصاص ساقط ہو گیا اور جنون متطبق نہیں ہے تو قتل کیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳..... قصاص کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ قاتل و مقتول کے مابین شرعاً یا بالجملہ باپ بیٹا اور آقا غلام کا سا مان قصاص نہیں اور اگر مقتول نے قاتل کو کہہ دیا کہ مجھے قتل کر ڈالو اس نے قتل کر ڈالا اس میں بھی قصاص واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴..... آزاد کو آزاد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا اور غلام کے بدلے میں بھی قتل کیا جائے گا اور غلام کو غلام کے بدلے میں اور آزاد کے بدلے میں بھی قتل کیا جائے گا۔ مرد کو عورت کے بدلے میں اور عورت کو مرد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ مسلم کو ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ حربی یا مستامن کے بدلے میں نہ مسلم سے قصاص لیا جائے گا نہ ذمی سے۔ اسی طرح مستامن کے مستامن کے بدلے میں قصاص نہیں۔ ذمی نے ذمی کو قتل کیا قصاص لیا جائے گا اور قتل کے بعد قاتل مسلمان ہو گیا جب بھی قصاص ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۵..... مسلم نے مرتد یا مرتدہ کو قتل کیا اس صورت میں قصاص نہیں دو مسلمان دارالحرب میں امان لے کر گئے ایک نے دوسرے کو وہیں قتل کر دیا تو قصاص نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۶..... عاقل نے مجنون کے بدلے میں اور بالغ نے نابالغ کے بدلے میں اور تندرست نے بیمار کے بدلے میں اور بھلے چنگے نے اندھے کے بدلے میں اور ہاتھ پاؤں والے نے لنجے یا جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہو اس کے بدلے میں تندرست نے بیمار کے بدلے میں اور مرد نے عورت کے بدلے میں

قصاص لیا جائے گا۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۷.....اصول نے فروع کو قتل کیا مثلاً باپ نانا دادا دادی نانی نے بیٹے یا پوتے یا نواسے کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں بلکہ خود اس قاتل سے دیت دلوائی جائے گی بلکہ باپ کے ساتھ اگر بیٹے کے قتل میں کوئی اجنبی بھی شریک تھا تو اجنبی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس سے بھی دیت ہی لی جائے گی اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دو شخصوں نے مل کر اگر کسی کو قتل کیا اور ان میں ایک وہ ہے کہ اگر وہ تنہا کرتا تو قصاص واجب ہوتا اور دوسرا وہ ہے کہ تنہا قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب نہیں ہوتا تو اس پہلے سے بھی قصاص واجب نہیں مثلاً اجنبی اور باپ دونوں نے قتل کیا یا ایک نے قصداً قتل کیا دوسرے نے خطا کے طور پر۔ ایک نے نواسے کو قتل کیا دوسرے نے اجنبی۔ ان سب صورتوں میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت واجب ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۸.....آقا نے اپنے غلام کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں اسی طرح اپنے مدبر یا مکاتب یا اپنی اولاد کے غلام کو قتل کیا یا اس غلام کو قتل کیا جس کے کسی حصہ کا قاتل مالک ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۹.....قتل سے قصاص واجب تھا مگر اس کا کوئی وارث ایسا شخص ہوا کہ وہ قصاص نہیں لے سکتا تو قصاص ساقط ہو گیا مثلاً وہ قاتل اس وارث کے اصول میں سے ہے تو اب قصاص نہیں ہو سکتا جیسے ایک شخص نے اپنے خسر کو قتل کیا اور اس کے وارث صرف اس کی لڑکی ہے یعنی قاتل کی بیوی پھر یہ عورت مرگئی اس کا لڑکا وارث ہوا جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کی صورت میں بچے کا باپ سے قصاص لینا لازم آتا ہے لہٰذا قصاص ساقط۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۰.....مسلم نے اگر مسلم کو شریک سمجھ کر قتل کیا مثلاً جہاد میں ایک مسلم کو کافر سمجھا اور مار ڈالا اس صورت میں قصاص نہیں بلکہ دیت و کفارہ ہے کہ قتل عمد میں بلکہ قتل خطا جیسا ہوا اگر مسلم صف کفار میں تھا اور کسی مسلم نے قتل کر ڈالا تو دیت و کفارہ بھی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۱.....جس اگر کسی شکل میں آیا جس کا قتل جائز ہے مثلاً سانپ کی شکل میں آیا تو اس کے قتل میں مواخذہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۲.....قصاص میں جس کو قتل کیا جائے تو یہ ضروری ہے کہ تلوار ہی سے قتل کیا جائے اگر چہ قاتل نے اسے تلوار سے قتل نہ کیا ہو بلکہ کسی اور طرح سے مار ڈالا ہو جس سے قصاص واجب ہوتا ہو۔ مثلاً پتھر یا لٹھ سے یا کسی دوسرے اسلحہ سے قتل کیا بھی تلوار ہی کے حکم میں ہے لہٰذا اگر اسلحہ کے سوا کسی اور طرح سے قصاص میں قتل کیا مثلاً کنوئیں میں گرا کر مار ڈالا یا پتھر سے قتل کیا تو ایسا کرنے والے تعزیر کا مستحق ہے۔ (جوہرۂ نیرہ، درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۳.....کسی کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور مر گیا تو قاتل کی گردن تلوار سے اڑا دی جائے یہ نہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیں اسی طرح اگر اس کا سر توڑ ڈالا اور مر گیا تو قاتل کی گردن تلوار سے کاٹ دی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۱۴.....بعض اولیاء سے مقتول نے قصاص لے لیا تو باقی اولیاء اس سے ضمان نہیں لے سکتے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۵.....دو شخص ولی مقتول ضمان میں سے ایک نے معاف کر دیا اور دوسرے نے قاتل کو قتل کر ڈالا اگر اسے یہ علوم تھا کہ بعض ولی کے معاف کر دینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اگر معلوم نہیں تھا تو اس سے دیت لی جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۶.....مقتول کے بعض اولیا بالغ ہیں اور بعض نابالغ تو قصاص میں یہ انتظار نہیں کیا جائے گا کہ وہ نابالغ بالغ ہو جائیں بلکہ جو بالغ ہیں وہ بھی قصاص لے سکتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۷.....قاتل کو کسی اجنبی شخص نے (جو اس نے بہ عقل کا ولی بھی ہے) قتل کر ڈالا اگر اس نے عمداً قتل کیا ہے تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا اور خطا کے طور پر قتل کیا ہے تو اس قاتل کے عصبہ سے دیت لی جائے گی کیونکہ اس اجنبی کے لئے اس کا قتل حلال نہ تھا۔ اب اگر مقتول کا ولی یہ کہتا ہے کہ میں نے اجنبی سے قتل کرنے کو کہا تھا لہٰذا اس سے قصاص نہ لیا جائے تو جب تک گواہ نہ ہو اس کی بات نہ مانی جائے گی اور

اس اجنبی سے قصاص لیا جائے اور بہر صورت جبکہ قاتل کو اجنبی نے قتل کر ڈالا تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو گیا یعنی قصاص تو ہو ہی نہیں سکتا کہ قاتل رہا ہی نہیں اور دیت بھی نہیں مل سکتی کہ اس کے لئے رضامندی درکار ہے اور وہ پائی نہیں گئی جس طرح قاتل مر جائے تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو جاتا ہے اسی طرح یہاں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۸..... ولیانے مقتول نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ زید نے اسے زخمی کیا اور قتل کیا ہے اور زید نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ خود مقتول نے یہ کہا ہے کہ زید نے نہ مجھے زخمی کیا ہے نہ قتل کیا تو اجنبی کے گواہوں کو ترجیح دی جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۱۹..... مجروح نے یہ کہا کہ فلاں نے مجھے زخمی نہیں کیا ہے یہ کہہ کر مر گیا تو اس کے ورثا اس شخص پر قتل کا دعویٰ نہیں کر سکتے مجروح نے یہ کہا کہ فلاں شخص نے مجھے قتل کیا یہ کہہ کر مر گیا اب اس کے ورثا دوسرے شخص پر دعویٰ کرتے ہیں کہ اس نے قتل کیا ہے یہ دعویٰ مسموع نہیں ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۰..... جس کو زخمی کیا گیا اس نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یا اس کے اولیاء نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یہ معافی جائز ہے یعنی اب قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۱..... کسی کو زہر دے دیا اسے علم نہیں اور لاعلمی میں کھا پی گیا تو اس صورت میں نہ قصاص ہے نہ دیت مگر زہر دینے والے کو قید کیا جائے اور اس پر تعزیر ہوگی اور اگر خود اس نے اس کے منہ میں زبردستی ڈال دیا یا اس کے ہاتھ میں دیا اور پینے پر مجبور کیا تو دیت واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۲..... یہ کہا کہ میں نے اپنی بددعا سے فلاں کو ہلاک کر دیا یا طلسمی تیروں سے ہلاک کیا سورہ انفال پڑھ کر ہلاک کیا اور اقرار کر نے پر قصاص وغیرہ بلا زم نہیں اسی طرح اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے فلانہ بیٹھنے کے سامنے تعزیہ پڑھ کر اسے ہلاک کر دیا اس کہنے سے بھی کچھ لازم نہیں نظر بد سے ہلاک کرنے کا اقرار کرے اس کے متعلق کچھ منقول نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۲۳..... کسی نے کسی کا سر توڑ ڈالا اور خود اس نے اپنا بھی سر توڑ ڈالا اور شیر نے اسے زخمی کیا اور سانپ نے بھی کاٹ کھایا اور یہ مر گیا تو اس شخص پر جس نے سر توڑا ہے تہائی دیت واجب ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۴..... ایک شخص نے کئی شخصوں کو قتل کیا اور ان تمام مقتولین کے اولیاء نے قصاص کا مطالبہ کیا تو سب کے بدلے میں اس قاتل کو قتل کیا جائے گا اور نفلا ایک ولی نے مطالبہ کیا اور قتل کر دیا تو باقیوں کا حق ساقط ہو گیا یعنی اب ان کے مطالبہ پر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۵..... ایک شخص کو چند شخصوں نے مل کر قتل کیا تو اس کے بدلے میں یہ سب قتل کئے جائیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۲۶..... ایک سے زیادہ مرتبہ جس نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا اس کو بطور سیاست قتل کیا جائے اور گرفتاری کے بعد اگر توبہ کر لے تو اس کی توبہ مقبول نہیں اس کا وہی حکم ہے جو حرابہ کا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۷..... کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر شیر یا درندہ کے سامنے ڈال دیا اس نے مار ڈالا ایسے شخص کو سزا دی جائے اور مارا جائے اور قید رکھا جائے یہاں تک کہ وہیں قید خانہ میں ہی مر جائے، اسی طرح گرا یسے مکان میں کسی کو بند کر دیا جس میں شیر ہے جس نے مار ڈالا یا اس میں سانپ ہے جس نے کاٹ لیا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۸..... بچے کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ یا برف پر ڈال دیا اور وہ مر گیا تو اس کے عصبہ سے دیت وصول کی جائے۔ کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریا میں ڈال دیا اور ڈالتے ہی یہ نشین ہو گیا تو اس کے عصبہ سے دیت وصول کی جائے۔ اور اگر کچھ دیر تک تیرتا رہا پھر ڈوب

کر مرگیا تو دیت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲۹.....گرم تنور میں کسی آدمی کو ڈال دیا اور وہ مرگیا یا آگ میں کسی کو ڈال دیا جس سے نکل نہیں سکتا اور مرگیا تو ان دونوں صورتوں میں قصاص ہے اور اگر آگ میں ڈال کر نکال لیا اور تھوڑی سی زندگی باقی ہے مگر کچھ دنوں کے بعد مرگیا تو قصاص ہے اور اگر چلے پھرے لگا تو قصاص نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۰.....ایک شخص نے دوسرے کا پیٹ پھاڑ دیا کہ آنتیں نکل پڑیں پھر کسی اور نے دوسرے کی گردن اڑا دی تو قاتل یہی ہے جس نے گردن ماری اگر اس نے عمداً کیا ہے تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت واجب ہے اور جس نے پیٹ پھاڑا اس پر تہائی دیت واجب ہے اور اگر پیٹ اس طرح پھاڑا کہ پیٹھ کی جانب زخم نظر آگیا تو دیت کی دو تہائیاں۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ پیٹ پھاڑنے کے بعد وہ شخص ایک دن یا تم زندہ رہ سکتا ہو اور اگر زندہ نہ رہ سکتا ہو اور معقول کی طرح تڑپ رہا ہو تو وہ قاتل ہے جس نے پیٹ پھاڑا اس نے عمداً کیا ہو تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت ہے اور جس نے گردن ماری اس پر تعزیر ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے ایسا زخمی کیا تو دونوں قاتل ہیں اگر چہ ایک نے دوسرے کے ورد سے نے ایک ہی مارا کیا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۱.....کسی شخص نے مگلا کاٹ دیا صرف حلقوم کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اور ابھی جان باقی ہے دوسرے نے اسے قتل کر ڈالا تو قاتل پہلا شخص ہے دوسرے پر قصاص نہیں کیونکہ اس کا بیت میں شمار ہے لہٰذا اگر مقتول اس حالت میں قتا اور مقتول کا بیٹا مر گیا تو بیٹا وارث ہوگا یہ مقتول اپنے بیٹے کا وارث نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ نمبر ۳۲.....جو شخص حالت نزع میں تھا اسے قتل کر ڈالا اس میں بھی قصاص ہے اگر چہ قاتل کو علوم ہو کہ اب زندہ نہیں رہے گا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۳.....کسی کو عمداً ٹھی کیا کہ وہ صاحب فراش ہو گیا اور اسی میں مر گیا تو قصاص لیا جائے گا ہاں اگر کوئی ایسی چیز پائی گئی جس کی وجہ سے یہ کہا گیا ہو کہ اسی زخم سے نہیں مرا ہے تو قصاص نہیں مثلاً کسی دوسرے نے اس مجروح کی گردن کاٹ دی تو اب مرنے کو اس کی طرف نسبت کیا جائے گا وہ شخص اچھا ہو کر مرگیا تو اب یہ نہیں کہا جائیگا کہ اس زخم سے مرا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۴.....جس نے مسلمانوں پر تلوار کھینچی ایسے کو اس حالت میں قتل کر دینا واجب ہے یعنی اس کے شر کو دفع کرنا واجب ہے اگر چہ اسے قتل ہی کرنا پڑے اسی طرح اگر ایک شخص پر تلوار کھینچی تو اسے بھی قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہی شخص قتل کرے جس پر تلوار اٹھائی یا دوسرا شخص اسی طرح اگر رات کے وقت شہر میں یا خلخی سے حملہ کیا یا شہر سے باہر دن یا رات کسی وقت میں حملہ کر دیا۔ تو قاتل پر دیت واجب ہے جو خود اپنے مال سے ادا کرے۔ یہی حکم بچے کا ہے کہ اس کی بھی دیت دینی ہوگی اور اگر جانور نے حملہ کیا اور جانور کو مار ڈالا تو اس کی قیمت کا تاوان دینا ہوگا۔ (جوہرہ و درمختار)

مسئلہ نمبر ۳۵.....جو شخص تلوار مار کر بھاگ گیا کہ اب دوبارہ مارنے کا ارادہ نہیں رکھتا پھر اسے کسی نے مار ڈالا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ یعنی اسی وقت اس کو قتل کرنا جائز ہے جب وہ حملہ کر رہا ہے یا حملہ کرنا چاہتا ہے بعد میں جائز نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۶.....کسی میں چور گھسا اور مال چرا کر لے جانے لگا۔ صاحب خانہ نے پیچھا کیا اور چور کو مار ڈالا تو قاتل کے ذمہ کچھ نہیں مگر یہ اس وقت ہے کہ معلوم نہ ہو کہ شور کرنے اور چلانے سے مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا اور اگر معلوم ہے کہ شور کرے گا تو مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا تو قتل کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اس وقت قتل کرنے سے قصاص واجب ہوگا۔ (جوہرہ)

مسئلہ نمبر ۳۷.....کان میں چور گھسا اور ابھی مال لے کر نکلا نہیں اس نے شور مچا دیا مگر وہ بھاگا نہیں یا اس کے کان میں یا

دوسرے کے مکان میں نقب لگا رہا ہے اور شور کرنے سے بھاگتا نہیں اس کو قتل کرنا جائز ہے بشرطیکہ چور ہونا اس کا معروف و مشہور ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۸.....ولی مقتول نے قاتل کو یا کسی دوسرے کو قصاص بہ کر دیا یا جائز ہے۔ قصاص لینی چھوڑ نہیں جس کا مالک دوسرے کو بنایا جا سکے۔ اور اس کو ہبہ کرنے سے قصاص ساقط نہیں ہوگا۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۳۹.....ولی مقتول نے معاف کر دیا یہ صلح سے افضل ہے اور صلح قصاص سے افضل ہے اور معاف کرنے کی صورت میں اس سے دنیا میں مطالبہ نہیں ہو سکتا یہ اب قصاص لیا جا سکتا ہے نہ دیت لی جا سکتی ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

رہا مواخذۂ اخروی اس سے بری نہیں ہوا کیونکہ قتل ناحق میں تین حق اس سے متعلق ہیں ایک حق اللہ تو وہ حق مقتول تیسرا حق ولی۔ ولی کو اپنا حق معاف کرنے کا اختیار تھا اس نے معاف کر دیا مگر حق اللہ اور حق مقتول بہ ستور باقی ہیں ولی کے معاف کرنے سے وہ معاف نہیں ہوئے۔

مسئلہ نمبر ۴۰.....مجروح کا معاف کرنا صحیح ہے یعنی معاف کرنے کے بعد مر گیا تو اب ولی کو قصاص لینے کا اختیار نہیں رہا۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴۱.....قاتل کی تو پیچھ نہیں جب تک کہ وہ اپنے کو قصاص کے لئے پیش نہ کرے یعنی اولیائے مقتول جو اس طرح ہو سکے راضی کرے خواہ وہ قصاص لے کر راضی ہوں یا کچھ لے کر مصالحت کریں یا بغیر کچھ لئے معاف کر دیں اب وہ دنیا میں بری ہو گیا اور معصیت پر اقدام کرنے کا جرم و ظلم پوتہ سے معاف ہو جائے گا۔ (ردالمحتار و درمختار)

اطراف میں قصاص کا بیان

مسئلہ نمبر ۱.....اعضاء میں قصاص وہیں ہوگا جہاں مماثلت کی رعایت کی جا سکے یعنی جتنا اس نے کیا ہے تاکا جائے یا متقاتل بہ ہو کہ اس سے زیادتی ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۲.....ہاتھ کو جوڑ پر سے کاٹ لیا ہے اس کا قصاص لیا جائے گا جس جوڑ سے کاٹا ہے اس جوڑ سے اس کا بھی ہاتھ کاٹ لیا جائے۔ اس میں نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کا ہاتھ چھوٹا تھا اور اس کا بڑا ہے کہ ہاتھ دونوں یکساں قرار پائیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۳.....کلائی یا پنڈلی درمیان میں سے کاٹ دی یعنی جوڑ پر سے نہیں کلائی بلکہ آدھی یا کم و بیش کاٹ دی اس میں قصاص نہیں کہ یہاں مماثلت ممکن نہیں اسی طرح ناک کی ہڈی کل یا اس میں سے کچھ کاٹ دی یہاں بھی قصاص نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ نمبر ۴.....پاؤں کاٹا یا ناک کا نرم حصہ کاٹا یا کان کاٹ دیا ان میں قصاص ہے اور اگر ناک کے نرم حصہ میں سے کچھ کاٹا ہے قصاص واجب نہیں اور ناک کی نوک کاٹی ہے اس میں حکومت عدل ہے۔ کاٹنے والے کی ناک اس کی ناک سے چھوٹی ہے تو جس کی ناک کاٹی ہے اسے اختیار ہے کہ قصاص لے لے دیت اور اگر کاٹنے والے کی ناک میں کوئی خرابی ہے مثلاً وہ بتلا ہے جذام سے یا بہت بڑھی ہوئی ہے یا اس کی ناک کچھ کٹی ہوئی ہے یا اس کی کسی قسم کا نقصان ہے تو اسے اختیار ہے کہ قصاص لے لے دیت۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۵.....کان کاٹنے میں قصاص اس وقت ہے کہ پورا کاٹ لیا ہو یا تاکا ہوا جس کی کوئی حد ہوتا کہ تاکنا اس کا کان بھی کاٹا جائے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو قصاص نہیں کہ مماثلت ممکن نہیں کاٹنے والے کا کان چھوٹا ہے اور اس کا بڑا، قتال کاٹنے والے کا کان میں جسیمہ جسیلہ پھٹا ہوا ہے اور اس کا کان سالم تھا تو اسے اختیار ہے کہ قصاص لے لے دیت۔ (درمختار)

هٰذَا مَيَسَّرَ لِيْ الْآنَ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ هُوَ حَسْبِيْ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ وَ اللّٰهُ الْمَسْئُوْلُ اَنْ يُّوَفِّقَنِيْ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَ يَرْزُقَنِيْ حُسْنَ الْخَاتِمَةِ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ اَنَا الْفَقِيْرُ الْحَقِيْرُ اَبُو الْعُلَا مُحَمَّد اَمْجَد عَلَى الْاَعْظَمِي غُفِرَلَهٗ وَلِوَالِدَيْهِ وَاَسَاتِذَهٖ وَلِمُعْتَبِهٖ.

عرض حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً علی حبیبہ وعلی الہ و اصحابہ المتقین با

امابعد فقیر پر تقصیر ابوالعلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ متوطن محلہ کریم الدین پور ضلع اعظم گڑھ عرض پرداز ہے کہ ضرورت زمانہ نے اس طرف توجہ دلائی کہ مسائل بھی صحیح و مدلل ایک مجموعہ اردو زبان میں برادران اسلام کی خدمت میں پیش کیا جاوے۔ اس طرح یہ ہمارے اردو خواں عوام بھائی بھی مستفید ہو سکیں اور اپنی ضرورت میں اس سے کام لے سکیں۔ اردو زبان میں اب تک ایسی کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی تھی جو صحیح مسائل پر مشتمل ہو اور ضروریات کے لئے کافی ہو وافی ہو۔

فقیر پر بہ کثرت مشاغل دیرینہ اتنی فرصت نہیں پاتا تھا کہ اس کام کو پورے طور انجام دے سکے۔ مگر حالت زمانہ نے مجبور کیا اور اس لئے تھوڑی فرصت نکالنی پڑی جب بھی فرصت ہاتھ آجاتی اس کام کو قدرے انجام دے لیتا۔ تدریس کی مشغولیت اور افتاء وغیرہ چند ذہنی کام ایسے انجام دینے پڑتے جس کی وجہ سے تصنیف کتاب کے لئے فرصت نہ ملتی مگر اللہ پر توکل کر کے جب یہ کام شروع کر دیا تو بزرگان کرام و مشائخ و مظام و اساتذہ و اعلام کی دعاؤں کی برکت سے ایک حد تک اس میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کتاب کا نام بہارِ شریعت رکھا جس کے بفضلہ تعالیٰ ستر حصے عمل ہو چکے ہیں اور بحمدہ تعالیٰ یہ کتاب مسلمانوں میں بے حد درجہ مقبول ہوئی۔ عوام تو عوام اہل علم کے لئے بھی نہایت کارآمد ثابت ہوئی۔

اس کتاب کی تصنیف میں عموماً یہی ہوا ہے کہ ماہ رمضان مبارک کی تعطیل میں جو کچھ دوسرے کاموں سے وقت بچتا اس میں کچھ لکھ لیا جاتا یہاں تک کہ جب ۱۹۳۹ء میں جنگ شروع ہوئی اور کاغذ کا ملنا نہایت مشکل ہو گیا اور اسکی طبع میں دشواریاں پیش آ گئیں تو اس کی تصنیف کا سلسلہ بھی جو کچھ تھا وہ بھی جاتا رہا اور یہ کتاب اس حد تک پوری ہو سکی جس کا فقیر نے ارادہ کیا تھا۔ بلکہ اپنا ارادہ تو یہ تھا کہ اس کتاب کی تکمیل کے بعد اسی نہج پر ایک دوسری اور کتاب لکھی جائے جو تصوف اور سلوک کے مسائل پر مشتمل ہو مگر جس کا اظہار اس سے پیشتر نہیں کیا گیا تھا بتا دینا ہے جو ضد اپنا ہے۔

چند سال کے اندر متعدد حوادث عظیم ایسے درپیش ہوئے جنہوں نے اس کامل بھی مجھ نہ رکھا کہ بہارِ شریعت کی تصنیف کو حد تکمیل تک پہنچاتا۔ ۷ شعبان ۱۳۵۸ھ کو میری ایک جوان لڑکی کا انتقال ہوا اور ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ کو میرا انجلا لڑکا مولوی محمد یحییٰ مرحوم کا انتقال ہوا شب دوم رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو بڑے لڑکے مولوی حکیم شمس الہدیٰ مرحوم نے رحلت کی۔ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ کو میرا چھوٹا لڑکا عطاء المصطفیٰ مرحوم کا ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ کو ضلع علی گڑھ میں انتقال ہوا۔ اور اسی دوران مولوی شمس الہدیٰ مرحوم کی تین جوان لڑکیوں اور ان کی اہلیہ کا اور مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے ایک لڑکے کا اور مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کی اہلیہ اور بچی کا انتقال ہوا۔ ان جسیم حوادث نے قلب و دماغ پر کافی مار ڈالا یہاں تک کہ مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کے سوم کے روز بہ نیت ختم تلاوت قرآن مجید کر رہا تھا آنکھوں کے سامنے اندھیرا معلوم ہونے لگا اس میں برابر ترقی ہوتی رہی اور نظر کی کمزوری اب اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں۔ ایسی حالت میں "بہارِ شریعت" کی تکمیل میرے لئے بالکل دشوار ہو گئی اور میں نے اپنی اس تصنیف کو اس حد پر ختم کر دیا۔ گویا اب اس کتاب کو کامل بھی کہا جا سکتا ہے مگر ابھی اس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا۔ اگر توفیق الٰہی سعادت کرتی اور یہ بقیہ مضامین بھی گرہ میں آ جاتے تو فقہ کے جمیع ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہوتی اور

کتاب مکمل ہو جاتی اور اگر میری دعا دیا ملا بلسنت میں سے کوئی صاحب اس کا تکمیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمائیں تو میری عین خوشی ہے۔

محرم ۱۳۶۲ھ فقیر نے چند طلبہ خصوصاً عزیزی مولوی معین الدین صاحب امروہی و عزیزی سید علیہ احمد صاحب نگینوی و بھیجی مولوی حافظ قاری محبوب رضا خاں صاحب بریلوی و عزیزی مولوی محمد خلیل مارہروی کے اصرار پر شرح معانی الآثار معروف بطحاوی شریف کا تشیہ شروع کیا تھا کہ یہ کتاب نہایت معرکۃ الآرا حدیث و فقہ کی جامع حواشی سے خالی تھی۔ استاذ العظم حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب پر کہیں کہیں کچھ تعلیقات تحریر فرمائے ہیں جو بالکل طلبہ کے لئے ناکافی ہے۔ مکمل اور مفصل حاشیہ کی شدید ضرورت تھی، اس تشیہ کا کام سنہ مذکورہ میں تقریباً سات ماہ تک کیا مگر مولوی عطاء المصطفیٰ کی علالت شدید و بحران کے انتقال نے اس سلسلہ کو بند کرنے پر مجبور کیا۔ طلبہ اول کا نصف بفضلہ تعالیٰ نکھے ہو چکا ہے جس کے صفحات کی تعداد بارہ سو ۱۲۵۰ ہیں اور ہر صفحہ ۳۵ یا ۳۶ سطروں پر مشتمل ہے۔ اگر کوئی صاحب اس کام کو بھی آخر تک پہنچا کیں تو میری عین خوشی ہے خصوصاً میرے تلامذہ میں سے کسی کو ایسی توفیق نصیب ہو اور اس کتاب کے تشیہ کی خدمت انجام دیں تو ان کی عین سعادت اور میری قلبی مسرت کی باعث ہوگی۔

سب سے آخر میں تمام ان حضرات سے جو اس کتاب سے فائدہ حاصل کریں فقیر کی التجاء ہے کہ سمیم قلب سے اس فقیر کے لئے حسن خاتمہ اور مغفرت ذنوب کی دعا کریں۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان کو اور اس فقیر کو راہ مستقیم پر قائم رکھے اور اتباع نبی کریم ﷺ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَقَابِ وِزْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

WWW.NAFSEISLAM.COM